تاریخ ابنِ کثیر

البدایہ والنہایہ

حصہ ہفتم - ہشتم

علامہ حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ ابن کثیر

ابوالفدا حافظ ابن کثیر دمشقی

Marfat.com

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرہ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد ہفتم

۱۳ھ سے ۴۰ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے اس میں معرکہ یرموک، فتح دمشق، معرکہ قادسیہ معرکہ حمص، معرکہ قنسرین، معرکہ قیساریہ، معرکہ اجنادین، معرکہ جلولاء، معرکہ نہاوند، معرکہ افریقہ، معرکہ اندلس، فتح حلوان ومدائن ومصر کے علاوہ اور بھی بے شمار معرکوں کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں۔

تصنیف ❀ علامہ حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴)

ترجمہ ❀ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

Marfat.com

البِدَاية والنَهَاية

مصنفہ علامہ حافظ ابوالفدا اعماد الدین ابن کثیر کے حصہ سوم' چہارم کے اُردو ترجے کے
جملہ حقوق اشاعت وطباعت' تصحیح وترتیب وتبویب قانونی بحق

طارق اقبال گاہندری

مالک نفیس اکیڈمی کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب	....	تاریخ ابنِ کثیر (جلد ہفتم)
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا اعماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	....	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	....	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل	....	جنوری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۴۷۲ صفحات
ٹیلیفون	....	۷۷۲۲۰۸۰۔۰۲۱

Marfat.com

تعارف جلد ہفتم

اختر فتح پوری

البدایہ والنہایہ کی ساتویں جلد اس وقت ہمارے پیش نظر ہے جو ۱۳ھ سے ۴۰ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے اس میں معرکہ یرموک' فتح دمشق' معرکہ قادسیہ' معرکہ حمص' معرکہ قنسرین' معرکہ قیساریہ' معرکہ اجنادین' معرکہ جلولاء' معرکہ نہاوند' معرکہ افریقہ' معرکہ اندلس' فتح حلوان و مدائن و مصر کے علاوہ اور بھی بے شمار معرکوں کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں۔ جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری وفدا کاری اور شجاعت و بسالت کے ایسے ایمان افروز واقعات درج ہیں جن کے مطالعہ سے انسان کے ایمان وایقان میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

مؤلف مرحوم نے اس ضمن میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر کیے جانے والے اعتراضات کا بھی جائزہ لیا ہے خصوصاً ان اعتراضات کا جو حربی تاریخ کے عظیم ہیرو سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر کیے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپ نے متمم بن نویرہ کو قتل کیا اور اس کی بیوہ سے شادی کر لی اور آمیزہ شراب سے غسل کیا اور ایک شخص کو ہزاروں دراہم دے دیئے' مؤلف نے بڑی دیدہ ریزی کے ساتھ ان اعتراضات کا جائزہ لے کر ان کو ہبا منثورا کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کی بھی نقاب کشائی کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو امارت سے کیوں معزول کیا تھا۔

اس جلد میں معرکہ جمل' معرکہ صفین اور معرکہ نہروان کا بھی تفصیلی بیان موجود ہے جن میں ہزاروں مسلمان کھیت رہے اور اس دوران میں سبائیوں نے جو ریشہ دوانیاں کیں اور جس دسیسہ کاری کے ساتھ قرن اوّل کے مسلمانوں کو آپس میں لڑایا' یہ ایک قابل مطالعہ چیز ہے' الدار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیسے ہوا' کوفہ' بصرہ اور مصر سے سبائی کس بہانے سے آئے' صحابہ رضی اللہ عنہم کو انہوں نے آ کر کیا کہا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کیا کیا اعتراضات کیے' پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرا اور پھر انہیں کہا

''ہم آپ کو بھی وہاں پہنچا دیں گے جہاں ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچایا ہے''۔

ہمارے نزدیک اس دور کے تکفیر باز حضرات کے لیے اس میں ایک ایسا سبق آموز واقعہ بھی موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی مسلمان کو خواہ وہ بدعملی میں کہاں تک بڑھ جائے کافر قرار دینے سے گریز کرنا چاہیے۔

معرکہ جمل میں مؤلف مرحوم نے بیان کیا ہے کہ باوجودیکہ اس معرکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پانچ ہزار

Marfat.com

آدمی قتل کر دیئے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں فوجوں کے مقتولین کی نماز جنازہ ادا کی' نیز فرمایا یہ ہمارے بھائی ہیں جنہیں غلطی لگی ہے۔

ایک سائل نے آپ سے خوارج کے متعلق دریافت کیا: کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا نہیں' اس نے کہا کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا نہیں' منافق زیادہ ذکر الٰہی نہیں کرتے اور نہ طویل سجدہ ہوتے ہیں' اس نے پوچھا اگر یہ مشرک بھی نہیں اور منافق بھی نہیں تو یہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے' اللہ اللہ توحید و رسالت کے اقرار کندہ کی کیا شان ہے۔

علاوہ ازیں اس میں خلفائے راشدین کے حالات' ان کے مناقب و فضائل اور ان کی شان میں بیان ہونے والی احادیث کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کی چھان پھٹک کے بعد ان کے ضعف و قوت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

اور ۱۳ھ سے ۴۰ھ تک جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس جس جنگ میں وفات پائی ہے ان کے مختصر حالات بھی بیان کیے گئے ہیں جن کو پڑھ کر

کرشمہ دامن میکشد کہ جا ایں جا است

کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

حق بات یہ ہے کہ یہ ایک روحانی مائدہ ہے جس پر انواع و اقسام کے کھانے چنے گئے ہیں جو انسان کے قلب و روح کو شاد کام کرتے ہیں' برصغیر ہندو پاک میں نفیس اکیڈمی کے مالک جناب چودھری طارق اقبال گاہندری' مسلمان قوم کے وہ واحد جانباز سپوت ہیں جنہوں نے اپنی قوم اور دیگر اقوام کے لوگوں کو صحیح اسلامی تاریخ سے آگاہ کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا کر یہ روحانی دستر خوان بچھا دیا ہے اور تاریخ کے نکتہ دان حضرات کو صلائے عام دے دی ہے کہ وہ آ کر لطف اندوز ہوں' ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم خدمت اسلامی کا اجر جزیل عطا فرمائے۔

اختر فتح پوری

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	ہجرت کا تیرھواں سال	۱۵
2	معرکہ یرموک	۱۸
3	جنگ یرموک کے بعد شام کی امارت کا حضرت خالد سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہونا	۳۲
4	حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے شام آنے کے بعد عراق میں جرت کا معرکہ	۳۳
5	حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت	۳۵
6	فتح دمشق	۳۶
	باب	
7	فتح دمشق کے متعلق علماء کا اختلاف	۴۱
	باب	
8	چشمہ شہداء	۴۳
9	معرکہ فحل	۴۳
10	اس وقت ارض عراق میں جو قتال ہوا	۴۴
11	النمارق کا معرکہ	۴۵
12	معرکہ جسر ابی عبید اور امیر المسلمین اور بہت سی مخلوق کا قتل	۴۶
13	البویب کا معرکہ جس میں مسلمانوں نے ایرانیوں سے بدلہ لیا	۴۸
	باب	
14	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا امیر عراق بننا	۵۰
15	اختلاف کے بعد ایرانیوں کے یزدگرد کے پاس جمع ہونے کا بیان	۵۰
16	۱۳ھ میں ہونے والے واقعات	۵۱
17	حافظ ذہبیؒ کے موافق، حروف ابجد کے مطابق اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر	۵۲
18	ہجرت کا چودھواں سال	۵۶
19	جنگ قادسیہ	۵۹
	باب	
20	قادسیہ کی حیرت انگیز جنگ	۶۷
21	اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر کا تذکرہ	۷۴
22	پندرھواں سال	۷۷
23	حمص کا پہلا معرکہ	۷۸
24	قنسرین کا معرکہ	۷۸
25	قیساریہ کا معرکہ	۷۹
26	اجنادین کا معرکہ	۸۰
27	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح	۸۱
28	معرکہ نہر شیر	۸۹
29	حروف ابجد کے مطابق اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر	۹۰
30	مدائن کی فتح کا بیان	۹۲
31	معرکہ جلولاء	۹۸
32	فتح حلوان کا بیان	۱۰۱
33	تکریت اور موصل کی فتح	۱۰۱
34	سرزمین عراق میں ماسبذان کی فتح	۱۰۲
35	اس سال میں قرقیسیا اور ھیت کی فتح	۱۰۳
	۱۷ھ	۱۰۵
36	حمص میں رومیوں کا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا	

Marfat.com

	محاصرہ کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شام آنا	۱۰۶
37	جزیرہ کی فتح	۱۰۷
38	طاعون عمواس کے کچھ حالات	۱۰۹
39	ایک عجیب واقعہ جس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو قنسرین سے معزول کیا گیا	۱۱۲
40	اہواز، مناذر اور نہر تیری کی فتح	۱۱۵
41	پہلی دفعہ تستر کا صلح سے فتح ہونا	۱۱۶
42	بحرین کی جانب سے بلاد فارس کے ساتھ جنگ کا بیان ابن جریر بحوالہ سیف	۱۱۷
43	دوسری دفعہ تستر کے فتح ہونے اور ہرمزان کے قید ہونے اور اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجے جانے کا بیان	۱۱۸
44	فتح سوس	۱۲۰
	۱۸ھ	۱۲۴
45	حضرت الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ	۱۲۹
46	حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ	۱۲۹
47	حضرت عامر بن عبداللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	۱۲۹
48	حضرت الفضل بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما	۱۳۰
49	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱۳۰
50	حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	۱۳۱
51	حضرت ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ	۱۳۲
	۱۹ھ	۱۳۲
52	اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر	۱۳۳
	۲۰ھ	۱۳۳
53	فتح مصر کی کہانی ابن اسحاق کی زبانی	۱۳۴
54	نیل مصر کا واقعہ	۱۳۷
55	وفات پانے والے اعیان کا ذکر	۱۳۹
56	حضرت انیس بن مرثد ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہما	۱۴۰
57	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت بلال بن ابی رباح الحبشی المؤذن رضی اللہ عنہ	۱۴۰
58	حضرت سعید بن عامر بن خذیم رضی اللہ عنہ	۱۴۱
59	حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ	۱۴۱
60	حضرت ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ	۱۴۱
61	حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ	۱۴۲
62	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۱۴۲
63	رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا	۱۴۳
64	حضرت عویم بن ساعدۃ الانصاری رضی اللہ عنہ	۱۴۴
65	حضرت بشر بن عمرو بن حنش رضی اللہ عنہ	۱۴۴
66	حضرت ابوخراشہ خویلد بن مرۃ الہذلی رضی اللہ عنہ	۱۴۴
	۲۱ھ	۱۴۴
67	معرکہ نہاوند	۱۴۴
68	۲۱ھ میں وفات پانے والوں کا ذکر	۱۵۵
69	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	۱۵۵
70	حضرت طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ	۱۶۱
71	حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ	۱۶۲
72	حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ	۱۶۳
73	حضرت نعمان بن مقرن بن عائذ المزنی رضی اللہ عنہ	۱۶۳
	۲۲ھ	۱۶۴
74	اس میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں جن میں ہمدان کا دوبارہ فتح ہونا بھی شامل ہے پھر اس کے بعد رے اور آذربائیجان فتح ہوئے	۱۶۵
75	رے کی فتح	۱۶۵
76	قومس کی فتح	۱۶۵
77	جرجان کی فتح	۱۶۶
78	آذربائیجان کی فتح	۱۶۶
79	باب کی فتح	۱۶۶
80	ترکوں سے پہلی جنگ	۱۶۷

Marfat.com

81	سدکا واقعہ	۱۶۸
82	سدکے بقیہ حالات	۱۶۹
83	یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ کا واقعہ	۱۷۱
84	احنف بن قیس اور خراسان	۱۷۱
	۲۳ھ	۱۷۶
85	حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات	۱۷۶
86	فسا اور دارا بجرد کی فتح اور ساریہ بن زنیم کا واقعہ	۱۷۶
87	غزوۂ اکراد	۱۷۹
88	سلمہ بن قیس اشجعی اور اکراد کے حالات	۱۷۹
89	آپ کا حلیہ	۱۸۶
90	آپ کی بیویوں‘ بیٹوں اور بیٹیوں کا ذکر	۱۸۷
91	آپ کے بعض مراثی کا ذکر	۱۸۸
92	حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ	۱۹۰
93	حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ	۱۹۰
94	حضرت ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	۱۹۱
95	حضرت علقمہ بن علاثہ رضی اللہ عنہ	۱۹۱
96	حضرت علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ	۱۹۱
97	حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ	۱۹۱
98	حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ	۱۹۲
99	حضرت معمر بن الحارث رضی اللہ عنہ	۱۹۲
100	حضرت میسرہ بن مسروق العبسی رضی اللہ عنہ	۱۹۲
101	حضرت واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۱۹۲
102	حضرت ابوخراش الہذلی شاعر رضی اللہ عنہ	۱۹۲
103	حضرت ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ	۱۹۳
104	حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	۱۹۳
105	حضرت ہند بن عتبہ رضی اللہ عنہ	۱۹۳
106	امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ کی خلافت	
	اور ۲۴ھ کا آغاز	۱۹۴
107	۲۵ھ	۲۰۱
108	۲۶ھ	۲۰۲
109	۲۷ھ	۲۰۲
110	غزوۂ افریقہ	۲۰۲
111	غزوۂ اندلس	۲۰۳
112	مسلمانوں کے ساتھ جرجیر اور بربر کا معرکہ	۲۰۳
113	۲۸ھ	۲۰۴
114	۲۹ھ	۲۰۵
115	۳۰ھ	۲۰۵
	باب	
116	اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر	۲۰۸
117	حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ	۲۰۸
118	حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ	۲۰۸
119	حضرت الطفیل بن الحارث رضی اللہ عنہ	۲۰۸
120	حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ	۲۰۸
121	حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ	۲۰۸
122	حضرت عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہ	۲۰۸
123	حضرت مسعود بن ربیعہ رضی اللہ عنہ	۲۰۸
124	حضرت معمر بن ابی سرح رضی اللہ عنہ	۲۰۹
125	حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ	۲۰۹
	۳۱ھ	۲۰۹
126	ایرانیوں کے بادشاہ کسریٰ یزدگرد کے قتل کی کیفیت	۲۱۰
	۳۲ھ	۲۱۲
127	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۱۴
128	حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	۲۱۴
129	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۲۱۵
130	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	۲۱۶
131	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۲۱۸
132	۳۳ھ	۲۱۹

Marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ
133	۳۴ھ	۲۲۰
134	۳۵ھ	۲۲۶
135	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت	۲۲۶
136	مصر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پارٹیوں کے دوبارہ آنے کا بیان	۲۳۰
137	امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کا بیان	۲۳۴
138	ایک اور طریق	۲۳۶
139	ایک اور طریق	۲۳۶
140	ایک اور طریق	۲۳۷
141	ایک اور طریق	۲۳۷
142	ایک اور طریق	۲۳۷
143	ایک اور طریق	۲۳۸
	باب	
144	محاصرہ کی حالت	۲۴۱
	باب	
145	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد صحابہؓ کے تاثرات	۲۵۱
	باب	
146	آپ کی عمر اور تدفین کا بیان	۲۵۲
147	آپ کا حلیہ	۲۵۴
148	**باب**	
149	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت	۲۵۵
150	آپ ہی سے ایک دوسرا طریق	۲۵۵
151	آپ کے بعض مراثی کا ذکر	۲۵۹
	باب	
152	ایک اعتراض اور اس کا جواب	۲۶۱
153	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بیان ہونے والی احادیث	۲۶۳
154	ایک اور حدیث	۲۶۶
155	ایک اور حدیث	۲۶۸
156	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور طریق	۲۶۹
157	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق	۲۶۹
158	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق	۲۶۹
159	ایک اور حدیث	۲۷۰
160	ایک اور حدیث	۲۷۰
161	ایک اور حدیث	۲۷۰
162	ایک اور حدیث	۲۷۱
163	ایک اور حدیث	۲۷۱
164	ایک اور حدیث	۲۷۱
165	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق	۲۷۱
166	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بالفاظ دیگر ایک اور طریق	۲۷۲
167	دوسری قسم کی احادیث وہ ہیں جو صرف آپ کے فضائل میں بیان ہوئی ہیں	۲۷۲
168	ایک اور طریق	۲۷۳
169	ایک اور حدیث	۲۷۳
170	ایک اور حدیث	۲۷۴
171	ایک اور حدیث	۲۷۵
172	ایک اور حدیث	۲۷۵
173	ایک اور حدیث	۲۷۵
174	ایک اور حدیث	۲۷۶
175	ایک اور حدیث	۲۷۶
176	ایک اور طریق	۲۷۶
177	ایک اور حدیث	۲۷۷
178	ایک اور حدیث	۲۷۸
179	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث	۲۷۹

Marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ
180	ایک اور حدیث	۲۷۹
181	ایک اور حدیث	۲۸۰
182	ایک اور حدیث	۲۸۰
183	ایک اور حدیث	۲۸۰
184	آپ کی سیرت کے کچھ واقعات جو آپ کی فضیلت پر دال ہیں	۲۸۰
185	آپ کے خطبات کا نمونہ	۲۸۲
	باب	
186	متفرق واقعات	۲۸۴
	باب	
187	آپ کے مناقب	۲۸۵
188	آپ کی بیویوں بیٹوں اور بیٹیوں کا بیان	۲۸۷
	باب	
189	رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث	۲۸۹
	باب	
190	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان وفات پانے والے حضرات کا بیان جن کی وفات کا معین وقت معلوم نہیں	۲۸۹
191	حضرت انس بن معاذ بن انس بن قیس الانصاری البخاری رضی اللہ عنہ	۲۸۹
192	حضرت اوس بن خولی الانصاری رضی اللہ عنہ	۲۸۹
193	حضرت الحر بن قیس رضی اللہ عنہ	۲۹۰
194	حضرت الحطیہ رضی اللہ عنہ	۲۹۰
195	حضرت خبیب بن یساف بن عتبہ انصاری رضی اللہ عنہ	۲۹۰
196	حضرت عبداللہ بن حذافہ بن قیس القرشی السہمیؓ	۲۹۰
197	حضرت عبداللہ بن سراقہ بن المعتمر العدوی رضی اللہ عنہ	۲۹۱
198	حضرت عبداللہ بن قیس بن خالد انصاری رضی اللہ عنہ	۲۹۱
199	حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن زید انصاری حارثی	۲۹۱
200	حضرت عمرو بن سراقہ بن المعتمر العدوی	۲۹۱
201	حضرت عمیرؓ بن سعد انصاری اوسی	۲۹۱
202	حضرت عروہ بن حزام ابوسعید العدویؓ	۲۹۱
203	حضرت قطبہ بن عامر ابوزید انصاریؓ	۲۹۲
204	حضرت قیسؓ بن مہدی بن قیس بن ثعلبہ انصاری نجاری	۲۹۲
205	حضرت لبید بن ربیعہ ابوعقیل العامریؓ	۲۹۲
206	حضرت المسیب بن حزن بن ابی وہب مخزومیؓ	۲۹۲
207	حضرت معاذ بن عمرو الجموح انصاریؓ	۲۹۲
208	حضرت محمد بن جعفر بن ابی طالب قرشی ہاشمیؓ	۲۹۳
209	حضرت معبد بن العباس بن عبدالمطلبؓ	۲۹۳
210	حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسیؓ	۲۹۳
211	حضرت منقذ بن عمرو انصاریؓ	۲۹۳
212	حضرت نعیم بن مسعود ابوسلمہ غطفانیؓ	۲۹۳
213	حضرت ابوذؤیب خویلد بن خالد الہذلیؓ	۲۹۳
214	حضرت ابورہم سبرۃ بن عبدالعزیٰ القرشیؓ	۲۹۴
215	حضرت ابوزبید الطائیؓ	۲۹۴
216	حضرت ابوسبرۃ بن ابی رہم العامریؓ	۲۹۴
217	حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ	۲۹۴
218	حضرت ابوہاشم بن عتبہؓ	۲۹۴
219	امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کی خلافت	۲۹۵
220	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت کا بیان	۲۹۹
221	۳۶ھ	۳۰۳
222	معرکہ جمل کا آغاز	۳۰۴
223	شام کی بجائے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی بصرہ	
224	کی طرف روانگی	۳۰۸
	باب	
225	حضرت عائشہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی ملاقات	۳۲۴
	باب	
226	معرکہ جمل میں فریقین کے نجیب سادات صحابہؓ	

Marfat.com

	وغیرہ میں سے قتل ہونے والے اعیان کا ذکر اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مقتولین کی تعداد دس ہزار تھی اور زخمیوں کی کثرت کی وجہ سے شمار نہ ہو سکتا تھا	۳۲۶
227	جنگ جمل کے روز میدان کارزار میں قتل ہونے والے	۳۲۶
228	حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۳۲۶
229	حضرت زبیر بن العوام بن خویلد رضی اللہ عنہ	۳۲۸
230	اس سال یعنی ۳۶ھ میں	۳۳۰
	باب	
231	اہل عراق اور اہل شام کے درمیان معرکہ صفین	۳۳۴
	۳۷ھ	۳۳۹
232	شامیوں کا مصاحف کو بلند کرنا	۳۵۸
233	واقعہ تحکیم	۳۶۲
234	خوارج کا خروج	۳۶۴
	باب	
235	خوارج کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے علیحدگی	۳۶۶
236	دومۃ الجندل میں حکمین یعنی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ملاقات	۳۷۰
237	خوارج کا کوفہ سے خروج اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ	۳۷۳
238	امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خوارج کی طرف روانگی	۳۷۷
239	ان کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث	۳۸۰
240	پہلا طریق	۳۸۰
241	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۳۸۱
242	ایک اور طریق	۳۸۱
243	ایک اور طریق	۳۸۱
244	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۳۸۱
245	ایک اور طریق	۳۸۲
246	ایک اور طریق	۳۸۳
247	ایک اور طریق	۳۸۳
248	ایک اور طریق	۳۸۴
249	ایک اور طریق	۳۸۴
250	ایک اور طریق	۳۸۴
251	ایک اور طریق	۳۸۵
252	ایک اور طریق	۳۸۵
253	ایک اور طریق	۳۸۵
254	دوسری حدیث از حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ	۳۸۷
255	تیسری حدیث از حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۳۸۷
256	ایک اور طریق	۳۸۷
257	چوتھی حدیث از حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۳۸۸
258	پانچویں حدیث از حضرت سعدؓ بن ابی وقاص	۳۸۹
259	چھٹی حدیث از حضرت سعید بن سعد بن مالک بن سنان انصاریؓ	۳۸۹
260	طریق اوّل	۳۸۹
261	طریق دوم	۳۹۰
262	طریق سوم	۳۹۰
263	طریق چہارم	۳۹۰
264	طریق پنجم	۳۹۱
265	طریق ششم	۳۹۱
266	طریق ہفتم	۳۹۲
267	طریق ہشتم	۳۹۳
268	آٹھویں حدیث از حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۳۹۳
269	نویں حدیث از حضرت سہل بن حنیف انصاریؓ	۳۹۴
270	دسویں حدیث از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما	۳۹۴
271	گیارھویں حدیث از حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما	۳۹۵
272	بارھویں حدیث از حضرت عبد اللہ بن عمروؓ	۳۹۵

Marfat.com

273	تیرھویں حدیث از حضرت ابوذرؓ	۳۹۵
274	چودھویں حدیث از ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۳۹۶
275	دو صحابہؓ سے ایک اور روایت	۳۹۷
276	خوارج سے قتال کرنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدح میں حدیث	۳۹۷
277	اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث	۳۹۸
278	اس بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث	۳۹۹
279	اس بارے میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث	۳۹۹
	باب	
280	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر	۴۰۱
	باب	
281	الحریث بن راشد الناجی کی بغاوت	۴۰۴
	باب	
282	جنگ نہروان کا صحیح سن	۴۰۶
283	اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر	۴۰۶
284	حضرت خباب بن الارت بن جندلۃ بن سعد بن خزیمہؓ	۴۰۶
285	حضرت خزیمہ بن ثابتؓ	۴۰۷
286	حضرت عبداللہ بن ابی الارقمؓ	۴۰۷
287	حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعیؓ	۴۰۷
288	حضرت عبداللہ بن خباب بن الارت	۴۰۷
289	حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح	۴۰۷
290	حضرت عمار بن یاسرؓ ابوالیقظان العبسی	۴۰۷
291	حضرت الربیع بن معوذ بن عفراء	۴۰۹
	۳۸ھ	۴۰۹
292	الحریث بن راشد الناجی کا قتل	۴۱۵
293	اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر	۴۱۶
294	حضرت سہل بن حنیف	۴۱۶
295	حضرت صفوان بن بیضا برادر سہیل بن بیضاءؓ	۴۱۶
296	حضرت صہیبؓ بن سنان بن مالک رومی	۴۱۶
297	حضرت محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ	۴۱۷
298	حضرت اسماء بنت عمیسؓ	۴۱۷
	۳۹ھ	۴۱۸
299	اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر	۴۲۱
300	حضرت سعد القرظیؓ	۴۲۱
301	حضرت عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ	۴۲۱
	۴۰ھ	۴۲۱
302	امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیان اور آپ کے قتل اور کیفیت قتل کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث نبویہ	۴۲۳
303	ایک اور طریق	۴۲۴
304	انہی سے ایک اور طریق	۴۲۴
305	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۴۲۴
306	حضرت علیؓ بن ابی طالب سے ایک اور طریق	۴۲۵
307	انہی سے ایک اور طریق	۴۲۵
308	اس بارے میں ایک اور حدیث	۴۲۵
309	اس مفہوم کی ایک اور حدیث	۴۲۶
310	آپ کے قتل کا بیان	۴۲۶
311	وصیت کی تحریر	۴۲۸
312	آپ کی بیویوں، بیٹوں اور بیٹیوں کا ذکر	۴۳۳
313	حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ کے کچھ فضائل	۴۳۵
314	حدیث مؤاخات	۴۳۸
315	حضرت بریدہؓ بن الحصیب کی روایت	۴۴۰
316	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت	۴۴۱
317	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت	۴۴۱
318	اس بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت	۴۴۳
319	اس بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی	

Marfat.com

	روایت	۴۴۳	336	ایک اور حدیث	۴۶۵
320	اس بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت	۴۴۴	337	ایک اور حدیث	۴۶۶
			338	ایک اور حدیث	۴۶۶
321	اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت	۴۴۶	339	ایک اور حدیث	۴۶۶
322	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت	۴۴۶	340	ایک اور حدیث	۴۶۷
323	حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح کرنا	۴۴۶	341	رکوع کی حالت میں آپ کے انگوٹھی صدقہ دینے کی حدیث	۴۶۷
324	ایک اور حدیث	۴۴۷			
325	ایک اور حدیث	۴۴۹	342	ایک اور حدیث	۴۶۸
326	حدیث غدیر خم	۴۵۳	343	ایک اور حدیث	۴۶۸
327	حدیث الطیر	۴۵۸	344	ایک اور حدیث	۴۶۹
328	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک اور حدیث	۴۶۲	345	ایک اور حدیث	۴۶۹
329	ایک اور حدیث	۴۶۲	346	ایک اور حدیث	۴۷۰
330	ایک اور حدیث	۴۶۳	347	ایک اور حدیث	۴۷۰
331	ایک اور حدیث	۴۶۳	348	ایک اور حدیث	۴۷۰
332	ایک اور حدیث	۴۶۵	349	اس مفہوم کی ایک اور حدیث	۴۷۰
333	ایک اور حدیث	۴۶۵	350	ایک اور حدیث	۴۷۱
334	ردشمس کے بارے میں ایک اور حدیث	۴۶۵	351	ایک اور حدیث	۴۷۱
335	ایک اور حدیث	۴۶۵	352	ایک اور حدیث	۴۷۲

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ہجرت کا تیرھواں سال

یہ سال شروع ہوا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فوجوں کو شام کی طرف بھیجنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور آپ نے یہ کام اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ يَلُوۡنَكُمۡ مِّنَ الۡكُفَّارِ وَلۡيَجِدُوۡا فِيۡكُمۡ غِلۡظَةً ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ﴾ اور ﴿قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ﴾

پر عمل کرتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے اپنی حج سے واپسی پر کیا' آپ نے شام سے جنگ کرنے کے لیے مسلمانوں کو جمع کیا۔ یہ تبوک کے سال کا واقعہ ہے۔ یہاں تک کہ آپ شدید گرمی اور تکلیف میں وہاں پہنچ گئے اور اسی سال واپس آ گئے' پھر آپ نے اپنی وفات سے قبل اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو شام کی سرحدوں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جزیرہ عرب کے معاملے سے فراغت پائی تو آپ نے عراق کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا پھر آپ نے عراق کی طرح شام کی طرف فوج بھیجنے کا ارادہ کیا پس آپ نے جزیرہ عرب کے متفرق مقامات میں امراء کو جمع کرنا شروع کر دیا اور آپ نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قضاعہ کے صدقات پر عامل مقرر کیا تھا' آپ نے انہیں جلدی سے شام جانے کے لیے لکھا کہ:

''میں نے ایک دفعہ آپ کو اس کام پر واپس بھیج دیا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سپرد کیا تھا اور آپ نے آپ کے لیے ایک دوسرے کام کا نام بھی لیا تھا اور ابوعبداللہ میں نے چاہا ہے کہ میں نے آپ کو اس کام کے لیے فارغ کر دوں جو آپ کی زندگی اور جہاد کے لیے اس سے بہتر ہے' ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ جس کام میں مصروف ہیں وہ آپ کو زیادہ پسند ہو''۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا:

''میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور آپ انہیں پھینکنے والے اور اکٹھے کرنے والے ہیں' آپ ان کے سخت اور خوفزدہ کرنے والے تیروں کو دیکھ کر مجھے ان میں شامل کر دیں''۔

اور آپ نے ولید بن عقبہ کی طرف بھی اسی قسم کا خط لکھا اور انہوں نے بھی آپ کو اسی قسم کا جواب دیا اور یہ دونوں حضرات اپنی عملداری میں قائم مقام مقرر کر کے مدینہ آ گئے اور حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بھی یمن سے مدینہ آ گئے اور ان پر ایک

Marfat.com

ریشمی جبہ تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر جبہ کو دیکھا تو وہاں جو لوگ موجود تھے انہیں حکم دیا کہ وہ اس جبہ کو ان سے لے کر جلا دیں پس حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ناراض ہو کر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا:

''اے ابوالحسن! کیا بنی عبد مناف امارت سے مغلوب ہو گئے ہیں؟ حضرت علیؓ نے انہیں کہا: کیا آپ اسے مغالبہ سمجھتے ہیں یا خلافت؟ انہوں نے کہا: تم سے بہتر آدمی اس امر پر غالب نہ ہو سکے گا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: خاموش رہ اللہ تیرے دانتوں کو گرا دے' خدا کی قسم تو ہمیشہ جھوٹا رہے گا' اور تو نے جو بات کہی ہے اس میں مشغول رہے گا پھر تو صرف اپنا نقصان ہی کرے گا''۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک بھی پہنچا دی مگر آپ اس سے متاثر نہ ہوئے اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حسبِ منشاء فوجیں جمع ہو گئیں تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور فرمایا:

''آگاہ رہو' ہر کام کے مطالب ہوتے ہیں اور جو ان کو حاصل کر لیتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہوتے ہیں اور جو اللہ کے لیے کام کرتا ہے اللہ اسے کافی ہو جاتا ہے' تم پر سنجیدگی اور میانہ روی کو اختیار کرنا لازم ہے' آگاہ رہو' جس کا ایمان نہیں اس کا کوئی دین نہیں اور جسے خشیت حاصل نہیں اس کا ایمان نہیں' اور جس کی نیت نہیں' اس کا کوئی عمل نہیں' آگاہ رہو کہ کتاب اللہ میں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ہے' مسلمان کو چاہیے کہ اس کو خصوصیت دے اور یہی وہ نجات ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کیونکہ اس سے وہ رسوائی سے نجات پاتا ہے اور اسے بزرگی حاصل ہوتی ہے''۔

پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ امراء کے مقرر کرنے اور جھنڈے باندھنے میں مصروف ہو گئے' کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ نے حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے لیے جھنڈا باندھا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ کو اس کام سے روکا اور جو بات انہوں نے کہی تھی وہ آپ کو بتائی لیکن حضرت صدیق' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اس سے متاثر نہ ہوئے اور ان کو شام سے معزول کر کے ارضِ تیماء کا والی بنا دیا کہ وہ وہاں پر اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ رہیں یہاں تک کہ آپ کا حکم ان کے پاس آ جائے' پھر آپ نے حضرت یزید بن ابی سفیان کا جھنڈا باندھا اور ان کے ساتھ قوم کے شرفاء بھی تھے اور حضرت سہیل بن عمروؓ اور اس قسم کے دیگر اہل مکہ بھی تھے اور آپ ان کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے نکلے اور آپ نے جو جنگ کا ارادہ کیا تھا اس کے متعلق انہیں اور ان کے ساتھی مسلمانوں کو وصیت کی اور انہیں دمشق پر مقرر کیا اور آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ایک دوسری فوج کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ بھی پیدل چلتے ہوئے اور انہیں وصیت کرتے ہوئے نکلے اور انہیں حمص کی نیابت عطا فرمائی اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک اور فوج کے ساتھ بھیجا اور انہیں فلسطین پر مقرر کیا اور ہر امیر کو حکم دیا کہ وہ الگ الگ راستہ اختیار کرے کیونکہ آپ کو اس میں کچھ مصالح نظر آئے تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس میں اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اقتداء کی' انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا:

''اے میرے بیٹو! ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور میں اللہ کے مقابل میں

Marfat.com

تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا' فیصلہ صرف اللہ کا ہے میں نے اس پر توکل کیا ہے اور توکل کرنے والوں کو اس پر توکل کرنا چاہیے''۔

حضرت زید بن ابی سفیان تبوک چلے گئے' المدائنی نے اپنے اسناد سے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان فوجوں کو ۱۳ھ کے شروع میں بھیجا' اور محمد بن اسحق نے بحوالہ صالح بن کیسان بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل اور حضرت یزید بن ابی سفیان سوار ہو کر نکلے اور آپ انہیں وصیت کرنے لگے اور جب فارغ ہو گئے تو فرمایا میں تجھے سلام کہتا ہوں اور اللہ کے سپرد کرتا ہوں پھر آپ واپس لوٹ آئے اور حضرت یزید' تیزی کے ساتھ چلے گئے پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان دونوں کی مدد کے لیے گئے اور انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روانہ ہو کر ارض شام میں العرمات مقام پر اترے' کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن ابی سفیان پہلے بلقاء مقام پر اترے اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ اردن میں اترے اور بعض کا قول ہے کہ بصرہ میں اترے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ الجابیہ میں اترے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ انہیں فوجوں سے مدد دینے لگے اور آپ نے ہر امیر کو حکم دیا کہ وہ اپنے پسندیدہ امیر کے ساتھ مل جائے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ارض بلقاء سے گزرے تو آپ نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ انہوں نے آپ سے صلح کر لی اور یہ شام میں ہونے والی پہلی صلح تھی۔

کہتے ہیں کہ سب سے پہلی جنگ شام میں ہوئی اور وہ اس طرح کہ رومی سرزمین فلسطین کے ایک مقام العربہ میں جمع ہو گئے اور آپ نے ابوامامہ کو ایک دستے کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا تو آپ نے ان کو قتل کر دیا اور ان سے مال غنیمت حاصل کی اور ان کے ایک عظیم جرنیل کو بھی قتل کر دیا' پھر اس کے بعد مرج الصفراء کا معرکہ ہوا' جس میں حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ مرج الصفراء میں شہید ہونے والے حضرت خالد بن سعیدؓ کے بیٹے تھے اور وہ خود بھاگ کر ارض الحجاز میں آ گئے۔ واللہ اعلم' اسے ابن جریر نے بیان کیا ہے' ابن جریر بیان کرتے ہیں۔

جب حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ تیما پہنچے تو رومی فوجیں نصاریٰ عرب' غیرا' تنوخ' بنی کلب' سلیح' لخم' جذام اور غسان کی بہت سی جماعتوں کے ساتھ آپ کے مقابلہ کے لیے جمع ہو گئیں' پس حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ان کی طرف بڑھے اور جب آپ ان کے قریب ہوئے تو وہ منتشر ہو گئے اور ان میں سے بہت سے آدمی اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو فتح کی اطلاع بھجوائی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ آگے بڑھیں اور رکیں نہیں اور حضرت ولید بن عتبہ' حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور ایک جماعت کے ساتھ آپ کو مدد دی' پس آپ ایلیا کے قریب پہنچ گئے اور آپ کی اور رومیوں کے امیر باہان کی جنگ ہوئی اور آپ نے اسے شکست دی اور باہان دمشق کی طرف چلا گیا اور حضرت خالد بن سعید اُسے جا ملے' اور فوجوں نے دمشق پہنچنے میں جلدی کی اور نصیب نے یاوری کی' اور مرج الصفراء پہنچ گئے' پس باہان کی مسلح افواج نے ان کا گھیراؤ کر کے ان کا راستہ روک لیا اور باہان نے پیش قدمی کی اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ بھاگ گئے اور ذوالمروہ کی طرف واپس نہ آئے اور گھوڑوں پر فرار اختیار کر جانے والوں کے سوا رومیوں نے ان کی فوج پر غلبہ پا لیا اور حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے اور شام سے لوٹ آئے

Marfat.com

اور جوان کے پاس گیا اس کے مددگار بن گئے اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ عراق سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فوج پر ان کو امیر مقرر کر کے شام کی طرف بھیج دیا' پس جب آپ ذوالمروۃ میں حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کے ذی مرتبہ اصحاب کو جوان کے ساتھ بھاگ کر ذوالمروۃ آ گئے تھے' ساتھ لے لیا پھر کچھ لوگ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھے ہو گئے تو آپ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو ان کا امیر بنا کر انہیں اپنے بھائی حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیج دیا اور جب وہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو جو لوگ ان کے ساتھ ذوالمروۃ میں موجود تھے انہیں شام لے گئے' پھر حضرت صدیق نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہما کو مدینہ آنے کی اجازت دی اور فرمایا:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ' خالد رضی اللہ عنہ کے متعلق جانتے ہیں''۔

معرکہ یرموک:

سیف بن عمر نے اس سال میں فتح دمشق سے قبل اس کا ذکر کیا ہے اور ابو جعفر بن جریر رحمہ اللہ نے اس کا اتباع کیا ہے اور حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے یزید بن ابی عبیدہ' ولید بن لہیعہ' لیث اور ابو معشر سے روایت کی ہے کہ یہ معرکہ فتح دمشق کے بعد ۱۵ھ میں ہوا تھا اور محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ رجب ۱۵ھ میں ہوا تھا اور خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں کہ ابن کلبی نے کہا ہے کہ معرکہ یرموک ۵/ رجب ۱۵ھ کو سوموار کے روز ہوا تھا' ابن عساکر کہتے ہیں کہ یہ قول محفوظ ہے اور سیف نے جو کہا ہے کہ یہ معرکہ فتح دمشق سے قبل ۱۳ھ میں ہوا تھا اس نے اسے محکم نہیں کہا' میں کہتا ہوں کہ سیف وغیرہ کی یہ عبارت ابن جریر وغیرہ کے بیان کے مطابق ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ افواج شام کی طرف بڑھیں تو رومی اس بات سے شدید خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے ہرقل کو حقیقت حال سے مطلع کر دیا کہتے ہیں کہ وہ ان دنوں حمص میں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے اسی سال بیت المقدس کا حج کیا تھا' پس جب اسے اطلاع ملی تو اس نے انہیں کہا:

''تمہارا برا ہو' یہ لوگ دین جدید کے حامل ہیں اور کسی کو ان سے مقابلہ کرنے کی سکت نہیں' میری مانو اور شام کے نصف ٹیکس پر ان سے مصالحت کر لو' روم کے پہاڑ تمہارے لیے باقی رہیں گے اور اگر تم نے اس سے انکار کیا تو وہ شام کو تم سے لے لیں گے اور روم کے پہاڑوں کو تم پر تنگ کر دیں گے''۔

تو انہوں نے حسب عادت' قلت معرفت' جنگی ناتجربہ کاری اور دین و دنیا کی نصرت کی کمی کی وجہ سے جنگلی گدھوں کی طرح خراٹا لیا' اس موقع پر وہ حمص چلا گیا اور ہرقل نے رومی فوجوں کو امراء کی صحبت میں ہر مسلمان امیر کے مقابلہ میں نکلنے کا حکم دیا اور اس نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اپنے بھائی تذارق کو نوے ہزار جانبازوں کے ساتھ بھیجا اور جرجہ بن بوذیہا کو حضرت یزید بن ابی سفیان کی جانب بھیجا اور اس نے آپ کے مقابل میں پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ پڑاؤ کر لیا اور دراقص کو حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں بھیجا اور اللقیقار یا القیقلان کو ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ وہ ہرقل نسطورس کا خصی تھا۔ ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں بھیجا اور رومی کہنے لگے خدا کی قسم ہم بالضرور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے علاقے کی طرف سواروں کے بھیجنے سے روک دیں گے' اور حضرت عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ کی فوج کو چھوڑ کر مسلمانوں کی کل

Marfat.com

فوج اکیس ہزار تھی اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ' شام کے ایک گوشے میں چھ ہزار فوج کے ساتھ لوگوں کی مدد کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے۔

پس امراء نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اس عظیم صورت حال کی اطلاع بھیجی تو آپ نے انہیں لکھا کہ تم سب مل کر ایک فوج بن جاؤ اور مشرکین کی فوجوں کے ساتھ جنگ کرو' تم انصار اللہ ہو اور اللہ اس کا مددگار ہوتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے' تم جیسے لوگ' قلت کے باعث ہرگز شکست نہیں کھائیں گے لیکن گناہوں کے باعث شکست ہوگی پس گناہوں سے بچو اور تم میں سے ہر آدمی' اپنے اصحاب کو نماز پڑھائے۔

اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ذریعے نصاریٰ کو شیطانی وساوس سے روک دوں گا اور آپ نے انہیں عراق میں شام آنے کا پیغام بھیجا اور وہ سب کے امیر ہوں گے اور فراغت کے بعد' عراق میں اپنے کام پر چلے جائیں گے اور جو کچھ ہوا اسے ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور جب ہرقل کو اطلاع ملی کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے امراء کو اکٹھے ہو جانے کا حکم دیا ہے تو اس نے بھی اپنے امراء کو حکم دیا کہ وہ بھی اکٹھے ہو جائیں اور اسی جگہ پر پڑاؤ کریں جو وسیع و عریض ہو اور اس میں بھاگنے کی گنجائش نہ ہو اور اس کا بھائی نبذارق [1] لوگوں کا سالار تھا اور اس کے ہراول میں جرجہ اور میمنہ اور میسرہ پر ماہان اور وراقص تھے اور سمندر پر القیقلان مقرر تھا۔

محمد بن عائذ' عبدالاعلیٰ سے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ مسلمان چوبیس ہزار تھے اور ان کے سالار حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے اور رومی ایک لاکھ بیس ہزار تھے اور جنگ یرموک میں ماہان اور سقلاب ان کے سالار تھے اور اسی طرح ابن اسحٰق نے بھی بیان کیا ہے کہ اس روز سقلاب خصی ایک لاکھ فوج کا سالار تھا اور اس کے ہراول میں بارہ ہزار فوج پر جرجہ آرمینی امیر تھا اور بارہ ہزار مستعربہ پر جبلہ بن الایہم امیر مقرر تھا اور مسلمان چوبیس ہزار تھے پس انہوں نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ ان کے پیچھے عورتوں نے بھی شدید جنگ کی اور ولید نے صفوان سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن جبیر بیان کیا ہے کہ ہرقل نے دو لاکھ فوج ماہان ارمنی کی سرکردگی میں روانہ کی' سیف بیان کرتے ہیں کہ رومی چل پڑے اور یرموک کے قریب الواقوصہ مقام پر اترے اور وادی ان کے اردگرد خندق بن گئی' صحابہؓ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کمک طلب کرتے ہوئے آپ کو یرموک میں رومی فوجوں کے اجتماع کے متعلق اطلاع بھیجی تو اس موقع پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ عراق پر قائم مقام مقرر کریں اور اپنے ساتھیوں سمیت شام لوٹ آئیں اور جب وہ ان کے پاس پہنچ جائیں تو وہی ان کے امیر ہوں گے پس انہوں نے المثنیٰ بن حارثہ کو عراق پر قائم مقام مقرر کیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ' ساڑھے نو ہزار فوج کے ساتھ بسرعت تمام چل پڑے اور آپ کا راہنما رافع بن عمیرہ طائی تھا وہ آپ کو السماق کے راستے قراقر لے گیا اور ایسے راستوں پر آپ کو لے چلا جن پر اس سے پہلے کوئی نہ چلا تھا' پس اس نے جنگلات اور بے آب و گیاہ میدانوں اور وادیوں کو طے کیا اور پہاڑوں پر چڑھا اور بے راستہ چلا اور رافع ان کے سفر میں انہیں راستہ بتانے لگا اور وہ ایک بے آب جنگل میں تھے اور اونٹنیاں پیاسی ہو گئیں اور اس نے انہیں ایک دفعہ کے بعد دوسری بار پانی پلایا اور ان کے ہونٹ

[1] پہلے ہرقل کے بھائی کا نام 'تذارق' بیان ہوا ہے اب 'نبذارق' بیان ہوا ہے ممکن ہے یہ اس کے علاوہ دوسرا بھائی ہو۔ (مترجم)

Marfat.com

کاٹ دیئے اوران کے منہ باندھ دیئے تا کہ وہ اپنی پیٹھوں کے کجاوؤں کو نہ کاٹ دیں۔ اور وہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا اور جب انہیں پانی نہ ملا تو انہوں نے ان کو ذبح کر دیا اور ان کے پیٹوں میں جو پانی تھا اسے پی لیا' کہتے ہیں کہ آپ نے گھوڑوں کو بھی پانی پلایا اور خود بھی پیا جس قدر پانی اٹھا سکتے تھے اٹھا لیا اور ان کے گوشت کھائے اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے پانچ دن میں پہنچ گئے' پس آپ تدمر کی جانب سے رومیوں سے لڑنے کے لیے نکلے اور تدمر اور ارکہ کے باشندوں نے صلح کر لی اور جب آپ عذرار مقام سے گذرے تو آپ نے اسے مباح کر دیا اور غسان کے بہت سے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور دمشق کے مشرق سے باہر نکل گئے پھر چل کر بصریٰ کی نہر تک پہنچ گئے وہاں آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے جنگ کرتے پایا' پس وہاں کے حکمران نے آپ سے صلح کر لی اور اسے آپ کے سپرد کر دیا اور یہ شام کے علاقے سے پہلا فتح ہونے والا شہر تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے غسان کی غنیمت کے خمس کو بلال بن الحرث مزنی کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' پھر حضرت خالد' حضرت ابوعبیدہ' حضرت مرثد اور حضرت شرحبیل' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے پاس گئے اور رومی معور کے علاقے العرباء میں آپ کے پاس گئے اور اجنادین کا معرکہ ہوا اور مسلمانوں میں سے ایک شخص نے جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اپنے سفر کے بارے میں یہ شعر کہے۔

''رافع جاسوس کے کیا کہنے' اس نے کس طرح راہ پائی' جب فوج چل چل کر رو پڑی تو وہ قراقر سے جنگل طے کر کے پانچ دن میں صویٰ تک پہنچ گیا اور تجھ سے پہلے میرے نزدیک کوئی انسان ان جنگلات میں نہ چلا تھا''۔

اور اس سفر میں بعض عربوں نے اسے کہا کہ اگر تو نے فلاں درخت کے پاس صبح کی تو' تو اور تیرے ساتھی بچ جائیں گے اور اگر تو نے اس درخت کو نہ پایا تو تو اور تیرے ساتھی ہلاک ہو جائیں گے' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے اور بڑی مشقت برداشت کی اور صبح کو اس درخت کے پاس پہنچ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح کے وقت ہی لوگ شب روی کی تعریف کرتے ہیں۔ ❶

پس آپ نے اسے ایک مثل بنا دیا ہے اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ فقرہ بولا تھا۔ رضی اللہ عنہ

اور ابن اسحٰق کے سوا دوسرے لوگ جیسے سیف بن عمر' ابو نجیف وغیرہ پہلی عبارت کی تکمیل کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب رومی اپنے امراء کے ساتھ الواقوصہ میں اکٹھے ہو گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے مقام سے اٹھ کر رومیوں کے قریب ان کے اس راستے پر اتر پڑے جس کے سوا ان کے لیے اور کوئی راستہ نہ تھا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے لوگو! خوش ہو جاؤ' خدا کی قسم رومی محصور ہو گئے ہیں اور محصور کم ہی بھلائی لاتا ہے''۔

کہتے ہیں کہ جب صحابہؓ رومیوں کی طرف روانگی کے بارے میں مشورہ کے لیے اکٹھے ہوئے تو امراء اس کام کے لیے بیٹھ گئے تو حضرت

---

❶ عند الصباح یحمد القوم السری ، عرب اس موقع پر یہ فقرہ بولتے ہیں جہاں یہ بتانا مقصود ہو کہ مشقت برداشت کرنے سے ہی راحت کی امید نظر آتی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

ابوسفیانؓ نے آ کر کہا:

''مجھے خیال نہ تھا کہ میں اس قدر عمر پاؤں گا کہ میں ایسے لوگوں سے ملوں گا جو جنگ کے لیے جمع ہوں گے اور میں ان میں موجود نہ ہوں گا''۔

پھر انہوں نے فوج کے تین حصے کرنے کا مشورہ دیا اور اس کا تیسرا حصہ جا کر رومیوں کے بالمقابل پڑاؤ کرلے پھر دوسرے ثلث میں بچے اور بوجھ روانہ ہوں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ تیسرے ثلث کے ساتھ پیچھے رہیں اور جب بوجھ ان تک پہنچ جائیں تو وہ ان کے بعد چلیں اور ایک جگہ پر اتر پڑیں اور جنگل ان کے پیچھے ہوتا کہ ان تک ٹھنڈک اور مدد پہنچ سکے اور انہوں نے آپ کے مشورہ پر عمل کیا اور آپ کا مشورہ بہت اچھا تھا۔

اور ولید نے صفوان سے بحوالہ عبدالرحمن بن جبیر بیان کیا ہے کہ رومیوں نے دیرایوب اور یرموک کے درمیان پڑاؤ کیا اور مسلمان دریا سے پیچھے دوسری جانب اترے اور جنگلات ان کے پیچھے تھے تاکہ مدینہ سے ان کے پاس کمک پہنچ جائے کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے رومیوں کے سامنے پڑاؤ کرنے کے بعد جب کہ انہوں نے ربیع الاوّل کا پورا مہینہ مستقل مزاجی سے ان کا محاصرہ کیے رکھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلہ پر دلیری کی اور جب مہینہ گزر گیا اور جنگ کرنا ممکن ہوا' [1] پانی کی کمی کے باعث انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے استمداد کی تو آپ نے فرمایا حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے لیے کافی ہوں گے' پس آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور وہ ربیع الآخر میں ان کے مقابل میں گئے اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو ماہان' رومیوں کی مدد کے لیے آیا اور اس کے ساتھ پادری اور راہب وغیرہ بھی تھے جو نصرانیت کی مدد کے لیے انہیں جنگ کرنے کی ترغیب دیتے تھے پس رومیوں کی فوج مکمل طور پر دو لاکھ چالیس ہزار ہوگئی جن میں سے اسّی ہزار لوہے اور رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور اسّی ہزار گھڑ سوار تھے اور اسّی ہزار پیادہ تھے' سیف بیان کرتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ ہر دس کو ایک زنجیر میں باندھا گیا تھا تاکہ تیس ہزار فرار نہ کرسکیں۔ واللہ اعلم

سیف بیان کرتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کے ساتھ آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی فوج ۳۶ ہزار سے ۴۰ ہزار تک مکمل ہوگئی۔

اور ابن اسحٰق اور البدائنی کے نزدیک بھی اجنادین کا معرکہ یرموک کے معرکہ سے قبل ہوا تھا اور اجنادین کا معرکہ ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو ہوا' جس میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم قتل ہوگئے اور رومیوں کو شکست ہوئی اور ان کا امیر القیقلان قتل ہوگیا اور اس نے نصاریٰ عرب میں سے ایک آدمی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات کی ٹوہ لگانے کے لیے بھیجا تو اس نے واپس جا کر اسے بتایا کہ میں نے ان لوگوں کو رات کو راہب اور دن کو شہسوار دیکھا ہے اور خدا کی قسم اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو وہ اس کا ہاتھ قطع کردیں یا زنا کرے تو اسے رجم کردیں۔ القیقلان نے اسے کہا' خدا کی قسم اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے۔ سیف

[1] اس جگہ غلطی سے کوئی لفظ رہ گیا ہے جس کی وجہ سے فقرہ نا تمام ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

بن عمر نے اپنے سلسلہ کلام میں بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فوجوں کو متفرق پایا' حضرت ابوعبیدہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی فوج ایک جانب تھی اور حضرت یزید اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہما کی فوج ایک جانب تھی' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور انہیں اکٹھا ہونے کا حکم دیا اور تفرق و اختلاف سے منع کیا' پس لوگ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے جمادی الآخرۃ کے آغاز میں اپنے دشمنوں کے ساتھ صف بندی کر لی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا بلاشبہ یہ دن ایام اللہ میں سے ہے جس میں فخر اور نافرمانی کرنا مناسب نہیں اپنے جہاد کو خالص کرو اور اپنے عمل سے اللہ کی رضامندی چاہو' بلاشبہ اس دن کا اثر بعد کے دنوں پر بھی پڑے گا ہم آج انہیں ان کی خندق میں داخل کر دیں گے اور ہمیشہ ہی انہیں پسپا کرتے رہیں گے اور اگر انہوں نے ہمیں شکست دے دی تو ہم اس کے بعد کبھی کامیاب نہ ہوں گے' آؤ ہم باری باری امارت حاصل کریں' پس کچھ آج امیر بنیں گے اور کچھ کل اور کچھ پرسوں' حتیٰ کہ تم سب امیر بن جاؤ گے اور مجھے آج اپنے حال پر چھوڑ دو' پس انہوں نے آپ کو اپنا امیر بنا لیا اور ان کا خیال تھا کہ معاملہ بہت طویل ہو جائے گا' پس رومی ایسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ نکلے کہ اس قسم کی ترتیب و تنظیم کبھی نہیں دیکھی گئی اور حضرت خالد بھی ایسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ نکلے کہ عربوں نے اس سے قبل ایسی ترتیب و تنظیم اختیار نہ کی تھی' پس آپ ۳۶ سے ۴۰ دستوں کے ساتھ نکلے' ہر دستہ ایک ہزار آدمیوں پر مشتمل تھا اور ان پر امیر مقرر تھا' آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو قلب میں رکھا اور میمنہ پر حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم اور میسرہ پر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور ہر دستے پر امیر مقرر کیا اور ہراول دستوں پر حضرت خباب بن اشیم کو اور مال غنیمت پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اس روز قاضی تھے اور جنگ پر آمادہ کرنے کے لیے وعظ و نصیحت کرنے والے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ تھے اور لوگوں میں گھوم پھر کر سورۂ انفال اور آیاتِ جہاد پڑھنے والے قاری حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ تھے۔

اسحٰق بن یسار نے بیان کیا ہے کہ اس روز چاروں فوجوں کے چار امیر تھے حضرت ابوعبیدہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم اور لوگ اپنے اپنے جھنڈوں تلے نکلے' میمنہ پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر حضرت نفاثہ بن اسامہ کنانی رضی اللہ عنہ' پیادوں پر حضرت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور گھڑ سواروں پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقرر تھے جو جنگ کے مشیر تھے جو سب لوگوں کو اپنی رائے سے واپس کر دیتے تھے اور جب رومی اپنے فخر و تکبر میں آئے اور انہوں نے اس علاقے کی اطراف کی نرم اور سخت زمینوں کو پر کر دیا' گویا وہ سیاہ بادل ہیں جو بلند آوازوں سے چلا رہے تھے اور ان کے راہب انجیل کی تلاوت کرتے اور انہیں جنگ پر آمادہ کرتے تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ' سواروں کے ساتھ فوج کے سامنے تھے آپ اپنے گھوڑے کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور انہیں کہا' میں ایک بات بتانے لگا ہوں انہوں نے کہا اللہ نے آپ کو جو حکم دیا ہے فرمایئے میں آپ کی سمع و اطاعت کروں گا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' بلاشبہ ان لوگوں نے ایک عظیم حملہ کرنا ہے جس سے انہیں کوئی چارہ نہیں اور مجھے میمنہ اور میسرہ کے متعلق خدشہ ہے' میں سواروں کو دو دستوں میں تقسیم کرنے والا ہوں اور انہیں میمنہ اور میسرہ کے پیچھے مقرر کرنے لگا ہوں تاکہ جب ان سے ٹکراؤ ہو تو یہ ان کے مددگار ہوں اور پیچھے سے انہیں آلیں انہوں نے

Marfat.com

جواب دیا آپ کی رائے بہت اچھی ہے اور میمنہ کے پیچھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایک دستہ میں تھے اور آپ نے حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو دوسرے گھڑ سوار دستے میں مقرر کر دیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو قلب سے ہٹا کر فوج کے پیچھے آ جانے کا حکم دیا تا کہ جب شکست خوردہ شخص آپ کو دیکھے تو اسے آپ سے حیا آئے اور وہ جنگ کی طرف پلٹ جائے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے قلب میں اپنی جگہ پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوج کے پیچھے سے عورتوں کے پاس گئے اور ان کے پاس کئی تلواریں وغیرہ تھیں آپ نے ان سے فرمایا: ''تم جس کو پشت پھیر کر بھاگتے دیکھو اسے قتل کر دینا'' پھر آپ اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔ جب دونوں فوجوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور فریقین آمنے سامنے آ گئے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو نصیحت کی اور فرمایا:

''اے بندگانِ خدا' اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں کو ثبات بخشے گا' اے گروہ مسلمین! صبر کرو' بلاشبہ صبر' کفر سے نجات دینے والا ہے اور رب کی خوشنودی ہے اور عار کو دور کر دینے والا ہے اپنے میدان کو نہ چھوڑنا اور نہ ان کی طرف پیش قدمی کرنا اور نہ ان سے جنگ کی ابتداء کرنا' نیزوں کو اٹھا کر بلند رکھو اور ڈھال کی پناہ لو اور خاموشی اختیار کرو اور دلوں میں ذکر الٰہی کرو' حتیٰ کہ میں آپ کو حکم دوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس جا کر انہیں نصیحت کرنے لگے اور کہنے لگے:

''اے اہل قرآن اور کتاب کے محافظو اور حق وہدایت کے مددگارو! بلاشبہ رحمت کو حاصل نہیں کیا جا سکتا اور نہ خواہشات سے جنت میں داخل ہوا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف صادق ومصدق ہی کو مغفرت اور رحمتِ عام سے سرفراز فرماتا ہے' کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ الاية

کو نہیں سنا اللہ تم پر رحم کرے اپنے رب سے حیا کرو کہ وہ تم کو تمہارے دشمن کے مقابلہ میں بھاگتا دیکھے حالانکہ تم اس کے قبضہ میں ہو اور تمہارے لیے اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عزت ہے''۔

اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے مسلمانو! نگاہیں نیچی رکھو اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور نیزوں کو بلند کرو اور جب وہ تم پر حملہ کریں تو انہیں مہلت دو اور جب وہ نوک ہائے نیزہ کو مرتب کر لیں تو ان پر شیر کی طرح حملہ کر دو' پس اس ذات کی قسم ہے جو سچ سے راضی ہوتا ہے اور اس کا بدلہ دیتا ہے اور میں نے سنا ہے کہ عنقریب مسلمان ان کا ایک ایک پہاڑ اور ایک ایک محل فتح کریں گے' پس ان کی فوجیں اور ان کی تعداد تمہیں خوفزدہ نہ کرے اور اگر تم نے دلجمعی کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو وہ چکور کے بچوں کی طرح اڑ جائیں گے''۔

اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

''اے گروہ مسلمین! تم عرب ہو اور اپنے اہل سے الگ ہو کر اور امیر المومنین اور مسلمانوں کی مدد سے دور ہو کر عجم کے علاقے میں ہو اور قسم بخدا تم ایک کثیر تعداد دشمن کے مقابلہ میں ہو جو تم پر بہت غصے ہے اور تم نے انہیں ان کی جانوں شہروں اور عورتوں کے بارے میں تکلیف دی ہے اور کل کو اللہ تعالیٰ مردانہ وار جنگ کرنے اور ناپسندیدہ مقامات پر استقلال دکھانے سے ہی تم کو ان سے نجات دے گا اور تم اس کی رضامندی کو حاصل کرو گے' آگاہ رہو یہ ایک سنت لازمہ ہے اور زمین تمہارے پیچھے ہے' تمہارے اور امیر المومنین اور مسلمانوں کی جماعت کے درمیان صحرا اور جنگلات ہیں اور نہ ان میں کسی کے لیے صبر اور وعدہ الٰہی کی اُمید کے سوا کوئی قلعہ اور پھرنے کی جگہ ہے اور وہ بہترین بھروسہ کے قابل ہے پس اپنی تلواروں کی حفاظت میں آ جاؤ اور وہی تمہارے قلعے ہونے چاہئیں پھر آپ عورتوں کی طرف گئے اور انہیں وصیتیں کیں پھر واپس آ کر آواز دی:

''اے اہل اسلام جو تم دیکھتے ہو وہ حاضر ہے یہ اللہ کا رسول اور جنت تمہارے سامنے ہے اور شیطان اور دوزخ تمہارے پیچھے ہے''۔ پھر آپ اپنی جگہ پر چلے گئے۔ رحمہ اللہ

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان لوگوں کو نصائح کیں اور فرمایا:

''بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں اور جنۃ النعیم میں اپنے رب کے پڑوس میں جانے کے لیے جلدی کرو' اس میدان کار زار کی نسبت تم اللہ کو بہت محبوب ہو' آگاہ رہو کہ استقلال دکھانے والوں کی اپنی فضیلت ہے''۔

سیف بن عمر اپنے اسناد سے اپنے شیوخ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اس فوج میں ایک ہزار صحابہ شامل تھے جن میں سے ایک سو بدری صحابہؓ تھے اور حضرت ابو سفیانؓ ہر دستے کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگے:

''اللہ اللہ! تم عرب قبیلہ اور انصار اسلام ہو اور وہ رومیوں کا قبیلہ اور انصار شرک ہیں' اے اللہ! یہ دن تیرے دنوں میں سے ایک ہے' اے اللہ! اپنے بندوں پر اپنی مدد نازل فرما''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ عراق سے آئے تو نصاریٰ عرب میں سے ایک شخص نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: ''رومی کس قدر زیادہ اور مسلمان کس قدر قلیل ہیں''۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تو ہلاک ہو تو مجھے رومیوں سے ڈراتا ہے' فوجیں مردوں کی تعداد سے زیادہ نہیں ہوتیں' وہ صرف مدد سے زیادہ ہوتی ہیں اور مدد چھوڑ دینے سے کم ہو جاتی ہیں' خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ سرخ گھوڑا اپنی تکلیف سے صحت یاب ہو اور وہ تعداد میں دُگنے ہو جائیں' آپ کے گھوڑے کے سُم گھس گئے تھے اور وہ عراق سے آنے کی وجہ سے بیمار ہو گیا تھا اور جب لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو حضرت ابو عبیدہ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور ان کے ساتھ حضرت ضرار بن الازور' حضرت حارث بن ہشام اور حضرت ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہم بھی تھے' انہوں نے آواز دی' ہم آپ لوگوں کے امیر سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو انہیں تذارق کے پاس جانے کی اجازت دے دی گئی' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ریشمی خیمہ میں بیٹھا ہوا ہے' صحابہؓ نے کہا' ہم اس میں داخل ہونے کو جائز نہیں سمجھتے تو اس نے ان کے لیے ایک ریشمی بچھونا بچھانے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا ہم اس پر نہیں بیٹھیں گے تو جہاں انہوں نے بیٹھنا پسند کیا وہ وہاں ان کے ساتھ بیٹھ

Marfat.com

گیا اور صلح پر رضا مندی ہوگئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم دعوت الی اللہ کے بعد انہیں چھوڑ کر واپس آ گئے مگر صلح پوری نہ ہوئی۔

اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ ماہان نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں صفوں کے درمیان نکل کر اس کے پاس آئیں اور دونوں اپنی اپنی مصلحت کے بارے میں ملاقات کریں' ماہان نے کہا' ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم کو اپنے ملک سے بھوک اور تنگدستی نے نکالا ہے' میرے پاس آؤ' میں تم میں سے ہر آدمی کو دس دینار اور لباس اور کھانا دوں گا اور تم اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ' اور جب اگلا سال آئے گا تو ہم تم کو اس قدر چیزیں بھیج دیں گے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جس چیز کا تو نے ذکر کیا ہے ہمیں اس نے اپنے ملک سے نہیں نکالا ہم خون نوش لوگ ہیں' ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رومیوں کے خون سے کوئی خون عمدہ نہیں' اور ہم اس کے لیے آئے ہیں' ماہان کے ساتھیوں نے کہا' خدا کی قسم ہم عربوں کے متعلق یہی بات بیان کیا کرتے تھے' وہ کہتے ہیں پھر حضرت خالد' حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہم کی طرف بڑھے۔ اور یہ دونوں قلب کے دائیں بائیں پہلو پر تھے۔ کہ وہ جنگ کا آغاز کریں پس وہ دونوں رجز پڑھتے ہوئے بڑھے اور دعوتِ مبارزت دی اور بہادر اتر کر مصروفِ پیکار ہو گئے اور جولانی کی اور جنگ ٹھن گئی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ دلیر بہادروں کے ایک دستے کے ساتھ صفوں کے آگے تھے اور فریقین کے بہادر آپ کے سامنے حملے کر رہے تھے اور آپ یہ منظر دیکھ رہے تھے اور ہر دستے کے پاس اپنے اصحاب میں سے اسے بھیج رہے تھے جس کے کارناموں پر انہیں اعتماد تھا اور جنگ کے معاملے کا بڑی سوچ و بچار سے انتظام کر رہے تھے۔

اسحاق بن بشیر نے سعید بن عبدالعزیز سے' دمشق کے قدیم مشائخ کے حوالے سے بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ پھر ماہان آگے بڑھا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مقابلہ میں نکلے اور آپ نے میمنہ پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر حضرت خباب بن اشیم کنانی اور پیادوں پر حضرت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو مقرر کیا اور حضرت خالد بن ولید گھڑ سواروں کے سالار تھے اور لوگ اپنے اپنے جھنڈوں تلے نکلے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ساتھ چلے اور آپ کہہ رہے تھے:

''اے بندگانِ خدا' اللہ کی مدد کرو' وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات بخشے گا' اے گروہ مسلمین صبر کرو' بلاشبہ صبر کفر سے نجات دینے والا اور رب کی رضا مندی اور عار کو دور کرنے کا باعث ہے' اپنے میدان کارزار کو نہ چھوڑنا اور نہ ان کی طرف پیش قدمی کرنا اور نہ ان سے جنگ کی ابتداء کرنا' اور نیزوں کو بلند کرو اور ڈھال کی پناہ لو اور ذکر الٰہی کے سوا خاموشی اختیار کرو''۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ باہر نکل کر انہیں نصیحت کرنے لگے اور فرمانے لگے:

''اے اہل قرآن اور کتاب کے محافظو اور حق و ہدایت کے مددگارو' بلاشبہ رحمت الٰہی حاصل نہیں ہوتی اور نہ خواہشات سے جنت میں داخل ہوا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف صادق و مصدق کو ہی مغفرت اور رحمت عام سے سرفراز فرماتا ہے' کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ الآیۃ کو نہیں سنا' اللہ تم پر رحم کرے اللہ سے حیا کرو کہ وہ تم کو تمہارے دشمن کے مقابلہ میں بھاگتا دیکھے' حالانکہ تم اس کے قبضہ میں ہو اور اس کے سوا تمہاری کوئی جائے پناہ نہیں''۔

Marfat.com

اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں جا کر فرمایا:

''اے مسلمانو! نگاہیں نیچی رکھو اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور نیزوں کو بلند کرو اور جب وہ تم پر حملہ کریں تو انہیں مہلت دو اور جب وہ نوک ہائے نیزہ کو مرتب کر لیں تو ان پر شیر کی طرح حملہ کر دو' پس اس ذات کی قسم جو سچ سے راضی ہوتا ہے اور اس پر بدلہ دیتا ہے اور جھوٹ کو ناپسند کرتا ہے اور احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے' میں نے سنا ہے کہ عنقریب مسلمان ان کا ایک ایک پہاڑ اور ایک ایک محل فتح کریں گے' پس ان کی فوجیں اور ان کی تعداد تمہیں خوفزدہ نہ کرے اور اگر تم نے دلجمعی کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو وہ چکور کے بچوں کی طرح اڑ جائیں گے''۔

پھر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بہت اچھی گفتگو کی اور جنگ پر آمادہ کیا اور بلاغت کے ساتھ طویل کلام کیا' اور جس وقت لوگ آمنے سامنے ہو گئے تو فرمایا:

''اے اہل اسلام جو تم دیکھتے ہو وہ حاضر ہے یہ رسول اللہ اور جنت تمہارے سامنے ہے اور شیطان دوزخ تمہارے پیچھے ہے''۔

اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو ترغیب دی اور فرمایا: جسے تم فرار کرتا ہوا دیکھو اسے ان پتھروں اور لاٹھیوں کے ساتھ مارنا حتیٰ کہ وہ واپس لوٹ جائے۔

اور حضرت خالد نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو قلب میں کھڑا ہونے کا مشورہ دیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ' شکست خوردہ کو واپس کرنے کے لیے لوگوں کے پیچھے کھڑے ہوں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گھڑسواروں کے دو دستے بنا دیئے' ایک دستہ کو میمنہ کے پیچھے اور دوسرے دستے کو میسرہ کے پیچھے کھڑا کر دیا تا کہ لوگ بھاگ نہ جائیں اور وہ پیچھے سے ان کے مددگار رہوں' آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا' اللہ جو آپ کو سمجھاتا ہے اس کے مطابق کام کریں اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر عمل کیا اور رومی اپنی صلیبیں اٹھائے ہوئے آئے اور ان کی آوازیں رعد کی طرح گھبرا دینے والی تھیں اور جرنیل اور پادری انہیں جنگ پر برانگیختہ کر رہے تھے۔ اور وہ اتنی تعداد میں تھے کہ اتنی تعداد کبھی دیکھی نہیں گئی۔

اور یرموک میں شامل ہونے والوں میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی تھے جو وہاں موجود صحابہؓ سے افضل تھے اور وہ بڑے دلیر اور شہسوار تھے اس روز بہادروں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور وہ کہنے لگے کیا آپ حملہ نہیں کریں گے تا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں؟ آپ نے فرمایا تم ثابت قدم نہیں رہو گے' انہوں نے کہا بے شک' پس آپ نے حملہ کیا اور انہوں نے بھی حملہ کیا اور جب وہ رومیوں کی صفوں کے آمنے سامنے ہوئے تو رک گئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے اور رومیوں کی صفوں کو چیر کر دوسری جانب نکل گئے اور پھر اپنے اصحاب کے پاس واپس آ گئے' پھر وہ دوبارہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے دوبارہ وہی کام کیا جو پہلی مرتبہ کیا تھا اور اس روز آپ کو دونوں کندھوں کے درمیان دو زخم آئے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک زخم آیا' اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس کا مفہوم بیان کیا ہے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب پادریوں اور راہبوں کی آوازوں کو سنتے تو فرماتے:

Marfat.com

''اے اللہ! ان کے پاؤں کو ڈگمگا دے اور ان کے دلوں کو مرعوب کر دے اور ہم پر سکینت نازل فرما اور ہمیں تقویٰ کی بات کا پابند رکھ اور جنگ کو ہمارا محبوب بنا دے اور ہمیں فیصلے سے راضی کر دے''۔

اور ماہان نے باہر نکل کر میسرہ کے امیر الدر بریجان کو حکم دیا اور وہ دشمن خدا ان میں درویش تھا' پس اس نے میمنہ پر حملہ کر دیا جس میں ازد' مذحج' حضر موت اور خولان کے آدمی تھے' انہوں نے ثابت قدمی دکھائی اور دشمنانِ خدا کو روک دیا پھر پہاڑوں کی مانند رومیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور مسلمان' میمنہ سے قلب کی طرف چلے گئے اور ایک گروہ الگ ہو کر فوج کی طرف چلا گیا اور مسلمانوں کا بہت بڑا گروہ ثابت قدم رہا اور وہ اپنے اپنے جھنڈوں تلے جنگ کرتے رہے اور زبید منتشر ہو گیا پھر انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی اور واپس آ کر حملہ کیا حتیٰ کہ انہوں نے ان رومیوں کو جو ان کے سامنے تھے روک دیا اور جو لوگ منتشر ہو گئے تھے ان کے تعاقب سے انہیں باز رکھا اور شکست کھانے والوں میں سے جو لوگ آگے آگے تھے عورتوں نے لکڑیوں اور پتھروں سے انہیں مارتے ہوئے ان کا استقبال کیا اور حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔

''اے پرہیز گار عورتوں کو چھوڑ کر بھاگنے والے' عنقریب تو انہیں قیدی دیکھے گا' وہ نہ عقل مند ہوں گی اور نہ پسندیدہ ہوں گی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ اپنے اپنے مقامات پر واپس آ گئے اور سیف بن عمر' ابوعثمان غسانی سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ نے یرموک کے روز فرمایا: میں نے متعدد کارزاروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی ہے اور کیا میں آج تم سے بھاگ جاؤں گا؟ پھر انہوں نے آواز دی کون موت پر بیعت کرتا ہے؟ تو ان کے چچا حارث بن ہشام اور حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ نے چار سو سر کردہ مسلمانوں اور ان کے شہسواروں کے ساتھ ان کی بیعت کی اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خیمے کے آگے جنگ کی حتیٰ کہ سب زخم کھا کر گر پڑے اور ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے جن میں حضرت ضرار بن الازور بھی شامل تھے اور واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ زخم کھا کر گر پڑے تو انہوں نے پانی مانگا تو ان کے پاس پینے کو پانی لایا گیا اور جب ان میں سے ایک کے قریب پانی کیا گیا اور دوسرے آدمی نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا اسے اس کے پاس لے جاؤ اور جب اس کے پاس پانی لے جایا گیا تو ایک اور شخص نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا' اسے اس کے پاس لے جاؤ پس ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو پانی دے دیا' یہاں تک کہ سب مر گئے اور ان میں سے کسی ایک نے پانی نہ پیا۔

کہتے ہیں اس روز مسلمانوں میں سے سب سے پہلے شہید ہونے والا شخص حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا' میں نے اپنی پوری تیاری کر لی ہے۔ کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی کام ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں' میری طرف سے انہیں سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے رب نے ہم سے جو وعدے کیے تھے ہم نے انہیں برحق پایا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ شخص آگے بڑھا اور قتل ہو گیا رحمہ اللہ وہ بیان کرتے ہیں کہ تمام لوگ اپنے اپنے جھنڈوں تلے ثابت قدم رہے اور رومی' چکی کی طرح چکر لگانے لگے اور یرموک کے روز میدان کارزار میں صرف گودے دار ہڈیاں اور عمدہ کلائیاں اور اڑتی ہوئی' ہتھیلیاں ہی دیکھی گئیں پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی گھڑسواروں کے ساتھ ان میسرہ پر حملہ کیا جس نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کر کے

Marfat.com

انہیں قلب کی طرف ہٹا دیا تھا' اور آپ نے اس حملہ میں چھ ہزار رومیوں کو قتل کر دیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جو کچھ تم دیکھ چکے ہو اس کے سوا ان کے پاس کوئی صبر اور قوت باقی نہیں رہی اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کندھوں کو تمہارے قبضہ میں دے دے گا پھر آپ نے انہیں روکا اور ایک سو سواروں کے ساتھ ایک لاکھ آدمی پر حملہ کر دیا اور جونہی آپ ان کے پاس پہنچے ان کی فوج تتر بتر ہوگئی اور مسلمانوں نے بھی ان پر یکبارگی حملہ کر دیا تو وہ منتشر ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور وہ ان سے بچتے نہیں تھے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ جنگ کی جولانی اور گھمسان کے معرکہ میں تھے اور ہر جانب سے بہادر ایک دوسرے پر حملے کر رہے تھے کہ حجاز سے ایلچی آ گیا' جسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا گیا آپ نے اس سے پوچھا' کیا خبر ہے؟ اس نے آپ سے کہا یہ گفتگو اس کے اور آپ کے درمیان ہوئی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا چکے ہیں اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے اور آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو فوجوں پر نائب مقرر کیا ہے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس بات کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا تا کہ اس حالت میں انہیں کمزوری لاحق نہ ہو اور آپ نے لوگوں کے سنتے ہوئے اسے کہا' تو نے بہت اچھا کیا ہے اور اس سے خط لے کر اپنے ترکش میں رکھ لیا اور حرب ومقاتلہ کی تدبیر میں مصروف ہو گئے اور خط لانے والے ایلچی محمیۃ بن زنیم کو اپنے پہلو میں کھڑا کر دیا' ابن جریر نے اپنے اسانید کے ساتھ اسی طرح بیان کیا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ کبار امراء میں سے جرجہ صف سے باہر نکلا اور اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بلایا آپ اس کے پاس گئے حتیٰ کہ ان دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں' جرجہ نے کہا اے خالدؓ! مجھے سچ سچ بتانا اور جھوٹ نہ بولنا' بلاشبہ شریف آدمی جھوٹ نہیں بولتا اور نہ مجھے دھوکا دینا' بلاشبہ شریف آدمی اللہ کا واسطہ دینے والے کو دھوکا نہیں دیتا' کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پر آسمان سے تلوار اتاری ہے اور انہوں نے وہ تجھے دی ہے اور تو اسے جس پر سونتا ہے اسے شکست دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں' اس نے کہا پھر تو نے اپنا نام سیف اللہ کیوں رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنا نبی بھیجا ہے' پس اس نے ہمیں دعوت دی اور ہم اس سے بھاگ گئے اور ہم سب اس سے دور ہو گئے پھر ہم میں سے بعض نے اس کی تصدیق کی اور اس کی پیروی کی اور بعض نے ہم میں سے اس کی تکذیب کی اور اسے برا بھلا کہا اور میں بھی تکذیب کرنے والوں اور برا بھلا کہنے والوں میں شامل تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں اور ہماری پیشانیوں کو پکڑ لیا اور ہمیں اس کے ذریعے ہدایت دی اور ہم نے اس کی بیعت کر لی تو آپ نے مجھے فرمایا تو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ مشرکین پر سونتا ہے اور آپ نے میرے لیے مدد کی دعا مانگی' اس وجہ سے میرا نام سیف اللہ ہے اور میں ان مسلمانوں میں سے ہوں جو مشرکین پر بڑے سخت ہیں۔

جرجہ نے کہا' خالد تم کس کی طرف دعوت دیتے ہو؟ آپ نے کہا' اس شہادت کی طرف کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو وہ اللہ کے پاس سے لائے ہیں اس کے اقرار کی طرف دعوت دیتے ہیں اس نے کہا اور جو تمہاری بات نہ مانے؟ آپ نے فرمایا وہ جزیہ دے' ہم اس کی حفاظت کریں گے' اس نے کہا اگر وہ نہ دے؟ آپ نے فرمایا ہم اسے جنگ کا انتباہ کریں گے پھر اس سے جنگ کریں۔ اس نے پوچھا' جو تمہاری بات مان لے اور آج ہی اس دین میں داخل ہو

Marfat.com

جائے اس کا کیا مقام ہوگا؟ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے ہم پر جوفرض قرار دیا ہے اس میں ہمارے شریف ورذیل اور پہلے اور پچھلے کا ایک ہی مقام ہے' جرجہ نے کہا' اور جو آج تمہارے دین میں داخل ہو اس کو بھی تمہاری طرح اجر وثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اور اس سے بہتر ملے گا' اس نے کہا' وہ کیسے تمہارے مساوی ہوگا جب کہ تم اس سے سبقت کر چکے ہو؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم نے اس دین کو رغبت سے قبول کیا ہے اور اپنے نبی کی اس وقت بیعت کی ہے جب وہ ہم میں زندہ موجود تھے اور ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی تھیں اور وہ ہمیں کتاب کے متعلق خبر دیتے تھے اور ہمیں نشانات دکھاتے تھے اور جو کچھ ہم نے دیکھا اور سنا ہے اس کے دیکھنے اور سننے والے پر اسلام لانا اور بیعت کرنا فرض ہو جاتا ہے اور جو کچھ ہم نے دیکھا ہے تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور جو عجائبات ودلائل ہم نے سنے ہیں تم نے نہیں سنے پس جو شخص تم میں سے حقیقی معنوں میں نیت کے ساتھ اس دین میں داخل ہو' وہ ہم سے افضل ہوگا' جرجہ نے کہا خدا کی قسم تو نے مجھ سے سچ بولا ہے اور مجھے دھوکا نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تم سے سچ کہا ہے اور تو نے اس کے متعلق جو بات پوچھی ہے اللہ اس کا مددگار ہے' اس موقع پر جرجہ نے ڈھال کو پلٹا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے مجھے اسلام سکھایئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسے اپنے ساتھ اپنے خیمے میں لے آئے۔ اور اس پر پانی کا ایک مشکیزہ ڈالا اور اسے دو رکعتیں نماز پڑھائی اور رومیوں نے اس کے حضرت خالد کی طرف پلٹنے کے ساتھ ہی حملہ کر دیا اور ان کا خیال تھا کہ یہ حملہ اس کی طرف سے ہے۔ پس انہوں نے محافظین کے سوا جن کے امیر حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور حرث بن ہشام تھے۔ مسلمانوں ان کے مواقف سے ہٹا دیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور جرجہ بھی ان کے ساتھ تھا اور رومی' مسلمانوں کے درمیان تھے' اور لوگون نے ایک دوسرے کو پکارا اور لوٹ آئے اور رومی بھی اپنے مواقف کی طرف واپس آگئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ' مسلمانوں کے ساتھ آگے بڑھے حتیٰ کہ انہوں نے تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے سے مصافحہ کیا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور جرجہ نے دن کے بلند ہونے سے لے کر سورج کے ڈھلنے تک ان میں شمشیر زنی کی اور مسلمانوں نے ظہر وعصر کی نمازیں اشارے سے پڑھیں اور جرجہ رحمہ اللہ فوت ہو گئے اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ صرف یہی دو رکعت نماز اللہ کے لیے پڑھی' اس موقع پر رومیوں نے شدت اختیار کر لی پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قلب پر حملہ کیا اور رومی سواروں کے درمیان چلے گئے' اس موقع پر ان کے سوار بھاگ گئے اور انہیں ایک صحرا میں لے گئے اور مسلمان اپنے گھوڑوں کے ساتھ علیحدہ ہو گئے یہاں تک کہ وہ چلے گئے اور لوگوں نے مغرب وعشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں یہاں تک کہ اچھی طرح فتح ہو گئی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ' رومیوں کی قیامگاہ کی طرف گئے اور وہ پیادہ تھے پس انہوں نے آخر تک ان کو منتشر کر دیا اور وہ گری ہوئی دیوار کی طرح ہو گئے پھر انہوں نے بھگوڑے سواروں کا تعاقب کیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی خندق کو ان کے لیے رکاوٹ بنا دیا اور رومی تاریکی شب میں الواقوصہ کی طرف آئے اور جب زنجیروں سے بندھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی گر پڑتا تو اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی گر پڑتے ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ وہ اس میں گر پڑے اور معرکہ میں قتل ہونے والوں کے علاوہ اس کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار آدمی قتل ہو گئے اور اس روز مسلمان عورتوں نے بھی جنگ کی اور بے شمار رومیوں کو قتل کر دیا اور مسلمانوں میں سے جو شخص شکست کھاتا وہ اسے مارتیں اور کہتیں' تم کہاں جاتے ہو اور ہمیں عجمی کافروں کے لیے چھوڑے جا رہے ہو اور جب وہ ڈانٹ ڈپٹ کرتیں تو کوئی شخص اپنے پر قابو نہ رکھ سکتا اور جنگ کی طرف واپس آجاتا۔

Marfat.com

ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ القیقلان اور رومی قوم کے اشراف نے اپنے کوٹ پہن لیے اور کہنے لگے جب ہم اپنے دین نصرانیت کی مدد کرنے کی سکت نہیں پائیں گے تو ہم ان کے دین پر مر جائیں گے' پس مسلمان آ گئے اور انہوں نے ان سب کو قتل کر دیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ اس روز تین ہزار مسلمان قتل ہوئے جن میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عمرو' حضرت سلمہ بن ہشام عمرو بن سعید اور ابان بن سعید شامل تھے اور حضرت خالد بن سعید ثابت قدم رہے اور معلوم نہیں کہ وہ کدھر چلے گئے اور حضرت ضرار بن الازور' حضرت ہشام بن العاص اور حضرت عمرو بن الطفیل بن عمرو الدوسی بھی مقتولین میں شامل تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ کی رویاء کو یمامہ کے روز سچ کر دکھایا اور آپ نے اس روز لوگوں کی ایک جماعت کو فنا کر دیا اور حضرت عمرو بن العاص نے چار آدمیوں کے ساتھ شکست کھائی یہاں تک کہ وہ عورتوں کے پاس پہنچ گئے اور جب عورتوں نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی تو واپس آ گئے اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب پراگندہ ہو گئے اور جب امیر نے ان کو اللہ تعالیٰ کے قول (بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں) کے ساتھ نصیحت کی تو وہ واپس لوٹ آئے۔

اس روز حضرت یزید بن ابی سفیان نے ثابت قدمی دکھائی اور شدید جنگ کی' ان کے باپ ان کے پاس سے گزرے تو انہیں کہنے لگے۔ اے میرے بیٹے تم پر اللہ کا تقویٰ اور صبر لازم ہے اور اس وادی میں ہر مسلمان جنگ میں گھرا ہوا ہے پس تم اور تمہارے جیسے لوگ جو مسلمانوں کے امور کے ذمہ دار ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟ یہ لوگ صبر و نصیحت کے زیادہ حق دار ہیں' اے میرے بیٹے اللہ سے ڈر اور تمہارے اصحاب سے کوئی شخص جنگ میں اجر و صبر میں زیادہ راغب نہ ہو اور نہ ہی تجھ سے بڑھ کر دشمنانِ اسلام پر کوئی جرأت کرنے والا ہو' انہوں نے کہا' میں ان شاء اللہ ایسے ہی کروں گا اور اس روز انہوں نے شدید جنگ کی اور آپ قلب کی جانب سے جنگ کر رہے تھے۔ رضی اللہ عنہ

اور حضرت سعید بن المسیب' اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ یرموک کے روز آوازیں پرسکون ہو گئیں اور ہم نے ایک آواز سنی' قریب تھا کہ وہ پورے لشکر پر چھا جائے ایک شخص کہہ رہا تھا:

''اے نصرت الٰہی قریب آ جا' اے گروہِ مسلمین! ثابت قدم رہ''۔

راوی بیان کرتا ہے جب ہم نے دیکھا تو وہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے جو اپنے بیٹے یزید کے جھنڈے تلے کھڑے تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہرقل کے بھائی تذارق کے خیمہ میں رات گزاری۔ جو اس روز تمام رومیوں کا امیر تھا۔ وہ بھی بھگوڑوں کے ساتھ بھاگ گیا اور سواروں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خیمے کے پاس چکر لگاتے رات گزاری اور جو رومی ان کے پاس سے گزرتا وہ اسے قتل کر دیتے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور تذارق بھی قتل ہو گیا اور اس کے لیے تیس شامیانے اور تیس دیباج کے پردے تھے جن میں بچھونے اور ریشم بھی تھا اور جب صبح ہوئی تو انہوں نے وہاں جو غنائم تھیں انہیں اکٹھا کیا اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی تو انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے غم کے مقابلہ میں ملنے والی غنائم سے خوشی نہ ہوئی' لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو انہیں بدلہ میں دے دیا۔

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی تو فرمایا' سب تعریف اس خدا کے لیے ہے

Marfat.com

جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موت کا فیصلہ کیا اور وہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب تھے اور اس خدا کا شکر ہے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکمران بنایا ہے اور آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نسبت مجھے زیادہ مبغوض تھے اور انہوں نے ان کی محبت مجھ پر لازم کی۔

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ شکست خوردہ رومیوں کا تعاقب کرتے ہوئے دمشق پہنچ گئے' پس اہالیان دمشق آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے' ہم اپنے عہد اور صلح پر قائم ہیں آپ نے فرمایا بہت اچھا' پھر آپ نے ثنیۃ العقاب تک ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے حمص چلے گئے اور وہاں کے باشندے آپ کے پاس آئے تو آپ نے اہل دمشق کی طرح ان کے ساتھ مصالحت کی اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا تو وہ ان کے پیچھے پیچھے ملطیہ پہنچ گئے اور وہاں کے باشندوں نے آپ سے مصالحت کر لی اور آپ واپس آ گئے اور جب ہرقل کو یہ اطلاع ملی تو اس نے وہاں کے جانبازوں کو پیغام بھیجا اور وہ اس کے سامنے حاضر ہو گئے اور اس کے حکم سے ملطیہ کو جلا دیا گیا اور رومی شکست کھا کر ہرقل کے پاس حمص پہنچ گئے اور مسلمان ان کے تعاقب میں قتل کرتے' قیدی بناتے اور غنیمت حاصل کرتے آ رہے تھے اور جب ہرقل کو اطلاع ملی تو وہ حمص سے کوچ کر گیا اور وہ اسے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان رکھ کر ڈھال بنا لیا اور ہرقل نے کہا' اب شام کوئی شام نہیں اور رومیوں کو منحوس بچے سے ہلاکت ہوئی ہے۔

اور جنگ یرموک کے متعلق جو اشعار کہے گئے ہیں ان میں حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اشعار بھی ہیں۔

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے یرموک پر ایسے ہی فتح پائی جیسے عراقی جنگوں میں پائی ہے اور اصیل گھوڑوں پر سوار ہو کر مدائن اور مرج الصفر کے آزاد علاقوں کو فتح کیا اور اس سے قبل ہم نے بصرہ کو فتح کیا جو کائیں کرنے والوں کے نزدیک ایسا شہر تھا جس کے صحن میں قدم رکھنا ممنوع تھا اور جس نے ہمارا مقابلہ کیا ہم نے اسے قتل کر دیا اور ہم نے باریک دھار تلواروں کے ساتھ ان کی غنیمت حاصل کی اور ہم نے رومیوں کو قتل کیا حتیٰ کہ یرموک میں دبلے اور لاغر شخص کی وہ برابری نہ کر سکے اور ہم نے باریک شمشیر ہائے بران سے الواقوص میں ان کی فوج کو پراگندہ کر دیا' اس صبح کو انہوں نے وہاں بھیڑ کر دی اور وہ ایسی چیز کی طرف چلے گئے جس کا چکھنا مشکل ہوتا ہے''۔

اور اسود بن مقرن تمیمی نے کہا:

''اور ہم نے ایک دن یکے بعد دیگرے حملے کیے اور ایک دن اس کی خوفناکیوں کو دور کر دیا اور اگر لوگ شگون لینے والے کے نزدیک غنیمت میں پھنس جانے والے لوگ نہ ہوتے تو اوائل ہماری آرزو کرتے جب یرموک میں فروکش ہونے والوں کے برتنے تنگ ہو گئے تو ہم نے یرموک میں ان سے جنگ کی' پس ہرقل ہمارے دستوں کو نہ کھوئے جب اس نے ان کا قصد کیا تو بے ارادہ شخص کی طرح کیا''۔

اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

''لخم اور جذام کے لوگ جنگ میں شامل تھے اور ہم اور رومی مرج الصفر میں ایک دوسرے کو مار رہے تھے پس اگر وہ وہاں دوبارہ آئے تو ہم ساتھ نہیں ہوں گے بلکہ بھگوڑوں کا دکھ وہ ضرب کے ساتھ پھیر ادا کر لیں گے''۔

Marfat.com

اور احمد بن مروان نے المجالسة میں روایت کی ہے کہ ابواسماعیل ترمذی نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ بن عمرو نے بحوالہ ابواسحٰق ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے مقابلہ میں جنگ کے وقت دشمن اتنا عرصہ بھی نہیں ٹھہرتے تھے جتنا ناقہ کا دودھ دوہتے وقت دو دھاروں کے درمیان وقت ہوتا ہے جب شکست خوردہ رومی آئے تو ہرقل نے جو انطاکیہ کا امیر تھا' کہا:

تم ہلاک ہو جاؤ مجھے ان لوگوں کے متعلق بتاؤ جو تم سے جنگ کرتے ہیں' کیا وہ تمہاری طرح کے انسان نہیں؟ انہوں نے کہا بے شک' اس نے پوچھا تم زیادہ تھے یا وہ؟ انہوں نے جواب دیا ہم ہر میدان کارزار میں ان سے کئی گنا زیادہ تھے' اس نے پوچھا پھر تم کیوں شکست کھاتے ہو؟ تو ان کے عظیم آدمیوں میں سے ایک شیخ نے کہا' اس وجہ سے کہ وہ رات کو عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں اور عہد کو پورا کرتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور آپس میں انصاف کرتے ہیں نیز اس وجہ سے کہ ہم شراب پیتے ہیں اور زنا کرتے ہیں اور حرام کا ارتکاب کرتے ہیں اور عہد شکنی کرتے ہیں اور غصب کرتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں اور ناپسندیدہ امور کا حکم دیتے ہیں اور جن باتوں سے اللہ راضی ہوتا ہے ان سے روکتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا تو نے مجھ سے سچ بولا ہے۔

ولید بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ غسانی سے سننے والے شخص نے مجھے بتایا کہ وہ اپنی قوم کے دو آدمیوں سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب مسلمان اردن کے ایک گوشے میں فروکش ہوئے تو ہم سے بیان کیا گیا کہ عنقریب دمشق کا محاصرہ ہو جائے گا تو ہم اس سے پہلے وہاں خرید و فروخت کے لیے گئے اور ابھی ہم وہیں تھے کہ اس کے جرنیل نے ہماری طرف پیغام بھیجا اور ہم اس کے پاس آئے تو اس نے کہا' تم عرب ہو؟ ہم نے کہا' ہاں' اس نے کہا نصرانیت پر قائم ہو؟ ہم نے جواب دیا' ہاں' اس نے کہا' تم میں سے ایک آدمی جا کر ہمارے لیے ان لوگوں کی ٹوہ لگائے اور ان کی رائے معلوم کرے اور دوسرا اپنے ساتھی کے سامان پر کھڑا رہے' پس ہم میں سے ایک نے ایسے ہی کیا' وہ کچھ دیر ٹھہرا پھر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا ہم ہلکے پھلکے آدمیوں کے ہاں سے آپ کے پاس آئے ہیں جو اصیل گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اور رات کو راہب اور دن کو شہسوار ہوتے ہیں اور تیروں کو پر لگاتے اور تیز کرتے ہیں اور نیزوں کو سیدھا کرتے ہیں اور اگر تو اپنے ہم نشین کے ساتھ بات کرے تو ان کے بآواز بلند قرآن پڑھنے اور ذکر الٰہی کرنے کی وجہ سے وہ تیری بات کو سمجھ نہ سکے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا' ان میں سے وہ آدمی تمہارے پاس آئے ہیں جن سے لڑنے کی تم میں سکت نہیں۔

جنگ یرموک کے بعد' شام کی امارت کا حضرت خالد سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کی طرف منتقل ہونا:

شام کی امارت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو منتقل ہو گئی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہیں امیر الامراء کا نام دیا گیا' پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایلچی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر لے کر آیا اور مسلمان جنگ یرموک میں رومیوں سے برسر پیکار تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے اس خبر کو پوشیدہ رکھا تا کہ کمزوری پیدا نہ ہو' پس جب صبح ہوئی تو آپ نے ان کے سامنے بات واضح کر دی اور جو کہنا تھا کہا' پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ غنیمت کے اکٹھا کرنے اور اس کا خمس لگانے میں مصروف ہو گئے اور آپ نے خباب بن اشیم کو فتح اور خمس کے ساتھ حجاز کی طرف بھیجا پھر دمشق کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دیا گیا اور وہ چل کر مرج الصفر

Marfat.com

میں اتر پڑے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہراول کے طور پر اپنے آگے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کے ساتھ ان کے دو ساتھی بھی تھے' حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں چل پڑا اور کچھ راستہ چل کر میں نے دوسرے شخص کو امیر بنا دیا' وہ وہاں چھپ گیا اور میں اکیلا چل کر شہر کے دروازے پر پہنچ گیا جو رات کو بند تھا اور وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا' میں گھوڑے سے اتر پڑا اور میں نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور اپنے گھوڑے کی لگام اتار دی اور اس پر توبڑا لٹکا کر سو گیا' اور جب صبح ہوئی تو میں نے اٹھ کر وضو کیا اور فجر کی نماز پڑھی' کیا دیکھتا ہوں کہ شہر کا دروازہ کھٹکھٹایا جا رہا ہے اور جب اس نے دروازہ کھولا تو میں نے دربان پر نیزہ سے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر میں واپس آ گیا اور متلاشی میرے پیچھے لگے ہوئے تھے پس جب ہم اس شخص کے پاس پہنچے جو میرے اصحاب میں سے راستے میں بیٹھا تھا تو انہوں نے خیال کیا کہ یہاں گھاتی فوج ہے اور وہ مجھے چھوڑ کر واپس چلے گئے پھر ہم چلے اور ہم نے دوسرے آدمی کو بھی لے لیا اور میں نے جو کچھ دیکھا تھا اس کے متعلق آ کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی اور حضرت ابوعبیدہؓ دمشق کے معاملے کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کا انتظار کرنے کے لیے ٹھہر گئے' پس خط میں آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو دمشق جانے کا حکم دیا پس انہوں نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یرموک پر حضرت بشیر بن کعب رضی اللہ عنہ کو وہاں کے سواروں کے ساتھ قائم مقام مقرر کیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے شام آنے کے بعد جرت کا معرکہ:

اہل ایران اپنے بادشاہ اور اس کے بیٹے کے قتل ہونے کے بعد شہریار بن اردشیر بن شہریار کو بادشاہ بنانے کے لیے اکٹھے ہوئے اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری کو غنیمت خیال کیا اور شہریار نے المثنیٰ کو لکھا:

''میں نے رذیل ایرانیوں کی ایک فوج تمہارے پاس بھیجی ہے جو مرغوں اور خنزیروں کے چرواہے ہیں اور میں صرف انہی کے ساتھ تجھ سے جنگ کروں گا''۔

اور المثنیٰ نے اس کی طرف لکھا:

''المثنیٰ سے شہریار کی طرف۔ تو صرف دو آدمیوں میں سے ایک ہے یا تو باغی ہے اور یہ بات تیرے لیے بری ہوگی اور ہمارے لیے اچھی ہوگی اور یا تو جھوٹا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں عقوبت اور فضیحت کے لحاظ سے سب سے بڑے جھوٹے بادشاہ ہیں اور ہماری رائے یہ ہے کہ تم مجبور ہو کر ان کے پاس گئے ہو' پس اس خدا کا شکر ہے جس نے تمہاری تدبیر کو مرغوں اور خنزیروں کے چرواہوں کی طرف لوٹا دیا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایرانی اس خط سے پریشان ہو گئے اور انہوں نے شہریار کو اس خط پر جو اس نے اس کی طرف لکھا تھا' ملامت کی اور اس کی رائے کو قابل نفرت قرار دیا اور المثنیٰ الحرۃ سے بابل کی طرف روانہ ہو گیا اور جب المثنیٰ اور ان کی فوج کی الصراۃ کے پہلے کنارے پر مڈبھیڑ ہوئی تو انہوں نے نہایت شدید جنگ کی اور ایرانیوں نے مسلمانوں کے گھوڑوں کو پراگندہ کرنے کے لیے گھوڑوں کی صفوں کے آگے ایک ہاتھی بھیج دیا' پس امیر المسلمین المثنیٰ بن حارثہؓ نے اس پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور مسلمانوں کو حملہ کرنے کا حکم دیا' انہوں نے حملہ کیا تو ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ اور انہوں نے ان کو بری طرح قتل کیا اور ان سے بہت

Marfat.com

سامان غنیمت میں حاصل کیا اور ایرانی نہایت بری حالت میں بھاگ کر مدائن پہنچ گئے اور انہوں نے بادشاہ کو مردہ پایا تو کسریٰ کی بیٹی ''بوران دختر پرویز'' کو اپنا بادشاہ بنالیا' اس نے عدل وانصاف کو قائم کیا اور اچھی روش اختیار کی اور وہ ایک سال سات ماہ بادشاہ رہی پھر مرگئی تو انہوں نے اس کی ہمشیرہ ''آزرمیدخت زنان'' کو اپنا بادشاہ بنالیا مگر ان کی حکومت منظم نہ ہوئی تو انہوں نے ''سابور بن شہریار'' کو اپنا بادشاہ بنالیا اور اس کی حکومت الفرخزار بن البند وان کے سپرد کردی اور سابور نے کسریٰ کی بیٹی آزرمیدخت کے ساتھ اس کا نکاح کردیا اور اس نے اس بات کو ناپسند کیا اور کہنے لگی' یہ ہمارے غلاموں میں سے ایک غلام ہے اور جب اس کی شب زفاف تھی تو انہوں نے جا کر اسے قتل کردیا اور پھر سابور کے پاس گئے اور اسے بھی قتل کردیا اور اس عورت ''آزرمیدخت'' کو جو کسریٰ کی بیٹی تھی اپنا بادشاہ بنالیا' اور ایرانیوں نے اپنے بادشاہ سے بہت اٹھکیلیاں کیں اور بالآخر اس سال بھی ان کی حکومت قائم نہ ہوئی کیونکہ انہوں نے ایک عورت کو بادشاہ بنایا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس قوم نے اپنی حکومت عورت کے سپرد کی وہ کبھی کامیاب نہ ہوگی۔ اور جس معرکے کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کے متعلق عبدۃ بن الطبیب السعدی کہتا ہے اور اس نے اپنی بیوی کو چھوڑ کر ہجرت کی تھی اور بابل کے اس معرکے میں شامل ہوا تھا پس جب بیوی نے اسے مایوس کیا تو وہ جنگل کی طرف واپس آ گیا اور کہا۔

''کیا خولہ کا عہد' جدائی کے بعد قائم ہے یا تو اس سے دور گھر میں مشغول ہے اور محبوبوں کے لیے دن ہوتے ہیں جنہیں تو یاد کرتی ہے اور جدائی کے دن سے قبل جدائی کی تاویل کی جاتی ہے' خویلہ ایسے قبیلے میں فروکش ہے جن سے میں نے مدینہ سے ورے جہاں مرغ اور ہاتھی ہیں' عہد کیا تھا وہ دھوپ میں عجم کے سروں پر حملہ کرتے ہیں' ان میں ایسے شہسوار ہیں جو نہ کمزور ہیں اور نہ جھکنے والے ہیں''۔

اور فرزوق اپنے شعر میں المثنیٰ کے ہاتھی کو قتل کرنے کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

''اور المثنیٰ کے گھرانے نے بابل میں زبردستی ہاتھی سے جنگ کی جب کہ سواروں میں بابل کا بادشاہ بھی تھا''۔

پھر المثنیٰ بن حارثہ نے اہل شام کے ساتھ مصروفیت کی وجہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دینے میں دیر کی اور متقدم الذکر یرموک میں جو کچھ ہوا تھا اس کی اطلاع میں بھی دیر ہوگئی' پس المثنیٰ بنفس نفیس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عراق پر بشر بن الخصاصہ کو' اور میگزینوں پر سعید بن مرۃ العجلی کو نائب مقرر کیا اور جب المثنیٰ مدینہ پہنچے تو آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مرض الموت کی آخری حالت میں پایا اور انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو وصیت کی اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے المثنیٰ کو دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو ایک شام گزارے بغیر لوگوں کو المثنیٰ کے ساتھ اہل عراق سے جنگ کرنے کے لیے متوجہ کرنا اور جب اللہ تعالیٰ ہمارے امراء کو شام میں فتح دے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو عراق واپس بھیج دینا بلاشبہ وہ ان کی جنگ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو سرزمین عراق سے جنگ کرنے کی طرف متوجہ کیا کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بعد وہاں تھوڑے سے جانباز باقی رہ گئے تھے پس آپ نے بہت سے لوگوں کو تیار کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' کو ان کا امیر بنایا جو ایک شجاع نوجوان اور جنگ اور جنگی چالوں کے ماہر تھے اور

Marfat.com

یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری دنوں اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی حکومت کے آغاز تک کے عراق کے آخری حالات ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت:

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سوموار کے روز عشاء کے وقت ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ مغرب کے بعد ہوئی اور اسی شب آپ کو دفن کر دیا گیا' آپ نے پندرہ روز بیمار رہنے کے بعد ۲۲/ جمادی الآخرۃ ۱۳ھ کو وفات پائی اور ان ایام میں حضرت عمر بن الخطاب مسلمانوں کو ان کی طرف سے نماز پڑھاتے تھے اور آپ نے اس مرض کے دوران میں اپنے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حکومت دیئے جانے کی وصیت کی اور حضرت عثمان بن عفان نے عہد نامہ لکھا جو مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا گیا تو انہوں نے اسے تسلیم کیا اور آپ کی سمع و اطاعت کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال تین ماہ رہی اور وفات کے روز آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی' اسی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وفات پائی تھی اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی میں اکٹھا رکھا اسی طرح اس نے قبرستان میں بھی اکٹھا کر دیا۔

محمد بن سعد' ابوقطن عمرو بن الہیثم سے بحوالہ ربیع بن حسان الصائغ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "نعم القادر باللہ" تھا اور یہ غریب روایت ہے اور ہم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سوانح و سیرت اور زمانے اور آپ کی روایت کردہ احادیث اور آپ سے جو احکام مروی ہیں انہیں ایک جلد میں بیان کیا ہے اور آپ کے بعد امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب فاروق رضی اللہ عنہ نے حکومت کو اچھی طرح سنبھالا اور آپ پہلے شخص ہیں جنہیں امیر المومنین کا نام دیا گیا اور سب سے پہلے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ سلام کہا اور بعض کا قول ہے کہ کسی دوسرے شخص نے کہا جیسے کہ ہم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت و سوانح کی ایک الگ جلد میں اسے مفصل طور پر بیان کیا ہے اور آپ کا مسند اور مروی آثار ایک اور جلد میں باب دار بیان کیے گئے ہیں۔

آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق امرائے شام کو شداد بن اوس اور محمد بن جریج کے ہاتھ لکھ کر اطلاع بھجوائی یہ دونوں وہاں پہنچے تو لوگ یرموک کے روز رومی فوجوں کے سامنے صف آراء تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو فوجوں کا امیر مقرر کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور سلمہ نے بحوالہ محمد بن اسحاق بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت خالد رضی اللہ عنہما کو اس لیے معزول کیا تھا کہ آپ کو ان کے متعلق کچھ باتوں کی اطلاع ملی تھی اور مالک بن نویرہ کا معاملہ بھی تھا اور یہ بھی کہ وہ اپنی جنگ پر بھروسہ کرتے تھے' پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حکمران بنے تو آپ نے سب سے پہلے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی بات کی اور فرمایا وہ کبھی میرے کسی کام کے حاکم نہ ہوں گے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اگر حضرت خالد' اپنی تکذیب کریں تو وہ جس پر امیر ہیں اس کے امیر رہیں گے اور اگر وہ اپنی تکذیب نہ کریں تو وہ معزول ہیں' ان کے سر سے ان کا عمامہ اتار دیجیے اور ان کے مال کو نصف نصف تقسیم کر دیجیے اور جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا مجھے مہلت دیجیے تاکہ میں اپنی ہمشیرہ سے مشورہ کر لوں اور وہ اپنی ہمشیرہ کے پاس گئے جو حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور اس بارے میں آپ نے ان سے

Marfat.com

مشورہ لیا تو آپ کی ہمشیرہ نے آپ سے کہا' بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو کبھی پسند نہیں کریں گے اور اگر آپ نے اپنی تکذیب بھی کر دی پھر بھی وہ آپ کو جلد ہی معزول کر دیں گے' آپ نے ہمشیرہ سے کہا' خدا کی قسم آپ نے درست کہا ہے اور پس حضرت ابو عبیدہؓ نے آپ سے تقسیم کی حتیٰ کہ آپ سے آپ کی ایک جوتی بھی لے لی اور دوسری جوتی آپ کے لیے چھوڑ دی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے: ''میں امیر المومنین کی سمع واطاعت کروں گا''۔

اور ابن جریر نے صالح بن کیسان سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو آپ نے سب سے پہلے جو خط حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا اس میں فرمایا:

''میں آپ کو اس خدا کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو باقی رہے گا اور اس کے سوا ہر چیز فنا ہو جائے گی' اس نے ہمیں ضلالت سے ہدایت دی اور ہمیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے گیا' میں نے آپ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فوج پر امیر مقرر کیا ہے' پس آپ ان کی اس ذمہ داری کو سنبھالیں جو آپ پر فرض ہے' مسلمانوں کو غنیمت کی امید پر ہلاکت میں نہ ڈالنا اور نہ انہیں کسی منزل پر اس کے حالات کی جانچ پڑتال کرنے سے قبل اتارنا اور سریہ کو لوگوں کی حفاظت میں بھیجنا اور مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے اجتناب کرنا' اور اللہ نے میرے ذریعے تمہاری آزمائش کی ہے اور تمہارے ذریعے میری آزمائش کی ہے دنیا سے اپنی آنکھ بند کر لو اور اپنے دل کو اس سے غافل کر دو اور ان باتوں سے بچنا جنہوں نے تجھ سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے اور میں نے ان کے قتل ہونے کی جگہوں کو دیکھا ہے اور آپ نے انہیں دمشق کی طرف روانگی کا حکم دیا''۔

اور آپ نے فتح یرموک کی اطلاع وبشارت ملنے کے بعد یہ خط لکھا اور خمس بھی آپ کے پاس پہنچا دیا گیا اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ صحابہؓ نے یرموک کے بعد اجنادین سے جنگ کی پھر بیسان کے قریب الردغۃ مقام پر ارض غور کے فحل کے ساتھ جنگ کی کیونکہ اس مقام پر انہیں بکثرت کیچڑ سے واسطہ پڑا اس لیے اسے الردغۃ کا نام دیا گیا ہے پس انہوں نے انہیں کیچڑ میں روک دیا اور صحابہؓ نے اس کا گھیراؤ کر لیا' راوی بیان کرتا ہے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی امارت اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی اطلاع آئی۔

اور ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی امارت کی اطلاع محاصرۂ دمشق میں آئی تھی اور یہی مشہور ہے۔

فتح دمشق:

سیف بن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یرموک سے کوچ کیا اور فوجوں کے ساتھ مرج الصفر میں فروکش ہوئے اور آپ محاصرۂ دمشق کا عزم کیے ہوئے تھے کہ اچانک آپ کو اطلاع ملی کہ انہیں حمص سے کمک مل گئی ہے اور آپ کو یہ اطلاع بھی ملی کہ فلسطین کے علاقے میں فحل میں رومیوں کی بہت بڑی فوج جمع ہو چکی ہے اور آپ کو معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ دونوں باتوں میں سے کس کو پہلے اختیار کریں' پس آپ نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو اس کا جواب آیا کہ دمشق سے ابتداء کیجیے کیونکہ وہ شام کا قلعہ اور ان کا دارالخلافہ ہے پس جلدی سے اس پر حملہ کیجیے اور اہل فحل کو ان سواروں کے ذریعے غافل رکھو جو ان

Marfat.com

کے سامنے کھڑے ہیں پس اگر اللہ تعالیٰ دمشق سے قبل اسے فتح کر دے تو ہم اسی بات کو پسند کرتے ہیں اور اگر دمشق اس سے پہلے فتح ہو جائے تو آپ اور آپ کے ساتھی چلے جائیں اور دمشق پر قائم مقام مقرر کر دیں اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے دے تو آپ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ حمص چلے جائیں اور حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہما کو اردن اور فلسطین پر حکمران بنا کر چھوڑ جائیں۔

سیف بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فحل کی طرف دس امراء کو بھیجا اور ہر امیر کے ساتھ پانچ امراء تھے اور سب پر عمارۃ بن مخشی صحابی امیر مقرر تھے پس یہ لوگ مرج الصفر سے فحل کی طرف گئے اور انہوں نے وہاں تقریباً ۸۰ ہزار رومیوں کو پایا اور انہوں نے اپنے اردگرد پانی چھوڑ رکھا تھا جس سے زمین کیچڑ والی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اس جگہ کا نام الردغۃ رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر فتح دی اور یہ پہلا قلعہ تھا جو دمشق سے پہلے فتح ہوا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دمشق اور فلسطین کے درمیان ایک فوج بھیجی اور ذوالکلاع کو ایک فوج کے ساتھ دمشق اور حمص کے درمیان بھیجا تاکہ جو کمک انہیں ہرقل کی طرف سے ملے اسے واپس کر دیں پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، دمشق جانے کے لیے مرج الصفر سے روانہ ہوئے اور آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قلب میں مقرر کیا اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما میمنہ اور میسرہ میں سوار ہوئے اور سواروں کے سالار حضرت عیاض بن غنمؓ اور پیادوں کے سالار حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ تھے پس یہ لوگ دمشق آ گئے جس کا حکمران نسطاس بن نسطوس تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، مشرقی دروازے پر اترے اور اس کے ساتھ ہی باب کیسان تھا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ الجابیہ کے بڑے دروازے پر اور حضرت یزید بن ابی سفیانؓ الجابیہ کے چھوٹے دروازے پر اترے اور حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت شرحبیل بن حسنہؓ شہر کے بقیہ دروازوں پر اترے اور منجانیق اور قلعہ شکن آلات نصب کر دیے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو برزہ میں ایک فوج کے ساتھ گھات میں بٹھایا کہ وہ آپ کے مددگار ہوں اور اسی طرح وہ فوج بھی جو دمشق اور حمص کے درمیان ہے اور انہوں نے ستر راتوں تک دمشق کا شدید محاصرہ کیا اور بعض چار ماہ اور بعض چھ ماہ اور بعض چودہ ماہ بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور اہل دمشق ان سے بہت محفوظ تھے اور وہ اپنے بادشاہ ہرقل کی طرف جو حمص میں مقیم تھا۔ پیغام بھیج کر اس سے کمک مانگتے تھے اور ذوالکلاع کی وجہ سے جن کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دمشق اور حمص کے درمیان دمشق سے ایک رات کے فاصلہ پر گھات میں بٹھایا ہوا تھا، ان تک مدد کا پہنچنا ممکن نہ تھا، جب اہل دمشق کو یقین ہو گیا کہ مدد ان تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ کمزوری اور مایوسی کا شکار ہو گئے۔ اور مسلمان مضبوط ہو گئے اور ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور سردی کا موسم آ گیا اور سخت سردی ہو گئی اور حالات خراب ہو گئے اور جنگ کرنا دشوار ہو گیا، خدائے ذوالجلال ومتعال کے حکم سے دمشق کے جرنیل کے ہاں انہی راتوں میں بچہ پیدا ہوا تو اس نے ان کے لیے کھانا تیار کیا اور اس کے بعد انہیں شراب پلائی اور انہوں نے اس کی دعوت میں شب بسر کی اور کھایا پیا اور تھک گئے اور اپنے مواقف ومقامات سے غافل ہو گئے اس بات کو امیر جنگ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھانپ گئے کیونکہ وہ نہ خود سوتے تھے اور نہ کسی کو سونے دیتے تھے بلکہ دن رات ان کی گھات میں رہتے تھے اور آپ کے جاسوس اور قاصد صبح وشام جانبازوں کے حالات آپ

Marfat.com

تک پہنچاتے رہتے تھے' پس آپ نے اس رات خاموشی دیکھی اور یہ کہ فصیلوں پر کوئی شخص جنگ نہیں کرے گا تو آپ نے رسیوں کی سیڑھیاں تیار کی ہوئی تھیں پس آپ اور آپ کے اصحاب میں سے قعقاع بن عمرو اور مذعور بن عدی جیسے بہادر سردار آگے بڑھے اور آپ اپنی فوج کو بھی دروازے پر لے آئے اور ان سے فرمایا کہ جب تم فصیلوں پر ہماری تکبیر کی آواز سنو تو ہمارے پاس پہنچ جانا پھر آپ اور آپ کے اصحاب اٹھے اور ان کی جماعتوں کے قریب سے تیر کر خندق کو عبور کر لیا اور یہ سیڑھیاں لگا دیں اور ان کے اوپر کے حصوں کو برجیوں کے ساتھ لگا دیا اور ان کے نچلے حصوں کو خندق کے باہر مضبوطی سے لگا دیا اور ان پر چڑھ گئے اور جب وہ فصیلوں پر اچھی طرح ٹک گئے تو انہوں نے تکبیر کی آوازیں بلند کیں اور مسلمان آ کر ان سیڑھیوں پر چڑھ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے شجاع اصحاب فصیلوں سے اتر کر دربانوں کے پاس گئے اور انہیں قتل کر دیا اور حضرت خالدؓ اور آپ کے اصحاب نے دروازے کے قفل تلواروں سے توڑ دیئے اور بزور قوت دروازہ کھول دیا' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوج مشرقی دروازے سے داخل ہو گئی اور جب اہل شہر نے تکبیر کی آواز سنی تو وہ جوش میں آ گئے اور ہر پارٹی' فصیلوں میں اپنی اپنی جگہ کی طرف گئی' انہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ صورت حال کیا ہے اور جب مشرقی دروازے کے اصحاب میں سے کوئی شخص آتا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھی اسے قتل کر دیتے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بزور قوت شہر میں داخل ہو گئے اور آپ نے جس کو بھی وہاں پایا' قتل کر دیا اور ہر دروازے کے لوگوں نے اپنے اس امیر سے جو دروازے کے پاس تھا' باہر سے صلح کے متعلق پوچھا۔ اور مسلمانوں نے انہیں نصف نصف کی طرف دعوت دی تھی مگر وہ ان کی بات نہ مانتے تھے۔

پس جب انہوں نے اس کی طرف انہیں دعوت دی تو وہ مان گئے اور بقیہ صحابہ کو پتہ نہ چلا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کیا کیا ہے اور مسلمان ہر جانب اور ہر دروازے سے داخل ہو گئے اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو جو آدمی ملتا ہے آپ اسے قتل کر دیتے ہیں انہوں نے آپ سے کہا' ہم نے انہیں امان دی ہے' آپ نے فرمایا میں نے اسے بزور قوت فتح کیا ہے اور امراء شہر کے وسط میں جہاں آج کل درب الریحان ہے کہ قریب المقسلاط کے کلیسا کے پاس ملے' سیف بن عمر وغیرہ نے ایسے ہی بیان کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دروازے کو زبردستی کھول دیا اور دوسروں کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسے بزور قوت فتح کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن سفیان نے اسے فتح کیا تھا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اہل شہر سے مصالحت کر لی تھی پس انہوں نے مشہور و معروف بات کو الٹ کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں اختلاف کیا ہے' بعض کہتے ہیں کہ یہ صلح سے فتح ہوا تھا کیونکہ حقیقت میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جو امیر تھے ان سے مصالحت کر لی تھی اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ بزور قوت فتح ہوا تھا کیونکہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پہلے اسے بزور قوت فتح کیا تھا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے' پس جب انہیں یہ بات معلوم ہو گئی تو وہ بقیہ امراء کے پاس گئے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے اور انہوں نے ان سے مصالحت کر لی۔ اور انہوں نے آپس میں اس بات پر اتفاق کر لیا کہ وہ دمشق کے نصف کو صلح سے اور نصف کو بزور قوت دیں گے پس جو نصف وہاں کے باشندوں کے ہاتھ میں تھا انہوں نے انہیں اس پر قبضہ دے دیا اور وہاں انہیں ٹھہرا دیا اور نصف صحابہؓ کے قبضہ میں رہا اور سیف بن عمر کی بیان کردہ بات اسے قوت دیتی ہے کہ صحابہؓ ان سے مطالبہ کرتے

Marfat.com

تھے کہ وہ نصف نصف پر ان سے مصالحت کرلیں اور وہ نہیں مانتے تھے' پس جب وہ مایوس ہو گئے تو جس بات کی طرف صحابہؓ نے انہیں دعوت دی تھی' انہوں نے جلدی سے اسے قبول کرلیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے جو کچھ کہا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کا علم نہ ہوا۔

اسی وجہ سے صحابہؓ نے دمشق کے سب سے بڑے کلیسا کا جو کلیسا یوحنا کے نام سے مشہور ہے نصف حصہ لے لیا اور اس کی مشرقی جانب کو مسجد بنا لیا اور اس کے نصف غربی حصہ کو ان کے لیے کلیسا رہنے دیا اور انہوں نے مشہور کلیسا یوحنا کے ساتھ چودہ دیگر گرجے بھی ان کے لیے باقی رہنے دیئے' اور یوحنا کا کلیسا آج کل دمشق کی جامع مسجد ہے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق انہیں ایک تحریر لکھ دی اور اس میں حضرت ابوعبیدہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت یزید اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہم نے اپنی گواہی لکھی۔

ان میں ایک کلیسا' المقسلاط ہے' جس کے پاس امرائے صحابہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے تھے جو بازار کلاں کی پشت پر تھا اور یہ بلند عمارات اس کی نچلی عمارات سے صابن فروخت کرنے والوں کے بازار میں دیکھی جا سکتی تھیں پھر بعد میں یہ تباہ و برباد ہو گئیں اور ان کے پتھر عمارات میں لگا لیے گئے' دوسرا کلیسا' قرشیوں کے کوچے کے سرے پر تھا جو چھوٹا تھا' حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے کچھ گرجے آج تک باقی ہیں' جو پراگندہ ہو چکے ہیں' تیسرا کلیسا' بطیخ کے قدیم گھر میں تھا' میں کہتا ہوں وہ شہر کے اندر کوشک کے قریب تھا اور میں اسے وہ مسجد خیال کرتا ہوں جو مکان مذکور سے قبل تھی' اور وہ مدت سے تباہ ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

چوتھا کلیسا' بنی نصر کی گلی میں' درب الحجالین اور درب التیمی کے درمیان تھا' حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کی کچھ عمارات کو دیکھا ہے جن کا زیادہ حصہ برباد ہو چکا ہے۔ پانچواں کلیسا' بولوس کا کلیسا ہے ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ وہ قیساریہ فخریہ کے غربی طرف تھا اور میں نے اس کی عمارات کے کچھ محراب دار حصے کو دیکھا ہے چھٹا کلیسا' دارالوکالۃ کی جگہ پر تھا جو آج کلیسا قلانسیین کے نام سے مشہور ہے' میں کہتا ہوں قلانسیین آج کل کے حواجین ہیں' ساتواں کلیسا آج کل کے کوچہ القلیل میں تھا۔ جو پہلے حمید بن درۃ کے کلیسا کے نام سے مشہور تھا کیونکہ یہ کوچہ اس کی جاگیر تھا اور وہ حمید بن عمرو بن مساحق قرشی عامری تھا اور درۃ اس کی ماں تھی اور وہ درۃ دختر ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ تھی' اس کا باپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ماموں تھا اور انہوں نے یہ کوچہ جاگیر کے طور پر دیا تھا پس یہ کلیسا اسی کی طرف منسوب ہو گیا اور وہ مسلمان تھا اور آج اس کے سوا کوئی کلیسا ان کے لیے باقی نہیں رہا اور ان کی اکثریت ویران ہو چکی ہے اور ان میں سے یعقوبیہ کے لیے بھی ایک کلیسا تھا جو باب توما کے اندر خالد بن اسید بن ابی العیص کے پلاٹ اور طلحہ بن عمرو بن مرۃ جہنی کی گلی کے درمیان واقع تھا اور وہی آٹھواں کلیسا تھا اور یعقوبیوں کا ایک اور کلیسا بھی تھا جو الثنوی اور بازار علی کے درمیان تھا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس کی کچھ بنیادیں باقی ہیں اور وہ مدت ہوئی تباہ ہو چکا ہے جو نواں کلیسا تھا۔

دسواں کلیسا' مصلبہ تھا' حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ وہ مشرقی دروازے اور باب توما کے درمیان النبطین کے نزدیک فصیل کے پاس آج بھی موجود ہے اور آج کل لوگ اسے النبطون کہتے ہیں۔ کلیسا برباد ہو چکا ہے اور اسے سلطان صلاح الدین فاتح قدس کے زمانے میں حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ کی وفات کے بعد ۵۸۰ھ کے بعد تباہ کر دیا گیا تھا' گیارھواں کلیسا' مشرقی دروازے کے اندر کلیسائے مریم تھا حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ جو گرجے ان کے قبضہ میں باقی رہ گئے تھے یہ ان سب سے بڑا تھا' میں کہتا ہوں پھر یہ کلیسا ان کی وفات کے مدتوں بعد ملک ظاہر رکن الدین بیبرس بندقداری کے زمانے میں برباد ہو گیا جیسا کہ ابھی بیان ہو گا'

Marfat.com

بارھواں کلیسا' کلیسائے یہود تھا جو آج بھی ان کے محلے میں ان کے قبضہ میں ہے اور اس کا مقام الجبر کے نزدیک معروف ومشہور ہے اور آج کل لوگ اسے بستان القط کہتے ہیں اور درب البلاغۃ میں بھی ان کا ایک کلیسا تھا' جو معاہدہ میں شامل نہیں تھا جسے بعد میں مسمار کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ پر مسجد بنا دی گئی جو ابن سہروردی کی مسجد کے نام سے مشہور ہے اور آج کل لوگ اسے درب الشاذوری کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں ان کا ایک اور کلیسا بھی برباد کر دیا گیا تھا جو انہوں نے نیا تعمیر کیا تھا' علمائے تاریخ میں سے کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ابن عساکر اور دیگر علماء نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی بربادی ۷۱۷ھ کے دوران میں ہوئی اور حافظ ابن عساکر نے ایک بار بھی کلیسا سامرہ کا ذکر نہیں کیا' پھر حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ نصاریٰ نے ایک نیا کلیسا بنایا جسے ابوجعفر منصور بن قطیطا نے الفریق میں نہر صالح کے پاس جہاں آج کل داز بہا اور ارمن ہین کے قریب تعمیر کیا' جسے بعد میں مسمار کر دیا گیا اور اسے مسجد بنا دیا گیا جو مسجد الجنیق کے نام سے مشہور ہے اور وہی مسجد ابوالیمن ہے' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے خدام کے بھی دو نئے گرجے بنائے جن میں سے ایک ابن الماشلی کے گھر کے پاس تھا جسے مسجد بنا دیا گیا ہے اور دوسرا نقش ونگار کرنے والوں کی گلی کے سرے پر تھا اسے بھی مسجد بنا دیا گیا ہے۔ حافظ ابن عساکر دمشقی کا بیان ختم ہوا۔

میں کہتا ہوں بظاہر سیف بن عمر کے اسلوب کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دمشق ۱۳ھ میں فتح ہوا تھا لیکن سیف نے جمہور کے بیان کے مطابق واضح طور پر بیان کیا ہے کہ دمشق ۱۵/ رجب ۱۴ھ کو فتح ہوا تھا اور یہی بات حافظ ابن عساکر نے محمد بن عائذ قرشی دمشقی کے طریق سے عن ولید بن مسلم عن عثمان بن حصین بن غلاق عن یزید بن عبیدہ بیان کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور دحیم نے اسے بحوالہ ولید روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیوخ کو بیان کرتے سنا ہے کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور یہی بات سعید بن عبدالعزیز' ابومعشر' محمد بن اسحٰق' معمر اور اموی نے بیان کی ہے اور اس نے اسے اپنے مشائخ ابن کلبی' خلیفہ بن خیاط اور ابوعبید القاسم بن سلام سے بیان کیا ہے کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور سعید بن عبدالعزیز' ابومعشر اور اموی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یرموک کا معرکہ اس سے ایک سال بعد ہوا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دمشق شوال ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے رجب' شعبان' رمضان اور شوال میں ان کا محاصرہ کیے رکھا اور ذوالقعدہ میں صلح کی تکمیل ہوئی اور اموی اپنے مغازی میں بیان کرتے ہیں کہ معرکہ اجنادین' جمادی الاولیٰ میں اور معرکہ فحل' ذوالقعدہ ۱۳ھ میں ہوا تھا۔ یعنی معرکہ دمشق ۱۴ھ میں ہوا تھا۔ اور دحیم بحوالہ ولید بیان کرتے ہیں کہ اموی نے مجھ سے بیان کیا کہ فحل اور اجنادین کے معرکے حضرت ابوبکر کی خلافت میں ہوئے پھر دمشق کی طرف گئے اور رجب ۱۳ھ میں وہاں اترے یعنی انہوں نے اسے ۱۴ھ میں فتح کیا اور معرکہ یرموک ۱۵ھ میں ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۱۶ھ میں بیت المقدس کی طرف آئے۔

Marfat.com

باب

فتح دمشق کے متعلق علماء کا اختلاف

علماء نے دمشق کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ صلح سے فتح ہوا تھا یا بزور قوت فتح ہوا تھا' اکثر علماء کا خیال ہے کہ اس کا معاملہ صلح سے طے ہوا تھا کیونکہ انہیں پہلی بات کو دوسری پر ترجیح دینے میں اشتباہ ہوا ہے کہ کیا وہ بزور فتح ہوا تھا یا پھر رومی مصالحت کی طرف مائل ہوئے تھے یا صلح سے فتح ہوا تھا' یا دوسری جانب سے زبردستی غلبہ ہوا تھا؟ اور جب انہیں اس بارے میں شک ہوا تو انہوں نے اسے احتیاطاً صلح قرار دے دیا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے نصف کو صلح سے اور نصف کو بزور قوت حاصل کیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول کلیسا عظمیٰ جو ان کا سب سے بڑا معبد تھا' میں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے جب انہوں نے نصف دمشق پر قبضہ کر لیا اور نصف ان کے لیے چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم

پھر بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی دستاویز کو لکھا تھا اور یہی بات مناسب اور زیادہ مشہور ہے' کیونکہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ امارت سے معزول ہو چکے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے لیے صلح کی دستاویز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لکھی تھی' لیکن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس کام پر مقرر کیا تھا۔

اور ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر نے بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فتح دمشق سے قبل وفات پا چکے تھے اور حضرت عمر نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں تحریراً تعزیت کی' اور آپ کو شام کے تمام لوگوں پر اپنا نائب مقرر کیا اور جنگ کے بارے میں آپ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مشورہ لینے کا حکم دیا' جب یہ خط حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ نے اسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ تقریباً بیس راتوں بعد دمشق فتح ہو گیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' اللہ آپ پر رحم فرمائے جب یہ خط آپ کے پاس آیا تھا آپ کو کس چیز نے مجھے بتانے سے روکا تھا؟ آپ نے فرمایا' میں نے پسند نہ کیا کہ آپ کی جنگ کو کمزور کر دوں میں نہ دنیاوی اقتدار کا خواہاں ہوں اور نہ دنیا کے لیے کام کرتا ہوں اور جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں یہ عنقریب زوال پذیر اور فنا ہو جائے گا۔ اور ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور آدمی کو یہ بات نقصان نہیں دیتی کہ اس کا بھائی اس کے دین اور دنیا کے بارے میں حاکم ہو۔

اور سب سے عجیب تر قابل ذکر وہ بات ہے جسے یعقوب بن سفیان فسوی نے روایت کیا ہے کہ ہشام بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ راشد بن داؤد صنعانی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعثمان صنعانی شراحیل بن مرثد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو اہل یمامہ کے پاس بھیجا اور حضرت یزید بن ابی سفیان کو شام کی طرف بھیجا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ سے کہا' یہاں تک کہ وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت

Marfat.com

ہو گئے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور انہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف بھیجا' وہ دمشق آئے اور حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ سے کمک طلب کی تو حضرت عمرؓ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس شام چلے جائیں پھر اس نے حضرت خالدؓ کے عراق سے شام جانے کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ روایت نہایت غریب ہے اور جس بات میں شک وشبہ نہیں پایا جاتا وہ یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور دیگر امراء کو شام کی طرف بھیجا تھا اور آپ ہی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق سے شام جانے کا لکھا تھا تا کہ وہ ان کے مددگار اور امیر ہوں' پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں تمام شام پر فتح عطا فرمائی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

محمد بن عائذ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ صفوان بن عمرو نے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے حوالے سے مجھے بتایا کہ جب مسلمانوں نے دمشق شہر کو فتح کیا تو انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دینے کے لیے حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجا' وہ مدینہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا ہے پس آپ نے اس بات کو بہت عظیم خیال کیا کہ کوئی صحابی آپ پر تسلط پائے' پس ایک جماعت نے آپ کو حاکم مقرر کر لیا تو آپ ان کے پاس گئے اور وہ کہنے لگے اس شخص کو خوش آمدید جسے ہم نے ایلچی بنا کر بھیجا اور وہ امیر بن کر ہمارے پاس آیا۔

اور لیث ابن لہیعہ' حیوۃ بن شریح' مفضل بن فضالہ' اور عمرو بن الحارث وغیرہ نے یزید بن ابی حبیب سے عن عبداللہ بن الحکم عن علی بن رباح عن عقبہ بن عامر روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں فتح دمشق کی خبر کا ایلچی بنا کر بھیجا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں جمعہ کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا' تم نے اپنے موزوں کو کتنے دنوں سے نہیں اتارا؟ میں نے کہا' جمعہ کے روز سے' اور آج بھی جمعہ کا دن ہے آپ نے فرمایا تو نے سنت کے مطابق کام کیا ہے۔

لیث بیان کرتے ہیں اور انہیں سے ہم نے اخذ کیا ہے کہ مسافر کے لیے موزوں پر مسح کا وقت مقرر نہیں بلکہ وہ جب تک چاہے ان پر مسح کر سکتا ہے اور القدیم میں امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے اور احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے ابوعمارہ سے مرفوعاً اس قسم کی روایت کی ہے اور جمہور کا مذہب امام مسلمؒ کی روایت کے مطابق ہے کہ مسافر کے لیے تین دن رات مسح کا وقت مقرر ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات' اور بعض لوگوں نے ایلچی اور اس مفہوم کے اشخاص کے بارے میں وضاحت کی ہے اور پہلے کی بارے میں کہا ہے کہ اس کا وقت مقرر نہیں ہو گا اور دیگر لوگوں کے لیے حضرت عقبہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق وقت مقرر ہو گا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب:

چشمہ شہداء

پھر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بقاع کی طرف بھیجا اور آپ نے اسے بزور شمشیر فتح کر لیا اور ایک سریہ کو بھیجا جنہوں نے چشمہ میسون پر رومیوں سے جنگ کی اور رومیوں کا سالار سنان نامی شخص تھا جو بیروت کی گھاٹی سے مسلمانوں پر پل پڑا اور اس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو شہید کر دیا اور وہ چشمہ میسون کو چشمہ شہداء کہتے تھے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان کو دمشق پر حاکم مقرر کیا جیسا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ اس کا وعدہ کیا تھا اور حضرت یزید رضی اللہ عنہ نے دحیہ بن خلیفہ کو ایک سریہ میں تدمر کی طرف اس کا معاملہ ہموار کرنے کے لیے بھیجا اور ابوالزہرا قشیری کو ثبینہ اور حوران کی طرف بھیجا اور ان کے باشندوں نے آپ سے صلح کر لی۔

ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دمشق کو صلح سے فتح کیا اور اسی طرح شام کے دیگر شہروں کو ان کے علاقے کے سوا صلح سے فتح کیا اور یہ صلح حضرت یزید بن ابی سفیان' حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر ہوئی اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ مجھے دمشق کے کئی شیوخ نے بتایا ہے کہ جب وہ دمشق کے محاصرہ میں تھے تو اچانک عقبۃ السلمیہ سے ریشم اوڑھے ہوئے سوار آئے پس مسلمان ان کے مقابلہ میں گئے اور بیت لہیا اور جس گھاٹی سے وہ آئے تھے اس کے درمیان ان کی مڈبھیڑ ہوئی' پس انہوں نے ان کو شکست دی اور انہیں حمص کے دروازوں کی طرف بھگا دیا اور جب اہل حمص نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ انہوں نے دمشق کو فتح کر لیا ہے تو اہل حمص نے ان سے کہا کہ جن شرائط پر اہل دمشق نے آپ سے مصالحت کی ہے انہی شرائط پر ہم آپ سے مصالحت کرتے ہیں اور پھر انہوں نے مصالحت کر لی۔

اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن مغیرہ نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے تمام اردن کو طبریہ کے سوا بزور قوت فتح کیا اور اہالیان طبریہ نے آپ سے صلح کر لی اور یہی بات ابن کلبی نے بیان کی ہے' دونوں کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپ بقاع کے علاقے پر غالب آ گئے اور بعلبک کے باشندوں نے آپ سے صلح کر لی اور آپ نے انہیں تحریر لکھ دی اور ابن مغیرہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ان سے ان کے گھروں اور گرجوں کے نصف نصف پر مصالحت کی اور خراج کو ساقط کر دیا اور ابن اسحق وغیرہ کا بیان ہے کہ حمص اور بعلبک ذوالقعدہ ۱۴ھ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر صلح سے فتح ہوئے اور خلیفہ کا بیان ہے کہ ۱۵ھ میں فتح ہوئے۔

معرکہ فحل:

بہت سے علمائے سیر نے اس کا ذکر فتح دمشق سے قبل کیا ہے اور امام ابوجعفر بن جریر نے اس کا ذکر فتح دمشق کے بعد کیا ہے اور انہوں نے اس بات میں سیف بن عمر کے اسلوب کلام کی پیروی کی ہے جسے انہوں نے ابوعثمان یزید بن اسید غسانی اور ابوحارثہ قیسی

Marfat.com

سے روایت کیا ہے وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو اپنے سواروں کے ساتھ دمشق میں پیچھے چھوڑا اور خود آپ فحل کی طرف روانہ ہو گئے اور جو لوگ غور مقام پر تھے ان کے سالار حضرت شرحبیل بن حسنہؓ تھے اور حضرت ابوعبیدہؓ نے روانگی کے وقت حضرت خالدؓ بن ولید کو ہراول فوج پر اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو میمنہ پر اور حضرت عمروؓ بن العاص کو میسرہ پر اور حضرت ضرارؓ بن الازور کو گھڑ سواروں پر اور حضرت عیاض بن غنم کو پیادوں پر سالار مقرر کیا اور یہ لوگ فحل پہنچ گئے جو غور کا ایک شہر ہے اور رومی بیسان کی طرف سمٹ گئے اور انہوں نے وہاں کی زمینوں میں پانی چھوڑ دیا جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان رکاوٹ بن گیا اور مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں اپنے صبر و استقامت کے متعلق اور رومیوں کی خباثت کے متعلق اطلاع دی مگر مسلمانوں کی حالت آسودہ تھی اور ان کے پاس بڑی فوج تھی اور وہ اپنی پوری تیاری میں تھے اور اس جنگ کے امیر حضرت شرحبیل بن حسنہؓ تھے جو صبح و مسا تیاری میں رہتے تھے رومیوں نے خیال کیا کہ مسلمان غفلت میں پڑے ہیں' ایک شب رومی سقلاب بن مخراق کی سرکردگی میں شب خون مارنے کے لیے تیار ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ ہمیشہ تیاری میں رہتے تھے اور انہوں نے صبح تک ان سے جنگ کی اور پھر پورا دن رات تک ان سے جنگ کی' پس جب رات تاریک ہوگئی تو رومی بھاگ اٹھے اور ان کا امیر سقلاب قتل ہو گیا اور مسلمان ان کے کندھوں پر سوار ہو گئے اور ان کی شکست نے ان کو اس کیچڑ میں چھوڑ دیا' جس کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں سے خباثت کی تھی' پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس میں غرق کر دیا اور مسلمانوں نے ان میں سے تقریباً ۸۰ ہزار آدمیوں کو نیزوں کی نوکوں سے قتل کر دیا اور ان میں سے صرف بھگوڑے ہی بچ سکے اور انہوں نے ان سے بہت سی چیزیں اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد' امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ حمص کی طرف واپس آ گئے اور حضرت ابوعبیدہؓ نے' حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو اردن پر قائم مقام مقرر کیا اور حضرت شرحبیلؓ نے جا کر بیسان کا محاصرہ کر لیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ بھی آپ کے ساتھ تھے' پس وہ آپ کے مقابلہ میں نکلے اور آپ نے ان میں زبردست قتلِ عام کیا پھر انہوں نے آپ سے دمشق کی شرائط پر صلح کر لی اور آپ نے ان پر جزیہ عائد کر دیا اور ان کی اراضی پر ٹیکس لگا دیا اور ہو بہو اسی طرح ابو الاعور سلمی نے اہل طبریہ کے ساتھ کیا۔

اس وقت ارضِ عراق میں جو قتال ہوا:

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب حضرت خالدؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ عراق سے شام کی طرف گئے تو بعض کا قول ہے کہ آپ نو ہزار اور بعض کا قول ہے کہ تین ہزار اور بعض کا قول ہے کہ سات ہزار اور بعض کا قول ہے کہ اس سے کم تعداد فوج کے ساتھ گئے' مگر وہ لوگ عراقی فوج کے فسادید تھے اور حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ باقی لوگوں کے ساتھ ٹھہر گئے اور ان کی تعداد کم ہوگئی اور اگر ایرانی اپنے بادشاہوں اور ملکاؤں کی تبدیلی میں مصروف نہ ہوتے تو وہ ان کے حملہ سے ڈر جاتے اور حضرت المثنیٰ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر دینے میں دیر کر دی اور خود مدینہ کی طرف چل پڑے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو آخری حالت میں پایا اور انہیں عراق کے حالات کی اطلاع دی اور حضرت صدیق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ وہ لوگوں کو اہل عراق کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کریں اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور منگل کی رات کو دفن ہو گئے تو صبح کو حضرت عمرؓ نے لوگوں کو اہل عراق کے ساتھ

Marfat.com

جنگ کرنے پر اکسایا اور انہیں اس کے ثواب کی ترغیب دی اور رغبت دلائی' مگر ایک آدمی بھی تیار نہ ہوا کیونکہ لوگ ایرانیوں سے ان کی قوت وسطوت اور شدتِ قتال کی وجہ سے ان سے جنگ کرنا پسند نہیں کرتے تھے پھر آپ نے دوسرے اور تیسرے دن بھی انہیں اکسایا مگر کوئی آدمی تیار نہ ہوا اور حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ نے نہایت اچھی گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر عراق کا بہت سا علاقہ فتح کر دیا ہے اور وہاں ان کا کوئی مال ومتاع اور املاک وزاد نہیں ہے' پس تیسرے روز بھی کوئی آدمی تیار نہ ہوا اور جب چوتھا دن ہوا تو مسلمانوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا پھر پے در پے لوگ جواب دینے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی ایک جماعت کو حکم دیا اور سب پر اس ابوعبید کو مقرر کر دیا حالانکہ یہ صحابی نہیں تھے' حضرت عمرؓ سے دریافت کیا گیا آپ نے ان پر کسی صحابی کو کیوں امیر مقرر نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا' میں نے سب سے پہلے جواب دینے والے کو امیر بنایا ہے' تم لوگوں نے اس دین کی نصرت میں سبقت کی ہے اور اس شخص نے تم سے پہلے جواب دیا ہے پھر آپ نے اسے بلا کر خود اس کی ذات کے متعلق وصیت کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو اختیار کرے اور اس کے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کی بھلائی چاہے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ مشورہ کرنے کا حکم دیا (اور یہ کہ وہ سلیط بن قیس کے ساتھ مشورہ کرے کیونکہ وہ جنگوں کے منتظم رہے تھے) پس مسلمان ارضِ عراق کی طرف روانہ ہو گئے (اور وہ سات ہزار آدمی تھے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جو لوگ حضرت خالدؓ کے ساتھ آئے تھے انہیں عراق کی طرف بھجوا دیں (پس آپ نے دس ہزار آدمیوں کو ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں تیار کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جریر بن عبداللہ البجلی کو چار ہزار آدمیوں کے ساتھ عراق بھیجا' وہ کوفہ آئے پھر وہاں سے چلے گئے اور ہرقران المدار کے ساتھ جنگ کی اور اسے قتل کر دیا اور اس کی فوج نے شکست کھائی اور ان کی اکثریت دجلہ میں ڈوب گئی) پس جب لوگ عراق پہنچے تو انہوں نے ایرانیوں کو اپنے بادشاہ کے بارے میں مضطرب پایا اور بالآخر انہوں نے بوران بنت کسریٰ کو اس کی بہن آزرمیدخت کے قتل کے بعد اپنا بادشاہ بنا لیا اور بوران نے دس سال تک کاروبارِ مملکت کو ایک شخص رستم بن فرخ زاد کے سپرد کر دیا کہ وہ جنگ کا انتظام وانصرام کرے۔ پھر آلِ کسریٰ کے پاس حکومت پہنچ گئی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور یہ رستم' منجم تھا جسے علم نجوم میں بڑی دسترس تھی' اس سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا تھا؟ یعنی جب کہ تجھے علم تھا کہ یہ بیل منڈھے نہیں چڑھے گی تو تم نے کیوں حکومت کا انتظام سنبھالا' اس نے جواب دیا' طمع اور شرف کی محبت سے۔

النمارق کا معرکہ

رستم نے جابان نامی امیر کو بھیجا اور اس کے میمنہ میسرہ پر دو شخص تھے جن میں سے ایک کو "جشنس ماہ" اور دوسرے کو "مروان شاہ" کہا جاتا تھا اور وہ خصی تھا اور ایرانیوں کے دربانوں کا امیر تھا' پس حیرہ اور قادسیہ کے درمیان النمارق مقام پر ان کی حضرت ابوعبیدؓ کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی جب کہ گھڑ سواروں کے سالار حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ اور میسرہ کے سالار حضرت عمرو بن الہیثم تھے' وہاں ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ایرانیوں کو شکست دی اور جابان اور مروان شاہ گرفتار ہو گئے' مروان شاہ کو اس کے گرفتار کرنے والے نے قتل کر دیا اور جابان نے اپنے گرفتار کرنے والے کو دھوکا دیا یہاں تک کہ اس نے اسے آزاد کر دیا اور

Marfat.com

مسلمانوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے آزاد کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ امیر ہے اور اسے وہ حضرت ابو عبیدؓ کے پاس لے آئے اور کہنے لگے اسے قتل کر دیجیے کیونکہ یہ امیر ہے آپ نے فرمایا خواہ یہ امیر ہے میں اسے قتل نہیں کروں گا کیونکہ اسے ایک مسلمان نے امان دی ہے پھر حضرت ابو عبیدؓ نے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب کیا اور انہوں نے کسریٰ کی خالہ کے بیٹے نرسی کے شہر کسکر کی پناہ لے لی پس نرسی نے حضرت ابو عبیدؓ کے ساتھ جنگ کرنے میں انہیں مدد دی' پس حضرت ابو عبیدؓ نے انہیں مغلوب کر لیا اور بہت سی چیزیں اور بے شمار کھانے غنیمت میں حاصل کیے اور جو مال اور طعام غنیمت میں حاصل کیا تھا اس کا خمس مدینہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس بھیجا' اس بارے میں ایک مسلمان کہتا ہے۔

''میری زندگی کی قسم اور میری زندگی کوئی معمولی نہیں ہے' تحقیق صبح صبح اہل نمارق کو ایسے ہاتھوں سے رسوائی پہنچی جنہوں نے اپنے رب کی طرف ہجرت کی تھی اور وہ درنا اور بارق کے درمیان انہیں تلاش کرتے پھرتے تھے اور ہم نے انہیں مرج مسلح اور تدارق کے راستے پر الہوانی کے درمیان قتل کر دیا''۔

پس کسکر اور سفاطیہ کے درمیان ایک مقام پر ان کی جنگ ہوئی اور نرسی کے میمنہ اور میسرہ پر اس کے ماموں کے بیٹے بندویہ اور بیرویہ تھے جو نظام کی اولاد تھے اور رستم نے جالینوس کے ساتھ فوجوں کو تیار کیا اور جب حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو نرسی نے ان کے پہنچنے سے قبل جنگ کرنے میں جلدی کی پس ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی اور ایرانیوں کو شکست ہوئی اور باروسما مقام پر حضرت ابو عبیدؓ اور جالینوس کے درمیان جو معرکہ جرت ہوا تھا اس کے بعد نرسی اور جالینوس مدائن کی طرف بھاگ گئے پس حضرت ابو عبیدؓ نے حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ اور دیگر سرایا کو اس جہت کی ملحقہ سرحد کنہر جور کی طرف بھیجا' جسے انہوں نے بزور قوت اور صلح کے ساتھ فتح کر لیا اور ان پر جزیہ اور خراج عائد کر دیا اور بہت سے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور اس جالینوس کو شکست دی جو جابان کی مدد کے لیے آیا تھا اور اس کی فوج اور اموال کو غنیمت بنا لیا اور وہ حقیر و ذلیل ہو کر اپنی قوم کی طرف واپس بھاگ گیا۔

معرکہ جسر ابی عبید' اور امیر المسلمین اور بہت سی مخلوق کا قتل ہونا:

مسلمانوں سے شکست کھا کر جب جالینوس بھاگ کر واپس گیا تو ایرانیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی اور رستم کے پاس چلے گئے اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر ذوالحاجب ''بہمن جادویہ'' کی سرکردگی میں بھیجا اور اسے افریدون کا علم عطا کیا جسے درفش کاویانی کہا جاتا تھا اور ایرانی اس سے نیک شگون لیتے تھے اور انہوں نے اپنے ساتھ کسریٰ کا جھنڈا بھی اٹھایا جو چیتوں کے چمڑے کا بنا ہوا تھا اور اس کا عرض آٹھ ہاتھ تھا' پس وہ مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے اور ان کے درمیان ایک دریا حائل تھا جس پر ایک پل تھا' انہوں نے پیغام بھیجا کہ یا تم دریا عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ یا ہم دریا عبور کر کے تمہارے پاس آ جاتے ہیں' مسلمانوں نے اپنے امیر حضرت ابو عبیدؓ سے کہا' انہیں کہیے کہ وہ دریا عبور کر کے ہمارے پاس آ جائیں' آپ نے کہا وہ ہم سے بڑھ کر موت پر جری نہیں ہیں پھر آپ ان کے پاس چلے گئے اور ایک تنگ مقام پر ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی اور مسلمانوں کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی اور ایرانی اپنے ساتھ بہت سے ہاتھی لائے تھے جنہیں زنگولے پڑے ہوئے تھے اور وہ مسلمانوں کے گھوڑوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے کھڑے تھے اور جب کبھی وہ مسلمانوں پر حملہ کرتے ان کے گھوڑے ہاتھیوں سے بھاگ جاتے

Marfat.com

اور جب وہ ان کے زنگولوں کی آواز سنتے تو سوائے تھوڑے سے گھوڑوں کے جنہیں بالجبر ٹھہرایا گیا تھا دوسرے گھوڑے ثابت قدم نہ رہ سکے اور جب مسلمان ان پر حملہ کرتے تو ان کے گھوڑے ہاتھیوں کے مقابلہ میں آگے نہ بڑھتے اور ایرانیوں نے انہیں تیر مارے جن سے بہت سے لوگوں کو زخم لگے اس کے باوجود مسلمانوں نے ان کے چھ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا' حضرت ابوعبیدؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ سب سے پہلے ہاتھیوں کا کام تمام کر دیں' پس انہوں نے ان کو اکٹھا کر کے سب کا کام تمام کر دیا اور اب ایرانیوں نے ایک عظیم سفید ہاتھی ان کے آگے کیا تو حضرت ابوعبیدؓ نے آگے بڑھ کر اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کی سونڈ کاٹ دی جس سے ہاتھی برافروختہ ہو گیا اور اس نے ایک خوفناک آواز نکالی پس آپ نے پوری قوت کے ساتھ اس کی دونوں ٹانگوں پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے اوپر کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ کے جانشین نے جس کے متعلق آپ نے وصیت کی تھی کہ وہ ان کے بعد امیر ہوگا' ہاتھی پر حملہ کیا اور قتل ہو گئے پھر ان کے بعد ایک اور آدمی قتل ہو گیا پھر ایک اور آدمی قتل ہو گیا حتیٰ کہ ثقیف کے سات آدمی قتل ہو گئے جن کے متعلق حضرت ابوعبیدؓ نے یکے بعد دیگرے امیر ہونے کا اعلان کیا تھا پھر وصیت کے مطابق امارت حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ کے پاس چلی گئی اور حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ کی بیوی دومہ نے خواب میں دیکھا جو ہونے والے واقعات پر ہو بہو دلالت کرتا ہے' پس جب مسلمانوں نے یہ حالت دیکھی تو وہ اس موقع پر کمزور ہو گئے اور صرف ایرانیوں پر فتح پانا باقی تھا اور ان کی حالت کمزور ہو گئی اور ان کی ہوا اکھڑ گئی اور وہ پشت پھیر کر بھاگ گئے اور ایرانیوں نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور لوگ منتشر ہو گئے اور ایک انتہائی معاملہ تھا اور وہ پل کے پاس آئے اور کچھ لوگ گزر گئے پھر پل ٹوٹ گیا اور ان کے پیچھے جو ایرانی تھے انہوں نے من مانی کی اور کچھ مسلمانوں کو قتل کر دیا اور چار ہزار کے قریب آدمی فرات میں غرق ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون. اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ آ کر اس پل کے پاس کھڑے ہو گئے جس سے وہ آئے تھے اور جب لوگوں نے شکست کھائی تو بعض نے اپنے آپ کو فرات میں غرق ہونے کے لیے گرا دیا' حضرت المثنیٰ نے آواز دی' اے لوگو! اپنی حالت پر قائم رہو میں پل کے دروازے پر کھڑا ہوں میں ان سے اس وقت گزروں گا جب تم میں سے کوئی آدمی یہاں باقی نہ رہے گا' پس جب لوگ دوسری جانب پہنچ گئے تو حضرت المثنیٰ چل پڑے اور ان کے ساتھ پہلی منزل پر اترے اور آپ اور مسلمانوں کے شجاع آدمی ان کی حفاظت کرنے لگے اور ان کی اکثریت زخمی اور نڈھال ہو چکی تھی اور کچھ لوگ جنگل میں چلے گئے' نہیں معلوم وہ کہاں چلے گئے اور کچھ لوگ خوفزدہ ہو کر مدینہ نبویہ میں واپس آ گئے اور حضرت عبداللہؓ بن زید بن عاصم مازنی اطلاع لے کر حضرت عمرؓ کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو منبر پر بیٹھے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا اے عبداللہ بن زیدؓ تمہارے پیچھے کیا ہے انہوں نے جواب دیا یا امیر المومنین آپ کے پاس یقینی اطلاع پہنچ چکی ہے پھر وہ منبر پر آپ کے پاس گئے اور آہستگی کے ساتھ آپ کو اطلاع دی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جو شخص لوگوں کی خبر لے کر آیا وہ حضرت عبداللہ بن یزید بن الحصین الخطمیؓ تھے۔ واللہ اعلم

سیف بن عمر بیان کرتے ہیں کہ یہ معرکہ یرموک کے چالیس دن بعد شعبان ۱۳ھ میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم' اور مسلمانوں نے ایک دوسرے سے باہم گفتگو کی اور ان میں سے کچھ مدینہ بھاگ آئے لیکن حضرت عمرؓ نے ان کو زجر وتوبیخ نہیں کی بلکہ فرمایا میں تمہاری غنیمت ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجوسیوں کو ان کے بادشاہ کے بارے میں مشغول کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اہل مدائن نے

Marfat.com

رستم پر حملہ کر کے اسے معزول کر دیا پھر اسے حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ الفیر زان کو بھی شامل کر دیا اور وہ دو گروہوں میں بٹ گئے' پس ایرانی مدائن کی طرف چلے گئے اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ انہیں جا ملے اور ان کے امراء میں سے دو امیروں نے اپنی فوجوں کے ساتھ آپ کا مقابلہ کیا اور آپ نے ان دونوں کو قید کر لیا اور ان کے ساتھ بہت سے لوگوں کو بھی قید کر کے انہیں قتل کر دیا' پھر حضرت المثنیٰ نے عراق کے مسلمان امراء سے کمک طلب کی اور انہوں نے آپ کو مدد بھیجی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو بہت سی فوج بھیجی جس میں حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اپنی پوری قوم بجیلہ کے ساتھ شامل تھے نیز دیگر سادات مسلمین بھی تھے یہاں تک کہ آپ کی فوج میں بہت اضافہ ہو گیا۔

البویب کا معرکہ جس میں مسلمانوں نے ایرانیوں سے بدلہ لیا:

جب ایرانی امراء نے یہ بات اور حضرت المثنیٰ کی فوج کی کثرت کے متعلق سنا تو انہوں نے مہران نامی شخص کے ساتھ ایک فوج آپ کے مقابلہ میں بھیجی' جن کی باہمی ملاقات ''البویب'' کے مقام پر ہوئی جو آج کل کوفہ کے مقام کے قریب ہے اور ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا' انہوں نے کہا' یا تم دریا عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ' پس ایرانی دریا عبور کر کے ان کے پاس آ گئے اور ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے یہ ماہ رمضان کا واقعہ ہے' حضرت المثنیٰ نے مسلمانوں کو افطار کی قسم دی تو ان سب نے روزے افطار کر دیئے تاکہ ان کے لیے یہ بات قوت کا باعث ہو اور فوج کو مرتب کرنے لگے اور قبائل کے امراء کے جھنڈوں کے پاس سے گزرنے لگے اور انہیں جہاد' استقلال اور خاموشی اختیار کرنے کے متعلق وعظ و نصیحت کرنے لگے اور ان لوگوں میں حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اپنی قوم بجیلہ کے ساتھ موجود تھے اور سادات مسلمین کی ایک جماعت بھی موجود تھی' المثنیٰ نے انہیں کہا' میں تین تکبیریں کہوں گا پس تیار ہو جانا اور جب میں چوتھی تکبیر کہوں تو حملہ کر دینا۔ پس انہوں نے آپ کی بات کو سمع و اطاعت اور تصدیق کے ساتھ قبول کیا اور جب آپ نے پہلی تکبیر کہی تو ایرانیوں نے جلدی سے ان پر حملہ کر کے ان کو روک دیا اور باہم شدید جنگ ہوئی اور حضرت المثنیٰؓ نے اپنی بعض صفوں میں کمزوری دیکھی تو آپ نے ان کے پاس ایک آدمی یہ کہنے کو بھیجا کہ:

''امیر تم کو سلام کہتا ہے اور تمہیں یہ بھی کہتا ہے کہ آج عربوں کو رسوا نہ کرو اور سیدھے ہو جاؤ''۔

پس جب آپ نے ان سے اور وہ بنی عجل تھے۔ یہ بات دیکھی تو آپ حیران ہوئے اور مسکرائے اور ان کے پاس یہ کہنے کو آدمی بھیجا' اے گروہ مسلمین اپنی عادات اختیار کرو' اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا اور حضرت المثنیٰ اور مسلمان اللہ تعالیٰ سے فتح و ظفر کی دعائیں کرنے لگے اور جب جنگ کا زمانہ لمبا ہو گیا تو حضرت المثنیٰ نے اپنے بہادر ساتھیوں کی ایک جماعت کو اپنی پشت کی حفاظت کے لیے جمع کیا اور مہران پر حملہ کر کے اس کو اس کی جگہ سے ہٹا دیا حتیٰ کہ وہ میمنہ میں داخل ہو گیا اور بنی تغلب کے ایک نصرانی غلام نے حملہ کر کے مہران کو قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا' سیف بن عمر نے ایسے ہی بیان کیا ہے۔

اور محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ المنذر بن حسان بن ضرار ضبی نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور حضرت جریر بن عبداللہ البجلی نے اس کا سر کاٹ لیا اور دونوں کا اس کے سامان کے بارے میں جھگڑا ہو گیا' پس حضرت جریر نے اس کے ہتھیار لے لیے اور المنذر نے اس کی پیٹی لے لی اور مجوسی بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو کاٹ کر رکھ دیا اور حضرت المثنیٰ بن

Marfat.com

حارثہ رضی اللہ عنہ جلدی سے پل کی طرف گئے اور اس پر ایرانیوں کو گزرنے سے روکنے کے لیے کھڑے ہو گئے تا کہ مسلمان انہیں اچھی طرح قابو کر لیں' پس انہوں نے اس دن کا بقیہ حصہ اور اس رات کو ان کا تعاقب کیا اور رات کے انتہائی حصہ تک ان کا تعاقب کرتے رہے' کہتے ہیں کہ ان میں سے قتل ہونے والوں اور غرق ہونے والوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی اور مسلمانوں نے بے شمار مال اور بے شمار کھانا غنیمت میں حاصل کیا اور فتح کی بشارت اور خمس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا' اس دن بہت سے سادات مسلمین بھی شہید ہو گئے اور اس معرکے نے ایرانیوں کی گردنیں جھکا دیں اور صحابہؓ نے ان کے علاقے میں فرات اور دجلہ کے درمیان حملے کرنے کی قوت حاصل کر لی اور انہوں نے اس قدر غنیمت حاصل کی جس کا شمار کرنا ممکن نہیں اور معرکہ البویت کے بعد اور بھی بہت سی باتیں ہوئیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا اور عراق کا یہ معرکہ' شام میں ہونے والے معرکہ یرموک کی نظیر ہے اور اعور الشنی نے اس بارے میں کہا ہے کہ۔

''قبیلے نے اعور کے لیے غموں کو برانگیختہ کر دیا ہے اور عبدالقیس کے بعد' حسان بھی بدل گیا ہے اور اس نے ہمیں جب کہ ہماری جمعیت مجتمع تھی نخیلہ مقام پر مہران کی فوج کے مقتولین کو دکھایا اور جب حضرت المثنیٰ اپنے گھوڑوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گئے تو انہوں نے ایرانی سواروں کی جماعت کو قتل کر دیا' وہ خود مہران کی طرف بڑھے اور ان کے ساتھ جو فوج تھی اس نے بھی پیش قدمی کی یہاں تک کہ انہوں نے ان کو اکا دکا قتل کر دیا''۔

Marfat.com

باب:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا امیر عراق بننا

پھر امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کو جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں چھ ہزار فوج کے ساتھ عراق کا امیر بنا کر بھیجا اور حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ کو لکھا کہ وہ ان کے فرمانبردار رہیں اور ان کی سمع و اطاعت کریں اور جب وہ عراق پہنچے تو یہ دونوں حضرات آپ کے ساتھ تھے اور ان دونوں نے امارت کے متعلق جھگڑا کیا' حضرت المثنیٰ' حضرت جریر سے کہتے کہ امیر المومنین نے آپ کو میری مدد کے لیے بھیجا ہے اور حضرت جریر کہتے' انہوں نے مجھے آپ پر امیر بنا کر بھیجا ہے اور جب حضرت سعدؓ' عراق کے امیر بن کر آ گئے تو ان کا جھگڑا ختم ہو گیا' ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ حضرت المثنیٰ بن حارثہ اسی سال میں فوت ہو گئے اسی طرح ابن اسحٰق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ۱۴ھ کے آغاز میں بھیجا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اختلاف کے بعد ایرانیوں کے یزدگرد کے پاس جمع ہونے کا بیان:

شیرین نے آل کسریٰ کو قصر ابیض میں جمع کیا اور ان کے تمام مردوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور یزدگرد کی ماں بھی ان میں اپنے بیٹے کے ساتھ جو چھوٹا ہی تھا' شامل تھی پس اس نے اس کے ماموؤں کے ساتھ وعدہ کیا اور وہ آ کر اسے اس کے پاس سے اپنے علاقے میں لے گئے اور جب یوم بویب کا واقعہ ہوا اور جن لوگوں نے ان میں سے قتل ہونا تھا' قتل ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان پر فتح پائی اور ان کے شہروں اور صوبوں پر قبضہ کر لیا' پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آمد کا سنا تو انہوں نے باہم اجتماع کیا اور اپنے دو بڑے امیروں رستم اور الفیرزان کو بھی بلایا اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی اور ان دونوں کو وصیت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر تم دونوں نے کما حقہ جنگ کا انتظام نہ کیا تو ہم تم دونوں کو قتل کر دیں گے اور تم دونوں سے راحت حاصل کریں گے پھر انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ ہر علاقے اور ہر راستے میں کسریٰ کی بیویوں کے پیچھے آدمی بھیجیں اور جس کے ہاں آل کسریٰ کا بیٹا ہوا سے اپنا بادشاہ بنالیں پس جب وہ اس عورت کے پیچھے آئے تو انہوں نے پوچھا کیا اس کا کوئی بیٹا ہے اور وہ اپنے بیٹے کے متعلق خوف سے انکار کرتی رہی حالانکہ اس کا بیٹا تھا پس وہ مسلسل تلاش کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں یزدگرد کی ماں کا پتہ چل گیا اور انہوں نے اسے اور اس کے بیٹے کو بلا کر اپنا بادشاہ بنالیا جس کی عمر ۲۱ سال تھی اور وہ شہریار بن کسریٰ کی اولاد میں سے تھا اور انہوں نے بوران کو معزول کر دیا اور اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اس کے سامنے پوری مدد کرنے کا بیڑہ اٹھا لیا اور ان میں اس کی حکومت وشوکت مضبوط ہو گئی اور انہوں نے صوبوں کی طرف پیغام بھیجے اور انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اطاعت چھوڑ دی اور اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے درمیان

Marfat.com

سے میدان میں نکلیں اور شہروں کے اطراف میں پانیوں کے اردگرد ہو جائیں اور ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کی طرف اس طرح دیکھے کہ جب ایک قبیلہ میں کوئی واقعہ ہو تو اس کی حقیقت دوسروں سے مخفی نہ رہ سکے اور حالت بہت سنگین ہوگئی یہ ذوالقعدہ ۱۲ھ میں ہوا اور اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حج کروایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سال حج نہیں کروایا۔ واللہ اعلم

۱۳ھ میں ہونے والے واقعات:

اس سال بلاد عراق میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو جنگیں کیں ان کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اس میں حیرہ اور انبار وغیرہ شہر فتح ہوئے اور اسی سال میں مشہور قول کے مطابق یرموک کا معرکہ ہوا اور اس میں جو سرکردہ لوگ قتل ہوئے ان کے حالات کا بیان طویل ہے اور اسی سال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ہم نے آپ کی سیرت ایک الگ کتاب میں بیان کی ہے اور اسی سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۲۲/ جمادی الآخرہ کو منگل کے روز حکمران بنے اور آپ نے مدینہ کی قضاء کا کام حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح فہری کو شام پر نائب مقرر کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو وہاں سے معزول کر دیا اور جنگی مشیر قائم رکھا اور اسی سال میں بصریٰ صلح سے فتح ہوا اور یہ شام کا فتح ہونے والا پہلا شہر ہے اور سیف بن عمر وغیرہ کے قول کے مطابق اسی سال میں دمشق فتح ہوا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور وہاں حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا گیا اور آپ مسلمان امراء میں سے پہلے شخص تھے جو والی بنے اور اسی سال میں ارض غور میں فحل کا معرکہ ہوا جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کام آئی اور اسی سال میں جسر ابی عبید کا معرکہ ہوا جس میں چار ہزار مسلمان قتل ہو گئے جن میں ان کے امیر حضرت ابوعبید بن مسعود ثقفی بھی شامل تھے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی صفیہ جو ایک صالح عورت تھیں کے والد تھے اور ثقیف کے کذاب مختار بن ابی عبید کے والد بھی شامل تھے جو عراق کے بعض معرکوں میں عراق پر نائب مقرر تھے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور ابن اسحٰق کے قول کے مطابق اسی سال میں حضرت المثنیٰ بن حارثہ کی وفات ہوئی جو عراق پر نائب مقرر تھے حضرت خالد بن ولیدؓ نے شام کی طرف جاتے ہوئے آپ کو قائم مقام مقرر کیا اور آپ مشہور معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ کی جنگیں مشہور ہیں خصوصاً جسر ابی عبید کے بعد جنگ البویب جس میں ایک لاکھ کے قریب ایرانی فرات میں غرق ہوئے اور قتل ہوئے اور جمہور کے قول کے مطابق وہ لڑائی ۱۴ھ تک باقی رہی جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی اور بعض کے قول کے مطابق اسی سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض کا قول یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کروایا اور اسی سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قبائل عرب سے عراق و شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مدد مانگی اور وہ ہر جانب سے آ گئے اور آپ نے انہیں شام و عراق بھیج دیا اور ابن اسحٰق کے قول کے مطابق اسی سال میں ۳/ جمادی الاولیٰ کو ہفتہ کے روز اجنادین کا معرکہ ہوا اور اسی طرح واقدی کے نزدیک رملہ اور جبرین کے درمیان رومیوں کے سالار القیقلان اور امیر المسلمین حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی اور ایک قول کے مطابق حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی پس القیقلان قتل ہو گیا اور رومیوں نے شکست کھائی اور ان میں سے بے شمار لوگ مارے گئے اور اسی طرح

Marfat.com

مسلمانوں کی ایک جماعت بھی شہادت سے سرفراز ہوئی جن میں حضرت ہشام بن العاص' حضرت فضل بن عباس' حضرت ابان بن سعید اوران کے دونوں بھائی حضرت خالد اور حضرت عمرو' حضرت نعیم بن عبداللہ بن النحام' حضرت طفیل بن عمرو اور حضرت عبداللہ بن عمرو دوسی' حضرت ضرار بن الازور' حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور ان کے چچا حضرت سلمہ بن ہشام' حضرت ہبار بن سفیان' حضرت صخر بن نصر اور حضرت حارث بن قیس کے بیٹے حضرت تمیم اور حضرت سعید رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

اور محمد بن سعد کا بیان ہے کہ اس روز حضرت طلیب بن عمرو بھی قتل ہوئے ان کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں اور اس روز قتل ہونے والوں میں حضرت عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے واقدی کے بیان کے مطابق اس وقت ان کی عمر تیس سال تھی' وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی کوئی روایت موجود نہیں اور یہ جنگ حنین میں ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس روز حضرت عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ اور حضرت حارث بن اوس بن عتیک رضی اللہ عنہما بھی قتل ہوئے تھے اور اسی سال میں خلیفہ بن خیاط کے قول کے مطابق مرج الصفر کا معرکہ ہوا جو ۱۸/ جمادی الاولیٰ کو ہوا اور لوگوں کے امیر حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تھے جو اس روز قتل ہو گئے' آپ کو آپ کے بھائی عمرو نے قتل کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے بیٹے نے قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ رومیوں کا امیر قلقط تھا اور رومیوں میں سے بے شمار آدمی قتل ہو گئے حتیٰ کہ وہاں ان کے خون کی چکی چل پڑی اور صحیح بات یہ ہے کہ مرج الصفر کا معرکہ ۱۴ھ کے آغاز میں ہوا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

حافظ ذہبیؒ کے بیان کے موافق حروف ابجد کے مطابق اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر:

حضرت ابان بن سعید بن العاص اموی ابوالولید مکی رضی اللہ عنہ' آپ ایک جلیل القدر صحابی ہیں آپ ہی نے حدیبیہ کے روز حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تھی حتیٰ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانے کے لیے مکہ میں داخل ہو گئے آپ نے حبشہ سے اپنے دونوں بھائیوں حضرت خالد اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہما کے واپس آنے کے بعد اسلام قبول کیا' ان دونوں نے آپ کو دعوت اسلام دی جسے آپ نے قبول کر لیا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ خیبر کو فتح کر چکے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں آپ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا' آپ معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے۔

حضرت آنسہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے' مشہور یہ ہے کہ آپ بدر میں قتل ہوئے تھے جیسا کہ امام بخاریؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے اور واقدی نے اہل علم سے جو روایت کی ہے اس کے مطابق اس کا خیال ہے کہ آپ احد میں بھی شامل ہوئے اور اس کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے' وہ بیان کرتا ہے کہ ابن ابی الزناد نے بحوالہ محمد بن یوسف مجھ سے بیان کیا کہ حضرت آنسہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی اور ان کی کنیت ابومسروح تھی اور زہری کہتے ہیں کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے لوگوں کو اجازت دیا کرتے تھے۔

حضرت تمیم بن الحارث بن قیس السہمی اور ان کے بھائی حضرت قیس رضی اللہ عنہ دونوں جلیل القدر صحابی تھے' دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں اجنادین کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

Marfat.com

حضرت الحارث بن اوس بن عتیک' آپ مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور اجنادین کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص اموی' آپ سابقون الاولون میں سے تھے اور مہاجرین حبشہ میں شامل تھے آپ نے حبشہ میں دس پندرہ سال قیام کیا' کہتے ہیں کہ آپ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے صنعاء کے امیر تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض فتوحات میں آپ کو امیر مقرر کیا اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آپ ایک قول کے مطابق معرکہ مرج الصفر میں شہید ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ بھاگ گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے تقریباً آپ کو مدینہ میں داخل نہ ہونے دیا اور آپ نے ایک ماہ تک بیرون مدینہ قیام کیا یہاں تک کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اجازت دے دی' کہتے ہیں کہ اسلم نے آپ کو قتل کیا تھا۔ اسلم کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کو قتل کیا تو میں نے آپ کے نور کو آسمان کی طرف بلند ہوتے دیکھا۔

حضرت سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ' اور حارثہ بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الخزرجی بھی کہا جاتا ہے آپ ان کے سردار تھے' آپ کو ابوثابت اور ابوقیس بھی کہا جاتا ہے آپ جلیل القدر صحابی تھے اور شب عقبہ کے نقیبوں میں سے ایک تھے' آپ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ اور امام بخاری اور ابن ماکولا کے قول کے مطابق بدر میں شامل ہوئے اور ابن عساکر نے حجاج بن ارطاۃ کے طریق سے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس روایت کی ہے کہ جنگ بدر کے روز مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

میں کہتا ہوں' مشہور یہ ہے کہ ایسا فتح مکہ کے روز تھا واللہ اعلم' اور واقدی کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ آپ کو سانپ نے ڈس لیا تھا جس نے آپ کو تیاری کے بعد جنگ سے روک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ اور اجر لگایا اور آپ احد اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور یہی قول خلیفہ بن خیاط کا ہے اور ان کے پاس ایک پیالہ تھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بیویوں کے گھروں میں گوشت' ثرید یا دودھ اور روٹی یا روٹی اور گھی یا سرکے اور تیل کے ساتھ گھومتا تھا اور آپ ہر شب کے قریب آواز دیتے تھے کہ کون مہمان نوازی کرنا چاہتا ہے اور آپ عربی کتابت' تیراندازی اور تیراکی بہت اچھی جانتے تھے اور جو ان باتوں کو نہایت اچھی طرح کر لے اسے کامل کہا جاتا تھا اور ابوعمر بن عبدالبر نے بیان کیا ہے' جسے کئی علمائے تاریخ نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے تخلف کیا اور شام چلے گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حوران کی ایک بستی میں ۱۳ھ میں وفات پا گئے' یہ قول ابن اسحٰق' المدائنی اور خلیفہ کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۴ھ میں اور بعض کا قول ہے کہ ۱۵ھ میں وفات پائی اور الفلاس اور ابن بکر کہتے ہیں کہ آپ نے ۱۶ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں رہی بات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو ہم نے مسند امام احمد میں روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تسلیم کیا کیونکہ آپ کا قول ہے کہ خلفاء قریش سے ہوں گے اور آپ کا شام میں وفات پانا ایک ثابت شدہ بات ہے اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے حوران میں وفات پائی تھی اور محمد بن عائذ دمشقی نے عبدالاعلیٰ سے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ شام کا سب سے پہلا فتح ہونے والا شہر بصریٰ ہے اور وہیں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ اور

Marfat.com

ہمارے زمانے کے بہت سے لوگوں کے نزدیک آپ غوطہ دمشق کی ایک بستی میں جسے ''المنیحۃ'' کہا جاتا ہے دفن ہیں اور وہاں آپ کے نام سے ایک قبر مشہور ہے اور میرے نزدیک حافظ ابن عساکر نے آپ کے حالات میں اس قبر کے ذکر سے کلیۃً کوئی تعرض نہیں کیا۔ واللہ اعلم

ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ مؤرخین نے اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کیا کہ آپ اپنے غسل خانہ میں مردہ پائے گئے اور آپ کا جسم سیاہ ہو گیا اور لوگوں کو آپ کی موت کا پتہ نہ چلا یہاں تک کہ انہوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ۔

''ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہے اور ہم نے تیر کے ساتھ ان کے دل پر نشانہ مارا ہے''۔

ابن جریج کا بیان ہے کہ میں نے عطاء کو بیان کرتے سنا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دو شعر جنات نے کہے ہیں' آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی روایت کی ہے اور آپ بڑے غیرت مند لوگوں میں سے تھے آپ نے باکرہ عورتوں سے نکاح کیا اور کسی عورت کو طلاق نہیں دی کہ کوئی شخص آپ کے بعد اسے نکاح کا پیغام دینے کی جسارت کرے' روایت ہے کہ جب آپ مدینہ سے نکلے تو آپ نے اپنے مال کو اپنے بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور جب آپ وفات پا گئے تو آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے بیٹے قیس بن سعد کے پاس آئے اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے بھی ان کے بیٹوں کے ساتھ شامل کر دے' اس نے کہا حضرت سعدؓ جو کچھ کر چکے ہیں میں اسے تبدیل نہیں کروں گا لیکن میں اپنا حصہ اس بیٹے کو دے دوں گا۔

حضرت سلمہ بن ہشام بن المغیرہ' یہ ابوجہل بن ہشام کے بھائی تھے' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے واپس آئے تو آپ کے بھائی نے آپ کو قید کر دیا اور بھوکا رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں آپ کے لیے اور آپ کے ساتھ کمزوروں کی جماعت کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے پھر آپ خندق کے بعد چپکے سے کھسک کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے اور وہاں آپ کے ساتھ رہے اور معرکہ اجنادین میں شامل ہوئے اور وہیں شہید ہو گئے۔ حضرت ضرار بن الازور اسدی رضی اللہ عنہ' آپ مشہور شہسواروں اور بہادروں میں سے تھے آپ کی جنگیں مشہور اور احوال قابل تعریف ہیں عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ آپ معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے' دودھ دوہتے وقت تھن میں دودھ باقی رکھنے کے استحباب کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہے۔

حضرت طلیب بن عمیر بن وہب بن کثیر بن ہند بن قصی القرشی العبدی' آپ کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں آپ بہت پہلے اسلام لائے اور حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی اور بدر میں شامل ہوئے۔ یہ قول ابن اسحٰق' واقدی اور زبیر بن بکار کا ہے کہتے ہیں کہ آپ مشرک کو مارنے والے پہلے شخص تھے' یہ واقعہ یوں ہے کہ ابوجہل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں تو حضرت طلیبؓ نے اسے اونٹ کے جبڑے سے مارا اور اس کے سر کو زخمی کر دیا' حضرت طلیبؓ نے معرکہ اجنادین میں شہادت پائی اور آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلبؓ بن ہاشم القرشی الہاشمی' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد تھے اور آپ مشہور بہادروں

Marfat.com

اور دلیروں میں سے تھے' آپ معرکہ اجنادین میں مبارزت میں رومیوں کے دس بہادر جرنیلوں کو قتل کرنے کے بعد شہید ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۳۰' ۳۵ سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو الدوسی' آپ معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے اور آپ مشہور آدمی نہیں ہیں۔

حضرت عثمان بن طلحہ العبدری کہتے ہیں کہ آپ معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے تھے اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ ۴۰ھ کے بعد تک زندہ رہے۔

حضرت عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیۃ الاموی ابوعبدالرحمٰن' آپ رسول اللہ ﷺ کی نیابت میں مکہ کے امیر بنے آپ نے فتح کے بعد انہیں مکہ کا امیر بنایا' اس وقت آپ کی عمر ۲۰ سال تھی اور اسی سال آپ نے ہی لوگوں کو حج کروایا اور حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو مکہ پر نائب مقرر کیا اور آپ کی وفات بھی مکہ میں ہی ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اسی روز آپ کی وفات ہوئی' آپ کی صرف ایک حدیث ہے جسے سنن اربعہ کے مؤلفین نے روایت کیا ہے۔

حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ابوعثمان القرشی المخزومی' آپ اپنے باپ کی طرح جاہلیت کے سادات میں سے تھے پھر آپ فتح مکہ کے سال فرار ہو جانے کے بعد مسلمان ہو گئے اور حق کی طرف واپس آ گئے۔ جب عمان کے لوگ مرتد ہو گئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو عمان کا گورنر مقرر کیا تو آپ نے ان پر فتح پائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر آپ شام آ گئے اور آپ بعض دستوں کے امیر تھے' کہتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد آپ کا کوئی گناہ معلوم نہیں ہوا' آپ مصحف کو بوسہ دیتے اور روتے تھے اور کہتے تھے یہ میرے رب کا کلام ہے' اس سے امام احمدؒ نے مصحف کو بوسہ دینے کے جواز اور اس کی مشروعیت پر حجت پکڑی ہے اور حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہؓ اسلام کی آزمائش میں قابل تعریف تھے' عروہ کا بیان ہے کہ آپ نے معرکہ اجنادین میں شہادت پائی اور دوسرے مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ نے ستر سے زیادہ تلواریں اور نیزے کھانے کے بعد یرموک میں وفات پائی۔

حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلبؓ' کہتے ہیں کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ ۱۸ھ تک زندہ رہے۔

حضرت نعیم بن عبداللہ بن النحام' آپ بنی عدی سے تعلق رکھتے تھے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہت پہلے اسلام قبول کیا مگر حدیبیہ کے بعد تک ہجرت کے لیے تیار نہ ہو سکے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے اقارب کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے اس لیے قریش نے آپ سے کہا کہ آپ ہمارے ہاں قیام کریں اور جس دین پر چاہیں رہیں' اور خدا کی قسم ہم آپ کی حفاظت میں اپنی جانیں دے دیں گے اور کوئی آپ سے متعرض نہ ہو سکے گا آپ نے معرکہ اجنادین میں شہادت پائی اور بعض کا قول ہے کہ معرکہ یرموک میں شہادت پائی۔

حضرت ہبار بن الاسود بن اسد ابوالاسود القرشی الاسدی' جس وقت حضرت رسول کریم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا

Marfat.com

مکہ سے نکلیں تو اس شخص نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اونٹنی کو نیزہ مارا حتیٰ کہ آپ کا اسقاط ہو گیا پھر بعد میں یہ شخص مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام بہت اچھا تھا اور معرکہ اجنادین میں اس نے شہادت پائی۔

حضرت ہبار بن سفیان بن عبدالاسود المخزومی' یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے' بہت پہلے مسلمان ہوئے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی اور صحیح قول کے مطابق' معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے معرکہ موتہ میں شہادت پائی۔ واللہ اعلم

حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ بن وائل السہمی' آپ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے بھائی تھے' ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔ اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جب وہاں سے واپس آئے تو مکہ میں قید ہو گئے پھر آپ نے خندق کے بعد ہجرت کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو رومیوں کے بادشاہ کے پاس بھیجا آپ شہسواروں میں سے تھے اور معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ معرکہ یرموک میں شہید ہوئے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' آپ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور آپ کے حالات الگ طور پر بھی بیان ہوئے ہیں۔

ہجرت کا چودھواں سال

اس سال کا آغاز ہوا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو اہل عراق کے ساتھ جہاد پر تیار کرنے لگے' کیونکہ آپ کو اطلاع ملی کہ معرکہ جسر میں حضرت ابی عبید شہید ہو گئے ہیں اور ایرانی اپنی جمعیت کو منظم کر رہے ہیں اور انہوں نے بالاتفاق شاہی گھرانے سے یزدگرد کو بادشاہ بنا لیا ہے اور عراق کے ذمیوں نے عہد شکنی کی ہے اور اپنے پیمان توڑ دیئے ہیں اور مسلمانوں کو اذیت دی ہے اور عمال کو اپنے ہاں سے نکال دیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان فوجوں کو جو وہاں موجود تھیں لکھا کہ وہ ان کے درمیان سے نکل کر شہروں کی اطراف میں چلے جائیں۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال یکم محرم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ مدینہ سے چلے اور ایک پانی پر اترے جسے صرار کہا جاتا تھا اور آپ نے عراق کے ساتھ بنفس نفیس جنگ کرنے کے عزم سے وہاں پڑاؤ کیا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور حضرت عثمان بن عفان اور سادات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے پھر آپ نے اپنے عزم کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کے لیے میٹنگ طلب کی اور الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا گیا اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی پیغام بھیجا اور وہ بھی مدینہ سے تشریف لے آئے پھر آپ نے ان سے مشورہ لیا تو حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا مجھے خدشہ ہے کہ اگر آپ نے شکست کھائی تو دیگر علاقوں کے مسلمان کمزور ہو جائیں گے میری رائے یہ ہے کہ آپ کسی آدمی کو عراق بھیج دیں اور خود مدینہ واپس چلے جائیں' اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور لوگوں نے اتفاق کیا اور حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ کی رائے کو درست قرار دیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کی رائے میں ہم کس شخص کو عراق کی طرف بھیجیں؟ انہوں نے کہا' میں نے اس شخص کو تلاش کر لیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا سعد بن مالک زہری جو اپنے پنجوں کے لحاظ

Marfat.com

سے شیر ہے' آپ نے ان کے قول کو عمدہ خیال کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور آپ کو عراق کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے اسعد بن وہیب' اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ بات تجھے دھوکا میں نہ ڈالے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں یا دوست کہا جاتا ہے بلاشبہ برائی برائی کو نہیں مٹاتی بلکہ برائی کو نیکی سے مٹایا جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور کسی کے درمیان' اس کی اطاعت کے بغیر کوئی رشتہ نہیں' پس لوگوں کے شریف اور رذیل اللہ کی ذات کے بارے میں برابر ہیں' اللہ ان کا رب ہے اور وہ اس کے بندے ہیں' وہ عافیت سے ایک دوسرے سے فضیلت حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے اطاعت سے حاصل کرتے ہیں پس تو اس امر پر نگاہ رکھ جس پر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے لے کر وفات تک قائم دیکھا اور اس کی پابندی کر' بالتحقیق وہی حقیقی امر ہے' یہ تجھے میری نصیحت ہے اگر آپ نے اسے ترک کر دیا اور اس سے بے رغبتی کی تو آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے اور جب آپ نے ان سے الگ ہونا چاہا تو انہیں فرمایا' عنقریب آپ کو ایک شدید امر سے واسطہ پڑے گا پس آپ کو جو مصیبت آئے اس پر صبر کرنا' خوف الٰہی آپ کے کام کی تکمیل کرے گا اور یاد رکھو خوف الٰہی دو باتوں میں جمع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اور اس کی معصیت سے اجتناب کرنے میں' اور اس کی فرماں برداری یہ ہے کہ آدمی دنیا کے بغض اور آخرت کی محبت سے اس کی فرماں برداری کرے اور اس کی نافرمانی یہ ہے کہ آدمی دنیا کی محبت اور آخرت کے بغض کے ساتھ اس کی نافرمانی کرے اور دلوں کے لیے حقائق ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے ان میں سے کچھ پوشیدہ ہیں اور کچھ ظاہر ہیں' ظاہری حقیقت یہ ہے کہ حق کے بارے میں اس کی تعریف اور مذمت کرنے والا برابر ہو اور پوشیدہ حقیقت یہ ہے جو اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے ظاہر ہونے اور لوگوں کے ساتھ محبت کرنے اور لوگوں کی محبت سے معلوم ہوتی ہے پس محبت سے بے رغبتی نہ کرو بلاشبہ انبیاء نے بھی اپنی محبت کے بارے میں دعائیں کی ہیں اور اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے محبوب بنا دیتا ہے اور جب کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو اس کو مبغوض بنا دیتا ہے' پس تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا وہی مقام سمجھ جو لوگوں کے ہاں تیرا مقام ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ چار ہزار فوج کے ساتھ عراق کی طرف روانہ ہو گئے جن میں تین ہزار یمنی اور ایک ہزار دوسرے لوگ تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ چھ ہزار فوج کے ساتھ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرار سے اعوص تک ان کی مشایعت کی' وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے امثال بیان کی ہیں اور بات کو تمہارے لیے پھیر پھیر کر بیان کیا ہے تاکہ دل زندہ ہو جائیں' بلاشبہ دل سینوں میں مردہ ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر دے' جسے کسی چیز کا علم ہو وہ اس سے فائدہ اٹھائے' بلاشبہ عدل و انصاف کے لیے علامات اور بشارت ہوتی ہے پس علامات یہ ہیں: حیا' سخاوت' آسانی اور نرمی' اور بشارت' رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لیے ایک دروازہ مقرر کیا ہے اور ہر دروازے کے لیے ایک چابی مہیا کی ہے' پس عدل و انصاف کا دروازہ غور و فکر کرنا ہے اور اس کی چابی زہد ہے اور غور و فکر' موت کا یاد کرنا اور اموال کو پیش کرنے کے لیے تیار ہونا ہے اور زہد ہر کسی سے حق کا لینا ہے جسے حق قبول کرے اور گزارے کی روزی پر اکتفا کرے اور اگر گزارے

Marfat.com

کی روزی اسے کفایت نہ کرے تو اسے کوئی چیز غنی نہ کر سکے گی میں تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوں لیکن میرے اور اس کے درمیان کوئی نہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے دعا سے مدد کرنا میرے ذمے لگایا ہے پس تم اپنی شکایات ہم تک پہنچاؤ، پس جو شخص ہم تک شکایات پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ جس شخص تک انہیں پہنچا سکتا ہے، پہنچا دے ہم بلا خوف اس کا حق وصول کریں گے''۔

پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس آ گئے اور جب حضرت دریائے زرد کے پاس پہنچے اور آپ کے حضرت المثنیٰ کی ملاقات کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا اور دونوں ایک دوسرے کو ملنے کے مشتاق تھے کہ حضرت المثنیٰ بن حارثہ کا وہ زخم کھل گیا جو آپ کو معرکہ جسر میں لگا تھا اور آپ وفات پا گئے، اور آپ نے بشیر بن الخصاصیہ کو فوج پر نائب مقرر کیا اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے لیے رحم کی دعا کی اور ان کی بیوی سلمیٰ سے نکاح کر لیا اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوجوں کی فرودگاہ تک پہنچے تو ان کی ریاست اور امارت بھی ان کے پاس پہنچ گئی اور سادات عرب میں سے عراق کا ہر امیر آپ کی امارت کا ماتحت ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اور کمک بھیجی حتیٰ کہ معرکہ قادسیہ میں آپ کے پاس تیس ہزار فوج اکٹھی ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ چھتیس ہزار فوج اکٹھی ہو گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا کی قسم میں ملوک عجم کو ملوک عرب سے نکلوا دوں گا اور آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ قبائل پر امراء مقرر کریں اور فوج کے ہر دس نقیبوں پر ایک نقیب مقرر کریں اور انہیں قادسیہ جانے کو کہیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا آپ نے نقیبوں پر نقیب مقرر کر دیا اور قبائل پر امیر مقرر کر دیئے اور ہراول، میمنہ، میسرہ، ساقہ، پیادہ اور سوار دستوں پر حضرت امیر المومنین کے حکم کے مطابق حاکم مقرر کر دیئے۔

سیف نے اپنے اسناد سے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن ربیعہ باہلی ذوالنون کو لوگوں کا قاضی مقرر کیا اور مقبوضہ اموال اور غنیمت کی تقسیم بھی آپ کے سپرد کی اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ان کا خطیب اور داعی مقرر کیا اور زیاد بن ابی سفیان کو کاتب مقرر کیا انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس فوج میں سب کے سب صحابہؓ تھے جو تین سو دس سے اوپر تھے ان میں سے ستر پچھتر بدری صحابہؓ تھے اور اس میں سات سو کے قریب صحابہؓ کے بیٹے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا جس میں انہیں قادسیہ کی طرف جلد بڑھنے کا حکم دیا اور جاہلیت میں قادسیہ، ایران کا دروازہ تھا اور یہ کہ وہ پتھروں اور دیہات کے درمیان رہیں اور ایران کے راستوں کی ناکہ بندی کر لیں اور ان پر حملہ کرنے میں سبقت کریں اور ان کی کثرت تعداد اور سامان آپ کو خوفزدہ نہ کرے بلاشبہ وہ ایک فریب کار قوم ہیں اور اگر تم نے استقلال دکھایا اور اچھے کام کیے اور امانت داری کی نیت کی تو مجھے امید ہے کہ آپ لوگ ان پر فتح پائیں گے اور پھر کبھی ان کی جمعیت اکٹھی نہ ہو گی سوائے اس کے کہ وہ اکٹھے ہوں اور ان کے دل ان کے ساتھ نہیں ہوں گے اور اگر دوسری بات ہوئی یعنی شکست ہوئی تو پیچھے لوٹ آنا یہاں تک کہ تم پتھروں تک پہنچ جاؤ، بلاشبہ تم وہاں بہت جری ہو گے اور وہ وہاں بہت بزدل اور ناواقف ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان پر فتح دے اور دوبارہ تمہیں غلبہ دے نیز آپ نے انہیں اپنا محاسبہ کرنے اور فوج کو نصیحت کرنے کا حکم دیا اور انہیں نیک نیتی اور صبر اختیار کرنے کا حکم

Marfat.com

دیا بلا شبہ نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آتی ہے اور خیال کے مطابق اجر ملتا ہے اور اللہ سے عافیت کی دعا کرو اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بکثرت پڑھو اور مجھے اپنے تمام حالات اور ان کی تفاصیل لکھو اور یہ کہ تم کیسے اترتے ہو اور تمہارا دشمن تم سے کہاں ہوگا اور مجھے اپنے خطوط میں یوں سمجھو گویا میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں اور یوں سمجھو گویا مجھ پر تمہارے معاملات منکشف ہیں اللہ سے ڈرو اور اس سے امید رکھو اور کسی چیز پر بھروسہ نہ رکھو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے اس بات کی ذمہ داری لی ہے جس کا کوئی بدل نہیں' پس محتاط رہنا کہ کہیں وہ تم کو اس سے برگشتہ نہ کر دے اور تمہاری بجائے دوسرے آدمی لے آئے'

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان مقامات اور اراضی کی ایسی کیفیت آپ کو لکھی گویا آپ انہیں مشاہدہ کر رہے ہیں اور آپ کو یہ اطلاع بھی لکھ بھیجی کہ:

''ایرانیوں نے رستم اور اس کے امثال کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے میدان میں نکالا ہے اور وہ ہماری تلاش میں ہیں اور ہم ان کی تلاش میں ہیں اور اللہ کا فیصلہ کام کرنے کے بعد ہوتا ہے اور اس نے ہمارے حق میں یا ہمارے خلاف جو فیصلہ کیا ہے وہ مسلم ہے پس ہم اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے کی دعا کرتے ہیں اور بہتر فیصلہ عافیت میں ہوتا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ:

''آپ کا خط مجھے ملا اور میں نے اسے سمجھ لیا ہے پس جب آپ کا اپنے دشمنوں سے مقابلہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی پشتوں پر مسلط کر دے گا اس نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ تم جلد انہیں شکست دو گے اور اس بارے میں قطعاً شک نہ کرنا پس جب آپ انہیں شکست دیں تو مدائن پر حملہ کیے بغیر ان سے الگ نہ ہونا' بلاشبہ اللہ اسے ویران کر دے گا''۔

اور حضرت عمر حضرت سعد رضی اللہ عنہما کے لیے خصوصاً اور مسلمانوں کے لیے عموماً دعائیں کرنے لگے۔ اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ العذیب مقام پر پہنچے تو شیرزاذ بن ازاذ دبہ کے ساتھ ایرانی فوج نے روکا اور شیرزاذ کے جو بہت سی چیزیں تھیں وہ انہوں نے غنیمت میں حاصل کیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کا خمس لگایا اور چار خمس لوگوں میں تقسیم کر دیئے جس سے لوگ خوش ہو گئے اور نیک شگون لیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان قابل حفاظت چیزوں کے لیے جو آپ کے ساتھ تھیں ایک الگ حفاظتی دستہ تیار کیا اور اس دستے کے امیر حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی تھے۔

جنگ قادسیہ:

پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے اور قادسیہ میں اترے اور اپنے دستوں کو پھیلا دیا اور ایک ماہ تک وہاں قیام کیا اور آپ نے کسی ایرانی رعایا میں سے وہ لوگ جنہیں مسلمانوں کی لوٹ کھسوٹ اور قیدی بننے سے واسطہ پڑتا تھا' اپنے شہروں کے گوشوں سے یزدگرد کے پاس چلاتے ہوئے گئے اور کہنے لگے' اگر تم نے ہماری مدد نہ کی تو جو کچھ ہمارے پاس ہے ہم انہیں دے دیں گے اور قلعے بھی انہیں سپرد کر دیں گے پس ایرانیوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ رستم کو ان کے مقابلہ میں بھیجا جائے' پس یزدگرد نے اسے پیغام بھیجا اور اسے فوج کا سالار بنا دیا اور رستم نے اس سے معذرت کی اور کہنے لگا' بلاشبہ یہ کوئی بزدلانہ رائے نہیں' عربوں کے مقابلہ میں فوجوں کے بعد فوجیں بھیجنا زیادہ سخت ہوگا بجائے کہ وہ ایک ہی دفعہ بہت بڑی فوج کو شکست دے دیں مگر بادشاہ نے اس بات کے سوا

Marfat.com

کسی اور بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور رستم مقابلہ پر جانے کے لیے تیار ہو گیا پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حیرہ اور صلوبا کی طرف حالات معلوم کرنے کے لیے آدمی بھیجا تو اسے پتہ چلا کہ بادشاہ نے رستم بن فرخ زاذ کو جنگ کا امیر مقرر کیا ہے اور فوجوں سے اسے مدد دی ہے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات لکھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا کہ ان کے متعلق جو خبر تمہارے پاس آئی ہے اور جو کچھ وہ تمہارے پاس لے کر آئے ہیں اس سے پریشان نہ ہونا اور اللہ سے مدد طلب کرنا اور اس پر توکل کرنا' اور بہادر اور صاحب بصیرت لوگوں کو اسے دعوت دینے کے لیے بھیجو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو ان کی کمزوری اور ان پر کامیابی کا ذریعہ بنانے والا ہے اور ہر روز مجھے خط لکھو اور جب رستم اپنی فوجوں کے ساتھ نزدیک آیا اور ساباط مقام پر اس نے پڑاؤ کیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رستم نے ساباط مقام پر پڑاؤ کر لیا ہے اور گھوڑوں اور ہاتھیوں کو لے آیا ہے اور اس نے ان کے ساتھ ہم پر حملہ کر دیا ہے اور میرے نزدیک استعانت و توکل سے بڑھ کر کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی اور میں اسی کا بکثرت ذکر کرتا ہوں اور رستم نے فوج کو مرتب کیا اور چالیس ہزار کی ہراول فوج پر جالینوس کو سالار مقرر کیا اور میمنہ پر ہرمزان اور میسرہ پر مہران بن بہرام کو مقرر کیا اور یہ ساٹھ ہزار تھے اور بیس ہزار کے ساقہ پر البندران کو مقرر کیا' سیف وغیرہ کے بیان کے مطابق کل فوج اسی ہزار تھی اور ایک روایت میں ہے کہ رستم کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی جس کے پیچھے ۸۰ ہزار فوج تھی اور اس کے ساتھ ۳۳ ہاتھی تھے جن میں سابور کا سفید ہاتھی بھی تھا جو سب سے بڑا اور سب کے آگے تھا اور ہتھنی اس سے مانوس تھی' پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سادات کی ایک جماعت جن میں حضرت نعمان بن مقرن' حضرت فرات بن حیان' حضرت حنظلہ بن ربیع تمیمی' حضرت اشعث بن قیس' حضرت مغیرہ بن شعبہ' اور حضرت عمرو بن معدیکرب شامل تھے' رستم کو دعوت الی اللہ دینے کے لیے بھیجی' تو رستم نے انہیں کہا' تم کس کام کے لیے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا' اللہ نے ہم سے ایک وعدہ کیا ہے ہم اس کے لیے آئے ہیں۔ وہ تمہارے شہروں پر قبضہ کرے گا اور تمہاری عورتوں اور بیٹوں کو قیدی بنا دے گا اور تمہارے اموال کو قابو کرے گا اور ہمیں اس وعدہ پر یقین ہے اور رستم نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور اس نے ایرانیوں کے تمام ہتھیاروں پر مہر لگا کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہتھیاروں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا ہے۔

سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ رستم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا حتیٰ کہ مدائن سے اس کے خروج کے درمیان اور قادسیہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے ملاقات کرنے کے درمیان چار ماہ کا عرصہ پایا جاتا ہے' اس نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اکتا دے تاکہ وہ واپس چلے جائیں اور اگر بادشاہ اس کو جلدی کرنے کا نہ کہتا تو وہ کبھی آپ سے جنگ نہ کرتا کیونکہ اسے خواب کے نظارہ کے ذریعے معلوم ہو چکا تھا کہ مسلمانوں کو فتح اور غلبہ نصیب ہو گا اور وہ اس کی علامات بھی دیکھ چکا تھا اور مسلمانوں سے بھی اس کے متعلق سن چکا تھا نیز اسے علم نجوم میں بھی دسترس حاصل تھی اور وہ اس کی صحت پر دلی یقین رکھتا تھا اور جب رستم کی فوج حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے نزدیک آئی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ واضح طور پر ان کے حالات کو معلوم کریں' پس آپ نے خفیہ طور پر ایک شخص کو بھیجا کہ وہ کسی ایرانی شخص کو آپ کے پاس لے آئے اور اس دستہ میں طلیحہ اسدی بھی تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور پھر توبہ کر لی تھی اور حارث اپنے اصحاب کے ساتھ آگے

Marfat.com

بڑھے اور پھر واپس آ گئے اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دستے کو بھیجا تو طلیحہ فوجوں اور صفوں کے درمیان چلنے لگا اور ہزاروں آدمیوں سے سبقت کر گیا اور اس نے بہادروں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا حتیٰ کہ ان سے ایک آدمی کو قید کر کے آپ کے پاس لے آیا جو اپنے آپ پر کچھ بھی قابو نہ رکھتا تھا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے متعلق پوچھا تو وہ طلیحہ کی شجاعت کی صفت بیان کرنے لگا آپ نے فرمایا اسے چھوڑو ہمیں رستم کے متعلق بتاؤ اس نے کہا وہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ ہے اور اتنی ہی فوج اس کے پیچھے ہے اور وہ شخص فوراً مسلمان ہو گیا۔

سیف نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو رستم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اس کے پاس کسی عالم اور دانش مند آدمی کو بھیج دیں کہ وہ اس سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہے' آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اس کے پاس بھیج دیا اور جب یہ اس کے پاس گئے تو رستم انہیں کہنے لگا: آپ ہمارے پڑوسی ہیں اور ہم آپ لوگوں سے حسن سلوک کرتے ہیں اور تمہاری تکلیف کو دور کرتے ہیں تم اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ اور ہم آپ لوگوں کی تجارت کو اپنے ملک میں داخل ہونے سے نہیں روکیں گے' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' ہم دنیا کے طالب نہیں ہیں ہم صرف آخرت کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا ہے اور اسے کہا ہے کہ میں اس گروہ کو ان لوگوں پر مسلط کر دوں گا جو میرے دین کو اختیار نہیں کریں گے اور میں ان کے ذریعے انہیں سزا دوں گا اور جب تک وہ اس دین کے اقراری رہیں گے میں انہیں غلبہ عطا کروں گا اور وہ دین حق ہے اور جو اس سے بے رغبتی کرتا ہے ذلیل ہو جاتا ہے اور اس سے تمسک کرنے والا عزت پا جاتا ہے' رستم نے آپ سے پوچھا وہ دین کیا ہے؟ حضرت مغیرہ نے کہا اس کا وہ ستون جس سے اس کی ہر چیز کی درستگی ہو جاتی ہے وہ یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے لائے ہیں اس کا اقرار کرنا' اس نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے اور کون سی ایسی چیز ہے؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا: بندوں کو بندوں کی غلامی سے چھڑا کر اللہ کی غلامی کی طرف لے جانا اس نے کہا یہ بھی بہت اچھی بات ہے' اور کون سی ایسی چیز ہے؟ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' لوگ آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں اس نے کہا یہ بھی بہت اچھی بات ہے' پھر رستم نے کہا' اگر ہم آپ کے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا آپ کے خیال میں آپ ہمارے شہروں کو چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا قسم بخدا! پھر ہم تجارت اور ضرورت کے سوا آپ کے شہروں کے نزدیک بھی نہیں آئیں گے اس نے کہا یہ بھی بہت اچھی بات ہے۔

راوی بیان کرتا ہے جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ' رستم کے پاس سے واپس آ گئے تو رستم نے اپنی قوم کے روساء سے اسلام کے بارے میں گفتگو کی تو انہوں نے اس سے برا منایا اور اس میں داخل ہونے سے انکار کیا' اللہ ان کا بھلا نہ کرے اور انہیں ذلیل کرے اور اس نے ایسے ہی کیا۔

مورخین بیان کرتے ہیں پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک اور ایلچی حضرت سعد بن عامر رضی اللہ عنہ کو اس کی تلاش میں بھیجا وہ اس کے پاس گئے تو انہوں نے اس کی نشست گاہ کو سنہری تکیوں اور ریشمی گدیلوں سے سجایا ہوا تھا اور اس نے فوقیت اور قیمتی موتیوں اور بڑی زیبائش کا اظہار کیا اور اس کے سر پر اس کا تاج تھا اور اسی طرح دیگر قیمتی سامان بھی تھے اور وہ ایک سنہری تخت پر بیٹھا تھا اور حضرت

Marfat.com

ربعی' گف دار لباس' تلوار' ڈھال اور چھوٹے سے گھوڑے کے ساتھ اس کے پاس گئے اور اس پر سوار ہی رہے حتیٰ کہ آپ نے اس کے قالین کے کنارے کو روند دیا' پھر اترے اور اسے ان گل تکیوں میں سے ایک کے ساتھ باندھ دیا اور اپنے ہتھیار اور زرہ پہن کر اور سر پر خود رکھ کر آئے' انہوں نے آپ سے کہا اپنے ہتھیار اتار دیجیے' آپ نے فرمایا میں تمہارے پاس نہیں آیا' میں تمہارے بلانے پر آیا ہوں' اگر تم نے مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیا تو فبہا' ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا' رستم نے کہا اسے اجازت دے دو' اور آپ قالینوں پر اپنے نیزے پر ٹیک لگاتے ہوئے آئے اور آپ نے قالینوں کے اکثر حصوں کو پھاڑ دیا' لوگوں نے آپ سے کہا تم کس کام سے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا اللہ نے ہم کو اس لیے بھیجا ہے کہ ہم بندوں کو بندوں کی غلامی سے چھڑا کر اللہ کی غلامی کی طرف اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف اور ادیان کے ظلم سے اسلام کے عدل کی طرف لے جائیں' پس اس نے ہمیں اپنے دین کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے تا کہ ہم انہیں اس کی طرف دعوت دیں اور جو شخص اسے قبول کرے گا ہم اس کی بات مان لیں گے اور اسے چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے اور جو انکار کرے گا ہم اس سے ہمیشہ برسر پیکار رہیں گے یہاں تک کہ ہم اللہ کے کیے ہوئے وعدے تک پہنچ جائیں گے' انہوں نے پوچھا؟ اللہ کا کیا ہوا وعدہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو انکار کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مر جائے اس کے لیے جنت' اور جو زندہ رہے اس کے لیے کامیابی و کامرانی' رستم کہنے لگا' میں نے تمہاری بات سن لی ہے' کیا آپ لوگ اس معاملہ کو کچھ مؤخر کر سکتے ہیں تا کہ ہم اس میں غور و فکر کر سکیں اور تم انتظار کرو' آپ نے فرمایا' ہاں' آپ کتنے دن غور کرنا چاہتے ہیں ایک دن یا دو دن؟ اس نے کہا' نہیں بلکہ ہم اپنے اہل الرائے اور اپنی قوم کے رؤساء کے ساتھ خط و کتابت کریں گے' آپ نے فرمایا' ہمارے رسول کی یہ سنت نہیں کہ ہم جنگ کے وقت دشمن کو تین دن سے زیادہ مہلت دیں' اپنے اور ان کے معاملے میں غور و فکر کر لو' اور مقررہ مدت کے بعد تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو' اس نے پوچھا' کیا تم ان کے سردار ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں' لیکن مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں جن کا ادنیٰ شخص بھی اعلیٰ کے مقابلے میں پناہ دے سکتا ہے' پس رستم نے اپنی قوم کے رؤساء کے ساتھ میٹنگ کی اور کہا' کیا تم نے کبھی اس شخص کے کلام سے وزنی اور زبردست کلام دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا اس بات سے اللہ کی پناہ کہ تو اس کی طرف کچھ بھی جھکاؤ اختیار کرے اور اس کتے کی خاطر اپنا دین چھوڑ دے' کیا تو اس کے کپڑوں کو نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ اس کے کپڑوں کی طرف نہ دیکھو' اس کی گفتگو' رائے اور سیرت کی طرف دیکھو' عرب لوگ کپڑوں اور کھانے پینے کی چیزوں کو معمولی سمجھتے ہیں اور خاندانی محاسن و مفاخر کی حفاظت کرتے ہیں' پھر انہوں نے دوسرے دن کسی آدمی کے بھیجنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی حضرت ربعی رضی اللہ عنہ کی طرح گفتگو کی اور تیسرے دن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ گئے اور آپ نے نہایت اچھی طویل گفتگو کی' جس میں رستم نے حضرت مغیرہؓ سے کہا' ہمارے علاقے میں تمہاری آمد کی مثال اس مکھی کی سی ہے جس نے شہد کو دیکھا اور کہنے لگی جو مجھے اس تک پہنچا دے اسے دو درہم ملیں گے؟ اور جب اس پر گری تو اس میں پھنس گئی اور چھٹکارے کی جستجو کرنے لگی مگر اسے چھٹکارا حاصل نہ ہوا اور کہنے لگی جو مجھے چھٹکارا دلائے گا میں اسے چار درہم دوں گی اور تمہاری مثال اس کمزور لومڑی کی سی ہے جو انگور کی بیل کے گڑھے میں داخل ہو گیا اور جب اسے انگوروں کے مالک نے کمزور دیکھا تو اسے رحم کر کے چھوڑ دیا اور جب وہ فربہ ہو گیا تو اس نے بہت سی چیزوں کو خراب کر دیا تو وہ اپنی فوج کے ساتھ آیا اور

Marfat.com

اس نے لومڑ کے خلاف اپنے بچوں سے مدد مانگی اور وہ اسے نکالنے کے لیے گیا تو وہ اس کی فربہی کے باعث اسے نہ نکال سکا پس اس نے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا' اسی طرح تم بھی ہمارے ملک سے نکلو گے پھر وہ غصہ سے بھڑک اٹھا اور اس نے سورج کی قسم کھائی کہ میں کل ضرور تم کو قتل کروں گا' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا' پھر رستم نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے کہا' میں نے تمہارے لیے لباس کا اور تمہارے امیر کے لیے ایک ہزار دینار اور سواری کا حکم دیا ہے اور تم ہمارے ہاں سے واپس چلے جاؤ' حضرت مغیرہؓ نے کہا کیا ہم تمہاری حکومت اور قوت کو کمزور کرنے کے بعد چلے جائیں حالانکہ ہم تمہارے ملک کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ہم تم کو ذلیل کر کے جزیہ لیں گے اور تم بادل نخواستہ ہمارے غلام بن جاؤ گے' جب آپ نے یہ بات کہی تو وہ غصے سے بھڑک اٹھا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ صفوان ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ امیہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو وائل نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ آ کر قادسیہ میں اترے وہ بیان کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں شاید ہم سات یا آٹھ ہزار کے درمیان درمیان تھے اور مشرکین کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی' انہوں نے کہا نہ تمہارے پاس کوئی قوت وطاقت ہے اور نہ تمہارے پاس کوئی ہتھیار ہیں' تم کس لیے آئے ہو؟ واپس چلے جاؤ' راوی بیان کرتا ہے ہم نے کہا ہم واپس جانے والے نہیں اور وہ ہمارے تیروں پر ہنستے تھے اور دوک دوک کہتے تھے اور ہمیں تکلوں سے تشبیہ دیتے تھے اور جب ہم نے واپس جانے کے متعلق ان کی بات نہ مانی تو انہوں نے کہا تم اپنا ایک دانش مند آدمی ہمارے پاس بھیجو' جو ہم پر واضح کرے کہ تم کس لیے آئے ہو؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں جاتا ہوں' پس آپ ان کے پاس گئے اور رستم کے ساتھ تخت پر بیٹھ گئے تو یہ لوگ چلا اٹھے' آپ نے فرمایا اس تخت نے مجھے کوئی رفعت نہیں بخشی اور نہ تمہارے آقا کی شان میں کچھ کمی کی ہے' رستم نے کہا' اس نے سچ کہا ہے تم لوگ کیوں آئے ہو' آپ نے کہا ہماری قوم شر وضلالت میں مبتلا تھی' پس اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف نبی کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے ہمیں ہدایت دی اور اس کے ہاتھوں ہمیں رزق دیا اور جو رزق ہمیں دیا گیا اس میں ایک دانہ بھی ہے جو اس شہر میں پیدا ہوتا ہے پس جب ہم نے اسے کھایا اور ان کے باشندوں نے اسے ہمیں کھلایا تو وہ کہنے لگے کہ ہم اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتے' ہمیں اس علاقے میں اتار دو تا کہ ہم ان دانے کو کھائیں' رستم نے کہا' تب تو ہم تم کو قتل کریں گے' آپ نے کہا اگر تم نے ہمیں قتل کیا تو ہم جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اگر ہم نے تم کو قتل کر دیا تو تم دوزخ میں داخل ہو گے اور تم جزیہ ادا کرو گے' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت مغیرہؓ نے کہا کہ تم جزیہ ادا کرو گے تو وہ چلائے اور کہنے لگے' ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی صلح نہیں ہوگی۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم ہمارے پاس دریا عبور کر کے آؤ گے یا ہم آپ کے پاس آ جائیں؟ رستم نے کہا' ہم تمہارے پاس آئیں گے' پس مسلمان پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ انہوں نے دریا عبور کر لیا اور پھر ان پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔

سیف نے بیان کیا ہے کہ ان دنوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عرق النساء کی تکلیف تھی اور انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا اور ان قول الٰہی کی تلاوت کی ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾ اور لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر چار تکبیریں کہیں' اس کے بعد انہوں نے آپ کے حکم کے مطابق لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے ہوئے ان کا پیچھا کرنے انہیں قتل کرنے اور ہر گھات میں ان کے لیے بیٹھنے اور بعض مقامات میں ان کا محاصرہ کرنے کے پہلے ان پر حملہ کر دیا یہاں

Marfat.com

تک کہ انہوں نے کتوں اور بلیوں کو کھایا اور ان کے بھگوڑوں کو نہاوند پہنچنے تک واپس نہ کیا اور ان کی اکثریت نے مدائن کی پناہ لی اور مسلمان اس کے دروازوں تک ان سے چمٹے رہے اور معرکہ سے قبل حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو کسریٰ کو دعوت الی اللہ دینے بھیجا' انہوں نے کسریٰ سے اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دی اور اہل شہران کی شکلوں کو دیکھنے نکلے' ان کی چادریں ان کے کندھوں پر تھیں اور ان کے کوڑے ان کے ہاتھوں میں تھے اور ان کے جوتے ان کے پاؤں میں تھے اور ان کے گھوڑے کمزور تھے اور انہوں نے اپنے پاؤں سے زمین کو روند دیا اور وہ ان سے بہت تعجب کرنے لگے کہ اس قسم کے لوگ کس طرح ان کی بے شمار فوجوں کو جو بکثرت جنگی اسلحہ سے لیس ہیں' مغلوب کر لیں گے' اور جب انہوں نے شاہ یزدگرد سے اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دی اور انہیں اپنے سامنے بٹھایا اور وہ متکبر اور ناشائستہ آدمی تھا پھر وہ ان سے ان کے اس لباس کے متعلق پوچھنے لگا کہ اس کا کیا نام ہے' یعنی چادروں' جوتوں اور کوڑوں کے متعلق' اور جب کبھی وہ ان میں سے اسے کوئی بات کہتے تو وہ شگون لیتا' پس اللہ نے اس کے شگون کو اس کے سر پر الٹا مارا' پھر اس نے ان سے پوچھا؟ تم اس ملک میں کیسے آئے ہو؟ کیا تم نے خیال کیا ہے کہ جب ہم آپس میں مشغول ہو جاتے ہیں تو تم ہم پر جرأت کر لیتے ہو؟ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اسے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم فرمایا ہے اور ہماری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو بھلائی کی طرف ہماری راہنمائی کرتا ہے اور بھلائی کے کرنے کا ہمیں حکم دیتا ہے اور ہمیں شر سے آگاہ کرتا ہے اور اس سے روکتا ہے اور اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اس کے ماننے میں ہماری دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے اور اس نے جس قبیلہ کو بھی دعوت دی ہے وہ دو فرقے بن گیا ہے ایک فرقہ اس کے قریب ہو جاتا ہے اور دوسرا اس سے دور ہو جاتا ہے اور اس کے دین میں اس کے ساتھ صرف خواص ہی شامل ہوتے ہیں پھر وہ مشیت الٰہی کے مطابق اسی حالت میں ٹھہرا رہا۔ پھر اس نے مخالف عربوں پر حملہ کرنے اور ان سے آغاز کرنے کا حکم دیا' پس اس نے ایسے ہی کیا تو وہ دو صورتوں میں اس کے ساتھ شامل ہو گئے مجبور ہو کر اور خوشی سے مجبوری والے نے رشک کیا اور خوشی والے کی خوشی میں اضافہ ہو گیا اور ہم جس تنگی اور عداوت میں پڑے ہوئے تھے ہم نے اس پر اس کی لائی ہوئی تعلیم کی فضیلت کو معلوم کر لیا ہے اور اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہمارے قریب جو اقوام رہتی ہیں ہم ان سے آغاز کریں اور انہیں انصاف کی دعوت دیں پس ہم آپ لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دیتے ہیں اور وہ دین اسلام ہے جس نے اچھائی کی تحسین کی ہے اور برائی کی قباحت کی ہے' پس اگر تم نے انکار کیا تو یہ ایک بری بات ہوگی جو دوسری بری بات سے ہلکی ہوگی جس میں جزیہ دینا بھی شامل ہے اور اگر تم نے جزیہ سے بھی انکار کیا تو جنگ ہوگی اور اگر تم نے ہمارے دین کو قبول کر لیا تو ہم تم میں کتاب اللہ کو چھوڑیں گے اور تم کو اس پر قائم کریں گے کہ تم اس کے احکام کے مطابق فیصلے کرو اور خود واپس چلے جائیں گے تم جانو اور تمہارا ملک' اور اگر تم نے ہمیں جزیہ دیا تو ہم اسے قبول کریں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے بصورت دیگر ہم تم سے جنگ کریں گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یزدگرد گویا ہوا اور کہنے لگا' مجھے معلوم نہیں کہ زمین میں تم سے زیادہ بدبخت اور کم تعداد اور باہم برے حالات والی کوئی قوم ہو' ہم گردونواح کی بستیاں تمہارے سپرد کر دیا کرتے تھے تاکہ وہ ہماری طرف سے تمہیں کفایت کریں اور ایران تم سے جنگ نہیں کرتا تھا اور نہ تم ان کے مقابل کھڑا ہونے کی خواہش رکھتے تھے اور اگر تمہاری تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے تو یہ بات

Marfat.com

ہمارے بارے میں تمہیں دھوکا میں نہ ڈالے اور اگر بھوک نے تمہیں اس بات پر آمادہ کیا ہے تو ہم تمہاری خوشحالی تک تمہارے لیے رسد مقرر کر دیتے ہیں اور تمہارے سرداروں کی عزت کرتے ہیں اور تم پر ایسا بادشاہ مقرر کر دیتے ہیں جو تم سے نرمی کرے گا' پس لوگ خاموش ہو گئے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اٹھ کر کہا' اے بادشاہ! بلاشبہ یہ لوگ عربوں کے سردار ہیں' اور اشراف' اشراف سے شرم محسوس کرتے ہیں اور اشراف ہی اشراف کا اکرام کرتے ہیں اور اشراف ہی اشراف کے حقوق کو عظمت دیتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے بھیجا ہے وہ سارا انہوں نے تیرے لیے جمع نہیں کیا اور نہ تو نے جو گفتگو کی ہے وہ اس سب کا جواب دیں گے اور انہوں نے نیکی کی ہے اور ان جیسا آدمی اسی طرح نیکی کرتا ہے' پس مجھے جواب دو' میں ہی آپ کو ابلاغ حق کروں گا اور وہ اس پر گواہی دیں گے' تو نے ہماری ایک صفت بیان کی ہے جسے تو نہیں جانتا اور جو تو نے ہماری بدحالی کا ذکر کیا ہے سو ہم سے بدحال کوئی نہ تھا اور نہ کوئی ہماری طرح بھوکا تھا' ہم سیاہ بھونرے' گبریلے' بچھو اور سانپ کھا جاتے تھے اور ہم انہیں اپنا کھاجا سمجھتے تھے اور زمین کی پشت ہمارا گھر تھا اور ہم اونٹوں اور بھیڑوں کی اون اور بالوں سے جو کاتتے تھے اسی کو پہنتے تھے' ہمارا دین' ایک دوسرے کو قتل کرنا اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنا تھا اور ہم میں سے بعض اپنی بیٹی کو اس کراہت سے زندہ درگور کرتے تھے کہ وہ ان کے کھانے سے کھائے گی اور جو کچھ میں نے آپ سے بیان کیا ہے آج سے پہلے ہمارا یہی حال تھا اور معاد کے بارے میں بھی میں آپ سے بیان کر چکا ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک نیک آدمی بھیجا جس کے حسب ونسب اور پیدائش کی جگہ کو ہم جانتے ہیں' پس اس کا علاقہ ہمارا بہترین علاقہ ہے اور اس کا حسب' ہمارا بہترین حسب ہے اور اس کا گھر ہمارا بہترین گھر ہے اور اس کا قبیلہ ہمارا بہترین قبیلہ ہے اور وہ خود بھی جس حالت میں ہے ہم سے بہتر حالت میں ہے وہ ہم سے بڑا راست باز اور بڑا دانشمند ہے' اس نے ہمیں ایک بات کی دعوت دی مگر کسی نے اسے جواب نہ دیا' اس کا پہلا ساتھی اس کے بعد خلیفہ بنا' اس نے بات کی' ہم نے بھی بات کی' اس نے سچ بولا' ہم نے جھوٹ بولا' وہ بڑھتا گیا' ہم کم ہوتے گئے اور اس نے جو بات کہی وہ پوری ہوئی' پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں اس کی تصدیق اور اتباع کی بات ڈال دی اور وہ ہمارے اور رب العالمین کے درمیان واسطہ بن گیا اور اس نے جو بات ہمیں کہی وہ قول الٰہی تھا اور اس نے جو حکم ہمیں دیا وہ امر الٰہی تھا اس نے ہمیں کہا تمہارا رب فرماتا ہے کہ میں یکتا ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں' میں اس وقت بھی تھا جب کوئی چیز موجود نہ تھی اور میرے سوا ہر چیز ہلاکت پذیر ہے اور میں نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز میری طرف واپس آئے گی اور میری رحمت نے تمہیں پالیا ہے اور میں نے تمہاری طرف اس شخص کو بھیجا ہے تا کہ میں تم کو وہ راستہ بتاؤں جس کے ذریعے میں تمہیں موت کے بعد اپنے عذاب سے بچاؤں گا اور تم کو اپنے گھر دار السلام میں اتاروں گا' پس ہم اس کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں سے حق لے کر آیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ جو شخص حق میں تمہاری پیروی کرے گا اس کے لیے وہی کچھ ہے جو تمہارے لیے ہے اور جو ذمہ داری تم پر ہے وہی اس پر ہے اور جو اس کا انکار کرے اسے جزیہ کی پیشکش کرو پھر تم اس سے اس کی حفاظت کرو جس سے اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور جو انکار کرے اس سے جنگ کرو' پس میں تمہارے درمیان حکم ہوں اور جو تم میں سے قتل ہو گا اسے میں اپنی جنت میں داخل کروں گا اور جو تم میں سے زندہ رہا' میں اسے اس کے دشمن پر فتح دوں گا' پس اگر تو

Marfat.com

چاہے تو جزیہ کو اختیار کر لے اور تو ذلیل ہوگا اور اگر تو چاہے تو تلوار کو اختیار کر لے یا صلح کر کے اپنی جان بچا لے یزدگرد نے کہا کیا تو اس قسم کی باتوں سے میرا سامنا کرتا ہے؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا میں نے اس کا سامنا کیا ہے جس نے مجھ سے گفتگو کی ہے اگر تیرے سوا میرے ساتھ کوئی اور شخص گفتگو کرتا تو میں ایسی باتوں سے تیرا سامنا نہ کرتا' اس نے کہا' اگر ایلچیوں کے قتل نہ کرنے کا اصول نہ ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا' میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں نیز کہنے لگا' میرے پاس مٹی کا بورا لاؤ اور ان لوگوں کے سردار کے سر پر رکھ دو پھر انہیں پیچھے سے ہانکو تا کہ یہ مدائن کے گھروں سے باہر نکل جائیں' اور اپنے آقا کے پاس واپس جا کر اسے بتاؤ کہ میں اس کی طرف رستم کو بھیج رہا ہوں تا کہ وہ اسے اور اس کی فوج کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے اور اسے اور تمہیں بعد والوں کے لیے عبرت بنا دے پھر وہ تمہارے ملک میں جا کر تمہیں سابور سے بھی سخت عبرت ناک شکست دے گا پھر کہنے لگا' تمہارا سردار کون ہے؟ سب لوگ خاموش ہو گئے تو حضرت عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: ارے جوانو! میں ان لوگوں کا سردار ہوں مٹی لے کر مجھ پر رکھ دو' اس نے کہا' کیا اسی طرح؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' اور وہ مٹی اٹھا کر کسریٰ کی حویلی اور ایوان سے باہر نکل گئے اور اپنی سواری کے پاس آ کر اسے اس پر لاد دیا پھر وہ تیزی سے چل پڑے تا کہ اسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس لے جائیں اور حضرت عاصمؓ نے ان سے سبقت کی اور باب قدیس کے پاس سے گزرے اور اسے سمیٹ لیا اور فرمایا امیر کو فتح کی بشارت دو' ہم ان شاء اللہ فتح مند ہوں گے پھر وہ چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے مٹی کو پتھروں میں ڈال دیا پھر واپس آ گئے اور آ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا انہوں نے فرمایا' خوش ہو جاؤ خدا کی قسم اس نے ہمیں حکومت کی چابیاں دے دی ہیں اور انہوں نے اس سے ان کے ملک کو حاصل کرنے کا شگون لیا پھر ہر روز صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت رفعت و شرف میں بڑھنے لگی اور ایرانیوں کی حالت ذلت و نکبت میں گرنے لگی اور جب رستم بادشاہ کے پاس ان مسلمانوں کا حال پوچھنے آیا جنہیں اس نے دیکھا تھا تو اس نے ان کی دانش مندی فصاحت اور ان کی حاضر جوابی کا اس سے ذکر کیا اور وہ جس بات کا ارادہ کیے ہوئے ہیں قریب ہے کہ وہ اسے حاصل کر لیں' نیز اس نے ان کے سردار پر مٹی لادنے کا بھی ذکر کیا کہ ان کے سردار نے اپنے سر پر مٹی اٹھانے کو حماقت خیال کیا اور اگر وہ چاہتا تو وہ کسی دوسرے کے ذریعے اس سے بچ سکتا تھا اور مجھے پتہ بھی نہ چلتا' رستم نے اسے کہا وہ احمق نہیں ہے اور نہ ہی ان سب کا سردار ہے اس نے چاہا کہ وہ اپنی جان کو اپنی قوم پر قربان کر دے' لیکن قسم بخدا اب تو وہ ہماری زمین کی چابیاں لے گئے ہیں اور رستم منجم بھی تھا پھر اس نے ان کے پیچھے ایک شخص کو بھیجا اور کہا' اگر اسے مٹی مل جائے تو اسے واپس لے آنا ہم اپنی بات کا تدارک کر لیں گے اور اگر وہ اسے اپنے امیر کے پاس لے گئے تو وہ ہمارے علاقے میں ہم پر غلبہ پائیں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ان کے پیچھے پیچھے گیا مگر وہ انہیں نہ پا سکا بلکہ وہ اس سے پہلے حضرت سعدؓ کے پاس مٹی لے گئے اور ایران کے لیے یہ بات بری ثابت ہوئی اور وہ اس بات سے بہت غصے ہوئے اور بادشاہ کی رائے کو قابل نفرت خیال کیا۔

Marfat.com

باب:

قادسیہ کی حیرت انگیز جنگ

قادسیہ کا معرکہ ایک عظیم معرکہ تھا جس سے عجیب تر معرکہ عراق میں نہیں ہوا اور اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عرق النساء اور جسم میں پھنسیوں کی تکلیف ہوگئی جس کی وجہ سے وہ سوار نہیں ہو سکتے تھے اور وہ محل میں تکیے پر اپنے سینے کے سہارے فوج کی طرف دیکھ رہے تھے اور اس کے متعلق غور وفکر کر رہے تھے اور آپ نے جنگ کا معاملہ حضرت خالد بن عرفطہ کے سپرد کر دیا اور ان کے میمنہ پر حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اور میسرہ پر حضرت قیس بن مکشوح کو مقرر کیا' اور حضرت قیس اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما' جنگ یرموک میں شامل ہونے کے بعد' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے شام سے کمک کے طور پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے۔

ابن اسحٰق کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی تعداد سات ہزار سے آٹھ ہزار کے درمیان تھی اور رستم کے پاس ساٹھ ہزار فوج تھی' حضرت سعدؓ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں وعظ ونصیحت کی اور جنگ کی ترغیب دی اور اس قول الٰہی ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾ کی تلاوت کی اور قراء نے جہاد کی آیات پڑھیں پھر حضرت سعدؓ نے چار تکبیر کہی اور چوتھی تکبیر کے بعد انہوں نے حملہ کر دیا اور انہوں نے باہم قتال کیا اور جب رات ہوگئی تو وہ جنگ سے رک گئے اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر صبح کو وہ اپنی اپنی جگہوں پر چلے گئے اور پورا دن اور رات کا اکثر حصہ بھی باہم جنگ کرتے رہے' پھر کل کی طرح صبح کو اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے اور باہم جنگ کی یہاں تک کہ شام ہوگئی پھر اسی طرح انہوں نے تیسرے روز بھی جنگ کی اور اس رات کو لیلۃ الہریر کا نام دیا گیا اور جب چوتھا دن ہوا تو انہوں نے بڑی شدت سے جنگ کی اور انہوں نے عربی گھوڑوں کے ہاتھیوں سے بدک جانے کی وجہ سے بڑی تکلیف اٹھائی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہاتھیوں اور ان کے سواروں کو تباہ کر دیا اور ان کی آنکھیں نکال دیں اور ان دونوں میں طلیحہ اسدی' حضرت عمرو بن معدی کرب' حضرت قعقاع بن عمرو' حضرت جریر بن عبداللہ البجلی' حضرت ضرار بن الخطاب اور حضرت خالد بن عرفطہ جیسے بہادروں نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور جب اس دن جسے یوم قادسیہ کہتے ہیں' کے زوال کا وقت آیا اور یہ ۱۴ھ کے محرم کے سوموار کا دن تھا تو سیف بن عمر تمیمی کے قول کے مطابق سخت آندھی چلی' جس نے ایرانیوں کے خیام کو ان کی جگہوں سے اکھاڑ دیا اور رستم کے لیے جو تخت بنایا گیا تھا اسے گرا دیا۔ پس وہ جلدی سے اپنے خچر پر سوار ہو کر بھاگ گیا اور مسلمانوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اور قادسیہ کے ہراول دستوں کے سالار جالینوس کو بھی قتل کر دیا اور خدا کے فضل سے سب ایرانیوں نے شکست کھائی اور مسلمان تعاقب کر کے انہیں جا ملے اور اس روز تیس ہزار زنجیر بند قتل ہو گئے اور دس ہزار میدان جنگ میں مارے گئے اور تقریباً اتنے ہی آدمی اس سے قبل مارے گئے اور اس دن اور اس سے پہلے دنوں میں اڑھائی ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

Marfat.com

اور مسلمان شکست خوردوں کے پیچھے چلتے چلتے بادشاہ کے شہر مدائن میں داخل ہو گئے جہاں کسریٰ کا ایوان تھا اور مسلمانوں نے قادسیہ کے اس معرکہ سے غنیمت میں اس قدر اموال وسلاح حاصل کیے جن کا کثرت کے باعث شمار نہیں ہو سکتا اور سامان دینے کے بعد غنائم حاصل ہوئیں اور ان کا خمس لگایا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خمس اور بشارت بھیجی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو بھی سوار ملتا آپ اس سے قادسیہ کے حالات معلوم کرتے اور خبریں معلوم کرنے کے لیے مدینہ سے عراق کی جانب چلے جاتے' ان دنوں میں سے ایک دن آپ کو دور سے ایک سوار نظر آیا تو آپ نے اس کا استقبال کیا اور اس سے خبر پوچھی تو اس نے آپ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قادسیہ پر فتح عطا فرمائی ہے اور انہوں نے بہت سی غنائم حاصل کی ہیں اور وہ آپ کو باتیں بتانے لگا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ اس کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے اور جب یہ دونوں حضرات مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام امارت کہنے لگے تو اس آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ نے مجھے اپنے خلیفہ ہونے کے متعلق کیوں نہیں بتایا؟ آپ نے فرمایا اے میرے بھائی تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔

اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سعدؓ رضی اللہ عنہ کو عرق النساء اور پھنسیوں کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے وہ جنگ میں شامل نہ ہو سکے لیکن وہ محل کی چوٹی پر بیٹھ کر فوج کے مصالح میں غور وفکر کرتے رہے اور آپ کی شجاعت کے باعث محل کے دروازے کو بند نہیں کیا گیا اور لوگ بھاگ جاتے تو ایرانی آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر گرفتار کر لیتے اور آپ ان سے محفوظ نہ ہوتے اور آپ کی بیوی سلمٰی بنت خفص بھی آپ کے پاس تھی جو آپ سے پہلے حضرت المثنیٰ بن حارثہ کی بیوی تھی' اور اس روز جب کچھ سوار بھاگے تو وہ ڈر کر کہنے لگی ہائے المثنیٰ' آج میرے پاس کوئی المثنیٰ نہیں ہے تو حضرت سعدؓ نے اس بات سے غصے ہو کر اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا تو وہ کہنے لگی۔ کیا تم نے غیرت سے تھپڑ مارا ہے یا بزدلی سے' یعنی وہ جنگ کے روز محل میں ان کے بیٹھنے کی وجہ سے انہیں عار دلا رہی تھی۔ اور یہ بات اس کی جانب سے بطور عناد تھی کیونکہ وہ آپ کے عذر کو سب لوگوں سے بڑھ کر جانتی تھی اور اسے اس مرض کا علم بھی تھا جو انہیں جنگ سے مانع تھا اور محل میں آپ کے پاس ایک شخص کو شراب کی وجہ سے قید کیا گیا تھا اور اسے متعدد مرتبہ شراب کی حد بھی لگ چکی تھی' کہتے ہیں کہ اسے سات بار حد لگ چکی تھی' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے بیڑیاں ڈال کر محل میں رکھا گیا اور جب اس نے محل کی رکھ کے اردگرد گھوڑوں کو جولانی کرتے دیکھا' اور وہ دلیر بہادروں میں سے تھا' تو وہ کہنے لگا۔

''یہی غم کافی ہے کہ نوجوان گھوڑوں کو زور سے پیچھے ہٹائے اور میں پابجولاں پڑا ہوں' اور جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو بیڑیوں کی جھنکار مجھے ایسے گیت سناتی ہے جو پکارنے والے کی آواز کو بہرا کر دیتی ہے اور قتل ہونے کی جگہیں مجھ سے اوجھل کر دی گئی ہیں اور میں بہت مال والا اور بھائیوں والا تھا اور انہوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور میرا کوئی بھائی نہیں رہا''۔

پھر اس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ام ولد زبراء سے استدعا کی کہ وہ اسے رہا کر دے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریتہ اسے دے دے اور اس نے اسے قسم دی کہ وہ دن کے آخری حصے میں واپس آ جائے گا اور اپنے پاؤں میں بیڑیاں پہن لے گا تو اس

نے اسے رہا کر دیا اور وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور اس نے شدید جنگ کی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے کی طرف دیکھنے لگے آپ کبھی اسے پہچانتے اور کبھی نہ پہچانتے اور اس شخص کو ابومحجن سے تشبیہ دیتے لیکن اس وجہ سے شک کرنے لگتے کہ وہ ان کے خیال میں محل میں قید تھا اور جب دن کا آخری حصہ آیا تو اس نے واپس آ کر اپنے پاؤں بیڑیوں میں ڈال لیے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نیچے اترے تو آپ نے اپنے گھوڑے کو پسینے میں شرابور پایا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے آپ کو ابومحجن کا واقعہ سنایا تو آپ اس سے راضی ہو گئے اور اسے رہا کر دیا۔

اور مسلمانوں میں سے ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا۔

''ہم برسر پیکار رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد نازل فرمائی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ قادسیہ کے دروازے کو پکڑے رہے پس ہم واپس آ گئے اور بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیویوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہ ہوئی''۔

کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے لوگوں کے پاس جا کر معذرت کی کہ وہ اپنی رانوں اور چوتڑوں پر پھنسیوں کی وجہ سے جنگ میں شامل نہیں ہو سکے تو لوگوں نے آپ کو معذور قرار دیا' کہتے ہیں کہ آپ نے اس شخص پر بددعا کی جس نے یہ دو شعر کہے تھے اور فرمایا:

''اے اللہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے یا اس نے ریاکاری یا شہرت یا جھوٹ کے طور پر یہ شعر کہے ہیں تو اس کی زبان اور ہاتھ کو قطع کر دے''۔

اور جب وہ دونوں فوجوں کے درمیان کھڑا تھا تو ایک تیر آ کر اس کی زبان میں پیوست ہو گیا اور اس کا ایک پہلو ناکارہ ہو گیا اور وہ اپنی موت تک بات نہیں کر سکا' اسے سیف نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ قبیصہ بن جابر روایت کیا ہے اور سیف نے مقدام بن شریح حارثی سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی نے کہا کہ۔

''میں جریر ہوں اور میری کنیت ابوعمرو ہے اور اللہ تعالیٰ نے فتح دی ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ محل میں تھے''۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے محل سے جھانکا اور فرمایا۔

''میں بجیلہ سے کچھ امید نہیں رکھتا میں یوم حساب کو اس کے اجر کی امید رکھتا ہوں اور ان کے گھوڑوں نے گھوڑوں سے مڈبھیڑ کی اور سواروں نے شمشیر زنی کی اور گھوڑے ان کے میدان کے قریب ہو گئے اور ان کا اندازہ جراب کے اونٹوں کی مانند تھا اور اگر قعقاع بن عمرو کی فوج اور مزدور نہ ہوتے تو وہ اونٹوں کے ساتھ لازم ہو جاتے اور اگر وہ نہ ہوتے تو تم بزدلوں کو پاتے اور تمہاری فوج مکھیوں کی طرح منتشر ہو جاتی''۔

اور محمد بن اسحٰق نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ قیس بن ابی حازم البجلی جو قادسیہ میں شامل تھے۔ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ثقیف قبیلے کا ایک شخص تھا جو مرتد ہو کر ایرانیوں کے ساتھ جا ملا اور اس نے انہیں بتایا کہ لوگوں کی قوت اس جانب ہے جس طرف بجیلہ ہے۔

راوی بیان کرتا ہے ہم لوگوں کا چوتھا حصہ تھے پس انہوں نے ہماری طرف سولہ ہاتھی بھیجے اور انہوں نے ہمارے گھوڑوں کے پاؤں تلے کوکھرو ڈال دیئے اور ہم پر بارش کی طرح تیر برسانے لگے اور انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے کے نزدیک کر دیا

Marfat.com

تا کہ وہ بدک نہ جائیں اور حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی ہمارے پاس سے گزرے اور کہنے لگے اے گروہ مہاجرین' شیر بن جاؤ' ایرانی تو صرف بکرے ہیں' راوی بیان کرتا ہے اور ان میں گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھنے والا تیر انداز بھی تھا جس کا کوئی تیر خطا نہیں جاتا تھا' ہم نے اسے کہا اے ابوثور' اس سوار کو چن لو اس کا کوئی تیر خطا نہیں جاتا' پس سوار ان کی طرف متوجہ ہوا اور ان کو تیر مارا جوان کی ڈھال پر لگا اور حضرت عمرؓ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے دبوچ کر اسے قتل کر دیا اور اس سے سونے کے دو کنگن اور ایک سنہری پیٹی اور دیباج کی ایک قبا چھین لی' راوی بیان کرتا ہے کہ مسلمان چھ ہزار یا سات ہزار تھے' پس اللہ تعالیٰ نے رستم کو قتل کر دیا اور جس شخص نے اسے قتل کیا اسے ہلال بن علقمہ تیمی کہا جاتا ہے' رستم نے اسے تیر مارا جو اس کے پاؤں پر لگا اور ہلال نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور ایرانی بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کو قتل کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور انہیں ایک جگہ میں پا لیا جہاں وہ فروکش ہوئے تھے اور اطمینان سے ٹھہرے ہوئے تھے' اسی دوران میں کہ وہ شراب نوشی سے مدہوش تھے اور لہو لعب میں مصروف تھے کہ مسلمانوں نے اچانک ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور وہیں پر جالینوس قتل ہوا جسے زہرہ بن حویۃ تیمی نے قتل کیا پھر انہوں نے ان کا تعاقب کیا اور جب بھی فریقین کا آمنا سامنا ہوا اللہ تعالیٰ نے رحمانی گروہ کی مدد کی اور شیطانی گروہ اور پرستاران آتش کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور مسلمانوں نے اس قدر اموال جمع کیے جن کا کوئی ترازو اور کانٹا احاطہ نہیں کر سکتا حتیٰ کہ ان میں بعض ایسے آدمی بھی تھے جو سواروں سے بکثرت غنیمت حاصل کرنے کے باعث کہتے تھے کہ کون چاندی کو سونے کے بدلے میں لے گا اور وہ مسلسل ان کا تعاقب کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ان کے پیچھے پیچھے فرات سے پار چلے گئے اور انہوں نے مدائن اور جلولاء کو فتح کیا جیسا کہ اس کے موقع پر اس کی تفصیل بیان ہو گی۔ ان شاء اللہ

سیف بن عمر نے سلیمان بن بشیر سے بحوالہ ام کثیر زوجہ ہمام بن حارث نخعی بیان کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم اپنے خاوندوں کی معیت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ قادسیہ میں شامل ہوئیں اور جب وہ لوگوں سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آئے تو ہم نے اپنے کپڑوں کو اپنے آپ پر مضبوطی سے باندھ لیا اور ڈنڈے پکڑ لیے پھر ہم مقتولین کے پاس آئیں' پس ہم نے جو مسلمان زخمی دیکھا اسے پانی پلایا اور اٹھایا اور جو مشرک زخمی دیکھا اس کو مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا اور ہمارے ساتھ بچے بھی تھے ہم ان کے کپڑے چھیننے کا کام ان کے سپرد کر دیتی تھیں۔ تا کہ وہ مردوں کے پوشیدہ اعضاء کو ظاہر نہ کریں۔

سیف نے اپنے اسانید کے ساتھ اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو خط لکھا جس میں آپ کو فتح کی خوشخبری دی اور مسلمانوں اور مشرکوں کے مقتولین کی تعداد کے متعلق آپ کو بتایا' آپ نے یہ خط حضرت سعد بن عمیلۃ الفزاری کے ہاتھ بھیجا جس کی تحریر یہ تھی:

''اما بعد! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایرانیوں پر فتح عطا فرمائی ہے اور طویل قتال اور شدید مصائب و خطرات کے بعد ہم نے انہیں ان طریقوں کی اجازت دے دی ہے جو ان سے پہلے ان کے اہل دین کو حاصل تھے اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ اتنے سامان کے ساتھ جنگ کی کہ دیکھنے والوں نے اس کی مانند مقدار نہیں دیکھی' پس اللہ نے ان کو اس سے فائدہ نہیں اٹھانے دیا بلکہ انہوں نے وہ سامان ان سے چھین لیا اور ان سے لے کر مسلمانوں کو دے دیا اور مسلمانوں نے

Marfat.com

دریاؤں' گنجان درختوں کی قطاروں اور پہاڑی دروں میں ان کا تعاقب کیا اور مسلمانوں میں سے حضرت سعد بن عبید القاری اور فلاں فلاں آدمی کام آئے اور مسلمانوں کے ایسے آدمی بھی مارے گئے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' بلاشبہ وہی ان کو جانتا ہے اور جب رات چھا جاتی تھی تو وہ شہد کی مکھیوں کی طرح قرآن کو گنگناتے تھے اور وہ دن کو شیر تھے اور شیر ان کی مانند نہیں تھے اور ان میں سے فوت ہو جانے والے زندہ رہنے والوں سے شہادت کی فضیلت کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں کیونکہ ابھی ان کی شہادت مقدر نہیں ہوئی''۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بشارت منبر پر چڑھ کر لوگوں کو سنائی پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا:

''میری خواہش ہے کہ میں جو ضرورت دیکھوں اسے پورا کردوں' ہم میں سے بعض نے بعض کے لیے کشادگی نہیں دکھائی اور جب آپ ہم سے درماندہ ہو جاتے تو آپ ہماری گذران میں ہمدردی کرتے یہاں تک کہ ہم برابر ہو جاتے اور میں چاہتا ہوں کہ تم میرے دل کی کیفیت بھی وہی سمجھو' جو تمہاری ہے میں عمل کے ذریعے تمہارا معلم ہوں' خدا کی قسم میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنالوں بلکہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے امانت دی ہے اگر میں اس کا انکار کردوں اور اسے تم کو واپس کردوں اور تمہاری پیروی کروں تاکہ تم اپنے گھروں میں سیر و سیراب ہو جاؤ تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی اور اگر میں اس کا بار اٹھالوں اور تم کو اپنے پیچھے پیچھے اپنے گھر تک لاؤں تو یہ میری بدبختی ہوگی' پس میری خوشی قلیل اور میرا غم طویل ہے اور میں اس حال میں زندہ ہوں کہ میں دعویٰ کرتا ہوں اور رضامندی کا طلب گار ہوں''۔

اور سیف نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ الندیب سے عدن تک کے عرب قادسیہ کے اس معرکے کو دیکھ رہے تھے کہ ان کی حکومت کا ثبات و زوال اس معرکے کے ساتھ وابستہ ہے اور تمام شہروں کے باشندوں سے ان کی خبریں معلوم کرنے کے لیے ایلچی بھیجے ہوئے تھے اور جب فتح حاصل ہو گئی تو انسانوں کے ایلچیوں سے پہلے جنوں کے ایلچی دور دراز شہروں تک خبر کو لے گئے اور میں نے صنعاء میں رات کو پہاڑ کی چوٹی پر ایک عورت کو کہتے سنا کہ۔

''خالد کی بیٹی مکرم کو ہماری طرف سے سلام ہو اور تھوڑا اور ٹھنڈا زاد اچھا نہیں ہوتا اور آفتاب اپنے طلوع کے وقت تجھ کو میری طرف سے سلام کہے نیز میری طرف سے تجھے یکتا تاج سلام کہے اور میری طرف سے تجھے نخعی گروہ سلام کہے جو خوبصورت چہروں والے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور وہ کسریٰ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر اس کی افواج کو باریک دو دھاری ہندی تلواروں سے مارتے ہیں اور جب پکارنے والا کپڑے کو ہلا کر اشارہ کرتا ہے تو وہ موت کے مقابلہ میں کم مو سیاہ گردن اونٹوں کو سینے کے بل بٹھا دیتے ہیں''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل یمامہ نے ممتاز کو یہ اشعار گاتے سنا۔

''ہم نے جنگ کی صبح کو بنی تمیم کو جو بکثرت جوانوں والے تھے' معزز پایا اور وہ ایک سیاہی مائل بے احتیاط لشکر کے ساتھ ایک پرزور لشکر کی طرف گئے جنہیں وہ ایک ریوڑ سمجھتے تھے وہ اکاسرہ کے لیے آدمیوں کے سمندروں کے ساتھ گئے جو بن کے شیروں کی طرح تھے اور وہ انہیں پہاڑ خیال کرتے تھے انہوں نے قادسیہ میں ان کے لیے کمیاب فخر کو چھوڑا اور

Marfat.com

حیفین میں دراز دنوں کو چھوڑا' ان کی ہتھیلیاں اور پنڈلیاں کٹی ہوئی تھیں اور انہوں نے بے ریش جوانوں کے ساتھ مردوں کا مقابلہ کیا''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات عرب کے باقی ماندہ شہروں میں بھی سنی گئی اور عراق کے جن شہروں کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مکمل طور پر فتح کیا تھا انہوں نے ان معاہدات و مواثیق کو جو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیے تھے توڑ دیا' صرف بانقیا' برسما اور السیس الآخرۃ کے باشندے اپنے عہد پر قائم رہے پھر اس معرکہ کے بعد جسے ہم نے بیان کیا ہے سب کے سب واپس آ گئے اور دعویٰ کیا کہ ایرانیوں نے ان کو عہد شکنی پر مجبور کیا تھا اور انہوں نے ان سے ٹیکس وغیرہ وصول کیا اور ان کی تالیف قلب کے لیے ان کی تصدیق کی اور عنقریب ہم مضافات کے باشندوں کے احکام اپنی کتاب الاحکام الکبیر میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور ابن اسحٰق وغیرہ کا خیال ہے کہ قادسیہ کا معرکہ ۱۵ھ میں ہوا تھا اور واقدی کا خیال ہے کہ ۱۶ھ میں ہوا تھا اور سیف بن عمر اور ایک جماعت نے اسے ۱۴ھ میں بیان کیا ہے اور ابن جریر نے بھی ۱۴ھ ہی میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن جریر اور واقدی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں لوگوں کو تراویح میں حضرت ابی بن کعب پر اکٹھا کیا اور یہ اس سال کے ماہ رمضان کی بات ہے اور آپ نے بقیہ شہروں کو بھی ماہ رمضان میں اجتماع کرنے کا حکم لکھ بھیجا' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو بصرہ کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ اس میں اترے' اور المدائنی کے قول کے مطابق مدائن اور اس کے مضافات کے لوگوں کے ساتھ ایرانیوں کا قلع قمع کرے۔ اس کا بیان ہے کہ سیف کا خیال ہے کہ بصرہ کو ربیع الاول ۱۶ھ میں شہر بنایا گیا اور عتبہ بن غزوان' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جلولاء اور تکریت سے فارغ ہونے کے بعد مدائن سے بصرہ گئے' حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حکم سے انہیں بصرہ کی طرف بھیجا۔

اور ابو مخنف نے مجالد سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو تین سو تیرہ جوانوں کے ساتھ بصرہ کے علاقے کی طرف بھیجا اور اعراب بھی آپ کے پاس آ گئے' جس کی وجہ سے آپ کے پاس پورے پانچ سو جوان ہو گئے اور آپ وہاں پر ربیع الاول ۱۴ھ میں اترے اور ان دنوں بصرہ کو ارض ہند کہا جاتا تھا جس میں سفید کھردرے پتھر تھے اور وہ ان کے لیے اترنے کی جگہ تلاش کرنے لگے حتی کہ وہ چھوٹے پل کے سامنے آ گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ڈب اور سرکنڈے اُگے ہوئے ہیں پس وہ وہاں اتر گئے اور حاکم فرات چار ہزار تیر اندازوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اور سورج ڈھلنے کے بعد عتبہ نے اس سے جنگ کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے حکم سے حاکم فرات کو قید کر لیا اور عتبہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور اپنی تقریر میں کہا:

''بلاشبہ دنیا نے اپنے خاتمے کا اعلان کر دیا ہے اور پیٹھ پھیر کر مقابل سے چلی گئی ہے اور اس میں سے اتنا ہی باقی رہ گیا ہے جتنا برتن میں بچا کھچا پانی ہوتا ہے اور تم اس کو چھوڑ کر دارالقرار میں منتقل ہونے والے ہو پس تم اپنے جمع شدہ اعمال کے ساتھ منتقل ہو اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر جہنم کے کنارے سے پتھر پھینکا جائے تو وہ ستر سال گرتا چلا جائے گا تب وہ اسے بھرے گا' کیا تم حیران ہوتے ہو؟ اور مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اور ضرور اس پر ایسا دن آئے گا کہ وہ بھیڑ سے تنگ ہو جائے گا اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے میں

Marfat.com

ساتوں میں سے ساتواں تھا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور ببول کے پتوں کے سوا ہمارا کوئی کھانا نہ تھا یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں اور میں نے ایک چادر اٹھائی اور اسے اپنے اور حضرت سعدؓ کے درمیان پھاڑ کر تقسیم کر دیا اور ہمارے ان ساتوں آدمیوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر پر امیر مقرر ہے اور ہمارے بعد لوگ تجربہ کر لیں گے''۔

اور یہ حدیث صحیح مسلم میں اسی قسم کی عبارت کے ساتھ موجود ہے۔ اور علی بن محمد المدائنی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عتبہ بن غزوان کو بصرہ کی طرف بھیجا انہیں لکھا:

''اے عتبہ میں نے تجھے ارض ہند پر گورنر مقرر کیا ہے اور وہ دشمن کی جولان گاہ ہے اور مجھے امید ہے کہ اس کے اردگرد کے علاقے پر اللہ آپ کو کفایت کرے گا' اور وہ ان کے خلاف آپ کی مدد کرے گا اور میں نے حضرت العلاء بن الحضرمی کو لکھا ہے کہ وہ حضرت عرفجہ بن ہرثمہ کے ذریعے آپ کی مدد کریں پس جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان سے مشورہ کرو اور انہیں مقرب بناؤ اور دعوت الی اللہ دو' اور جو کوئی آپ کو جواب دے اسے قبول کرو اور جو انکار کرے وہ ذلت کے ساتھ جزیہ ادا کرے ورنہ سختی کے مقام پر تلوار چلے' اور جس چیز کی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اور اس سے بچو کہ تمہارا نفس تمہیں کھینچ کر کبر کی طرف لے جائے اور تمہاری آخرت کو خراب کر دے اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے اور آپ ذلت کے بعد معزز اور کمزوری کے بعد طاقت ور ہو گئے ہیں حتیٰ کہ آپ اپنے سے کمتر لوگوں پر بااختیار امیر بن گئے ہیں' آپ بات کرتے ہیں۔ جسے سنا جاتا ہے آپ حکم دیتے ہیں جس کی اطاعت کی جاتی ہے' پس اس احسان کے کیا کہنے' آپ اپنی قدر سے آگے نہ بڑھیں اور اپنے سے کمتر پر اترا نہ جائیں جس طرح آپ معصیت سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں اسی طرح نعمت سے اپنے آپ کو بچائیے اور میرے نزدیک یہ تمہارے لیے ان دونوں سے زیادہ خوف ناک ہے کہ آپ کو دھوکہ دے دے اور آپ گر کر جہنم میں چلے جائیں' آپ کو اور اپنے آپ کو اس سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں' بلاشبہ لوگوں نے اللہ کی طرف جانے میں جلدی کی ہے یہاں تک کہ دنیا ان کے لیے بلند کر دی گئی ہے اور انہوں نے اسے حاصل کرنا چاہا ہے' پس اللہ کو چاہو اور دنیا کو نہ چاہو اور ظالموں کے پچھڑنے کی جگہوں سے بچو''۔

اور حضرت عتبہؓ نے اس سال کے رجب یا شعبان میں ابلہ کو فتح کیا اور جب اس سال حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو حضرت عمر نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو دو سال کے لیے بصرہ کا گورنر بنا دیا اور جب ان پر تہمت لگی تو آپ نے انہیں معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر بنا دیا اور اسی سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کے ساتھ مل کر اپنے بیٹے کو شراب نوشی کرنے پر مارا اور اسی سال میں آپ نے حضرت ابومحجن ثقفی کو شراب نوشی کرنے پر سات بار مارا اور ان کے ساتھ ربیعہ بن امیہ بن خلف کو بھی مارا اور اسی سال حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ میں اترے اور اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا' راوی بیان کرتا ہے کہ مکہ میں حضرت عتاب بن اسید' شام میں حضرت ابوعبیدہ' بحرین میں حضرت عثمان بن ابی العاص اور بعض کا قول ہے کہ حضرت العلاء بن الحضرمی' عراق میں حضرت سعد اور عمان میں حضرت حذیفہ بن

Marfat.com

محصن رضی اللہ عنہم امیر تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر کا تذکرہ:

ایک قول کے مطابق اس سال میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

حضرت عتبہ بن غزوان بن جابر بن ہیب مازنی رضی اللہ عنہ' آپ بنی عبد شمس کے حلیف اور بدری صحابی تھے' آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ایک سال بعد' بہت پہلے اسلام قبول کیا اور سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی اور آپ ہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امارت میں آپ کے حکم سے سب سے پہلے بصرہ کی حد بندی کی' آپ کے فضائل اور کارنامے بھی ہیں' آپ نے ۱۴ھ میں وفات پائی اور بعض نے آپ کی وفات ۱۵ھ و ۱۶ھ و ۱۷ھ اور ۲۰ھ میں بھی بیان کی ہے۔ واللہ اعلم' آپ کی عمر پچاس سال سے متجاوز تھی اور بعض کا قول ہے کہ آپ ساٹھ سال کے تھے۔

حضرت عمرو بن ام مکتوم نابینا' کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبداللہ تھا آپ مہاجر صحابی ہیں' آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل حضرت مصعب بن عمیر کے بعد ہجرت کی آپ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار آپ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا' کہتے ہیں کہ آپ نے تیرہ مرتبہ آپ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا' آپ حضرت عمر کے زمانے میں حضرت سعد کے ساتھ قادسیہ میں شامل ہوئے' کہتے ہیں کہ آپ وہیں شہید ہو گئے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے مدینہ واپس آ کر وفات پائی۔ واللہ اعلم

حضرت المثنیٰ بن حارثہ بن سلمہ بن ضمضم بن سعد بن مرہ بن ذہل بن شیبان الشیبانی' آپ عراق میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے نائب تھے اور یوم الجسر کو حضرت ابوعبید کے بعد آپ ہی امیر بنے تھے اور اس روز آپ ہی نے مسلمانوں کو ایرانیوں سے بچایا اور آپ بہادر سواروں میں سے ایک تھے اور آپ ہی نے جا کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو عراق سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا تھا اور جب آپ نے وفات پائی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیوی سلمیٰ بنت حفص سے نکاح کر لیا اور ابن اثیر نے اپنی کتاب الاصابۃ فی اسماء الصحابہ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ' آپ انصار کے ان چار قراء میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن حفظ کیا تھا' جیسے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لکھا ہے اور وہ حضرت معاذ بن جبل' حضرت ابی بن کعب' حضرت زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم تھے' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ میرے چچا تھے۔ کلبی کہتے ہیں کہ حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کا نام قیس بن السکن بن قیس بن زعوراء بن حزم بن جندب بن غنم بن عدی بن النجار تھا آپ بدر میں شامل ہوئے' موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ آپ نے یوم جسر ابی عبید کو شہادت پائی اور ۱۴ھ میں آپ ان کے پاس تھے اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ قرآن کو جمع کرنے والے ابوزید' سعد بن عبید ہیں' مگر مؤرخین نے اس قول کو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو بحوالہ انس بن مالک بیان کی گئی ہے رد کر دیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ اوس اور خزرج نے آپس میں اظہار مفاخرت کیا تو اوس نے کہا' کہ ہم میں سے غسیل الملائکہ حضرت

Marfat.com

حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ اور عاصم بن ثابت بن ابی الافلح رضی اللہ عنہ جن کی ایک انبوہ نے حفاظت کی اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جن کے لیے عرش الٰہی ہل گیا اور حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں جن کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دی گئی ہے اور خزرج نے کہا ہم میں سے وہ چار آدمی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔ حضرت ابی حضرت زید بن ثابت' حضرت معاذ اور حضرت ابوزید رضی اللہ عنہم۔

حضرت ابوعبید بن مسعود بن عمرو الثقفی' جو امیر عراق مختار بن ابی عبید کے والد تھے نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بھی والد تھے حضرت ابوعبیدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام قبول کیا۔ شیخ ابوعمر بن عبدالبر نے ان کا ذکر صحابہؓ میں کیا ہے ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبیؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ کوئی بعید نہیں کہ ان کی کوئی روایت بھی ہو۔ واللہ اعلم

حضرت صدیق کے والد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہما' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن صخر بن کعب بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب تھا' حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ' فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے تو آپ نے فرمایا: آپ نے اس شیخ کو اس کے گھر میں کیوں نہیں ٹھہرایا کہ ہم خود اس کے پاس آتے۔ یہ بات آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عزت کے لیے فرمائی' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کے پاس دوڑ کر آنے کے زیادہ حق دار ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سامنے بٹھالیا اور ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کا سر ایک سفید پھولوں والے درخت کی طرح سفید تھا' نیز فرمایا اس سفیدی کو کسی چیز سے تبدیل کر دو اور اسے سیاہی سے بچاؤ اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو مکہ میں حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں نے یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگے' کیا بنو ہاشم اور بنو مخزوم نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' تو کہنے لگے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے اسے دیتا ہے پھر آپ کو اپنے بیٹے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا پھر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ محرم میں وفات پا گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے رجب ۱۴ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں مکہ میں وفات پائی۔

اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے اس سال میں شہید ہونے والوں کا ذکر حروف ابجد کے مطابق کیا ہے۔

اوس بن اوس بن عتیک یوم الجسر کو شہید ہوئے' بشیر بن عنبس بن یزید الظفری احدی' آپ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے عم زاد تھے اور الحواء کے شہسوار کے نام سے مشہور تھے الحواء آپ کے گھوڑے کا نام تھا' ثابت بن عتیک' بنی عمرو بن مبذول سے تعلق رکھتے تھے' صحابی تھے یوم الجسر کو شہید ہوئے' ثعلبہ بن عمرو بن محصن النجاری' بدری تھے اور یوم الجسر کو ہی شہید ہوئے' الحارث بن عتیک ابن النعمان النجاری' احد میں شامل ہوئے اور یوم الجسر کو شہید ہوئے' الحارث بن مسعود بن عبدۃ' انصاری صحابی تھے اور یوم الجسر کو شہید ہوئے' الحارث بن عدی بن مالک انصاری احدی یوم الجسر کو شہید ہوئے' خالد بن سعید بن العاص کہتے ہیں کہ آپ نے مرج الصفر کے معرکہ میں شہادت پائی ہے جو ایک قول کے مطابق ۱۴ھ میں ہوا تھا۔ خزیمہ بن اوس اشہلی' آپ نے یوم الجسر کو شہادت پائی' ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب ابن قانع نے اس سال میں آپ کی وفات کی تاریخ بیان کی ہے' زید بن سراقہ آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے' سعد بن سلامہ بن وقش اشہلی' ایک قول کے مطابق سعد بن عبادہ' سلمہ بن اسلم بن حریش' آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے۔ ضمرہ

Marfat.com

بن غزیہ آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے' عباد عبداللہ اور عبدالرحمٰن بنو مربع بن قیظی بھی اسی روز شہید ہوئے عبداللہ بن صعصعہ بن وہب انصاری النجاری' احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور ابن اثیر نے الغابہ میں بیان کیا ہے کہ آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے' عتبہ بن غزوان آپ کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے' عقبہ اور ان کے بھائی عبداللہ اپنے باپ قیظی بن قیس کے ساتھ الجسر کے معرکہ میں شامل ہوئے اور دونوں اسی دن شہید ہو گئے۔ حضرت العلاء بن الحضرمی' ایک قول کے مطابق آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض کہتے ہیں کہ اس سال کے بعد وفات پائی' عنقریب اس کے متعلق بیان ہوگا' عمرو بن ابی الیسر' آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے' قیس بن السکن ابو زید انصاری ان کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے' المثنیٰ بن حارثہ الشیبانی نے بھی اسی سال وفات پائی ان کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔

نافع بن غیلان بھی یوم الجسر کو شہید ہوئے' نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب' آپ اپنے چچا عباس سے عمر رسیدہ تھے' کہتے ہیں کہ آپ کی وفات اسی سال میں ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال وفات پائی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

واقد بن عبداللہ[1] یزید بن قیس بن الخطیم الانصاری الظفری' اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور یوم الجسر کو شہید ہوئے' احد کے روز آپ کو بہت سے زخم آئے۔ آپ کے والد مشہور شاعر تھے' ابو عبید بن مسعود ثقفی آپ یوم الجسر کو امیر تھے اور قتل ہونے پر اسی نام سے آپ کی تلاش ہوئی' آپ نے اپنی تلوار سے ہاتھی کا سونڈ کاٹ دیا اور اس نے آپ کو روند کر مار دیا۔ ابو قحافہ تیمی' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے والد آپ نے اسی سال میں وفات پائی۔

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن امیۃ الامویہ' حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی والدہ' آپ قریش کی صاحب الرائے' دانش مند اور اپنی قوم کی لیڈر عورتوں میں سے تھیں' آپ جنگ احد میں اپنے خاوند کے ساتھ شامل ہوئی تھیں اور اس روز لوگوں کو مسلمانوں کے قتل پر ابھارتی تھیں اور جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو انہوں نے آپ کا مثلہ کیا اور آپ کے جگر کو لے کر چبا گئیں لیکن اس کو نگل نہ سکیں' حضرت حمزہؓ نے جنگ بدر میں ان کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا' پھر اس کے بعد فتح مکہ کے سال اپنے خاوند سے ایک شب بعد مسلمان ہو گئیں اور بہت اچھی مسلمان ہوئیں اور جب انہوں نے بیعت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو ابو سفیان سے اجازت طلب کی تو ابو سفیان نے انہیں کہا' کل تو اس دین کی مکذب تھی تو اس نے جواب دیا' خدا کی قسم میں نے اس شب سے قبل اس مسجد میں خدا تعالیٰ کی صحیح عبادت ہوتے نہیں دیکھی' خدا کی قسم انہوں نے تمام شب مسجد میں نماز پڑھتے گذاری ہے' ابو سفیان نے کہا' تو نے جو کچھ کرنا تھا کر چکی ہے پس تو اس جگہ نہ جا' تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چلی گئی اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے بھائی ابو حذیفہ بن عتبہ کے پاس چلی گئی۔ تو وہ اس کے ساتھ گئے اور وہ نقاب اوڑھے ہوئے تھی اور جب رسول اللہ ﷺ نے دوسری عورتوں کے ساتھ اس کی بیعت لی تو آپؐ نے فرمایا کہ تم کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ گی نہ چوری کرو گی اور نہ زنا کرو گی' تو ہند کہنے لگی کیا شریف عورت زنا بھی کرتی ہے؟ اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گی' ہند کہنے لگی' ہم نے چھٹپنے میں ان

[1] اصابہ میں ہے کہ آپ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز میں ہوئی۔

Marfat.com

کی پرورش کی اور آپ نے بڑے ہونے پر انہیں قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور نہ جھوٹے بہتان باندھوگی اور نہ آپ کی نافرمانی کروگی تو ہند نے جلدی سے کہا کہ نیکی میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گی تو آپ نے فرمایا نیکی میں اور یہ بات اس کی فصاحت ودانش سے تعلق رکھتی ہے اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے محمد ﷺ! سطح زمین پر جس قدر بھی اہل خیام ہیں مجھے ان کے متعلق یہ بات بہت مرغوب ہے کہ وہ آپ کے اہل خیمہ کے تابعدار ہوں اور آج یہ کیفیت ہے کہ سطح زمین پر جس قدر بھی اہل خیام ہیں مجھے ان کے متعلق یہ بات بہت پسند ہے کہ وہ آپ کے اہل خیمہ سے عزت حاصل کریں آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسے ہی ہوگا اور اس نے حضرت ابوسفیانؓ کے بخل کی شکایت بھی کی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ معروف طریق سے اپنے اور اپنے بیٹوں کے لیے اس کے مال سے بہ کفایت لے سکتی ہے اور الفاکہ بن مغیرہ کے ساتھ آپ کا واقعہ مشہور بات ہے آپ اپنے خاوند کے ساتھ معرکہ یرموک میں شامل ہوئیں اور جس روز حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اسی روز ۱۴ھ میں آپ نے وفات پائی آپ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی والدہ تھیں۔

پندرھواں سال

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اس سال میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا شہر بنایا اور ابن بقیلہ نے انہیں اس کے متعلق بتایا اور اس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کیا میں آپ کو وہ زمین بتاؤں جو کٹاؤ سے بالا اور جنگل سے نشیب میں ہے اور اس نے انہیں وہ جگہ بتائی جہاں آج کوفہ ہے ابن جریر کا بیان ہے کہ اسی جگہ میں مرج الروم کا معرکہ ہوا تھا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما معرکہ فحل سے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حمص جانے کے ارادے سے واپس لوٹے جیسا کہ سیف بن عمر کی روایت میں پہلے بیان ہو چکا ہے تو وہ دونوں چلتے چلتے ذوالکلاع مقام پر اترے اور ہرقل نے توذرا نامی جرنیل کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا جو مرج دمشق میں اور اس کے مغرب میں اترا اور اچانک سردی شروع ہوگئی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مرج الروم سے آغاز کیا اور رومیوں کا ایک اور امیر جسے شنس کہا جاتا تھا آیا اور اس کے ساتھ بے شمار فوج تھی پس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی اور انہوں نے اسے توذرا سے غافل کر دیا اور توذرا دمشق کی طرف اس کے ساتھ جنگ کرنے چلا گیا اور اس نے دمشق کو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے چھین لیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے اور حضرت یزید بن ابی سفیان بھی دمشق سے اس کے مقابلہ میں نکلے اور انہوں نے آپس میں جنگ کی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور اس وقت وہ میدان کارزار میں تھے اور آپ انہیں پیچھے سے قتل کرنے لگے اور حضرت یزید انہیں آگے سے کاٹنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور ان میں سے صرف بھاگنے والا ہی بچ سکا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے توذرا کو قتل کر دیا اور رومیوں سے بہت اموال حاصل کیے اور ان دونوں نے باہم انہیں تقسیم کیا اور حضرت یزید دمشق کی طرف لوٹ آئے اور حضرت خالد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کے پاس واپس چلے گئے تو آپ نے انہیں مرج الروم میں شنس سے معرکہ آرائی کرتے پایا اور آپ نے ان سے عظیم جنگ کی یہاں تک کہ ان کی سڑاند سے زمین بدبودار ہوگئی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے شنس کو قتل کر دیا اور حمص تک ان کا تعاقب کیا اور وہاں اتر کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

Marfat.com

حمص کا پہلا معرکہ:

جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شکست خوردہ رومیوں کے تعاقب میں حمص پہنچے تو اس کے اردگرد اتر کر اس کا محاصرہ کر لیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ان سے جا ملے اور انہوں نے اس کا شدید محاصرہ کر لیا اور اس وقت شدید سردی پڑ رہی تھی اور اہل شہر نے اس امید پر استقلال کا مظاہرہ کیا کہ سردی کی شدت ان کو خود ہی ان سے ہٹا دے گی اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ رومیوں میں سے جو شخص واپس آتا تھا اس کا پاؤں موزے ہی میں لغزش کھاتا تھا اور صحابہؓ کے پاؤں میں جوتیوں کے سوا کچھ نہ تھا' اس کے باوجود بھی ان کے پاؤں اور انگلی کو گزند نہیں پہنچا اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ سردی کا موسم گذر گیا اور محاصرہ سخت ہو گیا اور اہل حمص کے بعض بڑے آدمیوں نے انہیں معاف کرنے کا مشورہ دیا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہنے لگے' کیا ہم مصالحت کریں حالانکہ ہماری حکومت نزدیک ہے؟ کہتے ہیں کہ ایک دن صحابہؓ نے ایسا نعرہ تکبیر لگایا جس سے شہر لرز گیا حتیٰ کہ اس کی بعض دیواریں پھٹ گئیں پھر دوسرے نعرہ تکبیر پر بعض مکان گر گئے' پس ان کے عوام نے خواص کے پاس جا کر کہا' کیا تم اس مصیبت کو نہیں دیکھتے جو ہمیں پہنچی ہے اور جس سے ہم دوچار ہیں؟ تم ان لوگوں سے ہماری طرف سے صلح کیوں نہیں کرتے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اہل دمشق کی شرائط پر ان سے مصالحت کر لی' یعنی نصف مکانات لینے اور اراضی پر ٹیکس لگانے اور فقر و تونگری کے مطابق لوگوں سے جزیہ لینے پر' اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بشارت اور خمس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص میں بے شمار فوج اتار دی جو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ وہاں رہی' جن میں حضرت بلال اور حضرت مقداد بھی شامل تھے اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع لکھ بھیجی کہ ہرقل پانی عبور کر کے جزیرہ کی طرف چلا گیا ہے اور وہ کبھی ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی روپوش ہو جاتا ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم بھیجا کہ وہ اپنے شہر میں قیام کریں۔

قنسرین کا معرکہ:

جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص کو فتح کر لیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو قنسرین کی طرف بھیجا اور جب آپ قنسرین آئے تو وہاں کے باشندوں اور نصاریٰ عرب نے جو ان کے پاس موجود تھے' آپ پر حملہ کر دیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قنسرین میں ان سے سخت جنگ کی ان میں سے بہت سی مخلوق کو قتل کر دیا اور وہاں جو رومی موجود تھے آپ نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور ان سے امیر میناس کو قتل کر دیا اور اعراب نے آپ کے پاس معذرت کی کہ یہ جنگ ہمارے مشورے سے نہیں ہوئی' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی معذرت کو قبول کر لیا پھر آپ شہر کی طرف گئے تو وہ اس میں قلعہ بند ہو گئے' حضرت خالدؓ نے انہیں کہا اگر تم بادلوں میں بھی ہوتے تو خدا ہمیں تمہارے پاس لے جائے گا یا تم کو ہمارے پاس لے آئے گا اور آپ مسلسل ان کا محاصرہ کیے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر فتح دے دی۔

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جو کچھ اس معرکہ میں کیا تھا جب اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے آپ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے خدا کی قسم میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو کسی شک کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ مجھے خدشہ ہو گیا کہ لوگ ان پر بھروسہ کریں گے اور اسی سال ہرقل اپنی فوجوں کے ساتھ واپس آ گیا اور بلاد شام کو

Marfat.com

چھوڑ کر بلاد روم کی طرف چلا آیا' ابن جریر نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے ایسے ہی بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ سیف نے بیان کیا ہے کہ یہ ۱۶ھ کا واقعہ ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہرقل جب بھی بیت المقدس کی زیارت کا قصد کرتا اور وہاں سے روانہ ہوتا تو کہتا اے سوریہ تجھ پر سلام' الوداع کہنے والے کا سلام جس نے واپسی پر مجھ سے کوئی حاجت پوری نہیں کی' پس جب اس نے شام سے کوچ کرنے کا عزم کیا اور الرہا پہنچا تو اس نے وہاں کے باشندوں سے اپیل کی کہ وہ روم تک اس کے ساتھ جائیں' انہوں نے کہا ہمارا یہاں رہنا' آپ کے لیے بہ نسبت آپ کا ساتھ جانے کے زیادہ سودمند ہے تو اس نے انہیں چھوڑ دیا اور جب وہ شمشان پہنچا اور وہاں ایک چوٹی پر چڑھا تو اس نے بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر کہا' اے سوریہ تجھ کو ایسا سلام جس کے بعد کوئی ملاقات نہ ہوگی' ہاں میں تجھے جدا ہونے والے کا سلام کہہ رہا ہوں اور تیری طرف جب بھی کوئی رومی لوٹ کر آئے گا خوفزدہ ہو کر آئے گا' یہاں تک کہ منحوس بچہ پیدا ہو اور کاش وہ پیدا نہ ہو' اس کا فعل کس قدر شیریں ہے اور رومیوں کے لیے اس کا انجام کس قدر تلخ ہے' پھر ہرقل روانہ ہو گیا اور قسطنطنیہ میں اترا اور وہاں اس کی حکومت مضبوط ہوگئی اور اس نے اپنے پیچھے آنے والے ایک شخص سے جو مسلمانوں کے ساتھ قید ہو گیا تھا' پوچھا کہ مجھے ان لوگوں کے متعلق بتاؤ تو اس نے کہا میں تجھے ایسے بتاؤں گا گویا تو ان کی طرف دیکھ رہا ہے وہ دن کو سوار اور رات کو راہب ہوتے ہیں' وہ اپنے معاہدین سے قیمتاً لے کر کھاتے ہیں اور سلام کے ساتھ داخل ہوتے ہیں' جس سے جنگ کرتے ہیں اس کو سمجھاتے ہیں حتیٰ کہ اس کا قلع قمع کر دیتے ہیں' ہرقل نے کہا اگر تو نے مجھ سے درست بیان کیا ہے تو وہ ضرور میرے ان قدموں کی جگہ پر قابض ہوں گے۔

میں کہتا ہوں' مسلمانوں نے بنی امیہ کے زمانے میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا مگر اس پر قابض نہ ہوئے بلکہ آخری زمانے میں مسلمان اس پر قابض ہوں گے جیسا کہ ہم کتاب الملاحم میں بیان کریں گے اور یہ دجال کے خروج سے تھوڑا عرصہ قبل ہوگا جیسا کہ صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے اور دیگر ائمہ نے بھی بیان کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے لیے تمام بلاد شام پر غالب آنا ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث سے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم ان دونوں کے خزانوں کو بالضرور راہ خدا میں خرچ کرو گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میرے نزدیک ہوا ایسے ہی تو قع میں آیا اور جو کچھ آپ نے قطعیت کے ساتھ فرمایا ایسے ہی ہوگا اور قیاصرہ کی حکومت کبھی شام کی طرف لوٹ کر نہیں آئے گی اس لیے کہ قیصر عربوں کے نزدیک علم جنس ہے جو ہر اس شخص پر اطلاق پاتا ہے جو بلاد روم کے ساتھ شام پر قابض ہوتا ہے اور یہ بات دوبارہ انہیں کبھی حاصل نہ ہوگی۔

قیساریہ کا معرکہ

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو قیساریہ کا امیر مقرر کیا اور انہیں لکھا' میں نے آپ کو قیساریہ کا حاکم بنایا ہے آپ اس کی طرف روانہ ہو جائیں اور ان پر فتح پانے کے لیے اللہ سے مدد مانگیں اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا بکثرت ورد کریں۔ اور اللہ ہی ہمارا رب' ہماری امید' ہمارے لیے قابل بھروسہ اور

Marfat.com

ہمارا آقا ہے پس وہ کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جا کر قیساریہ کا محاصرہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں نے متعدد بار آپ پر چڑھائی کی اور آخر میں جنگ ہوئی جس میں انہوں نے سخت جنگ کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک نہ سنی اور خوب جنگ کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی اور ان کے تقریباً اسی ہزار آدمی مارے گئے اور پورے ایک لاکھ نے میدان کارزار میں شکست کھائی اور آپ نے فتح کی خوشخبری اور خمس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایلیا کی طرف جانے اور وہاں کے حکمران سے جنگ کرنے کے متعلق لکھا' تو وہ اپنے راستے میں رملہ کے پاس رومیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے اور اجنادین کا معرکہ پیش آیا۔

اجنادین کا معرکہ:

اور یہ یوں ہوا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے اور آپ کے میمنہ پر آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور میسرہ پر حضرت جنادۃ بن تمیم مالکی تھے جو بنی مالک بن کنانہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے ساتھ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور آپ نے ابوالاعور اسلمی کو اردن پر اپنا جانشین مقرر کیا اور جب آپ رملہ پہنچے تو آپ نے وہاں رومیوں کی ایک فوج دیکھی جن کا امیر ارطبون تھا جو بڑا دانش مند' دور اندیش اور مکمل کام کرنے والا رومی تھا اور اس نے رملہ میں ایک عظیم فوج اور ایلیاء میں بھی ایک عظیم فوج اکٹھی کی ہوئی تھی' حضرت عمرو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو حقیقت حال لکھی اور جب حضرت عمرو کا خط آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا' ہم نے عربی ارطبون کے ساتھ رومی ارطبون کو مارا ہے' دیکھئے کیا ظاہر ہوتا ہے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے علقمہ بن حکیم الفراسی اور مسروق بن بلال العسکی کو ایلیاء کے باشندوں کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا اور ابو ایوب مالکی کو رملہ کی طرف بھیجا جہاں کا حکمران التذارق تھا اور انہوں نے ان کے بالمقابل ڈیرہ لگا لیا تا کہ انہیں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج سے غافل کر دیں اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کمک پہنچتی تو آپ ایک دستہ کو ان کی طرف بھیج دیتے اور خود حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اجنادین میں قیام کیا جو نہ ارطبون کی لغزش پر قدرت رکھتے تھے اور نہ ایلچی آپ کی تسلی کر سکتے تھے پس آپ ایلچی بن کر اس کے پاس گئے اور جو بات آپ اس تک پہنچانا چاہتے تھے' پہنچا دی اور اس کی بات بھی سنی اور اس کے پہلو پر غور کیا اور اس کی مراد کو سمجھ لیا' ارطبون نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم یہ عمرو ہے یا یہ وہ شخص ہے جس کی رائے پر عمرو چلتا ہے اور میں اپنی قوم کو کسی ایسے کام کی تکلیف نہیں دوں گا جو اس کے قتل سے بڑا ہو۔ پس اس نے ایک محافظ کو بلایا اور اس سے سرگوشی کر کے اسے اچانک آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور کہا' جا کر فلاں فلاں جگہ پر کھڑے ہو جاؤ اور جب وہ تمہارے پاس سے گزریں تو انہیں قتل کر دو' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سمجھ گئے اور آپ نے ارطبون سے کہا' اے امیر! میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور آپ نے میری بات کو سن لیا ہے اور میں ان دس آدمیوں میں سے ایک ہوں جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے تا کہ ہم اس والی کے ساتھ رہ کر اس کے کاموں کا جائزہ لیں' میں چاہتا ہوں کہ میں انہیں آپ کے پاس لاؤں تا کہ وہ آپ کی باتوں کو سنیں اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسے دیکھیں ارطبون نے کہا بہت اچھا' جاؤ اور انہیں میرے پاس لے کر آؤ اور اس

Marfat.com

نے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے سرگوشی کی اور کہا' فلاں آدمی کے پاس جاکر اسے واپس لے کر آؤ اور اس نے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے سرگوشی کی اور کہا' فلاں آدمی کے پاس جاکر اسے واپس جاکر اسے واپس لے آؤ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اٹھے اور اپنی فوج کے پاس چلے گئے پھر ارطبون کو یقین ہو گیا کہ آپ عمرو بن العاصؓ تھے' وہ کہنے لگا اس شخص نے مجھے دھوکہ دیا ہے خدا کی قسم یہ شخص عرب کا بڑا دانش مند ہے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا عمرو کی خوبی کے کیا کہنے ہیں' پھر حضرت عمروؓ نے اس کا مقابلہ کیا اور اجنادین میں یرموک کی طرح باہم عظیم جنگ ہوئی حتیٰ کہ ان کے درمیان مقتولین کی کثرت ہو گئی پھر بقیہ افواج حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس اکٹھی ہو گئیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حاکم ایلیا نے ان کو درماندہ کر دیا اور شہر میں قلعہ بند ہو گیا اور اس کی فوج میں اضافہ ہو گیا اور ارطبون نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تو میرا دوست اور میرا نظیر ہے اور تیری پوزیشن قوم میں ایسی ہے جیسے میری پوزیشن میری قوم میں ہے' خدا کی قسم اجنادین کے بعد تو فلسطین میں سے کچھ بھی فتح نہیں کرے گا' واپس چلا جا اور فریب نہ کھا' ورنہ تجھے پہلے لوگوں جیسی شکست سے دوچار ہونا پڑے گا' حضرت عمروؓ نے ایک شخص کو بلایا جو رومی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا اور اسے ارطبون کے پاس بھیجا اور فرمایا' جو کچھ تجھے وہ کہے اس کو سننا پھر واپس آ کر مجھے بتانا' اور آپ نے اس کے ساتھ ایک خط بھی اسے لکھا کہ مجھے آپ کا خط ملا اور تو اپنی قوم میں میری مثل اور نظیر ہے اگر کوئی عادت مجھے غلطی میں ڈالے تو تو میری فضیلت سے بیگانہ ہو گا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ میں ان ممالک کا فاتح ہوں اور میرے اس خط کو اپنے اصحاب اور وزراء کی موجودگی میں پڑھنا' جب خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے وزراء کو جمع کیا اور انہیں خط پڑھ کر سنایا تو انہوں نے ارطبون سے کہا' تجھے کہاں سے پتہ چلا ہے کہ وہ ان ممالک کا فاتح نہیں؟ اس نے کہا ان ممالک کا فاتح وہ شخص ہے جس کے نام کے تین حروف ہیں' ایلچی نے واپس آ کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو وہ بات بتائی جو اس نے کہی تھی' پس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خط لکھ کر کمک مانگی اور کہا میں ایک زبردست جنگ اور ایسے شہروں سے نبرد آزما ہوں جو آپ کے لیے ذخیرہ کیے گئے ہیں آپ کی کیا رائے ہے' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خط پہنچا تو آپ کو پتہ چل گیا کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات کسی بات کا علم ہونے پر تحریر کی ہے' پس حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے شام جانے کا عزم کر لیا جیسا کہ ابھی ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

سیف بن عمر نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چار دفعہ شام گئے ہیں پہلی دفعہ جب آپ نے بیت المقدس کو فتح کیا تو آپ گھوڑے پر سوار تھے' دوسری دفعہ اونٹ پر سوار تھے' تیسری دفعہ آپ سرعت کے ساتھ گئے پھر شام میں وبا پڑ جانے کی وجہ سے واپس آ گئے اور چوتھی دفعہ گدھے پر سوار ہو کر گئے اور ابن جریر نے بھی اسی طرح ان سے روایت کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح:

ابوجعفر بن جریر نے سیف بن عمر کی روایت سے اس کا ذکر اس سال میں کیا ہے اور جو کچھ انہوں نے اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ دمشق سے فارغ ہو گئے تو آپ نے تحریراً اہل ایلیاء کو اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دی نیز لکھا کہ اگر انہیں یہ بات منظور نہیں تو وہ جزیہ دیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں تو انہوں نے آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ فوجوں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور دمشق پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر کیا پھر

Marfat.com

بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا اور ان پر سختی کی تو انہوں نے اس شرط پر صلح کرنا قبول کیا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ ان کے پاس آئیں، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ بات لکھ بھیجی اور حضرت عمرؓ نے اس بارے میں لوگوں سے مشورہ لیا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ ان کے پاس نہ جائیں تا کہ ان کی ذلت وحقارت ہو اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس جانے کا مشورہ دیا تا کہ مسلمانوں کو ان کے محاصرہ میں جو دقت پیش آ رہی ہے اس میں کچھ کمی ہو پس آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف مائل ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بات کی طرف مائل نہ ہوئے اور فوجوں کے ساتھ ان کی جانب روانہ ہو گئے اور مدینہ پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر کیا۔ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کے ہراول میں چلے اور جب آپ شام پہنچے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور سرکردہ امراء جیسے حضرت خالد بن ولید اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے آپ کا استقبال کیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پیدل چلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پیدل چلے اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ چومنے کا اشارہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے پاؤں چومنے کا ارادہ کیا پس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ رک گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رک گئے، پھر آپ چلے حتیٰ کہ آپ نے بیت المقدس کے نصاریٰ کے ساتھ مصالحت کی اور ان پر شرط عائد کی کہ وہ رومیوں کو تین دن کے اندر اندر نکال دیں پھر آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور اس دروازے سے داخل ہوئے جس سے شب اسریٰ کو رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تھے، کہتے ہیں کہ جب آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے تو آپ نے تلبیہ کہا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب میں تحیۃ المسجد کے طور پر نماز پڑھی اور دوسرے دن اس میں مسلمانوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورہ ص پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور دوسری رکعت میں سورہ بنی اسرائیل پڑھی پھر آپ صخرہ کے پاس آئے اور حضرت کعب الاحبار سے اس کی جگہ دریافت کی، حضرت کعبؓ نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ اس کے پیچھے مسجد بنا دیں، آپ نے فرمایا: تو نے یہودیت کی مشابہت کی ہے پھر آپ نے بیت المقدس کے سامنے مسجد بنا دی جسے آج مسجد عمرؓ کہتے ہیں پھر آپ نے اپنی چادر اور قباء کے دامن میں مٹی ڈال کر صخرہ سے مٹی ہٹائی اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی مٹی اٹھائی اور بقیہ مٹی اٹھانے کے لیے آپ نے اہل اردن کو کام پر لگا دیا اور رومیوں نے صخرہ کو کوڑی بنا دیا تھا کیونکہ وہ یہود کا قبلہ تھا حتیٰ کہ ایک عورت چاردیواری سے محفوظ کی ہوئی جگہ کے اندر سے اپنے حیض کا چیتھڑا صخرہ پر پھینکنے کے لیے بھیجا کرتی تھی اور یہ کام اس کام کے بدلہ میں ہوتا تھا جو یہود نے قمامہ کے ساتھ کیا تھا اور قمامہ وہ جگہ ہے جس میں یہودیوں نے مصلوب کو صلیب دی تھی اور وہ اس کی قبر پر کوڑا کرکٹ پھینکنے لگے اس لیے اس جگہ کا نام قمامہ❶ پڑ گیا اور پھر یہ اس گرجا کا نام پڑ گیا جسے نصاریٰ نے وہاں تعمیر کیا تھا۔

اور جب ایلیاء میں ہرقل کے پاس نامہ نبوی پہنچا تو اس نے نصاریٰ کو وعظ ونصیحت کی اور وہ صخرہ پر کوڑا کرکٹ پھینکنے میں حد سے بڑھ گئے تھے حتیٰ کہ کوڑا کرکٹ حضرت داؤد علیہ السلام کی محراب تک پہنچ گیا تھا اس نے انہیں کہا تم اس کوڑا کرکٹ کی وجہ سے اسی طرح قتل کے سزاوار ہو جس طرح بنی اسرائیل حضرت یحییٰ بن زکریا کے خون پر قتل کیے گئے تھے کیونکہ تم نے مسجد کی بے حرمتی کی ہے

❶ قمامہ کوڑا کرکٹ کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

پھر انہیں اس کوڑا کرکٹ کے اٹھانے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے یہ کام شروع کر دیا اور ابھی انہوں نے اس کا تہائی حصہ نہیں اٹھایا تھا کہ مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھوا دیا اور حافظ بہاء الدین بن حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی کتاب المستقصیٰ فی فضائل المسجد الاقصیٰ میں اس ساری بات کا اسانید ومتون کے ساتھ استقصاء کیا ہے۔

اور سیف نے اپنے سلسلہ کلام میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' مدینہ پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر کرنے کے بعد مدینہ سے گھوڑے پر سوار ہوئے تا کہ جلدی سے چلیں' آپ چلتے چلتے جابیہ پہنچ کر وہاں اترے اور جابیہ میں ایک طویل اور بلیغ خطبہ دیا جس میں یہ بھی فرمایا کہ اے لوگو! اپنے اندرونے کو درست کرو' تمہارا ظاہر درست ہو جائے گا اور اپنی آخرت کے لیے کام کرو تم اپنے دنیاوی معاملات کو کفایت کرو گے۔ یاد رکھو کہ ایک شخص کے درمیان اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان کوئی زندہ باپ موجود نہیں اور نہ ہی اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی فریق پائی جاتی ہے پس جو شخص جنت کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے وہ جماعت کے ساتھ رہے بلاشبہ شیطان ایک ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت دور ہوتا ہے اور تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے' بلاشبہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے اور برائی تکلیف دے وہ مومن ہے۔ یہ ایک طویل خطبہ ہے جسے ہم نے مختصر کر دیا ہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل جابیہ سے مصالحت کی اور بیت المقدس کی طرف کوچ کر گئے اور آپ نے فوجوں کے امراء کو لکھا کہ وہ فلاں دن کو جابیہ آ کر ملاقات کریں تو وہ سب اس روز جابیہ آئے اور سب سے پہلے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمان سواروں کے ساتھ آپ سے ملاقات کی اور ان پر دیباج کی قبائیں تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے تا کہ انہیں سنگریزے ماریں تو انہوں نے آپ کے پاس معذرت کی کہ وہ ہتھیار بند ہیں اور انہیں جنگوں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے تو آپ نے ان سے اعراض کیا اور حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہما کے سوا تمام امراء اپنی اپنی عملداریوں پر قائم مقام کرنے کے بعد اکٹھے ہوئے' یہ دونوں حضرات اجنادین میں ارطبون کے مقابل کھڑے تھے اور ابھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ' جابیہ میں ہی مقیم تھے کہ رومیوں کا ایک دستہ' ہاتھ میں تلواریں سونتے ہوئے آیا اور مسلمان بھی ہتھیاروں کے ساتھ ان کی طرف گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' یہ لوگ مستامن ہیں اور وہ ان کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بیت المقدس کی ایک فوج ہے جب اس نے حضرت امیر المومنین کی آمد کے متعلق سنا تو وہ آپ سے مصالحت اور امان کا مطالبہ کرتی ہوئی آئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے مطالبے کو قبول کیا اور انہیں مصالحت اور امان کی تحریر لکھ دی اور ان پر جزیہ عائد کر دیا نیز ان پر کچھ شروط عائد کیں جن کا ذکر ابن جریر نے کیا ہے اور حضرت خالد بن ولید' حضرت عمرو بن العاص' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم نے تحریر پر گواہی دی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی اس تحریر کے لکھنے والے تھے یہ ۱۵ھ کا واقعہ ہے پھر آپ نے اہالیان لد اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان کو ایک اور تحریر لکھ کر دی اور ان پر جزیہ عائد کیا اور جن شہروں اہل ایلیاء نے مصالحت کی تھی اس میں شامل ہو گئے اور ارطبون بلاد مصر کی طرف بھاگ گیا اور جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے فتح کیا تو وہ وہیں تھا پھر وہ سمندر کی طرف بھاگ گیا اور وہ بعض ان دستوں کی مدد کرتا تھا جو مسلمانوں سے جنگ کرتے تھے پس قیس کا ایک شخص اس پر غالب آ گیا اور اس نے قیس کے شخص کا ہاتھ کاٹ دیا اور قیسی نے اسے قتل کر دیا اور اس

Marfat.com

بارے میں کہا۔

''اگر چہ رومیوں کے ارطبون نے انہیں خراب کر دیا تھا تو اس میں بھی خدا کے فضل سے بہتری تھی اور اگر چہ رومیوں کے ارطبون نے انہیں خراب کر دیا تھا اور میں نے بھی اسے وہاں اس کے جوڑ کاٹ کر چھوڑ دیا ہے''۔

اور جب اہل رملہ اور ان شہروں کے لوگوں نے مصالحت کر لی تو حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما جابیہ آئے تو انہوں نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو سوار پایا اور جب وہ دونوں آپ کے قریب ہوئے تو دونوں اپنے گھٹنوں پر جھک گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو اکٹھے بوسہ دیا اور ان سے معانقہ کیا' سیف نے بیان کیا ہے کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ کے گھوڑے نے تیزی اختیار کی تو وہ آپ کے پاس ترکی گھوڑا لائے آپ اس پر سوار ہوئے تو وہ تیز رفتاری کرنے لگا آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے منہ پر ضرب لگائی اور فرمایا جس نے تجھے سکھایا ہے اللہ اسے نہ سکھائے یہ تکبر کی بات ہے پھر آپ نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد ترکی گھوڑے پر سوار ہوئے اور اجنادین کے سوا ایلیاء اور اس کا علاقہ آپ کے ہاتھوں پر فتح ہوا اور اجنادین کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فتح کیا اور قیساریہ حضرت معاویہ کے ہاتھ پر فتح ہوا' یہ سیف بن عمر کی عبارت ہے اور دیگر ائمہ سیر نے اس کی مخالفت کی ہے اور ان کا خیال ہے کہ بیت المقدس کی فتح ۱۶ھ میں ہوئی تھی۔

محمد بن عائذ نے ولید بن مسلم سے بحوالہ عثمان بن حصن بن علان بیان کیا ہے کہ یزید بن عبادہ نے کہا ہے کہ بیت المقدس ۱۶ھ میں فتح ہوا تھا اور اسی سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ آئے تھے اور ابوزرعہ دمشقی' دحیم سے بحوالہ ولید بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ ۱۷ھ کو واپس آ گئے اور جلدی سے واپس آئے پھر آپ ۱۸ھ میں آئے اور امراء آپ کے پاس آئے اور جو اموال ان کے پاس جمع تھے انہوں نے آپ کے سپرد کر دیئے اور آپ نے انہیں تقسیم کیا اور فوج بھرتی کی اور شہروں کی درمیانی سرحدیں قائم کیں پھر آپ مدینہ واپس آ گئے۔

یعقوب بن شیبان نے بیان کیا ہے کہ پھر ۱۶ھ میں جابیہ اور بیت المقدس فتح ہوئے اور ابو معشر کا بیان ہے کہ پھر عمواس اور جابیہ ۱۶ھ میں فتح ہوئے پھر ۱۷ھ میں وبا آئی ہوئی پھر ۱۸ھ میں قحط کا سال آیا' اس کا بیان ہے کہ اسی میں طاعون عمواس آئی۔ یعنی وہ شہر جو عمواس کے نام سے مشہور ہے فتح ہوا۔ اور جو طاعون اس کی طرف منسوب ہے وہ ۱۸ھ میں آئی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

ابو مخنف کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو آپ نے غوطہ دمشق کو دیکھا اور شہر' محلات اور باغات کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی:

﴿كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ﴾

پھر آپ نے نابغہ کا شعر پڑھا:

Marfat.com

''وہ دونوں رستم زمان ہیں اور دن رات پے بہ پے ان پر حملے کرتے ہیں اور جب کبھی وہ کسی قبیلے کے پاس سے شاداں گزرتے ہیں تو وہ ان کے پاس اقامت اختیار کر لیتے ہیں حتیٰ کہ وہ مصائب سے دوچار ہو جاتے ہیں''۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ دمشق گئے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوا بلاشبہ کسی مؤرخ نے یہ بات بیان نہیں کی کہ آپ شام کی طرف اپنی تینوں آمدوں میں دمشق گئے ہوں' پہلی آمد تو یہی ہے کہ آپ جابیہ سے چل کر بیت المقدس آئے جیسا کہ سیف وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور واقدی کا بیان ہے کہ اہل شام کے سوا دوسرے لوگوں کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ دو دفعہ شام آئے ہیں اور تیسری دفعہ ۱۷ھ میں جلدی سے واپس چلے گئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آپ تیسری دفعہ دمشق اور حمص میں داخل ہوئے ہیں اور واقدی نے اس سے انکار کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہی بات مشہور ہے کہ آپ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں دمشق میں داخل ہوئے ہیں جیسا کہ ہم نے آپ کی سیرت میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور ہم نے یہ روایت بھی کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو آپ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے صخرہ کی جگہ کے متعلق دریافت کیا انہوں نے کہا یا امیر المومنین وہ وادی جہنم سے اتنے ہاتھ پر فلاں جگہ ہے انہوں نے ہاتھ ناپے تو انہوں نے اسے معلوم کر لیا اور نصاریٰ نے صخرہ کو روڑی بنا لیا تھا جیسا کہ یہودیوں نے قمامہ کی جگہ کے ساتھ کیا تھا اور یہ وہ جگہ ہے جس میں اس مصلوب کو صلیب دی گئی تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہو گیا تھا اور یہود و نصاریٰ نے اسے سچ یقین کر لیا تھا اور انہوں نے اپنے اعتقاد میں اس کی تکذیب کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ان کی غلطی کی صراحت کی ہے' حاصل کلام یہ کہ جب بعثت سے تقریباً تین سو سال قبل نصاریٰ نے بیت المقدس پر حکومت کی تو انہوں نے روڑی کی جگہ کو پاک صاف کیا اور اسے ایک بیت ناک گرجا بنا دیا جسے شاہ قسطنطین بانی شہر کی والدہ نے تعمیر کیا اور وہ شہر اسی کی طرف منسوب ہے اور اس کی ماں کا نام ہیلانہ حرانیہ بندقانیہ تھا اور اس کے حکم سے اس کے بیٹے نے نصاریٰ کے لیے مرز بوم میں بیت لحم کو تعمیر کیا اور ان کے خیال کے مطابق اس نے قبر کی جگہ اسے تعمیر کیا ہے' الغرض انہوں نے یہود کے قبلہ کی جگہ کو اس فعل کے مقابلہ میں جو انہوں نے قدیم و جدید زمانے میں کیا' روڑی بنا دیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کو فتح کیا اور صخرہ کی جگہ کو دریافت کیا تو آپ نے روڑی کو صاف کرنے کا حکم دے دیا اور یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنی چادر کے دامن سے وہاں جھاڑ دیا پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کہ وہ مسجد کہاں بنائیں تو انہوں نے آپ کو صخرہ کے پیچھے مسجد بنانے کا مشورہ دیا تو آپ نے ان کے سینے پر ضرب لگا کر فرمایا اے ابن ام کعب تو نے یہود سے مشابہت کی ہے اور آپ نے بیت المقدس کے آگے مسجد بنانے کا حکم دیا۔

امام احمد کا بیان ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ابی سنان سے عبید بن آدم' ابی مریم اور ابی شعیب کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تھے کہ آپ نے بیت المقدس کی فتح کا ذکر کیا' راوی بیان کرتا ہے ابن

Marfat.com

سلمہ نے بیان کیا کہ ابوسنان نے بحوالہ عبید بن آدم مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت کعبؓ سے فرماتے سنا کہ آپ کی رائے میں میں کہاں نماز پڑھوں؟ انہوں نے کہا اگر آپ مجھ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں تو صخرہ کے پیچھے نماز پڑھ لیں اور سارا قدس آپ کے سامنے ہوگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے یہودیت کی مشابہت اختیار کی ہے میں ایسا نہیں کروں گا بلکہ میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی' پس آپ قبلہ کی طرف بڑھے اور نماز پڑھی پھر آئے اور اپنی چادر پھیلا دی اور اس میں کوڑا کرکٹ ڈال لیا اور لوگوں نے بھی جھاڑ دیا اور یہ اسناد جید ہے جسے حافظ ضیاء الدین المقدسی نے اپنی کتاب المستخرج میں پسند کیا ہے اور ہم نے اس کے رجال کے متعلق اپنی کتاب مسند عمر میں گفتگو کی ہے یعنی آپ نے جو مرفوع احادیث روایت کی ہیں نیز آپ سے جو موقوف آثار روایت کیے گئے ہیں ان کی ابواب فقہ کے مطابق تبویب کی گئی ہے۔

اور سیف بن عمر نے اپنے شیوخ سے بحوالہ سالم روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو یہود دمشق کا ایک شخص آپ سے ملا اور اس نے کہا اے فاروق السلام علیک' آپ ایلیا کے حکمران ہیں خدا کی قسم آپ ایلیا کو فتح کیے بغیر واپس نہیں جائیں گے اور احمد بن مروان دینوری نے عن محمد بن عبدالعزیز عن ابیہ عن الہیثم بن عدی عن اسامہ بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ اسلم مولیٰ عمرؓ بن الخطاب روایت کی ہے کہ آپ قریشی تجار کے ساتھ دمشق آئے اور جب وہ باہر چلے گئے تو حضرت عمرؓ ایک کام کے لیے پیچھے رہ گئے اور ابھی آپ شہر ہی میں تھے کہ ایک جرنیل نے اچانک آپ کو گردن سے پکڑ لیا اور وہ آپ سے جھگڑتا چلا گیا مگر وہ آپ کی برابری نہ کر سکا پس اس نے آپ کو ایک گھر میں داخل کر دیا جس میں مٹی' کلہاڑا' بیلچہ اور زنبیل پڑی تھی اور اس نے آپ سے کہا کہ اس کو یہاں سے ہٹا کر یہاں تک لے جاؤ اور آپ پر دروازہ بند کر دیا اور واپس چلا گیا اور دوپہر کو آیا' حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں' میں سوچ بچار کرتا ہوا بیٹھ گیا اور اس نے جو مجھے کہا تھا میں نے اس میں سے کچھ بھی نہ کیا۔ جب وہ آیا تو کہنے لگا کیا وجہ ہے کہ تم نے کام نہیں کیا؟ اور اس نے اپنے ہاتھ سے میرے سر پر مکہ مارا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کلہاڑا پکڑ کر اسے مارا اور اسے قتل کر دیا اور سیدھا باہر نکل گیا اور شام کی تاریکی میں ایک راہب کی خانقاہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا' راہب نے مجھے دیکھا تو اتر کر مجھے خانقاہ کے اندر لے گیا اور مجھے کھلایا پلایا اور اس نے مجھے تحفہ بھی دیا اور مجھے غور سے دیکھنے لگا اور اس نے میرے معاملے کے متعلق بھی مجھ سے دریافت کیا' میں نے کہا' میں اپنے اصحاب کو کھو چکا ہوں' اس نے کہا تو خوف زدہ آنکھ سے دیکھ رہا ہے اور وہ مجھے پہچاننے لگا پھر اس نے کہا' عیسائیوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں ان کی کتاب کو سب سے بہتر جانتا ہوں اور میں تجھے وہ شخص پاتا ہوں جو ہمیں اپنے اس ملک سے نکال دے گا کیا آپ مجھے میری اس خانقاہ کے متعلق پروانہ امان لکھ کر دے سکتے ہیں؟ میں نے کہا' ارے آپ تو اور طرف چلے گئے ہیں اور وہ مسلسل مجھ سے اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس کا مطلوبہ پروانہ اسے لکھ دیا اور جب واپسی کا وقت آیا تو اس نے مجھے ایک گدھی عطا کی اور کہا اس پر سوار ہو جاؤ اور جب آپ اپنے اصحاب کے پاس پہنچ جائیں تو اسے اکیلی میرے پاس بھیج دینا بلاشبہ یہ جس خانقاہ کے پاس سے گزرے گی وہ اس کا اکرام کریں گے' میں نے اس کے حکم کے مطابق عمل کیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ' بیت المقدس کو فتح کرنے آئے تو یہ راہب آپ کے پاس آیا اور وہ اس پروانے کے ساتھ جابیہ میں مقیم تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے اسے نافذ کر دیا اور اس پر شرط عائد کی کہ جو مسلمان اس کے پاس سے گزرے اس کی

Marfat.com

ضیافت کرے اور انہیں راستہ بتائے' اسے ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اسے ایک اور طریق سے یحییٰ بن عبید اللہ بن اسامہ قریشی بلغاری کے حالات میں زید بن اسلم سے ان کے باپ کے حوالے سے بھی بیان کیا ہے اور ایک عجیب طویل حدیث بیان کی ہے یہ اس کا کچھ حصہ ہے اور ہم نے اپنی کتاب الاحکام میں تفصیل کے ساتھ ان شروط کو بیان کیا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے نصاریٰ پر عائد کی تھیں اور ہم نے آپ کے لیے ایک الگ کتاب بھی لکھی ہے۔

اور آپ نے جابیہ میں جو خطبہ دیا ہم نے اس کے الفاظ و اسانید کو مسند عمر رضی اللہ عنہ میں بیان کیا ہے اور شام میں داخلہ کے وقت آپ نے جو عاجزی اختیار کی اس کا ذکر ہم نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ میں کیا ہے جسے ہم نے آپ کے لیے علیحدہ کتاب کی صورت میں لکھا ہے۔

ابوبکر بن ابی الدنیا کا بیان ہے کہ ربیع بن ثعلب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو اسماعیل المؤدب نے عبداللہ بن مسلم ابن ہرمز کی سے بحوالہ ابو العالیہ شامی ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایلیا جاتے ہوئے ایک خاکستری اونٹ پر سوار ہو کر جابیہ آئے آپ کے سر کا گنجہ حصہ دھوپ میں چمک رہا تھا اور آپ کے سر پر ٹوپی اور عمامہ نہ تھا' آپ کے دونوں پاؤں رکاب کے بغیر کجاوے کے اگلے پچھلے حصے میں پلتے تھے آپ کا بچھونا اون کی انبجانی چادر تھی اور جب آپ سوار ہوتے تھے تو وہی چادر آپ کا بچھونا ہوتی تھی اور جب آپ اترتے تھے تو وہی چادر آپ کا بستر ہوتی تھی' آپ کا تھیلا' دھاری دار چادر یا چھال سے بھری ہوئی چادر تھی' جب آپ سوار ہوتے تو وہ چادر آپ کا تھیلا اور جب اترتے تو وہ آپ کا تکیہ ہوتی' آپ کھردرے کپڑے کی قمیص پہنے ہوئے تھے جو چکنی ہو چکی تھی اور ایک پہلو سے پھٹ چکی تھی' آپ نے فرمایا میرے پاس قوم کے سردار کو بلاؤ تو وہ آپ کے پاس جلومس کو بلا لائے' نیز فرمایا' میری قمیص کو دھو دو اور سی دو اور مجھے ایک قمیص اور کپڑا عاریۃً دو' پس آپ کے پاس سوتی قمیص لائی گئی آپ نے فرمایا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا' سوت ہے آپ نے فرمایا سوت کیا ہے؟ انہوں نے آپ کو بتایا تو آپ نے اپنی قمیص کو اتار دیا اور دھویا' اور پیوند لگایا اور ان کی قمیص کو اتار کر اپنی قمیص پہن لی' جلومس نے آپ سے کہا' آپ عرب کے بادشاہ ہیں اور ان شہروں میں اونٹ مناسب حال نہیں اگر آپ اس کے سوا' کوئی اور لباس پہنتے اور ترکی گھوڑے پر سوار ہوتے تو رومیوں کی نگاہوں میں یہ بڑی بات ہوتی آپ نے فرمایا ہم ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور ہم اللہ کے سوا' کوئی بدل نہیں چاہتے' پس آپ کے پاس ایک ترکی گھوڑا لایا گیا اور اس پر زین اور کجاوے کے بغیر ایک چادر ڈالی گئی اور آپ اس پر سوار ہو گئے اور فرمایا' روکو' روکو' میں نے اس سے قبل لوگوں کو شیطان پر سواری کرتے نہیں دیکھا' پس آپ کا اونٹ لایا گیا اور آپ اس پر سوار ہو گئے۔

اسماعیل بن محمد الصفار بیان کرتے ہیں کہ سعدان بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن ایوب الطائی عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو آپ کے سامنے پانی میں گھسنے کی ایک جگہ آ گئی تو آپ اپنے اونٹ سے اتر پڑے اور اپنے دونوں موزے اتار لیے اور انہیں ایک ہاتھ میں پکڑ لیا اور اونٹ کے ساتھ پانی میں گھس گئے' حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا آپ نے اہل ارض کے نزدیک ایک عظیم کام کیا ہے' آپ نے اس اس طرح کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ان کے سینے پر زور سے تھپڑ مارا اور فرمایا اے ابو عبیدہ! کاش یہ بات آپ کے سوا کوئی اور شخص کہتا' تم سب

Marfat.com

لوگوں سے ذلیل' حقیر اور فقیر تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام سے سرفراز کیا' پس جب بھی تم اسلام کے بغیر عزت کے خواہاں ہو گے اللہ تعالیٰ تم کو ذلیل کر دے گا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال یعنی ۱۵ھ میں سیف بن عمر کے قول کے مطابق مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی اور ابن اسحٰق اور واقدی کا بیان ہے کہ یہ ۱۶ھ کا بیان ہے کہ یہ ۱۶ھ میں ہوئی' پھر ابن جریر نے ان کے درمیان ہونے والے بہت سے معرکوں کا ذکر کیا ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مدائن جانے اور عورتوں اور عیال کو بہت سے سواروں کے ساتھ عتیق [1] میں چھوڑنے کا حکم بھیجا اور جب حضرت سعدؓ' قادسیہ سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ہراول میں زہرۃ بن حویۃ کو بھیجا پھر یکے بعد دیگرے اس کے پیچھے امراء کو بھیجا پھر آپ فوجوں کے ساتھ گئے اور آپ نے خالد بن عرفطہ کی جگہ ہاشم بن ابی عتبہ بن ابی وقاص کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خالد کو ساقہ کا امیر مقرر کیا اور یہ لوگ بہت سے ہتھیاروں اور گھوڑوں کے ساتھ روانہ ہو گئے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی اس سال کے شوال کے کچھ دن باقی تھے اور یہ لوگ کوفہ میں اترے اور زہرۃ ان کے آگے آگے مدائن چلا گیا اور بصبہری نے وہاں پر ایرانی فوج کے ساتھ اس سے جنگ کی اور زہرۃ نے ان کو شکست دی اور ایرانی شکست کھا کر بابل کی طرف چلے گئے اور وہاں جنگِ قادسیہ میں شکست کھانے والے بہت سے آدمی جمع ہو گئے اور انہوں نے الفیرزان کو اپنا سربراہ مقرر کر لیا اور زہرہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بابل میں شکست خوردہ لوگوں کے اجتماع کی اطلاع بھیجی اور حضرتؓ سعد رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ بابل کی طرف روانہ ہو گئے اور بابل کے پاس آپ اور الفیرزان آمنے سامنے ہو گئے اور آپ نے چادر لپیٹنے سے بھی پہلے شکست دے دی اور وہ آپ سے شکست کھا کر دو گروہ ہو گئے ایک گروہ مدائن اور دوسرا نہاوند کی طرف چلا گیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ بابل میں کئی روز تک ٹھہرے رہے اور وہاں سے مدائن چلے گئے اور ایرانیوں کی ایک دوسری فوج سے نبرد آزما ہوئے اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور ایرانیوں کے سالار شہریار کو دعوت مبارزت دی اور مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کے مقابلہ میں نکلا جسے نائل الاعرجی ابونباتہ کہا جاتا تھا جو بنی تمیم کے بہادروں میں سے تھا' پس دونوں نے کچھ عرصہ نیزوں کے ساتھ مقابلہ کیا پھر نیزوں کو پھینک کر دونوں نے اپنی اپنی تلواریں سونت لیں اور ان کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے پھر دونوں ایک دوسرے کے ساتھ گتھ گئے اور اپنے اپنے گھوڑوں سے زمین پر گر پڑے اور شہریار' ابونباتہ کے سینے پر بیٹھ گیا اور اسے قتل کرنے کے لیے خنجر نکال لیا' اور اس کی انگلی ابونباتہ کے منہ میں داخل ہو گئی جسے اس نے چبا ڈالا یہاں تک کہ اسے اپنے سے غافل کر دیا اور خنجر لے کر شہریار کو اس سے قتل کر دیا اور اس کا گھوڑا' دونوں کنگن اور کپڑے لے لیے اور اس کے اصحاب منتشر ہو گئے اور شکست کھائی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نائل کو قسم دی کہ جب جنگ ہوا کرے تو آپ شہریار کے دونوں کنگن اور ہتھیار پہنا کریں اور اس کے گھوڑے پر سوار ہوا کریں اور وہ ایسے ہی کیا کرتے تھے' مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ عراق میں کنگن پہننے والے شخص تھے اور یہ واقعہ کوثیٰ مقام پر ہوا اور آپ نے اس جگہ کی بھی زیارت کی جس میں حضرت خلیل علیہ السلام کو محبوس کیا

[1] ابن جریر نے عتیق کی بجائے عتیق بیان کیا ہے۔

Marfat.com

کیا تھا آپ پر اور دیگر انبیاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ﴾ الآیة

معرکہ نہر شیر[1]:

مؤرخین کا بیان ہے کہ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے زہرہ کو اپنے آگے کوثی سے نہر شیر کی طرف بھیجا' پس وہ ہراول میں گئے اور ساباط میں شیرزاذ انہیں صلح اور جزیہ کے ساتھ ملا اور آپ نے اسے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا اور آپ نے اسے جاری کر دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ ایک جگہ پہنچے جسے مظلم ساباط کہا جاتا تھا آپ نے وہاں کسریٰ بوران کی بہت سی فوجوں کو دیکھا اور وہ ہر روز قسم کھاتے تھے کہ جب تک ہم زندہ ہیں ایران کا بادشاہ نہیں ہٹے گا اور ان کے پاس کسریٰ کا ایک بڑا شیر بھی تھا جسے المقرط کہا جاتا تھا' جسے انہوں نے مسلمانوں کے راستے میں گھات لگانے کے لیے کھڑا کیا تھا' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ شیر کی طرف بڑھے اور انہوں نے لوگوں کے دیکھتے دیکھتے شیر کو قتل کر دیا اور اس روز انہوں نے اپنی تلوار کا نام المتین[2] رکھا اور اس روز حضرت سعدؓ نے ہاشم کے سر کو بوسہ دیا اور ہاشم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور ہاشم نے ایرانیوں پر حملہ کر کے انہیں ان کی جگہوں سے ہٹا دیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ﴾ پڑھتے ہوئے شکست دے دی۔

اور جب رات ہو گئی تو مسلمانوں نے کوچ کیا اور نہر شیر آ کر اتر گئے اور جب کبھی وہ کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور وہ اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ ان کا آخری آدمی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا اور انہوں نے وہاں دو ماہ قیام کیا اور تیسرے مہینے میں داخل ہو گئے اور سال ختم ہو گیا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ میں حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ شام میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کوفہ اور عراق میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ طائف میں حضرت یعلیٰ بن امیہ' بحرین اور یمامہ میں حضرت عثمان بن ابی العاصؓ اور عمان میں حضرت حذیفہ بن محصنؓ آپ کے گورنر تھے۔

میں کہتا ہوں کہ لیث بن سعد' ابن لہیعہ' ابومعشر' ولید بن مسلم' یزید بن عبیدہ' خلیفہ بن خیاط' ابن الکلبی' محمد بن عائذ ابن عساکر اور ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبی کے نزدیک معرکہ یرموک رجب ۱۵ھ میں ہوا تھا اور سیف بن عمر اور ابوجعفر بن جریر نے معرکہ یرموک کا ذکر ۱۳ھ میں کیا ہے اور ہم نے ابن جریر کی اتباع میں اس کا ذکر وہاں کیا ہے اور اسی طرح بعض حفاظ کے نزدیک قادسیہ کا معرکہ ۱۵ھ کے آخر میں ہوا تھا اور ہمارے شیخ ذہبی نے بھی اس بارے میں ان کا اتباع کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ قادسیہ کا معرکہ ۱۴ھ میں ہوا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر ہمارے شیخ ذہبی نے اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] واقدی کی "فتوح العجم والعراق" میں "بہرسیر" اور طبری میں "بہر سیر" ہے۔

[2] طبری میں المتن ہے۔

Marfat.com

حروف ابجد کے مطابق اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر:

ایک قول کے مطابق جو پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت سعد بن عبادہ انصاری خزرجی' حضرت سعد بن عبید بن النعمان ابوزید انصاری اوسی رضی اللہ عنہ آپ قادسیہ میں شہید ہوئے اور کہتے ہیں کہ وہ ابوزید قاری تھے جوان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا مگر دوسروں نے اس سے انکار کیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت عمیر بن سعد درویش امیر حمص کے والد تھے اور محمد بن سعد نے قادسیہ میں ان کی وفات کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی وفات ۱۶ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

حضرت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن حسل بن عامر بن لوئی ابو یزید العامری آپ قریش کے اشراف وخطباء میں سے ایک تھے' فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے' حسن اسلام سے آراستہ تھے' سخی اور فیاض تھے اور بڑے نمازیں پڑھنے والے' روزے رکھنے والے صدقہ دینے والے' قرآن پڑھنے والے اور رونے والے تھے' کہتے ہیں کہ آپ نے اس قدر نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے کہ آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے صلح حدیبیہ میں قابل قدر کام کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ نے مکہ میں لوگوں سے ایک عظیم خطاب کیا جس سے لوگ اسلام پر قائم رہے اور آپ نے مکہ میں جو خطبہ دیا وہ اس خطبہ کے قریب ہی تھا جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں دیا پھر آپ جہاد کے لیے ایک جماعت کے ساتھ شام کی طرف چلے گئے اور یرموک میں شامل ہوئے اور آپ ایک دستے کے امیر تھے کہتے ہیں کہ آپ اسی روز شہید ہو گئے تھے اور واقدی اور شافعی کا بیان ہے کہ آپ نے طاعون عمواس میں وفات پائی' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عامر بن مالک رضی اللہ عنہ بن اہیب زہری' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی' آپ ہی وہ شخص ہیں جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر آئے تھے جس میں شام سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے وہاں کے والی بننے کا ذکر تھا' آپ نے معرکہ یرموک میں شہادت پائی۔ حضرت عبداللہ بن سفیان بن عبدالاسد مخزومی' آپ صحابی ہیں آپ نے اپنے چچا ابوسلمہ بن عبدالاسد کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی' عمرو بن دینار نے آپ سے منقطع روایت کی ہے اس لیے کہ آپ یرموک میں شہید ہو گئے تھے' حضرت عبدالرحمن بن العوام' آپ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے' بدر میں مشرک ہونے کی حالت میں شامل ہوئے پھر مسلمان ہو گئے اور ایک قول کے مطابق جنگ یرموک میں شہید ہو گئے' حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ ایک قول کے مطابق آپ نے اس سال میں وفات پائی' حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ ایک قول کے مطابق آپ نے جنگ یرموک میں شہادت پائی' حضرت عمرو بن ام مکتوم آپ جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ مدینہ واپس آ گئے تھے' حضرت عمرو بن الطفیل بن عمرو' ان کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے' حضرت عامر بن ابی ربیعہ' ان کے متعلق بھی پہلے بیان ہو چکا ہے' حضرت فراس بن النضر بن الحارث' کہتے ہیں کہ آپ جنگ یرموک میں شہید ہوئے حضرت قیس بن ابی صعصعہ' حضرت عمرو بن زید عوف انصاری مازنی' عقبہ اور بدر میں شامل ہوئے اور جنگ یرموک میں ایک دستے کے امیر تھے' اور اسی روز شہید ہوئے' اور ان کی ایک حدیث بھی ہے آپ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنے دنوں میں قرآن پڑھا کروں؟ آپ نے فرمایا پندرہ دنوں میں (الحدیث) ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے

Marfat.com

بیان کیا ہے کہ اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا' حضرت نصیر بن الحارث بن علقمہ بن کلدۃ ابن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی القرشی العبدری' آپ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے اور آپ علمائے قریش میں سے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین میں آپ کو ایک سو اونٹ دیئے اور آپ نے ان کے لینے میں توقف کیا اور کہا میں اسلام قبول کرنے پر رشوت نہیں لوں گا پھر کہنے لگے خدا کی قسم نہ میں نے انہیں طلب کیا ہے اور نہ ان کے متعلق سوال کیا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ ہیں' پس آپ نے انہیں لے لیا اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور جنگ یرموک میں شہید ہو گئے' حضرت نوفل بن الحارث بن عبد المطلب' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے اور آپ بنی عبد المطلب کے اسلام قبول کرنے والوں میں سے عمر رسیدہ تھے۔ آپ بدر کے روز قیدیوں میں شامل تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کا فدیہ دیا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایام خندق میں ہجرت کی اور حدیبیہ اور فتح مکہ میں شامل ہوئے اور جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین ہزار نیزوں سے مدد کی اور اس روز ثابت قدم رہے اور ۱۵ھ میں وفات پائی اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

آپ نے مدینہ میں وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے جنازہ میں شامل ہونے والے لوگوں کے ساتھ پیدل چلے' آپ بقیع میں دفن ہوئے اور آپ نے اپنے پیچھے متعدد اکابر اور فضلاء لڑکے چھوڑے حضرت ہشام بن العاص آپ حضرت عمرو بن العاص کے بھائی ہیں' ابن سعد کا قول ہے کہ آپ نے جنگ یرموک میں شہادت پائی ہے۔

۱۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حضرت سعدؓ' نہر شیر کے شہر کے ساتھ برسر پیکار تھے' جو کسریٰ کے ان دو شہروں میں سے ایک ہے جو غرب سے دجلہ کے قریب واقع ہیں' حضرت سعد ذوالحجہ ۱۵ھ میں یہاں آئے اور آپ اسی شہر کے پاس فروکش تھے کہ اس سال کا آغاز ہو گیا اور آپ نے ہر طرف گھڑ سوار اور دستے بھیج دیئے اور انہوں نے کسی فوج کو نہ پایا بلکہ انہوں نے ایک لاکھ کسانوں کو اکٹھا کر کے قید کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جس کسان نے تمہارے خلاف مدد نہیں دی اور وہ اپنے شہروں میں مقیم ہے تو یہی اس کی امان ہے اور یہ جو بھاگ جائے اور تم اسے پکڑ لو تو اس کے متعلق فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے' حضرت سعدؓ نے دعوت اسلام دینے کے بعد انہیں رہا کر دیا اور انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا اور دجلہ کے غرب سے ارض عرب تک ہر کسان جزیہ اور خراج کا پابند ہو گیا اور نہر شیر نے حضرت سعدؓ سے اپنی زبردست حفاظت کر لی اور حضرت سعدؓ نے حضرت سلیمانؓ فارسی کو ان کے پاس بھیجا اور انہوں نے ان کو اللہ کو قبول کرنے یا جزیہ دینے یا مقاتلہ کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے مقاتلہ اور نافرمانی کرنے کے سوا کوئی بات نہ مانی اور انہوں نے مجانیق اور قلعہ میں سوراخ کرنے والے آلات نصب کر دیئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجانیق بنانے کا حکم دیا اور بیس مجانیق بنائی گئیں اور نہر شیر کے باشندے باہر نکل کر سخت جنگ کرتے اور قسم کھاتے کہ وہ کبھی فرار نہ ہوں گے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو جھوٹا کیا اور حضرت زہرہ بن حویہؓ نے تیر کھانے کے بعد ان کو شکست دی اور انہوں نے زخم کھانے کے بعد بہت سے ایرانیوں کو قتل کر دیا اور وہ آپ کے آگے بھاگ گئے اور اپنے شہر کی پناہ لے لی اور اس میں ان کا شدید محاصرہ کیا گیا اور اہل شہر تنگ ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے کتے اور بلیوں کو کھایا اور ان میں سے ایک

Marfat.com

شخص نے مسلمانوں کی طرف جھانک کر کہا' بادشاہ تم لوگوں سے کہتا ہے کہ کیا تم اس شرط پر مصالحت کرتے ہو کہ ہمارے لیے وہ علاقہ ہو جو دجلہ سے لے کر ہمارے پہاڑ تک ہمارے پاس ہے اور وہ علاقہ تمہارے لیے ہو جو دجلہ سے لے کر تمہارے پہاڑ تک تمہارے پاس ہے کیا تم سیر نہیں ہوئے؟ اللہ تمہارے پیٹوں کو سیر نہ کرے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک شخص جسے ابومقرن الاسود بن قطبہ کہا جاتا تھا' لوگوں سے آگے بڑھا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے ایسی گفتگو کروائی کہ اسے معلوم نہیں کہ اس نے انہیں کیا کہا' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ شخص واپس آ گیا اور ہم نے انہیں نہر شیر سے مدائن کی طرف بھاگتے دیکھا' لوگوں نے ابومقرن سے پوچھا' تو نے انہیں کیا کہا ہے' اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' مجھے معلوم نہیں کہ میں نے انہیں کیا کہا ہے؟ مگر میں پرسکون ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں پرسکون رہوں گا اور میں نے ان سے بہتر بات ہی کہی ہے اور لوگ باری باری آ کر اس سے اس کے متعلق پوچھنے لگے اور ان پوچھنے والوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس کے پاس اس کے گھر آئے اور پوچھا اے ابومقرن تو نے کیا بات کہی ہے؟ خدا کی قسم وہ تو بھگوڑے ہیں' تو اس نے قسم کھا کر آپ سے کہا کہ اسے معلوم نہیں کہ اس نے کیا کہا تھا' پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا اور ان کے ساتھ شہر پر حملہ کر دیا اور مجانیق شہر میں گولہ باری کرنے لگیں تو شہر سے ایک شخص نے امان کی ندا کی تو اسے امان دے دی گئی' اس نے کہا خدا کی قسم شہر میں ایک شخص بھی موجود نہیں' پس لوگ' فصیلوں پر چڑھ گئے اور ہم نے دیکھا کہ تمام لوگ مدائن کی طرف بھاگ گئے ہیں یہ ماہ صفر ۱۶ھ کا واقعہ ہے' ہم نے اس شخص سے اور ان قیدیوں سے جو وہاں موجود تھے پوچھا کہ وہ کس وجہ سے بھاگے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ نے تمہاری طرف صلح کی پیشکش کرنے کے لیے ایک شخص کو بھیجا تو اس شخص نے اسے جواب دیا کہ اس کے اور تمہارے درمیان کبھی صلح نہیں ہو سکتی' حتیٰ کہ ہم کوثی کے لیموں افریذین شہد کے ساتھ کھائیں' پس بادشاہ نے کہا ہائے ہلاکت ان کی زبانوں پر تو فرشتے کلام کرتے ہیں جو ہمارے پاس آ کر عربوں کی طرف سے ہمیں جواب دیتے ہیں پھر اس نے لوگوں کو مدائن کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دیا اور وہ کشتیوں میں وہاں گئے اور ان دونوں شہروں کے درمیان دریائے دجلہ تھا جو نہر شیر کے بہت ہی قریب تھا اور جب مسلمان' نہر شیر میں داخل ہوئے تو انہیں مدائن سے قصر ابیض نظر آیا اور وہ اس بادشاہ کا محل تھا جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی قوم پر فتح دے گا اور فتح پر صبح کے وقت قریب ہوئی اور مسلمانوں میں سے سب سے پہلے حضرت ضرار بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور کہا' اللہ اکبر یہ کسریٰ کا قصر ابیض ہے اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے اس کا وعدہ کیا ہے اور لوگوں نے اس کی طرف دیکھا اور وہ صبح کو مسلسل تکبیر کہتے رہے۔

مدائن کی فتح کا بیان:

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نہر شیر کو فتح کر لیا اور وہاں ٹھہر گئے تو حال یہ تھا کہ آپ نے وہاں کوئی چیز نہ پائی اور نہ آپ کو کوئی غنیمت ملی بلکہ وہ سب کچھ مدائن لے گئے اور کشتیوں میں سوار ہو گئے اور کشتیاں بھی اپنے پاس رکھ لیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوئی کشتی نہ ملی اور آپ کے لیے وہاں سے کسی چیز کا حاصل کرنا کلیۃً متعذر ہو گیا اور دجلہ کے پانی میں بہت اضافہ ہو گیا اور اس کا پانی سیاہ ہو گیا اور وہ پانی کی کثرت سے جھاگ چھینکنے لگا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ کسریٰ یزدگرد مال و متاع کو مدائن سے حلوان

Marfat.com

جانے کا عزم کیے ہوئے ہے اور اگر آپ نے تین دن سے قبل اسے نہ پکڑا تو وہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا اور بات جاتی رہے گی' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دجلہ کے کنارے مسلمانوں سے خطاب کیا اور خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا بلاشبہ تمہارے دشمن نے اس سمندر کے ذریعے تم سے اپنا بچاؤ کر لیا ہے اور تم اس کی موجودگی میں ان کے پاس نہیں جا سکتے اور وہ جب چاہیں ہمارے پاس آ سکتے ہیں اور تمہاری ضروریات ان کی کشتیوں میں ہیں اور تمہارے پیچھے کوئی چیز نہیں جس کے کھونے سے تم ڈرتے ہو اور قبل اس کے کہ دنیا تمہارا گھیراؤ کرلے تم اپنی نیتوں کے ساتھ دشمن سے جہاد کرنے کے لیے سبقت کرو' آگاہ رہو میں نے اس سمندر کو عبور کر کے ان کے پاس جانے کا عزم کر رکھا ہے پس سب لوگوں نے کہا' اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ہدایت پر قائم رکھے آپ سمندر کو عبور کیجیے' اس موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سمندر کے عبور کرنے پر اکسایا اور فرمایا' کون سمندر کو عبور کرنے کا آغاز کر کے دوسری جانب سے پانی میں گھسنے کے راستے کو ہمارے لیے محفوظ کرے گا تا کہ لوگ اطمینان کے ساتھ ان کے پاس چلے جائیں پس حضرت عاصم بن عمروؓ اور تقریباً چھ سو جنگجو آدمیوں نے اس پر لبیک کہا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصمؓ بن عمرو کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور وہ دجلہ کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور حضرت عاصمؓ نے کہا' اس سمندر میں لوگوں کے داخل ہونے سے قبل کون میرے ساتھ تیار ہوتا ہے تا کہ ہم دوسری جانب سے سمندر کے دہانے کو محفوظ کر لیں تو مذکورہ بہادروں میں سے ساٹھ جوانوں نے آپ کو جواب دیا۔ اور اعاجم دوسری جانب صفیں باندھے کھڑے تھے۔ پس مسلمانوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور لوگ دجلہ میں داخل ہونے سے ڈرنے لگے تو آپ نے فرمایا' کیا تم اس سمندر سے ڈرتے ہو پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت کی ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا﴾ پھر اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور لوگ بھی سمندر میں داخل ہو گئے اور ساٹھ آدمی دو پارٹیوں میں بٹ گئے ایک پارٹی میں گھوڑوں والے تھے اور دوسری پارٹی میں گھوڑیوں والے تھے اور جب ایرانیوں نے انہیں پانی کی سطح پر تیرتے دیکھا تو کہنے لگے دیوانے دیوانے' پھر کہنے لگے خدا کی قسم تم انسانوں سے نہیں بلکہ جنوں سے جنگ کرتے ہو پھر انہوں نے گھڑ سواروں کو پانی میں بھیجا تا کہ وہ مسلمانوں کے ہراول کو پانی سے باہر نہ نکلنے دیں' حضرت عاصمؓ بن عمرو نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اپنے نیزے سیدھے کر لیں اور ان کی آنکھوں کا قصد کریں پس انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ ایسے ہی کیا اور ان کے گھوڑوں کی آنکھیں پھوڑ دیں اور وہ مسلمانوں کے آگے واپس ہو گئے اور وہ اپنے گھوڑوں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے حتیٰ کہ مسلمان پانی سے باہر نکل گئے اور حضرت عاصم اور ان کے اصحاب نے ان کا تعاقب کیا اور ان کا پیچھا کر کے انہیں دوسری جانب سے بھی بھگا دیا اور دوسری جانب دجلہ کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور حضرت عاصمؓ کے چھ سو اصحاب میں سے بقیہ اصحاب دجلہ میں اتر کر دوسری جانب اپنے اصحاب کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے اپنے اصحاب کے ساتھ مل کر جنگ کی حتیٰ کہ انہوں نے اس طرف سے ایرانیوں کو بھگا دیا اور انہوں نے پہلے دستے کا نام کتیبۃ الاہوال رکھا اس کے امیر حضرت عاصمؓ بن عمرو تھے اور دوسرے دستے کا نام کتیبۃ الخرساء رکھا اور اس کے امیر حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور مسلمان دیکھ رہے تھے کہ یہ سوار ایرانیوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ دجلہ کے کنارے کھڑے تھے پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بقیہ فوج کے ساتھ اترے اور یہ کارروائی اس وقت ہوئی جب انہوں نے دیکھا کہ دوسری جانب کے مسلمان سوار محفوظ ہو گئے ہیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پانی میں

Marfat.com

داخل ہوتے وقت مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ نستعین باللہ و نتوکل علیہ' حسبنا اللہ و نعم الوکیل' ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھیں' پھر آپ گھوڑے سمیت دجلہ میں گھس گئے اور لوگ بھی پانی میں داخل ہو گئے اور ایک شخص آپ سے پیچھے نہ رہا اور وہ دریائے دجلہ میں یوں چلے گویا وہ سطح زمین پر چل رہے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے دونوں کناروں کی درمیانی جگہ کو پر کر دیا اور سواروں اور پیادوں کی وجہ سے پانی کی سطح دکھائی نہ دیتی تھی اور لوگ پانی کی سطح پر یوں گفتگو کرنے لگے جیسے کہ وہ سطح زمین پر گفتگو کرتے ہیں کیونکہ انہیں امن وسکون حاصل تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اس کی تائید ونصرت پر اعتماد رکھتے تھے نیز اس وجہ سے بھی کہ ان کے امیر حضرت سعد بن ابی وقاص ان دس اشخاص میں سے ایک تھے جن کے متعلق جنتی ہونے کی شہادت دی گئی ہے اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ان سے راضی تھے اور آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ان کی دعا کو قبول فرما اور ان کی تیراندازی کو درست فرما اور یہ قطعی بات ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آج اپنی اس فوج کے لیے سلامتی اور فتح کی دعا کی اور انہیں اس سمندر میں ڈال دیا' پس اللہ تعالیٰ نے راہ راست کی طرف ان کو ہدایت کی اور انہیں بچا لیا اور مسلمانوں کا ایک آدمی بھی ضائع نہ ہوا' ہاں ایک شخص جسے غرقدہ البارقی کہا جاتا تھا اپنے سرخ گھوڑے سے گر پڑا اور حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کی لگام پکڑ لی اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھوڑے پر سوار کرا دیا اور وہ بہادر آدمیوں سے تھا' اس نے کہا' عورتیں' قعقاع بن عمروؓ جیسا جوان جننے سے عاجز ہو چکی ہیں اور مسلمانوں کے سامان سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی ہاں ایک شخص جسے مالک بن عامر کہا جاتا تھا' کا چوبی پیالہ ضائع ہو گیا' جس کا چھلا کمزور تھا' پس موج نے اسے اٹھا لیا' اس کے مالک نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا' اے اللہ مجھے ان لوگوں کے درمیان ایسا نہ بنا کہ میرا سامان ضائع ہو جائے' پس موج نے وہ پیالہ اس جانب کو واپس کر دیا جس جانب وہ جانا چاہتے تھے پس لوگوں نے اسے پکڑ کر اس کے مالک کو بعینہٖ واپس کر دیا اور جب گھوڑا پانی میں تھک جاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بلند جگہ مقرر کر دیتا اور وہ اس پر کھڑا ہو کر آرام کر لیتا حتیٰ کہ بعض گھوڑے چلے اور پانی ان کے تنگ تک بھی نہ پہنچا اور یہ ایک عظیم اور خوفناک امر اور بڑی مصیبت اور خارق عادت بات اور رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا' جسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے لیے ظاہر کیا جس کی مانند ان ممالک میں اور نہ ہی کسی خطے میں اس قسم کا معجزہ دیکھا گیا ہے' سوائے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے بلکہ یہ اس سے بھی بہت بڑا معجزہ ہے' بلاشبہ یہ فوج کئی گنا تھی اور حضرت سلمان فارسیؓ پانی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے' حضرت سعدؓ کہنے لگے' ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے' خدا کی قسم' اللہ ضرور اپنے دوست کی مدد کرے گا اور ضرور اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا اور ضرور اللہ اپنے دشمن کو شکست دے گا' اگر فوج میں کوئی نافرمانی یا گناہ نہ ہوا تو نیکیاں غالب آ جائیں گی' حضرت سلمانؓ نے آپ سے کہا:

''خدا کی قسم ان کے لیے سمندروں کو خشکی کی طرح مطیع کر دیا گیا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں سلمان کی جان ہے وہ ضرور اس سے فوج در فوج باہر نکلیں گے جیسے کہ وہ فوج در فوج اس میں داخل ہوئے ہیں اور وہ حضرت سلمانؓ کے فرمان کے مطابق اس سے باہر نکلے اور ان میں سے ایک شخص بھی غرق نہ ہوا اور نہ انہوں نے کسی چیز کو کھویا''۔

جب فوج زمین پر کھڑے ہو گئے اور گھوڑے اپنی ایال جھاڑتے ہوئے اور ہنہناتے ہوئے باہر نکلے تو وہ اعاجم کے پیچھے

Marfat.com

چل پڑے حتیٰ کہ مدائن میں داخل ہو گئے اور وہاں انہوں نے کسی شخص کو نہ پایا' بلکہ کسریٰ نے اپنے اہل' اور جس قدر وہ مال ومتاع اور خزائن اٹھا سکتے تھے انہیں اٹھا لیا اور جن مویشیوں' کپڑوں' ساز وسامان' برتنوں' تحائف اور تیل کے اٹھانے سے وہ عاجز ہو گئے' انہیں ترک کر دیا' جن کی قیمت کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ کتنی تھی اور کسریٰ کے خزانہ میں نوارب دینار تھے انہوں نے ان سے اتنے لیے جتنے وہ لے جا سکتے تھے اور جن کو اٹھانے سے عاجز آ گئے انہیں چھوڑ دیا' ان کی مقدار نصف یا اس کے قریب قریب تھی' سب سے پہلے مدائن میں کتیبۃ الاہوال داخل ہوا پھر کتیبۃ الخرساء داخل ہوا اور انہوں نے اس کی ناکہ بندی کر لی وہ نہ کسی سے جنگ کرتے اور نہ قصر ابیض کے سوا کسی سے ڈرتے اس میں جانباز موجود تھے اور کسریٰ قلعہ بند تھا۔

اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوج کے ساتھ آئے تو آپ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زبان سے تین روز تک اہالیان قصر ابیض کو دعوت دی جب تیسرا دن ہوا تو اس سے اتر پڑے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے مسکن بنا لیا اور ایوان کو جائے نماز بنا لیا اور جب آپ اس میں داخل ہوئے تو یہ آیت پڑھی:

﴿ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴾

پھر آپ اس کی اونچی جگہ کی طرف بڑھے اور صلوٰۃ فتح کی آٹھ رکعات پڑھیں اور سیف نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ آپ نے انہیں ایک سلام کے ساتھ پڑھا اور آپ نے اس سال کے صفر کا جمعہ ایوان میں پڑھا اور یہ عراق میں پڑھا جانے والا پہلا جمعہ تھا' اور یہ اس وجہ سے پڑھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وہاں ٹھہرنے کی نیت کر لی تھی اور آپ نے العیالات کی طرف فوج بھیجی اور انہیں مدائن کے مکانات میں اتارا جن کو انہوں نے وطن بنا لیا یہاں تک کہ انہوں نے جلولاء' تکریت اور موصل کو فتح کر لیا پھر اس کے بعد وہ کوفہ کی طرف آ گئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

پھر آپ نے کسریٰ یزدگرد کے پیچھے دستے بھیجے جنہیں ایک گروہ آ ملا پس انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور بھگا دیا اور ان سے بہت سے اموال چھین لیے اور انہوں نے زیادہ تر کسریٰ کے لباس' تاج اور زیورات کو واپس لینا چاہا اور حضرت سعد ان اموال و خزائن اور تحائف کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے جن کی قیمت نہیں لگائی جا سکتی اور نہ کثرت وعظمت کے باعث ان کی مد شمار کیا جا سکتا ہے اور ہم نے بیان کیا ہے کہ وہاں چونہ گچ کے مجسمے تھے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک کو دیکھا جو اپنی انگلی سے ایک جگہ کی طرف اشارہ کر رہا تھا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے یہاں اس طرح بیکار طور پر نہیں رکھا گیا' انہوں نے اس کی انگلی کے سامنے علاقہ کی ناکہ بندی کر لی اور اس کے سامنے انہوں نے پہلے اکاسرہ کے خزائن میں سے ایک بہت بڑا خزانہ پایا اور اس سے بہت سے اموال قیمتی خزائن اور عمدہ تحائف نکالے اور جو کچھ وہاں موجود تھا' مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور دنیا میں سے کسی نے ان سے عجیب چیز نہ دیکھی ہو گی اور ان میں نفیس جواہر سے مرصع تاج بھی تھا جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں اور اسی طرح اس کی پیٹی' تلوار' کنگن' قبا' اور اس کے محل کا قالین بھی تھا' محل ہر جانب سے ساٹھ مربع گز تھا اور قالین بھی اس کے برابر تھا جو سونے' موتیوں اور قیمتی جواہرات سے بنا ہوا تھا' نیز اس میں کسریٰ کے تمام ممالک کی تصویر تھی' یعنی اس کے شہروں کی نہروں' قلعوں' صوبوں اور

Marfat.com

خزانوں اور کھیتیوں اور درختوں سمیت تصویر موجود تھی اور جب وہ تخت حکومت پر بیٹھا کرتا اور اپنے تاج کے نیچے داخل ہو جاتا اس لیے کہ اس کا تاج سنہری زنجیروں کے ساتھ معلق تھا اور وہ اسے اس کے بوجھ کی وجہ سے اپنے سر پر نہیں اٹھا سکتا تھا بلکہ وہ آ کر اس کے پیچھے بیٹھ جاتا پھر اپنے سر کو تاج کے نیچے داخل کر دیتا اور سنہری زنجیریں اسے اٹھائے رکھتیں اور وہ اسے پہننے کی حالت میں چھپائے رکھتا اور جب پردہ ہٹا دیا جاتا تو امراء اس کو سجدہ کرنے کے لیے گر پڑتے اور وہ پیٹی' کنگن' تلوار اور جواہرات سے مرصع قباء بھی پہنتا اور ایک ایک شہر پر غور کرتا اور ان کے بارے میں اور وہاں کے نائبین کے متعلق دریافت کرتا' نیز یہ کہ کیا وہاں کوئی واقعہ ہوا ہے؟ اور اس کے متعلق اس کے سامنے بیٹھے ہوئے منتظمین امور اسے خبر دیتے' پھر وہ دوسرے شہر کی طرف منتقل ہو جاتا اور اس طرح وہ ہر وقت اپنے تمام شہروں کے حالات کے متعلق دریافت کرتا اور مملکت کے معاملات کو غیر محکم نہ چھوڑتا اور انہوں نے اسے شہروں کے حالات یاد دلانے کے لیے یہ قالین اس کے سامنے رکھا تھا اور سیاست کے معاملہ میں یہ ایک بہت بہتر بات تھی اور جب اللہ کا فیصلہ آ گیا تو ان ممالک اور اراضی سے ان کا قبضہ جاتا رہا اور مسلمانوں نے بزور قوت ان کے ہاتھوں سے انہیں لے لیا اور ان علاقوں میں ان کی قوت وشوکت کو توڑ پھوڑ دیا اور حکم الٰہی سے ان کا خاتمہ کر کے انہیں حاصل کر لیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مقبوضہ اموال پر حضرت عمرو بن عمرو بن مقرن کو افسر مقرر کیا اور یہ پہلا مال تھا جو قصر ابیض' کسریٰ کے مکانات اور مدائن کے باقیماندہ گھروں سے حاصل ہوا اور محل میں جو کچھ تھا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور جو مال ان دستوں نے دیا جو زہرہ بن حویہ کی معیت میں تھے اور زہرہ نے جو کچھ واپس کیا اس میں وہ خچر بھی تھا جسے انہوں نے ایرانیوں سے چھینا تھا اور وہ تلواروں کے ساتھ اس کی حفاظت کر رہے تھے پس آپ نے اسے ان سے چھڑا لیا اور فرمایا بلاشبہ اس کو اہمیت حاصل ہے اور آپ نے اسے مقبوضہ اموال کی طرف لوٹا دیا' کیا دیکھتے ہیں کہ اس پر دو جامہ دان ہیں جن میں کسریٰ کے کپڑے اور زیورات تھے اور وہ لباس بھی تھا جسے وہ تخت پر پہنا کرتا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور دوسرے خچر پر دو جامہ دانوں میں اس کا وہ تاج تھا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں' جسے اصحاب السرایا نے راستے سے چھینے ہوئے مال سے واپس کیا اور دستوں نے جو کچھ واپس کیا اس میں عظیم اموال تھے جن میں زیادہ تر کسریٰ کا ساز وسامان تھا اور نفیس اشیاء کو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے' پس مسلمانوں نے انہیں مل کر ان سے نفیس اشیاء چھین لیں اور ایرانی قالین کو بوجھل ہونے کی وجہ سے نہ اٹھا سکے اور نہ ہی اموال کو ان کی کثرت کی وجہ سے اٹھا سکے اور مسلمان بعض گھروں میں آتے تو وہ گھر کو چوٹی تک سونے اور چاندی کے برتنوں سے بھرا پاتے اور بہت سا کافور بھی پاتے جسے وہ نمک خیال کرتے اور بسا اوقات بعض ان میں سے اسے آٹے میں استعمال کر لیتے اور اسے کڑوا محسوس کرتے یہاں تک کہ انہیں اس کی حقیقت معلوم ہو گئی اور غنیمت میں بہت سے اموال حاصل ہوئے اور حضرت سعدؓ نے اس کا خمس لگایا اور حضرت سلمان فارسی [1] رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے چار اخماس کو غنیمت حاصل کرنے والوں میں تقسیم کر دیا اور ہر گھڑ سوار کو بارہ ہزار درہم ملے اور وہ سب کے سب ہی گھڑ سوار تھے اور بعض کے ساتھ کوتل گھوڑے بھی تھے اور حضرت سعدؓ نے مسلمانوں سے قالین کے پانچ اخماس میں سے چار خمس اور کسریٰ کا لباس طلب کیا تا کہ

[1] ابن ربیعہ باہلی کو نہ کہ سلمانؓ فارسی کو۔

Marfat.com

وہ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مسلمانانِ مدینہ کے پاس بھیج دیں اور وہ اسے دیکھ کر متعجب ہوں پس انہوں نے آپ کو بخوشی اجازت دے دی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بشر بن الخصاصیہ کو خمس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور جس شخص نے اس سے قبل آپ کو فتح کی بشارت دی تھی وہ حلیس بن فلان اسدی تھے اور ہم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو فرمایا' بلاشبہ ان لوگوں نے اس مال کو ادائے کے سپرد کیا ہے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' آپ عفیف ہیں اس لیے آپ کی رعیت بھی ضعیف ہے اور اگر آپ عیش وعشرت کرتے تو وہ بھی عیش وعشرت کرتی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قالین کا ایک ٹکڑا ملا جسے آپ نے بیس ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔

اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے کپڑے ایک لکڑی کو پہنا کر اسے اپنے سامنے گاڑ دیا تاکہ لوگ اس کی حیران کن خوبصورتی اور دنیا کی فانی زندگی کی چمک دمک کو دیکھ سکیں اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے کپڑے بنی مدلج کے امیر حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کو پہنائے۔

حافظ ابوبکر بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے ہمیں بتایا کہ ابوسعید ابن الاعرابی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے ہاتھ کی تحریر کردہ کتاب میں بحوالہ ابوداؤد لکھا دیکھا کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے بحوالہ حسن ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کی پوستین لائی گئی اور اسے آپ کے سامنے رکھا گیا اور لوگوں میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے کسریٰ بن ہرمز کے کنگن انہیں دیئے اور انہوں نے ان کو اپنے ہاتھ میں ڈال لیا اور وہ ان کے کندھوں تک پہنچ گئے اور جب آپ نے انہیں حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دیکھا تو فرمایا الحمد للہ' کسریٰ بن ہرمز کے کنگن بنی مدلج کے ایک بدو سراقہ بن مالک بن جعشمؓ کے ہاتھوں میں' اور پھر آپ نے اس حدیث کا ذکر کیا بیہقی نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

پھر حضرت امام شافعیؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کنگنوں کو سراقہ کو اس لیے پہنایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے ہاتھوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں تجھے یوں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے کسریٰ کے کنگن پہنا دیئے ہیں حضرت امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہما کو کسریٰ کے کنگن پہنائے تو انہیں فرمایا: کہو اللہ اکبر' انہوں نے اللہ اکبر کہا' پھر فرمایا کہو اس خدا کا شکر ہے جس نے انہیں کسریٰ بن ہرمز سے چھینا اور بنی مدلج کے ایک بدو سراقہ بن مالک کو پہنایا۔

اور الہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ اسامہ بن زید لیثی نے ہمیں بتایا کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جنگِ قادسیہ میں کسریٰ کی قباء' تلوار' پیٹی' کنگن' شلوار' قمیض' تاج اور موزے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے لوگوں کے سرداروں کو دیکھا تو سب سے زیادہ جسیم اور بڑی قامت والا حضرت سراقہؓ بن مالک بن جعشم کو پایا اور فرمایا: اے سراقہ! کھڑے ہو کر یہ قبا پہنو حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کا لالچ کیا اور اٹھ کر قبا پہن لی' آپ نے فرمایا پیٹھ پھیرو' میں نے پیٹھ پھیر دی' پھر فرمایا آگے آؤ میں آگے آ گیا پھر فرمایا' آفرین ہے' بنی مدلج کے ایک بدو پر جو کسریٰ کی

Marfat.com

قباء' شلوار' تلوار' پیٹی' تاج اور موزے پہنے ہوئے ہے' اے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کبھی وہ دن بھی آئے گا کہ اگر اس میں تمہارے جسم پر کسریٰ اور آل کسریٰ کے سامان میں سے کچھ بھی ہوا تو یہ بات تیرے لیے اور تیری قوم کے لیے شرف کا باعث ہوگی' اسے اتار دو' پس میں نے اسے اتار دیا' پھر فرمایا اے اللہ! تو نے اپنے نبی اور رسول کو اس سے روک دیا ہے اور وہ آپ کو مجھ سے زیادہ محبوب اور عزیز تھے اور تو نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اس سے روک دیا ہے' حالانکہ وہ بھی آپ کو مجھ سے زیادہ محبوب اور عزیز تھے اور تو نے مجھے یہ عطا فرمایا ہے پس میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے اسے دے کر مجھے دھوکہ دے پھر آپ رو پڑے حتیٰ کہ جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے آپ کے لیے رحمت کی دعا کی پھر آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ اسے فروخت کر کے شام سے پہلے پہلے اسے تقسیم کر دیں۔

اور سیف بن عمر تمیمی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان ملابس و جواہر پر قبضہ کر لیا تو کسریٰ کی تلوار لائی گئی جس کے ساتھ متعدد تلواریں تھیں اور ان میں النعمان بن المنذر کی تلوار بھی تھی جو حیرہ پر کسریٰ کا نائب تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے کسریٰ کی تلوار کو یوں بنا دیا ہے کہ وہ اسے نقصان دیتی ہے اور اسے فائدہ نہیں دیتی پھر فرمایا بلاشبہ ان لوگوں نے اسے امناء کے سپرد کیا ہے پھر فرمایا کہ کسریٰ کو جو کچھ دیا گیا تھا اس نے اس سے زیادہ سے زیادہ یہی کیا کہ وہ اس کے ذریعے اپنی آخرت سے غافل ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی کے خاوند یا اپنی بیٹی کے خاوند کے لیے جمع کیا ہے اور اپنے لیے کچھ آگے نہیں بھیجا اور اگر وہ اپنے لیے آگے بھیجتا اور زائد اموال کو اپنی اپنی جگہ پر رکھتا تو اس کا فائدہ اسے پہنچتا اور اس بارے میں ایک مسلمان ابونجید نافع بن الاسود نے کہا۔

''ہم نے مدائن پر گھوڑوں کے ساتھ حملہ کیا اور اس کا سمندر اس کی خشکی کی طرح خوش منظر ہے اور جس روز وہ پشت پھیر کر بھاگے ہم نے کسریٰ کے خزائن کو نکال لیا اور ہمارا غمگین آدمی ارد گرد پھرتا رہا''۔

معرکہ جلولاء:

جب کسریٰ یزدگرد بن شہریار مدائن سے بھاگ کر حلوان کی طرف گیا تو اس نے راستے میں شہروں سے مددگاروں' فوجوں اور جوانوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور بہت سے لوگ اور ایرانیوں کا ایک جم غفیر بھی اس کے پاس اکٹھا ہو گیا اور اس نے ان سب پر مہران کو امیر مقرر کیا اور کسریٰ' حلوان کی طرف چلا گیا اور جو فوج اس نے اکٹھی کی تھی اسے اس نے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان جلولاء میں ٹھہرایا اور اس کے ارد گرد ایک عظیم خندق کھودی اور وہاں انہوں نے فوج' سامان اور آلات حصار کے ساتھ قیام کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق اطلاع لکھ بھیجی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ وہ مدائن میں قیام کریں اور اپنے بھتیجے ہاشم بن عتبہ کو اس فوج کا امیر مقرر کریں جسے وہ کسریٰ کی طرف بھیجیں اور ہراول پر حضرت قعقاع بن عمرو اور میمنہ پر حضرت سعد بن مالک اور میسرہ پر ان کے بھائی عمر بن مالک اور ساقہ پر عمرو بن مرۃ الجہنی رضی اللہ عنہم کو امیر مقرر کریں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا اور اپنے بھتیجے کے ساتھ تقریباً بارہ ہزار کا لشکر بھیجا جو اشراف مسلمین' سرکردہ انصار و مہاجرین اور سرداران عرب پر مشتمل تھا اور یہ مدائن سے فراغت کے بعد اسی سال کے صفر کا واقعہ ہے پس یہ چل کر الجوس پہنچ گئے اور وہ جلولاء میں تھے اور انہوں

Marfat.com

نے اپنے اردگرد خندق کھودی تھی۔ حضرت ہاشم بن عتبہؓ نے ان کا محاصرہ کرلیا اور وہ اپنے شہر سے جنگ کے لیے ہر وقت نکلتے تھے اور ایسی جنگ کرتے تھے جس کی مثال نہیں سنی گئی اور کسریٰ ان کی کمک بھیجنے لگا اور اسی طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بھتیجے کو یکے بعد دیگرے کمک بھیجنے لگے اور جنگ کا بازار گرم ہوگیا اور مقابلہ سخت ہوگیا اور جنگ کی آگ بھڑک اٹھی حضرت ہاشمؓ نے لوگوں میں کھڑے ہوکر کئی بار تقریر کی اور انہیں جنگ پر آمادہ کیا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب دی اور ایرانیوں نے بھی باہم عہد و پیمان کیے اور آگ کی قسم کھائی کہ وہ کبھی نہیں بھاگیں گے حتیٰ کہ عربوں کو فنا کردیں گے اور جب آخری معرکہ ہوا جو فیصلہ کن تھا تو انہوں نے دن کے پہلے حصے میں ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ایسی شدید جنگ کی کہ جس کی مثل کبھی دیکھی نہیں گئی یہاں تک کہ طرفین کے تیر ختم ہوگئے اور دونوں طرف کے نیزے شکستہ ہوگئے اور انہوں نے تلواریں اور تیر سنبھال لیے اور المجوس کا ایک دستہ چلا گیا اور اس کی جگہ دوسرا دستہ آگیا' حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں کھڑے ہوکر تقریر کی اور فرمایا:

''اے مسلمانو! کیا جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس نے تمہیں خوفزدہ کردیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! ہم تھکے ہوئے ہیں اور وہ آرام کررہے ہیں' آپ نے فرمایا بلکہ ہم ان پر حملہ کرنے والے ہیں اور سنجیدگی سے ان کی تلاشی کرنے والے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کردے' پس ان پر یکبارگی حملہ کردو تاکہ ہم انہیں مخبوط الحواس کردیں''۔

پس آپ نے اور لوگوں نے حملہ کردیا اور حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سواروں' بہادروں اور دلیروں کے ایک دستے کے ساتھ بڑی بے جگری سے حملہ کیا یہاں تک کہ آپ خندق کے دروازے تک پہنچ گئے اور رات کی تاریکی چھا گئی اور بقیہ بہادر اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوگوں میں گھومنے لگے اور رات کے چھا جانے کی وجہ سے بچاؤ اختیار کرنے میں لگ گئے اور اس روز بہادروں میں طلیحہ اسدی' عمرو بن معدی کرب' زبیدی' قیس بن مکشوح اور حجر بن عدی شامل تھے اور انہیں پتہ نہ چلا کہ حضرت قعقاع بن عمروؓ نے ظلمت شب میں کیا کارروائی کی ہے اور اگر آپ کا منادی اعلان نہ کرتا تو انہیں اس کے متعلق معلوم ہی نہ ہوتا' منادی نے کہا' اے مسلمانو! کہاں ہو' تمہارا امیر ان کی خندق کے دروازے پر موجود ہے جب مجوس نے یہ اعلان سنا تو وہ بھاگ اٹھے اور مسلمان' حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خندق کے دروازے پر ہیں اور انہوں نے دروازے پر قبضہ کرکے لیکن روکا ہوا ہے اور ایرانی ہر سمت بھاگ اٹھے اور مسلمانوں نے ہر جانب سے انہیں قابو کیا اور ہر گھات میں ان کے لیے بیٹھے اور اس معرکے میں ان کا ایک لاکھ آدمی مارا گیا حتیٰ کہ انہوں نے زمین کی سطح کو مقتولین سے ڈھانپ دیا' اسی لیے اس کا نام جلولاء رکھا گیا اور مسلمانوں نے اس قدر اموال' ہتھیار' سونا اور چاندی غنیمت میں حاصل کیا جتنا اس سے قبل مدائن سے حاصل کیا تھا۔

اور حضرت ہاشم بن عتبہ نے حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہما کو شکست خوردوں کے تعاقب میں بھیجا اور ان میں سے کچھ کو کسریٰ کے پیچھے بھیجا' پس آپ ان کے پیچھے لگ گئے حتیٰ کہ آپ نے مہران کو شکست خوردہ پایا اور حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کردیا اور الفیرزان ان سے بچ گیا اور شکست کھا کر چلا گیا اور آپ نے بہت سے لوگوں کو قید کرکے ہاشم بن عتبہ کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے بہت سے چوپائے بھی غنیمت میں حاصل کیے پھر حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے غنائم اور اموال کو اپنے چچا حضرت سعد بن ابی

Marfat.com

وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بہادروں کو حصہ سے زائد مال دیا پھر اسے غنیمت حاصل کرنے والوں میں تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔

شعبیؒ کا بیان ہے کہ جلولاء کے معرکہ سے حاصل ہونے والا مال تمیں لاکھ تھا جس کا خمس' چھ لاکھ تھا اور دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ جنگ جلولاء میں ہر سوار کو وہی کچھ حاصل ہوا تھا۔ یعنی ہر سوار کو بارہ ہزار درہم' اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہر سوار کو نو ہزار درہم اور نو چوپائے ملے' اور مسلمانوں کے درمیان اس مال کی تقسیم کے منتظم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے' پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اموال' غلاموں اور چوپاؤں کے اخماس کو' حضرت زیاد بن ابی سفیان' حضرت قضاعی بن عمرو اور حضرت ابوالمقرن الاسود رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھیجا اور جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زیادہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے معرکہ کی کیفیت کے متعلق دریافت کیا اور انہوں نے اس کی کیفیت کو آپ کے سامنے بیان کیا' حضرت زید رضی اللہ عنہ بڑے فصیح آدمی تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی کیفیت بیانی نے حیرت میں ڈال دیا اور آپ نے چاہا کہ مسلمان بھی اس کو آپ سے سنیں' آپ نے حضرت زیاد سے فرمایا آپ نے جو کچھ مجھے بتایا ہے کیا آپ اسے لوگوں میں بیان کر سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں یا امیر المومنین! میرے نزدیک روئے زمین پر آپ سے زیادہ بارعب شخص کوئی نہیں' بس میں دوسروں کے سامنے اس کے بیان کرنے کی طاقت کیوں نہیں رکھتا؟ انہوں نے لوگوں میں کھڑے ہو کر معرکہ کی حقیقت بڑی فصیح و بلیغ عبارت کے ساتھ انہیں بتائی کہ انہوں نے کتنے آدمیوں کو قتل کیا اور کتنی غنیمت حاصل کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ یہ ایک فصیح خطیب ہیں۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ نے کہا' ہماری فوج نے کارناموں کے ساتھ ہماری زبان کھول دی ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جو مال یہ لوگ لائے ہیں اسے کوئی چھت نہیں چھپائے گی کہ آپ اسے تقسیم کر دیں گے اور حضرت عبداللہ بن ارقم اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے مسجد میں اس کی حفاظت کرتے ہوئے شب بسر کی اور جب صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جب کہ سورج طلوع ہو چکا تھا' لوگوں کے پاس آئے اور آپ کے حکم سے اس پر سے چادریں ہٹائی گئیں' پس جب آپ نے اس کے یاقوت و زبرجد اور سونے اور چاندی کو دیکھا تو رو پڑے' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ کس وجہ سے روتے ہیں خدا کی قسم یہ تو شکر کا مقام ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' خدا کی قسم مجھے اس وجہ سے رونا نہیں آیا' خدا کی قسم جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو یہ چیز دی ہے وہ آپس میں حسد و بغض کرنے لگتے ہیں اور جب وہ آپس میں حسد کرتے ہیں ان کے درمیان جنگ چھڑ جاتی ہے پھر آپ نے اس مال کو قادسیہ کے اموال کی طرح تقسیم کر دیا۔

اور سیف بن عمر نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جلولاء ذوالقعدہ ۱۶ھ میں فتح ہوا اور اس کے اور مدائن کی فتح کے درمیان نو ماہ کا عرصہ پایا جاتا ہے اور اس جگہ پر ابن جریر نے سیف سے جو کچھ مضافات کی زمین اور اس کے خراج کے متعلق بیان کیا ہے اس پر اعتراض کیا ہے اور اس بات کے لکھنے کا مقام کتاب الاحکام ہے اور ہاشم بن عتبہ نے معرکہ جلولاء کے متعلق کہا ہے کہ

''معرکہ جلولاء اور معرکہ رستم اور کوفہ پر چڑھائی کا دن اور ماہ محرم کے دن کی وسعت اور جو دن ان کے درمیان گزر گئے

Marfat.com

انہوں نے میری کنپٹیوں کو سفید کر دیا ہے اور وہ شہر حرام کی سفیدی کی طرح بوڑھی ہوگئی ہیں''۔

اور ابو بجید نے اس بارے میں کہا کہ:

''جلولاء کے معرکہ میں ہماری فوج نے تر شرو شیروں کو ہلاک کر دیا اور ایرانیوں کی فوج کو تتر بتر کر دیا پھران کا کام تمام کر دیا پس مجوس کے نجس اجسام کے لیے ہلاکت ہو اور الفیرزان ایک بے آب وگیاہ میدان میں ان سے بچ گیا اور مہران کو انہوں نے خودوں کے توڑنے کے دن ہلاک کر دیا اور انہوں نے ایک گھر میں قیام کیا جو موت کا وعدہ گاہ تھا اور رات کو تیز اڑنے والے پرندے ان پر مٹی ڈالتے تھے''۔

فتح حلوان کا بیان:

اور جب معرکہ اختتام پذیر ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا اس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ہشام بن عتبہ نے جلولاء میں قیام کیا اور حضرت قعقاع بن عمرو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حکم سے حلوان کی طرف پیش قدمی کی کہ آپ وہاں مسلمانوں کے لیے مددگار ہوں اور کسریٰ جہاں بھاگ کر جائے اس کے لیے وہاں پڑاؤ کریں' پس جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ نے پیش قدمی کی اور امیر معرکہ مہران الرازی کو پکڑ کر قتل کر دیا اور الفیرزان آپ سے بھاگ گیا اور جب اس نے کسریٰ کے پاس پہنچ کر اسے جلولاء کے حالات بتائے اور جو کچھ اس کے بعد ایرانیوں سے ہوا اور کس طرح ان میں سے ایک لاکھ آدمی مارے گئے اور مہران گرفتار ہو کر کیسے قتل ہوا' تو کسریٰ حلوان سے رے کی طرف بھاگ گیا اور اس نے حلوان پر خسرو شنوم کو نائب مقرر کیا پس حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور حلوان سے باہر ایک جگہ پر خسرو شنوم آپ کے مقابلہ میں آیا اور وہاں ان کی شدید جنگ ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور خسرو شنوم نے شکست کھائی اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حلوان کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور مسلمان اس میں داخل ہو گئے اور غنیمت حاصل کی اور قیدی بنائے اور وہاں قیام کیا اور اہل حلوان کو اسلام کی دعوت دینے کے بعد اس کے اردگرد کے اضلاع واقالیم پر ٹیکس لگا دیا' کیونکہ انہوں نے ٹیکس ادا کرنے کو ہی قبول کیا تھا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ مسلسل وہیں قیام پذیر رہے یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن سے کوفہ چلے گئے اور آپ بھی کوفہ روانہ ہو گئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

تکریت اور موصل کی فتح:

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مدائن کو فتح کیا تو آپ کو پتہ چلا کہ اہل موصل نے تکریت میں جمع ہو کر کفار کے ایک شخص انطاق پر اتفاق کر لیا ہے پس آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جلولاء کے حالات اور وہاں پر ایرانیوں کے اجتماع اور اہل موصل کے معاملے کے بارے میں لکھا اور قبل ازیں ہم اہل جلولاء کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کا ذکر کر آئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہالیانِ موصل نے تکریت میں جمع ہو کر انطاق پر اتفاق کر لیا تھا کے متعلق لکھا کہ آپ ان سے جنگ کرنے کے لیے ایک فوج مقرر کریں اور عبد اللہ بن المعتم کو اس کا امیر مقرر کریں نیز یہ کہ وہ اپنے ہراول پر ربعی بن الافکل اور میمنہ پر حارث بن حسان ذہلی اور میسرہ پر فرات بن حیان عجلی اور ساقہ پر ہانی بن قیس اور سواروں پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر مقرر کریں پس حضرت عبد اللہ بن المعتم مدائن سے

Marfat.com

پانچ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوئے اور چاروں فوجوں کے ساتھ چل کر تکریت میں انطاق کے مقابلہ میں جا اترے اور رومیوں' شہارجہ' نصاریٰ عرب جو ایاد' تغلب اور نمر سے تعلق رکھتے تھے کی ایک ایک جماعت بھی آپ کے پاس آ گئی اور انہوں نے تکریت کو گھیر لیا' پس حضرت عبداللہ بن المعتم رضی اللہ عنہ نے چالیس روز تک ان کا محاصرہ کیا اور انہوں نے اس مدت میں چوبیس مرتبہ آپ سے جنگ کی اور ہر بار آپ ان پر غالب آتے رہے اور ان کی فوج شکست کھاتی رہی' پس ان کا پہلو کمزور ہو گیا اور رومیوں نے اپنے اموال کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہو کر جانے کا عزم کر لیا اور حضرت عبداللہ بن المعتم نے وہاں کے اعراب کے ساتھ مراسلت کی اور انہیں اہل شہر پر فتح پانے میں اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی تو ان کے ایلچی اس دعوت کی قبولیت کی اطلاع لے کر آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو پیغام بھیجا کہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو گواہی دو کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے لائے ہیں اس کا اقرار کرو' پس ایلچیوں نے واپس آ کر آپ کو بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں تو آپ نے انہیں پیغام بھیجا کہ اگر تم سچے ہو تو جب ہم تکبیر کہیں اور رات کو شہر پر حملہ کریں تو کشتیوں کے دروازوں کی حفاظت کرنا اور ان کو ان میں سوار ہونے سے روکنا اور ان میں سے جس کو تم قتل کرنے کی قوت پاؤ اسے قتل کر دینا' پھر حضرت عبداللہؓ اور آپ کے اصحاب نے حملہ کیا اور یکبارگی تکبیر کہی اور شہر پر حملہ کر دیا اور دوسری جانب سے اعراب نے تکبیر کہی جس سے اہل شہر حیران ہو گئے اور ان دروازوں سے نکلنے لگے جو دجلہ کے قریب تھے پس ایاد' نمر اور تغلب نے انہیں آ لیا اور انہیں بری طرح قتل کیا اور حضرت عبداللہ اپنے اصحاب کے ساتھ دوسرے دروازوں سے آ گئے اور آپ نے سب اہل شہر کو قتل کر دیا اور وہی لوگ اسلام لائے جو ایاد' تغلب اور نمر سے مسلمان ہو چکے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خط میں وصیت کی تھی کہ جب وہ تکریت پر فتح یاب ہو جائیں تو حضرت ربعی بن الافکل کو فوراً الحصنین یعنی موصل کی طرف بھیج دیں پس وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق موصل کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ کے ساتھ ایک بڑی فوج اور بہادروں کی ایک جماعت بھی تھی' آپ اطلاع پہنچنے سے قبل ہی وہاں پہنچ گئے اور جونہی آپ اس کے مقابل کھڑے ہوئے انہوں نے مصالحت کو قبول کر لیا اور ان پر ٹیکس لگا دیا کہ وہ ذلت کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے ٹیکس ادا کریں پھر تکریت سے حاصل شدہ اموال کی تقسیم ہوئی اور سوار کو تین ہزار اور پیادہ کو ایک ہزار درہم حصہ ملا' اور انہوں نے اخماس کو فرات بن حیان اور فتح کی بشارت کو حارث بن حسان کے ہاتھ بھیجا اور موصل کی جنگ کا انتظام حضرت ربعی بن الافکل رضی اللہ عنہ اور وہاں کے خراج کے انتظام کو حضرت عرفجہ بن ہرثمہ نے سنبھالا۔

سرزمین عراق میں ماسبذان کی فتح:

جب حضرت ہاشمؓ بن عتبہؓ جلولاء سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدائن واپس آئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ آذین بن الہرمزان نے ایرانیوں کی ایک فوج جمع کی ہے' آپ نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے انہیں لکھا کہ ایک فوج حضرت ضرار بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بھیجئے پس حضرت ضرار رضی اللہ عنہ مدائن سے ایک فوج کے ساتھ نکلے اور آپ کے ہراول کے امیر ابن الہذیل اسدی تھے' آپ نے آذین بن الہرمزان کو قید کر لیا اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور آپ کے حکم سے آذین کو آپ کے سامنے قتل کر دیا گیا اور آپ شکست خوردوں کے پیچھے پیچھے ماسبذان پہنچ گئے' یہ ایک بہت بڑا شہر

Marfat.com

ہے۔آپ نے بزورقوت اس پر قبضہ کرلیا اوراس کے باشندے پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں میں بھاگ گئے۔آپ نے انہیں دعوت دی توانہوں نے آپ کی بات مان لی اور جوشخص مسلمان نہ ہوا آپ نے اس پر جزیہ مقرر کردیا اور آپ نے وہاں نائب بن کر قیام کیا یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن سے کوفہ منتقل ہو گئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اس سال میں قرقیسیا اور ہیت کی فتح:

ابن جریر وغیرہ کا بیان ہے کہ جب حضرت ہاشمؓ جلولاء سے مدائن کی طرف واپس آئے تو اہل جزیرہ نے اہل حمص کو حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما کے خلاف جنگ کرنے میں مدد دی کیونکہ ہرقل قنسرین میں مقیم تھا۔اور اہل جزیرہ ہیت شہر میں جمع ہو گئے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ عمر بن مالک بن عتبہ بن نوفل بن عبد مناف کی سرکردگی میں ان کی طرف فوج بھیجی جائے' پس وہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ ہیت کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے اردگرد خندق کھود لی ہے تو آپ نے ایک وقت تک ان کا محاصرہ کیا مگر ان پر فتح نہ پاسکے اور اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ چلے گئے اور ہیت کے محاصرہ پر حارث بن یزید کو قائم مقام مقرر کیا اور حضرت عمر بن مالک رضی اللہ عنہ' قرقیسیا کی طرف گئے اور بزورقوت اس پر قبضہ کرلیا اور وہ جزیہ دینے کی طرف مائل ہو گئے اور آپؓ نے ہیت پر اپنے نائب کو لکھا کہ اگر وہ مصالحت نہ کریں تو آپ ان کی خندق کے پیچھے خندق کھودیں اور اس کے دروازے اس کی جانب بنائیں' پس جب انہیں اس کی اطلاع ملی تو وہ مصالحت کی طرف مائل ہو گئے۔

ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو ان کے یرموک سے فارغ ہونے کے بعد قنسرین کی طرف بھیجا اور آپ نے اہل حلب' اہل منبج اور اہل انطاکیہ کے ساتھ جزیہ پر مصالحت کی اور قنسرین کے بقیہ شہروں کو بزورقوت فتح کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال عیاض بن غنم نے سروج اور الرہا کو فتح کیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ابن الکلبی کے بیان کے مطابق اسی سال حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایلیاء گئے اور آپ کے ہراول پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیر تھے پس آپ نے ایلیا کا محاصرہ کرلیا اور انہوں نے اس شرط پر صلح کا مطالبہ کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ کر ان سے صلح کریں' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے آ کر ان سے صلح کی اور کئی روز تک قیام کیا پھر مدینہ واپس چلے گئے' میں کہتا ہوں' یہ واقعہ اس سال سے پہلے واقعات میں بیان ہو چکا ہے۔واللہ اعلم

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے ربذہ کو رکھ بنایا اور اسی میں حضرت ابومحجن ثقفی رضی اللہ عنہ کو باضع[1] کی طرف جلاوطن کیا اور اسی سال حضرت عبداللہ بن عمر نے صفیہ بنت ابی عبید سے نکاح کیا' میں کہتا ہوں کہ ابو عبید جنگ جسر میں قتل ہوئے تھے اور وہ فوج کے امیر تھے اور صفیہ' مختار بن ابی عبید کی بہن تھی جو بعد میں امیر عراق بنا' اور یہ ایک صالح عورت تھی اور اس کا بھائی فاجر اور کافر تھا' واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور حضرت زید بن

---

[1] باضع: ساحل یمن میں ایک جزیرہ یا جشرہ ہے۔

Marfat.com

ثابت رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مکہ میں حضرت عتاب رضی اللہ عنہ اور شام میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور عراق میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور طائف میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اور یمن میں حضرت یعلیٰ بن امیہ اور بحرین اور یمامہ میں حضرت العلاء بن الحضرمیؓ اور عمان بن حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ اور بصرہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور موصل میں حضرت ربعی بن الافکل اور جزیرہ میں حضرت عیاض بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ آپ کے نائب تھے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ربیع الاول ۱۶ھ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے تاریخ لکھی اور آپ تاریخ لکھنے والے پہلے آدمی ہیں میں کہتا ہوں ہم نے آپ کی سیرت میں اس کے سبب کو بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کا تحریری معاہدہ پیش کیا گیا جو دوسرے شخص کے قرض کے متعلق تھا جس کی ادائیگی کا وقت شعبان میں آتا تھا' آپ نے فرمایا' کیا اس سال کے شعبان میں یا اس سے پہلے سال کے شعبان میں یا اس کے بعد آنے والے سال کے شعبان میں؟ پھر آپ نے لوگوں کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ لوگوں کے لیے کوئی ایسی چیز وضع کرو جس میں وہ اپنے قرضوں کی ادائیگی کے وقت کو پہچان لیں' کہتے ہیں کہ بعض کا ارادہ تھا کہ وہ اس طرح وقت مقرر کریں جیسے ایرانی اپنے بادشاہوں کی تاریخ مقرر کرتے ہیں' جب کوئی بادشاہ مر جاتا تو وہ اس کے بعد ہونے والے بادشاہ کی حکمرانی کی تاریخ سے وقت مقرر کرتے' پس انہوں نے اسے پسند نہ کیا اور ان میں سے بعض نے کہا کہ سکندر کے زمانے سے رومیوں کی تاریخ سے وقت مقرر کرو' پس اسے بھی انہوں نے ناپسند کیا نیز اس کے طول کی وجہ سے بھی اسے پسند نہ کیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے تاریخ مقرر کرو اور دوسروں نے کہا کہ آپ کی بعثت سے تاریخ مقرر کرو اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں نے مشورہ دیا کہ مکہ سے مدینہ کی طرف آپ کی ہجرت سے تاریخ مقرر کر جائے کیونکہ یہ ہر ایک پر واضح ہے نیز پیدائش و بعثت سے زیادہ واضح ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہؓ نے اسے پسند کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے اس سال کے محرم کے آغاز سے تاریخ مقرر کی اور حضرت امام مالکؒ نے سہیلی وغیرہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آپ کے مدینہ آنے کی وجہ سے ربیع الاول سے سال کا آغاز ہوتا ہے مگر جمہور اس بات پر قائم ہیں کہ سال کا آغاز محرم سے ہوتا ہے کیونکہ وہ زیادہ یاد رہتا ہے تاکہ مہینوں میں گڑبڑ نہ ہو' بلاشبہ محرم' عربی ہلالی مہینوں کا پہلا مہینہ ہے اور اس سال یعنی ۱۶ھ میں حضرت ماریہ ام ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور واقدی اور ابن جریر وغیرہ کے بیان کے مطابق یہ واقعہ محرم میں ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ لوگوں کو ان کے جنازہ میں شامل ہونے کے لیے جمع کرتے تھے اور انہیں بقیع میں دفن کیا گیا اور آپ ماریہ قبطیہ ہیں' جنہیں حاکم اسکندریہ جریج بن مینا نے جملہ تحائف وہدایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اور آپ نے انہیں قبول کر لیا تھا اور ان کے ساتھ ان کی ہمشیرہ شیریں بھی تھیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بخش دیا تھا اور انہوں نے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حسان کو جنم دیا تھا' کہتے ہیں کہ مقوقس نے ان دونوں کے ساتھ دو اور لونڈیاں بھی تحفہ میں دی تھیں' ہوسکتا ہے کہ وہ حضرت ماریہ اور شیریں کی خادمائیں ہوں اور اس نے ان دونوں کے ساتھ مابور نامی ایک خصی غلام بھی دیا تھا اور ایک سیاہی مائل سفید رنگ خچر جس کا نام دلدل تھا وہ بھی ہدیۃً

Marfat.com

دیا تھا اور اسکندریہ کا بنا ہوا ایک ریشمی حلہ بھی دیا تھا اور یہ ہدیہ ۸ھ میں آیا تھا اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا حمل ہو گیا اور وہ بیس ماہ زندہ رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا غم ہوا اور آپ ان پر گریہ کناں ہوئے اور فرمایا آنکھ اشکبار اور دل غمگین ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے اے ابراہیم ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں اور یہ واقعہ پہلے ۱۰ھ میں بیان ہو چکا ہے اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نیک صالحہ اور خوب صورت مستورات میں سے تھیں اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بڑی منزلت حاصل تھی اور آپ ان سے بہت خوش تھے اور وہ خوبصورت اور ظریف تھیں اور حضرت خلیل علیہ السلام کی لونڈی حضرت ہاجرہؑ سے مشابہ تھیں اور یہ دونوں مصری تھیں اور حضرت خلیلؑ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو لونڈیاں بنا لیا تھا۔

۱۷ھ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس سال کے محرم میں مدائن سے کوفہ منتقل ہو گئے' اس لیے کہ آپ کے اصحاب نے مدائن کو مضر صحت پایا اور ان کے رنگ تبدیل ہو گئے اور مکھیوں اور غبار کی کثرت کی وجہ سے ان کے بدن کمزور ہو گئے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ عربوں کو وہی جگہ راس آتی ہے جو ان کے اونٹوں کے موافق ہو' پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ اور حضرت سلمان بن زیاد رضی اللہ عنہما کو مسلمانوں کے لیے مناسب جگہ تلاش کرنے کے لیے بھیجا اور وہ کوفہ کے علاقے سے گزرے جو سرخ ریت میں سنگریزوں والی زمین تھی جو ان دونوں کو بھلی معلوم ہوئی اور وہاں انہوں نے تین خانقائیں پائیں' حرقہ بنت النعمان کی خانقاہ' ام عمرو کی خانقاہ اور سلسلہ کی خانقاہ اور ان کے درمیان کوفہ کی شراب کی دوکانیں تھیں' ان دونوں نے وہاں اتر کر نماز ادا کی اور ہر ایک نے کہا:

> ''اے اللہ جو آسمانوں کا اور جن پر ان کا سایہ ہے' رب ہے اور زمین کا اور جو وہ اٹھائے ہوئے ہے اس کا رب ہے اور ہوا کا اور جو وہ اڑاتی ہے اس کا رب ہے اور ستاروں کا اور جو وہ گرتے ہیں اور سمندروں کا اور جو وہ چلتے ہیں اور شیاطین کا اور جو وہ گمراہ کرتے ہیں اور انگور کے گچھوں کا اور جسے وہ ڈھانپ لیتے ہیں کا رب ہے' ہمارے لیے اس کوفہ میں برکت دے اور اسے منزل ثبات بنا دے''۔

پھر ان دونوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال لکھی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی حد بندی کرنے کا حکم دے دیا اور اس سال کا آغاز میں ماہ محرم میں کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سب سے پہلے اس میں مسجد کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے تیر انداز کو سخت تیر اندازی کرنے کا حکم دیا اور اس نے مسجد سے چاروں جہات کی طرف تیر اندازی کی اور جہاں اس کا تیر گرا لوگوں نے اپنے گھر تعمیر کر لیے اور مسجد کی محراب کے سامنے امارت اور بیت المال کے لیے ایک محل آباد کیا' سب سے پہلے انہوں نے سرکنڈوں سے گھر بنائے' جو سال کے دوران میں جل گئے' پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس شرط پر اینٹوں سے گھر بنائے کہ وہ اسراف سے کام نہیں لیں گے اور نہ حد سے تجاوز کریں گے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے امراء اور قبائل کو اطلاع بھیجی تو وہ آپ کے پاس آئے اور آپ نے انہیں کوفہ میں اتارا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابوہیاج کو' جو لوگوں کو کوفہ میں اتارنے کا منتظم تھا حکم دیا کہ وہ آبادیوں اور واضح راستے کے لیے چالیس گز اور اس سے کم کے لیے تیس گز چوڑی جگہ چھوڑ دیں اور گلیوں کے لیے سات

Marfat.com

گز جگہ چھوڑ دیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے بازار کے قریب محل تعمیر کیا گیا اور مختلف لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو باتیں کرنے سے روکتے اور وہ اپنا دروازہ بند کر کے کہتے' شور تھم گیا ہے اور جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ جب وہ کوفہ پہنچیں تو اپنے چقماق سے آگ نکالیں اور لکڑیاں اکٹھی کریں اور محل کے دروازے کو جلا دیں اور پھر فوراً واپس آ جائیں' پس جب وہ کوفہ پہنچے تو انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنا دروازہ لوگوں پر بند نہ کریں اور نہ کسی کو دروازے پر لوگوں کو روکنے کے لیے مقرر کریں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ مال پیش کیا جسے انہوں نے قبول نہ کیا اور مدینہ واپس آ گئے اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ ساڑھے تین سال کوفہ میں رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کسی عجز و خیانت کے بغیر وہاں سے معزول کر دیا۔

حمص میں رومیوں کا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شام آنا:

یہ واقعہ یوں ہے کہ رومیوں کی ایک فوج نے حمص میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا اور انہوں نے اہل جزیرہ اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے کمک مانگی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا قصد کر لیا' حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا تو وہ قنسرین سے آپ کے پاس آ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس کے متعلق لکھا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم آنے تک وہ رومیوں سے جنگ کریں یا شہر میں قلعہ بند ہو جائیں' حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے سوا سب لوگوں نے قلعہ بند ہونے کا مشورہ دیا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا' حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہما کی بات نہ مانی اور دوسرے لوگوں کی بات مان لی اور حمص میں قلعہ بند ہو گئے اور رومیوں نے آپ کا گھیراؤ کر لیا اور شام کے تمام شہروں کے لوگ آپ سے غافل ہو کر اپنے معاملات میں مصروف تھے اور اگر وہ اپنے معاملات کو چھوڑ دیتے اور حمص آ جاتے تو سارے شام کا نظام درہم برہم نہ ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو تیار کریں اور جس روز ان کے پاس خط پہنچے انہیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے حمص بھیج دیں؛ کیونکہ وہ محصور ہیں' نیز آپ نے یہ بھی لکھا کہ وہ ان اہل جزیرہ کی طرف بھی ایک فوج بھیجیں جنہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے میں رومیوں کو مدد دی ہے اور جزیرہ کی طرف جانے والی فوج کے امیر حضرت عیاض ابن غنم رضی اللہ عنہ ہوں گے پس دونوں فوجیں بیک وقت کوفہ سے نکلیں' حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ چار ہزار فوج کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے حمص گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بنفس نفیس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے مدینہ سے نکلے اور جابیہ پہنچ گئے اور بعض کا قول ہے کہ سرغ پہنچے یہ قول ابن اسحٰق کا ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

اور جب ان اہل جزیرہ کو جو رومیوں کے ساتھ حمص کے محاصرہ میں شامل تھے اطلاع ملی کہ فوج ان کے شہروں میں گھس گئی ہے تو انہوں نے اپنے شہروں کا قصد کر لیا اور رومیوں سے علیحدہ ہو گئے' اور رومیوں نے سنا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے نائب کی مدد کے لیے آ رہے ہیں تو ان کا پہلو بہت کمزور ہو گیا اور حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کو مشورہ دیا کہ وہ ان سے لڑنے کے لیے باہر نکلیں اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ کو فتح دی اور رومیوں نے

Marfat.com

بری طرح شکست کھائی اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان کے پاس آنے سے قبل اور کمک کے ان کے پاس پہنچنے سے تین رات پہلے ہوا' پس حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو جب کہ وہ جابیہ میں مقیم تھے فتح کی بشارت لکھ بھیجی اور یہ کہ تین راتوں کے بعد کمک ان کے پاس پہنچ گئی ہے نیز آپ سے دریافت کیا کہ جو غنیمت اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے کیا وہ ان کو تقسیم میں ان کے ساتھ شامل کریں' اس کا جواب آیا کہ وہ ان کو غنیمت میں ان کے ساتھ شامل کریں' کیونکہ ان کے خوف کی وجہ سے دشمن کمزور ہوا ہے اور اس کی مدد میں کمی ہوئی ہے' پس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو غنیمت میں شامل کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اہل کوفہ کو جزائے خیر دے جو اپنے دارالخلافے کی حفاظت کرتے ہیں اور شہروں کے باشندوں کی مدد کرتے ہیں۔

جزیرہ کی فتح:

ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف بن عمر کے قول کے مطابق اس سال میں جزائر فتح ہوئے' ابن جریر کا قول ہے کہ ذوالحجہ ۱۷ھ میں جزائر فتح ہوئے اور اس طرح انہوں نے سیف بن عمر کے ساتھ اس سال میں ان کے فتح ہونے میں موافقت کی ہے اور ابن اسحٰق کا قول ہے کہ یہ فتح ۱۹ھ میں ہوئی اور حضرت عیاض رضی اللہ عنہ بن غنم جزائر کی طرف گئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے جو کمسن بچے تھے اور انہیں کوئی امارت حاصل نہ تھی اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے وہ الرہا میں اترے اور وہاں کے باشندوں نے جزیہ پر ان سے مصالحت کر لی اور حران نے بھی جزیہ پر مصالحت کی' پھر انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نصیبین کی طرف اور عمر بن سعد کو راس العین کی طرف بھیجا اور خود دارا کی طرف روانہ ہو گئے اور یہ شہر فتح ہو گئے اور انہوں نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو آرمینیا کی طرف بھیجا جہاں پر کچھ لڑائی ہوئی جس میں حضرت صفوان بن المعطل سلمی شہید ہو گئے پھر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے ہر گھرانے پر ایک دینار جزیہ عائد کر کے ان سے مصالحت کر لی۔

سیف بن عمر نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ بن غسان آئے اور پاپیادہ موصل پہنچ گئے اور شہر سے گزر کر نصیبین پہنچ گئے اور انہوں نے صلح کے ساتھ اس سے ملاقات کی اور اہل رقہ کی طرح کام کیا اور انہوں نے اہل جزیرہ کے عرب عیسائیوں کے سرداروں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' جزیہ ادا کرو' انہوں نے کہا ہمیں ہمارے مامن تک پہنچاؤ' اور خدا کی قسم اگر آپ نے ہم پر جزیہ عائد کیا تو رومی علاقے میں داخل ہو جائیں گے خدا کی قسم آپ ہمیں عربوں کے درمیان رسوا کر رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' تم نے خود اپنے آپ کو رسوا کیا ہے اور اپنی قوم کی مخالفت کی ہے اور خدا کی قسم تم ضرور جزیہ ادا کرو گے اور تم ایک حقیر قوم ہو اور اگر تم رومیوں کی طرف بھاگے تو میں ضرور تم میں فوج بھیجوں گا' پھر میں تمہیں قیدی بناؤں گا' انہوں نے کہا' ہم سے کچھ مال لے لو مگر اس کا نام جزیہ نہ رکھو' آپ نے فرمایا ہم تو اسے جزیہ ہی کہتے ہیں' تم جو چاہو اس کا نام رکھ لو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کا صدقہ دگنا نہیں کر دیا آپ نے فرمایا بے شک اور آپ نے ان کی بات سنی اور ان کی بات کو پسند کیا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف آئے اور محمد بن اسحٰق کے قول کے مطابق سرغ پہنچے اور سیف کے قول کے مطابق جابیہ پہنچے میں کہتا ہوں' زیادہ مشہور یہی ہے کہ آپ سرغ پہنچے اور فوجوں کے امراء حضرت

Marfat.com

ابو عبیدہ' حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم نے آپ سے سرغ آ کر ملاقات کی اور آپ کو بتایا کہ شام میں وبا پڑی ہے' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انصار و مہاجرین سے مشورہ لیا تو انہوں نے اختلاف کیا' بعض کہتے کہ آپ ایک کام کے لیے آئے ہیں اسے چھوڑ کر واپس نہ جائیے اور بعض کہتے کہ ہماری یہ رائے نہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرکردہ اصحاب کو اس وبا کے آگے کر دیں' کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے دن لوگوں کو واپس جانے کا حکم دے دیا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا' کیا آپ اللہ کے فیصلے سے فرار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہم اللہ کے فیصلے سے اللہ کے فیصلے کی طرف فرار کرتے ہیں' ذرا بتائیے تو سہی کہ اگر آپ دو کناروں والی وادی میں اتریں جن میں سے ایک کنارہ سرسبز اور دوسرا خشک ہو' پس اگر آپ سرسبزی کا خیال رکھیں گے تو آپ اس سے اللہ کے فیصلے پر نظر رکھیں گے اور اگر خشکی کا خیال رکھیں گے تو اس سے اللہ کے فیصلے پر نظر رکھیں گے' پھر فرمایا اے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کاش یہ بات آپ کے سوا کوئی اور شخص کہتا۔

ابن اسحٰق نے اپنی روایت میں جو صحیح بخاری میں ہے' بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے کسی کام کی وجہ سے غائب تھے جب وہ آئے تو کہنے لگے اس کے متعلق میرے پاس ایک علم کی بات ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب تم اس کے متعلق سنو کہ وہ فلاں قوم کے علاقے میں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہ کسی علاقے میں نمودار ہو جائے اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے بھاگ کر نہ نکلو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کے آپ کی رائے کے موافق ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور لوگ واپس آ گئے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن حسین بن ابی ثابت نے ابراہیم بن سعد سے بحوالہ سعد بن مالک بن ابی وقاص اور خزیمہ بن ثابت اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> ''یہ طاعون بلاشبہ ایک عذاب اور عذاب کا بقیہ ہے جس سے تم سے پہلے ایک قوم کو عذاب دیا گیا پس جب یہ کسی علاقے میں نمودار ہو اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے فرار کرتے ہوئے وہاں سے نہ نکلو اور جب تم کسی علاقے میں طاعون کے متعلق سنو تو وہاں نہ جاؤ''۔

اسی طرح امام احمدؒ نے اسے حضرت سعید بن المسیبؒ اور یحییٰ بن سعید سے بحوالہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' سیف بن عمر کا بیان ہے کہ اس سال کے محرم میں شام میں وبا پڑی پھر رفع ہو گئی سیف کا خیال ہے کہ یہ طاعون عمواس تھی' جس میں مسلمانوں کے بہت سے امراء اور سردار ہلاک ہو گئے تھے مگر ان کا خیال درست نہیں بلکہ طاعون عمواس اس کے بعد اگلے سال پڑی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہروں کا چکر لگانے اور امراء کی ملاقات کرنے اور ان کے اچھے کاموں کو دیکھنے کا عزم کیا تھا مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا' بعض نے کہا آپ عراق سے ابتدا کریں' بعض نے شام کا نام لیا' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طاعون عمواس میں فوت ہو جانے والے مسلمانوں کی مواریث کی تقسیم کے لیے شام آنے کا ارادہ کر لیا کیونکہ شام میں مسلمانوں کے لیے ان کی تقسیم مشکل ہو گئی تھی پس آپ نے اس کا پختہ ارادہ کیا اور یہ امر اس بات کا مقتضی ہے کہ

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طاعون عمواس کے بعد شام آنے کا عزم کیا اور طاعون ۱۸ھ میں پڑی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور یہ سرغ میں آمد کے علاوہ دوسری آمد ہے۔ واللہ اعلم

سیف نے ابوعثمان' ابوحارثہ اور ربیع بن النعمان کے حوالے سے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شام میں لوگوں کی مواریث ضائع ہوگئی ہیں' میں شام سے آغاز کروں گا اور مواریث کو تقسیم کروں گا اور جو کچھ میرے دل میں ہے ان کے لیے قائم کروں گا پھر میں واپس آ جاؤں گا اور شہروں میں گھوموں گا اور انہیں اپنا حکم دوں گا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چار دفعہ شام آئے' دو دفعہ ۱۶ھ میں اور دو دفعہ ۱۷ھ میں اور پہلے سال شام میں داخل نہیں ہوئے جب کہ دوسرے سال دو دفعہ شام میں داخل ہوئے۔

اور اس بات کا مقتضاء وہ ہے جسے ہم نے سیف کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ طاعون عمواس ۱۷ھ میں پڑی تھی اور محمد بن اسحٰق' ابومعشر اور کئی دوسرے لوگوں نے اس سے اختلاف کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں پڑی تھی اور اس میں حضرت ابوعبیدہ' حضرت معاذ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم وغیرہ سرکردہ لوگ فوت ہو گئے تھے جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

طاعون عمواس کے کچھ حالات:

جس میں حضرت ابوعبیدہ' حضرت معاذ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم وغیرہ' اشراف صحابہ فوت ہو گئے تھے اسے ابن جریر نے اس سال میں بیان کیا ہے۔

محمد بن اسحٰق نے عن شعبہ عن المختار بن عبداللہ البجلی عن طارق بن شہاب البجلی بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ کے پاس ان سے گفتگو کرنے کے لیے آئے اور وہ کوفہ میں اپنے گھر میں تھے اور جب ہم بیٹھ گئے تو آپ نے کہا گھبراؤ نہ کرو' اس گھر میں ایک شخص اس بیماری سے مر گیا ہے اور تم پر اس بستی سے دور چلے جانے میں کوئی حرج نہیں پس تم اپنے شہروں کی وسعت اور صحت افزا جگہ میں چلے جاؤ حتیٰ کہ یہ مصیبت دور ہو جائے اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ جس چیز کو ناپسند کیا جاتا ہے اس سے بچا جاتا ہے اور باہر نکل جانے والے کے متعلق ایک خیال بھی ہوتا ہے کہ اگر وہ ٹھہرتا تو مر جاتا اور قیام کرنے والے کے متعلق خیال ہوتا ہے کہ اس کو ٹھہرنے کی وجہ سے بیماری لگ گئی ہے' اگر وہ باہر چلا جاتا تو اسے بیماری نہ لگتی اور جب مسلمان آدمی یہ خیال نہ کرے تو باہر چلے جانے اور اس سے دور ہو جانے پر اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' میں طاعون عمواس کے سال' حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام میں تھا پس جب بیماری زور پکڑ گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع پہنچی تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس سے باہر نکلنے کے لیے خط لکھا

> ''آپ کو سلام ہو' امابعد! مجھے آپ سے ایک کام پڑ گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق آپ سے بالمشافہ بات کروں' میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ جب آپ میرے اس خط میں غور کریں تو اسے اپنے ہاتھ سے نیچے نہ رکھیں حتیٰ کہ میرے پاس آ جائیں۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ آپ انہیں وبا سے نکالنا چاہتے ہیں تو آپ نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو معاف فرمائے پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا:

''یا امیر المومنین آپ کو مجھ سے جو کام ہے مجھے اس کا علم ہو گیا ہے' میں مسلمانوں کی فوج میں شامل ہوں اور میں انہیں چھوڑ نہیں سکتا نیز میں ان سے علیحدگی اختیار نہیں کرنا چاہتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ میرے متعلق اور ان کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرمادے یا امیر المومنین میرے بارے میں اپنا ارادہ چھوڑ دیجیے اور مجھے میری فوج میں رہنے دیجیے''۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا تو رو پڑے' لوگوں نے کہا یا امیر المومنین! کیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ فرمایا نہیں' یوں معلوم ہوتا ہے کہ فوت ہو جائیں گے' راوی کا بیان ہے پھر آپ نے ان کی طرف لکھا:

''آپ کو سلام ہو' امابعد! آپ نے لوگوں کو گہری زمین میں اتار دیا ہے' انہیں بلند صحت افزا زمین کی طرف لے جائیں''۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپ کا خط ان کے پاس آیا تو آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا اے ابوموسیٰ! آپ کو معلوم ہی ہے کہ امیر المومنین کا خط میرے پاس آیا ہے باہر جا کر لوگوں کے لیے جگہ تلاش کیجیے اور میں ان کے ساتھ آپ کے پیچھے آتا ہوں' پس میں اپنے گھر واپس آیا تا کہ سفر کروں تو میں نے اپنی بیوی کو مردہ پایا' میں نے واپس جا کر آپ سے کہا خدا کی قسم میرے گھر میں ایک حادثہ ہو گیا ہے' آپ نے فرمایا: شاید آپ کی بیوی فوت ہو گئی ہے' میں نے کہا ہاں' پس آپ نے ایک اونٹ لانے کا حکم دیا اور جب آپ نے اس کی رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو آپ کو طاعون ہو گئی اور آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے طاعون ہو گئی ہے پھر آپ لوگوں کے ساتھ چل کر جابیہ آ گئے اور وباء لوگوں سے دور ہو گئی۔

محمد بن اسحٰق نے عن ابان بن صالح عن شہر بن حوشب عن رابہ اس کی قوم کا ایک شخص بیان کیا ہے اور وہ اپنے باپ کے بعد اپنی ماں پر اس کا جانشین تھا اور وہ طاعون عمواس میں موجود تھا' اس کا بیان ہے کہ جب بیماری زور پکڑ گئی تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا:

''اے لوگو! بلاشبہ یہ بیماری تمہارے واسطے رحمت اور تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے صالحین کی موت ہے اور ابوعبیدہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ ابوعبیدہ کو اس کا حصہ دے''۔

پس آپ کو طاعون ہو گئی اور آپ فوت ہو گئے اور آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر اپنا نائب مقرر کیا' انہوں نے آپ کے بعد کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''اے لوگو! بلاشبہ یہ بیماری تمہارے واسطے رحمت اور تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے صالحین کی موت ہے اور معاذ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ آل معاذ کو ان کا حصہ دے''۔

پس آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن کو طاعون ہو گئی اور وہ فوت ہو گیا پھر آپ نے کھڑے ہو کر اپنے لیے دعا کی تو آپ کی ہتھیلی میں طاعون ہو گئی اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ اس کی طرف دیکھتے پھر ہتھیلی کی پشت کو پلٹ دیتے پھر فرماتے میں پسند نہیں کرتا کہ

Marfat.com

میرے لیے تجھ میں کچھ دنیا کی چیز ہو اور جب آپ فوت ہو گئے تو آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر اپنا نائب مقرر کیا' انہوں نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:۔

''اے لوگو! جب یہ بیماری پڑتی ہے تو آگ کی طرح بھڑک اٹھتی ہے پس پہاڑوں میں اس سے بچاؤ کرو''۔

حضرت ابو وائل ہذلی نے کہا قسم بخدا آپ جھوٹ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے اور تم میرے اس گدھے سے بھی برے تھے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم آپ جو کہیں گے میں اس کی تردید نہیں کروں گا اور خدا کی قسم ہم یہاں قیام نہیں کریں گے' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ باہر نکل گئے اور لوگ بھی باہر نکل کر متفرق ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے بیماری کو ان سے دور کر دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تجویز کی اطلاع ملی تو خدا کی قسم آپ نے اسے ناپسند نہیں کیا' ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر کو حضرت ابو عبیدہ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم کی فوتیدگی کی اطلاع ملی تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق کی فوج اور اس کے خراج کا امیر مقرر کر دیا اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کو اردن کی فوج اور اس کے خراج کا امیر مقرر کیا۔

سیف بن عمرؒ نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ طاعون عمواس دو دفعہ پڑی اور دونوں بار اس کی مثال نہیں دیکھی گئی اور اس کا قیام طویل ہو گیا اور بہت سے لوگ فنا کے گھاٹ اتر گئے حتیٰ کہ دشمنوں نے لالچ کیا اور اس سے مسلمانوں کے دل ڈر گئے۔

میں کہتا ہوں' یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد شام آئے اور مرنے والوں کی مواریث کو تقسیم کیا کیونکہ امراء کے لیے ان کا معاملہ مشکل ہو گیا تھا اور آپ کی آمد سے لوگوں کے دل خوش ہو گئے اور آپ کے شام آنے سے ہر جانب کے دشمن ذلیل ہو گئے' وللہ الحمد

۱۷ھ کے آخر میں طاعون عمواس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آمد کے بیان کرنے کے بعد سیف نے بیان کیا ہے کہ جب آپ نے اس سال کے ذوالحجہ میں مدینہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا' لوگو! آگاہ رہو مجھے آپ کا حکمران بنایا گیا ہے اور تمہارے جس معاملے کے متعلق اللہ نے مجھے حاکم بنایا ہے میں نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے ہم نے تمہارے درمیان تمہاری غنیمت منازل اور تمہارے جنگی کارناموں کو پھیلا دیا ہے اور جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم نے تمہیں پہنچا دیا ہے' ہم نے تمہارے لیے فوجیں منظم کی ہیں اور تمہارے لیے بلندی کے اسباب مہیا کیے ہیں اور تمہارے لیے جگہ بنائی ہے اور جہاں تک تمہارا اسباب پہنچتا ہے اور شام کے جس علاقے میں تم نے جنگ کی ہے وہاں تک تمہارے لیے جگہ بنائی ہے اور جہاں تک تمہارا اسباب پہنچتا ہے اور شام کے جس علاقے میں تم نے جنگ کی ہے وہاں تک تمہارے لیے وسعت کر دی ہے اور ہم نے تمہارے لیے کھانوں کے نام رکھ دیے ہیں اور تمہارے لیے عطیات' ارزاق اور غنائم کا حکم دے دیا ہے' پس جب کسی کو کسی بات کا علم ہو جس پر عمل کرنا ضروری ہو وہ ہمیں بتائے ہم اس پر عمل کریں گے۔ ان شاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ

راوی بیان کرتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا تو لوگوں نے کہا' کاش آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیں آپ نے

Marfat.com

انہیں حکم دیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور جس شخص نے بھی رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا تھا وہ رو پڑا حتیٰ کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سب سے زیادہ گریہ کناں تھے اور جس شخص نے آپ کا زمانہ نہیں پایا تھا وہ ان کے رونے کی وجہ سے اور رسول اللہ ﷺ کے ذکر کی وجہ سے رو پڑا۔

اور ابن جریر نے سیف بن عمر کے طریق سے ابوالمجالد سے اس سال میں یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے حمام میں داخل ہونے اور چونے کے بعد شراب میں گندھے ہوئے زرد رنگ کے ملنے پر مذمت کا خط بھیجا اور اپنے خط میں فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب کے ظاہر و باطن کو اسی طرح حرام قرار دیا ہے جس طرح گناہ کے ظاہر و باطن کو حرام قرار دیا ہے اور اس نے شراب کو چھونا بھی حرام قرار دیا ہے پس تم اسے اپنے اجسام کو نہ لگاؤ بلاشبہ وہ نجس ہے' اگر تم نے ایسا کیا ہے تو دوبارہ ایسا نہ کرنا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا:

''ہم نے اس میں پانی کی آمیزش کی ہے اور وہ دھونے کی چیز بن گئی ہے جو شراب نہیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا:

''میرا خیال ہے کہ آل مغیرہ' بدسلوکی سے آزمائے گئے ہیں' اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر موت نہ دے''۔

پس وہ اس سے باز آ گئے۔

سیف کا بیان ہے کہ اس سال اہل بصرہ کو بھی طاعون نے آلیا اور بہت سے لوگ مر گئے۔ مؤرخین کا بیان ہے حارث بن ہشام اپنے گھر کے ستر افراد کے ساتھ شام کی طرف گیا اور ان میں سے چار آدمیوں کے سوا کوئی واپس نہ آیا اور اس بارے میں مہاجر بن خالد نے کہا:

''جو شام میں سکونت اختیار کرتا ہے وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اگر شام ہمیں فنا نہ کرے تو بھی رنج و غم دینے والا ہے' پس ان کے بیس سواروں نے بنوریطہ کو فنا کر دیا اور کسی مونچھوں والے نے ان کا قصاص نہیں لیا اور ان کے عزاداروں میں سے اتنے ہی آدمی انہوں نے قتل کر دیئے اس قسم کے واقعہ سے تعجب کرنے والا تعجب کرتا ہے ان کی موتیں نیزہ زنی یا طاعون سے ہوئیں اور کاتب تقدیر نے ہمارے لیے یہی بات لکھی تھی''۔

ایک عجیب واقعہ جس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو قنسرین سے معزول کیا گیا:

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت خالد بن ولید اور حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہما نے رومیوں کی زمین میں داخل ہو کر ان پر غارت گری کی اور بہت سے اموال اور قیدی غنیمت میں حاصل کیے' پھر انہوں نے سیف کے طریق سے بحوالہ ابوعثمان' ابوحارثہ' ربیع اور ابوالمجالد روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ واپس آئے تو ان کے ساتھ موسم گرما کی خوراک کے بہت سے اموال تھے' لوگ ان سے بخشش طلب کرنے کے لیے ان کے پاس گئے اور ان کے پاس جانے والوں میں اشعث بن قیس بھی تھے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو دس ہزار درہم انعام دیئے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ٹھہرا لیں اور ان کا عمامہ کھول دیں اور ان کی ٹوپی اتار لیں

Marfat.com

اوران کے عمامہ سے باندھ دیں اوران سے دس ہزار دراہم کے متعلق دریافت کریں' اگرانہوں نے اشعث کو یہ دراہم اپنے مال سے دیئے ہیں تو یہ اعتدال کی حد کو چھوڑنا ہے اوراگرانہوں نے موسم گرما کی خوراک سے دیا ہے تو یہ خیانت ہے پھر آپ نے ان کوان کی عملداری سے معزول کردیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور منبر پر چڑھ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو منبر کے سامنے کھڑا کیا گیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو حکم دیا تھا اس کے مطابق کام کیا اور وہی خط لانے والے ایلچی تھے' یہ ہوا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کوئی بات نہ کی پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ منبر سے اترے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اس کام پر معذرت کی جو ان کے ارادہ واختیار کے بغیر ہوا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو معذور قرار دیا اور سمجھ گئے کہ ان کا اس بارے میں کوئی ارادہ نہیں ہے پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ قنسرین روانہ ہو گئے اور اہل شہر سے خطاب کیا اور انہیں الوداع کہا اور اپنے اہل سمیت حمص چلے گئے اور ان سے بھی اسی طرح خطاب کیا اور الوداع کہا اور مدینہ روانہ ہو گئے اور جب حضرت خالد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شاعر کا یہ قول پڑھا۔

''تو نے ایک کام کیا ہے اور کسی کام کرنے والے نے تمہاری طرح کام نہیں کیا اور لوگ کچھ نہیں کرتے اللہ ہی کرتا ہے''۔

پھر آپ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ تونگری کہاں سے آئی ہے جس سے آپ دس ہزار درہم انعام دیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' غنیمت اور حصوں سے' آپ نے فرمایا جو ساٹھ ہزار سے زائد ہو وہ آپ کا ہوا پھر آپ نے ان کے اموال اور مال و اسباب کی قیمت لگائی اور ان سے بیس ہزار دراہم لے لیے' پھر فرمایا' خدا کی قسم آپ مجھے بڑے ہی عزیز اور محبوب ہیں اور آج کے بعد کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے مجھ پر کچھ واجب ہو جائے۔

سیف نے عن عبداللہ عن المستور عن ابیہ عن عدی بن سہل بیان کیا ہے' کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہروں کو لکھا کہ میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو کسی ناراضگی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ لوگ ان کی وجہ سے فتنہ میں پڑ گئے تھے' پس میں نے چاہا کہ وہ جان لیں کہ اللہ ہی کام کرنے والا ہے پھر سیف نے مبشر سے بحوالہ سالم روایت کی ہے کہ جب حضرت خالد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے' پھر انہوں نے اس جیسی بات ہی بیان کی ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ اس سال کے رجب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا اور مسجد حرام میں حرم کے انصاب [1] کی تجدید کا حکم دیا اور یہ حکم آپ نے مخرمہ بن نوفل' ازہر بن عبد عوف' حویطب بن عبدالعزیٰ اور سعید بن یربوع کو دیا' واقدی کا بیان ہے کہ کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ اور دادا کے حوالے سے مجھے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۱۷ھ کے عمرہ میں مکہ تشریف لائے اور ایک راستے سے گزرے تو پانی والوں نے آپ سے گفتگو کی کہ وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان منازل بنا دیں۔ اور اس سے قبل کوئی عمارت موجود نہ تھی۔ تو آپ نے ان کو اجازت دے دی اور ان پر یہ شرط عائد کی کہ مسافر سائے اور پانی کا زیادہ حق دار ہے۔

---

[1] انصاب' حرم میں جو علامات قائم کی گئی ہیں ان کو انصاب کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھیں اور ذوالقعدہ میں انہیں اندر لائے اور ہم نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے مسند میں آپ کے ان کے ساتھ نکاح کرنے کا حال بیان کیا ہے' اور آپ نے انہیں چالیس ہزار درہم مہر دیا اور فرمایا میں نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی وجہ سے نکاح کیا ہے کہ قیامت کے روز میرے رشتہ قرابت اور نسب کے سوا' تمام رشتہ ہائے قرابت اور نسب منقطع ہو جائیں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا والی بنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ربیع الاوّل میں ان کے پاس واپس بھیج دیں اور معمر نے زہری سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب" جو کچھ میرے پاس بیان کیا ہے اس پر ابوبکرہ' شبل بن معبد البجلی' نافع بن عبید اور زیاد نے گواہی دی ہے' پھر واقدی اور سیف نے اس واقعہ کو بیان کیا: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

بنی عامر بن صعصعہ یا بنی ہلال کی عورتوں میں سے ایک عورت تھی جسے ام جمیل بنت الافقم کہا جاتا تھا اور اس کا خاوند ثقیف قبیلے سے تعلق رکھتا تھا وہ فوت ہو گیا اور وہ امراء واشراف کی بیویوں کے پاس آیا جایا کرتی تھی اور امیر بصرہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے گھر میں بھی آیا کرتی تھی اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا گھر' ابوبکرہ کے گھر کے سامنے تھا اور دونوں کے درمیان راستہ تھا اور ابوبکرہ کے گھر میں ایک روشندان تھا جو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے روشندان کے قریب تھا اور حضرت مغیرہؓ اور ابوبکرہ کے درمیان ہمیشہ ناچاقی رہتی تھی' اسی دوران میں کہ ابوبکرہ اپنے گھر میں تھے اور ان کے پاس ایک جماعت اشراف کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی کہ اچانک ہوا نے روشندان کا دروازہ کھول دیا اور ابوبکرہ اسے بند کرنے کے لیے اٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا روشندان کھلا ہے اور وہ ایک عورت کے سینے اور اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھے ہیں اور اس سے جماع کر رہے ہیں' ابوبکرہ نے اپنے اصحاب سے کہا' آؤ اور اپنے امیر کو دیکھو جو ام جمیل سے زنا کر رہا ہے۔ وہ اٹھے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ اس عورت سے جماع کر رہے ہیں' انہوں نے ابوبکرہ سے کہا' آپ نے یہ بات کیسے کہی ہے کہ وہ ام جمیل ہے؟ اور ان دونوں کے سر دوسری جانب تھے۔ اس نے کہا انتظار کرو' پس جب وہ دونوں فارغ ہوئے تو عورت کھڑی ہو گئی اور ابوبکرہ نے کہا یہ ام جمیل ہے اور انہوں نے اپنے خیال کے مطابق اسے پہچان لیا اور جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ جو غسل کر چکے تھے۔ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے باہر نکلے تو ابوبکرہ نے ان کو آگے ہونے سے روک دیا اور انہوں نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی تو آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا امیر مقرر کر دیا اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا پس حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے اور البرد میں اترے تو حضرت مغیرہؓ نے کہا' خدا کی قسم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تاجر اور ملاقاتی بن کر نہیں آئے بلکہ امیر بن کر آئے ہیں' پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس آئے اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط دیا جو مختصر سا تھا اس میں لکھا تھا:

''مجھے ایک عظیم خبر پہنچی ہے اور میں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر بھیجا ہے جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے ان کو دے دیجیے اور جلد آیئے''۔

اور اہل بصرہ کو لکھا:

Marfat.com

''میں نے حضرت ابوموسیٰ کو آپ کا امیر مقرر کیا ہے جو تمہارے طاقتور سے تمہارے کمزور کے لیے لیں گے اور تمہارے ساتھ تمہارے دشمن سے جنگ کریں گے اور تمہارے فرض کو ادا کریں گے اور تمہاری غنیمت کو تمہارے لیے اکٹھا کریں گے پھر اسے تمہارے درمیان تقسیم کر دیں گے''۔

اور حضرت مغیرہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو طائف کی مولدات[1] میں سے عقیلہ نامی ایک لونڈی تحفہ دی اور کہا میں نے آپ کے لیے اسے پسند کیا ہے اور وہ جوان اور خوبصورت تھی اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کوچ کر گئے اور جن لوگوں نے ان کے خلاف گواہی دی' وہ ابوبکرہ' نافع بن کلدہ' زیاد بن امیہ اور شبل بن معبد البجلی تھے اور جب یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے ان کو اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اکٹھا کیا' حضرت مغیرہؓ نے کہا ان لوگوں سے دریافت کیجیے کہ انہوں نے مجھے کیسے دیکھا؟ میں ان کی طرف منہ کیے ہوئے تھا یا پشت کیے ہوئے تھا؟ اور انہوں نے عورت کو کیسے دیکھا اور پہچانا اور اگر یہ میرے سامنے تھے تو انہوں نے کیسے پوشیدگی اختیار نہ کی' یا میری پشت کی طرف تھے تو انہوں نے میرے گھر میں میری بیوی کو دیکھنا کیسے جائز سمجھا؟ خدا کی قسم میں نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہے اور وہ اس سے مشابہت رکھتی ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکرہ سے آغاز کیا اور اس نے گواہی دی کہ اس نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ام جمیل کی دونوں ٹانگوں کے درمیان دیکھا ہے اور وہ اسے یوں داخل خارج کر رہے تھے جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے ان دونوں کو کیسے دیکھا؟ اس نے کہا' دونوں پشت کیے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا تو نے اس عورت کے سر کو کیسے معلوم کیا' اس نے کہا' میں نے توجہ سے کام لے کر معلوم کیا ہے' پھر آپ نے شبل بن معبد کو بلایا' اس نے بھی اسی طرح کی گواہی دی' آپ نے پوچھا' تو نے ان دونوں کو سامنے سے دیکھا یا پشت سے اس نے کہا' میں نے ان دونوں کو سامنے سے دیکھا ہے اور نافع نے بھی ابوبکرہ کی طرح گواہی دی اور زیادہ نے ان کی طرح شہادت نہ دی' اس نے کہا' میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ایک عورت کی دو ٹانگوں کے درمیان بیٹھے دیکھا اور میں نے دو رنگ دار پاؤں ہلتے دیکھے اور دو ننگے سرین دیکھے اور میں نے شدید کودنے کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے اس نے کہا' نہیں' آپ نے پوچھا' کیا تو عورت کو پہچانتا ہے؟ اس نے کہا نہیں' لیکن میں اس کی مانند سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا' ایک طرف ہٹ جاؤ' روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر تین بار تکبیر کہی پھر تینوں کو کوڑے لگانے کا حکم دیا اور انہیں حد کے کوڑے لگائے گئے اور آپ اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھ رہے تھے (اور جب وہ چار گواہ نہ لائیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں) حضرت مغیرہؓ نے کہا مجھے ان لوگوں سے شفا دیجیے آپ نے فرمایا خاموش رہو' اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو خاموش رکھے' خدا کی قسم اگر شہادت مکمل ہو جاتی تو ہم تمہارے پتھروں سے تمہیں رجم کرتے۔

اہواز' مناذر اور نہر تیری کی فتح

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال میں اور بعض کا قول ہے کہ ۱۶ھ میں' پھر اس نے سیف کے طریق سے اس کے شیوخ سے

[1] مولدات ان لونڈیوں کو کہتے ہیں جن کے باپ عربی اور مائیں عجمی ہوں۔ (مترجم)

Marfat.com

روایت کی ہے کہ ہرمزان ان صوبوں پر متغلب ہوگیا اور وہ قادسیہ کے معرکہ میں ایرانی بھگوڑوں میں شامل تھا' پس حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے اور عتبہ بن غزوان نے کوفہ سے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے دو فوجیں تیار کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر فتح دی اور انہوں نے دجلہ سے دجیل تک کا درمیانی علاقہ اس سے لے لیا اور اس کی فوج سے جو چاہا لیا اور جسے چاہا قتل کر دیا' پھر اس نے ان سے نرم رویہ اختیار کیا اور اپنے بقیہ شہروں کے بارے میں ان سے مصالحت کرنی چاہی' پس انہوں نے اس بارے میں عتبہ بن غزوان سے مشورہ کیا اور انہوں نے اس سے صلح کر لی اور اخماس اور فتح کی بشارت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دی اور انہوں نے ایک وفد بھیجا جس میں احنف بن قیس بھی شامل تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے بہت خوش ہوئے اور اس نے آپ کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور آپ نے عتبہ کو خط لکھا جس میں اس کے متعلق انہیں وصیت کی اور اس سے مشورہ کرنے اور اس کی رائے سے استعانت کرنے کا حکم دیا' پھر ہرمزان نے عہد شکنی کی اور پیمان صلح کو توڑ دیا اور کردوں کے ایک گروہ سے مدد طلب کی اور اس کے نفس نے اسے دھوکہ دیا اور اس بارے میں شیطان نے اس کے عمل کو اسے خوبصورت کر کے دکھایا' پس مسلمان اس کے مقابلہ میں نکلے اور اس پر فتح پائی اور اس کی فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس سے تستر تک کے مقبوضہ صوبہ جات اور شہر چھین لیے اور وہ تستر میں قلعہ بند ہو گیا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی اور حضرت اسود بن سریع صحابی نے اس بارے میں کہا ہے۔

''تیری زندگی کی قسم ہمارے باپ زادوں نے ضائع نہیں کیا بلکہ اطاعت کرنے والوں کی نگہبانی کی' انہوں نے اپنے رب کی اطاعت کی اور کچھ لوگوں نے اس کی نافرمانی کی اور اس کے حکم کو ضائع کر دیا وہ مجوسی ہیں جنہیں کوئی کتاب نہیں روکتی اور ایک گھڑ سوار دستے سے ان کی ملاقات ہوئی جس میں بگل بھی تھے اور ہرمزان ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا' جسے سب مارتے تھے اور وہ اہواز کے وسطی علاقے کو جنگِ جسر کی صبح کو جب کہ موسم بہار کی گھاس اُگی تھی' بادل نخواستہ چھوڑ کر بھاگ گیا''۔

اور حضرت حرقوص بن زہیر السعدی صحابی نے کہا۔

''ہم نے ہرمزان کے شہروں کو مغلوب کر لیا جن کی ہر طرف ذخائر پڑے تھے اور ان کے بر و بحر اس وقت برابر ہو جاتے ہیں جب ان کی اطراف پہلے پھل لے آتی ہیں اور ان کے سمندر کے دونوں کناروں پر ہمیشہ ندیاں چڑھی رہتی ہیں''۔

پہلے تستر کا صلح سے فتح ہونا:

ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف کے قول اور اس کی روایت کے مطابق یہ فتح اس سال میں ہوئی تھی اور دیگر مؤرخین کہتے ہیں کہ ۱۹ھ میں ہوئی تھی پھر ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ سیف نے اس کی فتح کا حال بیان کیا ہے پھر اس نے سیف کے طریق سے محمد' طلحہ' مہلب اور عمرو کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جب حضرت حرقوص بن زہیر نے اہواز کی منڈی کو فتح کیا اور ہرمزان آپ کے آگے بھاگ گیا تو آپ نے جزء بن معاویہ کو اس کے پیچھے بھیجا۔ اور آپ نے یہ کارروائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کے مطابق کی۔ اور جزء مسلسل اس کا تعاقب کرتے رہے حتیٰ کہ آپ رامہرمز پہنچ گئے اور ہرمزان اپنے علاقے میں قلعہ بند ہو گیا اور جزء کو اس کی تلاش نے درماندہ کر دیا اور جزء نے ان بلاد و اقالیم اور اراضی پر قبضہ کر لیا اور ان کے باشندوں پر جزیہ عائد کر دیا اور

Marfat.com

آباد زمینوں کو آباد کیا اور مردہ اور ویران زمینوں کی طرف نہریں نکالیں اور وہ بہت آباد اور عمدہ زمینیں بن گئیں اور جب ہرمزان نے دیکھا کہ مسلمانوں کے پڑوس کی وجہ سے اس کا علاقہ اس پر تنگ ہو گیا ہے تو اس نے جزء بن معاویہ کو مصالحت کی پیشکش کی اور جزء نے حضرت حرقوص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور حضرت حرقوص نے حضرت عتبہ بن غزوان کو خط لکھا اور حضرت عتبہؓ نے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ رامہرمز' تستر' جند سابور اور ان کے ساتھ دوسرے شہروں سے مصالحت کر لی جائے اور حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق صلح ہو گئی۔

بحرین کی جانب سے بلاد فارس کے ساتھ جنگ کا بیان' ابن جریر بحوالہ سیف:

یہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت العلاء بن الحضرمی بحرین کے امیر تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے انہیں بحرین سے معزول کر دیا اور قدامہ بن مظعون کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا' پھر حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ وہاں بھیجا اور حضرت العلاء بن الحضرمی' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قادسیہ کو فتح کیا اور کسریٰ کو اس کے گھر سے دور کر دیا اور مضافات کی قریبی حدود پر قبضہ کر لیا۔ اور حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے بحرین کی جانب جو فتح حاصل کی تھی اس سے بڑی فتح حاصل کر لی اور بلند و بالا ہو گئے تو حضرت العلاءؓ نے چاہا کہ وہ ایران میں ایسا کارنامہ کریں جو حضرت سعدؓ کے اس کارنامے کی نظیر ہو جو انہوں نے ان میں سرانجام دیا ہے' پس انہوں نے لوگوں کو ان کے ساتھ جنگ کی طرف متوجہ کیا اور ان کے ملک کے باشندوں نے آپ کی بات کو قبول کیا تو آپ نے ان کے کئی دستے بنا دیئے' ایک دستے پر جارود بن المعلی اور دوسرے دستے پر السوار بن ہمام' اور تیسرے دستے پر خلید بن المنذر بن ساوی کو امیر مقرر کیا اور خلید ساری فوج کے سالار تھے' پس وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر انہیں سمندر میں سوار کر کے ایران لے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں مسلمانوں کی جنگ نہیں کروائی' پس یہ فوجیں' بحرین سے ایران چلی گئیں اور یہ لوگ اصطخر سے نکلے تو ایران ان کے درمیان اور ان کی کشتیوں کے درمیان حائل ہو گیا اور خلید بن المنذر نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا:

"اے لوگو! ان لوگوں نے اپنی اس کارروائی سے آپ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا ہے اور تم بھی ان کے ساتھ جنگ کرنے آئے ہو' پس اللہ سے مدد مانگو اور ان سے جنگ کرو' یہ علاقہ اور کشتیاں اسی کے لیے ہیں جو غالب آئے گا اور صبر و صلوٰۃ سے مدد مانگو اور عاجزی کرنے والوں کے سوا' دوسروں کے لیے یہ ایک بڑی بات ہے"۔

پس انہوں نے ان کی اس بات کا جواب دیا اور ظہر کی نماز پڑھی پھر ان پر حملہ کر دیا اور طاؤس مقام پر ان سے شدید جنگ کی پھر خلید نے مسلمانوں کو حکم دیا تو وہ پیادہ ہو گئے۔ اور ڈٹ کر جنگ کی پھر فتح یاب ہو گئے اور ایرانیوں نے ایسی جنگ کی کہ انہوں نے اس سے قبل ایسی جنگ نہ کی تھی پھر وہ بصرہ جانے کے لیے نکلے تو ان کی کشتیوں نے ان کو ڈبو دیا اور انہوں نے خشکی کی طرف واپس آنے کا کوئی راستہ نہ پایا اور انہوں نے دیکھا کہ شہرک نے اصطخر کے باشندوں کے ساتھ مسلمانوں کے راستوں کی ناکہ بندی کر لی ہے پس انہوں نے پڑاؤ کر لیا اور دشمن سے محفوظ ہو گئے اور جب حضرت عمر کو حضرت العلاء بن الحضرمی کی کارروائی کی اطلاع ملی تو

Marfat.com

آپ کو ان پر بہت غصہ آیا اور ان کی طرف آدمی بھیج کر انہیں معزول کر دیا اور انہیں ڈانٹ پلائی اور آپ کو سخت گراں بار اور ناپسندیدہ چیزوں کا حکم دیا اور فرمایا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ' حضرت العلاء' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے پاس چلے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو لکھا کہ حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ ایک فوج کو لے گئے ہیں اور انہیں اہل فارس کی جاگیریں دی ہیں اور میری نافرمانی کی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس سے انہوں نے خدا تعالیٰ کی رضامندی نہیں چاہی' پس مجھے ان کے متعلق خوف پیدا ہوا ہے کہ ان کی نصرت نہیں ہوگی اور وہ مغلوب ہو جائیں گے اور پھنس جائیں گے' پس لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کرو اور قبل اس کے کہ وہ محتاج ہوں انہیں اپنے ساتھ ملا لو' پس عتبہ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی اور انہیں بتایا کہ اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط ان کے پاس آیا ہے پس بہادر امراء کی ایک جماعت نے جن میں ہاشم بن ابی وقاص' عاصم بن عمرو' عرفجہ بن ہرثمہ' حذیفہ بن محصن اور احنف بن قیس وغیرہ شامل تھے بارہ ہزار فوج کے ساتھ ان کے بلاوے کا جواب دیا اور ساری فوج کے امیر حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم تھے' پس یہ لوگ گھوڑوں کو ہٹاتے ہوئے خچروں پر سوار ہو کر جلدی سے نکلے اور کسی سے ملے بغیر ساحل کے ساتھ چلتے چلتے اس معرکہ کی جگہ پہنچ گئے جو حضرت العلاء کے اصحاب اور اہل فارس کے درمیان طاؤس مقام پر ہو رہا تھا' کیا دیکھتے ہیں کہ خلید بن المنذر اور ان کے مسلمان ساتھی محصور ہو چکے ہیں اور دشمن نے ہر طرف سے ان کا گھیراؤ کر لیا ہے اور ہر طرف کی اقوام نے ان کے متعلق اتفاق کر لیا ہے اور مشرکین کی کمک مکمل ہوگئی ہے اور صرف جنگ کرنا باقی ہے' پس مسلمان بڑی ضرورت کے وقت ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے سب سے پہلے مشرکین کے ساتھ جنگ کی اور حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کو عظیم شکست دی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان سے بہت سے اعلیٰ اموال حاصل کیے اور خلید اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو ان کے قبضہ سے چھڑایا اور اسلام اور اہل اسلام کو سربلند کیا اور شرک کو دور اور ذلیل کیا پھر وہ عتبہ بن غزوان کے پاس بصرہ واپس آ گئے۔

اور جب عتبہ نے اس طرف کی فتح کو مکمل کر لیا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت طلب کی' آپ نے انہیں اجازت دی تو وہ حج کے لیے روانہ ہو گئے اور بصرہ پر ابوسبرہ بن ابی رہم کو قائم مقام مقرر کیا اور حج کے اجتماع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور آپ سے ان کی غلطی معاف کرنے کی درخواست کی مگر آپ نے معاف نہ کیا اور انہیں قسم دی کہ وہ ضرور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف واپس آئیں گے پس حضرت عتبہؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور حج سے واپسی پر وادی نخلہ میں فوت ہو گئے جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صدمہ ہوا اور آپ نے ان کی تعریف کی اور ان کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا والی مقرر کیا اور وہ اس سال اور اس سے اگلے سال بصرہ کے والی رہے اور ان کے زمانے میں کوئی واقعہ رونما نہ ہوا اور وہ اپنے کام میں سلامتی سے بہرہ ور تھے پھر ابوبکرہ کی طرف سے اس عورت کے متعلق اعتراض ہوا اور اس کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پھر آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا والی بنا کر بھیجا۔

دوسری دفعہ تستر کے فتح ہونے اور ہرمزان کے قید ہونے اور اسے حضرت عمرؓ بن خطاب کی خدمت میں بھیجے جانے کا بیان

ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف بن عمر تمیمی کی روایت کے مطابق یہ واقعہ اس سال میں ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ یزدگرد ہر وقت ایرانیوں کو برانگیختہ کرتا رہتا تھا اور انہیں ان کے قلعوں میں جا کر مارنے اور عرب کے بادشاہ کے متعلق ملامت کرتا رہتا تھا پس

Marfat.com

اس نے اہل فارس کو لکھا تو وہ متحرک ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے اور بصرہ جانے کا پیمان کر لیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں خط لکھا کہ آپ ایک بہت بڑی فوج کو نعمان بن مقرن اور عجلن کے ساتھ اہواز بھیج دیں اور وہ ہرمزان کے بالمقابل ہو جائیں اور آپ نے ان جوانوں کے نام بھی لیے جو شجاع اعیان امراء میں سے تھے کہ وہ اس فوج کے پیچھے ہوں' جن میں جریر بن عبداللہ البجلی جریر بن عبداللہ الحمیری' نعمان بن مقرن' سوید بن مقرن اور عبداللہ بن ذی السہمین شامل تھے نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ وہ اہواز کی طرف ایک بہت بڑی فوج بھیج دیں جس کے سالار سہیل بن عدی ہوں اور البراء بن مالک' عاصم بن عمرو' مجزاۃ بن ثور' کعب بن ثور' عرفجہ بن ہرثمہ' حذیفہ بن محصن' عبدالرحمٰن بن سہل اور الحصین معبد ان کے ساتھ ہوں اور سب اہل بصرہ اور اہل کوفہ اور جو فوج بھی ان کے پاس آئے' ان کے امیر حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم ہوں گے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کوفہ کی فوج کے ساتھ روانہ ہو گئے اور بصریوں سے سبقت کر گئے اور رامہرمز پہنچ گئے جہاں ہرمزان موجود تھا پس ہرمزان اپنی فوج کے ساتھ آپ کے مقابلہ میں نکلا' اور اس کے اور مسلمانوں کے درمیان جو عہد تھا اس نے اسے توڑ دیا اور آپ نے اپنے بصری اصحاب کی آمد سے قبل اس امید پر کہ وہ اہل فارس کو مدد نہ دے' اس کا قلع قمع کرنے میں جلدی کی پس حضرت نعمان بن مقرنؓ نے اربل مقام پر اس سے مڈبھیڑ کی اور دونوں نے شدید جنگ کی اور ہرمزان شکست کھا کر تستر کی طرف بھاگ گیا اور رامہرمز کو چھوڑ گیا اور حضرت نعمانؓ نے بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا اور اس میں جو خزائن و ذخائر' ہتھیار اور سامان تھا اسے قابو کر لیا اور جب بصریوں کو اس کارروائی کا پتہ چلا جو کوفیوں نے ہرمزان کے ساتھ کی نیز یہ کہ اس نے بھاگ کر تستر میں پناہ لی ہے تو وہ تستر کی طرف روانہ ہو گئے اور اہل کوفہ بھی ان کے ساتھ جا ملے حتیٰ کہ ان سب نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور سب فوج کے سالار حضرت ابوسبرہ تھے' انہوں نے دیکھا کہ ہرمزان نے بہت ساری مخلوق کو جمع کر لیا ہے' پس انہوں نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا اور ان سے کمک طلب کی' آپ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس جانے کے لیے لکھا تو وہ ان کی طرف روانہ ہو گئے اور وہ اہل بصرہ کے امیر تھے اور حضرت ابوسبرہ تمام اہل کوفہ اور اہل بصرہ کی امارت پر قائم رہے اور انہوں نے کئی ماہ تک ان کا محاصرہ کیے رکھا اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت براء بن مالک نے ان دنوں ایک سو مبارزت کرنے والوں کو قتل کیا اور اس کے سوا جو آدمی آپ نے قتل کیے وہ الگ ہیں اور اسی طرح حضرت کعب بن ثور' حضرت مجزاۃ بن ثور اور حضرت ابو یمامہؓ اور دیگر اہل بصرہ نے کیا اور اسی طرح اہل کوفہ کی ایک جماعت نے حضرت حبیب بن قرۃ' حضرت ربعی بن عامر اور حضرت عامر بن عبدالاسود نے ایک سو مبارزت کرنے والوں کو قتل کیا اور وہ چند دنوں تک ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے رہے حتیٰ کہ آخری چڑھائی میں مسلمانوں نے حضرت البراءؓ بن مالک سے جو مستجاب الدعوات تھے کہا اے براء اپنے رب کی قسم کھاؤ کہ وہ ہماری خاطر انہیں شکست دے' انہوں نے کہا' اے اللہ انہیں ہماری خاطر شکست دے اور مجھے شہادت نصیب فرما' راوی بیان کرتا ہے کہ مسلمانوں نے انہیں شکست دی حتیٰ کہ انہیں ان کی خندقوں میں داخل کر دیا اور ان پر حملہ کر دیا اور مشرکین شہر کی پناہ لے کر اس میں قلعہ بند ہو گئے اور تستر ان سے تنگ ہو گیا اور اہل شہر میں سے ایک شخص نے

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے امان طلب کی تو آپ نے اسے امان دے دی اور آپ نے اسے مسلمانوں کو وہ جگہ بتانے کے لیے بھیجا جس سے وہ شہر میں داخل ہوتے تھے اور وہ شہر میں پانی داخل ہونے کی جگہ تھی' پس امراء نے لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا تو بہادر اور شجاع جوانوں نے لبیک کہا اور وہ آ کر پانی کے ساتھ بطخ کی طرح شہر کی طرف چلے گئے اور یہ کارروائی رات کو ہوئی' کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس میں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی داخل ہوئے اور دربانوں کے پاس آئے اور انہیں قتل کر دیا اور دروازے کھول دیئے اور مسلمانوں نے تکبیر کہی اور شہر میں داخل ہو گئے اور یہ کارروائی فجر کے وقت سے دن بلند ہونے تک ہوئی اور اس روز انہوں نے طلوع آفتاب کے بعد نماز فجر پڑھی جیسا کہ بخاری نے اسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں تستر کی فتح میں شامل تھا اور یہ فتح نماز فجر کے وقت ہوئی تھی' پس لوگ فتح میں مشغول رہے اور انہوں نے صبح کی نماز طلوع آفتاب کے بعد پڑھی پس اس نماز کے بدلے میں سرخ اونٹوں کا ملنا کیا ہی اچھا ہے' اس سے بخاری نے مکحول اور اوزاعی کے لیے دلیل پکڑی ہے کہ جنگ کے عذر کی وجہ سے نماز کا مؤخر کرنا جائز ہے اور بخاری کا میلان بھی اسی طرف ہے اور انہوں نے خندق کے واقعہ سے استدلال کیا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روک دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے''۔

نیز بنی قریظہ کی جنگ میں آپ کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے۔ پس ایک جماعت نے نماز عصر کو غروب آفتاب کے بعد تک مؤخر کر دیا اور آپ نے زجر وتوبیخ نہیں کی۔ اور ہم نے غزوۃ الفتح میں اس کے متعلق گفتگو کی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ جب شہر فتح ہو گیا تو ہرمزان نے قلعہ کی پناہ لے لی اور جن بہادروں کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے اور دیگر بہادروں نے اس کا پیچھا کیا اور جب انہوں نے قلعہ کے ایک مکان میں اس کا محاصرہ کر لیا اور صرف اس کا یا ان کا فنا ہو جانا باقی رہ گیا تو اس نے حضرت البراء بن مالک اور حضرت مجزاۃ بن ثور رضی اللہ عنہما کے قتل کرنے کے بعد انہیں کہا کہ میرے پاس ایک ترکش ہے جس میں ایک سو تیر ہیں اور تم میں سے جو بھی میری طرف بڑھے گا میں اسے تیر مار کر قتل کر دوں گا اور میرا ہر تیر تمہارے ایک آدمی کو لگے گا پس اگر تم نے مجھے ایک سو آدمی قتل کرنے کے بعد قید کیا تو تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ انہوں نے پوچھا' تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا تم مجھے امان دو تا کہ میں تم کو اپنے ہاتھ پکڑا دوں اور تم مجھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے جانا اور وہ جو چاہیں میرے بارے میں فیصلہ کریں' انہوں نے اس کی بات مان لی' تو اس نے اپنی کمان اور تیر پھینک دیئے اور انہوں نے اسے گرفتار کر کے مضبوطی سے باندھ دیا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اسے بھیجنے کے لیے اس کی نگرانی کرنے لگے پھر انہوں نے شہر کے اموال وخزائن پر قبضہ کر لیا اور اس کے چار خمس باہم تقسیم کر لیے اور ہر سوار کو تین ہزار اور ہر پیادے کو ایک ہزار درہم ملا۔

فتح سوس:

پھر حضرت ابوسبرہ' فوج کے ایک دستے کے ساتھ سوار ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے اور انہوں نے ہرمزان کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا اور شکست خوردہ ایرانیوں کی تلاش میں روانہ ہو گئے اور

Marfat.com

میں جا اترے اور اس کا گھیراؤ کر لیا اور حضرت ابوسبرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو خط لکھا جس کے جواب میں خط آیا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بصرہ کی طرف واپس چلے جائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زر بن عبداللہ بن کلیب الفقیمی کو جو صحابی تھے۔ حکم دیا کہ وہ جند سابور کی طرف روانہ ہو جائیں' پس وہ روانہ ہو گئے' پھر حضرت ابوسبرہؓ نے خمس اور ہرمزان کو ایک وفد کے ساتھ جس میں حضرت انس بن مالک اور حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہما شامل تھے' بھیج دیا' اور جب یہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے ہرمزان کو یاقوت اور موتیوں سے مرصع' دیباج اور سونے کا وہ لباس دیا جسے وہ پہنا کرتا تھا پھر وہ مدینہ میں داخل ہوئے اور وہ اسی ہیئت میں تھا پس انہوں نے اس کے ساتھ امیرالمومنین کے گھر کا قصد کیا اور آپ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ آپ ایک کوفی وفد کی وجہ سے مسجد کی طرف گئے ہیں' وہ مسجد آئے تو انہوں نے وہاں کسی آدمی کو نہ پایا اور واپس چلے گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ بچے کھیل رہے ہیں انہوں نے ان سے آپ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ اپنی ٹوپی کا تکیہ بنا کر مسجد میں سوئے ہوئے ہیں پس وہ مسجد کی طرف واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ اپنی اس ٹوپی کا تکیہ بنائے ہوئے ہیں' جسے آپ وفد کے لیے پہنا کرتے تھے' پس جب وہ آپ کے پاس سے واپس چلے گئے تو آپ نے ٹوپی کا تکیہ بنایا اور سو گئے اور مسجد میں آپ کے سوا کوئی آدمی نہ تھا اور درہ آپ کے ہاتھ میں لٹکا ہوا تھا' ہرمزان نے کہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' وہ یہ ہیں' اور لوگ اپنی آوازوں کو نیچا کرنے لگے کہ کہیں وہ آپ کو بیدار نہ کر دیں اور ہرمزان پوچھنے لگا' آپ کا دربان کہاں ہے؟ آپ کے محافظ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا آپ کا دربان اور محافظ کوئی نہیں اور نہ آپ کا کوئی سیکرٹری اور کونسل ہے' اس نے کہا' انہیں تو نبی ہونا چاہیے' انہوں نے کہا' یہ نبیوں کا کام کرتے ہیں اور لوگ زیادہ ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شور سے بیدار ہو گئے اور اچھی طرح بیٹھ گئے پھر آپ نے ہرمزان کی طرف دیکھا اور فرمایا یہ ہرمزان ہے انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے اسے اور اس کے لباس کو غور سے دیکھا اور فرمایا' میں آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور اللہ سے مدد مانگتا ہوں' پھر فرمایا' اس خدا کا شکر ہے جس نے اسلام کے ذریعے سے اور اس کے مددگاروں کو ذلیل کیا ہے' اے گروہ مسلمین اس دین کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اپنے نبی کی ہدایت سے راہنمائی حاصل کرو اور دنیا تمہیں متکبر نہ بنا دے بلاشبہ یہ خیانت کرنے والی ہے' وفد نے آپ سے کہا' یہ اہواز کا بادشاہ ہے اس سے بات کیجیے' آپ نے فرمایا اس سے اس وقت تک بات نہ ہو گی جب تک یہ زیورات پہنے ہوئے ہے' انہوں نے اس کے زیورات اتار دیئے اور اسے گف دار کپڑے پہنا دیئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ہرمزان تو نے عہد شکنی کے وبال اور امر الٰہی کے انجام کو کیسا پایا' اس نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! ہم اور تم جاہلیت میں تھے' اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں چھوڑ دیا اور ہم تم پر غالب آ گئے' اس وقت وہ نہ ہمارے ساتھ تھا اور نہ تمہارے ساتھ تھا اور جب وہ تمہارے ساتھ ہو گیا تو تم نے ہمیں مغلوب کر لیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تم جاہلیت میں اپنے اتفاق اور ہمارے افتراق کی وجہ سے غالب آئے تھے پھر فرمایا! کے بعد دیگرے عہد شکنی کرنے کے بارے میں تمہارا کیا عذر ہے اور تمہاری کیا حجت ہے؟ اس نے کہا مجھے خدشہ ہے کہ میرے بتانے سے پہلے آپ مجھے قتل کر دیں گے' آپ نے فرمایا اس بات کا خوف نہ کرو' ہرمزان نے پانی مانگا تو ایک موٹے پیالے میں اس کے پاس پانی لایا گیا تو اس نے کہا' میں اس پیالے میں پانی پینے کی سکت نہیں رکھتا خواہ مر بھی جاؤں' پس اس کی رضامندی سے ایک دوسرے پیالے میں پانی لایا گیا اور جب اس نے اسے پکڑا تو اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا اور وہ کہنے لگا' مجھے

Marfat.com

خدشہ ہے کہ پانی پیتے ہوئے مجھے قتل کر دیا جائے گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پانی پینے تک تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا' پس آپ نے اسے بے نیاز کر دیا' نیز فرمایا اسے دوبارہ پانی دو اور پیاس اور قتل کو اس پر جمع نہ کرو' اس نے کہا' مجھے پانی کی ضرورت نہیں' میں نے صرف آپ سے مانوس ہونا چاہا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' میں تجھے قتل کرنے والا ہوں' اس نے کہا آپ نے مجھے امان دی ہے' آپ نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین اس نے سچ کہا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے انس! تو ہلاک ہو' میں حضرت مجزاۃ اور حضرت البراء رضی اللہ عنہما کے قاتل کو امان دیتا ہوں؟ میرے پاس دلیل لائیے ورنہ میں آپ کو سزا دوں گا' انہوں نے کہا آپ نے فرمایا ہے جب تک تو مجھے بات نہ بتا دے تجھے کوئی خوف نہ ہوگا نیز آپ نے فرمایا ہے کہ پانی پینے تک مجھے کوئی خوف نہ ہوگا اور آپ کے اردگرد جو لوگ موجود تھے انہوں نے اسی قسم کی بات کی تو آپ نے ہرمزان کے پاس آ کر فرمایا تو نے مجھے دھوکا دیا ہے' قسم بخدا میں دھوکا نہیں کھاؤں گا' سوائے اس کے کہ تو مسلمان ہو جائے' پس وہ مسلمان ہو گیا تو آپ نے اس کے لیے دو ہزار درہم مقرر کر دیئے اور اسے مدینہ میں اتارا' اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ہرمزان کے درمیان حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ترجمان تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' اسے کہیے کہ تو کس علاقے سے تعلق رکھتا ہے؟ اس نے کہا مہرجانی سے' آپ نے فرمایا اپنی حجت بیان کرو' اس نے کہا' زندہ کلام یا مردہ؟ آپ نے فرمایا' زندہ کلام اس نے کہا آپ نے مجھے امان دی ہے' آپ نے فرمایا تو نے مجھے دھوکا دیا ہے اور جب تک تو مسلمان نہ ہو جائے میں اسے قبول نہیں کروں گا تو وہ مسلمان ہو گیا اور آپ نے اس کے لیے دو ہزار درہم مقرر کر دیئے اور اسے مدینہ میں اتارا' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ آئے اور وہ ان دونوں کے درمیان مترجم بن گئے۔

میں کہتا ہوں ہرمزان بہت اچھا مسلمان بن گیا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے علیحدہ نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور بعض لوگوں نے اس پر ابولؤلؤ اور جفینہ کی مدد کرنے کا الزام لگایا اور عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہرمزان کو قتل کر دیا اور جفینہ کے حالات کی تفصیل ابھی بیان ہوگی' اور ہم نے بیان کیا ہے کہ جب عبید اللہ تلوار کے ساتھ اس کے اوپر چڑھے تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ' اور جفینہ کو منہ کے بل صلیب دیا گیا۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عجم کے خدشہ کی وجہ سے بلاد عجم میں مسلمانوں کو دولتمندی حاصل کرنے سے روکتے تھے حتیٰ کہ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ مصلحت فتوحات میں ان کی دولتمندی کا تقاضا کرتی ہے' بلاشبہ شاہ یزدگرد ہمیشہ انہیں مسلمانوں سے جنگ کرنے پر اکساتا رہتا تھا اور اگر انہوں نے عجم کی دوڑ کا استیصال نہ کیا تو وہ اسلام اور اہل اسلام کا لالچ کریں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کی تحسین کی اور اسے درست قرار دیا اور مسلمانوں کو بلاد عجم میں فراخی وکشادگی حاصل کرنے کی اجازت دے دی اور اس کے باعث انہوں نے بہت سی چیزوں کو فتح کیا اور اکثر امور کا وقوع ۱۸ھ میں ہوا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

سیف کے قول کے مطابق پھر ہم سوس' جند سابور اور نہاوند کی فتح کی طرف لوٹتے ہیں اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہ اپنے سرکردہ امراء کے ساتھ تستر سے سوس کی طرف روانہ ہو گئے اور ایک وقت تک ان سے برسرپیکار رہے اور فریقین کے

Marfat.com

بہت سے آدمی مارے گئے اور سویز کے باشندوں کے علماء نے قریب آ کر کہا اے گروہ مسلمین! اس شہر کے محاصرہ میں درماندہ نہ ہو' ہم اس شہر کے قدیم باشندوں سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ اسے دجال یا وہ لوگ جن کے ساتھ دجال ہوگا' فتح کریں گے' اتفاق سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی فوج میں صاف بن صیاد بھی موجود تھا' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے محاصرہ کرنے والوں کے ساتھ بھیجا' اس نے دروازے کے پاس آ کر اسے پاؤں کے ساتھ کھٹکھٹایا تو زنجیریں کٹ گئیں اور قفل ٹوٹ گئے اور مسلمان شہر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے جن لوگوں کو پایا قتل کر دیا حتیٰ کہ وہ امان اور صلح کی دہائی دینے لگے تو انہوں نے ان کی بات مان لی اور ہرمزان کا بھائی شہریار' سویز کا حکمران تھا' پس مسلمانوں نے سویز پر قبضہ کرلیا اور وہ زمین کا قدیم آباد شہر ہے کہتے ہیں کہ وہ سطح زمین پر بنایا جانے والا پہلا شہر ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سویز میں حضرت دانیال کی قبر دیکھی اور جب حضرت ابوسبرہؓ کے جند سابور چلے جانے کے بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ وہاں آئے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس قبر کے متعلق لکھا تو آپ نے انہیں لکھا کہ اسے دفن کر دیا جائے اور ان کی قبر کی جگہ کو لوگوں سے پوشیدہ کر دیا جائے تو آپ نے ایسے ہی کیا اور ہم نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ میں اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ہرمزان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے جانے کا واقعہ ۲۰ھ میں ہوا ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ' اہل نہاوند کی طرف چلے جائیں تو وہ اس کی طرف روانہ ہو گئے اور راہ کے پاس سے گذرے۔ یہ ایک بڑا شہر ہے جو اس سے پہلے آتا ہے۔ اور اسے فتح کیا پھر نہاوند کی طرف گئے اور اسے فتح کیا۔

میں کہتا ہوں مشہور یہ ہے کہ نہاوند کی فتح ۲۱ھ میں ہوئی تھی جیسا کہ اس کی تفصیل ابھی اس میں بیان ہوگی اور یہ ایک عظیم معرکہ اور بڑی فتح اور عجیب وغریب خبر ہے اور حضرت زر بن عبداللہ الفقیمیؒ نے جندی سابور شہر کو فتح کیا اور یہ شہر مسلمانوں کے لیے مضبوطی کا باعث بن گئے اور یزدگرد ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہونے لگا حتیٰ کہ وہ اصبہان میں قیام پذیر ہو گیا اور اس نے اپنے اشراف اصحاب میں سے تقریباً تین سو عظماء کو ایک شخص کی سرکردگی میں جسے سیاہ کہا جاتا تھا بھیجا' وہ مسلمانوں اسے ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھاگتے پھرتے تھے حتیٰ کہ مسلمانوں نے تستر اور اصطخر کو فتح کر لیا تو سیاہ نے اپنے اصحاب سے کہا' بلاشبہ یہ لوگ ذلت وبدبختی کے بعد قدیم بادشاہوں کی جگہوں پر قابض ہوئے ہیں اور یہ جس فوج سے جنگ کرتے ہیں اسے شکست دے دیتے ہیں' خدا کی قسم جھوٹ سے یہ نہیں ہوتا اور اس کے دل میں اسلام اور اہل اسلام کی عظمت کی دھاک بیٹھ گئی اور انہوں نے اسے کہا' ہم تمہارے پیروکار ہیں' اور اس دوران میں آپ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو انہیں دعوت الی اللہ دینے بھیجا اور انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے مسلمان ہونے کا پیغام بھیج دیا اور انہوں نے ان کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے انہیں لکھا کہ ان کے لیے دو دو ہزار درہم مقرر کر دیجئے اور آپ نے ان میں سے چھ آدمیوں کے لیے اڑھائی اڑھائی ہزار درہم مقرر کیے اور وہ اچھے مسلمان ہو گئے اور انہیں اپنی قوم کے ساتھ جنگ کرنے میں عظیم تکالیف سے دوچار ہونا پڑا اور ان کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے ایک قلعے کا محاصرہ کرلیا جو ان سے سر نہ ہو سکا تو ان میں سے ایک شخص نے رات کو اپنے آپ کو قلعے کے دروازے پر گرا دیا اور اپنے کپڑوں کو

Marfat.com

خون سے لت پت کرلیا اور جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو اسے اپنا آدمی خیال کیا اور اسے پناہ دینے کے لیے قلعے کا دروازہ کھول دیا' تو اس نے دربان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے بقیہ اصحاب نے آ کر قلعے کا دروازہ کھول دیا اور جو مجوسی اس میں موجود تھے انہیں قتل کر دیا' اس کے علاوہ اور بھی اس قسم کے عجیب وغریب واقعات ہیں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایران سے جنگ کرنے کے لیے اور ان کے شہروں میں فراخی حاصل کرنے کے لیے بلاد خراسان وعراق میں چھوٹے اور بڑے جھنڈے باندھے جیسا کہ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ کو مشورہ دیا تھا اور اس کی وجہ سے آئندہ سال میں اس کے بعد بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس سال لوگوں کو حج کروایا پھر انہوں نے شہروں پر آپ کے نائبین کا ذکر کیا ہے اور وہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سوا وہی اشخاص ہیں جن کا اس سے پہلے سال میں ذکر ہو چکا ہے' اور ان کے بدلے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ میں آپ کے نائب تھے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سال کچھ لوگوں نے وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد فوت ہوئے تھے اور ابھی ان کے مقامات پر ان کا ذکر آئے گا۔ واللہ اعلم

۱۸ھ

مشہور قول کے مطابق جسے جمہور نے اختیار کیا ہے' طاعون عمواس اس سال ہوئی تھی اور ہم نے سیف بن عمر اور ابن جریر کے قول کی پیروی کی ہے انہوں نے اسے اس سے پہلے سال میں بیان کیا ہے' لیکن ہم اس سال میں طاعون سے وفات پانے والوں کا ذکر کریں گے ان شاء اللہ' ابن اسحٰق اور ابومعشر کا بیان ہے کہ طاعون عمواس اور عام الرمادۃ اس سال ہوئے تھے اور ان دونوں میں لوگ فنا ہو گئے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ عام الرمادۃ میں خشک سالی ہو گئی تھی' جو ارض حجاز پر چھا گئی تھی اور لوگ سخت بھوکے ہو گئے تھے اور ہم نے سیرتِ عمر میں اس کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اسے عام الرمادہ کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ زمین' بارش کی قلت کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی حتیٰ کہ اس کا رنگ راکھ کی مانند ہو گیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کو عام الرمادہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ہوائیں مٹی کو راکھ کی طرح اڑاتی تھیں اور ممکن ہے ان دونوں کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہو۔ واللہ اعلم

اور اس سال ارض حجاز کے لوگ قحط زدہ ہو گئے اور قبائل مدینہ کی طرف بھاگ آئے اور ان میں کسی کے پاس بھی زاد باقی نہ بچا اور انہوں نے امیر المومنین کی پناہ لی اور آپ نے بیت المال کے اموال اور کھانے کے ذخائر ان پر خرچ کر کے انہیں ختم کر دیا اور جب تک لوگوں کی تکلیف دور نہ ہو جائے اس وقت تک اپنے آپ کو گھی اور گوشت نہ کھانے کا پابند کر لیا اور آسودگی کے زمانے میں دودھ اور گھی کے ساتھ آپ کو روٹی بھیجی جاتی تھی اور عام الرمادۃ کو تیل اور سرکے کے ساتھ بھیجی جاتی تھی اور آپ تیل کو خوشگوار سمجھتے تھے اور اس کے باوجود سیر نہیں ہوتے تھے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رنگ سیاہ اور جسم متغیر ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے متعلق ضعف کا خدشہ ہو گیا

Marfat.com

اور نو ماہ تک لوگوں کا یہ حال رہا پھر آسودگی اور آرام کا زمانہ آ گیا اور لوگ مدینہ سے اپنے اپنے مقامات کو چلے گئے۔

امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب مدینہ سے قبائل کوچ کر گئے تو ایک عرب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا' آپ ایک شریف عورت کے بیٹے ہیں اور وہ آپ سے دور چلے گئے ہیں' یعنی آپ نے لوگوں سے ہمدردی کی ہے اور ان سے انصاف کیا ہے اور ان سے حسن سلوک کیا ہے۔

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ عام الرمادہ میں ایک شب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پاسبانی کی اور کسی شخص کو ہنستے نہ پایا اور نہ ہی لوگ دستور کے مطابق اپنے گھروں میں باتیں کرتے تھے اور نہ ہی آپ نے کسی سائل کو سوال کرتے دیکھا' آپ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ کو بتایا گیا یا امیر المومنین' انہوں نے سوال کیا تو انہیں دیا نہ گیا تو انہوں نے سوال کرنا چھوڑ دیا اور لوگ غم اور تنگی میں ہیں اس لیے وہ نہ باتیں کرتے ہیں اور نہ ہنستے ہیں' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد کیجیے اور مصر میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد کیجیے اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے ایک بہت بڑا قافلہ جو گندم اور دیگر کھانے اٹھائے ہوئے تھا آپ کے پاس بھیجا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا غلہ سمندر میں جدہ پہنچا اور جدہ سے مکہ پہنچا اور اس اثر کا اسناد جید ہے' لیکن عام الرمادہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا مشکل ہے' بلاشبہ مصر ۱۸ھ میں فتح نہیں ہوا تھا' ہوسکتا ہے کہ عام الرمادہ ۱۸ھ کے بعد ہوا ہو' یا عام الرمادہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا اہم ہو۔ واللہ اعلم

سیف نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو ان کے ساتھ چار ہزار اونٹ کھانا اٹھائے ہوئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے اردگرد کے قبائل میں اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا اور جب وہ اس سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ان کو چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا' مگر انہوں نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار سے انہوں نے انہیں قبول کر لیا۔

سیف بن عمر نے سہل بن یوسف سلمی سے بحوالہ عبدالرحمان بن کعب بن مالک بیان کیا ہے کہ عام الرمادہ ۱۷ھ کے آخر اور ۱۸ھ کے آغاز میں ہوا تھا' اہل مدینہ اور ان کے اردگرد کے لوگوں کو بھوک نے تکلیف دی اور بہت سے لوگ مر گئے' حتیٰ کہ وحشی جانور انسانوں کی پناہ لینے لگے' لوگوں کی یہ حالت تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل امصار کے شرمندہ سے تھے کہ حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی اور کہا' میں آپ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو عقلمند دیکھا ہے اور آپ ہمیشہ اسی طرح رہے' آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے پوچھا آپ نے یہ خواب کب دیکھا ہے' انہوں نے کہا' گزشتہ شب کو' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر الصلاۃ جامعۃ کا لوگوں میں اعلان کر دیا اور ان کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر فرمایا' اے لوگو! میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا تم میرے حکم کے علاوہ کسی اور حکم کو جو اس سے بہتر ہو جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا' آپ نے فرمایا کہ حضرت بلال بن الحارث کا خیال ایسا ایسا ہے۔ انہوں نے کہا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے درست کہا ہے' آپ اللہ سے اور پھر مسلمانوں سے مدد مانگیے۔ پس آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ اور

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے شرمندہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ اکبر' مصیبت اپنی مدت کو پہنچ چکی ہے' پس تو ظاہر ہوا اور جب بھی کسی قوم کو مانگنے کی اجازت دی گئی ہے' اس سے تکلیف اور مصیبت دور کر دی گئی ہے اور آپ نے امرائے امصار کو لکھا کہ وہ اہل مدینہ اور ان کے اردگرد رہنے والے لوگوں کی مدد کریں' وہ اپنی مصیبت کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں اور آپ نے لوگوں کو نماز استسقاء کے لیے باہر نکالا اور خود بھی نکلے اور آپ کے ساتھ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی پاپیادہ نکلے' اور آپ نے مختصر خطاب کیا اور نماز پڑھی پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہا' اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں' اے اللہ ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا پھر آپ واپس آ گئے اور واپسی پر ابھی گھروں تک نہیں پہنچے تھے کہ پانی کے گڑھوں میں گھس گئے۔

پھر سیف نے عن مبشر بن الفضیل عن جبیر بن صخر عن عاصم بن عمر بن خطابؓ روایت کی ہے کہ عام الرمادہ میں مزینہ کے ایک شخص سے اس کے اہل نے کہا کہ وہ ان کے لیے ایک بکری ذبح کر دے' اس نے کہا کہ ان میں کوئی چیز باقی نہیں ہے' انہوں نے اس سے اصرار کیا تو اس نے بکری ذبح کر دی' کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی ہڈیاں سرخ ہو گئی ہیں' اس نے کہا یا محمداہ! اور جب شام ہوئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہہ رہے ہیں:

''زندگی سے شادکام ہو' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں میرا اسلام کہو نیز انہیں کہنا' میں نے آپ کو عہد کا پورا کرنے والا اور عہد کا سختی سے پابند پایا ہے' اے عمر رضی اللہ عنہ عقل مندی سے کام لیجیے''۔

وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور آپ کے غلام سے کہنے لگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے لیے اجازت طلب کیجیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے آپ کو بات بتائی تو آپ گھبرا گئے' پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے فرمایا اے لوگو میں اس خدا کے نام پر تم سے اپیل کرتا ہوں جس نے آپ لوگوں کی اسلام کی طرف راہنمائی کی ہے' کیا تم نے مجھ سے کوئی ناپسندیدہ امر دیکھا ہے' انہوں نے کہا' نہیں' پس آپ نے انہیں حضرت بلال بن الحارث المزنی کی بات بتائی تو وہ سمجھ گئے اور آپ نہ سمجھے' انہوں نے کہا آپ نے نماز استسقاء میں دیر کر دی ہے پس ہمارے ساتھ نماز استسقاء پڑھیے پس آپ نے لوگوں میں اعلان کر دیا اور مختصر سا خطبہ دیا پھر مختصراً دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا اے اللہ ہمارے مددگار ہم سے عاجز آ گئے ہیں اور ہماری قوت وطاقت بھی ہم سے عاجز آ گئی ہے اور ہمارے نفس بھی ہم سے عاجز آ گئے ہیں اور تیرے سوا کوئی قوت طاقت نہیں اے اللہ ہمیں سیراب کر دے اور بندوں اور شہروں کو زندہ کر دے۔

حافظ ابوبکر بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر فارسی نے ہمیں بتایا کہ ابوعمر بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن علی ذہلی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے عن اعمش عن ابی صالح عن مالک ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں کو قحط نے آ لیا تو ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ سے بارش طلب کیجیے' وہ تو ہلاک ہو چکے ہیں' پس خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور فرمایا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں میرا اسلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ وہ سیراب کیے جائیں گے اور انہیں کہنا کہ عقل مندی اختیار کرو' اس شخص نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ میں اسی کام میں کوتاہی کرتا ہوں جس سے میں عاجز

Marfat.com

آجاتا ہوں اور یہ اسناد صحیح ہے۔

اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ ابو مسلم الکشی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو محمد انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لیے نکلے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ استسقاء کے لیے لے گئے آپ کہنے لگے اے اللہ! جب ہم اپنے نبی کے عہد میں قحط زدہ ہوتے تو ہم اپنے نبی کے ذریعے تجھ تک تقرب حاصل کرتے تھے اور بخاری نے اسے حسن بن محمد سے بحوالہ محمد بن عبداللہ روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے ذریعے بارش طلب کرتے اور کہتے: اے اللہ! ہم اپنے نبی کے ذریعے تیرا تقرب حاصل کیا کرتے تھے اور تو ہمیں سیراب کر دیا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعے تجھ تک تقرب حاصل کرتے ہیں ہمیں سیراب کر دے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ سیراب ہو جاتے اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے کتاب المطر اور کتاب مجابی الدعوۃ میں بیان کیا ہے کہ ابوبکر نیشاپوری نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن مسلم نے العمری سے بحوالہ خوات بن جبیر ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو نماز استسقاء پڑھانے کے لیے نکلے اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اے اللہ ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور آپ اپنی جگہ سے نہ ہٹتے حتیٰ کہ وہ سیراب ہو جاتے پس بدوؤں نے آ کر کہا یا امیر المومنین ہم فلاں وقت اپنی ایک وادی میں تھے کہ ایک بدلی نے ہم پر سایہ کر دیا اور ہم نے اس سے آواز سنی۔ ابو حفص تمہارے پاس مدد آ گئی ہے اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے مطرف بن طریف سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو استسقاء پڑھانے نکلے اور آپ نے استغفار سے زیادہ کچھ نہ کیا اور واپس آ گئے لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ہم نے آپ کو بارش طلب کرتے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا میں نے آسمان کے انگ اوزار سے بارش طلب کی ہے جن سے بارش اترتی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴾

پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ﴾

اور ابن جریر نے اس سال میں سیف بن عمر کے طریق سے ابو المجالد ربیع ابو عثمان ابو حارثہ سے اور عبداللہ بن شبرمہ سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ مسلمانوں کو ایک جماعت نے شراب پی ہے جن میں حضرت ضرار اور حضرت ابو جندل بن سہل رضی اللہ عنہما شامل ہیں ہم نے ان سے دریافت کیا ہے وہ کہتے ہیں اس نے ہمیں اختیار دیا ہے اور ہم مختار ہیں وہ فرماتا ہے کیا تم باز آنے والے ہو اس نے واجب نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور انہوں نے ان کے خلاف اجماع کیا اور کیا تم باز آنے والے ہو کا مفہوم یہ ہے کہ باز آ جاؤ اور انہوں نے ان کو اسی اسی کوڑے لگانے پر بھی اتفاق کیا اور یہ کہ جو شخص اس تفسیر کی تاویل کرے اور اس پر اصرار کرے اسے قتل کر دیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ کو لکھا کہ ان کو بلا کر ان سے شراب کے متعلق دریافت کیجیے اگر وہ شراب کو حلال قرار دیں تو انہیں قتل کر دیجیے اور اگر وہ اسے

Marfat.com

حرام قرار دیں تو ان کو کوڑے لگائیے' پس لوگوں نے اس کے حرام ہونے کو تسلیم کر لیا اور انہیں حد کے کوڑے لگائے گئے اور وہ اپنی تاویل پر اصرار کرنے پر نادم ہوئے حتیٰ کہ ابوجندل کو اپنے متعلق وسوسہ ہو گیا اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں خط لکھا اور آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ابوجندل کو خط لکھیں اور نصیحت کریں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں انہیں خط لکھا:

عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ابوجندل کی طرف

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کا شرک کیا جائے اور اس سے کم تر گناہوں کو جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے پس توبہ کیجیے اور اپنا سر اٹھائیے اور باہر نکلئے اور مایوس نہ ہو جائیے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے ان بندوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے کہہ دیجیے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ' بلاشبہ اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو لکھا:

''تم پر اپنی جانوں کی ذمہ داری ہے اور جو شخص تبدیلی کر دے' تم بھی اس کے متعلق تبدیلی کر دو اور کسی کی برائی نہ کرو' تم میں مصیبت پھیل جائے گی''۔

اور اس بارے میں ابوزہرہ قشیری نے کہا ہے۔

''کیا تجھے معلوم نہیں کہ زمانہ نوجوان پر عیب لگاتا ہے اور وہ گردش ہائے روزگار پر قدرت نہیں رکھتا میں نے صبر کیا اور جزع فزع نہیں کی حالانکہ میرے بھائی مر گئے تھے اور میں ایک دن بھی شراب پر صبر نہ کر سکتا تھا۔ امیر المومنین نے شراب کو اس کی موت مار دیا اور اس کے دوست راستوں کے اطراف میں رونے لگے''۔

واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ اس سال کے ذوالحجہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام ابراہیم کو بدل دیا۔ جو دیوار کعبہ کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ اور آپ نے اسے اتنا پیچھے کر دیا جہاں وہ آج کل ہے تاکہ نمازی طواف کرنے والوں کو پریشان نہ کریں' میں کہتا ہوں' میں نے سیرت عمرؓ میں اس کے اسانید کو بیان کیا ہے' واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت شریح رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا اور حضرت کعب بن سور رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا اور اسی سال میں لوگوں کو حج کروایا اور ان شہروں میں آپ کے نائبین وہ لوگ تھے جن کا ذکر گذشتہ سال میں بیان ہو چکا ہے اور اسی سال عیاض بن غنم کے ہاتھ پر رقہ' الرہا اور حران فتح ہوئے اور اسی سال حضرت عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر عین الوردۃ کا بالائی حصہ فتح ہوا اور دوسروں نے اس کے خلاف بیان کیا ہے اور ہمارے شیخ ذہبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ اس سال میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بزور قوت الرہا اور شمشاط کو فتح کیا اور اس کے شروع میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو جزیرہ کی طرف بھیجا' جو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملے اور ان دونوں نے بزور قوت حران' نصیبین اور جزیرہ کے کچھ حصہ کو فتح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ صلح سے فتح کیا اور اسی سال حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے موصل جا کر اسے اور اس کے اردگرد کے علاقے کو بزور قوت فتح کیا اور اسی سال حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد تعمیر کی' اور واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال طاعون عمواس ہوئی جس میں ۲۵ ہزار آدمی مر گئے میں کہتا ہوں یہ طاعون ایک چھوٹے

Marfat.com

سے شہر کی طرف منسوب ہے جسے عمواس کہا جاتا ہے' اور وہ قدس اور رملہ کے درمیان واقع ہے' کیونکہ سب سے پہلے بیماری یہیں پھوٹی تھی' پھر وہاں سے شام میں پھیل گئی' پس اسے اس کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

واقدی کا بیان ہے کہ طاعون عمواس کے سال شام میں ۲۵ ہزار مسلمانوں نے وفات پائی اور دوسرے تیس ہزار بیان کرتے ہیں اور اس نے ان کے اعیان کی ایک جماعت کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ:

آپ ابوجہل کے بھائی تھے' فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گئے اور جاہلیت کی طرح اسلام میں بھی ایک معزز سردار تھے' ایک قول کے مطابق آپ نے اس سال شام میں شہادت پائی اور آپ کے بعد آپ کی بیوی حضرت فاطمہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ:

آپ چوتھائی حصہ لینے والے امراء میں سے ایک تھے آپ فلسطین کے امیر تھے آپ کا نام شرحبیل بن عبداللہ المطاع بن قطن الکندی تھا' آپ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور حسنہ آپ کی ماں تھی' جس کی طرف آپ منسوب ہیں اور اسی نام سے آپ کی شہرت ہوگئی' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو شام بھیجا اور آپ چوتھائی فوج کے امیر تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت میں بھی آپ کا یہی حال تھا اور آپ کو اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما کو ۱۸ھ میں ایک ہی دن طاعون ہوئی' آپ کی دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک کو ابن ماجہ نے وضو وغیرہ کے باب میں بیان کیا ہے۔

حضرت عامر بن عبداللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ:

ابن ہلال بن اہیب بن ضبۃ بن الحارث بن فہر القرشی' ابوعبیدہ بن الجراح الفہری' اس امت کے امین اور ان دس اشخاص میں سے ایک ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے اور ان پانچ اشخاص میں سے ایک ہیں جنہوں نے ایک ہی دن اسلام قبول کیا تھا اور وہ حضرت عثمان بن مظعون' حضرت عبیدہ بن الحارث' حضرت عبدالرحمن بن عوف' حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم ہیں' ان لوگوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور جب انہوں نے ہجرت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروا دی اور بعض کا قول ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروائی تھی' آپ نے معرکہ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں' یہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے نیز صحیحین میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سقیفہ کے روز فرمایا کہ میں ان دو آدمیوں میں سے ایک کی بیعت کرنے پر تم سے راضی ہوں' یعنی حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابوعبیدہ کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہم نے آپ کو چوتھائی فوج پر امیر بنا کر شام روانہ فرمایا پھر جب آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عراق سے بلایا تو وہ جنگ کے ماہر ہونے کی وجہ سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ وغیرہ پر امیر مقرر تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت ملی تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو امیر

Marfat.com

مقرر کیا اور آپ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا' پس امت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی امانت اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے درمیان جمع ہوگئی' ابن عساکر کا بیان ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہیں شام میں امیر الامراء کا نام دیا گیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ دراز قد' نحیف' خمیدہ' دبلے چہرے والے' ہلکی داڑھی والے تھے اور آپ کے اگلے دانت ٹوٹے ہوئے تھے اور یہ دانت اس وجہ سے ٹوٹے تھے کہ آپ نے احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار سے زرہ کے دو حلقے کھینچ کر نکالے تھے' آپ کو خوف ہوا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دے دیں پس آپ نے اپنے دونوں اگلے دانتوں پر برداشت سے زائد بوجھ ڈال دیا اور وہ دونوں گر گئے' پس کوئی ٹوٹے دانتوں والا آپ سے خوبصورت نہیں دیکھا گیا' آپ نے طاعون عمواس کے سال وفات پائی۔ جیسا کہ ۱۶ھ میں سیف بن عمر کے حوالے سے پہلے بیان ہو چکا ہے اور صحیح یہ ہے کہ طاعون عمواس ۱۸ھ میں عمواس نامی بستی میں ہوئی تھی پس آپ وہاں اتر پڑے اور بعض کا قول ہے کہ جابیہ میں اترے اور ان زمانوں میں عقبہ کے قریب ایک قبر مشہور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ واللہ اعلم' وفات کے روز آپ کی عمر ۵۸ سال تھی۔

حضرت الفضل بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما:

آپ بڑے خوبصورت اور حسین وجمیل تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں یوم النحر کو آپ کو اپنے پیچھے بٹھایا' آپ ایک خوبصورت جوان تھے اور شام کی فتح میں شامل تھے اور محمد بن سعد' زبیر بن بکار' ابوحاتم اور ابن الرقی کے قول کے مطابق آپ نے طاعون عمواس سے شہادت پائی اور یہی صحیح ہے اور بعض کا قول ہے کہ مرج الصفر کے معرکہ میں اور بعض کہتے ہیں کہ اجنادین کے معرکہ میں اور بعض کہتے ہیں کہ معرکہ یرموک میں آپ نے ۲۸ سال کی عمر میں شہادت پائی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن اوس بن عابد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن علی بن اسد بن سارده بن یزید بن جشم بن الخزرج الانصاری الخزرجی ابوعبدالرحمن المدنی' آپ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ واقدی کا بیان ہے کہ آپ دراز قد' خوبصورت بالوں اور دانتوں والے تھے آپ کے دانت چمکتے تھے' آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی اور دوسرے مؤرخین کا قول ہے کہ آپ کے ہاں ایک لڑکا ہوا تھا جس کا نام عبدالرحمن تھا' جو یرموک میں آپ کے ساتھ شامل ہوا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عقبہ میں بھی شامل تھے اور جب لوگوں نے ہجرت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروا دی اور واقدی نے اس پر اجماع بیان کیا ہے اور محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ آپ نے حضرت معاذ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے درمیان کروائی' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ ان چار خزرجیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قرآن جمع کیا تھا اور وہ حضرت ابی بن کعب' حضرت زید بن ثابت' حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوزید عمر بن انس بن مالک رضی اللہ عنہم تھے' اور اس حدیث میں جسے ابوداؤد اور نسائی نے حیوۃ بن شریح کی حدیث سے عن عقبہ بن مسلم عن ابی عبدالرحمن الحبلی عن الصنابحی عن معاذ روایت کیا ہے' صحیح طور پر بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا:

اے معاذ! مجھے آپ سے محبت ہے پس ہر نماز کے بعد یہ کہنا نہ چھوڑنا کہ:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ.

اور المسند' نسائی اور ابن ماجہ میں ابوقلابہ کے طریق سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان ہوا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' حلال وحرام کے بارے میں ان سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کی طرف بھیجا اور آپ سے فرمایا:

''آپ کس سے فیصلہ کریں گے؟''۔

آپ نے جواب دیا اللہ کی کتاب اور حدیث سے' اور اسی طرح حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو یمن میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے پر قائم رکھا' پھر آپ نے شام کی طرف ہجرت کی اور آپ شام ہی میں تھے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے طاعون ہو جانے کے بعد آپ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا پھر اسی سال ان کے بعد طاعون ہو جانے سے آپ نے وفات پائی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو علماء کے آگے ٹیلے پر بھیجا جائے گا۔ اور محمد بن کعب نے اسے مرسل روایت کیا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اللہ کے فرمانبردار' موحد تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے' اور آپ کی وفات غور بیساں کے مشرق میں ۱۸ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۹ھ میں ہوئی اور مشہور قول کے مطابق آپ نے ۱۷ھ میں ۳۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے علاوہ بھی کچھ قول بیان کیے گئے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ:

ابوخالد صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی' آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اور بہت بڑے اور افضل آدمی تھے اور آپ کو یزید الخیر بھی کہا جاتا ہے' آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حنین میں شامل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیے دیئے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے شام جانے والی فوج کے چوتھائی حصے پر آپ کو امیر مقرر کیا اور آپ وہاں پہنچنے والے پہلے امیر تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی رکاب میں آپ کو وصیت کرتے ہوئے پیدل چلے اور آپ نے ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ' حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا یہ امرائے ارباع ہیں اور جب انہوں نے دمشق کو فتح کیا تو آپ جابیہ کے چھوٹے دروازے سے بزور قوت داخل ہو گئے جیسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ مشرقی دروازے سے بزور قوت داخل ہو گئے تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ دمشق کی امارت کا وعدہ فرمایا تھا' پس آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کے امیر بن گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پورا کر دیا اور آپ دمشق کے پہلے مسلمان امیر ہیں' مشہور یہ ہے کہ آپ نے طاعون عمواس میں وفات پائی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ولید بن مسلم کا خیال ہے کہ آپ نے قیساریہ کی فتح کے بعد ۱۹ھ میں وفات پائی ہے اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ نے اپنے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق پر اپنا نائب مقرر کیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کو نافذ کر دیا' کتابوں میں آپ کی کوئی چیز موجود نہیں اور ابوعبداللہ اشعری نے آپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا جو شخص نماز پڑھتا ہے اور مکمل رکوع و سجود نہیں کرتا اس کی مثال اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے جو اس کے کچھ کام نہیں آتیں۔

حضرت ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو کہتے ہیں کہ آپ کا نام العاص ہے' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور آپ صلح حدیبیہ کے روز پا بجولاں مسلمان ہو کر آئے کیونکہ آپ ضعیف تھے' پس آپ کے باپ نے آپ کو واپس کر دیا اور مصالحت کرنے سے انکار کر دیا پھر حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ سمندر کے کنارے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور شام کی فتح میں شامل ہوئے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے آیت خمر کی تاویل کی پھر رجوع کر لیا اور طاعون عمواس سے وفات پائی۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جن کا نام عامر بن عبداللہ ہے ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں' حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا نام کعب بن عاصم ہے آپ اصحاب سفینہ کے ساتھ خیبر کے سال مہاجر بن کر آئے اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ نے اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما نے ایک ہی دن طاعون عمواس سے شہادت پائی۔

۱۹ھ

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال مدائن اور جلولاء فتح ہوئے اور مشہور بات وہ ہے جو اس کے خلاف ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ جزیرہ الرہا' حران' راس العین اور نصیبین اس سال فتح ہوئے اور دوسرے مؤرخین نے اس کے خلاف بیان کیا ہے اور ابو معشر' خلیفہ اور ابن الکلبی نے فتح قیساریہ کو اس سال میں بیان کیا ہے اور اس کے امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے دو سال قبل فتح کیا تھا اور محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ فلسطین سے قیساریہ فتح ہوا اور ہرقل بھاگ گیا اور مصر ۲۰ھ میں فتح ہوا' اور سیف بن عمر کا قول ہے کہ قیساریہ اور مصر کی فتح ۱۶ھ میں ہوئی ہے۔ ابن جریج کا قول ہے کہ قیساریہ کی فتح کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے اور مصر کی فتح کو میں ۲۰ھ میں بیان کروں گا۔ ان شاء اللہ

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال رات کو سیاہ پتھروں والی زمین سے آگ نمودار ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ آدمیوں کے ساتھ اس کے پاس جائیں پھر آپ نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کا حکم دیا اور وہ بجھ گئی' کہتے ہیں کہ اسی سال آرمینیا کا معرکہ ہوا تھا اور اس معرکہ کے امیر حضرت عثمان بن ابی العاص تھے اور اس میں حضرت صفوان بن المعطل بن رخصہ اسلمی ثم الذکوانی نے وفات پائی اور آپ اس روز امراء میں سے ایک تھے اور آپ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے ان کی بھلائی ہی معلوم ہے۔ منافقین نے واقعہ افک میں آپ ہی کا ذکر کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت ام المومنین کو ان کی باتوں سے بری کر دیا اور صبح کی نماز کے وقت آپ پر نیند کا غلبہ ہو جاتا تھا جیسا کہ سنن ابوداؤد وغیرہ میں بیان ہوا ہے آپ شاعر بھی تھے پھر آپ کو راہ خدا میں شہادت نصیب ہوگئی بعض کہتے ہیں کہ اس شہر میں اور بعض کہتے ہیں جزیرہ میں اور بعض کہتے ہیں شمشاط میں' اور اس کا کچھ حصہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ایک قول کے مطابق اسی سال میں تکریت فتح ہوا اور صحیح یہ ہے کہ وہ اس سے پہلے فتح ہوا

Marfat.com

ہے اور اسی میں ہم نے بیان کیا ہے کہ رومیوں نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو قید کر لیا اور اسی سال کے ذوالحجہ میں ارض عراق میں جنگ ہوئی جس میں مجوسیوں کا امیر شہرک قتل ہو گیا اور اس روز مسلمانوں کے امیر حضرت الحکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے' ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں میں آپ کے نائبین اور قضاۃ وہی لوگ تھے جو اس سے پہلے تھے۔ واللہ اعلم

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر:

اس سال میں جن اعیان نے وفات پائی ان میں سید القراء حضرت ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار' ابو المنذر اور ابو الطفیل الانصاری النجاری بھی شامل ہیں' آپ نے عقبہ اور بدر اور ان کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی' آپ جلیل القدر سردار تھے اور آپ ان چار خزرجی قراء میں سے ایک ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قرآن جمع کیا تھا' اور آپ نے ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے اس سے قرآن سیکھا ہے جس سے حضرت جبریل علیہ السلام نے سیکھا ہے اور وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور المسند' نسائی اور ابن ماجہ میں ابو قلابہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ۔ میری امت کے بہترین قاری ابی بن کعب ؓ ہیں۔ اور صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو قرآن سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب ؓ نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں' تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور ہم نے سورۃ:

﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴾

کی تفسیر میں اس پر گفتگو کی ہے۔

الہیثم بن عدی کا قول ہے کہ حضرت ابی نے ۱۹ھ میں وفات پائی اور یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ آپ نے ۱۷ھ یا ۲۰ھ میں وفات پائی اور واقدی نے کئی لوگوں سے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۲۲ھ میں وفات پائی اور یہی قول ابو عبید ابن نمیر اور ایک جماعت کا ہے اور الفلاس اور خلیفہ کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی اور اسی سال میں مہاجرین میں سے عتبہ بن غزوان کے غلام حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے وفات پائی' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' آپ سابقین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ایک قول کے مطابق حضرت صفوان بن المعطل نے بھی اسی سال وفات پائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

۲۰ھ

محمد بن اسحق کا بیان ہے کہ اس سال میں مصر فتح ہوا اور یہی قول واقدی کا ہے کہ مصر اور اسکندریہ اس سال میں فتح ہوئے اور ابو معشر کا قول ہے کہ مصر ۲۰ھ میں فتح ہوا اور اسکندریہ ۲۵ھ میں فتح ہوا اور سیف کا قول ہے کہ مصر اور اسکندریہ ربیع الاوّل ۲۶ھ میں فتح ہوئے اور ابو الحسن ابن الاثیر نے الکامل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے عام الرمادہ میں مصر سے غلہ بھیجنے کے واقعہ کی وجہ سے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور وہ اسے ترجیح دینے میں معذور ہیں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

اور علمائے سیر کے ایک گروہ کے قول کے مطابق اسی سال میں دو سال کے محاصرہ کے بعد تستر فتح ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ڈیڑھ سال کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔

فتح مصر کی کہانی، ابن اسحٰق اور سیف کی زبانی:

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں نے شام کی فتح کو مکمل کر لیا تو آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی طرف بھیج دیا اور سیف کا خیال ہے کہ آپ نے انہیں بیت المقدس کی فتح کے بعد بھیجا تھا نیز آپ نے ان کے پیچھے حضرت زبیر بن العوام کو حضرت بشر بن ارطاۃ، حضرت خارجہ بن حذافہ اور حضرت عمیر ابن وہب الجمعی رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ کیا اور باب مصر میں دونوں اکٹھے ہو گئے اور مصر کے لاٹ پادری ابو مریم نے ان کے ساتھ ملاقات کی اور اہل الثبات کے ساتھ پادری ابو مریام اس کے ساتھ تھا، جسے حاکم اسکندریہ مقوقس نے ان کے علاقے کی حفاظت کے لیے بھیجا تھا، پس جب وہ صف آراء ہو گئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا، جلدی نہ کرو حتیٰ کہ ہم احرام سے بری ہو جائیں، اس علاقے کے دونوں راہب ابو مریم اور ابو مریام میرے پاس آ جائیں، پس وہ دونوں آپ کے پاس آئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم دونوں اس علاقے کے راہب ہو اس لیے سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور اسے حق کا حکم دیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حق کا حکم دیا ہے اور جو احکام انہیں دیئے گئے ہیں انہوں نے سب کے سب ہم تک پہنچا دیئے ہیں پھر وہ فوت ہو گئے ہیں اور ہمیں واضح راستہ پر چھوڑ گئے ہیں اور آپ نے ہمیں جو احکامات دیئے ہیں ان میں لوگوں سے بریت کرنا بھی ہے، پس ہم آپ کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں اور جو شخص اسے قبول کرے گا وہ ہماری مانند ہو گا اور جو شخص ہماری بات نہیں مانے گا، ہم اس پر جزیہ پیش کریں گے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے اور آپؐ نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم تمہیں فتح کرنے والے ہیں اور ہمیں وصیت کی ہے کہ ہم اس رشتہ کو یاد رکھیں جو ہمیں تم سے ہے اور اگر تم نے ہماری بات مان لی تو یہ بات ایک عہد در عہد ہو گا اور ہمارے امیرؓ نے ہمیں جو وصایا کی ہیں ان میں یہ وصیت بھی ہے کہ قبطیوں کے متعلق بھلائی کا حکم دو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قبطیوں سے بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے کہ ان سے عہد اور رشتہ ہے، انہوں نے کہا اس قسم کی قرابت بعیدہ سے انبیاء ہی نیکی کرتے ہیں یہ ایک معروف اور شریف قرابت ہے اور وہ ہمارے بادشاہ کی بیٹی تھی جو اہل منف سے تعلق رکھتی تھی اور بادشاہت بھی انہی میں تھی، پس اہل عین شمس ان پر فتح مند ہو گئے، انہوں نے انہیں قتل کر دیا اور ان کی بادشاہت سلب کر لی اور وہ وطن سے نکل گئے۔ اس لیے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئی، انہیں خوش آمدید ہو، ہمیں اپنے پاس واپس آنے تک امان دیجیے۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے جیسا آدمی دھوکہ نہیں کرتا، لیکن میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں تا کہ تم غور کر لو اور اپنی قوم سے بھی گفتگو کر لو، ورنہ میں تم سے جنگ کروں گا، ان دونوں نے کہا، ہمیں زیادہ دنوں کی مہلت دیجیے، پس آپ نے انہیں مزید ایک دن کی مہلت دے دی پھر انہوں نے مزید مہلت مانگی تو آپ نے مزید ایک دن کا اضافہ کر دیا، اور وہ دونوں مقوقس کے پاس واپس آ گئے پس ارطبون نے ان دونوں کی بات نہ مانی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا، ان دونوں نے اہل مصر سے کہا، ہم تمہارے دفاع کے لیے مقدور بھر کوشش کریں گے لیکن ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے اور اب چار دن باقی رہ گئے تھے انہوں

Marfat.com

نے جنگ کی اور ارطبون نے انہیں مسلمانوں پر شب خون مارنے کا مشورہ دیا' تو ان میں سے سرداروں نے کہا' تم ان لوگوں سے برسرپیکار ہو جنہوں نے قیصر و کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور ان کے ممالک میں ان پر غلبہ پایا ہے' مگر ارطبون نے اصرار کیا کہ وہ مسلمانوں پر شب خون ماریں' پس انہوں نے شب خون مارا اور اس میں انہیں کچھ کامیابی نہ ہوئی بلکہ ان میں سے ایک گروہ قتل ہو گیا جن میں ارطبون بھی شامل تھا اور مسلمانوں نے چوتھے دن مصر کے عین شمس کا محاصرہ کر لیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شہر پناہ سے ان پر چڑھائی کر دی اور جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی تو دوسرے دروازے سے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور آپ سے مصالحت کر لی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شہر میں گھس گئے حتیٰ کہ اس دروازے سے جا نکلے جس پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے تھے' پس انہوں نے صلح کو نافذ کر دیا اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے امان کی دستاویز لکھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ امان ہے جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل مصر کو ان کے نفوس و اموال' گرجاؤں' صلیبوں' مذہب اور بحر و بر کے متعلق دی ہے' ان میں نہ کچھ اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی اور نہ النوبہ ان کے ساتھ مل کر رہ سکے گا اور اہل مصر پر لازم ہوگا کہ جب وہ اس صلح پر اتفاق کر لیں تو وہ جزیہ ادا کریں جو ان کی گنجائش کے مطابق زیادہ سے زیادہ پچاس کروڑ ہوگا اور ان پر ان کی حفاظت کی ذمہ داری ہوگی اور اگر ان میں سے کوئی شخص یہ بات نہ مانے تو ان کے اندازے کے مطابق ان سے ٹیکس اٹھا دیا جائے گا اور جو شخص انکار کرے گا ہم اس کے عہد سے بری ہوں گے اور اگر ان کی گنجائش' ٹیکس کی غایت سے کم رہی تو اس کے اندازے کے مطابق ٹیکس انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

اور رومیوں اور اہل نوبہ میں سے جو شخص ان کی صلح میں داخل ہوگا تو اس کے حقوق اور ذمہ داریاں بھی وہی ہوں گی جو ان کی ہیں اور جو شخص انکار کرے اور جانا چاہے وہ اپنے مامن میں پہنچنے تک امن میں ہوگا یا وہ ہماری حکومت سے نکل جائے ان پر بھی وہی تین ثلث واجب ہوں گے جو ان پر ہیں' ہر ثلث میں ان کے ذمے ٹیکس کا ثلث ہوگا اس تحریر میں جو کچھ لکھا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور خلیفہ امیر المومنین اور مومنین کے عہد و پیمان ہیں اور نوبہ کے جن لوگوں نے صلح کی بات کو قبول کیا ہے' وہ شروع میں اس اس طرح مدد کریں اور اس اس طرح گھوڑوں سے مدد دیں تاکہ وہ نہ جنگ کریں گے اور نہ درآمدی برآمدی تجارت سے رکیں گے' گواہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بیٹے حضرت عبداللہ اور محمد تحریر کنندہ وردان اور حاضرین''۔

پس اس میں سارے اہل مصر داخل ہوئے اور صلح کو قبول کر لیا اور گھوڑے مصر میں اکٹھے ہو گئے اور حضرت عمرو الفسطاط چلے گئے اور ابومریم اور ابومریام نے آ کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان قیدیوں کے متعلق گفتگو کی جنہیں معرکہ کے بعد گزند پہنچا تھا' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کو واپس دینے سے انکار کر دیا اور حکم دیا کہ ان دونوں کو آپ کے سامنے سے دھتکار کر نکال دیا جائے پس امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے حکم دیا کہ تمام وہ قیدی جو امان کے پانچ دنوں میں پکڑے گئے ہیں انہیں ان کو واپس کر دیا جائے اور اسی طرح جنگ نہ کرنے والے قیدی بھی واپس کیے جائیں اور جس نے جنگ کی

Marfat.com

ہے اس کے قیدیوں کو اسے واپس نہ کیا جائے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ ان کے قبضہ میں جو قیدی ہیں انہیں اسلام قبول کرنے اور اپنے اہل کی طرف لوٹ جانے کے درمیان اختیار دیا جائے پس جو قیدی اسلام قبول کرے اسے ان کو واپس نہ کریں اور جو اہل کو اختیار کرے اسے ان کو واپس کر دیں اور اس سے جزیہ لیں اور ان کے جو قیدی شہروں میں منتشر ہو گئے ہیں اور حرمین وغیرہ تک پہنچ گئے ہیں وہ ان کے واپس کرنے کی سکت نہیں رکھتے اور نہ ان سے ایسی بات پر مصالحت کریں جس کا پورا کرنا مشکل ہو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المومنین ؓ کے حکم کے مطابق عمل کیا اور قیدیوں کو جمع کیا اور انہیں اختیار دیا، پس ان میں سے بعض نے اسلام کو پسند کر لیا اور بعض اپنے دین کی طرف واپس چلے گئے اور ان کے درمیان صلح طے ہو گئی پھر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اسکندریہ کی طرف فوج بھیجی۔ اور اس سے قبل مقوقس حاکم اسکندریہ اپنے شہر اور مصر کا خراج شاہ روم کو دیا کرتا تھا پس جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کا محاصرہ کیا تو اس نے پادریوں اور اپنی حکومت کے اکابر کو جمع کیا اور انہیں کہا، ان عربوں نے قیصر و کسریٰ کو مغلوب کر لیا ہے اور انہیں ان کی حکومت سے ہٹا دیا ہے اور ہمیں ان سے مقابلہ کی سکت نہیں، میری رائے یہ ہے کہ ہم انہیں جزیہ دیں پھر اس نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں اس کو خراج ادا کرتا رہا ہوں جو تم سے بھی مجھے زیادہ مبغوض تھا ایران اور روم کو۔ پھر آپ نے جزیہ کی ادائیگی پر اس سے مصالحت کر لی اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فتح اور اخماس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیئے۔

اور سیف نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مقوقس کے ساتھ مڈبھیڑ کی تو بہت سے مسلمان پیش قدمی کرنے والی فوج سے بھاگنے لگے اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ انہیں ثابت قدمی اختیار کرنے پر آمادہ کرنے لگے تو ایک یمنی شخص نے آپ سے کہا، ہم پتھر اور لوہے سے پیدا نہیں ہوئے، حضرت عمرو ؓ نے اسے کہا، خاموش رہ، تو ایک کتا ہے، اس شخص نے آپ سے کہا تب آپ کتوں کے امیر ہیں، حضرت عمرو ؓ نے اس سے اعراض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی جستجو میں آواز دی، پس جو صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے جب وہ آپ کے پاس آ گئے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، آگے بڑھو تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد کرے گا۔

پس انہوں نے لوگوں پر حملہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پر مکمل فتح عطا فرمائی، سیف کا قول ہے کہ مصر ربیع الاول ۱۶ھ میں فتح ہوا اور اس میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی اور دیگر مؤرخین کا قول ہے کہ مصر ۲۰ھ میں فتح ہوا اور اسکندریہ تین ماہ کے محاصرے کے بعد بزور قوت ۲۵ھ میں فتح ہوا اور بعض کا قول ہے کہ بارہ ہزار دینار پر صلح سے فتح ہوا، اور اس نے بیان کیا ہے کہ مقوقس نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ اس سے پہلے صلح کریں مگر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات نہ مانی اور اسے کہا، تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارے سب سے بڑے بادشاہ ہرقل کے ساتھ کیا کیا ہے، تو مقوقس نے اپنے اصحاب سے کہا، اس نے سچ کہا ہے ہم اطاعت کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں پھر آپ نے اس شرط پر صلح کر لی جو پہلے بیان ہو چکی ہے اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عین شمس جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ابرہہ بن الصباح کو الفرما کی طرف روانہ کیا اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو اسکندریہ کی طرف بھیجا اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے شہر والوں سے کہا، اگر تم اتر آؤ

Marfat.com

تمہیں امان ہے اور وہ منتظر رہے کہ اہل عین شمس کیا کرتے ہیں پس جب انہوں نے مصالحت کر لی تو باقیوں نے بھی صلح کر لی اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اہل اسکندریہ سے کہا تمہارا شہر کس قدر خوبصورت ہے؟ انہوں نے کہا' اسے اسکندر نے جب بنایا تو کہا میں ایک ایسا شہر بناؤں گا جو اللہ کا محتاج اور لوگوں سے بے نیاز ہو گا پس اس کی خوبصورتی باقی رہی اور ابرہہ نے الفرما کے باشندوں سے کہا' تمہارا شہر کس قدر قبیح ہے انہوں نے کہا' جب اسکندر کے بھائی الفرما نے اسے بنایا تو کہا' میں ایک ایسا شہر بناؤں گا جو اللہ سے بے نیاز اور لوگوں کا محتاج ہو گا' پس اس کی تعمیر ہمیشہ خراب رہتی ہے اس وجہ سے یہ بدشکل ہو گیا ہے۔

اور سیف نے بیان کیا ہے کہ جب اس کے بعد حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ' مصر کے والی ہوئے تو آپ نے ان کے غلاموں کے خراج میں کچھ اضافہ کر دیا جنہیں وہ ہر سال مسلمانوں کو دیا کرتے تھے اور مسلمان اس کے بدلہ میں انہیں نامزد کھانا اور لباس دیا کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد کے حکمرانوں نے اسے قائم رکھا حتیٰ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بھی ان کا لحاظ کرتے ہوئے اور ان کے عہد کو باقی رکھتے ہوئے اسے جاری رکھا۔

میں کہتا ہوں' دیار مصر کو فسطاط کا نام' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خیمے کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے' آپ نے اپنا خیمہ اس جگہ نصب کیا تھا جہاں آج کل مصر ہے اور لوگوں نے آپ کے اردگرد مکان تعمیر کر لیے اور قدیم مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر آج تک متروک ہے' پھر خیمہ اٹھا دیا گیا اور آپ نے اس کی جگہ ایک مسجد تعمیر کی جو آج تک آپ کی طرف منسوب ہے اور فتح مصر کے بعد مسلمانوں نے النوبہ کو فتح کیا اور انہیں بہت زخم آئے اور النوبہ کی اچھی تیراندازی کی وجہ سے بہت سی آنکھیں ضائع ہو گئیں اور انہوں نے ان کا نام جند الحدق (آنکھوں والی فوج) رکھ دیا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے فتح کر دیا اور بلاد مصر کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے' بعض کا قول ہے کہ وہ اسکندریہ کے سوا' صلح سے فتح ہوئے تھے یہ قول یزید بن ابی حبیب کا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سب کے سب بزور قوت فتح ہوئے تھے' یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا ہے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

''میں اپنی اس نشست پر نہیں بیٹھا اور نہ میرے پاس کسی قبطی کا کوئی عہد ہے' اگر میں چاہوں تو میں کہتا ہوں اگر میں چاہوں تو فروخت کر دوں اور اگر چاہوں تو اہل طابلس کے سوا خمس لگا دوں' کیونکہ ان کا عہد ہے جسے ہم پورا کریں گے''۔

نیل مصر کا واقعہ:

ہم نے ابن لہیعہ کے طریق سے قیس بن الحجاج سے اس شخص کے حوالے سے روایت کی ہے جس نے اس سے بیان کیا ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو اس کے باشندے عجم کے مہینوں میں سے بونہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے نیل کا ایک دستور ہے اور وہ اسی کے مطابق چلتا ہے' آپ نے فرمایا' وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب اس ماہ کی بارہ راتیں گزر جاتی ہیں تو ہم والدین کی ایک باکرہ لڑکی کے پاس جاتے ہیں اور اس کے والدین کو راضی کرتے ہیں اور لڑکی کو بہترین زیور اور کپڑے پہنا دیتے ہیں پھر ہم اسے نیل میں پھینک دیتے ہیں' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' یہ بات ان باتوں میں سے ہے جو

Marfat.com

اسلام میں نہیں ہو سکتی اسلام پہلے کی رسموں کو مٹا دیتا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ بونہ' ابیب[1] اور مسری[2] ٹھہرے رہے اور نیل نہ کم چلتا تھا نہ زیادہ' حتیٰ کہ انہوں نے جلاوطن ہونے کا عزم کر لیا' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس کے متعلق لکھا تو آپ نے ان کی طرف لکھا' آپ نے جو کچھ کیا ہے ٹھیک کیا ہے اور میں نے اپنے خط کے اندر ایک چٹ آپ کی طرف ارسال کی ہے' اسے نیل میں پھینک دینا' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے چٹ کو پکڑا' اس میں لکھا تھا:

اللہ کے بندے عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین کی طرف سے اہل مصر کے نیل کی طرف:

''امابعد! اگر تو اپنی جانب سے اور اپنے حکم سے چلتا تھا' تو آئندہ نہ چلنا' ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں اور اگر تو خدائے واحد وقہار کے حکم سے چلتا ہے تو وہ تجھے رواں رکھے گا اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے رواں رکھے''۔

حضرت عمروؓ نے چٹ کو نیل میں پھینک دیا اور ہفتہ کی صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات میں نیل کو سولہ ہاتھ رواں کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے آج تک اس دستور کا اہل مصر سے خاتمہ کر دیا ہے۔

سیف بن عمر کا قول ہے کہ اس سال کے ذوالقعدہ میں۔ اور وہ اس کے نزدیک ۱۶ھ ہے۔ حضرت عمروؓ نے مصر کے اطراف میں میگزین بنائے' کیونکہ ہرقل نے مصر وشام کو جنگ کے لیے سمندر میں بھیجا' ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال میں ابو بحریہ عبداللہ بن قیس العبدی نے رومی علاقے سے جنگ کی۔ کہتے ہیں کہ آپ اس علاقے میں داخل ہونے والے پہلے شخص ہیں۔ واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین سے معزول کر دیا انہیں شراب کی حد لگائی اور حضرت ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کو یمامہ اور بحرین کا حاکم مقرر کر دیا' واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال اہل کوفہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہر چیز کی شکایت کی حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ وہ اچھی نماز بھی نہیں پڑھاتے' پس آپ نے کوفہ سے انہیں معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن غسیان کو۔ جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے نائب تھے۔ کوفہ کا والی مقرر کر دیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمرو بن یاسر رضی اللہ عنہ۔ کو اس کا والی مقرر کیا' امام احمد کا بیان ہے کہ سفیان نے عبدالملک سے ہمارے پاس بیان کیا اور انہوں نے اسے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور کہا کہ وہ اچھی نماز نہیں پڑھاتے اعاریب نے کہا' خدا کی قسم میں ظہر وعصر کی نماز میں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں کوتاہی نہیں کروں گا' پہلی دو رکعتوں میں دہراؤں گا اور آخری دو رکعتوں میں کچھ نہیں ملاؤں گا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا ہے اے ابو اسحٰق تمہارے متعلق یہی یقین ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کے متعلق' حقیقت حال دریافت کرنے کے لیے اہل کوفہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا تو ایک شخص کے سوا جسے ابو سعدہ قتادہ بن اسامہ کہا جاتا تھا' سب نے ان کی تعریف کی' ان نے

---

[1] و [2] یہ عجم کے مہینوں کے نام ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

کھڑے ہو کر کہا' آپ نے ہمیں قسم دی ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ برابر تقسیم نہیں کرتے تھے اور نہ قضیہ میں عدل سے کام لیتے تھے اور نہ فوج کے ساتھ جاتے تھے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ شہرت وریا کاری کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور اس کے فقر کو ہمیشہ رکھ اور اسے فتنوں کا نشانہ نہ بنا' پس اسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بددعا لگ گئی۔ اور وہ بہت بوڑھا ہو گیا اور وہ اپنی دونوں آنکھوں سے اپنے پپوٹے اٹھاتا اور راستوں میں لڑکیوں سے چھیڑتا اور انہیں آنکھیں مارتا اسے اس بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتا' بوڑھے پاگل کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے۔

اور حضرت عمرؓ نے اپنی وصیت میں بیان کیا ہے۔ اور آپ کو ان چھ آدمیوں میں ذکر کیا ہے جس میں آپ نے خلافت کے لیے انتخابی کمیٹی بنایا تھا۔ کہ اگر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امارت حاصل ہو جائے تو وہ اس کے اہل ہیں' وگرنہ تم میں سے جو امارت کو حاصل کرے وہ ان سے مدد لے' میں نے انہیں کسی عجز وخیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے یہودیوں کو اذرعات وغیرہ کی طرف جلاوطن کیا اور اسی میں نجران کے یہودیوں کو کوفہ کی طرف جلاوطن کیا اور خیبر' وادی القریٰ اور نجران کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رجسٹر بنائے اور دیگر مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ نے اس سے قبل انہیں بنایا تھا۔ واللہ اعلم

راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں حضرت عمر نے حضرت علقمہ بن محرز مدلجی رضی اللہ عنہ کو سمندر کے راستے سے حبشہ کی طرف بھیجا اور وہ سب مر گئے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ اس کے بعد کسی فوج کو سمندر کے راستے نہیں بھیجیں گے اور اس بارے میں ابو معشر نے واقدی کی مخالفت کی ہے' اس کا خیال ہے کہ غزوہ حبشہ ۳۱ھ میں ہوا تھا۔ یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں۔ واللہ اعلم

واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال میں حضرت عمر نے حضرت فاطمہ بنت ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جن کا خاوند حارث بن ہشام طاعون میں فوت ہو گیا تھا اور وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ دمشق میں فوت ہو گئے اور حضرت اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا شعبان میں فوت ہوئے' اور آپ امہات المومنین میں سے سب سے پہلے وفات پانے والی ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں ہرقل فوت ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین کھڑا ہوا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سال میں لوگوں کو حج کروایا اور آپ کے نائبین اور قضاۃ وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے' سوائے ان کے جن کے متعلق ہم نے بیان کیا ہے کہ آپ نے انہیں معزول کر دیا تھا اور دوسروں کو والی مقرر کیا تھا۔

وفات پانے والے اعیان کا ذکر:

حضرت اسید بن الحضیر ابن سماک الانصاری الاشہلی اوس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور کنیت ابو یحییٰ تھی' شب عقبہ کو نقباء میں سے ایک تھے اور آپ کے والد جنگ بعاث میں اوس کے رئیس تھے' جو ہجرت سے چھ سال قبل ہوئی تھی اور آپ کو حضیر الکتائب کہا جاتا تھا' کہتے ہیں کہ آپ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور جب لوگوں نے ہجرت کی تو رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروادی' آپ نے بدر میں شمولیت نہیں کی' اور اس حدیث میں جسے ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح قرار دیا ہے بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھے آدمی ہیں' عمر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھے آدمی ہیں' اسید بن الحضیر کیا ہی اچھے آدمی ہیں اور ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی اور ابن بکیر نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۲۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی چارپائی کو کندھا دیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ بقیع میں دفن ہوئے' اسی طرح واقدی' ابوعبید اور ایک جماعت نے آپ کی وفات ۲۰ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت انیس بن مرثد ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہم:

آپ' آپ کے والد اور دادا صحابی تھے اور حضرت انیس رضی اللہ عنہ جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس تھے' کہتے ہیں کہ آپ ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: کہ

''اے انیس اس عورت کے پاس جاؤ' اگر وہ اعتراف کرے تو اسے رجم کرو''۔

اور صحیح یہ ہے کہ وہ کوئی اور شخص تھے کیونکہ حدیث میں ہے کہ: آپ نے اسلم کے ایک شخص سے فرمایا: اور بعض کا قول ہے کہ وہ انیس بن الضحاک اسلمیؓ تھے اور ابن اثیر نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

فتنہ کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہے اور ابراہیم بن المنذر کا قول ہے کہ آپ نے ربیع الاوّل ۲۰ھ میں وفات پائی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت بلالؓ بن ابی رباح الحبشی المؤذن:

آپ کو بلال بن حمامہ بھی کہا جاتا ہے حمامہ آپ کی ماں تھیں' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور راہ خدا میں عذاب دیئے گئے اور آپ نے صبر کیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا آپ نے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار کو آزاد کیا ہے' اسے بخاریؒ نے روایت کیا ہے' اور جب مدینہ میں اذان شروع ہوئی تو آپ اور حضرت ابن ام مکتوم باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اذان دیا کرتے تھے کبھی یہ اور کبھی وہ' اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ خوبصورت اور دل پسند آواز والے اور فصیح تھے اور یہ جو روایت کی جاتی ہے کہ بلال کا سین اللہ کے ہاں اہمیت رکھتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں' اور آپ نے فتح مکہ کے روز کعبہ کی چھت پر اذان دی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ نے اذان کہنا ترک کر دیا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کے لیے اذان دی' مگر یہ درست نہیں' پھر آپ مجاہدین کو لے کر شام چلے گئے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ آئے تو آپ نے ان کے سامنے تقریر کے بعد نماز ظہر کے لیے اذان دی تو لوگ بلند آواز سے رو پڑے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ اس دوران میں مدینہ آئے اور اذان دی تو لوگوں نے سخت گریہ کیا اور انہیں اس کا حق پہنچتا تھا اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے آپ کے جوتوں کی آواز سنی مجھے اپنے سب سے بڑا امید کام کے متعلق بتایئے جو

Marfat.com

آپ نے کیا ہے آپ نے جواب دیا' میں نے جب بھی وضو کیا ہے دو رکعت نماز پڑھی ہے' آپ نے فرمایا یہ اسی وجہ سے ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ جب بھی میں بے وضو ہوا میں نے وضو کیا اور جب بھی میں نے وضو کیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھنا اپنے آپ پر واجب کر لیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بہت سیاہ فام تھے' دراز قد' نحیف' بہت بالوں والے اور تھوڑی داڑھی والے تھے ابن بکیر کا بیان ہے کہ آپ نے طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں دمشق میں وفات پائی اور محمد بن اسحٰق اور دیگر مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے ۲۰ھ میں وفات پائی واقدی کا بیان ہے کہ آپ کو باب الصغیر میں دفن کیا گیا اور آپ کی عمر ساٹھ پینسٹھ سال تھی اور دوسرے مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ نے داریا میں وفات پائی اور باب کیسان میں دفن ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ داریا میں دفن ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے حلب میں وفات پائی اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سعید بن عامر بن خذیم رضی اللہ عنہ:

آپ بنی جمح کے اشراف میں سے تھے' جنگ خیبر میں شامل ہوئے اور آپ زہاد وعباد میں سے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص کے امیر تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ آپ شدید زخمی ہوئے ہیں تو آپ نے ان کی طرف ایک ہزار دینار بھیجے اور آپ نے ان سب کو صدقہ کر دیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگے' ہم نے وہ دینار اسے دیئے ہیں جو ہمارے لیے انہیں تجارت میں لگائے گا' خلیفہ کا بیان ہے کہ آپ نے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ کو فتح کیا اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھیوں پر امیر تھا۔

حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ:

ابوسعد الفہری اولین مہاجرین میں سے تھے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' فیاض' سخی اور شجاع تھے آپ ہی نے الجزیرہ کو فتح کیا اور آپ پہلے شخص ہیں جو جنگ کرتے ہوئے رومیوں کے بڑے دروازے سے گزر گئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آپ کو شام پر اپنا نائب مقرر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کا امیر قائم رکھا یہاں تک آپ ۲۰ھ میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

حضرت ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد' کہتے ہیں کہ آپ کا نام مغیرہ تھا' فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور نہایت اچھے مسلمان ہوئے اور اس سے قبل آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین اور آپ کے پیروکاروں پر بڑی سختی کرنے والے لوگوں میں سے تھے اور قادر الکلام شاعر تھے اسلام اور اہل اسلام کی ہجو کیا کرتے تھے' آپ ہی کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے ان اشعار میں جواب دیا ہے:

میری طرف سے ابوسفیان کو پیغام دے دو کہ معاملہ ظاہر ہو گیا ہے' تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی ہے اور میں نے ان کی طرف سے جواب دیا ہے اور اللہ کے ہاں اس کی جزا ہے' کیا تو ان کی ہجو کرتا ہے حالانکہ تو ان کا ہمسر نہیں' پس تم دونوں میں سے برا تم دونوں میں سے بہتر آدمی کے لیے فدا ہو۔

Marfat.com

اور جب آپ اور عبداللہ بن ابی امیہ مسلمان ہونے کے لیے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے بھائی کے لیے سفارش کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی اور آپ کو اطلاع ملی کہ اس ابوسفیان نے کہا ہے کہ خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے اجازت نہ دی تو میں اس بیٹے کا ہاتھ پکڑ لوں گا۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ تھا۔ اور چلا جاؤں گا اور اسے معلوم نہ ہوگا کہ میں کہاں جا رہا ہوں، پس رسول اللہ ﷺ کو اس پر ترس آ گیا اور اسے اجازت دے دی، آپ جنگِ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور اس روز آپ رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے، روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے اور آپ نے ان کے لیے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے امید ہے کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے خلف ہوں گے اور جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو آپ نے ایک قصیدہ میں آپ کا مرثیہ کہا جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہ وہی قصیدہ ہے جس میں آپ کہتے ہیں۔

''میں بے خواب رہا اور میری رات گذرتی نہ تھی اور مصیبت زدہ کی رات طویل ہوتی ہے اور رونے نے میری مدد کی اور یہ رونا اس بارے میں تھا کہ آپ کی وجہ سے مسلمانوں کو تھوڑی تکلیف ہوتی تھی اور جس شب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں اس وقت ہماری مصیبت بہت بڑھ گئی ہم نے وحی اور تنزیل کو کھو دیا جسے صبح و شام حضرت جبریل علیہ السلام لایا کرتے تھے''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور جب آپ نے اپنا سر منڈایا تو نائی نے ایک مسے کو کاٹ دیا جو آپ کے سر میں تھا جس سے آپ کمزور ہو گئے اور مسلسل کمزور ہوتے گئے حتیٰ کہ آپ مدینہ واپس آنے کے بعد فوت ہو گئے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے بھائی نوفل آپ سے چار ماہ قبل فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ:

مالک بن مالک بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن دعورا بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس الانصاری الاوسی، آپ عقبہ میں نقیب بن کر حاضر ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور ۲۰ھ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۱ھ میں وفات پائی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شامل ہوئے، ابن اثیر کا قول ہے کہ اکثریت کا یہی قول ہے، اور ہمارے شیخ نے ان کا ذکر یہاں کیا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

ابن رباب الاسدیہ، جو اسد خزیمہ میں سے ہیں، اُمہات المومنین میں سے آپ سب سے پہلے وفات پانے والی ہیں آپ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب ہیں، آپ کا نام برہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام زینب رکھا، آپ کی کنیت ام الحکم تھی اور آپ ہی کا نکاح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے کروایا تھا اور آپ اس کی وجہ سے دیگر ازواج النبی پر فخر کیا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں تمہارا نکاح تمہارے اہل نے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر سے کروایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فلما قضی زید منها

Marfat.com

وَطَرًا زَوَّجْنَا كَهَا﴾ اور اس سے قبل آپ آپ کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں اور جب انہوں نے انہیں طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا' کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۳ھ کا ہے اور بعض ۴ھ کا بیان کرتے ہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۵ھ کا ہے اور آپ ہی حضرت عائشہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا کے ساتھ حسن و جمال اور مرتبہ میں مقابلہ کیا کرتی تھیں اور آپ بڑی دیندار' پرہیز گار' عبادت گزار اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والی تھیں اور اسی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے کہ تم میں سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جو تم میں سے لمبے ہاتھوں والی ہے۔ یہی صدقہ کے لحاظ سے' اور آپ ایک ماہر کاریگر عورت تھیں' اپنے ہاتھوں سے کام کر کے فقراء پر صدقہ کر دیا کرتی تھیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر دین میں بہتر' خوف خدا رکھنے والی' راست گفتار' صلہ رحم' امانت دار اور صدقہ کرنے والی عورت کبھی نہیں دیکھی۔ آپ نے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع کے بعد کوئی حج نہیں کیا' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا تھا۔ یہ حج ہے پھر رکاوٹ ظاہر ہو جائے گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیہ ازواج حج کو جایا کرتی تھیں اور حضرت زینب اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہما کہا کرتی تھیں خدا کی قسم کہ ہم نے آپ کے بعد سواری کو حرکت نہیں دی' مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف ان کا مقررہ وظیفہ بارہ ہزار بھیجا تو آپ نے اسے اپنے اقارب میں خیرات کر دیا پھر فرمانے لگیں' اے اللہ! اس کے بعد مجھے عمر کی عطا نہیں ملے گی اور ۲۰ھ میں وفات پا گئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ پہلی خاتون ہیں جن کے لیے تابوت بنایا گیا اور آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا:

آپ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی ماں اور حضرت حمزہ المقوم رضی اللہ عنہ اور حجل کی سگی ہمشیرہ ہیں' اُن کی والدہ ہالہ بنت وہب بن عبد مناف ابن زہرۃ ہیں' آپ کے اسلام کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا' آپ جنگ اُحد میں شامل ہوئیں اور اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر بہت غم کیا' اور جنگ خندق میں آپ نے ایک یہودی کو قتل کر دیا جو آ کر اس قلعہ کے اردگرد گھومنے لگا جس میں آپ موجود تھیں اور وہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قلعے پر چڑھنے لگا' آپ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اتر کر اسے قتل کر دیجئے' مگر انہوں نے آپ کی بات نہ مانی' تو آپ نے اس کے پاس جا کر اسے قتل کر دیا' پھر آپ نے فرمایا' اس کے کپڑے اتار لو' اگر وہ مرد نہ ہوتا تو میں اس کے کپڑے اتار لیتی' حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے کپڑوں کی ضرورت نہیں ہے' آپ مشرکین کے ایک مرد کو قتل کرنے والی پہلی عورت ہیں' آپ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو پھوپھیاں ہیں ان کے اسلام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کا قول ہے کہ اروی اور عاتکہ مسلمان ہو گئی تھیں' ابن اثیر اور ہمارے شیخ ابو عبداللہ ذہبی کا یہی قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی نے اسلام قبول نہیں کیا' سب سے پہلے آپ کا نکاح حارث بن امیہ سے ہوا' پھر اس کے بعد عوام ابن خویلد کے ساتھ ہوا اور ان سے آپ کے ہاں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالکعبہ پیدا ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ العوام نے کفر ہونے کی حالت میں آپ سے نکاح کیا مگر پہلا قول صحیح ہے آپ نے ۷۳ سال کی عمر میں ۲۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں اور ابن اسحٰق نے آپ کے علاوہ فوت ہونے والی عورتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ عقبہ اولیٰ' عقبہ ثانیہ اور تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ ہی نے سب سے پہلے پانی سے استنجا کیا اور آپ ہی کے بارے میں یہ آیت اتری ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ آپ کی روایات بھی ہیں' آپ نے اس سال مدینہ میں وفات پائی۔

حضرت بشر بن عمرو بن حنش رضی اللہ عنہ:

آپ کا لقب جارود ہے' آپ نے دسویں سال میں اسلام قبول کیا اور عبدالقیس میں آپ صاحب شرف اور مطاع تھے اور آپ ہی نے قدامہ بن مظعون کے متعلق شراب نوشی کی گواہی دی تھی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو یمن سے معزول کر کے حد لگائی تھی' حضرت جارود' شہید ہو کر مرے تھے۔

حضرت ابوخراشہ خویلد بن مرۃ الہذلی رضی اللہ عنہ:

آپ عمدہ شعر کہنے والے مخضرمی شاعر تھے' جنہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا اور جب آپ دوڑتے تو گھوڑوں سے آگے نکل جاتے تھے آپ کو سانپ نے ڈس لیا تھا اور مدینہ میں آپ نے وفات پائی۔

۲۱ھ

معرکہ نہاوند:

یہ ایک نہایت عظیم بڑا بلند شان اور حیرت انگیز معرکہ ہے جسے مسلمان فتح الفتوح کا نام دیتے ہیں۔

ابن اسحٰق اور واقدی کا قول ہے کہ معرکہ نہاوند ۲۱ھ میں ہوا تھا اور سیف کا قول ہے کہ ۱۷ھ میں ہوا تھا اور بعض کا قول کہ ۱۹ھ میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم

ابوجعفر ابن جریر نے اس کا واقعہ اس سال میں بیان کیا ہے اور ہم نے اس بارے میں اس کی پیروی کی ہے اور ہم نے ان ائمہ کے کلام کو ایک ہی عبارت میں جمع کر دیا ہے حتیٰ کہ ایک کی عبارت دوسرے کی عبارت میں داخل ہو گئی ہے۔

سیف وغیرہ کا بیان ہے کہ جس بات نے اس معرکہ کو بھڑکایا وہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اہواز کو فتح کیا اور حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کی فوج کو اپنے آگے سے روک دیا اور یہ اصطخر کے قدیم دارالخلافے مدائن سمیت قبضہ کر لیا اور ان شہروں اور بہت سے اضلاع و اقالیم کو حاصل کر لیا تو وہ غصے میں آ گئے اور یزدگرد نے ان سے کمک مانگی' جو شہر بہ شہر الٹے پاؤں گھوم رہا تھا حتیٰ کہ وہ دھتکارا ہوا اصبہان چلا گیا لیکن پھر بھی وہ اپنی قوم اور اہل و مال کے پاس موجود تھا اور اس نے نہاوند اور اس کے قریبی پہاڑوں اور شہروں کی جانب خط لکھا تو وہ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے باہم مراسلت کی' یہاں تک کہ ان کے لیے اتنی فوج جمع ہو گئی کہ اس سے قبل ان کے لیے اتنی فوج جمع نہ ہوئی تھی۔ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اس کے متعلق اطلاع بھیجی اور اسی دوران میں اہل کوفہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور انہوں نے آپ کے بارے میں ہر چیز کے متعلق شکایت کی حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھاتے' اور جو شخص یہ شکایت لے کر کھڑا ہوا اسے الجراح بن سنان اسدی کہا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی اور

Marfat.com

جب یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

''دشمن تمہارے مقابلہ کے لیے جمع ہو چکے ہیں اور وہ دشمنانِ خدا سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کر رہا ہے اس حال میں تمہارا اس کے خلاف اٹھنا تمہارے شر پر ایک دلیل ہے مگر بایں ہمہ مجھے تمہارے معاملے میں غور وفکر کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے''۔

پھر آپ نے حضرت محمد بن مسلمۃ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ جو گورنروں کے ایلچی تھے۔ جب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو آپ نے کوفہ کے قبائل وعشائر اور مساجد کا چکر لگایا' پس الجراح بن سنان کی جہت کے سوا سب لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تھے' انہوں نے سکوت اختیار کیا اور نہ مذمت کی اور نہ تعریف کی' یہاں تک کہ آپ بنی عبس کے پاس پہنچ گئے تو ایک شخص نے جسے ابوسعدہ اسامہ بن قتادہ کہا جاتا تھا کھڑے ہو کر کہا' اب جب کہ آپ نے ہمیں قسم دی ہے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ برابر تقسیم نہیں کرتے اور نہ رعیت میں عدل وانصاف کرتے ہیں اور نہ فوج کے ساتھ جنگ کرتے ہیں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر بددعا کی اور کہا:

''اے اللہ! اگر یہ بات اس نے جھوٹ' ریاکاری اور شہرت کے لیے کی ہے تو اس کی آنکھوں کو اندھا کر دے اور اس کے عیال کو زیادہ کر دے اور اسے فتنوں کی گمراہیوں کا نشانہ بنا''۔

پس وہ اندھا ہو گیا اور اس کے پاس دس بیٹیاں تھیں اور وہ کسی عورت کے متعلق سنتا تو وہیں ٹھہرا رہتا' حتیٰ کہ اس کے پاس جاتا اور چھوتا اور جب مطلع ہوتا تو کہتا حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو ایک بابرکت آدمی تھے ان کی بددعا ہے۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے الجراح اور اس کے اصحاب پر بددعا کی اور ہر ایک جسمانی اور مالی مصیبت کا شکار ہوا۔

اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس دوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اہل کوفہ سے اہل نہاوند کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مدد مانگی' پھر حضرت سعد' حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما اور الجراح اور اس کے اصحاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا وہ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ اس نے آپ کو بتایا کہ وہ پہلی دو رکعتوں کو طویل کرتے ہیں اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف کرتے ہیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جو اقتدا کی ہے اس میں کوتاہی نہیں کرتا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا اے ابواسحٰق تیرے متعلق یہی میرا ظن ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ میں بیان کیا کہ میں پانچواں مسلمان ہوں اور ہماری یہ حالت تھی کہ ہمارے پاس انگور کی شاخ کے پتوں کے سوا کوئی کھانا نہ ہوتا تھا' یہاں تک ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں اور میں پہلا شخص ہوں جس نے راہ خدا میں تیراندازی کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو یکجا کیا اور مجھ سے پہلے آپ نے کسی کے لیے ان دونوں کو یکجا نہیں کیا' پھر بنواسد کہنے لگے کہ وہ اچھی نماز نہیں پڑھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مجھے اسلام پر تباہی کے سامنے کرتے ہیں تب تو میں ناکام ہو جاؤں گا اور میرا عمل ضائع ہو جائے گا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ نے کوفہ پر کس کو نائب مقرر کیا ہے؟ آپ نے کہا عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو' پس حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ میں آپ کی نیابت پر قائم رکھا۔ اور وہ اشراف صحابہ میں سے بہت بوڑھے اور انصار میں سے بنی الحبلی کے حلیف تھے۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کسی عجز وخیانت کے بغیر مسلسل معزول رہے اور ان لوگوں کو دھمکاتے رہے اور قریب تھا کہ ان پر حملہ کر دیں' پھر انہوں نے اس خوف سے

Marfat.com

انہیں دھمکانا چھوڑ دیا کہ کہیں کوئی شخص امیر کے پاس شکایت نہ کردے۔

حاصل کلام یہ کہ ایرانی ہر عمیق راستہ سے نہاوند میں جمع ہو گئے حتیٰ کہ ان کے ڈیڑھ لاکھ جانباز جمع ہو گئے اور ان کا سالار الفیر زان تھا اور بندار اور ذوالحاجب کے نام بھی بیان کیے جاتے ہیں اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ جو عرب میں آئے تھے وہ ہمارے ملک کے درپے نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے بعد کھڑے ہونے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے دارالخلافے سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور بلاشبہ اس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے طویل ہونے کی وجہ سے ہماری بے حرمتی کی ہے اور ہمارے ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمارے صحن خانہ میں ہم سے جنگ کی ہے اور دارالخلافے پر قبضہ کرلیا ہے اور وہ تم کو تمہارے ملک سے نکالے بغیر باز آنے والا نہیں' پس انہوں نے باہم عہد و پیمان کیے کہ وہ بصرہ اور کوفہ جائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ملک سے غافل کردیں اور انہوں نے اپنے دلوں میں یہ بات ٹھان لی اور اپنے پر واجب کرلی' جب حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات لکھی۔ اور آپ نے اس دوران میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کردیا تھا۔ تو جس معاملے میں انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور آپ کے پاس جانے کا قصد کیا تھا اس کے متعلق حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بالمشافہ گفتگو کی اور یہ کہ ان کے ڈیڑھ لاکھ جوان اکٹھے ہو چکے ہیں اور قریب بن ظفر العبدی' کوفہ سے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ کا خط لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہ انہوں نے اکٹھ کرلیا ہے اور وہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف برانگیختہ ہیں اور اے امیر المومنین مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کا قصد کریں اور انہوں نے ہمارے ملک کی طرف آنے کا جو ارادہ کیا ہے انہیں اس کی جلد سزا دیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نامہ بر سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا' قریب' فرمایا کس کے بیٹے ہو! اس نے کہا ظفر کا بیٹا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے شگون لیا کہ کامیابی قریب ہے' پھر الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کردیا گیا اور لوگ جمع ہو گئے اور سب سے پہلے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے' تو حضرت عمر نے حضرت سعد رضی اللہ عنہما سے بھی شگون لیا' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے حتیٰ کہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: اس دن کا' بعد کے ایام پر بھی اثر پڑنے لگا' آگاہ رہو! میں نے ایک بات کا ارادہ کیا ہے' سنو اور جواب دو اور جلدی کرو اور جھگڑا نہ کرو' ورنہ ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' میری رائے ہے کہ میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو میرے آگے ہیں اور اس مقام پر اتروں جو ان دونوں شہروں کے درمیان ہو اور لوگوں سے مدد مانگوں پھر میں ان کا مددگار بن جاؤں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان پر فتح دے دے' پس اہل الرائے میں سے حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے انفرادی طور پر بہت اچھی گفتگو کی اور ان کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ آپ مدینہ سے نہ جائیں' بلکہ فوجوں کو روانہ کریں اور اپنی رائے اور دعا سے ان کو روکیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یا امیر المومنین! یہ ایسی چیز ہے جس کی مدد اور ترک مدد' کثرت و قلت سے نہیں ہوتی' اس نے اپنے دین کو واضح کیا ہے اور اپنے لشکر کو غالب کیا ہے اور فرشتوں سے اس کی مدد کی ہے حتیٰ کہ اس نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے وعدے پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا اور اپنی فوج کی مدد کرنے والا ہے اور یا امیر المومنین ان میں آپ کا مقام ایسے ہے جیسے موتیوں کی لڑی کا ہوتا ہے جو موتیوں کو جمع کیے رکھتی اور سنبھالے رکھتی ہے اور جب وہ لڑی کھل جاتی

Marfat.com

ہے تو اس کے موتی بکھر جاتے ہیں اور ضائع ہو جاتے ہیں' پھر وہ سارے کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے' اگرچہ آج عرب لوگ قلیل ہیں مگر وہ بہت ہیں اور اسلام کی وجہ سے طاقت ور ہیں' آپ اپنی جگہ قیام فرمایئے اور اہل کوفہ کی جانب خط لکھئے وہ عرب کے سردار ہیں' ان میں سے دو تہائی چلے جائیں اور ایک تہائی ٹھہرے رہیں اور اسی طرح اہل بصرہ کو بھی لکھئے کہ وہ ان کی مدد کریں۔ [1] اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی گفتگو میں اشارہ کیا کہ آپ اہل یمن و شام کی فوجوں سے ان کی مدد کریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ اور کوفہ کے درمیانی علاقے تک جانے پر اتفاق کیا اور حضرت عثمان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کوفہ اور بصرہ کے درمیان جانے پر جو اتفاق کیا' اس کا حضرت علی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جواب دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس رائے کو رد کر دیا جس میں آپ نے اہل شام سے' فوجوں کی کمی کی صورت میں ان کے ملک کے متعلق رومیوں کے خوف کے باعث اور اہل یمن سے ان کے ملک کے متعلق حبشیوں کے خوف کے باعث استمداد کرنے کا مشورہ دیا تھا' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کو پسند کیا اور خوش ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی سے مشورہ لیتے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیے بغیر کسی معاملے کا پختہ فیصلہ نہ کرتے۔ پس جب اس مقام پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی گفتگو نے خوش کیا تو آپ نے یہ معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا' انہوں نے کہا' اے امیر المومنین آہستگی اختیار کیجیے یہ ایرانی اس عذاب کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں جو ان پر نازل ہونے والا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے مشورہ دو' میں جنگ کا معاملہ کس کے سپرد کروں اور وہ عراقی ہونا چاہیے' انہوں نے کہا یا امیر المومنین آپ اپنی فوج کو بہتر سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس شخص کے سپرد کروں گا کہ کل جب وہ ان سے جنگ کرے گا تو وہ پہلا نیزہ ہو گا' لوگوں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کون ہے؟ فرمایا نعمان بن مقرن' انہوں نے کہا وہ اس کا اہل ہے۔ اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ جو کسکر کے والی تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ انہیں کسکر سے معزول کر دیں اور اہل نہاوند کے ساتھ جنگ کرنے پر مامور کر دیں۔ لہٰذا آپ نے ان کی بات مان لی اور انہیں اس کام پر مقرر کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ کوفی فوجوں کے ساتھ روانہ ہو جائیں اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ بصری فوجوں کے ساتھ روانہ ہو جائیں اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ جو بصرہ میں موجود تھے۔ کہ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ نہاوند کی طرف روانہ ہو جائیں اور جب سب لوگ اکٹھے ہو جائیں تو ہر فوج کا ایک امیر ہو گا اور سب لوگوں کے امیر حضرت نعمان بن مقرن ہوں گے' پس اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما امیر ہوں گے اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر فلاں اور فلاں امیر ہوں گے حتیٰ کہ آپ

---

[1] جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق عموماً اور خلفائے ثلاثہ کے متعلق خصوصاً بے سروپا باتیں کرنے کے عادی ہیں وہ ذرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس مشورے پر غور کریں جو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا ہے نیز یہ کہ آپ کے دل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا مقام تھا' حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ فرمایا ہے جو لوگ ان کو اس کے الٹ خیال کرتے ہیں در اصل وہ نص قرآنی کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی شہادت کو رد کر کے اہل ہوا کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ من هذه الخرافات. (مترجم)

Marfat.com

نے سات آدمیوں کو گنا جن میں سے ایک حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ان میں ان کا نام نہیں لیا۔ واللہ اعلم

اور خط کی تحریر یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کی طرف:

''آپ کو سلام ہو میں آپ کے ساتھ مل کر اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ اعاجم کی فوجیں بہت ہیں اور وہ تمہارے لیے نہاوند کے شہر میں جمع ہوئی ہیں' پس جب میرا خط آپ کے پاس پہنچے تو آپ اللہ کے حکم اور اس کی مدد سے اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہو جائیں اور ان کے ساتھ سخت دشوار گزار جگہ کو روند کر انہیں تکلیف نہ دیں اور ان کے حق کو نہ روکیں اس طرح آپ ان کی ناشکری کریں گے اور ان کو درختوں والی دلدلی جگہ میں نہ لے جائیں' بلاشبہ ایک مسلمان شخص مجھے ایک لاکھ دینار سے بھی زیادہ محبوب ہے' آپ پر سلام ہو' آپ اسی جانب روانہ ہو جائیں حتیٰ کہ آپ پانی پر پہنچ جائیں اور میں نے اہل کوفہ کو لکھ دیا ہے وہ وہاں پر آپ سے آملیں گے اور جب تمہاری فوجیں تمہارے پاس اکٹھی ہو جائیں تو آپ الفیرزان اور ان ایرانی اعاجم کی طرف چلے جائیں جو ان کے پاس جمع ہوئے ہیں اور مدد مانگو اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا بکثرت ورد کرو''۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے نائب حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ ایک فوج کو مختص کریں اور اسے نہاوند کی طرف بھیج دیں اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچنے تک حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما اس کے امیر ہوں گے اور اگر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور آپ نے غنائم کی تقسیم پر حضرت السائب بن الاقرع رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ پانی پر آپ سے ملاقات کریں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت سے امرائے عراق روانہ ہوئے اور آپ نے ہر ضلع میں ضرورت کے مطابق جانباز گھات میں بٹھا دیئے' اور ہر جانب محافظ مقرر کر دیئے اور انہوں نے بڑی ہوش مندی سے کام لیا پھر وہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس اس جگہ پہنچ گئے جہاں پہنچنے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا' پس حضرت حذیفہ نے حضرت نعمان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط دیا اور اس میں آپ کا وہ حکم تھا جس پر اس جنگ کا دارومدار تھا سیف نے ''شعبی'' سے جو روایت کی ہے اس کے مطابق مسلمانوں کی فوج تیس ہزار جانبازوں سے مکمل ہوگئی جن میں بے شمار سادات صحابہ رضی اللہ عنہم اور رؤسائے عرب موجود تھے' جیسے حضرت عبداللہ بن عمر امیر المومنین' حضرت جریر بن عبداللہ البجلی' حضرت حذیفہ بن الیمان' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی' حضرت طلیحہ بن خویلد اسدی' اور حضرت قیس بن مکشوح المرادی رضی اللہ عنہم' پس لوگ نہاوند کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اپنے آگے تین آدمیوں کا ایک ہراول دستہ بھیجا' جو حضرت طلیحہ' حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی اور حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھا اور ان کو عمرو بن ثنی بھی کہا

Marfat.com

جاتا ہے' تاکہ وہ دشمن کی پوزیشن اور حالت انہیں بتائیں' ہراوّل دستہ ایک دن رات چلتا رہا اور حضرت عمرو بن ثبی رضی اللہ عنہ واپس آ گئے ان سے پوچھا گیا' آپ کیوں واپس آئے ہیں' انہوں نے کہا میں عجم کی سرزمین میں تھا اور میں نے ان کی بے راستہ زمین کا علم حاصل کیا ہے اور انہوں نے اپنی راستہ والی زمین کا علم حاصل کیا ہے پھر ان کے بعد حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بھی واپس آ گئے اور کہنے لگے' ہم نے کسی شخص کو نہیں دیکھا اور مجھے خوف ہوا کہ ہماری ناکہ بندی کر دی جائے گی اور حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ آگے چلے گئے اور انہوں نے ان دونوں کے واپس چلے جانے کی پرواہ نہ کی اور اس کے بعد وہ تیس پینتیس میل چل کر نہاوند پہنچ گئے اور عجمیوں میں شامل ہو گئے اور ان کے جو حالات معلوم کرنا چاہتے تھے انہیں معلوم کیا پھر واپس آ کر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو وہ حالات بتائے نیز یہ کہ ان کے اور نہاوند کے درمیان کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں ہے' پس حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اپنی ترتیب کے مطابق جب کہ ہراوّل کے امیر حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ تھے اور میمنہ اور میسرہ پر حضرت حذیفہ اور حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہما اور سوار رسالے پر حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ساقہ کے امیر حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے' روانہ ہو گئے حتیٰ کہ ایرانیوں کے پاس پہنچ گئے جن کا سالار الفیرزان تھا اور تمام وہ لوگ جو متقدم ایام میں قادسیہ سے غائب تھے ان کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی اور وہ ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ وہاں موجود تھا' پس جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور مسلمانوں نے تین تکبیریں کہیں جس سے اعاجم لرز گئے اور بہت زیادہ مرعوب ہو گئے' پھر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بوجھ اتارنے کا حکم دیا اور لوگوں نے اپنے بوجھ اتار دیئے اور اپنے سامان سفر کو چھوڑ دیا اور اپنے خیمے لگائے اور حضرت نعمانؓ کے لیے بہت بڑا خیمہ لگایا گیا اور خیمہ لگانے والے فوج کے چودہ اشراف تھے اور وہ حضرت حذیفہ بن الیمان' حضرت عتبہ بن عمرو' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت بشیر بن الخصاصیہ' حضرت حنظلہ کاتب' حضرت ابن الہوبر' حضرت ربعی بن عامر بن مطر' حضرت جریر بن عبداللہ حمیری' حضرت جریر بن عبداللہ البجلی' حضرت اقرع بن عبداللہ حمیری' حضرت اشعث بن قیس کندی' حضرت سعید بن قیس ہمدانی اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہم تھے اور عراق میں اس سے بڑا خیمہ نہیں دیکھا گیا اور جب انہوں نے بوجھ اتار لیے تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے جنگ کا حکم دے دیا اور یہ بدھ کا دن تھا پس انہوں نے اس دن اور اس سے اگلے دن بھی جنگ کی اور جنگ کا پانسہ ایک دوسرے کی جانب پلٹتا رہا اور جب جمعہ کا دن آیا تو وہ اپنے قلعے میں اکٹھے ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور جب تک اللہ نے چاہا ان کا محاصرہ جاری رکھا اور اعاجم جب چاہتے باہر نکلتے اور جب چاہتے اپنے قلعوں میں واپس چلے جاتے اور ایرانیوں کے سالار نے ایک آدمی بھیجا کہ وہ مسلمانوں کے کسی آدمی کو تلاش کرے تاکہ وہ اس سے گفتگو کرے' پس حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور آپ نے اس کے لباس اور بجہری کی عظمت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے نیز اس نے عربوں کے احتقار و استہانت کے بارے میں آپ سے جو گفتگو کی اور یہ کہ وہ بہت بھوکے اور بے قدر اور بے گھر آدمی ہیں اسے بھی بیان کیا ہے' اور اس نے کہا:

''ان نوکی افسروں کو جو میرے اردگرد موجود ہیں' تمہیں تیروں میں پرو دینے سے' تمہارے مردار کی بو کے سوا کوئی چیز مانع نہیں' پس اگر تم چلے جاؤ تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے اور اگر تم واپس لوٹے تو ہم تمہاری قتل گاہوں میں تم کو ذلیل کر دیں گے۔''

Marfat.com

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے تشہد پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور کہا آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے ہم اس سے بھی بری حالت میں تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا اور اس نے ہم سے دنیا میں فتح پانے اور آخرت میں بھلائی پانے کا وعدہ کیا اور جب سے اللہ نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا ہے ہمیں ہمیشہ ہمارے رب سے نصرت ملتی رہی ہے اور ہم آپ کے ملک میں آئے ہیں اور ہم اس بدبختی کی طرف کبھی واپس نہیں جائیں گے جب تک تمہارے ملک میں تم پر اور جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اس پر غلبہ نہ پالیں' یا ہم تمہاری زمین میں قتل ہو جائیں گے' اس نے کہا خدا کی قسم اس یک چشم نے جو کچھ اس کے دل میں ہے' اس کے متعلق تم سے سچ کہا ہے اور جب مسلمانوں پر یہ حالت گراں ہو گئی تو حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے فوج کے اہل الرائے کو جمع کیا اور اس کے بارے میں مشورہ کیا کہ کیا صورتِ حال ہو کہ وہ اور مشرکین ایک زمین میں آمنے سامنے ہو جائیں' سب سے پہلے حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے جو وہاں سب سے عمر رسیدہ تھے گفتگو کی اور فرمایا کہ ان کا اس حالت پر قائم رہنا' جس میں وہ ہیں ان کے لیے اس کی نسبت زیادہ نقصان دہ ہے جو وہ ان سے چاہتے ہیں اور مسلمانوں پر رحم کیجیے' پس سب لوگوں نے ان کی بات کو رد کر دیا اور کہنے لگے' ہم اپنے دین کے غلبے کے بارے میں یقین پر اور اللہ نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اس کے پورا ہونے پر قائم ہیں اور حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا' ان پر حملہ کیجیے اور ان سے مقابلہ کیجیے اور ان سے خوف نہ کھائیے پس سب نے انہیں جواب دیا اور کہا' تو ہمیں دیواروں کے ساتھ ٹکراتا ہے اور دیواریں ہمارے خلاف ان کی مددگار ہیں اور حضرت طلیحہ اسدی رضی اللہ عنہ نے کہا' ان دونوں نے درست نہیں کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ ایک دستہ بھیج کر ان کا گھیراؤ کر لیں اور ان سے جنگ کریں اور ان کو غصہ دلائیں اور جب وہ ان کے مقابلہ میں نکلیں تو وہ گھبرا کر ہماری طرف بھاگ اٹھیں پس جب وہ ان کے پیچھے بھاگیں اور ہمارے پاس پہنچ جائیں تو ہم سب بھاگنے کا عزم کر لیں تو انہیں شکست میں شک نہیں رہے گا اور وہ سب کے سب اپنے قلعوں سے باہر آجائیں گے اور جب وہ مکمل طور پر باہر نکل آئیں تو ان کی طرف پلٹ پڑیں گے اور ان سے جنگ کریں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے' لوگوں نے اس رائے کی تحسین کی اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے سوار رسالے پر حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ شہر کی طرف جا کر ان کا محاصرہ کر لیں اور جب وہ ان کے مقابلہ کے لیے باہر نکلیں تو ان کے آگے بھاگ اٹھیں' حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا' پس جب وہ اپنے قلعوں سے باہر نکلے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پسپا ہو گئے پھر پسپا ہوئے' پھر پسپا ہوئے' پس اعاجم نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور انہوں نے وہی کچھ کیا جو حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا تھا اور وہ یہ کہنے لگے اور سب کے سب باہر آگئے اور شہر میں دروازوں کے محافظین کے سوا کوئی جاندار باقی نہ رہا حتیٰ کہ وہ فوج کے پاس پہنچ گئے اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ تیار کھڑے تھے اور یہ جمعہ کے دن کے شروع کا واقعہ ہے' لوگوں نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا مگر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا اور حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ جنگ نہ کریں حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے اور ہوائیں چلنے لگیں اور مدد نازل ہونے لگے' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور لوگوں نے حملہ کرنے کے بارے میں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا مگر انہوں نے حملہ نہ کیا۔ اور آپ ایک ثابت قدم آدمی تھے۔ پس جب زوال کا وقت ہوا تو آپ نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور اپنے ایک سیاہی مائل سرخ ٹٹو پر جو زمین کے قریب ہی تھا سوار ہوئے اور ہر ایک جھنڈے کے پاس

Marfat.com

کھڑے ہونے لگے اور انہیں صبر کی ترغیب اور ثابت قدم رہنے کا حکم دینے لگے اور مسلمانوں کو بتانے لگے کہ وہ پہلی تکبیر کہیں تو لوگ حملے کے لیے تیار ہو جائیں اور دوسری تکبیر کہیں تو کسی کا سامان جنگ باقی نہ رہے پھر تیسری تکبیر کے ساتھ وہ بہادرانہ حملہ کر دیں' پھر آپ اپنی جگہ پر واپس آ گئے اور ایرانیوں نے بھی عظیم تیاری کی اور خوفناک صف بندی کی اور وہ ایسی تعداد اور تیاری میں تھے کہ اس کی مثل کبھی دیکھی نہیں گئی اور ان میں سے بہت سے لوگ سختی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے اپنے پیچھے آہنی گوکھرو پھینک دیئے تا کہ فرار کرنا اور ایک جگہ سمٹ جانا ممکن نہ رہے' پھر حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے پہلی تکبیر کہی اور جھنڈے کو حرکت دی' پس لوگ حملہ کے لیے تیار ہو گئے پھر آپ نے دوسری تکبیر کہی اور جھنڈے کو حرکت دی تو وہ تیار ہو گئے پھر آپ نے تیسری تکبیر کہی اور حملہ کر دیا اور لوگوں نے بھی مشرکین پر حملہ کر دیا اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا جھنڈا ایرانیوں پر جھپٹنے لگا جیسے عقاب شکار پر جھپٹتا ہے' حتیٰ کہ انہوں نے تلواروں سے مصافحہ کیا اور ایسی شدید جنگ کی' جس کی مثال کسی پہلے معرکہ میں نہیں دیکھی گئی اور نہ سننے والوں نے اس قسم کے معرکہ کے متعلق کبھی سنا ہے زوال سے لے کر اندھیرا چھانے تک مشرکین میں سے اس قدر آدمی مارے گئے جنہوں نے سطح زمین کو خون سے ڈھانپ دیا یہاں تک کہ جانور اس میں لتھڑ جاتے تھے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کا گھوڑا اس خون میں پھسل گیا اور آپ گر پڑے اور ایک تیر آ کر آپ کے پہلو میں لگا جس نے آپ کا کام تمام کر دیا اور آپ کے بھائی حضرت سوید رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو اس کا علم نہ ہوا اور بعض کا قول ہے کہ نعیم کے سوا کسی کو اس کا علم نہ ہوا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے آپ کو اپنے کپڑے سے ڈھانپ دیا اور آپ کی موت کو پوشیدہ رکھا اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو جھنڈا دے دیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی نعیم کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا اور حال واضح ہونے تک ان کی موت کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا تا کہ لوگ شکست نہ کھا جائیں' پس جب رات تاریک ہو گئی تو مشرکین نے پیٹھ دے کر بھاگتے ہوئے شکست کھائی اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کفار میں سے تیس ہزار کو زنجیروں سے باندھا گیا اور ان کے اردگرد خندق کھودی گئی' پس جب انہوں نے شکست کھائی تو وہ خندق میں گر پڑے اور ان وادیوں میں تقریباً ایک لاکھ آدمی موجود تھا اور وہ اپنے ملک کی وادیوں میں پے در پے گرنے لگے اور جو لوگ میدان کارزار میں مارے گئے تھے ان کے علاوہ تقریباً ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمی[1] مارے گئے اور ان میں سے صرف بھگوڑا ہی بچ سکا اور ان کا امیر الفیرزان' میدان کارزار میں بچھڑ گیا اور بچ گیا اور شکست کھا گیا اور حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو اپنے آگے بھیجا اور الفیرزان نے ہمدان کا قصد کیا' پس حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اسے جا ملے اور اسے ہمدان کی گھاٹی کے پاس آ لیا اور اس گھاٹی سے بہت سے خچر اور گدھے' شہد اٹھائے ہوئے آئے پس ان میں سے فیرزان اس پر چڑھنے کی سکت نہ پا سکا اس لیے کہ اس کی موت آ گئی تھی' سو وہ پیدل چل پڑا اور پہاڑ میں الجھ گیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کر کے اسے قتل کر دیا اور مسلمانوں نے اس روز کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے شہد کے بھی لشکر ہیں پھر انہوں نے اس شہد اور اس کے ساتھ جو بوجھ تھے انہیں غنیمت بنایا اور اس گھاٹی کو ثنیۃ العسل (شہد کی گھاٹی) کا نام دیا گیا پھر حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ

---

[1] اس جگہ عربی عبارت میں کچھ غلطی رہ گئی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

بقیہ شکست خوردوں کو ہمدان میں جا ملے اور اس کا اور حوئی کا اور اس کے اردگرد کا محاصرہ کر لیا تو وہاں کے حکمران خرشوم نے آپ کے پاس آ کر آپ سے مصالحت کر لی' پھر حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اور آپ کے مسلمان ساتھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گئے اور معرکہ کے بعد وہ بزور قوت نہاوند میں داخل ہو گئے اور انہوں نے مقتولین سے چھینے ہوئے سامان اور مغانم کو ناظم غنیمت حضرت السائب بن الاقرع رضی اللہ عنہ کے پاس جمع کرا دیا اور جب اہل ماہ نے اہل ہمدان کی خبر سنی تو انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیج کر آپ سے ان کے لیے امان لے لی اور ایک شخص جسے الہربذ کہا جاتا تھا۔ اور وہ ان کے آتش کدے کا مالک تھا۔ آیا اور اس نے حضرت حذیفہؓ سے امان طلب کی اور اس نے کسریٰ کی ایک امانت انہیں دی جسے اس نے مصائب زمانہ کے لیے ذخیرہ کیا ہوا تھا' پس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے امان دے دی اور یہ شخص قیمتی جواہرات سے بھری ہوئی دو ٹوکریاں لے کر آیا جن کی قیمت نہیں ڈالی جا سکتی' مگر مسلمانوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور ان کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ اسے خاص طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بھیج دیا جائے اور انہوں نے اسے حضرت السائب بن اقرع رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اخماس اور قیدیوں کے ساتھ بھیج دیا اور ان سے پہلے فتح کی بشارت حضرت طریف بن سہم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجی پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بقیہ غنیمت کو غنیمت حاصل کرنے والوں میں تقسیم کر دیا اور بہادروں کو کچھ زیادہ بھی دیا اور جو لوگ پیچھے سے مسلمانوں کی پشت کی حفاظت کے لیے گھات میں بیٹھے تھے اور جو ان کے مددگار تھے اور ان کی طرف منسوب تھے ان کا حصہ بھی لگایا اور حضرت امیر المومنین ان حاملہ عورتوں کی طرح جن کے بچہ جننے کے دن قریب ہوتے ہیں' شب و روز ان کے لیے اللہ سے دعا کرتے تھے اور ضرورت مندوں کی طرح عاجزی کرتے تھے اور ان کے بارے میں اطلاع ملنے میں دیر ہو گئی' اسی دوران میں مدینہ سے باہر ایک آدمی نے ایک سوار کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے' اس نے جواب دیا نہاوند سے' اس نے پوچھا لوگوں نے کیا کہا ہے؟ اس نے جواب دیا اللہ نے ان پر فتح دی ہے اور امیر قتل ہو گیا ہے اور مسلمانوں کو بہت غنیمت ملی ہے اور سوار کو چھ ہزار اور پیدل کو دو ہزار درہم ملے ہیں پھر وہ شخص اس سے آگے بڑھ گیا اور اس شخص نے مدینہ آ کر لوگوں کو بتایا اور خبر پھیل گئی حتیٰ کہ امیر المومنین تک بھی پہنچ گئی آپ نے اس شخص کو طلب کیا اور پوچھا کہ اسے کس نے بتایا ہے اس نے کہا ایک سوار نے' آپ نے فرمایا' وہ میرے پاس نہیں آیا' وہ شخص جنات میں سے تھا اور ان کا ایلچی تھا اور اس کا نام عثیم تھا' پھر اس کے کئی دن بعد حضرت طریف رضی اللہ عنہ فتح کی خوشخبری لے کر آئے اور فتح کے سوا ان کے پاس کوئی بات نہ تھی آپ نے ان سے پوچھا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا ہے' انہیں اس بات کا کوئی علم ہی نہ تھا حتیٰ کہ وہ لوگ بھی آ گئے جن کے پاس اخماس تھے انہوں نے حقیقت حال کو واضح طور پر بتایا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن بھی معرکہ میں شامل تھا اور وہ اپنی قوم کو اطلاع کرنے کے لیے جلد واپس آ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی گئی تو آپ رو پڑے اور حضرت السائبؓ سے پوچھا کہ مسلمانوں میں سے کون کون مارا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ فلاں فلاں اعیان واشراف مارے گئے ہیں۔

پھر انہوں نے کہا کہ کچھ دوسری جماعتوں کے لوگ بھی مارے گئے ہیں جنہیں امیر المومنین نہیں جانتے تو آپ رو کر فرمانے لگے امیر المومنین کا نہ جاننا انہیں کوئی نقصان دہ نہیں لیکن اللہ انہیں جانتا ہے اور اس نے انہیں شہادت سے سرفراز فرمایا ہے وہ عمر کے جاننے کو کیا کریں گے' پھر آپ نے حسب دستور خمس کی تقسیم کا حکم دیا اور یہ دونوں ٹوکریاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر لے جائی گئیں اور

Marfat.com

ایلچی واپس آ گئے اور جب صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلب کیا مگر نہ پایا' پس آپ نے ان کے پیچھے ایلچی بھیجا اور ایلچی انہیں کوفہ میں جا کر ملا۔

حضرت السائب بن الاقرع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نے کوفہ میں اپنا اونٹ بٹھایا تو ایلچی نے میرے اونٹ کی کونچ پر اونٹ بٹھایا اور کہا امیرالمومنین کو جواب دیجئے' میں نے پوچھا کس چیز کا' اس نے کہا' میں نہیں جانتا' پس ہم اپنے نشانات پر واپس آئے حتیٰ کہ میں آپ کے پاس پہنچ گیا' آپ نے فرمایا اے ابن ام السائب' مجھے اور تجھے کیا ہے بلکہ ابن ام السائب اور مجھے کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یا امیرالمومنین یہ کیا بات ہے' فرمایا تو ہلاک ہو' خدا کی قسم جس شب تو چلا گیا اس میں جونہی میں سویا تو اللہ کے فرشتوں نے ان دو ٹوکریوں کی طرف مجھے گھسیٹتے ہوئے رات گزاری اور وہ دونوں آگ سے شعلہ زن تھیں' وہ فرشتے کہنے لگے ہم ضرور ان دونوں سے تجھے داغ دیں گے اور میں کہنے لگا' میں انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دوں گا' تیرا باپ نہ رہے انہیں لے جا کر فروخت کر دے اور ان کو مسلمانوں کے عطیات وارزاق میں تقسیم کر دے' بلاشبہ وہ نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا دیا ہے اور تجھے معلوم نہیں کہ تو ان کے ساتھ ہے۔

حضرت السائب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ان دونوں ٹوکریوں کو لے کر کوفہ کی مسجد میں آ گیا اور تاجروں نے مجھے گھیر لیا اور عمرو بن حریث مخزومی نے ان دونوں ٹوکریوں کو دو لاکھ میں مجھ سے خرید لیا پھر وہ ان دونوں ٹوکریوں کو لے کر اعاجم کے علاقے کی طرف چلے گئے اور ان کو چار لاکھ میں فروخت کر دیا پس اس کے بعد اہل کوفہ ہمیشہ ہی بہت مال دار رہے' سیف کا بیان ہے کہ پھر آپ نے ان دونوں ٹوکریوں کی قیمت کو غنیمت حاصل کرنے والوں میں تقسیم کر دیا اور ان دونوں ٹوکریوں کی قیمت سے ہر سوار کو چار ہزار درہم ملے شعبی کا قول ہے کہ اصل غنیمت سے ہر سوار کو چھ ہزار اور پیادہ کو دو ہزار درہم ملے اور مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ نہاوند ۱۹ھ کے شروع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امارت کے ساتویں سال فتح ہوا' اسے سیف نے عمرو بن محمد سے اس کے حوالے سے روایت کیا ہے اور اسی نے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے ان کا بیان ہے کہ جب نہاوند کے قیدی مدینہ آئے تو ابولؤلؤہ فیروز جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا' ان میں سے جس چھوٹے بچے کو ملتا اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا اور روتا اور کہتا' عمر رضی اللہ عنہ نے میرے جگر کو کھا لیا ہے اور ابولؤلؤہ اصل میں نہاوند کا تھا' اسے رومیوں نے جنگ ایران میں قید کر لیا اور اس کے بعد مسلمانوں نے اسے قید کر لیا' پس وہ جہاں سے قید ہوا اسی جگہ کی طرف منسوب ہو گیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ اس معرکہ کے بعد اعاجم کے پاؤں نہیں جمے' اور جن لوگوں نے اس معرکہ میں داد شجاعت دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی عزت افزائی کے لیے انہیں دو ہزار درہم بطور نفقہ دیے۔

اور اس سال مسلمانوں نے نہاوند کے بعد جی کے شہر کو جسے اصبہان کہتے ہیں۔ طویل امور اور بڑی جنگ کے بعد فتح کیا' پھر انہوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے امان اور صلح کی دستاویز لکھی اور ان میں سے تیس آدمی کرمان کی طرف بھاگ گئے انہوں نے مسلمانوں سے مصالحت نہیں کی اور بعض کا قول ہے کہ اصبہان کے فاتح حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ ہیں اور اصبہان ہی میں آپ شہید ہوئے ہیں اور مجوس کا امیر ذوالجناحین اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور

Marfat.com

اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور صحیح بات یہ ہے کہ اصبہان کے فاتح حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو کوفہ کے نائب تھے۔ اور اسی سال حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے قم اور قاشان کو فتح کیا اور حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ نے کرمان کے شہر کو فتح کیا۔

اور ابن جریر نے بحوالہ واقدی بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ طرابلس گئے' راوی کا بیان ہے کہ وہ برقہ تھا جسے آپ نے ہر سال تیرہ ہزار دینار کی شرط پر صلح سے فتح کیا۔

راوی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ کو زویلہ کی طرف بھیجا' جسے آپ نے صلح سے فتح کر لیا اور برقہ سے زویلہ تک کا علاقہ مسلمانوں کے لیے صلح کا علاقہ بن گیا' اور اسی سال حضرت عمر نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو حضرت زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بجائے جنہیں آپ نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ کے بعد والی بنایا تھا کوفہ کا والی مقرر کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا افسر مقرر کیا' پس اہل کوفہ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے شکایت پیدا ہوگئی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اپنے کام سے استعفاء دے دیا پس آپ نے انہیں معزول کر کے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کسی کو تعلیم نہ دیں اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کی بیوی کے پاس بھیجا کہ وہ اسے سفر کا کھانا پیش کرے' اس نے کہا جا کر کھانا میرے پاس لے آؤ' پس حضرت مغیرہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین آپ نے جس شخص کو کوفہ کا والی مقرر کیا ہے اس کے بارے میں مبارک ہو آپ نے فرمایا' یہ کیا؟ اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیج کر انہیں معزول کر دیا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کیا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک کوفہ کے والی رہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حمص میں وفات پائی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وصیت جاری کرنے والا مقرر کیا اور دیگر مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے ۲۳ھ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے مدینہ میں وفات پائی' مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور دیگر مؤرخین کا یہ قول بھی ہے کہ اسی سال حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ اس سے پہلے فوت ہو چکے تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن جریر نے بحوالہ واقدی بیان کیا ہے کہ اس سال دمشق کے امیر حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ تھے نیز وہ حمص' حوران' قنسرین اور جزیرہ کے بھی امیر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' البلقاء' اردن' فلسطین' سواحل' اور انطاکیہ وغیرہ کے امیر تھے۔

Marfat.com

۲۱ھ میں وفات پانے والوں کا ذکر

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی' ابوسلیمان المخزومی' سیف اللہ' آپ مشہور بہادروں میں سے تھے جو اسلام اور جاہلیت میں مغلوب نہیں ہوئے' آپ کی والدہ اسماء بنت الحارث تھیں جو لبابہ بنت الحارث اور ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے یکم صفر ۸ھ کو اسلام قبول کیا اور معرکہ موتہ میں شامل ہوئے اور اس روز امارت نہ ہونے کی وجہ سے آپ امیر بنے اور اس روز آپ نے شدید جنگ کی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی اور آپ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں اور صرف یمانی چوڑی تلوار آپ کے ہاتھ میں ثابت رہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے' پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑا تو شہید ہو گئے پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑا تو شہید ہو گئے' پھر اسے شمشیران الٰہی میں سے ایک شمشیر نے پکڑا اور اللہ نے اس کے ہاتھوں پر فتح دی''۔

روایت ہے کہ جنگ یرموک میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گر گئی جب کہ وہ جنگ میں مشغول تھے اور آپ اس کی تلاش میں لگ گئے تو آپ کو اس بارے میں عتاب کیا گیا تو آپ نے فرمایا' اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے کچھ بال ہیں اور جب بھی کسی معرکہ میں وہ ٹوپی میرے پاس ہوتی ہے مجھے اس میں فتح ہوتی ہے۔

اور ہم نے مسند احمد میں ولید بن مسلم کے طریق سے عن وحشی بن حرب عن ابیہ عن جدہ وحشی بن حرب عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ آپ نے جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مرتدین سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اللہ کے کیا ہی اچھے بندے اور خاندان کے کیا ہی اچھے بھائی ہیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شمشیران الٰہی میں سے ایک شمشیر ہیں جسے اللہ نے کفار اور منافقین پر سونتا ہے۔ احمد کا بیان ہے کہ حسین الجعفی نے زائدہ سے بحوالہ عبدالملک بن امیر ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو شام کا امیر مقرر کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا' حضرت خالدؓ نے کہا: آپ نے اس امت کے امین کو تمہارے پاس بھیجا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شمشیران الٰہی میں سے ایک شمشیر ہیں اور خاندان کے اچھے جوان ہیں۔ اور ابن عساکر نے اسے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان کیا ہے اور مرسل طرق سے بھی بیان کیا

Marfat.com

ہے جوایک دوسرے کوقوت دیتے ہیں اور صحیح میں ہے کہ اب رہے خالد رضی اللہ عنہ تو تم خالدؓ پر ظلم کرتے ہو انہوں نے اپنی زرہوں اور غلاموں کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہے۔ آپ نے فتح مکہ اور معرکہ حنین میں شمولیت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں امیر بن کر بنی جذیمہ سے جنگ کی اور معرکہ خیبر میں آپ کی شمولیت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' آپ فوج کے ایک دستے کے سالار بن کر مکہ میں داخل ہوئے اور آپ نے قریش کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا' جیسا کہ قبل ازیں اپنے مقام پر ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہوازن کے بت عزیٰ کی طرف بھیجا' آپ نے سب سے پہلے اس کی چوٹی کو توڑا پھر اسے روندا اور فرمانے لگے اے عزیٰ میں تیرا انکار کرتا ہوں اور تیری پاکیزگی بیان نہیں کرتا' میں نے دیکھا ہے کہ اللہ نے تیری اہانت کی ہے پھر آپ نے اسے جلا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے پر مامور فرمایا پس آپ نے شفا دی اور شفا حاصل کی' پھر آپ نے انہیں عراق بھیجا پھر آپ شام آ گئے اور ہم نے آپ کے کارناموں کا ذکر کیا ہے جن سے چشم وقلب کو سکون ملتا ہے اور کان ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو شام سے معزول کر دیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور آپ کو جنگی مشیر قائم رہنے دیا اور آپ شام ہی میں رہے حتیٰ کہ اپنے بستر پر وفات پا گئے۔

اور واقدی نے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ رو پڑے پھر کہنے لگے' میں فلاں فلاں فوج میں شامل ہوا اور میرے جسم کی ایک بالشت جگہ ایسی نہیں جہاں تلوار کی ضرب یا نیزے اور تیر کی چوٹ نہ لگی ہو اور دیکھو اب میں یہاں اونٹ کی طرح اپنے بستر پر طبعی موت مر رہا ہوں' پس بزدلوں کی آنکھوں کو راحت نصیب نہ ہو' اور ابو یعلیٰ کا بیان ہے کہ شریح بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن زکریا نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ قیس ہم سے بیان کیا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رات جس میں دلہن کو میرے پاس بھیجا جائے یا اس میں مجھے لڑکے کی بشارت دی جائے' وہ اس رات کی نسبت مجھے زیادہ محبوب نہیں جس میں مہاجرین کے دستہ میں شدید پالا پڑے اور میں ان کے ساتھ صبح کو دشمن پر حملہ کروں' ابوبکر بن عیاش نے اعمش سے بحوالہ خیثمہ بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس آئے جس کے پاس شراب کا ایک مشکیزہ تھا آپ نے فرمایا اے اللہ اسے شہد بنا دے تو وہ شہد بن گیا' اس کے کئی طرق ہیں اور بعض میں یوں روایت ہے کہ آپ کے پاس سے ایک آدمی گذرا جس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا' یہ کیا ہے؟ اس نے کہا شہد ہے' آپ نے فرمایا اے اللہ اس کو سرکہ بنا دے' پس جب وہ اپنے اصحاب کے پاس واپس گیا تو کہنے لگا' میں تمہارے پاس ایسی شراب لایا ہوں جس جیسی شراب عربوں نے نہیں پی پھر اس نے اسے کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سرکہ ہے کہنے لگا خدا کی قسم اسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دعا لگی ہے اور حماد بن سلمہ نے ثمامہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے دشمن سے جنگ کی تو مسلمانوں نے اس سے شکست کھا کر پیٹھ پھیر لی اور وہ اور بھائی البراء بن مالک ثابت قدم رہے اور میں ان دونوں کے درمیان کھڑا تھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر زمین کی طرف اپنا سر جھکایا پھر اسے کچھ دیر آسمان کی

Marfat.com

طرف اٹھایا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب اس قسم کی صورت حال سے آپ دوچار ہوئے تو آپ اسی طرح کیا کرتے تھے' پھر آپ نے میرے بھائی البراء سے فرمایا کھڑے ہو جاؤ' پھر دونوں سوار ہو گئے اور حضرت خالدؓ نے اپنے ساتھی مسلمانوں کو بلایا اور فرمایا' یہ صرف جنت ہے اور مدینہ کی طرف کوئی راستہ نہیں پھر آپ نے ان کے ساتھ حملہ کر کے مشرکین کو شکست دے دی۔

اور مالک نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھیے کہ وہ آپ کے حکم کے بغیر کوئی بکری اور اونٹ نہ دیں' حضرت ابوبکر نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ بات لکھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا' آپ مجھ سے اور میرے کام سے سروکار نہ رکھیں' ورنہ آپ اپنا کام کریں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان کے معزول کرنے کا مشورہ دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میری طرف سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا قائم مقام کون ہو گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں' آپ نے فرمایا' تو' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تیاری کی حتیٰ کہ سواریوں کو گھر میں بٹھایا' پھر صحابہ رضی اللہ عنہم آئے اور انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو شام میں ٹھہرائیں' پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ بات لکھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کو ویسا ہی جواب دیا تو آپ نے ان کو معزول کر دیا اور فرمایا اللہ ایسا نہیں کہ وہ مجھے کوئی بات سمجھائے جس کا میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دوں اور اسے خود نافذ نہ کرسکوں اور امام بخاریؒ نے تاریخ وغیرہ میں علی بن رباح کے طریق سے بحوالہ یاسر بن سمی البرنی بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جابیہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے معزول کرنے پر لوگوں سے معذرت کرتے سنا اور فرمایا' میں نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اس مال کو کمزور مہاجرین کے لیے روک رکھیں' انہوں نے اسے جانبازوں اور صاحب شرف اور زبان آوروں لوگوں کو دے دیا ہے پس میں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا ہے' حضرت ابوعمرو بن حفص بن المغیرہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ آپ نے معذرت نہیں کی بلکہ آپ نے اس امیر کو معزول کیا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا اور آپ نے اس جھنڈے کو گرا دیا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند کیا تھا اور آپ نے اس شمشیر کو جسے اللہ نے سونتا تھا' نیام میں کر دیا ہے اور آپ نے قطع رحمی کی ہے اور عم زاد سے حسد کیا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' آپ نزدیکی قرابت دار اور نوعمر ہیں اور اپنے عم زاد کے بارے میں ناراض ہیں۔

واقدی رحمہ اللہ' محمد بن سعید اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک بستی میں وفات پائی جو حمص سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو وصیت نافذ کرنے پر مقرر کیا اور دحیم وغیرہ کا بیان ہے کہ آپ نے مدینہ میں وفات پائی ہے مگر پہلا قول صحیح ہے اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اشعث بن قیس کو دس ہزار درہم دینے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ پر تعزیر لگائی تھی اور اسی طرح آپ کے مال سے بیس ہزار درہم لینے پر تعزیر لگائی تھی نیز آپ کے حمام میں داخل ہونے اور چونے کے ذرات کے بعد شراب میں خمیر کیے ہوئے آٹے کے ملنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آپ سے ناراض ہونے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے آپ کے پاس عذر کرنے کہ وہ صابن بن گیا تھا' کا ذکر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اور اسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں میں سے ایک بیوی کو طلاق دی اور فرمایا' میں نے کسی شک کی وجہ سے اسے طلاق نہیں دی لیکن وہ میرے ہاں بیمار نہیں ہوئی اور نہ اس کے بدن اور سر اور جسم کے کسی حصے میں کوئی

Marfat.com

تکلیف ہوئی ہے' اور سیف وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو شام سے اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عراق سے معزول کیا تو فرمایا' میں نے ان دونوں حضرات کو اس لیے معزول کیا ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو فتح دی ہے نہ کہ ان دونوں کی مدد سے فتح ہوئی ہے اور سب قوت اللہ ہی کو حاصل ہے' اور سیف نے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو قنسرین سے معزول کرنے اور جو کچھ ان سے لینا تھا اس کے لے لینے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ مجھے بہت عزیز اور پیارے ہیں اور اس کے بعد آپ کو میری طرف سے کوئی ایسا حکم نہیں پہنچے گا جو آپ کو ناگوار ہو۔

اور اصمعی نے عن سلمہ عن بلال عن مجالد عن الشعبی بیان کیا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما نے باہم کشتی لڑی اور دونوں نوجوان تھے۔ اور حضرت خالد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ماموں کے بیٹے تھے۔ حضرت خالد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی پنڈلی توڑ دی' پس اس کا علاج کیا گیا اور وہ ٹھیک ہوگئی اور یہ ان دونوں کے درمیان عداوت کا سبب تھا اور اصمعی نے ابن عوف سے بحوالہ حضرت محمد بن سیرین بیان کیا ہے کہ حضرت خالد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو آپ ریشمی قمیص پہنے ہوئے تھے' حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے کہا اے خالدؓ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یا امیر المومنین کوئی حرج نہیں' کیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ریشم نہیں پہنا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ ابن عوف کی مثل ہیں' اور آپ کو ابن عوف کی مثل حقوق حاصل ہیں' میں تمام گھر والوں کو قسم دیتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک قمیص کے اس حصہ کو پکڑے جو اس کے نزدیک ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے قمیص کو پارہ پارہ کر دیا اور اس میں سے کوئی چیز بھی باقی نہ رہی۔

اور حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے حماد بن زید سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن المختار نے عن عاصم عن بہدلہ عن ابی وائل ہم سے بیان کیا۔ پھر حماد کو ابووائل کے بارے میں شک ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ان مقامات پر قتل ہونے کی جستجو کی' جہاں قتل ہونے کا گمان تھا مگر میرے لیے اپنے بستر پر مرنا مقدر تھا اور لا الہ الا اللہ کے بعد میرے اعمال میں سے کوئی چیز میرے نزدیک اس رات سے زیادہ امید کے قابل نہیں جسے میں نے ڈھال باندھے گذارا ہو اور بارش صبح تک برس کر مجھے بھگاتی رہی ہو تا کہ ہم کفار پر حملہ کر دیں پھر فرمایا' جب میں مر جاؤں تو میرے ہتھیاروں اور گھوڑے کی طرف توجہ کرنا اور انہیں راہ خدا میں جنگ کا سامان بنا دینا اور جب آپ فوت ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے جنازہ پر گئے اور اپنا قول بیان کیا کہ۔ آل ولید کی عورتوں پر سر پر خاک ڈالے اور شور کیے بغیر' اشک ریزی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ابن المختار کا قول ہے کہ النقع' سر پر مٹی ڈالنے اور تعلقہ' شور کرنے کو کہتے ہیں اور حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس کے کچھ حصہ پر حاشیہ آرائی کی ہے اور بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک وہ عورتیں سر پر خاک نہ ڈالیں اور شور نہ کریں انہیں ابوسلیمان پر رونے دیں اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ وکیع' ابو معاویہ اور عبداللہ بن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے بحوالہ شقیق بن سلمہ ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو بنی المغیرہ کی عورتیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان پر رونے کے لیے اکٹھی ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ وہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان پر رونے کے لیے اکٹھی ہوئی ہیں اور وہ اس کی سزاوار ہیں کہ آپ کو بعض ایسی باتیں سنائیں جن کو آپ پسند نہیں کرتے' پس ان کو پیغام بھیج کر منع کر

Marfat.com

دیجیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جب تک سر پر خاک ڈالنا اور شور نہ ہو اس وقت تک حضرت ابوسلیمانؓ پر انہیں اپنے آنسو ختم کر دینے میں کوئی حرج نہیں' حضرت امام بخاریؒ نے اسے تاریخ میں اعمش کی حدیث سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اسحٰق بن بشر اور محمد کا قول ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے جنازہ میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی والدہ ندبہ کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ۔

''جب لوگوں کے سردار بچھڑ جاتے تھے تو تو ایک کروڑ آدمیوں سے بہتر تھا''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''خدا کی قسم آپ نے سچ کہا ہے وہ ایسے ہی تھے''۔

سیف بن عمر نے اپنے شیوخ سے بحوالہ سالم بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں قیام کیا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ آپ کی وجہ سے لوگ جس فتنہ میں پڑنے والے تھے وہ زائل ہو گیا ہے اور آپ نے حج سے واپسی پر آپ کو حاکم مقرر کرنے کا عزم کر لیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ آپ کے بعد بیمار ہو گئے جب کہ آپ مدینہ سے باہر اپنی والدہ کی ملاقات کے لیے گئے تھے آپ نے اپنی والدہ سے کہا مجھے میری ہجرت گاہ میں لے چلیے تو وہ آپ کو مدینہ لے آئیں اور آپ کی تیمارداری کرنے لگیں پس جب آپ کی بیماری سخت ہو گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آمد کا وقت بھی نزدیک آ گیا تو حج سے واپسی پر تین دن کی مسافت پر آپ کو ایک شخص ملا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین دن کی مسافت کو ایک شب میں طے کیا اور جس وقت آپ نے وفات پائی اس وقت آپ سے آ ملے اور آپ کا دل بیدار ہو گیا اور آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور آپ کے دروازے پر بیٹھ گئے حتیٰ کہ تیاری ہو گئی اور رونے والی عورتوں نے آپ کو رلا دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا' کیا آپ سن نہیں رہے کیا آپ انہیں روکیں گے نہیں؟ آپ نے فرمایا جب تک سر پر خاک ڈالنا اور شور کرنا نہ ہو' قریش کی عورتوں پر حضرت ابوسلیمانؓ پر رونے میں کوئی حرج نہیں اور جب آپ ان کے جنازہ کے لیے گئے تو آپ نے ایک باحرمت عورت کو آپ پر روتے دیکھا جو کہہ رہی تھی۔

''جب لوگوں کے سردار بچھڑ جاتے تھے تو آپ ایک کروڑ آدمیوں سے بہتر تھے' اے شجاع' تو شیر سے بھی زیادہ شجاع تھا یعنی ضیغم بن جہم سے جو بچہ ہائے شیر کا باپ ہے' اے سخی! تو اس پامال کرنے والے سیلاب سے بھی زیادہ فیاض ہے جو پہاڑوں کے درمیان بہتا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون عورت ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں آپ نے تین بار کہا خدا کی قسم ان کی والدہ ہیں اور کیا عورتیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ جیسا جوان جننے سے عاجز آ گئی ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کی مسافت کو ایک شب میں طے کرنے اور اپنی آمد کے بارے میں یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

''وہ روتی تھی اور پشیمان لوگوں نے اس سے کوئی نیکی نہیں کی اور وہ ان سواروں پر نہ روتی تھی جو پہاڑوں کی مانند تھے' اگر تو روئے تو زبردست بارش اور اونٹوں کے بڑے گلے سے بھی ان لوگوں کا کھو دینا زیادہ نقصان دہ ہے ان کے بعد لوگوں نے ان کی انتہائی تمنا کی مگر وہ اسباب کمال کے باعث قریب نہ ہو سکے''۔

Marfat.com

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی والدہ سے فرمایا' خالدؓ یا اس کے بدل کی آپ کو مصیبت پہنچے گی' میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ اس وقت تک جدا نہ ہوں گی جب تک آپ کے ہاتھ خضاب سے سیاہ نہ ہوں' یہ سب باتیں اس بات کی مقتضی ہیں کہ آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی ہے اور دحیم عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی کا یہی خیال ہے لیکن جمہور یعنی واقدی' اور ان کے کاتب محمد بن سعد' ابوعبید القاسم ابن سلام' ابراہیم بن المنذر' محمد بن عبداللہ بن نمیر' ابوعبداللہ العصفری' موسیٰ بن ایوب اور ابوسلیمان بن ابی محمد وغیرہم سے یہی مشہور ہے کہ آپ نے ۲۱ھ میں حمص میں وفات پائی اور واقدی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو وصیت نافذ کرنے کے لیے مقرر کیا اور محمد بن سعد نے' واقدی سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد وغیرہ روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر نے حضرت خالد رضی اللہ عنہما کو معزول کر دیا تو اس کے بعد آپ مدینہ آئے اور عمرہ کیا پھر واپس شام چلے گئے اور ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ ۲۱ھ میں وفات پا گئے اور واقدی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجاج کو مسجد قباء میں نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا' تم شام میں کہاں فروکش ہوئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا' حمص میں' فرمایا' کوئی خبر معلوم ہے؟ انہوں نے کہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں راوی بیان کرتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا' خدا کی قسم وہ دشمن کے سینوں کو روک دینے والے اور مبارک خیال والے آدمی تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا پھر آپ نے انہیں کیوں معزول کیا؟ فرمایا: صاحب شرف اور زبان آور لوگوں کے لیے ان کے مال خرچ کرنے کی وجہ سے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے حضرت علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے ہوا ہے میں اس پر پشیمان ہوں اور محمد بن سعد کا قول ہے کہ عبداللہ بن الزبیر الحمیری نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے قیس بن حازم کو بیان کرتے سنا کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اللہ تعالیٰ ابوسلیمان پر رحم فرمائے' ہم ان کے متعلق بعض امور کا گمان کرتے تھے جو حقیقت میں موجود ہی نہ تھے اور جویریہ نے بحوالہ نافع بیان کیا ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ کے پاس صرف آپ کا گھوڑا اور ہتھیار اور آپ کا غلام تھا اور قاضی المعافا بن زکریا حریری کہتے ہیں کہ احمد بن عباس العسکری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی سعد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن حمزہ لخمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعلی حرنازی نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن بختری بنی مخزوم کے کچھ آدمیوں کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے اسے کہا اے ہشام مجھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے اشعار سناؤ اس نے آپ کو اشعار سنائے تو آپ نے فرمایا تو نے حضرت ابوسلیمان رحمہ اللہ کی تعریف میں کوتاہی سے کام لیا ہے' وہ شرک اور مشرکین کی ذلت کو پسند کرتے تھے اور ان کی مصیبت پر خوش ہونے والا' خدا کی ناراضگی کے درپے ہونے والا ہے پھر فرمایا اللہ بنوتمیم کے بھائی کو ہلاک کرے اس نے کیسے شاندار شعر کہے ہیں۔

''جو شخص چل بسنے والے کے برخلاف باقی رہ گیا ہے اسے کہہ دے کہ وہ دوسری دنیا کے لیے ایسی تیاری کرے جو ایک نمونہ ہو پس جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا اس کی زندگی مجھے کوئی نفع نہ دے گی اور جو شخص ایک روز مر گیا ہے اس کی موت مجھے ہمیشہ رکھنے والی نہیں''۔

Marfat.com

پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوسلیمان پر رحم فرمائے' اللہ کے ہاں جو کچھ ہے وہ ان کے لیے اس سے بہتر ہے جس میں وہ زندگی گزار رہے تھے آپ نے خوش بختی میں وفات پائی اور قابل تعریف حالت میں زندہ رہے لیکن میں نے زمانے کو کسی کا قائل نہیں پایا۔

حضرت طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ:

ابن نوفل نضلہ بن الاشتر بن جعوان بن فقعس بن طریف بن عمر بن قعیر بن الحارث بن ثعلبہ بن داؤد بن اسد بن خزیمہ الاسدی الفقعسی' آپ جنگ خندق میں مشرکین کی جانب سے شامل ہوئے پھر ۹ھ میں اسلام قبول کر لیا اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہو گئے اور نبوت کا دعویٰ کیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ کا بیٹا خیال' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے باپ کے پاس جو فرشتہ آتا ہے اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ذوالنون جو نہ جھوٹ بولتا ہے اور نہ خیانت کرتا ہے اور نہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح ہوتا ہے' آپ نے فرمایا اس نے عظیم الشان فرشتے کا نام لیا ہے' پھر آپ نے اس کے بیٹے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے قتل کرے اور شہادت سے محروم کرے اور جس طرح وہ آیا تھا آپ نے اسے اسی طرح واپس کر دیا' پس خیال حالتِ ارتداد میں ایک جنگ میں مارا گیا' اسے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے قتل کیا پھر طلیحہ نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور اس نے مسلمانوں کے ساتھ کئی معرکے کیے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسے ناکام کیا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی اور وہ بھاگ کر شام چلا گیا اور آل جفنہ کے ہاں اترا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے شرم کے مارے انہیں کے ہاں قیام پذیر رہا حتیٰ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے پھر یہ اسلام کی طرف واپس آ گیا اور اس نے عمرہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے آیا آپ نے اسے فرمایا میرے پاس سے چلے جاؤ تم دو نیک اور صالح آدمیوں حضرت عکاشہ بن محصن اور حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہما کے قاتل ہو' اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو میرے ہاتھوں سے عزت دی اور ان کے ہاتھوں سے مجھے ذلیل نہیں کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی بات کو پسند کیا اور امراء کو اس کے متعلق حکم دیا کہ وہ اس سے مشورہ کریں لیکن اسے کسی چیز پر حاکم نہ بنائیں پھر وہ مجاہد بن کر شام واپس آ گیا اور معرکہ یرموک اور قادسیہ اور ایرانیوں کی جنگ نہاوند میں شامل ہوا' حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ مشہور بہادروں میں سے تھے اور اس کے بعد آپ بہت اچھے مسلمان ہوئے اور محمد بن سعد نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چوتھے طبقہ میں آپ کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اپنی قوت و شجاعت اور جنگی بصیرت کی بناء پر ایک ہزار سوار کی برابری کرتے تھے اور ابونصر بن ماکولا کا بیان ہے کہ وہ اسلام لائے پھر مرتد ہو گئے پھر اسلام لائے اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور وہ ایک ہزار سوار کی برابری کرتے تھے اور ان کے ایام ارتداد اور دعویٰ نبوت کے دور کے چند اشعار جو مسلمانوں کے قتل کے بارے میں ہیں۔

جن لوگوں کو تم قتل کرتے ہو ان کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو وہ مرد نہیں ہیں اگرچہ عورتوں کو تکلیف پہنچی ہے مگر خیال کے قتل سے انہوں نے اپنے سردار کو نہیں کھویا' میں نے ان کے لیے تلوار کے پھل کو گاڑ دیا ہے اور وہ بہادروں کے قتل کی عادی ہے تو کسی روز اسے جلال میں محفوظ دیکھے گا اور کسی روز تو مشرقی تلواروں کو اس کی

Marfat.com

جانب روشنی کرتا پائے گا اور کسی روز اسے نیزوں کی چھاؤں میں دیکھے گا' میں نے شام کے وقت حضرت ابن اقرم اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو میدان جنگ کے پاس پڑا چھوڑا''۔

سیف بن عمر نے مبشر بن الفضیل سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اہل قادسیہ میں کسی ایک کے متعلق بھی ہمیں معلوم نہیں کہ وہ آخرت کے ساتھ دنیا کا بھی طلب گار تھا ہم نے تین آدمیوں پر تہمت لگائی مگر ہم نے جس طرح ان کے زہد وامانت پر حملہ کیا انہیں ویسا نہ پایا اور وہ تین آدمی حضرت طلیحہ بن خویلد اسدی' حضرت عمرو بن معدی کرب اور حضرت قیس بن المکشوح رضی اللہ عنہم تھے' ابن عساکر کا قول ہے کہ ابوالحسین محمد بن احمد بن الفراس الوراق کا بیان ہے کہ حضرت طلیحہ نے حضرت نعمان بن مقرن اور حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہم کے ساتھ معرکہ نہاوند میں ۲۱ھ میں شہادت پائی۔

حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن عاصم بن زبید الاصغر بن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ ابن شیبہ' زبید الاکبر بن الحارث بن صعب بن سعد العشیرۃ بن مذحج الزبیدی المذحجی ابوثور' آپ مشہور بہادر سواروں اور قابل ذکر دلیروں میں سے ہیں آپ ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بعض کا قول ہے کہ ۱۰ھ میں ایک وفد کے ساتھ آئے اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی قوم زبید کے ایک وفد کے ساتھ آئے اور آپ نے اسود عنسی کے ساتھ ارتداد اختیار کیا اور حضرت خالد بن سعید العاص رضی اللہ عنہ آپ کے مقابلہ میں گئے اور آپ سے جنگ کی اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے آپ کے کندھے پر تلوار ماری پس آپ اور آپ کی قوم بھاگ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کی تلوار صمصامہ کو چھین لیا پھر قیدی بن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جائے گئے تو آپ نے انہیں زجر وتوبیخ کی اور ان سے ناراض ہوئے اور ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تو آپ نے توبہ کر لی اور اس کے بعد آپ حسن اسلام سے آراستہ ہو گئے اور آپ نے انہیں شام بھجوا دیا اور آپ یرموک میں شامل ہوئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کا حکم دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کے متعلق حکم دیا کہ وہ ان سے مشورہ کریں مگر انہیں کسی چیز پر حاکم مقرر نہ کریں' پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اسلام اور اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا اور جنگ قادسیہ میں آپ نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ قادسیہ میں قتل ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نہاوند میں مارے گئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ روزہ بستی میں پیاس سے وفات پا گئے۔ واللہ اعلم

یہ سب کچھ ۲۱ھ میں ہوا اور آپ کی قوم کے ایک مرثیہ گو نے آپ کا مرثیہ کہا:

''جس روز سواروں نے کوچ کیا انہوں نے روزہ بستی میں ایک شخص کو چھوڑ دیا جو نہ بزدل تھا اور نہ ناتجربہ کار تھا' پس تو زبید بلکہ سارے مذحج سے کہہ دے تمہیں ابوثور کا دکھ پہنچا ہے جو جنگ کا ماہر تھا اور اس کا نام عمرو تھا''۔

اور حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ خود بھی عمدہ شعراء میں سے تھے آپ کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں:

''میرے ساز وسامان' زرہ اور نیزے اور لمبی ٹانگوں والے تابعدار گھوڑے کو ملامت کرنے والے! میں نے اپنی جوانی کو

Marfat.com

بہادروں کے ساتھ پکارنے والے کی مدد میں فنا کیا ہے حتیٰ کہ میرا جسم لاغر ہو گیا ہے اور پر تلے کے اٹھانے نے میرے کندھے کو زخمی کر دیا ہے اور میری بردباری' قوم کی بردباری کے بعد باقی رہے گی اور قوم کے زاد سے پہلے میرا توشہ ختم ہو جائے گا' میری خواہش ہے کہ قیس مجھ سے ملاقات کرتا مگر میری محبت سے اسے کیا نسبت ہے' پس اس بیوقوف کے بارے میں مجھے کون معذور خیال کرنے والا ہے جو مجھ سے اپنی خواہش کا طلبگار ہے' میں اس کی زندگی کا خواہاں ہوں اور وہ میری موت کا خواہاں ہے تجھے تیرے مراد قبیلے کے دوست کے بارے میں کون معذور خیال کرے گا''۔

آپ کی ایک ہی حدیث ہے جو تلبیہ کے بارے میں ہے جسے شراحیل بن قعقاع نے آپ سے روایت کیا ہے کہ ہم جاہلیت میں یہ تلبیہ کہا کرتے تھے:

لبیک تعظیماً الیک عذرا، هذه زبید قدأتتک قسراً، لید وبها مضمرات شرراً، یقطعن خبتًا وجبالا وعراً، قد ترکوا الاوثان خلواً صفراً.

''ہم تیرے حضور عذر کرتے ہوئے تعظیم سے تجھے لبیک کہتے ہیں' یہ زبید تیرے پاس مجبوراً حاضر ہوئے ہیں ان کو لاغر گھوڑے ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے دوڑ کر لائے ہیں' جو فراخ زمینوں اور دشوار گزار پہاڑوں کو طے کرتے ہیں اور انہوں نے بتوں کو خالی چھوڑ دیا ہے''۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اب ہم خدا کے فضل سے وہ تلبیہ کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے:

لبیک اللّٰهم لبیک' لبیک لاشریک لک لبیک' ان الحمد و النعمة لک والملک، لاشریک لک.

حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بحرین کے امیر تھے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کو وہاں کا امیر قائم رکھا اور بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ۱۴ھ میں وفات پائی اور ان میں سے بعض کا بیان ہے کہ آپ ۲۱ھ تک زندہ رہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بحرین سے معزول کر دیا اور آپ کی جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور آپ حج سے واپسی پر وہاں پہنچنے سے قبل ہی وفات پا گئے جیسا کہ ہم اس بات کو پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ہم نے دلائل النبوۃ میں فوج کے ساتھ آپ کے پانی کی سطح پر چلنے اور آپ کے لیے جو خارق عادت واقعات ہوئے ان کا ذکر کیا ہے۔

حضرت نعمان بن مقرن بن عائذ المزنی رضی اللہ عنہ

معرکۂ نہاوند کے امیر اور جلیل القدر صحابی' جو اپنی قوم مزنیہ کے چار سو سواروں کے ساتھ آئے پھر بصرہ میں سکونت پذیر ہو گئے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے نہاوند میں آپ کو امیر جنود بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر عظیم فتح دی اور اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اس ملک میں آپ کو قوت دی اور ان بندوں کی گردنوں پر قدرت عطا فرمائی اور مسلمانوں کو وہاں پر قیامت تک تمکنت بخشی اور آپ کو دنیا میں اور جس روز گواہ کھڑے ہوں گے اس دن تک فتح عطا فرمائی اور آپ کی خواہش کے مطابق آپ کو عظیم شہادت سے سرفراز فرمایا اور یہ انتہائی خواہش ہے اور آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں جو اس کا صراط مستقیم ہے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾

۲۲ھ

''اس میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں جن میں ہمدان کا دوبارہ فتح ہونا بھی شامل ہے پھر اس کے بعد رے اور آذربائیجان بھی فتح ہوئے''۔

واقدی اور ابو معشر کا قول ہے کہ یہ فتوحات ۲۲ھ میں ہوئیں اور سیف کا قول ہے کہ ہمدان' رے اور جرجان کی فتح کے بعد ۱۸ھ میں ہوئیں اور ابو معشر کہتا ہے کہ آذربائیجان ان شہروں کے بعد فتح ہوا' لیکن اس کے نزدیک سب شہر اسی سال میں فتح ہوئے تھے اور واقدی کے نزدیک ہمدان اور رے ۲۳ھ میں فتح ہوئے تھے' ہمدان کو حضرت مغیرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چھ ماہ بعد فتح کیا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو سال قبل فتح ہوا تھا' مگر واقدی اور ابو معشر اس بات پر متفق ہیں کہ آذربائیجان اسی سال فتح ہوا تھا اور ابن جریر وغیرہ نے ان دونوں کی پیروی کی ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب مسلمان نہاوند اور پہلی جنگ سے فارغ ہوئے تو اس کے بعد انہوں نے حلوان اور ہمدان کو فتح کر لیا پھر اہل ہمدان نے اس عہد کو توڑ دیا جس پر حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے مصالحت کی تھی' پس حضرت عمر نے حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ کو ہمدان جانے کے متعلق لکھا اور یہ کہ وہ اپنے ہراول پر اپنے بھائی حضرت سوید بن مقرن اور میمنہ میسرہ پر حضرت ربعی بن عامر طائی اور مہلہل بن زید تمیمی کو امیر مقرر کریں' پس آپ روانہ ہو گئے اور ثنیۃ العسل میں جا اترے پھر ہمدان پر جا اترے اور اس کے شہروں پر حاوی ہو گئے اور ان کا محاصرہ کر لیا' پس انہوں نے صلح کی درخواست کی تو آپ نے ان سے مصالحت کر لی اور ان میں داخل ہو گئے اسی اثناء میں کہ آپ وہاں موجود تھے اور آپ کے ساتھ بارہ ہزار مسلمان بھی تھے کہ اچانک رومی' دیلمی اور رے اور آذربائیجان کے باشندے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کی ٹھان لی' دیلم کے سالار ان کا بادشاہ تھا جس کا نام موتا تھا اور اہل رے کا سالار ابو الفرخان تھا اور آذربائیجان کے باشندوں کا سالار رستم کا بھائی اسفندیار تھا' پس آپ اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گئے اور واج الروذ مقام پر ان سے مڈبھیڑ ہوگئی اور بڑی شدید جنگ ہوئی جو نہاوند کے معرکہ کے برابر تھی اور اس سے کم نہ تھی' پس انہوں نے مشرکین کے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا اور دیلم کا بادشاہ موتا بھی قتل ہو گیا اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور میدان کارزار میں قتل ہونے والوں کے بعد وہ سب کے سب شکست

Marfat.com

اور حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے دیلم کے ساتھ جنگ کی اور حضرت نعیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ وہ اکٹھے ہو گئے ہیں تو اس بات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہم وغم میں مبتلا کر دیا' مگر اچانک ہی ایلچی نے آ کر فتح کی بشارت دی تو آپ نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا' آپ کے حکم سے لوگوں کو خط سنایا گیا تو وہ خوش ہو گئے اور انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی' پھر تین امراء حضرت سماک بن خرشہ جو ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہیں' حضرت سماک بن عبید اور حضرت سماک بن مخرمہ رضی اللہ عنہما آپ کے پاس اخماس لے کر آئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کے نام پوچھے اور فرمایا اے اللہ ان سے اسلام کو بلند کر اور اسلام کو ان سے مدد دے پھر آپ نے حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ ہمذان پر نائب مقرر کریں اور رے کی طرف چلیں' حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں۔

''جب مجھے اطلاع ملی کہ موتا اور اس کی قوم شیر کے بچے ہیں جو اعاجم کی افواج کو کھینچ لائے ہیں تو میں فوجوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے ان کے پاس گیا تا کہ میں اپنے عہد کو توڑنے والی تلواروں کے ساتھ ان سے محفوظ رکھوں' پس ہم لوہے کی زرہوں کو ان کے پاس لائے گویا ہم پہاڑ ہیں جو قلاسم کی چوٹیوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور جب ہم نے وہاں جا کر ان سے مڈبھیڑ کی تو وہ حصہ دار کے فعل کی طرف بڑھنے لگے' ہم نے واج روذ میں اپنی فوج کے ساتھ ان سے جنگ کی' اس روز ہم نے ایک بڑی کمان کے ساتھ ان پر تیر اندازی کی پس وہ موت کے گھمسان میں نیزوں اور شمشیر ہائے براں کی دھاروں کے سامنے ایک ساعت بھی نہ ٹھہر سکے اور ان کی فوجوں کے منتشر ہو جانے کے موقع پر وہ ایک دیوار کی طرح تھے جس کی اینٹیں گرانے والے کے سامنے بکھر جاتی ہیں ہم نے وہاں پر موتا اور اس کی جمع شدہ فوج کو قتل کر دیا اور وہاں سے جو غنیمت لوٹی وہ بغیر دیر کیے تقسیم ہو گئی اور ہم نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنی کھائیوں میں پناہ لی اور ہم ان کو بھڑکے ہوئے کتوں کے قتل کی طرح قتل کرتے تھے' گویا وہ واج روز اور جوہ میں دبے ہیں جنہیں پہاڑی دروں کے سروں نے ہلاک کر دیا ہے''۔

رے کی فتح

حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے' یزید بن قیس ہمذانی کو ہمذان پر نائب مقرر کیا اور فوجوں کو لے کر رے پہنچ گئے اور وہاں مشرکین کی بہت سی فوج کے ساتھ مڈبھیڑ کی' پس انہوں نے رے کے دامن کوہ میں جنگ لڑی پھر شکست کھا گئے اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا حتیٰ کہ وہ اس بانس سے بھی مسابقت کر گئے جو میدان میں گاڑا گیا تھا اور مسلمانوں نے وہاں سے اسی قدر غنیمت حاصل کی جس قدر مسلمانوں نے مدائن سے حاصل کی تھی اور ابو الفرخان نے رے پر صلح کر لی اور اسے امان کا پروانہ لکھ دیا گیا پھر حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتح کے متعلق لکھا پھر اخماس کے بارے میں لکھ کر اطلاع دی۔

قومس کی فتح

جب بشارت دینے والا رے اور اس کے اخماس کی بشارت لے کر آیا تو حضرت عمر نے حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہما کو لکھا وہ

Marfat.com

اپنے بھائی حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کو قومس کی طرف بھیج دیں' حضرت سوید رضی اللہ عنہ اس کی طرف روانہ ہو گئے مگر کسی چیز نے آپ کا سامنا نہ کیا یہاں تک کہ آپ نے صلح کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں پڑاؤ ڈال دیا اور وہاں کے باشندوں کو امان اور صلح کی تحریر لکھ دی۔

جرجان کی فتح:

جب حضرت سوید رضی اللہ عنہ نے قومس میں پڑاؤ کر لیا تو مختلف شہروں کے باشندوں نے جن میں جرجان اور طبرستان وغیرہ شامل ہیں آپ سے جزیہ پر مصالحت کرنے کی درخواست کی' پس آپ نے سب سے مصالحت کر لی اور ہر شہر کے باشندوں کو امان اور صلح کی تحریر لکھ دی اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ جرجان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۳۰ھ میں فتح ہوا تھا۔ واللہ اعلم

آذربائیجان کی فتح:

جب حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے ہمذان اور رے کو فتح کر لیا تو آپ نے اپنے آگے بکیر بن عبداللہ کو ہمذان سے آذربائیجان کی طرف بھیج دیا اور حضرت سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کو اس کے پیچھے بھیجا' پس اسفندیار بن الفرخزاد نے حضرت سماک کے پہنچنے سے قبل' حضرت بکیر اور ان کے اصحاب کے ساتھ مڈبھیڑ کی' اور انہوں نے باہم جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دے دی اور حضرت بکیر نے اسفندیار کو قید کر لیا' اسفندیار نے آپ سے کہا' آپ کو صلح زیادہ پسند ہے یا جنگ؟ آپ نے فرمایا' صلح' اس نے کہا مجھے اپنے پاس روک رکھیے' پس آپ نے اسے روک لیا پھر آپ یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرنے لگے اور دوسری جانب سے حضرت عتبہ بن مرقد رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرنے لگے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ حضرت بکیر رضی اللہ عنہ باب کی طرف بڑھیں' اور آپ نے ان کی جگہ حضرت سماک کو عتبہ بن مرقد رضی اللہ عنہ کا نائب مقرر کیا اور حضرت عمر نے سارے آذربائیجان کو عتبہ بن مرقد رضی اللہ عنہ کے لیے اکٹھا کر دیا اور حضرت بکیر نے اسفندیار کو ان کے سپرد کر دیا اور حضرت عمر کے حکم کے مطابق باب کی طرف روانہ ہو گئے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ بہرام بن فرخ زاد نے حضرت عتبہ بن مرقد رضی اللہ عنہ کو روکا تو حضرت عتبہ نے اسے شکست دی اور بہرام بھاگ گیا اور جب اسفندیار کو جو حضرت بکیر کے پاس قید تھا۔ اطلاع ملی تو اس نے کہا اب صلح مکمل ہو گئی ہے اور جنگ کی آگ بجھ گئی ہے' پس اس نے آپ سے مصالحت کر لی اور آپ نے اس کی سب باتوں کو قبول کر لیا اور آذربائیجان صلح سے دوبارہ واپس آ گیا اور حضرت عتبہ اور بکیر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات لکھی اور آپ کے پاس اخماس بھی بھیجے اور جب آذربائیجان کے باشندوں کو امارت مل گئی تو آپ نے امان اور صلح کی تحریر لکھ دی۔

باب کی فتح:

ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف کا خیال ہے کہ یہ فتح اس سال میں ہوئی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جنگ کی امارت کے لیے حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا نام لکھا۔ جو ذوالنور کے لقب سے ملقب ہیں۔ اور آپ کے ہراول پر عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو مقرر کیا جنہیں ذوالنور کہا جاتا ہے۔ اور میمنہ میسرہ پر حضرت حذیفہ بن اسید اور حضرت بکیر بن عبداللہ لیثی کو مقرر کیا اور یہ باب کی طرف ان سے پیش قدمی کر گئے اور مال غنیمت کی تقسیم پر سلمان بن ربیعہ کو مقرر کیا اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق منظم طور پر روانہ ہو گئے اور جب فوجوں کے ہراول عبدالرحمٰن بن ربیعہ باب کے بادشاہ شہر براز شاہ آرمینیا کے پاس پہنچے جو اس شاہی گھرانے

Marfat.com

سے تھا جس نے بنی اسرائیل کو قتل کیا تھا اور قدیم زمانے میں شام سے جنگ کی تھی تو شہر براز نے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور آپ سے امان طلب کی' حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہؓ نے اسے امان دے دی اور بادشاہ آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو بتایا کہ وہ مسلمانوں کا دوست اور خیر خواہ ہے' آپ نے اسے کہا کہ مجھ سے اوپر ایک شخص ہے آپ اس کے پاس جائیں' پس آپ نے اسے امیر فوج حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تو اس نے حضرت سراقہؓ سے امان طلب کی' انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے عطا کردہ امان کو جائز قرار دیا اور اس کی تحسین کی اور حضرت سراقہؓ نے اسے امان کی تحریر لکھ دی' پھر حضرت سراقہ نے حضرت بکیر' حضرت حبیب بن مسلمہ' حضرت حذیفہ بن اسید اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہم کو ان پہاڑوں کے باشندوں کی طرف بھیجا جو آرمینیا کو گھیرے ہوئے ہیں یعنی لان' تفلیس اور موقان کے پہاڑ' پس حضرت بکیر رضی اللہ عنہ نے موقان کو فتح کر لیا اور انہیں امان کی تحریر لکھ دی اور اسی دوران میں وہاں امیر المسلمین حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی' انہوں نے اپنے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے انہیں نیابت پر قائم رکھا اور ان کو ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔

ترکوں سے پہلی جنگ:

اور یہ اس متقدم حدیث کی تصدیق سے جو صحیح میں حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی جب تم چوڑے چہرے چپٹی ناک اور سرخ چہرے والے لوگوں سے جنگ کرو گے' گویا ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ بالوں کو نگل جاتے ہیں۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ملا جس میں آپ نے انہیں ترکوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق چلتے ہوئے باب کو طے کیا' شہر براز نے آپ سے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا میں ترکوں کے بادشاہ بلنجر کے پاس جانا چاہتا ہوں' شہر براز نے آپ سے کہا ہم ان سے مصالحت کو پسند کرتے ہیں حالانکہ ہم باب سے پیچھے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا ہے اور اس نے ان کی زبان سے ہم سے فتح وظفر کا وعدہ کیا ہے اور ہم ہمیشہ ہی مظفر و منصور رہیں گے' پس آپ نے ترکوں سے جنگ کی اور بلنجر کے ملک میں دو سو فرسخ تک چلے گئے اور کئی بار جنگ کی' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خوفناک معرکے ہوئے' جیسا کہ ہم اس کے مقام پر ان کو بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

سیف بن عمر نے عن الغصن بن القاسم عن رجل عن سلمان بن ربیعہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان کے ملک میں ان کے پاس گئے تو اللہ تعالیٰ ترکوں اور آپ کے خلاف خروج کرنے کے درمیان حائل ہو گیا اور وہ کہنے لگے اس شخص نے ہمارے خلاف اس لیے جرأت کی ہے کہ ان کے ساتھ فرشتے ہیں جو انہیں موت سے بچاتے ہیں' پس وہ آپ سے بچ گئے اور شکست اور ناکامی کے ساتھ بھاگ گئے پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان سے کئی جنگیں کیں اور ان پر فتح پائی جیسے آپ دوسروں پر فتح پایا کرتے تھے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جو مرتد ہو گیا تھا' کوفہ کا حاکم بنایا تو اس نے ان

Marfat.com

سے جنگ کی جس سے ترک برافروختہ ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے بلاشبہ یہ لوگ نہیں مریں گے اس نے کہا' انتظار کرو اور ان کے لیے جنگلات میں چھپ جاؤ' پس ان کے ایک آدمی نے مسلمانوں کے ایک آدمی کو دھوکے سے تیر مار کر قتل کر دیا اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ کر بھاگ گئے' اس کے بعد انہوں نے مسلمانوں کے خلاف خروج کر دیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ مسلمان بھی مر جاتے ہیں' پس انہوں نے شدید جنگ کی اور ایک پکارنے والے نے فضا سے آواز دی: ''اے آل عبدالرحمٰن صبر کرو' تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے''۔ پس حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جنگ کی اور مارے گئے اور لوگ منتشر ہو گئے اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ لیا اور اس کو لے کر جنگ کی' اور ایک پکارنے والے نے فضا سے آواز دی اے آل سلمان بن ربیعہ صبر کرو' پس آپ نے شدید جنگ کی' پھر حضرت سلمان اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما مسلمانوں کے پاس آ گئے اور ترکوں کی کثرت اور ان کی جیلان پر صحیح تیر اندازی سے بھاگ گئے اور اسے طے کر کے جرجان تک پہنچ گئے اور اس کے بعد ترکوں نے دلیری کی اور باوجود اس کے ترک حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو لے گئے اور انہیں اپنے ملک میں دفن کر دیا اور وہ آج تک ان کی قبر سے بارش طلب کرتے ہیں۔ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہو گی۔

سد کا واقعہ:

ابن جریر نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ شہر براز نے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے جب وہ باب پر پہنچے پر آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو ایک شخص دکھایا اور کہا' اے امیر میں نے اس شخص کو سد کی طرف بھیجا تھا اور اسے بہت سا مال دیا تھا اور اس کے لیے ان بادشاہوں کو لکھا تھا جو مجھ سے دوستی رکھتے ہیں' اور ان کو تحائف بھیجے تھے اور ان سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس کے متعلق اپنے سے آگے کے بادشاہوں کو لکھیں یہاں تک کہ یہ ذوالقرنین کی سد تک پہنچ جائے اور اس کا جائزہ لے کر اس کی اطلاع ہمارے پاس لائے' پس وہ روانہ ہو کر اس بادشاہ تک پہنچ گیا جس کے علاقے میں سد واقع ہے' پس اس نے اسے اپنے سد کے گورنر کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ بازیار کو بھیجا جس کے ساتھ اس کا عقاب بھی تھا اور جب وہ سد کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک مسدود سد ہے جو دونوں پہاڑوں سے بلند ہے اور سد کے درے ایک خندق ہے جو اپنے بعد کی وجہ سے رات سے بھی زیادہ سیاہ ہے' پس اس نے نہایت غور سے ان سب چیزوں کو دیکھ پھر جب اس نے واپسی کا ارادہ کیا تو بازیار نے اسے کہا' آہستگی اختیار کرو پھر اس نے گوشت کے اس ٹکڑے کو جو اس کے پاس تھا' کاٹ کر ہوا میں پھینک دیا اور اس پر عقاب ٹوٹ پڑا' تو اس نے کہا اگر اس نے گرنے سے قبل اسے پکڑ لیا تو کوئی بات نہ ہو گی اور اگر اس نے گرنے تک اسے نہ پکڑا تو یہ کوئی بات ہو گی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اسے نہ پکڑ سکا حتیٰ کہ وہ اس کی ترائی میں گر پڑا اور عقاب نے اس کے پیچھے جا کر اسے نکال لیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں اک کا یاقوت چمٹا ہوا ہے اور وہ یہ ہے' پھر بادشاہ شہر براز نے اسے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ کو پکڑا دیا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اسے دیکھ کر اس کو واپس کر دیا اور جب آپ نے اسے واپس کیا تو وہ خوش ہو گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم یہ یاقوت اس شہر یعنی شہر باب الابواب جس میں وہ تھا کی بادشاہی سے بہتر ہے۔ اور قسم بخدا تم آج مجھے آل کسریٰ کی بادشاہت سے زیادہ محبوب ہو اور اگر میں ان کی سلطنت میں ہوتا اور انہیں اس یاقوت کی اطلاع ملتی تو وہ اسے مجھ سے چھین لیتے اور قسم بخدا جب تک تم اور تمہارا بڑا بادشاہ وفا

Marfat.com

بعد کرتے رہو گے کوئی چیز تمہارے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے گی پھر حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اس ایلچی کے پاس آئے جو سد پر گیا تھا اور فرمایا اس دیوار کی کیا کیفیت ہے' اس نے ایک آسمانی اور سرخ رنگ کپڑے کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس طرح ہے' اس شخص نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا' قسم بخدا اس نے درست کہا ہے' یہ وہاں گیا تھا اور اس نے اسے دیکھا ہے آپ نے کہا بہت اچھا اور لوہے اور پیتل کا حال بیان کیجیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴾

اور میں نے سد کا حال تفسیر میں اور اس کتاب کے شروع میں بیان کیا ہے اور حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح کے حاشیہ میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا' میں نے سد کو دیکھا ہے' آپ نے فرمایا تو نے اسے کیسے پایا ہے' اس نے کہا' میں نے اسے منقش چادر کی طرح پایا ہے' مؤرخین کہتے ہیں' پھر حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے شہر براز سے کہا' تمہارا ہدیہ کتنے کا ہے؟ اس نے کہا' میرے ملک میں ایک لاکھ اور ان ممالک میں تین لاکھ قیمت کا ہے۔

سد کے بقیہ حالات:

ہمارے شیخ حافظ ابو عبداللہ ذہبیؒ نے اس سال میں اس بات کو بیان کیا ہے جسے مسالک الممالک کے مؤلف نے بیان کیا ہے۔ جو اسے سلام الترجمان نے اس وقت لکھی تھی جب اسے الواثق بامر اللہ بن المعتصم نے بھیجا تھا۔ اور اس نے خواب میں دیکھا تھا کہ سد فتح ہوگئی ہے۔ تو اس نے اس سلام کو بھیجا اور بادشاہوں کو اس کے متعلق احکام لکھے اور اس کے ساتھ کھانے سے لدے ہوئے دو ہزار خچر بھیجے' پس وہ سامرا کے درمیان اسحاق تک دیوالیہ پن کے ساتھ چلے اور اس نے انہیں صاحب السریر کی طرف خط لکھ دیا اور صاحب السریر نے انہیں لان کے بادشاہ کی طرف خط لکھ دیا اور اس نے انہیں قبلان شاہ کی طرف خط لکھ دیا اور اس نے انہیں شاہ خزر کی طرف خط لکھ دیا اور اس نے اس کے ساتھ پانچ بیٹے بھیجے اور وہ چھبیس دن چل کر ایک سیاہ بدبودار علاقے میں پہنچے حتیٰ کہ وہ ریگستانی راستہ تلاش کرنے لگے پس وہ اس میں دس دن چلے اور اُجاڑ اور ویران مدائن میں پہنچ گئے جو ستائیس دن کی مدت کا سفر ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں یاجوج اور ماجوج آئے تھے اور یہ اس وقت سے لے کر اب تک ویران پڑا ہے پھر وہ ایک قلعے میں پہنچے جو سد کے قریب ہی تھا وہاں انہوں نے ایسے لوگوں کو پایا جو عربی اور فارسی جانتے تھے اور قرآن کو حفظ کرتے تھے اور ان کے مدارس و مساجد بھی تھے' پس وہ ان سے تعجب کرنے لگے اور پوچھنے لگے کہ وہ کہاں سے آئے ہیں اور انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ امیر المومنین واثق کی طرف سے آئے ہیں مگر وہ اس سے کلیتہً ناواقف تھے' پھر وہ ایک چکنے پہاڑ پر پہنچے جس پر کوئی سبزہ نہ تھا' کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں آہنی اینٹوں کی سد ہے جو تانبے میں ڈھکی ہوئی ہے اور وہ نہایت بلند ہے۔ جس تک نظر نہیں پہنچتی اور اس کی برجیاں لوہے کی ہیں اور اس کے وسط میں ایک عظیم دروازہ ہے۔ جس کے دونوں کواڑ بند ہیں جن کی لمبائی اور چوڑائی ایک ایک سو ہاتھ اور موٹائی پانچ ہاتھ ہے اور اس کے قفل کی لمبائی سات ہاتھ اور موٹائی تقریباً چھ فٹ ہے۔ اور اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ اور اس جگہ کے پاس محافظ ہیں جو ہر روز قفل کے پاس ضرب لگاتے ہیں اور اس کے بعد وہ ایک خوفناک آواز سنتے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ اس

Marfat.com

دروازے کے پیچھے محافظ اور گارڈ ہیں اور اس دروازے کے قریب دو عظیم قلعے ہیں' جن کے درمیان شیریں پانی کا چشمہ ہے اور ان میں سے ایک میں تیز رفتار گھوڑوں کا باقی ماندہ دستہ اور آہنی اینٹیں وغیرہ ہیں اور اینٹ کی لمبائی ڈیڑھ ہاتھ اور موٹائی ایک بالشت ہے اور مورخین نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس ملک کے باشندوں سے دریافت کیا کہ کیا انہوں نے یاجوج ماجوج میں سے کسی کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے انہیں بتایا کہ ایک روز انہوں نے ان کے کچھ اشخاص کو برجیوں کے اوپر دیکھا تھا' پس ہوا چلی تو اس نے انہیں ان کی طرف پھینک دیا' کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے آدمی کی لمبائی ایک بالشت یا نصف بالشت ہے۔ واللہ اعلم

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلاد روم میں سے الصائفہ کے ساتھ جنگ کی اور آپ کے ساتھ حماد اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے پس آپ گئے اور غنیمت حاصل کی اور صحیح سلامت واپس آ گئے اور اسی سال یزید بن معاویہ اور عبدالملک بن مروان پیدا ہوئے اور اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں آپ کے عمال وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سال حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے معزول کر دیا تھا کیونکہ وہاں کے باشندوں نے آپ کی شکایت کی تھی اور کہا تھا کہ وہ اچھے منتظم نہیں ہیں' پس آپ نے انہیں معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا تو اہل کوفہ نے کہا ہم انہیں نہیں چاہتے' اور آپ کے غلام کی شکایت کی' آپ نے فرمایا مجھے اپنے معاملے کے متعلق غور و فکر کرنے کے لیے چھوڑ دو اور مسجد کے ایک کونے میں سوچنے لگے کہ کون امیر ہو' پس آپ فکر مندی کے باعث سو گئے اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ آ کر آپ کی حفاظت کرنے لگے حتیٰ کہ آپ بیدار ہو گئے اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا یا امیر المومنین یہ ایک عظیم امر ہے جس نے آپ کو اس حد تک پہنچا دیا ہے' آپ نے فرمایا یہ کیسے ہوگا جب کہ اہل کوفہ ایک لاکھ ہیں جو نہ کسی امیر کو پسند کرتے ہیں اور نہ کوئی امیر انہیں پسند کرتا ہے پھر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے ان سے مشورہ طلب کیا کہ کیا وہ ان پر کسی طاقتور سخت گیر یا کمزور فرمانبردار کو امیر مقرر کر دیں' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا یا امیر المومنین طاقتور کی قوت کا فائدہ آپ کو اور مسلمانوں کو ہوگا اور اس کی سختی اپنے لیے ہوگی اور کمزور فرمانبردار کی کمزوری کا نقصان آپ کو اور مسلمانوں کو ہوگا اور اس کی فرمانبرداری اپنے لیے ہوگی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے قول کی تحسین کی اور انہیں فرمایا جایئے میں نے آپ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا ہے پس آپ نے دوبارہ انہیں کوفہ کا امیر مقرر کر کے واپس بھجوا دیا حالانکہ اس سے قبل آپ نے انہیں معزول کر دیا تھا کیونکہ ان کے خلاف لوگوں نے گواہی دی تھی جنہیں قذف کے باعث حد لگائی گئی تھی جس کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے اور حقیقی علم اللہ ہی کو ہے اور آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف بھیج دیا' حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا' معزولی نے آپ کو دکھ دیا ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے ولایت نے خوش نہیں کیا اور تحقیق معزولی نے مجھے دکھ دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سے یہ بات دریافت کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیجنا چاہا' مگر ۲۳ھ میں جلد ہی آپ کو موت نے آ لیا جس کی تفصیل ابھی بیان ہو گی اسی لیے آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس کی وصیت کر دی۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے بلاد خراسان سے جنگ کی اور اس شہر کا قصد کیا جس میں

Marfat.com

ایرانیوں کا بادشاہ یزدگرد رہتا تھا' ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف کا خیال ہے کہ یہ جنگ ۱۸ھ میں ہوئی تھی' میں کہتا ہوں کہ پہلا قول ہی مشہور ہے۔ واللہ اعلم

یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ کا واقعہ:

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھوں سے اس کا دارالخلافہ' ہیڈ کوارٹر' ایوان سلطنت بساط مشورت اور اس کے ذخائر چھین لیے تو وہ وہاں سے حلوان منتقل ہو گیا' پھر مسلمان حلوان کا محاصرہ کرنے آئے تو وہ رے چلا گیا اور مسلمانوں نے حلوان اور پھر رے پر قبضہ کر لیا تو وہ اصبہان چلا گیا' اصبہان پر قبضہ ہو گیا تو وہ کرمان چلا گیا اور مسلمانوں نے کرمان جا کر اسے فتح کر لیا تو وہ خراسان چلا گیا اور وہاں فروکش ہو گیا' اس سب کچھ کے باوجود وہ آگ جسے وہ خدا کے سوا پوجتا تھا اس کے ساتھ ساتھ ایک شہر سے دوسرے شہر جاتی تھی اور وہ ہر شہر میں آتش کدہ بناتا اور وہ اپنے دستور کے مطابق اس میں آگ جلاتے اور وہ ان شہروں کی طرف رات کو اونٹ پر سوار ہو کر سفر کرتا جس پر اس کا ہودج تھا جس میں وہ سویا کرتا تھا' ایک شب جب کہ وہ اپنے ہودج میں سویا ہوا تھا وہ اسے پانی میں گھسنے کی جگہ سے لے کر گزرے اور انہوں نے چاہا کہ وہ اسے اس جگہ سے پہلے ہی بیدار کر دیں تا کہ جب وہ پانی کے گھسنے کی جگہ میں جاگ اٹھے تو گھبرا نہ جائے اور جب انہوں نے اسے جگایا تو وہ ان سے سخت ناراض ہوا اور انہیں گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا تم نے مجھے ان ممالک وغیرہ میں ان لوگوں کی بقا کی مدت معلوم کرنے سے محروم کر دیا ہے' میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا ہے کہ میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس موجود ہیں اور اس نے ان سے کہا ہے کہ تمہاری حکومت سو سال ہے انہوں نے کہا میری حکومت میں اضافہ کیجیے تو اس نے فرمایا ایک سو دس سال' انہوں نے کہا میری حکومت میں اضافہ کیجیے اس نے فرمایا ایک سو بیس سال' انہوں نے کہا میری حکومت میں اضافہ کیجیے تو اس نے فرمایا آپ کے لیے' اور تم نے مجھے بیدار کر دیا' اگر تم مجھے چھوڑ دیتے تو میں اس قوم کی مدت معلوم کر لیتا۔

احنف بن قیس اور خراسان:

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ مسلمان بلاد عجم کی فتوحات میں وسعت اختیار کریں اور کسریٰ یزدگرد پر سختی کریں کیونکہ اس نے ایرانیوں اور فوجیوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے پر بھڑکایا تھا' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کے مطابق اس بارے میں اجازت دے دی اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا اور آپ کو بلاد خراسان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دے دیا' پس حضرت احنف رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ یزدگرد کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے خراسان کی طرف روانہ ہو گئے اور خراسان میں داخل ہو کر بزور قوت ہرات کو فتح کیا اور صحار بن فلاں العبدی کو وہاں پر نائب مقرر کیا پھر آپ مرو الشاہجہان' یزدگرد مقیم تھا' اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے اپنے آگے حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نیشاپور کی طرف اور حضرت حارث بن حسان رضی اللہ عنہ کو سرخس کی طرف روانہ کیا اور جب حضرت احنف رضی اللہ عنہ' مرو الشاہجہان کے قریب ہوئے تو یزدگرد وہاں سے مرو الروذ کی طرف چلا گیا اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ مرو الشاہجہان کو فتح کر کے وہاں فروکش ہو گئے اور یزدگرد نے مرو الروذ جاتے ہی ترکوں کے بادشاہ خاقان کو امداد کا خط لکھا اور الصغد اور چین کے بادشاہوں کو بھی استمداد و استعانت کے خط لکھے اور حضرت احنف

Marfat.com

بن ... الشاہجہان پر حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر کے مروالروز میں اس کا قصد کیا اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے پاس کوفی فوجیں بھی چار امراء کے ساتھ پہنچ گئیں اور جب یزدگرد کو آپ کی روانگی کا علم ہوا تو وہ بلخ کی طرف چلا گیا پس آپ نے بلخ میں یزدگرد کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شکست دی اور وہ اس کی باقیماندہ فوج جو اس کے ساتھ تھی بھاگ گئے اور آپ نے دریا کو عبور کیا اور خراسان کی حکومت حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آ گئی اور آپ نے ہر شہر پر ایک امیر مقرر کیا اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ واپس آ کر مروالروز میں فروکش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے پورے ملک خراسان میں آپ کو جو فتح عطا فرمائی تھی اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا' حضرت عمرؓ نے فرمایا' میں چاہتا ہوں کاش ہمارے اور خراسان کے درمیان آگ کا ایک سمندر ہوتا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا یا امیر المومنین کیوں؟ آپ نے فرمایا' خراسان کے باشندے جلد ہی اپنے عہد کو تین بار توڑیں گے اور تیسری بار ہلاک ہو جائیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین اگر یہ معاملہ خراسان کے باشندوں سے ہوگا تو مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ یہ معاملہ مسلمانوں کے ساتھ ہو[1] اور حضرت عمر نے حضرت احنف رضی اللہ عنہما کو خط لکھا جس میں آپ کو ماوراء النہر کے علاقے تک جانے سے منع کر دیا اور فرمایا خراسان کے جو شہر تمہارے قبضے میں ہیں ان کی حفاظت کیجیے اور جب یزدگرد کا ایلچی ان دو آدمیوں کے پاس پہنچا جن سے اس نے مدد مانگی تھی تو انہوں نے اس کے معاملے کو کوئی اہمیت نہ دی اور جب یزدگرد نے دریا کو عبور کیا اور ان دونوں کے ممالک میں داخل ہو گیا تو بادشاہوں کے دستور کے مطابق اس کی مدد کرنا انہیں لازم ہو گیا پس ترکوں کا بادشاہ خاقانِ اعظم اس کے ساتھ چلا اور یزدگرد بہت بڑی افواج کے ساتھ واپس آ گیا جن میں تاتاریوں کا بادشاہ خاقان بھی تھا اور اس نے بلخ پہنچ کر اسے واپس لے لیا اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے کارندے مروالروز میں آپ کے پاس بھاگ آئے اور مشرکین بلخ سے نکل کر حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے پاس مروالروز میں آ گئے' پس حضرت احنفؓ باشندگانِ کوفہ و بصرہ کے ساتھ جو سب کے سب بیس ہزار تھے میدان میں نکلے اور آپ نے ایک شخص کو دوسرے شخص سے کہتے سنا کہ اگر امیر عقل مند ہوا تو وہ اس پہاڑ کے ورے کھڑا ہوگا اور اس کو اپنی پشت کے پیچھے رکھے گا اور یہ دریا اس کے اردگرد خندق کی طرح ہوگا اور دشمن ایک ہی جانب سے اس کے پاس آ سکے گا پس جب صبح ہوئی تو حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو حکم دیا اور وہ بعینہٖ اس موقف پر کھڑے ہو گئے اور یہ فتح اور رشد کی علامت تھی اور ترک اور ایرانی ایک خوفناک فوج کے ساتھ آئے تو حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی اور فرمایا تم تھوڑے ہو اور تمہارے دشمن زیادہ ہیں پس وہ تمہیں ڈرا نہ دیں (کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جنہوں نے اذنِ الٰہی سے بڑی جماعتوں پر غلبہ پایا اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اور ترک دن کو جنگ کرتے تھے اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ رات کو وہ کہاں چلے جاتے ہیں پس ایک شب وہ اپنے اصحاب کے ایک دستے کے ساتھ خاقان کی فوج کی طرف بڑھے اور جب صبح کا وقت قریب آیا تو ایک ترک سوار بطور جاسوس نکلا اور وہ گلے میں زیور پہنے ہوئے تھا اور اس نے اپنے طبل پر

---

[1] اس عبارت میں غلطی سے کچھ الفاظ رہ گئے ہیں جس کو اصل کتاب کے حاشیہ میں بھی تسلیم کیا گیا ہے بادی النظر میں بھی یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا کہ آپ مسلمانوں کی تباہی کے خواہش مند تھے مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ (مترجم)

Marfat.com

چوٹ لگائی تو حضرت احنفؓ اس کی طرف بڑھے اور دونوں نے نیزوں کے دو دو وار کیے' حضرت احنفؓ نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا اور آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے:

''ہر رئیس کا حق ہے کہ وہ نیزے کو خون سے رنگ دے یا وہ نیزہ ٹوٹ جائے' بلاشبہ وہاں ایک شیخ پچھڑا پڑا ہے جس کے پاس بچ رہنے والے ابوحفص کی تلوار ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے ترکی کا زیور چھین لیا اور اس کی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو ایک دوسرا سوار نکلا جو گلے میں زیور پہنے ہوئے تھا اور اس کے پاس طبل بھی تھا وہ اپنے طبل پر چوٹ لگانے لگا تو حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسے بھی قتل کر دیا اور اس کا زیور چھین لیا اور اس کی جگہ پر کھڑے ہو گئے پھر تیسرا سوار نکلا تو آپ نے اسے بھی قتل کر دیا اور اس کا زیور چھین لیا پھر حضرت احنف رضی اللہ عنہ جلدی سے اپنی فوج کی طرف واپس آ گئے اور ترکوں میں سے کسی کو کلیتہً اس کا علم نہ ہوا اور ان کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کو اس وقت تک باہر نہیں نکالتے تھے جب تک ان سے پہلے تین ادھیڑ عمر آدمی باہر نکل کر یکے بعد دیگرے اپنا طبل نہ بجائیں پھر وہ تیسرے آدمی کے بعد باہر نکلتے تھے' پس جب اس شب ترک باہر نکلے تو تیسرے نے رکاوٹ کر دی اور انہوں نے آ کر اپنے سواروں کو مقتول پایا تو شاہ خاقان نے اس سے بدشگونی لی اور اپنی فوج سے کہا ہمارا قیام طویل ہو گیا ہے اور یہ لوگ اس جگہ پر مارے گئے ہیں اور ہمیں اس جیسی تکلیف کبھی نہیں پہنچی' اس قوم سے لڑنے میں ہماری کچھ بھلائی نہیں' ہمارے ساتھ واپس چلے چلو' پس وہ اپنے شہروں کو واپس چلے گئے' اور مسلمانوں نے اس روز ان کا انتظار کیا کہ وہ اپنے گھاٹی سے نکل کر ان کے پاس آئیں گے مگر انہوں نے ان میں سے کسی آدمی کو نہ دیکھا پھر انہیں اطلاع ملی کہ وہ انہیں چھوڑ کر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے ہیں اور یزدگرد نے اور خاقان حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جنگ کر رہا تھا۔ مرو الشاہجہان [1] جا کر جہاں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ مقیم تھے اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں سے اپنا مدفون خزانہ نکال لیا پھر واپس آ گیا اور خاقان نے بلخ میں اس کا انتظار کیا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس واپس آ گیا۔

مسلمانوں نے حضرت احنفؓ سے پوچھا' ان کے تعاقب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور انہیں چھوڑ دو اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو اس جنگ میں زخم آئے' اور حدیث میں آیا ہے کہ جب تک ترک تمہیں چھوڑے رکھیں انہیں چھوڑے رکھو۔ (اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے غصے سمیت واپس کر دیا اور انہیں کوئی بھلائی حاصل نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ مومنین کو کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ طاقتور اور غالب ہے) اور کسریٰ ناکام و نامراد واپس آیا' اس کی پیاس بھی نہ بجھی اور نہ اسے کوئی بھلائی حاصل ہوئی اور نہ ہی اسے اپنے خیال کے مطابق فتح حاصل ہوئی بلکہ وہ جن لوگوں سے مدد کی امید رکھتا تھا وہ بھی اس سے الگ ہو گئے اور جس چیز کی اسے بہت ضرورت تھی ان سے بیزاری کا اظہار کیا اور وہ مذبذب ہو کر رہ گیا نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا (اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے لیے کوئی راستہ نہ پائے گا) اور وہ اپنے معاملے میں ششدر رہ گیا کہ کیا کرے اور کہاں جائے؟

---

[1] اس جگہ غلطی سے کوئی لفظ رہ گیا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

اور جب اس نے کہا کہ میں نے چین جانے کا ارادہ کرلیا ہے یا میں خاقان کے ساتھ اس کے ملک میں رہوں گا تو اس کی قوم کے بعض دانشمندوں نے اسے کہا' ہماری رائے ہے کہ ہم ان لوگوں سے مصالحت کرلیں بلاشبہ ان کا عہد اور دین ہے جس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہم اس ملک کے ایک حصہ میں رہیں گے اور وہ ہمارے پڑوسی ہوں گے اور وہ غیروں کی نسبت ہمارے لیے بہتر ہوں گے مگر کسریٰ نے ان کی بات کو تسلیم نہ کیا پھر اس نے شاہ چین کی طرف کمک مانگنے کے لیے ایلچی بھیجا تو شاہ چین ایلچی سے ان لوگوں کے حالات دریافت کرنے لگا جنہوں نے ملک کو فتح کیا تھا اور بندوں کی گردنوں پر غالب آ گئے تھے اور وہ اس کو ان کے حالات بتانے لگا کہ وہ گھوڑوں اور اونٹوں پر کس طرح سوار ہوتے ہیں اور کیا کرتے ہیں اور کیسے نماز پڑھتے ہیں' اس نے اس کے ہاتھ یزدگرد کی طرف خط لکھا:

''مجھے اس بات سے کوئی امر مانع نہیں کہ میں آپ کی طرف وہ فوج بھیجوں جس کا پہلا حصہ مرو میں اور آخری حصہ چین کے بے راستہ جنگلات میں ہو اور ایسا کرنا مجھ پر واجب ہے لیکن آپ کے ایلچی نے جن لوگوں کا حال میرے پاس بیان کیا ہے ان کی صفت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑوں کا قصد کریں تو انہیں گرا دیں اور اگر میں تمہاری مدد کو آؤں تو جب تک وہ اس حالت میں ہیں جو تمہارے ایلچی نے میرے پاس بیان کی ہے وہ مجھے بھی تباہ کردیں گے' پس ان سے راضی ہو جاؤ اور مصالحت کرلو''۔

پس کسریٰ اور آل کسریٰ نے بعض شہروں میں مغلوب ہو کر قیام کیا اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت کے دو سال بعد قتل ہو گیا جیسا کہ ہم اپنے مقام پر اسے بیان کریں گے۔

اور جب حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے فتح کا خط اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو ترکوں کے اموال سے غنیمت دی تھی بھیجی اور یہ کہ انہوں نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کردیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو غصے سمیت واپس کر دیا ہے اور انہیں کچھ بھلائی حاصل نہیں ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو گئے اور آپ کے سامنے خط پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور آپ کے پیرکاروں سے عاجل اور آجل ثواب یعنی دنیا اور آخرت کی بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾

پس اس خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنی فوج کی مدد کی' آگاہ رہو اللہ تعالیٰ نے مجوسیوں کے بادشاہ کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا ہے اور وہ اپنے ملک کی ایک بالشت زمین پر بھی قابض نہیں جو کسی مسلمان کو نقصان دے سکے آگاہ رہو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی زمینوں' گھروں' اموال اور بیٹوں کا تم کو وارث بنایا ہے تاکہ دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو پس اس کے حکم کے بارے میں خوف سے کھڑے ہو جاؤ وہ تم سے اپنا عہد پورا کرے گا اور تم کو اپنا وعدہ دے گا اور بدل نہ جانا وہ تمہارے بدلے دوسرے لوگ لے آئے گا اور مجھے اس امت کے بارے میں کوئی خوف نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ تم سے پہلے لوگوں کے سے کام کرے''۔

Marfat.com

اور ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبی اس سال یعنی ۲۲ ہجری کی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ اس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں آذربائیجان فتح ہوا یہ قول ابن اسحٰق کا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے ان سے آٹھ لاکھ درہم سے مصالحت کی' اور ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ حبیب بن سلمہ فہری نے اہل شام کے ساتھ آذربائیجان کو بزور قوت فتح کیا' نیز ان کے ساتھ اہل کوفہ بھی تھے جن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے آپ نے اسے شدید جنگ کے بعد فتح کیا تھا۔ واللہ اعلم

اور اسی سال میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دینور کو بزور قوت فتح کیا۔ اس سے قبل حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے فتح کیا تھا مگر انہوں نے اپنا عہد توڑ دیا۔ اور اسی سال میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بزور قوت ماہ سندان کو فتح کیا۔ انہوں نے بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے عہد کو توڑ دیا تھا۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل بصرہ تھے اور اہل کوفہ بھی ان کے ساتھ جا ملے اور انہوں نے غنیمت کے بارے میں باہم جھگڑا کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا غنیمت ان لوگوں کے لیے ہے جو معرکہ میں شامل ہوئے ہیں' ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہمذان کے ساتھ جنگ کی اور اسے بزور قوت فتح کر لیا اور اس سے قبل وہ فتح نہ ہوا تھا اور ہمذان تک حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا خاتمہ ہو گیا' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے فتح کیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے اسے ۲۴ھ میں فتح کیا تھا اور اسی سال میں جرجان فتح ہوا' خلیفہ کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے طرابلس المغرب کو فتح کیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے اگلے سال میں فتح کیا' میں کہتا ہوں کہ اس سب کے گزشتہ کی طرف نسبت کرنے میں غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

ہمارے شیخ کا قول ہے کہ واقدی' ابن نمیر' ذہلی اور ترمذی کے قول کے مطابق اس سال حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور پہلے ۱۹ھ میں بیان ہو چکی ہے اور معضد بن یزید شیبانی آذربائیجان میں شہید ہوئے اور وہ صحابی نہ تھے۔

Marfat.com

۲۳ھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات

واقدی اور ابو معشر کا قول ہے کہ اس سال میں اصطخر اور ہمذان فتح ہوئے اور سیف کا قول ہے کہ ان کی فتح توج الآخرۃ کی فتح کے بعد ہوئی پھر اس نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاشع بن مسعود نے ایرانیوں کے بہت سے آدمیوں کے قتل کے بعد توج کو فتح کیا اور ان سے بہت سی غنائم حاصل کیں پھر اس کے باشندوں پر جزیہ عائد کر دیا اور ان سے عہد کیا پھر فتح کی بشارت اور غنائم کے خمس کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا پھر اس نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے شدید جنگ کے بعد جور کو فتح کیا جو ان کے پاس تھا' پھر مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کیا۔ یہ دوسری بار فتح کرنا ہے۔ اس کے باشندوں نے عہد شکنی کی تھی حالانکہ اس سے قبل حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے فوج کشی کر کے اسے فتح کیا تھا جب وہ ارض بحرین سے سمندر سے گزرے تھے اور طاؤس مقام پر ان کی اور ایرانیوں کی مڈبھیڑ ہوئی تھی' جیسا کہ قبل ازیں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے' پھر الہربذ نے آپ سے جزیہ پر صلح کی نیز یہ کہ وہ ان پر ٹیکس مقرر کر دیں' پھر آپ نے فتح کی بشارت اور اخماس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیئے' ابن جریر کا بیان ہے کہ ایلچیوں کو انعامات ملتے تھے اور ان کی ضروریات پوری ہو جاتی تھیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ یہ سلوک کیا کرتے تھے' پھر شہرک نے عہد شکنی کی اور عہد سے دستبردار ہو گیا اور ایرانیوں کو بھی جرأت دلائی اور انہوں نے بھی عہد توڑ دیا تو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے اور اپنے بھائی الحکم کو بھیجا اور انہوں نے ایرانیوں سے جنگ کی اور اللہ نے مشرکین کی فوجوں کو شکست دی اور الحکم بن ابی العاص نے شہرک کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی قتل ہو گیا' ابو معشر کا بیان ہے کہ ایران کی پہلی جنگ اور اصطخر کی آخری جنگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت میں ۲۸ھ میں ہوئی اور ایران کی آخری جنگ اور جور کا معرکہ ۲۹ھ میں ہوا۔

فسا اور دارابجرد کی فتح اور ساریہ بن زنیم کا واقعہ:

سیف نے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے کہ ساریہ بن زنیم نے فسا اور دارابجرد کا قصد کیا اور اس کے مقابلہ میں ایرانیوں اور کردوں کی عظیم افواج جمع ہو گئیں اور مسلمانوں کو ایک امر عظیم اور بہت سی فوج کا اچانک سامنا کرنا پڑا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شب خواب میں ان کے میدان کارزار اور دن کے وقت ان کی تعداد کو دیکھا اور یہ کہ وہ ایک صحرا میں ہیں اور وہاں ایک پہاڑ ہے اور اگر وہ اس کا سہارا لے لیں تو وہ ایک ہی جانب سے آسکیں گے' دوسرے دن آپ نے ''الصلاۃ جامعۃ'' کا اعلان کر دیا حتیٰ کہ وہ ساعت آ گئی جس میں آپ نے ان کے اجتماع کو دیکھا تھا تو آپ لوگوں کے پاس گئے اور منبر پر چڑھ گئے اور لوگوں سے خطاب کیا اور جو کچھ دیکھا تھا اس کا حال بیان کیا پھر فرمایا یا ساریۃ الجبل! اے ساریہ پہاڑ کی طرف چلے جاؤ' پھر ان کے پاس آ کر فرمایا بلاشبہ اللہ کے کچھ لشکر ہیں شاید کوئی لشکر انہیں یہ بات پہنچا دے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا انہوں نے پہنچا دیا پس

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دشمن پر فتح دی اور انہوں نے شہر کو فتح کر لیا' اور سیف نے ایک دوسری روایت میں اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آپ نے فرمایا یا ساریہ بن زنیم الجبل الجبل' اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی طرف چلے جاؤ' پس مسلمانوں نے وہاں ایک پہاڑ کی پناہ لے لی اور دشمن نے صرف ایک جانب سے ان پر قدرت پائی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پر فتح دی اور انہوں نے شہر کو فتح کر لیا اور بہت سی غنیمت حاصل کی اور ان غنائم میں سے جواہرات کی ایک ٹوکری بھی تھی جسے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مانگ لیا اور جب وہ اخماس کے ساتھ آپ کے پاس پہنچی تو ایلچی خمس لے کر آ گیا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہاتھ میں عصا پکڑے کھڑے ہو کر مسلمانوں کو صفوں میں کھانا کھلاتے پایا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اور آپ نے اسے نہ پہچانا اس شخص نے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور جب وہ فارغ ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کو چل دیئے اور وہ شخص آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور اس نے اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی' کیا دیکھتا ہے کہ آپ کے لیے روٹی تیل اور نمک رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا نزدیک ہو جاؤ اور کھانا کھاؤ' ایلچی بیان کرتا ہے کہ میں بیٹھ گیا تو آپ اپنی بیوی سے فرمانے لگے' کیا آپ آ کر کھانا نہیں کھائیں گی؟ اس نے کہا میں آپ کے پاس ایک شخص کی آہٹ سن رہی ہوں' آپ نے فرمایا بے شک وہ کہنے لگیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں مردوں کے سامنے باہر آؤں تو آپ اس لباس کے سوا میرے لیے کوئی اور لباس خرید لیں' آپ نے فرمایا' کیا تو راضی نہیں کہ تجھے ام کلثوم بنت علی اور عمر رضی اللہ عنہم کی بیوی کہا جائے' وہ کہنے لگیں' یہ بات مجھے بہت کم کفایت کرنے والی ہے پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا نزدیک ہو جاؤ اور کھانا کھاؤ' پس اگر وہ راضی ہوتیں تو یہ کھانا اس سے اچھا ہوتا جسے تو دیکھ رہا ہے پھر دونوں نے کھانا کھایا اور جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو اس شخص نے کہا یا امیر المومنین میں ساریہ بن زنیم کا ایلچی ہوں' آپ نے فرمایا خوش آمدید' پھر آپ نے اسے قریب کیا حتیٰ کہ اس کا گھٹنا آپ کے گھٹنے کو چھونے لگا پھر آپ نے اس سے مسلمانوں کے متعلق دریافت کیا پھر ساریہ بن زنیم کے متعلق پوچھا تو اس نے آپ کو اس کے متعلق بتایا پھر اس نے آپ سے جواہرات کی ٹوکری کا ذکر کیا تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اسے فوج کے پاس واپس لے جانے کا حکم دیا اور اہل مدینہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے ایلچی سے فتح کے متعلق پوچھا تو اس نے انہیں بتایا' انہوں نے اس سے پوچھا' کیا انہوں نے معرکہ کے روز کوئی آواز سنی تھی؟ اس نے جواب دیا' ہاں' ہم نے ایک آواز کو کہتے سنا' ''یا ساریۃ الجبل''' اور ہم ہلاکت کے قریب تھے پس ہم نے اس کی پناہ لے لی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دے دی پھر سیف نے اسے مجالد سے بحوالہ شعبی اسی طرح روایت کیا ہے اور عبداللہ بن وہب نے عن یحییٰ بن ایوب عن ابن عجلان عن نافع عن ابن عمرؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک فوج روانہ کی اور ایک شخص کو اس کا امیر بنایا جسے ساریہ کہا جاتا تھا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے تو آپ یا ساری الجبل یا ساری الجبل پکارنے لگے۔ آپ نے یہ فقرہ تین بار کہا پھر فوج کا ایلچی آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا یا امیر المومنین ہمیں شکست ہو گئی اسی اثنا میں ہم نے ایک پکارنے والے کو تین بار یا ساریۃ الجبل کہتے سنا تو ہم نے اپنی پشتیں پہاڑ کے ساتھ لگا لیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا' کیا آپ ہی یہ آواز دے رہے تھے اور یہ اسناد جید اور حسن ہے۔

Marfat.com

واقدی کا بیان ہے کہ نافع بن ابی نعیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا یا ساریۃ ابن زنیم الجبل' اور لوگوں کو کچھ پتہ نہ چلا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں حتیٰ کہ حضرت ساریہ بن زنیم رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بیان کیا کہ یا امیر المومنین ہم دشمن کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور ہم دن کو چاق وچوبند رہتے تھے اور ان کا کوئی شخص ہم سے لڑنے نہیں آتا تھا نیز ہم نشیبی زمین میں تھے اور وہ ایک بلند قلعے میں تھے' پس میں نے ایک آواز دینے والے کو سنا جو یا ساریۃ الجبل پکار رہا تھا سو میں اپنے اصحاب کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گیا اور ایک ساعت ہی گزری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح دے دی' اور حافظ ابو القاسم اللالکائی نے اسے مالک کے طریق سے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح روایت کیا ہے اور مالک کی حدیث سے اس کی صحت میں اعتراض پایا جاتا ہے۔

اور واقدی کا بیان ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اسلم سے اس کے باپ کے حوالے سے اور ابو سلیمان نے بحوالہ یعقوب بن زید مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز نماز کے لیے نکلے تو منبر پر چڑھ گئے پھر پکارنے لگے یا ساریۃ بن زنیم الجبل' جس نے بھیڑیے سے بھیڑوں کی رکھوالی کی خواہش کی اس نے ظلم کیا' پھر خطبہ دیا اور فارغ ہو گئے' پس حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ جمعہ کے روز فلاں فلاں گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی ہے۔ یعنی اس گھڑی جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر منبر پر تقریر کی تھی۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے یا ساریۃ بن زنیم الجبل یا ساریۃ بن زنیم الجبل' اور جس نے بھیڑیے سے بھیڑوں کی رکھوالی کی خواہش کی اس نے ظلم کیا' کی آواز سنی' تو میں اپنے اصحاب کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس سے قبل ہم وادی کے نشیب میں تھے اور ہم دشمن کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' پس اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح دے دی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا وہ کلام کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے وہی بات کی ہے جو میری زبان پر جاری کی گئی ہے' پس یہ طریق ایک دوسرے کو قوت دیتے ہیں۔

پھر ابن جریر نے سیف کے طریق سے اس کے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ کرمان کو حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ نے ان کو مدد دی' اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی نے کرمان کو فتح کیا تھا پھر اس نے بیان کیا ہے کہ سجستان کو شدید جنگ کے بعد حضرت عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فتح کیا اور اس کی سرحدیں بڑی وسیع اور اس کے شہر سندھ سے لے کر دریائے بلخ تک دور دور تک پھیلے ہوئے تھے اور وہ اس کی سرحدوں اور دروں سے قندھار اور ترکوں سے جنگ کرتے تھے اور اس نے بیان کیا ہے کہ مکران کو الحکم بن عمرو نے فتح کیا اور شہاب بن مخارق بن شہاب' سہیل بن عدی اور عبداللہ بن عبداللہ کے ذریعے اسے مدد دی گئی اور انہوں نے سندھ کے بادشاہ کے ساتھ جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے سندھ کی فوجوں کو شکست دی اور مسلمانوں نے ان سے بہت سی غنیمت حاصل کی اور الحکم بن عبداللہ نے فتح کی بشارت کا خط لکھا اور صحار العبدی کے ہاتھ اخماس بھیجے اور جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے ارض مکران کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا یا امیر المومنین اس کی نرم ہموار زمین' پہاڑ ہے اور اس کا پانی پہاڑ سے ٹپکنے والا ہے اور اس کا پھل ردی اور وادی قسم کی کھجور ہے اور اس کا دشمن دلیر ہے اور اس کی خیر قلیل اور شر طویل ہے اور وہاں کثیر بھی قلیل ہے اور قلیل وہاں ضائع ہونے والا ہے اور جو اس

Marfat.com

سے پرے ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا تو سجاع[2] ہے یا مخبر ہے' اس نے کہا مخبر ہوں' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے الحکم بن عمرو کو خط لکھا کہ اس کے بعد وہ مکران کے ساتھ جنگ نہ کریں اور جو علاقہ دریا سے ورے ہے اسی پر اکتفا کریں اور الحکم بن عمرو نے اس بارے میں کہا ہے۔

''بیوہ مستورات کسی فخر کے بغیر اس غنیمت سے سیر ہوگئی ہیں جو مکران سے ان کے پاس آئی ہے اور وہ بھوک اور تنگی کے بعد ان کے پاس آئی ہے جب کہ موسم سرما دھوئیں سے خالی رہا ہے اور فوج میرے فعل کی مذمت نہیں کرتی اور میری زبان اور تلوار کی مذمت کی جاتی ہے' اس صبح کو میں کمینے لوگوں کو سندھ کے وسیع و عریض اور نزدیک علاقے کی طرف دھکیل رہا تھا اور مہران ہمارے ارادے کے مطابق لگام ڈھیلی کیے بغیر ہمارا مطیع تھا اور اگر میرا امیر مجھے اس سے نہ روکتا تو ہم اسے متفرق تنگ علاقوں تک طے کر جاتے''۔

غزوۂ اکراد:

پھر ابن جریر نے اپنی سند سے سیف سے اس کے شیوخ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ کردوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایرانیوں کی ایک جماعت آملی تو ابوموسیٰ نے دریائے تیوی کے قریب ارض بیروز میں ایک مقام پر ان سے جنگ کی پھر ابوموسیٰ انہیں چھوڑ کر اصبہان کی طرف چلے گئے اور ربیع بن زیاد کو اس کے بھائی مہاجر بن زیاد کے قتل کے بعد ان سے جنگ کرنے پر نائب مقرر کیا' اس نے جنگ کرنا قبول کر لیا اور ان پر برافروختہ ہوگیا' پس اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین کے اتباع میں سے اپنے مومن بندوں اور گروہ مخلصین کے ساتھ اپنی عادت مستمرہ اور سنت مستقرہ کے مطابق دشمن کو شکست دے دی' پھر غنیمت کا خمس لگایا گیا اور فتح کی بشارت اور خمس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا گیا اور ضبہ بن محصن نے جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ابوموسیٰ کی شکایت کی اور ان کے متعلق ایسی باتوں کا ذکر کیا جن کے باعث انہیں ملامت نہیں کی جا سکتی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا کر ان باتوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے مقبول وجوہ کی بنا پر ان سے عذر کیا جنہیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا اور انہیں اپنے کام پر واپس بھیج دیا اور ضبہ نے اپنی تاویل کا عذر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے اور حضرت ابوموسیٰ بصرہ کی نماز پر مقرر تھے۔

سلمہ بن قیس اشجعی اور اکراد کے حالات:

آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دستے کا امیر بنا کر بھیجا اور آپ کو بہت سی وصیتیں کیں جو صحیح مسلم میں حضرت بریدہ کی حدیث کے مضمون پر مشتمل ہیں۔ اللہ کے نام سے جنگ کرو' اور جو شخص اللہ کا انکار کرے اس سے جنگ کرو' الحدیث الی الآخرہ پس انہوں نے ان سے جنگ کی اور ان کے جانبازوں کو قتل کر دیا اور ان کی اولاد کو قید کر لیا اور ان کے اموال کو حاصل کیا' پھر حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے ایلچی کو فتح کی بشارت اور غنائم کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا' مورخین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

---

① مصری نسخہ میں ہے کہ جو اس سے ورے ہے وہ اس سے بہتر ہے۔

② سجاع مقفیٰ کلام بولنے والے کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

پاس اس کے جانے کا ذکر کیا ہے اس وقت آپ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے' پھر آپ اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے جیسا کہ قبل ازیں حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بیان ہو چکا ہے اور انہوں نے آپ سے لباس طلب کیا جیسا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اپنی بیویوں کو پہناتے ہیں' آپ نے فرمایا' کیا تیرے لیے یہ بات کافی نہیں کہ تجھ کو دختر علی اور امیر المومنین کی بیوی کہا جائے' پھر اس نے آپ کے سخت کھانے اور بے چھلکا جو کے مشروب کا ذکر کیا پھر آپ نے اس سے مہاجرین کے حالات پوچھنے شروع کیے کہ ان کا کھانا اور بال کیسے ہیں اور کیا وہ گوشت کھاتے ہیں جو ان کا شجرہ ہے اور اپنے شجرہ کے بغیر عربوں کی کوئی بقاء نہیں اور اس نے جواہرات کی اس ٹوکری کے آپ کے پاس پیش کیے جانے کا بھی ذکر کیا ہے' مگر آپ نے اس کے لینے سے قسمیہ طور پر انکار کیا اور آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے واپس لے جائے اور غنیمت حاصل کرنے والوں کے درمیان تقسیم کر دے اور ابن جریر نے اسے نہایت طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو حج کروایا اور یہ آپ کا آخری حج تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں آپ کی وفات ہوئی پھر اس نے تفصیل کے ساتھ آپ کے قتل کے حالات کو بیان کیا ہے اور میں نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخر میں اسے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے' پس وہاں سے یہاں لکھا جاتا ہے۔

آپ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی ابن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان القرشی' ابو حفص العدوی الملقب بالفاروق تھے۔

کہتے ہیں اہل کتاب نے آپ کو یہ لقب دیا تھا۔ اور آپ کی والدہ ختمۃ بنت ہشام تھیں جو ابوجہل کی ہمشیرہ تھیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۷ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر و احد اور تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور متعدد سرایا میں گئے اور بعض سرایا کے آپ امیر بھی تھے اور آپ پہلے شخص ہیں جن کو امیر المومنین کہا گیا اور آپ ہی نے سب سے پہلے تاریخ لکھی اور لوگوں کو تراویح پر جمع کیا اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رات کو مدینہ میں پاسبانی کی اور درہ اٹھایا اور اس سے تادیب کی اور شراب نوشی کی سزا میں اسی کوڑے لگائے اور روزینے جاری کیے اور شہر تعمیر کیے اور فوجوں کو منظم کیا اور ٹیکس ساقط کیا اور رجسٹر بنائے اور عطیات پیش کیے اور قاضی مقرر کیے اور ضلعے بنائے جیسے کہ سواد' اہواز' جبال اور فارس وغیرہ ہیں اور تمام شام' جزیرہ' موصل' میا فارقین' آمد' آرمینیا اور مصر اور اسکندریہ کو فتح کیا اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ کی فوجیں بلاد رے پر چڑھائی کیے ہوئے تھیں' آپ نے شام سے یرموک' بصریٰ' دمشق' اردن' بیسان' طبریہ' جابیہ' فلسطین' رملہ' عسقلان' غزہ' سواحل اور قدس کو فتح کیا اور الجزیرہ' حران' الرہا' رقہ' نصیبین' راس عین' شمشاط' عین وردۃ' دیار بکر' دیار ربیعہ' بلاد موصل اور تمام آرمینیا کو فتح کیا اور عراق سے قادسیہ' خیرہ' دریائے سیر' ساباط' مدائن کسریٰ اور فرات' دجلہ' ابلہ' بصرہ' اہواز' فارس' نہاوند' ہمدان' رے' قومس' خراسان' اصطخر' اصبہان' سوس' مرو' نیشاپور' جرجان' آذربائیجان وغیرہ کے اضلاع کو فتح کیا اور آپ کی افواج نے متعدد بار دریا کو عبور کیا اور آپ اللہ کے حضور متواضع' تنگ گذران' سخت خوراک اور اللہ کے بارے میں سخت گیر تھے' اور آپ عظیم ہیبت کے باوجود کپڑے کو چمڑے کا

Marfat.com

پیوند لگاتے اور مشکیزے کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے تھے اور برہنہ پشت گدھے اور چھال سے نکیل دیئے اونٹ پر سوار تھے' آپ بہت کم ہنستے تھے اور کسی سے مزاح نہیں کرتے تھے اور آپ کی انگوٹھی کا نقش "کفی بالموت واعظا یا عمر" تھا۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے اللہ کے دین کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سخت گیر ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے دووزیر آسمان والوں میں سے ہیں اور دووزیر زمین والوں میں سے ہیں' آسمان والوں میں سے میرے دووزیر جبریل اور میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دووزیر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور یہ دونوں بطور سمع وبصر کے ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتا ہے۔ نیز فرمایا میری امت کا سب سے زیادہ رحیم انسان ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اللہ کے دین کے بارے میں سب سے زیادہ سخت گیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا' آپ بڑے قاضی ہیں' آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے دل کو ان کے لیے رحم سے بھر دیا ہے اور ان کے دلوں کو میرے رعب سے بھر دیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے مال سے میرے لیے دو حلے لینا جائز ہیں ایک حلہ موسم سرما کے لیے اور ایک موسم گرما کے لیے اور میرے اہل کو خوراک قریش کے ایک آدمی کی مانند ہوگی جوان کا زیادہ مال دار شخص نہ ہوگا پھر میں مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو گورنر مقرر کرتے تو اس کے لیے عہد لکھتے اور اس پر مہاجرین کے ایک گروہ کی گواہی کراتے اور اس پر شرط عائد کرتے کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا اور نہ صاف ستھرا کھائے گا اور نہ باریک لباس پہنے گا اور نہ حاجت مندوں کے آگے اپنا دروازہ بند کرے گا اور اگر وہ ان میں سے کوئی کام کرے گا تو اس پر سزا واجب ہو جائے گی' بیان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص آپ سے بات بیان کرتا اور اس میں ایک دو جھوٹی باتیں بیان کرتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے اسے روک لے روک وہ شخص بیان کرتا ہے خدا کی قسم جب کبھی میں نے آپ سے حق بیان کیا ہے' اس کے سوا آپ نے مجھے اس کے روکنے کا حکم دیا ہے۔

اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ دنیا کو چاہا اور نہ دنیا نے آپ کو چاہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دنیا نے چاہا اور آپ نے دنیا کو نہ چاہا' اور ہم دنیا میں پیٹ کی پشت تک لوٹ پوٹ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک بار زندگی میں کہا گیا کہ اگر آپ اچھا کھانا کھاتے تو وہ آپ کے لیے حق پر زیادہ قوت بخش ہوتا آپ نے فرمایا میں نے اپنے دو ساتھیوں کو ایک طریق پر چھوڑا ہے اگر میں ان کے طریق کو پالوں تو مقام میں ان کو نہیں پا سکتا اور آپ خلیفہ ہوتے ہوئے پیوند شدہ اونی جبہ پہنتے تھے جن میں سے بعض پیوند چمڑے کے ہوتے تھے اور کندھے پر درہ رکھ کر بازاروں میں چکر لگاتے تھے اور درے سے لوگوں کی تادیب کرتے تھے اور جب گٹھلی وغیرہ کے پاس سے گزرتے تو اسے اٹھا کر لوگوں کے گھروں میں پھینک دیتے تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں کے درمیان چار پیوند تھے اور آپ کے تہبند کو چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے آپ نے منبر پر خطبہ دیا تو آپ کی چادر میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ نے اپنے حج میں سولہ دینار

Marfat.com

خرچ کیے اور اپنے بیٹے سے فرمایا ہم نے فضول خرچی کی ہے اور آپ کسی چیز کا سایہ نہ لیتے تھے ہاں آپ اپنی چادر کو درخت پر ڈال کر اس کے نیچے سایہ لیتے تھے اور آپ کے لیے کوئی خیمہ نہ تھا اور جب آپ بیت المقدس کی فتح کے لیے شام آئے تو آپ ایک خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار تھے اور آپ کے سر کا گنجہ حصہ دھوپ میں چمک رہا تھا اور آپ کے سر پر عمامہ یا ٹوپی نہ تھی اور آپ نے پالان کے اگلے پچھلے حصے کے درمیان رکاب کے بغیر اپنی ٹانگوں کو جوڑا ہوا تھا اور آپ کا فرش مینڈھے کی اون کا تھا اور جب اترتے تھے تو وہی آپ کا بچھونا ہوتا تھا اور آپ کا تھیلا چھال سے بھرا ہوتا تھا اور جب آپ سوتے تھے تو وہی آپ کا تکیہ ہوتا تھا اور آپ کی قمیص کھردرے کپڑے کی تھی جو بوسیدہ ہو چکی تھی اور اس کا گریبان پھٹ چکا تھا' آپ جب اترتے تو فرماتے بستی کے نمبردار کو میرے پاس بلا لاؤ' وہ اسے بلاتے تو آپ فرماتے میری قمیص کو دھو کر سی دو اور مجھے عاریۃً ایک قمیص دے دو' آپ کے پاس کتان[1] کی قمیص لائی گئی تو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ آپ کو بتایا گیا یہ کتان ہے آپ نے فرمایا کتان کیا ہوتا ہے تو انہوں نے آپ کو بتایا' پس آپ نے اپنی قمیص اتاری تو انہوں نے اسے دھویا اور سیا پھر آپ نے اسے پہن لیا' ایک شخص نے آپ سے کہا آپ عرب کے بادشاہ ہیں اور ان ممالک میں اونٹوں کی سواری مناسب نہیں' آپ کے پاس ایک ترکی گھوڑا لایا گیا تو آپ نے کجاوے اور زین کے بغیر اس پر چادر ڈال دی اور جب آپ چلے تو ترکی گھوڑا تیز رفتاری کرنے لگا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اسے روک دو' میں خیال نہیں کرتا تھا کہ لوگ شیاطین پر سوار ہوتے ہیں' میرا اونٹ لاؤ پھر آپ اس سے اتر کر اونٹ پر سوار ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' آپ کسی حاجت کے لیے ایک باغ میں چلے گئے اور میں نے آپ کو کہتے سنا۔ میرے اور آپ کے درمیان باغ کی دیوار حائل تھی۔ عمر بن الخطاب امیر المومنینؓ' آفرین ہے خطاب کے بیٹے' خدا کی قسم تو ضرور بچنے کے لیے اللہ کی آڑ لے گا یا وہ تجھے عذاب دے گا۔ آپ نے اپنے کندھے پر مشکیزہ اٹھایا ہوا تھا تو آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میرا نفس خود پسند ہو گیا تھا میں نے چاہا کہ اسے ذلیل کر دوں' آپ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر اپنے گھر میں داخل ہو جاتے اور فجر تک مسلسل نماز پڑھتے رہتے اور آپ لگاتار روزے رکھے بغیر فوت نہیں ہوئے اور عام الرمادہ میں آپ صرف روٹی اور تیل کھاتے تھے یہاں تک کہ آپ کی جلد سیاہ ہو گئی اور آپ فرماتے تھے' اگر میں سیر ہو جاؤں اور لوگ بھوکے رہیں تو میں بہت برا والی ہوں اور رونے کی وجہ سے آپ کے چہرے پر دو سیاہ لکیریں پڑی ہوئی تھیں اور آپ قرآن کی آیت سن کر غش کھا جایا کرتے تھے اور آپ کو لیٹے لیٹے اٹھا کر آپ کے گھر لے جایا جاتا تھا اور کئی روز تک آپ کی عیادت کی جاتی اور خوف کے سوا آپ کو کوئی مرض نہ ہوتا تھا' حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شب کو تاریکی شب میں باہر نکلے اور ایک گھر میں داخل ہو گئے' جب صبح ہوئی تو میں اس گھر کی طرف گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اپاہج بڑھیا بیٹھی ہے' میں نے اس سے پوچھا' اس شخص کا کیا حال ہے جو تمہارے پاس آتا ہے' اس نے کہا وہ اتنی مدت سے میری خبر گیری کر رہا ہے اور میری ضرورت کی چیزیں میرے پاس لے آتا ہے اور مجھ سے تکلیف کو دور کرتا ہے' میں نے اپنے نفس سے کہا اے طلحہ!

---

[1] کتان السی کے پودے کو کہتے ہیں جس سے کپڑے تیار ہوتے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

تیری ماں تجھے کھو دے تو عمر رضی اللہ عنہ کی لغزشوں کا پیچھا کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم کا بیان ہے کہ تاجروں کی ایک پارٹی مدینہ آئی تو وہ نماز پڑھنے کی جگہ پر اتر پڑے' حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے فرمایا' کیا آپ رات کو ان کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' پس دونوں حضرات نے ان کی حفاظت کرتے اور نماز پڑھتے رات گزاری۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ اس کی طرف گئے اور اس کی ماں سے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنے بچے سے حسن سلوک کر' پھر آپ اپنی جگہ واپس آئے تو آپ نے اس کے رونے کی آواز سنی تو دوبارہ اس کی ماں کے پاس گئے اور اسی قسم کی بات اسے کہی اور پھر اپنی جگہ پر واپس آ گئے' جب رات کا آخری حصہ آیا تو آپ نے بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے اس کی ماں کے پاس آ کر اسے کہا' تو ہلاک ہو تو بہت بری ماں ہے' میں رات سے دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے بیٹے کو رونے سے قرار نہیں آ رہا' اس نے کہا اے بندۂ خدا میں اسے کھانے سے غافل کر رہی ہوں اور وہ نہیں مانتا' آپ نے فرمایا' کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کا روزینہ مقرر کرتے ہیں جس کا دودھ چھڑا ہوا ہو' آپ نے پوچھا' تمہارے اس بیٹے کی عمر کیا ہے؟ اس نے کہا اتنے ماہ ہے' آپ نے فرمایا' تو ہلاک ہو اس کے دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کر' اور جب آپ نے صبح کی نماز پڑھی تو آپ رونے کے باعث لوگوں کے لیے واضح قرأت نہ کر سکتے تھے پھر فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کی شدت نے مسلمانوں کے کتنے بچوں کو قتل کر دیا ہے پھر آپ نے اپنے منادی کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو' ہم ہر مسلمان بچے کے لیے روزینہ مقرر کرتے ہیں اور آپ نے یہ بات اطراف کو بھی لکھ دی۔

اسلم کا بیان ہے کہ ایک شب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے بیرونی حصے میں گیا تو ہمیں ایک بالوں کا خیمہ نظر آیا' ہم اس کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک عورت دردِ زہ میں مبتلا ہے اور رو رہی ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا میں ایک عرب عورت ہوں اور میرے پاس کوئی چیز نہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور دوڑتے ہوئے اپنے گھر واپس آئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم بنت حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کہا' کیا آپ کو اس اجر میں کچھ دلچسپی ہے جسے اللہ آپ کے پاس لے آیا ہے اور انہیں سارا واقعہ بتایا انہوں نے جواب دیا ہاں' پس آپ نے اپنی پشت پر آٹا اور چربی اٹھائی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ولادت کے مناسب حال چیزیں اٹھائیں اور دونوں آ گئے' حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا' عورت کے پاس چلی گئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے خاوند جو آپ کو نہیں جانتا تھا کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے' اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا امیر المومنین اپنے ساتھی کو بچے کی بشارت دیجیے' جب اس شخص نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو اس بات کو بڑا خیال کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس معذرت کرنے لگا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تم پر کوئی خوف نہیں' پھر آپ نے ان کو اخراجات اور ان کی ضرورت کی اشیاء پہنچا دیں اور واپس آ گئے۔

اسلم کا بیان ہے' ایک شب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ واقم کی سیاہ سنگی زمین کی طرف گیا اور جب ہم صرار مقام میں تھے تو اچانک آپ نے آگ کو دیکھا تو فرمایا اے اسلم یہاں کوئی قافلہ ہے جنہیں رات نے روک دیا ہے' آؤ ان کے پاس چلیں' ہم ان

Marfat.com

کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے دو بچوں کے ساتھ بیٹھی ہے اور ہنڈیا آگ پر رکھی ہوئی ہے اور اس کے بچے بھوک سے چلا رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے روشنی والو السلام علیکم اس عورت نے کہا وعلیکم السلام آپ نے فرمایا میں قریب آ جاؤں' اس نے کہا قریب آ جاؤ یا چھوڑ دو' ہم نے قریب ہو کر کہا آپ لوگوں کا کیا حال ہے' اس نے کہا ہمیں رات اور ٹھنڈک نے روک دیا ہے' آپ نے فرمایا یہ بچے کیوں چلا رہے ہیں؟ اس نے کہا بھوک سے' آپ نے فرمایا' آگ پر کیا چیز پڑی ہے؟ اس نے کہا' پانی پڑا ہے جس سے میں انہیں بہلا رہی ہوں تا کہ یہ سو جائیں' ہمارے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اللہ ہی فیصلہ کرے گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور دوڑتے ہوئے آٹے کے گودام کی طرف واپس آئے اور ایک پیمانہ آٹا اور چربی کا ایک چرمی برتن نکالا اور فرمایا اے اسلم اسے میری پشت پر لاد دو' میں نے کہا' آپ کی بجائے اسے میں اٹھاتا ہوں' آپ نے فرمایا تو قیامت کے روز میرا بوجھ اٹھائے گا؟ پس آپ نے اسے اپنی پشت پر اٹھالیا اور ہم اس عورت کی طرف گئے تو آپ نے اسے اپنی پشت سے اتارا اور آٹا نکال کر ہنڈیا میں ڈالا اور اس پر کچھ چربی ڈالی اور ہنڈیا کے نیچے پھونکیں مارنے لگے اور دھواں ایک ساعت تک آپ کی داڑھی میں گھسنے لگا پھر آپ نے اسے آگ سے اتارا اور فرمایا مجھے پلیٹ دو' پلیٹ لائی گئی تو آپ نے اسے بھر دیا پھر اسے بچوں کے آگے رکھ دیا اور فرمایا کھاؤ' سو وہ کھا کر سیر ہو گئے۔ اور عورت آپ کے لیے دعا کرتی رہی اور وہ آپ کو نہ جانتی تھی۔ اور آپ مسلسل ان کے پاس رہے یہاں تک کہ چھوٹے بچے سو گئے پھر آپ نے انہیں اخراجات دیئے اور واپس آ گئے پھر میرے پاس آ کر فرمایا اے اسلم بھوک انہیں رُلائے اور جگائے ہوئے تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بیرون مدینہ دوڑتے دیکھا تو آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ گیا ہے میں اسے تلاش کر رہا ہوں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے اپنے بعد کے خلفاء کو تھکا دیا ہے' بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک لڑکی کو دیکھا جو بھوک سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی' فرمایا یہ کون ہے؟ اس نے کہا عبد اللہ کی بیٹی نے کہا یہ میری بیٹی ہے آپ نے فرمایا اسے کیا ہے؟ اس نے کہا' آپ کے قبضہ میں جو کچھ ہے آپ اسے ہم سے روک رکھتے ہیں اور ہمیں وہ تکلیف پہنچتی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں' آپ نے فرمایا اے عبد اللہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی خدا کی قسم میں تم کو وہی کچھ دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے' کیا تم مجھ سے اس بات کے خواہش مند ہو کہ میں تمہیں وہ کچھ دوں جو تمہارے لیے مقرر نہیں؟ اور خائن بن جاؤں' یہ روایت ڈہری کی ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابو حمزہ یعقوب بن مجاہد نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ ابو عمرو ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام امیر المومنین کس نے رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا وہی امیر المومنین ہیں اور سب سے پہلے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام امارت کہا اور بعض کا قول ہے کہ کسی دوسرے آدمی نے کہا ہے۔ واللہ اعلم

ابن جریر کا قول ہے کہ احمد بن عبد الصمد انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ ام عمرو بنت حسان الکوفیہ نے۔ جو ایک سو تیس سال کی تھی۔ اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو لوگ کہنے لگے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

خلیفہ کے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' یہ بات تو لمبی ہو جائے گی' تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں' پس آپ کا نام امیر المومنین رکھ دیا گیا۔

اور اس کا ملخص یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ۲۳ھ کے حج سے فارغ ہوئے اور کشادہ نالے میں فروکش ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور شکایت کی کہ وہ عمر رسیدہ ہو گئے ہیں اور ان کی قوت کمزور ہو گئی ہے اور ان کی رعیت منتشر ہو گئی ہے اور وہ کوتاہی سے خائف ہیں اور انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ انہیں موت دے دے نیز انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں شہادت سے سرفراز فرمائے' جیسا کہ صحیح میں ان سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری راہ میں شہید ہونے اور تیرے رسول کے شہر میں مرنے کی دعا کرتا ہوں' پس اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمالی۔ اور مدینہ نبویہ میں آپ کو شہادت سے سرفراز فرما کر دونوں باتوں کی تکمیل کر دی اور یہ ایک نہایت ہی نادر بات ہے۔ ولکن اللہ لطیف بما یشاء.

اتفاق سے مجوسی الاصل رومی گھرانے کے ابولؤلؤہ فیروز نے جب کہ آپ ۲۶/ ذوالحجہ کو بدھ کے روز محراب میں کھڑے ہو کر صبح کی نماز پڑھ رہے تھے' آپ پر دو دھارے خنجر کا وار کیا' پس اس نے آپ پر تین وار کیے اور بعض کا قول ہے کہ چھ وار کیے' ان میں سے ایک وار آپ کی ناف کے نیچے کیا جس نے سفاق کو کاٹ دیا اور آپ دھڑام سے نیچے گر پڑے اور آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور عجمی کافر خنجر سمیت واپس آ گیا اور وہ جس کسی کے پاس سے گزرتا اس پر وار کر دیتا حتیٰ کہ اس نے تیرہ آدمیوں پر وار کیے جن میں سے چھ آدمی مر گئے' حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس پر کوٹ پھینکا تو اس نے خودکشی کر لی' اللہ اس پر لعنت کرے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر اپنے گھر لایا گیا اور آپ کے زخم سے خون رواں تھا۔ اور یہ واقعہ طلوع آفتاب سے پہلے کا ہے۔ آپ کو ہوش آتا پھر آپ بے ہوش ہو جاتے پھر وہ آپ کے پاس نماز کا ذکر کرتے تو آپ ہوش میں آ جاتے اور فرماتے بہت اچھا' اور اس شخص کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں جو تارکِ نماز ہے پھر آپ نے اسی وقت نماز پڑھی پھر آپ نے اپنے قاتل کے متعلق پوچھا وہ کون ہے؟ لوگوں نے آپ کو بتایا وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابولؤلؤہ ہے' آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں کروائی جو ایمان کا دعوے دار ہے اور اس نے اللہ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا پھر فرمایا خدا تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے ہم نے اس کے متعلق حسن سلوک کا حکم دیا تھا۔ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر روزانہ دو درہم ٹیکس مقرر کیا تھا پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کے ٹیکس میں اضافہ کر دیں وہ بڑھئی' نقاش اور لوہار ہے' اور آپ نے اس کے ٹیکس میں اضافہ کر دیا کہ وہ ہر ماہ ایک سو درہم ادا کیا کرے نیز آپ نے اسے کہا' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو بہت اچھی چکی بناتا ہے جو ہوا سے چلتی ہے ابولؤلؤہ نے کہا قسم بخدا! میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا جس کے متعلق مشارق و مغارب میں لوگ باتیں کریں گے۔ اور اس نے منگل کی شام کو پختہ ارادہ کر لیا۔ اور بدھ کی صبح کو جب کہ ذوالحجہ کے چار دن باقی تھے' آپ پر خنجر کا وار کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ آپ کے بعد خلافت کا مسئلہ ان چھ آدمیوں کے مشورہ سے طے پائے گا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے اور وہ چھ آدمی یہ تھے' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم' اور آپ نے ان میں حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ آپ کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے نیز آپ کو یہ خدشہ بھی تھا

Marfat.com

کہ اس کے باعث امارت میں ان کی رعایت کی جائے گی اور آپ نے وصیت کی کہ جو شخص ان کے بعد خلیفہ مقرر ہو وہ لوگوں کے طبقات ومراتب کے مطابق ان سے بھلائی کرے اور تین دن کے بعد آپ وفات پا گئے اور اتوار کے روز یکم محرم ۲۴ھ کو حجرۂ نبویہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے دفن ہوئے اور اسی روز امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حاکم بنے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بدھ کے روز حملہ ہوا جب کہ ۲۳ھ کے ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں اور یکم محرم ۲۴ھ کو اتوار کے روز آپ دفن ہوئے اور آپ نے دس سال پانچ ماہ اکیس روز خلافت کی اور محرم کی تین راتیں گزرنے پر سوموار کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی' راوی بیان کرتا ہے میں نے عثمان اخنس سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا میرے خیال میں تو بھول گیا ہے' ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ذوالحجہ کی ایک رات باقی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اور آپ نے ۲۴ھ کے محرم کا استقبال اپنی خلافت سے کیا۔

ابو معشر کا قول ہے کہ ۲۳ھ کے ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آپ کی خلافت دس سال چھ ماہ چار دن رہی' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ ہشام بن محمد کے حوالہ سے میرے پاس بیان کیا گیا ہے کہ ۲۳ھ کے ذوالحجہ کی تین راتیں باقی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان کی خلافت دس سال چھ ماہ چار دن رہی' اور سیف نے خلید بن فروہ اور مجالد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ۳/محرم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور آپ نے باہر آ کر لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور علی بن محمد المدائنی نے عن شریک عن اعمش یا جابر الجعفی عن عوف بن مالک الاشجعی عامر بن محمد سے اس کی قوم کے اشیاخ سے روایت کی ہے اور عثمان بن عبدالرحمٰن نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدھ کے روز زخمی ہوئے جب کہ ذوالحجہ کی سات راتیں باقی تھیں' مگر پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

آپ کا حلیہ:

قد دراز' سر کے اگلے حصے کے بال اڑے ہوئے' آنکھوں کی سفیدی بہت سفید اور سیاہی بہت سیاہ' گندم گوں اور بعض کا قول ہے کہ آپ بہت سفید رنگ تھے جس پر سرخی غالب تھی' دانت سفید اور خوب صورت تھے آپ داڑھی کو زرد رنگ دیتے تھے اور مہندی کے ساتھ اپنے سر کو کنگھی کرتے تھے۔

جس روز آپ کی وفات ہوئی متعدد اقوال کی بنا پر جن کی تعداد دس ہے آپ کی عمر کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے' ابن جریر کا قول ہے کہ زید بن احزم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو قتیبہ نے عن جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۵۵ سال کی عمر میں شہید ہوئے اور الدراوردی نے اسے عن عبداللہ عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے بھی ابن جریر سے بحوالہ زہری یہی بیان کیا ہے اور احمد نے اسے عن علی بن زید عن سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت

Marfat.com

کیا ہے اور نافع سے ایک دوسری روایت میں ۵۶ سال بیان ہوئے ہیں' ابن جریر کا قول ہے کہ دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر ۵۳ سال تھی' یہ جات ہشام بن محمد کے حوالے سے میرے پاس بیان کی گئی ہے' پھر عامر الشعبی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی ہے میں کہتا ہوں' قبل ازیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارے میں بھی ایسے ہی بیان کیا گیا ہے اور قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۱ سال کی عمر میں ہوئی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری سے ۶۵ سال اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ۶۶ سال کی روایت بیان ہوئی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم سے ابن جریر نے روایت کی ہے کہ انہوں نے آپ کی عمر ساٹھ سال بیان کی ہے۔ واقدی کا قول ہے کہ ہمارے نزدیک یہ سب سے زیادہ مضبوط قول ہے اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

آپ کی بیویوں' بیٹوں اور بیٹیوں کا ذکر:

واقدی اور ابن الکلبی وغیرہ کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں حضرت عثمان بن مظعون کی ہمشیرہ زینب بنت مظعون سے نکاح کیا اور اس سے آپ کے ہاں عبداللہ' عبدالرحمٰن اکبر اور حفصہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے اور آپ نے ملیکہ بنت جرول سے نکاح کیا تو اس سے آپ کے ہاں عبیداللہ پیدا ہوئے اور آپ نے اسے مصالحت سے طلاق دے دی اور اس کے بعد ابوالجہم بن حذیفہ نے اس سے نکاح کر لیا' یہ قول المدائنی کا ہے۔

واقدی کا قول ہے کہ وہ ام کلثوم بنت جرول ہے جس سے آپ کے ہاں عبیداللہ اور زید اصغر پیدا ہوئے' المدائنی کا قول ہے کہ آپ نے قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی سے بھی نکاح کیا اور مصالحت سے اسے الگ کر دیا اور آپ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اس سے نکاح کر لیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ جب شام میں ام حکیم بنت الحارث بن ہشام کا خاوند شہید ہو گیا تو آپ نے اس سے نکاح کر لیا' جس سے آپ کے ہاں فاطمہ پیدا ہوئیں پھر آپ نے اسے طلاق دے دی' المدائنی کا بیان ہے کہ بعض کا قول ہے کہ آپ نے اسے طلاق نہیں دی' مؤرخین نے کہا ہے کہ آپ نے اوس قبیلے سے جمیلہ بنتِ عاصم بن ثابت بن ابی الافلح سے نکاح کیا اور عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل سے بھی نکاح کیا اور آپ سے پہلے عاتکہ عبداللہ بن ابی ملیکہ کے پاس تھی اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ان کے بعد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا' کہتے ہیں کہ یہی آپ کے بیٹے عیاض کی ماں ہے۔ واللہ اعلم

المدائنی کا قول ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم کو بھی جب کہ وہ چھوٹی تھیں نکاح کا پیغام دیا تھا اور اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مراسلت کی تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا' مجھے ان کی ضرورت نہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' کیا تو امیر المومنین سے بے رغبتی کرتی ہے؟ اس نے کہا' ہاں' وہ سخت زندگی گزارتے ہیں' حضرت عائشہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں روک دیا اور انہیں ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے متعلق بتایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہیں اور کہا اس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کا رشتہ پیدا کیجئے' پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے نکاح کا پیغام دیا تو آپ نے ام کلثومؓ کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا اور حضرت عمرؓ نے

Marfat.com

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چالیس ہزار درہم مہر دیا اور ان سے آپ کے ہاں زید اور رقیہ پیدا ہوئے' مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے ایک یمنی عورت لہیۃ سے بھی نکاح کیا جس سے آپ کے ہاں عبدالرحمٰن اصغر پیدا ہوا اور بعض کا قول ہے کہ عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوا' واقدی کا بیان ہے کہ وہ ام ولد تھے' بیوی نہیں تھی' مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ کے پاس ام ولد فکیہ بھی تھی جس سے آپ کے ہاں زینب پیدا ہوئی' واقدی کا بیان ہے کہ یہ آپ کی اولاد میں سے سب سے چھوٹی تھی' واقدی کا قول ہے کہ آپ نے ام ابان بنت عتبہ بن شیبہ کو بھی نکاح کا پیغام دیا مگر اس نے آپ کو پسند نہ کیا اور کہا وہ اپنا دروازہ بند رکھتے ہیں اور اپنی بھلائی کو روکتے ہیں اور چیں بہ جبیں اندر آتے اور باہر جاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں آپ کی جملہ اولاد تیرہ بچے ہیں' زید اکبر' زید اصغر' عاصم' عبداللہ' عبدالرحمٰن اکبر' عبدالرحمٰن اوسط زبیر بن بکار کا قول ہے کہ یہی ابوشحمہ ہیں۔ عبدالرحمٰن اصغر' عبیداللہ' عیاض' حفصہ' رقیہ' زینب' فاطمہ رضی اللہ عنہم۔

اور جاہلیت اور اسلام میں جن عورتوں سے آپ نے نکاح کیا خواہ انہیں طلاق دی یا آپ ان کو چھوڑ کر فوت ہو گئے ان کی مجموعی تعداد سات ہے جو یہ ہیں' جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن الافلح' زینب بنت مظعون' عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل قریبہ بنت ابی امیہ' ملیکہ بنت جرول' ام حکیم بنت الحارث بن ہشام' ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب' اور دوسری ام کلثوم جو ملیکہ بنت جرول ہے' اور آپ کی دو لونڈیاں بھی تھیں جن سے بچے ہوئے اور وہ فکیہہ اور لہیۃ ہیں اور لہیۃ کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے بعض اسے ام ولد کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یمنی الاصل ہے جس سے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا۔ واللہ اعلم

آپ کے بعض مراثی کا ذکر:

علی بن محمد المدائنی نے عن ابن داب وسعید بن خالد' عن صالح بن کیسان عن المغیرہ بن شعبہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ابوخیثمہ کی بیٹی نے گریہ کیا اور کہا ہائے عمر' جس نے کجی کو درست کیا اور عہد کو پورا کیا اور فتن کو ختم کیا اور سنن کو زندہ کیا اور پاک دامن اور بے عیب ہو کر چلا گیا۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اس نے سچ کہا ہے وہ دنیا سے بھلائی لے گیا اور اس کے شر سے بچ گیا' خدا کی قسم اس نے یہ بات کہی ہی نہیں بلکہ اس سے کہلوائی گئی ہے' راوی بیان کرتا ہے حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا۔

''فیروز کا بھلا نہ ہو اس نے مجھے سفید رو شخص کے بارے میں دردمند کیا ہے جو کتاب کی تلاوت کرنے والا اور انابت اختیار کرنے والا تھا جو قریبیوں پر مہربان اور دشمنوں پر سخت اور مصائب میں قابل اعتماد اور شریف آدمی تھا اور جب وہ کوئی بات کہتا تو اس کا فعل اس کے قول کی تکذیب نہ کرتا اور وہ اچھے کاموں کی طرف بسرعت تمام جانے والا اور ترش رو نہ تھا''۔

نیز آپ نے کہا۔

Marfat.com

''اے میری آنکھ آنسو بہا اور بلند آواز سے رو اور شریف امام پر بے چین نہ ہو' موتوں نے ہمیں ایک زبردست سوار کا دکھ دیا ہے جو جنگ کے روز دست و گریباں ہونے والا تھا' وہ لوگوں کے بچاؤ کا ذریعہ اور زمانے کے خلاف مددگار اور مسلسل بارش تھا''۔

اور ایک مسلمان عورت نے آپ پر روتے ہوئے کہا:

''قبیلے کی عورتیں غمگین ہو کر آپ پر روئیں گی اور دنانیر کی طرح صاف چہروں پر خراش لگائیں گی اور استری کیے کپڑوں کے بعد ماتمی لباس پہنیں گی''۔

اور ابن جریر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے طویل حالات بیان کیے ہیں اور اسی طرح ابن جوزی نے بھی اپنی سیرت میں اور ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبی نے اپنی تاریخ میں طوالت سے کام لیا ہے اور ہم نے لوگوں کے متفرق کلام کو ایک الگ جلد میں جمع کر دیا ہے اور ہم نے آپ کے مسند کو الگ جلد میں بیان کیا ہے اور آپ سے جو احکام روایت کیے گئے ہیں ان کی ایک بہت بڑی جلد فقہ کے ابواب کے مطابق مرتب کی گئی ہے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور اسی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے الصائفہ سے جنگ کی حتیٰ کہ عموریہ پہنچ گئے اور صحابہؓ میں سے آپ کے ساتھ حضرت عبادہ بن الصامت' حضرت ابوایوب' حضرت ابوذر' حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہم بھی تھے اور اسی سال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عسقلان کو صلح سے فتح کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال میں کوفہ کے قاضی حضرت شریح رضی اللہ عنہ اور بصرہ کے قاضی حضرت کعب بن سوار رضی اللہ عنہ تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ مصعب الزبیری سے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ مالک نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا کوئی قاضی نہ تھا اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے اپنی تاریخ میں ۲۳ھ میں بیان کیا ہے کہ اسی میں حضرت ساریہؓ بن زنیم کا واقعہ ہوا تھا اور اسی میں مکران فتح ہوا تھا اور اس کے امیر الحکم بن ابی العاص تھے جو عثمان کے بھائی تھے اور کرمان' بلاد جبل میں ہے اور اسی سال میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بلاد اصبہان سے واپس آئے اور آپ نے اصبہان کے شہروں کو فتح کر لیا تھا اور اسی سال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صائفہ سے جنگ کی اور عموریہ تک پہنچ گئے پھر انہوں نے اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر کیا ہے جن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ماں زاد بھائی حضرت قتادہ بن نعمان انصاری اوسی ظفری رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ آپ سے پہلے تھے بدر میں شامل ہوئے اور جنگ اُحد میں آپ کی آنکھ کو زخم لگا اور وہ آپ کے رخسار پر آ گری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی اپنی جگہ پر رکھ دیا اور وہ آپ کی دونوں آنکھوں سے خوب صورت بن گئی' آپ مشہور تیر انداز تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ان کے ہراول میں تھے' مشہور قول کے مطابق آپ نے اس سال ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت عمر آپ کی قبر میں اترے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال میں وفات پائی ہے پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کے حالات بیان کیے ہیں اور ان میں بڑی طوالت سے کام لیا ہے اور بہت سے اہم مقاصد بے شمار فوائد اور اچھی باتوں کو بیان کیا ہے پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پانے والوں کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ:

ابن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم التمیمی المجاشعی' ابن درید کا قول ہے کہ آپ کا نام فراس بن حابس تھا اور سر میں گنج ہونے کی وجہ سے آپ کو اقرع کا لقب دیا گیا ہے آپ ایک سردار آدمی تھے' آپ بنی تمیم کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ہی نے حجرات کے پیچھے سے آواز دی تھی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری تعریف' زینت اور میری مذمت' عیب ہے۔ اور آپ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا کہ آپ اس کو بوسہ دیتے ہیں؟ خدا کی قسم میرے دس بیٹے ہیں' میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا' آپ نے فرمایا۔ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت کو سلب کر لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں' اور آپ ان اشخاص میں سے تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تالف کیا تھا اور جنگِ حنین کے روز آپ کو سو اونٹ دیئے تھے اور اسی طرح عیینہ بن حصن الفزاری اور عباس بن مرداس کو بھی پچاس پچاس[1] اونٹ دیئے تھے اور آپ نے یہ اشعار کہے تھے کہ

''کیا آپ میری غنیمت اور غلاموں کی غنیمت' عیینہ اور اقرع کے درمیان مقرر کرتے ہیں اور حصن اور حابس کسی مجمع میں مرداس سے فوقیت نہیں رکھتے اور میں ان دونوں سے کمتر نہیں ہوں اور جو آج نیچے ہوگا' وہ بلند نہ ہو سکے گا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا آپ ہی نے یہ شعر کہا ہے کہ آپ میری غنیمت اور غلاموں کی غنیمت' عیینہ اور حابس کے درمیان مقرر کرتے ہیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے' سہیلی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع کا ذکر عیینہ سے پہلے کیا ہے کیونکہ اقرع عیینہ سے بہتر تھا اسی لیے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عیینہ کی طرح مرتد نہیں ہوا' اس نے طلیحہ کی بیعت کی اور اس کی تصدیق کی پھر واپس آ گیا حاصل کلام یہ کہ اقرع ایک مطاع سردار تھا اور سرزمین عراق میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شامل ہوا اور جنگ انبار میں آپ کے ہراول میں تھا' ہمارے شیخ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پانے والوں میں اس کا ذکر کیا ہے اور ابن اثیر نے ''الغابۃ'' میں اس کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اسے ایک فوج کا امیر مقرر کیا اور اسے جوزجان کی طرف روانہ کیا' پس یہ قتل ہو گیا اور وہ سب بھی قتل ہو گئے' یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا واقعہ ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ابو عمر' آپ کو ابو عمرو الانصاری الخزرجی السلمی بھی کہا جاتا ہے نیز آپ کو مشیر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے روز مشورہ دیا تھا کہ آپ اس پانی پر اتریں جو لوگوں کے قریب تر ہو نیز قلب سے ان کے پیچھے پست زمین میں چلے جائیں اور آپ نے یہ درست رائے دی اور فرشتہ بھی آپ کی تصدیق میں

[1] حلبی اور مصری نسخہ میں پانچ پانچ اونٹ بیان ہوئے ہیں۔

Marfat.com

نازل ہوا اور سقیفہ کے روز آپ نے جو یہ کہا کہ میں کھجلانے والی لکڑی اور چبوترے سے مضبوط کیا ہوا کھجور کا درخت ہوں❶ ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہوگا' اس کا جواب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو دیا۔

حضرت ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

عتبہ بن مسعود الہذلی' آپ نے اپنے سگے بھائی عبداللہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی' آپ احد اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' زہری کا قول ہے کہ عبداللہ ان سے زیادہ فقیہ نہ تھے لیکن عتبہ ان سے پہلے فوت ہو گئے اور صحیح قول کے مطابق آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۴۴ھ میں وفات پائی۔

حضرت علقمہ بن علاثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ العامری الکلابی' آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حنین میں شامل ہوئے اور تالیف قلب کے لیے اس روز آپ کو ایک سو اونٹ عطا کیا گیا' آپ تہامہ میں اپنی قوم میں ایک مطاع اور شریف سردار تھے' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ مرتد ہو گئے۔ تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ایک دستہ بھیجا اور انہوں نے شکست کھائی پھر اسلام قبول کیا اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ کے پاس آئے اور دمشق میں آپ کی جو میراث تھی اس کی جستجو میں دمشق آئے' کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حوران کا امیر مقرر کیا اور آپ نے وہیں وفات پائی اور الحطیئہ نے آپ کی مدح کے لیے آپ کا قصد کیا تو آپ اس کی آمد سے چند راتیں قبل وفات پا گئے تو اس نے کہا:

"اگر میں آپ سے ملاقات کرتا اور آپ صحیح سلامت ہوتے تو میرے اور تونگری کے درمیان تھوڑی سی راتیں ہی حائل تھیں"۔

حضرت علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ:

ابن الاعور بن جعدہ بن معاذ بن عتوارۃ بن عمرو بن مدلج الکنانی المدلجی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض دستوں کے امیر تھے اور آپ میں خوش طبعی پائی جاتی تھی' آپ نے آگ بھڑکائی اور اپنے اصحاب کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا تو وہ داخل ہونے سے رُک گئے' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو اس سے باہر نہ نکلتے۔ نیز فرمایا اطاعت صرف معروف باتوں میں ہے۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ قابل تعریف سخی تھے' جواس العذری نے آپ کا مرثیہ کہا ہے۔

"سلامتی اور ہر سلام کی اچھائی صبح وشام ابن مجزز کے پاس آتی ہے"۔

حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ:

ابن عائش ابو عبدالرحمٰن الانصاری الاوسی' آپ عمرو بن عوف کے بیٹوں میں سے ایک تھے' عقبہ بدر اور اس کے بعد کے

---

❶ جس شخص کی عقل اور رائے سے لوگ مستفید ہوتے ہوں وہ اپنی عظمت واہمیت کے اظہار کے لیے۔ یہ فقرہ بولتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

معرکوں میں شامل ہوئے' احمد اور ابن ماجہ کے ہاں پانی سے استنجاء کرنے کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہے' ابن عبدالبر کا قول ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی میں وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ فوت ہوئے ہیں اور آپ نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا' کوئی شخص یہ کہنے کی سکت نہیں رکھتا کہ میں اس صاحب قبر سے بہتر ہوں' جب حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے جھنڈا نصب کیا گیا آپ اس کے نیچے کھڑے ہوتے تھے' یہ اثر ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے جیسا کہ ابن اثیر نے اسے اپنے طریق سے بیان کیا ہے۔

حضرت غیلانؓ بن سلمہ ثقفی:

آپ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا آپ کی دس بیویاں تھیں' رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا کہ ان میں سے چار کو منتخب کر لیں اور اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کسریٰ کے پاس گئے تو اس نے آپ کو طائف میں اپنے لیے محل تعمیر کرنے کا حکم دیا نیز کسریٰ نے آپ سے پوچھا' آپ کو اپنے بچوں میں سے کون سا بچہ زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا چھوٹا حتیٰ کہ وہ بڑا ہو جائے مریض حتیٰ کہ وہ تندرست ہو جائے' غائب حتیٰ کہ وہ آ جائے' کسریٰ نے آپ سے کہا یہ کمال آپ کو کہاں سے حاصل ہوا ہے یہ تو حکماء کا کلام ہے' پھر پوچھا آپ کی غذا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا گندم' اس نے کہا ہاں یہ کمال گندم سے حاصل ہوا ہے نہ کہ کھجور اور دودھ سے۔

حضرت معمر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح القرشی الجمحی' آپ حاطب اور خطاب کے بھائی تھے' آپ کی والدہ حضرت عثمان بن مظعون کی بہن قیلہ بنت مظعون تھیں' حضرت معمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل اسلام قبول کیا اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات کروائی۔

حضرت میسرہ بن مسروق العبسی:

آپ ایک نیک بزرگ تھے' کہتے ہیں کہ آپ صحابی تھے' یرموک میں شامل ہوئے اور چھ ہزار کی فوج کے امیر بن کر روم میں داخل ہوئے' آپ بڑے بلند ہمت تھے' پس آپ نے لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور غنیمت حاصل کی' یہ واقعہ ۲۰ھ کا ہے اور ابو عبیدہ اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم نے روایت کی ہے' ابن اثیر نے الغابہ میں آپ کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

بن عبد مناف بن عرین الحنظلی الیربوعی حلیف بنی عدی بن کعب رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل آپ نے اسلام قبول کیا اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور بشر بن البراء بن معرور کے درمیان مواخات کروائی آپ پہلے شخص ہیں جو حضرت عبداللہ بن جحش کے ساتھ راہ خدا میں وادی نخلہ میں قتل ہوئے' اس وقت انہوں نے عمرو الحضرمی کو قتل کیا تھا آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

حضرت ابو خراش الہذلی شاعرؓ:

آپ کا نام خویلد بن مرۃ تھا اور آپ اپنے قدموں سے دوڑ کر گھوڑوں سے آگے بڑھ جاتے تھے اور جاہلیت میں بڑے دلیر

Marfat.com

تھے پھر مسلمان ہو گئے اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی' حاجی لوگ آپ کے پاس آئے تو آپ ان کے لیے پانی لینے گئے تو آپ کو سانپ نے ڈس لیا' آپ پانی لے کر ان کے پاس واپس آئے اور انہیں بکری اور ہنڈیا دی اور انہیں کچھ پتہ نہ چلا کہ ان کے ساتھ کیا ماجرا ہوا' صبح کو آپ وفات پا گئے اور انہوں نے آپ کو دفن کر دیا' ابن عبدالبر اور ابن اثیر نے اسماء الصحابہ میں آپ کا ذکر کیا ہے' یہ بات واضح ہے کہ آپ حضور علیہ السلام کے پاس نہیں آئے صرف آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام قبول کیا ہے پس آپ مخضرم ہیں۔ [1] واللہ اعلم

حضرت ابو لیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو الانصاری' آپ احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' صرف تبوک میں شامل نہیں ہوئے آپ نے فقر کے عذر کی وجہ سے تخلف اختیار کیا تھا اور آپ مشہور رونے والوں میں سے تھے۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:

القرشیہ العامریہ ام المومنین' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے گھر لائے آپ بہت روزہ دار اور شب زندہ دار تھیں' کہتے ہیں کہ آپ کی طبیعت میں تیزی پائی جاتی تھی آپ عمر رسیدہ ہو گئی تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے علیحدگی اختیار کرنی چاہی تو آپ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے علیحدگی اختیار نہ کیجیے' میں اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادے کو ترک کر دیا اور اس بات پر ان سے مصالحت کر لی اور اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ آیت حضرت سودہ بنت زمعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

حضرت ہند بن عتبہ رضی اللہ عنہ:

کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے وفات پائی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] مخضرم اس شخص کو کہتے ہیں جس نے اسلام اور جاہلیت کے زمانے دیکھے ہوں۔ مترجم

Marfat.com

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور ۲۴ ہجری کا آغاز

۲۴ھ کے پہلے دن میں حضرت عمر بن الخطاب کو دفن کیا گیا اور ایک قول کے مطابق یہ اتوار کا دن تھا اور تین دن کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کا معاملہ چھ آدمیوں کی مجلس شوریٰ کے سپرد کیا تھا جو یہ تھے حضرت عثمان بن عفان' حضرت علی بن ابی طالب' حضرت طلحہ بن عبید اللہ' حضرت زبیر بن العوام' حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور انہیں مجبور کیا کہ وہ ان میں سے ایک شخص کو متعین کریں اور فرمایا میں زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں ان کی بات کو برداشت نہیں کروں گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے تم سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو وہ تم کو ان میں سے بہتر آدمی پر متفق کر دے گا جب کہ اس نے تم کو تمہارے نبی کے بعد تمہارے بہترین آدمی پر متفق کر دیا تھا اور آپ کے کمال تقویٰ میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ نے شوریٰ میں حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ آپ کے عمزاد تھے آپ کو خدشہ ہوا کہ ان کا لحاظ کیا جائے گا اور وہ آپ کا عمزاد ہونے کے باعث امیر بن جائیں گے' اس لیے آپ نے ان کو ترک کر دیا اور وہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں بلکہ المدائنی نے اپنے شیوخ سے جو روایت کی ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ آپ نے ان میں سے ان کو مستثنیٰ کر دیا اور فرمایا کہ میں ان کو ان میں شامل نہیں کروں گا اور آپ نے اہل شوریٰ سے فرمایا کہ عبداللہ آپ کے بیٹے بھی تمہارے پاس حاضر ہوں گے' مگر انہیں امارت نہیں مل سکے گی۔ یعنی وہ شوریٰ میں حاضر ہوں گے اور مخلصانہ مشورہ دیں گے لیکن کسی چیز کے امیر نہ ہوں گے۔ نیز آپ نے وصیت کی کہ تین دن تک حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ رومی لوگوں کو نماز پڑھائیں حتیٰ کہ شوریٰ ختم ہو جائے اور یہ کہ اہل شوریٰ جمع ہو جائیں اور لوگ ان پر بھروسہ کریں یہاں تک کہ معاملہ پختہ ہو جائے اور آپ نے انہیں پچاس مسلمان مردوں کے سپرد کیا اور حضرت ابوطلحہ انصاری اور حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہما کو ان کے ابھارنے پر مقرر کیا' نیز حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خیال نہیں کرتا کہ لوگ کسی کو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے برابر قرار دیتے ہوں یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس وحی کو لکھتے تھے جو جبریل علیہ السلام لے کر آپ پر نازل ہوئے تھے مورخین کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور آپ کا جنازہ آیا تو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں سبقت کر کے اس کی طرف بڑھے کہ دونوں میں سے کون آپ کی نماز جنازہ پڑھائے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دونوں سے کہا' تم دونوں کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے' پس حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا' اہل شوریٰ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے ساتھ قبر میں اترے' حضرت طلحہؓ اس وقت موجود نہ تھے اور جب وہ حضرت عمرؓ کے معاملے سے فارغ ہوئے تو حضرت مقداد بن اسودؓ نے ان کو حضرت المسور بن مخرمہ کے گھر میں جمع کیا اور بعض کا قول

Marfat.com

ہے کہ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کے گھر میں جمع کیا' مگر پہلا قول زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم
پس وہ اس گھر میں بیٹھ گئے اور حضرت طلحہؓ ان کی دربانی کے لیے کھڑے ہو گئے اور حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما آ کر دروازے کے پیچھے بیٹھ گئے' پس حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان کو سنگریزے مار کر بھگا دیا اور فرمایا تم دونوں اس لیے آئے ہو تا کہ کہہ سکو کہ ہم بھی شوریٰ کے معاملے میں موجود تھے' المدائنی نے اسے اپنے مشائخ سے روایت کیا ہے اور اس کی صحت کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ یہ لوگ ایک گھر میں لوگوں سے الگ ہو کر آپس میں مشورہ کرنے لگے' پس بہت باتیں ہوئیں اور آوازیں بلند ہو گئیں اور حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا میرا خیال تھا کہ تم اسے ایک دوسرے کے ذمے لگاؤ گے' لیکن یہ خیال نہ تھا کہ تم اس کی رغبت کرو گے' پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے آ جانے کے بعد ان میں سے تین آدمیوں نے اپنا استحقاق تین آدمیوں کے سپرد کر دیا' حضرت زبیرؓ نے اپنا استحقاق امارت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور حضرت سعدؓ نے اپنا استحقاق حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کر دیا اور حضرت طلحہؓ نے اپنا استحقاق حضرت عثمانؓ بن عفان کے سپرد کر دیا' حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے کہا' تم دونوں میں سے کون اپنے حق کو چھوڑتا ہے پس ہم امارت کو اس کے سپرد کر دیں گے اور اللہ اس کا اور اسلام کا مددگار ہو گا اور وہ ضرور باقی دو آدمیوں میں سے افضل آدمی کو امیر بنا دے گا' پس شیخین حضرت علیؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے خاموشی اختیار کر لی تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا' میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں اور اللہ میرا اور اسلام کا مددگار ہے' میں کوشش کروں گا اور تم دونوں میں سے زیادہ حق دار اولیٰ ہو گا' ان دونوں نے کہا بہت اچھا' پھر آپ نے دونوں میں سے ہر ایک میں جو خوبی تھی اس کا نام لے کر خطاب کیا اور ان سے عہد و میثاق لیا کہ اگر وہ ان کو امیر مقرر کریں تو وہ عدل سے کام لیں گے اور اگر ان پر کوئی امیر بنایا گیا تو وہ سمع و اطاعت کریں گے' دونوں نے کہا بہت اچھا' پھر وہ سب الگ الگ ہو گئے' بیان کیا جاتا ہے کہ اہل شوریٰ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اختیار دے دیا کہ وہ مسلمانوں کے افضل آدمی کے لیے کوشش کریں اور امارت اس کے سپرد کر دیں' کہتے ہیں کہ آپ نے ممکن حد تک اہل شوریٰ اور دیگر لوگوں سے پوچھا' مگر سب نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا مشورہ دیا حتیٰ کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اگر میں آپ کو امارت نہ دوں تو آپ مجھے کس کے متعلق مشورہ دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق' اور حضرت عثمانؓ سے کہا اگر میں آپ کو امارت نہ دوں تو آپ مجھے کس کے متعلق مشورہ دیتے ہیں انہوں نے کہا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق' یہ بات واضح ہے کہ یہ بات امارت تین میں منحصر ہونے سے پہلے کی ہے اور حضرت عبدالرحمٰنؓ امارت سے علیحدہ ہو گئے تا کہ افضل کے بارے میں غور و فکر کریں اور اللہ ان کا اور اسلام کا مددگار ہے کہ وہ دونوں میں سے افضل کے متعلق کوشش کریں گے کہ اسے امیر بنا دیں' پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان دونوں کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کرنے لگے' اور لوگوں کے سرداروں کی رائے سے مسلمانوں اور ان کے سرداروں کی رائے کو متفرق اور مجتمع طور پر اکا دکا اور اجتماعی رنگ میں پوشیدہ اور علانیہ طور پر اکٹھا کرنے لگے حتیٰ کہ آپ پردہ نشین عورتوں کے پردے میں بھی ان کے پاس گئے اور مدرسہ کے لڑکوں اور مدینہ کی طرف آنے والے سواروں اور بدوؤں سے بھی تین دن رات کی مدت میں دریافت کیا' مگر دو اشخاص نے بھی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے تقدم

Marfat.com

میں اختلاف نہ کیا' ہاں حضرت عمار اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما سے روایت کی جاتی ہے کہ ان دونوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا پھر ان دونوں نے لوگوں کے ساتھ بیعت کرلی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے' پس حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تین دن رات اس بارے میں خوب کوشش کی اور زیادہ نیند نہیں لی اور دعا و استخارہ کرتے اور صاحب الرائے حضرات سے ان کے متعلق پوچھ گچھ کرتے وقت گذارا' مگر آپ نے کسی کو حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہم پلہ نہ پایا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر چوتھی رات کی صبح روشن ہوئی تو آپ اپنے بھانجے حضرت المسور بن مخرمہؓ کے گھر آئے اور فرمایا' اے مسور کیا سوئے ہوئے ہو؟ خدا کی قسم میں تین دن سے زیادہ نیند نہیں لے سکا' جاؤ اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو میرے پاس بلا لاؤ' مسورؓ نے پوچھا' میں کسے پہلے بلاؤں؟ فرمایا جس کو آپ چاہیں پہلے بلا لائیں' مسور کہتے ہیں' میں نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر کہا' میرے ماموں کو جواب دیجیے' آپ نے پوچھا کیا انہوں نے آپ کو میرے ساتھ کسی اور کو بھی بلانے کا حکم دیا ہے' میں نے کہا ہاں' آپ نے پوچھا' کسے' میں نے کہا حضرت عثمانؓ بن عفان کو' آپ نے پوچھا' انہوں نے ہم میں سے کس کو پہلے بلانے کا حکم دیا ہے' میں نے کہا آپ نے مجھے یہ حکم نہیں دیا' بلکہ فرمایا ہے آپ جس کو چاہیں پہلے بلالیں' پس میں آپؓ کے پاس آیا ہوں' راوی بیان کرتا ہے آپ میرے ساتھ چل پڑے اور جب ہم حضرت عثمانؓ کے گھر کے پاس سے گذرے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور میں اندر چلا گیا اور میں نے آپ کو فجر کے ساتھ وتر پڑھتے پایا' آپ نے بھی مجھ سے وہی بات پوچھی جو حضرت علیؓ نے پوچھی تھی' پھر آپ باہر آئے اور میں ان دونوں کے ساتھ اپنے ماموں کے پاس گیا اور وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے' اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' میں نے آپ دونوں کے بارے میں لوگوں سے پوچھا ہے اور میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو تم دونوں کے برابر قرار دیتا ہو' پھر آپ نے دونوں سے اسی طرح الگ الگ عہد لیا کہ اگر وہ انہیں امیر بنائیں تو وہ عدل سے کام لیں اور اگر کسی کو ان پر امیر بنایا جائے تو وہ سمع و اطاعت کریں' پھر آپ ان دونوں کے ساتھ مسجد کی طرف چلے گئے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے وہ عمامہ پہنا ہوا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پہنایا تھا اور تلوار لٹکائی ہوئی تھی اور آپ نے انصار و مہاجرین کے سرکردہ لوگوں کی طرف پیغام بھیجا اور عام لوگوں میں ''الصلاۃ جامعۃ'' کا اعلان کر دیا گیا اور مسجد لوگوں سے بھر گئی حتیٰ کہ لوگوں کے لیے جگہ تنگ ہوگئی اور لوگ ایک دوسرے سے پیوستہ ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے آخر میں بیٹھنے کو جگہ ملی۔ اور آپ بہت حیادار تھے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ' رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھے اور طویل قیام کیا اور طویل دعا کی' جسے لوگوں نے نہیں سنا پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! میں نے پوشیدہ اور اعلانیہ تمہاری آرزو پوچھی ہے اور میں نے تم کو ان آدمیوں کے برابر کسی کو قرار دیتے نہیں دیکھا یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں یا حضرت عثمانؓ ہوں' اے علیؓ میرے پاس آؤ' آپ ان کے پاس جا کر منبر کے نیچے کھڑے ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا' کیا آپ کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فعل پر بیعت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں بلکہ میں اپنی جہد و طاقت پر بیعت کرتا ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور فرمایا اے عثمانؓ میرے پاس آؤ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' کیا آپ کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فعل پر بیعت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے مسجد کی چھت کی طرف اپنا سر اٹھایا اور آپ کا ہاتھ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں تھا' اور فرمایا اے اللہ سن اور گواہ رہ' اے اللہ سن اور گواہ رہ' اے اللہ سن اور گواہ رہ' اے اللہ میں نے وہ ذمہ داری حضرت عثمان کی گردن میں ڈال دی ہے جو میری گردن میں پڑی تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے حضرت عثمان کی بیعت کرتے ہوئے ازدحام کر دیا حتیٰ کہ منبر کے نیچے ان پر چھا گئے' راوی بیان کرتے ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ، حضرت نبی کریم ﷺ کی نشست پر بیٹھ گئے اور حضرت عثمان کو اپنے نیچے دوسرے زینے پر بٹھایا اور لوگ آپ کی بیعت کرنے آئے اور سب سے پہلے حضرت علی نے آپ کی بیعت کی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے آخر میں بیعت کی' اور یہ جو بہت سے مؤرخین جیسے ابن جریر وغیرہ نامعلوم لوگوں سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے حضرت عبدالرحمٰن سے کہا کہ آپ نے مجھ سے فریب کیا ہے اور آپ نے حضرت عثمان کو اس لیے خلیفہ بنایا ہے کہ وہ آپ کے داماد ہیں نیز وہ ہر روز اپنے کاموں کے بارے میں آپ سے مشورہ کرتے ہیں اور حضرت علی نے دیر کر دی حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمٰن نے آپ سے کہا (جو عہد شکنی کرتا ہے اس کی عہد شکنی کا وبال اس پر ہے اور جو اللہ سے کیے گئے عہد کو پورا کرتا ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم دے گا) اس قسم کے مخالفانہ واقعات جو صحاح سے ثابت نہیں وہ ان کے قائلین اور ناقلین کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ واللہ اعلم

اور صحابہؓ کے خلاف بہت سے رافضہ اور جاہل قصہ گو بدگمانی میں مبتلا ہیں جنہیں صحیح وضعیف' مستقیم وسقیم اور مبادو قویم اخبار کے درمیان کوئی تمیز حاصل نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی صحیح بات کی توفیق دینے والا ہے' علمائے سیر نے اس دن کے بارے میں اختلاف کیا ہے جس میں حضرت عثمان بن عفان کی بیعت ہوئی تھی۔ واقدی نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ آپ کی بیعت سوموار کے روز ہوئی جب کہ ذوالحجہ ۲۳ھ کی ایک رات باقی تھی اور آپ نے ۲۴ھ کے محرم کا استقبال اپنی خلافت سے کیا' یہ روایت نہایت غریب ہے اور واقدی نے ابن جریر سے بحوالہ ابن ابی ملیکہ یہ روایت بھی کی ہے کہ حضرت عمر کی شہادت کے تین رات بعد ۱۰/ محرم کو حضرت عثمان کی بیعت ہوئی' اور یہ پہلی روایت سے بھی زیادہ غریب تر ہے' اور سیف بن عمر نے بحوالہ عامر دمشقی روایت کی ہے کہ اہل شوریٰ نے محرم ۲۴ھ کی تین راتیں گزرنے پر حضرت عثمانؓ پر اتفاق کیا اور عصر کا وقت ہو گیا اور حضرت صہیب کے مؤذن نے اذان دی اور لوگ اذان اور اقامت کے درمیان جمع ہو گئے تو آپ نے باہر آ کر انہیں نماز عصر پڑھائی اور سیف نے بحوالہ خلیفہ بن زفر اور مجالد بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم ۲۳ھ ① کی تین راتیں گزرنے پر خلیفہ بنے اور باہر آ کر لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور لوگوں کے عطیات میں ایک سو درہم کا اضافہ کیا اور شہروں کے لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کام کیا' میں کہتا ہوں ہم نے جس اسلوب سے آپ کی بیعت کا حال بیان کیا ہے بظاہر

① ابولؤلؤ نے ۲۶/ ذوالحجہ ۲۳ھ کو آپ پر حملہ کیا اور اس کے تین دن بعد آپ فوت ہوئے اور اتوار کے روز یکم محرم ۲۴ھ کو آپ کی تدفین ہوئی اس کے بعد یہ کہنا کہ محرم ۲۳ھ کی تین راتیں گزرنے پر حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے کسی طرح درست نہیں' دراصل یہ کتابت کی غلطی ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ محرم ۲۴ھ کی تین راتیں گزرنے پر خلیفہ بنے۔ (مترجم)

Marfat.com

وہ اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ سب کچھ زوال سے قبل ہوا ہو لیکن جب مسجد میں لوگوں نے آپ کی بیعت کی تو اس اختلاف کی وجہ سے جسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے آپ دار الشوریٰ کی طرف گئے تو بقیہ لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی' گویا بیعت کی تکمیل ظہر کے بعد ہوئی اور اس دن کی ظہر کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں پڑھائی اور خلیفہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جو پہلی نماز پڑھائی وہ عصر کی نماز تھی' جیسا کہ شعبی وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور آپ نے مسلمانوں کو جو پہلا خطبہ دیا اس کے متعلق سیف بن عمر نے بدر بن عثمان سے ان کے چچا کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جب اہل شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو آپ باہر آئے اور آپ سب سے زیادہ شکستہ دل تھے' آپ نے منبر نبوی کے پاس آ کر لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ کی حمد وثنا کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور فرمایا' تم ایک قلعہ اور عمر کے بقیہ حصہ میں ہو' پس تم مقدور بھر اپنی موتوں کی طرف بھلائی کے ساتھ سبقت کرو' تم صبح ومسا کے لیے آئے ہو' آگاہ رہو' دنیا' دھوکے پر مشتمل ہے پس دنیاوی زندگی تم کو دھوکہ نہ دے اور نہ اللہ کے بارے میں دھوکہ دے' جو لوگ گزر چکے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو پھر کوشش کرو اور غافل نہ بنو' دنیا کے وہ بھائی بند کہاں ہیں جنہوں نے اسے پھاڑا اور آباد کیا اور طویل عرصہ تک اس سے فائدہ اٹھایا؟ کیا اس نے انہیں پھینک نہیں دیا؟ دنیا کو وہاں پھینکو جہاں اسے اللہ نے پھینکا ہے اور آخرت کو طلب کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس کی بہتر مثال بیان کی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ان کے سامنے دنیاوی زندگی کی مثال بیان کرو جو اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا اور اس سے زمین کی روئیدگی مل جل گئی اور وہ چورا ہو گئی جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مقدرت رکھتا ہے' مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک بہتر ثواب اور بہتر امید کا باعث ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ آپ کی بیعت کرنے کو آگے بڑھے۔

میں کہتا ہوں یہ خطبہ یا تو اس روز نماز عصر کے بعد ہوا' یا زوال سے پہلے ہوا' اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ منبر کے سرے پر بیٹھے ہوئے تھے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

اور یہ جو بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلا خطبہ دیا تو آپ پر لرزہ طاری ہو گیا اور انہیں کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! سواری کا آغاز مشکل ہوتا ہے' اگر میں زندہ رہا تو تمہارے پاس صحیح خطبہ آئے گا' اس بات کا تذکرہ صاحب العقد وغیرہ نے کیا ہے جو عمدہ فوائد بیان کرتا ہے مگر ہم نے اس کا تسلی بخش اسناد نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم

اور شعبی کا یہ قول کہ آپ نے لوگوں کے عطیات میں سو سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ یعنی ہر مسلمان فوجی سپاہی کے عطیہ میں حضرت عمرؓ نے بیت المال سے جو کچھ مقرر کیا تھا اس پر آپ نے سو درہم کا اضافہ کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ہر فرد کے لیے رمضان شریف کی ہر شب کے لیے بیت المال سے ایک درہم افطاری کے لیے مقرر کیا تھا اور امہات المومنین کے لیے دو دو درہم مقرر کیے تھے اور جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو آپ نے انہیں قائم رکھا اور اس پر اضافہ بھی کیا اور متعبدین' معتکفین' مسافروں' فقراء اور مساکین کے لیے مسجد میں دستر خوان بنائے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خطبہ دیتے تو اس زینے پر کھڑے ہوتے جو اس زینے کے نیچے تھا جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے تھے اور جب حضرت عمر خلیفہ بنے تو آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زینے

Marfat.com

سے نیچے آگئے اور جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو آپ نے فرمایا یہ سلسلہ تو دراز ہو جائے گا پس آپ اس زینہ پر چڑھ گئے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے اور جمعہ کے روز جو اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھ جانے پر آپ کی موجودگی میں دی جاتی تھی اس پر اذانِ اوّل کا اضافہ کر دیا اور سب سے پہلے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قضیہ کا فیصلہ کیا اور وہ یہ تھا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولؤلؤہ کی بیٹی کو جا کر قتل کر دیا اور جفینہ نام نصرانی شخص پر تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا اور حاکم تستر ہرمزان کو بھی تلوار مار کر قتل کر دیا' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل میں ان دونوں نے ابولؤلؤہ کی مدد کی تھی۔ واللہ اعلم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قید کرنے کا حکم دے دیا تا کہ ان کے بعد ہونے والا خلیفہ ان کے بارے میں فیصلہ کرے' پس جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے اور لوگوں کے فیصلوں کے لیے بیٹھے تو سب سے پہلا فیصلہ آپ کے پاس عبیداللہ کے بارے میں آیا' حضرت علیؓ نے کہا' اسے چھوڑنا عدل وانصاف نہیں' اور اس کے قتل کا مشورہ دیا اور بعض مہاجرین نے کہا اس کا باپ کل قتل ہوا ہے اور اسے آج قتل کیا جائے گا؟ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا' یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بری کیا ہے' یہ واقعہ آپ کے زمانے میں نہیں ہوا' اسے چھوڑ یئے' پس حضرت عثمانؓ نے اپنے مال سے ان مقتولین کی دیت دے دی کیونکہ ان کا معاملہ آپ کے سپرد تھا اور بیت المال کے سوا' ان کا کوئی وارث نہ تھا اور امام اس بارے میں بہتر سمجھتا ہے اور آپ نے عبیداللہ کو آزاد کر دیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ جب زیاد بن لبید البیاضی نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو کہنے لگے۔

''اے عبیداللہ تمہارے لیے ابن اروی اور ایفائے عہد سے فرار کی گنجائش نہیں خدا کی قسم تو نے ایک ناجائز اور حرام خون کیا ہے اور ہرمزان کا قتل اس کے لیے بڑی بات ہے اس نے بلا وجہ غیرت کھائی ہے اور ایک کہنے والے نے کہا ہے کیا تم ہرمزان پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کی تہمت لگاتے ہو' ایک احمق نے کہا میں اس پر تہمت لگاتا ہوں' اسے یہ مشورہ دیا گیا ہے اور حوادثات بہت سے ہیں اور بندے کے ہتھیار اس کے گھر کے اندر ہوتے ہیں جنہیں وہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے اور ایک کام دوسرے کام سے قیاس کیا جاتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عبیداللہ بن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس زیادہ کی شکایت کی تو حضرت عثمانؓ نے زیاد بن لبید شاعر کو بلایا تو زیاد حضرت عثمانؓ کے بارے میں کہنے لگا۔

''اے ابو عمرو! عبیداللہ گروی ہے' پس ہرمزان کے قتل میں شک نہ کیجئے' اگر آپ نے اس کے جرم کو معاف کر دیا تو آپ اور خطا کے اسباب گھڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کی طرح ہوں گے' کیا آپ اس کو ناحق طور پر معاف کر دیں گے' آپ اسے کیا جواب دیں گے جو تنہا کرتا اور طاقت دیتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمانؓ نے اسے اس بات سے روکا اور جھڑک دیا تو زیاد بن لبید نے اپنے قول سے اعراض کر لیا پھر حضرت عثمانؓ نے اپنے شہروں کے عمال' امیران جنگ' ائمہ نماز اور بیت المال کے امناء کو خط لکھا جس میں انہیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کی ترغیب دی اور سنت کی اتباع اور بدعات کے ترک کرنے پر آمادہ کیا۔

Marfat.com

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال حضرت عثمان نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو کوفہ سے معزول کر دیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا اور آپ پہلے گورنر ہیں جنہیں آپ نے مقرر کیا' کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر حضرت سعد رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں تو ٹھیک وگرنہ جو امیر بنے وہ ان سے مدد لے کیونکہ میں نے آپ کی کسی عجز وخیانت کے باعث معزول نہیں کیا پس آپ نے حضرت سعد کو سال سوا سال تک کوفہ کا امیر مقرر کیے رکھا' پھر ابن جریر نے اسے سیف کے طریق سے مجالد سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے اور واقدی نے زید بن اسلم سے اس کے باپ کے حوالے سے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ آپ کے عمال ایک سال تک قائم رہیں۔ پس جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ایک سال تک کوفہ پر امیر قائم رکھا پھر انہیں معزول کر دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا پھر انہیں معزول کر دیا اور حضرت ولید بن عتبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا' ابن جریر کا قول ہے کہ واقدی کے بیان کے مطابق کوفہ پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حکومت ۲۵ھ میں بنتی ہے' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال۔ یعنی ۲۴ھ میں حضرت ولید بن عقبہؓ نے آذربائیجان اور آرمینیا سے جنگ کی جب وہاں کے باشندوں نے اس جزیہ کو روک دیا جس پر انہوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں مصالحت کی تھی یہ بات ابو مخنف کی روایت میں بیان ہوئی ہے اور دوسروں کی روایت میں ہے کہ یہ جنگ ۲۶ھ میں ہوئی تھی۔

پھر ابن جریر نے اس جگہ پر اس معرکے کا ذکر کیا ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کوفی فوج کے ساتھ آذربائیجان اور آرمینیا کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ روانگی اس وقت ہوئی جب انہوں نے عہد شکنی کی' آپ نے ان کے بلاد کو پامال کر دیا اور اس جانب کے علاقے پر حملے کیے اور غنیمت حاصل کی اور قیدی بنائے اور بہت سے اموال حاصل کیے اور جب انہیں تباہی کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اسی جزیہ پر آپ سے مصالحت کر لی جس پر انہوں نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے مصالحت کی تھی یعنی ہر سال آٹھ لاکھ درہم پر' آپ نے ان سے ایک سال کا جزیہ لیا اور سالم وغانم کوفہ کی طرف واپس آ گئے' جب آپ موصل کے پاس سے گزرے تو آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط ملا جس میں آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں شامیوں کی مدد کریں' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال رومی جوش میں آ گئے یہاں تک کہ شامی خوف کھا گئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کمک مانگنے کے لیے پیغام بھیجا تو آپ نے حضرت ولیدؓ بن عتبہ کو خط لکھا کہ:

''جب آپ کے پاس میرا یہ خط پہنچے تو آپ ایک امین' کریم اور شجاع آدمی کو آٹھ یا نو یا دس ہزار فوج کے ساتھ اپنے شامی بھائیوں کی طرف روانہ کریں''۔

حضرت ولید بن عتبہؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط پہنچنے پر لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور امیر المومنین کے حکم کے متعلق انہیں اطلاع دی اور لوگوں کو جہاد کرنے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کی مدد کرنے پر آمادہ کیا اور شام جانے والے لوگوں پر حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا پس تین دنوں میں آٹھ ہزار جوانوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ نے انہیں شام کی طرف بھیج دیا اور حضرت حبیبؓ بن مسلم فہری کو اسلامی فوج کا سالار مقرر کیا پس جب دونوں فوجیں اکٹھی ہو گئیں تو انہوں نے بلاد روم پر حملے کیے اور بہت سے اموال حاصل کیے اور قیدی بنائے اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔

Marfat.com

واقدی کا خیال ہے کہ جس شخص نے اہل شام کی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی ربیعہ سے مدد کی تھی وہ حضرت سعید بن العاص ؓ تھے انہوں نے یہ مدد حضرت عثمانؓ کے خط کی وجہ سے دی تھی' پس حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو چھ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا حتیٰ کہ وہ حبیب بن مسلمہ کے پاس پہنچ گئے اور الموریان رومی اسی ہزار رومیوں اور ترکوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اور حبیب بن مسلمہ بڑے دلیر اور شجاع آدمی تھے' انہوں نے رومی فوج پر شب خون مارنے کا عزم کر لیا' آپ کی بیوی نے سنا کہ آپ امراء کو یہ بات کہہ رہے ہیں تو وہ آپ سے کہنے لگی' میں کل آپ کو کہاں ملوں گی' آپ نے اسے کہا' تیرے ملنے کی جگہ الموریان کا خیمہ یا جنت ہے' پھر آپ نے اس شب اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور آپ نے ممکن حد تک لوگوں کو قتل کیا اور آپ کی بیوی آپ سے پہلے الموریان کے خیمے میں گئی اور آپ پہلی عرب عورت تھیں جس کے لیے خیمہ لگایا گیا' اس کے بعد حضرت حبیب بن مسلمہؓ اسے چھوڑ کر فوت ہو گئے اور آپ کے بعد ضحاک بن قیس فہری نے اس سے نکاح کر لیا اور وہ اس کی ام ولد تھی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال لوگوں کو حج کروانے والے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' واقدی اور ابو معشر کا قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں حج کروایا اور دیگر مؤرخین کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے لوگوں کو حج کروایا مگر پہلا قول زیادہ مشہور ہے' بلاشبہ حضرت عثمانؓ نے اس سال نکسیر کی وجہ سے حج کرنے کی طاقت نہیں پائی' اس سال لوگوں کے ساتھ آپ کو بھی یہ مرض لاحق ہو گیا تھا کہ آپ کے متعلق خوف پیدا ہو گیا اور اس سال کو نکسیر کا سال بھی کہا جاتا ہے۔

اور اسی سال میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رے کو فتح کیا کیونکہ انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا جس پر حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما نے ان سے مصالحت کی تھی اور اسی سال میں حضرت سراقہ بن مالکؓ بن جعشم مدلجی نے وفات پائی جن کی کنیت ابو سفیان تھی' آپ قدید میں فروکش تھے نیز آپ ہی نے حضرت نبی کریم ﷺ' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ' حضرت عامرؓ بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط الدیلی کا اس وقت تعاقب کیا تھا جب وہ غار ثور سے نکل کر مدینہ جا رہے تھے آپ نے انہیں اہل مکہ کے پاس واپس لانے کا ارادہ کیا کیونکہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں سے ہر ایک کے لیے سو سو اونٹ انعام مقرر کیا ہوا تھا' آپ نے اس انعام کو حاصل کرنے کا لالچ کیا' مگر اللہ نے آپ کو ان پر قابو نہ دیا بلکہ جب آپ ان کے قریب ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی قراءت سنی تو آپ کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں حتیٰ کہ آپ نے ان کو امان حاصل کرنے کے لیے آواز دی تو انہوں نے آپ کو امان دے دی اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پروانہ امان لکھ دیا' پھر غزوہ طائف نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ہمیں یہ عمرہ اس سال کے لیے کروایا ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے آپ نے انہیں کہا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عمرہ روز قیامت تک حج میں داخل ہو گیا ہے۔

۲۵ھ

اس سال اہل اسکندریہ نے عہد شکنی کی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شاہ روم نے معدیل الخصی کو بحری کشتیوں میں ان کے پاس بھیجا اور انہوں نے مدد کا لالچ کیا اور اپنا عہد توڑ دیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ربیع الاوّل میں ان سے جنگ کی اور علاقے کو بزور قوت فتح کر لیا اور شہر کو صلح سے فتح کر لیا اور اس سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور سیف کے قول کے

Marfat.com

مطابق اس سال حضرت عثمان نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت ولید بن ابی معیط رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا حضرت عثمانؓ پر لگائے گئے الزامات میں سے ایک الزام یہ بھی ہے' اور اسی سال میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو بلاد مغرب سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا اور ابن ابی سرح نے آپ سے افریقہ سے جنگ کرنے کے بارے میں اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال میں حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر سے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا۔

اور بعض کا قول ہے کہ یہ واقعہ ۲۷ھ میں ہوا ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ واللہ اعلم' اور اسی سال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قلعوں کو فتح کیا اور اسی سال ان کا بیٹا یزید بن معاویہ پیدا ہوا۔

۲۶ھ

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عثمانؓ نے انصاب حرم کی تجدید کا حکم دیا اور اسی میں مسجد حرام کی توسیع کی اور اسی میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے معزول کیا اور حضرت ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی کا باعث یہ تھا کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیت المال سے مال قرض لیا تھا اور جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے مال کا تقاضا کیا تو وہ باہم گفتگو سے اسے ادا نہ کر سکے اور ان دونوں کے درمیان شدید جھگڑا ہو گیا اور حضرت عثمانؓ دونوں سے ناراض ہوئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا۔ جو عرب جزیرہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے۔ جب آپ کوفہ آئے تو وہاں کے باشندے آپ کے پاس آئے' آپ نے وہاں پر پانچ سال قیام کیا اور آپ کے گھر کا کوئی دروازہ نہ تھا' آپ اپنی مخلوق سے نرمی کرتے تھے' واقدی کا قول ہے کہ اس سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور دیگر مورخین کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے تین کروڑ تین لاکھ درہم کی شرط پر صلح سے سابور کو فتح کیا۔

۲۷ھ

واقدی اور ابو معشر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عثمان نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو مصر سے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ماں جائے بھائی تھے اور فتح مکہ کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خون کو مباح کیا تھا آپ نے ان کی سفارش کی تھی۔

غزوہ افریقہ:

حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہما کو بلاد افریقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور جب اللہ انہیں فتح دے تو انہیں غنیمت کے خمس کا خمس زائد دیا جائے گا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دس ہزار فوج کے ساتھ افریقہ روانہ ہو گئے اور اس کے میدانوں اور پہاڑوں کو فتح کیا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کیا پھر انہوں نے فرماں برداری اور اسلام کو اختیار کر لیا اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے غنیمت کے خمس کا خمس لے لیا اور اس کے چار خمس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیئے اور غنیمت کے چاروں خمس فوج میں تقسیم کر دیئے گئے تو سوار کو تین ہزار دینار اور پیادے کو ایک ہزار دینار

Marfat.com

ملے۔ واقدی کا قول ہے کہ افریقہ کے جرنیل نے دو کروڑ بیس لاکھ دینار پر آپ سے مصالحت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہی دن میں ان سب دیناروں کو الحکم کی آل کے لیے خرچ کر دیا' کہتے ہیں کہ آل مروان کے لیے بھی۔

غزوۂ اندلس:

جب افریقہ فتح ہو گیا تو حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن نافع بن عبد قیس اور حضرت عبداللہ بن نافع بن الحصین رضی اللہ عنہم جو دونوں فہر قبیلے سے تعلق رکھتے تھے کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ فوراً اندلس پہنچ جائیں' پس وہ سمندر کے راستے اندلس آئے اور حضرت عثمانؓ نے اندلس جانے والوں کی طرف لکھا' بلاشبہ قسطنطنیہ سمندر کی جانب سے فتح ہو گا اور جب تم اندلس کو فتح کرو گے تو تم آخری زمانے میں قسطنطنیہ کے فاتحین کے ساتھ اجر و ثواب میں شریک ہو گے' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اندلس جا کر اسے فتح کر لیا۔

مسلمانوں کے ساتھ جرجیر اور بربر کا معرکہ:

جب بیس ہزار مسلمانوں نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں افریقہ جانے کا ارادہ کیا تو آپ کی فوج میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے' شاہ بربر جرجیر ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اور بعض کا قول ہے کہ دو لاکھ فوج کے ساتھ آیا' جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو اس نے اپنی فوج کو حکم دیا جس نے مسلمانوں کا ہالے کی طرح گھیراؤ کر لیا اور مسلمان ایسے موقف میں کھڑے تھے کہ اس سے بھیانک اور خوفناک موقف کبھی نہیں دیکھا گیا' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے شاہ جرجیر کو صفوں کے پیچھے ترکی گھوڑے پر سوار دیکھا اور دو لڑکیاں' موروں کے پروں سے اسے سایہ کیے ہوئے تھیں' میں نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ آپ میرے ساتھ ایسے لوگوں کو بھیجیں جو میری پشت کی حفاظت کریں اور میں بادشاہ کا قصد کرتا ہوں' آپ نے دلیروں کا ایک دستہ میرے ساتھ تیار کیا اور انہیں میری پشت کی حفاظت کرنے کا حکم دیا' میں صفوں کو چیر کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ اور وہ خیال کر رہے تھے کہ میں بادشاہ کے پاس پیغام لے جا رہا ہوں۔ جب میں اس کے نزدیک ہوا تو اس نے مجھ سے شر محسوس کیا اور اپنے ترکی گھوڑے پر بھاگ گیا' میں نے پیچھے سے مل کر اسے اپنا نیزہ مارا اور اسے اپنی تلوار سے مار دیا اور میں نے اس کا سر لے کر اسے نیزے کے سرے پر نصب کر دیا اور تکبیر کہی' جب بربر نے یہ نظارہ دیکھا تو ڈر گئے اور بھٹ تیتر کی طرح فرار ہو گئے اور مسلمانوں نے قتل کرتے ہوئے اور قیدی بناتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور انہوں نے بہت سے اموال اور غنائم حاصل کیے اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا اور یہ واقعہ سبیطلہ شہر میں ہوا جو قیروان سے دو دن کی مسافت پر ہے' اور یہ پہلی جنگ ہے جس میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بہادری کے ڈنکے بج گئے اللہ تعالیٰ آپ سے اور آپ کے والد سے اور آپ کے اصحاب سے راضی ہو۔ واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دوبارہ اصطخر فتح ہوا اور اسی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قنسرین سے جنگ کی اور اسی میں حضرت عثمان بن عفانؓ نے لوگوں کو حج کروایا' ابن جریر کا بیان ہے کہ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اسی سال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص سے معرکہ آرائی کی اور واقدی کا قول ہے کہ یہ معرکہ ۲۸ھ میں ہوا اور ابو معشر کا قول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۳۳ھ میں قنسرین سے جنگ کی۔ واللہ اعلم

Marfat.com

۲۸ھ

ابن جریر نے واقدی کے اتباع میں اس سال میں قبرص کی فتح کا ذکر کیا ہے۔ جو بلاد شام کے مغرب میں سمندر میں ایک الگ تھلگ جزیرہ ہے اور اس کی لمبی دم دمشق کے قریبی ساحل تک آتی ہے اور اس کا غربی حصہ اس سے چوڑا ہے جس میں بہت سے پھل اور کانیں ہیں اور وہ بہت اچھا ملک ہے اسے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فتح کیا آپ مسلمانوں کی بہت بڑی فوج کے ساتھ قبرص کی طرف گئے آپ کے ساتھ حضرت عبادہ بن الصامتؓ اور ان کی بیوی ام حرامؓ بنت ملحان بھی تھیں جن کا واقعہ اس بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں سوئے پھر مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے حضرت ام حرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں آپ نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے لوگ پیش کیے گئے ہیں جو اس سمندر کے بڑے حصے پر خاندانی بادشاہوں کی طرح سوار ہوں گے وہ کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے آپ نے فرمایا تو ان میں سے ہے پھر آپ سو گئے اور مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور اسی قسم کی بات بیان کی وہ کہنے لگیں اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے آپ نے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے آپ اس غزوہ میں شامل تھیں اور وہیں آپ کی وفات ہوئی اور دوسرا خواب غزوہ قسطنطنیہ سے عبارت ہے جو اس کے بعد ہوا جیسا ہم ابھی بیان کریں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں کشتیوں پر سوار ہو کر جزیرہ گئے جو قبرص کے نام سے مشہور ہے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک عظیم فوج تھی اور آپ کے سوال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس کے متعلق حکم دیا تھا آپ نے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی سوال کیا تھا مگر انہوں نے اس عظیم مخلوق پر مسلمانوں کے سوار کرانے سے انکار کر دیا کہ اگر وہ حرکت کرے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں مگر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں آپ سے اصرار کیا تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ کشتیوں میں سوار ہو کر یہاں پہنچ گئے اور دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ سے ملاقات کی اور دونوں نے وہاں کے باشندوں سے جنگ کی اور بہت سی مخلوق کو قتل کر دیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا اور بے شمار عمدہ اموال غنیمت میں حاصل کیے اور جب قیدی لائے گئے تو حضرت ابوالدرداءؓ رونے لگے حضرت جبیر بن نفیرؒ ان سے کہنے لگے کیا آپ اس دن روتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو سربلند کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا تو ہلاک ہو یہ وہ غالب قوم ہے جن کے پاس بادشاہت تھی اور اب انہوں نے احکام الٰہیہ کو ضائع کر دیا تو اس نے ان کی وہ حالت کر دی جو تو دیکھ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر قید کو مسلط کر دیا اور اب جب کسی قوم پر قید مسلط ہو جاتی ہے تو اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں رہتی نیز فرمایا کہ جب بندے اللہ کے حکم کو چھوڑ دیتے ہیں تو وہ اس کے نزدیک کتنے حقیر ہو جاتے ہیں پھر حضرت معاویہؓ نے ہر سال سات ہزار دینار پر ان سے مصالحت کی پس جب انہوں نے وہاں سے خروج کا ارادہ کیا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی سواری کے لیے ایک خچر لایا گیا جس سے آپ گر پڑیں اور آپ کی گردن ٹوٹ گئی اور آپ وہیں فوت ہو گئیں آپ کی قبر وہیں موجود ہے جس کی لوگ تعظیم کرتے ہیں اور اس سے بارش طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک نیک عورت کی قبر ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال میں حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے رومی علاقے سوریہ سے جنگ کی اور حضرت عثمان نے

Marfat.com

حضرت نائلہ بنت الفرافصۃ الکلبیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' آپ نصرانیہ تھیں اور آپ کے گھر لانے سے قبل آپ نے اسلام قبول کر لیا اور اسی سال میں حضرت عثمانؓ نے مدینہ زوراء میں اپنا گھر تعمیر کیا اور اسی میں آپ نے لوگوں کو حج کروایا۔

۲۹ھ

اس سال میں حضرت عثمان بن عفان نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی چھ سالہ امارت کے بعد معزول کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ تین سال کی امارت سے پہلے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہؓ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو وہاں کا امیر مقرر کیا یہ حضرت عثمانؓ کے ماموں کے بیٹے تھے اور آپ نے حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کی فوج کو ان کے لیے اکٹھا کر دیا جب کہ ان کی عمر ۲۵ سال تھی' انہوں نے بصرہ میں چھ سال قیام کیا اور واقدی اور ابومعشر کے قول کے مطابق اس سال حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے فارس کو فتح کیا اور سیف کا خیال ہے کہ یہ فتح اس سے پہلے سال ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

اور اسی سال حضرت عثمان بن عفانؓ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا اور اسے چونے سے جو وادی نخل سے لایا جاتا تھا اور منقش پتھروں سے تعمیر کیا اور اس کے ستون مرصع پتھروں سے بنائے اور اس کی چھت ساکھو کے درخت سے بنائی اور اس کی لمبائی ۱۶۰ ہاتھ اور چوڑائی ۱۵۰ ہاتھ رکھی' اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے کے مطابق اس کے چھ دروازے بنائے اور اس کی تعمیر کا آغاز اس سال کے ربیع الاول میں کیا۔

اور اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور آپ کے لیے منیٰ میں خیمہ لگایا گیا' یہ پہلا خیمہ تھا جسے حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں لگایا اور اس سال پوری نماز پڑھی جس کی وجہ سے کئی صحابہؓ جیسے حضرت علی' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آپ پر اعتراض کیا حتیٰ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' کاش چار رکعت میں سے میرا حصہ دو مقبول رکعتیں ہوں اور جو کچھ آپ نے کیا اس کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آپ سے مناظرہ کیا' ابن جریر نے روایت کی ہے کہ آپ نے کہا' میں نے مکہ میں شادی کی ہے' انہوں نے آپ سے کہا' مدینہ میں بھی آپ کے اہل ہیں اور آپ مدینہ میں اپنے اہل کے ہاں ٹھہرتے ہیں' آپ نے فرمایا' طائف میں میرا مال ہے میں واپسی کے بعد اسے دیکھنا چاہتا ہوں' انہوں نے کہا' آپ کے اور طائف کے درمیان تین دن کی مسافت ہے' آپ نے کہا اہل یمن کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ حضر کی نماز دو رکعت ہے اور بسا اوقات وہ مجھے دو رکعت پڑھتے دیکھتے ہیں تو مجھے کو دلیل بنا لیتے ہیں انہوں نے آپ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تھی اور ان دنوں لوگوں میں اسلام کم تھا اور آپ یہاں پر دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی یہاں دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور حضرت عمرؓ بن الخطاب بھی ایسا ہی کرتے تھے اور آپ نے بھی اپنی امارت کے آغاز میں دو رکعتیں پڑھیں ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمانؓ خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا یہ میری رائے ہے۔

۳۰ھ

واقدی' ابومعشر اور المدائنی کے قول کے مطابق اس سال حضرت سعید بن العاصؓ نے طبرستان کو فتح کیا اور آپ طبرستان سے جنگ کرنے والے پہلے شخص ہیں اور سیف کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت سوید بن مقرنؓ سے اس سے پہلے اس شرط پر

Marfat.com

مصالحت کر لی تھی کہ انہوں نے جو مال خرچ کیا ہے وہ اس پر اس سے جنگ نہیں کریں گے۔ واللہ اعلم

اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن العاصؓ ایک فوج کے ساتھ' جس میں حضرت حسنؓ' حضرت حسین رضی اللہ عنہما چاروں عبادلہ اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما اور بہت سے صحابہ شامل تھے' روانہ ہوئے اور مختلف شہروں سے بہت سے اموال پر مصالحت کرتے گزرے حتیٰ کہ متعلقہ شہر میں پہنچ گئے' پس انہوں نے آپ سے جنگ کی یہاں تک کہ ان کو نماز خوف کی ضرورت ہوئی' حضرت سعیدؓ نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف کیسے پڑھی ہے؟ سو انہوں نے ان کو بتایا تو انہوں نے ان کے بتانے کے مطابق نماز پڑھی' پھر اس قلعے کے باشندوں نے آپ سے امان طلب کی تو آپ نے ان کو اس شرط پر امان دی کہ آپ ان میں سے صرف ایک شخص کو قتل نہیں کریں گے۔ پس انہوں نے قلعے کو فتح کر لیا اور ایک شخص کے سوا' سب کو قتل کر دیا اور قلعے میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا اور بنی نہد کے ایک آدمی کو ایک مقفل ٹوکری ملی تو اس نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو اس کے پاس بلایا' انہوں نے اُسے کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک لپٹا ہوا سیاہ چیتھڑا پڑا ہوا ہے انہوں نے اسے کھولا تو اس کے اندر ایک زرد چیتھڑا دیکھا جس میں سرخ و سیاہ اور سرخ سوئیاں تھیں' شاعر نے ان دونوں سے بنی نہد کی ہجو کرتے ہوئے کہا۔

''شرفاء قیدیوں کو غنیمت میں حاصل کر کے واپس لوٹے اور بنو نہد ٹوکری میں دو سوئیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے وہ سرخ سیاہ اور سرخ تھیں' جنہیں انہوں نے غنیمت خیال کیا' پس تیرے لیے یہ غلطی ہی کافی ہے''۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل جرجان نے جس عہد پر مصالحت کی تھی اسے توڑ دیا اور اس مال کی ادائیگی سے رُک گئے جو آپ نے ان کے لیے مقرر کیا تھا جو ایک لاکھ دینار تھے اور بعض کا قول ہے کہ دو لاکھ اور بعض کا قول ہے کہ تین لاکھ دینار تھے۔

پھر اس کے بعد آپ نے حضرت یزید بن المہلب کو ان کی طرف بھیجا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور اس سال حضرت عثمانؓ بن عفان نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو کوفہ سے معزول کر دیا اور حضرت سعیدؓ بن العاص کو اس کا امیر مقرر کیا اور ان کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے اہل کوفہ کو صبح کی نماز چار رکعت پڑھا دی پھر مڑ کر کہا تم کو زیادہ پڑھا دوں؟ ایک شخص نے کہا' ہم آپ کی وجہ سے آج تک زیارت میں ہیں پھر ایک جماعت ان کے درپے ہو گئی کہتے ہیں کہ ان کے اور آپ کے درمیان عداوت تھی' انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس آپ کی شکایت کر دی اور ان کے بعض آدمیوں نے آپ کے خلاف شراب نوشی کی شہادت دی اور دوسرے شخص نے گواہی دی کہ اس نے ان کو شراب کی قے کرتے دیکھا ہے' حضرت عثمانؓ نے آپ کو کوڑے مارنے کا حکم دیا' کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے آپ کا حلہ اتارا اور حضرت سعیدؓ بن العاص نے حضرت عثمانؓ بن عفان کے سامنے آپ کو کوڑے مارے اور آپ کو معزول کر دیا اور آپ کی جگہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا۔

اس سال حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اریس کے کنویں میں گر پڑی جو مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے اور وہ بہت کم پانی والے کنووں میں سے ہے مگر بہت سامال خرچ کرنے اور اس کی تلاش میں کوشش کرنے کے باوجود ابھی تک اس کا پتہ نہیں چلا' اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ کروایا اور جب

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو معلوم نہیں ہو سکا کہ اسے کس نے لیا' اس جگہ پر ابن جریر نے حضرت نبی کریم ﷺ کے سنہری انگوٹھی بنوانے اور پھر چاندی کی انگوٹھی بنوانے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کی طرف اور پھر دحیہ کو قیصر کی طرف بھجوانے کے بارے میں ایک طویل حدیث بیان کی ہے اور وہ انگوٹھی جو حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں رہی اور پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں رہی اور پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں چھ سال رہی' پھر وہ اریس کے کنویں میں گر پڑی اور قبل ازیں اس کا کچھ حصہ صحیح میں بیان ہو چکا ہے اور اس سال حضرت معاویہؓ اور حضرت ابوذرؓ کے درمیان شام میں الزام بازی ہوئی اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت ابوذرؓ نے بعض امور کے بارے میں حضرت معاویہؓ پر الزام لگایا اور آپ مال جمع کرنے والے اغنیاء پر الزام لگایا کرتے تھے اور خوراک سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے روکا کرتے تھے اور زائد مال کو صدقہ کرنا واجب قرار دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے کلام (جو لوگ سونے اور چاندی کو ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے) کی تفسیر کرتے تھے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس کی اشاعت سے روکا تو آپ نہ رکے' انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس آپ کی شکایت بھیج دی تو حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ میرے پاس مدینہ آئیں' آپ مدینہ گئے تو حضرت عثمانؓ نے آپ کی بعض باتوں پر آپ کو ملامت کی اور آپ کو واپس آنے کو کہا مگر آپ واپس نہ آئے تو آپ نے ربذہ میں آپ کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ جو مدینہ کے مشرق میں ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا کہ آپ مجھے وہاں ٹھہرا دیں نیز کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تعمیرات سلع تک پہنچ جائیں تو وہاں سے نکل جانا پس حضرت عثمانؓ نے آپ کو ربذہ میں قیام کرنے کی اجازت دے دی نیز آپ کو یہ حکم بھی دیا کہ آپ کبھی کبھی مدینہ کی زیارت کو آیا کریں تا کہ کوئی اعرابی آپ کی ہجرت کے بعد مرتد نہ ہو جائے پس آپ نے ایسا ہی کیا اور آپ ہمیشہ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ فوت ہو گئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اس سال حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے روز زوراء میں تیسری اذان کا اضافہ کیا۔

Marfat.com

باب:

اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر

ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے اس سال یعنی ۳۰ھ میں وفات پانے والے لوگوں میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے جسے واقدی نے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن خنساء ابوعبدالرحمٰن انصاری عقبی بدری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خیبر کی جانب اندازہ لگانے کو بھیجا آپ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عمیر لخمی حلیف بنی اسد بن عبدالعزیٰ آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے آپ ہی نے مشرکین کو خط لکھ کر بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کا عزم کیے ہوئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معذرت کرنے پر آپ کو معذور قرار دیا پھر اس کے بعد آپ نے انہیں اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف خط دے کر بھیجا۔

حضرت الطفیل بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن المطلب ابوعبیدہ اور حصین کے بھائی آپ بدر میں شامل ہوئے سعید بن عمیر کا قول ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو المازنی ابوالحارث اور بعض ابویحیٰ انصاری بیان کرتے ہیں آپ بدر میں شامل ہوئے اس روز آپ کی ڈیوٹی خمس پر تھی۔

حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بھائی آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بدر میں شمولیت کی۔

حضرت عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال ابوسعید القرشی الفہری آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے۔

حضرت مسعود بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

بعض ابن الربیع بیان کرتے ہیں ابوعمرو القاری آپ نے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی آپ نے ساٹھ سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت معمر بن ابی سرح رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن ہلال القرشی ابوسعد الفہری' بعض کا قول ہے کہ آپ کا نام عمرو تھا' آپ بدری اور قدیم صحبت ہیں۔

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ:

مالک بن ربیعہ' الفلاس کا قول ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی اور اصح قول یہ ہے کہ آپ نے ۴۰ھ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۶۰ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

۳۱ھ

واقدی کے قول کے مطابق اس سال سمندر میں غزوۃ الصواری اور غزوۃ الاساودۃ ہوا اور ابو معشر کا قول ہے کہ غزوۃ الصواری ۳۴ھ میں ہوا' اور واقدی اور سیف وغیرہ نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال گزرے تھے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے لیے شام اکٹھا ہو گیا اور آپ نے حد درجہ اس کی حفاظت کی' اس کے باوجود ہر سال آپ کو موسم گرما میں بلاد روم سے جنگ کرنی پڑتی تھی۔ اسی لیے اس کو غزوۃ الصائفہ کہتے ہیں۔ پس وہ بہت سے لوگوں کو قتل کرتے اور دوسروں کو قیدی بناتے اور قلعوں کو فتح کرتے اور اموال کو غنیمت میں حاصل کرتے اور دشمنوں کو خوفزدہ کرتے۔ اور جب بلاد افریقہ اور اندلس میں حضرت عبداللہ بن ابی سرح نے فرنگیوں اور بربریوں کو شکست دی تو رومی برافروختہ ہو گئے اور قسطنطین بن ہرقل کو متفقہ طور پر لیڈر بنا کر مسلمانوں کے مقابلہ میں ایسی فوج لے گئے' جس کی مثال آغاز اسلام سے نہیں دیکھی گئی وہ پانچ سو کشتیوں میں روانہ ہوئے اور بلاد مغرب میں حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے مسلمان اصحاب کا قصد کیا اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو رومیوں نے پادری اور صلیبی بن کر رات گزاری اور مسلمانوں نے تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے رات گزاری' جب صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے کشتیوں میں اپنے اصحاب کی صف بندی کی اور انہیں ذکر الٰہی اور تلاوتِ قرآن کرنے کا حکم دیا' اس موقع پر موجود ایک شخص نے کہا کہ وہ ایسی حالت میں ہماری طرف آئے کہ اس کی مانند کشتیوں کی کثرت نہیں دیکھی گئی اور انہوں نے ان کے بگل باندھے اور ہوا ان کے موافق اور ہمارے مخالف تھی' پس ہم لنگر انداز ہو گئے پھر ہم سے ہوا تھم گئی تو ہم نے انہیں کہا' اگر تم چاہو تو ہم اور تم خشکی کی طرف چلے جائیں اور ہم اور تم میں سے زیادہ جلد باز مر جائے' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے یکبارگی خراٹا لیا اور کہنے لگے پانی' پانی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم ان کے نزدیک ہو گئے اور اپنی کشتیوں کو ان کی کشتیوں کے ساتھ باندھ دیا پھر ہم نے اور انہوں نے شمشیر زنی کی اور جوان تلواروں اور خنجروں کے ساتھ جوانوں پر حملے کرنے لگے اور موجوں نے ان کشتیوں کو تھپیڑے مار کر ساحل تک پہنچا دیا نیز موجوں نے آدمیوں کے جثوں کو ساحل پر پھینک دیا اور وہ ایک عظیم پہاڑی طرح بن گئے اور پانی کے رنگ پر خون غالب آ گیا اور مسلمانوں نے اس روز جس استقلال کا مظاہرہ کیا اس کی مثال کبھی نہیں دیکھی گئی اور ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور رومی اس سے کئی گنا زیادہ مارے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی مدد سے سرفراز فرمایا اور قسطنطین کو سخت زخم لگے اور وہ اس کے بعد بھی ایک مدت تک ان کا علاج کرتا رہا' اور حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے کئی روز تک ذات الصواری میں قیام کیا پھر مظفر و منصور ہو کر واپس آ گئے۔

Marfat.com

واقدی کا بیان ہے کہ معمر نے بحوالہ زہری مجھ سے بیان کیا کہ اس غزوہ میں محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابوبکر بھی شامل تھے' ان دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عیب بیان کیے اور ان باتوں کا بھی ذکر کیا جن میں آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کی تھی اور کہنے لگے ان کا خون حلال ہے اس لیے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا ہے۔

جس نے ارتداد اختیار کیا تھا اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے خون کو مباح کیا تھا نیز رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں کو نکالا تھا حضرت عثمانؓ نے ان کو امیر مقرر کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو معزول کر کے حضرت سعید بن العاصؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عامر کو امیر مقرر کیا ہے حضرت عبداللہؓ بن سعد کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا تم دونوں ہمارے ساتھ سوار نہ ہو' پس وہ اس کشتی میں سوار ہوئے جس میں کوئی مسلمان نہ تھا اور مسلمانوں نے دشمن سے جنگ کی اور یہ دونوں مسلمانوں کو جنگ سے باز رکھتے تھے' اس بارے میں ان دونوں سے دریافت کیا گیا تو وہ کہنے لگے ہم اس شخص کے ساتھ ہو کر کیسے جنگ کر سکتے ہیں جسے ہمیں حکم بھی نہیں بنانا چاہیے؟ حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے ان کے پاس پیغام بھیجا اور انہیں سختی سے منع کیا اور کہا' خدا کی قسم اگر میں امیر المومنین کی موافق رائے کو جانتا ہوتا تو میں تم دونوں کو سزا دیتا اور قید کر دیتا۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت حبیب بن سلمہؓ نے اس سال آرمینیا کو فتح کیا اور اسی سال ایران کا بادشاہ کسریٰ قتل ہوا۔

ایرانیوں کے بادشاہ کسریٰ یزدگرد کے قتل کی کیفیت:

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ یزدگرد ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ کرمان سے مرو کی طرف بھاگ گیا اور اس نے وہاں کے بعض باشندوں سے مال طلب کیا تو انہوں نے اسے مال نہ دیا اور وہ اپنے بارے میں خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے ترکوں کو اس کے خلاف برانگیختہ کیا تو انہوں نے آ کر اس کے اصحاب کو قتل کر دیا اور وہ بھاگ کر ایک شخص کے گھر آ گیا جو کنارے پر چکیوں کو کھودتا تھا' اس نے رات کو اس کے ہاں پناہ لی اور جب وہ سو گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا المدائنی کا بیان ہے کہ جب وہ اپنے اصحاب کے قتل ہو جانے کے بعد بھاگا تو پیدل چلا اور اپنا تاج' پیٹی اور تلوار زیب تن کیے ہوئے تھا' پس وہ اس شخص کے گھر پہنچ گیا جو چکیوں کو کھودا کرتا تھا اور اس کے پاس بیٹھ گیا' اس نے اسے غافل پا کر قتل کر دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور ترک اس کی تلاش میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کا اندوختہ لے لیا ہے' انہوں نے اس شخص کو اور اس کے گھر والوں کو قتل کر دیا اور کسریٰ کے پاس جو کچھ تھا لے لیا' اور انہوں نے کسریٰ کو تابوت میں ڈالا اور اسے اٹھا کر اصطخر لے گئے اور یزدگرد نے قتل ہونے سے پہلے اہل مرو کی ایک عورت سے وطی کی اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی اور اس نے اس کے قتل ہونے کے بعد ایک بچہ جنا جس کا ایک پہلو مارا ہوا تھا اور اس بچے کا نام مخدج (ناقص الخلقت) رکھا گیا' اس کی نسل اور اولاد خراسان میں موجود ہے اور حضرت قتیبہ بن مسلمؒ نے اس ملک سے اپنی ایک جنگ میں اس کی نسل سے دو لڑکیوں کو قیدی بنایا اور ان میں سے ایک کو حجاج کے پاس بھیج دیا' حجاج نے اسے ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا جس سے اس کے ہاں یزید بن ولید پیدا ہوا جو ناقص کے لقب سے ملقب ہے۔

اور المدائنی نے اپنے بعض شیوخ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب اس کے اصحاب شکست کھا کر اسے چھوڑ گئے تو اس نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور پیدل چل کر دریا کے کنارے چکی میں داخل ہو گیا جسے الرعاب کہا جاتا تھا اور اس میں دو دن

Marfat.com

ٹھہرا رہا اور دشمن اس کی تلاش میں تھا اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے پھر چکی کا مالک آیا اور اس نے کسریٰ کو اس کے ساز و سامان سمیت دیکھا تو اس نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ انسان ہے یا جن ہے؟ اس نے کہا انسان ہوں' کیا تمہارے پاس کھانا ہے؟ اس نے کہا ہاں' پس وہ اس کے پاس کھانا لایا' اس نے کہا میں گویا ہوں میرے پاس کوئی چیز لاؤ جس سے میں گنگناؤں' راوی بیان کرتا ہے' چکی پیسنے والا ایک فوجی افسر کے پاس گیا اور اس سے گنگنانے والی چیز طلب کی' اس نے کہا' تو اسے کیا کرے گا؟ اس نے کہا میرے ہاں ایک شخص ہے جس کی مانند میں نے کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا اور اس نے مجھ سے یہ چیز طلب کی ہے' پس فوجی افسر اسے مروشہر کے بادشاہ کے پاس لے گیا جس کا نام ماہو یہ بن بابا تھا اور اسے اس کے متعلق اطلاع دی' اس نے کہا وہ یزدگرد ہے' جاؤ اور اس کا سر میرے پاس لاؤ' پس وہ چکی پیسنے والے کے ساتھ گئے اور جب وہ چکی گھر کے قریب ہوئے تو اسے قتل کرنے سے ڈر گئے اور ایک دوسرے کو دھکیلنے لگے اور چکی پیسنے والے سے کہنے لگے تم جا کر اسے قتل کر دو' وہ اندر گیا تو اس نے اسے سوئے ہوئے پایا' پس اس نے ایک پتھر لیا اور اس سے اس کے سر کو کچل دیا پھر اسے کاٹ کر انہیں دے دیا اور اس کے جسم کو دریا میں پھینک دیا اور عوام نے جا کر چکی پیسنے والے کو قتل کر دیا اور بشپ نے جا کر دریا سے اس کے جسم کو پکڑ کر تابوت میں ڈال دیا اور اسے اٹھا کر اصطخر لے آیا اور اسے نصاریٰ کے قبرستان میں رکھ دیا' بیان کیا جاتا ہے کہ وہ چکی پیسنے والے کے گھر میں تین دن بغیر کھانا کھائے ٹھہرا رہا حتیٰ کہ اسے اس پر ترس آ گیا اور اس نے اسے کہا اے مسکین تو ہلاک ہو جائے گا تو کھانا نہیں کھائے گا اور وہ کھانا اس کے پاس لایا' تو اس نے کہا میں زمزمے کے بغیر کھانا نہیں کھا سکتا' اس نے اسے کہا تم کھانا کھاؤ میں تمہارے لیے زمزمہ سرا ہوتا ہوں' اس نے اسے زمزمہ لانے کو کہا اور جب وہ ایک فوجی افسر کے پاس اس کی تلاش میں گیا تو انہوں نے اس شخص سے کستوری کی خوشبو محسوس کر لی اور اس سے کستوری کی خوشبو کو اوپرا محسوس کیا' پس انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے انہیں بتایا کہ میرے ہاں ایک شخص ان صفات کا ہے پس انہوں نے اسے پہچان لیا اور چکی پیسنے والا آیا اور اس کے پاس گیا اور اسے پکڑنے کا ارادہ کیا تو یزدگرد کو پتہ چل گیا' اس نے اسے کہا تو ہلاک ہو میری انگوٹھی' کنگن اور پیٹی لے لے اور مجھے چھوڑ دے تا کہ میں یہاں سے چلا جاؤں' اس نے کہا' نہیں' مجھے چار درہم دے دو میں تجھے چھوڑ دوں گا' اس نے اپنے کان کا ایک آویزہ بھی زائد دیا مگر اس نے قبول نہ کیا حتیٰ کہ اس نے اسے دوسرے چار دراہم بھی دیے' پس اس نے اسے چھوڑنے کا ارادہ کیا کہ اچانک فوج نے انہیں آ لیا اور جب انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا تو اسے قتل کرنا چاہا اس نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ مجھے قتل نہ کرنا' ہم اپنی کتب میں لکھا پاتے ہیں کہ جو شخص بادشاہوں کو قتل کرنے کی جسارت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں آگ کی سزا دے گا جسے وہ اس کے پاس لے کر آنے والا ہے' پس مجھے قتل نہ کرو اور مجھے بادشاہ یا عربوں کے پاس لے جاؤ بلاشبہ وہ بادشاہوں کے قتل سے بچتے ہیں' مگر انہوں نے اس کی بات نہ مانی اور اس کے زیورات چھین لیے اور اسے ایک بورے میں ڈال دیا اور تانت سے اس کا گلا گھونٹ دیا اور اسے دریا میں پھینک دیا' اور وہ ایک لکڑی سے چمٹ گیا اور بشپ ایلیاء نے اسے پکڑ لیا اور اس کے اسلاف کے ان کے ممالک میں رہنے والے نصاریٰ پر جو احسان تھے ان کی وجہ سے اسے اس پر رحم آ گیا اور اس نے اسے تابوت میں رکھ کر نصاریٰ کے قبرستان میں دفن کر دیا پھر اس کے زیورات کو لے کر امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس گیا اور اس کے زیورات میں سے ایک آویزہ گم ہو گیا اور اس نے اس علاقے کے نمبردار کو پیغام بھیجا تو اس نے اس کا تاوان دے دیا

Marfat.com

اور شاہ یزدگرد بیس سال کا تھا جن میں سے چار سال عیش و آرام کے تھے اور بقیہ میں وہ اسلام اور اہل اسلام کے خوف سے شہر بہ شہر بھاگتا رہا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق علی الاطلاق دنیا میں ایرانیوں کا آخری بادشاہ تھا آپ نے فرمایا تھا: جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزانوں کو راہ خدا میں خرچ کرو گے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث صحیح میں لکھا ہے کہ جب نامہ نبوی اس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے پھاڑ دیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف بددعا کی کہ وہ مکمل طور پر تباہ ہو جائے اور ایسے ہی وقوع میں آیا اور اس سال ابن عامر نے بہت سی فتوحات حاصل کیں اور ان باشندوں نے صلح کی شرائط کو توڑ دیا تھا پس آپ نے کچھ فتوحات بزور قوت اور کچھ فتوحات صلح سے کیں اور مرو کے شہر نے دو کروڑ دو لاکھ درہم پر صلح کی اور بعض کا قول ہے کہ چھ کروڑ دو لاکھ درہم پر صلح کی' اور اس سال حضرت عثمان بن عفانؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔

۳۲ھ

اس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلاد روم سے جنگ کی حتیٰ کہ آپ قسطنطنیہ کے درے تک پہنچ گئے اور آپ کی بیوی عاتکہ بھی آپ کے ساتھ تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ فاطمہ بنت قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف تھی' یہ قول ابو معشر اور واقدی کا ہے' اور اسی میں حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت سلمانؓ بن ربیعہ کو فوج کا امیر بنایا اور انہیں باب سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور ان جانب کے نائب عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو ان کی مدد کرنے کے لیے لکھا' وہ روانہ ہو کر بلنجر پہنچ گئے اور اس کا محاصرہ کر کے مجانیق نصب کر دیں' پھر اہل بلنجر ان کے مقابلہ میں نکلے اور ترکوں نے ان کی مدد کی اور باہم شدید جنگ ہوئی۔ اور ترک مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے سے ڈرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو موت نہیں آتی۔ حتیٰ کہ بعد میں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جرأت کی۔ پس جب آج کا دن آیا تو انہوں نے ان کے ساتھ مڈبھیڑ کر کے جنگ کی اور اس روز حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ قتل ہو گئے۔ جنہیں ذوالنون کہا جاتا تھا۔ اور مسلمان شکست کھا کر دو پارٹیوں میں تقسیم ہو گئے' ایک پارٹی بلاد خزر کی طرف اور دوسری پارٹی جیلان اور جرجان کی طرف چلی گئی اور ان میں حضرت ابوہریرہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے اور ترک' حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ کے جسم کو لے گئے۔ آپ سادات اور بہادر مسلمانوں میں سے تھے۔ اور آپ کو اپنے ملک میں دفن کر دیا اور وہ آج تک ان کے پاس بارش طلب کرتے ہیں' اور جب حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ قتل ہو گئے تو حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت سلمانؓ بن ربیعہ کو ان شرفاء کا امیر مقرر کیا اور حضرت عثمانؓ نے اہل شام کے ذریعے انہیں مدد دی جن کے امیر حضرت حبیبؓ بن مسلمہ تھے' پس امارت کے بارے میں حضرت حبیبؓ اور حضرت سلمانؓ نے باہم کشاکش کی حتیٰ کہ دونوں میں اختلاف ہو گیا اور یہ پہلا اختلاف تھا جو شامیوں اور کوفیوں کے درمیان ہوا حتیٰ کہ اس کے متعلق کوفہ کے اوس نامی شخص نے یہ اشعار کہے۔

''اگر تم نے سلمان کو مارا تو ہم تمہارے حبیب کو ماریں گے اور تم ابن عفان کے پاس جاؤ گے تو ہم بھی جائیں گے اور اگر تم انصاف کرو تو سرحد ہمارے امیر کی ہے اور یہ امیر فوجوں میں مقبول ہے اور ہم سرحد کے والی ہیں اور ہم ان راتوں

Marfat.com

میں اس کے محافظ تھے جب ہم سرحد پر تیراندازی کرتے تھے اور سزا دیتے تھے''۔

اور اسی سال میں ابن عامر نے مروالروز' طالقان' فاریاب' جوز جان اور طخارستان کو فتح کیا اس نے مروالروز کی طرف ابو عامر الاحنف بن قیس کو بھیجا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا' پس وہ اس کے مقابلہ میں نکلے تو اس نے ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور ان کو ان کے قلعے کی طرف جانے پر مجبور کر دیا' پھر انہوں نے بہت سے مال اور اس شرط پر کہ وہ رعیت کی اراضی پر ٹیکس لگا دے' اس سے مصالحت کر لی اور اس زمین کو چھوڑ دے جسے کسریٰ نے حاکم مروٗ مرزبان کے لیے اس وقت حاصل کیا تھا جب اس نے اس سانپ کو مارا تھا جس نے لوگوں کا راستہ بند کر دیا تھا اور انہیں کھا جاتا تھا' پس احنف نے اس پر ان سے مصالحت کر لی اور ان کو صلح کی تحریر لکھ دی' پھر احنف نے اقرع بن حابس کو جوز جان کی طرف بھیجا جسے انہوں نے جنگ کے بعد فتح کر لیا جس میں مسلمانوں کے بہت سے شجاع جوان مارے گئے پھر انہوں نے فتح پائی تو اس بارے میں ابو کثیر نہشلی نے ایک طویل قصیدہ کہا جس میں یہ شعر بھی تھے۔

''جب بادل گرجا تو اس کی بدلیوں نے جوز جان میں جوانوں کے مقتل کو سیراب کیا' ان کو القصرین سے رستاق حوط تک دو گنجے آدمیوں نے تباہ کیا''۔

پھر احنف نے مروالروز سے بلخ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے چار لاکھ درہم پر اس سے مصالحت کر لی اور اس نے اپنے عمزاد اسید بن قیس کو مال قابو کرنے پر نائب مقرر کیا پھر جہاد کے ارادہ سے کوچ کر گیا اور اچانک موسم سرما نے اسے آ لیا تو اس نے اپنے اصحاب سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا' عمرو بن معدیکرب نے کہا ہے۔

''جب تو کسی چیز کی سکت نہ رکھے تو اسے چھوڑ دے اور اس چیز کی طرف بڑھ جس کی تو سکت رکھتا ہے''۔

پس احنف نے بلخ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور موسم سرما میں وہیں قیام کیا پھر عامر کے پاس واپس آ گیا تو ابن عامر سے کہا گیا کہ کسی نے ان شہروں کو فتح نہیں کیا جو آپ نے فتح کیے ہیں یعنی فارس' کرمان' سجستان اور عامر خراسان' اس نے کہا' میں اس پر اللہ کا شکر ادا کروں گا' اور میں تیار ہو کر اپنے اس میدان جنگ سے عمرہ کا احرام باندھوں گا' پس اس نے نیشاپور سے عمرہ کا احرام باندھا اور جب وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ نے خراسان سے احرام باندھنے پر اسے ملامت کی۔

اور اسی سال میں قارن چالیس ہزار فوج کے ساتھ آیا اور عبداللہ بن حازم نے چار ہزار فوج کے ساتھ اس سے مڈبھیڑ کی اور چھ سو جوانوں سے ان کا ہراول دستہ بنایا اور ان میں سے ہر ایک کو حکم دیا کہ وہ اپنے نیزے کے سرے پر آگ اٹھائے اور نصف شب کو وہ ان کے پاس آئے اور ان پر شب خون مارا' پس انہوں نے ان پر حملہ کیا اور ہراول دستہ نے ان کو پکڑ لیا اور وہ ان سے اُلجھ گئے اور عبداللہ بن حازم اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ آئے اور ان کی اور ان کی جنگ ہو گئی اور مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا وہ جس طرح چاہتے انہیں قتل کرتے اور انہوں نے بہت سے اموال اور قیدی غنیمت میں حاصل کیے' پھر عبداللہ بن حازم نے ابن عامر کی طرف فتح کی خوشخبری بھیجی تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اُسے خراسان کا امیر مقرر کر دیا۔ حالانکہ اس نے خراسان سے اسے معزول کر دیا تھا اور عبداللہ بن حازم اس کے بعد بھی مسلسل وہاں امیر رہا۔

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عباس بن عبدالمطلب

ابن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی ابوالفضل المکی رسول اللہ ﷺ کے چچا اور عباسی خلفاء کے والد' آپ رسول اللہ ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے' بدر کے روز قید ہوئے اور اپنا اور اپنے دونوں بھائیوں کے بیٹوں عقیل بن ابی طالب' اور نوفل بن حارث کا مالی فدیہ دیا' اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب آپ قید ہو گئے اور رسیوں میں جکڑ دیئے گئے اور لوگوں نے شام کا وقت گزار دیا تو رسول اللہ ﷺ کو نیند نہ آئی آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ فرمایا: میں رسیوں میں عباس کے کراہنے کی آواز سن رہا ہوں اس لیے مجھے نیند نہیں آتی' پس ایک مسلمان نے اٹھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رسیوں کو ڈھیلا کر دیا تو ان کے کراہنے کی آواز تھم گئی اور رسول اللہ ﷺ سو گئے' پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے سال مسلمان ہو گئے اور جحفہ جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے اور آپ کے ساتھ واپس آئے اور فتح مکہ میں شامل ہوئے' کہتے ہیں کہ آپ اس سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے مگر رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے جیسا کہ آپ کے متعلق حدیث میں بیان ہوا ہے۔ واللہ اعلم

رسول اللہ ﷺ آپ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کو والد کا مقام دیتے تھے اور فرماتے تھے: ''یہ میرے آباء کے چیدہ شخص ہیں'' آپ قریش سے بہت صلہ رحمی اور مہربانی کرنے والے اشخاص میں سے تھے اور نہایت عقل مند اور دانا آدمی تھے' دراز قد خوبصورت' سفید رنگ اور فربہی کے ساتھ نرم جسم اور پتلی کھال والے تھے' بچیوں کے علاوہ آپ کے دس بچے تھے جو یہ تھے: تمام یہ سب سے چھوٹے تھے۔ حارث' عبداللہ' عبیداللہ' عبدالرحمٰن' عون' فضل' قثم' کثیر' معبد' آپ نے اپنے غلاموں میں سے ستر غلام آزاد کیے امام احمدؒ کا قول ہے کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اہل مدینہ میں سے محمد بن طلحہ تیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوسہیل نافع بن مالک نے' سعید بن المسیب سے بحوالہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا یہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں جو قریش کے سب سے بڑے سخی اور صلہ رحم ہیں۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور صحیحین میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب صدقہ پر بھیجا تو کہا گیا کہ انہوں نے ابن جمیل' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو صدقہ سے محروم کر دیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا:

ابن جمیل اس لیے ناراض ہے کہ وہ فقیر تھا اللہ نے اسے غنی کر دیا ہے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے تم ظلم کرتے ہو اس نے تو اپنی زرہیں اور سامان جنگ راہ خدا میں وقف کر دیا ہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھی یہی حالت ہے' پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی اصل سے ہوتا ہے' اور صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بارش طلب کرنے کے لیے نکلے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے ذریعے بارش طلب کرنے کے لیے اپنے ساتھ لے گئے اور فرمایا اے اللہ!

Marfat.com

جب ہم قحط زدہ ہو جاتے تھے تو ہم اپنے نبی کے ذریعے تجھ سے توسل کرتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ سیراب ہو جاتے تھے' کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سوار ہونے کی حالت میں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرتے تو آپ کے اکرام کے لیے پیادہ ہو جاتے' واقدی اور کئی دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ۱۲ رجب کو جمعہ کے روز فوت ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۳۲ھ کے رمضان میں ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت عثمانؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۳۳ھ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے ۳۴ھ میں وفات پائی' آپ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلۃ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر الہذلی' ابوعبدالرحمٰن' حلیف بنی زہرہ' آپ نے حضرت عمرؓ سے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور آپ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے آپ اس وقت بکریاں چرا رہے تھے' آپ دونوں نے ان سے دودھ طلب کیا تو انہوں نے جواب دیا' میں امین ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ بز کو جس پر نر نہیں کودا تھا' پکڑ کر باندھ لیا پھر دودھ دھویا اور پیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا' پھر تھن سے فرمایا' سکڑ جا تو وہ سکڑ گیا' میں نے کہا مجھے یہ دعا سکھا دیجیے' آپ نے فرمایا تو معلم غلام ہے۔

اور محمد بن اسحاق نے یحییٰ بن عروہ سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بیت اللہ کے پاس بآواز بلند قرآن پڑھا جب کہ قریش اپنی مجالس میں موجود تھے' آپ نے سورۂ رحمٰن علم القرآن پڑھی تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر آپ کو مارا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ اور آپ کے جوتے اور مسواک اٹھایا کرتے تھے اور حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ آپ کو میری خالص اور عمدہ باتیں سننے کی اجازت ہے' یہی وجہ ہے کہ آپ کو صاحب السواک والوساد (مسواک اور تکیے والے) کہا جاتا ہے' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر مکہ واپس آ گئے پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر میں شامل ہوئے جب عفراء کے دونوں بیٹوں نے ابوجہل کو چھید دیا تو آپ ہی نے اسے قتل کیا تھا' آپ نے بقیہ معرکوں میں بھی شمولیت کی اور ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا مجھے قرآن سناؤ' میں نے کہا میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن آپ پر نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا میں دوسرے آدمی سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں' پس آپ نے سورۂ نساء کے آغاز سے لے کر

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

تک قرآن سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا' تیرے لیے کافی ہے' اور ابوموسیٰ کا بیان ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے اور ہم حضرت ابن مسعودؓ اور ان کی والدہ کو اہل بیت نبوی میں سے خیال کرتے تھے کیونکہ وہ بکثرت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جاتے تھے اور حذیفہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے بڑھ کر کسی کو ہدایت' راہنمائی اور راستی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

مانند نہیں دیکھا اور محمد ﷺ کے اصحاب میں سے محفوظین نے جان لیا ہے کہ ابن ام عبدان کی نسبت اللہ سے زیادہ قریب ہے اور حدیث میں ہے۔ ابن ام عبد کے عہد کو مضبوطی سے پکڑلو۔ اور ایک دوسری حدیث میں جسے احمد نے عن محمد بن فضیل عن مغیرہ عن ام حرسی عن علی روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ، کباث توڑنے کے لیے ایک درخت پر چڑھے تو لوگ آپ کی باریک پنڈلیوں کی باریکی سے تعجب کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میزان میں ان دونوں پنڈلیوں کا وزن احد پہاڑ سے زیادہ بوجھل ہوگا۔ اور حضرت عمرؓ بن الخطاب نے آپ کی کوتاہ قامتی کی طرف دیکھ کر فرمایا آپ کا قد بیٹھے ہوئے شخص کے برابر ہوتا تھا۔ ان کے پیچھے نظر دوڑا کر فرمایا: آپ علم سے بھرا ہوا بارہ ہیں' حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بہت سے معرکوں میں شمولیت کی' جن میں یرموک وغیرہ کے معرکے بھی شامل ہیں' آپ عراق سے حج کرنے آئے تو ربذہ کے پاس سے گزرے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات اور دفن میں شامل ہوئے' پھر مدینہ آئے تو وہیں بیمار ہو گئے اور حضرت عثمانؓ بن عفان آپ کی عیادت کو آئے' روایت ہے کہ آپ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کو کیا بیماری ہے؟ فرمانے لگے میرے گناہوں نے مجھے بیمار کر دیا ہے آپ نے پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہنے لگے اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا' کیا میں آپ کے لیے طبیب کو حکم دوں؟ فرمانے لگے طبیب نے تو مجھے بیمار کیا ہے' آپ نے فرمایا' کیا میں آپ کے لیے آپ کے عطیہ کا حکم نہ دوں۔ آپ نے اسے دو سال سے ترک کر دیا ہوا تھا۔ فرمایا' مجھے اس کی ضرورت نہیں' آپ نے فرمایا' آپ کے بعد وہ آپ کی بیٹیوں کے لیے ہوگا' فرمانے لگے' کیا آپ کو میرے بیٹیوں کے فقر کا خوف ہے؟ میں نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھا کریں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ہر شب کو سورہ واقعہ پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو وصیت کی' کہتے ہیں کہ آپ ہی نے رات کو ان کی نماز جنازہ پڑھائی پھر حضرت عثمان نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو اس بات پر عتاب کیا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمارؓ نے پڑھایا۔ واللہ اعلم

اور ساٹھ سال سے زائد عمر میں بقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ' ابو محمد القرشی الزہری' آپ نے بہت پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' اور حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ کے اور حضرت سعدؓ بن ربیع کے درمیان مؤاخات کروائی اور آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بنی کلب کی طرف بھیجا تو امارت کی علامت کے طور پر آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان شملہ ڈھیلا کرنے کا حکم دیا اور آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والے آٹھ آدمیوں میں سے ایک ہیں اور چھ اصحاب شوریٰ میں سے ایک ہیں پھر ان تین میں سے ایک ہیں جن تک شوریٰ پہنچی تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' پھر آپ وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقدیم میں کوشش کی اور بعض غزوات میں آپ نے اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے باہم گفتگو کی اور حضرت خالدؓ نے گفتگو میں آپ سے سخت

Marfat.com

کلامی کی اور جب یہ اطلاع رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا میرے اصحاب کو سب وشتم نہ کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے مدّ [1] اور اس کے نصف کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ حدیث صحیح میں موجود ہے اور معمر نے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنا نصف مال چار ہزار صدقہ کر دیا' پھر چالیس ہزار صدقہ کیا پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کیا پھر پانچ سو گھوڑے راہ خدا میں دیئے پھر پانچ سو اونٹ راہ خدا میں دیئے اور آپ کا عام مال تجارت ہی سے تھا۔

اور وہ حدیث جسے عبد بن حمید نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن اسحٰق نے ہم سے بیان کیا کہ عمارہ بن زاذان نے ثابت البنانی سے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ہجرت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور حضرت عثمانؓ بن عفان کے درمیان مواخات کروادی تو انہوں نے آپ سے کہا کہ میرے دو باغ ہیں ان میں سے جو آپ چاہیں پسند کر لیں' تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے باغات میں آپ کے لیے برکت دے' میں اس کے لیے مسلمان نہیں ہوا' مجھے بازار کا رستہ بتایئے' راوی بیان کرتا ہے انہوں نے آپ کو رستہ بتایا تو آپ گھی' پنیر اور خام چمڑا خریدا کرتے تھے' آپ نے مال جمع کر کے نکاح کیا اور حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے ولیمہ کرو' خواہ بکری کا ہی ہو' راوی بیان کرتا ہے آپ کا مال بہت زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے سات سو اونٹ گندم' آٹا اور کھانا اٹھا کر آئے' راوی بیان کرتا ہے' جب یہ اونٹ مدینہ میں داخل ہوئے تو اہل مدینہ کا شور سنا گیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا' یہ شور کیسا ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سات سو اونٹ گندم' آٹا اور کھانا اٹھائے ہوئے آئے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوں گے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ اے میری ماں میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ سارے اونٹ بوجھوں' عرق گیروں اور پالانوں سمیت خدا کی راہ میں ہیں۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالصمد بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ عمارہ بن زاذان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں تھیں کہ آپ نے مدینہ میں ایک شور سنا' آپ نے فرمایا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا' شام سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قافلہ ہر ضرورت کی چیز اٹھائے ہوئے آیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ سات سو اونٹ تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مدینہ شور سے لرز گیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو گھٹنوں کے بل جنت میں داخل ہوتے دیکھا ہے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بھی اس بات کی اطلاع مل گئی تو آپ نے فرمایا اگر مجھے استطاعت ہوئی تو میں اس میں کھڑے ہو کر داخل ہوں گا اور آپ نے سب اونٹوں کو بوجھوں اور پالانوں سمیت راہ خدا میں دے دیا۔

---

[1] مد ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل حجاز کے نزدیک ۱/۳ اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

عمارہ بن زاذان صیدلانی اس حدیث کے بیان میں متفرد ہے اور ضعیف ہے اور عبد بن حمید کے سیاق میں آپ کا جو قول بیان ہوا ہے کہ آپ نے ان کے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروائی' یہ بالکل غلط بات ہے اور صحیح بخاری کی روایت کے مخالف ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ آپ کے اور حضرت سعدؓ بن الربیع انصاری کے درمیان مواخات ہوئی تھی اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں فجر کی نماز کی دوسری رکعت آپ کے پیچھے پڑھی اور یہ ایک عظیم منقبت ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا' اور جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اہل بدر میں سے باقی رہنے والے ہر شخص کے لیے چار سو دینار کی وصیت کی۔ اور وہ ایک سو اشخاص تھے۔ پس انہوں نے وہ دینار لے لیے حتیٰ کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی لیے' اور حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابن عوف جایئے آپ نے دنیا کا عمدہ حصہ پا لیا ہے اور اس کے کھوٹ سے سبقت کر گئے ہیں اور آپ نے امہات المومنین میں سے ہر عورت کے لیے بہت بڑی رقم کی وصیت کی حتیٰ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ انہیں سلسبیل سے سیراب کرے' اور آپ نے اپنے بہت سے غلاموں کو آزاد کیا پھر یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی بہت سا مال چھوڑا' اس میں کچھ سونا بھی تھا جسے کلہاڑوں سے توڑا گیا حتیٰ کہ آدمیوں کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے اور آپ نے ایک ہزار اونٹ' ایک سو گھوڑے اور تین ہزار بقیع میں چرتی ہوئی بکریاں چھوڑیں آپ کی چار بیویاں تھیں' جن میں سے ہر ایک کو آٹھویں حصے کا چوتھائی اسی ہزار ملا اور جب آپ فوت ہوئے تو حضرت عثمانؓ بن عفان نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص آپ کے جنازہ میں مشقت کے ساتھ شامل ہوئے اور ۷۵ سال کی عمر میں آپ بقیع میں دفن ہوئے' آپ کا رنگ سرخ و سفید' چہرہ حسین' کھال باریک' آنکھیں بڑی' پلکیں لمبی اور گھنی' ناک اونچی' بال بکثرت' ہتھیلیاں بھری ہوئی اور انگلیاں موٹی تھیں۔ حضرت شیبہؓ سے مغائرت نہ رکھتے تھے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:

مشہور قول کے مطابق آپ کا نام جندب بن جنادۃ تھا' مکہ میں بہت پہلے مسلمان ہوئے آپ چوتھے یا پانچویں مسلمان تھے اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے' آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اسلامی سلام کہا' پھر آپ اپنی قوم اور علاقے میں واپس آ گئے اور وہیں رہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور آپ نے جنگ خندق کے بعد ہجرت کی' پھر سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے' آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں اور آپ کی فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں' ان میں سے سب سے مشہور روایت وہ ہے جسے اعمش سے عن ابی الیقظان عثمان بن عمیر عن ابی حرب بن ابی الاسود عن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابوذر سے زیادہ راست باز کوئی نہیں۔ اس حدیث میں ضعف پایا جاتا ہے' پھر جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو آپ شام کی طرف چلے گئے اور وہیں پر آپ کے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا تو حضرت عثمانؓ نے آپ کو مدینہ بلا لیا پھر آپ ربذہ میں فروکش ہو گئے اور وہیں قیام کر لیا حتیٰ کہ اس سال کے ذوالحجہ میں وفات پا گئے اور آپ کے پاس آپ کی بیوی اور بچوں کے سوا' کوئی شخص موجود نہ تھا' اسی دوران میں کہ وہ آپ کے دفن کی طاقت نہ رکھتے تھے اچانک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق سے آ گئے اور وہ آپ کی موت کے وقت موجود تھے اور انہوں نے ان کو وصیت کی کہ وہ ان

Marfat.com

کے ساتھ کیا کریں اور بعض کا قول ہے کہ وہ آپ کی وفات کے بعد آئے اور آپ کے غسل و دفن کا اہتمام کیا اور آپ نے اپنے اہل کو حکم دیا تھا کہ وہ آپ کی بکریوں میں سے ایک بکری ان کے لیے پکائیں تا کہ وہ اسے موت کے بعد کھائیں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کے اہل کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اپنے اہل کے ساتھ شامل کر دیا۔

۳۳ھ

ابومعشر کے قول کے مطابق اس سال قبرص فتح ہوا اور جمہور نے اس کی مخالفت کی ہے اور اسے اس سے پہلے بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس سال حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جس وقت اہل افریقہ نے عہد شکنی کی' دوبارہ افریقہ سے جنگ کی اور اسی سال میں حضرت امیر المومنین نے کوفی قاریوں کی ایک جماعت کو کوفہ روانہ کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بدکلامی کی تھی پس انہوں نے ان کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ ان کو اپنے شہر سے نکال کر شام بھیج دیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ کے پاس کوفی قاری آ رہے ہیں' ان کی مہمان نوازی کیجیے اور ان کا اکرام کیجیے اور ان سے دوستی کیجیے پس جب یہ لوگ آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی مہمان نوازی کی اور ان کا اکرام کیا اور ان کے ساتھ مل بیٹھے اور انہیں وعظ و نصیحت کی کہ جماعت کی اتباع کریں اور علیحدگی اور دوری اختیار کرنے کو ترک کر دیں' ان کے ترجمان اور Spoksman نے آپ کو ایسی گفتگو میں جواب دیا جس میں قباحت اور شناعت پائی جاتی تھی' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حلم کی وجہ سے انہیں برداشت کیا اور قریش کی مدح کرنے لگے انہیں قریش سے تکلیف پہنچی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کرنے لگے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد اور انہیں بنی قوم میں جو شرف حاصل تھا اس پر فخر کیا اور باتوں باتوں میں یہ بھی کہا کہ اگر سب لوگ ابوسفیان کو جنم دیتے تو صرف دانا کو ہی جنم دیتے' صعصعہ بن صوحان نے آپ سے کہا' آپ نے جھوٹ بولا ہے' سب لوگوں کے ہاں بچے ہوئے ہیں جو ابوسفیان سے بہتر ہیں ان میں وہ بھی ہے جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے اور اس کے حکم سے فرشتوں نے اسے سجدہ کیا ہے ان میں نیک اور بد بھی ہیں اور احمق اور عقل مند بھی ہیں' پھر آپ نے دوبارہ انہیں نصیحت کی مگر وہ اپنی سرکشی میں بڑھنے لگے اور اپنی حماقت و جہالت پر ڈٹے رہے لگے اس موقع پر آپ نے انہیں اپنے شہر سے نکال دیا اور شام سے جلاوطن کر دیا تا کہ وہ کمینے لوگوں کی عقلوں کو مشوش نہ کر دیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی گفتگو کا سارا دارومدار قریش کی مدح پر تھا جنہوں نے نصرت دین اور مفسدین کے قلع قمع کرنے کی واجبی ذمہ داری کے ادا کرنے میں کوتاہی سے کام لیا ہے اور وہ اسی تنقیص' عیب جوئی اور اٹکل پچو کا ارادہ کیے ہوئے تھے اور وہ حضرت عثمان اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کو سب وشتم کرتے تھے اور یہ دس آدمی تھے اور بعض کا قول ہے کہ نو تھے اور یہی زیادہ مناسب ہے جو یہ تھے' کمیل بن زیاد' اشتر نخعی اس کا نام مالک بن یزید ہے۔ علقمہ بن قیس النخعیان' ثابت بن قیس نخعی جندب بن زہیر عامری' جندب بن کعب ازدی' عروۃ بن الجعد اور عمرو بن الحمق خزاعی[1] جب یہ لوگ دمشق سے نکلے تو انہوں نے

[1] مصری نسخہ میں کمیل بن زیاد' اشتر نخعی' جس کا نام مالک بن حارث ہے' صعصعہ بن صوحان اور اس کے بھائی زید بن صوحان' کعب بن ۔۔۔۔۔۔

Marfat.com

جزیرہ کی پناہ لے لی۔

پس حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولیدؓ نے جو جزیرہ کے نائب تھے پھر بعد میں حمص کے والی بنے۔ ان سے ملاقات کی اور ان کو ڈرایا دھمکایا' تو انہوں نے ان سے معذرت کی اور اپنی روش سے باز آ جانے کی طرف رجوع کیا' پس آپ نے ان کو بلایا اور مالک اشترنخعی کو اپنے اصحاب کی جانب سے حضرت عثمانؓ کے پاس معذرت کرنے کو بھیجا' تو آپ نے ان کی معذرت کو قبول کر لیا اور انہیں اختیار دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں' قیام کریں' انہوں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن خالدؓ بن ولید کی عملداری میں رہنا پسند کیا' اور وہ حمص میں آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں ساحل میں قیام کرنے کا حکم دیا اور ان کی رسد جاری کر دی' کہتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نفرت کی تو آپ نے ان کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط آپ کے پاس آیا کہ انہیں حضرت سعید بن العاصؓ کے پاس کوفہ واپس کر دیں تو آپ نے انہیں حضرت سعیدؓ کے پاس واپس کر دیا اور جب وہ واپس گئے تو وہ زیادہ تیز زبان اور زیادہ شرپسند ہو چکے تھے' پس حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس چیخ و پکار کی تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ انہیں حمص میں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے پاس بھجوا دیں نیز یہ کہ وہ راستوں پر رہیں اور اس سال حضرت عثمانؓ نے بعض بصریوں کو' جائز اسباب کی بناء پر بصرہ سے شام اور مصر بھجوایا' یہ لوگ آپ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے تھے اور آپ پر اعتراض کرنے اور آپ کی شان کو کم کرنے میں دشمنوں کی مدد کرنے میں متفق تھے اور وہ اس کارروائی میں ظالم تھے اور حضرت عثمانؓ نیک اور صالح تھے اور اس سال امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان نے لوگوں کو حج کروایا' اللہ تعالیٰ آپ کا حج قبول کرے۔

۳۴ھ

ابومعشر کا قول ہے کہ غزوۃ الصواری اس سال ہوا تھا مگر دیگر مؤرخین کا قول درست ہے کہ وہ اس سال ہوا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے منحرف لوگوں نے آپس میں خط و کتابت کی جن کی اکثریت کوفہ سے تعلق رکھتی تھی اور وہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عملداری حمص میں رہتے تھے اور کوفہ سے جلاوطن تھے انہوں نے امیر کوفہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور آپ کی عداوت میں متفق ہو گئے اور آپ کو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ان کے افعال کے متعلق اور انہوں نے جو بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معزول کر کے بنی امیہ میں سے اپنے اقرباء کی ایک جماعت کو حاکم مقرر کیا تھا۔ اس کے متعلق مناظرہ کے لیے آدمی بھیجا اور آپ سے سخت کلامی کی اور آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنے عمال کو معزول کر دیں اور ان کی جگہ دوسرے سابقین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو امام بنائیں حتیٰ کہ آپ کو یہ بات بہت گراں گزری اور آپ نے فوجوں

ل ...... مالک اوسی' اسود بن زید بن علقمہ بن قیس النخیان' ثابت بن قیس نخعی' جندب بن زہیر غامدی' جندب بن کعب ازدی' عروۃ بن الجعد اور عمرو بن الحمق خزاعی کے نام بیان ہوئے ہیں اور طبری میں مالک بن حارث اشتر' ثابت بن قیس نخعی' کمیل بن زیاد نخعی' زید بن صوحان العبدی' جندب بن زہیر غامدی' جندب بن کعب ازدی' عروۃ بن الجعد اور عمرو بن الحمق خزاعی کے نام آئے ہیں۔

Marfat.com

کے امراء کی طرف آدمی بھیجا جس نے انہیں آپ کے پاس مشورہ کے لیے حاضر کر دیا' پس امیر شام حضرت معاویہ بن ابی سفیان' امیر مصر حضرت عمرو بن العاص' امیر مغرب' حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح' امیر کوفہ حضرت سعید بن العاص' امیر بصرہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہم آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے تو آپ نے ان سے ہونے والے واقعہ اور انتشار کے متعلق مشورہ طلب کیا' حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے مشورہ دیا کہ وہ شر کی جس روش کو اختیار کیے ہوئے ہیں آپ انہیں اس سے غافل کر کے جنگ میں مشغول کر دیں' پس ہر ایک کو اپنی جان کی پڑ جائے گی اور وہ اپنی سواری کی دبر اور اپنے بالوں کی جوؤں میں ہی الجھا رہے گا' بلاشبہ کمینے لوگ جب فارغ اور بے کار ہوں تو بے فائدہ باتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور نامناسب باتیں کرتے ہیں اور جب پراگندہ ہو جائیں تو اپنے آپ کو اور دوسروں کو فائدہ دیتے ہیں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ مفسدین کی بیخ کنی کریں اور ان کی جڑ کاٹ دیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے عمال کو ان کے صوبوں کی طرف واپس بھیج دیں اور ان کی طرف التفات نہ کریں اور انہوں نے آپ کے خلاف جو معاندانہ جنگی اتحاد کیا ہے اس کے متعلق گزارش ہے کہ وہ بہت کم اور نہایت کمزور فوج کے حامل ہیں اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ مال سے ان کو متالف کریں اور انہیں اتنا دیں جو ان کے شر کو روک دے اور ان کی ہلاکت سے امن دے دے اور ان کے دلوں کو آپ کی طرف مائل کر دے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے کھڑے ہو کر کہا' اے عثمانؓ آپ نے لوگوں سے ایسے کام کیے ہیں جنہیں وہ پسند نہیں کرتے' یا تو آپ ان کو معزول کر دیں جنہیں وہ پسند نہیں کرتے اور یا آگے بڑھ کر اپنے عمال سے ان کاموں پر جنگ کریں جو وہ کر رہے ہیں اور انہوں نے حضرت عثمانؓ سے سخت کلامی بھی کی اور پھر پوشیدگی میں آپ سے معذرت بھی کی کہ انہوں نے یہ بات اس لیے کہی ہے کہ لوگوں میں سے جو وہاں موجود تھے وہ ان تک یہ بات پہنچا دیں کہ وہ حضرت عثمانؓ سے اس بات کی وجہ سے راضی ہو جائیں اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے اپنے عمال کو اپنی اپنی جگہوں پر قائم رکھا اور ان لوگوں کے دلوں سے مال سے متالف کیا اور حکم دیا کہ انہیں سرحدوں کی طرف جنگ کے لیے بھیج دیا جائے' پس آپ نے سب مفادات کو اکٹھا کر لیا اور جب عمال اپنے اپنے صوبوں کی طرف واپس گئے تو اہل کوفہ نے حضرت سعید بن العاصؓ کے اپنے ہاں آنے سے انکار کیا اور ہتھیار پہن لیے اور حلف اٹھایا کہ جب تک حضرت عثمانؓ انہیں معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر نہ کریں وہ انہیں کوفہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور انہوں نے الجرعة[1] مقام پر اجتماع کیا۔

اور اس روز اشتر نخعی نے کہا' خدا کی قسم جب تک ہم نے اپنی تلواریں اٹھائی ہوئی ہیں وہ کوفہ میں ہمارے پاس نہ آ سکیں گے اور حضرت سعیدؓ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رک گئے اور انہوں نے آپ کو روکنے کا عزم صمیم کر لیا اور اس روز کوفہ کی مسجد میں حذیفہ' ابومسعود اور عقبہ بن عمرو اکٹھے ہوئے اور ابومسعود کہنے لگے' خدا کی قسم جب تک خونریزی نہ ہو حضرت سعید بن العاصؓ واپس نہیں جائیں گے اور حذیفہ کہنے لگے' خدا کی قسم وہ ضرور واپس چلے جائیں گے اور کوفہ میں پچھنے لگانے کے اوزار سے جو خون نکلتا ہے وہ بھی نہیں ہو گا اور جو کچھ میں آج جانتا ہوں مجھے اس وقت بھی معلوم تھا جب محمد ﷺ زندہ موجود تھے' حاصل کلام یہ کہ حضرت ابوسعید

[1] الجرعة: قادسیہ کے نزدیک ایک بلند مقام ہے۔

Marfat.com

رضی اللہ عنہ مدینہ واپس چلے گئے اور فتنہ کو شکست دے دی' اہل کوفہ کو اس بات نے حیران کر دیا' انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کر دیں پس حضرت عثمانؓ نے ان کے عذر کو دور کرنے اور ان کے شبہات کا ازالہ کرنے اور ان کے بہانوں کا خاتمہ کرنے کے لیے ان کی بات مان لی۔

سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عداوت پر احزاب کے متحد ہو جانے کا باعث یہ ہے کہ ایک شخص جسے عبداللہ بن سبا کہا جاتا تھا اور وہ یہودی تھا اس نے اسلام کا اظہار کیا اور مصر چلا گیا اس نے کچھ لوگوں کے ساتھ دوسروں سے چھپا کر کچھ کلام کیا جسے اس نے خود گھڑا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ وہ کسی آدمی سے کہے گا کہ کیا یہ ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنقریب اس دنیا کی طرف دوبارہ واپس آئیں گے؟ وہ آدمی کہے گا' ہاں! تو وہ اسے کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے افضل ہیں' پس تو ان کے دوبارہ دنیا کی طرف واپس آنے سے کیوں انکار کرتا ہے حالانکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بلند رتبہ ہیں' پھر وہ کہنے لگا کہ آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو وصی مقرر کیا ہے' پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور حضرت علیؓ خاتم الاوصیاء ہیں' پھر وہ کہنے لگا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت امارت کے زیادہ حق دار ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی ولایت میں زیادتی کرنے والے ہیں جو انہیں نہیں کرنی چاہیے' پس انہوں نے آپ پر عیب لگائے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اظہار کیا اور بہت سے مصری اس کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے اور انہوں نے اہل کوفہ اور اہل بصرہ کی عوامی جماعتوں کی طرف خطوط لکھے اور وہ اس بارے میں ان کے مددگار بن گئے اور اس کے متعلق ایک دوسرے سے خط و کتابت کی اور باہم وعدے کیے کہ وہ حضرت عثمانؓ پر عیب لگانے کے بارے میں متفق ہو جائیں اور انہوں نے آپ کی طرف آپ سے مناظرہ کرنے اور آپ کو بتانے کے لیے آدمی بھیجا کہ وہ ان سے اپنے قرابت داروں اور رشتہ داروں کو حاکم بنانے اور صحابہؓ کے معزول کرنے کی وجہ سے ناراض ہیں' اس بات نے بہت سے لوگوں کے دلوں پر اثر کیا' حضرت عثمانؓ نے اپنے نائبین کو شہروں سے اکٹھا کیا اور ان سے مشورہ لیا اور انہوں نے آپ کو وہ مشورہ دیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

واقدی نے عبداللہ بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ جب ۳۴ھ کا سال آیا تو لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف بہت باتیں کیں اور آپ پر ایسے گھناؤنے الزامات لگائے کہ کسی پر ایسے الزامات نہیں لگائے گئے اور لوگوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے گفتگو کی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس جائیں۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر ان سے کہا۔ لوگ میرے پیچھے ہیں اور انہوں نے آپ کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی ہے اور قسم بخدا' مجھے معلوم نہیں کہ میں آپ سے کیا کہوں اور مجھے کوئی ایسی بات معلوم نہیں جس سے آپ ناواقف ہوں اور نہ میں آپ کو کوئی ایسی بات بتا سکتا ہوں جسے آپ نہ جانتے ہوں' بلاشبہ جو ہمیں معلوم ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے ہم نے کسی چیز کی طرف آپ سے سبقت نہیں کی کہ ہم آپ کو اس کے متعلق بتائیں اور نہ ہم کسی چیز کو منفرد طور پر جانتے ہیں کہ اسے آپ تک پہنچائیں اور نہ ہم ایسے امور سے مخصوص ہیں جن کا ادراک آپ سے مخفی ہو' اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ان کی باتیں سنی ہیں اور ان کی صحبت اختیار کی ہے اور ان کی دامادی حاصل کی ہے۔ اور حضرت ابن ابی قحافہؓ آپ سے بہتر عمل حق کرنے والے نہیں اور نہ ہی حضرت ابن خطاب کسی نیکی میں آپ سے بہتر ہیں اور

Marfat.com

آپ رشتہ کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریبی ہیں اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کی دامادی [1] کا شرف حاصل کیا ہے جو ان دونوں حضرات کو حاصل نہیں اور نہ ان دونوں نے کسی چیز کی طرف آپ سے سبقت کی ہے' اور آپ کے دل میں اللہ ہی اللہ ہے' خدا کی قسم آپ اندھے پن سے نہیں دیکھتے اور نہ جہالت سے جانتے ہیں' بلاشبہ راستہ روشن اور واضح ہے اور دین کے نشان قائم ہیں' اے عثمانؓ! اس بات کو جان لیجیے کہ بندگانِ الٰہی میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل بندہ امام عادل ہے' جو ہدایت پر چلتا ہے اور سنت معلومہ کو قائم کرتا ہے اور بدعتِ معلومہ کو مٹاتا ہے' خدا کی قسم یہ سب باتیں واضح ہیں بلاشبہ سنن قائم ہیں جن کے اپنے نشان ہیں اور بدعات بھی قائم ہیں جن کے اپنے نشان ہیں اور اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے برا شخص ظالم امام ہے جو خود گمراہ ہوتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور سنتِ معلومہ کو مٹاتا اور بدعتِ متروکہ کو زندہ کرتا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے روز ظالم امام کو لایا جائے گا اور اس کے ساتھ کوئی مددگار اور عذر کرنے والا نہ ہوگا اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور وہ اس میں چکی کی طرح چکر لگائے گا اور جہنم کی سختی میں پھنس جائے گا' اور میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کی سطوت اور عذاب سے انتباہ کرتا ہوں' بلاشبہ اس کا عذاب سخت اور دردناک ہے اور آپ اس امت کے مقتول امام بننے سے بچیں۔ کہتے ہیں کہ اس امت میں ایک امام کو قتل کیا جائے گا اور پھر اس امت میں روز قیامت تک قتل وقتال کا دروازہ کھل جائے گا اور اس کے امور گڑبڑ ہو جائیں گے اور وہ ایسے گروہوں کو چھوڑیں گے جو باطل ہے حق کو نہ دیکھ سکیں گے اور اس میں موجیں ماریں گے اور اترائیں گے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ آپ ضرور وہ باتیں کریں گے جو آپ نے کی ہیں اور قسم بخدا! اگر آپ میری جگہ ہوتے تو نہ میں آپ سے سختی کرتا اور نہ آپ کو بے یار و مددگار چھوڑتا اور نہ آپ پر عیب لگاتا اور نہ ناواقف بن کر آتا' میں نے صلہ رحمی کی ہے اور حاجت براری کی ہے اور ضائع ہونے والے کو پناہ دی ہے اور میں نے ان لوگوں کی مانند حاکم مقرر کیے ہیں جنہیں حضرت عمرؓ حاکم مقرر کیا کرتے تھے' اے علیؓ میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ یہاں نہ تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا' آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں حاکم بنایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' آپ نے فرمایا' اگر میں نے ابن عامر کو رشتہ وقرابت کی وجہ سے والی بنایا ہے' تو تم مجھے ملامت کیوں کرتے ہو؟ حضرت علیؓ نے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں کہ حضرت عمرؓ جب کسی کو امیر بناتے تھے تو اس کے سوا نجہائے گوش پر سوار ہو جاتے تھے اور اگر انہیں اس کی کسی بات کا پتہ چل جاتا تو اس کو انتہائی سزا دیتے اور آپ ایسا نہیں کرتے آپ کمزور ہیں اور اپنے اقرباء سے نرمی کرتے ہیں حضرت عثمانؓ نے فرمایا' وہ آپ کے بھی اقرباء ہیں' حضرت علیؓ نے کہا' میری زندگی کی قسم' بلاشبہ وہ میرے قریبی رشتہ دار ہیں لیکن

---

[1] جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے سوا' حضرت نبی کریم ﷺ کی اور کوئی لڑکی نہ تھی وہ حضرت علیؓ کے اس فقرے پر غور کریں آپ خود اقرار کر رہے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کو رسول اللہ ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل ہے' نیز یہ کہ آپ ہر بات میں سابق ہیں اور جو باتیں ہمیں معلوم ہیں وہ سب باتیں آپ کو بھی معلوم ہیں۔ اللہ اللہ حضرت عثمانؓ کی کیا شان ہے کہ حضرت علیؓ جیسے قریبی لوگ آپ کی عظمت وجلالت شان کے معترف ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

احسان دوسروں میں ہے' حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام خلافت میں حضرت معاویہؓ کو امیر بنائے رکھا ہے' میں نے بھی انہیں امیر بنایا ہے' حضرت علیؓ نے کہا میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت معاویہؓ، حضرت عمرؓ سے ان کے غلام یرفاء سے بھی زیادہ ڈرتے تھے' آپ نے فرمایا' ہاں' حضرت علیؓ نے کہا بلاشبہ حضرت معاویہؓ آپ کے بغیر امور کا فیصلہ کر لیتے ہیں اور آپ بھی ان امور کو جانتے ہیں' پھر وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے' پھر وہ آپ کو اطلاع دیتے ہیں تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کرتے ہیں اور نہ ان پر غیرت کھاتے ہیں۔

پھر حضرت علیؓ آپ کے ہاں سے باہر چلے گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے پیچھے باہر نکلے اور منبر پر چڑھ کر وعظ و نصیحت کی اور انتباہ کیا اور ڈرایا دھمکایا اور گرجے برسے' اور اپنی تقریر میں کہا:

''آگاہ رہو! خدا کی قسم تم نے مجھ پر ان باتوں کا الزام لگایا ہے جن کا تم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اقرار کیا ہے لیکن انہوں نے تم کو اپنے پاؤں سے روندا اور اپنے ہاتھ سے مارا اور اپنی زبان سے تم کو ذلیل کیا اور تم نے با دل خواستہ ونخواستہ ان کی اطاعت کی' اور میں نے تم سے نرمی کی اور تم کو اپنے کاندھوں پر سوار کرالیا اور اپنی زبان اور ہاتھ کو تم سے روکا' اور تم میرے خلاف دلیر ہو گئے اور خدا کی قسم' ہم جماعت کے لحاظ سے زیادہ طاقتور مددگاروں کے لحاظ سے زیادہ قریب اور زیادہ تعداد اور لیاقت والے ہیں' اگر میں کہوں میرے پاس آؤ' تحقیق میں نے تمہارے ہمسروں کو تمہارے لیے تیار کیا ہے اور تم پر بہت احسان کیا ہے اور تمہارے لیے اپنے دانت نمایاں کیے ہیں اور تم نے مجھ سے ایسے خلق کا اظہار کیا ہے جسے میں اچھا نہیں سمجھتا اور ایسی گفتگو کی ہے جو میں نے کبھی نہیں کی' اپنے والیوں کے بارے میں اپنی زبانوں کو روکو اور اپنے اعتراضات اور عیب لگانے سے باز آ جاؤ' کیونکہ میں نے اس آدمی کو تم سے روکا ہے کہ اگر وہ تمہارا والی ہوتا تو تم میری اس گفتار کے بغیر ہی اس سے راضی ہو جاتے' آگاہ رہو! تمہارا کون سا حق ضائع ہوا ہے؟ خدا کی قسم میں نے اس چیز کے پہنچانے میں کوتاہی نہیں کی جو مجھ سے پہلے پہنچایا کرتے تھے''۔

پھر آپ نے اس مال کے بارے میں جو آپ اپنے اقرباء کو دیتے تھے' عذر بیان کیا کہ وہ آپ کے زائد مال میں سے ہے پس مروان بن الحکم نے کھڑے ہو کر کہا' خدا کی قسم اگر تم چاہو تو ہم اپنے اور تمہارے درمیان تلوار کو حکم بنا لیتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اور تم شاعر کے اس شعر کے مصداق ہیں۔

''ہم نے تمہارے لیے اپنی عزتوں کو بچھا دیا اور تمہاری پیدائش کی جگہیں تمہیں راس نہ آئیں اور تم مٹی کی روڑی میں تعمیر کرتے ہو''۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا' خاموش ہو جا' تو خاموش نہ ہو' مجھے اور میرے اصحاب کو چھوڑ دو' اس موقع پر تمہارے بولنے کی ضرورت نہیں کیا میں نے تجھے پہلے نہیں کہا کہ تو نہ بولنا' پس مروان خاموش ہو گیا اور حضرت عثمانؓ منبر سے اتر آئے۔

سیف بن عمر اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہؓ نے شام جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عثمانؓ سے

Marfat.com

آپ کو الوداع کہا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ شام جانے کی پیشکش کی کہ وہاں بہت زیادہ لوگ ہیں جو امراء کے فرمانبردار ہیں' آپ نے فرمایا کہ میں جوار رسول کے سوا کوئی جگہ پسند نہیں کرتا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا' کیا میں آپ کے لیے شام سے فوج تیار کروں جو آپ کے پاس رہے اور آپ کی مدد کرے؟ آپ نے فرمایا' مجھے خدشہ ہے کہ میں ان کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے شہر اور آپ کے انصار و مہاجرین صحابہ کو تنگ کر دوں گا' حضرت معاویہؓ نے کہا' خدا کی قسم وہ آپ کو ضرور دھوکے سے قتل کر دیں گے۔ یا کہا کہ ضرور جنگ کریں گے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے' پھر حضرت معاویہؓ تلوار لگائے ہوئے اور ہاتھ میں کمان پکڑے ہوئے حضرت عثمانؓ کے پاس سے چلے گئے اور انصار و مہاجرین کے سرداروں کے پاس سے گزرے جن میں حضرت علی بن ابی طالب' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے' آپ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور اپنی کمان پر ٹیک لگائی اور بلیغ گفتگو کی جو حضرت عثمانؓ بن عفان کے متعلق وصیتوں اور آپ کو' آپ کے دشمنوں کے سپرد کرنے کے متعلق انتباہ پر مشتمل تھی' پھر آپ واپس چلے گئے' حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے آج کے دن سے بڑھ کر انہیں بارعب نہیں دیکھا' اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنی اس آمد مدینہ میں ہی بات کو بھانپ لیا تھا کیونکہ آپ نے اس سال حج کے اجتماع میں ایک حدی خوان کو رجز پڑھتے سنا تھا وہ کہہ رہا تھا۔

''لاغر سواریوں اور پتلی کمانوں کو معلوم ہے کہ آپ کے بعد حضرت علیؓ امیر ہوں گے اور حضرت زبیرؓ کے جانشین ہونے کے بارے میں راضی ہوں گے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ محافظ ان کے دوست ہوں گے''۔

جب حضرت معاویہؓ نے اس رجز کو سنا تو یہ بات آپ کے دل میں بیٹھ گئی اور پھر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا جس کا ذکر ہم اس کی جگہ پر کریں گے ان شاء اللہ' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال میں حضرت ابو عبس بن جبیرؓ نے مدینہ میں وفات پائی' آپ بدری تھے نیز حضرت مسطح بن اثاثہؓ اور حضرت غافل بن البکیرؓ نے بھی وفات پائی نیز اس سال حضرت عثمان بن عفانؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔

Marfat.com

۳۵ھ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

آپ کی شہادت کا باعث یہ ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو مصر سے معزول کیا تو حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا نیز یہ باعث بھی ہوا کہ مصری خوارج حضرت عمرو بن العاصؓ سے دبے ہوئے تھے اور خلیفہ اور امیر کے متعلق بری بات کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے پس مسلسل ان کی یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس ان کی شکایت کی کہ ان کو معزول کر کے ان پر ایسے آدمی کو امیر مقرر کریں جو ان سے زیادہ نرم مزاج ہو اور وہ مسلسل شکایات کرتے رہے حتیٰ کہ آپ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو جنگ سے معزول کر دیا اور نماز پر قائم رہنے دیا اور جنگ اور خراج پر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا' پھر انہوں نے دونوں کے پاس ایک دوسرے کی چغلیاں کر کے ان کا جھگڑا کرا دیا حتیٰ کہ دونوں کے درمیان بدکلامی ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے پیغام بھیج کر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کی تمام عملداری اور اس کے خراج اور جنگ اور نماز پر امیر مقرر کر دیا اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ اس شخص کے پاس قیام کرنے میں آپ کے لیے کوئی بھلائی نہیں جو آپ کو پسند نہیں کرتا' آپ میرے پاس آ جائیے۔ پس حضرت عمرو بن العاصؓ مدینہ منتقل ہو گئے اور ان کے دل میں حضرت عثمانؓ کے بارے میں بڑا رنج اور شر تھا اور جو بات ان کے دل میں تھی اس کے مطابق انہوں نے حضرت عثمانؓ سے گفتگو کی اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عثمانؓ پر اپنے باپ کو فضیلت دی نیز یہ کہ وہ آپ سے معزز تھا حضرت عثمانؓ نے انہیں کہا' اس بات کو چھوڑیئے' یہ جاہلیت کی باتوں میں سے ایک ہے اور حضرت عمرو بن العاص' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی عداوت پر لوگوں کو متحد کرنے لگے اور مصر میں ایک جماعت تھی جو حضرت عثمانؓ سے بغض رکھتی تھی اور آپ کے بارے میں بدکلامی کرتی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو معزول کر کے ان سے کم تر لوگوں کو' یا جو ان کے نزدیک امارت کے اہل نہ تھے' ان کو امیر مقرر کرنے پر آپ کو ملامت کرتی تھی اور حضرت عمرو بن العاص کے بعد اہل مصر نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو پسند نہ کیا اور حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ کر اہل مغرب سے جنگ کرنے اور بربر اندلس اور افریقہ کے ممالک کو فتح کرنے میں مصروف ہو گئے اور صحابہؓ کے بیٹوں میں سے ایک گروہ مصر میں پیدا ہوا جو لوگوں کو ان سے جنگ کرنے اور ان پر الزام لگانے میں متحد کرتا تھا اور اس کے سب سے بڑے ذمہ دار محمد بن ابوبکر اور محمد بن ابوحذیفہ تھے حتیٰ کہ ان دونوں نے تقریباً چھ سو سواروں کو ماہ رجب میں عمرہ کرنے والوں کے لباس میں مدینہ جانے کے لیے جمع کر لیا تاکہ وہ حضرت عثمانؓ پر الزام لگائیں' پس وہ چار ٹولیوں میں مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سب کی باگ ڈور عمرو بن بدیل بن ورقاء خزاعی' عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی' کنانہ بن بشر تحیبی' اور سودان بن حمران سکونی کے سپرد تھی' محمد بن ابوبکر بھی ان کے ساتھ آئے اور محمد بن ابوحذیفہ مصر میں ٹھہر کر لوگوں کو اکٹھا کرنے لگا اور ان کی مدافعت کرنے لگا۔

Marfat.com

اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر بتایا کہ یہ لوگ عمرہ کرنے والوں کے لباس میں آپ پر الزام لگانے کے لیے مدینہ آ رہے ہیں' اور جب یہ لوگ مدینہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عثمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ ان کو مدینہ میں داخل ہونے سے قبل ان کے شہروں کی طرف واپس کر دیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے لوگوں کو ان کے پاس جانے پر آمادہ کیا تو حضرت علیؓ اس کام کے لیے تیار ہوئے تو آپ نے ان کو بھیج دیا اور آپ کے ساتھ اشراف کی ایک جماعت بھی گئی نیز آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔ حضرت علی نے حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے کہا تو انہوں نے آپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا' جس پر حضرت عثمان نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے پر آمادہ کریں مگر حضرت عمارؓ نے بالکل انکار کر دیا اور بڑی سختی کے ساتھ جانے سے رک گئے' پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک بات کی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے ان کی تادیب کی تھی اور آپ کو مارا بھی تھا اس لیے یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرتے تھے اور اس کارروائی کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمارؓ نے عباس بن عتبہ بن ابی لہب کو گالی دی تھی' پس حضرت عثمانؓ نے ان دونوں کی تادیب کی' اس وجہ سے حضرت عمارؓ ان سے سختی کرنے لگے اور لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکانے لگے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے آپ کو اس بات سے روکا اور ملامت کی' مگر وہ اس سے باز نہ آئے اور نہ رجوع کیا سو حضرت علیؓ بن ابی طالب جحفہ میں ان کے پاس گئے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتے تھے' پس آپ نے ان کو جواب دیا اور زجر و توبیخ کی اور برا بھلا کہا' تو وہ ملامت سے شرمندہ ہو کر کہنے لگے' اس شخص کی وجہ سے تم امیر سے جنگ کرتے ہو اور اس کے خلاف حجت پکڑتے ہو' کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں ان سے مناظرہ کیا اور ان سے پوچھا کہ وہ آپ پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں انہوں نے کچھ باتوں کا ذکر کیا جن میں یہ باتیں بھی شامل تھیں کہ آپ نے رکھ کر روکا ہے۔ اور مصاحف کو جلایا ہے اور پوری نماز پڑھی ہے اور نوعمر لوگوں کو حکومتیں دی ہیں اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیا ہے اور بنوامیہ کو لوگوں سے زیادہ دیا ہے' حضرت علیؓ نے ان باتوں کا جواب دیا کہ رکھ کو آپ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے روکا ہے تاکہ وہ فربہ ہو جائیں اور آپ نے اسے اپنے اونٹوں اور بکریوں کے لیے نہیں روکا اور حضرت عمرؓ نے بھی آپ سے پہلے اسے روکا تھا اور مصاحف کو آپ نے اختلاف ہو جانے کی وجہ سے جلایا ہے اور متفق علیہ مصحف کو لوگوں کے لیے باقی رکھا ہے' جیسا کہ آخری پیشکش سے ثابت ہے' اور آپ نے مکہ میں پوری نماز اس لیے پڑھی ہے کہ وہاں آپ نے شادی کی ہوئی ہے اور چونکہ آپ نے وہاں قیام کی نیت کر لی تھی اس لیے پوری نماز پڑھی ہے' رہی یہ بات کہ آپ نے نوعمروں کو حکمران بنا دیا ہے سو واضح ہو کہ آپ نے بے عیب اور عادل آدمیوں کو حکمران بنایا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو بیس سال کی عمر میں مکہ کا امیر بنایا تھا اور حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھی امیر بنایا اور لوگوں نے آپ کی امارت پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا وہ امارت کے اہل ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ وہ بنی امیہ کو ترجیح دیتے ہیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کو لوگوں پر ترجیح دیتے تھے اور قسم بخدا اگر جنت کی چابی میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں بنی امیہ کو اس میں داخل کر دیتا۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمارؓ اور محمد بن ابوبکرؓ کے بارے میں بھی آپ پر عتاب کیا تو حضرت عثمانؓ نے اس کے متعلق

Marfat.com

اپنا عذر بیان کیا نیز یہ کہ آپ نے ان دونوں کو واجبی سزا دی ہے اور انہوں نے الحکم بن العاص کو پناہ دینے پر بھی آپ پر عتاب کیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا' پس آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا پھر واپس بلا لیا تھا پھر اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کیا تھا پھر واپس بلا لیا تھا' روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں یہ ساری تقریر کی اور آپ ان سے گواہی لینے لگے اور وہ آپ کے حق میں شہادت دینے لگے اور روایت ہے کہ انہوں نے اپنے میں سے ایک جماعت کو بھیجا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس تقریر میں موجود تھی' پس جب ٹھیک ٹھاک عذر خواہی ہوگئی اور ان کے اعتراضات دور ہو گئے اور ان کا کوئی شبہ باقی نہ رہا' تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی تادیب کا مشورہ دیا مگر آپ نے ان سے درگذر کیا اور ان کو ان کی قوم کی طرف واپس کر دیا اور وہ جہاں سے آئے تھے ناکام و نامراد واپس چلے گئے اور انہیں اپنے مقصد میں کچھ بھی کامیابی نہ ہوئی اور حضرت علی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس واپس آ گئے اور ان کے آپ کو چھوڑ کر چلے جانے کے متعلق بتایا نیز جو باتیں ان سے آپ کے متعلق سنی تھیں وہ بھی بتائیں' نیز حضرت علی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو مشورہ دیا کہ وہ لوگوں میں ایک تقریر کریں جس میں اپنے بعض اقارب کو ترجیح دینے کے بارے میں ان سے معذرت کریں اور انہیں اس بات پر گواہ بنائیں کہ انہوں نے اس بات سے توبہ کر لی ہے اور آپ سے پہلے شیخین کی جو سیرت تھی اس پر ہمیشہ چلنے کی طرف رجوع کر لیا ہے اور وہ پہلی چھ سالہ مدت کے طریق پر قائم رہیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نصیحت کو سنا اور سمع و اطاعت سے اس کا سامنا کیا اور جب جمعہ کا دن آیا اور آپ نے لوگوں سے خطاب کیا تو آپ نے خطبہ کے دوران اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں' اے اللہ جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے میں اس پر سب سے پہلے توبہ کرتا ہوں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور سب مسلمان بھی رو پڑے اور لوگوں کو اپنے امام پر بہت رحم آیا اور حضرت عثمانؓ نے اس بارے میں لوگوں کو اپنے پر گواہ بنایا اور یہ کہ انہوں نے شیخین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کو اپنا لیا ہے اور اپنے دروازے کو اپنے پاس آنے والوں کے لیے کھول دیا ہے اور کسی کو اس سے روکا نہیں جائے گا اور پھر منبر سے اتر کر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے گھر چلے گئے اور جو شخص کسی ضرورت یا سوال کے لیے امیر المومنین کے پاس جانا چاہتا تھا اسے مدت تک اس سے روکا نہ جاتا تھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ علی بن عمر نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ مصریوں کے واپس چلے جانے کے بعد پھر حضرت علی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر آپ سے کہا' آپ ایسی گفتگو کرتے ہیں جسے لوگ آپ سے سنتے ہیں اور آپ پر گواہی دیتے ہیں اور آپ کے دل میں جو میلان اور انابت پائی جاتی ہے اس پر اللہ گواہی دیتا ہے' بلاشبہ شہر آپ سے باغی ہو گئے ہیں اور میں دوسرے لوگوں کے قافلے سے مطمئن نہیں جو کوفہ سے آتے ہوں گے اور آپ کہیں گے اے علیؓ! ان کے پاس جاؤ' اور دوسرے لوگوں کا قافلہ بصرے سے آئے گا تو آپ کہیں گے اے علیؓ ان کے پاس جاؤ' اگر میں نہ جاؤں تو میں آپ کے رشتہ کو قطع کروں گا اور آپ کے حق کا استخفاف کروں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمانؓ باہر گئے اور وہ خطبہ دیا جس میں لوگوں کو اپنی توبہ و انابت کے متعلق بتایا' اور کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا' خدا کی قسم جس شخص نے جو عیب لگایا ہے میں اس سے ناواقف نہیں

Marfat.com

اور جو کچھ میں نے کیا ہے میں اس سے واقف ہوں لیکن میری ہدایت پر برقراری جاتی رہی' لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ جو لغزش کھا جائے وہ توبہ کرے اور جو غلطی کرے وہ بھی توبہ کرے اور ہلاکت پر اصرار نہ کرے' بلاشبہ جو شخص ظلم پر اصرار کرے گا وہ راہ حق سے بہت دور ہوگا۔ اور میں نصیحت حاصل کرنے والا پہلا شخص ہوں اور جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں پس میرے جیسا شخص انابت اور رجوع کرتا ہے اور جب میں منبر سے نیچے اتروں تو تمہارے اشراف میرے پاس آئیں' خدا کی قسم میں ضرور ایک غلام کی طرح ہوں گا کہ اگر وہ مملوک ہو تو صبر کرتا ہے اور اگر آزاد ہو تو شکر کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی جائے فرار نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کو آپ پر ترس آ گیا اور وہ رو پڑے اور حضرت سعید بن زید نے آپ کے پاس جا کر کہا' یا امیر المومنین آپ کے دل میں اللہ ہی اللہ ہے آپ نے جو بات کی ہے اسے پورا کیجیے اور حضرت عثمانؓ اپنے گھر واپس گئے تو آپ نے وہاں بڑے بڑے لوگوں کو موجود پایا اور مروان بن الحکم نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا امیر المومنین میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت نائلہ نے پردے کے پیچھے سے کہا' آپ خاموش رہیے' خدا کی قسم وہ حضرت عثمانؓ سے جنگ کرنے والے ہیں اور آپ نے ایک بات کی ہے جس سے باز نہیں آنا چاہیے' مروان نے حضرت نائلہ سے کہا آپ کو اس سے کیا واسطہ' خدا کی قسم تمہارا باپ مرا تو وہ اچھی طرح وضو بھی نہ کر سکتا تھا' حضرت نائلہ نے مروان سے کہا' آباء کے ذکر کو چھوڑیے اور حضرت نائلہ نے اس کے باپ الحکم کو برا بھلا کہا تو مروان نے حضرت نائلہ سے اعراض کیا اور حضرت عثمانؓ سے کہنے لگا یا امیر المومنین میں بات کروں یا خاموش رہوں' حضرت عثمانؓ نے اسے کہا' بات کرو' تو مروان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں چاہتا ہوں کہ آپ کی یہ گفتگو ہوتی اور آپ محفوظ و مضبوط ہوتے اور میں اس گفتگو کو پسند کرنے والا اور مدد دینے والا پہلا شخص ہوتا لیکن آپ نے جو بات کی ہے وہ اس وقت کی ہے جب پانی سر سے گزر گیا ہے اور ذلیل شخص کو ذلیل کام دے دیا گیا ہے اور قسم بخدا اس غلطی پر قائم رہنا جس سے بخشش مانگی جائے' اس توبہ سے بہتر ہے جس کے متعلق خدشہ ہو' پس اگر آپ چاہتے ہیں تو توبہ کا پختہ عزم کر لیجیے اور ہمارے لیے غلطی پر قائم نہ رہیے' اور آپ کے دروازے پر پہاڑوں جیسے لوگ جمع ہو چکے ہیں' حضرت عثمانؓ نے کہا' کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کے پاس جا کر ان سے بات کرو' کیونکہ میں ان سے بات کرتے شرم محسوس کرتا ہوں' مروان دروازے کی طرف گیا اور لوگ بھیڑ کیے ہوئے تھے' اس نے کہا' تمہارا کیا معاملہ ہے یوں معلوم ہوتا ہے تم لوٹ مار کرنے آئے ہو' چہرے بدشکل ہو گئے ہیں ہر انسان اپنے ساتھی کا کان پکڑنے والا ہے' سوائے اس کے کہ میں چاہوں تم ہمارے ہاتھوں سے ہماری حکومت چھیننے آئے ہو' ہمارے پاس سے چلے جاؤ' خدا کی قسم اگر تم نے ہمارا ارادہ کیا تو تم کو ایسے کام کا عادی بنایا جائے گا جو تم کو تکلیف دے گا اور تم اس کے انجام کی تعریف نہیں کرو گے' اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ' خدا کی قسم ہمارے پاس جو کچھ ہے ہم اس کے بارے میں مغلوب ہونے والے نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے ایک شخص نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا تو حضرت علیؓ غصے کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہنے لگے' کیا آپ مروان سے راضی نہیں ہوئے اور وہ بھی آپ کو آپ کے دین اور عقل سے برگشتہ کیے بغیر آپ سے راضی نہ ہوگا اور آپ کی مثال پالکی والے اونٹ کی سی ہے جسے جہاں چلایا جائے وہیں چلنے لگتا ہے' خدا کی قسم' مروان اپنے اور اپنے دین کے متعلق عقل مندی اختیار کرنے والا شخص نہیں اور قسم بخدا

Marfat.com

میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ عنقریب آپ کو داخل کر دے گا پھر آپ کو واپس نہیں لائے گا اور آج کے بعد میں آپ کو ملامت کرنے کے لیے دوبارہ نہیں آؤں گا' آپ نے اپنی رعیت کو برباد کر دیا ہے اور اپنے معاملے پر غالب آ گئے ہیں' اور جب حضرت علیؓ باہر چلے گئے تو حضرت نائلہ نے حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہا' میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ آپ نے فرمایا' بات کرو' حضرت نائلہ کہنے لگیں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات سنی ہے وہ بار بار آپ کے پاس نہیں آئیں گے' مروان نے آپ سے جو بات منوائی تھی منوالی ہے' آپ نے کہا میں کیا کروں؟ حضرت نائلہ نے کہا' خدائے وحدہ' لاشریک سے ڈریئے اور اپنے سے پہلے صاحبین کی سنت کی اتباع کیجیے' بلاشبہ جب آپ مروان کی مانیں گے تو وہ آپ کو قتل کر دے گا' اور مروان کی اللہ کے ہاں کوئی قدر نہیں اور نہ اسے اللہ سے محبت ہے اور نہ اسے اس کا کوئی خوف ہے' حضرت علیؓ کے پاس پیغام بھیج کر ان سے صلح کر لیجیے وہ آپ کے قرابت دار ہیں اور انکار بھی نہیں کریں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ میں واپس نہیں آؤں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نائلہ نے مروان کے بارے میں جو بات کی تھی' مروان کو اس کا پتہ چلا تو وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہنے لگا میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ فرمایا بات کرو' اس نے کہا نائلہ بنت الفرافصہ' حضرت عثمانؓ نے فرمایا اس کے متعلق ایک حرف بھی نہ بولنا' میں تمہارا چہرہ بگاڑ دوں گا' خدا کی قسم وہ تمہاری نسبت میری زیادہ خیر خواہ ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ مروان بات کرنے سے رُک گیا۔

مصر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پارٹیوں کے دوبارہ آنے کا بیان:

اہل امصار کو جب یہ اطلاع ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مروان کی وجہ سے حضرت عثمانؓ سے ناراض ہوئے ہیں اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ نے پہلی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور نہ صاحبین کی سیرت کو اختیار کیا ہے تو اہل مصر' اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے آپس میں خط و کتابت کی اور مدینہ میں رہنے والے صحابہ کی زبان سے اور حضرت علیؓ' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی زبانوں سے جھوٹے خطوط بنائے گئے کہ وہ لوگوں کو حضرت عثمانؓ سے جنگ کرنے اور دین کی مدد کرنے کی دعوت دیتے ہیں نیز یہ کہ یہ کام آج کا سب سے بڑا جہاد ہے' سیف بن عمر تمیمی نے محمدؒ' طلحہؒ' ابو حارثہ اور ابو عثمانؒ سے روایت کی ہے اور دیگر لوگوں نے بھی یہ بات بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ۳۵ھ کا شوال آیا تو اہل مصر چار ٹولیوں میں چار امراء کی سرکردگی میں نکلے' ان کی کم تعداد بیان کرنے والا ان کو چھ سو اور زیادہ تعداد بیان کرنے والا ایک ہزار قرار دیتا ہے' ان ٹولیوں کے لیڈر عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی' کنانہ بن بشر لیثی' سوذان بن حمران سکونی اور قتیرہ سکونی تھے اور سب لوگوں کا امیر الامراء غافقی بن حرب العکی تھا' لوگوں کے سامنے انہوں نے حجاج ہونے کا اظہار کیا اور ابن السوداء بھی ان کے ساتھ تھا۔ جو اصل میں ذمی تھا پھر اس نے اظہار اسلام کیا اور قولی اور فعلی بدعتیں پیدا کیں اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔ اور اہل کوفہ بھی اسی طرح تیاری کے ساتھ چار ٹولیوں میں نکلے اور ان کے امراء زید بن صوحان' اشتر نخعی' زیاد بن النضر الحارثی اور عبداللہ بن اصم تھے اور سب کا امیر عمرو بن اصم تھا' اور اسی طرح اہل بصرہ بھی تیاری کے ساتھ چار جھنڈوں کے ساتھ' حکیم بن جبلہ العبدی' بشر بن شریح بن ضبیعہ القیسی اور ذریح بن عباد العبدی کے ساتھ نکلے اور ان سب کا امیر حرقوص بن زہیر السعدی تھا اور اہل بصرہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کا مصمم ارادہ کیے ہوئے تھے اور ہر پارٹی کو یقین تھا کہ

Marfat.com

ان کی بات پوری ہوگی' پس ہر پارٹی اپنے اپنے شہر سے روانہ ہوگئی اور جیسا کہ انہوں نے اپنے خطوط میں ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا اس کے مطابق یہ لوگ مدینہ کے اردگرد ماہ شوال میں ایک دوسرے سے آ ملے' اور ان میں سے ایک پارٹی ذوخشب میں اور دوسری اعوص میں اور عام لوگ ذوالمروہ میں فروکش ہو گئے اور وہ اہل مدینہ سے خائف تھے' انہوں نے ایلچیوں اور جاسوسوں کو آگے بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ وہ حج کے لیے آئے ہیں' کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آئے اور اس والی سے اس کے بعض کارندوں کے متعلق معافی مانگیں اور یہ کہ ہم صرف اسی کام کے لیے آئے ہیں اور انھوں نے داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کی تو سب لوگوں نے ان کے دخول سے انکار کیا اور داخل ہونے سے روک دیا' سوانہوں نے جسارت کی اور مدینہ کے قریب ہو گئے اور مصریوں کی پارٹی حضرت علیؓ کے پاس آئی' اس وقت آپ اجار الزیت کے پاس ایک فوج میں موجود تھے اور باریک کپڑے کا حلہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور سرخ یمانی کپڑے کا عمامہ باندھے ہوئے تھے اور گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور قمیص پہنے ہوئے نہ تھے' اور جو مصری آپ کے پاس آئے آپ نے ان لوگوں کے بارے میں اپنے بیٹے حضرت حسن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا' پس مصریوں نے آپ کو سلام کہا' آپ نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر نکال دیا اور فرمایا: صالحین کو معلوم ہے کہ ذوالمروہ اور ذوخشب کی فوجوں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنت ہو چکی ہے' واپس چلے جاؤ' اللہ تمہاری صبح کو مبارک نہ کرے' انہوں نے کہا بہت اچھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں سے واپس چلے گئے' اور بصری حضرت طلحہؓ کے پاس آئے جو ایک دوسری فوج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں موجود تھے' اور آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجا۔ پس انہوں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر نکال دیا۔ اور انہیں وہی بات کہی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مصریوں سے کہی تھی اور اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کو جواب دیا' پس ہر پارٹی اپنی قوم کے پاس واپس آ گئی اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ اظہار کیا کہ وہ اپنے شہروں کو واپس جارہے ہیں اور کئی روز تک واپسی ہی چلتے رہے پھر مدینہ کی طرف واپسی کے لیے پلٹے اور ابھی تھوڑا عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اہل مدینہ نے تکبیر کی آوازیں اور اچانک ان لوگوں نے مدینہ پر چڑھائی کر کے اس کا گھیراؤ کر لیا اور ان کی اکثریت حضرت عثمان بن عفانؓ کے گھر کے پاس تھی اور وہ لوگوں سے کہنے لگے۔ جس نے اپنا ہاتھ روک لیا وہ امن میں ہوگا۔ پس لوگ رک گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور کئی روز تک اسی حالت میں رہے' اس کے باوجود لوگوں کو کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ کیا کرنے والے ہیں اور ان کے عزائم کیا ہیں' اس حالت میں بھی امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان اپنے گھر سے نکل کر لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے اور اہل مدینہ اور یہ دوسرے لوگ بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے' اور صحابہؓ ان لوگوں کے پاس جا کر ان کو زجر و توبیخ کرتے رہے اور ان کے واپس آنے پر ان کو ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے مصریوں سے کہا' اپنی رائے سے رجوع کرنے اور چلے جانے کے بعد تم کیوں واپس آئے ہو؟ انہوں نے کہا' ہمیں ایلچی کے پاس سے اپنے قتل کے بارے میں ایک خط ملا ہے' یہی بات بصریوں نے حضرت طلحہؓ سے اور کوفیوں نے حضرت زبیرؓ سے کہی' اور ہر شہر کے باشندوں نے کہا کہ ہم تو اپنے اصحاب کی مدد کے لیے آئے ہیں' صحابہ نے ان سے پوچھا تمہیں اپنے اصحاب سے اس بات کا کیسے پتہ چلا جب کہ تم الگ الگ ہو گئے تھے اور تمہارے درمیان کئی دن کا سفر تھا؟ یہ تمہاری ایک متفقہ بات ہے' وہ کہنے لگے' جو تم نے ارادہ کیا ہے وہ کرو' ہمیں اس شخص کی کوئی ضرورت نہیں' وہ ہم سے الگ

Marfat.com

ہو جائے اور ہم اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ ان کی مراد یہ تھی کہ اگر وہ خلافت سے دستبردار ہو جائے تو وہ اسے امن سے چھوڑ دیں گے۔ اور مصریوں نے بیان کیا کہ جب وہ اپنے شہر کو واپس ہوئے تو انہوں نے راستے میں ایک ایلچی کو چلتے پایا' انہوں نے اسے پکڑ کر اس کی تلاشی لی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس ایک چھاگل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زبان سے ایک خط ہے جس میں ان کی ایک پارٹی کے قتل کا اور دوسری پارٹی کے صلیب دینے کا اور تیسری پارٹی کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کا حکم ہے اور خط پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کی مہر ہے اور ایلچی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا اور آپ کے اونٹ پر تھا' اور جب وہ واپس آئے تو خط بھی لائے اور اسے لے کر لوگوں کے پاس گھومے پس لوگوں نے اس بارے میں امیر المومنین کے ساتھ گفتگو کی تو آپ نے فرمایا' میرے خلاف اس کے متعلق گواہی پیش کرو' وگرنہ قسم بخدا نہ میں نے خط لکھا ہے اور نہ لکھوایا ہے اور نہ مجھے اس کا کچھ پتہ ہے اور انگوٹھی جعلی طور پر بھی انگوٹھی کے مطابق بنائی جا سکتی ہے' پس صادقین نے اس بارے میں آپ کی تصدیق کی اور کاذبین نے آپ کی تکذیب کی' کہتے ہیں کہ مصریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ ابن ابی سرح کو ان سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو امیر مقرر کریں تو آپ نے ان کی بات مان لی' اور جب انہوں نے اس ایلچی کو دیکھا کہ اس کے پاس محمد بن ابی بکر کے قتل کے متعلق خط ہے تو وہ واپس آ گئے۔ اور ان کو آپ پر شدید غصہ آیا اور وہ خط لے کر لوگوں کے پاس گئے اور اس بات نے بہت سے لوگوں کے اذہان پر اثر کیا۔

اور ابن جریر نے محمد بن اسحٰق کے طریق سے اس کے چچا عبدالرحمٰن بن یسار سے روایت کی ہے کہ جس شخص کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے مصر کی طرف خط تھا' وہ ابوالاعور السلمی تھا' جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر سوار تھا' اور ابن جریر نے اس طریق سے بیان کیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مدینہ کے اطراف کی طرف لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کے لیے خطوط لکھے تا کہ وہ آپ سے جنگ کریں یہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایک افتراء ہے' ان کی جانب سے جھوٹے خط بنا کر لکھے گئے' جیسا کہ انہوں نے حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف سے جھوٹے خط لکھے تھے جن کا انہوں نے انکار کیا تھا' اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ جھوٹا خط بنایا گیا' نہ آپ نے اس کا حکم دیا اور نہ آپ کو اس کا علم تھا' اس تمام عرصے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلسل لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے حالانکہ وہ آپ کی نگاہ میں مٹی سے بھی حقیر تر تھے' ایک جمعہ کو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ کے ہاتھ میں وہ عصا بھی تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے دوران ٹیک لگایا کرتے تھے اور اسی طرح آپ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ٹیک لگایا کرتے تھے' ان لوگوں میں سے ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر آپ کو سب وشتم کیا اور آپ کو منبر سے اتار دیا اور اس روز لوگوں نے آپ کے بارے میں لالچ کیا جیسا کہ واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عصا پر جس پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے' ٹیک لگائے دیکھ رہا تھا کہ جہجاہ نے آپ سے کہا اے نعثل[1] اٹھ اور اس منبر

---

[1] نعثل: اس کے لفظی معنی تو بے وقوف بوڑھے کے ہیں' مگر اس دور میں ایک شخص بھی نعثل نام تھا جس کی داڑھی بہت بڑی تھی چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی بھی بڑی تھی اس لیے اس نے آپ کو اس سے تشبیہ دیتے ہوئے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

لے اتر جا اور عصا پکڑ کر اسے اپنے دائیں گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا اور اس کا ایک ٹکڑا گھٹنے میں داخل ہو گیا اور زخم باقی رہ گیا حتیٰ کہ اس کو کینسر ہو گیا اور میں نے اس میں کیڑے پڑے دیکھے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے اور انہوں نے آپ کو اٹھا لیا اور آپ نے عصا کے متعلق حکم دیا تو انہوں نے اسے باندھ دیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا' اس کے بعد آپ صرف ایک دو دفعہ باہر آئے یہاں تک کہ محصور ہو کر قتل ہو گئے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ احمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ادریس نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ نافع ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جو عصا تھا اسے جہجاہ غفاری نے پکڑ لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا اور اس جگہ پر کینسر ہو گیا۔

اور واقدی کا بیان ہے کہ ابن ابی الزناد نے موسیٰ بن عقبہ سے بحوالہ ابن ابی حبیبہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے ایک روز لوگوں سے خطاب کیا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا یا امیر المومنین آپ نے غرور و تکبر کیا ہے اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی کیا ہے' آپ توبہ کریں ہم آپ کے ساتھ توبہ کرتے ہیں' حضرت عثمانؓ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور اپنے ہاتھ اٹھائے' ابن ابی حبیبہ کا قول ہے کہ میں نے اس روز سے زیادہ کسی روز رونے والے اور رونے والی کو نہیں دیکھا اس کے بعد آپ نے لوگوں سے خطاب کیا تو جہجاہ غفاری نے آپ کے پاس آ کر چلا کر کہا اے عثمانؓ آگاہ رہیے یہ بوڑھی اونٹنی ہے ہم اس پر چوغہ اور طوق لائے ہیں' منبر سے اتر آیئے ہم آپ کو چوغہ میں لپیٹ کر طوق ڈال دیں گے اور آپ کو بوڑھی اونٹنی پر سوار کرا دیں گے پھر آپ کو جبل دخان میں پھینک دیں گے حضرت عثمانؓ نے کہا' اللہ تیرا بھلا نہ کرے اور جو کچھ تو لے کر آیا ہے اس کا بھی بھلا نہ کرے' پھر حضرت عثمانؓ منبر سے اتر آئے ابن ابی حبیبہ کا قول ہے کہ یہ آخری دن تھا جس میں میں نے آپ کو دیکھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابوبکر بن اسماعیل نے اپنے باپ سے بحوالہ عامر بن سعد مجھ سے بیان کیا کہ جس شخص نے سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے ساتھ بدکلامی کی جسارت کی وہ جبلہ بن عمرو الساعدی تھا۔ حضرت عثمانؓ اس کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا اور جبلہ کے ہاتھ میں طوق تھا' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ نے سلام کہا اور لوگوں نے سلام کا جواب دیا تو جبلہ نے کہا تم اسے سلام کا جواب کیوں دیتے ہو؟ یہ تو ایسا ویسا آدمی ہے' پھر حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہنے لگا' خدا کی قسم میں یہ طوق آپ کے گلے میں ڈال دوں گا یا آپ اپنے ان دوستوں کو چھوڑ دیں گے' حضرت عثمانؓ نے کہا کون سے دوست؟ خدا کی قسم میں لوگوں کو منتخب کرتا ہوں' اس نے کہا مروان کو آپ نے منتخب کیا ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے منتخب کیا ہے' حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز کو آپ نے منتخب کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو آپ نے منتخب کیا ہے' ان میں سے ایک کی خدمت میں قرآن نازل ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو مباح قرار دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمانؓ واپس چلے گئے اور لوگ مسلسل آج کے دن تک آپ کے خلاف جسارت کر رہے ہیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ محمد بن صالح نے عبیداللہ بن رافع بن نقاخہ سے بحوالہ عثمان بن شرید مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ جبلہ بن عمرو الساعدی کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنی حویلی کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس طوق بھی تھا' اس نے کہا

Marfat.com

اے نعثل خدا کی قسم میں آپ کو قتل کر دوں گا اور ایک خارش زدہ اونٹنی پر سوار کرا دوں گا اور آپ کو سیاہ سنگ آتشی زمین کی طرف نکال دوں گا پھر وہ دوسری بار حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ منبر پر بیٹھے تھے اس نے آپ کو منبر سے اتار دیا اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز نماز پڑھانے کے بعد منبر پر چڑھ گئے اور اسی طرح ان سے خطاب کیا اور اپنے خطاب میں فرمایا' اے غریب الوطنو! اللہ سے ڈرو' خدا کی قسم بلاشبہ اہل مدینہ کو اس کا علم ہے کہ تم محمد ﷺ کی زبان سے ملعون ہو چکے ہو پس خطا کو درست کام سے مٹا دو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ برائی کو اچھائی سے مٹا دیتا ہے' حضرت محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر کہا میں اس بات کا گواہ ہوں' حکیم بن جبلہ نے انہیں پکڑ کر بٹھا دیا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ بات تو کتاب میں موجود ہے پس دوسری جانب سے محمد بن ابی مریرہ نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو بٹھا دیا اور سب لوگوں نے حملہ کر دیا اور لوگوں کو سنگریزے مار مار کر انہیں مسجد سے باہر نکال دیا اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی سنگریزے مارے حتیٰ کہ آپ بے ہوش ہو کر منبر سے گر پڑے اور آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لے جایا گیا۔

اور مصریوں کو محمد بن ابی بکر' محمد بن جعفر اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے کے سوا اور کسی سے دلچسپی نہ تھی اور حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم لوگوں کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے اور آپ کے پاس اپنے غم کی اور لوگوں پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کی شکایت کرنے آئے' اس کے بعد وہ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور صحابہ کی ایک جماعت جن میں حضرت ابوہریرہ' حضرت ابن عمر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم شامل تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑنے کے لیے آئی' تو حضرت عثمانؓ نے ان کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان کو قسم دے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھیں اور پرسکون رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے فیصلہ کر دے۔

امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے محصور ہونے کا بیان:

جمعہ کے روز جو ہونا تھا ہوا اور حضرت عثمانؓ کے سر میں زخم آیا جب کہ وہ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لایا گیا اور حالات بگڑ گئے اور ان اجڈ اور بے وقوف لوگوں نے آپ کے بارے میں لالچ سے کام لیا اور آپ کو اپنے گھر میں رہنے پر مجبور کر کے آپ پر تنگی وارد کر دی اور آپ کا محاصرہ کر کے آپ کے گھر کا گھیراؤ کر لیا اور بہت سے صحابہؓ اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور صحابہؓ کے بیٹوں کی ایک جماعت اپنے آباء کے حکم سے آپ کے پاس آئی' جن میں حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم جو حویلی کے امیر تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شامل تھے' یہ لوگ آپ کی طرف سے جھگڑا کرنے لگے اور آپ کی حفاظت میں جنگ کرنے لگے کہ کوئی شخص آپ تک نہ پہنچ جائے اور بعض لوگوں نے آپ کو اس امید پر بے یار و مددگار چھوڑ دیا کہ انہوں نے جو مطالبات کیے ہیں آپ ان میں سے ایک کو مان لیں' انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ معزول ہو جائیں یا مروان بن الحکم کو ان کے سپرد کر دیں' مگر کسی کے دل میں یہ کھٹکا نہ تھا کہ خارجیوں کے دل میں قتل کی بات ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسجد میں آنا جانا بند ہو گیا اور آپ اس معاملہ کے آغاز میں بھی کم ہی باہر نکلتے تھے اور آخر میں آپ کا باہر نکلنا کلیتہً بند ہو گیا اور ان ایام میں غافقی بن حرب لوگوں کو نماز پڑھاتا تھا اور محاصرہ مسلسل ایک ماہ سے بھی زیادہ رہا اور بعض کا

Marfat.com

قول ہے کہ چالیس روز رہا حتیٰ کہ محاصرہ کے آخر میں آپ کو شہید کر دیا گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ جب محصور تھے تو ان ایام میں طلحہ بن عبید اللہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور صحیح بخاری میں[1] روایت ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح نماز پڑھاتے رہے اور حضرت سہل بن حنیفؓ نے بھی ان کو نماز پڑھائی اور حضرت علیؓ ان کو جمعہ پڑھاتے تھے اور بعد ازاں بھی آپ ہی انہیں نمازیں پڑھاتے رہے اور آپؓ نے لوگوں سے خطاب میں فرمایا کہ اس کے انجام میں کچھ باتیں ہوں گی اور جو معاملات ہوئے' ہم ان میں سے جو میسر آسکے ہیں انہیں ابھی بیان کریں گے۔ وباللہ المستعان

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ بہز نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ حصین نے بحوالہ عمرو بن جاوان ہم سے بیان کیا کہ احنف نے بیان کیا کہ ہم حج کے لیے روانہ ہوئے تو ہم مدینہ سے گذرے اور ابھی ہم اپنے گھر ہی میں تھے کہ ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں' میں اور میرا ساتھی گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد میں لوگ ایک جماعت کے پاس جمع ہیں' راوی بیان کرتا ہے' میں ان کے درمیان سے گذر کر ان کے پاس کھڑا ہو گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب' حضرت زبیر' حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی چلتے ہوئے آ گئے اور فرمایا یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں' پھر فرمایا حضرت زبیر بھی یہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں' پھر فرمایا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی یہاں موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں' پھر فرمایا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی یہاں موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا: میں اس خدا کے نام پر آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو فلاں شخص کا باڑہ خریدے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا تو میں نے اسے خرید لیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: میں نے اسے خرید لیا ہے' آپؐ نے فرمایا اسے ہماری مسجد میں دے دو اس کا اجر آپ کو ملے گا' انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیئر رومہ کون خریدے گا؟ تو میں نے اسے اس طرح خرید لیا اور پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا' میں نے بیئر رومہ کو خرید لیا ہے' آپؐ نے فرمایا اسے مسلمانوں کے پینے کے لیے دے دو اس کا اجر آپ کو ملے گا' انہوں نے جواب دیا ہاں آپ نے فرمایا' میں آپ لوگوں سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم جیش العسرۃ کو قوم کے چہروں کا اندازہ کیا اور فرمایا' جو ان لوگوں کو تیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا تو میں نے ان کو تیار کر دیا حتیٰ کہ ان کی نکیل اور باندھنے کی رسی گم نہ ہوئی' انہوں نے جواب دیا' بے شک' آپؓ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہ' اے اللہ! گواہ رہ' اے اللہ! گواہ رہ' پھر آپ واپس چلے گئے' نسائی نے اسے حصین کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور اچانک

---

[1] اصل مصری نسخہ الریاض النضرۃ اور تاریخ الخمیس میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا۔

Marfat.com

ایک شخص زرد چادر اوڑھے ہوئے آپ کے پاس آیا۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر القواریری نے مجھ سے بیان کیا کہ القاسم بن الحکم بن اوس انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعبادۃ الدرقی الانصاری نے جو اہل حدیبیہ میں سے تھے' زید بن اسلم سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنازہ گاہ میں محصور کیا گیا میں نے آپ کو دیکھا اور اگر کوئی پتھر پھینکا جاتا تو وہ کسی آدمی کے سر پر ہی پڑتا' میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کھڑکی سے جھانکتے دیکھا جو مقام جبریلؑ کے پاس ہے آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں حضرت طلحہؓ موجود ہیں؟ تو انہوں نے سکوت اختیار کیا' آپ نے پھر فرمایا کیا تم میں حضرت طلحہؓ موجود ہیں؟ تو انہوں نے سکوت اختیار کیا آپ نے پھر فرمایا کیا تم میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ تو حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کھڑے ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے انہیں فرمایا کیا میں آپ کو یہاں نہیں دیکھ رہا؟ میرا خیال نہیں تھا کہ آپ ان لوگوں کی جماعت میں شامل ہوں گے جو تین بار میری آواز کو آخر تک سنتی ہے اور پھر مجھے جواب نہیں دیتی؟ اے طلحہؓ! میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس دن کو یاد کریں جب میں اور آپ فلاں مقام پر حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور میرے اور آپ کے سوا آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص آپ کے ساتھ نہ تھا' انہوں نے کہا' ہاں آپ نے فرمایا' رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا تھا: اے طلحہؓ! ہر نبی کے ساتھ اس کے اصحاب میں سے اس کی امت میں سے ایک رفیق جنت میں اس کے ساتھ ہوگا اور یہ عثمان بن عفانؓ جنت میں میرا رفیق ہوگا' حضرت طلحہؓ نے کہا بے شک' پھر آپ واپس چلے گئے انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ محمد بن ابی بکر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن اسحٰق نے الجریری سے بحوالہ ثمامہ بن حزن القشیری ہم سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمانؓ شہید ہوئے میں الدار میں حاضر ہوا تو میں آپ کے پاس آیا' آپ نے فرمایا اپنے ان دو ساتھیوں کو میرے پاس بلا لاؤ جنہوں نے تم لوگوں کو میری عداوت پر متحد کیا ہے' ان دونوں کو آپ کے پاس بلایا گیا تو آپ نے فرمایا: میں تم دونوں سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مسجد لوگوں سے تنگ ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا اس قطعہ زمین کو اپنے خالص مال سے کون خریدے گا اور وہ اس میں مسلمانوں کی طرح حصہ دار ہوگا اور اسے جنت میں اس سے بہتر قطعہ زمین ملے گا؟ پس میں نے اس قطعہ زمین کو اپنے خالص مال سے خرید لیا اور اسے مسلمانوں کو دے دیا اور تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روکتے ہو' پھر فرمایا میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس میں بیر رومہ کے سوا کوئی کنواں نہ تھا جس سے آپ میٹھا پانی حاصل کرتے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے خالص مال سے کون خریدے گا اور اس میں اس کا ڈول بھی مسلمانوں کے ڈولوں کی طرح ہوگا اور اسے جنت میں اس سے بہتر کنواں ملے گا؟ پس میں نے اسے اپنے خالص مال سے خرید لیا اور تم مجھے اس سے پانی پینے سے بھی روکتے ہو' پھر فرمایا کیا تمہیں علم ہے کہ میں جیش العسرۃ کو تیار کرنے والا ہوں؟ انہوں نے جواب

Marfat.com

دیا بے شک ترمذی نے اسے عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی عباس الدوری اور کئی دوسرے لوگوں سے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے بحوالہ زیاد بن ایوب روایت کیا ہے اور ان سب نے سعید بن عامر سے عن یحییٰ بن ابی الحجاج المنقری عن ابی مسعود الجریری روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ القاسم یعنی ابن المغفل نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن مرۃ نے بحوالہ سالم بن ابی الجعد ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ آدمیوں کو بلایا جن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ قریش کو لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے اور بنو ہاشم کو دیگر قریش پر ترجیح دیا کرتے تھے؟ لوگوں نے سکوت اختیار کر لیا تو آپ نے فرمایا اگر میرے ہاتھ میں جنت کی چابیاں ہوتیں تو میں وہ بنی امیہ کو دے دیتا حتیٰ کہ وہ اپنے آخری آدمی تک داخل ہو جاتے اور آپ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا میں تم دونوں کو حضرت عمارؓ کے متعلق ایک بات نہ بتاؤں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آیا آپ میرا ہاتھ پکڑ کر بطحاء میں چلتے ہوئے ان کے ماں باپ کے پاس آئے جب کہ انہیں عذاب دیا جا رہا تھا ابو عمار نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا زمانہ ایسے ہی رہے گا؟ تو آپؐ نے اسے فرمایا صبر کرو پھر فرمایا اے اللہ آل یاسر کو بخش دے اور اسے بخش دیا گیا ہے۔ احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اصحاب کتب میں سے کسی نے اس کی تخریج نہیں کی۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ اسحٰق بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے معاویہ بن اسلم سے سنا کہ سلمہ عن مطرف عن نافع عن ابن عمرؓ بیان کرتے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے محصوری کی حالت میں اپنے اصحاب کی طرف جھانکا اور فرمایا تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کسی شخص کا خون تین باتوں میں سے ایک کے پایا جانے کی وجہ سے حلال ہو جاتا ہے اس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا ہو اس کی سزا رجم ہے یا عمداً قتل کیا ہو اس کی سزا قتل ہے یا اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو اس کی سزا قتل ہے قسم بخدا میں نے جاہلیت اور اسلام میں زنا نہیں کیا اور نہ میں نے کسی شخص کو قتل کیا ہے کہ اپنی جان سے اس کا قصاص دوں اور نہ میں نے مسلمان ہونے کے بعد ارتداد اختیار کیا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں نسائی نے اسے احمد بن الازہر سے بحوالہ اسحٰق بن سلیمان روایت کیا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے بحوالہ ابی امامہ بن سہل بن حنیف ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ جب الدار میں محصور تھے تو میں آپ کے ساتھ تھا اور جب ہم آپ کے پاس جاتے تو ہم چبوترے کی نالیوں کے اوپر سے گفتگو سنتے راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمانؓ ایک روز اپنے کسی کام کے لیے آئے تو ہمارے پاس بھی

Marfat.com

آ گئے اور غم اور گھبراہٹ کے باعث آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا آپ نے فرمایا' وہ مجھے ابھی قتل کرنے کی دھمکی دیتے ہیں' ہم نے کہا یا امیر المومنین اللہ ان کے مقابلہ میں آپ کو کافی ہوگا' آپ نے فرمایا' وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون تین باتوں میں سے ایک بات کے پایا جانے کی وجہ سے حلال ہو جاتا ہے' اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کیا ہو' یا شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا ہو یا کسی جان کو بلا وجہ قتل کیا ہو' اور قسم بخدا میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور نہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے میں نے کبھی اپنے دین کو بدلنے کی تمنا کی ہے اور نہ میں نے کسی جان کو قتل کیا ہے پھر وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟۔

اہل سنن اربعہ نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے بحوالہ یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے کہ مجھ سے ابو اسامہ نے بیان کیا ہے اور نسائی نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کا اضافہ کیا ہے کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم حضرت عثمانؓ کے ساتھ تھے اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور حماد بن سلمہ نے اسے بحوالہ یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور اسے مرفوع قرار دیا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ قطن نے ہم سے بیان کیا کہ یونس یعنی ابن ابی اسحٰق نے اپنے باپ سے بحوالہ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محصوری کی حالت میں محل سے جھانکا اور فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے یوم حراء کو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے' جب پہاڑ لرزا تو آپ نے اسے اپنا پاؤں مارا پھر فرمایا' اے حراء ٹھہر جا' تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور ایک شہید کھڑا ہے' اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' پھر آپ نے فرمایا میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو بیعت الرضوان کے دن دیکھا ہے کہ جب آپ نے مجھے مکہ کے مشرکین کے پاس بھیجا تو فرمایا۔ یہ میرا ہاتھ ہے۔ اور آپ نے اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر میری بیعت لی' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' پھر آپ نے فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے دیکھا ہے کہ جو شخص اس گھر کے ذریعے مسجد میں ہمارے لیے توسیع کرے گا' میں اس کے لیے جنت میں گھر بناؤں گا۔ پس میں نے اس گھر کو اپنے مال سے خرید لیا اور اس کے ذریعے مسجد کو وسیع کر دیا' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' پھر آپ نے فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے یوم جیش العسرۃ کو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ: آج کون مقبول خرچ کرتا ہے؟ پس میں نے اپنے مال سے نصف فوج کو تیار کر دیا' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا پھر آپ نے فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رومہ کے پانی کو مسافروں کے لیے فروخت ہوتے دیکھا ہے' پس میں نے اسے اپنے مال سے خرید لیا اور اسے مسافروں کے لیے مباح کر دیا تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' اور نسائی نے اسے عن عمران بن بکار عن خطاب بن عثمان عن عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحٰق عن ابیہ عن جدہ ابی اسحٰق السبیعی روایت کیا ہے۔

اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے دیکھا کہ شہروں کے ان باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا ہے اور آپ کو مسجد میں جانے سے روک دیا ہے تو آپ نے شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور بصرہ میں ابن ابی عامر کو اور اہالیان کوفہ کو

Marfat.com

خط لکھا جس میں ان سے مدد مانگی کہ وہ ایک فوج روانہ کریں جو ان لوگوں کو مدینہ سے باہر نکال دے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسلمہ بن حبیب کو بھیجا اور اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے بھی ایک ایک فوج روانہ کی اور جب ان لوگوں نے اپنی جانب فوجوں کی روانگی کے بارے میں سنا تو انہوں نے محاصرے میں سختی کر دی اور جب فوجیں مدینہ کے نزدیک پہنچیں تو انہیں خبر ملی کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو چکے ہیں جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اشتر نخعی کو بلایا اور حضرت عثمانؓ کے گھر کے روشندان میں آپ کے لیے تکیہ رکھ دیا گیا تو آپ نے لوگوں کی طرف جھانکا اور حضرت عثمانؓ نے اسے فرمایا اے اشتر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا ان کا آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ آپ از خود امارت سے معزول ہو جائیں یا جن لوگوں کو آپ نے مارا ہے یا کوڑے لگائے ہیں یا قید کیا ہے ان سے اپنی جان کا چھٹکارا حاصل کریں' یا وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ شہروں سے اپنے نائبین کو معزول کر دیں اور ان کو امیر مقرر کریں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں اور اگر وہ از خود معزول نہ ہوں تو مروان بن الحکم کو ان کے سپرد کر دیں جسے وہ مصر کی طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے جعلی خط لکھنے کی وجہ سے سزا دیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ڈر پیدا ہوا کہ اگر انہوں نے مروان کو ان کے سپرد کر دیا تو وہ اسے قتل کر دیں گے اور وہ ایک مسلمان کے قتل کا سبب بن جائیں گے حالانکہ اس نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ قتل کا مستحق ہو' اور جو بات انہوں نے کی تھی اس کی وجہ سے قصاص لینے سے عذر بیان کیا کیونکہ وہ کمزور بدن اور عمر رسیدہ شخص تھا۔ انہوں نے دوسرا مطالبہ آپ سے یہ کیا تھا کہ آپ از خود معزول ہو جائیں' اس کے جواب میں آپ نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کریں گے اور جو قمیص اللہ نے آپ کو پہنائی ہے اسے نہیں اتاریں گے اور محمد ﷺ کی امت کو ایک دوسرے پر حملہ کرتے نہیں چھوڑیں گے اور نہ ان بے وقوف لوگوں کو حاکم مقرر کریں گے جنہیں وہ پسند کرتے ہیں' اس طرح فتنہ وفساد پیدا ہوگا اور حالات بگڑ جائیں گے اور جیسے آپ نے خیال کیا ویسے ہی ہوا' امت میں بگاڑ پیدا ہو گیا اور فتنہ وفساد پیدا ہوا' نیز آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر میں تمہاری پسندیدگی کے مطابق امیر مقرر کروں اور تمہاری ناپسندیدگی پر اسے معزول کر دوں تو میری امارت کیا ہوئی؟ اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تم میرے بعد ایک دوسرے سے محبت نہیں کرو گے اور نہ کبھی اکٹھے نماز پڑھ سکو گے اور نہ میرے بعد کبھی دشمن سے اکٹھے ہو کر لڑو گے اور آپ نے درست فرمایا تھا۔

امام احمد کا بیان ہے کہ عبدالرحمن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن صالح نے ربیعہ بن یزید سے بحوالہ عبداللہ بن ابی قیس ہم سے بیان کیا کہ نعمان بن بشیر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عائشہؓ کے نام سے مجھے ایک خط لکھ کر دیا اور میں نے آپ کا خط حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تو حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عثمانؓ سے فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا پس اگر کوئی شخص اسے آپ سے اتارنا چاہے تو اسے نہ اتارنا یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔ نعمان بیان کرتے ہیں' میں نے کہا یا ام المومنین آپ نے اس حدیث کو بیان کیوں نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا' بیٹے قسم بخدا میں اسے بھول گئی تھی' اور ترمذی نے اسے لیث کی حدیث سے عن معاویہ بن صالح عن ربیعہ بن یزید عن عبداللہ بن عامر عن النعمان عن عائشہ روایت کیا ہے پھر کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے' اور ابن ماجہ نے اسے الفرج بن فضلہ

Marfat.com

کی حدیث سے عن ربیعہ بن یزید عن النعمان روایت کیا ہے اور عبداللہ بن عامر کو ساقط کر دیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ یحییٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ قیس نے ابی سہلہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعض اصحاب کو میرے پاس بلا لاؤ' میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا آپ کے عم زاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا' نہیں' حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں' میں نے کہا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا' ہاں' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا ایک طرف ہو جائیے اور آپ ان سے سرگوشی کرنے لگے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہونے لگا اور جب یوم الدار کا واقعہ ہوا اور آپ الدار میں محصور ہو گئے تو ہم نے کہا' یا امیر المومنین کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے اور اس پر مستقل مزاجی سے قائم ہوں' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور محمد بن عائذ دمشقی کا بیان ہے کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن لہیعہ نے بحوالہ یزید بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے ابوثور الفقیمی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس آیا اور ابھی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ میں باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ مصریوں کا وفد واپس آ گیا ہے' میں نے حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر انہیں بتایا تو آپ نے فرمایا تو نے انہیں کیسے پایا ہے؟ میں نے کہا میں نے ان کے چہروں پر شر دیکھا ہے اور ان کا لیڈر ابن عدیس بلوی ہے' پس ابن عدیس نے منبر رسول پر چڑھ کر انہیں جمعہ پڑھایا اور اپنے خطبہ میں حضرت عثمانؓ کے عیب بیان کیے' میں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہ باتیں بتائیں جو اس نے آپ کے بارے میں کہی تھیں تو آپ نے فرمایا قسم بخدا ابن عدیس نے جھوٹ بولا ہے اور اگر وہ بیان نہ کرتا تو میں بھی بیان نہ کرتا میں اسلام میں چار میں سے چوتھا آدمی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا ہے پھر وہ فوت ہو گئی تو آپ نے اپنی دوسری بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دیا اور میں نے جاہلیت اور اسلام میں زنا اور چوری نہیں کی اور جب سے میں مسلمان ہوا ہوں نہ میں نے تکلیف پہنچائی ہے اور نہ میں نے خواہش کی ہے اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا ہے اور جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا ہے اور اگر ایک جمعہ کو مجھے غلام نہیں ملا تو میں نے دوسرے جمعہ کو اسے جمع کر کے آزاد کیا ہے' اور یعقوب بن سفیان نے اسے عبداللہ بن ابی بکر سے بحوالہ ابن لہیعہ روایت کیا ہے نیز آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب کے ہاں دس باتوں کو پوشیدہ رکھا ہے پھر آپ نے ان کو بیان کیا۔

Marfat.com

باب:

محاصرہ کی حالت

ذوالقعدہ کے آخر سے لے کر ۸/ ذوالحجہ جمعہ کے روز تک مسلسل محاصرہ رہا' اس سے ایک روز قبل حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں سے جو انصار و مہاجرین میں سے الدار میں آپ کے پاس موجود تھے فرمایا' جو تقریباً سات سو تھے۔ جن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت حسینؓ' مروان' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور آپ کے بہت سے غلام بھی تھے اور اگر آپ ان کو چھوڑ دیتے تو یہ لوگ آپ کو بچاتے' آپ نے ان سے فرمایا جس پر میرا حق ہے میں اسے قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ کو روکے رکھے اور اپنے گھر کی طرف چلا جائے۔ اور آپ کے پاس بڑے بڑے صحابہؓ اور ان کے بیٹوں کا جم غفیر تھا اور آپ نے اپنے غلام سے فرمایا: جس نے اپنی تلوار کو میان میں رکھا وہ آزاد ہے۔ پس اندر سے جنگ سرد پڑ گئی اور باہر سے گرم ہو گئی اور معاملہ سخت ہو گیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ نے خواب میں ایک نظارہ دیکھا جو آپ کی اقتراب اجل پر دال تھا' پس آپ نے کیے گئے وعدہ کی امید پر اور رسول اللہ ﷺ کے شوق میں امر الٰہی کی فرمانبرداری اختیار کر لی تاکہ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں سے بہترین بیٹا بن جائیں جسے اس کے بھائی نے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا (میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے اور دوزخیوں میں سے ہو جائے اور یہ ظالموں کی جزا ہے) روایت ہے کہ جب انہوں نے خروج کا پختہ ارادہ کر لیا تو اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے پاس سے الدار میں سے نکلنے والے آخری شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما تھے' وہ بھی نکل گئے' اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اہل الدار کے امیر جنگ تھے اور موسیٰ بن عقبہ نے سالم یا نافع سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یوم الدار اور یوم نجرۃ الحروری کے سوا اپنے ہتھیار نہیں پہنے' ابو جعفر الداری نے عن ایوب السختیانی عن نافع عن ابن عمرؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ صبح کو لوگوں سے باتیں کرنے لگے آپ نے فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا ہے۔ اے عثمانؓ! ہمارے پاس افطاری کرنا۔ پس آپ نے صبح کو روزہ رکھا اور اسی روز قتل ہو گئے اور سیف بن عمر نے عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم سے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ کثیر بن الصلت نے حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین باہر نکل کر صحن میں بیٹھیے تاکہ لوگ آپ کے چہرے کو دیکھیں اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ باز رہیں گے' آپ نے مسکرا کر فرمایا اے کثیر میں نے گزشتہ شب خواب دیکھا ہے کہ گویا میں حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس گیا ہوں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے پاس ہیں آپ نے فرمایا: پس چلے جایئے آپ کل ہمارے پاس افطار کرنے والے ہیں' پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا خدا کی قسم کل کا سورج غروب نہیں ہو گا کہ میں اہل آخرت میں سے ہوں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت سعدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے ہتھیار اتار دیے اور حضرت عثمانؓ کے پاس آ گئے اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غلام ابوعلقمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن الصلت نے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمانؓ بن عفان شہید ہوئے اس روز آپ بھوسے پر سو گئے پھر بیدار

Marfat.com

ہوئے اور فرمایا' اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عثمانؓ نے موت کی تمنا کی ہے تو میں آپ لوگوں سے بات بیان کرتا' راوی بیان کرتا ہے ہم نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے' ہمیں بتایئے ہم وہ بات نہیں کریں گے جو لوگ کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میں نے اس خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا تم اس جمعہ کو ہمارے ساتھ شامل ہو گے۔ اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابو عبدالرحمٰن القرشی نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن تمیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن عمیر نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن الصلت نے مجھ سے بیان کیا کہ محصوری کی حالت میں' میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے فرمایا' اے کثیر مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ میں آج قتل ہو جاؤں گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یا امیر المومنین اللہ آپ کو آپ کے دشمن پر فتح دے گا آپ نے پھر مجھے یہی بات کہی تو میں نے کہا' کیا آپ کے لیے آج کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے؟ یا آپ سے کوئی بات بیان کی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا میں گزشتہ شب بیدار رہا ہوں' جب سحر کا وقت ہوا تو میں بھوسے پر سو گیا تو میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' رسول اللہ ﷺ مجھے فرما رہے ہیں' اے عثمانؓ ہم سے آ ملنا اور ہم سے نہ رکنا ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اسی روز قتل ہو گئے' ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ اسحاق بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے عن فرج بن فضالہ عن مروان بن ابی امیہ عن عبداللہ بن سلام ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے آیا اس وقت آپ محصور تھے' میں آپ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا خوش آمدید میرے بھائی' میں نے آج شب اس کھڑکی میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے' راوی بیان کرتا ہے۔ وہ کھڑکی گھر میں تھی۔ آپ نے فرمایا اے عثمانؓ! انہوں نے آپ کا محاصرہ کر لیا ہے' میں نے کہا' ہاں' آپ نے فرمایا انہوں نے آپ کو پیاسا رکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں' تو آپ نے ایک ڈول لٹکایا جس میں پانی تھا میں پی کر سیر ہو گیا حتیٰ کہ میں اس کی ٹھنڈک کو اپنی چھاتی اور کندھوں کے درمیان پاتا ہوں تیز آپ نے مجھے فرمایا اگر آپ چاہیں تو ہمارے پاس افطار کریں' پس میں نے آپ کے پاس افطار کرنا پسند کیا۔ اور آپ اسی روز قتل ہو گئے۔

اور محمد بن سعد کا بیان ہے کہ عفان بن مسلم نے ہمیں خبر دی کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد نے عن زیاد بن عبداللہ عن ام ہلال بنت وکیع عن امراۃ عثمان ہم سے بیان کیا' راوی بیان کرتا ہے میرا خیال ہے کہ وہ حضرت نائلہ بنت الفرافصہ تھیں' وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ بھوسے پر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو فرمانے لگے بلاشبہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے' میں نے کہا یا امیر المومنین ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ آپ نے فرمایا: میں نے حضرت نبی کریم ﷺ' حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے' انہوں نے کہا ہے آج شب ہمارے پاس افطار کرنا' یا آج آپ ہمارے پاس افطاری کرنے والے ہیں اور الہیثم بن کلیب کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن احمد عسقلانی نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن حریث کے غلام یحییٰ بن ابی راشد نے عن محمد بن عبدالرحمٰن الجرشی اور عقبہ بن اسد عن النعمان بن بشیر عن نائلہ بنت الفرافصہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو جس روز آپ قتل ہوئے آپ نے روزہ کی حالت میں دن گذارا اور جب افطار کا وقت آیا تو آپ نے ان سے شیریں پانی طلب کیا مگر وہ پانی دینے سے باز رہے اور کہنے لگے اس کنوئیں سے لے لو الدار میں ایک کنواں تھا جس میں گند پھینکا جاتا

Marfat.com

تھا' حضرت نائلہ بیان کرتی ہیں' آپ نے روزہ افطار نہ کیا اور میں نے سحر کے وقت پتھریلی زمین پر ہمسائیوں کو دیکھا تو میں نے ان سے شیریں پانی مانگا انہوں نے مجھے پانی کا ایک کوزہ دیا اور میں اسے لے کر آپ کے پاس آئی اور میں نے کہا' میں آپ کے پاس یہ شیریں پانی لائی ہوں' حضرت نائلہ بیان کرتی ہیں آپ نے دیکھا تو فجر طلوع ہو چکی تھی آپ نے فرمایا' میں نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے' میں نے پوچھا آپ نے کھانا کہاں سے کھایا ہے اور میں نے آپ کے پاس کسی کو کھانا پانی لاتے نہیں دیکھا' آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس چھت سے مجھ پر جھانکا اور آپ کے پاس پانی کا ایک ڈول ہے' آپ نے فرمایا اے عثمانؓ پانی پیؤ' میں نے پانی پیا اور سیر ہو گیا آپ نے فرمایا اور پیؤ' میں نے پانی پیا حتیٰ کہ سیراب ہو گیا آپ نے پھر فرمایا' لوگ آپ پر الزامات لگاتے ہیں' اگر آپ نے ان سے جنگ کی تو آپ فتح پائیں گے اور اگر آپ نے انہیں چھوڑ دیا تو آپ ہمارے پاس افطار کریں گے حضرت نائلہ بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے اسی روز آپ کو قتل کر دیا۔

ابویعلیٰ موصلی اور عبداللہ بن امام احمد نے بیان کیا کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ابی یعفور العبدی نے اپنے باپ سے حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام مسلم ابی سعید کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے بیس غلاموں کو آزاد کیا اور شلوار منگوا کر اسے مضبوطی سے باندھا حالانکہ آپ نے جاہلیت اور اسلام میں شلوار نہیں پہنی اور فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا ہے' انہوں نے مجھے کہا ہے' صبر کیجیے' آنے والی شام کو ہمارے پاس افطاری کریں گے' پھر آپ نے قرآن پاک منگوایا اور اسے اپنے سامنے کھولا اور وہ آپ کے سامنے کھلا پڑا تھا کہ آپ قتل ہو گئے۔

میں کہتا ہوں آپ نے اس روز شلوار اس لیے پہنی کہ جب آپ قتل ہو جائیں تو آپ کی شرمگاہ نمایاں نہ ہو' بلاشبہ آپ بڑے حیادار تھے اور آپ سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اسے بیان کیا ہے۔ آپ قرآن کو آگے رکھ کر تلاوت کر رہے تھے کہ قضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور جنگ سے اپنے ہاتھ کو روک لیا اور لوگوں کو حکم دیا اور انہیں قسم بھی دی کہ وہ آپ کی حفاظت میں جنگ نہ کریں اور اگر آپ نے ان کو قسم نہ دی ہوتی تو وہ آپ کے دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرتے لیکن اللہ کا حکم ایک طے شدہ بات ہے۔

اور ہشام بن عروہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت نافذ کرنے کے لیے مقرر کیا اور اصمعی نے العلاء بن الفضل سے ان کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو لوگوں نے آپ کے خزانہ کو تلاش کیا اور اس میں ایک مقفل صندوق پایا' پس انہوں نے اسے کھولا تو اس میں ایک چھوٹا سا برتن پایا جس میں ایک ورق پڑا تھا جس میں لکھا تھا' یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی وصیت ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''عثمانؓ بن عفان گواہی دیتا ہے کہ خدائے واحد لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور جنت حق اور دوزخ حق ہے اور اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو اس دن اٹھائے گا جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا' اسی عقیدہ پر وہ زندہ ہے اور اسی پر مرے گا اور اسی پر اس کا بعث ہوگا''۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ جس روز لوگوں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا آپ نے فرمایا۔

''میں دیکھتا ہوں کہ موت نہ کسی عزیز کو چھوڑتی ہے اور نہ ملک اور چراگاہ میں کسی پناہ لینے والے کو چھوڑتی ہے''۔

نیز فرمایا۔

''قلعہ والوں پر جب کہ قلعہ بند ہوتا ہے شب خون مارا جاتا ہے اور موت پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر بھی آ جاتی ہے''۔

آپ کے قتل کا بیان:

خلیفہ بن خیاط کا بیان ہے کہ ابن علیہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عوف نے بحوالہ حسن ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رباب نے مجھے بتایا کہ حضرت عثمانؓ نے مجھے بھیجا تو میں اشتر کو آپ کے پاس بلا لایا' آپ نے پوچھا لوگ کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا' تین باتیں ہیں جن میں سے ایک کے قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں آپ نے پوچھا وہ تین باتیں کیا ہیں؟ اس نے کہا' وہ آپ سے کہتے ہیں کہ آپ ان کی امارت کو ان کے لیے چھوڑ دیں' آپ ان سے کہہ دیں کہ یہ تمہارا اپنا معاملہ ہے تم جسے چاہو منتخب کر لو' دوسری بات یہ ہے کہ آپ اپنے آپ سے قصاص لیں' اگر آپؓ نے انکار کیا تو وہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے' آپؓ نے فرمایا:

ان کا یہ کہنا کہ میں ان کی امارت کو ان کے لیے چھوڑ دوں' اس کا جواب یہ ہے کہ میں اس قمیص کو نہیں اتار سکتا جسے اللہ نے مجھے زیب تن کروایا ہے۔ دوسرا یہ کہ میں ان کے لیے اپنے آپ سے قصاص لوں' پس قسم بخدا اگر تم نے مجھ سے جنگ کی تو تم میرے بعد ایک دوسرے سے محبت نہ کرو گے اور نہ میرے بعد اکٹھے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی میرے بعد تم دشمن سے اکٹھے جنگ کرو گے' راوی بیان کرتا ہے کہ بھیڑیئے کی طرح کا ایک چھوٹا سا شخص آیا اور اس نے دروازے سے جھانکا اور واپس چلا گیا' اور محمد بن ابوبکر تیرہ آدمیوں کے ساتھ آیا اور آپ کی داڑھی کو پکڑ کر اس سے لٹک گیا حتیٰ کہ میں نے اس کی داڑھوں کی آواز کو سنا اور اس نے کہا' معاویہ آپ کے کوئی کام نہیں آیا اور نہ ابن عامر نے آپ کو کوئی فائدہ پہنچایا ہے اور نہ تمہارے خطوط نے تم کو فائدہ دیا ہے' آپ نے فرمایا اے میرے بھتیجے میری داڑھی کو چھوڑ دے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی آنکھ کے اشارے سے ایک آدمی سے مدد مانگی تو وہ خنجر لے کر آپ کے پاس گیا اور اس کے ساتھ آپ کے سر پر اچانک حملہ کر دیا' میں نے پوچھا پھر کیا ہوا؟ اس نے کہا پھر انہوں نے دست بدست آپ پر حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا۔

سیف بن عمر تمیمیؒ نے العیس بن القاسم سے اور اس نے ایک شخص سے اور اس نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی لونڈی خنساء سے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت نائلہ بنت الفرافصہ کے ساتھ رہتی تھی۔ بیان کیا ہے کہ وہ الدار میں تھی کہ محمد بن ابوبکرؓ نے آ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور اپنے خنجر کے ساتھ آپ کے گلے پر حملہ آور ہوا آپ نے فرمایا اے میرے بھتیجے ٹھہر جا' خدا کی قسم تو نے ایسی جگہ سے پکڑا ہے ممکن نہیں کہ تمہارا باپ اس جگہ سے پکڑ سکے' پس اس نے آپ کو چھوڑ دیا اور نادم و شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا اور باب الصفہ پر لوگ اسے ملے اور اس نے ان کے ساتھ طویل سوالات و جوابات کیے حتیٰ کہ وہ اس پر غالب آ گئے اور وہ اندر داخل ہو گئے اور محمد بن ابوبکرؓ واپس جاتے ہوئے باہر نکل گیا' پس ایک شخص ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی پکڑے ہوئے لوگوں کے آگے آگے آپ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے وہ ٹہنی آپ کے سر پر مار کر اسے چھوڑ دیا اور آپ

Marfat.com

کا خون مصحف پر گرا حتیٰ کہ اس نے اسے لتھیڑ دیا پھر انہوں نے باری باری آپ پر حملہ کیا اور ایک شخص نے آ کر آپ کے سینے پر تلوار ماری اور حضرت نائلہ کھڑے ہو کر چلائیں اور اپنے آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر گرا دیا اور کہنے لگیں اے بنت شیبہ کیا امیر المومنین کو قتل کر دیا جائے گا؟ اور آپ نے تلوار پکڑ لی تو اس شخص نے آپ کا ہاتھ کاٹ دیا اور انہوں نے الدار کا سامان لوٹ لیا اور ایک شخص حضرت عثمانؓ کے پاس سے گزرا تو آپ کا سر مصحف کے ساتھ لگا ہوا تھا اس نے اپنا پاؤں آپ کے سر پر مارا اور اسے مصحف سے دور کر دیا اور کہنے لگا میں نے آج کی مانند کسی کافر کا چہرہ اتنا خوب صورت اور کسی کافر کے لیٹنے کی جگہ اتنی باعزت نہیں دیکھی' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم انہوں نے آپ کے گھر میں کوئی چیز نہ چھوڑی حتیٰ کہ وہ پیالوں کو بھی اٹھا لے گئے۔

حافظ ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے اہل الدار کو واپس چلے جانے کی قسم دی اور آپ کے پاس آپ کے اہل کے سوا کوئی شخص باقی نہ رہا تو وہ الدار کی دیواریں پھاند گئے اور دروازے کو جلا کر آپ کے پاس پہنچ گئے اور ان میں محمد بن ابی بکرؓ کے سوا صحابہؓ کے بیٹوں میں سے کوئی شخص شامل نہ تھا اور نہ کوئی صحابی شامل تھا اور بعض لوگوں نے آپ کی طرف سبقت کر کے آپ کو مارا حتیٰ کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور عورتوں نے شور و غل مچایا تو وہ منتشر ہو کر باہر نکل گئے اور محمد بن ابوبکرؓ اندر داخل ہوا اور اس کا خیال تھا کہ آپ قتل ہو چکے ہیں اور جب اس نے دیکھا کہ آپ کو ہوش آ گیا ہے تو کہنے لگا اے نعثل تم کس دین پر ہو؟ آپ نے فرمایا' دین اسلام پر' اور میں نعثل نہیں بلکہ امیر المومنین ہوں' اس نے کہا تم نے کتاب اللہ کو تبدیل کر دیا ہے' آپ نے فرمایا تمہارے اور میرے درمیان کتاب اللہ ہی فیصلہ کرے گی' پس اس نے آگے بڑھ کر آپ کی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگا' قیامت کے روز ہمارا یہ قول قبول نہیں ہوگا کہ (اے ہمارے رب ہم نے اپنے سادات و اکابر کی اطاعت کی ہے اور انہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا ہے) اور اپنے ہاتھ سے آپ کو گھر سے گھسیٹتا ہوا الدار کے دروازے تک لے گیا اور آپ فرما رہے تھے اے میرے بھتیجے! تمہارے باپ کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ میری داڑھی پکڑتا' اور مصریوں میں سے کندہ کا ایک شخص جس کا لقب حمار اور کنیت ابورومان تھی' آیا اور قتادہ کا قول ہے کہ اس کا نام رومان تھا اور دیگر مؤرخین کہتے ہیں کہ وہ ارزق اشقر تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کا نام سودان بن رومان مرادی تھا اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اس کا نام اسود بن حمران تھا اس نے آپ کو برچھا مارا اور اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار بھی تھی' اس نے آ کر آپ کے سینے میں برچھا مارا پھر تلوار کی دھار آپ کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا یہاں تک کہ اس نے آپؓ کو قتل کر دیا حضرت نائلہ آپ کو بچانے کے لیے کھڑی ہوئیں تو تلوار نے آپ کی انگلیوں کو کاٹ لیا' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ نے آپ کے کان پر خنجر مارا یہاں تک کہ وہ آپ کے حلق میں داخل ہو گیا اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ فعل کسی دوسرے شخص نے کیا تھا اور محمد بن ابوبکرؓ اس وقت شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا تھا جب حضرت عثمانؓ نے اسے کہا تھا کہ تو نے اس داڑھی کو پکڑا جس کی تیرا باپ عزت کرتا تھا' پس وہ کنارہ کش کر گیا اور اپنے چہرے کو ڈھانپ کر واپس چلا گیا اور آپ کے ورے حائل ہو گیا مگر اس کا کچھ فائدہ نہ ہوا اور امر الٰہی ایک طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے اور یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا تھا۔

اور ابن عساکر نے عون بن کنانہ سے روایت کی ہے کہ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی اور سر کے اگلے حصے پر ایک آہنی

Marfat.com

سلاخ ماری اور آپ پہلو کے بل گر پڑے اور جب آپ پہلو کے بل گر پڑے تو اس کے بعد سودان بن حمران مرادی نے آپ کو تلوار مار کر قتل کر دیا اور عمرو بن الحمق چھلانگ مار کر آپ کے سینے پر بیٹھ گیا اس وقت آپ زندگی کے آخری سانس لے رہے تھے' پس اس نے آپ کو نیزے کی نو ضربیں لگائیں' راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے تین ضربیں تو اُچٹ گئیں اور چھ ان کو اس وقت لگیں جب وہ میرے سامنے پڑے تھے۔

طبرانی کا بیان ہے کہ احمد بن محمد بن صدقہ البغدادی اور اسحٰق بن داؤد الصواف التستری نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن خالد بن خداش نے ہم سے بیان کیا کہ انصار کا ایک شخص حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے میرے بھتیجے واپس چلا جا تو میرا قاتل نہیں ہے' اس نے کہا: آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا' اس لیے کہ پیدائش کے ساتویں روز تجھے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تھا تو آپ نے تجھے گڑھتی دی تھی اور تمہارے لیے برکت کی دعا کی تھی' پھر انصار کا ایک اور شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے بھی اسی قسم کی بات کہی' پھر محمد بن ابوبکر آیا تو آپ نے فرمایا تو میرا قاتل ہے' اس نے کہا اے نعثل تجھے اس کا کیسے پتہ چلا ہے؟ آپ نے فرمایا' اس لیے کہ پیدائش کے ساتویں روز تجھے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تھا تا کہ وہ تجھے گڑھتی دیں اور تمہارے لیے برکت کی دعا کریں تو تو رسول اللہ ﷺ پر گر پڑا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ نے آپ کے سینے پر چڑھ کر آپ کی داڑھی پکڑ لی اور اس کے ہاتھ میں جو خنجر تھا وہ آپ کو گھونپ دیا یہ حدیث بہت غریب ہے اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے اور کئی طریق سے ثابت ہے کہ آپ کے خون کا پہلا قطرہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ پر گرا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ تلاوت کرتے کرتے اس آیت تک پہنچے تھے اور یہ کوئی بعید بات نہیں کیونکہ آپ قرآن کو آغوش میں رکھ کر پڑھ رہے تھے۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ جب آپ کو برچھا مارا گیا تو آپ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اور جب خون ٹپکا تو فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ اور ابن جریر نے اپنی تاریخ میں اپنے اسانید سے بیان کیا ہے کہ جب مصریوں نے امیر مصر کی طرف ایلچی کے پاس اس خط کو دیکھا جس میں ان میں سے بعض کو قتل کرنے اور بعض کو صلیب دینے اور بعض کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کا حکم تھا' جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زبان سے مروان بن الحکم نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا تھا' اس کے نزدیک ان لوگوں نے حضرت امیر المومنین عثمان کے خلاف بغاوت کی تھی اور یہ زمین میں فساد کرنے والے لوگوں میں سے تھے' بلاشبہ وہ ایسے ہی لوگ تھے لیکن اس کی یہ جرأت نہ تھی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے علم کے بغیر ان کی زبان سے خط لکھتا اور جعلی طور پر آپ کا خط اور مہر بناتا اور آپ کے غلام کو آپ کے اونٹ پر بھیجتا' جب کہ ان کے برخلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور مصریوں کے درمیان' مصر پر محمد بن ابوبکرؓ کے امیر بنانے پر مصالحت ہو چکی تھی لہٰذا جب انہوں نے اس خط کو

Marfat.com

متفقہ معاہدہ کے خلاف پایا تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط ہے اور انہوں نے اسے بہت بڑی بات خیال کیا' حالانکہ وہ شر کا ارادہ تو پہلے ہی کیے ہوئے تھے' پس وہ مدینہ کی طرف واپس آ گئے اور اس خط کو لے کر سرکردہ صحابہؓ کے پاس گئے اور دوسرے لوگوں نے بھی ان کی مدد کی حتیٰ کہ بعض صحابہؓ نے خیال کیا کہ یہ خط حضرت عثمانؓ کے حکم سے لکھا گیا ہے اور جب بڑے بڑے صحابہؓ اور مصری عوام کی موجودگی میں حضرت عثمانؓ سے اس خط کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے خدائے بزرگ و برتر کی قسم اٹھائی کہ وہ راست بازی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اس خط کو نہیں لکھا اور نہ اپنے کاتبوں کو اسے املا کروایا ہے اور نہ انہیں اس کا علم ہے' انہوں نے آپ سے کہا' اس خط پر آپ کی مہر ہے آپ نے فرمایا بلاشبہ جعلی طور پر آدمی کا خط اور مہر بنائی جا سکتی ہے انہوں نے کہا وہ خط آپ کے غلام کے پاس تھا اور وہ غلام آپ کے اونٹ پر تھا' آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے ان باتوں میں سے کسی کا علم نہیں' انہوں نے پوری گفتگو کے بعد آپ سے کہا' اگر آپ نے اس خط کو لکھا ہے تو آپ نے خیانت کی ہے اور اگر آپ نے اسے نہیں لکھا بلکہ وہ آپ کی زبان سے لکھا گیا ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں ہوا تو آپ عاجز ہیں اور آپ جیسا شخص خلافت کے لائق نہیں ہوتا' خواہ اپنی خیانت کی وجہ سے ہو یا عجز کی وجہ سے اور ان کا یہ کہنا کہ آپ خلافت کے لائق نہیں ہر لحاظ سے باطل ہے' پس اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ آپ نے ہی وہ خط لکھا تھا حالانکہ درحقیقت آپ نے اسے نہیں لکھا' تو یہ بات بھی ان کے لیے نقصان دہ نہیں' کیونکہ آپ نے امام کے خلاف ان باغیوں کی قوت توڑنے کے لیے اس میں امت کی مصلحت خیال کی' اب رہی یہ بات کہ آپ کو اس کا علم نہیں ہوا تو جب آپ کو اس کا علم نہیں ہوا اور آپ کی زبان سے جھوٹا خط بنایا گیا ہے تو اس میں کون سا عجز آپ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے' جب کہ آپ معصوم بھی نہیں' بلکہ خطا اور غفلت کرنا دونوں آپ کے لیے جائز ہیں' اور یہ جاہل' باغی' لغزش کی جستجو کرنے والے خائن' ظالم اور افترا پرداز تھے' یہی وجہ ہے کہ بعد ازاں انہوں نے آپ کا محاصرہ کرنے اور آپ کو تنگی دینے کی ٹھان لی' حتیٰ کہ انہوں نے آپ کا آب و دانہ اور مسجد کی طرف جانا روک دیا اور آپ کو قتل کی دھمکی دی یہی وجہ ہے کہ آپ نے مسجد کی وسعت سے ان سے خطاب کیا اور آپ پہلے شخص ہیں جن کو مسجد سے روکا گیا اور آپ ہی نے بیئر رومہ کو مسلمانوں کے لیے وقف کیا تھا اور آپ پہلے شخص ہیں جن کو اس کے پانی سے روکا گیا اور آپ وہ شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے مسلمان شخص کا خون تین باتوں سے ایک بات کے پایا جانے پر حلال ہو جاتا ہے' جان کے بدلے جان لینی ہو' شادی شدہ زنا کرے اور جو شخص اپنا دین چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے تو اس کا خون بہانا جائز ہوتا ہے اور آپ نے بتایا کہ آپ نے کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ ایمان لانے کے بعد ارتداد کیا اور نہ جاہلیت اور اسلام میں زنا کیا ہے بلکہ آپ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ کو بھی اپنے دائیں ہاتھ سے نہیں چھوا' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان باتوں کو مفصل لکھنے کے بعد ان سے اپنے فضائل و مناقب کا ذکر کیا کہ شاید وہ آپ سے رک جائیں اور اللہ اور اس کے رسول اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کی طرف رجوع کر لیں۔ مگر انہوں نے ظلم و عدوان پر قائم رہنے پر اصرار کیا اور لوگوں کو آپ کے پاس آنے جانے سے روک دیا حتیٰ کہ آپ تنگ ہو گئے اور آپ کے پاس جو پانی تھا وہ بھی ختم ہو گیا' پس آپ نے اس بارے میں مسلمانوں سے مدد مانگی تو حضرت علی خود سوار ہو کر اپنے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ اٹھا کر لائے اور اسے بڑی مشقت کے ساتھ آپ تک پہنچایا' حالانکہ ان

Marfat.com

جاہلوں نے آپ کو سخت سست کہا اور آپ کی سواری کو بھگایا اور آپ کو بہت دھمکایا' اور آپ نے بھی ان کو بھرپور زجر و توبیخ کی اور یہاں تک انہیں کہا' خدا کی قسم ایرانی اور رومی بھی وہ کام نہیں کرتے جو تم اس شخص کے ساتھ کر رہے ہو' خدا کی قسم وہ قید کرتے ہیں تو کھلاتے پلاتے بھی ہیں مگر انہوں نے آپ کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ آپ نے اپنا عمامہ الدار کے وسط میں پھینک دیا۔

اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا خچر پر سوار ہو کر آئیں اور آپ کے نوکر اور خادم آپ کے اردگرد تھے' ان لوگوں نے آپ سے کہا' آپ کیوں آئی ہیں؟ آپ نے فرمایا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس بنی امیہ کے یتیموں اور بیواؤں کی وصایا ہیں' میں آپ سے ان کا ذکر کرنا چاہتی ہوں مگر انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ نے ان سے بہت سختی برداشت کی اور انہوں نے آپ کے خچر کا تنگ کاٹ دیا اور وہ آپ سمیت بدک کر بھاگ گیا اور قریب تھا کہ آپ اس سے گر پڑتیں اور اگر لوگ خچر کو مل کر نہ پکڑ لیتے تو قریب تھا کہ آپ ماری جاتیں اور ایک بہت بڑا وقوعہ ہو جاتا اور حضرت عثمانؓ اور آپ کے اہل کو وہی پانی ملتا تھا جو آل عمرو بن حزم خفیہ طور پر رات کو ان کے پاس پہنچا دیتے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

اور جب یہ واقعہ ہوا تو لوگوںؓ نے اسے بہت محسوس کیا اور اکثر لوگ اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور حج کا وقت آ گیا تو ام المومنین حضرت عائشہؓ اس سال حج کو روانہ ہوئیں تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ ٹھہرتیں تو زیادہ مناسب ہوتا' شاید یہ لوگ آپ سے ڈر جائیں' آپ نے فرمایا' اگر میں ان کے متعلق اپنی رائے بتاؤں تو مجھے خدشہ ہے کہ مجھے بھی ان کی جانب سے وہی اذیت اٹھانی پڑے جو حضرت ام حبیبہؓ نے اٹھائی ہے' پس آپ نے حج پر جانے کا عزم کر لیا اور حضرت عثمانؓ نے اس سال حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر حج مقرر کیا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ سے کہا' آپ کے دروازے پر ٹھہر کر میرا آپ کی طرف سے مقابلہ کرنا' حج سے افضل ہے' حضرت عثمانؓ نے آپ کو قسم دی تو آپ لوگوں کے ساتھ حج کو چلے گئے اور الدار کا محاصرہ قائم رہا حتیٰ کہ ایام التشریق بھی گذر گئے اور تھوڑے سے لوگ حج سے واپس بھی آ گئے اور آپ کو لوگوں کی سلامتی کی اطلاع دی گئی اور ان لوگوں کو اطلاع ملی کہ حجاج مدینہ کیطرف واپسی کا عزم کیے ہوئے ہیں تاکہ تم کو امیر المومنین سے روکیں' نیز انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ نے حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک فوج روانہ کی ہے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے ایک اور فوج معاویہ بن خدیج کے ساتھ روانہ کی ہے اور اہل کوفہ نے قعقاع بن عمرو کو ایک فوج کے ساتھ اور اہل بصرہ نے مجاشع کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا ہے' پس اس موقع پر انہوں نے کسی کی بات پر کان دھرے بغیر اپنی رائے پر عمل کرنے کا پختہ عزم کر لیا اور اپنی کوشش میں کوئی کوتاہی نہ چھوڑی اور انہوں نے لوگوں کی کمی اور حج کی وجہ سے ان کی غیر حاضری سے پورا فائدہ اٹھایا اور الدار کا گھیراؤ کر لیا اور محاصرہ میں پوری کوشش کی اور دروازے کو نذر آتش کر دیا اور الدار کے ملحقہ گھر سے دیوار پھاندی جیسا کہ عمرو بن حزم وغیرہ کا گھر تھا اور لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے شدید مقابلہ کیا اور باہم شدید قتال کیا اور ایک دوسرے کو دعوت مبارزت دی اور اپنی مبارزت میں باہم رجزیہ اشعار پڑھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس دن میں شمشیر زنی کرنا بہت اچھا ہے اور اہل الدار میں سے ایک جماعت قتل ہو گئی اور ان فجار میں سے بھی کچھ لوگ مارے گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بہت زخم آئے اور

Marfat.com

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور مروان بن الحکم بھی زخمی ہو گئے اور مروان کی گردن کے پہلو کا ایک عضو کٹ گیا اور وہ شکستہ گردن ہو کر زندہ رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

اور حضرت عثمانؓ کے اصحاب میں سے مارے جانے والے اعیان میں سے زیادہ بن نعیم الفہری، مغیرہ بن اخنس بن شریق اور نیار بن عبداللہ اسلمی ہیں یہ اصحاب، جنگ کے وقت لوگوں کے ساتھ مارے گئے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے اصحاب نے شکست کھائی اور واپس آ گئے اور جب حضرت عثمانؓ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو لوگوں کو قسم دی کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں تو وہ واپس چلے گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور آپ کے اہل کے سوا کوئی شخص آپ کے پاس نہ رہا، پس وہ لوگ دروازے اور دیواروں سے آپ کے پاس آ گئے اور حضرت عثمانؓ نے نماز کی پناہ لی اور سورہ طٰہٰ شروع کر دی اور آپ سریع القراۃ تھے آپ نے اسے پڑھا اور لوگ بڑے غلبے میں تھے، دروازہ اور چھپر جو آپ کے پاس تھا، جل چکا تھا اور لوگوں کو آگ کے بیت المال تک پہنچ جانے کا خدشہ ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور آپ کے سامنے مصحف پڑا تھا اور آپ اس آیت:

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾

کو پڑھنے لگے، اور سب سے پہلے جو شخص آپ کے پاس آیا اسے موت اسود کہا جاتا تھا اس نے شدت سے آپ کا گلا گھونٹا حتیٰ کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور آپ کے حلق میں آپ کی سانس آنے جانے لگی پس اس نے اس خیال سے آپ کو چھوڑ دیا کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا ہے اور ابن ابوبکر نے داخل ہو کر آپ کی داڑھی پکڑ لی پھر بھاگ کر باہر نکل گیا پھر ایک اور شخص آپ کے پاس آیا اس کے پاس تلوار تھی اس نے آپ کو تلوار ماری تو آپ نے اپنے ہاتھ سے بچاؤ کیا تو اس نے آپ کے ہاتھ کو قطع کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے جدا کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے قطع کیا اور جدا نہیں کیا، حضرت عثمانؓ نے صرف یہ بات کہی خدا کی قسم یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل کو لکھا ہے اور ہاتھ کے خون کا پہلا قطرہ اس آیت ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ پر گرا پھر ایک اور شخص تلوار سونتے ہوئے آیا تو حضرت نائلہ اس کے سامنے آ گئیں تاکہ آپ کو اس سے بچائیں اور آپ نے تلوار کو پکڑ لیا اس نے تلوار کو کھینچا تو اس نے آپ کی انگلیاں کاٹ دیں پھر اس شخص نے آگے بڑھ کر آپ کے پیٹ پر تلوار رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا، اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ کے بعد غافقی بن حرب نے آپ کی طرف بڑھ کر آپ کے منہ میں لوہے کی ایک سلاخ ماری اور آپ کے سامنے جو مصحف پڑا تھا اسے اپنا پاؤں مارا تو مصحف گھوم گیا اور پھر حضرت عثمانؓ کے سامنے تک گیا اور خون اس پر رواں ہو گیا، پھر سودان بن حمران تلوار لے کر بڑھا تو حضرت نائلہ نے اسے روکا تو اس نے آپ کی انگلیاں کاٹ دیں تو آپ نے منہ پھیر لیا تو اس نے اپنا ہاتھ آپ کے سرین پر مارا اور کہنے لگا یہ تو بڑے سرین والی ہے اور اس نے تلوار مار کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور حضرت عثمانؓ کے غلام نے آ کر سودان کو تلوار ماری اور اسے قتل کر دیا نیز غلام نے قترہ نامی شخص کو بھی تلوار مار کر قتل کر دیا۔

جریر کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد آپ کا سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو عورتوں نے شور مچا دیا اور اپنے چہروں کو پیٹا۔ ان میں آپ کی دو بیویاں حضرت نائلہ اور حضرت ام البنین اور آپ کی بیٹیاں بھی شامل تھیں، تو ابن عدیس

Marfat.com

کہنے لگا اسے چھوڑ دو' تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا' پھر ان فجار نے گھر میں جو کچھ تھا اسے لوٹ لیا اور یہ کام انہوں نے اس لیے کیا کہ ان میں سے ایک شخص نے اعلان کیا کہ کیا اس کا خون ہمارے لیے حلال ہے اور اس کا مال ہمارے لیے حلال نہیں۔ پس انہوں نے مال کو لوٹ لیا پھر باہر نکل گئے اور دروازے کو حضرت عثمانؓ پر بند کر دیا اور دو کھجور کے پودے آپ کے پاس تھے اور جب وہ الدار کے صحن کی طرف گئے تو حضرت عثمانؓ نے قترہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور وہ جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے اسے لے لیتے حتیٰ کہ ایک شخص نے جسے کلثوم التجیبی کہا جاتا ہے حضرت نائلہ کی چادر چھین لی تو حضرت عثمانؓ کے ایک غلام نے تلوار مار کر اسے قتل کر دیا' پھر غلام بھی مارا گیا' پھر لوگوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ بیت المال پہنچ جاؤ اور اس کی طرف سبقت نہ کرو' بیت المال کے محافظوں نے ان کی آواز سنی تو کہنے لگے' اے لوگو! رہائی حاصل کرو' رہائی حاصل کرو' بلاشبہ ان لوگوں نے اپنی بات کی تصدیق نہیں کی کہ ان کا مقصد قیام حق' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ ہے' اور اس کے علاوہ دعوے انہوں نے کیے تھے ان کی بھی تصدیق نہیں کی کہ وہ ان کی وجہ سے کھڑے ہوئے ہیں' انہوں نے جھوٹ بولا ہے اور ان کا مقصد صرف دنیا ہے' پس وہ شکست کھا گئے اور خوارج نے آ کر بیت المال سے مال لے لیا اور اس میں بہت مال پڑا تھا۔

Marfat.com

باب:

حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد صحابہؓ کے تاثرات

اور جب یہ قبیح و شنیع فعل واقع ہو چکا تو لوگ منہدم ہوئے اور انہوں نے اسے بہت بڑی بات خیال کیا اور ان جاہل خوارج کی اکثریت بھی اپنی کارروائی پر پشیمان ہوئی اور وہ اپنی اس پیش رفت کی وجہ سے ان لوگوں کے مشابہ ہو گئے جن کا حال اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمارے سامنے بیان کیا ہے وہ لوگ بچھڑے کے پرستاروں میں سے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ لَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ يَغْفِرْلَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ﴾

اور جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جو مدینہ سے باہر چلے گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر حضرت عثمانؓ کے لیے رحم کی دعا کی اور آپ کو اطلاع ملی کہ جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا ہے وہ پشیمان ہیں آپ نے فرمایا ان کے لیے ہلاکت ہو' پھر یہ آیت پڑھی:

﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ﴾

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے آپ کے لیے رحم کی دعا کی اور آپ کے قاتلین کے متعلق سنا کہ وہ پشیمان ہیں تو یہ آیت پڑھی:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ﴾

اور جب حضرت سعید بن ابی وقاص کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے لیے بخشش طلب کی اور رحم کی دعا کی اور قاتلین کے متعلق یہ آیت پڑھی:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴾

پھر حضرت سعدؓ نے فرمایا: اے اللہ ان کو پشیمان کر پھر انہیں پکڑ لے اور بعض اسلاف نے اللہ کی قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین میں سے ہر شخص مقتول ہو کر مرا ہے اسے ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

اور ایسا ہونا کئی وجوہ سے ممکن ہے جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور بعض کا قول ہے کہ ان میں سے کوئی شخص دیوانہ ہوئے بغیر نہیں مرا' اور واقدی کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن الحارث مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاتل کنانہ بن بشر بن عتاب التجیبی تھا اور منظور بن سیار الفزاری کی بیوی کا قول ہے کہ ہم حج کو گئے اور ہمیں حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے کے متعلق کچھ پتہ نہ تھا اور جب ہم مرج میں پہنچے تو ہم نے رات کو ایک شخص کو گاتے سنا کہ:

''آگاہ رہو کہ تین دن کے بعد جو شخص سب سے بہتر تھا اسے مصر سے آنے والے التجیبی نے قتل کیا ہے''۔

اور جب لوگ حج سے واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ قتل ہو چکے ہیں اور انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور جب راستے میں امہات المومنین کو حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ مکہ واپس چلی گئیں اور انہوں نے تقریباً چار ماہ وہاں قیام کیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

Marfat.com

باب:

آپ کی عمر اور تدفین کا بیان

مشہور قول کے مطابق حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں چالیس روز محصور رہے اور بعض کا قول ہے کہ چالیس سے چند دن زیادہ محصور رہے اور شعبیؒ کا قول ہے کہ بائیس راتیں محصور رہے اور بلا اختلاف آپ جمعہ کے روز قتل ہوئے۔

سیف بن عمر نے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کی آخری ساعت میں قتل ہوئے اور حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما اور دوسرے لوگوں نے اس کی صراحت کی ہے اور دیگر لوگوں کا بیان ہے کہ اس دن کی چاشت کو قتل ہوئے اور یہ زیادہ مناسب ہے اور مشہور قول کے مطابق یہ واقعہ ۱۸/ ذوالحجہ کو ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ایام التشریق میں ہوا' اسے ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ احمد بن زہیر نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے یونس سے عن یزید عن الزہری سنا کہ حضرت عثمانؓ قتل ہو گئے تو بعض لوگوں نے خیال کیا کہ آپ ایام التشریق میں قتل ہوئے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ ۳/ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز قتل ہوئے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ یوم النحر کو قتل ہوئے ہیں' اسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے اور شاعر کا یہ شعر اس کی شہادت دیتا ہے۔

''انہوں نے سر کے سیاہ وسفید بالوں والے کو چاشت کے وقت قتل کر دیا جو سجود کا آئینہ تھا اور رات کو تسبیح کرتے اور قرآن پڑھتے گزارتا تھا''۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور بعض کا یہ قول بھی ہے کہ آپ مشہور قول کے مطابق ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کے روز قتل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ ۳۶ھ میں قتل ہوئے یہ قول حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک پارٹی کا ہے جو غریب ہے' آپ نے بارہ روز کم بارہ سال خلافت کی ہے کیونکہ آپ کی بیعت ۲۴ھ کے محرم کے آغاز میں ہوئی تھی اور آپ کی عمر ۸۲ سال تھی اور صالح بن کیسان کا قول ہے کہ آپ نے ۸۲ سال اور چند ماہ کی عمر میں وفات پائی ہے اور بعضؒ آپ کی عمر ۸۴ سال بتاتے ہیں اور قتادہ کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ۸۸ یا ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور قتادہ ہی کی ایک روایت میں آپ کی عمر وفات کے وقت ۸۶ سال بیان کی گئی ہے اور ہشام بن الکلبی کی روایت میں بوقت وفات آپ کی عمر ۷۵ سال بیان کی گئی ہے اور یہ بہت ہی غریب روایت ہے اور اس سے غریب تر وہ روایت ہے جسے سیف بن عمر نے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے کہ محمدؐ' طلحہؓ' ابوعثمان اور حارثہ نے کہا ہے کہ حضرت عثمانؓ ۶۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے تھے۔

اب رہی بات آپ کی قبر کی جگہ کی' تو بلا اختلاف آپ حش کوکب میں۔ بقیع کی شرقی جانب دفن ہوئے ہیں اور بنی امیہ کے زمانے میں آپ کی قبر پر ایک گنبد بنا دیا گیا جو آج تک موجود ہے' حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں' مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حش کوکب میں اپنی قبر کے پاس سے گزرا کرتے تو فرماتے کہ عنقریب یہاں ایک صالح شخص دفن ہوگا۔

Marfat.com

اور ابن جریر کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ اپنے قتل کے بعد تین دن تک بغیر دفن کیے پڑے رہے' میں کہتا ہوں یوں معلوم ہوتا ہے کہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی وجہ سے آپ سے غافل ہو گئے حتیٰ کہ بیعت مکمل ہوگئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ دو راتیں بلا دفن پڑے رہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو اسی شب کو دفن کر دیا گیا اور آپ کی تدفین خوارج کے خوف سے مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس بارے میں بعض سرکردہ اصحاب کو اطلاع دی گئی تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ آپ کو لے کر چلے گئے جن میں حضرت حکیم بن حزام' حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ' حضرت ابوالجہم بن حذیفہ' حضرت نیار بن مکرم اسلمی' حضرت جبیر بن مطعم' حضرت زید بن ثابت' حضرت کعب بن مالک' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور آپ کے اصحاب اور بیویوں کی ایک جماعت جن میں حضرت نائلہ اور ام البنین بنت عتبہ بن حصین اور کچھ بچے شامل تھے۔

یہ سیف بن عمر اور واقدی کے قول کا خلاصہ ہے۔ اور آپ کے خدام کی بھی ایک جماعت شامل تھی جو غسل وکفن دینے کے بعد آپ کو اٹھا کر دروازے پر لائے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ کو غسل وکفن نہیں دیا گیا' مگر پہلا قول صحیح ہے اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بعض حضرت زبیر بن العوامؓ اور بعض حضرت حکیم بن حزامؓ اور بعض مروان بن الحکم اور بعض حضرت المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا نام بیان کرتے ہیں اور بعض خوارج نے آپ کو روکا اور آپ کو رجم کرنا اور آپ کی چارپائی سے آپ کو گرانا چاہا اور انہوں نے دیر سلع میں یہود کے قبرستان میں آپ کو دفن کرنے کا ارادہ کیا' یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے ان کے پاس آدمی بھیجا جس نے ان کو اس بات سے منع کیا اور حضرت حکیم بن حزامؓ نے آپ کا جنازہ اٹھایا اور بعض مروان بن الحکم اور بعض المسور بن مخرمہ اور ابوجہم بن حذیفہ اور نیار بن مکرم اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہیں اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب جنازہ گاہ میں نماز جنازہ پڑھنے کے لیے آپ کو رکھا گیا تو بعض انصار نے ان کو اس بات سے روکنا چاہا تو حضرت ابوجہم بن حذیفہ نے کہا' انہیں دفن کرو اللہ اور فرشتوں نے ان کا جنازہ پڑھا ہے پھر وہ کہنے لگے' انہیں بقیع میں دفن نہ کیا جائے بلکہ انہیں دیوار کے پیچھے دفن کرو' پس انہوں نے آپ کو بقیع کے مشرق میں کھجور کے درختوں کے نیچے دفن کر دیا۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عمیر بن ضابی نے آپ کی چارپائی پر اس وقت حملہ کر دیا جب اسے آپ کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے رکھا گیا تھا اور اس نے آپ کی ایک پسلی توڑ دی نیز بیان کیا ہے کہ میں نے ضابی کو قید کر دیا حتیٰ کہ وہ قید خانے میں فوت ہو گیا اور بعد میں حجاج نے اس عمیر بن ضابی کو قتل کر دیا اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے بحوالہ عیسیٰ بن منہال ہم سے بیان کیا کہ غالب نے بحوالہ محمد بن سیرین ہم سے بیان کیا کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص کہہ رہا تھا' اے اللہ مجھے بخش دے اور میرا خیال ہے کہ تو مجھے نہیں بخشے گا' میں نے کہا اے بندۂ خدا! میں نے کسی شخص کو یہ بات کہتے نہیں سنا جو تو کہہ رہا ہے اس نے کہا میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر مجھے حضرت عثمانؓ کے چہرے پر تھپڑ مارنے کی طاقت ملی تو میں انہیں تھپڑ ماروں گا اور جب وہ قتل ہو گئے اور گھر میں انہیں ان کی چارپائی پر رکھا گیا اور لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے آنے لگے تو میں بھی نماز کے بہانے اندر داخل ہو گیا اور میں نے خلوت محسوس کی تو میں نے ان کے چہرے اور داڑھی سے کپڑا ہٹایا اور انہیں تھپڑ مارا اور میرا دایاں ہاتھ خشک ہو گیا۔

Marfat.com

ابن سیرینؒ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ کو لکڑی کی مانند خشک دیکھا ہے' پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ کے ان دو غلاموں کو نکالا جو الدار میں قتل ہوئے تھے اور وہ صبیح اور نجیح تھے۔ اور ان دونوں کو بھی حش کوکب میں آپ کے پہلو میں دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ خوارج نے انہیں ان دونوں کے دفن کرنے کا اختیار دیا بلکہ ان دونوں کو ان کے پاؤں سے گھسیٹ کر لے گئے اور ان کو ہموار اور برابر زمین پر پھینک دیا اور ان دونوں کو کتے کھا گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور امارت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کا اہتمام کیا اور آپ کے اور بقیع کے درمیان دیوار اٹھا دی اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے مردوں کو آپ کے اردگرد دفن کریں حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے مقابر سے متصل ہو گئے۔

آپ کا حلیہ:

آپ کا چہرہ خوبصورت' کھال باریک' داڑھی بڑی' قد درمیانہ' جوڑوں کی ہڈیاں بڑی' دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ' سر کے بال زیادہ' دانت خوب صورت' جن میں گندم گونی پائی جاتی تھی' اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چہرے میں چیچک کے کچھ نشان بھی تھے۔ اور زہریؒ کا بیان ہے کہ آپ کا چہرہ اور دانت خوب صورت قد درمیانہ' سر کے اگلے بال اڑے ہوئے' ٹانگیں کشادہ' آپ سیاہی سے رنگ کرتے تھے اور آپ نے اپنے دانتوں کو سونے سے کسا ہوا تھا اور آپ کے بازوؤں پر بہت بال تھے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابن ابی سبرہ نے عن سعید بن ابی زید عن الزہری عن عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ ہم سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے اس روز آپ کے خزانچی کے پاس آپ کے تیس کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ایک لاکھ دینار تھے جو لوٹ لیے گئے اور ضائع ہو گئے نیز آپ نے ربذہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے اور صدقات بھی چھوڑے اور آپ نے بیر اریس' خیبر' وادی القریٰ جس میں دو لاکھ دینار تھے اور بیر رومہ کو صدقہ کر دیا جسے آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی میں خرید اتھا اور راہ خدا میں دے دیا تھا۔

Marfat.com

باب

حضرت عثمانؓ کے قتل سے حضرت علیؓ کی بریت

اعمش نے زید بن وہب سے بحوالہ حضرت حذیفہؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہے اور آخری فتنہ دجال ہے۔ اور حافظ ابن عساکر نے شبابہ کے طریق سے عن حفص بن مورق الباہلی عن حجاج بن ابی عمار الصواف عن زید بن وہب عن حذیفہ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہے اور آخری فتنہ خروج دجال ہے' اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ وہ شخص جس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی حضرت عثمانؓ کے قتل کی حب ہے' اگر اس نے دجال کو پایا تو وہ اس کی پیروی کیے بغیر نہیں مرے گا اور اگر اس نے اسے نہ پایا تو وہ اپنی قبر میں اس پر ایمان لائے گا اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سعد نے ہمیں بتایا' عمرو بن عاصم کلابی نے ہمیں خبر دی کہ ابوالاشہب نے ہم سے بیان کیا کہ عوف نے بحوالہ محمد بن سیرین مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اے اللہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل کوئی نیک کام ہے تو میرا اس میں کچھ حصہ نہیں اور اگر آپ کا قتل برا کام ہے تو میں اس سے بری ہوں اور خدا کی قسم اگر آپ کا قتل کوئی نیک کام ہے تو وہ اس سے دودھ دوہیں گے اور اگر آپ کا قتل برا کام ہے تو اس سے خون چوسیں گے' بخاری نے اپنی صحیح میں اس کا ذکر کیا ہے۔

آپ ہی سے ایک دوسرا طریق:

محمد بن عائذ کا بیان ہے کہ محمد بن حمزہ نے بیان کیا کہ عبداللہ الحرانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جس مرض میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی' اس میں آپ کے بھائیوں میں سے ایک شخص آپ کے پاس موجود تھا اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ سرگوشی کر رہا تھا۔ آپ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور ان دونوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا خیریت ہے' آپ نے فرمایا تم دونوں مجھ سے کوئی بات چھپا رہے ہو جو اچھی نہیں' اس نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر فرمایا اے اللہ! میں اس کام سے الگ تھلگ تھا اور اگر یہ کوئی اچھا کام ہے تو ان کے لیے ہے جو اس کام کے وقت موجود تھے اور میں اس سے بری ہوں اور اگر یہ کوئی برا کام ہے تو ان کے لیے ہے جو اس کام کے وقت موجود تھے اور میں اس سے بری ہوں اے عثمانؓ! آج دل بدل گئے ہیں اس خدا کا شکر ہے جو مجھے فتنوں سے پہلے لے چلا ہے' جن کا لیڈر اور پیغامبر خطی نیزہ ہے' جو اس کے بغیر مرے گا وہ چربی سے سیر ہوگا اور اس کا عمل قبول ہوگا اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ نے عن سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن ابی موسیٰ اشعریؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہدایت کی بات ہوتی تو امت اس سے دودھ دوہتی' لیکن وہ ایک ضلالت تھی جس سے امت نے خون دوہا ہے' یہ روایت منقطع ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ حازم بن الفضل نے ہمیں بتایا کہ الصعق بن حزن نے ہمیں خبر دی کہ قتادہ نے بحوالہ زہدم الجرمی ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے تقریر کی اور فرمایا: اگر لوگ خون عثمان کا مطالبہ نہ کرتے تو آسمان سے انہیں پتھر مارے جاتے' اور اس طریق کے علاوہ

Marfat.com

بھی اسے آپ سے روایت کیا گیا ہے اور اعمش وغیرہ نے ثابت بن عبید سے بحوالہ ابوجعفر انصاری بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ قتل ہو گئے تو میں حضرت علیؓ کے پاس آیا آپ مسجد میں سیاہ عمامہ پہنے بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ سے پوچھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا ان پر ہمیشہ ہمیش کے لیے ہلاکت ہو اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ناکام ہوں اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ علی بن الجعد نے ہمیں خبر دی کہ شریک نے عبداللہ بن عیسیٰ سے بحوالہ ابن ابی لیلیٰ ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کے دروازے یا احجار الزیت کے پاس بلند آواز سے کہتے سنا کہ: اے اللہ! میں تیرے حضور خون عثمانؓ سے بریت کا اظہار کرتا ہوں۔ اور ابوہلال نے قتادہ سے بحوالہ حسن بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو آپ غائب تھے اور اپنی زمین میں گئے ہوئے تھے جب آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اے اللہ میں نہ آپ کے قتل میں راضی تھا اور نہ میں نے قتل میں مدد کی ہے' اور ربیع بن بدر نے سیار بن سلامہ سے بحوالہ ابوالعالیہ روایت کی ہے کہ حضرت علی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس جا کر ان پر گر پڑے اور رونے لگے حتیٰ کہ لوگوں نے خیال کیا کہ آپ بھی ان سے جا ملیں گے' اور ثوری وغیرہ نے عن لیث عن طاؤس عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم نہ میں نے قتل کیا ہے اور نہ میں نے حکم دیا ہے لیکن میں مغلوب ہو گیا تھا' اور لیث کے سوا دوسروں نے اسے عن طاؤس عن ابن عباس عن علیؓ اسی طرح روایت کیا ہے اور حبیب بن ابی العالیہ نے مجاہد سے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر لوگ چاہیں تو میں مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر انہیں قسم دیتا ہوں کہ نہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے اور نہ آپ کے قتل کا حکم دیا ہے بلکہ میں نے انہیں منع کیا تو انہوں نے میری نافرمانی کی اور اسے کئی طریق سے حضرت علیؓ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

اور محمد بن یونس الکریمی نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ قرۃ بن خالد نے حسن سے بحوالہ قیس بن عباد ہم سے بیان کیا کہ میں نے جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے اللہ میں تیرے حضور خون عثمانؓ سے بریت کا اظہار کرتا ہوں اور حضرت عثمانؓ کے قتل کے روز میری عقل کھوئی گئی اور میں اپنے آپ سے بیگانہ ہو گیا اور لوگ میرے پاس بیعت کے لیے آئے تو میں نے کہا' خدا کی قسم مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں ان لوگوں کی بیعت لوں جنہوں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے اس سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ جس سے فرشتے بھی شرم محسوس کرتے ہیں۔ اور مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زمین میں مقتول پڑے ہوں اور ابھی دفن بھی نہ ہوئے ہوں' پس وہ لوگ واپس چلے گئے اور جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو لوگ واپس آ کر مجھ سے بیعت کے متعلق پوچھنے لگے تو میں نے کہا: اے اللہ میں اس کی جرأت کرتے ہوئے ڈرتا ہوں پھر صبات وصبرا آ گیا تو میں نے بیعت لی اور جب انہوں نے امیر المومنین کہا تو میرا دل پھٹ گیا اور میں نے نفرت کے باعث اس سے اعراض کیا' اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے ان تمام طرق کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان ہوئے ہیں کہ آپ نے خون عثمانؓ سے اظہار برأت کیا ہے اور آپ اپنے خطبات وغیرہ میں قسمیں کھاتے تھے کہ نہ آپ نے انہیں قتل کیا ہے اور نہ ان کے قتل کا حکم دیا ہے اور نہ مدد کی ہے اور نہ اس سے راضی ہوئے ہیں بلکہ آپ نے اس کام سے منع کیا تو انہوں نے آپ کی نہ مانی۔

Marfat.com

یہ بات آپ سے ایسے طرق سے ثابت ہے جو بہت سے ائمہ حدیث کے نزدیک قطع کا فائدہ دیتے ہیں۔ وللہ الحمد والمنة

نیز کئی طرق سے آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں اور حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ہم نے ان کے دلوں سے کینے کو کھینچ لیا ہے اور وہ بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہیں) اور یہ بھی کئی طرق سے آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

﴿كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَ اَحْسَنُوْا﴾

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ ہمارے بہترین شخص تھے اور ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور ہم سے زیادہ حیادار اور ہم سے اچھے پاکیزہ اور ہم سے زیادہ رب عزوجل سے ڈرنے والے تھے' اور یعقوب بن سفیان نے عن سلیمان بن حرب عن حماد بن زید عن مجالد عن عمیر ابن رودی' ابن کثیرؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے خطبہ دیا تو خوارج نے آپ کو خطبہ میں ٹوک دیا تو آپ منبر سے اتر آئے اور فرمایا کہ میری اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مثال تین بیلوں کی مثال کی طرح ہے جو سرخ' سفید اور سیاہ تھے اور جھاڑی میں ان کے ساتھ شیر بھی تھا اور جب اس نے ان میں سے ایک کو مارنا چاہا تو دوسرے دو بیلوں نے اسے منع کیا تو وہ سیاہ اور سرخ بیل سے کہنے لگا' اس سفید بیل نے اس جھاڑی میں ہمیں رسوا کر دیا ہے' اسے چھوڑ دو تا کہ میں اسے کھا جاؤں پس ان دونوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اسے کھا گیا پھر جب اس نے ان دونوں میں سے ایک کو کھانا چاہا تو دوسرے بیل نے اسے روکا تو اس نے سرخ بیل سے کہا' اس سیاہ بیل نے ہمیں اس جھاڑی میں رسوا کر دیا ہے اور میرا اور تمہارا رنگ ایک جیسا ہے' اگر تو اسے چھوڑ دے تو میں اسے کھا جاؤں پس سرخ بیل نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اسے کھا گیا پھر اس نے سرخ بیل سے کہا میں تجھے کھانے والا ہوں' اس نے کہا مجھے تین چیخیں مارنے کی مہلت دو' اس نے کہا تمہیں مہلت ہے اس نے کہا' آگاہ رہو' جس روز سفید بیل کو کھایا تھا تو نے اسی روز تینوں کو کھا لیا تھا اور اگر میں اس کی مدد کرتا تو مجھے نہ کھا پاتا پھر حضرت علیؓ نے فرمایا' میں حضرت عثمانؓ کے قتل کے روز کمزور ہو گیا اور اگر میں ان کی مدد کرتا تو میں کمزور نہ ہوتا' یہ بات آپ نے تین بار کہی۔

اور ابن عساکر نے محمد بن الحضرمی کے طریق سے عن سوید بن عبداللہ القشیری القاضی عن ابن مہدی عن حماد بن زید عن یحییٰ بن سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایک عورت بیت المال میں آیا کرتی اور اپنا بوجھ اٹھاتی اور کہتی اے اللہ بدل دے اے اللہ بدل دے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا۔

''تم نے کہا بدل دے پس اس نے تم کو گھٹیا طریق اور شعلے کی مانند جنگ بدلے میں دی ہے' تم نے بچے کھچے کپڑوں' غلاموں لونڈیوں اور سونے سے برا نہیں منایا''۔

ابن عساکر کا بیان ہے کہ ابوساعدہ کے بھائی ابوحمید نے جو بدر میں شامل تھے اور حضرت عثمانؓ سے پہلوتہی کرنے والوں میں تھے نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نے ان کے قتل کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہمارا خیال تھا کہ وہ قتل تک پہنچیں گے اے اللہ تیری طرف سے مجھ پر لازم ہے کہ میں فلاں فلاں کام نہ کروں اور تیری ملاقات تک نہ ہنسوں۔ اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ادریس نے ہمیں خبر دی کہ اسماعیل بن ابی خالد نے قیس بن ابی حازم سے بحوالہ

Marfat.com

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہمیں بتایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اور اپنی بہن کو اسلام کی وجہ سے پکڑے ہوئے ہیں اور جو کچھ تم نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا ہے اگر کوئی شخص اس کی وجہ سے الگ ہو جائے تو وہ اس کا سزاوار ہے۔ بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور محمد بن عائذ نے عن اسماعیل بن عباس عن صفوان بن عمرو عن عبدالرحمٰن بن جبیر روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے ایک شخص کو دوسرے سے کہتے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں اور اس کے متعلق دو بکریوں نے بھی ایک دوسرے کو ٹکر نہیں ماری' تو حضرت ابن سلامؓ نے کہا بے شک گائیں اور بکریاں خلیفہ کے قتل کے بارے میں ایک دوسرے کو ٹکر نہیں مارتیں بلکہ اس کے متعلق جوان ہتھیاروں کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکراؤ کرتے ہیں خدا کی قسم اس کی وجہ سے وہ لوگ مارے جائیں گے جو اپنے آباء کی اصلاب میں ہیں اور ابھی پیدا نہیں ہوئے اور لیث نے بحوالہ طاؤس بیان کیا ہے کہ حضرت ابن سلامؓ نے فرمایا کہ قیامت کے روز قاتل اور مدد چھوڑ دینے والے کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فیصلہ سپرد کیا جائے گا اور ابوعبداللہ الحاملی کا بیان ہے کہ ابوالاشعث نے ہم سے بیان کیا کہ حزم بن ابی حزم نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوالاسود کو کہتے سنا کہ میں نے ابوبکرہ کو بیان کرتے سنا کہ اگر میں آسمان سے زمین کی طرف گروں تو یہ بات مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہونے سے زیادہ محبوب ہے' اور ابویعلیٰ کا بیان ہے کہ ابراہیم بن محمد بن عرعرۃ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عباد الہبانی نے ہم سے بیان کیا کہ البراء بن ابی فضال نے ہم سے بیان کیا کہ الحضرمی نے الجارود کے دودھ شریک بھائی ابومریم کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں کوفہ میں تھا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے کہا' اے لوگو! میں نے گذشتہ شب خواب میں ایک عجیب نظارہ دیکھا ہے میں نے رب تبارک وتعالیٰ کو اس کے عرش کے اوپر دیکھا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کے ایک پائے کے پاس کھڑے ہو گئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ابوبکرؓ کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو وہ اپنا سر اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے اور کہنے لگے اے میرے رب! اپنے بندوں سے پوچھ' انہوں نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا ہے؟ پس آسمان سے خون کے دو پرنالے زمین میں رواں ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے: حضرت علیؓ سے کہا گیا' کیا آپ اس بات کو نہیں دیکھتے جسے حسن بیان کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو انہوں نے دیکھا ہے وہ بیان کیا ہے اور ابویعلیٰ نے اسے عن سفیان بن وکیع عن جمیع بن عمیر عن عبدالرحمٰن بن مجالد عن حرب العجلی روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں نے جو خواب دیکھا ہے اس کے بعد میں لڑنے کا نہیں' میں نے عرش کو دیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کو پکڑے ہوئے دیکھا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھے دیکھا ہے اور حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھے دیکھا ہے اور میں نے ان سے ورے خون دیکھا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ہے جس کا وہ اللہ سے مطالبہ کر رہے ہیں' اور مسلم بن ابراہیم کا بیان ہے کہ سلام بن مسکین نے' وہب بن شبیب سے بحوالہ زید بن صوحان ہم سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے' دلوں میں خوب نفرت پیدا ہو گئی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے

Marfat.com

میں میری جان ہے وہ روز قیامت تک اکٹھے نہ ہوں گے' اور محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے اسے برتن کی طرح چوس لیا ہے پھر تم نے اسے قتل کر دیا ہے' اور خلیفہ بن خیاط کا بیان ہے کہ ابوقتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ابی اسحق نے بحوالہ عون بن عبداللہ بن عتبہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں تمہارے لیے کوڑے سے غصے میں آ جاتی ہوں اور حضرت عثمانؓ کے لیے تلوار سے غصے میں نہیں آؤں گی' تم نے اس کی رضامندی طلب کی حتیٰ کہ جب تم نے اسے صاف پٹھے کی طرح چھوڑ دیا جس سے تانت بنائی جاتی ہے تو پھر اسے قتل کر دیا' اور ابو معاویہ نے عن اعمش عن خیثمہ عن مسروق بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم نے اسے میل سے صاف کپڑے کی طرح چھوڑ دیا اور پھر اسے قتل کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ تم نے اسے قریب کیا اور پھر مینڈھے کی طرح اسے ذبح کر دیا' مسروق نے حضرت عائشہؓ سے کہا' یہ آپ کا کام ہے آپ نے لوگوں کو حکم دیتے ہوئے خطوط لکھے تھے کہ وہ ان کے پاس آئیں' حضرت عائشہؓ نے فرمایا' نہیں اس خدا کی قسم جس پر مومن ایمان لائے ہیں اور کفار نے اس کا انکار کیا ہے میں نے اپنی اس جگہ پر بیٹھنے تک ان کے لیے کچھ نہیں لکھا اعمش کا بیان ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے خطوط لکھے گئے ہیں اور آپ کی جانب یہ اسناد صحیح ہے اس میں اور اس قسم کی باتوں میں یہ واضح دلالت پائی جاتی ہے کہ ان خوارج نے' خدا ان کا بھلا نہ کرے' صحابہ کی زبان سے آفاق میں انہیں حضرت عثمانؓ کے قتل پر برانگیختہ کرنے کے لیے جعلی خطوط لکھے جیسا کہ قبل ازیں ہم اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

اور ابوداؤد طیالسی کا بیان ہے کہ حزم القطعی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاسود بن سوادۃ نے ہم سے بیان کیا کہ طلق بن حسان نے مجھے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو ہم متفرق طور پر حضرت نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے آپ کے قتل کے متعلق پوچھنے لگے تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے سنا کہ آپ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے قاتلین پر لعنت کرے' اور محمد بن عبداللہ انصاری نے اپنے باپ سے عن ثمامہ عن انس روایت کی ہے کہ جب حضرت ام سلیمؓ نے حضرت عثمانؓ کے قتل کے متعلق سنا تو فرمایا' اللہ ان پر رحم فرمائے' انہوں نے آپ کے بعد صرف خون ہی دوہا ہے۔

اور اس فصل کے بارے میں ائمہ تابعین کا کلام بہت زیادہ ہے جس کا ذکر باعث طوالت ہوگا اور اس میں سے حضرت ابو مسلم خولانی کا یہ قول بھی ہے کہ جب انہوں نے ان لوگوں کے وفد کو دیکھا جو آپ کو قتل کر کے آئے تھے تو آپ نے فرمایا' تم بھی ان کی مانند ہو یا اس سے زیادہ بڑے جرم کے مرتکب ہو کیا تم بلاد ثمود سے نہیں گزرے؟ انہوں نے کہا' ہاں آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان کی مانند ہو اس کے نزدیک اللہ کے خلیفہ کی عظمت اس کی ناقہ سے زیادہ ہے' اور ابن علیہ نے یونس بن عبید سے بحوالہ حسن بیان کیا ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہدی ہوتا تو امت اس سے دودھ دوہتی' لیکن یہ ایک ضلالت تھی جس سے امت نے خون دوہا ہے اور حضرت ابوجعفر الباقر نے فرمایا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ناحق طور پر ہوا ہے۔

آپ کے بعض مراثی کا ذکر

مجالد نے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مراثی میں سے میں نے حضرت کعبؓ بن مالک کے مرثیہ سے بہتر مرثیہ نہیں سنا آپ نے اپنے ہاتھوں کو روکا پھر اپنا دروازہ بند کر لیا کہ اللہ غافل نہیں ہے اور اہل الدار سے فرمایا انہیں قتل نہ کرو اور اللہ ان تمام آدمیوں کو معاف فرمائے جنہوں نے جنگ نہیں کی' اور تو نے دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے تعلق کے بعد ان پر عداوت اور

Marfat.com

بغض کو مسلط کر دیا اور تو نے دیکھا کہ آپ کے بعد لوگوں سے بھلائی دوڑنے والے شتر مرغوں کی طرح پیچھے پھر گئی۔

اور سیف بن عمر نے ان اشعار کو ابوالمغیرۃ الاخنس بن شریق کی طرف منسوب کیا ہے اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسانؓ بن ثابت نے کہا ہے کہ۔

''تم نے اس دیندار کے متعلق کیا ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ نے اس لمبائی میں کٹے ہوئے چمڑے میں برکت ڈال دی ہے تم نے اللہ کے دوست کو اس کے گھر کے وسط میں قتل کیا ہے اور تم نے ایک ظالمانہ اور نادرست کام کا ارتکاب کیا ہے' تم نے کیوں باہمی عہد الٰہی کا خیال نہیں کیا' اور تم نے محمد ﷺ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیوں نہیں کیا؟ کیا تم میں کوئی بہادر اور ہر مجلس میں عہد کا پورا کرنے والا نہیں؟ ان لوگوں کے عہد کامیاب نہ ہوں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے راست باز کے قتل پر باہم معاہدہ کیا''۔

اور ابن جریرؒ کا بیان ہے کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا ہے۔

''جسے موت کی گردش خوش کرے جس کا کوئی مزاج نہیں ہوتا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں اس جگہ آئے جہاں شیر بکثرت ہیں جو لوہے کے ہتھیاروں کا ذخیرہ کرنے والے ہیں انہوں نے ناک کے اوپر تلواروں سے نشان لگائے ہیں جنہوں نے بدنوں کو زینت دی ہے' انہوں نے سیاہ و سفید بالوں والے کو ذبح کر دیا ہے' جس کے سجود کی کیفیت نہ تھی کہ وہ تسبیح کرتے اور قرآن پڑھتے رات گزارتا تھا' میری ماں اور اس کے بچے تم پر فدا ہوں' صبر کرو' بعض اوقات شر میں صبر کرنا فائدہ دیتا ہے ہم غالب آ کر ارض شام اور امیر اور بھائیوں کو پسند کرتے ہیں اور جب تک میں زندہ ہوں اور میرا نام حسانؓ ہے میں ان سے تعلق رکھتا ہوں' خواہ وہ غائب ہوں یا حاضر' اور تم جلد ہی ان کے گھروں میں اللہ اکبر اور قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا شور سنو گے' کاش مجھے معلوم ہوتا اور کاش مجھے پرندے خبر دیتے کہ حضرت علیؓ اور حضرت ابن عفانؓ کا کیا حال ہے''۔

نیز آپ نے کہا۔

''اگرچہ ابن اروی کا گھر اس سے خالی ہو گیا ہے' ایک دروازہ ٹوٹا پڑا ہے اور ایک دروازہ جلا ہوا اور شکستہ ہے اور بخشش کا طلبگار اپنی حاجت کو پا لیتا ہے اور بزرگی اور حسب اس میں پناہ لیتے ہیں اے لوگو! اپنے آپ کو نمایاں کرو اللہ کے ہاں جھوٹ اور سچ برابر نہیں ہیں''۔

اور فرزدق نے کہا ہے۔

''جب اہل یثرب ہدایت کے رستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے تو خلافت ان سے کوچ کر گئی اور جب اللہ نے دیکھا کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں خرابی کی ہے تو خلافت ان میں سے اپنے اہل اور وارث کے پاس چلی گئی انہوں نے ازراہ ظلم و معصیت آپ کا خون بہایا ہے وہ اپنی گمراہی سے ہدایت نہ پائیں انہوں نے کیسا خون بہایا ہے''۔

اور اونٹوں کے چرواہے النمیری نے اس بارے میں کہا ہے۔

''اس شب وہ متوکل' وفادار اور اچھے شخص کے پاس بغیر اجازت جا رہے تھے' جو محمد ﷺ کا دوست اور سچ کا مددگار اور زمین کو پامال کرنے والوں میں سے چوتھا بھلا شخص تھا''۔

Marfat.com

باب:

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی کہے کہ حضرت عثمانؓ مدینہ میں کیسے قتل ہو گئے جب کہ وہاں کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت موجود تھی' اس کا جواب کئی وجوہ سے دیا جا سکتا ہے ایک یہ کہ ان میں سے بہت سے صحابہؓ بلکہ اکثر یا سب کے سب یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ معاملہ آپ کے قتل تک پہنچ جائے گا کیونکہ ان پارٹیوں نے بالکل آپ کو قتل کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ آپ سے تین امور میں سے ایک امر کے قبول کرنے کا مطالبہ کیا' ایک یہ کہ آپ معزول ہو جائیں' یا مروان بن الحکم کو ان کے حوالے کر دیں یا وہ اسے قتل کر دیں گے اور وہ امید کرتے تھے کہ آپ مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیں گے' یا معزول کر دیں گے' یا معزول ہو جائیں گے اور اس سخت تنگی سے راحت حاصل کریں گے اور قتل کے متعلق تو ایک شخص کا بھی خیال نہ تھا کہ اس کا وقوع ہو گا اور نہ وہ اس حد تک جرأت کر سکتے تھے یہاں تک کہ وہ کچھ ہوا جو ہوا۔ واللہ اعلم

دوسری وجہ یہ ہے کہ صحابہؓ نے آپ کی زبردست حفاظت کی' لیکن جب شدید تنگی ہو گئی تو حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو قسم دی کہ وہ اپنے ہاتھوں کو روکیں اور اپنے ہتھیاروں کو میان میں رکھیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور وہ اپنے ارادے پر پختہ ہو گئے' اس کے باوجود لوگوں میں سے ایک شخص بھی یہ خیال نہ کرتا تھا کہ آپ کو مکمل طور پر قتل کر دیا جائے گا تیسری وجہ یہ ہے کہ جب ایام حج میں ان خوارج نے اہل مدینہ کے بہت سے لوگوں کی عدم موجودگی کو غنیمت سمجھا اور ابھی اطراف سے مدد کے لیے فوجیں نہیں آئی تھیں بلکہ جب ان کی آمد قریب آ گئی تو انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اللہ ان کا بھلا نہ کرے اور اس امر عظیم کا ارتکاب کر لیا۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ خوارج قریباً دو ہزار جانبازوں پر مشتمل تھے اور بسا اوقات اہل مدینہ میں جانبازوں کی اتنی تعداد نہیں ہوتی تھی کیونکہ لوگ سرحدوں اور ہر طرف کے اقالیم میں ہوتے تھے اور انہیں کے ساتھ ساتھ بہت سے صحابہؓ اس فتنہ سے الگ رہے اور اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور ان میں سے جو شخص بھی مسجد میں آتا اپنے ساتھ تلوار لے کر آتا اور جب گوٹھ مار کر بیٹھتا تو اسے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتا اور خوارج' حضرت عثمانؓ کے گھر کو گھیرے ہوئے تھے اور جب کبھی وہ انہیں گھر سے ہٹانے کا ارادہ کرتے تو وہ اس کی سکت نہ پاتے لیکن کبار صحابہؓ نے اپنے لڑکوں کو الدار کی طرف حضرت عثمانؓ کے دفاع کے لیے بھیج دیا تاکہ آپ کی مدد کے لیے شہروں سے فوجیں آ جائیں کہ اچانک یہ لوگ باہر سے الدار کے اندر جانے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے اس کے دروازے کو جلا دیا اور دیوار پھاند کر آپ کے پاس جا کر آپ کو قتل کر دیا اور یہ جو بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ بعض صحابہؓ نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا اور آپ کے قتل کو پسند کیا تھا یہ بات صحابہؓ میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی درست نہیں کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قتل کو پسند کرتا تھا بلکہ سب نے اس کو ناپسند کیا اور اس سے نفرت کی اور اس فعل کے مرتکب کو برا بھلا کہا' لیکن ان میں سے بعض جیسے حضرت عمار بن یاسر' حضرت محمد بن ابی بکر اور حضرت عمرو بن الحمق وغیرہم چاہتے تھے کہ آپ امارت سے دستبردار ہو جائیں۔

اور ابن عساکر نے سہم بن خنیش یا حبیش ازدی کے حالات میں بیان کیا ہے جو الدار میں حاضر تھے۔ اور محمد بن عائذ

Marfat.com

نے اسے اسماعیل بن عیاش سے، بحوالہ محمد بن یزید الرجی روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہیں دیر سمعان کی طرف واپس بلایا اور ان سے حضرت عثمانؓ کے قتل کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

سبائیوں کا وفد یعنی مصر کا وفد' حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ نے انہیں عطیات دیئے اور راضی کیا تو وہ واپس چلے گئے پھر مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب کہ آپ فجر یا ظہر کی نماز کے لیے نکلے تھے ملے' پس انہوں نے آپ کو سنگریزوں' جوتوں اور موزوں سے مارا تو آپ الدار کی طرف واپس چلے گئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوہریرہ' حضرت زبیر اور ان کے بیٹے' حضرت طلحہ' مروان اور حضرت مغیرہ بن اخنس رضی اللہ عنہم بھی لوگوں کے ساتھ موجود تھے اور مصری وفد نے آپ کے گھر کا چکر لگایا' پس آپ نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا یا امیر المومنین میں تین باتوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا آپ کو مشورہ دیتا ہوں' ایک یہ کہ آپ عمرہ کا احرام باندھ لیں اس طرح ہمارے خون ان پر حرام ہو جائیں گے دوسری یہ کہ ہم آپ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس شام چلے جاتے ہیں' تیسری یہ کہ آپ باہر نکلیں اور ہم تلوار سے جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ بلاشبہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں' حضرت عثمانؓ نے فرمایا آپ نے جو عمرہ کا احرام باندھنے کی بات کہی ہے کہ ہمارے خون حرام ہو جائیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ہمیں اب بھی اور حالت احرام میں بھی احرام کے بعد بھی گمراہ سمجھتے ہیں' اور شام جانے کا جواب یہ ہے کہ مجھے اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں ان کے درمیان سے خوفزدہ ہو کر باہر چلا جاؤں اور اہل شام مجھے دیکھیں اور کفار میں سے دشمن اس بات کو سنیں اور جنگ کرنے کا جواب یہ ہے کہ میری خواہش ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ میری وجہ سے ایک قطرہ خون بھی نہ بہایا جائے' راوی بیان کرتا ہے پھر ایک روز ہم نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی' نماز سے فارغ ہو کر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' میں نے آج شب دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے اے عثمانؓ روزہ رکھیے آپ ہمارے پاس افطاری کریں گے اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں روزہ دار ہوں اور ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں' قسم دیتا ہوں کہ وہ الدار سے صحیح سلامت نکل جائیں ہم نے عرض کیا یا امیر المومنین اگر ہم نکل گئے تو ہم اپنے بارے میں ان سے مطمئن نہیں ہوں گے آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم الدار کے ایک مکان میں آپ کے ساتھ رہیں جس میں ہماری جماعت بھی ہو گی اور حفاظت بھی' پھر آپ کے حکم سے الدار کا دروازہ کھول دیا گیا اور آپ نے مصحف منگوایا اور اس پر جھک گئے اور آپ کے پاس آپ کی دو بیویاں بنت الفرافصہ اور بنت شیبہ بھی تھیں سب سے پہلے محمد بن ابی بکر آپ کے پاس آیا اور آپ کی داڑھی پکڑ لی' آپ نے فرمایا اے میرے بھتیجے اسے چھوڑ دے خدا کی قسم تمہارا باپ تو اس کے ساتھ اس سے ادنیٰ بات پر بھی متاسف ہوتا تھا' پس وہ شرمندہ ہو کر باہر چلا گیا' اور لوگوں سے کہنے لگا میں نے ان کو تمہارے ساتھ چپکا دیا ہے اور اس نے آپ کی داڑھی سے جو بال نوچے تھے حضرت عثمانؓ نے وہ اپنی بیوی کو دے دیئے پھر رومان بن سودان جو ایک کوتاہ قد نیلا' غضب ناک اور مراد قبیلے میں شمار ہوتا تھا اندر داخل ہوا اس کے پاس ایک تیز دھار لوہا تھا' اس نے آپ کے سامنے آ کر کہا اے نعثل آپ کس دین سے تعلق رکھتے ہیں؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں نعثل نہیں بلکہ میں عثمانؓ بن عفان ہوں اور حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہوں جو موحد اور مسلم تھے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں' اس نے کہا آپ نے جھوٹ بولا ہے اور آپ کی بائیں کنپٹی پر تیز دھار لوہا مار کر آپ کو قتل کر دیا پس آپ گر پڑے اور حضرت نائلہ نے آپ کو اپنے کپڑوں کے ساتھ لگا لیا اور آپ ایک مضبوط اور جسیم عورت تھیں۔ آپ نے اپنے آپ کو حضرت عثمانؓ پر گرا دیا

Marfat.com

اور بقیہ جسم پر بنت شیبہ نے آپ کو گرا دیا اور ایک مصری تلوار سونتے ہوئے آیا اور کہنے لگا خدا کی قسم میں ان کی ناک ضرور کاٹوں گا' پس بیوی نے اس کو آپ سے ہٹایا اور اس پر غالب آ گئی اور اس نے پیچھے سے آپ کی اوڑھنی اتار دی یہاں تک کہ اس نے آپ کی کمر کو دیکھ لیا اور جب وہ آپ تک نہ پہنچ سکا تو اس نے آپ کی بالی اور کندھے کے درمیان تلوار گھسیڑ دی' آپ نے توار کو پکڑا تو اس نے آپ کی انگلیاں کاٹ دیں تو آپ نے پکارا اے رباح' یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سیاہ فام غلام تھا' اے غلام اس شخص کو مجھ سے ہٹاؤ' پس غلام نے اس کے پاس جا کر اسے تلوار مار کر قتل کر دیا اور اہلبیت اپنا دفاع کرتے ہوئے باہر نکلے اور مغیرہ بن اخنس قتل ہو گئے اور مروان زخمی ہو گیا۔ راوی بیان کرتا ہے جب شام ہو گئی تو ہم نے کہا اگر تم نے اپنے ساتھی کو صبح تک چھوڑ دیا تو وہ اس کا مثلہ کر دیں گے' پس ہم آدھی رات کے وقت انہیں اٹھا کر البقیع الغرقد کی طرف لے گئے اور پیچھے سے عوام ہمارے پاس آ گئے اور ہم ان سے ڈر گئے اور قریب تھا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر متفرق ہو جاتے کہ ان کے منادی نے اعلان کیا کہ تمہیں کوئی خوف نہ ہو گا' ٹھہرے رہو' ہم صرف تمہارے ساتھ شامل ہونے کے لیے آئے ہیں۔ اور ابو جبیش کہا کرتے تھے کہ وہ اللہ کے فرشتے تھے۔ پس ہم نے آپ کو دفن کیا پھر اسی شب کو ہم شام کی طرف بھاگ گئے اور وادی القریٰ میں فوج سے آ ملے جس کے سالار حضرت حبیب بن مسلمہؓ تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے آئے تھے پس ہم نے ان کو آپ کے قتل و دفن کے متعلق بتایا۔

اور ابو عمر بن عبد البر کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حش کوکب میں دفن کیا اور آپ نے اسے خریدا تھا اور بقیع میں اضافہ کیا تھا۔ اور سلف میں سے ایک شخص نے جب اس سے حضرت عثمانؓ کے متعلق پوچھا گیا بہت اچھا جواب دیتے ہوئے کہا وہ نیکیوں کے امیر اور فاجروں کے مقتول ہیں۔ جس نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑا وہ مخذول ہے اور جس نے آپ کی مدد کی وہ منصور ہے۔

اور ہمارے شیخ ابو عبد اللہ ذہبیؒ نے حضرت عثمانؓ کے حالات و فضائل کے آخر میں اس کلام کے بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا ہے یا آپ کی عداوت میں اتحاد کیا ہے انہوں نے آپ کو قتل کر کے اللہ کے عفو و رحمت میں جگہ دی ہے اور جن لوگوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑا ہے وہ مخذول ہیں اور ان کی زندگی مکدر ہو گئی ہے اور آپ کے بعد آپ کے نائب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں کو حکومت مل گئی پھر آپ کے معاون مروان اور اس کی ذریت میں سے آٹھ اشخاص کو حکومت ملی جنہوں نے آپ کی زندگی کو لمبا کر دیا اور اسے آپ کے فضائل و احسانات سے بھر دیا' پس آپ کے فضائل و احسانات سے بھر دیا' بنی آپ کے عم زادوں نے ان پر ۸۰ سال تک حکومت کی فالحکم للہ العلی الکبیر یہ ان کی عبارت ہے۔

حضرت عثمانؓ بن عفان کے فضائل میں بیان ہونے والی احادیث:

آپ عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس ابن مضر بن نزار بن معد بن عدنان' ابو عمرو اور ابو عبد اللہ' القرشی' الاموی' امیر المومنین' ذوالنورین' صاحب الہجرتین اور زوج الابنتین ہیں آپ کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن عبد شمس ہیں اور ان کی والدہ ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور اصحاب شوریٰ کے چھ آدمیوں میں سے ایک ہیں اور پھر ان تین میں سے ایک ہیں جن کے لیے خلافت خالص ہو گئی اور پھر مہاجرین و انصار کے اجماع سے آپ کے لیے متعین ہو گئی آپ خلفائے راشدین اور ائمہ مہدیین میں سے تیسرے خلیفہ ہیں جن کی اتباع و اقتدا کا حکم دیا گیا ہے۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ نے بہت پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور آپ کے قبول اسلام کا واقعہ عجیب و غریب ہے جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے اور اس کا ملخص یہ ہے کہ جب آپ کو پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا آپ بڑی صاحب جمال تھیں۔ ان کے عم زاد عتبہ بن ابی لہب سے نکاح کر دیا ہے تو آپ متاسف ہوئے کہ آپ ان سے نکاح نہیں کر سکے' آپ غمگین ہو کر اپنے اہل کے پاس گئے تو آپ نے ان کے پاس اپنی خالہ سعدی بنت کریز کو پایا۔ جو کاہنہ تھی۔ اس نے آپ سے کہا' خوش ہو جاؤ اور آپ کو پے در پے تین سلام ہوں پھر تین ہوں پھر تین ہوں پھر ایک اور سلام ہوتا کہ دس پورے ہو جائیں' آپ کے پاس بھلائی آئے گی اور آپ شر سے بچائے جائیں گے' خدا کی قسم آپ اصیل اور خوب صورت لڑکی سے نکاح کریں گے اور آپ کنوارے ہیں اور کنواری سے ملیں گے' میں نے اسے عظیم القدر پایا ہے' آپ نے ایسے کام کی بنیاد رکھی ہے جو شہرت کو بلند کر دے گا' حضرت عثمانؓ نے کہا' میں اس کی بات سے بہت حیران ہوا' وہ مجھے ایسی عورت کی بشارت دیتی ہے۔ جس نے کسی اور سے نکاح کر لیا ہے میں نے کہا اے خالہ تو کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا اے عثمانؓ! تجھے خوبصورتی اور زبان حاصل ہے اور اس نبی کے ساتھ برہان ہے' جسے بدلہ دینے والے نے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور اس کے پاس تنزیل وفرقان آیا ہے' پس اس کی اتباع کر اور بت تجھے ہلاک نہ کر دیں حضرت عثمانؓ کہتے ہیں میں نے کہا تو ایسی بات کا ذکر کر رہی ہے جس کا ہمارے ملک میں ظہور نہیں ہوا' اس نے کہا محمد بن عبداللہ' اللہ کی جانب سے رسول ہیں جو تنزیل الٰہی کے ساتھ آئے ہیں اور وہ اس کے ذریعے اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں پھر اس نے کہا' اس کا چراغ' چراغ ہے اور اس کا دین فلاح ہے اور اس کا حکم کامیابی ہے اور اس کا مد مقابل مارا ہوا ہے اور وادیاں اس کی مطیع ہیں اور شور وغل کوئی فائدہ نہیں دے گا خواہ حلق درد کرے اور رخسار کی ہڈیاں کھنچ جائیں اور تیز ے لمبے ہو جائیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں سوچتا ہوا چل پڑا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور میں نے ان کو بتایا تو آپ نے فرمایا اے عثمانؓ! تو ہلاک ہو' آپ دانش مند شخص ہیں آپ سے حق وباطل پوشیدہ نہیں رہ سکتا' یہ اصنام کیا ہیں' جن کی ہماری قوم پرستش کرتی ہے' کیا یہ ٹھوس پتھر نہیں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ نفع ونقصان دے سکتے ہیں؟ آپ بیان کرتے ہیں' میں نے کہا بے شک اللہ کی قسم یہ ایسے ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم آپ کی خالہ نے آپ سے سچ کہا ہے یہ رسول اللہ محمدؐ بن عبداللہ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے' کیا آپ ان کے پاس جا سکتے ہیں؟ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا اے عثمانؓ! اللہ کے حق کو قبول کرو' میں آپ کی طرف اور مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں' آپ بیان کرتے ہیں' خدا کی قسم جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی تو میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ میں مسلمان ہو گیا اور میں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد لاشریک ہے پھر تھوڑی دیر بعد میں نے حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر لیا اور کہا جاتا تھا کہ

''بہترین جوڑا جسے انسان نے دیکھا ہے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند حضرت عثمانؓ ہیں''۔

اور اس بارے میں سعدی بنت کریز نے کہا ہے کہ

''میرے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حق وہدایت کی طرف راہنمائی کی ہے اور انہوں نے صحیح رائے کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے اور وہ مشورے سے سچ سے باز نہیں رہ سکتے تھے اور حق کے فرستادے نے اپنی

Marfat.com

بیٹی کا ان سے نکاح کر دیا اور وہ دونوں ماہ چہار دہم کی طرح تھے جو افق میں سورج کے ساتھ مل جاتا ہے اے ہاشمیوں کے فرزند میری جان تجھ پر فدا ہو تو اللہ کا امین ہے جو مخلوق کے لیے بھیجا گیا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر دوسرے دن حضرت ابوبکر' حضرت عثمان بن مظعون' حضرت ابوعبید' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت ابوسلمہ بن سلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہم کو لائے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہونے والوں کے ساتھ مل کر اڑتیس آدمی ہو گئے اور حضرت عثمانؓ نے اپنی بیوی حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگوں سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر آپ مکہ واپس آ گئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جب بدر کا معرکہ ہوا تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دخترؓ کی تیمار داری میں مصروف رہے اور ان کی وجہ سے مدینہ میں قیام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا حصہ لگایا اور آپ کو اس کا اجر ملا اور آپ معرکہ بدر میں شامل ہونے والوں میں شمار ہیں اور جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا آپ سے نکاح کر دیا اور وہ بھی آپ کی صحبت میں ہی وفات پا گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہمارے پاس کوئی اور لڑکی ہوتی تو ہم حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیتے۔ اور آپ نے معرکہ احد میں شمولیت کی اور اس روز پشت پھیرنے والوں کے ساتھ فرار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عفو کرنے کی صراحت کی ہے اور آپ نے خندق و حدیبیہ میں بھی شمولیت کی اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ سے آپ کی طرف سے بیعت لی' اور آپ نے خیبر اور عمرۃ القضاء میں بھی شمولیت کی' اور فتح مکہ' ہوازن' طائف اور غزوہ تبوک میں بھی شامل ہوئے اور جیش العسرۃ کو تیار کیا اور قبل ازیں بحوالہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن خباب بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے اس روز انہیں تین سو اونٹوں کے ساتھ پالانوں اور عرق گیروں سمیت تیار کیا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ اس روز آپ نے ایک ہزار دینار لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیے تو آپ نے فرمایا: ''آج کے بعد حضرت عثمانؓ جو کام کریں گے وہ آپ کو نقصان نہیں دے گا''۔ یہ بات آپؐ نے دو دفعہ فرمائی۔ اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے راضی ہونے کی حالت میں وفات پائی اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور انہوں نے آپ کی دوستی کو اچھا سمجھا اور انہوں نے بھی آپؓ سے راضی ہونے کی حالت میں وفات پائی اور آپ کو چھ اصحاب شوریٰ میں شامل کیا اور آپ ان سے بہتر تھے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

آپ نے حضرت عمرؓ کے بعد خلافت سنبھالی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر بہت سے اقالیم و امصار کو فتح کیا اور اسلامی مملکت میں توسیع ہوئی اور حکومت محمدی پھیل گئی اور پیغام مصطفوی زمین کے مشارق و مغارب میں پہنچ گیا اور لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے قول

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾

اور قول الٰہی

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾

Marfat.com

اور آنحضرت ﷺ کے قول کہ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم ان دونوں کے خزانوں کو ضرور راہ خدا میں خرچ کرو گے' کا مصداق ظاہر ہو گیا' ان سب باتوں کا مکمل وقوع حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ثابت ہو چکا ہے۔

آپ خوش شکل' حسین چہرہ' خوش اخلاق' باحیا اور بڑے سخی تھے' اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اپنے عزیز واقارب کی تالیف قلب کے لیے انہیں فانی دنیا کے متاع سے شادکام کرنے کو پسند کرتے تھے تاکہ آپ ان کو فانی کے مقابلہ میں باقی کو ترجیح دینے میں رغبت دلاسکیں' جیسا کہ آنحضرت ﷺ کچھ لوگوں کو دیتے تھے اور دوسروں کو چھوڑ دیتے تھے' آپ لوگوں کو اس خوف سے عطا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو آگ میں گرنے سے بچائے اور دوسروں کو دینے سے رکتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ہدایت وایمان کو پیدا کیا تھا' آپ کی اس عادت کی وجہ سے کچھ لوگوں نے آپ سے بطریق تلبیس ایسے ہی سوال کیا جیسے بعض خوارج نے ترجیح دینے کے بارے میں آنحضرت ﷺ پر بطریق تلبیس سوال کیا تھا اور قبل ازیں ہم اس بات کو غزوہ حنین میں بیان کر چکے ہیں جب آپ نے حنین کی غنائم کو تقسیم کیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں جن میں سے ہم میسر آ جانے والی احادیث کو بیان کریں گے (ان شاء اللہ) ان احادیث کی دو قسمیں ہیں' اوّل وہ جو دوسروں کے ساتھ آپ کے فضائل میں بیان ہوئی ہیں۔

ان میں سے وہ حدیث بھی ہے جسے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے' سعید سے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت انسؓ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ احد پر چڑھے اور حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے' پس پہاڑ لرز گیا تو آپ نے فرمایا اے احد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے اس پر اپنا پاؤں بھی مارا۔ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید کے سوا اور کوئی نہیں' مسلم کو چھوڑ کر بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ترمذیؒ نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن محمد نے عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی بن ابی طالب' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کوہ حرا پر تھے کہ چٹان کو حرکت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پرسکون ہو جا تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور ایک شہید کے سوا اور کوئی نہیں' پھر باب میں عن عثمان بن سعید بن زید وابن عباسؓ وسہیل بن سعد وانسؓ بن مالک وبریدہ اسلمی بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے' میں کہتا ہوں' اسے ابوالدرداءؓ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حضرت عثمانؓ سے یوم الدار کے خطبہ میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ نے ثبیر پر خطبہ دیا تھا۔

ایک اور حدیث:

یہ حدیث ابوعثمان النہدی سے بحوالہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک باغ میں تھا کہ آپ نے مجھے دروازے کی نگہبانی کرنے کا حکم دیا' پس ایک شخص اجازت طلب کرتا ہوا آیا' میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا' ابوبکر رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو

Marfat.com

آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ کہہ رہے تھے اجازت دو اور انہیں پہنچنے والی مصیبت پر جنت کی بشارت دو' وہ آئے تو آپ کہہ رہے تھے اے اللہ صبر کی توفیق دے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے' اسے قتادہ اور ایوب سختیانی نے ان سے روایت کیا ہے اور امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ حماد بن زید نے کہا ہے کہ عاصم الاحول اور علی بن الحکم نے ہم سے بیان کیا کہ ان دونوں نے ابوعثمان کو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ایسے ہی بیان کرتے سنا ہے۔

اور عاصم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے دو گھٹنوں سے ایک گھٹنے سے کپڑا اٹھا ہوا تھا' اور جب حضرت عثمانؓ اندر آئے تو آپ نے اسے ڈھانپ لیا اور یہ حدیث صحیحین میں ایسے ہی حضرت سعید بن المسیبؒ کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابوموسیٰ مروی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے پاؤں کنوئیں کے چبوترے سے کنوئیں میں لٹکائے ہوئے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہیں جگہ نہ ملی' سعید بیان کرتے ہیں' میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ ان کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور حضرت عثمانؓ الگ ہوں گے۔

امام احمد کا بیان ہے کہ یزید بن مروان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو نے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ نافع بن الحارث نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر گیا حتیٰ کہ آپ ایک باغ میں داخل ہو گئے اور فرمایا دروازے کی نگہبانی کرو' اور آپ آ کر کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں لٹکا لیے کہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا' میں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا ابوبکرؓ' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوبکرؓ ہیں' آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' آپ اندر داخل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لیے' پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے کہا' کون ہے؟ اس نے کہا عمرؓ' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حضرت عمرؓ ہیں' آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' میں نے ایسے ہی کہا' آپ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لیے' پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا عثمانؓ' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ ہیں' آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو' اور جنت کی بشارت دو جس کے ساتھ مصیبت بھی ہے' پس میں نے آپ کو اجازت دی اور جنت کی بشارت بھی دی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے اس روایت میں ایسے ہی بیان ہوا ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے اسے ابوسلمہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اور حضرت نافع بن الحارث رضی اللہ عنہما دونوں دروازے پر مقرر ہوں یا یہ کوئی اور واقعہ ہو۔

اور امام احمدؒ نے اسے عن عفان عن وہیب عن موسیٰ بن عقبہ روایت کیا ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا اور میں اسے نافع بن الحارث کے سوا نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے آ کر اجازت مانگی تو آپ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اور عنقریب یہ مصیبت سے دوچار ہوں گے یہ سیاق پہلے کی مانند ہے حالانکہ نسائی نے اسے صالح بن کیسان کی حدیث سے

Marfat.com

عن ابی الزناد عن ابی سلمہ عن عبدالرحمن بن نافع بن عبدالحارث عن ابی موسیٰ اشعریؓ روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے عن قتادہ عن ابن سیرین ومحمد بن عبید عن عبداللہ بن عمرؓ ہمیں بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آ کر اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا' میں کہاں ہوں گا' آپ نے فرمایا اپنے باپ کے ساتھ' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور البزار اور ابویعلیٰ نے بھی اسے انسؓ بن مالک کی حدیث سے پہلے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ عقیل نے ابن شہاب سے بحوالہ یحییٰ بن سعید بن العاص مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اسے بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے جب کہ آپ اپنے بستر پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے' اجازت طلب کی تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی اور اسی طرح لیٹے رہے انہوں نے آپ کو اپنی ضرورت بتائی اور واپس چلے گئے' پھر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی' آپ نے انہیں اجازت دی اور آپ اسی طرح لیٹے رہے' انہوں نے آپ کو اپنی ضرورت بتائی پھر واپس چلے گئے' حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں پھر میں نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ بیٹھ گئے اور فرمایا اپنے کپڑے ٹھیک ٹھاک کر لو' میں نے آپ کو اپنی ضرورت بتائی پھر میں واپس آ گیا' حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے اس طرح گھبرائے ہوئے نہیں دیکھا جیسا آپ حضرت عثمانؓ سے گھبرائے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عثمانؓ حیادار شخص ہیں اور مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے ان کو اسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ اپنی ضرورت مجھ تک نہ پہنچا سکیں گے۔ لیث کا قول ہے کہ ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کیا میں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ [1] اور مسلم نے اسے محمد بن ابی حرملہ کی حدیث سے عن عطاء' سلیمان بن یسار عن ابی سلمۃ عن عائشہؓ روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ موصلی نے اسے سہیل کی حدیث سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ روایت کیا ہے اور جبیر بن نفیر اور حضرت عائشہؓ بنت طلحہ نے اسے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ مروان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یسار نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ بنت طلحہ کو ام المومنین حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ران سے کپڑا اٹھائے بیٹھے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت طلب کی تو میں نے انہیں اجازت دی اور اسی حالت میں بیٹھے رہے' پھر آ کر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دی اور اسی حالت میں بیٹھے رہے پھر حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنا کپڑا لٹکا دیا اور جب وہ اٹھ کے

[1] حلیہ میں رحمٰن کے فرشتے بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اجازت طلب کی تو آپ نے اسی حالت میں ان دونوں کو اجازت دی اور جب حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنا کپڑا ڈال لیا' آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا ہم اس شخص سے حیا نہ کریں بخدا جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت حفصہؓ سے ایک اور طریق:

حسن بن عرفہ اور احمد بن حنبلؒ نے اسے روح بن عبادۃ سے بحوالہ ابن جریج روایت کیا ہے کہ ابو خالد عثمان بن خالد نے بحوالہ عبداللہ بن ابی سعید المدنی مجھے بتایا کہ حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا اور پھر اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی مانند بیان کیا ہے اور اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کیا ہم اس سے حیا نہ کریں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار نے بیان کیا ہے کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یونس بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ النضر بن عبدالرحمٰن ابوعمر الخزاز کوفی نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہم اس سے حیا نہ کریں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں یعنی عثمانؓ بن عفان سے۔ پھر البزار نے بیان کیا ہے کہ ہم اسے حضرت ابن عباسؓ سے صرف اسی اسناد سے مروی جانتے ہیں' میں کہتا ہوں یہ ترمذی کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق:

طبرانی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابی بکر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعشر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے بیٹھی تھیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آ گئے پھر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آ گئے' پھر حضرت سعد بن مالکؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آ گئے پھر حضرت عثمان بن عفانؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آ گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھٹنے سے کپڑا اٹھائے گفتگو کر رہے تھے جب حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنا کپڑا اپنے گھٹنے پر ڈال لیا اور اپنی بیوی سے فرمایا' پیچھے ہو جاؤ' پس انہوں نے کچھ دیر گفتگو کی پھر باہر چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا' یا نبی اللہ' میرا باپ اور اس کے اصحاب اندر آئے تو آپ نے گھٹنے پر اپنا کپڑا درست نہ کیا اور نہ مجھے اپنے سے پیچھے کیا' آپ نے فرمایا۔ کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ فرشتے جس طرح اللہ اور اس کے رسول سے حیا کرتے ہیں اسی طرح عثمانؓ سے حیا کرتے ہیں اور اگر وہ اندر آ جاتے اور آپ میرے قریب ہوتیں تو وہ بات نہ کرتے اور نہ اپنا سر اٹھاتے حتیٰ کہ باہر چلے جاتے۔ یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور اس میں پہلی حدیث سے زیادت پائی جاتی ہے اور اس کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے میں کہتا ہوں اور باب میں عن علی' عبداللہ بن ابی اوفیٰ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی روایت پائی جاتی ہے اور ابومروان القرشی نے اپنے باپ سے عن مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عثمان حیادار ہیں اور فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں۔

Marfat.com

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ وکیع نے عن سفیان عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ عن انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے سب سے رحیم انسان ابوبکرؓ، اور اللہ کے دین میں سب سے سخت عمرؓ اور سب سے زیادہ حیادار عثمانؓ اور سب سے زیادہ حلال وحرام کو جاننے والے حضرت معاذ بن جبلؓ اور کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری حضرت ابیؓ، اور سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں' اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے اسی طرح خالد الحذاء سے روایت کیا ہے اور ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور صحیح بخاری اور مسلم میں اس کے آخر میں ہے کہ ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں' اور ہیثم نے عن کریز بن حکیم عن نافع عن ابن عمرؓ ابوقلابہ کی حدیث کی مانند بحوالہ حضرت انسؓ وغیرہ روایت کی ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ یزید بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نیک شخص کو آج شب خواب دکھایا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمرؓ کے ساتھ ملایا گیا ہے اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک شخص سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ جو رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جانے کا ذکر کیا ہے' یہ لوگ اس دین کے والی ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا ہے' اور ابوداؤد نے اسے عمرو بن عثمان سے بحوالہ محمد بن حرب روایت کیا ہے پھر بیان کیا ہے کہ یونس اور شعیب نے اسے بحوالہ زہری روایت کیا ہے اور عمرو کا ذکر نہیں کیا۔

ایک اور حدیث:

امام احمد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوداؤد عمر بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ بدر بن عثمان نے عن عبیداللہ بن مروان عن ابی عائشہ عن ابن عمر ہم سے بیان کیا کہ ایک دن طلوع آفتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ:

میں نے فجر سے پہلے دیکھا کہ گویا مجھے مقالید وموازین عطا کیے گئے ہیں' پس مقالید سے مراد چابیاں اور موازین سے مراد ترازو ہیں جن سے وزن کیا جاتا ہے' پس ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور ایک پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا اور میرا ان کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں بوجھل ہو گیا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لایا گیا اور ان کا وزن کیا گیا تو وہ وزن میں ان کے برابر ہوئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لایا گیا اور ان کا وزن کیا گیا تو وہ وزن میں ان کے برابر ہوئے' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لایا گیا اور ان کا وزن کیا گیا تو وہ وزن میں ان کے برابر ہوئے' پھر مجھے اٹھا لیا گیا' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ہشام بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن میسرہ نے ابوادریس سے بحوالہ حضرت معاذ بن جبلؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ مجھے ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں ڈالا گیا ہے اور میں اس کے برابر رہا ہوں پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے

Marfat.com

میں رکھا گیا ہے اور وہ اس کے برابر رہے ہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا ہے اور وہ اس کے برابر رہے ہیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا ہے اور وہ اس کے برابر رہے ہیں۔

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مطیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے العوام سے اس شخص سے جس نے اس سے بیان کیا بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مدینہ کی بنیاد رکھی تو آپ نے ایک پتھر لا کر رکھا اور حضرت ابوبکرؓ ایک پتھر لائے تو آپ نے اسے بھی رکھا اور حضرت عمرؓ ایک پتھر لائے تو آپ نے اسے بھی رکھا اور حضرت عثمانؓ ایک پتھر لائے تو آپ نے اسے بھی رکھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ میرے بعد امرائے خلافت ہوں گے۔ اور یہ حدیث پہلے بھی آپ کی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں آپ کی مدینہ میں آمد کے آغاز میں بیان ہو چکی ہے اور اسی طرح دلائل النبوۃ میں زہری کی حدیث سے ایک شخص سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آپؐ کے ہاتھ میں پھر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں پھر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں سنگریزوں کے تسبیح کرنے کے سلسلہ میں بیان ہو چکی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خلافت نبوت ہے۔ اور ابھی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر بادشاہت بن جائے گی اور بلا اختلاف علمائے عاملین ان مجموعی تیس سالوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدتِ ولایت بارہ سال بنتی ہے جیسا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔

ایک اور حدیث:

یہ حدیث متعدد طرق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے دس آدمیوں کے لیے جنت کی گواہی دی ہے اور نص نبوی کے مطابق آپ ان میں سے ایک ہیں۔

ایک اور حدیث:

امام بخاری کا بیان ہے کہ محمد بن حازم بن بزیع نے ہم سے بیان کیا کہ شاذان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی سلمۃ الماجشون نے عن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمرؓ ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کو حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے برابر نہ سمجھتے تھے پھر ہم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے تھے اور ان کے درمیان فضیلت کا مقابلہ نہ کرتے تھے عبداللہ بن صالح بن عبدالعزیز نے اس کی متابعت کی ہے امام بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور اسماعیل بن عیاش ابوالفرج بن فضالہ نے اسے عن یحییٰ بن سعید انصاری عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے اسے عن ابی معشر عن یزید بن ہارون عن اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابن عمرؓ روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق

امام احمد کا بیان ہے کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم

Marfat.com

سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو زیادہ سمجھتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بالفاظ دیگر ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار کا بیان ہے کہ عمرو بن علی اور عقبہ بن مکرم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے عن عمر بن محمد عن سالم عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے خلافت حاصل کریں گے' یہ اسناد شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' لیکن البزار نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی وجوہ سے مروی ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پھر ہم بعد میں فضیلت میں مقابلہ نہیں کرتے تھے' اور عمرو بن محمد حافظ نہیں تھا اور یہ بات اس کی حدیث سے واضح ہوتی ہے کہ جب وہ سالم کے علاوہ کسی اور سے روایت کرتا ہے تو کچھ بھی نہیں کہتا' اور کئی ضعفاء نے بھی اسے عن الزہری عن سالم عن ابیہ روایت کیا ہے اور حافظ ابن عساکر نے اس کے طرق کو بحوالہ ابن عمر جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور خوب فائدہ پہنچایا ہے' اور وہ حدیث جس کے متعلق طبرانی نے کہا ہے کہ سعید بن عبدربہ الصفار البغدادی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن جمیل الرقی نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے عن لیث عن مجاہد عن ابن عباسؓ ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے۔ یا جنت میں جو بھی درخت ہیں۔ علی بن حنبل کو شک ہوا ہے' ان کے ہر پتے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' ابوبکر الصدیق' عمر الفاروق' عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم لکھا ہوا ہے' یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے اسناد میں ایسے شخص ہیں جن کے متعلق اعتراض کیا گیا ہے اور یہ نکارت سے خالی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

دوسری قسم کی احادیث وہ ہیں جو صرف آپ کے فضائل میں بیان ہوئی ہیں:

امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ اہل مصر میں سے ایک شخص بیت اللہ کا حج کرنے آیا تو اس نے لوگوں کو بیٹھے دیکھا' اس نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا قریش ہیں' اس نے پوچھا ان میں شیخ کون ہے؟ انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ ہیں' اس نے کہا اے ابن عمرؓ! میں آپ سے ایک بات پوچھنے والا ہوں وہ مجھے بتانا' کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمانؓ جنگ احد کے روز بھاگ گئے تھے؟ آپ نے جواب دیا ہاں' اس نے کہا' آپ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں بھی غائب تھے اور اس میں شامل نہیں ہوئے' آپ نے جواب دیا ہاں اس نے کہا اللہ اکبر' حضرت ابن عمرؓ نے کہا' آؤ میں تمہارے لیے وضاحت کروں' جنگ احد کے روز آپ نے جو فرار کیا اس کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو معاف کر دیا ہے اور بخش دیا ہے' اور جنگ بدر سے آپ جو غائب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی آپ کی بیوی تھی جو بیمار تھی اور رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ آپ کو بدر میں شامل ہونے والے شخص کا اجر اور حصہ ملے گا اور بیعت رضوان سے آپ جو غائب ہوئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وادی مکہ میں حضرت عثمانؓ سے کوئی شخص معزز ہوتا تو آپ اسے آپ کی جگہ بھیجتے' پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حضرت عثمانؓ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ سے فرمایا' یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے ہاتھ پر مارا اور فرمایا:

Marfat.com

عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا' اسے اب اپنے ساتھ لے جاؤ' امام بخاریؒ، مسلم کو چھوڑ کر اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے عاصم سے بحوالہ سفیان ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ولید بن عقبہ سے ملے' تو ولید نے آپ سے کہا' کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے بدسلوکی کرتے دیکھتا ہوں؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اسے کہا' اسے بتا دو' میں نے جنگ حنین میں فرار اختیار نہیں کیا' عاصم نے کہا اور میں بھی جنگ بدر میں پیچھے نہیں رہا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کو نہیں چھوڑا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا' اس کا یہ کہنا کہ میں نے جنگِ حنین میں فرار اختیار نہیں کیا' وہ مجھ پر اس کا عیب کیسے لگا سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾

اور اس کا یہ کہنا کہ میں جنگ بدر میں پیچھے رہ گیا تھا' اس کا جواب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کر رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حصہ لگایا اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ لگایا وہ جنگ میں شامل تھا اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کو نہیں چھوڑا' اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی نہ میں طاقت رکھتا ہوں اور نہ وہ' اور وہ یہ بات بیان کیا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث:

امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ احمد بن شبیب بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ یونس ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ عروہ نے مجھے بتایا کہ عبیداللہ بن عدی الخیار نے اسے بتایا المسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث نے ہم سے بیان کیا کہ آپ کو ان کے بھائی ولید کے متعلق حضرت عثمانؓ سے بات کرنے میں کون سی چیز مانع ہے' لوگوں نے اس کے متعلق بہت باتیں کی ہیں' پس حضرت عثمانؓ جب نماز کے لیے نکلے تو میں آپ کے پاس گیا اور میں نے کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے اور وہ آپ کی خیر خواہی کی بات ہے' آپ نے فرمایا اے شخص تجھ سے خیر خواہی کی بات' ابو عبداللہ کا بیان ہے کہ معمر نے کہا' میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پس میں واپس ان کے پاس آ گیا کہ اچانک حضرت عثمانؓ کا ایلچی آیا اور میں آپ کے پاس آ گیا' آپ نے کہا' تیری خیر خواہی کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور ان پر کتاب اتاری ہے اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو قبول کیا ہے آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے اور آپ کی ہدایت کو دیکھا ہے اور لوگوں نے ولید کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے' آپ نے فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے؟ میں نے کہا نہیں' لیکن آپ کے علم سے مجھ تک وہ چیز پہنچی ہے جو دوشیزہ کے پاس اس کے پردے میں پہنچ

Marfat.com

جاتی ہے' آپ نے فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو قبول کیا ہے' پس جس بات کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے ہیں میں اس پر ایمان لایا ہوں اور میں نے دو ہجرتیں کی ہیں جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے اور آپ کی بیعت کی ہے اور قسم بخدا نہ میں نے آپ کی نافرمانی کی ہے اور نہ آپ کو دھوکہ دیا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی' پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کی طرح وفات پا گئے پھر میں خلیفہ بنا کیا مجھے ان کی مانند حق حاصل نہیں؟ میں نے کہا بے شک آپ نے فرمایا' یہ کیا باتیں ہیں جو تمہارے متعلق پہنچتی رہتی ہیں؟ اور تم نے جو ولید کے متعلق بات بیان کی ہے میں عنقریب اس کے بارے میں حق کو اختیار کروں گا ان شاء اللہ' پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ وہ اسے کوڑے ماریں تو آپ نے اسے ۸۰ کوڑے مارے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ربیعہ بن یزید نے عن عبداللہ بن عامر عن نعمان بن بشیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عثمانؓ کے پاس آتے دیکھا تو ہم میں سے ایک دوسری کے پاس آئی اور آپ نے حضرت عثمانؓ کے کندھے پر ہاتھ مار کر آخری بات یہ کہی کہ اے عثمانؓ! عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا اور اگر منافقین اس قمیص کو آپ سے اتارنے کا ارادہ کریں تو اسے نہ اتارنا یہاں تک کہ آپ مجھ سے آملیں' آپ نے یہ بات تین بار فرمائی' میں نے آپ سے کہا یا ام المومنین! یہ بات آپ سے کہاں رہی؟ فرمانے لگیں خدا کی قسم میں اسے بھول گئی اور مجھے یاد نہیں رہی' راوی بیان کرتا ہے' میں نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے میری بتائی ہوئی بات کو پسند نہیں کیا حتیٰ کہ حضرت ام المومنین کی طرف خط لکھا کہ آپ اس حدیث کو مجھے لکھ کر بھیجیں تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحریراً یہ حدیث لکھ بھیجی' اور ابوعبداللہ الجیری نے اسے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور ابوسہلہ نے اسے حضرت عثمانؓ سے روایت کیا ہے کہ۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے اور میں مستقل مزاجی سے اس پر قائم ہوں۔ اور فرج بن فضالہ نے اسے عن محمد بن ولید زبیدی عن زہری عن عروۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے' دار قطنی کا بیان ہے کہ فرج بن فضالہ اس کی روایت میں منفرد ہے اور ابومروان محمد نے اسے عن عثمان بن خالد العثمانی عن ابیہ عن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن ابیہ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہؓ روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اسے المنہال بن عمر کے طریق سے عن حماد بن سلمہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ بحوالہ حضرت عائشہؓ روایت کیا ہے اور ابن اسامہ نے اسے بحوالہ الجریری روایت کیا ہے کہ ابوبکر العدوی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا اور اس نے اسے حضرت عائشہؓ سے پہلے کی طرح بیان کیا ہے' فرج بن فضالہ اس کی روایت میں منفرد ہے اور حصین نے اسے مجاہد سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن کنانہ اسدی ابویحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سعید نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم

Marfat.com

سے بیان کیا کہ مجھے پتہ چلا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک بار سنا ہے کہ حضرت عثمانؓ دوپہر کی گرمی میں آپ کے پاس آئے اور میں نے خیال کیا کہ آپ عورتوں کے معاملہ میں حضور علیہ السلام کے پاس آئے ہیں' پس غیرت نے مجھے آمادہ کیا کہ میں آپ کی طرف کان لگاؤں اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا اور میری امت چاہے گی کہ آپ اسے اتار دیں پس اسے نہ اتارنا' اور جب میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قمیص اتارنے کے سوا ہر مطالبہ کو پورا کر رہے ہیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی پاسداری کر رہے ہیں۔

ایک اور طریق:

طبرانی کا بیان ہے کہ مطلب بن سعید ازدی نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن خالد بن یزید عن سعید بن ابی ہلال عن ربیعہ بن سیف ہم سے بیان کیا کہ ہم شفی الاصبحی کے پاس تھے تو اس نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر فرمایا: اے عثمانؓ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ چاہیں گے کہ آپ اسے اتار دیں' پس اسے اتارنا نہیں اور قسم بخدا اگر آپ نے اسے اتار دیا تو آپ جنت کو نہیں دیکھیں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ اور ابویعلیٰ نے اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے بحوالہ ان کی ہمشیرہ ام المومنین حضرت حفصہؓ سے روایت کیا ہے' اور اس کے متن کی عبارت میں غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ فاطمہ بنت عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور اسے اس کے چچا نے بھیجا اور کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنا کہ آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ سے حضرت عثمانؓ بن عفان کے متعلق پوچھتا ہے' بلاشبہ لوگوں نے آپ کو گالیاں دی ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' جس نے آپ پر لعنت کی ہے اللہ اس پر لعنت کرے اور قسم بخدا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی طرف قرآن وحی کر رہے تھے اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے' اے عثیم لکھو' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ یہ مقام اسی کو دیتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک معزز ہو۔ پھر امام احمد نے اسے عن یونس عن عمر بن ابراہیم الیشکری عن امہ عن امہا روایت کیا ہے کہ اس نے کعبہ کے پاس حضرت عائشہؓ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کی مانند حدیث بیان کی۔

ایک اور حدیث:

البزار کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالمغیرہ نے عن صفوان بن عمرو عن ماعز تمیمی عن جابر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا' میں اس فتنہ کو پاؤں گا؟ آپ نے فرمایا' نہیں' حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے پاؤں گا؟ آپ نے فرمایا نہیں' حضرت عثمانؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے پاؤں گا؟ آپ نے فرمایا آپ کی وجہ سے ان کی آزمائش ہو گی البزار کا قول ہے کہ ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے مروی جانتے ہیں۔

Marfat.com

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ اسود بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ سنان بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ کلیب بن واصل نے بحوالہ حضرت ابن عمرؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اس میں یہ سر ڈھکا شخص اس وقت مظلومانہ طور پر قتل ہوگا' میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمانؓ بن عفان تھے ترمذی نے اسے ابراہیم بن سعید سے بحوالہ شاذان روایت کیا ہے اور اسے حسن غریب کہا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے نانا ابوحنیفہؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ الدار میں داخل ہوئے تو حضرت عثمانؓ اس میں محصور تھے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بات کرنے کی اجازت طلب کرتے ہوئے سنا تو آپ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم میرے بعد فتنہ واختلاف سے دوچار ہوگے۔ یا فرمایا کہ اختلاف وفتنہ سے دوچار ہوگے۔ تو لوگوں میں سے ایک شخص نے آپ سے پوچھا' یا رسول اللہ ﷺ ہم کس کے ساتھ ہوں؟ آپ نے فرمایا تم پر امین اور اس کے اصحاب کے ساتھ رہنا لازم ہے اور آپ اس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد جید اور حسن ہے اور انہوں نے اس طریق سے اس کی تخریج نہیں کی۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابواسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ کہمس بن الحسن نے بحوالہ عبداللہ بن شقیق ہم سے بیان کیا کہ ہرم بن الحارث اور اسامہ بن خزیم نے جو دونوں جنگ کرتے تھے۔ مجھ سے حدیث بیان کی اور دونوں میں سے کسی کو پتہ نہ چلا کہ اس کے ساتھی نے بحوالہ مرۃ البہزی اسے مجھ سے بیان کیا ہے اس نے کہا ہم مدینہ کے ایک راستے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا کہ تم اس فتنہ میں کیا کرو گے جو زمین کی اطراف میں بیل کے سینگوں کی طرح اٹھ کھڑا ہوگا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا تم پر اس شخص اور اس کے اصحاب کے ساتھ رہنا لازم ہے۔ یا اس شخص اور اس کے اصحاب کی پیروی کرنا۔ راوی بیان کرتا ہے میں تیزی سے چلا حتیٰ کہ میں درماندہ ہو گیا اور میں اس شخص کو آ ملا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص کی؟ آپ نے فرمایا' اس کی' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں' آپ نے فرمایا اس شخص کی اور اس کے اصحاب کی پیروی کرنا' اور اس نے حدیث کو بیان کیا۔

ایک اور طریق:

امام ترمذیؒ نے جامع ترمذی میں بیان کیا ہے کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ابوقلابہ سے بحوالہ ابوالاشعث صنعانی ہم سے بیان کیا کہ شام میں کچھ خطیب کھڑے ہوئے جن میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص مرۃ بن کعب نامی بھی تھا' اس نے کہا' اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہ سنی ہوتی تو میں بات نہ کرتا' آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں قریب ہی بیان کیا تو کپڑوں میں لپٹا ہوا ایک شخص گذرا آپ نے فرمایا اس وقت یہ شخص

Marfat.com

ہدایت پر ہوگا' میں اس کے پاس گیا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے' میں نے ان کے چہرے کو آپ کی طرف کر کے پوچھا' یہ شخص' آپ نے فرمایا' ہاں پھر امام ترمذیؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے' اور اس باب میں حضرت ابن عمر' عبداللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہ کی روایت بھی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسے اسد بن موسیٰ نے بحوالہ معاویہ بن صالح بھی روایت کیا ہے کہ سلیم بن عامر نے جبیر بن نفیر سے بحوالہ مرۃ بن کعب البہزی مجھ سے بیان کیا اور اس قسم کی حدیث بیان کی' اور امام احمدؒ نے بھی اسے عن عبدالرحمٰن بن مہدی عن معاویہ عن صالح عن سلیم بن عامر عن جبیر بن نفیر عن کعب بن مرۃ البہزی روایت کیا ہے اور صحیح مرۃ بن کعب ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اب رہی ابن حوالہ کی حدیث تو حماد بن سلمہ نے سعید الجریری سے عن عبداللہ بن سفیان عن عبداللہ بن شقیق عن عبداللہ بن حوالہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تیرا کیا حال ہوگا جب کہ فتنہ زمین کی اطراف میں ہوگا؟ میں نے کہا' اللہ اور اس کے رسولؐ نے میرے لیے پسند کیا ہے' آپ نے فرمایا' اس شخص کی پیروی کرنا' بلاشبہ یہ اور اس کے پیروکار حق پر ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے میں نے اس شخص کا پیچھا کیا اور اس کے کندھے کو پکڑ لیا اور اسے مروڑا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس کی' فرمایا ہاں' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں' اور حرملہ نے عن ابن وہب عن ابن لہیعہ عن یزید بن ابی حبیب عن ربیعہ بن لقیط عن ابن حوالہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تین باتوں سے بچ گیا سو بچ گیا' میری موت اور خروج دجال اور صابر اور قائم بالحق خلیفہ کے قتل سے جو حق کو ادا بھی کرتا ہے اور کعب بن عجرۃ کی حدیث کے متعلق امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن سلیمان الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن سلم نے عن مطر الوراق عن ابن سیرین عن کعب بن عجرہ مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کا ذکر کیا اور اسے قریب ہی بیان کیا اور اسے بڑا فتنہ قرار دیا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر چادر میں لپٹا ہوا ایک شخص گزرا تو آپ نے فرمایا اس وقت یہ شخص حق پر ہوگا راوی بیان کرتا ہے کہ میں جلدی سے چلا' یا دوڑ کر چلا اور میں نے اس کے دونوں بازو پکڑ لیے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص' فرمایا ہاں' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں پھر امام احمدؒ نے اسے عن یزید بن ہارون عن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین عن کعب بن عجرۃ روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کی مانند حدیث بیان کی ہے اور ابویعلیٰ نے اسے عن ہدبہ عن ہمام عن قتادۃ عن محمد بن سیرین عن کعب بن عجرۃ روایت کیا ہے اور ایسے ہی ابوعون نے اسے ابن سیرین سے بحوالہ کعب بن عجرۃ روایت کیا ہے اور قبل ازیں ابوثور تیمی کی حدیث بحوالہ کعب بیان ہو چکی ہے جو اس خطبہ کے متعلق ہے جس میں آپ نے اپنے گھر میں لوگوں سے خطاب کیا ہے کہ خدا کی قسم نہ میں نے تکلیف پہنچائی ہے اور نہ میں نے تمنا کی ہے اور نہ جاہلیت اور اسلام میں زنا کیا ہے اور نہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھوا ہے' اور یہ کہ آپ ہر جمعہ کو غلام آزاد کرتے تھے اور اگر آپ کے لیے غلام آزاد کرنا مشکل ہوتا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے اور آپ کے غلام حمران کا قول ہے کہ جب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے آپ ہر جمعہ کو غسل کیا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ علی بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے بحوالہ محمد بن

Marfat.com

عبدالملک بن مروان نے ہمیں بتایا کہ اس نے اسے بحوالہ مغیرہ بن شعبہ بتایا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے جب کہ وہ محصور تھے اور کہا آپ عوام کے امام ہیں اور جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں' میں آپ کے سامنے تین باتوں کی پیشکش کرتا ہوں آپ ان میں سے ایک کو اختیار کر لیں' یا تو آپ باہر نکل کر ان سے جنگ کریں کیونکہ آپ کے پاس لوگوں کی کافی تعداد اور قوت ہے اور آپ حق پر ہیں اور یا آپ اس دروازے کے سوا جس پر وہ موجود ہیں کوئی اور دروازہ نکال لیں اور اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر مکہ چلے جائیں' بلاشبہ وہ مکہ میں رہتے ہوئے آپ کے خون کو جائز نہیں سمجھیں گے اور یا آپ شام چلے جائیں' بلاشبہ وہ اہل شام ہیں اور ان میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رہتے ہیں' حضرت نے فرمایا اس بات کا جواب کہ میں باہر نکل کر جنگ کروں' یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی امت میں خونریزی کرنے والا پہلا جانشین ہرگز نہیں بنوں گا۔ اور دوسرے یہ کہ میں مکہ چلا جاؤں اور وہ وہاں پر میرے خون کو جائز نہیں سمجھیں گے' اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ مکہ میں قریش کا ایک شخص ملحد ہو جائے گا جسے نصف دنیا کا عذاب ہوگا اور میں ہرگز وہ نہیں بنوں گا' تیسرے یہ کہ میں شام چلا جاؤں بلاشبہ وہ اہل شام ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان میں رہتے ہیں' اس کا جواب یہ ہے کہ میں اپنے دار ہجرت اور رسول اللہ ﷺ کے پڑوس سے ہرگز الگ نہیں ہوں گا۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ ارطاۃ یعنی ابن المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعون انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے کہا' کیا آپ ان باتوں سے باز آئیں گے جو آپ کے بارے میں مجھے پہنچی ہیں؟ تو انہوں نے کچھ عذر کیے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا' تو ہلاک ہو میں نے سنا اور یاد رکھا ہے۔ اور تمہاری طرح نہیں سنا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عنقریب امیر قتل ہوگا اور برأت کرنے والا برأت کرے گا اور میں ہی وہ مقتول ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صرف ایک شخص نے قتل کیا تھا اور میرے قتل پر اجتماع ہوگا' آپ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے قتل ہونے سے تقریباً چار سال قبل یہ بات کہی اور انہوں نے تقریباً اتنا عرصہ ہی پہلے آپ سے وفات پائی۔

ایک اور حدیث:

عبداللہ بن احمدؒ کا بیان ہے کہ عبیداللہ بن عمر القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ القاسم بن الحکم بن اوس انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبادۃ الزرقی انصاری مدنی نے زید بن اسلم سے اس کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز جنازہ گاہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے میں نے آپ کو دیکھا اور اگر کوئی پتھر پھینکا جاتا تو وہ کسی آدمی کے سر پر ہی گرتا' میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اس کھڑکی سے جو باب جبرئیل کے پاس ہے' جھانکا' اور فرمایا اے لوگو! کیا حضرت طلحہ تم میں موجود ہیں؟ تو وہ خاموش رہے پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ تو وہ خاموش رہے' پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' میں آپ کو یہاں کیوں دیکھ رہا ہوں؟ میں خیال بھی نہیں کر سکتا کہ آپ ایسے لوگوں کی جماعت میں ہوں گے جو میری آواز کو تین بار سنتی ہے اور پھر آپ میرے پاس نہیں آتے؟ اے طلحہؓ میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں اس دن کو یاد کیجیے کہ میں اور

Marfat.com

آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فلاں مقام پر تھے اور میرے اور آپ کے سوا' آپ کے اصحاب میں سے اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نہ تھا' انہوں نے کہا' ہاں' حضرت عثمانؓ نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فرمایا کہ جو نبی بھی ہوا ہے اس کے ساتھ اصحاب میں سے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور یہ عثمان بن عفانؓ جنت میں میرا رفیق ہے' حضرت طلحہؓ نے کہا بے شک' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

ترمذیؒ کا بیان ہے کہ ابوہشام الرفاعی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن الیمان نے عن شریح بن زہرۃ عن الحارث بن عبدالرحمٰن بن ابی وثاب عن طلحہ بن عبیداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمانؓ ہے۔ پھر بیان کرتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور اس کا اسناد قوی نہیں اور اس کا اسناد منقطع ہے اور ابوعثمان محمد بن عثمان نے اپنے باپ سے عن ابی الزناد عن ابیہ عن الاعرج عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ الفضل بن ابی طالب بغدادی اور کئی لوگوں نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن زفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن زیاد نے عن محمد بن عجلان عن ابی الزبیر عن جابر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں مگر آپ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی' آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ ترک کرتے نہیں دیکھا' آپ نے فرمایا' یہ شخص حضرت عثمانؓ سے دشمنی رکھتا تھا پس اللہ اس کا دشمن بن گیا' پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور یہ محمد بن زیاد' میمون بن مہران' کا ساتھی ہے جو بہت ضعیف الحدیث ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ساتھی محمد بن زیاد بصری ثقہ ہے اس کی کنیت ابوالحارث ہے اور ابوامامہ کا ساتھی محمد بن زیاد الہانی شامی ثقہ ہے' اس کی کنیت ابوسفیان ہے۔

ایک اور حدیث:

حافظ ابن عساکر نے ابومروان العثمانی کی حدیث کے حوالے سے روایت کی ہے کہ ابوعثمان بن خالد نے عن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن ابیہ عن الاعرج عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کے دروازے پر حضرت عثمانؓ سے ملے اور فرمایا اے عثمانؓ! یہ حضرت جبریلؑ ہیں جو مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رقیہؓ کے مہر مثل پر اور ان کی مصاحبت کی مثل پر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا آپ سے نکاح کر دیا ہے' اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ' حضرت عائشہؓ' حضرت عمارہ بن رویبہؓ' حضرت عصمت بن مالک خطمیؓ' حضرت انس بن مالک اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ کی حدیث سے اسی طرح روایت کی ہے اور یہ اپنے تمام طرق سے غریب اور منکر ہے اور حضرت علیؓ سے ضعیف اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیتا حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔ اور محمد بن سعید اموی نے عن یونس بن ابی اسحٰق عن ابیہ عن المہلب بن ابی صفرۃ بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے پوچھا کہ تم نے حضرت عثمانؓ کے متعلق زیادہ واضح رنگ میں کیوں بات کی ہے؟ انہوں نے کہا اس لیے کہ اولین و آخرین میں سے کسی شخص نے آپ کے سوا نبی کی دو بیٹیوں سے نکاح نہیں کیا! اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

اور اسماعیل بن عبدالملک نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ بیان کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کو صرف حضرت عثمان بن عفانؓ کے واسطے دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اس حد تک اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ کی بغلیں نمایاں ہو جاتی تھیں' اور مسعر نے عطیہ سے بحوالہ ابو سعید بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آغاز شب سے لے کر طلوع فجر تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر حضرت عثمانؓ کے لیے دعا کرتے دیکھا آپ فرماتے تھے۔ اے اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ حضرت عثمانؓ سے فرماتے تھے کہ جو تو نے پہلے اور پچھلے اور پوشیدہ اور اعلانیہ (گناہ) کیے ہیں اور جو تجھ سے روز قیامت تک سرزد ہونے والے ہیں اللہ تعالیٰ تجھ کو بخش دے۔ اور حسن بن عرفہ نے اسے عن محمد بن القاسم اسدی عن الاوزاعی عن حسان بن عطیہ عن النبی ﷺ مرسل روایت کیا ہے' اور ابن عدی نے عن ابی لیلیٰ عن عمار بن یاسر المستملی عن اسحق بن ابراہیم المستملی عن ابی اسحق عن ابی حذیفہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ میں مدد طلب کرنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ایک شخص کو بھیجا تو حضرت عثمانؓ نے آپ کی طرف دس ہزار دینار بھیجے اور آپ انہیں اپنے ہاتھوں میں رکھ کر الٹنے پلٹنے لگے اور آپ کے لیے دعا کرنے لگے۔ اے عثمانؓ تو نے جو پوشیدہ اور اعلانیہ (گناہ) کیے ہیں اور جن کو تو نے مخفی رکھا ہے اور جو روز قیامت تک ہونے والے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے اور اس کے بعد عثمانؓ جو فعل کرے گا اسے اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔

ایک اور حدیث:

اور لیث بن ابی سلیم کا قول ہے کہ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے حلوہ بنایا آپ نے شہد اور میدہ کو ملایا پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت ام سلمہؓ کے گھر بھجوایا مگر آپ اسے نہ ملے' پس جب آپ آئے تو انہوں نے اسے آپ کے آگے رکھا تو آپ نے پوچھا یہ کس نے بھیجا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عثمانؓ نے' حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ عثمانؓ تیری خوشنودی کا خواہاں ہے اس سے راضی ہو جا۔

ایک اور حدیث:

ابو یعلیٰ نے عن سنان بن فروخ عن طلحہ بن یزید عن عبیدہ بن حسان عن عطا الکیخارانی عن جابر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے معانقہ کیا اور فرمایا۔ تو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی میرا دوست ہے۔

ایک اور حدیث:

ابو داؤد طیالسی کا بیان ہے کہ حماد بن سلمہ اور حماد بن زید نے عن الجریری عن عبداللہ بن شقیق عن عبداللہ بن حوالہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ

''تم ایک جنتی شخص پر حملہ کرتے ہو جو چادر اوڑھے ہوئے لوگوں کی بیعت لیتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے حضرت عثمانؓ بن عفان پر حملہ کیا اور ہم نے آپ کو چادر اوڑھ کر لوگوں کی بیعت لیتے ہوئے دیکھا۔

آپ کی سیرت کے کچھ واقعات جو آپ کی فضیلت پر دال ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ہم نے اپنے بہتر شخص کی بیعت کی اور ہم نے کوتاہی نہیں کی اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے بہتر شخص کی بیعت کی اور انہوں نے کوتاہی نہیں کی اور اصمعی نے عن ابی

Marfat.com

الزناد عن ابیہ عن عمرو بن عثمانؓ بن عفان بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "آمنت بالذی خلق فسوی" تھا۔

اور محمد بن المبارک نے بیان کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "آمن عثمان باللہ العظیم" تھا' اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک بن فضالۃ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن کو بیان کرتے سنا جن باتوں کی وجہ سے لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملامت کرتے ہیں مجھے وہ معلوم ہیں' اعلان کردو کہ جو دن بھی لوگوں پر آئے گا وہ اس میں مال کو باہم تقسیم کریں گے اور انہیں کہا جائے گا اے گروہ مسلمین! صبح سویرے اپنے عطیات کے پاس پہنچو اور وہ انہیں وافر طور پر حاصل کریں گے پھر انہیں کہا جائے گا صبح سویرے اپنی روزی کے پاس پہنچو اور وہ اسے وافر طور پر حاصل کریں گے پھر انہیں کہا جائے گا صبح سویرے گھی اور شہد کے پاس پہنچو' عطیات جاری ہیں اور روزی' چکر لگا رہی ہے اور دشمن بچاؤ کر رہا ہے اور باہمی تعلقات اچھے ہیں اور بھلائی زیادہ ہے اور کوئی مومن کسی مومن سے خوفزدہ نہیں اور جو اسے ملتا ہے وہ اس کا بھائی ہے اور اس کی دوستی' خیر خواہی اور محبت میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس نے انہیں وصیت کی ہے کہ عنقریب خود غرضی ہو جائے گی اور جب خود غرضی ہو جائے تو صبر کرنا' حسن کا قول ہے کہ اگر وہ خود غرضی کو دیکھ کر اس وقت صبر کرتے تو ان کی عطاءِ رزق اور خیر کثیر میں وسعت ہو جاتی بلکہ انہوں نے کہا' نہیں قسم بخدا ہم صبر میں اس کا مقابلہ نہیں کریں گے' پس قسم بخدا وہ نہ آئے اور نہ بچے' دوسری بات یہ ہے کہ اہل اسلام کے متعلق تلوار میان میں تھی' انہوں نے اسے اپنے آپ پر ہی سونت لیا اور قسم بخدا وہ لوگوں کے دن تک ہمیشہ سونتی رہے گی اور خدا کی قسم میں اس تلوار کو روز قیامت تک سونتے ہوئے دیکھتا ہوں' اور کئی لوگوں نے حضرت حسن بصریؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے خطبہ میں کبوتروں کے ذبح کرنے اور کتوں کے مارنے کا حکم دیتے سنا ہے' اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل مدینہ نے کبوتر تیار کیے اور بعض نے غلیل مارے' پس حضرت عثمانؓ نے بنی لیث کے ایک شخص کو اس کی جستجو پر مقرر کیا وہ کبوتروں کے پر کاٹ دیتا اور غلیل توڑ دیتا۔

اور محمد بن سعد کا بیان ہے کہ القعنبی اور خالد بن مخلد نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن ہلال نے اپنی دادی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا اور وہ محصوری کی حالت میں حضرت عثمانؓ کے پاس آیا کرتی تھی۔ کہ اس نے ہلال کو جنم دیا اور ایک روز آپ نے اسے نہ پایا تو آپ کو بتایا گیا کہ اس شب کو اس نے ایک بچے کو جنم دیا ہے' وہ بیان کرتی ہے کہ آپ نے میری طرف پچاس درہم اور سنبلانی چادر کا ایک ٹکڑا بھیجا اور فرمایا یہ تیرے بیٹے کی عطا اور اس کا لباس ہے اور جب اس پر ایک سال گزر جائے گا ہم اسے سو تک بڑھا دیں گے اور زبیر بن ابی بکر نے محمد بن سلام سے بحوالہ ابن بکار روایت کی ہے کہ ابن سعید بن یربوع بن عنکثۃ المخزومی نے بیان کیا کہ میں نوجوانی میں دوپہر کے وقت گیا اور میرے پاس ایک پرندہ تھا جسے میں نے مسجد میں چھوڑ دیا اور مسجد ہمارے درمیان تھی' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوب صورت شیخ اپنے سر کے نیچے ایک اینٹ یا اینٹ کا ٹکڑا رکھے سویا ہوا ہے پس میں کھڑا ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس کے حسن و جمال سے متعجب ہونے لگا' اس نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا اے جوان تو کون ہے؟ میں نے اسے بتایا' پس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان اس کے قریب ہی سویا ہوا ہے' اس نے اسے بلایا تو اس نے اسے جواب نہ دیا تو اس نے مجھے کہا اسے بلاؤ میں نے اسے بلایا تو اس نے اسے کسی چیز کا حکم دیا اور مجھے کہا بیٹھ جاؤ' وہ نوجوان چلا گیا اور ایک حلہ اور ایک ہزار

Marfat.com

درہم لے کر آیا اور اس نے میرے کپڑے اتارے اور مجھے حلہ پہنا دیا اور اس میں ایک ہزار درہم رکھ دیئے' میں نے واپس آ کر اپنے باپ کو اس کی خبر دی تو اس نے پوچھا اے میرے بیٹے تمہارے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ میں نے کہا' مجھے معلوم نہیں' ہاں ایک شخص مسجد میں سویا ہوا ہے جس سے خوب صورت شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا' اس نے کہا وہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان ہیں۔

اور عبدالرزاق نے بحوالہ ابن جریج بیان کیا ہے کہ یزید بن خصیفہ نے بحوالہ ابوالسائب بن یزید مجھ سے بیان کیا کہ ایک شخص نے عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی سے پوچھا' کیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز کے مقابلہ میں حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کی نماز ہے؟ اس نے کہا ہاں' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا کہ میں آج شب کو ضرور حجر یعنی مقام پر جماعت پر غالب آ جاؤں گا' پس جب میں اٹھا تو ایک شخص سر پر کپڑا اوڑھے مجھے پتھر مارنے لگا' راوی بیان کرتا ہے میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمانؓ مجھے پتھر مار رہے ہیں' میں اس مقام سے پیچھے ہٹا تو آپ نے نماز پڑھی اور وہ سجود قرآن کر رہے تھے حتیٰ کہ میں نے کہا کہ فجر کی اذان کا وقت ہے تو آپ نے ایک رکعت سے وتر بنا دیا اور اس کے سوا کچھ نہ پڑھا پھر چلے گئے' اور کئی طریق سے یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ایام حج میں حجر اسود کے پاس ایک رکعت میں قرآن پڑھا اور یہ بات آپ کی عادت میں شامل تھی اسی لیے ہم نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ﴾ کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں اور حضرت ابن عباسؓ نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿هَلْ یَسْتَوِیْ هُوَ وَ مَنْ یَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ ہیں اور حضرت حسانؓ بن ثابت نے کہا ہے۔

''انہوں نے سر کے سیاہ وسفید بالوں والے شخص کو قتل کر دیا جس کے سجود کی علامت یہ تھی کہ وہ تسبیح وقرآن پڑھتے رات گزار دیتا تھا''۔

اور سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ اسرائیل بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر ہمارے دل پاک ہوتے تو ہم اپنے رب کے کلام سے سیر نہ ہوتے اور میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر وہ دن آئے جس میں قرآن کو نہ دیکھوں' اور حضرت عثمانؓ اس وقت فوت ہوئے جب ان کا قرآن بکثرت لگا تار دیکھنے کی وجہ سے پھٹ گیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے یوم الدار کو فرمایا' خواہ اسے قتل کر دیا چھوڑ دو' خدا کی قسم یہ ایک رکعت میں قرآن پڑھنے سے رات کو زندہ رکھتا تھا اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ جب رات کو کھڑے ہوتے تو اپنے اہل میں سے کسی کو بیدار نہ کرتے کہ وہ وضو میں ان کی مدد کرے' سوائے اس کے کہ آپ اسے بیدار پاتے' آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور آپ سے ناراضگی کے انداز میں کہا جاتا' کاش آپ کسی خادم کو جگا لیتے؟ تو آپ فرماتے نہیں وہ رات کو آرام کرتے ہیں' اور جب غسل کرتے تو تہبند نہ اٹھاتے حالانکہ آپ بند کمرے میں ہوتے اور شدت حیا کی وجہ سے اپنی کمر کو اچھی طرح نہ اٹھاتے۔

آپ کے خطبات کا نمونہ:

واقدی کا بیان ہے کہ ابراہیم بن اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے

Marfat.com

بیان کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تو آپ نے لوگوں کے پاس آ کر خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! ہر سواری کا آغاز مشکل ہوتا ہے اور آج کے بعد کچھ دن آئیں گے اور اگر میں زندہ رہا تو تمہارے پاس صحیح خطبات آئیں گے اور ہم خطیب نہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ ہمیں سکھا دے گا۔ اور حسن کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا غنیمت ہے اور سب سے دانش مند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو مطیع کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے اور اللہ تعالیٰ کے نور سے تاریکی قبر کے لیے نور حاصل کر' اور بندے کو ڈرنا چاہیے کہ اللہ اسے بینا ہونے کے بعد نابینا بنا کر اس کا حشر نہ کرے اور حکیم جوامع الکلم سے بات کرتا ہے اور بہرہ دور کی جگہ سے آواز دیتا ہے اور جان لو جس کا اللہ ہوتا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا اور جس کے خلاف اللہ تعالیٰ ہو وہ اس کے بعد کسی سے امید رکھتا ہے؟ اور مجاہد نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا: اے ابن آدم جان لے کہ جس ملک الموت کی تجھ پر ڈیوٹی لگائی گئی ہے وہ ہمیشہ تیرے پیچھے ہے اور جب تک تو دنیا میں ہے وہ دوسرے کی طرف سبقت کر جائے گا' گویا دوسرا شخص تجھ سے سبقت کر گیا ہے اور جب وہ تیرا قصد کرے تو تو اپنا بچاؤ کر اور اس کے لیے تیاری کر اور غافل نہ ہو بلاشبہ وہ تجھ سے غفلت نہیں کرے گا اور اے ابن آدم جان لے اگر تو نے اپنے نفس کے بارے میں غفلت کی اور اس کے لیے تیاری نہ کی تو کوئی دوسرا اس کے لیے تیاری نہیں کرے گا اور اللہ کی ملاقات سے کوئی چارہ نہیں' پس اپنے نفس کے لیے تیاری کر اور اسے کسی دوسرے کے سپرد نہ کر۔

اور سیف بن عمر نے بدر بن عثمان سے اس کے چچا کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جماعت میں آخری خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم کو دنیا صرف اس لیے دی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کو طلب کرو' اس لیے نہیں دی کہ تم اس کی طرف مائل ہو جاؤ' بلاشبہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی اور فانی دنیا تمہیں متکبر نہ بنا دے اور باقی رہنے والی آخرت سے غافل نہ کر دے اور باقی کو فانی پر ترجیح دو' بلاشبہ دنیا ختم ہو جانے والی ہے اور اللہ ہی کے پاس ٹھکانا ہے' اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' بلاشبہ اس کا تقویٰ اس کے عذاب کے مقابلہ میں ایک ڈھال ہے اور اس کے ہاں ایک وسیلہ ہے اور غیر اللہ سے محتاط رہو اور جماعت کے ساتھ رہو اور پارٹیاں نہ بنو:

﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾ اِلٰى آخر الآيتين.

Marfat.com

باب:

متفرق واقعات

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن قیس اسدی نے بحوالہ موسیٰ بن طلحہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے جب کہ وہ منبر پر بیٹھے تھے اور مؤذن نماز کی اقامت کہہ رہا تھا اور وہ لوگوں سے ان کے اخبار واسفار کے متعلق دریافت کر رہے تھے سنا۔

اور امام احمد کا بیان ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ یونس ابن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ قریشیوں کے غلام عطاء بن فروخ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے زمین خریدی اور اس نے رقم کی وصولی میں دیر کر دی' آپ نے فرمایا: تجھے اپنا مال لینے سے کس نے روکا ہے؟ اس نے کہا آپ نے مجھے دھوکا دیا ہے اور میں جس شخص سے ملتا ہوں وہ مجھے ملامت کرتا ہے' آپ نے فرمایا' کیا یہ بات تمہیں روکتی ہے؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا' اپنے مال اور اپنی زمین میں سے جو چاہتے ہو اسے انتخاب کر لو' پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا' جو بائع اور مشتری ہونے کے لحاظ سے ادائیگی اور تقاضا کرنے میں نرم خو ہوگا۔

اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ حضرت طلحہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے ملے جب کہ وہ مسجد سے باہر نکلے رہے تھے' حضرت طلحہؓ نے آپ سے کہا' آپ کے پچاس ہزار درہم جو میرے پاس تھے وہ جمع ہو چکے ہیں انہیں وصول کرنے کے لیے کسی شخص کو بھیجے' حضرت عثمانؓ نے انہیں کہا' ہم نے آپ کی جوانمردانہ صفات کی وجہ سے انہیں آپ کو بخش دیا ہے' اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ابن عامر نے قطن بن غوف الہلالی کو کرمان کا حاکم مقرر کیا اور مسلمانوں کی چار ہزار فوج آئی اور وادی بہہ پڑی اور ان کا راستہ بند ہو گیا۔ اور قطن کو کام کے ہاتھ سے نکل جانے کا خدشہ ہو گیا تو اس نے کہا جو شخص وادی کو پار کرے گا اسے ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا پس انہوں نے اپنے آپ کو تیرنے پر آمادہ کیا اور جب ان میں سے کوئی شخص پار ہو جاتا تو قطن کہتا اس کو اس کا انعام دے دو' حتیٰ کہ وہ سب پار ہو گئے اور اس نے ان کو چار کروڑ درہم دے دیئے اور ابن عامر نے ان دراہم کو آپ کے حساب میں ڈالنے سے انکار کیا اور حضرت عثمانؓ بن عفان کو اس کے متعلق لکھا تو حضرت عثمانؓ نے لکھا: انہیں ان کے حساب میں ڈال دو' اس نے تو مسلمانوںؓ کی فی سبیل اللہ مدد کی ہے' پس اس روز سے وادی سے پار ہونے کی وجہ سے ان کا نام انعامات رکھا گیا اور کنانی نے اس بارے میں کہا ہے۔

''بنی ہلال کے معززین کے مختلف احوال پر میرے اہل اور مال قربان ہوں انہوں نے معدمین انعامات کا طریق اختیار کیا اور وہ طریقہ دوبارہ دوسرے زمانے میں جاری ہو گیا' اور پیکانوں کے جوڑنے سے پہلے ان کے نیزے آٹھ اور دس سے زیادہ ہوتے ہیں''۔

Marfat.com

باب:

آپ کے مناقب

اور آپ کی عظیم حسنات اور کبار مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے لوگوں کو ایک قرأت پر جمع کیا اور مصحف کو اس آخری معین قرأت کے مطابق لکھا جسے جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی زندگی کے آخری دو سالوں میں سنایا' اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما ایک جنگ میں شامل تھے' جس میں اہل شام کی کثیر تعداد جمع تھی اور وہ لوگ حضرت مقداد بن الاسود اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کی قرأت کے مطابق پڑھتے تھے اور اہل عراق کی ایک جماعت کے لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کی قرأت کے مطابق پڑھتے تھے اور جو لوگ سات حروف پر قرأت کے جواز کو نہ جانتے تھے وہ اپنی قرأت کو دوسرے کی قرأت پر ترجیح دینے لگے اور بسا اوقات وہ دوسرے کو خطا کار اور کافر بھی قرار دے دیتے' جس سے شدید اختلاف پیدا ہو گیا اور لوگوں کے درمیان بدکلامی پھیل گئی حضرت حذیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین قبل اس کے کہ یہ امت اپنی کتاب کے بارے میں اس طرح اختلاف کرے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی کتب کے بارے میں کیا ہے' اس کی اصلاح کر دیجیے اور انہوں نے قرأت کے بارے میں لوگوں کا جو اختلاف دیکھا تھا اس کا آپ سے ذکر کیا' اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور اس بارے میں ان سے مشورہ کیا اور مصحف کو حرف واحد پر لکھنا اور دیگر اقالیم کے باشندوں کو دیگر قرأتوں کو چھوڑ کر اس قرأت پر جمع کرنا مناسب سمجھا' کیونکہ اس میں آپ نے جھگڑے کو روکنے اور اختلاف کو دور کرنے کی مصلحت دیکھی پس آپ نے وہ مصحف منگوایا' جس کے جمع کرنے کے بارے میں حضرت صدیق نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا اور وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں آپ کے پاس رہا' پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور جب آپ فوت ہو گئے تو وہ ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس آ گیا حضرت عثمانؓ نے اسے منگوا کر حضرت زید بن ثابتؓ انصاری کو اس کے لکھنے کا حکم دیا اور یہ کہ حضرت سعید بن العاص اموی' حضرت عبداللہ بن زبیر اسدی اور حضرت عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام مخزومی رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں انہیں لکھوائیں نیز انہیں حکم دیا کہ جب وہ کسی چیز کے بارے میں اختلاف کریں تو اسے قریش کی لغت میں لکھیں' پس آپ نے اہل شام کے لیے ایک مصحف لکھا اور دوسرا اہل مصر کے لیے لکھا اور ایک مصحف بصرہ بھیجا اور دوسرا کوفہ بھیجا اور ایک مصحف مکہ بھیجا اور اسی کی مانند یمن بھیجا اور ایک مصحف مدینہ میں رکھا اور ان کو ائمہ مصاحف کہا جاتا ہے اور یہ سب کے سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تحریر میں نہیں ہیں بلکہ ان میں سے ایک بھی آپ کی تحریر میں نہیں ہے اور وہ صرف حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تحریر ہی میں ہیں اور انہیں حضرت عثمانؓ کے حکم زمانے اور امارت کی نسبت سے مصاحف عثمانیہ بھی کہا جاتا ہے جیسے دینار ہرقلی کہا جاتا ہے یعنی وہ اس کے زمانے اور حکومت میں بنایا گیا تھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابن ابی سبرہ نے عن سہل بن صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا ہے اور دوسروں نے اسے

Marfat.com

ایک اور طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے مصاحف کو لکھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے ٹھیک اور درست کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میری امت میں سے سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا اور جو کچھ ورق معلق میں ہوگا اس کے مطابق عمل کریں گے' میں نے عرض کیا کون سا ورق؟ حتیٰ کہ میں نے ان مصاحف کو دیکھا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات نے خوش کر دیا اور آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درا ہم انعام دینے کا حکم دیا اور فرمایا خدا کی قسم مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہمارے لیے محدود کر دیں گے۔

پھر آپ نے ان بقیہ مصاحف کی طرف رخ کیا جو لوگوں کے پاس موجود تھے اور آپ کے تحریر کردہ مصحف کے خلاف تھے آپ نے انہیں اس وجہ سے جلا دیا کہ ان کی وجہ سے اختلاف پیدا نہ ہو' اور ابو بکر بن ابی داؤد نے مصاحف کی تحریر کے متعلق بیان کیا ہے کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر اور عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن علقمہ بن مرثد عن رجل عن سوید بن غفلہ ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت عثمانؓ نے مصاحف کو جلایا تو حضرت علیؓ نے مجھے کہا۔ اگر حضرت عثمانؓ یہ کام نہ کرتے تو میں اسے کرتا۔ اور اسی طرح ابوداؤد طیالسی اور عمرو بن مرزوق نے بحوالہ شعبہ اسے روایت کیا ہے اور بیہقی وغیرہ نے بھی اسے محمد بن ابان جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کے خاوند تھے۔ کی حدیث سے بحوالہ علقمہ بن مرثد روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے العیزار بن جرول کو سنا کہ میں نے سوید بن غفلہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! حضرت عثمانؓ کے بارے میں غلو کرنے سے اجتناب کرو' تم مصاحف کو جلانے کی بات کرتے ہو خدا کی قسم انہوں نے ان مصاحف کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مشورے سے جلایا ہے اور اگر ان جیسا کام میرے سپرد ہوتا تو میں بھی انہی کی مانند کام کرتا۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے ان سے ان کا مصاحف لے کر جلا دیا تو حضرت ابن مسعودؓ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب مصاحف پر اپنے متقدم الاسلام ہونے کے بارے میں گفتگو کی اور اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اپنے مصاحف کو چھپا دیں اور یہ آیت پڑھی:

﴿ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾

پس حضرت عثمانؓ نے انہیں اتباع صحابہ رضی اللہ عنہم کی دعوت دیتے ہوئے خط لکھا کہ جس بات پر انہوں نے اجماع کیا ہے اس میں مصلحت' اتحاد اور عدم اختلاف پایا جاتا ہے' تو انہوں نے رجوع کر لیا اور متابعت کرنا اور مخالفت ترک کرنا قبول کر لیا۔

اور ابو اسحٰق نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود مسجد منیٰ میں داخل ہوئے اور پوچھا امیر المومنین نے ظہر کی نماز کتنی رکعت پڑھی ہے؟ لوگوں نے کہا چار' تو حضرت ابن مسعودؓ نے چار رکعت نماز پڑھی تو لوگ کہنے لگے کیا آپ نے ہم سے بیان نہیں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں' اور میں اب بھی آپ سے وہی بات بیان کرتا ہوں لیکن میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں اور صحیح میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے

Marfat.com

فرمایا کاش چار رکعات میں سے میرے نصیبے میں دو مقبول رکعتیں ہوتیں' اور اعمش کا بیان ہے کہ معاویہ بن قرۃ نے واسط میں اپنے شیوخ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں چار رکعت نماز پڑھی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے انہیں ملامت کی پھر اپنے اصحاب کو اپنی قیام گاہ میں عصر کی نماز چار رکعت پڑھائی' آپ سے دریافت کیا گیا آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملامت کرتے ہیں اور خود چار رکعت پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں اور اختلاف کی روایت میں شر پایا جاتا ہے' پس جب اس فرع میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی متابعت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے تو اصل قرآن میں ان کی متابعت کرنے اور دیگر قرأتوں کو چھوڑ کر اس قرأت کی تلاوت میں جس کی آپ نے لوگوں کو قسم دی تھی' اقتداء کرنے میں آپ کا کیا حال ہوگا۔

اور زہری وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے صرف اعراب کے خوف سے پوری نماز پڑھی تھی کہ وہ یقین کر لیں گے کہ نماز کی دو رکعات ہی فرض ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے مکہ میں شادی کر لی تھی' اور یعلیٰ وغیرہ نے عکرمہ بن ابراہیم کی حدیث سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ابی ذباب نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں انہیں چار رکعت نماز پڑھائی' پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں نکاح کرے تو وہ اس شہر کا باشندہ ہوتا ہے اور میں نے پوری نماز پڑھی ہے اس لیے کہ جب سے میں مکہ آیا ہوں میں نے وہاں نکاح کر لیا ہے اور یہ حدیث' صحیح نہیں' رسول اللہ ﷺ نے عمرۃ القضاء میں حضرت میمونہ بنت الحارثؓ سے نکاح کیا اور پوری نماز نہیں پڑھی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تاویل کی کہ وہ جہاں بھی ہوں امیر المومنین ہیں' اور یہی تاویل حضرت عائشہؓ نے کی اور پوری نماز پڑھی' اور اس تاویل میں اعتراض پایا جاتا ہے' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جہاں بھی ہوں وہ اللہ کے رسول ہیں اس کے باوجود آپ نے اسفار میں پوری نماز نہیں پڑھی' اور حضرت عثمانؓ جس بات پر اعتماد رکھتے تھے وہ یہ تھی کہ آپ ہر سال حج کے اجتماع میں اپنے عمال کی حاضری کو لازم قرار دیتے تھے' اور رعایا کو لکھتے تھے کہ ان میں سے جس نے کسی کی حق تلفی کی ہو وہ حج کے اجتماع میں آئے میں اس کے عامل سے اس کا حق لے کر دوں گا اور حضرت عثمانؓ نے بہت سے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو اجازت دے دی تھی کہ وہ جن شہروں میں جانا چاہیں چلے جائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بارے میں انہیں روکتے تھے حتیٰ کہ ان کو جنگوں میں بھی شامل ہونے سے روکتے تھے اور فرماتے تھے' میں ڈرتا ہوں کہ تم دنیا کو دیکھو اور دنیا کے فرزند تمہیں دیکھیں' پس جب حضرت عثمانؓ کے زمانے میں وہ باہر گئے تو لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ہر ایک کے اصحاب بن گئے اور حضرت عثمانؓ کے بعد ہر قوم نے اپنے ساتھی کو امارت عامہ سپرد کرنے کی آرزو کی اور آپ کے جلد مرنے اور اس کی زندگی کے دراز ہونے کی خواہش کی حتیٰ کہ بعض شہروں کے باشندوں سے وہ واقعات ہوئے جو ہوئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم العلی العظیم۔

آپ کی بیویوں' بیٹوں اور بیٹیوں کا بیان

آپ نے رسول اللہ ﷺ کی دختر حضرت رقیہؓ سے نکاح کیا اور ان سے آپ کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے اور انہی سے آپ

Marfat.com

کنیت کرتے تھے حالانکہ اس سے پہلے جاہلیت میں آپ کی کنیت ابو عمرو تھی پھر جب آپ فوت ہو گئیں تو آپ نے ان کی ہمشیرہ حضرت ام کلثومؓ سے نکاح کیا' پھر وہ فوت ہوئیں تو آپ نے فاختہ بنت غزوان بن جابر سے نکاح کیا جس سے آپ کے ہاں عبید اللہ اصغر پیدا ہوا اور آپ نے ام عمرو بنت جندب بن عمرو الازدویہ سے بھی نکاح کیا اور اس سے آپ کے ہاں عمر' خالد' ابانا' عمر اور مریم پیدا ہوئے' اور آپ نے فاطمہ بنت ولید بن عبد شمس مخزومیہ سے بھی نکاح کیا اور اس سے آپ کے ہاں ولید اور سعید پیدا ہوئے اور آپ نے ام البنین بنت عیینہ بن حصن الفزاریہ سے بھی نکاح کیا اور اس سے آپ کے ہاں عبد الملک پیدا ہوا اور بیان کیا جاتا ہے کہ عتبہ بھی پیدا ہوا اور آپ نے رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی سے بھی نکاح کیا' جس سے آپ کے ہاں عائشہ' ام ابان اور ام عمرو پیدا ہوئیں جو حضرت عثمان کی بیٹیاں ہیں اور آپ نے نائلہ بنت الفرافصة بن الاحوص بن عمرو بن ثعلبہ بن حصن بن ضمضم بن عدی بن حیان بن کلیب سے نکاح کیا جس سے آپ کے ہاں مریم پیدا ہوئی اور بیان کیا جاتا ہے کہ عنبسہ بھی پیدا ہوئی اور جس وقت آپ قتل ہوئے اس وقت آپ کے پاس چار بیویاں تھیں' نائلہ' رملہ' ام البنین اور فاختہ' بیان کیا جاتا ہے کہ محصور ہونے کی حالت میں آپ نے ام البنین کو طلاق دے دی تھی۔

Marfat.com

باب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث

قبل ازیں دلائل النبوۃ میں وہ حدیث بیان ہو چکی ہے جسے امام احمدؒ اور ابوداؤد نے سفیان ثوری کی حدیث سے عن منصور عن ربعی عن البراء بن ناجیۃ الکاہلی عن عبداللہ بن مسعود روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسیائے اسلام ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال تک گردش کرے گی' پس اگر وہ فنا ہو گئی تو فنا ہونے والوں کے راستہ پر ہوگی اور اگر ان کا دین ان کے لیے قائم رہا تو وہ ستر سال تک ان کے لیے قائم رہے گا۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جو گذر چکے ہیں یا جو باقی رہ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا بلکہ جو باقی رہ گئے ہیں' اور اس کے اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ آسیائے اسلام ۳۵ یا ۳۶ سال گردش کرے گی' الحدیث' یہ شک راوی کی طرف سے ہے اور حقیقت میں ۳۵ سال ہی محفوظ ہیں' بلاشبہ صحیح قول کے مطابق حضرت عثمانؓ اسی سال میں قتل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ ۳۶ میں قتل ہوئے مگر پہلا قول صحیح ہے اور امور شنیعہ بھی ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت وطاقت سے بچا لیا اور جلد ہی لوگوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور کام درست ہو گیا اور پراگندگی مجتمع ہو گئی' لیکن اس کے بعد یوم الجمل اور ایام صفین میں کچھ امور ہوئے جنہیں ہم عنقریب بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

باب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان وفات پانے والے حضرات کا بیان جن کی وفات کا معین وقت معلوم نہیں

حضرت انسؓ بن معاذ بن انس بن قیس الانصاری البخاری:

جنہیں انیس بھی کہا جاتا ہے آپ نے تمام معرکوں میں شرکت کی۔ حضرت عبادۃ بن الصامتؓ کے بھائی حضرت اوس بن الصامت انصاری' آپ بدر میں شامل ہوئے' اور اوس اس مجادلہ کے خاوند ہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے کہ:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ﴾

اور آپ کی بیوی کا نام خولہ بنت ثعلبہ ہے۔

حضرت اوسؓ بن خولی انصاری:

بنی الحبلی سے تعلق رکھتے ہیں' آپ نے بدر میں شمولیت کی' آپ انصار میں سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں موجود

Marfat.com

ہونے اور اپنے اہل کے ساتھ آپ کی قبر میں اترنے میں منفرد ہیں۔

حضرت الحر بن قیسؓ:

آپ انصار کے سردار تھے لیکن بخیل تھے اور نفاق سے متہم تھے کہتے ہیں کہ آپ بیعت الرضوان میں حاضر ہوئے لیکن بیعت نہ کی اور اپنے اونٹ کی اوٹ لے لی اور آپ ہی کے بارے میں یہ آیت اتری ہے کہ:

﴿ وَ مِنهُم مَّن يَقُولُ ائذَن لِّى وَ لَا تَفتِنِّى اَلَا فِى الفِتنَةِ سَقَطُوا ﴾

اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے توبہ کر لی اور باز آ گئے۔ واللہ اعلم

حضرت الحطیئہؒ:

آپ مشہور شاعر ہیں، کہتے ہیں کہ آپ کا نام جرول اور کنیت ابو ملیکہ تھی بنی عبس سے تعلق رکھتے تھے، آپ نے جاہلیت اور آغاز اسلام کا زمانہ پایا، آپ اطراف میں گھوم پھر کر رؤسا کی مدح کرتے تھے اور ان سے عطیات حاصل کرتے تھے کہتے ہیں کہ اس کے باوجود آپ بخیل تھے، ایک دفعہ آپ نے سفر کیا اور اپنی بیوی کو الوداع کیا اور اسے کہا۔

''جب میں غیر حاضری کے لیے باہر چلا جاؤں تو سالوں کو شمار کرنا اور مہینوں کو چھوڑ دینا، بلاشبہ وہ چھوٹے ہوتے ہیں''۔

آپ مدح کرنے والے اور ہجو گو تھے، آپ کے اشعار بہت اچھے ہیں اور آپ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کے سامنے جو شعر پڑھے ان میں سے آپ نے اس شعر کو اچھا سمجھا۔

''جو شخص بھلائی کرے گا وہ اس کے انعامات کو نہیں کھوئے گا، بھلائی اللہ اور لوگوں کے درمیان ضائع نہیں ہوتی''۔

حضرت خبیبؓ بن یساف بن عتبہ انصاری:

آپ بدر میں شامل ہونے والوں میں سے ایک تھے۔ حضرت سلمانؓ بن ربیعہ باہلی کہتے ہیں کہ آپ کو صحبت حاصل تھی اور آپ مشہور بہادروں اور شہسواروں میں سے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا قاضی بنایا، پھر حضرت عثمانؓ کے زمانے میں آپ کو ترکوں سے جنگ کرنے کی امارت دی گئی اور آپ بلنجر میں قتل ہو گئے اور وہاں تابوت میں آپ کی قبر ہے جس کے توسل سے ترک قحط کے زمانے میں بارش طلب کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہؓ بن حذافہ بن قیس القرشی السہمی:

آپ نے اور آپ کے بھائی قیس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے اور آپ ہی نے کہا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ اور آپ جب کسی سے جھگڑتے تو آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا جاتا۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کسریٰ کے پاس بھیجا اور آپ نے بصریٰ کے بڑے آدمی کو آپ کا خط دیا اور اس نے آپ کے ساتھ ہرقل کے پاس پہنچانے کے لیے آدمی بھیجا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں رومیوں نے ۸۰ مسلمانوں کے ساتھ آپ کو قید کر لیا اور آپ کو کفر پر آمادہ کیا مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی، بادشاہ نے آپ سے کہا میرے سر کو بوسہ دو میں تمہیں اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کو آزاد کر دوں گا، آپ نے اس کے سر کو بوسہ دیا تو اس نے انہیں

Marfat.com

آزاد کر دیا۔ اور جب آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے کہا' ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ تمہارے سر کو بوسہ دے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں سے پہلے آپ کے سر کو بوسہ دیا۔

حضرت عبداللہ بن سراقہ بن المعتمر العدوی رضی اللہ عنہ:

آپ صحابی ہیں' احد میں شامل ہوئے اور زہری کا خیال ہے کہ آپ نے بدر میں بھی شمولیت کی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن قیس بن خالد انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ بدر میں شامل ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن زید انصاری رضی اللہ عنہ حارثی:

آپ احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ آپ نے بدر میں بھی شمولیت کی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور سانپ نے آپ کو ڈس لیا اور عمارہ بن حزم نے آپ کو تعویذ دیا اور آپ نے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کے پاس دو دادیاں آئی ہیں اور اس نے ماں کی ماں کو چھٹا حصہ دے دیا ہے اور دوسری کو چھوڑ دیا ہے جو باپ کی ماں تھی۔ آپ نے ان سے فرمایا' آپ نے اسے دیا ہے کہ اگر وہ مر جاتی تو وہ اس کا وارث نہ ہوتا اور آپ نے اسے چھوڑ دیا ہے کہ اگر وہ مر جاتی تو وہ اس کا وارث ہوتا' پس آپ نے ان دونوں کو حصے دار بنا دیا۔

حضرت عمرو بن المعتمر العدوی رضی اللہ عنہ:

آپ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں اور بڑے عظیم بدری ہیں' روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ کو بھوک لگی اور آپ نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا اور اس روز رات تک چلتے رہے تو ایک عرب قوم نے آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی ضیافت کی اور جب آپ سیر ہو گئے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا میرا خیال تھا کہ دونوں ٹانگیں پیٹ کو اٹھاتی ہیں' مگر اب معلوم ہوا ہے کہ پیٹ دونوں ٹانگوں کو اٹھاتا ہے۔

حضرت عمیر بن سعد انصاری اوسی رضی اللہ عنہ:

آپ جلیل القدر صحابی اور بڑے مقام کے حامل ہیں اور آپ کو کثرت زہد و عبادت کی وجہ سے لاثانی کہا جاتا تھا آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح شام میں شمولیت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حمص اور دمشق میں نائب بنے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو آپ نے انہیں معزول کر دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پورے شام کا حکمران مقرر کر دیا اور آپ کے واقعات کا بیان طویل ہے۔

حضرت عروہ بن حزام ابوسعید العدوی رضی اللہ عنہ:

آپ شاعر تھے اور اپنے چچا کی بیٹی عفراء بنت مہاجر کے بڑے دلدادہ تھے' آپ نے اس کے بارے میں اشعار کہے ہیں اور اس کی محبت میں شہرت پائی ہے' پس عفراء کے اہل حجاز شام کی طرف کوچ کر گئے تو عروہ بھی ان کے پیچھے پیچھے گیا اور اپنے چچا کو عفراء کی منگنی کا پیغام دیا' تو اس نے اس کی غربت کی وجہ سے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے دوسرے عمزاد کے

Marfat.com

ساتھ اس کا نکاح کر دیا' پس یہ عروہ اس کی محبت میں مر گیا اور کتاب مصارع العشاق میں اس کا ذکر موجود ہے اور عفراء کے بارے میں اس کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں۔

''اور میں اسے اچانک دیکھ کر دم بخود رہ جاتا ہوں۔ حتیٰ کہ میں جواب بھی نہیں دے سکتا اور جو رائے میں اختیار کرتا ہوں اس سے بدل جاتا ہوں اور جب وہ غائب ہو جاتی ہے تو جو تیاری میں نے کی ہوتی ہے اسے بھول جاتا ہوں''۔

حضرت قطبہ بن عامر ابوزید انصاریؓ:

آپ بیعت عقبہ اور بدر میں شامل ہوئے۔

حضرت قیسؓ بن مہدی بن قیس بن ثعلبہ انصاری نجاریؓ:

فجر سے قبل دو رکعتوں کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہے اور ابن ماکولا کا خیال ہے کہ آپ بدر میں شامل ہوئے ہیں اور مصعب الزبیری کا قول ہے کہ آپ یحییٰ بن سعید انصاری کے دادا ہیں اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ آپ ابو مریم عبدالغفار بن القاسم کوفی کے دادا ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت لبید بن ربیعہ ابو عقیل العامریؓ:

آپ مشہور شاعر ہیں' صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کی بات ہے۔

آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

مکمل شعر یوں ہے:

- الا کل شئی ما خلا اللہ باطل وکل نعیم لا محالة زائل

حضرت عثمانؓ بن مظعون نے کہا' جنت کی نعماء کے سوا ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۴۱ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت المسیبؓ بن حزن بن ابی وہب مخزومی:

آپ نے بیعت الرضوان میں شمولیت کی' آپ تابعین کے سردار حضرت سعید بن المسیبؒ کے والد ہیں۔

حضرت معاذ بن عمرو الجموح انصاریؓ:

آپ بدر میں شامل ہوئے اور اس روز آپ نے ابوجہل پر اپنی تلوار سے وار کیا اور اس کی ٹانگ کاٹ دی۔

اور عکرمہ بن ابوجہلؓ نے حضرت معاذؓ پر حملہ کر کے آپ کو تلوار ماری تو آپ کا ہاتھ آپ کے کندھے سے اتر گیا اور آپ بقیہ دن جنگ کرتے رہے اور وہ کندھے کے ساتھ لٹکتا رہا اور آپ اسے اپنے پیچھے گھسیٹتے رہے' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جب میں رُکا تو میں نے اپنا پاؤں اس کے اوپر رکھا پھر اس پر سوار ہو گیا یہاں تک کہ میں نے اسے پھینک دیا اور اس کے بعد آپ ۳۵ھ تک زندہ رہے۔

Marfat.com

حضرت محمد بن جعفر بن ابی طالب قریشی ہاشمیؓ:

آپ کے والد حبشہ میں تھے کہ آپ پیدا ہوئے اور جب خیبر کے سال انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور ان کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے فرمایا' میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ' انہیں لایا گیا تو وہ پرندے کے بچوں کی طرح تھے' آپ انہیں چومنے چاٹنے لگے اور رونے لگے تو ان کی والدہ بھی رو پڑی' آپ نے فرمایا کیا تو ان کی محتاجگی سے ڈرتی ہے حالانکہ میں دنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں پھر آپ کے حکم سے نائی نے ان کے سر مونڈے' حضرت محمد بن جعفر نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں عالم شباب میں وفات پائی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ابن عبدالبر کا خیال ہے کہ آپ نے تستر میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت معبد بن العباسؓ بن عبدالمطلب:

آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کے بیٹے ہیں۔ آپ بلاد مغرب میں افریقہ میں نوجوانی کے عالم میں شہید ہوئے۔

حضرت معیقیب بن ابی فاطمۃ الدوسیؓ:

آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں وفات پائی اور بعض اس سے پہلے بتاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے ۴۰ھ میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

حضرت منقذ بن عمرو انصاریؓ:

آپ بنی مازن بن النجار سے تعلق رکھنے والے شخص ہیں' آپ کے سر کو صدمہ پہنچا جس نے آپ کی زبان کو درست نہ رہنے دیا اور آپ کی عقل کمزور ہوگئی' آپ بکثرت خرید و فروخت کرتے تھے حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ سے فرمایا: آپ جس سے خرید و فروخت کریں اسے کہہ دیں کہ دھوکہ بازی نہ کرنا پھر تو جو چیز خریدے اس کے متعلق تجھے تین دن تک اختیار ہوگا۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ آپ ہر بیع میں خواہ خیار کی شرط کریں یا نہ کریں تین دن کے خیار کے اثبات سے مخصوص تھے۔

حضرت نعیم بن مسعود ابو سلمہ غطفانی رضی اللہ عنہ:

آپ ہی نے احزاب اور بنی قریظہ کے درمیان علیحدگی اختیار کر لی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس وجہ سے آپ کو بیضا اور اونچا جھنڈا حاصل تھا۔

حضرت ابو ذؤیب خویلد بن خالد الہذلیؓ:

آپ شاعر تھے آپ نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے اور سقیفہ میں شامل ہوئے اور حضرت نبی کریم ﷺ کا جنازہ پڑھا' آپ ہذیل کے سب سے بڑے شاعر تھے اور ہذیل اشعر العرب تھے آپ ہی نے یہ اشعار کہے ہیں کہ

جب موت اپنے ناخن گاڑ لیتی ہے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کوئی تعویذ اس وقت فائدہ نہیں دے گا اور مصیبت پر خوش

Marfat.com

ہونے والوں کے لیے میرا صبر کرنا نہیں یہ دکھانا ہے کہ میں گردش روزگار کے سامنے عاجزی کرنے والا نہیں ہوں''۔

آپ نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں افریقہ میں جنگ کرتے ہوئے وفات پائی۔

حضرت ابورھم سبرۃ بن عبدالعزیٰ القرشی:

آپ شاعر تھے اس فصل میں محمد بن سعد نے تنہا آپ ہی کا ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوزبید الطائی:

آپ شاعر تھے آپ کا نام حرملہ بن المنذر تھا' آپ عیسائی تھے اور حضرت ولید بن عقبہؓ کے ساتھ مجالست رکھتے تھے وہ آپ کو حضرت عثمانؓ کے پاس لے گئے تو آپ نے ان سے شعر پڑھنے کی فرمائش کی تو انہوں نے شیر کے بارے میں اپنا ایک بے مثال قصیدہ آپ کو سنایا حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا تم جب تک زندہ رہو گے شیر کا ذکر کرتے رہو گے اور میں تم کو ایک بزدل عیسائی سمجھتا ہوں۔

حضرت ابوسبرۃ بن ابی رھم العامری:

ابوسلمہ بن عبدالاسد کے بھائی ان دونوں کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب تھیں' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہم کسی بدری کو نہیں جانتے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے سوا مکہ میں سکونت اختیار کی ہو' نیز بیان کرتے ہیں کہ اس دوران میں آپ کے اہل بدر میں رہے۔

حضرت ابولبابہؓ بن عبدالمنذر:

شب عقبہ کو آپ نقباء میں سے ایک نقیب تھے بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

حضرت ابوہاشم بن عتبہؓ:

قبل ازیں آپ کی وفات کا ذکر ۲۱ھ میں بیان ہو چکا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ، ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبد المطلب ہے اور عبد المطلب کا نام شیبہ بن ہاشم ہے اور ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف ہے اور عبد مناف کا نام المغیرہ بن قصی ہے اور قصی کا نام زید بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے' آپ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے والد ہیں اور آپ کی کنیت ابوتراب ہے اور ابو القسم الہاشمی ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے رشتے سے داماد ہیں' آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں' کہتے ہیں کہ آپ پہلی ہاشمی عورت ہیں جنہوں نے ہاشمی بچہ جنا ہے اور طالب' عقیل اور جعفر آپ کے بھائی تھے اور آپ سے بڑے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے درمیان دس سال کا فرق تھا اور آپ کی دو بہنیں بھی تھیں ام ہانی اور جمانہ' اور یہ سب کے سب فاطمہ بنت اسد سے تھے جو مسلمان ہو چکی تھیں اور انہوں نے ہجرت بھی کی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور چھ اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے' آپ خلفائے راشدین میں سے چوتھے خلیفہ تھے' آپ شدید گندم گوں' بڑی بڑی سرخی مائل سفید آنکھیں' پیٹ بڑا' سر کے اگلے حصے کے بال اُڑے ہوئے' قد تقریباً چھوٹا' داڑھی بڑی جس نے آپ کے سینے اور دونوں کندھوں کو بھرا ہوا تھا' آپ کے سینے اور دونوں کندھوں پر بہت بال تھے' خوبرو' نوعمر' اور آہستگی کے ساتھ زمین پر چلنے والے تھے۔

حضرت علیؓ نے بہت پہلے سات سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور بعض آٹھ سال اور بعض نو سال اور بعض دس سال اور بعض گیارہ سال اور بعض بارہ سال اور بعض تیرہ سال اور بعض چودہ سال اور بعض پندرہ سال یا سولہ سال کی عمر میں اسلام قبول کرنا بیان کرتے ہیں یہ قول عبد الرزاق نے عن معمر عن قتادہ عن حسن بیان کیا ہے' کہتے ہیں کہ آپ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ نوجوانوں میں سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے پہلی مسلم خاتون ہیں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غلاموں میں سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور صغر سنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھے اس لیے کہ ان کو ایک سال بھوک نے آلیا تو آپ نے انہیں ان کے باپ سے لے لیا اور وہ آپ کے پاس رہے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور گھر والے ایمان لے آئے اور ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور حسن ایمان کا فائدہ لوگوں کو پہنچا وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان ہوئی ہے کہ میں اسلام لانے والا پہلا شخص ہوں۔ مگر اس کا اسناد آپ کی طرف صحیح نہیں اور اس مفہوم کی بہت سی منکر

Marfat.com

احادیث کو ابن عساکر نے بیان کیا ہے جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

اور امام احمدؒ نے شعبہ کی حدیث سے بحوالہ عمرو بن مرۃ روایت کی ہے کہ میں نے ابوحمزہ انصار کے غلاموں میں سے ایک شخص سے سنا کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ایک روایت میں پہلے نماز پڑھنے والے کے الفاظ آئے ہیں' عمرو بیان کرتے ہیں میں نے حضرت نخعیؒ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اسے منکر قرار دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اسلام لانے والے کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ اور محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور مردوں میں سے جو دو شخص سب سے پہلے ایمان لائے وہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہیں لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کا اظہار کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے میں کہتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے باپ کے خوف سے چھپاتے تھے پھر آپ کے باپ نے آپ کو اپنے عمزاد کی متابعت ونصرت کرنے کا حکم دے دیا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے مکہ سے چلے جانے کے بعد ہجرت کی اور حضورؐ نے آپ کو اپنے قرضہ جات اور امانات کی ادائیگی کرنے اور پھر اپنے ساتھ آ ملنے کا حکم دیا تھا آپ نے امتثال امر کیا پھر ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات کروادی اور ابن اسحٰق وغیرہ اہل سیر ومغازی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور ان کے درمیان مؤاخات کی' اور اس بارے میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں جن میں سے ضعف اسانید اور رکاکت متون کی وجہ سے کوئی حدیث بھی صحیح نہیں کیونکہ ان میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں کہ تو میرا بھائی اور میرا وارث اور میرا خلیفہ اور میرے بعد امیر بننے والوں میں سے بہتر ہے۔ یہ حدیث موضوع ہے اور جو کچھ صحیحین وغیرہما سے ثابت ہے اس کے مخالف ہے۔ واللہ اعلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بدر میں شمولیت کی اور آپ نے اس میں بڑی بہادری دکھائی' آپ نے اس روز مبارزت طلب کی اور اس میں غالب آئے۔ اور آپ کے بارے میں اور آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے عمزاد عبیدہ بن الحارث اور ان کے تین مدمقابل عتبہ' شیبہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا:

﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ﴾

اور الحکم وغیرہ نے مقسم سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور ان کی عمر بیس سال تھی' اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ عمار بن محمد نے سعید بن محمد الحنظلی سے بحوالہ ابوجعفر محمد بن علی مجھ سے بیان کیا کہ بدر کے روز آسمان میں منادی نے جسے رضوان کہا جاتا ہے اعلان کیا کہ ذوالفقار کے سوا' کوئی تلوار نہیں اور حضرت علیؓ کے سوا کوئی جوان نہیں' ابن عساکر کا بیان ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے' رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز ذوالفقار غنیمت میں حاصل کی پھر اس کے بعد اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا' اور یونس بن بکیر نے عن مسعر عن ابی عوف عن ابی صالح عن علی بیان کیا ہے کہ بدر کے روز مجھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا' ہم میں سے ایک کو کہا گیا کہ تیرے ساتھ جبریل علیہ السلام ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام ایک عظیم فرشتہ ہے جو جنگ میں حاضر ہوتا ہے اور جنگ نہیں کرتا اور صف میں

Marfat.com

ہوتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ احد میں شامل ہوئے‘ آپ میمنہ کے امیر تھے اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے پاس جھنڈا تھا اور میسرہ کے امیر حضرت المنذر بن عمرو الانصاری تھے اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب قلب کے امیر تھے اور پیادوں کے امیر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت مقداد بن الاسودؓ تھے اور جنگ احد کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شدید جنگ کی اور مشرکین کے بہت سے جوانوں کو قتل کر دیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے اس وقت خون کو دھویا جب آپ کا چہرہ زخمی ہوا اور آپ کے سامنے کے چار دانتوں اور کچلیوں کے درمیان والا دانت ٹوٹ گیا‘ اور آپ جنگِ خندق میں بھی شامل ہوئے اور اس روز آپ نے عربوں کے شہسوار اور ان کے مشہور شجاع عمرو بن عبدود العامری کو قتل کیا‘ جیسا کہ ہم اسے قبل ازیں غزوۂ خندق میں بیان کر چکے ہیں‘ اور آپ نے حدیبیہ اور بیعت الرضوان میں شمولیت کی اور جنگِ خیبر میں بھی شامل ہوئے اور وہاں آپ نے خوف ناک کارنامے سرانجام دیئے‘ جن میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہوں گے پس لوگوں نے یہ ذکر کرتے ہوئے شب بسر کی کہ وہ کسے عطا کیا جاتا ہے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا آپ کو آشوب چشم کا عارضہ تھا۔ آپ نے انہیں جھنڈا عطا کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر فتح دی اور آپ نے مرحب یہودی کو قتل کیا۔

اور محمد بن اسحٰق نے عن عبداللہ بن حسن عن بعض اھلہ عن ابی رافع بیان کیا ہے کہ یہودی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلوار ماری تو آپ کی ڈھال گر پڑی اور آپ نے قلعے کے پاس ایک دروازے کو پکڑ لیا اور اسے ڈھال بنا لیا اور وہ دروازہ مسلسل آپ کے ہاتھ میں رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر فتح دے دی پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا‘ ابو رافع کا بیان ہے کہ جنگِ خیبر کے روز میں اور میرے سات ساتھی اس دروازے کو پشت کے بل الٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر ہم ایسا نہ کر سکے‘ اور لیث نے ابوجعفر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ جنگِ خیبر کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دروازے کو اپنی پشت پر اٹھا لیا حتیٰ کہ مسلمان اس کے اوپر چڑھ گئے اور انہوں نے قلعے کو فتح کر لیا اور اسے چالیس آدمیوں نے اٹھایا۔

اور آپ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے یہودیوں کے شہسوار اور ان کے بہادروں کو قتل کیا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرۃ القضا میں بھی شامل ہوئے اور اسی عمرہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا: انت منی‘ و انا منک تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور یہ جو بہت سے داستان گو بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ذات العلم کے کنویں میں جنات سے جنگ کی یہ جحفہ سے قریب ایک کنواں ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ جاہل مورخین کی وضع کردہ روایت ہے اس سے دھوکہ نہ کھانا‘ اور آپ نے فتح مکہ اور جنگ حنین اور طائف میں بھی شمولیت کی اور ان معرکوں میں شدید جنگ کی اور الجعرانہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا‘ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف گئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر نائب مقرر کیا‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر نائب مقرر کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا آپ اس بات سے راضی نہیں کہ آپ کو مجھ سے وہ مقام حاصل ہو جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں‘ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا امیر اور حاکم بنا کر بھیجا اور حضرت خالدؓ بن ولید بھی آپ کے ساتھ تھے۔

Marfat.com

پھر حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ آ ملے اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لائے اور آنحضرت ﷺ کی طرح تکبیر کہی اور آپ کو اپنے قربانی کے جانوروں میں شامل کر لیا اور اپنے احرام پر قائم رہے اور دونوں نے اپنے قربانی کے جانوروں کو مناسک حج سے فراغت کے بعد ذبح کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ آپ کے بعد امارت کس کے لیے ہوگی؟ آپ نے کہا خدا کی قسم میں آپ سے نہیں پوچھوں گا' اگر آپ نے ہمیں امارت سے روک دیا تو لوگ آپ کے بعد ہمیں کبھی امارت نہیں دیں گے' اور صحیح احادیث صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اور نہ کسی اور کو خلافت کی وصیت کی ہے بلکہ اشارۃً حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی طرف نہایت واضح اشارہ کیا ہے جیسا کہ قبل ازیں ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور یہ جو بہت سے جاہل شیعہ اور غبی داستان سرا آپ پر افترا کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کی وصیت کی تھی یہ ایک جھوٹ' بہتان اور عظیم افترا ہے۔ جس سے صحابہ کو خائن قرار دینے اور آپ کے بعد انہیں آپ کی وصیت کے نفاذ کو ترک کرنے میں مدد دینے اور جس شخص کو آپ نے وصی مقرر کیا ہے اس تک وصیت کو نہ پہنچانے اور بغیر کسی سبب اور مفہوم کے اسے کسی دوسرے کی طرف منتقل کرنے کی غلطی لازم آتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا ہر مومن یقین رکھتا ہے کہ دین اسلام حق ہے اور وہ اس افترا کے بطلان کو جانتا ہے کیونکہ صحابہؓ انبیاء کے بعد بہترین مخلوق ہیں اور وہ اس امت جو نص قرآنی اور اجماع سلف وخلف کے مطابق اشرف الامم ہے' کے دنیا و آخرت میں بہترین لوگ ہیں۔

اور یہ جو بعض عوامی داستان سرا' بازاروں وغیرہ میں کھانے' پینے اور پہننے کے آداب واخلاق کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت کا ذکر کرتے ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں اے علیؓ! بیٹھ کر عمامہ نہ باندھ' اے علیؓ! کھڑے ہو کر اپنی شلوار نہ پہن' اے علیؓ! چوکھٹ کے دونوں بازو نہ پکڑ اور نہ دروازے کی دہلیز پر بیٹھ اور اپنے کپڑے کو جب کہ وہ آپ پر ہو نہ سی وغیرہ' یہ سب بکواس ہیں جن کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ بعض جاہلوں کمینوں کی من گھڑت باتیں ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور اس سے درماندہ غبی ہی دھوکہ کھا سکتا ہے۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی تغسیل وتکفین کرنے والوں میں شامل تھے' آپ نے حضور کے دفن کا انتظام کیا جیسا کہ قبل ازیں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے اور عنقریب آپ کے فضائل کے باب میں بیان ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے معرکہ بدر کے بعد حضرت فاطمہؓ کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا جن سے آپ کے ہاں حضرت حسنؓ' حضرت حسینؓ اور حضرت محسن رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس بارے میں احادیث بھی بیان ہوئی ہیں جن میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں بلکہ ان کی اکثریت روافض اور داستان سراؤں کی وضع کردہ ہے اور جب سقیفہ کے روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں بیعت کرنے والوں میں شامل تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے دیگر امراء صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح تھے اور آپ کی اطاعت کو اپنے پر فرض جانتے تھے اور آپ کو بہت محبوب تھے اور جب چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ وفات پا گئیں۔ آپ اس میراث کے باعث جو آپ کو اپنے باپ سے نہیں ملی تھی حضرت ابوبکرؓ سے کچھ ناراض

Marfat.com

تھیں۔ لیکن آپ انبیاء سے مختص نص سے آگاہ نہ تھیں کہ ان کا کوئی وارث نہیں ہوتا' پس جب آپ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ ان کا خاوند اس صدقہ کا ناظر ہوگا تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات کو قبول نہ کیا جس سے آپ کے دل میں کچھ ناراضگی باقی رہی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کی کچھ مدارات کرنی پڑی۔ اور جب آپ فوت ہوگئیں تو آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تجدید بیعت کی اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی وصیت کے مطابق خلیفہ بنے تو حضرت علیؓ آپ کی بیعت کرنے والوں میں شامل تھے اور آپ کاموں میں انہیں مشورے دیتے تھے اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں آپ کو قاضی مقرر کیا اور آپ جملہ امراء صحابہؓ کے سادات کی معیت میں آپ کے ساتھ شام آئے اور آپ کے خطبہ جابیہ میں شامل ہوئے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو آپ نے امارت کو چھ آدمیوں کی شوریٰ کے سپرد کر دیا جن میں ایک حضرت علیؓ تھے' پھر ان میں سے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ باقی رہ گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پس حضرت عثمان' حضرت علی رضی اللہ عنہما سے مقدم ہو گئے تو آپ نے سمع واطاعت کی' اور جب مشہور قول کے مطابق ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا اور حضرت عثمانؓ کے دفن ہونے سے پہلے پہلے آپ کی بیعت کر لی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے دفن کے بعد بیعت کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت علیؓ نے قبول امارت سے انکار کیا حتیٰ کہ انہوں نے بار بار آپ سے کہا اور آپ انہیں چھوڑ کر بنی عمرو بن مبذول کے باغ کی طرف بھاگ گئے اور اس کا دروازہ بند کر لیا' لوگوں نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور آپ سے اصرار کیا اور وہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی اپنے ساتھ لائے اور انہوں نے آپ سے کہا' اس امر کا امیر کے بغیر باقی رہنا ممکن نہیں اور وہ مسلسل آپ سے یہ بات کہتے رہے حتیٰ کہ آپ نے ان کی بات مان لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت کا بیان:

کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت طلحہؓ نے اپنے دائیں ہاتھ سے آپ کی بیعت کی جو احد کے روز شل ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کے ذریعے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ کیا تھا۔ اور بعض لوگوں نے کہا خدا کی قسم یہ کام پورا نہیں ہوگا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف گئے اور منبر پر چڑھ گئے اور آپ چادر اور ریشمی عمامہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور آپ کے دونوں جوتے آپ کے ہاتھ میں تھے آپ نے اپنی کمان پر ٹیک لگائی اور عوام الناس نے آپ کی بیعت کی' یہ ۱۹/ ذوالحجہ ۳۵ھ ہفتہ کا دن تھا' کہتے ہیں کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے اس مطالبے کے بعد آپ کی بیعت کی کہ انہیں بصرہ اور کوفہ کا امیر بنایا جائے' آپ نے ان دونوں سے فرمایا آپ دونوں میرے پاس رہیں' میں آپ سے مانوس ہوں گا اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انصار کی ایک پارٹی نے جس میں حضرت حسان بن ثابت' حضرت کعب بن مالک' حضرت مسلمہ بن مخلد' حضرت ابوسعید' حضرت محمد بن مسلمہ' حضرت نعمان بن بشیر' حضرت زید بن ثابت' حضرت رافع بن خدیج' حضرت فضالۃ بن عبید اور حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہم شامل ہیں' آپ کی بیعت نہیں کی' ابن جریر نے اسے المدائنی کے طریق سے بنی ہاشم کے ایک شیخ سے بحوالہ عبداللہ بن الحسن بیان کیا ہے۔

المدائنی کا بیان ہے کہ مجھ سے زہری سے سننے والے ایک شخص نے بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ مدینہ سے شام کی

Marfat.com

طرف بھاگ گئے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی اور نہ ہی حضرت قدامہ بن مظعون' حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم نے آپ کی بیعت کی' میں کہتا ہوں کہ مروان بن الحکم' ولید بن عقبہ اور دوسرے لوگ شام کی طرف بھاگ گئے تھے۔

اور واقدی کا بیان ہے کہ لوگوں نے مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور سات آدمی رُک رہے انہوں نے بیعت نہیں کی' جن میں حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت صہیب' حضرت زید بن ثابت' حضرت محمد بن مسلمہ' حضرت سلمہ بن سلامہ بن رقش اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم شامل تھے اور ہمارے علم کے مطابق انصار میں سے کسی شخص نے بیعت سے تخلف نہیں کیا اور سیف بن عمر نے اپنے شیوخ کی ایک جماعت کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ اس پوزیشن میں رہا کہ غافقی بن حرب اس کا امیر تھا اور وہ اس آدمی کو تلاش کرتے رہے جو امیر کے قیام کے بارے میں ان کی بات مان جائے اور مصری' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اصرار کرتے اور وہ ان کو چھوڑ کر باغات کی طرف بھاگتے اور کوفی' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے اور آپ کو نہ پاتے اور بصری حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے اور وہ ان کی بات نہ مانتے' پس انہوں نے باہم مشورہ کر کے کہا کہ ہم ان تینوں میں سے کسی کو حاکم مقرر نہیں کریں گے اور وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے آپ اہل شوریٰ میں سے ہیں' مگر انہوں نے ان کی بات نہ مانی' پھر وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے مگر انہوں نے بھی انکار کیا اور وہ اپنے معاملے میں حیران رہ گئے' پھر کہنے لگے' اگر ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد بغیر امارت کے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو لوگ اپنے امر کے بارے میں اختلاف کریں گے اور ہم نہیں بچیں گے پس انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا اور آپ سے اصرار کیا اور اشتر نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کی بیعت کر لی اور لوگوں نے بھی آپ کی بیعت کی' اور کوفی کہنے لگے' سب سے پہلے اشتر نخعی نے آپ کی بیعت کی ہے اور یہ ۲۴/ ذوالحجہ جمعرات کا دن تھا اور یہ کام ان کے آپس میں بات چیت کرنے کے بعد ہوا اور سب کہنے لگے' حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی خلافت کے اہل ہیں' اور جب جمعہ کا دن آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے۔ تو جن لوگوں نے گذشتہ کل کو آپ کی بیعت نہیں کی تھی انہوں نے آپ کی بیعت کی اور سب سے پہلے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مشلول ہاتھ کے ساتھ آپ کی بیعت کی اور ایک کہنے والے نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون. پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی' اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے اس حالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہے کہ تلوار میری گردن پر ہے' پھر آپ مکہ چلے گئے اور چار ماہ وہاں قیام کیا اور یہ بیعت ۲۵/ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز ہوئی' اور سب سے پہلا خطبہ آپ نے دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک راہنما کتاب اتاری ہے جس میں خیر وشر کو واضح کیا ہے' پس خیر کو تھام لو اور شر کو چھوڑ دو' اللہ تعالیٰ نے مجہول حرم کو حرام قرار دیا ہے اور مسلمان کی حرمت کو تمام مقدسات پر ترجیح دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو اخلاص وتوحید سے پابند کیا ہے اور مسلمان وہ ہے کہ حق کے سوا مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں اور واجب اذیت کے بغیر کسی مسلمان کے لیے کسی مسلمان کو اذیت دینا جائز نہیں' عوام کے امور کی طرف سبقت کرو اور تم میں سے کسی کو موت کا آنا خاص امر ہے' بلاشبہ لوگ تمہارے آگے ہیں اور قیامت نے تم کو پیچھے رکھا ہوا ہے جو تم کو ہانکنے لیے آتی ہے' پس تم ہلکے ہو جاؤ اور مل جاؤ' لوگوں کی آخری گھڑی ان کی منتظر ہے' اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے بلاد وعباد میں اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ تم سے زمین کے قطعات اور بہائم تک کے متعلق پوچھا جائے گا' پھر اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو اور جب تم بھلائی دیکھو تو اسے اپنا لو اور جب شر کو دیکھو تو اسے چھوڑ دو (اور اس وقت کو یاد کرو جب تم زمین میں کمزور تھے) اور جب آپ اپنے خطبہ سے فارغ ہوئے تو مصریوں نے کہا۔

''اے ابوالحسن اسے لے لیجیے ہم امارت کو رسے کی طرح بٹ دیں گے' شیروں کا حملہ' جھاڑوں کے شیروں کی طرح ہوتا ہے اور وہ ایسی تلواروں کے ساتھ حملہ کرتے ہیں جو دودھ کے تالابوں کی طرح ہوتی ہیں اور ہم بادشاہ کو رسی کی طرح نرم نیزوں کے ساتھ چوٹ لگاتے ہیں حتیٰ کہ وہ بغیر سامنے آئے بل کھاتے ہیں''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر میں عاجز آ گیا تو میں معذرت نہیں کروں گا اور اس کے بعد میں عقلمند اور طاقتور بن جاؤں گا اور جس دامن کو میں گھسیٹتا ہوں اسے اٹھا دوں گا اور منتشر اور پراگندہ معاملے کو یکجا کر دوں گا' اگر غالب آنے والا جلد باز مجھ سے جھگڑا نہ کرے یا وہ مجھے چھوڑ دیں اور ہتھیار سبقت کریں''۔

کوفہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ امام الصلوٰۃ اور حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ جنگ کے منتظم اور حضرت جابر بن فلان المزنی' ٹیکس کے منتظم مقرر تھے اور بصرہ کے امیر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور مصر کے امیر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ مقرر تھے اور حضرت محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان پر بزور قابو پا لیا تھا اور شام کے امیر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے اور حمص پر آپ کے نائب حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ' اور قنسرین پر حضرت حبیب بن سلمہ رضی اللہ عنہ اور اردن پر حضرت ابوالاعور اور فلسطین پر حضرت حلی بن علقمہ اور آذربائیجان پر حضرت اشعث بن قیسؓ اور قرقیسیا پر حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اور حلوان پر حضرت عتیبہ بن النہاس اور قیساریہ پر حضرت مالک بن حبیب اور ہمدان پر حضرت حبیش تھے ابن جریر نے حضرت عثمانؓ کے ان نائبین کا ذکر کیا ہے کہ جس وقت آپ نے وفات پائی یہ لوگ شہروں پر آپ کے نائب مقرر تھے اور بیت المال کے خازن حضرت عقبہ بن عمرو تھے اور مدینہ کی قضا پر حضرت زید بن ثابتؓ مقرر تھے' اور جب حضرت عثمانؓ بن عفان قتل ہو گئے تو حضرت نعمان بن بشیر' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیص اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی وہ انگلیاں جو حضرت عثمانؓ کے دفاع میں ہتھیلی سے کٹ گئی تھیں' لے کر باہر نکلے اور ان کو لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام پہنچ گئے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قمیص کو منبر پر رکھ دیا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں اور انگلیوں کو قمیص کی آستین میں لٹکا دیا اور لوگوں کو اس خون کا بدلہ لینے پر اکسایا اور لوگ منبر کے اردگرد رو پڑے اور آپ قمیص کو کبھی اوپر اٹھاتے اور کبھی نیچے رکھتے اور لوگ ایک سال تک اس کے اردگرد روتے رہے اور ایک دوسرے کو آپ کا بدلہ لینے پر برانگیختہ کرتے رہے اور اکثر لوگ اس سال بیویوں سے الگ رہے اور جن خوارج نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا ان سے حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کرنے کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کی ایک جماعت نے لوگوں کو برانگیختہ کیا' ان صحابہ میں حضرت عبادۃ بن الصامت' حضرت ابوالدرداء' حضرت ابوامامہ اور حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل تھے اور تابعین میں سے حضرت شریک بن حباشہ' حضرت ابومسلم خولانی اور حضرت عبدالرحمٰن بن غنم وغیرہ شامل تھے۔

Marfat.com

اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا معاملہ درست ہو گیا تو حضرت طلحہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور سرکردہ صحابہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے اقامت حدود اور حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کے سامنے عذر پیش کیا کہ ان لوگوں کے اعوان وانصار ہیں اور آپ کے لیے آج ایسا کرنا ممکن نہیں' پس حضرت زبیرؓ نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوفہ کی امارت دے دیں تاکہ وہ آپ کے پاس فوجیں لے آئیں اور حضرت طلحہؓ نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں بصرہ کی امارت دے دیں تاکہ وہ وہاں سے فوجیں لے آئیں اور ان خوارج اور ان جاہل اعراب کی قوت پر غالب آ جائیں جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں ان کے ساتھ شامل تھے' حضرت علیؓ نے ان دونوں سے فرمایا مجھے مہلت دو تاکہ میں اس معاملے میں غور وفکر کرلوں' اس کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے آپ کے پاس آ کر آپ سے کہا' میرا خیال ہے آپ شہروں پر اپنے اعمال کو قائم رہنے دیں اور جب وہ آپ کی فرمانبرداری اختیار کرلیں تو اس کے بعد آپ جس کو چاہیں چھوڑ دیں' پھر دوسرے دن آپ کے پاس آ کر کہنے لگے میرا خیال ہے آپ انہیں معزول کر دیں تاکہ آپ کو پتہ چل جائے کہ کون آپ کی اطاعت کرتا ہے اور کون آپ کی نافرمانی کرتا ہے' حضرت علیؓ نے اس بات کو حضرت ابن عباسؓ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے کہا اس نے گذشتہ کل آپ کی خیر خواہی کی ہے اور آج آپ کو دھوکہ دیا ہے' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا' ہاں میں نے ان کی خیر خواہی کی اور جب انہوں نے خیر خواہی کو قبول نہ کیا تو میں نے انہیں دھوکہ دیا پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نکل کر مکہ چلے گئے اور ایک جماعت بھی ان سے جا ملی جن میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی' پھر حضرت ابن عباس نے حضرت علی رضی اللہ عنہم کو مشورہ دیا کہ وہ حکومت کے استوار ہونے تک نائبین کو شہروں پر قائم رہنے دیں اور خاص طور پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام پر قائم رکھیں اور آپ سے کہا' مجھے خدشہ ہے کہ اگر آپ نے ان کو شام سے معزول کیا تو وہ آپ سے حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کریں گے' نیز مجھے یہ خدشہ بھی ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بھی اس وجہ سے آپ پر اعتراضات کریں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میری رائے یہ نہیں ہے آپ شام چلے جائیں میں نے آپ کو شام کا والی مقرر کیا ہے حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا' مجھے خدشہ ہے کہ حضرت معاویہؓ' حضرت عثمانؓ کے بدلے میں مجھے قتل کر دیں گے یا آپ کی قرابت کی وجہ سے مجھے قید کر دیں گے' آپ مجھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ دیں کہ وہ مہربانی سے اپنا وعدہ پورا کریں' حضرت علیؓ نے فرمایا' خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہو سکتا' حضرت ابن عباسؓ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جنگ فریب کاری کا نام ہے' خدا کی قسم اگر آپ نے میری بات مان لی تو میں ان کی واپسی کے بعد ضرور انہیں لاؤں گا اور حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے ہوئے ان لوگوں کی بات قبول کرنے سے روکا جو عراق کی طرف آپ کے کوچ کرنے اور مدینہ چھوڑنے کی تحسین کر رہے تھے مگر آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سب باتوں کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان خوارج کے امراء کے مشورے کو مان لیا جو شہروں سے آئے ہوئے تھے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال قسطنطین بن ہرقل نے ایک ہزار کشتیوں کے ساتھ بلاد مسلمین کا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی کا ایک جھکڑ بھیج دیا اور اپنی قوت وطاقت سے اسے اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیا اور ان میں سے صرف بادشاہ اپنی قوم کی

Marfat.com

ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بچا اور جب وہ سسلی میں داخل ہوا تو انہوں نے اس کے لیے ایک حمام بنایا' وہ اس میں داخل ہوا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور کہنے لگے تو نے ہمارے آدمیوں کو قتل کیا ہے۔

۳۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ نے خلافت سنبھالی اور شہروں پر نائب مقرر کیے' آپ نے یمن پر حضرت عبداللہ بن عباس' بصرہ پر حضرت سمرۃ بن جندب' کوفہ پر حضرت عمارہ بن شہاب' مصر پر حضرت قیس بن سعد بن عبادہ' شام پر حضرت معاویہ کے بدلے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم کو نائب مقرر کیا' حضرت سہلؓ چلتے چلتے تبوک پہنچے تو حضرت معاویہؓ کے سوار آپ کو ملے اور پوچھنے لگے' آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا' امیر ہوں' انہوں نے کہا کس چیز کے امیر ہو آپ نے کہا شام کا امیر ہوں' انہوں نے کہا اگر آپ کو حضرت عثمانؓ نے بھیجا ہے تو آپ کو خوش آمدید ہو' اور اگر کسی اور نے بھیجا ہے تو واپس چلے جایئے آپ نے کہا' کیا جو کچھ ہوا ہے آپ نے نہیں سنا؟ انہوں نے کہا بے شک' پس آپ حضرت علیؓ کے پاس واپس آ گئے' اور حضرت قیس بن سعدؓ کے بارے میں مصریوں نے اختلاف کیا اور جمہور نے آپ کی بیعت کر لی اور ایک پارٹی نے کہا' جب تک ہم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کر لیں' ہم بیعت نہیں کریں گے اور یہی حال اہل بصرہ کا تھا اور حضرت عمارہ بن شہاب جنہیں کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا انہیں طلحہ بن خویلد نے حضرت عثمانؓ کے غصے کے باعث کوفہ جانے سے روک دیا تو انہوں نے واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر دی اور فتنہ پھیل گیا اور حالات خراب ہو گئے اور اتحاد جاتا رہا اور حضرت ابوموسیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ اہل کوفہ میں سے تھوڑے سے لوگوں نے اطاعت و بیعت کی ہے اور حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو بہت سے خطوط لکھے مگر انہوں نے ان کا جواب نہ دیا اور حضرت عثمانؓ کے قتل سے تیسرے ماہ تک صفر میں بار بار ایسا ہوتا رہا پھر حضرت معاویہؓ نے ایک شخص کے ہاتھ ایک طومار بھیجا جسے وہ لے کر حضرت علیؓ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا میں ایسے لوگوں کے پاس سے آپ کے ہاں آیا ہوں جو قصاص کے سوا کچھ نہیں چاہتے اور وہ سب کے سب وہ وارث ہیں جو بدلہ نہیں لے سکے' میں نے ستر ہزار شیوخ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قمیص تلے روتے چھوڑا ہے اور وہ قمیص' دمشق کے منبر پر پڑی ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اے اللہ میں تیرے حضور خونِ عثمانؓ سے برأت کا اظہار کرتا ہوں' پھر حضرت معاویہؓ کا ایلچی حضرت علیؓ کے پاس سے چلا گیا اور اسے اس بات نے بے چین کر دیا کہ جن خوارج نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے وہ اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور اس نے بڑی مشقت کے بعد نجات پائی اور حضرت علیؓ نے اہل شام سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور مصر میں حضرت قیس بن سعدؓ اور کوفہ میں حضرت ابوموسیٰ کو خط لکھا کہ وہ ان سے جنگ کرنے کے لیے لوگوں سے مدد مانگیں اور حضرت عثمانؓ بن حنیف کو بھی یہ خط بھیجا اور آپ نے لوگوں سے خطاب کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کیا اور تیاری کا ارادہ کر لیا اور مدینہ سے چل پڑے اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور آپ اپنی نافرمانی کرنے والوں اور جنہوں نے لوگوں کے ساتھ آپ کی بیعت نہیں کی تھی' کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم کیا اور آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ کے پاس آ کر کہا ابا جان اس عزم کو خیر باد کہیے اس میں مسلمانوں کی خونریزی اور ان کے درمیان اختلاف پیدا ہوگا' مگر آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بات نہ مانی بلکہ جنگ کا پختہ ارادہ کر لیا اور فوج کو منظم و مرتب کیا اور حضرت محمد بن الحنفیہ

Marfat.com

کو جھنڈا دیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو میمنہ پر اور حضرت عمروؓ بن ابی سلمہ کو میسرہ پر امیر مقرر کیا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن سفیان بن عبدالاسد کو میسرہ پر امیر مقرر کیا اور اپنے ہراول پر حضرت ابوعبیدہؓ کے بھتیجے حضرت ابو لیلیٰ بن عمرو بن الجراح کو امیر مقرر کیا اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور مدینہ سے نکل کر شام جانے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی حتیٰ کہ آپ کو وہ بات پیش آ گئی جس نے آپ کو ان سب کاموں سے روک دیا اور اس بات کو ہم ابھی بیان کرتے ہیں۔

معرکہ جمل کا آغاز:

جب ایام التشریق کے بعد حضرت عثمانؓ کے قتل کا وقوع ہوا تو ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم امہات المومنین اس سال فتنہ سے فرار اختیار کرتے ہوئے حج کو چلی گئی تھیں اور جب لوگوں کو پتہ چلا کہ حضرت عثمانؓ قتل ہو گئے ہیں تو وہ ان کے چلے جانے کے بعد مکہ میں ٹھہر گئیں اور وہ بھی مکہ واپس آ کر وہاں قیام پذیر ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ لوگ کیا کرتے ہیں اور خبروں کی ٹوہ لگانے لگے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی تو حالات کے حکم اور غالب مشورہ سے نہ کہ خوارج کے ان رؤساء کے اختیار سے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا لوگوں کی سعادت آپ کے پاس آ گئی' حالانکہ حقیقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن گردش روزگار نے ان کو مہلت دی اور آپ چاہتے تھے کہ اگر ان پر قابو پائیں تو اللہ کا حق ان سے وصول کریں' لیکن جب معاملہ اس طرح وقوع پذیر ہوا تو وہ آپ پر غالب آ گئے اور انہوں نے اشراف صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ کے پاس آنے سے روک دیا اور بنی اُمیہ اور دیگر لوگوں کی ایک جماعت مکہ کی طرف بھاگ گئی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان دونوں کو اجازت دے دی اور وہ مکہ کی طرف چلے گئے بہت سے لوگوں نے ان کی پیروی کی اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل شام سے جنگ کی ٹھان لی تو آپ نے اہل مدینہ کو اپنے ساتھ جانے کے لیے بلایا تو انہوں نے آپ کی بات نہ مانی' پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کو طلب کیا اور انہیں اپنے ساتھ چلنے کی ترغیب دی تو انہوں نے کہا' میں مدینہ کا ایک باشندہ ہوں' اگر وہ گئے تو میں بھی سمع و اطاعت کرتا ہوا جاؤں گا لیکن اس سال میں جنگ کے لیے نہیں جاؤں گا پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تیاری کی اور مکہ کی طرف چلے گئے اور اسی طرح اس سال حضرت یعلیٰ بن امیہ بھی یمن سے مکہ آئے۔ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یمن کے گورنر تھے۔ آپ کے ساتھ چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم تھے اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی بصرہ سے مکہ آئے۔ جو بصرہ پر حضرت عثمانؓ کے نائب تھے۔ اور مکہ میں بہت سے سادات صحابہ اور امہات المومنین جمع ہو گئے اور حضرت عائشہؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ان سے خطاب کیا اور انہیں حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے پر اکسایا اور اس فتویٰ کا بھی ذکر کیا جو آپ نے ان لوگوں کے متعلق دیا جنہوں نے حرمت والے شہر اور حرمت والے مہینے میں آپ کو قتل کیا اور جوار رسول کا بھی خیال نہیں کیا اور خونریزی کی اور اموال لوٹے تو لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جواب دیا کہ جس بات کو آپ مصلحت کے مطابق اختیار کریں گی ہم اس میں آپ کی اطاعت کریں گے اور انہوں نے آپ سے کہا۔ آپ جہاں جائیں گی ہم آپ کے ساتھ جائیں گے اور ایک شخص نے کہا' ہم شام کی طرف جائیں گے اور اگر وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقدم کرتے تو غالب آ جاتے اور سب کام ان کی منشاء کے مطابق تکمیل پا گیا کیونکہ اکابر صحابہ ان کے ساتھ تھے اور کچھ لوگوں نے کہا' ہم مدینہ کی طرف جاتے ہیں اور حضرت

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو ہمارے سپرد کردیں اور وہ انہیں قتل کردیں گے اور کچھ لوگوں نے کہا' ہم بصرہ کی طرف جاتے ہیں اور وہاں ہم سواروں اور پیادوں سے قوت حاصل کرتے ہیں اور وہاں جو قاتلین عثمانؓ ہیں ان سے ہم ابتدا کرتے ہیں' پس اس پر اتفاق رائے ہوگیا اور بقیہ امہات المومنین نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف جانے پر اتفاق کیا' اور جب لوگوں نے بصرہ کی طرف جانے پر اتفاق کرلیا تو امہات المومنین واپس آ گئیں اور کہنے لگیں ہم مدینہ کے سوا کسی جگہ نہیں جائیں گی اور حضرت یعلی بن اُمیہ نے لوگوں کو تیار کیا اور چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم ان میں خرچ کردیئے اور اسی طرح حضرت ابن عامرؓ نے بہت سے مال کے ساتھ انہیں تیار کیا اور ام المومنین حفصہؓ بنت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ بصرہ کی طرف جانے پر اتفاق کیا تو ان کے بھائی حضرت عبداللہؓ نے انہیں اس بات سے روکا اور ان کے ساتھ مدینہ کے سوا کسی اور جگہ جانے سے انکار کردیا اور لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ہزار سواروں میں روانہ ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ نو سو سوار اہل مکہ اور مدینہ کے تھے اور کچھ اور بھی ان کے ساتھ مل گئے اور وہ تین ہزار میں روانہ ہو گئے اور ام المومنین حضرت عائشہؓ ایک ہودج میں سوار تھیں جو عسکر نامی اونٹ پر تھا' جسے حضرت یعلی بن امیہ نے عرینہ کے ایک شخص سے دو سو دینار میں خریدا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسی دینار میں خریدا تھا اور اس کے علاوہ بھی اس کی قیمت کے بارے میں کئی اقوال ہیں' اور امہات المومنین بھی حضرت عائشہؓ کے ساتھ ذات عرق تک گئیں اور وہاں پر ان سے الگ ہوگئیں اور الوداع پر روئیں اور لوگ بھی بتکلف روئے اور اس دن کو یوم النحیب [1] کہتے ہیں اور لوگ بصرہ جانے کے لیے چل پڑے اور حضرت عائشہؓ کے حکم سے آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور مروان بن الحکم نماز کے اوقات میں لوگوں کے واسطے اذان دیتے تھے' ایک شب یہ لوگ اپنے سفر میں ایک پانی کے پاس سے گزرے جسے الحواَب کہا جاتا تھا تو اس کے پاس کتے ان پر بھونکے اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی تو پوچھا' اس جگہ کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا الحواَب تو آپ نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون. میرا خیال ہے میں واپس چلی جاؤں' انہوں نے پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں سے فرماتے سنا ہے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم میں سے وہ کون ہے' جس پر الحواَب کے کتے بھونکیں گے۔ پھر آپ نے اپنے اونٹ کے بازو پر ضرب لگائی اور اسے بٹھا دیا اور فرمانے لگیں' مجھے واپس کرو' قسم بخدا میں الحواب کے پانی والی ہوں' اور ہم نے دلائل النبوۃ میں اس حدیث کو اس کے طرق والفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے' پس لوگوں نے بھی ایک دن اور ایک رات آپ کے اردگرد اپنی سواریوں کو بٹھا دیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ سے کہا۔ پھر لوگ کہنے لگے' بچو' بچو' یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج آ گئی ہے اور وہ بصرہ کی طرف کوچ کر گئے اور جب حضرت عائشہؓ بصرہ کے نزدیک پہنچیں تو آپ نے احنف بن قیس اور دیگر سرکردہ لوگوں کی طرف خط لکھا کہ وہ آ گئی ہیں' پس حضرت عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین اور ابوالاسود الدؤلی کو آپ کے پاس بھیجا کہ وہ معلوم کریں کہ آپ کس کام آئی ہیں تو آپ نے ان دونوں کو بتایا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے آئی ہیں کیونکہ انہیں حرمت والے شہر اور حرمت والے مہینے میں مظلومانہ طور پر قتل کیا گیا ہے اور یہ آیت بھی پڑھی:

---

[1] نحیب: بلند آواز سے رونے کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

﴿ لَاخَيْرَ فِي كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ اِلَّامَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْمَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾

پس وہ دونوں آپ کے پاس سے چلے گئے اور حضرت طلحہؓ کے پاس آ کر پوچھنے لگے' آپ کس کام آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت عثمانؓ کے خون کے بدلہ کے لیے ان دونوں نے کہا' آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی؟ آپ نے کہا بے شک کی ہے لیکن تلوار میری گردن پر تھی اور اگر وہ ہمارے اور قاتلین عثمانؓ کے درمیان مخل نہ ہوں تو میں ان کے سامنے نہیں آؤں گا' پس وہ دونوں حضرت زبیرؓ کے پاس چلے گئے تو انہوں نے بھی اسی قسم کا جواب دیا اور عمران بن حصین اور ابوالاسود' حضرت عثمان بن حنیف کے پاس آگئے اور ابوالاسود نے کہا۔

''اے ابن احنف میں آ گیا ہوں آپ باہر نکلئے اور لوگوں سے نیزہ زنی اور شمشیر زنی کیجیے اور ڈٹ جایئے اور ان کے مقابلہ میں زرہ پوش جوانوں کو نکالیے اور تیار ہو جایئے''۔

حضرت عثمان بن حنیف نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون' رب کعبہ کی قسم آسیائے اسلام گھوم چکی' دیکھو کیسے ڈگمگا کر چلتی ہے' عمران نے کہا قسم بخدا وہ تم کو طویل عرصے تک رگڑے گی' حضرت عثمان بن حنیف نے حضرت ابن مسعودؓ کی مرفوع حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ آسیائے اسلام ۳۵ سال تک گھومے گی۔ جیسا کہ پہلے یہ حدیث بیان ہو چکی ہے پھر حضرت عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین سے کہا مجھے مشورہ دو' اس نے کہا الگ ہو جاؤ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوں یا کہا میں اپنے اونٹ پر بیٹھا ہوں' وہ چلا گیا تو حضرت عثمان بن حنیف نے کہا' میں امیر المومنین کی آمد تک انہیں روکتا ہوں' پس انہوں نے لوگوں میں منادی کرادی اور حکم دیا کہ وہ ہتھیار بند ہو جائیں اور مسجد میں اکٹھے ہو جائیں وہ اکٹھے ہوئے تو آپ نے انہیں تیار ہونے کا حکم دیا' حضرت عثمانؓ ابھی منبر پر ہی تھے کہ ایک شخص نے اٹھ کر کہا' اے لوگو! اگر یہ لوگ خوفزدہ ہو کر آئے ہیں تو یہ ایسے شہر سے آئے جس میں پرندوں کو بھی امن حاصل ہوتا ہے اور اگر یہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے آئے ہیں تو ہم آپ کے قاتل نہیں ہیں' پس میری مانو اور جہاں سے یہ لوگ آئے ہیں انہیں وہیں واپس کر دو' اور اسود بن سریع السعدی نے اٹھ کر کہا یہ لوگ قاتلین عثمانؓ کے مقابلہ میں ہم سے اور دوسرے لوگوں سے مدد لینے آئے ہیں' تو لوگوں نے اُسے سنگریزے مارے' پس حضرت عثمان کو معلوم ہو گیا کہ بصرہ میں قاتلین عثمانؓ کے مددگار موجود ہیں اور آپ نے اس بات کو ناپسند کیا اور ام المومنین حضرت عائشہؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئیں اور انہوں نے بصرہ کے قریب المربد کے بالائی حصے میں پڑاؤ کیا اور بصریوں میں سے جو لوگ آپ کے ساتھ شامل ہونا چاہتے تھے وہ آپ کے پاس گئے اور حضرت عثمان بن حنیف بھی فوج کے ساتھ نکلے اور المربد میں اکٹھے ہو گئے اور حضرت طلحہؓ نے جو میمنہ کے امیر تھے۔ تقریر کی اور حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے پر اکسایا اور اس کے بعد حضرت زبیرؓ نے بھی اسی قسم کی بات کی تو حضرت عثمان بن حنیف کی فوج میں سے کچھ لوگوں نے ان دونوں حضرات کو جواب دیا اور حضرت ام المومنینؓ نے بھی تقریر کی اور جنگ پر برانگیختہ کیا' پس فوج کی اطراف میں سے لوگوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور پتھر مارے پھر لوگوں نے ایک دوسرے کو منع کیا اور ہر فریق اپنی مخصوص جگہ پر واپس آ گیا اور حضرت عثمان بن حنیف کی فوج میں سے ایک ٹکڑی حضرت عائشہؓ کی فوج کی طرف گئی اور حملہ کر دیا اور حارثہ بن قدامہ السعدی نے

Marfat.com

آ کر کہا' یا ام المومنین' اس اونٹ پر بیٹھ کر جو ہتھیاروں کا نشانہ ہے' آپ کے اپنے گھر سے باہر نکلنے کے مقابلے میں' حضرت عثمان کا قتل ہونا معمولی بات ہے اور اگر آپ ہمارے پاس اپنی مرضی سے آئی ہیں تو جہاں سے آپ آئی ہیں اپنے گھر کی طرف واپس چلی جائیں اور اگر آپ ہمارے پاس مجبوراً آئی ہیں تو واپس جانے کے لیے لوگوں سے مدد مانگئے' اور حکیم بن جبلہ جو عثمان بن حنیف کے سواروں کا سالار تھا۔ آیا اور گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی اور حضرت ام المومنینؓ کے اصحاب اپنے ہاتھوں کو روکنے لگے اور جنگ سے رُکنے لگے اور حکیم ان پر حملے کرنے لگا پس انہوں نے راستے کے دہانے پر باہم جنگ کی اور حضرت عائشہؓ نے اپنے اصحاب کو دائیں طرف چلنے کا حکم دیا اور وہ دائیں طرف ہو کر بنی مازن کے قبرستان تک پہنچ گئے اور رات ان کے درمیان حائل ہوگئی اور جب دوسرا دن ہوا تو انہوں نے جنگ کا ارادہ کیا اور دن ڈھلے تک شدید معرکہ آرائی ہوئی اور ابن حنیف کے بہت سے آدمی مارے گئے اور فریقین کو بکثرت زخم آئے اور جب جنگ نے ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹا تو انہوں نے اس شرط پر ایک دوسرے کو صلح کی دعوت دی کہ وہ باہم ایک تحریر لکھیں اور اہل مدینہ کی طرف ایلچی بھیج کر ان سے پوچھیں کہ اگر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مجبوراً بیعت کی ہے تو عثمان بن حنیف بصرہ کو خالی کر دے گا اور یہاں سے چلا جائے گا اور اگر انہوں نے مجبوراً بیعت نہیں کی تو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ کو خالی کر دیں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے اور انہوں نے اس کام کے لیے قاضی کعب بن ثور کو بھیجا اور وہ جمعہ کے روز مدینہ آیا اور اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ان سے پوچھا' کیا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مرضی سے بیعت کی ہے یا مجبوری سے؟ تو لوگوں نے سکوت اختیار کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا کسی نے بات نہ کی۔ انہوں نے کہا وہ دونوں مجبور تھے' پس بعض لوگوں نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو مارنا چاہا' مگر حضرت صہیبؓ' حضرت ابوایوبؓ اور ایک جماعت نے آپ کا دفاع کیا اور وہ آپ کو نکال کر لے گئے اور انہوں نے آپ سے کہا' آپ نے ہماری طرح کیوں سکوت اختیار نہیں کیا؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے معلوم نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا اور حضرت علیؓ نے عثمان بن حنیف کو خط میں لکھا کہ ان دونوں کو زبردستی کسی پارٹی میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا اور انہیں جماعت اور فضل میں شامل ہونے پر مجبور کیا گیا ہے' پس اگر یہ دونوں علیحدگی کے خواہاں ہیں تو ان کے لیے کوئی عذر نہیں اور وہ اس کے علاوہ کچھ چاہتے ہیں تو یہ بھی غور کر لیں اور ہم بھی غور کر لیتے ہیں اور کعب بن ثور' حضرت علیؓ کا خط لے کر عثمان کے پاس آیا تو عثمان کہنے لگا کہ ہم جس معاملہ سے دوچار ہیں یہ اس سے الگ معاملہ ہے اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے عثمان بن حنیف کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کے پاس آئے تو اس نے انکار کیا' پس ان دونوں حضرات نے ایک تاریک رات میں آدمیوں کو اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ جامع مسجد میں نماز عشاء میں شامل ہوئے اور اس شب عثمان بن حنیف باہر نہ نکلا۔ اور عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور بصرہ کے رذیل لوگوں کی جانب سے اعتراض اور شمشیرزنی ہوئی اور ان میں سے تقریباً چالیس آدمی قتل ہوگئے اور لوگ عثمان بن حنیف کے محل میں اس کے پاس گئے اور اسے حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ کے پاس لے آئے اور اس کے چہرے کے تمام بال نوچ لیے' حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے اس بات کو بہت بڑا خیال کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیج کر حقیقت حال سے آگاہ کیا تو آپؓ نے حکم دیا کہ اسے چھوڑ دیا جائے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بیت المال کا افسر مقرر کر دیا اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بیت المال کے اموال لوگوں

Marfat.com

میں تقسیم کر دیئے اور اطاعت کنندوں کو ترجیح دی اور لوگ اپنی رسد لینے کے لیے ان پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے محافظین کو پکڑ لیا اور بصرہ کی حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور اس طرح حضرت عثمانؓ کے قاتلین اور ان کے انصار کی ایک جماعت کو برانگیختہ کیا' پس وہ تقریباً تین صد کی ایک فوج میں شامل ہو گئے اور ان کا سالار حکیم بن جبلہ تھا جو قاتلین عثمانؓ میں سے ایک تھا۔ پس انہوں نے مقابلہ کیا اور جنگ کی اور ایک شخص نے حکیم بن جبلہ کی ٹانگ پر تلوار مار کر اسے قطع کر دیا تو اس نے آگے بڑھ کر ٹانگ کو پکڑ کر اس کے ساتھ ضرب لگانے والے کو مارا اور اسے قتل کر دیا پھر اس پر ٹیک لگا کر کہنے لگا۔

''اے پنڈلی تو ہرگز خیال نہیں رکھے گی تو میرا بازو ہے جس سے میں اپنی پنڈلی کا بچاؤ کرتا ہوں''۔

نیز کہا۔

''اگر میں مر جاؤں تو مجھ پر کوئی عار نہیں اور لوگوں میں عار کی بات فرار کرنا ہے اور ہلاکت' بزرگی کو رسوا نہیں کرتی''۔

پس جب وہ اس ٹانگ پر اپنے سر سے ٹیک لگائے ہوئے تھا تو ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور اس نے پوچھا' تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے اسے کہا میرے تکیے نے' پھر حکیم قتل ہو کر مر گیا اور تقریباً ستر قاتلین عثمان اور ان کے مددگار بھی جو اہل مدینہ میں سے تھے' مر گئے اور اہل بصرہ میں سے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے مخالفین کا دل کمزور ہو گیا' اور بیان کیا جاتا ہے کہ اہل بصرہ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور حضرت زبیرؓ نے ایک ہزار سواروں کو تیار کیا کہ وہ ان کو ساتھ لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل ان سے مڈبھیڑ کریں گے' مگر کسی نے آپ کو جواب نہ دیا اور انہوں نے بشارت کے طور پر اہل شام کو یہ بات لکھی' اور یہ معرکہ ۲۵/ ربیع الآخر ۳۶ھ کو ہوا اور حضرت عائشہؓ نے زید بن صوحان کو خط لکھا جس میں اسے اپنی مدد کرنے اور اپنے ساتھ قیام کرنے کی دعوت دی اور اگر وہ نہیں آ سکتا تو اپنے ہاتھ کو روکے رکھے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے یعنی نہ آپ کی مدد کرے اور نہ آپ کی مخالفت کرے' اس نے کہا' جب تک آپ اپنے گھر میں ہیں آپ کا مددگار ہوں اور اس نے اس بارے میں آپ کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا اور کہا اللہ تعالیٰ ام المومنین پر رحم فرمائے اللہ نے انہیں گھر میں رہنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں جنگ کرنے کا حکم دیا ہے' وہ اپنے گھر سے باہر آ گئی ہیں اور ہمیں اپنے گھروں میں رہنے کا حکم دیتی ہیں حالانکہ وہ گھر رہنے کی ہم سے زیادہ سزاوار ہیں اور حضرت عائشہؓ نے اہل یمامہ اور اہل کوفہ کی طرف بھی اسی قسم کا خط لکھا۔

شام کی بجائے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بصرہ کی طرف روانگی:

شام جانے کی تیاری کرنے کے بعد آپ کو پتہ چلا کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا ہے تو آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور ان کو بصرہ جانے کی ترغیب دی تا کہ اگر ہو سکے تو ان لوگوں کو بصرہ میں داخل ہونے سے روکیں اور اگر وہ اس میں داخل ہو چکے ہیں تو انہیں وہاں سے نکال باہر کریں' پس اکثر اہل مدینہ نے آپ کی مدد کی اور بعض نے آپ کی بات کو قبول کیا' شعبی کا قول ہے کہ اس معاملے میں صرف چھ بدری آدمیوں نے آپ کا ساتھ دیا جن کے ساتھ ساتواں آدمی نہ تھا اور دیگر مورخین نے چار آدمیوں کا ذکر کیا ہے اور ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ کبار صحابہ میں سے حضرت ابوالہیثم بن التیہان' حضرت ابوقتادہ انصاری' حضرت زیاد بن حنظلہ اور حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے آپ کو جواب دیا' ان کا بیان ہے کہ ذوالشہادتین شامل نہ تھے

Marfat.com

وہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں فوت ہو چکے تھے اور حضرت علیؓ متقدم الذکر تیاری کے ساتھ مدینہ سے بصرہ کی طرف گئے' ہاں انہوں نے مدینہ پر تمام بن عباس اور مکہ پر قثم بن عباس کو نائب مقرر کیا' یہ آخر ربیع الاوّل ۳۶ھ کا واقعہ اور حضرت علیؓ مدینہ سے تقریباً نو سو جانبازوں کے ساتھ نکلے' اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے ربذہ میں حضرت علیؓ سے ملاقات کی اور آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا' یا امیر المومنین مدینہ سے باہر نہ جایئے' خدا کی قسم اگر آپ یہاں سے چلے گئے تو مسلمانوں کی حکومت پلٹ کر یہاں کبھی نہیں آئے گی' تو بعض لوگوں نے آپ کو دشنام کیا اور حضرت علیؓ نے کہا' انہیں چھوڑ دیجیے یہ اصحاب النبی ﷺ میں سے اچھے آدمی ہیں اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما راستے میں اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا۔ میں نے آپ کو روکا تھا اور آپ نے مجھے کاٹا ہے آپ کل ضائع ہو کر قتل ہو جائیں گے اور آپ کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا آپ ہمیشہ مجھ پر لڑکی کی طرح مہربان رہتے ہیں اور وہ کون سی بات ہے جس سے آپ نے مجھے روکا ہے اور میں نے آپ کی بات نہیں مانی' انہوں نے کہا۔ کیا میں نے حضرت عثمانؓ کے قتل سے قبل آپ کو مشورہ نہیں دیا تھا کہ آپ مدینہ سے چلے جائیں ایسا نہ ہو کہ وہ قتل ہو جائیں اور آپ مدینہ میں موجود ہوں اور کوئی بات کرنے والا بات کرے؟ کیا میں نے آپ کو مشورہ نہیں دیا تھا کہ آپ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد اس وقت تک بیعت نہ لیں جب تک تمام شہروں کے باشندے آپ کی طرف اپنی بیعت نہ بھیجیں؟ اور میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ جب یہ عورت اور دو مرد باہر نکلیں تو آپ اپنے گھر میں بیٹھیں تاکہ وہ صلح کر لیں مگر آپ نے میری ان سب باتوں کو نہیں مانا' حضرت علیؓ نے ان سے کہا' آپ کا یہ کہنا کہ میں حضرت عثمانؓ کے قتل سے قبل باہر چلا جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھیراؤ کیا گیا تھا اسی طرح ہمارا گھیراؤ بھی کیا گیا تھا' اور شہروں کی بیعت آنے سے قبل میرے بیعت لینے کا جواب یہ ہے کہ میں نے اس امر کے ضیاع کو پسند نہیں کیا اور یہ کہ میں بیٹھا رہوں اور ان لوگوں نے جس طرف جانا ہے چلے جائیں' کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں گھیراؤ کیے ہوئے بجو کی طرح ہو جاؤں' جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے حتیٰ کہ اس کی کونچیں چیر دی جاتی ہیں اور وہ باہر نکل آتا ہے۔ پس اگر میں ان امور پر غور نہ کروں جو اس معاملے میں مجھ پر لازم آتے ہیں تو ان پر کون غور کرے گا؟ اے میرے بیٹے! مجھ سے باز رہیے' اور جب آپ کو وہ خبر ملی جو کچھ لوگوں نے بصرہ میں حکومت کے متعلق کہا تھا جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو آپ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کے ہاتھ اہل کوفہ کو خط لکھا' میں نے اہل امصار پر آپ لوگوں کو ترجیح دی ہے اور تمہیں پسند کیا ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے اس سے فارغ ہو چکا ہوں پس تم اللہ کے دین کے اعوان و انصار بن جاؤ اور ہمارے پاس چلے آؤ' ہم اصلاح کے خواہاں ہیں تاکہ یہ امت دوبارہ بھائی بھائی بن جائے پس وہ دونوں چلے گئے اور آپ نے مدینہ کی طرف پیغام بھیجا اور جو ہتھیار اور سواریاں آپ کو مطلوب تھیں وہ لے لیں اور لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعے معزز و مکرم بنایا ہے اور ذلت و قلت اور تباغض و تباعد کے بعد ہمیں اس کے ذریعے بھائی بھائی بنایا ہے اور جب تک اللہ نے چاہا لوگ اس طریق پر چلے اسلام ان کا دین تھا اور حق ان کے درمیان قائم تھا اور کتاب ان کی امام تھی' حتیٰ کہ یہ شخص ان لوگوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا جنہیں شیطان نے اکسایا تاکہ وہ اس امت کے درمیان فساد ڈال دے' آگاہ رہو یہ امت بھی لازماً اپنے سے پہلی امتوں کی طرح متفرق ہو جائے گی پس جو شر پیدا ہونے والا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا' آگاہ رہو یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان میں سے بدترین

Marfat.com

فرقہ وہ ہوگا جو مجھ سے محبت کرے گا اور میرے جیسے کام نہیں کرے گا اور تم نے دیکھ لیا اور معلوم کرلیا ہے پس اپنے دین پر قائم رہو اور میری ہدایت کے ذریعے راہنمائی حاصل کرو بلاشبہ وہ تمہارے نبی کی ہدایت ہے اور اس کی سنت کی پیروی کرو اور جو بات تم پر مشتبہ ہو اس سے اعراض کرو حتیٰ کہ اسے کتاب پر پیش کرو پس جسے قرآن پہچانے اس کی پابندی کرو اور جس سے وہ انکار کرے اسے رد کرو اور اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن کے حکم و امام ہونے کو پسند کرو' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربذہ سے روانگی کا ارادہ کیا تو ابن ابی رفاعہ بن رافع نے آپ کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین یا امیر المومنین آپ کیا چاہتے ہیں اور ہمیں کہاں لیے جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر وہ ہماری بات کو قبول کرلیں تو ہماری نیت اور ارادہ اصلاح کا ہے' اس نے کہا اور اگر وہ نہ مانیں تو؟ آپ نے فرمایا' ہم ان کی عہد شکنی کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیں گے اور ان کو ان کا حق دیں گے اور صبر کریں گے' اس نے کہا' اگر وہ راضی نہ ہوں تو؟ آپ نے فرمایا جب تک وہ ہمیں چھوڑے رکھیں گے ہم بھی انہیں چھوڑے رکھیں گے' اس نے کہا اگر وہ ہمیں نہ چھوڑیں تو؟ آپ نے فرمایا ہم ان سے رُک کے رہیں گے اس نے کہا تب تو اچھی بات ہے اور حجاج بن غزیہ انصاری نے آپ کے پاس آ کر کہا جس طرح آپ نے مجھے قول سے راضی کیا ہے میں آپ کو فعل سے راضی کروں گا۔ خدا کی قسم جس طرح اللہ نے ہمارا نام انصار رکھا ہے وہ ضرور میری مدد کرے گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علیؓ ربذہ میں تھے کہ طی قبیلے کی ایک جماعت آئی آپ کو بتایا گیا کہ یہ طی قبیلے کی ایک جماعت ہے' جس میں کچھ لوگ تو آپ کے ساتھ جانے کے خواہاں ہیں اور کچھ لوگ آپ کو سلام کرنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے: وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا. وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنی تیاری کے مطابق ربذہ سے چلے آپ ایک سرخ ناقہ پر سوار تھے جس کے آگے ایک کمیت گھوڑا چل رہا تھا اور جب آپ فید مقام پر پہنچے تو اسد اور طی کی ایک جماعت آپؓ کے پاس آئی اور انہوں نے اپنے آپ کو آپ کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا میرے پاس کافی آدمی ہیں اور اہل کوفہ میں سے ایک شخص آیا جسے عامر بن مطر الشیبانی کہا جاتا تھا حضرت علیؓ نے اسے کہا' تیرے پیچھے کیا ہے؟ تو اس نے آپ کو حقیقتِ حال سے باخبر کیا تو آپ نے اس سے حضرت ابوموسیٰ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا' اگر آپ نے صلح کا ارادہ کیا ہے تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ صلح کے ساتھی ہیں اور اگر آپ نے جنگ کا ارادہ کیا ہے تو وہ جنگ کے ساتھی نہیں' حضرت علیؓ نے کہا خدا کی قسم جن لوگوں نے ہمارے خلاف تمرد اختیار کیا ہے میں ان سے صلح کا خواہاں ہوں اور چل پڑے اور جب آپ کوفہ کے نزدیک پہنچے تو آپ کو واضح طور پر قتل اور عثمان بن حنیف کے بصرہ سے نکال دیئے جانے اور ان کے بیت المال کے اموال کو لے لینے کی خبر ملی اور آپ کہنے لگے' اے اللہ! مجھے اس مصیبت سے بچا جس میں تو نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو مبتلا کیا ہے اور جب آپ ذوقار مقام تک پہنچے تو عثمان بن حنیف آپ کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کے چہرے پر ایک بال بھی نہ تھا' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ نے مجھے بصرہ کی جانب بھیجا تو میں داڑھی والا تھا اور میں آپ کے پاس بے ریش ہو کر آیا ہوں آپ نے فرمایا تو نے بھلائی اور اجر حاصل کیا ہے نیز حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق آپ نے کہا اے اللہ جو ان دونوں نے باندھا ہے اسے کھول دے اور جو کچھ انہوں نے اپنے دلوں میں پختہ کیا ہے اسے پختہ نہ کر' اور جو کچھ انہوں نے اس معاملے میں کیا ہے اس کی برائی انہیں دکھا دے اور حضرت علیؓ ذوقار مقام پر ان کے خط

Marfat.com

کے جواب کا انتظار کرنے لگے' جو انہوں نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کے ہاتھ لکھ کر بھیجا تھا۔ اور وہ دونوں آپ کا خط لے کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کے حکم کے مطابق لوگوں میں کھڑے ہو گئے۔ مگر انہیں کچھ جواب نہ دیا گیا اور جب شام ہوئی تو کچھ دانشور لوگ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی پیشکش کرنے گئے تو انہوں نے کہا یہ گذشتہ کل کو ہو سکتی تھی پس محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر نے غصے میں انہیں سخت باتیں کیں تو انہوں نے ان دونوں سے کہا خدا کی قسم میری اور تمہارے آقا کی گردن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت پڑی ہے اور اگر جنگ کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو ہم جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے وہ جہاں بھی ہوں اور جو بھی ہوں' فارغ نہ ہولیں کسی کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جا کر بتایا' آپ اس وقت ذوقار مقام پر تھے آپ نے اشتر سے فرمایا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا ساتھی اور ہر چیز میں رکاوٹ کرنے والا ہے تو اور حضرت ابن عباسؓ جا کر بگاڑ کی اصلاح کرو' وہ دونوں چل کر کوفہ آئے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور کوفہ کے کچھ آدمیوں سے آپ کے خلاف مدد لی' تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جنہوں نے آپ کی صحبت اختیار کی ہے وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں جنہوں نے آپ کی صحبت اختیار نہیں کی اللہ اور اس کے رسول کو بہتر جانتے ہیں' بے شک تمہارا ہم پر حق ہے اور میں تمہاری خیر خواہی کرنے والا ہوں' مشورہ یہ ہے کہ تم اللہ کی حکومت سے پوشیدگی اختیار نہ کرو اور نہ اس کے امر پر جرأت کرو اور یہ ایک فتنہ ہے جس میں سونے والا' جاگنے والے سے بہتر ہے اور جاگنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہے اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور کھڑا ہونے والا سوار سے بہتر ہے اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہے' پس تلواروں کو میان میں کر لو' اور نیزوں کے پھل نکال لو' اور تانتوں کو کاٹ دو اور مجبور و مظلوم کو پناہ دو حتیٰ کہ یہ معاملہ درست ہو جائے اور یہ فتنہ واضح ہو جائے' پس حضرت ابن عباسؓ اور اشتر نے حضرت علیؓ کے پاس آ کر آپ کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا' تو آپ نے حضرت حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور حضرت عمارؓ سے فرمایا' جا کر بگاڑ کی اصلاح کیجئے' وہ دونوں گئے حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو گئے اور سب سے پہلے مسروق بن الاجدع نے ان دونوں کو سلام کیا اور حضرت عمارؓ سے کہا' تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیوں قتل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہماری بے عزتی کرنے اور ترقی روکنے کی وجہ سے' اس نے کہا خدا کی قسم تم نے اس طرح انہیں سزا دے دی جس طرح تمہیں سزا دی گئی ہے اور اگر تم صبر کرتے تو صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہوتا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ باہر آ کر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ملے اور انہیں اپنے ساتھ لگا لیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اے ابوالیقظان تو نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے خلاف مدد دے کر انہیں قتل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں نے یہ کام نہیں کیا اور اس بات نے مجھے دکھ بھی نہیں دیا' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے دونوں کی بات کاٹ کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا' لوگ ہم سے کیوں نہیں رکتے' خدا کی قسم ہمارا ارادہ صرف اصلاح کا ہے اور نہ ہی امیر المومنین جیسا آدمی کسی چیز سے ڈرتا ہے انہوں نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ درست کہتے ہیں لیکن جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ ہو گا جس میں بیٹھا ہوا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا پیدل چلنے والے سے اور پیدل چلنے والا سوار سے بہتر ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھائی بھائی بنایا ہے اور ہم پر ہمارے

Marfat.com

خون اور اموال حرام قرار دیئے ہیں' پس حضرت عمار رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور آپ کو برا بھلا کہا' اور کہنے لگے اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہیں ہی کہا ہے کہ تم اس فتنہ میں بیٹھے رہو' ور تم سے کھڑا ہونے والا بہتر ہے' اور بنی تمیم کا ایک شخص حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی خاطر غصے میں آ گیا اور اس نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور دوسرے لوگ بھی جوش میں آ گئے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ لوگوں کو روکنے لگے اور شور بڑھ گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا' اے لوگو! میری اطاعت کرو اور عرب کی اچھی قوموں کے اچھے لوگ بن جاؤ' جن کی مظلوم پناہ لیتا تھا اور خائف امن میں آ جاتا تھا اور بلاشبہ جب فتنہ آتا ہے تو مشتبہ ہوتا ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو واضح ہو جاتا ہے پھر آپ نے لوگوں کو اپنے ہاتھ سے روکنے اور اپنے گھروں میں بیٹھ جانے کا حکم دیا' تو زید بن صوحان نے کھڑے ہو کر کہا' اے لوگو! امیر المومنین اور سید المسلمین کے پاس چلو' سب کے سب ان کے پاس چلو' اور قعقاع بن عمرو نے کھڑے ہو کر کہا' بلاشبہ حق وہی ہے جو امیر نے کہا ہے لیکن لوگوں کا امیر کے بغیر چارہ نہیں جو ظالم کو روکتا ہے اور مظلوم کی مدد کرتا ہے اور اس سے لوگوں کی پراگندگی درست ہو جاتی ہے اور امیر المومنین حضرت علیؓ جس چیز کے حاکم ہیں اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور آپ نے دعا میں انصاف سے کام لیا ہے اور آپ صرف اصلاح چاہتے ہیں' پس ان کے پاس جاؤ' اور عبد خیر نے کھڑے ہو کر کہا لوگوں کے چار گروہ ہیں' حضرت علیؓ اور ان کے ساتھی کوفہ کے بیرون میں ہیں اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ میں ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں ہیں اور ایک گروہ حجاز میں ہے جو نہ جنگ کرتا ہے اور نہ اس سے کوئی سروکار رکھتا ہے' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ بہترین گروہ ہے اور یہ فتنہ ہے' پھر لوگوں نے باہم گفتگو کی پھر حضرت عمار اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو حضرت امیر المومنین کی طرف جانے کی دعوت دی' کیونکہ وہ صرف لوگوں کی اصلاح کے خواہاں ہیں اور حضرت عمارؓ نے سنا کہ ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دے رہا ہے آپ نے فرمایا' خیر سے دور اور گالی دیئے گئے شخص خاموش ہو جا! خدا کی قسم وہ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے تمہاری آزمائش کی ہے تاکہ معلوم کرے کہ کیا تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی' اسے بخاری نے روایت کیا ہے' اور حجر بن عدی نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! امیر المومنین کی طرف چلو:

﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

اور جب بھی کوئی شخص کھڑا ہوتا' وہ لوگوں کو جنگ کی طرف کوچ کرنے کی ترغیب دیتا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ منبر کے اوپر سے انہیں روکتے اور حضرت عمار اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما بھی منبر پر ان کے ساتھ تھے حتیٰ کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا' آپ ہلاک ہوں' تمہاری ماں نہ رہے ہم سے الگ ہو جاؤ' اور ہمارے منبر کو چھوڑ دو اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اشترؒ بھیجا اور اس نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے معزول کر دیا اور اسی شب ان کو قصر امارت سے نکال دیا اور لوگوں نے جنگ پر جانے کی بات کا جواب دیا اور حضرت حسنؓ کے ساتھ نو ہزار اشخاص خشکی اور دجلہ میں نکلے اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے ساتھ بارہ ہزار اور ایک شخص روانہ ہوا اور وہ امیر المومنین کے پاس آئے اور آپ ذوقار مقام میں راستے کے دوران انہیں ایک جماعت کے

Marfat.com

ساتھ ملے جن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور فرمایا اے اہل کوفہ تم نے عجم کے بادشاہوں سے جنگ کی اور ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور میں نے تم کو دعوت دی ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمارے بصری بھائیوں کے پاس چلو پس اگر وہ رجوع کریں تو یہی ہمارا مقصد ہے اور اگر وہ انکار کریں تو ہم نرمی کے ساتھ ان کا علاج کریں حتیٰ کہ ہمارے ساتھ ظلم کی ابتدا کریں اور جس کام میں ہماری اصلاح ہوگئی ہم اسے فساد کی بات پر ترجیح دیں گے۔ ان شاء اللہ

پس وہ ذوقار مقام پر آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور حضرت علیؓ کے ساتھ مشہور رؤسا میں سے حضرت قعقاع بن عمرؓ حضرت سعد بن مالک حضرت الہیثم بن شہاب حضرت زید بن صوحان اشتر حضرت عدی بن حاتم حضرت المسیب بن نجبہ حضرت یزید بن قیس اور حضرت حجر بن عدی اور ان کے امثال شامل تھے اور عبدالقیس کا پورا قبیلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بصرہ کے درمیان آپ کا منتظر تھا اور وہ ہزاروں لوگ تھے حضرت علی نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا کہ وہ ان دونوں حضرات کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دیں اور اختلاف و انتشار کی دشواریوں کو ان کے سامنے واضح کریں حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے بصرہ جا کر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے مشن کا آغاز کیا اور کہا اے میری ماں آپ اس شہر میں کیوں آئی ہیں؟ آپ نے فرمایا لوگوں کے درمیان صلح کروانے میرے بیٹے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہؓ سے مطالبہ کیا کہ آپ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاں آنے کا پیغام بھیجیں وہ دونوں آئے تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت ام المومنین سے دریافت کیا ہے کہ آپ کس کام آئی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہے کہ میں صرف لوگوں کے درمیان صلح کروانے آئی ہوں ان دونوں نے کہا ہم بھی اسی لیے آئے ہیں حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بتایئے اس صلح کی صورت کیا ہوگی اور یہ صلح کس چیز پر ہوگی؟ اور قسم بخدا اگر ہم نے اسے پہچان لیا تو ہم صلح کر لیں گے اور ہم نے اسے نہ پہچانا تو ہم صلح نہیں کریں گے ان دونوں نے کہا صلح قاتلین عثمان پر ہوگی اور اس وجہ کو ترک کرنا قرآن کو ترک کرنا ہوگا حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں نے حضرت عثمانؓ کے بصری قاتلین کو قتل کر دیا ہے اور تم ان کے قتل سے قبل آج کی نسبت استقامت سے زیادہ قریب تھے تم نے چھ صد آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ان کے لیے چھ ہزار آدمی غصے میں آ گئے ہیں اور انہوں نے تم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور تمہارے درمیان سے نکل کر چلے گئے ہیں اور تم نے حرقوص بن زہیر کا مطالبہ کیا ہے تو چھ ہزار آدمیوں نے اسے روک دیا ہے پس اگر تم انہیں چھوڑ دو تو تم اپنی بیان کردہ بات میں پھنس جاتے ہو اور اگر ان سے جنگ کرو تو وہ جس بات سے تم سے خائف و ترساں ہو اس سے بڑی مصیبت تم پر لے آئیں گے۔ یعنی حضرت عثمانؓ کے قاتلین کے قتل سے تم جس مصلحت کے خواہاں ہو اس سے بڑی خرابی پیدا ہو جائے گی۔

اور جیسا کہ تم حرقوص بن زہیر سے اس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ نہیں لے سکے کہ چھ ہزار آدمی اس کی حفاظت میں اس کے قاتلین کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے ہیں پس حضرت علیؓ اس وقت حضرت عثمانؓ کے قاتلین کے قتل کے ترک میں زیادہ معذور ہیں اور آپ نے قاتلین عثمانؓ کے قتل کو صرف اس لیے مؤخر کیا ہے کہ آپ ان پر قابو پا جائیں بلاشبہ سب شہروں میں اختلاف پایا جاتا ہے پھر حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ ربیعہ اور مضر کے بہت سے لوگ اس وقوع پذیر معاملہ کی وجہ سے ان سے جنگ کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے ہیں حضرت عائشہ ام المومنین نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا

Marfat.com

میری رائے یہ ہے کہ یہ جو کچھ ہو چکا ہے اس کا علاج سکون دینا ہے اور جب وہ معاملہ پرسکون ہو جائے گا تو وہ حرکت کریں گے پس اگر تم لوگ ہماری بیعت کرو تو یہ بھلائی اور رحمت کی خوشخبری اور بدلہ لینے کی علامت ہوگی اور اگر تم اس بات کا مقابلہ کرنے کے سوا اور کوئی بات نہ مانو تو یہ شر اور اس حکومت کے تباہ ہونے کی علامت ہوگی' پس جو عافیت تمہیں دی جاتی ہے اس کو ترجیح دو اور پہلے کی طرح بھلائی کی چابیاں بن جاؤ اور ہمیں مصیبت کا نشانہ نہ بناؤ کہ تم خود بھی اس کا نشانہ بنو گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں تباہ کر دے گا اور قسم بخدا میری یہی رائے ہے اور میں آپ کو اس طرف دعوت دیتا ہوں اور مجھے خدشہ ہے کہ یہ بات پوری نہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس امت سے جس کا متاع قلیل ہے اپنی حاجت پوری کرے گا اور جو مصیبت اس پر نازل ہوئی تھی وہ نازل ہو چکی ہے' بلاشبہ جو بات ہو چکی ہے وہ ایک عظیم بات ہے اور یہ ایک شخص کے دوسرے شخص کو قتل کرنے اور ایک جماعت کے ایک شخص کو قتل کرنے اور ایک قبیلہ کے دوسرے قبیلے کو قتل کرنے کی طرح نہیں ہے' انہوں نے جواب دیا آپ نے نہایت اچھی اور درست بات کہی ہے' واپس چلے جائیں اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئیں اور ان کی رائے بھی آپ جیسی ہو تو معاملہ ٹھیک ہو جائے گا' راوی بیان کرتا ہے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ اس بات سے خوش ہوئے اور لوگ صلح کے قریب ہو گئے' جس نے اسے ناپسند کرنا تھا اس نے اسے ناپسند کیا اور جس نے اسے پسند کرنا تھا اس نے اسے پسند کیا اور حضرت عائشہؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا جس میں آپ کو بتایا کہ وہ صلح کے لیے آئی ہیں' پس دونوں طرف کے لوگ خوش ہو گئے اور حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور جاہلیت اور اس کی بدبختی اور اس کے اعمال کا ذکر کیا اور پھر اسلام اور اہل اسلام کے اتحاد و اتفاق کی سعادت کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر متفق کر دیا پھر ان کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر متفق کر دیا پھر یہ واقعہ ہوا جس نے امت پر زیادتی کی' کچھ لوگوں نے دنیا طلب کی اور اللہ نے اس پر جو انعامات کیے اور جن فضیلتوں سے اسے سرفراز فرمایا' ان پر حسد کیا اور اسلام اور اس کی باتوں کو پشت کے بل واپس کرنا چاہا اور اللہ اپنے فیصلہ کو نافذ کرنے والا ہے پھر فرمایا آگاہ رہو' میں کل کوچ کرنے والا ہوں پس تم بھی کوچ کرو' اور ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص کوچ نہ کرے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں لوگوں کی کچھ بھی مدد کی ہو اور جب آپ نے یہ بات کہی تو ان کے رؤساء کی ایک جماعت جیسے اشتر نخعی' شریح بن اوفی' عبداللہ بن سبا المعروف بابن السوداء' سالم بن ثعلبہ' غلاب بن الہیثم اور ان کے علاوہ اڑھائی ہزار آدمی اکٹھے ہو گئے اور ان میں کوئی صحابی شامل نہ تھا واللہ الحمد' اور کہنے لگے' یہ کیا رائے ہے اور قسم بخدا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے کتاب اللہ کو بہتر جانتے ہیں جو حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو تلاش کرتے ہیں اور اس کے زیادہ عامل بھی ہیں اور جو بات انہوں نے کہی ہے وہ تم سن چکے ہو' کل وہ لوگوں کو اکٹھا کریں گے اور ان کی مراد تمہاری ساری قوم سے ہے اور تم سے یہ کیسے ہوگا حالانکہ ان کی کثرت کے مقابلہ میں تمہاری تعداد قلیل ہے؟ اشتر نے کہا' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ہمارے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں وہ ہمیں معلوم ہے' مگر آج تک ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کا پتہ نہیں چلا' اور اگر انہوں نے ان کے ساتھ صلح کی ہے تو انہوں نے ہمارے خون پر صلح کی ہے اور اگر یہ بات ایسے ہی ہے تو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت عثمانؓ کے ساتھ ملا دیں گے اور لوگ ہمارے ساتھ خاموشی اختیار کر کے راضی ہو جائیں گے' ابن السوداء نے کہا تمہاری رائے بہت بری ہے اگر ہم نے انہیں

Marfat.com

قتل کیا تو ہم قتل ہو جائیں گے، لیکن اے گروہ قاتلین عثمانؓ ہم اڑھائی ہزار ہیں اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھی پانچ ہزار ہیں، تمہیں ان کے ساتھ مقابلہ کی سکت نہ ہوگی اور ان کا مقصد صرف تم ہو' غلاب بن الہیثم نے کہا انہیں چھوڑ و اور ہمارے ساتھ واپس چلو تا کہ ہم بعض شہروں سے تعلق پیدا کر کے وہاں محفوظ ہو جائیں' ابن السوداء نے کہا تم نے بہت بری بات کی ہے خدا کی قسم اس صورت میں لوگ تمہیں اُچک لیں گے' پھر ابن السوداء نے کہا خدا اس کا بھلا نہ کرے' تمہارا قافلہ لوگوں میں ملا جلا ہے' پس جب لوگ مڈبھیڑ کریں اور لوگوں کے درمیان جنگ ٹھن جائے تو تم انہیں اکٹھا ہونے کی دعوت نہ دینا اور تم جس کے ساتھ ہو گے وہ محفوظ ہونے کے سوا کوئی چارہ نہ پائے گا اور اللہ تعالیٰ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کو اس بات سے جسے وہ چاہتے ہیں غافل کر دے گا اور ان کی ناپسندیدہ بات کو ان کے پاس لے آئے گا' پس انہوں نے اس رائے کو دانشمندانہ قرار دیا اور متفرق ہو گئے اور صبح کو حضرت علیؓ نے کوچ کیا اور عبدالقیس کے پاس سے گذرے تو وہ آپ کے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے اور زاویہ میں اترے اور وہاں سے بصرہ روانہ ہو گئے اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو گئے اور عبیداللہ بن زیاد کے محل کے نزدیک جمع ہو گئے اور سب لوگ ایک جانب اتر پڑے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی فوج سے آگے چلے گئے اور وہ آپ سے ملنے لگے اور انہوں نے تین دن قیام کیا اور ان کے درمیان ایلچی آتے جاتے رہے یہ ۱۵/ جمادی الآخرہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔

بعض لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قاتلین کے مقابلہ میں' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو موقع سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیا تو ان دونوں نے کہا حضرت علیؓ نے ان معاملے کو ٹھنڈا کرنے کا مشورہ دیا ہے اور ہم نے اس بات پر مصالحت کرنے کے لیے آپ کی طرف پیغام بھیجا ہے اور حضرت علیؓ لوگوں میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو اعور بن نیار المنقری نے آپ کے پاس آ کر آپ سے اہل بصرہ کے پاس جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' اصلاح اور غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے تا کہ لوگ بھلائی پر جمع ہو جائیں اور اس امت کی پراگندگی ختم ہو جائے اس نے کہا اگر وہ ہمیں جواب نہ دیں تو پھر؟ آپ نے فرمایا جب تک وہ ہمیں چھوڑ رہیں گے ہم بھی انہیں چھوڑے رکھیں گے' اس نے کہا اگر وہ ہمیں نہ چھوڑیں؟ آپ نے فرمایا' ہم انہیں اپنے آپ سے دور رکھیں گے' اس نے کہا' کیا انہیں اس معاملے میں ہمارے جیسے حقوق حاصل ہوں گے' آپ نے فرمایا' ہاں اور ابوسلام الدالانی نے آپ کے پاس آ کر کہا اگر ان لوگوں کا مقصد رضا الٰہی ہے تو کیا ان کے پاس خون کے مطالبے کے بارے میں کوئی حجت ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں' اس نے کہا' کیا آپ کے پاس اس میں کوئی حجت ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں' اس نے کہا اگر کل ہم آزمائش میں پڑ گئے تو ہمارا اور ان کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ ہم اور ان میں سے جو شخص بھی خدا کے لیے صاف دل ہو کر قتل ہوگا' اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا اور آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا: اے لوگو! ان لوگوں کے بارے میں اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو روکو' اور اس بات سے بچو کہ وہ ہم سے سبقت کر جائیں بلاشبہ کل کا مخالف آج کا مخالف ہے' اس دوران میں احنف بن قیس ایک جماعت کے ساتھ آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اور اس نے حرقوص بن زہیر کو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے روکا تھا اور اس نے مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اس لیے کہ جب وہ مدینہ آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور اس نے حضرت

Marfat.com

عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے پوچھا کہ اگر حضرت عثمانؓ قتل ہو جائیں تو میں کس کی بیعت کروں، انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ وہ بیان کرتا ہے پھر میں اپنی قوم کے پاس واپس آ گیا اور اس کے بعد مجھے قبیح ترین واقعات پیش آئے حتیٰ کہ لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت عائشہؓ ہیں جو حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے آئی ہیں پس میں اپنے معاملے میں حیران رہ گیا کہ میں کس کی پیروی کروں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس حدیث کی وجہ سے روک دیا جسے میں نے حضرت ابوبکرؓ سے سنا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا: وہ لوگ ہرگز کامیاب نہ ہوں گے جنہوں نے عورت کو اپنا حکمران مقرر کیا ہے۔ اور اس حدیث کی اصل صحیح بخاری میں ہے۔

حاصل کلام یہ کہ جب احنف حضرت علیؓ کے پاس گیا تو اس کے ساتھ چھ ہزار کمانیں تھیں اس نے حضرت علیؓ سے کہا، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ مل کر جنگ کروں اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے دس ہزار تلواروں کو روکوں، آپ نے فرمایا ہم سے دس ہزار تلواروں کو روکیں، پھر حضرت علیؓ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا کہ اگر تم اسی بات پر قائم ہو جس پر تم نے حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ سے علیحدگی اختیار کی ہے تو ہمارے اترنے تک رُکے رہو تا کہ ہم اس معاملے میں غور و فکر کر لیں، تو ان دونوں حضرات نے آپ کے پیغام کا جواب بھیجا کہ ہم نے لوگوں کے درمیان صلح کرانے پر حضرت قعقاع بن عمروؓ سے علیحدگی اختیار کی ہے اور ہم اس بات پر قائم ہیں، پس دلوں کو سکون حاصل ہو گیا اور ہر فریق اپنی فوج کے اصحاب کے ساتھ شامل ہو گیا اور جب شام ہوئی تو حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا اور لوگوں نے بہترین رات گزاری اور قاتلین عثمانؓ نے بدترین رات گزاری اور انہوں نے باہم مشورہ کرتے رات بسر کی اور اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ جھٹپٹے میں جنگ بھڑکا دیں پس وہ طلوع فجر سے قبل اٹھے اور وہ تقریباً دو ہزار آدمی تھے اور ہر فریق اپنے قرابت داروں کی طرف لوٹ گیا اور انہوں نے تلواروں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور ہر فریق نے اپنی قوم کو بچانے کے لیے حملہ کر دیا اور لوگ اپنی خواب گاہوں سے اٹھ کر اپنے ہتھیاروں کے پاس گئے اور کہنے لگے رات کو اہل کوفہ نے ہم پر حملہ کیا ہے اور ہم پر شب خون مارا ہے اور ہم سے دھوکہ کیا ہے اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ سب کچھ حضرت علیؓ کے اصحاب کے مشورہ سے ہوا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اہل بصرہ نے ہم پر شب خون مارا ہے اور ہر فریق اپنے ہتھیاروں کی طرف کود پڑا اور زرہیں پہن لیں اور گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی حقیقت امر سے آگاہی نہ تھی اور خدا کا حکم اس کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے اور جنگ تیز ہو گئی اور سواروں نے ایک دوسرے کو دعوت مبارزت دی اور بہادروں نے میدان کارزار میں جولانی کی اور گھمسان کا رن پڑا اور فریقین نے ثابت قدمی دکھائی اور حضرت علیؓ کے پاس بیس ہزار اشخاص جمع ہو گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے ساتھیوں کے پاس تقریباً تیس ہزار اشخاص جمع ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور سبائی یعنی اصحاب ابن السوداء اللہ اس کا بھلا نہ کرے، قتل میں کوتاہی نہ کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منادی اعلان کر رہا تھا، اے لوگو! باز آ جاؤ اے لوگو باز آ جاؤ مگر کوئی شخص اس کی آواز نہ سنتا تھا اور بصرہ کے قاضی کعب بن سوار نے آ کر کہا اے ام المومنین لوگوں کے پاس چلے جائیے شاید آپ کے ذریعے

Marfat.com

اللہ لوگوں کی باہم صلح کروا دے' پس وہ اپنے اونٹ کے اوپر اپنے ہودج میں بیٹھیں اور انہوں نے زرہوں کے ساتھ ہودج کو ڈھانپ دیا اور آپ آ کر وہاں کھڑی ہوگئیں جہاں آپ لوگوں کی حرکات کو دیکھ سکتی تھیں' انہوں نے ایک دوسرے پر حملے کیے اور ایک دوسرے کے مقابلے میں جولانی کی اور مقابلہ کرنے والوں میں حضرت زبیرؓ اور حضرت عمارؓ بھی شامل تھے' حضرت عمارؓ ان پر نیزہ سے حملہ کرنے لگے اور حضرت زبیرؓ انہیں روکنے لگے اور کہنے لگے اے ابوالیقظان کیا تو مجھے قتل کر دے گا؟ وہ کہنے لگے اے ابوعبداللہ' نہیں' اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے چھوڑ دیا کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ وگرنہ حضرت زبیرؓ ان پر قابو پانے کی زیادہ قدرت رکھتے تھے لہٰذا اس وجہ سے آپ ان سے رُکے رہے اور اس روز ان کا ایک یہ طریق بھی تھا کہ زخمی کو مارا نہ جائے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے' اس کے باوجود بھی بہت سے لوگ مارے گئے حتیٰ کہ حضرت علیؓ اپنے بیٹے حسنؓ سے کہنے لگے۔ کاش تیرا باپ آج سے بیس سال قبل فوت ہو چکا ہوتا۔ حضرت حسنؓ نے آپ سے کہا اے میرے باپ میں آپ کو اس سے روکا کرتا تھا۔ سعید بن ابی عجرہ نے عن قتادہ عن الحسن عن قیس بن عباد بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگِ جمل کے دن کہا اے حسنؓ! کاش تیرا باپ بیس سال قبل فوت ہو چکا ہوتا۔ تو حضرت حسنؓ نے آپ کو جواب دیا۔ میں آپ کو اس سے روکا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے بیٹے مجھے معلوم نہ تھا کہ بات یہاں تک پہنچ جائے گی' اور مبارک بن فضالہ نے بحوالہ حسن بن ابی بکرہ بیان کیا ہے کہ

جب یوم الجمل کو جنگ سخت ہوگئی اور حضرت علیؓ نے سروں کو گرتے دیکھا تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا پھر فرمایا انا للہ اے حسنؓ! اس کے بعد کس بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے؟ اور جب دونوں فوجیں آ گئیں اور دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو حضرت علیؓ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو گفتگو کرنے کے لیے بلایا' پس وہ اکٹھے ہوئے حتیٰ کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں مل گئیں' کہتے ہیں کہ آپ نے ان دونوں سے فرمایا' میں نے تم دونوں کو دیکھا ہے کہ تم نے سواروں' پیادوں اور فوجوں کو جمع کر لیا ہے پس کیا تم دونوں نے قیامت کے روز کے لیے کوئی عذر بھی تیار کر لیا ہے؟ اللہ سے ڈرو اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے سوت کو مضبوط بٹنے کے بعد توڑ دیا تھا' کیا میں تم دونوں کے خون کے بارے میں حاکم نہیں' تم دونوں میرے خون کو حرام قرار دیتے ہو اور میں تم دونوں کے خون کو حرام قرار دیتا ہوں' کیا کوئی حدیث ہے جس نے میرے خون کو تمہارے لیے حلال کر دیا ہے؟ حضرت طلحہؓ نے کہا آپ نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عداوت پر متحد کیا ہے' حضرت علیؓ نے کہا (اس روز اللہ تعالیٰ ان کو ان کی صحیح جزا دے گا) پھر فرمایا' اللہ تعالیٰ قاتلین عثمانؓ پر لعنت فرمائے پھر فرمایا اے طلحہؓ! کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو لڑنے کے لیے لے آیا ہے اور تو نے اپنی بیوی کو گھر میں چھپا دیا ہے؟ کیا تو نے میری بیعت نہیں کی؟ حضرت طلحہؓ نے کہا میں نے آپ کی بیعت کی ہے جب کہ تلوار میری گردن پر تھی اور آپ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا' آپ کو کس نے گھر سے نکالا ہے؟ انہوں نے کہا آپ نے' اور میں آپ کو اپنے آپ سے اس کام کا زیادہ حقدار نہیں سمجھتا' حضرت علیؓ نے انہیں کہا' کیا آپ کو وہ دن یاد نہیں جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی غنم میں گزرے تو آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور میں بھی آپ کے ساتھ مسکرایا تو تم نے کہا ابن ابی طالب اپنے تکبر کو نہیں چھوڑے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ وہ متکبر نہیں ہے اور تو ضرور اس کے ساتھ

Marfat.com

جنگ کرے گا حالانکہ تو اس پر ظلم کرنے والا ہوگا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک' اور اگر مجھے یہ بات یاد ہوتی تو میں یہ سفر نہ کرتا' اور قسم بخدا میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا' اور یہ تمام عبارت محل نظر ہے اور صرف حدیث ہی محفوظ ہے' اور حافظ ابویعلی موصلی نے اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے عن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک بن مسلم الرقاشی عن جدہ عبدالملک عن ابی الحازم المازنی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے تو میں نے ان دونوں کو دیکھا اور حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا اے زبیرؓ میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تحقیق آپ مجھ سے جنگ کریں گے اور آپ ظالم ہوں گے۔ انہوں نے کہا ہاں' مگر مجھے یہ حدیث اسی جگہ پر یاد آئی ہے پھر وہ واپس چلے گئے' اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی الولید الفقیہ عن الحسن بن سفیان عن قطن بن بشیر عن جعفر بن سلیمان عن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک بن مسلم الرقاشی عن جدہ عن ابی الحازم المازنی عن علی والزبیر روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے بحوالہ قتادہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب یوم الجمل کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا' اگر ابن صفیہ کو معلوم ہوتا کہ وہ حق پر ہے تو وہ واپس نہ جاتا' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں رسول اللہ ﷺ ان دونوں سے ملے اور فرمایا اے زبیر رضی اللہ عنہ کیا تو اس سے محبت رکھتا ہے؟ انہوں نے کہا مجھے کون سی بات مانع ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا' تیرا کیا حال ہوگا جب تو اس سے جنگ کرے گا اور تو اس سے ظلم کرنے والا ہوگا' راوی بیان کرتا ہے لوگوں کی رائے ہے کہ آپ اسی وجہ سے واپس چلے گئے تھے' بیہقی نے اس حدیث کو مرسل قرار دیا ہے اور ایک دوسرے طریق سے اسے موصول بھی روایت کیا ہے' ابوبکر محمد بن الحسن القاضی نے ہمیں بتایا کہ ابو عامر بن مطر نے ہمیں خبر دی کہ ابو العباس عبداللہ بن محمد بن سوار الہاشمی الکوفی نے ہمیں بتایا کہ منجاب بن الحارث نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن الاجلح نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مرثد الفقیہ سے اس کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فضل بن فضالہ کو بحوالہ حرب بن ابی الاسود الدؤلی بیان کرتے سنا۔ دونوں میں سے ایک کی حدیث اپنے ساتھی کی حدیث میں گڈمڈ ہو گئی ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جب حضرت علیؓ اور ان کے اصحاب' حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے نزدیک ہوئے اور صفیں بھی ایک دوسرے کے قریب ہو گئیں تو حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر باہر نکلے اور آواز دی' زبیرؓ بن العوام کو میرے پاس بلاؤ' میں علیؓ ہوں' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تو آپ آ گئے حتیٰ کہ دونوں کی سواریوں کی گردنیں ایک دوسرے کے ساتھ مل گئیں' حضرت علیؓ نے کہا اے زبیرؓ میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا آپ کو یاد ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس سے گزرے اور ہم فلاں فلاں جگہ پر تھے اور آپ نے فرمایا۔ اے زبیر رضی اللہ عنہ! کیا تم علیؓ سے محبت نہیں کرتے؟ اور تم نے کہا کہ میں اپنے ماموں زاد اور عم زاد اور اپنے ہم مذہب سے کیوں محبت نہ کروں؟ آپ نے فرمایا اے زبیرؓ قسم بخدا آپ ضرور اس سے جنگ کریں گے اور آپ اس کے ساتھ ظلم کرنے والے ہوں گے' حضرت زبیرؓ نے کہا بے شک' خدا کی قسم جب سے میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے میں اسے بھول گیا ہوں پھر اب مجھے یاد آئی ہے' خدا کی قسم میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا' پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ صفوں کو چیرتے ہوئے اپنی سواری پر واپس آ گئے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آپ کو ملے تو انہوں

Marfat.com

نے پوچھا آپ کو کیا ہوا ہے؟ حضرت زبیرؓ نے کہا' حضرت علیؓ نے مجھے ایک حدیث یاد دلائی ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ تو ضرور اس سے جنگ کرے گا اور تو اس کے ساتھ ظلم کرنے والا ہوگا۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا' کیا آپ جنگ کے لیے آئے ہیں؟ آپ تو لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے اس معاملے کی اصلاح کر دے گا' حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا' حضرت عبداللہؓ نے کہا اپنے غلام سرجس کو آزاد کر دیجیے اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے تک ٹھہر جایئے' آپ نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور ٹھہر گئے اور جب لوگوں میں اختلاف ہو گیا تو آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے گئے' مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس واپس آ گئے اور بتایا کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ نہ کرنے کی قسم کھائی ہے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے آپ سے کہا آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے اور جب وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو گئے ہیں تو آپ ان کے درمیان سے باہر نکل آئے ہیں' اپنی قسم کا کفارہ دیجیے اور حاضر رہیے پس انہوں نے غلام آزاد کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اپنے غلام سرجس کو آزاد کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت علیؓ کے ساتھ دیکھا تو جنگ سے رجوع کر لیا کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا تھا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ پس آپ اس روز حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے سے ڈر گئے۔

میرے نزدیک ہم نے جس حدیث کو بیان کیا ہے اگر وہ آپ سے صحیح ہے تو وہی آپ کی واپسی کی وجہ ہے اور یہ بعید ہے کہ آپ اپنی قسم کا کفارہ دیں اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حاضر ہو جائیں۔ واللہ اعلم

حاصل کلام یہ کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے روز واپس لوٹے تو آپ ایک وادی میں اترے جسے وادی السباع کہا جاتا تھا اور عمرو بن جرموز نامی ایک شخص نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ سوئے ہوئے تھے کہ اس نے آ کر دھوکے سے آپ کو قتل کر دیا' جیسا کہ ابھی ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو میدان کارزار میں ایک نامعلوم شخص کا تیر لگا' کہتے ہیں کہ وہ تیر آپ کو مروان بن الحکم نے مارا تھا۔ واللہ اعلم' اور آپ کی ٹانگ آپ کے گھوڑے کے ساتھ پیوست ہو گئی جس سے گھوڑا منہ زور ہو گیا اور آپ کہنے لگے:

اے بندگان خدا میری طرف آؤ' اے بندگانِ خدا میری طرف آؤ' اور آپ کے غلام نے آپ کا پیچھا کیا اور گھوڑے کو پکڑ لیا آپ نے اسے کہا تو ہلاک ہو مجھے گھروں کی طرف لے جاؤ اور آپ کا موزہ خون سے بھر گیا اور آپ نے اپنے غلام سے کہا میرے پیچھے بیٹھ جاؤ اس لیے کہ آپ کا خون بہہ گیا تھا اور آپ کمزور ہو گئے تھے' پس وہ آپ کے پیچھے بیٹھ گیا اور آپ کو بصرہ کے ایک گھر میں لے آیا اور اسی میں آپ وفات پا گئے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہودج میں آ گئیں اور بصرہ کے قاضی کعب بن سوار کو مصحف دیا اور فرمانے لگیں' انہیں اس کی طرف دعوت دو۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب جنگ تیز اور سخت ہو گئی تھی اور حضرت زبیرؓ واپس آ گئے تھے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ قتل ہو چکے تھے اور جب کعب بن سوار مصحف کے ساتھ اس کی طرف دعوت دینے کے لیے آگے بڑھے تو کوفی فوج کے ہراول دستہ

Marfat.com

نے اس کا استقبال کیا اور عبداللہ بن سباء ابن السوداء اور اس کے پیروکار فوج کے آگے آگے تھے وہ بصرہ کے جس شخص پر قابو پاتے اسے قتل کر دیتے اور کسی شخص کے بارے میں توقف نہ کرتے اور جب انہوں نے کعب بن سوار کو مصحف بلند کیے دیکھا تو اس پر یکبارگی تیراندازی کر کے اسے قتل کر دیا اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہودج تک تیر پہنچے اور آپ پکارنے لگیں' اللہ اللہ اے میرے بیٹو یوم الحساب کو یاد کرو اور آپ نے قاتلین عثمانؓ کے گروہ پر بددعا کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ چیخیں مار مار کر دعا کی حتیٰ کہ چیخوں کی آواز حضرت علیؓ تک پہنچ گئی اور آپ نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ام المومنین قاتلین عثمان اور ان کے مددگاروں کے متعلق بددعا کر رہی ہیں' آپ نے فرمایا اے اللہ قاتلین عثمانؓ پر لعنت فرما اور وہ لوگ آپ کے ہودج پر تیر مارنے سے باز نہیں آتے تھے حتیٰ کہ وہ سیسہ کی طرح ہو گیا اور آپ لوگوں کو انہیں روکنے پر آمادہ کرنے لگیں' اور اس کے ساتھ ہی غیرت نے حملہ کر دیا پس انہوں نے ان کو بھگا دیا حتیٰ کہ حملہ اس مقام تک پہنچ گیا جہاں حضرت علیؓ موجود تھے آپ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ سے فرمایا تو ہلاک ہو جائے' جھنڈا لے کر آگے بڑھ مگر وہ آگے نہ بڑھ سکے پس حضرت علیؓ نے ان کے ہاتھ سے جھنڈا لے لیا اور اس کو لے کر آگے بڑھے اور جنگ لینے دینے لگی' کبھی اہل بصرہ کا پلہ بھاری ہو جاتا اور کبھی اہل کوفہ کا' اور بہت سے لوگ مارے گئے اور کسی معرکے میں اس معرکے سے بڑھ کر کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں نہیں دیکھے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں کو قاتلین عثمان کی جماعت کے خلاف اُکسانے لگیں اور آپ نے اپنے دائیں جانب دیکھ کر فرمایا' یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ہم بکر بن وائل ہیں آپ نے فرمایا تمہارے لیے ایک کہنے والا کہتا ہے۔

''اور وہ ہمارے پاس تلواریں لے کر آئے گویا وہ پائیدار عزت کی وجہ سے بکر بن وائل ہیں''۔

پھر بنو ناجیہ نے آپ کی پناہ لی' پھر بنو ضبہ نے اور ان میں سے بہت سے لوگ آپ کے پاس قتل ہو گئے' کہتے ہیں کہ آپ نے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ستر آدمیوں کے ہاتھ کاٹ دیئے اور جب انہوں نے حد سے زیادہ خونریزی کی تو بنو عبد مناف میں سے بنو عدی آگے بڑھے اور انہوں نے شدید جنگ کی اور اونٹ کے سر کو بلند کر دیا اور وہ لوگ اونٹ کا قصد کرنے لگے اور کہنے لگے' جب تک یہ اونٹ کھڑا ہے اس وقت تک جنگ جاری رہے گی' اور اونٹ کا سر' عمرۃ بن یثربی کے ہاتھ میں تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بھائی عمرو بن یثربی کے ہاتھ میں تھا پھر مشہور بہادر علباء بن الہیثم نے اس کا قصد کیا اور عمرو الجملی اس کی طرف بڑھا تو ابن یثربی نے اسے قتل کر دیا اور زید بن صوحان بھی قتل ہو گئے اور صعصہ بن صوحان نے آواز دی تو حضرت عمارؓ نے اسے مقابلہ کی دعوت دی' وہ آپ کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں نے دونوں صفوں کے درمیان جولانی کی۔ حضرت عمارؓ نوے سال کے تھے اور ان پر اونٹ کے بالوں کی چادر تھی اور آپ نے کھجور کی چھال کی رسی سے اپنی کمر کو باندھا ہوا تھا اور لوگ کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون ابھی حضرت عمار رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کے ساتھ جا ملیں گے پس ابن یثربی نے آپ کو تلوار ماری اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال سے اس سے بچاؤ کیا اور تلوار نے اسے کاٹ دیا اور اس میں پھنس گئی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اس کی ٹانگ کاٹ دی اور اسے قیدی بنا کر حضرت علیؓ کے پاس لے آئے' اس نے کہا یا امیر المومنین مجھے زندہ رہنے دیجئے آپ نے فرمایا' کیا تین دن کے بعد تو انہیں قتل کرے گا پھر آپ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے بعد اونٹ کی مہار ایک شخص کے ہاتھ میں رہی جسے بنی عدی میں سے آپ

Marfat.com

نے نائب مقرر کیا تھا اور ربیعۃ العقیلی اس کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں نے جولانی کی حتیٰ کہ دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور حارث ضبی نے مہار پکڑ لی اور اس سے زیادہ سخت آدمی آپ نے نہیں دیکھا اور وہ کہنے لگا۔

''ہم بنوضبہ' اصحاب الجمل ہیں' جب مد مقابل اترتا ہے تو ہم اس سے مقابلہ کرتے ہیں ہم نیزوں کی نوکوں کے ساتھ ابن عفان کی موت کی خبر دیتے ہیں اور موت ہمارے نزدیک شہد سے بھی زیادہ شیریں ہیں' ہمارا شیخ ہمیں واپس کر دو پھر بس''۔

کہتے ہیں کہ یہ اشعار وسیم بن عمرو الضبی کے ہیں اور جب کبھی کوئی اونٹ کو پکڑنے والا قتل ہو جاتا تو دوسرا شخص کھڑا ہو جاتا حتیٰ کہ ان میں سے چالیس آدمی قتل ہو گئے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میرا اونٹ سیدھا کھڑا رہا حتیٰ کہ بنی ضبہ کی آوازیں گم ہو گئیں۔ پھر قریش کے ستر آدمیوں نے مہار پکڑی اور وہ یکے بعد دیگرے قتل ہوتے رہے اور ان میں محمد بن طلحہ بھی تھے جو سجاد کے نام سے مشہور تھے' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے میری ماں مجھے اپنا حکم دیجیے' آپ نے فرمایا' میں تجھے حکم دیتی ہوں کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے بہتر بیٹا بنے' اس نے واپس جانے سے انکار کیا اور اپنی جگہ پر ڈٹا رہا اور کہنے لگا حم لاینصرون. پس ایک جماعت نے اس کی طرف بڑھ کر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد ان میں سے ہر ایک اس کے قتل کا دعویٰ کرنے لگا اور ایک شخص نے نیزہ مار کر اس کے آر پار کر دیا اور کہنے لگا۔

''وہ پراگندہ مو' اپنے رب کی آیات کو کھڑے ہو کر پڑھتا تھا اور دیکھنے میں اذیت نہ دینے والا اور فرماں بردار تھا' میں نے اس کی قمیص کے گریبان کو نیزے سے پھاڑ دیا اور وہ قتل ہو کر منہ کے بل گر پڑا وہ مجھے حم کا واسطہ دینے لگا جب نیزہ اٹھا ہوا تھا' اس نے آنے سے پہلے حم کو کیوں نہ پڑھا' علاوہ ازیں اس پر اس لیے غصہ آیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تابع نہ تھا اور جو حق کی اتباع نہیں کرتا' ندامت اٹھاتا ہے''۔

اور عمرو بن الاشرف نے مہار پکڑ لی' اور جو کوئی بھی اس کے قریب ہوتا وہ اسے تلوار سے گرا دیتا اور حارث بن زہیر ازدی اس کی طرف یہ شعر پڑھتے ہوئے بڑھا۔

''اے ہماری ماں' اور ہماری معلومات کے مطابق اے بہترین ماں! کیا آپ نہیں دیکھتیں کہ کتنے شجاع زخمی ہو رہے ہیں اور ان کی کھوپڑی اور کلائی کو دیکھ رہی ہیں''۔

اور دونوں نے ایک ایک دو دو وار کیے اور دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور بہادروں اور شجاعوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھیراؤ کر لیا اور جھنڈا اور اونٹ کی مہار کوئی مشہور بہادر ہی پکڑتا تھا اور جو شخص اونٹ کا قصد کرتا تھا وہ اسے قتل کر دیتا تھا پھر اس کے بعد خود قتل ہو جاتا تھا اس روز ایک شخص نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ پھوڑ دی' پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بڑھ کر اونٹ کی مہار پکڑ لی اور آپ بات نہیں کرتے تھے' حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا یہ آپ کا بھانجا آپ کا بیٹا ہے آپ نے فرمایا ہائے اسماء کی گمشدگی' اور مالک بن الحارث الاشتر نخعی آیا اور دونوں نے باہم جنگ کی' اشتر نے آپ کے سر پر تلوار ماری جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے اور حضرت عبداللہ نے اسے ہلکی سی تلوار ماری پھر دونوں گتھ گئے اور دونوں لڑتے ہوئے زمین پر

Marfat.com

گر پڑے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہنے لگے۔

''مجھے اور مالک کو قتل کر دو اور مالک کو میرے ساتھ قتل کر دو''۔

اور لوگ مالک کو نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہے' وہ اشتر کے نام سے مشہور تھا پس حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے اصحاب نے حملہ کر دیا اور وہ بھاگ گئے اور جنگ جمل میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس زخم کی وجہ سے ۳۷ زخم آئے' اور اسی طرح مروان بن الحکم بھی زخمی ہو گیا پھر ایک شخص آیا اور اس نے اونٹ کی ٹانگوں پر تلوار مار کر اس کی کونچیں کاٹ دیں اور وہ زمین پر گر پڑا اور اس کی آواز سنی گئی جس سے زیادہ سخت اور تیز آواز نہیں سنی گئی اور آخر میں اونٹ کی مہار زفر بن الحارث کے ہاتھ میں تھی اور مہار اس کے ہاتھ میں تھی کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ دی گئیں' کہتے ہیں کہ اس نے اور بجیر بن دلجہ نے اس کی کونچیں کاٹنے پر اتفاق کیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اونٹ کی کونچیں کاٹنے کا اشارہ کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت قعقاع بن عمروؓ نے کیا تھا تاکہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو گزند نہ پہنچے' بلاشبہ وہ تیر اندازوں کا ہدف بن کر رہ گئی تھیں اور نیزوں کی بارش میں کون مہار پکڑتا تھا' اس موقف کا فیصلہ کیجیے جس میں لوگ فنا ہو گئے ہیں اور جب اونٹ زمین پر گرا تو اس کے ارد گرد جو لوگ تھے وہ شکست کھا گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج تیروں سے سیہہ کی طرح بن گیا تھا اور حضرت علیؓ کے منادی نے لوگوں میں اعلان کیا کہ کسی بھگوڑے کا تعاقب نہ کیا جائے اور نہ کسی زخمی کا کام تمام کیا جائے اور نہ لوگ گھروں میں داخل ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو حکم دیا کہ وہ مقتولین کے درمیان سے ہودج کو اٹھائیں اور محمد بن ابو بکرؓ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس پر خیمہ لگا دیں اور آپ کے بھائی محمد نے آپ کے پاس آ کر پوچھا' کیا آپ کو کوئی زخم آیا ہے' آپ نے فرمایا نہیں' اے پسر خثعمیہ تجھے اس سے کیا' اور حضرت عمارؓ نے آپ کو سلام کہا اور پوچھا اے ماں آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا' میں تمہاری ماں نہیں ہوں' اس نے کہا بہت اچھا' اگرچہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا' اور امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آپ کے پاس آ کر آپ کو سلام کہا اور پوچھا' اے ماں آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے' حضرت علیؓ نے کہا اللہ آپ کو بخشے اور سرکردہ امراء واعیان حضرت ام المومنین کو سلام کرنے آئے کہتے ہیں کہ اعین بن ضبیعہ مجاشعی نے ہودج میں دیکھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تجھ پر لعنت کرے' اس نے کہا قسم بخدا میں ایک سرخ رنگ عورت کو دیکھ رہا ہوں' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری پردہ دری کرے اور تیرے ہاتھ کو قطع کرے اور تیری قابل شرم جگہ کو نمایاں کرے' پس وہ بصرہ میں قتل ہوا اور اس کا سامان چھین لیا گیا اور اس کا ہاتھ کٹ گیا اور ازد کے ایک جنگل میں اسے برہنہ حالت میں پھینک دیا گیا اور جب رات ہوئی تو حضرت ام المومنین اپنے بھائی محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ میں داخل ہوئیں اور عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں جو بصرہ کا سب سے بڑا گھر تھا۔ صفیہ بنت الحارث بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار کے پاس اتریں جو ام طلحۃ الطلحات عبداللہ بن خلف ہیں اور مقتولین کے درمیان سے مجروحین کھسک کر بصرہ میں داخل ہو گئے اور حضرت علیؓ نے مقتولین کے درمیان چکر لگایا اور جب کبھی آپ کسی شناسا شخص کے پاس سے گزرتے تو اس کے لیے رحم کی دعا کرتے اور فرماتے مجھے یہ بات گراں گزرتی ہے کہ میں قریش کو مقتول دیکھوں' اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے حضرت علیؓ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس سے گذرے تو وہ مقتول پڑے تھے آپ نے فرمایا اے ابو محمد! تجھ پر افسوس' انا للہ وانا الیہ راجعون خدا کی قسم

Marfat.com

آپ شاعر کے اس قول کے مصداق ہیں۔

''وہ ایسا نوجوان تھا کہ اس کی تونگری اسے اس کے دوست کے نزدیک کرتی تھی اور جب وہ تونگر ہو جاتا تو فقرا سے دور کر دیتا''۔

اور حضرت علیؓ نے بیرون بصرہ تین دن قیام کیا پھر فریقین کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں قریش کو عطیات سے مخصوص کیا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصحاب کی جو چیز لشکر گاہ سے ملی اسے اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ اسے بصرہ کی مسجد میں لے جایا جائے اور جو شخص کسی چیز کو پہچان لے وہ ان کے مالکوں کی ہے اور وہ اسے لے لے سوائے ہتھیاروں کے جو خزانوں میں پڑے تھے اور ان میں سلطان کی علامت لگی ہوئی تھی' جنگ جمل میں مجموعی طور پر فریقین کے دس ہزار آدمی مارے گئے' پانچ ان کے اور پانچ ان کے' رحمہ اللہ ورضی عن الصحابۃ منھم' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ وہ ان میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے اصحاب کے اموال کو تقسیم کر دیں تو آپ نے ان کی بات نہ مانی اور سبائیوں نے اس بارے میں آپ پر اعتراض کیا اور کہنے لگے' ان کے خون ہمارے لیے کیسے حلال ہیں اور ان کے اموال ہمارے لیے کیسے حلال نہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا تم میں سے کون شخص یہ چاہتا ہے کہ ام المومنین اس کے حصہ میں آئیں؟ تو سب لوگ خاموش ہو گئے' یہی وجہ ہے کہ جب آپ بصرہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب میں بیت المال کے اموال کو تقسیم کیا اور ان میں سے ہر شخص کو پانچ سو درہم ملے اور آپ نے فرمایا' شام سے بھی آپ لوگوں کو ان کی مانند ملیں گے' پس سبائیوں نے اس بارے میں بھی آپ پر اعتراض کیے اور آپ کو پس پشت گالیاں دیتے رہے۔

Marfat.com

باب:

حضرت عائشہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی ملاقات

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جمل کے معاملے سے فارغ ہو گئے تو سرکردہ لوگ آپ کو سلام کرنے آئے اور آپ کے پاس آنے والوں میں احنف بن قیس بنی سعد کے ساتھ آیا۔ جو جنگ سے علیحدہ رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے اسے کہا تو نے موسم بہار ہمارے ساتھ گذارا ہے۔ اس نے کہا' میرے خیال میں میں نے اچھا کیا ہے اور یا امیر المومنین جو کچھ ہوا ہے آپ کے حکم سے ہوا ہے' نرمی اختیار کیجئے' آپ دور کے راستے پر چل پڑے ہیں اور آپ گذشتہ کل کی نسبت آئندہ کل کے زیادہ محتاج ہوں گے' میرے احسان کو پہچانئے اور میری محبت کو کل کے لیے باقی رکھیے اور اس قسم کی بات نہ کیجیے میں ہمیشہ آپ کا خیر خواہ رہا ہوں۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ پھر حضرت علیؓ سوموار کے روز بصرہ میں داخل ہوئے اور اہل بصرہ نے اپنے جھنڈوں تلے آپ کی بیعت کی۔ حتیٰ کہ مجروحین اور امان یافتہ لوگوں نے بھی آپ کی بیعت کی' اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ ثقفی نے آپ کے پاس آ کر آپ کی بیعت کی' تو حضرت علیؓ نے اسے کہا' مریض کہاں ہے؟ یعنی اس کا باپ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا وہ مریض ہے اور وہ آپ کی خوشی کا حریص ہے' آپ نے فرمایا میرے آگے چلو اور آپ نے اس کے پاس جا کر اس کی عیادت کی' اور ابو بکرہ نے آپ کے پاس عذر کیا تو آپ نے اس کے عذر کو قبول کیا اور آپ نے بصرہ کی امارت اسے پیش کی تو اس نے انکار کیا اور کہنے لگا' آپ کے اہل کے ایک شخص سے لوگ اطمینان حاصل کریں گے اور آپ کو حضرت ابن عباسؓ کے متعلق مشورہ دیا تو آپ نے انہیں بصرہ کا والی مقرر کر دیا اور ان کے ساتھ زیاد بن ابیہ کو ٹیکس اور بیت المال پر امیر بنا دیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ زیاد کو دیں۔ اور زیاد الگ تھلگ تھا۔

پھر حضرت علیؓ اس گھر کی طرف آئے جہاں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں آپ نے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہو کر آپ کو سلام کہا اور حضرت عائشہؓ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بنی خلف کے گھر میں عورتیں' مقتولین پر رو رہی ہیں' جن میں خلف کے بیٹے عبداللہ اور عثمان شامل ہیں' عبداللہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیتے ہوئے اور عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے قتل ہوئے تھے پس جب حضرت علیؓ داخل ہوئے تو عبداللہ کی بیوی صفیہ' ام طلحہ الطلحات نے آپ سے کہا' اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو اس طرح یتیم کرے جس طرح آپ نے میری اولاد کو یتیم کیا ہے' حضرت علیؓ نے اسے کچھ جواب نہ دیا اور جب آپ باہر نکلے تو اس نے دوبارہ یہی بات کہی' مگر آپ خاموش رہے' تو ایک شخص نے آپ سے کہا' یا امیر المومنین کیا آپ اس عورت سے اعراض اختیار کیے رہیں گے اور جو کچھ وہ کہہ رہی ہے آپ سن رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو ہمیں تو مشرکہ عورتوں سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے کیا ہم مسلمان عورت سے باز نہ رہیں؟ ایک شخص نے آپ سے کہا یا امیر المومنین دروازے پر دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دے رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ دونوں کو سو سو کوڑے

Marfat.com

لگائیں اور انہیں لباس سے برہنہ کر دیں اور حضرت عائشہؓ نے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا جو مسلمانوں میں سے آپ کے ساتھ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سے قتل ہو گئے تھے' اور جب کبھی ان میں سے کسی کا آپ کے سامنے ذکر کیا جاتا تو آپ اسے رحمہ اللہ کہتیں اور اس کے لیے دعا کرتیں' اور جب حضرت عائشہؓ نے بصرہ سے خروج کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ نے جس قدر سواریاں اور زادو متاع وغیرہ چاہیے تھا آپ کے پاس بھیج دیا' اور آپ کے ساتھ آنے والی فوج میں سے جو لوگ بچ گئے تھے انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی' سوائے اس کے کہ وہ ٹھہرنا پسند کریں اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے بصرہ کی چالیس عورتوں کو منتخب کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے بھائی محمد بن ابوبکر کو بھجوایا' اور جب کوچ کا دن آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آ کر دروازے پر کھڑے ہو گئے اور لوگ بھی آ گئے اور آپ گھر سے ہودج میں باہر نکلیں اور لوگوں کو الوداع کہا اور ان کے لیے دعا کی اور فرمایا اے میرے بیٹو! ایک دوسرے کو ملامت نہ کرنا' خدا کی قسم میرے اور حضرت علیؓ کے درمیان قدیم سے وہی کچھ ہوا ہے جو عورت اور اس کے دیوروں کے درمیان ہوتا ہے اور وہ میری ناراضگی کے باوجود اچھے لوگوں میں سے ہیں' حضرت علیؓ نے کہا' آپ نے درست فرمایا ہے خدا کی قسم میرے اور آپ کے درمیان یہی بات تھی اور آپ دنیا و آخرت میں ہمارے نبی کی بیوی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کئی میل تک آپ کے ساتھ مشایعت کرتے اور الوداع کہتے ہوئے چلے' اور اس دن کا بقیہ حصہ اپنے بیٹوں کو آپ کے ساتھ بھیجا۔ اور یہ آغاز رجب ۳۶ھ بروز ہفتہ کا واقعہ ہے اور آپ نے اپنے اس سفر میں مکہ کا قصد کیا اور وہیں قیام کر لیا یہاں تک کہ آپ نے اس سال کا حج ادا کیا پھر مدینہ واپس آ گئیں۔

اور مروان بن الحکم نے جب فرار کیا تو اس نے مالک بن مسمع سے پناہ طلب کی تو اس نے اسے پناہ دی اور اس سے وفا کی' اسی لیے بنو مروان مالک کی تعظیم و توقیر کرتے تھے کہتے ہیں کہ وہ بنی خلف کے گھر میں اترا تھا اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باہر نکلیں تو وہ بھی آپ کے ساتھ باہر نکلا اور جب آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئیں تو وہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ مکہ اور مدینہ اور بصرہ کے درمیان رہنے والے لوگوں کو جنگ کے روز ہی علم ہو گیا تھا کیونکہ کرگس' ہاتھوں اور پاؤں کو اچک لیتے تھے اور وہ ان میں سے کچھ وہاں گر پڑتے حتیٰ کہ اہل مدینہ کو جنگِ جمل کے روز غروبِ آفتاب سے پہلے اس کا علم ہو گیا اور یہ یوں ہوا کہ ایک کرگس ان کے پاس سے گذرا اور اس کے پاس کوئی چیز بھی تھی' وہ گری تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہتھیلی ہے جس میں ایک انگوٹھی پڑی ہے جس کا نقش عبدالرحمٰن بن عتاب ہے۔

یہ ابو جعفر بن جریر رحمہ اللہ کے بیان کا ملخص ہے جسے انہوں نے اس شان کے ائمہ سے بیان کیا ہے اور شیعہ میں سے اہل اہواء وغیرہ نے صحابہؓ کے متعلق جو من گھڑت اور موضوع احادیث و اخبار اس بارے میں نقل کی ہیں ان کو انہوں نے بیان نہیں کیا اور جب ایسی روش حق کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں' ہمارے لیے احادیث ہیں اور تمہارے لیے تمہاری احادیث ہیں اور اس وقت ہم ان سے کہتے ہیں:

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ

''تم پر سلام ہو ہم جاہلین کے طلب گار نہیں''۔

Marfat.com

باب:

معرکہ جمل میں فریقین کے نجیب سادات صحابہؓ وغیرہ میں سے قتل ہونے والے اعیان کا ذکر

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مقتولین کی تعداد دس ہزار تھی اور زخمیوں کا کثرت کی وجہ سے شمار نہیں ہو سکتا تھا

جنگِ جمل کے روز میدان کارزار میں قتل ہونے والے

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک ابن النضر بن کنانہ ابو محمد القرشی التیمی' آپ بکثرت جود و سخاوت کی وجہ سے طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے بہت پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور نوفل بن خویلد بن العدویہ' ان دونوں کو ایک رسی میں باندھ دیتا تھا اور بنو تیم ان دونوں کو اس سے بچانے کی سکت نہیں رکھتے تھے' اسی لیے حضرت طلحہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو ''قرینان'' کہا جاتا تھا' حضرت طلحہؓ نے ہجرت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ اس وقت آپ تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ پیامبری کے لیے گئے ہوئے تھے' اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے آپ کا حصہ اور اجر مقرر کیا اور جنگ احد کے روز آپ نے بڑی مہارت دکھائی اور احد کی جنگ میں آپ کا ہاتھ شل ہو گیا' اس سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا اور یہ ہاتھ آپ کی وفات تک شل ہی رہا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ' آپ کے ہاتھ کے متعلق جب کسی سے بات کرتے تو فرماتے یہ سارا دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا تھا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز حضرت طلحہؓ سے فرمایا۔ طلحہؓ نے جنت کو واجب کر لیا ہے۔ اور یہ واقعہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں پہنے ہوئے تھے اور آپ نے ان دونوں سمیت وہاں پر ایک چٹان پر چڑھنے کا ارادہ کیا مگر آپ نے چڑھنے کی سکت نہ پائی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے لیے نیچے ہوئے اور آپ ان کی پشت پر چڑھ گئے حتیٰ کہ چٹان پر اچھی طرح بیٹھ گئے اور فرمایا۔ طلحہؓ نے جنت کو واجب کر لیا ہے۔ آپ عشرہ مبشرہ اور شوریٰ کے اصحاب ستہ میں سے ایک ہیں اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت اچھی صحبت اٹھائی ہے اور آپ وفات کے وقت ان سے راضی تھے اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی وفات کے وقت آپ سے راضی تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قضیہ آیا تو آپ ان سے الگ ہو گئے اور بعض لوگوں نے آپ کو اس برداشت کی طرف منسوب کیا ہے جو آپ میں پائی جاتی تھی' یہی وجہ ہے کہ جب آپ جنگ جمل میں حاضر ہوئے اور حضرت علیؓ نے آپ سے ملاقات کی تو انہوں نے آپ کو نصیحت کی تو آپ پیچھے ہٹ کر ایک صف میں کھڑے ہو گئے تو ایک نامعلوم شخص کا تیر آ کر آپ کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کی گردن میں پیوست ہو گیا اور پہلا قول زیادہ مشہور ہے' اور تیر آپ کی پنڈلی کے

Marfat.com

پہلو میں پیوست ہو گیا جس نے گھوڑا بے قابو ہو گیا اور قریب تھا کہ انہیں گرا دے اور آپ پکارنے لگے اے بندگان خدا میری طرف آؤ تو آپ کا غلام آپ سے آملا اور آپ کے پیچھے سوار ہو گیا اور آپ کو بصرہ لے گیا اور وہاں آپ نے ایک گھر میں وفات پائی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے میدان کارزار میں وفات پائی ہے اور جب حضرت علیؓ نے مقتولین کے درمیان چکر لگایا تو آپ کو دیکھ کر آپ کے چہرے سے مٹی ہٹانے لگے اور فرمانے لگے اے ابو محمد! تجھ پر اللہ کی رحمت ہو مجھے ستارگان فلک کے نیچے تجھے پچھڑے ہوئے دیکھنا شاق گزرتا ہے پھر فرمانے لگے میں اپنی ظاہری اور پوشیدہ باتوں کی اللہ کے پاس شکایت کرتا ہوں خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں آج سے بیس سال قبل مر گیا ہوتا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تیر آپ کو مروان بن الحکم نے مارا تھا اور اس نے ابان بن عثمان سے کہا میں نے قاتلین عثمان سے تجھے بے نیاز کر دیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ جس شخص نے آپ کو تیر مارا تھا وہ کوئی دوسرا آدمی تھا اور میرے نزدیک یہ قول زیادہ قرین قیاس ہے اگرچہ پہلا قول مشہور ہے۔ واللہ اعلم

یہ ۱۰/ جمادی الآخرۃ ۳۶ھ جمعرات کا دن تھا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو گھاس کی جانب دفن کیا گیا آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور بعض کا قول ہے کہ ساٹھ سے چند سال اوپر تھی آپ گندم گوں تھے اور بعض سفید فام بیان کرتے ہیں آپ کا چہرہ خوبصورت تھا اور بال بہت تھے جو گردن کے زیادہ قریب تھے۔

اور حماد بن سلمہ نے علی بن زید بن جدعان سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا آپ کہہ رہے تھے مجھے میری قبر سے منتقل کر دو تین شب سے پانی مجھے اذیت دے رہا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟ انہیں خبر دو۔ آپ بصرہ پر نائب مقرر تھے۔ پس انہوں نے بصرہ میں آپ کے لیے دس ہزار درہم میں ایک گھر خریدا اور آپ کو آپ کی قبر سے اس گھر میں منتقل کر دیا کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے جسم کا وہ حصہ جو پانی کے ساتھ تھا سیاہ ہو گیا ہے نیز آپ روز قتل کی ہیئت کی مانند ہیں۔

آپ کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں اور ان میں سے وہ روایت بھی ہے جسے ابوبکر بن ابی عاصم نے روایت کیا ہے کہ حسن بن علی بن سلیمان بن عیسیٰ بن موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے اپنے دادا سے موسیٰ بن طلحہ سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ یوم احد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام طلحۃ الخیر رکھا اور یوم العسرۃ کو طلحۃ الفیاض اور حنین کو طلحۃ الجود رکھا اور ابو یعلیٰ موصلی نے بیان کیا ہے کہ ابو کریب نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے عن ابن بکر عن طلحہ بن یحییٰ عن موسیٰ وعیسیٰ ابنی طلحہ عن ابیہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے ایک اعرابی سے جو من قضی نحبہ کے متعلق پوچھ رہا تھا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو اس نے آپ سے مسجد میں پوچھا تو آپ نے اس سے اعراض کیا اس نے دوبارہ پوچھا تو آپ نے اس سے اعراض کیا اس نے پھر پوچھا تو آپ نے اس سے اعراض کیا پھر میں مسجد کے دروازے سے سبز لباس پہنے ہوئے نمودار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں یہاں موجود ہوں آپ نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اپنا وقت پورا کر چکے ہیں۔

اور ابو القاسم بغوی کا بیان ہے کہ داؤد بن رشید نے ہم سے بیان کیا کہ مکی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن ابراہیم نے ہم سے

Marfat.com

بیان کیا کہ صلت بن دینار نے ابونضرہ سے بحوالہ جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص شہید کو اپنے پاؤں پر چلتے دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کی طرف دیکھے' اور ترمذی کا بیان ہے کہ ابوسعید الاشج نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن بن منصور الغزی اس کا نام النضر ہے۔ نے ہم سے بیان کیا کہ عقبہ بن علقمہ یشکری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بیان کرتے سنا کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ہم نے ان کے دلوں سے کینے کو کھینچ لیا ہے اور وہ بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے)۔

اور حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا تھا اور حضرت سعدؓ اسے روکنے لگے اور فرمانے لگے' میرے بھائیوں کو گالیاں نہ دو' مگر اس نے آپ کی بات نہ مانی تو آپ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا اے اللہ جو کچھ یہ شخص کہہ رہا ہے اگر وہ تیری ناراضگی کی بات ہے تو مجھے آج اس کے متعلق کوئی نشان دکھا اور اسے لوگوں کے لیے عبرت بنادے۔ پس وہ شخص باہر نکلا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بختی اونٹ لوگوں کو چیرتا ہوا آ رہا ہے اس نے اسے ہموار زمین میں پکڑ لیا تو اس نے اسے اپنے سینے اور ہموار زمین کے درمیان رکھ کر پیس دیا حتیٰ کہ اسے مار دیا۔ حضرت سعید بن المسیب کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو حضرت سعدؓ کے پیچھے جاتے اور کہتے دیکھا' اے ابواسحاق آپ کو مبارک ہو' آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔

حضرت زبیر بن العوام بن خویلد رضی اللہ عنہ:

ابن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک ابن النضر بن کنانہ ابوعبداللہ القرشی الاسدی' آپ کی والدہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں' آپ نے بہت پہلے پندرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی عمر اس سے کم تھی اور بعض کہتے ہیں کہ زیادہ تھی' آپ نے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور حضرت سلمہ بن سلامہؓ بن وقش کے درمیان مواخات کرادی' اور آپ نے سب معرکوں میں شرکت کی اور رسول اللہ ﷺ نے جنگِ احزاب کے روز فرمایا۔ ہمارے پاس لوگوں کی خبر کون لائے گا؟ آپ نے عرض کیا' میں' پھر آپ نے لوگوں کو بلایا تو حضرت زبیرؓ نے جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔ یہ بات زر' کی روایت سے بحوالہ حضرت علیؓ ثابت ہے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ثابت ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جنگ قریظہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ کو میرے لیے جمع کر دیا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ آپ راہ خدا میں تلوار سونتنے والے پہلے شخص ہیں یہ مکہ کا واقعہ ہے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو آپ تلوار سونتتے ہوئے آئے حتیٰ کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اور تلوار کو میان میں کر لیا۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ان چھ اشخاص میں سے ہیں جن سے وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ راضی تھے' آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نہایت اچھی صحبت اٹھائی اور آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد تھے کیونکہ آپ نے حضرت اسماء بنت الصدیق سے شادی کی تھی اور ان سے آپ کے

Marfat.com

ہاں آپ کا بیٹا عبداللہ پیدا ہوا جو ہجرت کے بعد مسلمانوں کے ہاں پیدا ہونے والا پہلا بچہ تھا اور آپ لوگوں کے ساتھ شام کی طرف مجاہد بن کر گئے اور معرکہ یرموک میں شامل ہوئے اور وہ آپ کی حاضری سے مشرف ہوئے اور آپ نے وہاں بلند ہمتی اور مہارت کے جوہر دکھائے اور رومی فوجوں کی صفوں کو دوبار چیر کر اوّل سے آخر تک چلے گئے' آپ حضرت عثمانؓ کے دفاع کرنے والوں میں شامل تھے اور جب جنگ جمل کا دن آیا تو حضرت علیؓ نے آپ کو ایک حدیث یاد کرائی تو آپ نے جنگ سے رجوع کر لیا اور واپس مدینہ چلے گئے اور احنف بن قیس کی قوم کے پاس سے گذرے۔ جو فریقین سے علیحدہ ہو چکے تھے۔ تو ایک کہنے والے نے جسے احنف کہا جاتا تھا' کہا' اس شخص کا کیا حال ہے اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور جب انہوں نے مڈبھیڑ کی تو یہ اپنے گھر کو واپس ہو گیا ہے؟ اس کے حال سے ہمیں کون آگاہ کرے گا؟ پس عمرو بن جرموز' فضالہ بن حابس اور نفیع نے بنی تمیم کے خواہش پرستوں کی "پارٹی" کے ساتھ آپ کا پیچھا کیا' کہتے ہیں کہ جب وہ آپ سے آملے تو انہوں نے آپ کے خلاف ایک دوسرے سے تعاون کیا حتیٰ کہ آپ کو قتل کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عمرو بن جرموز نے آپ سے مل کر کہا' مجھے آپ سے ایک کام ہے' آپ نے فرمایا قریب ہو جاؤ' حضرت زبیرؓ کے غلام عطیہ نے کہا اس کے پاس ہتھیار ہے آپ نے فرمایا خواہ ہتھیار بھی ہو پس وہ آگے بڑھ کر آپ سے گفتگو کرنے لگا اور وہ نماز کا وقت تھا' حضرت زبیرؓ نے اسے کہا نماز پڑھ لیں اس نے کہا پڑھ لیں' پس حضرت زبیرؓ ان دونوں کو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے تو عمرو بن جرموز نے آپ کو نیزہ مار کر قتل کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عمرو بن جرموز نے آپ کو وادی السباع میں دوپہر کے وقت سوئے ہوئے پایا تو آپ پر حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا اور یہ قول زیادہ مشہور ہے' اور آپ کی بیوی حضرت عاتکہؓ بنت زید بن عمرو بن نفیل کے اشعار اس کی شہادت دیتے ہیں آپ نے سب سے آخر میں ان سے نکاح کیا اور آپ سے پہلے یہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کے نکاح میں تھیں وہ انہیں چھوڑ کر قتل ہو گئے تو انہوں نے ایک زبردست مفہوم کا قصیدہ کہا آپ کہتی ہیں۔

"ابن جرموز نے جنگ کے روز بہادر سوار سے خیانت کی ہے اور وہ روشن رو اور قوی تھا' اے عمرو! اگر تو اسے بیدار کرتا تو تو اسے لرزتے دل اور لرزتے ہاتھ والا نہ پاتا' اگر تو باقی رہنے والوں اور صبح وشام آنے جانے والوں میں سے اس جیسے شخص پر غالب آ جائے تو تیری ماں تجھے کھو دے کتنی ہی سختیوں میں وہ گھس گیا اور اے سانپ کی چھتری کے بیٹے ان سے تیرے حملے نے اسے نہیں روکا میرے رب کی قسم تو نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے اور تجھ پر قتل عمد کرنے والے کی سزا نازل ہو گی"۔

اور جب عمرو بن جرموز نے آپ کو قتل کیا تو آپ کا سر کاٹ کر اسے حضرت علیؓ کے پاس لے گیا اور اس نے خیال کیا کہ اس کی وجہ سے اسے آپ کے ہاں مرتبہ حاصل ہو گا' اس نے اجازت طلب کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا اسے اجازت نہ دو اور اسے دوزخ کی بشارت دو' اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی بشارت دے دو۔ ابن جرموز داخل ہوا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار اس کے پاس تھی' حضرت علیؓ نے فرمایا اس تلوار نے کئی دفعہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے غم کو دور کیا ہے' بیان کیا جاتا ہے کہ جب عمرو بن جرموز نے یہ بات سنی تو خودکشی کر لی' اور بعض کا قول ہے کہ وہ حضرت مصعب بن زبیرؓ کے عراق پر امیر بننے تک زندہ رہا اور اس نے آپ سے روپوشی اختیار کر لی' حضرت مصعبؓ سے کہا گیا کہ ابن جرموز یہاں روپوش ہے' کیا آپ کو اس کی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا اسے حکم دو کہ وہ ظاہر ہو جائے وہ امن

Marfat.com

میں ہے' خدا کی قسم میں اس سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کا نہیں وہ اس بات سے بہت حقیر ہے کہ میں اسے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ہم پایا قرار دوں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بہت مال دار اور بہت زیادہ صدقات دینے والے تھے اور جب جنگ جمل ہوئی تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وصی بنایا اور جب آپ قتل ہوئے تو انہوں نے آپ پر دو کروڑ دو لاکھ قرض پایا اور انہوں نے آپ کی طرف سے اسے پورا کر دیا اور اس کے بعد ان کے مال کا ۱/۳ حصہ نکالا جس کی انہوں نے وصیت کی تھی' پھر اس کے بعد ترکہ تقسیم کیا گیا تو آپ کی چار بیویوں میں سے ہر ایک بیوی کو آٹھویں حصے کا چوتھائی حصہ ایک کروڑ دو لاکھ درہم ملا' اس لحاظ سے وارثوں پر جو مجموعی رقم تقسیم کی گئی وہ ۳۸ کروڑ چار لاکھ تھی اور وصیت کردہ تیسرا حصہ ۱۹ کروڑ دو لاکھ تھا اور یہ سب کا سب ۵۷ کروڑ چھ لاکھ بنتا ہے اور اس سے قبل جو قرض نکالا گیا تھا وہ دو کروڑ دو لاکھ تھا' اس لحاظ سے آپ نے جو قرض وصیت اور میراث چھوڑی وہ سب کی سب ۵۹ کروڑ آٹھ لاکھ بنتی ہے اور ہم نے اس سے اس لیے آگاہ کیا ہے کہ بخاری میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس میں اعتراض پایا جاتا ہے' اسے سمجھنا چاہیے۔

اور آپ نے یہ مال' کثیر صدقات اور بہت سے پسندیدہ افعال کے بعد جہاد کی غنیمت اور خمس کے خمس سے جو آپ کی والدہ سے خاص تھا اور جائز تجارت سے جمع کیا' کہتے ہیں کہ آپ کے ایک ہزار غلام تھے جو آپ کو ٹیکس دیتے تھے اور بسا اوقات آپ ان کے تمام ٹیکس کو صدقہ کر دیتے تھے' آپ ۱۰/ جمادی الآخرۃ ۳۶ھ کو جمعرات کے روز چھیاسٹھ یا سرسٹھ سال کی عمر میں قتل ہوئے' آپ گندم گوں' میانہ قد' متوسط جسم اور ہلکی داڑھی والے شخص تھے۔

اس سال یعنی ۳۶ھ میں:

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے دیار مصر کی نیابت پر حضرت قیس بن سعدؓ بن عبادہ کو مقرر کیا اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اس کی نیابت پر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ مقرر تھے اور جب مصری خوارج کی پارٹیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف گئیں تو جس شخص نے انہیں عبداللہ بن سباء المعروف بابن السوداء کے ساتھ تیار کر کے بھیجا وہ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ تھا اور جب یمامہ میں اس کے والد قتل ہو گئے تو انہوں نے اس کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تو آپ نے اس کی کفالت کی اور اس کی اپنی گود اور گھر میں پرورش کی اور اس کے ساتھ بہت حسن سلوک کیا اور اس نے زہد و عبادت میں نشوونما پائی اور اس نے حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا کہ اسے کسی عملداری کا والی مقرر کر دیں آپ نے اسے کہا' جب تو اس کا اہل ہو جائے گا تو میں تجھے والی بنا دوں گا' پس اس نے اپنے دل میں حضرت عثمانؓ کے متعلق غصہ رکھا اور حضرت عثمانؓ سے جنگ پر جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے اجازت دے دی' پس یہ دیار مصر میں چلا گیا اور اس کے امیر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۃ الصواری میں شامل ہوا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیب گیری کرنے لگا اور اس بارے میں محمد بن ابی بکر نے اس کی مدد کی اور حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ان دونوں کی شکایت لکھ بھیجی' مگر حضرت عثمانؓ نے ان کی پرواہ نہ کی اور محمد بن ابی حذیفہ کی مسلسل یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ وہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور جب اسے پتہ چلا کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا ہے تو اس نے بزور قوت دیار مصر پر قبضہ کر لیا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو وہاں

Marfat.com

سے نکال دیا اور وہاں لوگوں کو نماز پڑھائی اور حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ آپ کو امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے قتل کی اطلاع مل گئی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا' اور انہیں یہ بھی پتہ چل گیا کہ حضرت علیؓ نے مصر کی عمارت کے لیے حضرت قیسؓ بن سعد بن عبادہ کو بھیجا ہے تو وہ محمد بن ابی حذیفہ کی مصیبت پر خوش ہوئے کیونکہ وہ دیار مصر کی حکومت کو ایک سال تک نہ بچا سکے اور حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے شام جا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیار مصر میں اپنے ساتھ ہونے والے سلوک کی اطلاع دی اور یہ کہ محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پر غلبہ پالیا ہے' پس حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ اسے مصر سے نکالنے کے لیے چل پڑے کیونکہ وہ قاتلین عثمان کا بڑا مددگار تھا حالانکہ حضرت عثمانؓ نے اس کی کفالت اور پرورش کی تھی اور اس سے حسن سلوک کیا تھا' پس ان دونوں نے مصر میں داخل ہونے کے لیے اس سے ٹکراؤ کیا مگر داخل نہ ہو سکے اور مسلسل سے دھوکہ دیتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ ایک ہزار پیادوں کے ساتھ عریش کی طرف نکلا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے آ کر اس پر منجنیق نصب کر دی' حتیٰ کہ آپ اپنے تیس اصحاب کے ساتھ اترے جو قتل ہو گئے' یہ بیان محمد بن جریر کا ہے۔ پھر حضرت قیس بن سعد' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی بن کر مصر کی طرف روانہ ہوئے اور سات آدمیوں کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھ کر انہیں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا خط سنایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اللہ کے بندے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان مومنین اور مسلمین کی جانب جن تک میرا یہ خط پہنچے۔ السلام علیکم' میں اس خدا کا بہت شکر ادا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد! اللہ تعالیٰ نے اپنی بہترین تدبیر اور اندازے سے اپنے لیے اور اپنے ملائکہ اور رُسل کے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنے رسولوں کو اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے اور اپنی مخلوق میں سے منتخب بندوں کو اس سے خاص کیا ہے اور اس امت کو بھی اس سے سرفراز فرمایا ہے اور خاص طور پر انہیں یہ فضیلت بھی دی ہے کہ محمد ﷺ کو انہیں کتاب و حکمت اور فرائض و سنن کی تعلیم دینے کے لیے مبعوث فرمایا ہے تا کہ وہ ہدایت پائیں اور انہیں جمع کیا ہے تا کہ وہ متفرق نہ ہو جائیں اور ان کو پاک کیا ہے تا کہ وہ پاکیزہ ہو جائیں اور ان کی اصلاح کی ہے تا کہ وہ ظلم نہ کریں اور جب آپ نے یہ کام کر لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی' پھر ان کے بعد مسلمانوں نے دو صالح امیروں کو قائم مقام مقرر کیا جنہوں نے کتاب پر عمل کیا اور حسن سیرت کو اختیار کیا اور سنت سے تجاوز نہ کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو وفات دے دی اللہ ان دونوں پر رحم فرمائے پھر ان دونوں کے بعد ایک شخص حاکم بنا جس نے بدعتیں پیدا کیں اور امت نے اس پر اعتراض کیے پھر انہوں نے ملامت کی اور غصے ہو گئے اور غیرت کھائی پھر انہوں نے میرے پاس آ کر میری بیعت کر لی' پس میں اللہ سے اس کی ہدایت مانگتا ہوں اور تقویٰ پر اس کی مدد مانگتا ہوں' آگاہ رہو تمہاری طرف سے ہم پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنا واجب ہے اور ہم پر اس کے حق کو قائم کرنا اور در پردہ تمہاری خیر خواہی کرنا واجب ہے والله المستعان و حسبنا الله و نعم الوكيل اور میں نے قیس بن سعد بن عبادہ کو آپ کی طرف بھیجا ہے' پس ان کی مدد کرو اور اس کی حفاظت کرو اور حق پر

Marfat.com

اس کی مدد کرو اور میں نے اسے تمہارے محسن کے ساتھ احسان کرنے اور تم کو پریشان کرنے والے کے ساتھ سختی کرنے اور تمہارے عوام وخواص کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں اس کی ہدایت سے راضی ہوں اور اس کی صلاح اور خیر خواہی کی امید رکھتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے پاکیزہ عمل، ثواب جزیل اور وسیع رحمت کی دعا کرتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کاتب عبداللہ بن ابی رافع صفر ۳۶ھ

راوی بیان کرتا ہے پھر قیس بن سعدؓ نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کی دعوت دی پس لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے آپ کی بیعت کی اور خربتا بستی کے سوا بلاد مصر نے ٹھیک طور پر آپ کی بیعت کر لی' اس بستی میں کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے قتل کو بڑی اہمیت دی۔ اور وہ سرکردہ اور بڑے لوگ تھے اور تقریباً دس ہزار کی تعداد میں تھے جن کا لیڈر یزید بن الحارث المدلجی تھا۔ انہوں نے قیس بن سعد کی طرف پیغام بھیجا اور اس نے ان سے صلح کر لی' اور اسی طرح مسلمہ بن مدلج انصاری نے بیعت سے تاخر کیا تو قیس بن سعد نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے صلح کر لی' پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے لکھا۔ اور سارے شام میں ان کی حکومت بلاد روم کی انتہا تک مضبوط ہو چکی تھی اور سواحل اور جزیرہ قبرص اور جزیرہ کے بعض شہر جیسے الرھا حران اور قرقیسا وغیرہ بھی ان کی حکومت کے ماتحت تھے اور عثمانیہ میں سے جو لوگ جنگ جمل کے روز بھاگ گئے تھے انہوں نے بھی ان شہروں میں پناہ لے لی تھی' اور اشتر نے حضرت معاویہؓ کے نائبین سے ان شہروں کو چھیننے کا ارادہ کیا تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا تو اشتر بھاگ گیا اور ان شہروں پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور انہوں نے قیس بن سعد کو حضرت عثمانؓ کے خون کے مطالبہ کی ذمہ داری لینے اور جو کچھ وہ اس بارے میں کر رہے ہیں اس میں مددگار بننے کے لیے خط لکھا اور ان سے وعدہ کیا کہ جب ان کی حکومت کی تکمیل ہو جائے گی تو جب تک وہ بادشاہ رہیں گے وہ عراقین پر ان کے نائب ہوں گے اور جب قیس کو خط ملا۔ اور قیس ایک دانا آدمی تھے۔ انہوں نے نہ ان کی مخالفت کی اور نہ ان سے موافقت کی بلکہ اس معاملے میں انہیں ملاطفت کا خط بھیجا اس لیے کہ وہ حضرت علیؓ سے دور اور بلاد شام سے قریب تھے علاوہ ازیں حضرت معاویہؓ کے پاس فوجیں بھی تھیں' پس قیس نے ان سے مصالحت کر لی لیکن جس بات کی طرف انہوں نے دعوت دی اس کے بارے میں نہ ان سے جنگ کی اور نہ ان سے موافقت کی' تو حضرت معاویہؓ نے انہیں لکھا کہ آپ مجھ سے ٹال مٹول کرنے اور دھوکہ دینے کی گنجائش نہیں پائیں گے اور مجھے ضرور معلوم ہو جائے گا کہ آپ صلح جو ہیں یا دشمن ہیں۔ اور حضرت معاویہؓ بھی اسی طرح دانا آدمی تھے۔ تو انہوں نے جو رائے قائم کی تھی انہیں لکھ بھیجی کہ۔ میں حضرت علیؓ کے ساتھ ہوں اور وہ آپ سے امارت کے زیادہ حق دار ہیں اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خط ملا تو وہ آپ سے مایوس ہو گئے اور رجوع کر لیا' پھر بعض شامیوں نے مشہور کر دیا کہ قیس بن سعد ان سے خفیہ خط و کتابت کرتے ہیں اور اہل عراق کے معاملے میں ان کی مدد کرتے ہیں' اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ ان کی جانب سے ایک جھوٹا خط آیا کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے اللہ تعالیٰ ہی اس کی صحت کے بارے میں بہتر جانتا ہے' اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس امر کا پتہ چلا تو آپ نے انہیں خربتا بستی کے ان لوگوں سے جنگ کرنے کے متعلق

Marfat.com

خط لکھا جنہوں نے بیعت سے تخلف کیا تھا' انہوں نے معذرت کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھیجی کہ ان کی تعداد بہت ہے اور وہ سرکردہ لوگ ہیں نیز آپ کو لکھا کہ اگر آپ نے میری آزمائش کرنے کے لیے مجھے یہ حکم دیا ہے تو آپ نے مجھ پر شک کیا ہے۔ پس اپنی مصر کی عملداری پر میرے سوا کسی اور آدمی کو بھیج دیجیے' تو حضرت علیؓ نے مصر کی امارت پر اشتر نخعی کو بھیج دیا' اشتر نخعی مصر کی طرف روانہ ہو گیا اور جب وہ قلزم پہنچا تو اس نے شہد کا مشروب پیا جو اس کی موت کا موجب بن گیا اور جب اہل شام کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا بلاشبہ اللہ کے شہد کے بھی لشکر ہیں اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اشتر کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کی امارت پر بھیج دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے جو زیادہ صحیح ہے کہ حضرت علیؓ نے قیس بن سعدؓ کے بعد محمد بن ابی بکر کو حاکم مقرر کیا اور قیس مدینہ کی طرف کوچ کر گیا پھر وہ اور سہل بن حنیف سوار ہو کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور قیس بن سعدؓ نے آپ کے پاس معذرت کی تو حضرت علیؓ نے ان کی معذرت کو قبول کیا اور یہ دونوں آپ کے ساتھ صفین میں شامل ہوئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور محمد بن ابی بکر مصر میں مسلسل حکمران رہے اور دیار مصر کو ڈانٹتے رہے یہاں تک کہ صفین کا معرکہ ہوا۔

اور اہل مصر کو حضرت معاویہؓ اور ان کے شامی ساتھیوں کے متعلق جو اہل عراق سے برسرپیکار تھے اطلاع ملی کہ وہ تحکیم کی طرف آ گئے ہیں' تو اہل مصر نے محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق لالچ کیا اور اس پر جرأت کی اور اس سے کھلم کھلا دشمنی کی اور اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کی ذمہ داری لینے پر حضرت معاویہ کی بیعت کر لی تھی اور جب انہوں نے حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کا ارادہ کیا تھا تو یہ مدینہ سے باہر چلے گئے تھے تاکہ آپ ان کی موت پر موجود نہ ہوں۔ علاوہ ازیں آپ حضرت عثمانؓ سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ آپ نے انہیں دیار مصر سے معزول کر کے ان کی بجائے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو وہاں کا والی مقرر کر دیا تھا۔ پس یہ غصے کے باعث مدینہ سے چلے گئے اور اردن کے قریب اتر پڑے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو انہوں نے حضرت معاویہؓ کے پاس جا کر ان کی بیعت کر لی' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

Marfat.com

باب:

اہل عراق اور اہل شام کے درمیان معرکہ صفین

قبل ازیں وہ روایت بیان ہو چکی ہے جسے امام احمد نے عن اسماعیل بن علیہ عن ایوب عن محمد بن سیرین بیان کیا ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ فتنہ بھڑک اٹھے گا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب دسیوں ہزار ہوں گے اور ان میں سے ایک سو بھی اس میں حاضر نہ ہوں گے بلکہ وہ تیس تک بھی نہ پہنچیں گے۔ نیز امام احمد نے بیان کیا ہے کہ امیہ بن خلد نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے شعبہ سے کہا کہ ابو شیبہ نے الحکم سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کی ہے کہ صفین میں اہل بدر میں سے ستر آدمی شامل ہوئے تھے انہوں نے کہا ابو شیبہ نے جھوٹ بولا ہے' خدا کی قسم اس بارے میں الحکم نے ہم سے گفتگو کی ہے' پس ہم نے اہل بدر میں سے حضرت خزیمہ بن ثابت کے سوا کسی کو صفین میں شامل نہیں پایا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ صفین میں اہل بدر میں سے حضرت سہل بن حنیفؓ اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ شامل ہوئے تھے' یہ بات ہمارے شیخ علامہ ابن تیمیہؒ نے کتاب الرد علی الرافضۃ میں بیان کی ہے۔ اور ابن بطہ نے اپنے اسناد سے بحوالہ بکیر بن الاشج روایت کی ہے' انہوں نے بیان کیا ہے کہ بلاشبہ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد کچھ اہل بدر اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور وہ صرف اپنے قبور کی طرف جانے کے لیے ہی باہر نکلے۔

اور حضرت علیؓ بن ابی طالب جب جنگ جمل سے فارغ ہوئے تو بصرہ آ گئے اور جب حضرت عائشہؓ نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان کی مشایعت کی اور بصرہ سے کوفہ کی طرف گئے ابوالکنود عبدالرحمٰن بن عبید کا بیان ہے کہ آپ ۱۲/ رجب ۳۶ھ کو سوموار کے روز کوفہ میں داخل ہوئے' آپ سے کہا گیا کہ آپ قصر ابیض میں فروکش ہوں' آپ نے فرمایا بلاشبہ حضرت عمر بن الخطابؓ اس میں فروکش ہونے کو ناپسند کرتے تھے اس لیے میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں' پس آپ الرحبہ میں اترے اور جامع اعظم میں دو رکعت نماز پڑھی پھر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں نیکی کی ترغیب دی اور برائی سے منع کیا اور اپنی اس تقریر میں اہل کوفہ کی تعریف کی پھر آپ نے حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا۔ جو بالترتیب حضرت عثمانؓ کے زمانے سے ہمدان اور آذربائیجان کی نیابت پر تھے۔ کہ وہ وہاں کی رعایا سے بیعت لیں پھر ان کے پاس آئیں ان دونوں نے ایسے ہی کیا اور جب حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو اپنی بیعت کی دعوت دینے کے لیے آدمی بھیجنا چاہا تو جریر بن عبداللہ نے کہا یا امیر المومنین میں ان کے پاس جاتا ہوں بلاشبہ میرے اور ان کے درمیان محبت پائی جاتی ہے اور میں آپ کے لیے ان سے بیعت لوں گا' اشتر نے کہا یا امیر المومنین اسے نہ بھیجیں مجھے خدشہ ہے کہ اس کی مرضی ان کے ساتھ ہوگی' حضرت علیؓ نے کہا اسے چھوڑ دو اور آپ نے ان کے ہاتھ ایک خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا جس میں انہیں بتایا کہ انصار و مہاجرین نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا ہے اور جنگ جمل کا حال بھی انہیں بتایا اور انہیں اس بات میں شامل ہونے کی دعوت دی جس میں لوگ شامل ہوئے تھے اور جب جریر بن عبداللہ ان کے پاس پہنچے اور انہیں خط دیا تو حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ اور رؤسائے شام کو طلب کیا اور ان سے مشورہ لیا تو انہوں

Marfat.com

نے کہا جب تک وہ قاتلین عثمان کو قتل نہ کریں وہ ان کی بیعت نہیں کریں گے یا وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے سپرد کر دیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ ان سے جنگ کریں گے اور جب تک وہ قاتلین عثمان کو قتل نہ کریں وہ ان کی بیعت نہیں کریں گے' حضرت جریر نے واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ باتیں بتائیں جو انہوں نے کہی تھیں' اشتر نے کہا' یا امیر المومنین کیا میں نے آپ کو جریر کے بھیجنے سے نہیں روکا تھا؟ اگر آپ مجھے بھیجتے تو حضرت معاویہؓ جو دروازہ کھولتے میں اسے بند کر دیتا' جریر نے اسے کہا' اگر تو وہاں ہوتا تو وہ خون عثمانؓ کے بدلہ میں تجھے قتل کر دیتے۔ اشتر نے کہا' خدا کی قسم اگر آپ مجھے بھیجتے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب مجھے فکر مند نہ کرتا اور میں غور و فکر میں ان سے سبقت کر جاتا اور اگر آپ میری بات مانتے تو تمہیں اور تمہارے جیسے آدمیوں کو قید کر دیتے یہاں تک کہ اس امت کا معاملہ ٹھیک ہو جاتا' حضرت جریر غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور قرقیسیا میں اقامت اختیار کر لی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر وہ باتیں بتائیں جو آپ نے کہی تھیں اور جو آپ سے کہی گئی تھیں' حضرت معاویہؓ نے انہیں اپنے پاس آنے کا حکم لکھ بھیجا' اور امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کوفہ سے شام جانے کے ارادے سے نکلے اور آپ نے نخیلہ مقام پر پڑاؤ کیا اور کوفہ پر ابو مسعود عقبہ بن عامر البدری الانصاری کو نائب مقرر کیا اور ایک جماعت نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ کوفہ میں قیام کریں اور فوجوں کو بھیج دیں اور دوسرے لوگوں نے آپ کو بنفس نفیس ان کے ساتھ جانے کا مشورہ دیا اور حضرت معاویہؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ بنفس نفیس نکل پڑے ہیں تو انہوں نے حضرت عمروؓ بن العاص سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپ سے کہا آپ بھی بنفس نفیس نکلیں اور حضرت عمروؓ بن العاص نے لوگوں میں کھڑے ہو کر کہا' اہل کوفہ و بصرہ کے بہادر سردار جنگِ جمل کے روز فنا ہو چکے ہیں اور حضرت علیؓ کے ساتھ قاتلین کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی ہے اور حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو چکے ہیں' پس اللہ ہی تمہارے حق کا محافظ ہے کہ تم اسے ضائع نہ کر دو اور تمہارے خون کا بھی محافظ ہے کہ تم اسے بے قصاص نہ چھوڑ دو اور انہوں نے شامی فوجوں کو لکھا اور وہ آ گئیں اور امراء کے جھنڈے باندھے گئے اور اہل شام تیار ہو گئے اور صفین کی جانب سے فرات کی طرف چلے گئے۔ جہاں سے حضرت علیؓ نے آنا تھا۔ اور حضرت علیؓ فوجوں کے ساتھ نخیلہ سے ارض شام جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے' ابو اسرائیل نے بحوالہ الحکم بن عیینہ بیان کیا ہے کہ آپ کی فوج میں ۸۰ بدری اور ۱۵۰ شجرہ کے نیچے بیعت کرنے والے شامل تھے' اسے ابن دیزیل نے روایت کیا ہے اور راستے میں آپ ایک راہب کے پاس سے گذرے' اس کے واقعہ کا ذکر حسین بن دیزیل نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے' جسے اس نے عن یحییٰ بن عبداللہ الکرابیسی عن نصر بن مزاحم عن عمر بن سعد بیان کیا ہے کہ مسلم الاعور نے بحوالہ حبۃ العرنی مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت علیؓ رقہ آئے تو فرات کے کنارے ایک جگہ اترے جسے البلیخ کہا جاتا تھا تو ایک راہب اپنے گرجا سے نکل کر آپ کے پاس آیا اور اس نے حضرت علیؓ سے کہا ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس کے ہم اپنے آباء سے وارث ہوئے ہیں اور اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے لکھا ہے' کیا میں اسے آپ کے سامنے پیش کروں؟ حضرت علیؓ نے کہا ہاں تو راہب نے اس کتاب کو پڑھا:

ان رحمان و رحیم خدا کے نام کے ساتھ جس نے جو فیصلہ کرنا تھا' کیا اور جو لکھنا تھا لکھا' وہ امیوں میں ان میں سے ایک رسول بھیجنے والا ہے جو ان کو کتاب و حکمت سکھائے گا اور انہیں پاک کرے گا اور خدا کی راہ انہیں دکھائے گا' وہ بد خلق اور

Marfat.com

سخت کلام نہ ہوگا اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا ہوگا اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دے گا بلکہ معاف اور درگذر کرے گا' اس کی امت وہ بہت تعریف کرنے والے لوگ ہیں جو ہر بلندی پر اللہ کی تعریف کریں گے اور ہر نشیب و فراز میں ان کی زبانیں تحلیل و تکبیر کے ساتھ رواں ہوں گی اور اللہ پر دشمنی رکھنے والے پر اسے فتح دے گا اور جب اللہ تعالیٰ اس کو وفات دے گا تو اس کی امت میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور وہ مجتمع ہو جائے گی اور جب تک اللہ چاہے گا مجتمع رہے گی پھر اس میں اختلاف پیدا ہو جائے گا پھر اس کی امت کا ایک شخص اس فرات کے کنارے سے گزرے گا اور وہ نہی عن المنکر کرے گا اور حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور فیصلہ میں عاجز نہ ہوگا' دنیا اس کے نزدیک راکھ سے بھی حقیر تر ہوگی یا اس نے کہا کہ اس روز کی مٹی سے بھی جس میں تیز ہوا چلتی ہے اور موت اس کے نزدیک پانی پینے سے بھی حقیر تر ہوگی' وہ پوشیدگی میں اللہ سے خائف ہوگا اور ظاہر میں خیر خواہی کرے گا اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خائف نہ ہوگا' پس اہل بلاد میں سے جو شخص اس نبی کو پائے وہ اس پر ایمان لائے اور اس کا ثواب میری رضامندی اور جنت ہوگا' اور جو اس صالح آدمی کو پائے وہ اس کی مدد کرے بلاشبہ اس کے ساتھ قتل ہونا شہادت ہے''۔

پھر اس نے حضرت علیؓ سے کہا' میں آپ کے ساتھ رہوں گا اور آپ سے جدا نہ ہوں گا حتیٰ کہ مجھے بھی وہ مصیبت پہنچے جو آپ کو پہنچی ہے' پس حضرت علیؓ رو پڑے پھر فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے ہاں بھولا بسرا نہیں بنایا اور اس خدا کا شکر ہے جس نے اپنے ہاں ابرار کی کتب میں میرا ذکر کیا ہے' پس راہب آپ کے ساتھ چلا گیا اور مسلمان ہو گیا اور حضرت علیؓ کے ساتھ رہا حتیٰ کہ جنگ صفین کے روز مارا گیا اور جب لوگ اپنے مقتولین کی تلاش میں نکلے تو حضرت علیؓ نے فرمایا اس راہب کو تلاش کرو' تو انہوں نے اسے مقتول پایا اور جب انہوں نے اسے پالیا تو حضرت علیؓ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کیا اور اس کے لیے بخشش مانگی۔

اور حضرت علیؓ نے اپنے آگے آٹھ ہزار کے ہراول دستے میں زیاد بن النضر الحارثی کو بھیجا اور شریح بن ہانی بھی چار ہزار فوج سمیت اس کے ساتھ تھا' پس وہ آپ کے آگے آگے ایک ایسے راستے پر چلے جو آپ کے راستے سے الگ تھا اور حضرت علیؓ نے آکر دجلہ کو منبج کے پل سے پار کیا اور دونوں ہراول چل پڑے اور انہیں اطلاع ملی کہ حضرت معاویہؓ اہل شام کے ساتھ امیر المومنین علی سے جنگ کرنے آئے ہیں تو انہوں نے حضرت معاویہؓ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے مقابلہ میں اپنی قلت تعداد سے خوف زدہ ہو گئے اور اپنے راستے سے ہٹ گئے اور عانات سے دریا عبور کرنے آئے تو اہل عانات نے ان کو روکا اور انہوں نے چل کر ہیت سے دریا کو پار کیا اور پھر حضرت علیؓ کے ساتھ مل گئے۔ آپ ان سے آگے نکل گئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہراول دستہ میرے پیچھے آرہا ہے؟ تو ان کے ساتھ جو واقعہ ہوا تھا اس کا عذر آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے ان کے عذر کو قبول کیا پھر فرات عبور کرنے کے بعد آپ نے حضرت معاویہؓ کے مقابلہ میں ان کو اپنے آگے کیا تو ابوالاعور عمرو بن سفیان سلمی نے اہل شام کے ہراول کے ساتھ ان سے مڈبھیڑ کی تو وہ کھڑے ہو گئے اور اہل عراق کے ہراول کے امیر زیاد بن النضر نے انہیں بیعت کی دعوت دی تو انہوں نے اسے کوئی جواب نہ دیا اس نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھی تو حضرت علیؓ نے ان کی طرف اشترنخعی کو امیر بنا کر بھیجا جس کے میمنہ پر زیاد اور میسرہ پر شریح امیر تھے اور آپ نے اسے حکم دیا کہ جب تک وہ تمہارے ساتھ جنگ کی پہل نہ کریں ان سے

Marfat.com

کرنے میں پہل نہیں کرنی' بلکہ بار بار انہیں بیعت کی دعوت دو اور اگر وہ انکار کریں تو ان سے جنگ نہ کرو جب تک وہ تم سے جنگ نہ کریں اور نہ جنگ کے خواہش مند کی طرح ان سے قریب ہو اور نہ مردوں سے ڈرنے والے کی طرح ان سے دور ہو جاؤ بلکہ ان سے مستقل مزاج رہو حتیٰ کہ وہ تیرے پاس آ جائیں اور میں ان شاء اللہ دھیرے دھیرے تمہارے پیچھے آ رہا ہوں' پس وہ اس روز ایک دوسرے سے رُکے رہے اور جب دن کا پچھلا پہر ہوا تو ابوالاعور سلمی نے ان پر حملہ کر دیا اور الحارث بن جہمان جعفی کے ہاتھ آپ نے ہر اوّل کی امارت کا خط بھی بھیجا اور جب اشتر ہراوّل کا امیر بن کر آیا تو تو اس نے حضرت علیؓ کے حکم کی پابندی کی' پس وہ اور حضرت معاویہ کا ہراوّل جس کا امیر ابوالاعور سلمی تھا ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور وہ اس کے سامنے ڈٹے رہے اور وہ بھی ان کے مقابلہ میں کچھ وقت کھڑے رہے پھر شام کے وقت اہل شام واپس چلے گئے' اور جب دوسرا دن ہوا تو وہ ایک دوسرے کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو گئے اور اشتر نے حملہ کر کے عبداللہ بن المنذر رتنوخی کو قتل کر دیا۔ جو اہل شام کے سواروں میں سے تھا۔ اسے ایک عراقی نے قتل کر دیا جسے ظبیان بن عمارۃ تمیمی کہا جاتا تھا' اس موقع پر ابوالاعور اور اس کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر دیا وہ ان کی طرف بڑھے تو اشتر نے ابوالاعور کو دعوت مبارزت دی تو ابوالاعور نے اسے کوئی جواب نہ دیا' گویا اس نے اسے اپنا مدمقابل نہ سمجھا۔ واللہ اعلم

اور دوسرے روز بھی رات آ جانے پر لوگ جنگ کرنے سے رکے رہے اور جب تیسرے دن کی صبح ہوئی تو حضرت علیؓ اپنی فوجوں کے ساتھ آ گئے اور حضرت معاویہؓ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ آ گئے اور دونوں فریق ایک دوسرے کے بالمقابل ہو گئے اور انہوں نے صفین کے مقام پر طویل قیام کیا یہ اوائل ذوالحجہ کا واقعہ ہے پھر حضرت علیؓ نے ایک طرف ہو کر اپنی فوج کے لیے اترنے کی جگہ تلاش کی اور حضرت معاویہؓ اپنی فوج کے ساتھ سبقت کر کے پانی کے گھاٹ پر ہموار اور کھلی جگہ پر اتر گئے اور جب حضرت علیؓ پانی سے دور جگہ اترے تو اہل عراق جلدی سے آئے تا کہ پانی پر پہنچ جائیں' تو اہل شام نے انہیں روکا اور اس وجہ سے ان کے درمیان جنگ ہو گئی اور حضرت معاویہؓ نے گھاٹ پر ابوالاعور سلمی کو مقرر کر دیا اور اس کے سوا وہاں کوئی گھاٹ نہ تھا' حضرت علیؓ کے اصحاب کو شدید پیاس لگی تو حضرت علیؓ نے اشعث بن قیس کندی کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ وہ پانی تک پہنچیں تو انہیں لوگوں نے ان کو روکا اور کہا جس طرح تم نے حضرت عثمانؓ سے پانی روکا تھا اسی طرح پیاس سے مرو' پھر انہوں نے کچھ وقت ایک دوسرے پر تیر اندازی کی' پھر کچھ وقت باہم نیزہ زنی کی پھر اس کے بعد انہوں نے شمشیر زنی کی اور ہر پارٹی نے اپنی پارٹی کی مدد کی' حتیٰ کہ عراقیوں کی جانب سے اشتر نخعی اور شامیوں کی جانب سے حضرت عمروؓ بن العاص آ گئے اور ان کے درمیان شدید رن پڑا اور ایک عراقی عبیداللہ بن عوف بن الاحمر ازدی نے جنگ کرتے ہوئے کہا:

"ہمارے لیے فرات کا رواں پانی چھوڑ دو یا جرار لشکر کے ساتھ ثابت قدم رہو ہر سردار کے لیے جو اپنے نیزے کے ساتھ نیزہ زنی کرنے والا اور پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا اور دشمنوں کی کھوپڑیوں پر بہت ضرب لگانے والا اور غارت کرنے موجیں مارنے والا گھاٹ ہے"۔

پھر عراقی مسلسل شامیوں کو پانی سے ہٹاتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو اس سے دور کر دیا اور ان کے اور اس کے درمیان حائل نہ ہوئے پھر انہوں نے گھاٹ پر آنے کے متعلق صلح کر لی حتیٰ کہ وہ اس گھاٹ پر ایک دوسرے پر تنگی کرنے لگے اور کوئی شخص کسی

Marfat.com

سے بات نہ کرتا تھا وہ اس کے ورے اٹھے ہوئے نیزوں' سونتی ہوئی شمشیروں' سوفار میں لگے تیروں اور تانت کسی کمانوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور حضرت علیؓ کے اصحاب نے آ کر حضرت علیؓ کے پاس شکایت کی تو آپ نے حضرت صعصعہ بن صوحان کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں کہے کہ ہم آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے روکنے کے لیے آئے ہیں تا کہ تم پر حجت قائم کر دیں اور آپ نے اپنے ہراول کو ہمارے پاس بھیج دیا ہے پس قبل اس کے کہ ہم آپ سے جنگ کا آغاز کرتے آپ نے ہم سے جنگ کی ہے پھر دوسری بات یہ کہ انہوں نے ہم کو پانی سے روک دیا ہے اور جب حضرت معاویہؓ کو یہ اطلاع ملی تو حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے کہا' وہ کیا چاہتے ہیں؟ عمرو نے کہا' ان کے اور پانی کے درمیان حائل نہ ہو اور یہ کوئی انصاف کی بات نہیں کہ ہم سیراب ہوں اور وہ پیاسے ہوں' اور ولید نے کہا چھوڑو انہیں وہ بھی اس پیاس کا مزہ چکھیں جس کا مزہ انہوں نے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو اس وقت چکھایا ہے جب انہوں نے ان کے گھر میں ان کا محاصرہ کیا تھا اور ان سے پاک پانی اور کھانا چالیس روز تک روک دیا تھا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے کہا' رات تک ان سے پانی روکے رکھو شاید وہ اپنے شہروں کی طرف واپس چلے جائیں حضرت معاویہؓ نے سکوت اختیار کیا تو صعصعہ بن صوحان نے آپ سے کہا' آپ کا جواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے بعد جلد ہی میری رائے آپ تک پہنچ جائے گی اور جب صعصعہ بن صوحان نے واپس آ کر آپ کو اطلاع دی تو سوار اور پیادے روانہ ہو گئے اور وہ مسلسل بڑھتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پانی سے ہٹا دیا اور بزور قوت اس پر آنے سے بھی روک دیا پھر انہوں نے پانی پر آنے کے لیے باہم مصالحت کر لی اور کوئی کسی کو اس سے روکتا نہ تھا اور آپ اس حالت پر دو دن قائم رہے' نہ آپ حضرت معاویہؓ سے خط و کتابت کرتے تھے اور نہ حضرت معاویہؓ آپ سے خط و کتابت کرتے تھے' پھر حضرت علیؓ نے بشیر بن عمرو انصاری' سعید بن قیس ہمدانی اور شبیث بن ربعی سہمی کو بلایا اور فرمایا اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اطاعت اور جماعت کی طرف دعوت دو اور جو وہ تمہیں کہے اسے سنو' پس جب وہ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے محمد بشیر بن عمرو نے ان سے کہا اے معاویہؓ! بلاشبہ دنیا آپ سے الگ ہو جانے والی ہے اور آپ آخرت کی طرف لوٹنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے عمل کا محاسبہ کرنے والا ہے اور جو کچھ آپ کے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اس کا آپ کو بدلہ دینے والا ہے اور میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس امت کی جمعیت کو پریشان نہ کریں اور اس کی خونریزی نہ کریں' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تم نے اپنے آقا کو اس کی وصیت کیوں نہیں کی؟ اس نے آپ کو جواب دیا بلاشبہ میرا آقا اپنے فضل و دین اور سابقیت و قرابت کی وجہ سے اس مخلوق کی امارت کا زیادہ حقدار ہے اور وہ آپ کو اپنی بیعت کی دعوت دیتا ہے بلاشبہ وہ آپ کی دنیا کے بارے میں آپ کے لیے زیادہ سلامت رو اور آپ کی آخرت کے بارے میں آپ کے لیے بہتر ہے حضرت معاویہؓ نے کہا' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون بے قصاص ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ نہیں' خدا کی قسم میں یہ کبھی نہیں کروں گا پھر سعید بن قیس ہمدانی نے بات کرنی چاہی تو شبیث بن ربعی نے اس سے سبقت کر کے اس سے قبل ایسی گفتگو کی جس میں حضرت معاویہؓ کے بارے میں سختی اور درشتی پائی جاتی تھی' پس حضرت معاویہؓ نے اسے ڈانٹا اور اپنے سے معزز شخص کے بارے میں فتویٰ دینے اور اس کے متعلق بغیر علم کے بات کرنے سے روکا۔ پھر آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہوں نے آپ کے سامنے سے انہیں ہٹا دیا اور آپ نے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کا مصمم ارادہ کر لیا جنہیں مظلومانہ طور پر قتل کر دیا گیا تھا اس

Marfat.com

موقع پر ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور حضرت علیؓ نے ہراول دستوں اور امراء کو جنگ کے لیے پیش قدمی کرنے کا حکم دیا اور حضرت علیؓ ہر قوم پر جنگ کا امیر مقرر کرنے لگے اور آپ کے جنگی امراء اشتر نخعی یہ جنگ کے لیے نکلنے والوں کا سب سے بڑا امیر تھا۔ حجر بن عدی، شبیث بن ربعی، خالد بن المعتمر، زیاد بن النضر، زیاد بن حفصہ، سعید بن لیس، معقل بن قیس اور قیس بن سعد تھے اور اسی طرح حضرت معاویہؓ بھی ہر روز جنگ پر ایک امیر کو برانگیختہ کرتے اور آپ کے امراء عبدالرحمٰن بن خالد، ابوالاعور سلمی، حبیب بن مسلم، ذوالکلاع حمیری، عبیداللہ بن عمر بن الخطاب، شرحبیل بن السمط اور حمزہ بن مالک ہمدانی تھے اور بسا اوقات لوگوں نے ایک ہی دن میں دو دفعہ جنگ کی اور یہ واقعہ ذوالحجہ کے پورے مہینے میں ہوا اور اس سال حضرت علیؓ کے حکم سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور جب ذوالحجہ کا مہینہ گزر گیا اور محرم آ گیا تو لوگوں نے ایک دوسرے کو جنگ چھوڑنے کے لیے بلایا، شاید اللہ تعالیٰ ان کے درمیان کسی ایسے امر پر صلح کروا دے جس میں ان کے خون کی حفاظت ہو اس کا ذکر ہم ابھی کریں گے۔

۳۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان دونوں اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ بلاد شام کے مشرق میں فرات کے قریب صفین مقام پر کھڑے تھے اور انہوں نے ذوالحجہ کے مہینے میں ہر روز جنگ کی اور بعض دنوں میں کبھی کبھی انہوں نے دو دفعہ بھی جنگ کی اور ان کے درمیان جنگوں کا ایسا سلسلہ جاری ہو گیا جس کا ذکر باعث طوالت ہو گا، حاصل کلام یہ کہ جب ماہ محرم آیا تو لوگ اس امید پر جنگ سے رُک گئے کہ شاید ان کے درمیان مصالحت ہو جائے جس سے آخر کار لوگوں کے درمیان صلح ہو جائے اور ان کے خون محفوظ ہو جائیں، ابن جریر نے ہشام کے طریق سے بحوالہ ابومخنف مالک روایت کی ہے کہ سعید بن مجاہد طائی نے بحوالہ محل بن خلیفہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عدیؓ بن حاتم، یزید بن قیس الارحبی، شبیث بن ربعی اور زیاد بن حفصہ کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا، اور جب وہ آپ کے پاس گئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو حضرت عدیؓ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا، امابعد، اے معاویہؓ ہم آپ کے پاس آپ کو ایسے امر کی طرف دعوت دینے آئے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ ہم میں اتحاد پیدا کر دے گا اور اس سے خون محفوظ ہو جائیں گے اور راستے پُرامن ہو جائیں گے اور باہمی تعلقات درست ہو جائیں گے، بلاشبہ آپ کا عمزاد سید المسلمین سابقت کے لحاظ سے امت کا افضل آدمی ہے اور اسلام میں شرافت کے لحاظ سے احسن شخص ہے اور لوگوں کی منشاء پوری ہو گئی ہے اور جس رائے کو انہوں نے اختیار کیا ہے اللہ نے ان کی راہنمائی کی ہے اور آپ کے اور آپ کے ساتھی مددگاروں کے سوا اور کوئی شخص باقی نہیں رہا، اے معاویہ رضی اللہ عنہ باز آ جا، اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے اصحاب کو یوم الجمل کی طرح مصیبت نہ ڈالے، حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا گویا آپ دھمکانے آئے ہیں مصلح بن کر نہیں آئے۔

اے عدیؓ خدا کی قسم یہ بہت بعید بات ہے ایسا ہرگز نہیں ہو گا خدا کی قسم میں ابن حرب ہوں، میں حوادث زمانہ سے نہیں گھبراتا اور اے اصل تیرین مجھے خوفزدہ نہیں کرتیں اور قسم بخدا تو بھی حضرت ابن عفانؓ کے گنہگاروں میں شامل ہے اور ان کے قاتلین میں سے ہے اور مجھے امید ہے کہ تو بھی ان لوگوں میں شامل ہو گا جنہیں اللہ تعالیٰ ان کے بدلہ میں قتل کرے گا۔

اور شبیث بن ربعی اور زیاد بن حفصہ نے بھی گفتگو کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بیان کیا اور کہا، اے معاویہؓ! اللہ سے

Marfat.com

ڈرا اوران کی مخالفت نہ کر اور خدا کی قسم ہم نے ان سے بڑھ کر تقویٰ پر عمل کرنے والا اور دنیا سے بے رغبت اور اچھے خصائل کا جامع شخص کبھی نہیں دیکھا حضرت معاویہؓ نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد گفتگو کی اور فرمایا: بلاشبہ تم نے مجھے جماعت اور اطاعت کی طرف دعوت دی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت تو ہمارے ساتھ ہے اور اطاعت کا جواب یہ ہے کہ میں اس شخص کی اطاعت کیسے کروں جس نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں مدد کی ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے آپ کو قتل نہیں کیا؟ ہم نہ اسے اس کا جواب دیتے ہیں اور نہ اس پر اس کا اتہام لگاتے ہیں' لیکن اس نے آپ کے قاتلین کو پناہ دی ہے وہ انہیں ہمارے سپرد کردے تاکہ ہم انہیں قتل کردیں پھر ہم آپ کو اطاعت اور جماعت کا جواب دیں گے۔ حضرت شبیث بن ربعیؓ نے آپ سے کہا اے معاویہؓ! میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں اگر آپ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر قابو پاتے تو کیا آپ اسے حضرت عثمانؓ کے بدلے میں قتل کردیتے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا' اگر میں ابن سمیہ پر قابو پاتا تو میں اسے حضرت عثمانؓ کے بدلہ میں قتل نہ کرتا لیکن میں اسے حضرت عثمانؓ کے غلام کے بدلے میں قتل کرتا' حضرت شبیث بن ربعیؓ نے آپ سے کہا زمین وآسمان کے خدا کی قسم حضرت عمارؓ کے قتل کی طرف نہ جاؤ کہ سر اپنے کندھوں سے اڑ جائیں اور زمین کی فضا اور وسعت آپ پر تنگ ہوجائے' حضرت معاویہؓ نے کہا اگر ایسی بات ہوتی تو آپ پر وسعت زیادہ تنگ ہوتی اور یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے ہاں سے نکل کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کی اطلاع آپ کو دی۔

اور حضرت معاویہؓ نے حبیب بن مسلمہ فہری' شرحبیل بن السمط اور معن بن یزید کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجا' وہ آپ کے پاس آئے تو حبیب نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد گفتگو کا آغاز کیا اور کہا' بلاشبہ حضرت عثمانؓ ہدایت یافتہ خلیفہ تھے' آپ نے کتاب اللہ پر عمل کیا اور امر الٰہی کے لیے ثابت قدم رہے' پس تم نے ان کی زندگی کو گراں بار سمجھا اور آپ کی وفات کو مؤخر خیال کیا' پس تم نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کردیا' اور اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا تو ان کے قاتلین کو ہمارے سپرد کر دیجیے' پھر لوگوں کی امارت سے الگ ہوجایئے اور ان کا معاملہ باہمی مشورہ سے طے ہوگا اور لوگ اپنی امارت اسے دے دیں گے جس پر ان کی رائے متفق ہوگی۔ حضرت علیؓ نے اسے کہا' تیری ماں نہ رہے تجھے اس امارت وعزل سے کیا تعلق ہے' خاموش ہوجا بلاشبہ نہ تو وہاں موجود تھا اور نہ اس کا اہل ہے۔ حبیب نے آپ سے کہا' خدا کی قسم آپ مجھے وہاں ضرور دیکھیں گے جہاں آپ ناپسند کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے اسے کہا اگر تم اپنے سواروں اور پیادوں کے ساتھ آؤ تب بھی تمہاری کوئی پوزیشن نہیں اور اگر تم بچ بھی گئے تو خدا تعالیٰ تم پر رحم نہیں کرے گا' جاؤ اور جو سمجھ آئے اس کے اوپر نیچے غور کرو' پھر اہل سیر نے طویل گفتگو کا ذکر کیا ہے جو ان کے اور حضرت علیؓ کے درمیان ہوئی اور ان کی جانب سے اور حضرت علیؓ کی جانب سے اس کی صحت محل نظر ہے' بلاشبہ اس کلام کے بیچ وخم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے وہ باتیں پائی جاتی ہیں جس میں حضرت معاویہؓ اور آپ کے والد کی کسر شان ہوتی ہے کہ وہ اسلام میں داخل تو ہوئے ہیں مگر دونوں ہمیشہ اس میں متردد رہے ہیں اور اس دوران میں آپ نے یہ بھی کہا کہ میں نہیں کہتا کہ حضرت عثمانؓ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اور نہ ظالمانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ ہم ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں جو یہ نہیں کہتے کہ حضرت عثمانؓ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اور پھر وہ آپ کے ہاں سے چلے گئے تو حضرت علیؓ نے کہا:

﴿اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ وَمَآ اَنْتَ بِھٰدِی الْعُمْیِ عَنْ

Marfat.com

ضَلاَلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلاَّ مَنْ يُّؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُوْنَ ﴾
پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: یہ لوگ تمہارے حق اور تمہارے نبی کی اطاعت میں سنجیدہ ہونے کی نسبت تم سے اپنی ضلالت میں زیادہ سنجیدہ نہ ہوں' میرے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس بات کی نسبت درست نہیں۔

اور ابن دیزیل نے عمرو بن سعد کے طریق سے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ اہل عراق کے قراء اور اہل شام کے قراء نے ایک طرف پڑاؤ کیا اور وہ تقریباً تیس ہزار تھے اور اہل عراق کے قراء کی جماعت میں سے عبیدہ السلمانی' علقمہ بن قیس' عامر بن عبد قیس اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود وغیرہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے' آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت معاویہؓ نے کہا میں حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں' انہوں نے کہا آپ کس سے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں؟ حضرت معاویہؓ نے کہا علیؓ سے' انہوں نے پوچھا کیا حضرت علیؓ نے انہیں قتل کیا ہے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا ہاں' اور ان کے قاتلین کو پناہ بھی دی ہے انہوں نے واپس جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ باتیں بتائیں جو حضرت معاویہؓ نے کہی تھیں' آپ نے فرمایا انہوں نے جھوٹ بولا ہے' میں نے انہیں قتل نہیں کیا اور تم جانتے ہو کہ میں نے انہیں قتل نہیں کیا' وہ حضرت معاویہؓ کے پاس واپس آئے تو حضرت معاویہؓ نے کہا' اگر انہوں نے ان کو اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا تو انہوں نے مردوں کو ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ وہ حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم نہ میں نے قتل کیا ہے اور نہ میں نے حکم دیا ہے اور نہ میں نے مدد کی ہے' وہ واپس گئے تو حضرت معاویہؓ نے کہا' اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے قصاص لے دیں' وہ ان کی فوج میں شامل ہیں' وہ واپس گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا لوگوں نے فتنہ میں قرآن سے تاویل کی ہے اور فتنہ کی وجہ سے انتشار پیدا ہوا ہے اور انہوں نے آپ کو آپ کی حکومت میں قتل کیا ہے اور مجھے ان کے معاملے میں باز پرس نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے واپس جا کر حضرت معاویہؓ کو بتایا تو انہوں نے کہا' اگر یہ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح وہ بیان کرتے ہیں تو وہ ہمارے اور یہاں پر جو لوگ موجود ہیں ان کے مشورے کے بغیر حکم کیوں جاری کرتے ہیں؟ وہ حضرت علیؓ کے پاس گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: لوگ صرف انصار و مہاجرین کے ساتھ ہیں اور وہ لوگوں کی حکومت اور ان کی دینی امارت کے گواہ ہیں اور وہ راضی ہیں اور انہوں نے میری بیعت کی ہے اور میں یہ جائز نہیں سمجھتا کہ میں حضرت معاویہؓ جیسے شخص کو امت پر حکومت کرنے اور اس کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے چھوڑ دوں' وہ حضرت معاویہؓ کے پاس واپس گئے تو حضرت معاویہؓ نے کہا' یہاں پر جو انصار و مہاجرین موجود ہیں جنہوں نے اس امارت میں شمولیت نہیں کی' ان کا کیا حال ہے؟ وہ واپس گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا یہ معاملہ بدری صحابہ کا معاملہ ہے' دوسروں کا نہیں' اور روئے زمین پر جو بدری بھی موجود ہے وہ میرے ساتھ ہے اور اس نے میری بیعت کی ہے اور مجھ سے راضی ہے پس وہ تمہارے دین اور تمہاری جانوں کے بارے میں تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے' راوی بیان کرتا ہے اور وہ اس بارے میں ماہ ربیع الآخر اور جمادیین ہیں باہم مراسلت کرتے رہے اور اس دوران میں یکے بعد دیگرے جھڑپیں کرتے رہے اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے رہے اور قراء ان کے درمیان رکاوٹ بنتے رہے پس جنگ نہ ہوئی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے تین ماہ میں ۸۵ دفعہ جھڑپ کی' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوالدرداء حضرت ابوامامہؓ باہر نکلے اور حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر ان سے کہنے لگے' اے معاویہ رضی اللہ عنہ آپ اس شخص سے کس وجہ سے جنگ کرتے ہو؟ خدا کی قسم

Marfat.com

وہ تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ قدیم الاسلام اور رسول اللہ ﷺ کا تجھ سے زیادہ قرابت دار اور اس امارت کا تجھ سے زیادہ حق دار ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا' میں اس سے خون عثمانؓ پر جنگ کرتا ہوں اور یہ کہ اس نے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی ہے تم دونوں جا کر اسے کہو وہ ہمیں قاتلین عثمانؓ سے قصاص لے دے' پھر میں اہل شام میں سے سب سے پہلے اس کی بیعت کروں گا ان دونوں نے جا کر حضرت علیؓ سے یہ بات کہی تو آپ نے فرمایا' یہ لوگ جن کو تم دیکھ رہے ہو قاتلین عثمانؓ ہیں' پھر بہت سے لوگوں نے باہر نکل کر کہا ہم سب قاتلین عثمانؓ ہیں جو چاہے ہمیں تیر مارے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت ابوامامہؓ واپس آ گئے اور ان کی جنگ میں شامل نہ ہوئے۔ عمرو بن سعد نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ ابھی رجب کا مہینہ ہی تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہو گیا کہ سب قراء حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں گے آپ نے عبداللہ بن الناصح کے تیر میں لکھا: اے عراقیو! بلاشبہ معاویہؓ تم کو غرق کرنے کے لیے تم پر فرات کو جاری کرنا چاہتے ہیں' اپنا بچاؤ اختیار کر لو' اور اس تیر کو عراقی فوج میں پھینک دیا' لوگوں نے اسے پکڑ کر پڑھا اور اس کے متعلق باہم گفتگو کی اور حضرت علیؓ سے بھی اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا بلاشبہ یہ بات نہیں ہو گی اور یہ بات مشہور ہو گئی اور حضرت معاویہؓ نے دوسو آدمیوں کو فرات کے پہلو میں زمین کھودنے کے لیے بھیجا اور لوگوں کو بھی اس بات کی اطلاع دے دی تو اہل عراق اس سے پریشان ہو گئے اور حضرت علیؓ کے پاس فریاد کی تو آپ نے فرمایا' تم ہلاک ہو جاؤ' وہ تم کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تا کہ تم کو تمہارے مقام سے ہٹا دے اور خود اس میں فروکش ہو جائے کیونکہ یہ مقام اس کی جگہ سے بہتر ہے' انہوں نے کہا' ہمیں اس جگہ کو چھوڑ دینا چاہیے اور وہ اس جگہ سے کوچ کر گئے اور حضرت معاویہؓ نے اپنی فوج سمیت وہاں پڑاؤ کر لیا۔ اور حضرت علیؓ کوچ کرنے والے آخری آدمی تھے اور آپ ان کے ہاں یہ شعر پڑھتے ہوئے اترے۔

''اگر میری بات مانی جاتی تو میں اپنی قوم کو رکن یمامہ یا شامی رکن تک بچا لیتا لیکن جب میں کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کرتا ہوں تو کمینے اور کمینوں کے بیٹے اس کی مخالفت کرتے ہیں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے ماہ ذوالحجہ تک قیام کیا پھر جنگ میں جت گئے اور حضرت علیؓ ہر روز ایک شخص کو امیر جنگ بنانے لگے اور اکثر آپ اشترہی کو امیر بناتے اور اسی طرح حضرت معاویہؓ بھی ہر روز امیر مقرر کرتے اور انہوں نے ذوالحجہ کا پورا مہینہ جنگ کی اور بعض ایام میں انہوں نے دو دو بار جنگ کی' ابن جریر رحمہ اللہ کا بیان ہے پھر مسلسل حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ایلچی آنے جانے لگے اور لوگ جنگ سے رُکے ہوئے تھے یہاں تک کہ اس سال کے محرم کا مہینہ گزر گیا اور ان کے درمیان صلح نہ ہوئی اور حضرت علیؓ کے حکم سے یزید بن الحارث الجشمی نے غروب آفتاب کے قریب اہل شام میں اعلان کیا کہ امیر المومنین آپ سے کہتے ہیں کہ میں نے تم کو مہلت دی ہے تا کہ تم حق کی طرف مراجعت کرو اور میں نے تم پر حجت قائم کی ہے اور تم نے جواب نہیں دیا اور میں نے برابر کی سطح پر تمہارا عہد توڑ دیا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا' پس اہل شام نے اپنے امراء کی پناہ لی اور جو کچھ انہوں نے منادی کو کہتے سنا تھا وہ انہیں بتایا اس موقع پر حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ اٹھے اور فوج کے میمنہ میسرہ کو منظم کیا اور حضرت علیؓ نے بھی اپنی فوج کو منظم کرتے رات گزاری اور حضرت علیؓ نے اہل کوفہ کے سواروں پر اشتر نخعی کو اور ان کے پیادوں پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو اور اہل بصرہ کے سواروں پر حضرت سہل بن حنیف کو اور ان کے پیادوں پر قیس بن سعد

Marfat.com

اور ہاشم بن عتبہ کو اور ان کے قراء پر سعد بن فدکی تیمی کو امیر مقرر کیا اور حضرت علیؓ نے بڑھ کر لوگوں سے کہا کہ جب تک اہل شام جنگ کا آغاز نہ کریں وہ کسی سے بھی جنگ کی ابتدا نہ کریں اور یہ کہ وہ زخمی کو نہ ماریں اور نہ پشت پھیر کر بھاگنے والے کا تعاقب کریں اور نہ عورت کی پردہ دری کریں اور نہ اس کی اہانت کریں خواہ وہ عورت لوگوں کے امراء اور صلحاء کو گالیاں دے اور حضرت معاویہؓ اس شب کی صبح کو باہر نکلے اور آپ نے میمنہ پر ذوالکلاع حمیری کو اور میسرہ پر حبیب بن اوس فہری کو اور ہراول پر ابوالاعور سلمی کو اور دمشق کے سواروں پر حضرت عمروؓ بن العاص کو اور ان کے پیادوں پر ضحاک بن قیس کو امیر مقرر کیا' اس کا ذکر ابن جریر نے کیا ہے۔

اور ابن دیزیل نے جابر الجعفی کے طریق سے بحوالہ ابوجعفر الباقر اور یزید بن الحسن بن علی وغیرہ بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہؓ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی کی اطلاع ملی تو حضرت معاویہؓ بھی حضرت علیؓ کی طرف چل پڑے اور آپ نے ہراول پر سفیان بن عمرو ابوالاعور سلمی کو اور ساقہ بن بسر بن ابی ارطاۃ کو امیر مقرر کیا حتیٰ کہ صفین کی جانب چلتے ہوئے سب آپس میں مل گئے اور ابن الکلبی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے ہراول پر ابوالاعور سلمی کو اور ساقہ پر بسر کو اور سواروں پر عبیداللہ بن عمر کو امیر مقرر کیا' اور عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو جھنڈا دیا اور میمنہ پر حبیب بن مسلمہ کو اور اس کے پیادوں پر یزید بن زحر العنسی کو اور میسرہ پر عبداللہ بن عمرو بن العاص کو اور اس کے پیادوں پر حابس بن سعد طائی کو اور دمشق کے سواروں پر ضحاک بن قیس کو اور اس کے پیادوں پر یزید بن لبید بن کرز البجلی کو امیر مقرر کیا اور اہل حمص پر ذوالکلاع کو اور اہل فلسطین پر مسلمہ بن مخلد کو امیر مقرر کیا اور حضرت معاویہؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا اے لوگو! خدا کی قسم میں نے شام کو اطاعت سے حاصل کیا ہے اور اہل عراق سے جنگ صبر سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور میں اہل حجاز کی تکلیف کو نرمی سے برداشت کرتا ہوں' تم نے تیاری کر لی ہے اور تم شام کو بچانے اور عراق کو حاصل کرنے کے لیے چل پڑے ہو اور دوسرے لوگ عراق کو بچانے اور شام کو حاصل کرنے کے لیے چل پڑے ہیں اور میری زندگی کی قسم' شام کے پاس نہ عراق کے جوان ہیں اور نہ اس کے اموال ہیں اور نہ عراق کے پاس اہل شام کی سی مہارت اور بصیرت ہے' حالانکہ قوم اور اس کے بعد ان کی تعداد ہی ہے اور تمہارے بعد تمہارے سوا کوئی نہیں' پس اگر تم ان پر غالب آ جاؤ تو تم ان پر اپنے حلم کی وجہ سے غالب آؤ گے اور اگر وہ تم پر غالب آ جائیں تو تمہارے بعد کی وجہ سے غالب آئیں گے اور لوگ تم سے اہل عراق کے مکروفریب' اہل یمن کی نرمی' اہل حجاز کی عقل اور اہل مصر کی قساوت کے ساتھ جنگ کریں گے اور کل وہی فتح پائے گا (اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے اصحاب میں کھڑے ہو کر انہیں جہاد کی ترغیب دی اور ان کے صبر کی تعریف کی اور اہل شام کی نسبت ان کی کثرت پر ان کی حوصلہ افزائی کی' جابر الجعفی نے بحوالہ ابوجعفر الباقر اور یزید بن الحسن وغیرہ بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ ڈیڑھ لاکھ عراقیوں کے ساتھ چلے اور حضرت معاویہؓ بھی اتنے ہی شامیوں کے ساتھ آئے اور دیگر لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ ایک لاکھ یا اس سے زائد فوج کے ساتھ آئے اور حضرت معاویہؓ ایک لاکھ تیس ہزار فوج کے ساتھ آئے۔ اسے ابن دیزیل نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور شامیوں کی ایک جماعت نے آپس میں نہ بھاگنے کا معاہدہ کیا اور انہوں نے اپنے آپ کو پگڑیوں سے باندھ لیا' یہ پانچ صفوں کے لوگ تھے اور ان کے ساتھ دوسروں کی چھ صفیں بھی تھیں اور

Marfat.com

یہی حال عراقیوں کا تھا وہ بھی اسی طرح گیارہ صفیں تھے اور وہ صفر کے پہلے روز اسی حالت پر ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے رہے اور یہ بدھ کا دن تھا اور اس روز عراقیوں کا امیر جنگ اشتر نخعی تھا اور شامیوں کا امیر جنگ حبیب بن مسلمہ تھا' پس اس روز انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور دن کے آخر میں واپس آ گئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے انتقام لیا اور جنگ میں ایک دوسرے کے برابر رہے پھر کل کو جمعرات کا دن آیا تو عراقیوں کا امیر جنگ ہاشم بن عتبہ تھا اور اس روز شامیوں کا امیر جنگ ابوالاعور سلمی تھا' پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی' سواروں نے سواروں پر اور پیادوں نے پیادوں پر حملے کیے پھر دن کے آخر میں واپس آ گئے اور فریقین نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں استقلال کا مظاہرہ کیا اور برابر رہے پھر تیسرے دن اور وہ جمعہ کا دن تھا اہل عراق کی جانب سے حضرت عمار بن یاسرؓ باہر نکلے اور ان کے مقابلہ میں حضرت عمروؓ بن العاص شامیوں کے ساتھ آئے اور لوگوں نے باہم شدید جنگ کی اور حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص پر حملہ کر کے انہیں ان کے موقف سے ہٹا دیا اور سواروں کے امیر زیاد بن النضر الحارثی نے ایک شخص کو دعوت مبارزت دی اور جب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ہوئے تو انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا وہ دونوں ماں جائے بھائی تھے پس دونوں اپنے اپنے ساتھی کو چھوڑ کر اپنی اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور شام کو لوگ واپس آ گئے اور ہر فریق نے اپنے ساتھی کے مقابلہ میں استقلال دکھایا۔

اور چوتھے روز۔ یعنی ہفتے کے دن محمد بن علی رضی اللہ عنہ جنہیں ابن حنفیہ کہتے ہیں۔ بہت بڑی فوج کے ساتھ نکلے اور شامیوں کی جانب سے بہت سی فوج کے ساتھ عبیداللہ بن عمران کے مقابلہ میں نکلے اور لوگوں نے باہم شدید جنگ کی اور عبیداللہ بن عمر نے باہر نکل کر ابن حنفیہ کو دعوت مبارزت دی تو وہ بھی ان کے مقابلہ میں باہر نکل آئے اور جب وہ قریب ہونے ہی کو تھے تو حضرت علیؓ نے پوچھا' کون کون مقابلہ کرنے والا ہے' لوگوں نے کہا آپ کا بیٹا محمد اور عبیداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی سواری کو حرکت دی اور اپنے بیٹے کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور عبیداللہ کی طرف بڑھ کر اسے کہا میری طرف آؤ' اس نے آپ سے کہا مجھے آپ سے مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ نے فرمایا بہت اچھا' اس نے کہا' نہیں' پس حضرت علیؓ اسے چھوڑ کر واپس آ گئے اور اس روز لوگ ایک دوسرے سے رُکے رہے پھر پانچویں روز یعنی اتوار کے دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ عراقیوں کے ساتھ اور ولید بن عقبہ شامیوں کے ساتھ نکلے اور لوگوں نے شدید جنگ کی' اور ابومخنف کے قول کے مطابق ولید' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا تم نے اپنے خلیفہ کو قتل کر دیا ہے لیکن تمہاری خواہش پوری نہیں ہوئی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ ہمیں تم پر فتح دے گا' حضرت ابن عباسؓ نے اسے کہا میرے مقابلے میں آؤ مگر وہ نہ مانا' کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے بنفس نفیس اس روز شدید جنگ کی' پھر چھٹے روز یعنی سوموار کے دن عراقیوں کی جانب سے قیس بن سعد اور شامیوں کی جانب سے ذوالکلاع لوگوں کے امیر بن کر نکلے اور باہم شدید جنگ کی اور استقلال دکھایا پھر واپس چلے گئے پھر ساتویں روز یعنی منگل کے دن اشتر نخعی مقابلہ میں آیا اور اس کے مقابلہ میں اس کا مدمقابل حبیب بن مسلمہ نکلا اور انہوں نے شدید جنگ کی اور ان تمام ایام میں کسی کو کسی پر غلبہ حاصل نہ ہوا۔

ابومخنف کا بیان ہے کہ مالک بن اعین الجہنی نے بحوالہ زید بن وہب مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم کب تک ان لوگوں کے مقابلہ میں کھڑے نہ ہوں گے؟ پھر بدھ کے روز عصر کے بعد شام کو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا تعریف

Marfat.com

اس خدا کی جس کے توڑے ہوئے کو کوئی جوڑ نہیں سکتا اور جس کے جوڑے ہوئے کو کوئی توڑنے والا توڑ نہیں سکتا۔ اور اگر وہ چاہے تو اس کی مخلوق میں سے دو بندے بھی آپس میں اختلاف نہ کریں اور نہ اس کے حکم کے بارے میں امت آپس میں جھگڑا کرے اور نہ مفضول فضل والے کی فضیلت کا انکار کرے اور تقدیر ہمیں اور ان لوگوں کو ہانک کر لے آئی ہے اور اس نے اس جگہ ہمارے درمیان جھگڑا ڈال دیا ہے اور ہم اپنے رب سے دیکھنے اور سننے کے مقام پر ہیں اور اگر وہ چاہے تو جلد عذاب دے دے اور اس کی طرف سے یہ تنگی اس لیے ہے کہ اللہ ظالم کو جھوٹا کرے اور حق اپنا ٹھکانہ معلوم کرے' لیکن اس نے دنیا کو دارالعمل بنایا ہے اور آخرت کو اپنے پاس دارالقرار بنایا ہے (تا کہ بدکرداروں کو ان کے عمل کی جزا دے اور نیکوکاروں کو اچھی جزا دے) آگاہ رہو' تم کل لوگوں سے جنگ کرنے والے ہو' پس رات کو طویل قیام کرو' اور زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن کرو' اور اللہ تعالیٰ سے فتح' استقلال اور سنجیدگی اور احتیاط کی قوت کی دعا مانگو اور راستباز بن جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ اچھل کر اپنی تلواروں' نیزوں اور تیروں کو درست کرنے لگے اور اس حالت میں کعب بن جعل تغلبی نے ان کی حالت دیکھ کر کہا۔

"امت ایک عجیب معاملے میں پڑگئی ہے اور کل ساری حکومت غالب آنے والے کے لیے ہوگی' اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ بلاشبہ کل عرب کے سردار ہلاک ہوں گے"۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علیؓ نے اپنی فوجوں میں صبح کی اور ان کو اپنی مرضی کے مطابق مرتب کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی فوج کو اپنی مرضی کے مطابق مرتب کیا اور آپ نے ہر قبیلے پر عراقیوں میں سے امیر مقرر کیے تا کہ وہ اپنے شامی بھائی بندوں کے مقابلہ میں آپ کو کفایت کریں' پس لوگوں نے شدید جنگ کی اور کوئی کسی کے مقابلہ میں نہ بھاگا اور نہ کوئی کسی پر غالب آیا پھر شام کے وقت وہ جنگ سے رُک گئے' صبح ہوئی تو حضرت علیؓ نے فجر کی نماز جھٹپٹے میں پڑھی اور صبح صبح ہی جنگ شروع کر دی' پھر شامیوں کا سامنا کیا اور انہوں نے بھی اپنے سرکردہ لوگوں کے ساتھ آپ کا سامنا کیا اور ابن مخنف نے مالک بن اعین سے بحوالہ زید بن وہب جو روایت کی ہے اس کے مطابق حضرت علیؓ نے کہا اے اللہ! جو اس محفوظ و مکفوف چھت کا رب ہے جسے تو نے رات اور دن کے لیے بنایا ہے اور اس میں تو نے آفتاب و ماہتاب کے راستے اور ستاروں کی منازل بنائی ہیں اور تو نے اس میں فرشتوں کا قبیلہ بنایا ہے جو عبادت سے نہیں اکتاتے' اور تو اس زمین کا بھی رب ہے۔ جسے تو نے لوگوں' شیروں' چوپاؤں اور اپنی بے حد و شمار مرئی اور غیر مرئی مخلوق عظیم کے لیے قرار گاہ بنایا ہے اور تو ان کشتیوں کا بھی رب ہے جو سمندر میں لوگوں کے لیے فائدہ بخش چیزیں لے کر چلتی ہیں اور تو ان بادلوں کا بھی رب ہے جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہیں اور تو اس متموج اور عالم کو گھیرنے والے سمندر کا بھی رب ہے اور ان ٹھوس پہاڑوں کا بھی رب ہے جنہیں تو نے زمین کے لیے میخیں اور مخلوق کے لیے متاع بنایا ہے' اگر تو نے ہمیں ہمارے دشمن پر غالب کیا تو ہمیں سرکشی اور فساد سے بچانا اور ہمیں حق کے لیے سیدھا کر دینا اور اگر تو نے ان کو ہم پر غالب کیا تو مجھے شہادت سے سرفراز کرنا اور میرے بقیہ اصحاب کو فتنہ سے بچانا۔

پھر حضرت علیؓ قلب سے اہل مدینہ کے ساتھ آگے بڑھے اور اس روز آپ کے میمنہ پر حضرت عبداللہ بن بدیل اور میسرہ پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور قراء پر حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت قیس بن سعدؓ امیر مقرر تھے اور لوگ اپنے اپنے جھنڈوں تلے تھے

Marfat.com

پس آپ ان کے ساتھ لوگوں کی طرف بڑھے اور حضرت معاویہؓ بھی آئے۔ اور اہل شام نے موت پر آپ کی بیعت کی۔ اور لوگ خوف ناک کارزار میں کھڑے ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن بدیل نے جو حضرت علیؓ کے میمنہ کے امیر تھے' شامیوں کے میسرہ پر حملہ کر دیا جس کے امیر حبیب بن مسلمہ تھے اور ان کو مجبور کر کے قلب کی طرف لے گئے جس میں حضرت معاویہؓ بھی موجود تھے اور حضرت عبداللہ بن بدیلؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور انہیں جنگ پر آمادہ کرنے لگے اور صبر و جہاد کی ترغیب دینے لگے اور امیر المومنین حضرت علیؓ نے لوگوں کو صبر و ثبات اور جہاد کی ترغیب دی اور اہل شام سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور ہر امیر اپنے اصحاب میں کھڑے ہو کر انہیں جنگ کی ترغیب دینے لگا اور قرآن شریف کے متفرق مقامات سے انہیں آیات قتال سنانے لگا جن میں سے یہ قول الٰہی بھی تھا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴾

پھر فرمایا زرہوں والوں کو آگے کرو اور بے زرہوں کو پیچھے کرو اور ڈٹ کر کھڑے ہو جاؤ' بلاشبہ یہ بات تلواروں کو کھوپڑیوں سے ہٹانے والی ہے اور نیزوں کی نوکوں کی طرف تیزی سے جاؤ' یہ بات نیزوں کے لیے فراخی کرنے والی ہے اور نگاہوں کو نیچے رکھو بلاشبہ یہ بات دل کو زیادہ مضبوط کرنے والی اور پرسکون کرنے والی ہے اور آوازوں کو دھیمار کھو' یہ بات بزدلی کو بھگانے والی اور وقار کے لائق ہے' اپنے جھنڈوں کو نہ جھکاؤ اور نہ انہیں اتارو اور انہیں اپنے دلیر آدمیوں کے ہاتھوں میں دو' اور علمائے تاریخ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ایام صفین میں حضرت علیؓ نے مقابلہ کیا اور جنگ کی' اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا' حتیٰ کہ بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ نے پانچ صد آدمیوں کو قتل کر دیا' اور کریب بن الصباح نے چار عراقیوں کو قتل کر کے پھر انہیں اپنے قدموں کے نیچے رکھا پھر آواز دی' کوئی ہے مقابلہ کرنے والا؟ تو حضرت علیؓ اس کے مقابلے میں نکلے اور دونوں نے کچھ دیر جولانی کی پھر حضرت علیؓ نے اسے تلوار مار کر قتل کر دیا پھر حضرت علیؓ نے کہا کوئی ہے مقابلہ کرنے والا؟ تو حارث بن وداعۃ حمیری آپ کے مقابلہ میں نکلا جسے آپ نے قتل کر دیا' پھر راود ابن الحارث الکلاعی آپ کے مقابلہ میں آیا' جسے آپ نے قتل کر دیا' پھر المطاع بن المطلب القینی آپ کے مقابلہ میں آیا جسے آپ نے قتل کر دیا اور حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ پھر آواز دی اے معاویہؓ! تو ہلاک ہو میرے مقابلے میں آ اور اپنے اور میرے درمیان عربوں کو فنا نہ کر' تو حضرت عمروؓ بن العاص نے انہیں کہا' اسے غنیمت سمجھو وہ ان چار آدمیوں کے قتل سے نڈھال ہو چکے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا' قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہیں ہوئے اور تم چاہتے ہو کہ میں قتل ہو جاؤں اور تم میرے بعد خلافت حاصل کر لو' اپنی راہ لیجیے' میرے جیسے آدمی کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت علیؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص پر حملہ کیا اور انہیں نیزہ مارا اور انہیں زمین پر لٹا دیا تو ان کی شرم گاہ ننگی ہو گئی تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا' اور آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا یا امیر المومنین کیا وجہ ہے کہ آپ نے انہیں چھوڑ دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' آپ نے فرمایا یہ عمروؓ بن العاص مجھے اپنی شرمگاہ کے ساتھ ملا' اور مجھے قرابت یاد دلائی تو میں نے اسے چھوڑ دیا' اور جب حضرت عمروؓ' حضرت معاویہؓ کے پاس واپس گئے تو آپ نے انہیں کہا' میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور تمہارے سرین کی تعریف کرتا ہوں۔

Marfat.com

اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن شمر نے جابر الجعفی سے بحوالہ نمیر الانصاری ہم سے بیان کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ گویا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صفین کے روز اپنے اصحاب سے کہتے سن رہا ہوں' کیا تم خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے نہیں ڈرتے' پھر قبلہ کی طرف مڑ کر دعا کرنے لگے' پھر راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے کسی رئیس کے متعلق نہیں سنا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے اتنے آدمیوں کو قتل کیا ہو جتنے حضرت علیؓ نے اس روز قتل کیے تھے' شمار کنندوں کے بیان کے مطابق آپ نے پانچ صد سے زیادہ آدمیوں کو قتل کیا تھا' آپ باہر نکل کر تلوار مارتے حتیٰ کہ وہ ٹیڑھی ہو جاتی پھر آپ آتے اور اللہ کے حضور اور تمہارے پاس معذرت کرتے ہوئے کہتے خدا کی قسم میں نے اسے اکھیڑنے کا ارادہ کیا ہے لیکن مجھے یہ بات اس سے روکتی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی. راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اسے پکڑ کر درست کرتے پھر اسے لے کر واپس چلے جاتے' یہ اسناد ضعیف ہے اور حدیث منکر ہے۔

اور یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہبؒ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے بحوالہ یزید بن حبیب مجھے بتایا کہ اسے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ صفین میں شامل ہونے والے لوگوں نے بتایا' ابن وہب کا بیان ہے کہ ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے بحوالہ ربیعہ بن لقیط مجھے بتایا کہ ہم حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ صفین میں شامل ہوئے تو آسمان نے ہم پر تازہ خون برسایا' لیث نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ وہ اسے پیالوں اور برتنوں میں لے لیتے تھے' ابن لہیعہ کا بیان ہے کہ وہ بھر جاتے تھے اور ہم انہیں گرا دیتے تھے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ عبداللہ بن بدیل نے حبیب بن مسلمہ کے میسرہ کو شکست دے کر اسے قلب کے ساتھ ملا دیا تو حضرت معاویہؓ نے بہادروں کو حکم دیا کہ وہ حملہ میں حبیب کی مدد کریں اور حضرت معاویہؓ نے اسے ابن بدیل پر حملہ کرنے کا حکم بھیجا اور حبیب نے اپنے بہادروں کے ساتھ عراقیوں کے میمنہ پر حملہ کر دیا اور انہوں نے ان کو ان کی جگہوں سے ہٹا دیا اور وہ اپنے امیر کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس کے ساتھ تقریباً تین سو آدمی باقی رہ گئے اور بقیہ عراقی بھی بھاگ گئے اور ان قبائل میں سے حضرت علیؓ کے ساتھ صرف اہل مکہ ہی رہ گئے جن کے امیر حضرت سہل بن حنیفؓ تھے اور ربیعہ حضرت علیؓ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور اہل شام ان کے نزدیک ہو گئے حتیٰ کہ ان کے تیر اس تک پہنچ جاتے تھے اور بنی امیہ کا ایک غلام اس کی طرف بڑھا تو حضرت علیؓ کے ایک غلام نے اسے روکا تو اموی نے اسے قتل کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادے سے بڑھا تو آپ کے اردگرد آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ' حضرت حسینؓ اور حضرت محمدؓ بن الحنفیہ کھڑے تھے اور جب وہ حضرت علیؓ تک پہنچ گیا تو حضرت علیؓ نے اسے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اوپر اٹھایا پھر اسے زمین پر پھینک دیا اور اس کا بازو اور کندھا توڑ دیا اور حضرت حسینؓ اور حضرت محمد بن الحنفیہؒ نے اس کی طرف سبقت کر کے اسے قتل کر دیا تو حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ سے جو آپ کے پاس ہی کھڑے تھے کہا' تجھے ان دونوں کی طرح کام کرنے سے کس نے روکا ہے؟ حضرت حسنؓ نے جواب دیا: یا امیر المومنین وہ دونوں اسے کافی ہو گئے ہیں اور اہل شام تیزی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے اور ان کا آپ کے قریب آنا آپ کی چال میں تیزی کا باعث نہیں بنتا تھا بلکہ آپ اپنی ہیئت پر چلے جاتے تھے' آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ سے کہا اے میرے باپ اگر آپ دوڑتے تو آپ اپنی اس چال سے زیادہ چلتے' آپ نے فرمایا بلاشبہ تیرے باپ کے لیے ایک دن مقرر ہے جو نہ اس سے تجاوز کرے گا اور نہ دوڑ اسے مؤخر

Marfat.com

کرے گی اور نہ پیدل چلنا اسے جلد لے آئے گا۔ خدا کی قسم تیرا باپ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ موت پر گرے یا موت اس پر آ گرے' پھر حضرت علیؓ نے اشتر نخعی کو حکم دیا کہ وہ شکست خوردوں کو مل کر واپس لائے' پس وہ سرعت کے ساتھ گیا حتیٰ کہ عراقی شکست خوردوں سے جا ملا۔ اور انہیں زجر و توبیخ کرنے لگا اور ان میں سے بہادروں اور قبائل کو حملہ کرنے پر اکسانے لگا پس ایک گروہ اس کی پیروی کرنے لگا اور دوسرے اپنی شکست پر قائم رہنے لگے اور وہ مسلسل انہیں برانگیختہ کرتا رہا حتیٰ کہ بہت سے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ جس قبیلہ سے ملتا اسے بھگا دیتا اور جس گروہ سے ملتا اسے واپس کر دیتا حتیٰ کہ وہ میمنہ کے امیر حضرت عبداللہ بن بدیل کے پاس پہنچ گیا' ان کے ساتھ تقریباً تین سو آدمی تھے جو اپنی جگہوں پر قائم رہے تھے' انہوں نے امیر المومنین کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا وہ زندہ ہیں اور اچھے بھلے ہیں تو وہ آپ کی طرف گئے اور آپ ان کے ساتھ آگے بڑھے حتیٰ کہ بہت سے آدمی واپس آ گئے اور یہ نماز عصر سے غروب آفتاب کے درمیان تک کا واقعہ ہے اور حضرت ابن بدیل نے شامیوں کی طرف بڑھنا چاہا' مگر اشتر نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں بلاشبہ یہ بات ان کے لیے بہتر ہو گی مگر حضرت ابن بدیلؓ نے اس کی بات نہ مانی اور حضرت معاویہؓ کی جانب حملہ کر دیا اور جب آپ ان کے پاس پہنچے تو انہیں اپنے اصحاب کے آگے کھڑے پایا اور ان کے ہاتھ میں دو تلواریں تھیں اور ان کے اردگرد پہاڑوں کی مانند فوجیں تھیں اور جب حضرت ابن بدیلؓ قریب ہوئے تو ان کی ایک جماعت آپ کی طرف بڑھی اور انہوں نے آپ کو قتل کر کے زمین پر پھینک دیا اور آپ کے اصحاب شکست کھا کر بھاگ گئے اور اکثر زخمی ہو گئے اور جب آپ کے اصحاب شکست کھا گئے تو حضرت معاویہؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ان کے امیر کو تلاش کرو' وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے اسے نہ پہچانا تو حضرت معاویہؓ اس کی طرف بڑھے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن بدیلؓ ہیں' حضرت معاویہؓ نے کہا خدا کی قسم یہ تو شاعر کے قول کے مطابق ہیں اور وہ شاعر حاتم طائی ہے۔

''وہ جنگجو ہے اگر جنگ اسے کاٹے تو وہ اسے کاٹتا ہے اور اگر کسی روز جنگ اس سے سختی کرے تو وہ بھی سختی کرتا ہے اور جب موت سے اس کی جنگ ہو تو وہ بچاؤ کرتا ہے اور جب بچوں والے شیر سے سختی ہو تو وہ بھی اسی طرح بچاؤ کرتا ہے وہ طاقتور شیر کی طرح اپنے حرم کی حفاظت کرتا ہے' موتیں اسے اپنے تیر مارتی ہیں تو وہ گر پڑتا ہے''۔

پھر اشتر نخعی نے ان لوگوں کے ساتھ جو شکست خوردوں میں سے اس کے ساتھ واپس آ گئے تھے حملہ کیا اور بڑی بے جگری سے حملہ کیا حتیٰ کہ ان پانچ صفوں کے لوگوں سے جا ملا جنہوں نے باہم فرار نہ کرنے کا عہد کیا تھا اور وہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اردگرد تھے' پس اس نے ان کی چار صفوں کو چیر دیا اور اس کے اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ایک صف باقی رہ گئی' اشتر کا بیان ہے کہ میں نے بڑا خوف محسوس کیا اور قریب تھا کہ میں فرار کر جاتا مگر ابن الاطنابہ کے ان اشعار نے مجھے ثابت قدم رکھا' الاطنابہ اس کی ماں ہے جو بلقین قبیلے سے تھی اور وہ خود انصار میں سے تھا اور جاہلی تھا۔

''میری پاک دامنی اور بہادری جو کسی بہادر کی طرف اقدام کرنے اور مصائب میں میرے مال دینے اور فیاض شخص کی کھوپڑی پر میرے تلوار مارنے نے انکار کیا اور جب کبھی میرا دل خوف کے باعث مبتلا یا جوش میں آیا تو میں نے اسے کہا اپنی جگہ ٹھہرا رہ تیری تعریف کی جائے گی یا تو آرام پائے گا''۔

Marfat.com

اشتر کا بیان ہے کہ اس بات نے مجھے اس میدان میں ثابت قدم رکھا اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن دیزیل نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ عراقیوں نے یکبارگی حملہ کیا اور شامیوں کی تمام صفوں کو چیر کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے تو آپ نے اپنا گھوڑا منگوایا تاکہ اس پر سوار ہو کر بچ جائیں' حضرت معاویہؓ کا بیان ہے کہ جب میں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو میں نے مثل کے طور پر عمرو بن الاطنابہ کے اشعار پڑھے۔

''میری پاک دامنی اور بہادری اور بوجھ کو نفع بخش قیمت میں لے لینے اور مصائب میں میرے مال دینے اور جو کسی شخص کی کھوپڑی پر میرے تلوار مارنے نے انکار کیا اور جب کبھی میرا دل خوف کے باعث متلایا یا جوش میں آیا تو میں نے اسے کہا اپنی جگہ ٹھہر ارہ تیری تعریف ہوگی یا تو آرام پائے گا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ثابت قدم رہے اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا' آج کا صبر کل کا فخر ہوگا' تو حضرت عمروؓ نے انہیں کہا آپ نے درست کہا حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے دنیا کی بھلائی حاصل کر لی اور آخرت کی بھلائی کے حاصل کرنے کی بھی امید رکھتا ہوں اسے محمد بن اسحاق نے عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبدالرحمان بن حاطب عن معاویہؓ روایت کیا ہے اور حضرت معاویہؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوار دستے کے امیر خالد بن المعتمر کی طرف پیغام بھیجا' اور انہیں کہا آپ جس حالت میں ہیں اسی میں میری پیروی کر لیں آپ کو عراق کی امارت دی جائے گی انہوں نے اس کا لالچ کیا اور جب حضرت معاویہ حکمران بن گئے تو آپ نے انہیں عراق کا حاکم بنا دیا مگر خالد کو عراق پہنچنا نصیب نہ ہوا' پھر حضرت علیؓ نے جب دیکھا کہ میمنہ ٹوٹ گیا ہے تو آپ نے لوگوں کی طرف واپس آ کر بعض کو زجر و توبیخ کی اور بعض کو معذور قرار دیا اور لوگوں کو اکسایا اور ٹھہرایا پھر اہل عراق واپس آ گئے اور ان کی پراگندگی مجتمع ہو گئی اور ان کے درمیان جنگ کی چکی نے چکر لگایا اور انہوں نے شامیوں میں جولانی کی اور حملہ کیا اور بہادروں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور فریقین کے اعیان بہت سے لوگ مارے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں کہ اس روز شامیوں میں سے جو لوگ قتل ہوئے ان میں حضرت عبیداللہ بن عمر بن الخطابؓ بھی شامل تھے اور عراقیوں میں سے جس نے آپ کو قتل کیا اس کے متعلق مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اور ابراہیم بن الحسین بن درزیل نے بیان کیا ہے کہ جب اس روز حضرت عبیداللہ جنگ کے امیر بن کر باہر نکلے تو آپ نے اپنی دونوں بیویوں اسماء بنت عطارد بن حاجب تمیمی اور بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ شیبانی کو بلایا اور وہ دونوں آپ کے پیچھے دو اونٹوں پر کھڑی ہو گئیں تاکہ آپ کی قوت و شجاعت اور قتال کا نظارہ کریں' پس عراقی فوج میں سے ربیعۃ الکوفہ نے آپ کا سامنا کیا جن کا امیر زیاد بن خصفہ تیمی تھا اور انہوں نے یکبارگی آپ پر سخت حملہ کیا اور جب آپ کے اصحاب شکست کھا کر آپ کو چھوڑ گئے تو اس کے بعد انہوں نے آپ کو قتل کر دیا اور ربیعہ نے اتر کر اپنے امیر کا خیمہ لگایا اور اس کی ایک طناب باقی رہ گئی جس کے لیے انھیں کوئی میخ نہ ملی تو انہوں نے اسے حضرت عبیداللہ کی ٹانگ سے باندھ دیا اور ان کی دونوں بیویاں ان کے پاس چیخ و پکار کرتی آئیں حتیٰ کہ ان کے پاس کھڑے ہو کر رونے لگیں اور آپ کی بیوی بحریہ نے امیر کے پاس سفارش کی تو اس نے ان دونوں کو آزاد کر دیا اور وہ دونوں ان کو اپنے ساتھ اپنے ہودج میں اٹھا کر لے گئیں اور اسی طرح ذوالکلاع بھی ان کے ساتھ قتل ہوئے' شعبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت

Marfat.com

عبید اللہ بن عمرؓ کے قتل کے بارے میں کعب بن جعل تغلبی کہتا ہے۔

''آ گاہ رہو! آنکھیں صفین میں اس سوار پر اشکبار ہیں جس کے سوار بھاگ گئے تھے اور وہ کھڑا تھا' اس نے وائل کی تلواروں کے نام بدل دیے اور خواہ دوست اس سے چوک جائے وہ نوجوان آدمی تھا انہوں نے عبید اللہ کو چٹیل میدان میں پڑے چھوڑا جس کا خون بہتا تھا اور رگیں خون بہاتی تھیں' اس سے ان کی بوچھاڑ اس طرح آتی تھی جیسے قمیص کے گریبان سے گوٹ نظر آتی ہے اور محمد کے عمراد کے اردگرد موت کے وقت صاحب شرف ارباب مناقب نے استقلال دکھایا اور وہ وہیں ڈٹے رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کے استقلال کو دیکھا یہاں تک کہ مصاحف ہتھیلیوں پر چڑھ گئے''۔

اور کسی نے اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ۔

''اے معاویہ پختگی کے بغیر حملہ نہ کرو بلاشبہ آج کے بعد تم ذلت کے شناسا ہو گے''۔

اور ابوجہم اسدی نے اسے ایک قصیدہ میں جواب دیا ہے' جس میں کئی اقسام کی ہجو پائی جاتی ہے' ہم نے اسے ارادۃً چھوڑ دیا ہے۔

اور امیر المومنین حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت عمارؓ بن یاسر بھی تھے جنہیں شامیوں نے قتل کر دیا تھا ان کے قتل سے اس پیشگوئی کا راز واضح ہو گیا جسے آپ نے بیان کیا تھا کہ انہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا' اس سے واضح ہوا کہ حضرت علیؓ حق پر تھے اور حضرت معاویہؓ باغی تھے اور اس میں کئی دلائل نبوت پائے جاتے ہیں۔

اور ابن جریرؒ نے ابومخنف کے طریق سے بیان کیا ہے کہ مالک بن اعین جہنی نے بحوالہ زید بن وہب جہنی مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمارؓ نے اس روز کہا' جو اپنے رب کی رضامندی کا خواہاں ہوتا ہے وہ مال اور اولاد کی طرف متوجہ نہیں ہوتا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمارؓ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت آئی تو آپ نے فرمایا اے لوگو ہمارے ساتھ ان لوگوں کی طرف چلو جو حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں' خدا کی قسم ان کا مقصد نہ حضرت عثمانؓ کے خون کی سزا دینا ہے اور نہ اس کا بدلہ لینا ہے بلکہ ان لوگوں نے دنیا کا مزہ چکھ لیا ہے اور اسے جائز کر لیا ہے اور آخرت کو خوشگوار سمجھا ہے اور اس سے نفرت کی ہے اور انہیں معلوم ہے کہ جب حق ان کے ساتھ لازم ہو جائے گا تو وہ ان کے اور ان کی دنیا اور ان کی شہوات کے درمیان جس میں وہ لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں' حائل ہو جائے گا اور لوگوں کو اسلام میں سابقت نہیں رہے گی' جس کی وجہ سے وہ اس بات کے مستحق نہیں ہوں گے کہ لوگ ان کی اطاعت کریں اور وہ ان پر حکومت کریں اور نہ ہی ان کے دلوں میں خوف الٰہی ہو گا جو دل میں بیٹھ جائے تو شہوات کے حصول سے روک دیتا ہے اور دنیا کی جستجو اور اس میں سربلندی حاصل کرنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے اور حق اور اہل حق کی اتباع کی طرف آمادہ کرتا ہے' پس انہوں نے یہ کہہ کر کہ ہمارا امام مظلومانہ طور پر مارا گیا ہے اپنے پیروکاروں کو دھوکہ دیا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے جابر بادشاہ بن جائیں' اور یہ ایک فریب ہے جس سے انہوں نے وہ پوزیشن حاصل کر لی ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو لوگوں میں سے دو آدمی بھی ان کی پیروی نہ کرتے اور وہ ذلیل ترین حقیر ترین اور قلیل ترین ہوتے لیکن غافلوں کے کانوں کو جھوٹی بات شیریں معلوم ہوتی ہے پس اللہ کی طرف اچھی طرح چلو اور بکثرت ذکر الٰہی کرو' پھر آگے بڑھے تو حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت عبید اللہ بن عمرؓ آپ سے ملے آپ نے دونوں کو ملامت کی اور نصیحت بھی کی اور مورخین نے بیان کیا

Marfat.com

ہے کہ حضرت عمارؓ نے ان دونوں سے سخت کلامی کی۔ واللہ اعلم

اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ عمر بن مرۃ ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن سلمہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے صفین کے روز حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ایک دراز قد شیخ کبیر کی صورت میں دیکھا آپ اپنے ہاتھ میں برچھا پکڑے ہوئے تھے اور آپ کا ہاتھ لرز رہا تھا آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے اس جھنڈے کے ساتھ تین بار رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ کی ہے اور یہ چوتھی بار ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر وہ ہمیں مار مار کر ہجر کی کھجوروں تک پہنچا دیں تب بھی مجھے معلوم ہے کہ ہمارا مصلح حق پر ہے اور وہ ضلالت پر ہیں۔

اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ اور حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے قتادہ کو بحوالہ ابی نضرہ بیان کرتے سنا کہ حجاج نے بیان کیا کہ میں نے ابونضرہ سے بحوالہ قیس بن عباد بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کہا' کیا حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر تمہارا جنگ کرنا ایک رائے ہے جو تم نے قائم کی ہے اور رائے غلط اور صحیح بھی ہو سکتی ہے یا کوئی وصیت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کی ہے؟ آپ نے فرمایا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسی وصیت نہیں کی جو آپ نے سب لوگوں کو نہ کی ہو' مسلمؒ نے اسے شعبہؒ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت عمارؓ سے بحوالہ حضرت حذیفہؓ منافقین کے بارے میں پوری حدیث بیان کی ہے۔

اور یہ صحیحین وغیرہ میں بھی تابعین کی ایک جماعت سے ثابت ہے جن میں الحارث بن سوید' قیس ابن عبادہ' ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ السوائی' یزید بن شریک اور ابوحسان الاجرد وغیرہ شامل ہیں' ان میں سے ہر ایک نے کہا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی وصیت ہے جو آپ نے لوگوں کو نہ کی ہو؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا ہے ہمارے پاس کوئی وصیت نہیں ہے' ہاں فہم ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کو قرآن میں عطا کرتا ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے' میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں دیت' اسیروں کے چھڑانے کے بارے میں تعلیم ہے اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے' نیز مدینہ ثبیر سے ثور تک حرم ہے۔

اور اسی طرح صحیحین میں اعمش کی حدیث سے عن ابی وائل عن سفیان بن مسلم عن سہل بن حنیف ثابت ہے کہ انہوں نے صفین کے روز فرمایا اے لوگو! دین کے معاملے میں رائے پر شک کرو' میں نے ابوجندل کے روز اپنے آپ کو دیکھا ہے اور اگر میں طاقت پاتا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کا جواب دیتا اور قسم بخدا جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں ہم نے کسی امر کے لیے جو ہمیں قطع کر رہا ہو اپنے کندھوں پر تلواریں نہیں اٹھائیں مگر اس معاملے کے سوا وہ ہمیں سہولت کے ساتھ ایک ایسے امر کی طرف لے گیا جسے ہم جانتے تھے' پس ہم اس کے ایک گوشے کو بند کرتے ہیں تو دوسرا گوشہ ہمارے لیے کھل جاتا ہے ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ہم اس سے کس طرح نپٹیں۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے حبیب بن ابی ثابت سے بحوالہ ابوالبختری ہم سے بیان کیا کہ جنگ صفین کے روز حضرت عمارؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا' میرے پاس یکبارگی پینے کا دودھ لاؤ' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تو دنیا سے یکبارگی پینے کا دودھ قتل ہونے کے روز پیے گا۔

Marfat.com

اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن نے عن سفیان عن حبیب عن ابی البختری سے بیان کیا کہ حضرت عمارؓ کے پاس یکبارگی پینے کا دودھ لایا گیا تو آپ مسکرائے اور فرمایا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا ہے کہ میں دودھ کا آخری مشروب مرنے کے وقت پیئوں گا' اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل کا بیان ہے کہ یحییٰ بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن شمر نے بحوالہ جابر الجعفی ہم سے بیان کیا کہ میں نے شعبی کو بحوالہ احنف بن قیس بیان کرتے سنا کہ پھر حضرت عمار بن یاسرؓ نے ان پر حملہ کر دیا اور ابن جوی السکسکی اور ابوالغاویہ الفزاری نے آپ پر حملہ کر دیا' ابوالغاویہ نے آپ کو نیزہ مارا اور ابن جوی نے آپ کا سر کاٹ لیا اور ذوالکلاع نے حضرت عمروؓ بن العاص کا قول سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے فرمایا: تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور تو آخری بار یکبارگی جو دودھ پیئے گا وہ ایک صاع ہوگا۔ اور ذوالکلاع حضرت عمروؓ سے کہنے لگے اے عمرو تو ہلاک ہو یہ کیا ہے؟ اور حضرت عمروؓ اسے کہنے لگے بلاشبہ وہ عنقریب ہماری طرف واپس آ جائیں گے' راوی بیان کرتا ہے جب ذوالکلاع کے بعد حضرت عمارؓ قتل ہو گئے تو حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا مجھے معلوم نہیں کہ مجھے ان دونوں کے قتل ہونے سے کس کی زیادہ خوشی ہے' حضرت عمارؓ کے قتل کی یا حضرت ذوالکلاع کے قتل کی' اور قسم بخدا اگر حضرت ذوالکلاع حضرت عمارؓ کے قتل کے بعد زندہ رہتے تو اہل شام پر غالب آ جاتے اور ہماری فوج کو خراب کر دیتے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک شخص مسلسل آ کر حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ کو کہتا میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے اور حضرت عمروؓ اسے کہتے تو نے انہیں کیا کہتے سنا ہے؟ تو وہ بکواس کرنے لگے حتیٰ کہ جوی نے آ کر کہا میں نے انہیں کہتے سنا ہے۔

''میں آج اپنے پیاروں محمد ﷺ اور آپ کے گروہ سے ملاقات کروں گا''۔

حضرت عمروؓ نے اسے کہا' تو نے سچ کہا ہے اور تو نے ہی انہیں قتل کیا ہے پھر آپ نے اسے کہا ذرا ٹھہر جا' قسم بخدا تیرے ہاتھ کامیاب نہ ہوں تو نے اپنے رب کو ناراض کر لیا ہے' اور ابن دیزیل نے ابو یوسف کے طریق سے عن محمد بن اسحٰق عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبدالرحمٰن الکندی عن ابیہ عن عمرو بن العاص روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور اسی طرح اسے تابعینؒ کی ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ان میں سے عبداللہ بن ابی الہذیل' مجاہد' حبیب بن ابی ثابت اور حبۃ العرنی نے اسے مرسل قرار دیا ہے اور اس نے اسے ابان کے طریق سے بحوالہ انس مرفوع بیان کیا ہے اور عمرو بن شمر کی حدیث سے عن جابر الجعفی عن ابی الزبیر عن حذیفہ مرفوعاً مروی ہے کہ جب بھی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا آپ نے ان دونوں میں سے زیادہ درست کو انتخاب کیا۔ اور انہی نے عن عمرو بن شمر عن السری عن یعقوب بن راقط روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے حضرت عمارؓ کے سامان اور آپ کے قتل کے بارے میں جھگڑا کیا اور وہ دونوں حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کے پاس فیصلہ کروانے آئے تو آپ نے دونوں سے فرمایا' تم دونوں ہلاک ہو جاؤ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ قریش نے حضرت عمارؓ سے کھیل کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان کو برابری سے کیا؟ حضرت عمارؓ ان کو جنت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ انہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں' ان کا قاتل اور ان کا سامان لینے والا دوزخ میں جائے گا' راوی بیان کرتا ہے مجھے پتہ چلا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ انہیں اس شخص نے قتل کیا ہے جو انہیں نکال کر لایا ہے اس سے وہ اہل شام کو فریب دیتے تھے اور

Marfat.com

ابراہیم بن الحسین نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عدی بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ العوام بن حوشب بن الاسود بن مسعود نے بحوالہ حنظلہ بن خویلد ہم سے بیان کیا کہ کچھ لوگ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے پاس موجود تھے۔ اور جب وہ حضرت معاویہؓ کے پاس موجود تھے تو دو شخص حضرت عمارؓ کے قتل کے بارے میں ان کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے' تو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے ان دونوں سے کہا' تم دونوں میں سے جو شخص اپنے ساتھی کے مقابلہ میں حضرت عمارؓ کے قتل سے اپنا دل خوش کرنا چاہتا ہے وہ اپنا دل خوش کرے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ انہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمروؓ سے کہا کیا آپ اس پاگل کو ہم سے نہیں روکیں گے؟ پھر حضرت معاویہؓ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو آ کر کہا آپ ہمارے ساتھ مل کر جنگ کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے انہیں جواب دیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک میرے والد زندہ ہیں میں ان کی اطاعت کروں' اور میں آپ کے ساتھ ہوں اور میں جنگ کرنے کا نہیں' اور یحییٰ بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن عمران البرجمی نے ہم سے بیان کیا کہ نافع بن عمر الجمحی نے بحوالہ ابن ابی ملیکہ ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے اپنے باپ سے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ کی اطاعت کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں اس سفر میں آپ کے ساتھ نہ چلتا' کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عمارؓ سے فرماتے نہیں سنا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے مجالد سے بحوالہ شعبیؒ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل حضرت معاویہؓ کے پاس اجازت طلب کرتے ہوئے آیا اور حضرت عمرو بھی ان کے پاس موجود تھے حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا اسے اجازت دے دو اور دوزخ کی بشارت بھی دے دو' اس آدمی نے کہا' کیا آپ وہ بات سن رہے ہیں جو حضرت عمروؓ بیان کر رہے ہیں' حضرت معاویہؓ نے کہا انہوں نے درست کہا ہے' ان کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لے کر آئے ہیں' اور یہ صحیحین وغیرہ میں تابعین کی ایک جماعت سے ثابت ہے جن میں الحارث بن سوید' قیس بن عبادہ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ السوائی یزید بن شریک اور ابوحسان الاجرد وغیرہ شامل ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے کہا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی وصیت ہے جو آپ نے لوگوں کو نہ کی ہو' آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا ہے' نہیں' ہاں فہم ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کو قرآن میں عطا کرتا ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے' میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا ہے کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں دیت اور اسیروں کے چھڑانے کے بارے میں تعلیم ہے اور یہ کہ کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے نیز مدینہ شیر سے ثور تک حرام ہے اور اسی طرح صحیحین میں اعمش کی حدیث سے ابووائل شقیق بن سلمہ سے بحوالہ سہل بن حنیف ثابت ہے کہ انہوں نے جنگ صفین کے روز فرمایا' اے لوگو دین کے بارے میں رائے پر شک کرو اور میں نے ابوجندل کے روز اپنے آپ کو دیکھا ہے اور اگر میں رسول اللہ ﷺ کے امر کے جواب کی قدرت رکھتا تو میں آپ کو جواب دیتا خدا کی قسم جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں ہم نے کسی امر کے لیے اپنے کندھوں پر اپنی تلواریں نہیں اٹھائیں مگر اس امر کے سوا وہ ہمیں سہولت کے ساتھ ایسے امر کی طرف لے گیا ہے جسے ہم جانتے تھے۔

اور ابن جریر کا بیان ہے کہ احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن مسلم نے بحوالہ اعمش ہم سے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہا کہ ہم صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور ہم نے آپ کے گھوڑے کی حفاظت

Marfat.com

کے لیے دو آدمی مقرر کر دیئے جو آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کو حملہ کرنے سے روکتے تھے اور جب ان دونوں میں سے کوئی ایک غافل ہو جاتا تو آپ حملہ کر دیتے اور آپ اپنی تلوار کو خون سے رنگ کر واپس آتے اور ایک روز آپ نے حملہ کیا اور اس وقت واپس آئے جب آپ کی تلوار دہری ہوگئی آپ نے اسے ان کی طرف پھینک کر کہا اگر یہ دہری نہ ہوتی تو میں واپس نہ آتا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ صفین کی وادیوں میں سے جس وادی کو اختیار کرتے تو وہاں جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہوتے وہ آپ کے پیچھے ہو لیتے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ حضرت علیؓ کے علمبردار ہاشم بن عتبہ کے پاس آئے اور فرمایا اے ہاشم آگے بڑھو' جنت تلواروں کے سائے تلے ہے اور موت نیزوں کی انیوں میں ہے اور جنت کے دروازے کھل چکے ہیں اور خوب صورت آنکھوں والی حوروں نے بناؤ سنگار کر لیا ہے:

''آج میں اپنے پیاروں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گروہ سے ملاقات کروں گا''۔

پھر آپ اور ہاشم دونوں نے حملہ کیا اور دونوں قتل ہو گئے رحمہما اللہ تعالیٰ' راوی بیان کرتا ہے اور اسی وقت حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب نے شامیوں پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ گویا حضرت عمارؓ اور ہاشم ان کے سردار تھے۔ راوی بیان کرتا ہے جب رات ہوئی تو میں نے کہا کہ میں ضرور آج شب شامیوں کی فوج میں جاؤں گا تاکہ معلوم کروں کہ کیا انہیں بھی حضرت عمارؓ کے متعلق اتنی تکلیف پہنچی ہے جو ہمیں پہنچی ہے؟ اور جب ہم جنگ کو چھوڑ دیتے تو وہ ہم سے اور ہم ان سے باتیں کرتے۔ پس میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج پر سکون ہو چکی تھی' پھر میں ان کی فوج میں داخل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ چار آدمی رات کو آپس میں باتیں کر رہے ہیں' حضرت معاویہؓ' ابوالاعور سلمی' عمرو بن العاصؓ اور ان کے بیٹے عبداللہؓ بن عمروؓ اور یہ چاروں سے بہتر تھا' راوی بیان کرتا ہے' میں نے اپنا گھوڑا ان کے درمیان میں داخل کر دیا تاکہ وہ جو باتیں کر رہے ہیں مجھ سے ضائع نہ ہو جائیں' حضرت عبداللہ نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ آپ نے آج اس شخص کو قتل کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے' فرمایا ہے' اس نے پوچھا آپ نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا' کیا وہ ہمارے ساتھ نہ تھے جب ہم مسجد تعمیر کر رہے تھے اور لوگ ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آ کر ان کے چہرے سے مٹی ہٹانے لگے اور فرمانے لگے اے ابن سمیہ! تو ہلاک ہو لوگ ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے ہیں اور تو اجر کی رغبت سے دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہا ہے اور اس کے باوجود تو ہلاک ہو تجھے باغی گروہ قتل کر دے گا' راوی بیان کرتا ہے پھر عمروؓ نے اپنے گھوڑے کے سینے کو موڑا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف کھینچ کر کہا اے معاویہؓ کیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بات سن رہا ہے؟ انہوں نے پوچھا وہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا وہ کہہ رہا ہے اور اسے وہ پیشگوئی بتائی تو حضرت معاویہؓ نے کہا تو ایک بے وقوف بوڑھا ہے اور ہمیشہ تو حدیث بیان کرتا رہتا ہے حالانکہ تو اپنے پیشاب میں پھسل جاتا ہے' کیا ہم نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے عمار کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو اسے لائے ہیں' راوی بیان کرتا ہے پس لوگ اپنے خیموں سے یہ کہتے ہوئے نکل گئے' عمار رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو عمار کو لائے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کون زیادہ عجیب تھا حضرت معاویہؓ یا وہ لوگ؟

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابو معاویہ نے بیان کیا کہ اعمش نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی زیاد ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت معاویہ

Marfat.com

کی صفین سے واپسی پر ان کے اور حضرت عمروؓ بن العاص کے درمیان چل رہا تھا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا اے میرے باپ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمارؓ سے فرماتے نہیں سنا کہ اے ابن سمیہ تو ہلاک ہو تجھے باغی گروہ قتل کرے گا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کیا آپ اس بات کو نہیں سن رہے جو یہ عبداللہؓ بیان کر رہا ہے حضرت معاویہؓ نے کہا وہ ہمیشہ ہمارے پاس ایک چیز کے بعد دوسری چیز لاتا رہتا ہے' کیا ہم نے اسے قتل کیا ہے؟ اسے ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو اسے لائے ہیں' پھر احمدؒ نے اسے عن ابی نعیم عن سفیان ثوری عن اعمش اسی طرح روایت کیا ہے اس طریق سے احمد اس عبارت کے ساتھ منفرد ہیں اور جس تاویل کو حضرت معاویہؓ نے اختیار کیا ہے یہ بعید ہے پھر عبداللہ بن عمروؓ اس حدیث میں منفرد نہیں بلکہ اسے اور طریقوں سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن خالد عن عکرمہ عن ابی سعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور بخاری نے اپنی صحیح میں عبدالعزیز بن المختار اور عبدالوہاب ثقفی سے عن خالد الحذاء عن عکرمہ عن ابی سعید تعمیر مسجد کے واقعہ میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا: ہائے عمار کی ہلاکت وہ انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ میں فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اور بخاری کے بعض نسخوں میں ہے۔ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کی ہلاکت وہ انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلاتے ہیں' اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ سلیمان بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے ابوہشام سے بحوالہ ابوسعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور مسلمؒ نے شعبہ کی حدیث سے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابوقتادہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور اسی طرح مسلمؒ نے شعبہ کی حدیث سے عن خالد الحذاء عن الحسن وسعید ابن ابی الحسن عن مہاجرۃ عن ام سلمہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور انہوں نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے عن ابن علیۃ عن ابن عون عن الحسن عن ابیہ عن ام سلمہ روایت کیا ہے اور ایک روایت میں ہے۔

اور اس کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔ اور بیہقی نے الحاکم سے اور دوسروں نے عن الاصم عن ابی بکر محمد بن اسحٰق الصنعانی عن ابی الجواب عن عمار بن زریق عن عمار الذہبی عن سالم بن ابی الجعد عن ابن مسعود روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمارؓ سے فرماتے سنا کہ جب لوگ اختلاف کریں گے تو ابن سمیہ حق کے ساتھ ہوگا۔ اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے سیرت علیؓ میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عبیداللہ الکرابیسی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہؓ نے عن عمار بن زریق عن عمار الذہبی عن سالم بن ابی الجعد ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ظلم سے امان دی ہے اور اس نے ہمیں فتنہ سے امان نہیں دی' آپ کے خیال میں جب فتنہ آئے تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تم کتاب اللہ کو لازم پکڑو' میں نے کہا اگر سب لوگ ہی کتاب اللہ کی طرف دعوت دیتے آئیں تو آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ اختلاف کریں گے تو ابن سمیہ حق کے ساتھ ہوگا۔ اور ابن

Marfat.com

دیزیل نے خود حضرت عمرو بن العاصؓ سے حضرت عمارؓ کے بارے میں حدیث روایت کی ہے کہ وہ سچے فرقہ کے ساتھ ہوں گے' اور اس کا اسناد غریب ہے۔

اور بیہقی کا بیان ہے کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید اللہ الصغار نے ہمیں خبر دی کہ اسقاطی نے ہم سے بیان کیا کہ ابومصعب نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن الماجشون نے اپنے باپ سے عن ابی عبیدہ عن محمد بن عمار بن یاسر عن مولاۃ لعمار ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہے کہ حضرت عمارؓ بیماری سے دبلے ہو گئے تو انہیں غش آ گیا وہ ہوش میں آئے تو ہم ان کے اردگرد رو رہے تھے آپ نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ کیا تم اس بات سے خائف ہو کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا؟ میرے حبیب نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا سے میرا آخری زاد' پانی ملا دودھ ہے' اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابن ابی عدی نے عن داؤد عن ابی نضرہ عن ابی سعید خدریؓ ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعمیر مسجد کا حکم دیا اور ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لانے لگے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھا کر لانے لگے تو ان کا سر خاک آلود ہو گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میرے اصحاب نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا سر جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے۔ اے ابن سمیہؓ! تو ہلاک ہو تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے قول ''الباغیہ'' کے بعد روافض نے جو اضافہ کیا ہے کہ ''خدا کی قسم قیامت کے روز میری شفاعت اسے نہیں پہنچے گی''۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ اور بہتان ہے' بلاشبہ حضور علیہ السلام کی احادیث سے فریقین کو مسلمان کا نام دینا ثابت ہے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

ابن جریر کا بیان ہے کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو حضرت علیؓ نے ربیعہ اور ہمدان سے فرمایا' تم میری زرہ اور نیزہ ہو تو تقریباً بارہ ہزار جوانوں نے آپ کے بلاوے کا جواب دیا اور حضرت علیؓ اپنے خچر پر ان کے آگے ہو گئے اور آپ نے اور انہوں نے یکبارگی حملہ کیا اور شامیوں کی سب صفیں درہم برہم ہو گئیں اور جن لوگوں تک وہ پہنچے ان سب کو انہوں نے قتل کر دیا حتیٰ کہ وہ حضرت معاویہؓ تک پہنچ گئے اور حضرت علیؓ جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

''میں انہیں تلوار مار رہا ہوں اور میں ابھری ہوئی آنکھوں والے عظیم انتڑیوں والے معاویہؓ کو نہیں دیکھ رہا''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو دعوت مبارزت دی تو حضرت عمروؓ بن العاص نے انہیں مقابلہ پر نکلنے کا مشورہ دیا تو حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا' آپ کو معلوم ہی ہے کہ جس شخص نے بھی ان سے مقابلہ کیا ہے انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے لیکن تم نے میرے بعد خلافت کا لالچ کیا ہے' پھر حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد کو لوگوں کی بہت سی جماعت کے ساتھ آگے کیا اور انہوں نے اس سے شدید جنگ کی پھر حضرت علیؓ ایک اور جماعت کے ساتھ اس کے پیچھے گئے اور ان کے ساتھ حملہ کیا اور اس میدان کارزار میں فریقین کے بہت سے لوگ مارے گئے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' اور اسی طرح عراقیوں کے بہت سے آدمی مارے گئے اور ہتھیلیاں' کلائیاں اور سر اپنے کندھوں سے اڑ گئے اللہ ان پر رحم فرمائے' پھر نماز مغرب کا وقت آ گیا اور آپ نے لوگوں کو مغرب اور عشاء کی نمازیں اشارے کے ساتھ پڑھائیں اور اس شب کو تمام رات مسلسل جنگ جاری رہی اور یہ مسلمانوں کے درمیان بڑی جنگی راتوں میں سے ایک تھی اور اس شب کو ''لیلۃ الہریر'' کہتے ہیں اور جمعہ کی شب کو نیزے ٹوٹ گئے اور تیر ختم ہو گئے

Marfat.com

اور لوگ تلواروں کی طرف مائل ہو گئے اور حضرت علیؓ قبائل کو برانگیختہ کرنے لگے اور ان کے آگے ہو کر صبر و ثبات کا حکم دینے لگے اور آپ فوج کے قلب میں لوگوں کے آگے تھے اور میمنہ پر اشتر امیر تھا' جسے اس نے جمعرات کی شام اور جمعہ کی رات کو حضرت عبداللہ بن بدیل کے قتل ہونے کے بعد سنبھالا تھا اور میسرہ پر حضرت ابن عباسؓ امیر تھے اور لوگ ہر جانب مصروف قتال تھے اور ہمارے کئی علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے نیزوں سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ شکستہ ہو گئے پھر تیروں سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ ختم ہو گئے' پھر تلواروں سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئیں پھر وہ ہاتھوں سے لڑنے لگے اور چہروں پر مٹی اور پتھر مارنے لگے اور دانتوں سے ایک دوسرے کو کاٹنے لگے' دو آدمی باہم لڑتے حتیٰ کہ نڈھال ہو جاتے پھر بیٹھ کر آرام کرنے لگتے اور ہر ایک دوسرے سے غصہ سے گفتگو کرتا پھر کھڑے ہو کر دونوں پہلے کی طرح لڑنے لگ جاتے اناللہ وانا الیہ راجعون. اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ لوگوں نے جمعہ کے دن کی صبح کی اور وہ اسی حالت میں تھے اور لوگوں نے صبح کی نماز اشارے سے پڑھی اور وہ لوگ جنگ میں مصروف تھے حتیٰ کہ دن روشن ہو گیا اور عراقیوں کو شامیوں پر فتح ہونے لگی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ میمنہ کی امارت اشتر نخعی کے پاس تھی' اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شامیوں پر حملہ کر دیا اور اس کے بعد حضرت علیؓ نے حملہ کیا اور ان کی اکثر صفیں درہم برہم ہو گئیں اور وہ شکست کھانے کے قریب پہنچ گئے' اس موقع پر شامیوں نے نیزوں کے اوپر مصاحف بلند کر دیئے اور کہنے لگے یہ ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے' لوگ فنا ہو گئے ہیں پس سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا؟ اور مشرکین اور کفار سے کون جہاد کرے گا۔

ابن جریرؒ اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کا اشارہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کیا تھا اس لیے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ عراقی اس میدان میں غالب آ رہے ہیں تو آپ نے چاہا کہ یہ حالت نہ رہے اور معاملہ مؤخر ہو جائے' بلاشبہ دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے ہیں اور لوگ فنا ہو رہے ہیں اور آپ نے حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر کہا' مجھے ایک بات سوجھی ہے جو اس گھڑی ہمارے اجتماع میں اور ان کی پراگندگی میں اضافہ کرے گی' میری رائے یہ ہے کہ ہم مصاحف کو بلند کریں اور انہیں ان کی طرف دعوت دیں اگر ان سب لوگوں نے اس کا جواب دیا تو جنگ سرد پڑ جائے گی اور اگر ان میں باہم اختلاف ہو گیا تو کچھ لوگ کہیں گے ہم ان کو جواب دیں گے اور کچھ لوگ کہیں گے ہم ان کو جواب نہیں دیں گے پس وہ بزدلی دکھائیں گے اور ان کا رُعب جاتا رہے گا۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ یعلی بن عبید نے عبدالعزیز بن سیاہ سے بحوالہ حبیب بن ابی ثابت ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابو وائل کے اہل کی مسجد میں اس کے پاس ان لوگوں کے متعلق پوچھنے آیا جنہیں حضرت علیؓ نے نہروان میں قتل کیا تھا' ان میں سے کچھ نے آپ کی بات کو قبول کیا اور کچھ نے آپ سے علیحدگی اختیار کر لی اور کچھ سے آپ نے جنگ کرنا جائز قرار دیا' اس نے کہا ہم صفین میں تھے اور شامیوں سے جنگ کا بازار گرم تھا انہوں نے ایک ٹیلے کی پناہ لے لی تو حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف مصحف بھیج کر انہیں کتاب اللہ کی طرف دعوت دو' وہ آپ کی بات کا انکار نہیں کریں گے' پس ایک شخص آپ کے پاس مصحف لایا اور کہنے لگا ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب حکم ہے (کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہیں کتاب سے ایک حصہ دیا گیا انہیں کتاب اللہ کی طرف دعوت دی جاتی ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق پھر جاتا ہے اور وہ اعراض کرنے والے ہیں) حضرت علیؓ نے کہا بہت اچھا میں اس بات کا زیادہ خواہاں

Marfat.com

ہوں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب حکم ہو' راوی بیان کرتا ہے کہ خوارج آپ کے پاس آئے اور ہم ان دنوں انہیں قراء کہتے تھے' اور ان کی تلواریں ان کے کندھوں پر تھیں اور وہ کہنے لگے یا امیر المومنین یہ لوگ جو ٹیلے پر ہیں کس کے منتظر ہیں' کیا ہم اپنی تلواریں لے کر ان کے پاس نہ جائیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے؟ اور حضرت سہل بن حنیفؓ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا اے لوگو! اپنے آپ کو متہم کرو ہم نے حدیبیہ کے روز اپنے آپ کو دیکھا ہے۔ یعنی اس صلح میں جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے درمیان تھی۔ اور اگر ہم لڑنا چاہتے تو ہم لڑتے اور حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں؟ اور سارے واقعہ کا ذکر کیا جیسا کہ پہلے اپنے مقام پر بیان ہو چکا ہے۔

شامیوں کا مصاحف کو بلند کرنا:

جب مصاحف بلند کیے گئے تو عراقیوں نے کہا ہم کتاب اللہ کا جواب دیتے ہیں اور اس کی طرف جھکتے ہیں۔ ابو مخنف کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن جندب ازدی نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا' اے بندگانِ خدا اپنے حق اور صدق کی طرف چلو اور اپنے دشمن سے جنگ جاری رکھو' بلاشبہ حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت ابن ابی معیط' حضرت حبیب بن مسلمہ' حضرت ابن ابی سرح اور حضرت ضحاک بن قیس ﷺ دین اور قرآن سے تعلق رکھنے والے نہیں' اور میں انہیں تمہاری نسبت بہتر جانتا ہوں' میں بچپن اور جوانی میں ان کے ساتھ رہا ہوں' وہ برے بچے اور برے جوان ہیں' تم ہلاک ہو جاؤ خدا کی قسم وہ انہیں پڑھتے ہیں اور جو کچھ ان میں بیان ہے اس پر عمل نہیں کرتے انہوں نے انہیں صرف دھوکہ و فریب اور مکر و حیلہ کے لیے بلند کیا ہے' انہوں نے آپ سے کہا ہم سے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمیں کتاب اللہ کی طرف دعوت دی جائے اور ہم اس کے قبول کرنے سے انکار کریں' آپ نے انہیں کہا' میں ان سے صرف اس لیے جنگ کر رہا ہوں کہ وہ کتاب اللہ کے فیصلے کو قبول کر لیں بلاشبہ انہوں نے امر الٰہی کی نافرمانی کی ہے اور اس کے عہد کو چھوڑ دیا ہے اور اس کی کتاب کو پھینک دیا ہے' پس مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی ثم سبائی نے ان قراء کی جماعت کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھی اور اس کے بعد وہ خوارج بن گئے تھے' آپ سے کہا:

اے علیؓ! جب آپ کو کتاب اللہ کی طرف بلایا جائے تو اس کا جواب دیا کرو وگرنہ ہم آپ کو سب کچھ سمیت ان لوگوں کی طرف دھکیل دیں گے یا ہم آپ کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو ہم نے ابن عفان کے ساتھ کیا ہے' بلاشبہ وہ کتاب اللہ پر عمل کرنے میں ہم پر غالب آ گئے تھے سو ہم نے انہیں قتل کر دیا۔ خدا کی قسم آپ یہ کام ضرور کریں گے یا ہم آپ کے ساتھ وہ سلوک ضرور کریں گے' آپ نے فرمایا' میں نے تمہیں جس بات سے منع کیا ہے اسے یاد رکھو اور جو بات تم نے مجھے کہی ہے اسے بھی یاد رکھو' پس اگر تم نے میری اطاعت کرنی ہے تو جنگ کرو اور اگر میری نافرمانی کرنی ہے تو جو جی میں آئے کرو' انہوں نے کہا اشتر کی طرف پیغام بھیجو وہ آپ کے پاس آئے اور جنگ بند کر دے' حضرت علیؓ نے اس کی طرف جنگ بند کرنے کا پیغام بھیج دیا۔

اور الہیثم بن عدی نے اپنی کتاب میں جو اس نے خوارج کے متعلق تصنیف کی ہے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن المنتشر ہمدانی نے صفین میں شامل ہونے والوں اور خوارج کے سرکردہ لوگوں کے حوالے سے جن پر جھوٹ کا اتہام نہیں لگایا جا سکتا' مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے اس بات کو ناپسند کیا اور انکار کیا اور حضرت علیؓ کے متعلق بعض ایسی باتیں

Marfat.com

لیکن جن کو بیان کرنا میں پسند نہیں کرتا' پھر کہا' کون غیر اللہ کو حکم ماننے سے قبل اللہ کی طرف جانا چاہتا ہے؟ پس آپ نے حملہ کیا اور جنگ کی حتی کہ آپ قتل ہو گئے۔

اور شامی سرداروں کو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے اس کی طرف دعوت دی' آپ نے عراقیوں میں کھڑے ہو کر انہیں صلح کرنے جنگ سے باز آنے' جنگ کے ترک کرنے اور قرآن کی فرماں برداری کرنے کی طرف بلایا اور یہ کام انہوں نے حضرت معاویہؓ کے حکم سے کیا اور جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کے قبول کرنے اور اس معاملے میں شامل ہونے کا مشورہ دیا ان میں حضرت اشعث بن قیس کندی بھی تھے۔

اور ابو مخنف نے ایک اور طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے جب اشتر کو پیغام بھیجا تو اس نے کہا آپ سے کہنا کہ بلاشبہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں چاہیے کہ آپ مجھے میرے موقف سے نہ ہٹائیں' مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے فتح دے گا پس میرے ساتھ جلدی نہ کیجیے' ایلچی یزید بن ہانی نے واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ بات بتائی جو اشتر نے کہی تھی اور اشتر نے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا' پس فتنہ بڑھ گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں اور ان لوگوں نے حضرت علیؓ سے کہا: خدا کی قسم ہماری رائے میں آپ نے اسے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے' آپ نے فرمایا' کیا تم نے مجھے اس سے سرگوشی کرتے دیکھا ہے؟ کیا میں نے اس کی طرف اعلانیہ پیغام نہیں بھیجا اور تم سن رہے تھے' انہوں نے کہا' اس کی طرف پیغام بھیجو اور وہ آپ کے پاس آئے ورنہ خدا کی قسم ہم آپ سے علیحدہ ہو جائیں گے' حضرت علیؓ نے زید بن ہانی سے کہا تو ہلاک ہو اسے کہو میرے پاس آئے بلاشبہ فتنہ واقع ہو چکا ہے پس جب زید بن ہانی واپس اس کے پاس گیا تو اسے امیر المومنین کی طرف سے اطلاع دی کہ وہ جنگ بند کر کے آپ کے پاس آ جائے وہ بے قرار ہو کر کہنے لگا' تو ہلاک ہو جائے کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہم فتح پا رہے ہیں اور تھوڑی سی کسر باقی رہ گئی ہے؟ میں نے کہا ان دونوں باتوں میں سے تجھے کون سی بات زیادہ پسند ہے تو آنا چاہتا ہے یا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح قتل ہو جائیں؟ پھر تمہارا یہاں فتح پانا تجھے کیا فائدہ دے گا؟ راوی بیان کرتا ہے کہ اشتر' حضرت علیؓ کے پاس آیا اور جنگ بند کر دی اور اس نے کہا اے عراقیو! اے ذلیلو اور کمزورو! کیا تم اس وقت دشمن پر غالب آئے تھے جب انہوں نے یہ خیال کر کے کہ تم ان پر غالب آنے والے ہو' تمہیں قرآن کے فیصلہ کی طرف دعوت دینے کے لیے مصاحف اٹھا لیے تھے اور قسم بخدا' اللہ تعالیٰ نے ان میں جو احکام دیے ہیں انہوں نے انہیں ترک کر دیا ہے اور جس پر وہ احکام نازل ہوئے ہیں اس کی سنت کو بھی ترک کر دیا ہے' پس انہیں جواب نہ دو' مجھے مہلت دو مجھے فتح کا یقین ہو گیا ہے انہوں نے کہا نہیں' اس نے کہا مجھے گھوڑا دوڑانے کی مہلت دو' مجھے فتح کی حرص پیدا ہو گئی ہے انہوں نے کہا تب تو ہم بھی تمہارے ساتھ تمہاری غلطی میں شامل ہوں گے' پھر اشتر ان قراء سے مناظرہ کرنے لگے جو شامیوں کی بات کو قبول کرنے کے داعی تھے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کے ساتھ تمہاری پہلی جنگ حق ہے تو اس پر قائم رہو اور اگر باطل ہے تو اپنے مقتولین کے لیے دوزخ کی گواہی دو۔ انہوں نے کہا' ان باتوں کو چھوڑیے' ہم تیری اور تیرے آقا کی کبھی اطاعت نہیں کریں گے اور ہم نے ان لوگوں کے ساتھ اللہ کے بارے میں جنگ کی ہے اور اللہ کے لیے ان سے جنگ کرنا ترک کیا ہے۔ اشتر نے ان سے کہا خدا کی قسم تم نے فریب کیا ہے اور تم فریب کھا گئے ہو اور تمہیں جنگ چھوڑنے کی دعوت دی گئی ہے اور تم نے قبول کر لی ہے

Marfat.com

اے برے ساتھیو! ہم تمہاری نمازوں کو دنیا سے بے رغبتی اور لقاءالٰہی کے شوق کا باعث سمجھتے تھے اور میں موت سے تمہارے فرار کو دنیا کی طرف فرار سمجھتا ہوں اے موٹے دانتوں والی پلیدی خور گائیوں کے مثیلو! تم اس کے بعد عارف باللہ نہیں رہے اور ظالم لوگوں کی طرح ہلاک ہو جاؤ گے پس انہوں نے اسے گالیاں دیں اور انہوں نے اس کی سواری کے منہ پر اپنے کوڑے مارے اور ان کے درمیان طویل معاملات ہوئے اور عراقیوں کی اکثریت اور سب شامیوں نے ایک مدت تک مصالحت کرنے میں رغبت کی کہ شاید کوئی ایسی متفقہ بات ہو جائے جس میں مسلمانوں کے خون کا تحفظ ہو جائے' بلاشبہ اس مدت میں لوگ فنا ہو گئے اور خصوصاً ان آخری تین دنوں میں جن میں آخری معرکہ جمعہ کی شب کو لیلۃ الہریر میں ہوا تھا' دونوں فوجیں میں ایسی شجاعت واستقلال پایا گیا جس کی مثال دنیا میں موجود نہیں۔ اسی لیے کسی نے کسی کے مقابلہ میں فرار اختیار نہیں کیا بلکہ انہوں نے استقلال دکھایا حتیٰ کہ متعدد مؤرخین کے بیان کے مطابق فریقین کے ستر ہزار آدمی مارے گئے' شامیوں کے ۴۵ ہزار عراقیوں کے ۲۵ ہزار یہ تعداد کئی مؤرخین نے بیان کی ہے جن میں ابن سیرینؒ اور سیف وغیرہ بھی شامل ہیں اور ابوالحسن بن البراء نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ عراقیوں میں ۲۵ بدری تھے راوی بیان کرتا ہے اس مدت میں ان کے درمیان نوے حملے ہوئے اور دونوں نے صفین کے قیام کی مدت میں اختلاف کیا ہے' سیف نے سات یا نو مہینے بیان کیے ہیں اور ابوالحسن بن البراء نے ایک سو دس دن بیان کیے ہیں۔

میں کہتا ہوں ابومخنف کے کلام کا مقتضا یہ ہے کہ یہ قیام ذوالحجہ کے آغاز سے جمعہ کے دن سے لے کر ۱۳ صفر تک تھا اور یہ ستتر دن بنتے ہیں واللہ اعلم اور زہری کا بیان ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک قبر میں پچاس نفوس کو دفن کیا جاتا تھا اور یہ ابن جریر اور ابن الجوزی کے کلام کا ملخص ہے جو المنتظم میں ہے۔

اور بیہقی نے یعقوب بن سفیان کے طریق سے بحوالہ صفوان بن عمرو روایت کی ہے کہ شامی ساٹھ ہزار تھے جن میں سے بیس ہزار قتل ہوئے اور عراقی ایک لاکھ بیس ہزار تھے جن میں سے چالیس ہزار قتل ہوئے اور بیہقی نے اس معرکہ کو اس حدیث پر حمل کیا ہے جسے صحیحین میں عبدالرزاق کے طریق سے عن معمر عن ہمام بن منبہ عن ابی ہریرہؓ روایت کیا گیا ہے اور بخاری نے اسے شعیب کی حدیث سے عن زہری عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے اور شعیب کی حدیث سے عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہؓ عن رسول اللہ ﷺ بھی روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دو عظیم گروہ باہم لڑیں ان کے درمیان بڑا اقتلام ہوگا اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔

اور مجالد نے اسے اسی طرح ابوالحواری سے بحوالہ ابوسعید مرفوعاً روایت کیا ہے اور ثوری نے اسے عن ابی جدعان عن ابی نضرہ عن ابی سعید روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دو عظیم گروہ باہم لڑیں اور ان دونوں کی دعوت ایک ہی ہوگی اور ابھی وہ اسی پوزیشن میں ہوں گے کہ ان دونوں میں سے خوارج نکلیں گے اور دونوں گروہوں میں سے زیادہ حق دار گروہ ان کو قتل کرے گا اور امام احمدؒ نے جو حدیث عن مہدی واسحاق عن سفیان عن منصور عن ربعی بن خراش عن البراء بن ناجیہ الکاہلی عن ابن مسعود روایت کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسیائے اسلام عنقریب ۳۵ ہجری یا ۳۶ ہجری میں پھر جائے گی' پس اگر وہ ہلاک ہو جائیں تو ہلاک ہونے والوں کے راستے پر ہوں گے اور اگر ان کا دین ان کے لیے قائم رہا تو

Marfat.com

ستر سال تک ان کے لیے قائم رہے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ گزرنی ہوئی قوموں کے لیے یا جو باقی رہ گئی ہیں؟ فرمایا بلکہ جو باقی رہ گئی ہیں' اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے اسے اپنی کتاب سیرت علی میں عن ابی نعیم الفضل بن دکین عن شریک عن منصور اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ شریک بن عبداللہ نخعی نے عن مجالد عن عامر الشعبی عن مسروق عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ بلاشبہ آسیائے اسلام عنقریب ۳۵ سال بعد پھر جائے گی' پس اگر وہ باہم مصالحت کرلیں تو وہ ستر سال تک بافراغت دنیا کو کھائیں گے اور اگر باہم جنگ کریں تو اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر سوار ہوں گے۔ اور ابن دیزیل کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن خراش شیبانی نے العوام بن حوشب سے بحوالہ ابراہیم تیمی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی امیہ کے ایک شخص کے قتل پر آسیائے اسلام چکر لگائے گی۔ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نیز بیان کیا ہے کہ الحکم نے عن نافع عن صفوان بن عمرو عن الاشیاخ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک انصاری کے جنازہ پر بلایا گیا' آپ نے فرمایا آپ اس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم اسلام میں دو بوجھوں کا خیال رکھو گے' حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا' کیا یہ اس امت میں ہوگا جس کا معبود ایک ہوگا اور نبی بھی ایک ہوگا؟ فرمایا ہاں' حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا میں اسے پاؤں گا؟ فرمایا نہیں' حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا میں اسے پاؤں گا؟ فرمایا نہیں' حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا میں اسے پاؤں گا؟ فرمایا ہاں' تمہاری وجہ سے ان کی آزمائش ہوگی' نیز حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا' وہ کیسے اختلاف کریں گے جب کہ ان کا خدا ایک' کتاب ایک اور ملت ایک ہوگی؟ انہوں نے جواب دیا' عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو ہماری طرح قرآن کو نہ سمجھیں گے اور اس میں اختلاف کریں گے اور جب اس میں اختلاف کریں گے تو باہم جنگ کریں گے' حضرت عمرؓ نے اس بات کو تسلیم کیا' نیز بیان کیا کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالرحمٰن ابوحمزہ کے بھائی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سیرینؒ نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ کے قتل میں دو بکریاں بھی ایک دوسرے کو سینگ نہیں ماریں گی' اور جب صفین کا دن آیا تو آپ کی آنکھ پھوٹ گئی' آپ سے پوچھا گیا' آپ کے قتل میں دو بکریاں بھی ایک دوسرے کو سینگ نہیں ماریں گی' فرمانے لگے ہاں اور بہت سی آنکھیں پھوٹ جائیں گی۔

اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ وہ صفین سے گزرے تو آپ نے اس پتھروں کو دیکھ کر فرمایا' اس جگہ پر بنی اسرائیل نے نو بار باہم سے جنگ کی ہے اور دسویں بار عرب اس میں عنقریب جنگ کریں گے حتیٰ کہ وہ ان پتھروں کو ایک دوسرے کو ماریں گے جو بنی اسرائیل نے اس میں مارے تھے اور انہی کی طرح فنا ہو جائیں گے اور حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ میری امت کو ہمہ گیر قحط سے ہلاک نہ کرے تو اس نے میری دعا قبول کرلی اور میں نے اس سے دعا کی کہ وہ ان پر دشمن کو مسلط نہ کرے جو ان کے حرم کو مباح کر دے تو اس نے میری دعا قبول کرلی اور میں نے اس سے دعا کی کہ وہ ان کے بعض کو بعض پر مسلط نہ کرے تو اس نے مجھے اس دعا سے روک دیا۔ ہم نے اس کا ذکر اس آیت ﴿اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾ کی تفسیر میں کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بہت معمولی بات ہے۔

Marfat.com

واقعہ تحکیم:

پھر فریقین نے مکاتبات و مراجعات کے بعد جن کا بیان باعث طوالت ہوگا' تحکیم کے بارے میں جھگڑا کیا اور وہ یہ کہ دونوں امیر حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ اپنی اپنی جہت سے ایک ایک حکم مقرر کریں پھر دونوں حکم اس بات پر اتفاق کرلیں جس میں مسلمانوں کی مصلحت ہو' حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو وکیل بنایا اور حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو وکیل بنانا چاہا کاش آپ ایسا کرتے۔ لیکن جن قراء کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے آپ کو منع کر دیا اور کہنے لگے ہم تو صرف حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو پسند کرتے ہیں' اور الہیثم بن عدی نے اپنی کتاب الخوارج میں بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا اشارہ کیا وہ حضرت اشعث بن قیسؓ تھے اور اہل یمن نے آپ سے موافقت کی اور آپ سے بیان کیا کہ وہ لوگوں کو فتنہ اور قتال سے روکا کرتے تھے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حجاز کے علاقے میں ایک جگہ گوشہ نشین ہو چکے تھے' حضرت علیؓ نے کہا' میں اشتر کو حکم بناتا ہوں' انہوں نے کہا کیا جنگ کا بھاؤ تاؤ کرنے والا اور زمین کا جاننے والا صرف اشتر ہی ہے' آپ نے فرمایا جو چاہو کرو' حضرت احنفؒ نے حضرت علیؓ سے کہا خدا کی قسم آپ نے پتھر مارا ہے ان لوگوں کے لیے ان کا آدمی ہی مناسب ہے' جو ان کے قریب ہو تو ان کی ہتھیلیوں میں آجائے اور ان سے دور ہو جائے تو ستارے کی مانند ہو جائے' اور اگر آپ نے مجھے حکم بنانے سے انکار کیا ہے تو مجھے دوسرا اور تیسرا بنا دیجیے' بلاشبہ وہ جو بھی گرہ لگائے گا میں اسے کھول دوں گا اور جو گرہ میں لگاؤں گا وہ اسے کھول نہیں سکے گا مگر میں آپ کے لیے اسی قسم کی ایک اور گرہ لگا دوں گا یا اس سے زیادہ مضبوط گرہ لگا دوں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو تسلیم نہ کیا اور ایلچی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس گئے آپ گوشہ نشین ہو چکے تھے۔ اور جب انہیں بتایا گیا کہ لوگوں نے باہم مصالحت کر لی ہے تو آپ نے فرمایا الحمدللہ' آپ سے کہا گیا آپ کو حکم بنایا گیا ہے آپ نے فرمایا اناللہ وانا الیہ راجعون. پھر انہوں نے آپ کو پکڑ لیا حتیٰ کہ حضرت علیؓ کے پاس لے گئے اور انہوں نے باہم ایک تحریر لکھی جو یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اس پر امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ نے صلح کی ہے' حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا' ان کا نام اور ان کے باپ کا نام لکھیے وہ تمہارے امیر ہیں ہمارے امیر نہیں حضرت احنف نے کہا صرف امیر المومنین لکھیے' حضرت علیؓ نے فرمایا: امیر المومنین کا لفظ مٹا دیجیے اور لکھیے اس پر علی بن ابی طالبؓ نے صلح کی ہے پھر حضرت علیؓ نے حدیبیہ کے واقعہ سے استشہاد پیش کیا جب اہل مکہ نے ان الفاظ سے انکار کیا تھا کہ اس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ پس مشرکین نے اس سے انکار کیا اور کہنے لگے لکھیے اس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے تو کاتب نے لکھا' اس پر علی بن ابی طالبؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ نے صلح کی ہے' حضرت علیؓ نے اہل عراق اور ان کے ساتھ جو مددگار اور مسلمان ہیں ان کے ساتھ جو مددگار اور مسلمان ہیں ان کے ساتھ اور حضرت معاویہؓ نے اہل شام اور جو ان کے ساتھ مومنین مسلمین ہیں ان کے ساتھ صلح کی ہے کہ ہم اللہ کے حکم اور اس کی کتاب کے حکم کو تسلیم کریں گے اور جسے اللہ نے زندہ کیا ہے اسے زندہ کریں گے اور جسے اللہ نے مارا ہے اسے ماریں گے اور جو حکمین حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

Marfat.com

کتاب اللہ میں پائیں اس پر عمل کریں اور جسے وہ کتاب اللہ میں نہ پائیں تو سنت عادلہ جامعہ غیر متفرقہ پر عمل کریں''۔

پھر حکمین نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے اور دونوں فوجوں سے عہود و مواثیق لیے کہ وہ دونوں اپنے آپ کے متعلق اور اپنے اہل کے متعلق مطمئن ہیں اور جو وہ باہم فیصلہ کریں گے اس میں امت ان کی مددگار ہوگی اور فریقین کے مومنین اور مسلمین پر اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق واجب ہوگا اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے وہ اس پر قائم ہیں اور دونوں نے رمضان تک مدت مقرر کی اور اگر وہ اس مدت کو مؤخر کرنا چاہیں تو باہم رضامندی سے کرلیں اور یہ تحریر ۱۳/صفر ۳۷ھ کو بدھ کے روز لکھی گئی کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ رمضان میں حکمین کی جگہ دومۃ الجندل میں جائیں اور حکمین میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے چار سو اصحاب ہوں گے اور اگر وہ دونوں اس کام کے لیے اکٹھے نہ ہوسکیں تو اگلے سال اذرح مقام پر جمع ہو جائیں۔

اور الہیثم نے اپنی کتاب الخوارج میں بیان کیا ہے کہ اشعث بن قیس جب تحریر لے کر حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو اس میں لکھا تھا ''اس پر اللہ کے بندے علیؓ امیر المومنین اور معاویہ بن ابی سفیانؓ نے صلح کی ہے'' حضرت معاویہؓ نے کہا اگر وہ امیر المومنین ہوتے تو میں آپ سے جنگ نہ کرتا' لیکن ان کا نام لکھو اور ان کی سابقت وفضیلت کی وجہ سے ان کا نام مجھ سے پہلے لکھو' پس اشعث حضرت علیؓ کے پاس واپس آ گئے اور جس طرح حضرت معاویہؓ نے کہا تھا اس طرح لکھا اور الہیثم نے بیان کیا ہے کہ اہل شام نے حضرت معاویہؓ سے قبل حضرت علیؓ کا نام اور اپنے سے پہلے اہل عراق کے نام کے لکھنے سے انکار کیا حتیٰ کہ دو تحریریں لکھی گئیں' ایک تحریر ان لوگوں کے لیے جس میں حضرت معاویہؓ کا نام حضرت علیؓ سے پہلے لکھا گیا اور دوسری تحریر اہل عراق کے لیے جس میں حضرت علیؓ اور اہل عراق کا نام حضرت معاویہؓ اور اہل شام سے پہلے لکھا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سے جن لوگوں نے اس تحکیم پر گواہی دی ان کے نام یہ ہیں: حضرت عبداللہ بن عباسؓ' حضرت اشعث بن قیس کندی' حضرت سعید بن قیس ہمدانی' حضرت عبداللہ بن طفیل عامری' حضرت حجر بن یزید کندی' حضرت ورقا بن سمی العجلی' حضرت عبداللہ بن بلال العجلی' حضرت عقبہ بن زید انصاری' حضرت یزید ابن جحیہ تیمی اور حضرت مالک بن کعب ہمدانی' یہ دس آدمی ہیں اور شامیوں کے دس آدمی اور ہیں جو یہ ہیں:

''حضرت ابوالاعور سلمی' حضرت حبیب بن مسلمہ' حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید' حضرت مخارق بن الحارث زبیدی' حضرت وائل بن علقمۃ العذری' حضرت علقمہ بن یزید حضرمی' حضرت حمزہ بن مالک ہمدانی' حضرت سبیع بن یزید حضرمی' حضرت عتبہ بن ابی سفیان برادر حضرت معاویہ اور حضرت یزید بن الحر العبسی''۔

اور حضرت اشعث بن قیس اس تحریر کو لے کر لوگوں کو سنانے اور اسے فریقین کے سامنے پیش کرنے کے لیے باہر نکلے پھر لوگ مقتولین کے دفن کرنے میں مصروف ہوگئے' زہری کا بیان ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہر قبر میں پچاس آدمی دفن کیے گئے ہیں اور حضرت علیؓ نے شامیوں کی ایک جماعت کو قید کرلیا تھا اور جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو انہیں رہا کر دیا' اور اتنے ہی یا اس کے قریب قریب آدمی حضرت معاویہؓ کے قبضہ میں تھے اور انہوں نے اس گمان پر ان کو قتل کرنے کا عزم کرلیا کہ حضرت علیؓ نے ان کے قیدیوں کو قتل کر دیا ہے اور جب رہا شدہ آدمی ان کے پاس آئے تو حضرت معاویہؓ نے بھی ان لوگوں کو جو ان کے قبضہ میں تھے رہا کر دیا کہتے ہیں کہ ازد کا ایک شخص عمرو بن اوس بھی قیدیوں میں شامل تھا' حضرت معاویہؓ نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا آپ میرے

Marfat.com

ماموں ہیں مجھ پر احسان کریں' حضرت معاویہؓ نے کہا تو ہلاک ہو میں تیرا ماموں کہاں سے ہوں؟ اس نے کہا حضرت ام حبیبہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں اور میں ان کا بیٹا ہوں اور آپ ان کے بھائی ہیں اور آپ میرے ماموں ہیں' حضرت معاویہؓ اس بات سے حیران رہ گئے اور اسے رہا کر دیا' اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم نے اہل صفین کا ذکر کرتے ہوئے۔ بیان کیا ہے کہ عرب' جاہلیت میں ایک دوسرے کو جانتے تھے اور وہ اسلام میں ان کے ساتھ حمیت اور سنت اسلام پر مل گئے اور انہوں نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں استقلال دکھایا اور فرار سے شرم محسوس کی اور جب وہ جنگ سے رُک جاتے تو یہ ان کی فوج میں اور وہ ان کی فوج میں داخل ہو جاتے اور اپنے مقتولین کو نکال کر دفن کرتے' شعبی کا بیان ہے وہ اہل جنت ہیں انہوں نے ایک دوسرے سے جنگ کی اور کوئی ایک دوسرے کے مقابلہ میں فرار نہ کرتا۔

خوارج کا خروج:

حضرت اشعث بن قیس' بنی تمیم کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے اور انہیں تحریر سنائی تو عروہ بن اذینہ (اذینہ اس کی ماں ہے جو بنی ربیعہ بن حنظلہ کا عروہ بن جریر ہے اور ابو بلال بن مرداس بن جریر کا بھائی ہے آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا' کیا تم اللہ کے دین میں مردوں کو حکم بناتے ہو؟ پھر اس نے اپنی تلوار اشعث بن قیس کی سواری کے سرین پر ماری تو حضرت اشعث اور ان کی قوم غضب ناک ہو گئے اور احنف بن قیس اور ان کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت اس بارے میں حضرت اشعث بن قیس کے پاس معذرت کرنے آئی' الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ خوارج کا خیال ہے کہ سب سے پہلے عبداللہ بن وہب الراسبی نے حکم بنایا' میں کہتا ہوں پہلا قول صحیح ہے' اس لفظ کو اس شخص سے حضرت علیؓ کے قراء اصحاب کی پارٹیوں نے لیا اور کہنے لگے لاحکم الا اللہ اور انہیں الحکمیہ کا نام دیا گیا اور لوگ صفین سے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے اور حضرت معاویہؓ اپنے اصحاب کے ساتھ دمشق کی طرف چلے گئے اور حضرت علیؓ ہیت کے راستے کوفہ کی طرف واپس چلے گئے اور جب آپ کوفہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ حضرت علیؓ گئے اور بغیر کسی بات کے واپس آ گئے' تو حضرت علیؓ نے فرمایا جن لوگوں سے ہم جدا ہوئے ہیں وہ ان سے بہتر ہیں اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

''تیرا بھائی وہ ہے کہ اگر زمانے کی کوئی مصیبت تجھے تنگ کرے تو وہ تیرے غم پر ہمیشہ رحم کرنے والا ہو اور وہ تیرا بھائی نہیں ہے کہ اگر متفرق امور تجھ پہ آ پڑیں تو وہ تجھے ملامت کرنے لگ جائے''۔

پھر آپ ذکر الٰہی کرتے ہوئے چل پڑے حتیٰ کہ کوفہ کے دارالامارت میں داخل ہو گئے اور جب آپ کوفہ میں داخل ہونے ہی کو تھے تو آپ کی فوج سے بارہ ہزار کے قریب آدمی الگ ہو گئے۔ اور یہی خوارج ہیں اور انہوں نے آپ کے شہر میں آپ کے ساتھ مل کر رہنے سے انکار کر دیا اور حروراء مقام پر فروکش ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ پر کئی باتوں کے الزامات لگائے جن کا آپ نے ان کے خیال کے مطابق ارتکاب کیا تھا' حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا تو آپ نے ان کے ساتھ مناظرہ کیا پس ان کی اکثریت واپس آ گئی اور باقیماندہ لوگ باقی رہ گئے اور حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب نے ان کے ساتھ جنگ کی جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی۔ ان شاء اللہ۔

حاصل کلام یہ کہ یہ خوارج جن کے متعلق متفق صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے انتشار کے وقت

Marfat.com

خوارج نکلیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں میں سے خوارج نکلیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت سے خوارج نکلیں گے اور انہیں دوفرقوں میں سے بہتر فرقہ قتل کرے گا۔ یہ حدیث متعدد طرق اور بہت سے الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ وکیع اور عفان بن القاسم بن الفضل نے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے انتشار کے وقت مسلمانوں میں سے خوارج نکلیں گے اور انہیں دوفرقوں میں سے زیادہ حق پرست فرقہ قتل کرے گا' اسے مسلم نے شیبان بن فروخ سے بحوالہ قاسم بن محمد روایت کیا ہے' اور امام احمد کا بیان ہے کہ ابوعوانہ نے عن قتادہ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید خدری عن رسول اللہ ﷺ ہم سے بیان کیا کہ میری امت دوفرقے ہوجائے گی جن کے درمیان سے خوارج نکلیں گے اور ان دونوں فرقوں میں سے بہتر فرقہ ان کے قتل کی ذمہ داری سنبھالے گا' اور مسلم نے اسے قتادہ اور داؤد بن ہند کی حدیث سے بحوالہ ابی نضرۃ روایت کیا ہے' اور امام احمد کا بیان ہے کہ ابن ابی عدی نے عن سلیمان عن ابی نضرۃ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو آپ کی امت میں سے ہوں گے اور وہ لوگوں کے انتشار کے وقت ظاہر ہوں گے ان کی نشانی سر منڈانا ہوگی اور وہ بدترین مخلوق ہوں گے یا وہ بدترین مخلوق میں سے ہوں گے' انہیں فریقین میں سے حق سے زیادہ قریب فریق قتل کرے گا۔ ابوسعید نے کہا: اے اہل عراق تم نے انہیں قتل کیا ہے۔

اور امام احمد کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ عوف نے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت دو گروہوں میں بٹ جائے گی اور ان کے درمیان سے خوارج نکلیں گے' جنہیں دونوں گروہوں میں سے زیادہ حق پرست گروہ قتل کرے گا۔ اور امام احمد نے اسے یحییٰ القطان سے بحوالہ عوف جو ایک اعرابی ہے' اس کی مانند روایت کیا ہے یہ متعدد طرق بحوالہ ابونضرۃ المنذر بن مالک بن قطعۃ العبدی ہیں جو ایک بلند شان ثقہ راوی ہے' اور مسلم نے اسے اسی طرح سفیان ثوری کی حدیث سے عن حبیب بن ابی ثابت عن الضحاک المشرقی عن ابی سعید روایت کیا ہے۔

یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کیونکہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اسی طرح واقع ہو چکی ہے اور اس میں اہل شام اور اہل عراق دونوں گروہوں کے مسلمان ہونے کا حکم موجود ہے نہ کہ جیسے رافضی فرقہ اور جاہل کمینے لوگ اہل شام کی تکفیر کرتے ہیں اور اس حدیث میں یہ بات بھی موجود ہے کہ فریقین میں سے حضرت علیؓ کے اصحاب حق کے زیادہ قریب ہیں اور یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست تھی' اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے اور وہ بھی ماجور ہوں گے۔ ان شاء اللہ لیکن حضرت علیؓ امام ہیں' انہیں دو اجر ملیں گے' جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عمروؓ بن العاص کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حاکم اجتہاد کرے اور اس کی رائے صحیح ہو تو اسے دو اجر ملیں گے اور جب وہ اجتہاد کرے اور اس کی رائے درست نہ ہو تو اسے ایک اجر ملے گا۔

اور ابھی خوارج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ کے حالات اور اس ٹنڈے شخص کا واقعہ بیان ہوگا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اور وہ آپ کی خبر کے مطابق ہی پایا گیا' جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

Marfat.com

باب:

خوارج کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے علیحدگی

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ معرکہ صفین کے بعد جب حضرت علیؓ شام سے واپس آئے تو کوفہ کی طرف گئے اور جب آپ اس میں داخل ہوئے تو آپ کی فوج کا ایک گروہ آپ سے الگ ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ وہ دس ہزار تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ بارہ ہزار تھے اور بعض اس سے کم بتاتے ہیں انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور آپ کے خلاف بغاوت کر دی اور آپ پر الزامات لگائے تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا تو آپ نے ان سے مناظرہ کیا' ان کے شبہات کا جواب دیا' جن کی نفس الامر میں کوئی حقیقت ہی نہ تھی' پس ان میں سے بعض نے رجوع کر لیا اور بعض اپنی گمراہی پر قائم رہے حتیٰ کہ ان میں سے وہ باتیں سرزد ہوئیں جنہیں ہم عنقریب بیان کریں گے۔

کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ان کے پاس جا کر ان الزامات کے بارے میں جو انہوں نے آپ پر لگائے تھے' ان سے مناظرہ کیا اور انہیں ان کے موقف سے رجوع کروا دیا اور وہ آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوئے پھر انہوں نے معاہدہ کیا اور جو معاہدہ کیا تھا اسے توڑ دیا اور انہوں نے باہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے اور اس بارے میں لوگوں کی نگرانی کرنے کا معاہدہ کیا پھر وہ ایک جگہ کی طرف چلے گئے جسے نہروان کہا جاتا ہے اور وہاں پر حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ اسحاق بن عیسیٰ الطباع نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سلیم نے عبداللہ بن عیاض بن عمرو القاری مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن شداد عراق سے واپسی پر حضرت علیؓ سے چند راتیں قبل حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اس وقت ہم حضرت عائشہؓ کے پاس موجود تھے حضرت عائشہؓ نے اسے کہا اے عبداللہ بن شداد میں جس بات کے متعلق آپ سے پوچھوں گی کیا آپ مجھے سچ سچ بتائیں گے؟ مجھے ان لوگوں کے متعلق بتائیے جنہیں حضرت علیؓ نے قتل کیا ہے' اس نے کہا مجھے آپ سے سچ نہ کہنے کی کیا ضرورت ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا مجھ سے ان کا واقعہ بیان کرو' اس نے کہا' جب حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے باہم تحریر کر لی اور حکمین کو حکم بنا لیا تو آٹھ ہزار قراء نے آپ کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ کوفہ کی ایک جانب حروراء مقام پر فروکش ہو گئے اور انہوں نے آپ پر عتاب کیا اور کہنے لگے' آپ نے وہ قمیص اتار دی ہے جو اللہ نے آپ کو پہنائی تھی اور اللہ نے آپ کا جو نام رکھا تھا اسے بھی چھوڑ دیا ہے پھر آپ نے آگے بڑھ کر اللہ کے دین میں حکم بنا لیے ہیں حالانکہ حکم صرف اللہ ہی کا ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کی اطلاع ملی جن کی وجہ سے انہوں نے آپ پر عتاب کیا اور آپ سے علیحدگی اختیار کی' تو آپ نے منادی کو حکم دیا اور اس نے اعلان کیا کہ امیر المومنین کے پاس صرف وہ آدمی جسے قرآن حفظ ہو آئے' اور جب قراء سے حویلی بھر گئی تو آپ نے امام عظیم کا مصحف منگوایا اور اسے اپنے آگے رکھا اور آپ اس پر اپنا ہاتھ مار کر کہنے لگے اے مصحف لوگوں سے بیان کر' تو لوگوں نے آپ

Marfat.com

کو آواز دیں اور کہنے لگے یا امیر المومنین آپ اس سے کیا پوچھتے ہیں' یہ تو اوراق میں سیاہی ہے اور ہم وہ بات کرتے ہیں جس سے ہم اس سے سیراب ہوئے ہیں آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' تمہارے یہ اصحاب جنہوں نے خروج کیا ہے میرے اور ان کے درمیان کتاب اللہ حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں عورت اور مرد کے متعلق بیان کرتا ہے۔

''اگر تم ان دونوں کے باہمی اختلاف سے خوفزدہ ہو تو ایک حکم مرد کے اہل سے بھیجو' اگر وہ اصلاح کے خواہاں ہوں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا''۔

پس محمد ﷺ کی امت ایک مرد اور ایک عورت کے مقابلہ میں خون اور حرمت کے لحاظ سے بہت بڑھ کر ہے اور انہوں نے یہ الزام بھی لگایا کہ آپ نے حضرت معاویہؓ سے مکاتبت کرتے وقت علی بن ابی طالبؓ لکھا ہے' حضرت سہیلؓ بن عمرو ہمارے پاس آئے اور ہم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ نے اپنی قوم قریش سے صلح کی تو رسول اللہ ﷺ نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھوں گا آپ نے فرمایا تو کیسے لکھتا ہے اس نے کہا میں باسمک اللّٰھم لکھوں گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو تو اس نے لکھ دیا' آپ نے فرمایا لکھو' اس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے' اس نے کہا' اگر میں آپ کو اللہ کا رسول سمجھتا تو آپ کی مخالفت نہ کرتا تو آپ نے لکھا' اس پر محمد بن عبداللہ نے قریش سے صلح کی ہے' اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

''تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں نیک نمونہ موجود ہے اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا خواہاں ہے''۔

پس آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا تو میں ان کے ساتھ گیا اور جب میں ان کے لشکر کے وسط میں پہنچا تو ابن الکواء نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور کہا اے حفاظِ قرآن یہ عبداللہ بن عباسؓ ہیں جو انہیں نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں انہیں جانتا ہوں یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو کتاب اللہ کے بارے میں جانے بغیر جھگڑا کرتے ہیں' یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اور جن کی قوم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (بلکہ وہ جھگڑالو لوگ ہیں) پس انہیں ان کی قوم کی طرف واپس کر دو اور کتاب اللہ پر ان سے اتفاق نہ کرو' اور بعض نے کہا خدا کی قسم ہم انہیں آگاہ کریں گے اگر وہ حق لائے ہیں تو ہم اسے پہچان لیں گے اور اگر وہ باطل کے ساتھ آئے ہیں تو ہم انہیں باطل سمیت ذلیل کر دیں گے' پس انہوں نے تین روز تک حضرت عبداللہؓ سے کتاب کی شرط لگائے رکھی اور ان میں سے چار ہزار آدمی واپس آ گئے یہ سب کے سب تائب تھے اور ان میں ابن الکوا بھی شامل تھا حتیٰ کہ آپ ان کو حضرت علیؓ کے پاس لے گئے اور حضرت علیؓ نے ان کے بقیہ لوگوں کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارا اور لوگوں کا جو معاملہ ہے اسے تم دیکھ چکے ہو' تم جہاں چاہو رہو' حتیٰ کہ محمد ﷺ کی امت مجتمع ہو جائے' ہمارے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہوگا کہ تم حرمت والے خون کو نہ بہاؤ' نہ ڈاکہ زنی کرو اور نہ عہد شکنی کرو' اگر تم نے یہ کام کیا ہم برابر تم سے جنگ کریں گے (بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا) حضرت عائشہؓ نے اسے کہا اے ابن شداد پس انہوں نے ان کو قتل کر دیا' انہوں نے کہا خدا کی قسم جونہی میں نے ان کی طرف پیغام بھیجا انہوں نے ڈاکہ زنی' خونریزی شروع کر دی اور معاہدین کے خون کو جائز قرار دے دیا' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم ایسا ہوا ہے اس نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ایسا ہوا ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا'

Marfat.com

مجھے اہل عراق کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا؟ وہ ذوالثدی یا ذوالثدیہ کہتے ہیں' اس نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے میں مقتولین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا کہ آپ نے لوگوں کو بلا کر کہا' کیا تم اسے جانتے ہو؟ اکثر آنے والوں نے کہا' میں نے اسے بنی فلاں کی مسجد میں دیکھا ہے اور میں نے اسے بنی فلاں کی مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور وہ اس کے سوا اس کے متعلق کوئی معروف دلیل نہ لائے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا' حضرت علیؓ جب اس کے پاس کھڑے ہوئے تو اہل عراق کے خیال کے مطابق آپ کا قول کیا تھا؟ اس نے کہا میں نے آپ کو کہتے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا تم نے اس کے علاوہ بھی آپ سے کوئی بات سنی ہے؟ اس نے کہا قسم بخدا نہیں' حضرت عائشہؓ نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے اللہ حضرت علیؓ پر رحم فرمائے وہ جب کسی حیران کن چیز کو دیکھتے تو فرماتے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے' اور اہل عراق آپ پر جھوٹ باندھنے لگے اور آپ کے بارے میں بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے لگے' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد صحیح ہے اور اس عبارت میں ایسی باتیں ہیں جن کا مقتضا یہ ہے کہ ان کی یعنی قراء کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور دوسرے لوگوں نے جو ان کے غیر ہیں ان کے مذہب میں ان سے موافقت کی ہے حتیٰ کہ وہ بارہ ہزار یا سولہ ہزار تک پہنچ گئے اور جب حضرت ابن عباسؓ نے ان سے مناظرہ کیا ان میں سے چار ہزار نے رجوع کر لیا اور بقیہ اپنی حالت پر قائم رہے۔

اور یعقوب بن سفیان نے اسے عن موسیٰ بن مسعود عن عکرمہ بن عمار عن سماک ابی زمیل عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ انہوں نے مردوں کو حکم بنانے پر آپ پر عتاب کیا اور یہ کہ آپ نے امارت سے اپنا نام مٹا دیا ہے اور یہ کہ آپ نے یوم الجمل کو جنگ کر کے حرمت والی جانوں کو قتل کیا ہے اور اموال اور قیدی تقسیم نہیں کیے' آپ نے پہلے دوالزامات کا وہی جواب دیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے' اور تیسرے کے جواب میں فرمایا کہ قیدیوں میں حضرت ام المومنین بھی تھیں۔ پس اگر تم کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں ہیں تو تم کفر کے مرتکب ہوتے ہو اور اگر تم اپنی ماؤں کو قیدی بنانا جائز قرار دیتے ہو تو تب بھی کفر کرتے ہو' راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے دو ہزار آدمیوں نے رجوع کر لیا اور بقیہ لوگوں نے خروج کیا اور جنگ کی' اور ایک دوسرے شخص نے بیان کیا ہے جب حضرت ابن عباسؓ ان کے پاس گئے تو آپ نے حلہ زیب تن کیا اور انہوں نے آپ سے اس کے پہننے کے بارے میں ہی مناظرہ کیا تو آپ نے اس قول الٰہی سے حجت پکڑی (کہہ دو' کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام قرار دیا ہے جسے اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور کس نے رزق کی طیبات کو حرام کیا ہے) اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ بنفس نفیس ان کے بقیہ لوگوں کے پاس گئے اور مسلسل ان سے مناظرہ کیا حتیٰ کہ وہ آپ کے ساتھ کوفہ واپس آ گئے اور یہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا واقعہ ہے' راوی کو اس بارے میں شک ہوا ہے' پھر وہ گفتگو میں آپ سے تعریض کرنے لگے اور آپ کو گالیاں سنانے لگے اور آپ کے قول کی تاویل کرنے لگے' حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ خوارج میں سے ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

تو حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی:

﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ﴾

Marfat.com

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب آپ خطبہ دے رہے تھے اور اسی طرح ابن جریر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ ایک روز خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک خوارج میں سے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے علیؓ تو نے اللہ کے دین میں لوگوں کو شریک کیا ہے حالانکہ حکم صرف اللہ ہی کا ہے اور انہوں نے ہر جانب سے لا حکم الا للّٰہ' لاحکم الا للّٰہ کی آواز لگائیں تو حضرت علیؓ فرمانے لگے یہ کلمہ حق ہے جس سے باطل مراد لیا جا رہا ہے' پھر فرمایا: ہم پر تمہاری یہ ذمہ داری ہے کہ جب تک غنیمت ہمارے قبضے میں ہے ہم اسے تم سے نہ روکیں اور تم کو اللہ کی مساجد سے بھی نہ روکیں اور جب تک تم ہمارے ساتھ جنگ کی ابتدا نہ کرو تم سے جنگ کی ابتدا نہ کریں' پھر وہ کلیتہً کوفہ سے باہر اور نہروان کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم عنقریب اسے حکمین کے فیصلہ کے بعد بیان کریں گے۔

Marfat.com

دومۃ الجندل میں حکمین یعنی حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی ملاقات

یہ ملاقات ماہِ رمضان میں ہوئی جیسا کہ انہوں نے صفین میں تحکیم کا وقت مقرر کرتے ہوئے شرط کی تھی' اور واقدی کا بیان ہے کہ انہوں نے شعبان میں ملاقات کی تھی اس لیے کہ جب رمضان آیا تو حضرت علیؓ نے شریح بن ہانی کے ساتھ چار سو سواروں کو بھیجا اور حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بھی ان کے ساتھ تھے اور نماز پڑھانا بھی ان کے ذمہ تھا اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو چار ہزار شامی سواروں کے ساتھ بھیجا جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے یہ آپس میں دومۃ الجندل میں اذرح مقام پر ملے۔ جو کوفہ اور شام سے نصف فاصلہ پر ہے۔ اس کے اور دونوں شہروں کے درمیان نو مراحل کا فاصلہ ہے۔ اور سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ حاضر ہوئی جیسے حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام مخزومی' حضرت عبدالرحمٰن بن عبد یغوث الزہری اور حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہم اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی ان کے ساتھ موجود تھے' مگر دوسروں نے ان کی موجودگی کا انکار کیا ہے' اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن سعد اپنے باپ کے پاس گیا جو جنگل میں بنوسلیم کے پانی پر گوشہ نشین ہو چکا تھا' اس نے کہا اے میرے باپ' صفین میں لوگوں نے جو کچھ کیا ہے اس کی خبر آپ کو پہنچ چکی ہے اور لوگوں نے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو حکم بنایا ہے اور قریش کا ایک گروہ بھی ان کے ساتھ موجود ہے آپ بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور اصحاب شوریٰ میں سے ایک ہیں اور آپ نے کسی ایسی بات میں شمولیت نہیں کی جسے اس امت نے ناپسند کیا ہو' آپ حاضر ہو جائیے آپ لوگوں سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں' آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے بلاشبہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا اس میں پوشیدہ اور ثابت قدم رہنے والا آدمی سب سے بہتر ہوگا۔ خدا کی قسم میں اس معاملے میں کبھی بھی حاضر نہ ہوں گا۔

اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابوبکر حنفی عبدالکبیر بن عبدالمجید نے ہم سے بیان کیا کہ بکر بن سمار نے بحوالہ عامر بن سعد ہم سے بیان کیا کہ اس کا بھائی حضرت سعدؓ کے پاس گیا وہ مدینہ سے باہر اپنی بکریوں کے پاس رہتے تھے اور جب حضرت سعدؓ نے اسے دیکھا تو فرمایا میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور جب وہ ان کے پاس آیا تو کہنے لگا اے میرے باپ کیا آپ اس بات سے راضی ہیں کہ آپ اپنی بکریوں میں بدو بنے رہیں حالانکہ لوگ مدینہ میں حکومت کے متعلق آپس میں جھگڑ رہے ہیں؟ حضرت سعدؓ نے عمر کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا خاموش ہو جا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ بلاشبہ اللہ پوشیدہ مالدار متقی کو پسند کرتا ہے۔

Marfat.com

مسلم نے بھی اپنی صحیح میں اسے اسی طرح روایت کیا ہے نیز امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید اسلمی نے عن المطلب عن عمر بن سعد عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ ان کے پاس ان کا بیٹا عامر آیا اور کہنے لگا اے میرے باپ لوگ دنیا کے متعلق لڑ رہے ہیں اور آپ یہاں ہیں؟ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے کیا تو مجھے فتنہ کا سرکردہ بننے کا مشورہ دیتا ہے؟ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا حتیٰ کہ وہ مجھے ایسی تلوار دے اگر میں اسے مومن کو ماروں تو وہ اس سے اُچٹ جائے اور اگر اس سے کافر کو ماروں تو میں اسے قتل کردوں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ مالدار متقی کو پسند کرتا ہے۔ اور یہ عبارت پہلی عبارت کے اُلٹ ہے' یہ بات واضح ہے کہ عمرو بن سعد نے اپنے بھائی عامر سے اپنے باپ کے مقابلہ میں مدد مانگی کہ وہ اسے مشورہ دے کہ وہ تحکیم کے معاملے میں حاضر ہو شاید وہ حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو چھوڑ کر اسے امارت دے دیں' حضرت سعدؓ نے اس بات سے سختی سے انکار کیا اور جس حال میں تھے اسی پر کفایت و قناعت کی جیسا کہ صحیح مسلم سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسلام قبول کیا اور اسے گذارے کے مطابق رزق ملا اور جو کچھ اللہ نے اسے دیا اسے اسی پر قانع کر دیا۔ اور یہ عمر بن سعد امارت کو پسند کرتا تھا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ وہ اس دستے کا امیر بنا جس نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو قتل کیا' جیسا کہ اپنے مقام پر اس کا ذکر آئے گا اور اگر وہ اپنے باپ کی حالت پر قناعت کرتا تو اس میں سے کوئی بات بھی نہ ہوتی۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تحکیم کے معاملے میں حاضر نہ ہوئے اور نہ آپ نے اس کا ارادہ کیا اور اس میں وہی لوگ حاضر ہوئے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور جب حکمین نے ملاقات کی تو انہوں نے مسلمانوں کی مصلحت پر آپس میں مناظرہ کیا اور امور کا اندازہ لگانے میں غور و فکر کیا پھر ان دونوں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ امارت کا فیصلہ لوگوں کے مشورہ سے ہوتا کہ وہ ان دونوں میں سے بہتر آدمی یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور آدمی پر متفق ہو جائیں اور حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو امارت دینے کا مشورہ دیا تو حضرت عمروؓ نے انہیں کہا' میرے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دو' وہ علم و عمل اور زہد میں ان کا لگا کھاتا ہے تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا آپ نے اپنے بیٹے کو بھی فتنوں میں شامل کر دیا ہے' حالانکہ وہ ایک راست باز شخص ہے۔

ابومخنف کا بیان ہے کہ محمد بن اسحٰق نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمرؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ امارت کا اہل وہ شخص ہوتا ہے جس کی داڑھیں ہوں اور کھاتا پیتا ہو اور حضرت ابن عمرؓ میں غفلت پائی جاتی ہے تو حضرت ابن زبیرؓ نے انہیں کہا سمجھو اور ہشیار ہو جاؤ' حضرت ابن عمرؓ نے کہا خدا کی قسم نہیں' میں اس پر کبھی کوئی رشوت نہیں دوں گا' پھر فرمایا اے ابن العاصؓ! عربوں نے تلواروں سے جنگ کرنے اور نیزے مارنے کے بعد اپنا معاملہ تمہارے سپرد کیا ہے' تم ان کو اس جیسے یا اس سے زیادہ سخت فتنے میں نہ لے جانا پھر حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ تنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر امیر مقرر کر دیں مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا پھر انہوں نے حیلہ سے کہا کہ ان کے بیٹے عبداللہ خلیفہ ہوں مگر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی تسلیم نہ کیا اور حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کر دیں تو

Marfat.com

حضرت عمروؓ نے اسے قبول نہ کیا پھر دونوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو معزول کر دیں اور امارت کا معاملہ لوگوں کے مشورہ پر چھوڑ دیں تاکہ وہ متفقہ طور پر اپنے لیے امیر منتخب کر لیں، پھر وہ دونوں لوگوں کے مجمع کے پاس آئے۔ اور حضرت عمروؓ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی بات میں سبقت نہ کرتے تھے بلکہ تمام امور میں ادب و تعظیم کی وجہ سے انہیں مقدم کرتے تھے۔ آپ نے انہیں کہا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں کو وہ بات بتایئے جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے، پس حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا پھر فرمایا اے لوگو! ہم نے اس امت کے معاملے میں غور وفکر کیا ہے اور جس امر پر میں نے اور عمروؓ نے اتفاق کیا ہے، ہم نے اس امت کی بہتری اور اس کی پراگندگی کو دور کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی امر نہیں دیکھا اور وہ یہ ہے کہ ہم حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو معزول کرتے ہیں اور امارت کا معاملہ شوریٰ پر چھوڑ دیتے ہیں اور اس امر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور وہ جسے چاہیں اپنا امیر مقرر کر لیں اور میں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو معزول کر دیا ہے پھر وہ ایک طرف ہٹ گئے اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی جگہ کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا، اس شخص نے جو بات کہی ہے تم نے سن لی ہے، اس نے اپنے آقا کو معزول کر دیا ہے اور میں نے بھی اسے ان کی طرح معزول کر دیا ہے اور میں اپنے آقا حضرت معاویہؓ کو قائم کرتا ہوں بلاشبہ وہ حضرت عثمانؓ کے مددگار اور ان کے خون کے بدلے کے طالب ہیں اور وہ سب لوگوں سے بڑھ کر ان کی جگہ کھڑے ہونے کے حقدار ہیں۔ حضرت عمروؓ نے دیکھا کہ اگر لوگوں کو اس حالت میں بلا امام چھوڑ دیا گیا تو وہ اس سے بھی زیادہ طویل وعریض اختلافات میں پڑ جائیں گے، پس انہوں نے اس مصلحت کو دیکھ کر حضرت معاویہؓ کو قائم کر دیا اور اجتہاد صحیح اور غلط بھی ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ درشتی سے گفتگو کی اور حضرت عمروؓ نے بھی ان کو اسی طرح جواب دیا۔

ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ شریح بن ہانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج کے پیشرو نے حضرت عمرو بن العاصؓ پر حملہ کر کے انہیں کوڑا مارا اور حضرت عمروؓ کے بیٹے نے اس کے پاس جا کر اسے کوڑا مارا، اور لوگ اپنے اپنے شہروں کو جانے کے لیے ہر طرف بکھر گئے اور حضرت عمروؓ اور ان کے اصحاب حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور انہیں سلام خلافت کہا اور حضرت ابوموسیٰ، حضرت علی رضی اللہ عنہما سے شرمندہ ہو کر مکہ کی طرف چلے گئے اور حضرت ابن عباسؓ اور شریح بن ہانی نے واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہما کی کارروائی کی اطلاع دی، پس انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کو کمزور خیال کیا اور سمجھ لیا کہ وہ حضرت عمروؓ بن العاص کے ہمسر نہیں ہیں، اور ابومخنف نے بحوالہ ابوالحباب الکلبی بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمروؓ کی کارروائی کا علم ہوا تو آپ اپنی نماز میں حضرت معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت ابوالاعور سلمی، حضرت حبیب بن مسلمہ، حضرت ضحاک بن قیس، حضرت عبدالرحمٰن بن خالدؓ بن ولید اور حضرت ولید بن عتبہ پر لعنت ڈالا کرتے تھے اور جب حضرت معاویہؓ کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ اپنی نماز میں حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور اشتر نخعی پر لعنت ڈالا کرتے تھے مگر یہ بات درست نہیں۔ واللہ اعلم

اور وہ حدیث جسے بیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں

Marfat.com

بتایا کہ اسماعیل بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ قتیبہ بن سعید نے عن جریر عن زکریا بن یحییٰ عن عبداللہ بن یزید وحبیب بن یسار عن سوید بن غفلہ ہم سے بیان کیا کہ میں فرات کے کنارے حضرت علیؓ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل نے اختلاف کیا اور ان میں باہم مسلسل اختلاف قائم رہا حتیٰ کہ انہوں نے دو حکم بھیجے جو خود بھی گمراہ ہوئے اور ان دونوں نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور بلاشبہ یہ امت بھی عنقریب اختلاف کرے گی اور ان میں باہم مسلسل اختلاف رہے گا حتیٰ کہ وہ دو حکم بھیجیں گے جو گمراہ ہوں گے اور اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ یہ حدیث منکر ہے اور اس کا مرفوع ہونا موضوع ہے۔ واللہ اعلم

اگر یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوتی تو وہ حکمین کی تحکیم پر اتفاق نہ کرتے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کا سبب نہ بنتے، جیسا کہ اس حدیث کا بیان ہے اور اس حدیث کی آفت زکریا بن یحییٰ ہے۔ جو کندی حمیری اندھا ہے، ابن معین نے بیان کیا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

خوارج کا کوفہ سے خروج اور حضرت علیؓ سے مقابلہ:

جب حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو فوج کے ساتھ دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا تو خوارج کا معاملہ سخت ہو گیا اور انہوں نے حضرت علیؓ پر الزام لگانے میں حد سے تجاوز کیا اور واضح طور پر آپ کو کافر کہا اور ان میں سے دو آدمیوں، زرعۃ بن البرج طائی اور حرقوص بن زہیر سعدی نے آپ کے پاس آ کر کہا: لا حکم الا للہ، حضرت علیؓ نے کہا: لا حکم الا للہ، تو حرقوص نے آپ سے کہا اپنی غلطی سے توبہ کیجیے اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمن کی طرف چلیے تا کہ ہم ان سے جنگ کرتے ہوئے اپنے رب سے جا ملیں، حضرت علیؓ نے کہا، میں نے تم سے یہی بات چاہی تھی مگر تم نے انکار کیا اور ہمارے اور لوگوں کے درمیان عہد لکھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم معاہدہ کرو) تو حرقوص نے آپ سے کہا یہ ایک گناہ ہے جس سے آپ کو توبہ کرنی چاہیے، حضرت علیؓ نے فرمایا، یہ گناہ نہیں بلکہ رائے کی کمزوری ہے اور میں اس کے متعلق آپ لوگوں کو پہلے کہہ چکا ہوں اور میں نے تم کو اس سے روکا تھا، تو زرعۃ بن البرج نے آپ سے کہا، اے علیؓ! خدا کی قسم اگر آپ نے کتاب اللہ میں مردوں کو حکم بنانا نہ چھوڑا تو میں آپ سے ضرور جنگ کروں گا اور اس کے ذریعے میں رحمت و رضوان الٰہی کا طلب گار ہوں گا، حضرت علیؓ نے فرمایا، تو ہلاک ہو تو کس قدر شقی ہے، گویا میں تجھے قتل کروں گا اور ہوا تجھ پر خاک اڑائے گی، اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہو، حضرت علیؓ نے اسے کہا، اگر تو سچا ہوتا تو موت میں دنیا سے تسلی حاصل ہوتی لیکن شیطان نے تم لوگوں کو بہکا دیا ہے اور وہ دونوں آپ کے ہاں سے فیصلہ کرتے ہوئے نکل گئے اور ان کے بارے میں یہ بات مشہور ہو گئی اور انہوں نے لوگوں میں کھلم کھلا اسے بیان کیا اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقاریر میں ان کے پیچھے پڑ گئے اور آپ کو سب وشتم کیا اور قرآنی آیات سے تعریض کی اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ حضرت علیؓ فوج کے ایک دستے میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو آپ نے خوارج کے معاملے کا ذکر کیا اور اس کی مذمت کی تو ان میں سے ایک جماعت کھڑی ہو گئی اور ہر کوئی کہنے لگا لا حکم الا اللہ اور ان میں سے ایک شخص اپنے کانوں میں انگلی رکھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تو خسارہ

Marfat.com

پانے والوں میں سے ہو جائے گا) اور حضرت علیؓ منبر پر اس اس طرح اپنے ہاتھ الٹنے پلٹنے لگے اور فرمانے لگے:

''ہم تمہارے بارے میں اللہ کے حکم کے منتظر ہیں'' پھر فرمایا: ''تمہاری جانب سے ہم پر یہ فرض ہے کہ جب تک تم ہمارے خلاف خروج نہ کرو ہم تمہیں اپنی مساجد سے نہ روکیں اور جب تک تمہارے ہاتھ ہمارے ہاتھوں کے ساتھ ہیں ہم تم سے غنیمت کے اس حصہ کو نہ روکیں جو تمہیں پہنچتا ہے اور جب تک تم ہم سے جنگ نہ کرو ہم تم سے جنگ نہ کریں''۔

اور ابو مخنف نے عبدالملک سے بحوالہ ابی حرۃ بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو حکومت چلانے کے لیے بھیجا تو خوارج عبداللہ بن وہب الراسبی کے گھر میں جمع ہو گئے تو اس نے ان سے ایک بلیغ خطاب کیا اور انہیں اس دنیا سے بے رغبتی کرنے اور آخرت اور جنت میں رغبت کرنے کی تلقین کی' اور انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دی' پھر کہنے لگا' ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں کو جو ان ظالمانہ احکام کے منکر ہیں' اس بستی سے جس کے باشندے ظالم ہیں' بعض پہاڑی صوبوں کی اردگرد کی بستیوں یا بعض شہروں کی طرف نکال دو' پھر حرقوص بن زہیر کھڑا ہوا اور اس نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا' بلاشبہ اس دنیا کا متاع قلیل ہے اور اس سے جدا ہونا قریب ہے' پس اس کی زیب وزینت تمہیں یہاں ٹھہرنے کی دعوت نہ دے اور تمہیں طلب حق اور انکار ظلم سے بے پرواہ نہ کر دے (بلاشبہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں اور محسنوں کے ساتھ ہے) اور سنان بن حمزہ اسدی نے کہا' اے لوگو! رائے وہی ہے جو تم نے اختیار کی ہے اور حق وہی ہے جس کا تم نے ذکر کیا ہے پس اپنی امارت اپنے میں سے ایک شخص کے سپرد کر دو' بلاشبہ وہ تمہارے لیے سہارے اور قوت کا باعث ہو گا اور وہ جھنڈا ہو گا جسے تم گھیرے رہو گے اور اس کی طرف رجوع کرو گے۔

پس انہوں نے زید بن حصن طائی جو ان کا ایک سردار تھا۔ کی طرف پیغام بھیجا اور اسے امارت کی پیشکش کی مگر اس نے انکار کر دیا پھر انہوں نے حرقوص بن زہیر کو اس کی پیشکش کی اس نے بھی انکار کر دیا پھر انہوں نے عبداللہ بن وہب الراسبی کو اس کی پیشکش کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور کہا خدا کی قسم میں اسے دنیا کی رغبت کی وجہ سے قبول نہیں کروں گا اور نہ اسے موت کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دوں گا نیز وہ زید بن حصن الطائی السنبسی کے گھر میں اکٹھے ہوئے تو اس نے ان سے خطاب کیا اور انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دی اور انہیں قرآن کی آیات پڑھ کر سنائیں جن میں یہ آیات بھی شامل تھیں:

﴿یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ اور ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ﴾

اور اسی طرح اس کے بعد جو آیات آئی ہیں جن کے آخر میں الظالمون الفاسقون کے الفاظ آتے ہیں وہ آیات بھی پڑھیں پھر کہنے لگا:

میں اپنے اہل قبلہ میں سے اپنے اہل دعوت کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے خواہشات کی پیروی کی ہے اور کتاب کے فیصلے کو چھوڑ دیا ہے اور اقوال واعمال میں ظلم سے کام لیا ہے اور مومنین پر ان سے جہاد کرنا فرض ہے تو ان میں سے ایک شخص نے

Marfat.com

عبداللہ بن شجرہ سلمی کہا جاتا تھا رو پڑا' پھر اس نے انہیں لوگوں کے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دی اور اپنی تقریر میں کہا' ان کے چہروں اور جبینوں پر تلواریں مارو حتیٰ کہ رحمان ورحیم کی اطاعت ہو اگر تم کامیاب ہو گئے اور تمہاری منشاء کے مطابق اللہ کی اطاعت ہوئی تو وہ تم کو اپنے اطاعت کنندوں اور اپنے حکم پر عمل کرنے والوں کا ثواب دے گا اور اگر تم قتل ہو گئے تو رضوان الٰہی اور جنت کی طرف جانے سے کون سی چیز افضل ہے میں کہتا ہوں' لوگوں کی یہ قسم بنی آدمی کی اشکال میں سے سب سے زیادہ عجیب وغریب ہے پس پاک ہے وہ جس نے جس طرح چاہا کسی نوع کو پیدا کیا اور اپنے عظیم فیصلے میں سچ فرمایا اور خوارج کے بارے میں بعض اسلاف نے کیا خوب کہا ہے کہ ان کا ذکر اس قول الٰہی میں ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾

حاصل کلام یہ کہ ان جاہل گمراہوں اور اقوال واعمال میں بدبخت لوگوں نے مسلمانوں کے درمیان سے خروج کرنے پر اتفاق رائے کر لیا اور مدائن کی طرف روانگی پر موافقت کر لی تا کہ اس پر غالب آ جائیں اور وہاں قلعہ بند ہو جائیں اور بصرہ اور دیگر شہروں کے اپنے ہم مذہب بھائیوں کی طرف پیغام بھیجیں اور وہ بھی مدائن میں ان سے آ ملیں اور وہاں ان کا اجتماع ہو جائے زید بن حصن طائی نے ان سے کہا مدائن پر تم قابو نہیں پا سکتے بلاشبہ وہاں پر ایسی فوج ہے جس سے لڑنے کی تم سکت نہیں رکھتے اور وہ مدائن کو تم سے محفوظ رکھے گی لیکن تم اپنے بھائیوں سے دریائے جوخی کے پل کا وعدہ کرو اور کوفہ سے جماعتوں کی صورت میں نہ نکلو بلکہ اکیلے اکیلے نکلو تا کہ تمہارے متعلق پتہ نہ چلے' پس انہوں نے اپنے مذہب وہم مسلک اہل بصرہ وغیرہ کی طرف ایک عام خط لکھا اور اسے ان کی طرف بھیجا کہ وہ انہیں دریا پر ملیں تا کہ وہ لوگوں کے مقابلہ میں متحد ہو جائیں پھر وہ ایک ایک کر کے چپکے سے کھسکنے لگے تا کہ کسی کو ان کے متعلق علم نہ ہو جائے اور وہ انہیں باہر جانے سے روک دیں' پس وہ آباء' امہات' ماموؤں اور خالاؤں کے درمیان سے نکل گئے اور انہوں نے اور دیگر قرابت داروں کو بھی چھوڑ دیا اور وہ اپنی جہالت اور عقل وعلم کی کمی کی وجہ سے یہ خیال کرتے تھے کہ یہ امر رب سماوات والارض کو راضی کر دے گا اور انہیں یہ پتہ نہ چلا کہ یہ تباہ کن کبائر میں سے سب سے بڑا گناہ ہے جسے آسمان سے راندے گئے ابلیس نے انہیں خوبصورت کر کے دکھایا ہے' جس نے ہمارے باپ آدم اور پھر اس کی ذریت سے جب تک ان کی روحیں ان کے اجسام میں پھرتی ہیں' عداوت قائم کی ہوئی ہے اور اللہ ہی اپنی قوت سے ہمیں اس سے بچانے کا ذمہ دار ہے بلاشبہ وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اور لوگوں کی ایک جماعت اپنے بعض بچوں اور بھائیوں کو آ ملی اور انھوں نے ان کو زجر وتوبیخ کی تو ان میں سے استقامت پر قائم رہے اور کچھ ان میں سے بعد ازاں بھاگ کر خوارج کے ساتھ آ ملے اور روز قیامت تک خسارے میں پڑ گئے باقی لوگ اس جگہ پر چلے گئے اور انہوں نے اہل بصرہ وغیرہ کے جن لوگوں کی طرف خطوط لکھے تھے اور وہ ان کے ساتھ آ ملے اور سب نہروان میں جمع ہو گئے اور انہیں قوت وشوکت حاصل ہوگئی اور وہ ایک بااختیار فوج تھے اور ان میں شجاعت بھی تھی اور خیال تھا کہ ان کے ذریعے وہ قرب الٰہی حاصل کریں گے پس نہ ان کا مقابلہ کیا جا سکتا تھا اور نہ ان سے بدلہ لینے کی امید کی جا سکتی اور اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی تھی اور ابو مخنف نے ابوروق سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ جب خوارج نہروان کی طرف چلے

Marfat.com

گئے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مکہ کی جانب چلے گئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ آئے اور حضرت علیؓ نے کوفہ میں لوگوں میں کھڑے ہوکر تقریر کی اور فرمایا' اگرچہ زمانہ گراں بار اور بڑی سخت مصیبت لایا ہے پھر بھی میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' بلاشبہ مصیبت عیب لگاتی' دکھ دیتی' حسرت میں مبتلا کرتی اور بعد ازاں پشیمان کرتی ہے اور میں نے ان دو آدمیوں اور اس حکومت کے بارے میں تمہیں اپنا مشورہ دیا تھا اور تمہیں اپنی رائے دی تھی مگر تم نے اسے قبول نہ کیا اور اپنی من مانی کی اور میری اور تمہاری مثال ہوازنی شاعر کی طرح ہوگئی۔

''میں نے انہیں ریت کے موڑ پر اپنا مشورہ دیا مگر انہیں دوسرے دن کی چاشت کے وقت سیدھی راہ معلوم ہوئی''۔

پھر آپ نے حکمین کی کارروائی کے متعلق گفتگو کی اور جو انہوں نے فیصلہ کیا تھا اسے قبول نہ کیا اور ان دونوں کو زجر و توبیخ کی اور ان کے متعلق ایسی گفتگو کی جس میں ان دونوں کی کسر شان تھی پھر آپ نے شامیوں کے ساتھ جہاد کے لیے لوگوں کو خروج کرنے کے لیے بلایا اور خروج کے لیے سوموار کا دن مقرر کیا اور بصرہ کے والی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لکھا کہ وہ آپ کے لیے لوگوں کو اہل شام کی طرف خروج کرنے کے لیے جمع کریں اور خوارج کو بھی خط لکھا جس میں انہیں بتایا کہ حکمین نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ناقابل قبول ہے اور یہ کہ آپ شام کی طرف جانے کا عزم کیے ہوئے ہیں' آؤ تاکہ ہم ان سے قتال کرنے پر اتفاق کرلیں' انہوں نے آپ کی طرف لکھا' امابعد! بلاشبہ آپ اپنے رب کے لیے ناراض نہیں ہوئے بلکہ اپنے نفس کے لیے ناراض ہوئے ہیں اگر آپ اپنے نفس کے خلاف کفر کی شہادت دیں اور توبہ کی طرف متوجہ ہوں تو ہم اپنے اور تمہارے معاملے میں غور و فکر کریں گے وگرنہ ہم برابر طور پر آپ سے عہد شکنی کریں گے (بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا) جب حضرت علیؓ نے ان کا خط پڑھا تو آپ ان سے مایوس ہوگئے اور اہل شام سے جاکر جنگ کرنے کا عزم کرلیا اور آپ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جو پینسٹھ ہزار تھی۔ کوفہ سے نخیلہ کی طرف روانہ ہوگئے اور حضرت ابن عباسؓ نے آپ کی طرف اہل بصرہ کے تین ہزار دو سو سوار بھیجے' پندرہ سو جاریہ بن قدامہ کے ساتھ اور سترہ سو ابوالاسود الدولی کے ساتھ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ساری فوج میں ۶۸ ہزار دو سو سوار تھے اور امیر المومنین حضرت علیؓ نے لوگوں میں کھڑے ہوکر تقریر کی اور انہیں دشمن سے مقابلہ کے وقت جہاد اور صبر کی ترغیب دی اور وقت آپ شام جانے کا پختہ ارادہ کیے ہوئے تھے' اسی دوران میں آپ کو اطلاع ملی کہ خوارج نے زمین میں فساد برپا کردیا ہے اور خونریزی کی ہے۔ اور رہزنی کی ہے اور محارم کو جائز قرار دے دیا ہے اور جن لوگوں کو انہوں نے قتل کیا ہے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' انہوں نے آپ کو قید کرلیا اور آپ کی حاملہ بیوی بھی آپ کے ساتھ تھی' انہوں نے پوچھا' آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی عبداللہ بن خبابؓ تم نے مجھے خوفزدہ کیا ہے' انہوں نے کہا آپ پر کوئی خوف نہیں آپ ہم سے وہ بات بیان کریں جو آپ نے اپنے باپ سے سنی ہے آپ نے فرمایا میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے' اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ تو انہوں نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا' اسی دوران میں کہ آپ ان کے ساتھ چل رہے تھے اچانک ان کے ایک آدمی کو ایک ذمی کا خنزیر ملا تو اس نے اسے تلوار مار کر اس کا چمڑہ چیر دیا تو دوسرے نے اسے کہا تو نے

Marfat.com

ذمی کے خنزیر سے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو وہ اس ذمی کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کے لیے اسے جائز قرار دے دیا اور اس نے اسے راضی کر دیا اور اسی دوران میں کہ آپ ان کے ساتھ تھے اچانک کھجور کے درخت سے ایک کھجور نیچے گری تو ان میں سے ایک شخص نے اسے اپنے منہ میں ڈال لیا تو دوسرے نے اسے کہا بغیر اجازت اور بغیر قیمت کے؟ تو اس نے اسے اپنے منہ سے پھینک دیا' اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے آ کر حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو ذبح کر دیا اور آپ کی بیوی کے پاس بھی آئے تو اس نے کہا' میں ایک حاملہ عورت ہوں' کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے' انہوں نے اسے بھی ذبح کر دیا اور اس کا پیٹ پھاڑ کر اس کا بچہ نکال دیا' اور جب لوگوں کو ان کی اس کارروائی کا پتہ چلا تو وہ ڈر گئے کہ اگر وہ شام کی طرف چلے گئے اور شامیوں سے جنگ میں مصروف ہو گئے تو وہ ان کے بعد ان کے دیار واولاد میں یہ کارروائی کریں گے' پس وہ ان کے شر سے ڈر گئے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ جنگ کا آغاز کریں اور جب ان سے فارغ ہو جائیں تو اس کے بعد اہل شام کی طرف چلے جائیں اور لوگ ان لوگوں کے شر سے محفوظ ہوں گے' پس اسی رائے پر اتفاق ہو گیا اور اسی میں ان کی اور اہل شام کی بہتری تھی' پس حضرت علیؓ نے اپنی طرف سے خوارج کی طرف الحرب بن مرۃ العبدی کو ایلچی بنا کر بھیجا اور فرمایا میرے لیے ان کا حال معلوم کرو' اور مجھے ان کا حال بتاؤ اور مجھے اس کے متعلق واضح طور پر لکھو' اور جب وہ ان کے پاس گیا تو انہوں نے بغیر مہلت دیئے اسے قتل کر دیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے اہل شام سے قبل ان کی طرف جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خوارج کی طرف روانگی:

جب حضرت علیؓ اور ان کی فوج نے خوارج سے جنگ کا آغاز کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو آپ کے منادی نے لوگوں میں کوچ کا اعلان کر دیا' آپ نے پل عبور کر کے اس کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ عبدالرحمٰن کی خانقاہ اور ابو موسیٰ کی خانقاہ میں داخل ہوئے پھر فرات کے کنارے چلے تو وہاں آپ سے ایک منجم نے ملاقات کی اور آپ کو دن کے سوا کسی اور وقت میں چلنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ اسے آپ کے متعلق خوف ہے' آپ نے اس قول کے برخلاف سفر کیا اور اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کیا اور حضرت علیؓ نے فرمایا' میں نے لوگوں کے سامنے اس کی غلطی کو واضح کرنا چاہا ہے اور مجھے یہ خدشہ ہو گیا کہ ایک جاہل کہے گا کہ آپ کو اس کی موافقت کرنے کی وجہ سے کامیابی ہوئی ہے اور حضرت علیؓ انبار کی جانب گئے اور آپ نے اپنے آگے قیس بن سعد کو بھیجا اور اسے مدائن آنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ مدائن کے نائب سعد بن مسعود کے ساتھ جو حضرت عبداللہ بن مسعود ثقفیؓ کے بھائی تھے' فوج میں ان کے ساتھ ملاقات کرے پس وہاں پر لوگوں نے حضرت علیؓ پر اتفاق کیا اور آپ نے خوارج کی طرف پیغام بھیجا کہ تم اپنے میں سے ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمارے سپرد کر دو تا کہ میں انہیں قتل کروں پھر میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور عربوں یعنی اہل شام کی طرف چلا جاؤں گا شاید اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کا کفیل ہو جائے اور جس حال میں تم ہو اس سے بہتر حال کی طرف تمہیں لوٹا دے' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا' ہم سب نے تمہارے بھائیوں کو قتل کیا ہے اور ہم ان کے خون کو اور تمہارے خون کو جائز سمجھتے ہیں پس قیس بن سعد ان کی طرف بڑھے اور انہوں نے جس امر عظیم کا ارتکاب کیا تھا اس کے بارے میں انہیں نصیحت کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور اسی طرح حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے ان کو زجر وتوبیخ کی' مگر وہ بھی کامیاب نہ ہوئے اور حضرت علیؓ بن ابی

Marfat.com

طالب نے ان کی طرف بڑھ کر ان کو نصیحت کی اور ڈرایا دھمکایا اور فرمایا تم نے مجھ پر اس امر کا الزام لگایا ہے جس کی طرف تم نے مجھے دعوت دی ہے میں نے تمہیں اس سے روکا مگر تم نے قبول نہ کیا اور دیکھو میں یہاں ہوں اور تم بھی ہو اور جہاں سے آئے ہو واپس چلے جاؤ اور محارم الٰہی پر سوار نہ ہو اور تمہارے نفسوں نے تمہیں ایک کام خوب صورت کر دکھایا ہے جس پر تم مسلمانوں کو قتل کرتے ہو اور خدا کی قسم اگر تم نے اس پر ایک مرغی کو بھی مارا تو خدا تعالیٰ کے ہاں یہ ایک عظیم بات ہوگی پس مسلمانوں کے خون کا کیا حال ہوگا؟ اور ان کا کوئی جواب نہ تھا ہاں انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو آواز دے کر کہا کہ ان سے گفتگو نہ کرو اور خدائے عزوجل کی ملاقات کے لیے تیار ہو جاؤ' جنت کی طرف رواں دواں ہو جاؤ اور انہوں نے شرمندہ ہو کر جنگ کے لیے صف بندی کر لی اور مقابلے کے لیے تیار ہو گئے اور انہوں نے اپنے میمنہ پر زید بن حصن الطائی السنبسی' اور میسرہ پر شریح بن اوفی' اور سواروں پر حمزہ بن سنان اور پیادوں پر حرقوص بن زہیر السعدی کو امیر مقرر کیا اور حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب سے جنگ کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور حضرت علیؓ نے اپنے میمنہ پر حضرت حجر بن عدی' میسرہ پر حضرت شبیث بن ربعی اور حضرت معقل بن قیس الریاحی اور سواروں پر حضرت ابوایوب انصاریؓ اور پیادوں پر حضرت ابوقتادہ انصاریؓ اور اہل مدینہ پر جو سات سو تھے۔ حضرت قیسؓ بن سعد بن عبادۃ کو امیر مقرر کیا اور حضرت علیؓ نے حضرت ابوایوبؓ انصاری کو حکم دیا کہ وہ خوارج کے لیے امان کا جھنڈا بلند کریں اور انہیں کہیں جو اس جھنڈے کے پاس آ جائے گا وہ امن میں ہوگا اور جو کوفہ اور مدائن کی طرف واپس چلا جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں' صرف ان لوگوں سے سروکار ہے جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے' پس ان میں سے چار ہزار آدمی واپس چلے گئے اور ان میں سے صرف ایک ہزار یا اس سے کم عبداللہ بن وہب الراسبی کے ساتھ رہ گئے' وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے تو حضرت علیؓ نے اپنے آگے سواروں کو کر دیا اور ان میں سے تیر اندازوں کو آگے کر دیا اور پیادوں نے سواروں کے پیچھے صف بندی کر لی اور آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا جب تک وہ ابتدا نہ کریں ان سے رُکے رہو اور خوارج لاحکم الا اللہ اور جنت کی طرف رواں دواں ہو جاؤ' کہتے ہوئے آئے اور انہوں نے ان سواروں پر جنہیں حضرت علیؓ نے آگے بھیجا تھا' حملہ کر دیا اور ان کو منتشر کر دیا حتیٰ کہ سواروں کی ایک ٹکڑی میمنہ کی طرف اور ایک ٹکڑی میسرہ کی طرف آ گئی اور تیر اندازوں نے تیروں کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور ان کے چہروں پر تیر اندازی کی اور میمنہ اور میسرہ سے سواروں نے ان پر حملہ کر دیا اور جوانوں نے تلواروں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور انہوں نے خوارج کو مار دیا اور وہ گھوڑوں کے سموں تلے پچھڑے پڑے تھے اور ان کے امراء میں سے عبداللہ بن وہب' حرقوص بن زہیر' شریح بن اوفی اور عبداللہ بن سخبرہ سلمی اللہ ان کا برا کرے' قتل ہو گئے۔

حضرت ابوایوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خوارج کے ایک شخص کو نیزہ مارا اور اسے اس کی کمر سے پار کر دیا اور میں نے اسے کہا' اے دشمن خدا تجھے دوزخ کی بشارت ہو' اس نے کہا عنقریب آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہم میں سے کون اس میں داخل ہونے کا زیادہ حق دار ہے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سے صرف سات آدمی قتل ہوئے اور حضرت علیؓ ان کے مقتولین کے درمیان چلنے لگے اور فرمانے لگے' تمہارا برا ہو جس نے تمہیں دھوکہ دیا ہے اس نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے' لوگوں نے پوچھا یا

Marfat.com

امیر المومنین انہیں کس نے دھوکہ دیا ہے؟ آپ نے فرمایا شیطان اور نفس نے جو برائی کا حکم دیتا ہے اس نے انہیں خواہشات سے دھوکہ دیا اور گناہوں کو انہیں خوب صورت کر دکھایا اور ان کو خبر دی کہ وہ غالب ہوں گے پھر آپ نے ان کے زخمیوں کے متعلق حکم دیا جو چار سو تھے اور انہیں علاج کے لیے ان کے قبائل کے سپرد کر دیا اور ان کے جو ہتھیار اور سامان ملا اسے تقسیم کر دیا اور الہیثم بن عدی نے کتاب الخوارج میں بیان کیا ہے کہ محمد بن قیس اسدی اور منصور بن دینار نے عبدالملک بن میسرہ سے بحوالہ النزال بن سبرۃ ہم سے بیان کیا کہ جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوارج سے جو مال حاصل ہوا تھا آپ نے اس کا خمس نہیں لگایا بلکہ وہ سارے کا سارا ان کے مالکوں کو واپس کر دیا حتیٰ کہ آخر میں آپ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی آپ نے اسے بھی واپس کر دیا اور ابو مخنف کا بیان ہے کہ عبدالملک بن ابی حرۃ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ ذوالثدیہ کی تلاش میں نکلے تو آپ کے ساتھ سلیمان بن ثمامۃ الحنفی ابوحرۃ اور الریان بن صبرۃ بن ہوذۃ بھی تھے۔ پس الریان نے اسے نہر کے کنارے چالیس یا پچاس مقتولین کے ساتھ ایک گڑھے میں پایا' راوی بیان کرتا ہے جب اسے نکالا گیا تو آپ نے اس کے بازو کی طرف دیکھا' کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے کندھے پر عورت کے پستان کی طرح گوشت جمع ہے اور اس کے سر اور پستان پر سیاہ بال ہیں اور جب اسے کھینچا جاتا ہے تو وہ لمبا ہو کر دوسرے ہاتھ کے برابر ہو جاتا ہے پھر ڈھل کر عورت کے پستان کی طرح کندھے کی طرف واپس آ جاتا ہے' جب حضرت علیؓ نے اسے دیکھا تو فرمایا خدا کی قسم میں نے جھوٹ نہیں بولا اگر تم عمل پر بھروسہ نہ کرتے تو عارف حق ہونے کی وجہ سے میں تم کو ضرور وہ فیصلہ بتاتا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے قتال کے بارے میں کیا ہے۔

اور الہیثم بن عدی نے اپنی کتاب میں جو خوارج کے بارے میں بیان کیا ہے کہ محمد بن ربیعہ اخنسی نے بحوالہ نافع بن مسلمہ اخنسی مجھ سے بیان کیا کہ ذوالثدیہ بجیلہ میں سے عرنہ کا ایک شخص تھا اور وہ کالا بھجنگ تھا اور اس کی بدبو ساری فوج میں مشہور تھی اور اس سے قبل بھی وہ ہمارے ساتھ رفاقت کرتا تھا اور ہم اس سے مقابلہ کرتے تھے اور وہ ہم سے مقابلہ کرتا تھا اور ابو اسماعیل حنفی نے بحوالہ الریان بن صبرۃ حنفی مجھ سے بیان کیا کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ نہروان میں شامل ہوئے اور جب مخدج (ٹنڈا) ملا تو آپ نے طویل سجدہ کیا' اور سفیان ثوری نے محمد بن قیس سے اس کی قوم کے ایک شخص سے جو ابو موسیٰ کنیت کرتا تھا مجھ سے بیان کیا کہ جب ٹنڈا ملا تو حضرت علیؓ نے طویل سجدہ کیا اور یونس بن ابی اسحق نے مجھ سے بیان کیا کہ اسماعیل بن حبۃ العرنی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اہل نہروان آئے تو لوگ کہنے لگے یا امیر المومنین اس خدا کا شکر ہے جس نے ان کی بیخ کنی کی ہے' حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم ہرگز نہیں وہ مردوں کی اصلاب اور عورتوں کے ارحام میں موجود ہیں اور جب وہ شریانوں سے نکلتے ہیں تو جس کسی سے ملتے ہیں اس پر غالب آنے کے لیے متحد ہو جاتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ شدت اجتہاد اور کثرت سجود کی وجہ سے عبداللہ بن وہب الراسبی کے سجدوں کے مقامات خشک ہو گئے تھے اور اسے ذوالثفنات کہا جاتا تھا اور الہیثم نے ایک خارجی سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن وہب حضرت علیؓ سے اپنے بغض کی وجہ سے اپنا نام جابر رکھتا تھا اور الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ اسماعیل نے خالد سے بحوالہ علقمہ بن عامر ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ سے اہل نہروان کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ شرک سے بھاگے ہیں۔ دریافت کیا گیا یا امیر المومنین وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے اور ہم نے ان

Marfat.com

نے اپنے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے جنگ کی ہے' اسے ابن جریر وغیرہ نے اس مقام پر بیان کیا ہے۔

ان کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث:

پہلی حدیث: حضرت علیؓ سے مروی ہے اور اسے آپ سے زید بن وہب' سوید بن غفلۃ' طارق بن زیاد' عبداللہ بن شداد' عبیداللہ بن ابی رافع' عبیدۃ بن عمرو السلانی' کلیب ابوعاصم' ابوکثیر' ابومریم' ابوموسیٰ' ابووائل الوخی نے روایت کیا ہے' یہ بارہ طریق ہیں جو آپ کی طرف جاتے ہیں' عنقریب تو انہیں ان کے اسانید اور الفاظ کے ساتھ دیکھے گا اور اس قسم کی حدیث' حد تواتر کو پہنچتی ہے۔

پہلا طریق:

مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ عبد بن حمید نے ہم سے بیان کیا عبدالرزاق نے بحوالہ ہمام سے بیان کیا کہ عبدالملک بن ابی سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن کہیل نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن وہب الجہنی نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ فوج میں ان لوگوں کے ساتھ تھا جو خوارج کی طرف گئے تھے' حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے اور ان کی قرأت کے مقابلہ میں تمہاری قرأت کچھ بھی نہ ہو گی اور ان کی نماز کے مقابلہ میں تمہاری نماز کچھ بھی نہ ہوگی اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہارے روزے کچھ بھی نہ ہوں گے' وہ قرآن کو پڑھیں گے اور خیال کریں گے کہ وہ ان ہی کے لیے ہے اور انہی پر نازل ہوا ہے اور اگر فوج کے وہ لوگ جو انہیں پائیں گے' اس فیصلے کو جانتے جو ان کے نبی کی زبان سے ان کے لیے ہوا ہے تو وہ عمل کا سہارا لیتے' اور اس کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک شخص ہے جس کے بازو کا ہاتھ نہیں ہے اور اس کے بازو کے سرے پر پستان کی مانند بھٹنی ہے' جس پر سفید بال ہیں' وہ حضرت معاویہؓ اور اہل شام کی طرف جائیں گے اور وہ ان کو چھوڑ دیں گے جو تمہارے اموال واولاد میں تمہاری قائم مقامی کریں گے اور مجھے اُمید ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے بلاشبہ انہوں نے خونِ حرام کو بہایا ہے اور لوگوں کے صحن میں غارت گری کی ہے۔ پس تم اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ' سلمہ کا بیان ہے کہ زید بن وہب نے ایک ایک منزل کا ذکر کیا حتیٰ کہ وہ پل پر سے گزرے' پس جب ہم نے جنگ کی تو اس وقت خوارج کا سالار عبداللہ بن وہب الراسبی تھا۔ اس نے انہیں کہا نیزے پھینک دو اور تلواریں سونت لو اور ان کے میان توڑ دو اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ تم کو قسم دیں گے جیسے کہ انہوں نے یوم حروراء کو تمہیں قسم دی تھی' پس وہ واپس آ گئے اور انہوں نے اپنے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں سونت لیں' پس لوگوں نے انہیں اپنے نیزوں سے مارا راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا اور اس روز صرف دو شخص قتل ہوئے' حضرت علیؓ نے فرمایا ان میں ٹنڈے کو تلاش کرو' انہوں نے اسے تلاش کیا مگر نہ پایا پھر حضرت علیؓ خود اٹھے اور لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا اسے پیچھے کرو تو انہوں نے اسے زمین کے ساتھ لگے ہوئے پایا' پھر فرمایا' اللہ نے سچ فرمایا ہے اور اس کے رسول نے پیغام پہنچا دیا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ عبیدہ السلمانی نے آپ کے پاس جا کر کہا یا امیر المومنین اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے' اس نے تین بار آپ کو قسم دی اور آپ اسے قسم کھا کر بتاتے رہے کہ آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور ابوداؤد نے بھی اسے حسن بن علی الخلال سے بحوالہ عبدالرزاق اسی طرح روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت علیؓ سے ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش اور عبدالرحمٰن نے عن سفیان عن اعمش بن خیثمہ عن سوید بن غفلۃ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے تم سے بات بیان کروں تو آپ پر جھوٹ بولنے کی نسبت مجھے آسمان سے گر پڑنا زیادہ پسند ہے اور جب میں اس معاملے کے متعلق بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تو بلاشبہ جنگ ایک دھوکہ ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ آخری زمانے میں میری امت میں سے کچھ نوعمر اور بے عقل لوگ ظاہر ہوں گے جو خیر البریہ کی باتیں بیان کریں گے اور قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ان کا ایمان ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا۔ وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' پس جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو بلاشبہ ان کے قتل میں ان لوگوں کے لیے جو ان سے جنگ کریں گے قیامت کے روز اجر ہوگا' اور صحیحین میں متعدد طریق سے بحوالہ اعمش اس کی تخریج ہوئی ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن قاسم ہمدانی نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابراہیم بن عبدالاعلیٰ سے بحوالہ طارق بن زیاد ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نہروان کی طرف روانہ ہوئے اور ولید نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے اور ہم بھی آپ کے ساتھ خوارج کو قتل کرنے کے لیے گئے تو آپ نے فرمایا ٹنڈے کو تلاش کرو' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو کلمہ حق کہیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان کی علامت یہ ہے یا ان میں ایک سیاہ فام ٹنڈا شخص ہوگا جس کے ہاتھ میں سیاہ بال ہوں گے اور اگر وہ ان میں ہے تو تم نے بدترین شخص کو قتل کیا ہے اور اگر وہ ان میں نہیں ہے تو تم نے بہترین شخص کو قتل کیا ہے اور ولید نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ ہم رو پڑے راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے ٹنڈے کو پایا تو ہم سجدہ ریز ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ سجدہ ریز ہو گئے۔ اس طریق سے احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

ایک اور طریق:

اسے عبداللہ بن شداد نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے جیسا کہ ابھی اسے پوری طوالت کے ساتھ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

حضرت علیؓ سے ایک اور طریق:

مسلم کا بیان ہے کہ ابوالطاہر اور یونس بن عبدالاعلیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن الحارث نے عن بکیر بن الاشج عن بسر بن سعید عن عبیداللہ بن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ مجھے بتایا کہ حروریہ نے جب خروج کیا۔ تو وہ حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا انہوں نے کہا لا حکم الا للہ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کلمہ حق سے باطل مراد لیا جا رہا ہے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی صفت بیان کی ہے اور میں ان کی صفت کو ان لوگوں میں پاتا ہوں' وہ کہتے ہیں کہ حق ان کی

Marfat.com

زبانوں پر ہے اور وہ اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔ اور آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔ اور ان میں سے بدتر شخص سیاہ فام شخص ہے جس کا ایک ہاتھ بکری کے سر پستان یا پستان کی بھٹنی کی طرح ہے اور جب حضرت علیؓ بن ابی طالب نے انہیں قتل کیا تو فرمایا تلاش کرو' انہوں نے تلاش کیا اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے۔ آپ نے یہ بات دو یا تین بار کہی' پس انہوں نے اسے ویرانے میں پایا اور اسے حضرت علیؓ کے پاس لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا' عبید اللہ کا بیان ہے کہ میں ان کے اس واقعہ کے وقت اور جب حضرت علیؓ نے ان کے بارے میں یہ بات کہی' وہاں حاضر تھا اور یونس نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ بکیر نے کہا کہ ابن حنین کے حوالے سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اس سیاہ فام کو دیکھا ہے۔ مسلم اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے عن محمد عن عبیدہ عن علی ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ کے پاس خوارج کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان میں ٹنڈے ہاتھ والا یا پر گوشت ہاتھ والا شخص ہے۔ یا آپ نے فرمایا ''کمزور ہاتھ'' والا شخص اور اگر تم اترا نہ جاؤ تو میں تم سے وہ وعدہ بیان کروں جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زبان سے ان کو قتل کرنے والوں سے کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا کیا آپ نے یہ بات محمد ﷺ سے سنی ہے؟ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہاں' رب کعبہ کی قسم ہاں' رب کعبہ کی قسم ہاں۔

امام احمد کا بیان ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم اور ابو عمرو بن العلاء نے بحوالہ ابن سیرینؒ ہم سے بیان کیا کہ ان دونوں نے اسے عبیدہ سے بحوالہ حضرت علیؓ سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک جماعت ظاہر ہوگی جن میں ایک پر گوشت یا کمزور ہاتھ یا ٹنڈا آدمی ہوگا اور اگر تم اترا نہ جاؤ تو میں تم کو اس وعدہ کی خبر دوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے ان لوگوں کو قتل کرنے والوں سے کیا ہے' عبیدہ کا بیان ہے میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہاں' رب کعبہ کی قسم ہاں۔

امام احمد کا بیان ہے کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے محمد سے بحوالہ عبیدہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے اہل نہروان سے فرمایا' ان میں پر گوشت یا ٹنڈے ہاتھ والا شخص ہے اور اگر تم اترا نہ جاؤ تو میں تم کو اس فیصلے کی اطلاع دوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے ان کے قتل کرنے والوں سے کیا ہے۔ عبیدہ کا بیان ہے میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا آپ نے اسے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہاں' اور آپ نے تین بار حلف اٹھایا۔

امام احمد کا بیان ہے کہ ابن عدی نے ابی بن عون سے بحوالہ محمد ہم سے بیان کیا کہ عبیدہ نے کہا' میں آپ سے وہی بات بیان کروں گا جو میں نے آپ سے سنی ہے محمد کا بیان ہے کہ عبیدہ نے تین بار ہم سے حلف اٹھایا اور حضرت علیؓ نے اسے حلف اٹھا کر کہا اگر تم اترا نہ جاؤ تو میں تم کو وہ وعدہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زبان سے ان لوگوں سے کیا ہے جو انہیں قتل کریں گے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا آپ نے اسے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہاں' رب کعبہ کی قسم ہاں' ان میں ایک ٹنڈے ہاتھ یا پر گوشت والا شخص ہوگا یا آپ نے کمزور ہاتھ والا شخص فرمایا' اور مسلم نے اسے اسماعیل بن علیہ اور حماد بن زید سے روایت کیا ہے اور

Marfat.com

ان دونوں نے ایوب سے روایت کی ہے اور محمد بن المثنیٰ سے ابن ابی عدی سے بحوالہ ابن عون بھی روایت کی ہے اور ان دونوں نے عن محمد بن سیرین عن عبیدہ عن علی روایت کی ہے اور ہم نے متعدد طرق سے اسے بیان کیا ہے جو محمد بن سیرینؒ کے حوالے سے بہت سے لوگوں کے نزدیک یقین کا افادہ کرتے ہیں اور انہوں نے اسے عبیدہ سے سنا ہے اور عبیدہ نے حلف اٹھایا ہے کہ انہوں نے اسے حضرت علیؓ سے سنا ہے نیز حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی نسبت آسمان سے نیچے گر پڑنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن امام احمد بن حنبلؒ کا بیان ہے کہ اسماعیل ابو معمر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ادریس نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن کلیب نے اپنے دادے کے حوالے سے ہم سے بیان کیا اس کا بیان ہے کہ میں حضرت علیؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص مسافرانہ لباس پہنے آپ کے پاس آیا اور اس نے حضرت علیؓ سے اجازت مانگی اور آپ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے پس آپ اس سے غافل ہو گئے تو حضرت علیؓ نے کہا' میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں آپ نے فرمایا' فلاں وقت تیرا کیا حال ہوگا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا' مشرق کی طرف سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلے سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان میں ایک ٹنڈا شخص ہوگا گویا اس کے ہاتھ حبشی عورت کے ہاتھ ہیں' میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا میں نے تم کو بتایا ہے کہ وہ ان میں ہوگا' پھر انہوں نے حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے' پھر عبداللہ بن احمد نے اسے عن ابی خیثمہ زہیر بن حرب عن القاسم بن مالک عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن علی روایت کیا ہے اور اسے اسی طرح بیان کیا ہے اس کا اسناد جید ہے۔

ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ ابو القاسم ازہری نے ہمیں بتایا کہ علی بن عبدالرحمٰن کنانی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن عبداللہ بن عطاء نے بحوالہ سلیمان الحضرمی ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن عبیداللہ نے عطاء بن السائب سے بحوالہ میسرہ ہم سے بیان کیا کہ ابو جحیفہ نے بیان کیا کہ جب ہم حروریوں سے فارغ ہوئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ان میں ایک شخص ہے جس کے بازو میں ہڈی نہیں ہے پھر اس کا بازو سر پستان کی طرح ہے جس پر طویل ٹیڑھے بال ہیں' انہوں نے اسے تلاش کیا اور نہ پایا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس روز سے زیادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھبرائے ہوئے نہیں دیکھا' انہوں نے کہا یا امیر المومنین ہم اسے نہیں پاتے آپ نے فرمایا تمہارا برا ہو اس جگہ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہروان' آپ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو بلاشبہ وہ انہی لوگوں میں ہے' پس ہم نے مقتولین کو کریدا اور اسے نہ پایا تو ہم نے دوبارہ آپ کے پاس جا کر کہا یا امیر المومنین ہم اسے نہیں پاتے آپ نے فرمایا اس جگہ کا نام کیا ہے؟ ہم نے کہا نہروان' آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے اور تم جھوٹ کہتے ہو بلاشبہ وہ انہی لوگوں میں ہے اسے تلاش کرو پس ہم نے اسے تلاش کیا تو اسے ایک ندی میں پایا' ہم اسے لائے تو میں نے اس کے بازو کی طرف دیکھا جس میں ہڈی نہیں تھی اور اس پر عورت کے پستان کی بھٹنی کی طرح کی چیز تھی

Marfat.com

جس پر طویل ٹیڑھے بال تھے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ بنی ہاشم کے غلام ابو سعید نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن مسلم العبدی نے ہم سے بیان کیا کہ انصار کے غلام ابو کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ میں اپنے آقا حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ اس جگہ پر تھا جہاں آپ نے اہل نہروان کو قتل کیا تھا' یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگ ان کے قتل کی وجہ سے غمگین ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان لوگوں کے متعلق بتایا ہے جو دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور جب تک تیر اپنے سوفار میں واپس نہ آئے وہ اس میں واپس نہیں آئیں گے اور اس کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام ٹنڈا شخص ہے جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہے' جس کا سرا عورت کے پستان کی بھٹنی کی طرح ہے جس کے اردگرد سات بال ہیں اسے تلاش کرو میں اسے ان میں دیکھ رہا ہوں' انہوں نے اسے تلاش کیا تو اسے ایک نہر کے کنارے مقتولین کے نیچے پایا انہوں نے اسے نکالا تو حضرت علیؓ نے تکبیر کہی اور فرمایا اللہ اکبر' اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے آپ اپنی عربی کمان لگائے ہوئے تھے آپ اسے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس سے اس کی ٹنڈی جگہ پر ٹھوکے لگانے لگے اور فرمانے لگے اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے اور جب لوگوں نے اسے دیکھا تو انہوں نے بھی تکبیر کہی اور خوش ہو گئے اور ان کا غم جاتا رہا' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ ابو خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ بن سوار نے ہم سے بیان کیا کہ نعیم بن حکیم نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو مریم نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ کچھ لوگ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے وہ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا انہیں قتل کرنے والوں کو مبارک ہو اور جسے وہ قتل کریں اسے بھی مبارک ہو' ان کی نشانی ایک ٹنڈا شخص ہے۔

اور ابوداؤد نے اپنے سنن میں بیان کیا ہے کہ بشر بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ بن سوار نے نعیم بن حکیم سے بحوالہ ابو مریم ہم سے بیان کیا کہ اس روز وہ ٹنڈا مسجد میں ہمارے ساتھ تھا اور ہم رات دن اس کے پاس بیٹھتے تھے اور وہ ایک محتاج آدمی تھا اور میں نے اسے مساکین کے ساتھ دیکھا ہے اور وہ لوگوں کے ساتھ حضرت علیؓ کے کھانے پر حاضر ہوتا تھا اور میں نے اسے اپنی ٹوپی بھی پہنائی تھی' ابو مریم کا بیان ہے کہ ٹنڈے کو نافع ذوالثدیہ کہا جاتا تھا اور اس کے ہاتھ میں عورت کے پستان کی طرح کمزوری تھی اور اس کے سرے پر عورت کے پستان کی طرح بھٹنی تھی جس پر بلی کی مونچھوں کی طرح بال تھے۔

ایک اور طریق:

حافظ ابو بکر بیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ ابو علی الروزباری نے ہمیں بتایا کہ ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن شوذب المقری الواسطی نے ہمیں خبر دی کہ شعیب بن ایوب نے ہم سے بیان کیا کہ ابو الفضل بن دکین نے عن سفیان ثوری عن محمد بن قیس عن ابی موسیٰ رجل من قومہ ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا آپ فرمانے لگے' ٹنڈے کو تلاش کرو انہوں نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے آپ کو پسینہ آنے لگا اور آپ فرمانے لگے خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے پس انہوں نے اسے ایک نہر میں ٹیڑھے طور پر پڑے پایا تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا۔

ایک اور طریق:

ابوبکر البزار کا بیان ہے کہ محمد بن مثنیٰ اور محمد بن معمر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ سوید بن عبید العجلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابومومن نے ہم سے بیان کیا کہ جس روز حضرت علیؓ نے حروریوں کو قتل کیا میں نے اپنے آقا کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب کو دیکھا آپ نے فرمایا دیکھو بلاشبہ ان میں ایک شخص ہے جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہے اور مجھے حضرت نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ میں اس کا صاحب ہوں انہوں نے مقتولین کو الٹا پلٹا مگر وہ انہیں نہ ملا' اور لوگوں نے کہا کھجور کے درخت کے نیچے سات آدمی قتل ہوئے پڑے ہیں ہم نے ابھی تک انہیں نہیں پلٹا' آپ نے فرمایا تمہارا برا ہو' دیکھو' ابومومن کا بیان ہے کہ میں نے اس کے دونوں پاؤں میں دو رسیاں دیکھیں وہ ان کے ساتھ اسے گھسیٹتے ہوئے لائے حتیٰ کہ انہوں نے اسے آپ کے سامنے لا ڈالا تو حضرت علیؓ سجدہ ریز ہو گئے اور فرمایا تمہیں اپنے مقتولین کے جنتی اور ان کے مقتولین کے دوزخی ہونے کی بشارت ہو' پھر البزار کہتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ ابوموسیٰ نے حضرت علیؓ سے اس حدیث کے سوا' کوئی اور حدیث روایت کی ہو۔

ایک اور طریق:

البزار کا بیان ہے کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سلیمان الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوسفیان کو بحوالہ حبیب بن ابی ثابت بیان کرتے سنا کہ میں نے شقیق بن سلمہ یعنی ابووائل سے کہا مجھے ذوالثدیہ کے بارے میں بتاؤ' اس نے کہا جب ہم نے ان سے جنگ کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا' اس شخص کو تلاش کرو جس کی فلاں فلاں نشانی ہے' ہم نے اسے تلاش کیا تو اسے نہ پایا تو آپ رو پڑے اور فرمایا اسے تلاش کرو' خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے ہم نے اسے تلاش کیا تو اسے نہ پایا۔ راوی بیان کرتا ہے آپ اپنی سیاہی مائل سفید رنگ خچر پر سوار ہوئے تو ہم نے اسے کھجور کے ایک درخت کے نیچے پایا اور جب آپ نے اسے دیکھا تو سجدہ ریز ہو گئے پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ حبیب نے شقیق سے بحوالہ حضرت علیؓ اس حدیث کے سوا کوئی اور حدیث روایت کی ہو۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ عبیداللہ بن عمر اور القواریری نے مجھ سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ جمیل بن مرۃ نے بحوالہ ابوالوضی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت علیؓ نے اہل نہروان کو قتل کیا تو میں نے آپ کو دیکھا آپ نے فرمایا ٹنڈے کو تلاش کرو' انہوں نے اسے مقتولین میں تلاش کیا اور کہنے لگے وہ ہمیں نہیں ملتا' آپ نے فرمایا واپس جا کر اسے تلاش کرو خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے انہوں نے واپس جا کر اسے تلاش کیا اور آپ نے یہ بات کئی بار دہرائی اور آپ ہر بار فرماتے نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے' پس انہوں نے جا کر اسے تلاش کیا تو اسے مقتولین کے نیچے مٹی میں پایا اور وہ اسے نکال کر لے آئے' ابوالوضی کا بیان ہے گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ سیاہ فام تھا اور اس پر ایک پستان تھا جو

Marfat.com

بند تھا' اس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح تھا جس پر چوہے کی دم کی طرح کے بال تھے اور ابوداؤد نے اسے محمد بن عبید بن حساب سے بحوالہ حماد بن زید روایت کیا ہے' جمیل بن مرة نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالوضی نے ہم سے بیان کیا ابوالوضی کا نام عباد بن نسیب ہے۔ لیکن اس نے اسے مختصر کر دیا ہے اور اسی طرح عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ حجاج بن شاعر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالصمد بن عبدالوارث نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن ابی صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالوضی عباد نے اس سے بیان کیا کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ کو واپس آ رہے تھے اور جب ہم حروراء سے دو یا تین راتوں کی مسافت پر پہنچے تو بہت سے لوگ الگ ہو گئے ہم نے اس کا ذکر حضرت علیؓ سے کیا تو آپ نے فرمایا ان کا معاملہ تمہیں خوفزدہ نہ کرے وہ عنقریب واپس آ جائیں گے اور اس نے پوری طوالت کے ساتھ حدیث کو بیان کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا میرے خلیل نے مجھے بتایا ہے کہ ان لوگوں کا لیڈر ایک ٹنڈا شخص ہے اور اس کے پستان کی بھٹنی پر بال ہیں گویا وہ چوہے کی دم ہیں' انہوں نے اسے تلاش کیا اور نہ پایا ہم نے آپ کے پاس آ کر کہا وہ ہمیں نہیں ملا' آپ فرمانے لگے اسے الٹو اسے پلٹو' حتیٰ کہ کوفہ کے ایک شخص نے آ کر کہا وہ یہ ہے' حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ اکبر' تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نہیں آئے گا جو تمہیں بتائے کہ اس کا باپ کون ہے اور لوگ کہنے لگے یہ مالک ہے' یہ مالک ہے' حضرت علیؓ نے پوچھا کس کا بیٹا؟ اسی طرح عبداللہ بن احمد نے بیان کیا ہے کہ حجاج بن الشاعر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالصمد بن عبدالوارث نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن ابی صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالوضی عباد نے اس سے بیان کیا کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ کی طرف واپس آ رہے تھے کہ آپ نے ٹنڈے کی حدیث بیان کی۔

حضرت علیؓ نے تین بار فرمایا نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے پھر حضرت علیؓ نے فرمایا بلاشبہ میرے خلیل نے مجھے تین جن بھائیوں کے متعلق بتایا ہے یہ ان سب سے بڑا تھا اور دوسرے کے پاس بہت فوج ہے اور تیسرے میں کمزوری پائی جاتی ہے' اس عبارت میں بہت غرابت پائی جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ذوالثدیہ جن ہو' بلکہ شیاطین میں سے ہو۔ اور اگر یہ عبارت صحیح ہو۔ واللہ اعلم' تو وہ شیاطین الانس یا شیاطین الجن سے ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت علیؓ سے یہ طرق متواتر ہیں' علاوہ ازیں اسے متعدد طرق سے متباین جماعت سے روایت کیا گیا ہے جن کا جھوٹ پر اتفاق ممکن نہیں' پس اصل واقعہ محفوظ ہے اگرچہ رواۃ کے درمیان بعض الفاظ میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس کا مفہوم اور اصل پر جس پر روایات کا اتفاق ہے بلاشک وشبہ حضرت علیؓ سے صحیح ہے اور آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے خوارج اور ذوالثدیہ کی صفت بتائی جو ان کی علامت تھی اور حضرت علیؓ کے علاوہ صحابہ ؓ کی ایک جماعت نے بھی اسے ایک طریق سے روایت کیا ہے جیسا کہ آپ اس کے اسانید والفاظ کو دیکھ رہے ہیں۔

اور صحابہ ؓ کی جس جماعت نے اسے روایت کیا ہے اس میں حضرت انس بن مالک' حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت رافع بن عمرو الغفاری' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت ابوسعید' سعد بن مالک بن سنان الانصاری' حضرت سہل بن حنیف' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عمرو' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت علی' حضرت ابوذر اور ام المومنین حضرت عائشہ ؓ شامل ہیں۔

Marfat.com

اور قبل ازیں ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس کے طرق سے بیان کر چکے ہیں اس لیے کہ آپ خلفائے اربعہ میں سے ایک اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک اور صاحب واقعہ ہیں اور اس کے بعد ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیان کریں گے کیونکہ آپ کی وفات خوارج کے معرکہ سے پہلے ہوئی ہے۔

دوسری حدیث از حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

امام احمد کا بیان ہے کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو بکر بن عیاش نے عن عاصم عن ذر عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں بے عقل اور نوعمر لوگ خروج کریں گے اور لوگوں کی اچھی باتیں بیان کریں گے اور قرآن کو اپنی زبانوں سے پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے' پس جو انہیں پائے وہ انہیں قتل کر دے بلاشبہ ان کے قتل میں اس شخص کے لیے جو انہیں قتل کرے گا اللہ کے ہاں اجر عظیم ہے۔ اور ترمذی نے اسے ابوکریب سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ اور عبداللہ بن عامر بن زرارۃ سے اس کی تخریج کی ہے اور تینوں نے اسے ابوبکر بن عیاش سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے' حضرت ابن مسعودؓ خوارج کے ظہور سے تقریباً پانچ سال قبل وفات پا گئے تھے' پس اس بارے میں آپ کی حدیث سب سے زیادہ قوی السند ہے۔

تیسری حدیث از حضرت انس بن مالکؓ:

امام احمد کا بیان ہے کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان تیمی نے ہم سے بیان کیا کہ انس نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا ہے اور میں نے اسے آپ سے نہیں سنا۔ بلاشبہ تم میں ایک فرقہ ہو گا جو عبادت اور فرمانبرداری کریں گے حتیٰ کہ لوگوں کو حیرت میں ڈال دیں گے اور خود کو بھی اچھا سمجھیں گے اور دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمد کا بیان ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ اور ابوسعید مجھ سے بیان کیا اور احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا اور حضرت انسؓ اور ابوسعیدؓ کے حوالے سے روایت کی پھر دوبارہ کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور انتشار ہو گا اور ایک فرقہ کے لوگ اچھی باتیں کریں گے اور برے فعل کریں گے' قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا تم میں سے ایک شخص ان کی نمازوں کے ساتھ اپنی نماز اور ان کے روزوں کے ساتھ اپنے روزے کو حقیر خیال کرے گا اور وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور جب تک تیر اپنے سوفار میں واپس نہ آئے وہ رجوع نہیں کریں گے وہ بدترین مخلوق اور بدترین طبیعت کے ہوں گے ان کو قتل کرنے والے کو مبارک ہو اور اسے بھی جسے وہ قتل کریں۔ وہ کتاب اللہ کی طرف دعوت دیں گے حالانکہ ان کے ساتھ ان کا کچھ تعلق نہ ہو گا اور جو ان سے جنگ کرے گا وہ ان کے مقابلہ میں اللہ کے زیادہ نزدیک ہو گا' صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا سر منڈانا' اور ابوداؤد نے اسے اپنے سنن میں عن نصر بن عاصم الانطاکی عن الولید بن

Marfat.com

مسلم وقیس بن اسماعیل الحلبی روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے عن الاوزاعی عن قتادہ وابی سعید عن انس روایت کیا ہے۔

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اسے عبدالرزاق کی حدیث سے عن معمر عن قتادہ عن انس اکیلے روایت کیا ہے اور البزار نے ابوسفیان اور ابویعلی سے یزید الرقاشی کے طریق سے روایت کیا ہے اور دونوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خوارج کے بارے میں ابوسعید کی حدیث کے مطابق حدیث روایت کی ہے۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

چوتھی حدیث از حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

امام احمد کا بیان ہے کہ حسن بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے عن یحییٰ بن سعید عن ابی الزبیر عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ میں الجوانہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑوں میں لوگوں کے لیے چاندی تقسیم کر رہے تھے تو ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف سے کام لیجیے' آپ نے فرمایا تیرا برا ہو اگر میں نے انصاف سے کام نہیں لیا تو کون انصاف سے کام لیتا ہے؟ اور اگر میں انصاف سے کام نہیں لیتا تو میں ناکام ہوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑ یئے میں اس منافق کو قتل کروں؟ آپ نے فرمایا میں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ لوگ یہ بات کریں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں بلاشبہ یہ شخص اور اس کے اصحاب قرآن پڑھتے ہیں اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا' وہ دین سے یوں نکلتے ہیں جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے۔

امام احمد کا بیان ہے کہ علی بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میری آنکھ نے دیکھا اور میرے کان نے الجعرانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑوں میں چاندی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دینے کے لیے اسے پکڑے ہوئے تھے تو ایک شخص نے کہا انصاف سے کام لیجیے آپ نے فرمایا تیرا برا ہو اگر میں نے انصاف سے کام نہیں لیا تو کون انصاف سے کام لیتا ہے؟ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑیئے میں اس خبیث منافق کو قتل کروں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات سے خدا کی پناہ' کہ لوگ آپس میں یہ باتیں کریں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں' یہ شخص اور اس کے اصحاب قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے پھر احمدؒ نے اسے ابوالمغیرہ سے بحوالہ معاذ بن رفاعۃ روایت کیا ہے کہ ابوالزبیر نے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الجعرانہ میں ہوازن کی غنائم کو تقسیم کیا تو بنو تمیم کے ایک شخص نے اٹھ کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم انصاف سے کام لیجیے' آپ نے فرمایا تیرا برا ہو اگر میں نے انصاف نہیں کیا تو کون انصاف کرے گا؟ اور اگر میں انصاف سے کام نہ لوں تو میں ناکام ونامراد ہوں گا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اٹھ کر اس منافق کو قتل نہ کر دوں' آپ نے فرمایا' اس بات سے خدا کی پناہ' کہ لوگ یہ بات سنیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ یہ شخص اور اس کے اصحاب قرآن پڑھتے ہیں اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا اور یہ دین سے یوں نکل جاتے ہیں جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ معاذ کا بیان ہے کہ ابوالزبیر نے مجھے کہا کہ میں نے اس حدیث کو زہری پر پیش کیا تو انہوں نے اس

Marfat.com

کے متعلق میری مخالفت نہ کی صرف انہوں نے النضو کا لفظ استعمال کیا اور میں نے القدح کا لفظ استعمال کیا۔ [1]

انہوں نے کہا' کیا تو بدو نہیں؟ اور مسلم نے اسے عن محمد بن رمح عن اللیث اور عن محمد بن مثنیٰ عبدالوہاب ثقفی روایت کیا ہے اور نسائی نے لیث اور مالک بن انس کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے اور سب نے اسے یحییٰ بن سعید انصاری سے اسی طرح رافع بن عمرو انصاری کی حدیث سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ روایت کیا ہے۔

پانچویں حدیث از حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

یعقوب بن سفیان کا بیان ہے الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا کہ العلاء بن ابی عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے ابوالطفیل کو بکر بن قرداش سے بحوالہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالثدیہ کا ذکر کیا اور فرمایا پہاڑ کے گڑھے کا شیطان گھوڑوں کے چرواہے کی طرح ہے جس سے بجیلہ کا شخص جسے اشہب کہا جاتا ہے' چوکنا رہتا ہے جو ظالم قوم میں سخت ظالم انسان ہے۔ سفیان کا بیان ہے کہ عمار الذہبی نے مجھے بتایا کہ ایک شخص آیا جسے اشہب کہا جاتا تھا اور اس حدیث کو امام احمد نے سفیان بن عیینہ سے مختصراً روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ پہاڑ کے گڑھے کا شیطان جس سے بجیلہ کا شخص چوکنا رہتا ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور بخاری نے علی بن مدینی سے بیان کیا ہے کہ میں نے اس حدیث کے سوا بکر بن قرداش کا ذکر نہیں سنا' اور یعقوب بن سفیان نے عن عبداللہ بن معاذ عن ابیہ عن شعبہ' عن ابی اسحاق عن حامد الہمدانی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن ابی وقاص کو بیان کرتے سنا کہ حضرت علیؓ نے پہاڑ کے گڑھے کے شیطان کو قتل کیا' حافظ ابوبکر بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے اصحاب نے اسے آپ کے حکم سے قتل کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ اسرائیل بن یونس نے اپنے دادا اسحاق السبیعی سے ایک شخص کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ نے خوارج کو قتل کیا ہے تو آپ نے فرمایا' حضرت علیؓ بن ابی طالب نے پہاڑ کے گڑھے کے شیطان کو قتل کیا ہے۔

چھٹی حدیث از حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان انصاریؓ:

اس کے کئی طرق ہیں۔

طریق اول:

امام احمد کا بیان ہے کہ بکر بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جامع بن مطر الحبطی نے ہم سے بیان کیا کہ ابورویۃ شداد بن عمر العنسی نے بحوالہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں فلاں فلاں وادی سے گذرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فروتن اور خوش ہیئت شخص نماز پڑھ رہا ہے' رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا جا کر اسے قتل کر دو۔ راوی بیان کرتا ہے جب حضرت ابوبکرؓ اس کے پاس گئے تو آپ نے اسے اسی حالت میں

[1] النضو اور القدح دونوں کے معنی تیر کے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

دیکھا اور آپ نے اسے قتل کرنا پسند نہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تو حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اسے جا کر قتل کر دو' حضرت عمرؓ گئے تو آپ نے بھی اسے اسی حالت میں دیکھا جس میں حضرت ابوبکرؓ نے اسے دیکھا تھا' سو آپ نے اسے قتل کرنا پسند نہ کیا اور واپس آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے فروتنی کی حالت میں دیکھا ہے اور اسے قتل کرنا پسند نہیں کیا' آپ نے فرمایا اے علیؓ جا کر اسے قتل کر دو' حضرت علیؓ گئے تو آپ نے اسے نہ دیکھا اور واپس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے نہیں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اور اس کے اصحاب قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' وہ اس میں واپس نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر اپنے سوفار میں واپس آ جائے۔ انہیں قتل کر دو' وہ بدترین مخلوق ہیں احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور البزار نے اپنے مسند میں اعمش کے طریق سے عن ابی سفیان عن انس بن مالک وابویعلیٰ عن ابی خیثمہ عن عمر بن یونس عن عکرمہ بن عمار وعن یزید الرقاشی عن انس اس واقعہ سے زیادہ طویل اور زیادہ اضافوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

طریق دوم:

امام احمد کا بیان ہے کہ ابواحمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن حبیب بن ابی ثابت عن الضحاک المشرقی عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی ﷺ حدیث میں ہم سے بیان کیا کہ آپ نے ایک قوم کا ذکر کیا جو لوگوں کے اختلاف کے وقت خروج کریں گے اور دونوں گروہوں میں سے وہ گروہ انہیں قتل کرے گا' جو حق کے زیادہ قریب ہوگا' دونوں نے اسے صحیحین میں روایت کیا ہے جیسا کہ ابھی ابوسلمہ کے حالات میں بحوالہ ابوسعید بیان ہوگا۔

طریق سوم:

امام احمد کا بیان ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن شمیخ نے بحوالہ ابوسعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب حلف اٹھاتے تو قسم میں پوری کوشش کرتے آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں ابوالقاسم کی جان ہے کہ میری امت میں ضرور وہ لوگ ظاہر ہوں گے جو اپنے اعمال کے مقابلہ میں تمہارے اعمال کو حقیر جانیں گے وہ قرآن کو پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا' کیا ان کی کوئی علامت بھی ہے جس سے وہ پہچانے جائیں؟ آپ نے فرمایا ان میں ایک شخص ذویدیہ یا ذوثدیہ ہوگا اور وہ اپنے سروں کو منڈاتے ہوں گے' ابوسعید کا بیان ہے کہ بیس یا بیس سے زیادہ اصحاب النبی ﷺ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ ان کے قتل کے متصرف ہوئے' راوی بیان کرتا ہے' میں نے ابوسعید کو دیکھا کہ تکبیر کہنے کے بعد ان کے ہاتھ کانپتے تھے اور وہ کہتے تھے میرے نزدیک ترکوں کی جماعت کے مقابلہ میں ان سے جنگ کرنا زیادہ جائز ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے بحوالہ احمد بن حنبلؒ روایت کیا ہے۔

طریق چہارم:

امام احمد کا بیان ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے اپنے باپ سے عن ابن ابی نعم عن ابوسعید خدریؓ ہم سے

Marfat.com

بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی زمین کا کچھ سونا بھیجا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع بن حابس حنظلی' بنی مجاشع کے ایک شخص عیینہ بن بدر الفزاری' علقمہ بن علاثہ یا بنی کلاب کے ابن الطفیل' زید الخیل الطائی اور بنی نبہان کے ایک شخص کے درمیان تقسیم کر دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ انصار اور قریش ناراض ہو کر کہنے لگے آپ اہل نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں انہیں متالف کرتا ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دھنسی ہوئی آنکھوں' ابھری ہوئی پیشانی' گھنی داڑھی ابھرے ہوئے گالوں اور منڈے ہوئے سر والا آدمی آیا اور کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے ڈر' آپ نے فرمایا جب میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو کون اسی کی اطاعت کرتا ہے؟ وہ مجھے اہل زمین پر امین بناتا ہے اور تم مجھے امین نہیں بناتے' راوی بیان کرتا ہے قوم میں سے ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا: میرا خیال ہے وہ حضرت خالد بن ولیدؓ تھے۔ تو آپ نے انہیں روک دیا اور جب وہ پیٹھ پھیر گئے تو آپ نے فرمایا بلاشبہ اس کے اصل سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ اسلام سے یوں نکلیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے' وہ اہل اسلام سے جنگ کریں گے اور بت پرستوں کو دعوت دیں گے اگر میں انہیں پاتا تو میں انہیں عاد کی طرح قتل کرتا' اسے بخاری نے عبدالرزاق کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

پھر احمدؒ نے اسے عن محمد بن فضیل عن عمارۃ بن القعقاع عن عبدالرحمن بن ابی نعم عن ابی سعید روایت کیا ہے اور اس میں قطعیت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ حضرت خالدؓ نے آپ سے اس شخص کے قتل کے متعلق پوچھا اور یہ حضرت عمرؓ کے سوال کے منافی نہیں' جو صحیحین میں عمارۃ بن القعقاع کی حدیث سے آپ کی سیرت میں بیان ہے اور اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ اس کی صلب اور نسل سے عنقریب وہ قوم پیدا ہوگی' لیکن جن خوارج کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ اس شخص کی اولاد میں سے نہ تھے بلکہ ان میں سے کسی کو اس کی نسل سے نہیں جانتا' اور اس کے اصل سے آپ کا مقصد اس کی شکل اور صفت پر ہونا ہے۔ واللہ اعلم

اور یہ آپ نے ذوالخویصرہ تمیمی سے فرمایا تھا اور بعض نے اس کا نام حرقوص بتایا ہے۔ واللہ اعلم

طریق پنجم

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ مہدی بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سیرین نے عن معبد بن سیرین عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ مشرق کی طرف سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے پھر وہ اس میں واپس نہیں آئیں گے حتیٰ کہ تیر اپنے سوفار میں واپس آ جائے' آپ سے دریافت کیا گیا ان کی نشانی کیا ہے آپ نے فرمایا ان کی نشانی سر منڈانا ہے' اسے بخاری نے ابوالنعمان محمد الفضل سے بحوالہ مہدی بن میمون روایت کیا ہے۔

طریق ششم

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ سوید بن نجیح نے بحوالہ یزید الفقیر ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوسعید سے کہا ہاشم میں وہ اشخاص ہیں جو ہم سے زیادہ قرآن پڑھتے ہیں اور ہم سے زیادہ قرآن پڑھتے ہیں اور ہم سے زیادہ نمازیں

Marfat.com

پڑھتے ہیں اور ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرتے ہیں اور ہم سے زیادہ روزے رکھتے ہیں انہوں نے تلواروں سمیت ہمارے خلاف خروج کیا ہے' ابوسعید نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور انہوں نے کتب ستہ میں سے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک نے اس کی تخریج کی ہے اور اس کے اسناد میں کوئی اعتراض نہیں پایا جاتا اس کے رجال ثقہ ہیں اور یہ سوید بن نجیح مشہور ہے۔

طریق ہفتم:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن الزہری عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ اچانک آپ کے پاس ذوالخویصرہ تمیمی کا بیٹا آ گیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ انصاف سے کام لیجیے آپ نے فرمایا تیرا برا ہو اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو بلاشبہ اس کے اصحاب ہیں' تم میں سے ایک آدمی ان کی نماز کے ساتھ اپنی نماز اور ان کے روزوں کے ساتھ اپنے روزے کو حقیر سمجھے گا' وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے وہ اس کے پروں کو دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز نہ ہوگی پھر وہ پر اور پیکان کے درمیانی حصے کو دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز نہ ہوگی پھر وہ اس کے پٹھے کو دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز نہ ہوگی پھر اس کے پھل کو دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز نہ ہوگی' وہ خون اور گوبر سے سبقت کر گیا ہوگا ان کی نشانی ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہوگا' یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح چبایا ہوگا' وہ لوگوں کی کمزوری کے وقت ظاہر ہوں گے' پس اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (اور ان میں سے وہ بھی ہے جو آپ پر صدقات کے بارے میں عیب لگاتا ہے) ابوسعید کا بیان ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ جب حضرت علیؓ نے انہیں قتل کیا تو میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو اس صفت کے مطابق تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کی تھی' اور بخاری نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن ہشام بن یوسف عن معمر روایت کیا ہے نیز بخاری نے اسے شعبہ کی حدیث سے اور مسلم نے اسے یونس بن یزید کی حدیث سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے لیکن مسلم کی روایت میں حرملہ اور احمد بن عبدالرحمٰن دونوں نے عن ابن وہب عن یوسف عن الزہری عن ابی سلمہ روایت کی ہے اور ضحاک ہمدانی نے اسے بحوالہ ابوسعید روایت کیا ہے پھر احمد نے اسے عن محمد بن مصعب عن الاوزاعی عن الزہری عن ابی سلمہ والضحاک المشرقی عن ابی سعید روایت کیا ہے اور جو عبارت پہلے بیان ہو چکی ہے اس کی مانند بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کے بارے میں اجازت طلب کی' نیز اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ لوگوں کے انتشار کے وقت نکلیں گے اور دونوں گروہوں میں سے وہ گروہ انہیں قتل کرے گا جو اللہ کے زیادہ نزدیک ہوگا' ابوسعید کا بیان ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور جب حضرت علیؓ نے انہیں قتل کیا تو میں نے آپ کو دیکھا پس آپ نے مقتولین میں تلاش کی تو اسے اس صفت کے مطابق پایا جو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیان کی تھی اور بخاری نے اسے عن

Marfat.com

رحیم عن الولید عن الاوزاعی اسی طرح روایت کیا ہے اور احمد کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مالک کو عن یحییٰ بن سعید عن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن عن ابی سعید سنایا کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم میں ایک قوم ظاہر ہوگی تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے ساتھ اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے ساتھ حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' وہ پھل میں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا پھر تیر کے پھل کی جڑیں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا' پھر پروں میں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا اور سوفار کے بارے میں شک کرے گا' عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ مالک نے ہم سے یہ حدیث بیان کی ہے اور بخاری نے اسے عبداللہ بن یوسف سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور بخاری اور مسلم نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن عبدالوہاب عن یحییٰ بن سعید عن محمد بن ابراہیم عن ابی سلمہ وعطاء بن یسار عن ابی سعید روایت کیا ہے اور احمد کا بیان ہے کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو نے بحوالہ ابی سلمہ ہمیں بتایا کہ ایک شخص ابوسعید کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ نے حروریہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو کچھ فرماتے سنا ہے' انہوں نے کہا میں نے آپ کو ایک قوم کے بارے میں بیان کرتے سنا ہے کہ وہ دین میں بڑے تعمق سے کام لیں گے اور تم میں سے ایک شخص ان کے ساتھ اپنی نماز کو اور ان کے روزوں کے ساتھ اپنے روزے کو حقیر سمجھے گا' وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے' وہ اپنے تیر کو لے کر اس کے پھل میں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا پھر اس کے پٹھے میں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا پھر پروں میں دیکھے گا تو شک کرے گا کہ کیا اس نے کچھ دیکھا ہے یا نہیں دیکھا' اور ابن ماجہ نے اسے ابو بکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ یزید بن ہارون روایت کیا ہے۔

طریق ہشتم:

امام احمد کا بیان ہے کہ ابن ابی عدی نے عن سلیمان عن ابی نضرہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو آپ کی امت میں ہوں گے جو لوگوں کے انتشار کے وقت ظاہر ہوں گے' ان کی نشانی سرمنڈانا ہوگی پھر وہ بدترین مخلوق ہوں گے اور بدترین مخلوق میں سے ہوں گے۔ انہیں دونوں گروہوں میں سے وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا' راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے ان کی مثال بیان کی یا آپ نے بات بیان کی ایک شخص تیراندازی کرتا ہے۔ یا فرمایا ہدف کو مارتا ہے اور پھل میں دیکھتا ہے تو وہ کوئی شاہد نہیں دیکھتا اور تیر کو دیکھتا ہے تو کوئی شاہد نہیں دیکھتا اور سوفار میں دیکھتا ہے تو کوئی شاہد نہیں دیکھتا اور ابوسعید نے فرمایا اور اے اہل عراق تم نے انہیں قتل کیا ہے۔ نیز امام احمدؒ نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن محمد بن عدی عن سلیمان ابن طرخان التیمی عن ابی نضرہ جس کا نام المنذر بن مالک بن قطعہ ہے۔ عن ابی سعید الخدریؓ اسی طرح روایت کیا ہے۔

آٹھویں حدیث از حضرت سلیمان فارسیؓ:

الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ سلیمان بن مغیرہؒ نے بحوالہ حمید بن ہلال ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص ایک قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا یہ کس کا خیمہ ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت سلیمانؓ فارسی کا' اس نے کہا' کیا تم میرے ساتھ نہیں چلتے کہ وہ ہم سے بیان کریں اور ہم ان سے سنیں تو کچھ لوگ ان کے ساتھ گئے اور اس نے کہا اے ابوعبداللہ اگر آپ اپنا خیمہ نزدیک لگاتے اور آپ ہمارے

Marfat.com

قریب ہوتے تو آپ ہم سے بیان کرتے اور ہم آپ سے سنتے' آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا فلاں بن فلاں' حضرت سلیمانؓ نے فرمایا' مجھے تمہارے متعلق اچھی اطلاع ملی ہے' مجھے پتہ چلا ہے کہ تو راہ خدا میں سرعت سے چلتا ہے اور دشمن سے جنگ کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی خدمت کرتا ہے' لیکن ایک غلطی تجھ سے ہوئی ہے کہ تو ان لوگوں میں شامل ہے جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کیا ہے' مؤرخین کا بیان ہے کہ وہ شخص اصحاب نہروان میں مقتول پایا گیا۔

نویں حدیث از حضرت سہلؓ بن حنیف انصاری:

امام احمد کا بیان ہے کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ حزام بن اسماعیل عامری نے ابواسحٰق شیبانی سے بحوالہ بسر بن عمرو ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت سہلؓ بن حنیف کے پاس گیا اور میں نے کہا مجھے وہ بات بتائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حروریہ کے بارے میں سنی ہے آپ نے فرمایا میں تمہیں وہ بات بتاؤں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اس سے زائد تجھے کچھ نہیں بتاؤں گا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ لوگوں کا ذکر کرتے سنا جو یہاں سے نکلیں گے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا۔ وہ قرآن کو پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا کیا آپ نے ان کی کوئی علامت بھی بیان کی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے یہی کچھ سنا ہے میں اس سے زائد تجھے کچھ نہیں بتاؤں گا' اور صحیحین میں عبدالواحد بن زیاد کی حدیث سے اس کی تخریج ہوئی ہے اور مسلم نے اسے علی بن مسہر اور العوام بن حوشب کی حدیث سے اور نسائی نے محمد بن فضیل کی حدیث سے روایت کیا ہے اور سب نے اسے ابواسحٰق شیبانی سے روایت کیا ہے نیز مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے کہ ابواسحٰق بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے الشیبانی سے بحوالہ بسر بن عمرو ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن حنیفؓ سے پوچھا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو خوارج کا ذکر کرتے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے آپ کو سنا ہے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ کچھ لوگ ہوں گے جو اپنی زبانوں سے قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اسے ابوکامل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان الشیبانی نے اس اسناد سے ہم سے بیان کیا اور کہا اس سے کچھ لوگ نکلیں گے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ اور اسحٰق' سب نے ہم سے بحوالہ یزید بیان کیا کہ ابوبکر نے کہا کہ یزید بن ہارون نے بحوالہ العوام بن حوشب ہم سے بیان کیا ابواسحٰق الشیبانی نے عن بسر بن عمرو عن سہل بن حنیف عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ مشرق کی جانب سے ایک قوم کا فتنہ ہوگا جن کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔

دسویں حدیث از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حافظ ابوبکر البزار کا بیان ہے کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ الحسن بن الربیع نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے عن سماک عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ اور سوید بن سعید روایت کیا ہے اور دونوں نے بحوالہ ابن الاحوص اس کے اسناد سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

Marfat.com

گیارھویں حدیث از حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما:

امام احمد کا بیان ہے کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحساب یحییٰ بن ابی حبہ نے بحوالہ شہر بن حوشب ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ نکلیں گے جو بداعمال ہوں گے اور قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا۔ یزید کا بیان ہے میں صرف یہی جانتا ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص ان کے عمل کے ساتھ اپنے عمل کو حقیر سمجھے گا' وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے پس جب وہ خروج کریں تو انہیں قتل کر دو اور جسے وہ قتل کر دیں اسے مبارک ہو' اور جب کبھی ان سے سینگ نکلے گا اللہ اسے قطع کر دے گا' جب کبھی ان سے سینگ نکلے گا اللہ اسے قطع کر دے گا' جب کبھی ان سے سینگ نکلے گا اللہ اسے قطع کر دے گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیس دفعہ یا اس سے زیادہ دفعہ دہرائی اور میں سن رہا تھا' اس طریق سے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور سالم اور نافع کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ یہاں ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

بارھویں حدیث از حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما:

امام احمد کا بیان ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے قتادہ سے بحوالہ شہر بن حوشب ہمیں بتایا کہ جب یزید بن معاویہ کی بیعت کی اطلاع ہمارے پاس آئی تو میں شام آیا اور مجھے اس مقام کے متعلق بتایا گیا جہاں نوف البکالی کھڑا ہوگا' میں اس کے پاس آیا تو ایک شخص چادر اوڑھے آیا لوگوں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما تھے اور جب نوف نے آپ کو دیکھا تو وہ بات کرنے سے رک گیا' حضرت عبداللہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی اور لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جگہوں کی طرف سمٹ جائیں گے اور زمین میں اس کے شریر باشندے ہی باقی رہ جائیں گے' ان کی زمین انہیں پھینک دے گی' روح رحمان ان سے گھن کرے گی اور دوزخ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ اکٹھا کر دے گا۔ جب لوگ شب باش ہوں گے تو توان کے ساتھ شب باش ہوگا اور جب وہ قیلولہ کریں گے تو توان کے ساتھ قیلولہ کرے گا اور تو پیچھے رہنے والوں کا کھائے گا' راوی بیان کرتا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مشرق کی جانب سے میری امت کے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور جب کبھی ان میں سے سینگ نکلے گا اسے قطع کر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس نے اسے دس سے زیادہ دفعہ شمار کیا' جب کبھی ان میں سے سینگ نکلے گا اسے قطع کر دیا جائے گا حتیٰ کہ ان کے بقیہ لوگوں میں دجال نکلے گا' اور ابوداؤد نے اس کا پہلا حصہ اپنے سنن کی کتاب الجہاد میں عن القواریری عن معاذ بن ہشام عن ابیہ عن قتادہ روایت کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اور امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔

تیرھویں حدیث از حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ:

مسلم بن الحجاج کا بیان ہے کہ شیبان بن فروخ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ حبیب بن

Marfat.com

ہلال نے عبداللہ بن الصامت سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں یا عنقریب میرے بعد میری امت میں ایسے کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور وہ بدترین خلائق اس میں واپس نہیں آئیں گے' ابن الصامت کا بیان ہے کہ میں الحاکم الغفاری کے بھائی زلفع بن عمرو الغفاری سے ملا تو اس نے کہا' میں نے حضرت ابوذرؓ سے جو کچھ سنا تھا کہ ایسے ایسے ہوگا وہ نہیں ہوا؟ انھوں نے کہا میں نے بھی اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور بخاری نے اسے روایت نہیں کیا۔

چودھویں حدیث از ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ الحافظ اور ابوسعید بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعباس الاصم نے ہم سے بیان کیا کہ السری نے بحوالہ یحییٰ ہم سے بیان کیا کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عباسؓ نے بحوالہ حبیب بن مسلمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہے کہ جیش المروۃ اور اہل نہروان پر محمد ﷺ کی زبان سے لعنت کی گئی ہے' حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مشرق کی فوج حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قاتل ہے اور الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ اسرائیل نے عن یونس عن جدہ ابی اسحاق السبیعی عن رجل عن عائشہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ نے خوارج کو قتل کیا ہے تو آپ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالبؓ نے پہاڑ کے گڑھے کے شیطان کو قتل کیا ہے۔ یعنی ٹنڈے کو اور حافظ ابوبکر البزار کا بیان ہے کہ محمد بن عمارۃ بن صبیح نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن عامر البجلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوخالد نے عن مجالد عن الشعبی عن مسروق عن عائشہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خوارج کا ذکر کیا تو فرمایا میری امت کے برے لوگ جنہیں میری امت کے بھلے لوگ قتل کریں گے۔ نیز کہتے ہیں ہم سے ابراہیم بن سعید نے اسے بیان کیا کہ حسین بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن قرم نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن السائب نے عن ابی الضحیٰ عن مسروق عن عائشہ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا اور اسی کی مانند بیان کیا اور کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے انہیں قتل کیا اور وہ اصحاب نہروان تھے' پھر البزار نے بیان کیا ہے کہ ہم صرف اسی حدیث کو عن عطاء عن ابی الضحیٰ عن مسروق مروی جانتے ہیں اور نہ عطاء سے سلیمان بن قرم کے سوا کسی کو اسے روایت کرتے جانتے ہیں اور سلیمان بن قرم کے بارے میں لوگوں نے کلام کیا ہے لیکن پہلا اسناد اس کا شاہد ہے جیسا کہ یہ پہلے کا شاہد ہے پس یہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور ام المومنین کی حدیث سے یہ غریب ہے اور قبل ازیں عبداللہ کی حدیث میں بحوالہ حضرت علیؓ جو بات بیان ہوئی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے خوارج کی حدیث کو عجیب خیال کیا خصوصاً ذوالثدیہ کی خبر کو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہم نے ان سب طرق کو صرف اس لیے بیان کیا ہے کہ تا کہ ان پر مطلع ہونے والا جان لے کہ یہ بات حق اور سچ ہے اور نبوت کی سب سے بڑی دلالات میں سے ہے' جیسا کہ کئی ائمہ نے ان میں اسے بیان کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم نیز وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضرت عائشہؓ سے ذوالثدیہ کی خبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے متعدد طرق سے اس کا یقین کیا اور حافظ ابوبکر البیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ الحسین بن الحسن بن عامر الکندی نے کوفہ میں اپنے اصل سماع سے ہمیں بتایا کہ محمد بن صدقۃ الکاتب نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابان نے مجھ سے بیان کیا تو میں نے اس

Marfat.com

میں یہ اضافہ بھی کر دیا کہ الحسن بن عیینہ اور عبداللہ بن ابی السفر بن عامر الشعبی نے بحوالہ مسروق مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمہارے پاس ذوالثدیہ کے بارے میں کچھ علم ہے جسے حضرت علیؓ نے حروریوں میں قتل کر دیا تھا میں نے کہا نہیں' آپ نے فرمایا جنہوں نے انہیں دیکھا ہے ان میں میری شہادت بھی لکھ لیجیے' پس میں کوفہ کی طرف واپس آ گیا اور وہاں ان دنوں سات پارٹیاں تھیں' پس میں نے ہر سات میں سے دس آدمیوں کی شہادت لکھی پھر میں ان کی شہادت کو آپ کے پاس لایا اور ان شہادتوں کو آپ کو سنایا تو آپ نے فرمایا' کیا ان سب نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے کہا میں نے ان سے دریافت کیا ہے اور انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ان سب نے اسے دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا اللہ فلاں پر لعنت کرے اس نے مجھے لکھا ہے کہ نیل مصر نے انہیں مصیبت میں ڈال دیا ہے پھر آپ نے اپنی آنکھیں جھکا دیں اور رونے لگیں اور جب آپ کے آنسو تھم گئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ پر رحم فرمائے وہ حق پر تھے اور میرے اور ان کے درمیان وہی بات تھی جو عورت اور اس کے دیوروں میں ہوتی ہے۔

دو صحابہؓ سے ایک اور حدیث:

الہیثم بن عدی نے کتاب الخوارج میں بیان کیا ہے کہ سلیمان بن مغیرہ نے بحوالہ حبیب بن ہلال مجھ سے بیان کیا کہ اہل حجاز میں سے دو شخص عراق آئے' ان سے پوچھا گیا کہ کون سی بات تمہیں عراق لائی ہے؟ تو وہ کہنے لگے ہم نے چاہا کہ ہم ان لوگوں سے ملیں جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کیا ہے تو ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ ان کی طرف ہم سے سبقت کر گئے ہیں۔ ان کی مراد اہل نہروان سے تھی۔

خوارج سے قتال کرنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدح میں حدیث:

امام احمد کا بیان ہے کہ حسین بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ مطر نے اسماعیل بن رجاء بن ربیعۃ الزبیدی سے اس کے باپ کے حوالے سے یہ بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوسعید کو بیان کرتے سنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ آپ اپنی بیوی کے گھر سے ہمارے پاس آئے راوی بیان کرتا ہے ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے' آپ کی جوتی ٹوٹ گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ کر اسے سینے لگے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے پھر آپ کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا بلاشبہ تم میں وہ شخص موجود ہے جو تاویل قرآن پر اسی طرح جنگ کرے گا جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر کی ہے آپ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ جوتے سینے والا ہے راوی بیان کرتا ہے ہم آپ کو بشارت دینے آئے تو ہمیں یوں معلوم ہوا گویا آپ نے اسے سن لیا ہے اور احمد نے اسے وکیع اور ابواسامہ سے بحوالہ قطر بن خلیفہ روایت کیا ہے' اور وہ حدیث جس کے متعلق حافظ ابویعلی نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ربیع بن سہل نے سعید بن عبید سے بحوالہ علی بن ربیعہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے تمہارے اس منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں سے جنگ کروں اور ابوبکر بن المقری نے اسے عن الجد بن عبادۃ البصری عن یعقوب بن عباد عن الربیع بن سہل الفزاری روایت کیا ہے اور بلاشبہ یہ حدیث غریب اور منکر ہے علاوہ ازیں اسے کئی طرق سے حضرت علیؓ اور دوسرے لوگوں سے روایت کیا گیا

Marfat.com

ہے اور ان میں سے ایک بھی ضعف سے خالی نہیں اور عہد شکنوں سے اہل جمل اور ظالموں سے اہل شام اور خروج کرنے والوں سے خوارج مراد ہیں اس لیے کہ انہوں نے دین سے خروج کیا' اور حافظ ابواحمد بن عدی نے اسے اپنی کتاب کامل میں عن احمد بن حفص البغدادی عن سلیمان بن یوسف عن عبید اللہ بن موسیٰ عن قطر عن حکیم بن جبیر عن ابراہیم عن علقمہ عن علی روایت کیا ہے' آپ بیان کرتے ہیں مجھے عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے' اور حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ازہری نے مجھے بتایا کہ محمد بن المظفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن احمد بن ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے دادا محمد بن ثابت کی کتاب میں پایا کہ شعیب بن الحسن اسلمی عن جعفر الاحمر عن یونس بن الارقم عن ابان عن خلید المصری ہم سے بیان کیا کہ میں نے یوم نہروان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عہد شکنوں' خارجیوں اور ظالموں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اسے محمد بن فرج الجند نیساپوری کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ ہارون بن اسحاق نے ہمیں بتایا کہ ابوغسان نے عن جعفر میں اسے الاحمر خیال کرتا ہوں۔ عن الجبار ہمدانی عن انس بن عمرو عن ابیہ عن علی ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے تینوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے خارجیوں سے ظالموں سے اور عہد شکنوں سے۔

اور حاکم ابوعبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ابوالحسین محمد بن احمد بن غنم الحنظلی نے قنطرہ بردان میں ہمیں بتایا کہ محمد بن الحسن بن عطیۃ بن سعد العوفی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے چچا نے عن عمرو بن عطیۃ بن سعد عن اخیہ الحسن بن عطیۃ مجھ سے بیان کیا کہ میرے دادا سعد بن جنادہ نے بحوالہ حضرت علیؓ مجھ سے بیان کیا کہ مجھے تینوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ظالموں سے عہد شکنوں سے اور خارجیوں سے' پس اہل شام ظالم ہیں اور عہد شکنوں کا آپ نے ذکر کیا اور خارجی' اہل نہروان ہیں۔ یعنی حروریہ اور حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابوالقاسم زاہر بن طاہر نے ہمیں بتایا کہ ابوسعد الادیب نے ہمیں خبر دی کہ سید ابوالحسن محمد بن علی بن الحسین نے ہمیں بتایا کہ محمد بن احمد صوفی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو الباہلی نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن ابی الجارود عن زید بن علی بن الحسین بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عہد شکنوں' خارجیوں اور ظالموں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث:

حافظ کا بیان ہے کہ امام ابوبکر احمد بن الحسین الفقیہ نے ہم سے بیان کیا کہ الحسن بن علی نے ہمیں بتایا کہ زکریا بن یحییٰ الخزاز المقریٔ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عباد المقری نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن منصور عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہؓ! خدا کی قسم یہ شخص میرے بعد عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں سے جنگ کرنے والا ہے۔

Marfat.com

اس بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث:

حاکم کا بیان ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم الشیبانی نے ہم سے بیان کیا کہ الحسین بن الحکم الحیری نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ اسحق بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن ابراہیم ازدی نے ابوہارون العبدی سے بحوالہ ابوسعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے پس ہم کس کے ساتھ مل کر جنگ کریں؟ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ' ان کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہوں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث:

حاکم کا بیان ہے کہ ابوالحسن علی بن حماد المعدل نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن خطاب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن کثیر نے عن الحرث بن خضیرہ عن ابی صادق عن مخنف بن سلیمان ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت ابوایوب کے پاس آئے اور ہم نے کہا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر مشرکین سے اپنی تلوار کے ساتھ جنگ کی ہے پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے عہد شکنوں' خارجیوں اور ظالموں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے' حاکم کا بیان ہے کہ ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن علی بن شبیب العمری نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حمید نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوزید اموی نے بحوالہ عتاب بن ثعلبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حسن بن علی بن عبداللہ المقری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر المطیری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عبداللہ المودب نے سرمن رائ میں ہم سے بیان کیا کہ المعلی بن عبدالرحمٰن نے بغداد میں ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن سلیمان بن مہران عن الاعمش عن علقمہ والاسود ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوایوب انصاری کی صفین سے واپسی پر ہم ان کے پاس آئے اور ہم نے انہیں کہا اے ابوایوب بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مہربانی سے اور آپ کے اکرام کے لیے محمد ﷺ کے نزول اور آپ کی ناقہ کی آمد سے سرفراز فرمایا ہے جب وہ لوگوں کو چھوڑ کر آپ کے دروازے پر آ بیٹھی' پھر آپ اپنے کندھے پر تلوار رکھ کر اس سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو مارنے آ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا' اے شخص! پیشرو اپنے اہل سے جھوٹ نہیں بولتا' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں تینوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس عہد شکنوں کے ساتھ ہم جنگ کر چکے ہیں وہ اہل جمل' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ہیں اور ظالموں کے ہاں سے ہم واپس آ رہے ہیں یعنی حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاصؓ سے اور خارجی اہل الطرفات' اہل السعیفات' اہل النخیلات اور اہل نہروان ہیں' خدا کی قسم میں نہیں جانتا وہ کہاں ہیں لیکن ان میں سے جنگ کے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا اے عمارؓ! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور اس وقت تو حق کے ساتھ ہوگا اور حق تیرے ساتھ ہوگا' اے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اگر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک وادی میں چلتے دیکھیں اور لوگ دوسری وادی میں چلیں تو تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلنا بلاشبہ وہ ہرگز تم کو ہلاکت میں نہیں ڈالیں گے اور نہ تم کو ہدایت سے باہر نکالیں گے' اے عمار جو شخص گلے میں تلوار لٹکا کر اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی' ان کے دشمن کے خلاف مدد کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے گلے میں موتیوں کے دو ہار پہنائے گا اور جو شخص گلے میں تلوار لٹکا کر اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ان کے دشمن کی مدد کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے گلے میں آگ کے دو ہار پہنائے گا' ہم نے کہا اے شخص! تجھے کافی ہے اللہ تجھ پر رحم کرے' تجھے کافی ہے اللہ تجھ پر رحم کرے۔

واضح طور پر یہ عبارت موضوع ہے اور اس کی آفت المعلی بن عبدالرحمٰن کی جہت سے ہے' بلاشبہ وہ متروک الحدیث ہے۔

Marfat.com

باب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر

الہیثم بن عدی اپنی کتاب میں جو اس نے خوارج کے بارے میں تالیف کی ہے اور وہ اس بارے میں بہترین کتاب ہے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ بن داب نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نہروان سے واپس آئے تو لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد فرمایا' اما بعد! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم کو فتح سے قوت دی ہے پس تم بلاتوقف اپنے شامی دشمنوں کی طرف توجہ کرو تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین ہمارے تیر ختم ہو گئے ہیں اور ہماری تلواریں کند ہو گئی ہیں اور ہمارے نیزوں کے پھل نکل گئے ہیں' ہمارے ساتھ ہمارے شہر کو واپس چلئے تا کہ ہم اچھی طرح تیاری کر لیں اور شاید امیر المومنین ہماری تیاری سے زیادہ تیار ہو جائیں اور آپ کو ہٹانے والا ہلاک ہو جائے بلاشبہ ہمارے دشمن کے مقابل میں یہ بات ہمارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہوگی۔ یہ گفتگو اشعث بن قیس کندی نے کی اور اس نے ان کی بیعت لی اور لوگوں کو لے کر نخیلہ میں اترا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی چھاؤنی میں رہیں اور اپنے آپ کو دشمن کے خلاف جہاد کرنے پر آمادہ کریں اور اپنی بیویوں اور لونڈیوں کی ملاقات کم کریں اور انہوں نے کئی روز تک اس کے جھنڈے اور قول سے متمسک رہ کر اس کے ساتھ قیام کیا پھر وہ چپکے سے کھسک گئے حتیٰ کہ ان میں سے اس کے اصحاب کے سوا کوئی شخص باقی نہ رہا تو حضرت علیؓ نے ان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''سب تعریف اس خدا کی ہے جو مخلوق کو پیدا کرنے والا اور صبح کو پھاڑنے والا اور مردوں کو زندہ کرنے والا اور قبروں والوں کو اٹھانے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اور میں تم کو تقویٰ اللہ کی وصیت کرتا ہوں بلاشبہ بندہ جن چیزوں سے تقرب حاصل کرتا ہے ان میں سب سے افضل' ایمان اور اس کی راہ میں جہاد اور کلمہ اخلاص ہے اور یہی فطرت ہے اور نماز کا قائم کرنا' ملت ہے اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اس کے فرائض میں سے ہے اور ماہ رمضان کا روزہ اس کے عذاب سے بچنے کے لیے ڈھال ہے اور بیت اللہ کا حج فقر کو دور کرنے والا اور گناہ کو باطل کرنے والا ہے اور صلہ رحمی مال کو بڑھانے والی اور اجل کو مؤخر کرنے والی ہے' اہل سے محبت کرنا اور پوشیدہ طور پر صدقہ دینا' خطا کو دور کرتا اور رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور نیکی کرنا بری موت کو دور کرتا اور خوف کے مقامات سے بچاتا ہے' ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ' بلاشبہ یہ سب سے اچھا ذکر ہے اور متقین کو جو وعدہ دیا گیا ہے اس میں رغبت کرو بلاشبہ اللہ کا وعدہ سب سے سچا وعدہ ہے۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی اقتدا کرو بلاشبہ وہ افضل ہدایت ہے اور اس کی سنت کو اختیار کرو بلاشبہ وہ افضل السنن ہے اور کتاب اللہ کو سیکھو بلاشبہ وہ افضل الحدیث ہے اور دین کی سمجھ حاصل کرو بلاشبہ وہ دلوں کی موسم بہار ہے اور اس کے نور سے شفا چاہو' بلاشبہ وہ

Marfat.com

دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے اور عمدگی سے اس کی تلاوت کرو' بلاشبہ وہ احسن القصص ہے اور جب وہ تمہیں سنایا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور جب اس کے علم کی طرف تمہاری رہنمائی کی جائے تو جو کچھ تمہیں اس سے علم حاصل ہو اس پر عمل کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ' بلاشبہ علم کے بغیر عمل کرنے والا عالم اس جاہل کی مانند ہے جو اپنے جہل سے باز نہیں رہ سکتا' بلکہ میرے نزدیک اپنے جہل میں متحیر جاہل کے مقابلہ میں اس علم سے کورے عالم پر بڑی حجت قائم ہوگی اور حسرت اس پر ثابت رہے گی اور یہ دونوں ہی گمراہ اور ہلاک شدہ ہیں' شک نہ کرو' دردمند ہو جاؤ گے اور شکایت نہ کرو' کفر کرو گے' اور اپنے آپ کو رخصت نہ دو' غافل ہو جاؤ گے اور حق کے بارے میں غفلت نہ کرو' خسارہ پاؤ گے' آگاہ رہو' دانائی یہ ہے کہ تم اعتماد کرو' اور اعتماد یہ ہے کہ دھوکہ نہ کھاؤ اور تم میں سے اپنے نفس کا سب سے زیادہ خیرخواہ وہ ہے جو اپنے رب کا سب سے زیادہ فرمانبردار ہے اور تم میں سب سے زیادہ اپنے نفس کو دھوکہ دینے والا وہ ہے جو اپنے رب کا سب سے زیادہ نافرمان ہے' جو اللہ کی اطاعت کرے گا امن ومسرت میں رہے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا' خوفزدہ اور شرمندہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ سے یقین طلب کرو اور عافیت کے بارے میں اس کی طرف رغبت کرو اور دل میں سب سے بہتر رہنے والی چیز یقین ہے اور وہ امور جن کے کرنے کا پختہ ارادہ ہو وہ سب سے بہتر ہیں اور نئے امور' برے امور ہیں اور ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر نیا کام کرنے والا بدعتی ہے اور جس نے بدعت اختیار کی اس نے ضائع کر دیا اور جو بدعتی کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے وہ اس کے ذریعے سنت کو ترک کرتا ہے' نقصان اٹھانے والا وہ ہے جو اپنے دین کو نقصان پہنچاتا ہے اور نقصان اٹھانے والا وہ ہے جو اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے' بلاشبہ ریا شرک میں سے ہے اور اخلاص' عمل وایمان میں سے ہے' اور کھیل کی مجالس قرآن کو بھلا دیتی ہیں اور ان میں شیطان حاضر ہوتا ہے اور وہ ہر گمراہی کی طرف دعوت دیتی ہیں اور عورتوں سے ہم نشینی کرنا' دلوں کو ٹیڑھا کر دیتا ہے اور نگاہیں اس کی طرف اٹھتی ہیں اور وہ شیطان کی شکارگاہ ہیں' پس اللہ سے سچ بولو' بلاشبہ اللہ سچ بولنے والے کے ساتھ ہے اور جھوٹ سے پہلو تہی کرو' بلاشبہ جھوٹ ایمان سے دور رہنے والا ہے' آگاہ رہو' بلاشبہ سچ' نجات اور عزت کی چوٹی پر ہے اور جھوٹ ہلاکت اور تباہی کی چوٹی پر ہے' آگاہ رہو سچ کہو تم اس سے مشہور ہو جاؤ گے اور اس پر عمل کرو' تم اس کے اہل میں سے ہو جاؤ گے۔ اور جو تمہیں امین بنائے اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کرو اور جو تمہیں محروم کر دے اس پر زیادہ مہربانی کرو' اور جب تم وعدہ کرو تو اسے پورا کرو اور جب تم فیصلہ کرو تو انصاف سے کام لو' اور آباء پر فخر نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب دو اور نہ مذاق کرو' اور نہ ایک دوسرے کو غصہ دلاؤ' اور کمزوروں' مظلوموں' تاوان برداشت کرنے والوں اور خدا کی راہ میں اور مسافروں سوالیوں اور گردنوں کے چھڑانے میں مدد کرو' اور بیوگان اور یتامیٰ پر رحم کرو' اور سلام کو رواج دو اور تحفہ دینے والوں کو اس کی مانند یا اس سے بہتر تحفہ دو (اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر مدد کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں پر تعاون نہ کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو بلاشبہ اللہ سخت عذاب والا ہے) اور مہمان کی عزت کرو اور پڑوسی سے حسن سلوک کرو' اور بیماروں کی عیادت کرو' اور جنازوں کے ہمراہ جاؤ اور اللہ کے بندو

Marfat.com

بھائی بھائی بن جاؤ' اما بعد! بلاشبہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور وداع کا اعلان کر رہی ہے اور آخرت آیا چاہتی ہے' آج میدان ہے اور کل دوڑ ہوگی اور بلاشبہ سبقت' جنت ہے اور غایت' دوزخ ہے' آگاہ رہو بلاشبہ تم مہلت کے ایام میں ہو' جن کے پیچھے اجل ہے جسے جلد بازی انگیخت کر رہی ہے اور جو شخص ایام مہلت میں اجل کی آمد سے قبل خالصۃً اللہ کے لیے کام کرتا ہے' اس کا عمل اچھا ہوتا ہے اور وہ اپنی آرزو کو پالیتا ہے اور جو اس سے کوتاہی کرتا ہے اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے اور اس کی آرزو پوری نہیں ہوتی اور اس کی آرزو اسے نقصان دیتی ہے' پس رغبت وخوف میں کام کرو' اور اگر تمہارے پاس رغبت آئے تو اللہ کا شکر کرو اور اس کے ساتھ خوف کو بھی جمع کرو' اور اگر تمہارے پاس خوف آئے تو اللہ کو یاد کرو اور اس کے ساتھ رغبت کو بھی جمع کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نیکی سے آگاہ کیا ہے اور جو شکر کرے اس کو زیادہ دینے کا وعدہ کیا ہے اور میں نے جنت کی مانند کسی چیز کو نہیں دیکھا جس کا طلبگار سویا ہوا ہے اور نہ دوزخ کی مانند کوئی چیز دیکھی ہے جس سے بھاگنے والا سویا ہوا ہے اور نہ اس چیز سے بڑھ کر کمائی دیکھی ہے جسے اس نے اس دن کے لیے کمایا ہے جس میں ذخائر حقیر ہو جائیں گے اور پوشیدہ باتیں اس میں ظاہر ہو جائیں گی اور کبائر اس میں جمع ہو جائیں گے اور بلاشبہ جسے حق فائدہ نہیں دیتا' اسے باطل نقصان دیتا ہے اور جسے ہدایت اعتدال پر نہیں رکھتی اسے گمراہی گھسیٹتی پھرتی ہے اور جسے یقین فائدہ نہیں دیتا' اسے شک نقصان دیتا ہے اور جسے اس کا قبیلہ فائدہ نہیں دیتا اس سے دور رہنے والا شک کرتا ہے اور اس سے غائب زیادہ عاجز ہوتا ہے' بلاشبہ تمہیں سفر کا حکم دیا گیا ہے اور زاد کے متعلق تمہیں بتا دیا گیا ہے' آگاہ رہو' میں تمہارے متعلق سب سے زیادہ دو باتوں سے خائف ہوں طول امل اور خواہشات کی پیروی سے' طول امل' آخرت کو بھلا دیتی ہے اور خواہشات کی پیروی حق سے دور کر دیتی ہے' آگاہ رہو' دنیا پیٹھ پھیر کر جانے والی ہے اور آخرت سامنے آنے والی ہے اور ان دونوں کے لیے بیٹے ہیں پس اگر ہو سکے تو تم آخرت کے بیٹے بنو' اور دنیا کے بیٹے نہ بنو' بلاشبہ آج عمل ہے اور حساب نہیں اور کل حساب ہے اور عمل نہیں''۔

یہ نافع وبلیغ تقریر' خیر کی جامع اور شر سے مانع ہے اور کئی دوسرے طریقوں سے اس کے متصل شواہد روایت کیے گئے ہیں اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ جب اہل عراق شام کی طرف جانے سے رُکے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کیا اور ان کو زجر و توبیخ کی اور ڈرایا دھمکایا اور متفرق سورتوں سے انہیں جہاد کی آیات پڑھ کر سنائیں اور انہیں اپنے دشمن کی طرف جانے کی ترغیب دی' مگر انہوں نے یہ بات نہ مانی اور آپ کی مخالفت کی اور آپ سے اتفاق نہ کیا اور وہ اپنے ملک میں ہی ٹھہرے رہے اور آپ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ آ گئے۔

Marfat.com

باب:

الحریث بن راشد الناجی کی بغاوت

اور الہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ نہروان کے بعد حضرت علیؓ کے خلاف ایک شخص نے بغاوت کر دی جسے الحریث بن راشد الناجی کہا جاتا تھا' وہ اہل بصرہ کے ساتھ آیا اور حضرت علیؓ سے کہنے لگا' آپ نے اہل نہروان سے اس لیے جنگ کی ہے کہ انہوں نے تحکیم کے واقعہ میں آپ پر الزامات لگائے ہیں اور آپ کا خیال ہے کہ آپ نے اہل شام سے معاہدات کیے ہیں اور آپ انہیں توڑنے کے نہیں اور ان دونوں پنچوں نے آپ کی معزولی پر اتفاق کیا ہے پھر دونوں نے حضرت معاویہؓ کی حکومت کے بارے میں اختلاف کیا ہے' پس حضرت عمرو بن العاصؓ نے انہیں حاکم بنایا ہے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا ہے پس آپ ان دونوں کے اتفاق سے معزول ہو چکے ہیں اور میں نے آپ کو اور آپ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کو بھی معزول کر دیا ہے اور الحارث کی قوم کے بہت سے آدمیوں یعنی بنو ناجیہ وغیرہ نے اس کی پیروی کی اور ایک طرف سمٹ گئے اور حضرت علیؓ نے معقل بن قیس الرماحی کو بہت بڑی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں بھیجا تو معقل نے انہیں حد سے زیادہ قتل کیا اور بنی ناجیہ نے پانچ سو گھرانوں کو قیدی بنا لیا اور انہیں حضرت علیؓ کے سامنے پیش کرنے کے لیے لایا تو اسے ایک شخص مصقلہ بن ہبیرہ ابوالمفلس نام ملا جو کسی صوبے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گورنر تھا پس قیدیوں نے اس کے پاس اپنی حالت کی شکایت کی تو مصقلہ نے معقل سے انہیں پانچ لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا' معقل نے اس سے قیمت کا مطالبہ کیا تو وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس بصرہ بھاگ گیا' معقل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا تو مصقلہ نے آپ سے کہا میں صرف اس لیے آیا ہوں کہ میں آپ کو ان کی قیمت ادا کروں' پھر وہ حضرت علیؓ کے پاس بھاگ گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور معقل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت علیؓ نے اس سے دو لاکھ قیمت کا مطالبہ کیا پھر وہ تیزی سے بھاگ کر حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کے پاس شام چلا گیا تو آپ نے ان کی آزادی کا حکم نافذ کر دیا اور فرمایا کہ یہ مصقلہ کے ذمہ کوئی مال نہیں رہا اور آپ کے حکم سے کوفہ میں اس کے گھر کو گرا دیا گیا۔

اور الہیثم نے سفیان ثوری اور اسرائیل سے عن عمار الذہبی عن ابی الطفیل روایت کی ہے کہ بنی ناجیہ مرتد ہو گئے تو آپ نے ان کی طرف معقل بن قیس کو بھیجا تو اس نے انہیں قید کر لیا اور مصقلہ نے انہیں حضرت علیؓ سے تین لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا اور پھر وہ حضرت معاویہؓ کے پاس بھاگ گیا' الہیثم کا بیان ہے کہ یہ قول شیعہ حضرات کا ہے اور عربوں کے کسی قبیلے کے متعلق نہیں سنا گیا کہ وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہونے والے ارتداد کے بعد مرتد ہو گئے تھے' نیز الہیثم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن تمیم بن طرفۃ الطائی نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب کہ وہ خطبہ دے رہے تھے کہا' آپ نے اہل نہروان کو انکار حکومت پر قتل کیا ہے اور الحریث بن راشد کو بھی آپ نے ان کے مسئلہ یعنی حکومت کے مسئلہ پر قتل کیا ہے اور خدا کی قسم ان دونوں کے درمیان ایک قوم کی جگہ نہیں' حضرت علیؓ نے اسے کہا خاموش ہو جا

Marfat.com

تو صرف ایک بدو تھے جو کل تک جبل طی میں گوہ کھاتا تھا' حضرت عدیؓ نے آپ سے کہا' خدا کی قسم ہم نے کل آپ کو مدینہ میں کچی کھجوریں کھاتے دیکھا ہے' الہیثم بیان کرتے ہیں پھر حضرت علیؓ کے خلاف بصرہ کے ایک شخص نے بغاوت کی اور وہ قتل ہو گیا تو اس نے اپنے اصحاب کو اشرس بن عوف الشیبانی کی سرکردگی میں جنگ کرنے کا حکم دیا تو وہ اور اس کے اصحاب قتل ہو گئے۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علیؓ کے خلاف اشہب بن بشر البجلی پھر کوفہ کے باشندوں میں سے عرنیہ کے ایک شخص نے بغاوت کی تو وہ اور اس کے اصحاب قتل ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف سعید بن نفد تمیمی پھر کوفہ کے باشندوں میں سے بنی ثعلبہ کے ایک شخص نے بغاوت کی تو وہ المدائن کے اوپر درریحان کے پل پر قتل ہو گیا' الہیثم کا بیان ہے کہ مجھے یہ بات عبداللہ بن عیاش نے اپنے مشائخ کے حوالے سے بتائی ہے۔

Marfat.com

باب:

جنگِ نہروان کا صحیح سن

ابن جریرؒ نے ابومخنف لوط بن یحییٰ سے جو اس شان کا ائمہ میں سے ایک ہے۔ بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے یوم نہروان کو خوارج سے جو جنگ کی وہ اس سال میں ہوئی تھی۔ یعنی ۳۷ھ میں ابن جریر کا بیان ہے کہ اکثر اہل سیر کا خیال ہے کہ یہ جنگ ۳۸ھ میں ہوئی تھی اور ابن جریرؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے' میں کہتا ہوں یہی زیادہ مناسب بات ہے جیسا کہ ہم آئندہ سال میں اس سے آگاہ کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ابن جریرؒ کا بیان ہے کہ اس سال یعنی ۳۷ھ میں حضرت عبیداللہ بن عباسؓ نے جو یمن اور اس کے صوبوں پر حضرت علیؓ کے نائب تھے' لوگوں کو حج کروایا اور مکہ کے نائب حضرت قثم بن عباسؓ تھے اور مدینہ کے نائب حضرت تمام بن عباسؓ تھے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت سہل بن حنیفؓ تھے اور بصرہ کے نائب حضرت عبداللہ بن عباسؓ تھے اور بصرہ کے قاضی حضرت ابوالاسود الدؤلیؒ تھے اور مصر کے نائب حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تھے اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ میں مقیم تھے اور حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان' شام پر مستولی تھے' میں کہتا ہوں آپ کا ارادہ تھا کہ آپ محمد بن ابی بکرؓ سے مصر کی نیابت لے لیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر

حضرت خباب بن الارتؓ بن جندلۃ بن سعد بن خزیمہ:

آپ جاہلیت میں قید ہو گئے تھے اور آپ کو انمار الخزاعیہ نے خرید لیا جو عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی اور وہ سباع بن عبدالعزیٰ کی ماں تھی' جسے احد کے روز حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا آپ بنی زہرہ کے حلیف تھے حضرت خباب دار ارقم سے بھی بہت پہلے مسلمان ہوئے اور آپ کو راہ خدا میں اذیت دی گئی اور آپ نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی' آپ نے ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' شعبی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں باعزت جگہ دی اور فرمایا حضرت بلالؓ کے سوا کوئی شخص آپ سے بڑھ کر اس جگہ کا حقدار نہیں' آپ نے کہا یا امیر المومنین حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذیت دی جاتی تھی اور ان کی حمایت کرنے والے بھی تھے اور میرا کوئی مددگار نہ تھا اور قسم بخدا عنقریب وہ مجھے آگ میں ملیں گے جسے انہوں نے خود بھڑکایا ہے اور ایک شخص نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا اور میں زمین سے اپنی پشت کے ذریعے بچا پھر آپ نے اپنی پشت کو ننگا کیا تو وہ سفید ہو چکی تھی اور جب آپؓ بیمار ہوئے تو کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی عیادت کے لیے آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے' آپ کو بشارت ہو کل آپ پیاروں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے ملیں گے آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرے بھائی چلے گئے اور انہوں نے اپنی دنیا سے کچھ نہیں کھایا اور ہمارے لیے اس کے پھل پک گئے ہیں اور ہم ان کا تحفہ دیتے ہیں اور یہی بات مجھے

Marfat.com

میں ڈالتی ہے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے اس سال ۶۳ سال کی عمر میں کوفہ میں وفات پائی اور آپ پہلے شخص ہیں جنہیں کوفہ کے باہر دفن کیا گیا ہے۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن الفاکہہ بن ثعلبہ بن ساعدۃ الانصاری ذوالشہادتین' فتح مکہ کے روز بنی حطمہ کا جھنڈا آپ کے پاس تھا' آپ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہوئے اور اسی روز قتل ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے حالات قبل ازیں ہم آپ کی طرف منسوب ہونے والے غلاموں میں بیان کر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن الارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ:

آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب بنے' قبل ازیں کتاب الوحی میں آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی رضی اللہ عنہ:

آپ جنگ صفین کے روز قتل ہوئے آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ کے امیر تھے پھر اشتر نخعی میمنہ کا امیر بن گیا۔

حضرت عبداللہ بن خباب بن الارت رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئے' آپ بھلائی سے موصوف تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ کو خوارج نے اس سال نہروان میں قتل کیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے ان سے کہا' ان کے قاتل ہمیں دے دو پھر تم امن میں ہو گئے' انہوں نے کہا ہم سب نے انہیں قتل کیا ہے تو آپ نے ان کے ساتھ جنگ کی۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ:

آپ بھی ایک کاتب وحی تھے' بہت پہلے مسلمان ہوئے اور وحی لکھی پھر مرتد ہو گئے پھر فتح مکہ کے سال دوبارہ مسلمان ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے آپ کے لیے امان طلب کی آپ انؓ کے ماں جائے بھائی تھے۔ آپ حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کی وفات کے بعد آپ کو مصر کی نیابت سپرد کی اور آپ نے افریقہ اور بلاد نوبہ سے جنگ کی اور اندلس کو فتح کیا اور سمندر میں رومیوں کے ساتھ ذات الصواری کا معرکہ کیا اور ان میں سے اس قدر آدمی قتل کیے جن کے خون سے آب سرخ ہو گئی پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو محمد بن ابی حذیفہ نے بزور قوت آپ پر قابو پالیا اور آپ کو مصر سے نکال دیا اور آپ نے اس سال نماز فجر میں دونوں سلاموں کے درمیان وفات پائی' آپ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے علیحدہ رہے۔

حضرت عمارؓ بن یاسر ابوالیقظان العبسی:

آپ یمن کے عبس قبیلے سے تھے اور بنی مخزوم کے حلیف تھے' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا' آپ' آپ کا باپ اور آپ

Marfat.com

کی والدہ حضرت سمیہؓ ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں راہ خدا میں اذیت دی جاتی تھی' کہتے ہیں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھر میں عبادت کے لیے مسجد بنائی تھی' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور قبل ازیں معرکہ صفین میں ہم آپ کے قتل کی کیفیت بیان کر چکے ہیں اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور ترمذی نے حسن کی حدیث سے بحوالہ حضرت انسؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ جنت تین آدمیوں' حضرت علی' حضرت عمار اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم کی مشتاق ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں جسے ثوری' قیس بن الربیع اور شریک القاضی وغیرہ نے عن ابن اسحٰق عن ہانی بن ہانی عن علی روایت کیا ہے کہ حضرت عمارؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا طلب مطیب کو خوش آمدید اور ابراہیم بن الحسین نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ نصر نے مجھ سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے عن الاعمش عن ابی عمار عن عمرو ابن شرجیل عن رجل عن اصحاب رسول اللہ ﷺ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمارؓ اپنے پاؤں سے لے کر نرم ہڈیوں کے سروں تک ایمان سے بھرپور ہیں۔ اور یحییٰ بن معلیٰ نے عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن عائشہ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے حضرت عمارؓ بن یاسر کے سوا' میں جس کے متعلق چاہوں بات کر سکتی ہوں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ حضرت عمارؓ اپنے پاؤں کے تلووں سے لے کر اپنے کانوں کی لو تک ایمان سے بھرپور ہیں۔

اور یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عون نے ہم سے بیان کیا کہ ہیثم نے عن العوام بن حوشب عن سلمہ بن کہیل عن علقمہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اہل شام کے پاس آیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے مجھے بتایا کہ میرے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے درمیان کسی چیز کے بارے میں جھگڑا تھا' آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس میری شکایت کر دی تو آپ نے فرمایا۔ اے خالد' حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اذیت نہ دے بلاشبہ جو شخص حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتا ہے اللہ اس سے نفرت کرتا ہے اور جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے اللہ اس سے دشمنی رکھتا ہے' حضرت خالدؓ بیان کرتے ہیں' اس کے بعد میں نے تعریضاً بات کی اور جو کچھ ان کے دل میں تھا میں نے اسے آہستگی سے نکال دیا' آپ کے فضائل میں بہت سی احادیث آئی ہیں' آپ صفین میں ۹۱ سال کی عمر میں قتل ہوئے اور بعض نے آپ کی عمر ۹۳ اور ۹۴ سال بھی بیان کی ہے' آپ کو ابوالغادیہ نے نیزہ مارا تو آپ گر پڑے پھر ایک شخص نے آپ پر جھک کر آپ کا سر کاٹ لیا پھر وہ دونوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑا لے کر گئے کہ ان دونوں میں سے کس نے آپ کو قتل کیا ہے تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان دونوں سے کہا کیا تم دونوں کو معلوم ہے خدا کی قسم تم دونوں تو دوزخ کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہو' حضرت معاویہؓ نے آپ سے یہ بات سنی تو آپ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کو یہ بات سنانے پر ملامت کی تو حضرت عمروؓ نے آپ سے کہا خدا کی قسم آپ کو بھی بالضرور یہ بات معلوم ہے' کاش میں آج سے بیس سال قبل مر گیا ہوتا۔

واقدی کا بیان ہے کہ حسن بن حسین بن عمارہ نے ابواسحٰق سے بحوالہ عاصم ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو غسل نہیں دیا اور آپ کے ساتھ آپ نے ہاشم بن عتبہ کی نماز جنازہ بھی پڑھی اور حضرت عمار' حضرت علی رضی اللہ عنہما

Marfat.com

کے قریب تھے اور ہاشم قبلہ کی جانب تھے' مؤرخین کا بیان ہے کہ وہیں آپ کو دفن کیا گیا آپ گندم گوں تھے اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ تھا آپ کی آنکھیں سیاہ سرخی مائل تھیں' آپ ایسے شخص تھے جو شیبہؓ سے مختلف نہ تھے۔

حضرت الربیع بن معوذ بن عفراءؓ:

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا بہت پہلے مسلمان ہوئیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جایا کرتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتیں اور انہیں پانی پلاتی تھیں' آپ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور اس سال ایام صفین میں بہت سے لوگ قتل ہو گئے کہتے ہیں کہ ۴۵ ہزار شامی اور ۲۵ ہزار عراقی قتل ہوئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک لاکھ بیس ہزار عراقیوں میں سے چالیس ہزار قتل ہوئے تھے اور ساٹھ ہزار شامیوں میں سے بیس ہزار قتل ہوئے تھے اور بالجملہ ان میں اعیان ومشاہیر بھی شامل تھے جن کا استفسار باعث طوالت ہوگا اور جو کچھ ہم بیان کر چکے ہیں وہی کافی ہے۔

۳۸ھ

اس سال حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو دیار مصر کی طرف بھیجا' جنہوں نے مصر کو محمد بن ابی بکر سے حاصل کیا اور حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو وہاں پر نائب مقرر کر دیا' جیسا کہ ہم ابھی اس کی وضاحت کریں گے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کو مصر پر نائب مقرر کیا اور انہوں نے اسے محمد بن ابی حذیفہ کے ہاتھ سے چھین لیا' جس نے اس پر مستولی ہو کر حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو اس میں تصرف کرنے سے روک دیا تھا' یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تھے حالانکہ حضرت عثمانؓ نے انہیں مصر پر اپنا قائمقام کیا تھا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تھا۔ حالانکہ حضرت عمروؓ نے اسے فتح کیا تھا جیسا کہ قبل ازیں ہم اسے بیان کر چکے ہیں' پھر حضرت علیؓ نے حضرت قیسؓ بن سعد کو بھی وہاں سے معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور حضرت علی' حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کو وہاں سے معزول کرنے پر نادم ہوئے اس لیے کہ وہ حضرت معاویہ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہما کے ہم پلہ تھے اور جب محمد بن ابی بکرؓ حاکم بنے تو ان میں حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ کی ہمسری کی قوت موجود نہ تھی اور جب حضرت قیس بن سعدؓ وہاں سے معزول ہو گئے تو آپ مدینہ واپس آ گئے' پھر حضرت علیؓ کے پاس عراق چلے گئے اور ان کے ساتھ رہے اور حضرت معاویہؓ کہا کرتے تھے خدا کی قسم قیسؓ بن سعد کا حضرت علیؓ کے پاس ہونا مجھے ایک لاکھ جانبازوں کی نسبت جو ان کے بدل میں حضرت علیؓ کے پاس موجود ہوں' زیادہ ناپسند ہے آپ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہوئے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے فارغ ہوئے تو آپ کو اطلاع ملی کہ اہل مصر نے محمد بن ابی بکر کو چھبیس سالہ جوان ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھا ہے تو آپ نے دوبارہ مصر کو حضرت قیس بن سعدؓ کے سپرد کرنے کا عزم کیا' جنہیں آپ نے اپنی پولیس پر افسر مقرر کیا ہوا تھا یا آپ نے مصر کو اشتر نخعی کے سپرد کرنے کا عزم کیا اور وہ موصل اور نصیبین پر آپ کا نائب تھا' پس آپ نے اسے صفین کے بعد خط لکھا اور اسے اپنے پاس بلایا پھر اسے مصر کا حاکم مقرر کر دیا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کی بجائے اشتر نخعی کو دیار مصر کا حاکم مقرر کر دیا ہے تو انہیں یہ بات گراں گزری کیونکہ انہیں مصر میں دلچسپی تھی اور وہ اسے محمد بن ابی بکرؓ کے ہاتھ سے چھیننا چاہتے تھے اور انہیں معلوم ہو گیا

Marfat.com

کہ اشتر اپنی دانائی اور شجاعت کی وجہ سے مصر کو ان سے محفوظ کر لے گا' اور جب اشتر مصر کی طرف گیا اور قلزم تک پہنچا تو خانسار نے اس کا استقبال کیا جو ٹیکس آفیسر تھا اور اس نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا اور اسے شہد کا مشروب پلایا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی اور جب حضرت معاویہ' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اور اہل شام کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے کہا' بلاشبہ شہد میں بھی اللہ کے لشکر ہیں' اور ابن جریر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اسے حکم دیا کہ وہ اشتر کو قتل کرنے کے لیے کوئی حیلہ کرے اور یہ کام کرنے پر اس سے کچھ باتوں کا وعدہ کیا تو اس نے یہ کام کر دیا۔ یہ بیان محل نظر ہے' اور اگر بالفرض یہ صحیح بھی ہو تو حضرت معاویہؓ' اشتر کے قتل کو جائز سمجھتے تھے کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین میں سے تھا' حاصل کلام یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام' اشتر نخعی کی موت سے بہت شاداں و فرحاں ہوئے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ اس کی شجاعت اور کفایت کی وجہ سے متاسف ہوئے اور آپ نے محمد بن ابی بکر کو دیار مصر میں ٹھہرنے کے لیے خط لکھا' لیکن خربتا شہر میں رہنے والے عثمانیوں کی مخالفت کی وجہ سے اس کا دل کمزور پڑ گیا۔

اور جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے واپس آ گئے' اور جس وقت تحکیم کے معاملے کا جو کچھ ہونا تھا ہوا' اور جس وقت اہل عراق اہل شام سے جنگ کرنے سے رُک گئے تو ان کا معاملہ قوت پکڑ گیا اور جب دومۃ الجندل کی حکومت ٹوٹ گئی تو اہل شام نے حضرت معاویہؓ کو سلام خلافت' کہا اور ان کا معاملہ قوت پکڑ گیا' اس موقع پر حضرت معاویہؓ نے اپنے امراء' حضرت عمرو بن العاص' حضرت شرحبیل بن السمط' حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید' حضرت الضحاک بن قیس' حضرت بسر بن ارطاۃ' حضرت ابوالاعور سلمی اور حضرت حمزہ بن سنان ہمدانی وغیرہ کو جمع کیا اور ان سے دیار مصر کی طرف جانے کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو انہوں نے آپ کی بات کو قبول کیا اور کہا آپ جہاں چاہیں' جائیں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے اور حضرت معاویہؓ نے مصر کے فتح کرنے پر حضرت عمروؓ بن العاص کو اس کی نیابت دی جس سے حضرت عمروؓ بن العاص خوش ہو گئے' پھر حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا' میرے خیال میں آپ ایک قابل اعتماد اور ماہر جنگ شخص کے ساتھ ان کی طرف آدمیوں کو بھیجیں' بلاشبہ وہاں حضرت عثمانؓ سے محبت رکھنے والے لوگوں کی ایک جماعت ہے' جو مخالفین سے جنگ کی صورت میں اس کی مدد کرے گی' حضرت معاویہؓ نے کہا' لیکن میری رائے یہ ہے کہ میں ان لوگوں کو جو وہاں پر ہمارے مددگار ہیں خط بھیجوں جس میں انہیں ان کی آمد کے متعلق اطلاع دوں اور ہم اپنے مخالفین کی طرف بھی ایک خط بھیجیں جس میں ہم انہیں صلح کی دعوت دیں نیز حضرت معاویہؓ نے کہا اے عمرو آپ ایسے شخص ہیں جس کے لیے عجلت میں برکت دی گئی ہے اور میں ایسا شخص ہوں میرے لیے آہستگی میں برکت دی گئی ہے حضرت عمروؓ نے کہا اللہ تعالیٰ جو آپ کو سمجھائے اس کے مطابق عمل کیجیے' قسم بخدا آپ کا اور ان کا معاملہ سخت جنگ کی طرف منتقل ہو جائے گا' اس موقع پر حضرت معاویہؓ نے مسلمہ بن مخلد انصاری اور معاویہ بن خدیج السکونی کی طرف خط لکھا یہ دونوں بلاد مصر میں ان لوگوں کے سردار تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہی مصر میں آپ کے نائبین کا دس ہزار کے قریب آدمیوں نے حکم مانا تھا کہ جلد ہی ان کے پاس ایک فوج آ رہی ہے اور آپ نے اس خط کو اپنے غلام سبیع کے ہاتھ بھیجا اور جب یہ خط مسلمہ اور معاویہ بن خدیج کے پاس پہنچا تو وہ اس سے خوش ہوئے اور دونوں نے آپ کو جواب دیا کہ وہ آپ کی اور جس فوج کو آپ بھیجیں گے بڑی خوشی سے مدد کریں گے

Marfat.com

ان شاء اللہ۔ اس موقع پر حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو چھ ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا اور خود حضرت معاویہؓ الوداع کرنے کو باہر نکلے اور آپ کو اللہ کا تقویٰ نرمی اور آہستگی اختیار کرنے کی وصیت کی اور یہ کہ جو شخص جنگ کرے اسے قتل کریں اور جو پیٹھ پھیر جائے اسے معاف کریں اور لوگوں کو صلح اور جماعت کی طرف دعوت دیں اور جب آپ غالب آ جائیں تو آپ کے مددگار معزز لوگ ہوں۔

پس حضرت عمروؓ مصر کو روانہ ہو گئے اور جب آپ مصر پہنچے تو عثمانیہ نے آپ پر اتفاق کر لیا اور آپ نے ان کی قیادت کی اور حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو لکھا:

''اما بعد! ایک طرف ہو جایئے میں پسند نہیں کرتا کہ میری کامیابی سے آپ کو تکلیف پہنچے' اس ملک کے لوگوں نے آپ کی مخالفت پر اتفاق کر لیا ہے اور وہ آپ کی پیروی کرنے پر نادم ہیں اور اگر معاملہ سنگین صورت اختیار کر گیا تو وہ آپ کو چھوڑ دیں گے' پس وہاں سے نکل جایئے' بلاشبہ میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں''۔ والسلام

اور اسی طرح حضرت عمرو نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کا خط بھی انہیں بھیجا:

''اما بعد! بلاشبہ بغاوت وظلم کا انجام بہت برا ہوتا ہے اور حرمت والے خون کو بہانے والا دنیا میں سزا سے اور آخرت میں تباہ کن انجام سے نہیں بچ سکتا اور ہم آپ سے بڑھ کر کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مخالف نہیں پاتے جس وقت آپ ان کو زندگی کے آخری سانس اور ان کی گردن کی رگوں کے درمیان اپنے تیروں سے مار رہے تھے پھر آپ خیال کرتے ہیں کہ میں آپ کے بارے میں غافل ہوں یا آپ کی اس بات کو بھول گیا ہوں' حتیٰ کہ آپ آ کر اس ملک پر جس میں آپ میرے پڑوسی ہیں' زبردستی مسلط ہو گئے ہیں اور اس کے سب باشندے میرے مددگار ہیں اور میں نے آپ کی طرف فوجیں روانہ کر دی ہیں جو آپ کے ساتھ جہاد کر کے قرب الٰہی حاصل کریں گی اور اللہ تعالیٰ آپ کو قصاص سے نہیں بچائے گا''۔ والسلام

راوی بیان کرتا ہے' محمد بن ابی بکرؓ نے دونوں خط لپیٹ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیئے اور آپ کو بتایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاصؓ فوج کے ساتھ مصر کی طرف آ رہے ہیں اور اگر آپ کو مصر کے علاقے کی ضرورت ہے تو میری طرف اموال و رجال کو بھیج دیجیے۔ والسلام

حضرت علیؓ نے آپ کو خط لکھا جس میں آپ کو صبر اختیار کرنے اور دشمن کے ساتھ پوری قوت صرف کرنے کا حکم دیا نیز یہ کہ وہ جلد ہی آپ کی طرف اموال و رجال کو بھیج دیں گے اور ممکن حد تک فوج سے مدد دیں گے' اور محمد بن ابی بکرؓ نے حضرت معاویؓہ کی طرف ان کے خط کا جواب لکھا اور اس میں کچھ سخت کلامی کی اور اسی طرح حضرت عمروؓ بن العاص کی طرف بھی خط لکھا اور اس میں بھی سخت کلامی سے کام لیا' اور محمد بن ابی بکرؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ان سے خطاب کیا اور انہیں جہاد کرنے اور ان شامیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی جنہوں نے ان کا قصد کیا تھا' اور حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنی فوجوں اور ان عثمانی مصریوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ مل گئے تھے مصر کی طرف پیش قدمی کی اور یہ سب کے سب تقریباً سولہ ہزار آدمی تھے اور محمد بن ابی بکرؓ دو ہزار سواروں کے

Marfat.com

ساتھ جنہوں نے مصریوں میں سے اس کی آواز پر لبیک کہا تھا' سوار ہو کر آیا اور اس نے اپنی فوج کے آگے کنانہ بن بشر کو بھیجا اور اسے جو شامی بھی ملتا وہ اس سے جنگ کرتا اور انہیں مغلوب کر کے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیتا' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن خدیج کو اس کی طرف بھیجا تو وہ پیچھے سے اس کے پاس آیا اور شامیوں نے آ کر ہر طرف سے اس کا گھیراؤ کر لیا اور اس موقع پر کنانہ پیدل ہو گیا اور وہ (وما کان لنفس ان تموت الا باذن الله کتابا مؤجلا) کی آیت پڑھ رہا تھا پھر اس نے جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے اصحاب اسے چھوڑ کر منتشر ہو گئے اور وہ پیدل چلتے ہوئے واپس آیا تو اس نے ایک ویران جگہ دیکھی اور اس میں پناہ لے لی' اور حضرت عمرو بن العاص فسطاط مصر میں داخل ہوئے اور معاویہ بن خدیج' محمد بن ابی بکر کی تلاش میں گیا اور راستے میں عجمی کافروں کے پاس سے گزرا تو اس نے ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس سے کوئی ایسا شخص گزرا ہے؟ جس سے تم ناواقف ہو؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' تو ان میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے اس ویرانے میں ایک شخص کو بیٹھے دیکھا ہے' اس نے کہا رب کعبہ کی قسم وہ وہی ہے' پس وہ اس کے پاس گئے اور انہوں نے اسے اس ویرانے سے نکالا اور وہ پیاس کی وجہ سے قریب المرگ ہو چکا تھا۔ اور اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر' عمرو بن العاص کے پاس گیا اور وہ اس کے ساتھ مصر آیا ہوا تھا۔ اور کہنے لگا' کیا میرے بھائی کو باندھ کر قتل کیا جائے گا؟ پس حضرت عمرو بن العاص نے معاویہ بن خدیج کو پیغام بھیجا کہ وہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس لائے اور اسے قتل نہ کرے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا' کیا وہ کنانہ بن بشر کو قتل کریں اور میں محمد بن ابی بکر کو چھوڑ دوں' حالانکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین میں شامل ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پانی مانگا تھا' اور محمد بن ابی بکر نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے پانی کا ایک گھونٹ پلائیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تجھے پانی کا ایک قطرہ پلاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے کبھی سیراب نہ کرے تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی پینے سے روکا حتیٰ کہ تم نے انہیں روزے اور حرمت کی حالت میں قتل کر دیا اور انہیں اللہ تعالیٰ سے مہر شدہ خالص شراب ملی' اور ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن خدیج' حضرت عمرو بن العاص' حضرت معاویہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیں۔ اس موقع پر معاویہ بن خدیج غضب ناک ہو گیا اور اس نے محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا پھر اسے ایک گدھے کی مردہ لاش میں رکھ کر آگ سے جلا دیا' اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے اس پر شدید جزع فزع کی اور اس کے عیال کو اپنے پاس لے آئیں اور اس میں اس کا بیٹا القاسم بھی تھا اور آپ نمازوں کے بعد حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو بددعائیں دینے لگیں۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ چار ہزار فوج کے ساتھ مصر آئے جن میں ابوالاعور سلمی بھی تھا پس انہوں نے المسناۃ مقام پر مصریوں کے ساتھ شدید جنگ کی حتیٰ کہ کنانہ بن بشر بن عتاب التجیبی قتل ہو گیا اور اس موقع پر محمد بن ابی بکر بھاگ گیا اور ایک شخص جبلہ بن مسروق کے ہاں روپوش ہو گیا' اس نے اس کے متعلق بتا دیا تو معاویہ بن خدیج اور اس کے اصحاب نے آ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان کے مقابلہ میں نکلا اور لڑتا ہوا قتل ہو گیا' واقدی کا بیان ہے کہ یہ اس سال کے صفر کا واقعہ ہے واقدی بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن ابی بکر قتل ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر نخعی کو مصر کی طرف بھیجا تو وہ راستے ہی میں مر گیا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح اس سال کے شعبان میں اورخ کی جنگ بھی ہوئی اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے حقیقت حال کے بارے میں خبر دیتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بلاد مصر پر فتح دی ہے اور انہوں نے سمع واطاعت اور اجتماع جماعت اور حکومت کے میثاق کی طرف رجوع کر لیا ہے۔

اور ہشام بن محمد کلبی کا خیال ہے کہ محمد بن حذیفہ بن عتبہ' محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کے بعد روپوش ہو گیا وہ بھی حضرت عثمانؓ کے قتل کی ترغیب دینے والوں میں شامل تھا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے اسے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا مگر وہ اس کے قتل کی طرف نہ بڑھے کیونکہ وہ حضرت معاویہؓ کے ماموں کا بیٹا تھا' حضرت معاویہؓ نے اسے فلسطین میں قید کر دیا اور وہ قید خانے سے بھاگ گیا اور عبداللہ بن عمرو بن ظلام نام ایک شخص اسے ارض بلقاء میں ملا اور محمد ایک غار میں چھپ گیا اور جنگلی گدھے غار میں ٹھکانہ لینے آئے پس جب انہوں نے اسے اس میں دیکھا تو بدک گئے' اور فصل کاٹنے والوں کی جماعت نے جو وہاں موجود تھی ان کے بدکنے سے تعجب کیا' وہ غار کی طرف گئے تو انہوں نے اسے اس میں پایا اور وہ لوگ اس کے پاس آئے تو عبداللہ بن عمرو بن ظلام اسے حضرت معاویہؓ کی طرف واپس کرنے سے ڈرا کہ وہ اسے معاف کر دیں گے پس اس نے اسے قتل کر دیا اور ابن الکلبی نے بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ ۳۶ھ میں قتل ہوا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ یزید بن ابی حبیب مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر کے قبطیوں میں سے ایک قبطی کے مال کو جائز قرار دے دیا کیونکہ وہ آپ کے پاس ٹھہرا تھا اور وہ رومیوں کو مسلمانوں کی کمزوریوں کے متعلق آگاہ کیا کرتا تھا۔ یعنی وہ یہ باتیں انہیں لکھا کرتا تھا۔ پس آپ نے اس سے پچاس سے کچھ زیادہ اردب دینار نکالے' ابوصالح کا بیان ہے کہ اردب' چھ دیبات کا ہوتا ہے اور دیبہ' قفیز کی مانند ہوتا ہے' ہم نے دیبہ پر غور کیا تو اسے ۳۹ ہزار دینار کا پایا میں کہتا ہوں اس لحاظ سے جو مال انہوں نے قبطی سے لیا وہ تقریباً تیرہ کروڑ دینار تک پہنچتا ہے۔

ابومخنف نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محمد بن ابی بکرؓ کے قتل ہونے اور جو کچھ مصر میں حکومت کا معاملہ ہوا اس کے متعلق اور حضرت عمروؓ کے اس کے مالک بن جانے اور لوگوں کے ان پر اور حضرت معاویہؓ پر اتفاق کر لینے کی اطلاع ملی تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور انہیں جہاد و صبر اور اپنے شامی اور مصری دشمنوں کی طرف مارچ کرنے کی ترغیب دی اور کوفہ اور حیرہ کے درمیان الجرعہ مقام ان کے لیے مقرر کیا اور جب دوسرا دن آیا تو آپ اس کی طرف پیدل روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہاں اتر پڑے اور فوج کا کوئی شخص آپ کے پاس نہ آیا اور جب شام ہوئی تو آپ نے سرکردہ لوگوں کو پیغام بھیجا وہ آپ کے پاس آئے تو آپ افسردہ اور غمزدہ تھے آپ نے ان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

"سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے جس امر کا چاہا فیصلہ کر دیا اور جس فعل کو چاہا مقدر کر دیا اور مجھے تمہارے ذریعے اور اس شخص کے ذریعے آزمایا جب میں بلاؤں تو وہ اطاعت نہیں کرتا اور جب میں بلاؤں تو جواب نہیں دیتا اور کیا یہ عجیب بات نہیں کہ حضرت معاویہؓ اجڈ اور کمینے لوگوں کو بلاتے ہیں اور وہ عطا و امداد کے بغیر ان کی اتباع کرتے ہیں اور

Marfat.com

سال میں دوتین بار وہ جس طرف بھی چاہیں انہیں جواب دیتے ہیں اور میں تمہیں معونت اور کچھ عطا پر دعوت دیتا ہوں' حالانکہ تم عقل مند اور چیدہ لوگ ہو پھر بھی تم مجھے چھوڑ جاتے ہو اور میری نافرمانی کرتے ہو اور میرے بارے میں اختلاف کرتے ہو''۔

پس مالک بن کعب اوسی آپ کے پاس گیا اور اس نے لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حکم ماننے اور آپ کی سمع واطاعت کرنے کی طرف دعوت دی تو دو ہزار اشخاص نے اس کی پکار کا جواب دیا اور آپ نے مالک بن کعب کو ان کا امیر بنا دیا اور اس نے ان کو ساتھ لے کر پانچ روز تک سفر کیا پھر حضرت علیؓ کے پاس ان لوگوں کی ایک جماعت آئی جو مصر میں محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ تھے اور انہوں نے آپ کو بتایا کہ واقعہ کیسے ہوا اور محمد بن ابی بکرؓ کیسے قتل ہوا اور وہاں پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی حکومت کیسے قائم ہوئی' پس آپ نے مالک بن کعب کی طرف آدمی بھیجا اور وہ اسے راستے سے واپس لے آیا' اس لیے کہ آپ کو ان کے متعلق یہ خوف پیدا ہو گیا کہ شامی ان کے مصر پہنچنے سے قبل ہی ان کا کام تمام کر دیں گے۔

اور عراقیوں نے حضرت علیؓ کے احکام ونواہی کی مخالفت کرنے اور اپنی جہالت' قلت عقل' اکھڑ پن' سختی اور فجور کی وجہ سے آپ کے احکام اور اقوال وافعال سے دور ہونے کی ٹھان لی' اس موقع پر حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جو بصرہ پر آپ کے نائب تھے۔ خط لکھا جس میں لوگوں کی مخالفت ومعاندت کے رویہ کی شکایت کی تو حضرت ابن عباسؓ نے آپ کو جواب دیا اور اس میں آپ کو تسلی دی اور محمد بن ابی بکرؓ کے بارے میں تعزیت کی اور لوگوں کی برائیوں پر صبر کرنے اور ان کی تلافی کرنے پر آمادہ کیا۔ بلاشبہ اللہ کا ثواب' دنیا سے بہتر ہے' پھر حضرت ابن عباسؓ بصرہ سے سوار ہو کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ آئے اور حضرت ابن عباسؓ نے زیاد کو بصرہ پر قائم مقام مقرر کیا' اس موقع پر حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے عبداللہ بن عمرو الحضرمی کے ہاتھ اہل بصرہ کی طرف خط بھیجا جس میں انہیں دعوت دی کہ وہ حضرت عمرو بن العاصؓ کے اس فیصلے کو تسلیم کر لیں جو انہوں نے آپ کے حق میں کیا ہے اور جب وہ بصرہ آئے تو وہ بنی تمیم کے ہاں اترے اور انہوں نے انہیں پناہ دے دی پس زیادہ تیزی کے ساتھ ان کی طرف گیا اور اعین بن ضبیعہ کو ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا تو وہ ان کی طرف گئے اور ان کی باہم جنگ ہوئی اور اعین بن ضبیعہ قتل ہو گیا اور زیاد نے حضرت ابن عباسؓ کے چلے جانے کے بعد بصرہ میں جو کچھ ہوا اس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط کے ذریعے اطلاع دی' تو حضرت علیؓ نے جاریہ بن قدامہ تمیمی کو پچاس آدمیوں کے ساتھ اس کی قوم بنو تمیم کے پاس بھیجا اور اس کے ہاتھ ایک خط بھی انہیں لکھ بھیجا تو ان کی اکثریت نے ابن الحضرمی سے رجوع کر لیا اور جاریہ نے اس کا قصد کیا اور ایک حویلی میں' جس میں وہ اور اس کی جماعت تھی' اس کا محاصرہ کر لیا' بعض کہتے ہیں کہ ان کی تعداد چالیس تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ستر تھی' اور اس نے انہیں عذر ظاہر کرنے اور ڈرانے کے بعد آگ سے جلا دیا اور انہوں نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور نہ ہی انہوں نے اس کام سے رجوع کیا جس کے لیے وہ آئے تھے۔

Marfat.com

باب:

الحریث بن راشد الناجی کا قتل

اور ابن جریر نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ اہل نہروان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ اسی سال میں ہوئی تھی اور اسی طرح الحریث بن راشد الناجی کا خروج بھی اسی سال میں ہوا تھا اور الحریث کے ساتھ اس کی قوم بنی ناجیہ کے تین سو آدمی تھے۔ اور وہ کوفہ میں حضرت علیؓ کے پاس آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ اے علیؓ! قسم بخدا نہ میں آپ کے حکم کو مانوں گا اور نہ آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا' میں کل آپ سے جدا ہونے والا ہوں' حضرت علیؓ نے اسے کہا تیری ماں تجھے کھودے تب تو اپنے رب کی نافرمانی کرے گا اور اپنے عہد کو توڑے گا اور تو اپنا ہی نقصان کرے گا اور تو ایسا کیوں کر رہا ہے؟ اس نے کہا اس لیے کہ آپ نے کتاب کے بارے میں حکم بنایا ہے اور جب سنجیدگی بڑھ گئی تو آپ قیام حق سے عاجز آ گئے اور ظالم لوگوں کی طرف مائل ہو گئے' پس میں آپ پر عیب لگاتا ہوں اور آپ پر ناراض ہوں اور ہم سب تم سے جدا ہونے والے ہیں پھر وہ اپنے اصحاب کی طرف واپس آ گیا اور ان کو لے کر بصرہ کی طرف چلا آیا' پس آپ نے معقل بن قیس کو ان کی طرف روانہ کیا پھر خالد بن معدان طائی کو اس کے پیچھے بھیجا۔ اور خالد' نیک' دیندار اور دلیر و بہادر آدمی تھا۔ اور آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی سمع واطاعت کرے اور جب وہ اکٹھے ہو گئے تو ایک فوج بن گئے پھر وہ الحریث اور اس کے اصحاب کے فوراً بعد روانہ ہو گئے اور ان سے جا ملے۔ اور انہوں نے رامہرمز کے پہاڑوں میں پناہ لے لی۔ راوی بیان کرتا ہے پس ہم نے ان کے لیے صف بندی کر لی پھر ہم ان کی طرف بڑھے اور معقل نے اپنے میمنہ پر یزید بن معقل کو اور اپنے میسرہ پر منجاب بن راشد الضبی کو افسر مقرر کیا اور الحریث اپنے عرب ساتھیوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور وہ میمنہ بن گئے اور اس نے اپنے کرد اور عجمی کافر بیروکاروں کو میسرہ بنا دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ معقل بن قیس نے ہم میں گھوم پھر کر کہا اے بندگان خدا ان لوگوں سے پہل نہ کرنا اور اپنی نگاہیں نیچی رکھنا اور کم بولنا اور اپنے آپ کو شمشیر زنی اور نیزہ زنی پر آمادہ کرنا' اور تمہیں اپنی جنگ میں اجر کی بشارت ہو تم ان خارجیوں سے جنگ کر رہے ہو جنہوں نے دین سے خروج کیا ہے اور ان عجمی کافروں سے جنگ کر رہے ہو جنہوں نے ٹیکس کو منسوخ کر دیا ہے اور چوروں اور کردوں سے جنگ کر رہے ہو' پس جب میں حملہ کروں تو تم یکبارگی زوردار حملہ کرنا' پھر وہ آگے بڑھا اور اپنی سواری کو دوبارہ حرکت دی اور تیسری بار ان پر حملہ کر دیا اور ہم سب نے بھی اس کے ساتھ ہی حملہ کر دیا' خدا کی قسم وہ ایک پل بھی ہمارے سامنے ٹھہر نہ سکے حتیٰ کہ شکست کھا کر پشت پھیر گئے اور ہم نے عجمی کافروں اور کردوں میں سے تقریباً تین سو آدمیوں کو قتل کر دیا اور الحریث' شکست کھا کر بھاگ گیا حتیٰ کہ اسیاف چلا گیا۔ جہاں پر اس کی قوم کے بہت سے لوگ تھے۔ پس انہوں نے اس کا پیچھا کیا اور ساحل سمندر پر اسے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ قتل کر دیا اور اسے النعمان بن صہبان نے قتل کیا اور میدان کارزار میں اس کے ساتھ ایک سو ستر آدمی قتل ہوئے' پھر ابن جریر بہت سے معرکوں کا ذکر کرتا ہے جو اصحاب علیؓ اور خوارج کے درمیان ہوئے' پھر بیان کرتا ہے کہ عمر بن شبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالحسن المدائنی علی

Marfat.com

بن محمد بن علی بن مجاہد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبی نے بیان کیا کہ جب حضرت علیؓ نے اہل نہروان کو قتل کیا تو بہت سے لوگ آپ کے مخالف ہو گئے اور ادنیٰ لوگ باغی ہو گئے اور بنو ناجیہ نے آپ کی مخالفت کی اور ابن الحضرمی بصرہ آیا اور اہل جبال باغی ہو گئے اور ٹیکس والوں نے اس کی منسوخی میں دلچسپی لی اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو ایران سے نکال دیا۔ جو وہاں کے گورنر تھے۔ پس حضرت ابن عباسؓ نے زیاد بن ابیہ کے متعلق مشورہ دیا کہ اسے وہاں کا حاکم بنا دیں تو آپ نے اسے وہاں کا حکم بنا دیا تو وہ آئندہ سال بہت بڑی فوج کے ساتھ وہاں گیا اور ان کو روند ڈالا حتیٰ کہ انہوں نے ٹیکس ادا کیا۔

ابن جریر وغیرہ کا بیان ہے کہ اس سال حضرت قثم بن عباسؓ نے لوگوں کو حج کروایا جو مکہ میں حضرت علیؓ کے نائب تھے اور ان کے بھائی عبید اللہ بن عباس یمن کے نائب تھے اور ان دونوں کے بھائی عبداللہ بصرہ کے نائب تھے اور ان کے بھائی تمام بن عباس مدینہ کے نائب تھے اور خالد بن قرۃ الیربوعی خراسان کے نائب تھے۔

اور بعض ابن اُبزیٰ کو خراسان کا نائب بیان کرتے ہیں' اور مصر حضرت معاویہؓ کے ہاتھ میں قائم رہا اور آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کا نائب مقرر کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ:

ابن واہب بن العلیم بن ثعلبہ انصاری اوسی' آپ بدر میں شامل ہوئے اور اُحد کے روز ثابت قدم رہے اور بقیہ معرکوں میں بھی شامل ہوئے' آپ حضرت علیؓ کے ساتھی تھے اور آپ حضرت علیؓ کے ساتھ معرکہ جمل کے سوا' کیونکہ حضرت علیؓ نے آپ کو مدینہ پر قائمقام مقرر کیا ہوا تھا' سب معرکوں میں شامل ہوئے اور حضرت سہل بن حنیفؓ نے ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی اور حضرت علیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور پانچ تکبیریں کہیں اور بعض چھ بیان کرتے ہیں اور فرمایا آپ بدری تھے۔

حضرت صفوانؓ بن بیضا برادر سہیل بن بیضاء:

آپ تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور اس سال کے رمضان میں آپ نے وفات پائی' آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت صہیبؓ بن سنان بن مالک رومی:

آپ اصل میں یمن کے تھے ابو یحییٰ بن قاسط' آپ کا باپ یا چچا ایلہ پر کسریٰ کا گورنر تھا اور ان کی فرودگاہیں دجلہ پر موصل کے پاس تھیں اور بعض کا قول ہے کہ فرات پر تھیں پس رومیوں نے ان کے علاقے پر غارت گری کی اور چھوٹی عمر میں ہی آپ کو قیدی بنا لیا' آپ نے ایک عرصہ تک ان کے پاس قیام کیا پھر بنو کلب نے آپ کو خرید لیا اور آپ کو مکہ لے آئے تو عبداللہ بن جدعان نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا اور آپ نے ایک عرصہ تک مکہ میں قیام کیا اور جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ ان پر ایمان لے آئے آپ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے ہیں آپ دونوں نے تیس پینتیس آدمیوں کے بعد ایک ہی دن اسلام قبول کیا اور آپ ان کمزور لوگوں میں شامل تھے جنہیں خدا کی راہ میں عذاب دیا جاتا تھا اور جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ سے پہلے

Marfat.com

ن بعد حضرت صہیبؓ نے بھی ہجرت کی اور کچھ مشرکین آپ سے جا ملے اور آپ کو ہجرت سے روکنا چاہا اور جب آپ نے اس بات کو محسوس کیا تو اپنے ترکش کو تیروں سے خالی کر دیا اور فرمایا خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے بڑے تیر اندازوں میں شامل ہوں اور قسم بخدا تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک میں تم میں سے ہر تیر کے ساتھ ایک آدمی کو قتل نہ کروں' پھر میں اپنی تلوار کے ساتھ تم سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں اور اگر تم مال کے خواہش مند ہو تو میں تمہیں اپنے مال کے متعلق بتاتا ہوں وہ فلاں فلاں جگہ پر مدفون ہے تو وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور آپ کے مال کو حاصل کر لیا اور جب آپ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا ابو یحییٰ کی بیع نفع مند ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾

اور حماد بن سلمہ نے اسے علی بن زید سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ روایت کیا ہے' آپ بدر و احد اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور جب حضرت عمرؓ نے امارت کے لیے شوریٰ بنائی تو آپ ہی لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ مقرر ہو گئے اور آپ ہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ ان کے دوست تھے۔ آپ شدید سرخ رنگ کے تھے نہ لمبے تھے نہ چھوٹے' آپ کے دونوں ابرو ملے ہوئے تھے اور بہت بالوں والے تھے اور آپ کی زبان میں بڑی لکنت تھی اور آپ کی طبیعت میں دینداری اور فضیلت کے ساتھ ساتھ دل لگی' خوش طبعی اور کشادگی بھی پائی جاتی تھی۔

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو تازہ کھجور کے ساتھ کھیرا کھاتے دیکھا اور آپ کی ایک آنکھ دکھتی تھی' تو آپؐ نے فرمایا کیا آپ تازہ کھجور کھاتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی آنکھ دکھتی ہے؟ آپ نے جواب دیا' میں اپنی صحیح آنکھ کی طرف کھا رہا ہوں تو رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے' آپ نے ۳۸ھ میں مدینہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۳۹ھ میں وفات پائی' آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی۔

حضرت محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ:

آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں حجۃ الوداع میں درخت کے نیچے حرم کے نزدیک پیدا ہوئے آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس تھیں اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے انہیں غسل دینے کی وصیت کی تو انہوں نے آپ کو غسل دیا اور جب ان کی عدت ختم ہو گئی تو حضرت علیؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور آپ انہی کی گود میں پروان چڑھے اور جب انہیں خلافت ملی تو حضرت علیؓ نے قیس بن سعد بن عبادہؓ کے بعد آپ کو بلاد مصر پر نائب مقرر کیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور جب یہ سال آیا تو حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا' جنہوں نے آپ سے بلاد مصر کو چھین لیا اور محمد بن ابی بکر قتل ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آپ کی عمر تیس سال سے کم تھی۔

حضرت اسماءؓ بنت عمیس

ابن معبد الحارث الخثعمیہ' آپ نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ ہی خیبر آئیں اور ان سے آپ کے ہاں عبداللہ' عون اور محمد پیدا ہوئے اور جب حضرت جعفرؓ موتہ میں

Marfat.com

شہید ہو گئے تو ان کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح کر لیا جس سے آپ کے ہاں امیر مصر محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے پھر جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو آپ کے بعد حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آپ سے نکاح کر لیا اور ان سے آپ کے ہاں یحییٰ اور عون پیدا ہوئے اور آپ ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث کی ماں جائی بہن تھیں اور اسی طرح آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ام الفضل کی ماں جائی بہن تھیں اور آپ کی ماں جائی نو بہنیں تھیں اور آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی سلمٰی بنت عمیس کی بہن تھیں جس سے ان کی ایک بیٹی عمارہ نام تھی۔

۳۹ھ

اس سال حضرت معاویہؓ نے بہت سی افواج کو تیار کر کے انہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی عملداریوں کے اطراف میں پھیلا دیا اور ایسا اس لیے کیا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معزولی پر اتفاق کرنے کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ کو حاکم مقرر کر دیا تو حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ ان کی حکومت موقع کے مطابق واقع ہوئی ہے اور ان کے خیال کے مطابق ان کی اطاعت واجب ہو گئی ہے نیز اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عراقی فوجیں بہت سے معاملات میں ان کی اطاعت نہیں کرتیں اور ان کا حکم نہیں بجالاتیں اور اس حالت کی موجودگی میں امارت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا اور ان کا خیال تھا کہ ایسی صورت میں ان کے لیے ایسا کرنا اولیٰ ہے۔

اور اس سال آپ نے حضرت نعمانؓ بن بشیر کو دو ہزار فوج کے ساتھ عین التمر کی طرف بھیجا جہاں پر مالک بن کعب ارجی ایک ہزار مسلح فوج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نائب مقرر تھا پس جب انہوں نے شامیوں کی آمد کے متعلق سنا تو وہ اس سے الگ ہو گئے اور کعب بن مالک کے ساتھ صرف ایک سو آدمی باقی رہ گیا اس موقع پر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال لکھ بھیجی اور حضرت علیؓ نے لوگوں کو مالک بن کعب کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے سستی کی اور اسے چھوڑ دیا اور خروج کے لیے اس کی بات نہ مانی پس اس موقع پر حضرت علیؓ نے ان سے خطاب کیا اور اپنی تقریر میں فرمایا اے اہل کوفہ جب کبھی تم نے شامیوں کے کسی ہراول دستہ کے متعلق سنا تو تم میں سے ہر کوئی اپنے گھر میں گھس گیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا جس طرح گوہ اپنے بل میں گھس جاتی ہے اور بجو اپنے بھٹ میں گھس جاتا ہے خدا کی قسم دھوکہ خوردہ وہ ہے جسے تم دھوکہ دو اور جو تم سے الگ ہو جائے وہ تیر کو ٹھیک نشانہ پر لگانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تم پکار کے وقت شریف نہیں ہو اور نہ نجات کے وقت قابل اعتماد بھائی ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں تمہاری وجہ سے آزمائش میں پڑ گیا ہوں تم نہ دیکھنے والے اندھے نہ بولنے والے گونگے اور نہ سننے والے بہرے ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور نعمان بن بشیرؓ نے اچانک انہیں آ لیا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور مالک بن کعب کے ساتھ صرف ایک سو آدمی تھے انہوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیے اور مردانہ وار اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا اسی دوران میں مخنف بن سلیم اپنے بیٹے عبدالرحمن بن مخنف سمیت پچاس آدمیوں کے ساتھ ان کی مدد کے لیے آ گیا اور جب شامیوں نے انہیں دیکھا تو انہیں ایک بہت بڑی فوج خیال کیا اور گھبرا کر بھاگ گئے پس مالک بن کعب نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے تین آدمیوں کو قتل کر دیا اور باقی جدھر منہ آیا اُدھر چلے گئے اور اس وجہ سے ان کی حکومت مکمل نہ ہو سکی۔

Marfat.com

اس سال حضرت معاویہؓ نے سفیان بن عوف کو چھ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور اسے ہیت جا کر غارت گری کرنے کا حکم دیا' پھر انبار اور مدائن جانے کا حکم دیا وہ چلتے چلتے ہیت پہنچا مگر اس نے وہاں کسی شخص کو موجود نہ پایا پھر وہ انبار پہنچا تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تقریباً پانچ سو جوانوں کا میگزین تھا پس وہ لوگ منتشر ہو گئے اور ان میں سے صرف ایک سو آدمی باقی رہ گیا جنہوں نے اپنی قلت کے باوجود جنگ کی اور استقلال دکھایا حتیٰ کہ ان کا امیر اشرس بن حسان بلوی اپنے تیس اصحاب کے ساتھ قتل ہو گیا اور انبار میں جو اموال موجود تھے وہ انہیں اٹھا لے گئے اور شام جانے کے لیے واپس ہوئے۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ بنفس نفیس سوار ہو کر نخیلہ گئے اور نخیلہ میں اترے تو لوگوں نے آپ سے کہا یا امیر المومنین ہم اس بات میں آپ کو کفایت کریں گے' آپ نے فرمایا خدا کی قسم تم نہ مجھے کفایت کرو گے اور نہ اپنے آپ کو' اور آپ نے سعد بن قیس کو لوگوں کے پیچھے بھیجا تو وہ ان کے پیچھے پیچھے چل کر ہیت پہنچ گیا اور ان سے ملے بغیر واپس آ گیا۔

اور اس سال حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن سعدۃ الفزاری کو ایک ہزار سات سو فوج کے ساتھ تیماء کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ جنگل کے باشندوں میں خیرات کرے اور جو اس کی عطاء سے انکار کرے اسے قتل کر دے' پھر مدینہ' مکہ اور حجاز آ جائے' پس وہ تیماء کی طرف گیا اور بہت سے لوگوں نے اس سے اتفاق کر لیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے المسیب بن نجیہ الفزاری کو دو ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور تیماء مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور زوال آفتاب کے وقت ان میں باہم شدید جنگ ہوئی اور المسیب بن نجیہ نے ابن سعدۃ پر حملہ کیا اور اس پر تلوار کے تین وار کیے اور وہ اسے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ اسے کہتا تھا کہ نجات حاصل کرو' نجات حاصل کرو' پس ابن سعدۃ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ وہاں ایک قلعے میں چلا گیا اور وہ وہاں قلعہ بند ہو گئے اور ان کے باقیماندہ لوگ شام کی طرف بھاگ گئے اور ابن نجیہ نے صدقہ کے جو اونٹ اکٹھے کیے تھے انہیں بدوؤں نے لوٹ لیا اور المسیب بن نجیہ نے تین دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا پھر دروازے پر لکڑیاں پھینک دیں اور اسے آگ بھڑکا دی اور جب انہیں محسوس ہوا کہ وہ مرا جاتے ہیں تو وہ قلعے سے دوڑے اور اسے رشتہ داری کے تعلقات یاد دلائے کہ وہ اس کی قوم سے تعلق رکھتے ہیں تو اس نے ان پر ترس کھایا اور آگ کو بجھا دیا اور جب رات ہوئی تو اس نے قلعے کا دروازہ کھول دیا اور وہ گھبرا کر شام کی طرف چلے گئے تو عبدالرحمٰن بن شبیب نے مسیّب بن نجیہ سے کہا چلئے اور ان سے جا ملئے' اس نے کہا' نہیں' عبدالرحمٰن نے کہا تو نے امیر المومنین کو دھوکہ دیا ہے اور ان کے معاملے میں منافقت سے کام لیا ہے۔

اور اس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور اسے حضرت علیؓ کی فوج کی اطراف پر غارت گری کرنے کا حکم دیا اور حضرت علیؓ نے حجر بن عدی کو چار ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا اور ان میں پچاس پچاس درہم خرچ کیے اور تدمر مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور ضحاک کے ساتھیوں میں سے انیس آدمی اور حجر بن عدی کے ساتھیوں میں دو آدمی قتل ہوئے اور ان پر دہشت چھا گئی تو وہ الگ الگ ہو گئے اور ضحاک اپنے ساتھیوں کے ساتھ شام کی طرف بھاگ گیا۔

اور اس سال حضرت معاویہؓ بنفس نفیس ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہو کر دجلہ پہنچ گئے پھر واپس آ گئے' اسے محمد بن سعد نے بحوالہ واقدی اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسی طرح ابو معشر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

اور اس سال حضرت علیؓ نے زیاد بن ابیہ کو سرزمین ایران کا حاکم مقرر کیا انہوں نے ٹیکس دینے اور اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب ابن الحضرمی اور اس کے ساتھیوں کو آگ سے جلایا گیا تو اسی وقت جاریہ بن قدامہ نے انہیں اس گھر میں آگ سے جلا دیا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور جب یہ بات مشہور ہوئی تو بہت سے لوگوں کے دل حضرت علیؓ کے متعلق مشوش ہو گئے اور اس نواح کے اکثر باشندوں نے اپنا ٹیکس دینے سے انکار کر دیا خصوصاً اہل ایران نے انہوں نے تمرد اختیار کیا اور اپنے گورنر حضرت سہل بن حنیف کو اپنے درمیان سے نکال باہر کیا۔ جیسا کہ پہلے گذشتہ سال میں بیان کیا جا چکا ہے۔ پس آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ آپ کسے ان پر گورنر مقرر کریں تو حضرت ابن عباسؓ اور جاریہ بن قدامہ نے مشورہ دیا کہ زیاد بن ابیہ کو ان کا گورنر مقرر کیا جائے کیونکہ وہ پختہ رائے اور سیاست دان ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا' وہ ایران کے گورنر ہوئے' پس آپ نے انہیں ایران اور کرمان کا حاکم مقرر کر دیا اور انہیں چار ہزار سواروں کے ساتھ ایران اور کرمان کی طرف بھیج دیا' انہوں نے اس سال ایران جا کر اس کے باشندوں کو ذلیل و عاجز کر دیا اور انہیں مغلوب کر دیا حتیٰ کہ وہ سیدھے ہو گئے اور انہوں نے ٹیکس اور ان حقوق کو ادا کیا جو ان پر واجب تھے اور وہ سمع و اطاعت کی طرف واپس آ گئے اور اس نے ان میں عدل گستری اور امانت سے کام لیا حتیٰ کہ ان ممالک کے لوگ کہنے لگے کہ ہم نے کسی شخص کو اس عربی کی سیرت سے بڑھ کر نرمی اور مدارات اور علم میں انوشروان کی سیرت کی مانند نہیں دیکھا اور ان ممالک میں اس کے عدل و علم اور پختگی رائے کا چرچا ہو گیا اور اس نے مال کے لیے ایک مضبوط قلعہ بنایا جو قلعہ زیاد کے نام سے مشہور تھا پھر جب اس کے بعد اس قلعہ میں منصور الیشکری قلعہ بند ہوا تو وہ اس کے نام سے مشہور ہو گیا اور اسے قلعہ منصور کہا جانے لگا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت علی بن ابی طالبؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر حج بنا کر بھیجا اور حضرت معاویہؓ نے یزید بن شجرۃ الرہاوی کو' لوگوں کو حج ادا کروانے کے لیے بھیجا اور جب یہ دونوں مکہ میں ملے تو دونوں نے اختلاف کیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا پس دونوں نے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ الحجبی پر صلح کر لی اور اس نے لوگوں کو حج کروایا اور حج کے ایام میں انہیں نماز پڑھائی ابوالحسن المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے زمانے میں ان کے قتل ہونے تک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حج کے اجتماع میں شامل نہیں ہوئے اور جس شخص نے یزید بن شجرۃ سے جھگڑا کیا وہ حضرت قثم بن عباسؓ تھے حتیٰ کہ دونوں نے شیبہ بن عثمان پر صلح کر لی' ابن جریر نے بیان کیا ہے اور جیسا کہ ابوالحسن المدائنی نے بیان کیا ہے کہ ابو مصعب نے بیان کیا ہے کہ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ شہروں پر حضرت علیؓ کے گورنر وہی لوگ تھے جن کا ذکر ہم نے گذشتہ سال میں کیا ہے' ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ سے روانہ ہو کر کوفہ آ گئے اور بصرہ پر زیاد بن ابیہ کو قائم مقام مقرر کیا پھر زیاد اس سال ایران اور کرمان کی طرف چلے آئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر

حضرت سعد القرظیؓ:

آپ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجد قبا کے موذن تھے' پس جب حضرت عمرؓ نے خلافت سنبھالی تو آپ نے انہیں مسجد نبوی کی اذان پر مقرر کر دیا' آپ اصل میں حضرت عمار بن یاسرؓ کے غلام تھے اور آپ عید کے روز عید گاہ تک حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے آگے نیزہ برداری کرتے تھے اور طویل مدت تک آپ کی اولاد میں اذان کا کام باقی رہا۔

حضرت عقبہؓ بن عمرو بن ثعلبہ:

ابومسعود بدری' آپ نے بدر کے پانی پر سکونت اختیار کر لی اور صحیح قول کے مطابق آپ معرکہ میں شامل نہیں ہوئے اور آپ نے عقبہ میں شمولیت کی اور آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین وغیرہ میں کوفہ سے باہر جاتے تھے تو آپ کوفہ میں ان کی نیابت کرتے تھے۔

۴۰ھ

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے جلیل الشان امور میں سے حضرت معاویہؓ کا بسر بن ارطاۃ کو تین ہزار جانبازوں کے ساتھ حجاز کی طرف بھیجنا ہے اور اس نے زیاد بن عبداللہ البکائی سے' بحوالہ عوانہ بیان کیا ہے کہ حکمین کی تحکیم کے بعد حضرت معاویہؓ نے بسر بن ارطاۃ کو جو بنی عامر بن لوی کا ایک شخص تھا۔ ایک فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ شام سے چل کر مدینہ آئے۔ ان دنوں ابوایوب مدینہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عامل تھا۔ ابوایوب ان سے بھاگ کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ آ گیا اور بسر مدینہ میں داخل ہو گیا اور کسی نے اس سے جنگ نہ کی' اس نے مدینہ کے منبر پر چڑھ کر آواز دی' اے دینار' اے نجار' اے زریق' گذشتہ کل کو میں نے یہاں اپنے بزرگ سے ملاقات کی تھی وہ کہاں ہے؟ یعنی حضرت عثمان بن عفانؓ پھر اس نے کہا اے اہل مدینہ خدا کی قسم اگر حضرت معاویہؓ نے مجھے حکم نہ دیا ہوتا تو میں مدینہ میں تمام بالغوں کو قتل کر چھوڑتا' پھر اس نے اہل مدینہ کی بیعت لی اور بنی سلمہ کی طرف پیغام بھیجا اور کہا خدا کی قسم جب تک تم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس نہ لاؤ میرے پاس تمہارے لیے نہ کوئی امان ہے نہ معاہدہ یعنی وہ اس کی بیعت کریں۔ پس حضرت جابر حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے اور ان سے پوچھنے لگے آپ کی کیا رائے ہے مجھے قتل ہونے کا خدشہ ہے اور یہ بیعت ضلالت ہے؟ آپ نے فرمایا میرے خیال میں آپ بیعت کر لیں' میں نے حضرت عمرؓ کے دونوں بیٹوں اور اپنے داماد حضرت عبداللہ بن زمعہ جو آپ کی بیٹی زینب کے خاوند تھے۔ کو بیعت کرنے کا حکم دیا ہے پس حضرت جابرؓ نے آ کر اس کی بیعت کر لی' راوی بیان کرتا ہے اور بسر نے مدینہ میں گھروں کو گرا دیا پھر چلا گیا اور مکہ آ گیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اس سے خوفزدہ ہوئے کہ وہ آپ کو قتل کر دے گا' بسر نے آپ سے کہا' میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی کے ساتھ یہ سلوک نہیں کر سکتا اور اس نے انہیں چھوڑ دیا اور اس سے قبل حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن کو لکھا کہ حضرت معاویہؓ کے بھیجے ہوئے سوار حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار

Marfat.com

کرنے والوں کو قتل کر دیں گے' پھر بسر' یمن کی طرف گیا جہاں عبیداللہ بن عباس نائب مقرر تھے وہ کوفہ کی طرف بھاگ گئے حتیٰ کہ حضرت علیؓ کے ساتھ جا ملے اور انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ بن المدان الحادی کو یمن پر قائم مقام مقرر کیا اور جب بسر' یمن میں داخل ہوا تو اس نے اسے اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اور بسر' عبیداللہ بن عباس کی اولاد سے ملا اور اس میں ان کے دو چھوٹے بیٹے بھی تھے جنہیں اس نے قتل کر دیا اور وہ عبدالرحمٰن اور قثم تھے' کہتے ہیں کہ اس سفر میں بسر نے حضرت علیؓ کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا اور اصحاب مغازی وسیر کے ہاں یہ ایک مشہور واقعہ ہے اور میرے نزدیک اس کی صحت محل نظر ہے واللہ تعالیٰ اعلم' اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بسر کی اطلاع ملی تو آپ نے جاریہ بن قدامہ اور وہب بن مسعود کو دو دو ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا' پس جاریہ چلتے چلتے نجران پہنچ گیا اور اسے چیر گیا اور اس نے حضرت عثمانؓ کے کچھ مددگاروں کو قتل کر دیا اور بسر اور اس کے اصحاب بھاگ گئے اور اس نے ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ مکہ پہنچ گیا اور جاریہ نے انہیں کہا ''بیعت کرو'' انہوں نے کہا امیر المومنین ہلاک ہو چکے ہیں ہم کس کی بیعت کریں؟ اس نے کہا اس کی بیعت کرو جس کی حضرت علیؓ کے اصحاب نے بیعت کی ہے' تو انہوں نے سستی سے کام لیا پھر خوف سے بیعت کر لی' پھر وہ چلتے چلتے مدینہ آ گیا اور حضرت ابو ہریرہؓ انہیں نماز پڑھا رہے تھے پس وہ بھاگ گئے اور جاریہ نے کہا خدا کی قسم اگر میں بلی کے باپ کو پکڑ لیتا تو اسے قتل کر دیتا' پھر اس نے اہل مدینہ سے کہا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لو' تو انہوں نے بیعت کر لی اور اس نے ان کے ہاں قیام کیا پھر کوفہ واپس جانے کے لیے نکلا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوبارہ انہیں نماز پڑھانے لگے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان خط وکتابت ہونے کے بعد' جس کا ذکر باعثِ طوالت ہوگا۔ جنگ ختم کرنے پر صلح ہوگئی نیز اس امر پر کہ عراق کی حکومت حضرت علیؓ کے لیے ہوگی اور شام کی حکومت حضرت معاویہؓ کے لیے ہوگی اور ان دونوں میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کی عملداری میں فوج کے ساتھ نہیں آئے گا اور نہ غارت گری اور جنگ کرے گا' پھر اس نے زیاد سے بحوالہ ابن اسحاق بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

''اما بعد! امت نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا ہے پس عراق آپ کے لیے اور شام میرے لیے ہے''۔

اور حضرت علیؓ نے اسے تسلیم کیا اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے قتل کرنے سے رک گیا اور فوجوں کو اپنے ملک کی طرف بھیج دیا اور اس طرح معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت ابن عباسؓ بصرہ سے مکہ آئے اور عام اہل سیر کے نزدیک آپ نے گورنری کو چھوڑ دیا اور بعض نے اس بات سے انکار کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ وہ مسلسل بصرہ کے گورنر رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور یہ کہ وہ صلح کے گواہ تھے اس کی صراحت ابو عبیدہ نے کی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' پھر ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بصرہ سے چلے جانے کا سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے ابو الاسود الدولی القاضی سے گفتگو کی جس میں ابو الاسود کی کسر شان تھی ابو الاسود نے حضرت ابن عباسؓ کی شکایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھی اور آپ کی بے عزتی کی کہ آپ نے بیت المال سے کچھ مال لیا ہے' حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا اور اس بارے میں آپ کو ملامت کی اور اس پر آپ

Marfat.com

تاوان ڈال دیا حضرت ابن عباسؓ اس بات پر غضب ناک ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھا آپ جسے پسند کرتے ہیں اسے اپنی عملداری کی طرف بھیج دیجیے میں وہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔ والسلام

پھر حضرت ابن عباسؓ اپنے ماموؤں کے ساتھ جو بنی ہلال میں سے تھے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سارے بنو قیس نے ان کی پیروی کی اور آپ نے بیت المال سے اپنی جمع شدہ اُجرت اور غنیمت لی' اور جب آپ چلے تو دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ چل پڑے اور بنو غنم ان سے آملے اور انہوں نے انہیں چلنے سے روکنا چاہا اور ان کے درمیان جنگ ہو گئی پھر انہوں نے ایک دوسرے کو روکا اور حضرت ابن عباسؓ مکہ میں داخل ہو گئے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے قتل کا بیان' اور آپؓ کے قتل اور کیفیت قتل کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث نبویہؐ

امیر المومنین حضرت علیؓ کے حالات ناخوشگوار ہو گئے اور آپ کی فوج آپ کے خلاف متحرک ہو گئی اور اہل عراق نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کے ساتھ قیام کرنے سے رک گئے اور اہل شام کا معاملہ سنگین ہو گیا اور انہوں نے اس خیال کے پیش نظر دائیں بائیں گشت کی اور حملے کیے کہ حکمین کے فیصلے کے مطابق امارت حضرت معاویہؓ کے لیے ہے کیونکہ ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معزول کیا ہے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک سے امارت چھننے پر حضرت معاویہؓ کو حاکم مقرر کر دیا ہے' اور اہل شام' تحکیم کے بعد حضرت معاویہؓ کو امیر کہتے تھے اور جوں جوں اہل شام کی قوت میں اضافہ ہوا۔ توں توں اہل عراق کا دل کمزور ہوتا گیا' اور ان کے امیر حضرت علی بن ابی طالبؓ اس زمانے میں اہل ارض کے بہترین آدمی تھے اور ان سے بڑے عبادت گزار' بڑے زاہد' بڑے عالم اور اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے' اس کے باوجود انہوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور آپ سے علیحدہ ہو گئے حتیٰ کہ آپ نے زندگی کو ناپسند کیا اور موت کی تمنا کی' اور یہ خواہش آپ نے کثرت فتن اور آزمائشوں کے ظہور کے باعث کی' اور آپ بکثرت فرمایا کرتے تھے' اس امت کا بدبخت ترین آدمی کس کا منتظر ہے؟ اسے کیا ہو گیا ہے کہ وہ قتل نہیں کرتا؟ پھر فرماتے خدا کی قسم یہ داڑھی ضرور اس کھوپڑی کے خون سے رنگی جائے گی' جیسا کہ بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن محمد بن اسحٰق الصنانی بیان کیا ہے کہ ابوالحرب الاحوص بن جراب نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن زریق نے عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ثعلبہ بن یزید ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے کہ یہ داڑھی اس کھوپڑی کے خون سے ضرور رنگی جائے گی' اس امت کا بدبخت ترین آدمی کس کا منتظر ہے۔ عبداللہ بن سبع نے کہا یا امیر المومنین خدا کی قسم اگر کسی شخص نے ایسا فعل کیا تو ہم اس کی اولاد کو تباہ کر دیں گے آپ نے فرمایا میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ میرے قاتل کے سوا کوئی اور شخص قتل ہو' لوگوں نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں' میں تم کو اس طرح چھوڑوں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے تم کو چھوڑا تھا' انہوں نے کہا جب آپ اپنے رب سے ملیں گے تو اسے کیا کہیں گے حالانکہ آپ نے ہمیں بغیر حاکم کے چھوڑا

Marfat.com

ہے آپ نے فرمایا میں کہوں گا اے اللہ تو نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق ان میں خلیفہ مقرر کیا پھر تو نے مجھے موت دے دی اور میں نے تجھے ان میں چھوڑا خواہ تو ان کی اصلاح کر اور خواہ انہیں خراب کر۔

ایک اور طریق:

ابوداؤد طیالسی اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ شریک نے عثمان بن المغیرہ سے زید بن وہب ہم سے بیان کیا کہ خوارج نے حضرت علیؓ کے پاس آ کر انہیں کہا' اللہ سے ڈریئے بلاشبہ آپ مرنے والے ہیں' آپ نے فرمایا' نہیں' اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے' لیکن میں کھوپڑی پر ضرب لگنے سے قتل ہوں گا جو داڑھی کو رنگ دے گی۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے داڑھی کی طرف اشارہ کیا۔ یہ ایک معروف ومشہور عہد اور فیصلہ شدہ امر ہے' اور جس نے افترا کیا وہ ناکام ہوا۔

انہی سے ایک اور طریق:

حافظ ابویعلی نے بیان کیا ہے کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ رشدین بن سعد نے عن یزید بن عبداللہ بن اسامہ عن عثمان بن صہیب عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اوّلین کا بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ میں نے کہا ناقہ کی کونچیں کاٹنے والا' آپ نے فرمایا تو نے درست کہا ہے اور آخرین کا بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اس کا علم نہیں' آپ نے فرمایا جو تیری اس کھوپڑی پر تلوار مار کر اس کے خون سے تیری داڑھی کو رنگ دے گا' راوی بیان کرتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا بدبخت ترین آدمی ظاہر ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد کا بیان ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے سالم بن ابی الجعد سے بحوالہ عبداللہ بن سبع ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ یہ (داڑھی) اس کھوپڑی سے ضرور رنگی جائے گی اور شقی میرا منتظر ہے' لوگوں نے کہا یا امیرالمومنین آپ ہمیں اس کے متعلق بتائیں ہم اس کی اولاد کو تباہ کر دیں گے' آپ نے فرمایا خدا کی قسم تب تم میری وجہ سے میرے قاتل کے سوا کسی اور شخص کو قتل کرو گے' انہوں نے کہا ہم پر خلیفہ مقرر کر دیجیے' آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ میں تمہیں اس طرح چھوڑوں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے تمہیں چھوڑا تھا' انہوں نے کہا جب آپ اپنے رب کے پاس جائیں گے تو آپ اسے کیا کہیں گے؟ آپ نے فرمایا میں کہوں گا اے اللہ تو نے مجھے ان میں اپنی مرضی کے مطابق چھوڑا پھر تو نے مجھے موت دے کر اپنے پاس بلا لیا اور تو ان میں موجود تھا خواہ ان کی اصلاح کر خواہ انہیں خراب کر۔

امام احمد کا بیان ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر نے عن الاعمش عن سلمہ بن کہیل عن عبداللہ بن سبع ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے کہ یہ داڑھی اس کھوپڑی سے ضرور رنگین ہوگی' راوی بیان کرتا ہے لوگوں نے کہا' ہمیں بتایئے وہ کون ہے ہم بالضرور اسے تباہ کر دیں گے یا بالضرور اس کی اولاد کو تباہ کر دیں گے' آپ نے فرمایا میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ میرے قاتل کے سوا کوئی اور شخص قتل ہو' انہوں نے کہا' اگر آپ کو اس بات کا علم ہے تو خلیفہ مقرر کر دیجیے آپ نے فرمایا نہیں' میں تمہیں اس کے سپرد کروں گا جس کے سپرد تمہیں

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد کا بیان ہے کہ ہاشم بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن راشد نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے بحوالہ فضالہ بن ابی فضالہ انصاری ہم سے بیان کیا ابن فضالہ بدری تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گیا آپ ایک بیماری کے باعث سخت بیمار تھے' راوی بیان کرتا ہے میرے باپ نے انہیں کہا اگر آپ کو موت آ جائے تو کیا جہینہ کے بدو آپ کو اس مقام پر ٹھہرائیں گے؟ آپ کو مدینہ لے جایا جائے گا اور اگر آپ کو موت آ جائے تو آپ کے اصحاب آپ کی مدد کریں گے اور آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے' حضرت علیؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں امیر بنے بغیر نہیں مروں گا پھر یہ داڑھی اس کھوپڑی کے خون سے رنگین ہو جائے گی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اور ابن فضالہ جنگ صفین میں قتل ہو گئے اس کی روایت میں بھی امام احمد متفرد ہیں اور بیہقی نے اسے الدلائل میں عن الحاکم عن الاصم' عن الحسن بن مکرم عن ابی النضر ہاشم بن القاسم روایت کیا ہے۔

انہی سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ احمد بن ابان القرشی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا کہ کوفی نے جسے عبدالملک بن اعین کہا جاتا ہے ابوحرب بن ابوالاسود سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب کہ میں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا ہوا تھا' مجھے کہا عراق نہ جانا اور اگر آپ وہاں گئے تو آپ کو وہاں تلوار کی دھار لگے گی' راوی بیان کرتا ہے اور قسم بخدا آپ نے یہ بات بتائی اور اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بات بتائی' ابوالاسود کا بیان ہے کہ میں نے کہا خدا کی قسم میں نے آپ کے سوا کسی جنگجو شخص کو یہ بات بیان کرتے نہیں دیکھا' پھر البزار نے بیان کیا ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت علیؓ کے سوا اس اسناد کے ساتھ کسی اور نے اسے روایت کیا ہو اور نہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ عبدالملک بن اعین کے سوا کسی نے اسے بحوالہ ابوحرب روایت کیا ہو اور اس سے ابن عیینہ کے سوا اسے کسی نے روایت نہیں کیا' اسی طرح انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے متعدد طرق سے اس کے خلاف بھی دیکھا ہے اور بیہقی نے ان طرق میں سے کچھ طرق بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ ہم نے کتاب السنن فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقتلہ میں اسے صحیح اسناد کے ساتھ عن زید بن اسلم عن ابی سنان الدؤلی عن علی روایت کیا ہے۔

اس بارے میں ایک اور حدیث:

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ علی بن القاسم البصری نے مجھے بتایا کہ علی بن اسحاق المادرانی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق الصنعانی نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل بن ابان الوراق نے ہم سے بیان کیا کہ ناصح بن عبداللہ المحلمی نے سماک سے بحوالہ جابر بن سمرہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا اولین کا بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا' ناقہ کی کونچیں کاٹنے والا' آپ نے فرمایا آخرین کا بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا تیرا قاتل۔

Marfat.com

اس مفہوم کی ایک اور حدیث:

بیہقی نے فطر بن خلیفہ اور عبدالعزیز بن سیاہ کے طریق سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے حبیب بن ابی ثابت سے بحوالہ ثعلبہ الحمانی روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم مجھے نبی امی نے وصیت کی ہے کہ عنقریب میرے بعد امت تجھ سے خیانت کرے گی۔ امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ ثعلبہ بن زید الحمانی کی اس حدیث میں اعتراض پایا جاتا ہے' امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ہم نے اسے دوسرے اسناد کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے اگرچہ وہ محفوظ ہے۔ ابوعلی الروذباری نے ہمیں بتایا کہ ابو محمد بن شوذب الواسطی نے واسط میں ہم سے بیان کیا کہ شعیب بن ایوب نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عون نے عن ہشیم عن اسماعیل بن سالم عن ابی ادریس الازدی عن علی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو وصیتیں کی ہیں ان میں یہ وصیت بھی ہے کہ عنقریب امت تجھ سے خیانت کرے گی۔ امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اگر یہ بات صحیح ہو تو ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کا خروج ہو جنہوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی اور پھر آپ کے قتل کی سازش کی اور اعمش نے عمرو بن مرۃ بن عبداللہ بن الحارث سے بحوالہ زہیر بن ارقم بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جمعہ کے روز ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ بسر' یمن آیا ہے اور قسم بخدا میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تم پر غالب آجائیں گے اور وہ تم پر تمہارے امام کی نافرمانی کرنے اور اپنے امام کی اطاعت کرنے اور تمہاری خیانت اور اپنی امانت اور تمہارے زمین میں خرابی کرنے اور اپنے اصلاح کرنے کی وجہ سے غالب آئیں گے' اور میں نے فلاں شخص کو بھیجا تو اس نے خیانت اور بدعہدی کی اور میں نے فلاں کو بھیجا تو اس نے خیانت اور بدعہدی کی' اور میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف مال بھیجتا اگر میں تم میں سے کسی کو ایک پیالے پر امین بناتا تو وہ اس کے لٹکانے کی چیز کو لے جاتا۔ اے اللہ میں ان سے اکتا گیا ہوں اور وہ مجھ سے اکتا گئے ہیں اور میں انہیں ناپسند کرتا ہوں اور وہ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ اے اللہ! انہیں مجھ سے راحت دے اور مجھے ان سے راحت دے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے دوسرا جمعہ نہیں پڑھا کہ آپ قتل ہو گئے۔

آپ کے قتل کا بیان:

ابن جریر اور کئی علمائے تاریخ وسیر نے بیان کیا ہے کہ تین خارجیوں' عبدالرحمٰن بن عمرو المعروف بہ ابن ملجم الحمیری ثم الکندی حلیف بنی حنیفہ من کندۃ المصری' جو گندم گوں' خوبرو' ہنس مکھ' جس کے بال اس کے کانوں کی لو تک تھے اور اس کے چہرے پر سجدوں کا نشان تھا۔ البرک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی نے اکٹھے ہو کر آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ حضرت علیؓ نے ان کے بھائیوں کو جو اہل نہروان میں سے تھے' قتل کیا ہے پھر انہوں نے ان کے لیے رحم کی دعا کی اور کہنے لگے' ہم ان کے بعد باقی رہ کر کیا کریں گے؟ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ رکھتے تھے اور اگر ہم اپنے آپ کو فروخت کرتے تو ہم ائمہ ضلال کے پاس آتے اور انہیں قتل کر دیتے اور شہروں کو ان سے راحت دیتے اور ان سے اپنے بھائیوں کا بدلہ لے لیتے؟ ابن ملجم نے کہا میں تم لوگوں کو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے بارے میں بے نیاز کر دوں گا' البرک نے کہا میں تم کو حضرت معاویہؓ کے بارے میں بے نیاز کر دوں گا' اور عمرو بن بکر نے کہا میں تم کو حضرت عمرو بن العاصؓ کے بارے میں بے نیاز کر دوں گا اور انہوں نے باہم پختہ ارادہ کیا کہ ان میں سے کوئی شخص اپنے مقرر کردہ شخص کے قتل سے باز نہیں رہے گا' یا اس سے ورے مر جائے گا' پس انہوں نے اپنی تلواریں پکڑلیں

Marfat.com

اور انہیں زہر آلود کر لیا اور ۱۷/ رمضان کی تاریخ مقرر کر لی کہ ان میں سے ہر شخص اس شہر میں رات بسر کرے گا جس میں اس کا مقرر کردہ شخص رہتا ہے۔ سو ابن ملجم کوفہ چلا گیا اور اس نے اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ اپنے ان خارجی اصحاب سے بھی پوشیدہ رکھا جو وہاں رہتے تھے اسی دوران میں کہ وہ بنی الرباب کے کچھ لوگوں میں بیٹھا تھا اور وہ جنگ نہروان میں اپنے قتل ہونے والے لوگوں کا باہم تذکرہ کر رہے تھے کہ دفعتہً ان میں سے ایک عورت آئی جسے قطام بنت الشجنہ کہا جاتا تھا اور حضرت علیؓ نے جنگ نہروان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا اور وہ نہایت حسین عورت تھی اور اپنے حسن و جمال کی وجہ سے مشہور تھی اور اس نے عبادت کے لیے جامع مسجد میں علیحدگی اختیار کر لی تھی جب ابن ملجم نے اسے دیکھا تو اس نے اس کی عقل سلب کر لی اور وہ جس کام کے لیے آیا تھا وہ اسے بھول گیا اور اس نے اسے پیغام نکاح دیا تو اس نے اس پر تین ہزار درہم ایک خادم اور ایک کنیز کی شرط لگائی اور یہ کہ وہ اس کی خاطر حضرت علیؓ بن ابی طالب کو قتل کرے' اس نے کہا میں یہ سب کچھ تیرے لیے کروں گا اور قسم بخدا مجھے اس شہر میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل ہی لایا ہے' پس اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اسے اندر لایا پھر وہ اسے اس کام کی ترغیب دینے لگی اور اس نے اپنی قوم تیم الرباب سے وردان نام ایک شخص کو اس کا مددگار بننے کے لیے اکسایا اور عبدالرحمٰن بن ملجم ایک اور شخص کی طرف مائل ہو گیا جسے شبیب بن نجدۃ الاشجعی الحروری کہا جاتا تھا۔ ابن ملجم نے اسے کہا کیا تجھے دنیا اور آخرت کی بزرگی میں کچھ دلچسپی ہے؟ اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل' اس نے کہا' تیری ماں تجھے کھو دے تو نے ایک بڑی بات کی ہے تو اسے کیسے کر سکے گا؟ اس نے کہا میں اس کے لیے مسجد میں چھپ جاؤں گا اور جب وہ صبح کی نماز کے لیے نکلیں گے تو ہم ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں گے اور اگر ہم بچ گئے تو ہم اپنے دلوں کو ٹھنڈا کر لیں گے اور اپنا بدلہ لے لیں گے اور اگر قتل ہو گئے تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے اگر حضرت علیؓ کے سوا کوئی اور شخص ہوتا تو وہ میرے لیے بہت معمولی ہوتا؟ میں ان کی سابقیت اسلام اور رسول اللہ ﷺ سے ان کی قرابت کو جانتا ہوں اور میں ان کے قتل کے لیے انشراح صدر نہیں پاتا' اس نے کہا ہم انہیں اپنے مقتول بھائیوں کے بدلے میں قتل کریں گے تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ماہ رمضان آ گیا تو ابن ملجم نے ان سے ۱۷/ رمضان جمعہ کی شب کا وعدہ کیا اور کہا' یہ وہ شب ہے جس کے متعلق میں نے اپنے اصحاب سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس میں حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما پر حملہ کر دیں پس یہ تینوں ابن ملجم' وردان اور شبیب تلواریں لگا کر آئے اور اس دروازے کے سامنے بیٹھ گئے جہاں سے حضرت علیؓ باہر نکلا کرتے تھے اور جب آپ نکلے تو آپ لوگوں کو نماز کے لیے نیند سے اٹھانے لگے اور نماز نماز کہنے لگے پس شبیب نے آپ پر تلوار کے ساتھ حملہ کیا اور آپ کو تلوار ماری تو وہ طاقچے میں لگی اور ابن ملجم نے آپ کے سر پر تلوار ماری تو اس کا خون آپ کی داڑھی پر بہہ پڑا' نیز جب ابن ملجم نے آپ کو تلوار ماری تو اس نے کہا:

لاحکم الا اللہ لیس لک یا علی ولا لاصحابک

''حکم صرف اللہ ہی کا ہے اے علیؓ تیرا اور تیرے اصحاب کا نہیں''۔

اور وہ یہ آیت پڑھنے لگا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ﴾

Marfat.com

اور حضرت علیؓ نے آواز دی' اسے پکڑو' اور وردان بھاگا تو حضرموت کے ایک شخص نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا اور شبیب نے بھاگ کر جان بچائی اور لوگوں سے آگے نکل گیا اور ابن ملجم پکڑا گیا اور حضرت علیؓ نے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب کو آگے کیا اور اس نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر لایا گیا اور ابن ملجم کو بھی آپ کے پاس لایا گیا اور اس کی مشکیں باندھ کر آپ کے سامنے کھڑا کیا گیا' آپ نے اسے کہا اے دشمن خدا کیا میں نے تم سے حسن سلوک نہیں کیا؟ اس نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا تجھے اس کام پر کس بات نے آمادہ کیا ہے' اس نے کہا میں نے چالیس روز اسے تیز کیا ہے اور اللہ سے دعا کی ہے کہ وہ اس سے اس کی مخلوق کے بدترین آدمی کو قتل کرے گا' حضرت علیؓ نے اسے کہا' میں بھی تجھے اس سے مقتول دیکھتا ہوں اور تجھے اللہ کی مخلوق کا بدترین آدمی پاتا ہوں' پھر آپ نے فرمایا اگر میں مر جاؤں تو تم اسے قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو میں بہتر جانتا ہوں کہ میں اس سے کیا کروں گا' جندب بن عبداللہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ فوت ہو جائیں تو ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں؟ آپ نے فرمایا' میں نہ تمہیں حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں تم بہتر سمجھتے ہو اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ بکثرت لا الہ الا اللہ کا ورد کرنے لگے اور اس کے سوا آپ کچھ نہ بولتے تھے' بیان کیا گیا ہے کہ سب سے آخر میں آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴾

اور آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے' نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے' غصہ پینے' صلہ رحمی کرنے نیکی کا حکم دینے برائی سے منع کرنے اور فواحش سے اجتناب کرنے کی وصیت کی' نیز ان دونوں کو اپنے بھائی حضرت محمد بن الحنفیہ کے متعلق بھی وصیت کی اور انہیں بھی وہی وصیت کی جو ان دونوں کو کی نیز یہ کہ وہ ان دونوں کی تعظیم کریں اور ان کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہ کریں اور آپ نے یہ ساری باتیں اپنی وصیت کی تحریر میں لکھیں۔

وصیت کی تحریر:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ وصیت علی بن ابی طالبؓ نے کی ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحدہ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' اس نے انہیں ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں' بلاشبہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور یہی مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں' اے حسن اور میرے تمام بیٹو اور جس تک میری یہ تحریر پہنچے میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا رب ہے اور تم فرمانبرداری کی حالت ہی میں مرنا اور سب اللہ کی رسی کو تھام لو اور پراگندہ نہ ہو۔ میں نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ آپس کے تعلقات کی اصلاح عام نماز روزے سے افضل ہے۔ اپنے قرابت داروں کا خیال رکھو اللہ تم پر حساب کو آسان کر دے گا اور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے مونہوں کو ہلاک نہ کرو اور نہ وہ تمہاری موجودگی میں ضائع ہوں اور اپنے پڑوسیوں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' بلاشبہ وہ تمہارے نبی کی وصیت

Marfat.com

ہیں آپ ہمیشہ ان کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ عنقریب انہیں وارث قرار دے دیں گے اور قرآن کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور کوئی دوسرا اس پر عمل کرنے میں تم سے سبقت نہ کرے اور نماز کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' بلاشبہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے اور اپنے رب کے گھر کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' جب تک تم زندہ رہو وہ تم سے خالی نہ ہو اور اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو تم ایک دوسرے کو نہ دیکھو گے اور رمضان کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو بلاشبہ اس کے روزے دوزخ کے مقابلہ میں ڈھال ہیں اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' اور زکوٰۃ کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' بلاشبہ وہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتی ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امان کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور آپس میں ظلم نہ کرو اور اپنے نبی کے اصحاب کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں وصیت کی ہے اور فقراء اور مساکین کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور انہیں اپنی معاش میں شریک کرو' اور اپنے غلاموں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ میں تم کو دو کمزوروں یعنی تمہاری بیویوں اور تمہارے غلاموں کے متعلق وصیت کرتا ہوں' نماز کا خیال رکھو اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوف زدہ نہ ہونا جو تمہارا قصد کرے گا اور تمہارے خلاف بغاوت کرے گا وہ تمہیں اس کے مقابلہ میں کفایت کرے گا اور جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے' لوگوں سے اچھی باتیں کرو' اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرو' ورنہ وہ تمہارے برے آدمیوں کو حکومت دے دے گا پھر تم دعا کرو گے اور وہ قبول نہیں ہوگی' اور تم پر ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھنا اور ایک دوسرے پر خرچ کرنا لازم ہے اور ایک دوسرے کو پشت دینے اور ایک دوسرے سے تعلقات قطع کرنے اور پراگندہ ہونے سے بچو اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو' اور اللہ سے ڈرو' بلاشبہ اللہ سخت عذاب والا ہے' اہل بیت! اللہ تمہارا محافظ ہو اور تمہارا نبی تمہارا نگہبان ہو' میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تمہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہوں''۔

پھر آپ لا الہ الا اللہ کے سوا کچھ نہیں بولے' حتیٰ کہ رمضان ۴۰ھ میں آپ کی وفات ہو گئی۔

آپ کے بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ پر نو تکبیریں کہیں' امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابواحمد الزبیری نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عمران بن ظبیان سے بحوالہ ابویحییٰ ہم سے بیان کیا کہ جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلوار ماری تو آپ نے انہیں کہا' اس سے وہ سلوک کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کرنا چاہا جس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا' آپ نے فرمایا اسے قتل کر دو پھر اسے جلا دو روایت ہے کہ حضرت ام کلثوم نے ابن ملجم سے جب کہ وہ کھڑا تھا' کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے امیر المومنین کو تلوار کیوں ماری ہے؟ اس نے کہا میں نے صرف تمہارے باپ کو تلوار ماری ہے' حضرت ام کلثومؓ نے کہا' انہیں کچھ خوف نہیں ہے' اس نے کہا تم کیوں روتی ہو؟ خدا کی قسم میں نے آپ کو وہ ضرب لگائی ہے کہ اگر وہ اہل مصر کو لگتی تو وہ سب مر جاتے اور قسم بخدا میں نے ایک ماہ تک اس تلوار کو

Marfat.com

زہر پلایا گیا ہے اور میں نے اسے ایک ہزار درہم میں خریدا ہے اور ایک ہزار درہم کا اسے زہر پلایا ہے۔

الہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ بجیلہ کے ایک شخص نے اپنی قوم کے مشائخ کے حوالہ سے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم نے تیم الرباب کی ایک عورت کو دیکھا جسے قطام کہا جاتا تھا اور وہ حسین ترین عورتوں میں سے تھی اور خوارج کا نظریہ رکھتی تھی حضرت علیؓ نے اس نظریہ پر اس کی قوم کو قتل کر دیا' سو ابن ملجم نے جب اسے دیکھا تو اس پر عاشق ہو گیا اور اسے نکاح کا پیغام دیا' اس نے کہا میں تین ہزار درہم ایک غلام اور ایک کنیز پر تم سے نکاح کروں گی اور اس نے ان شرائط پر اس سے نکاح کر لیا اور جب اس کے پاس گیا تو وہ اسے کہنے لگی' ارے تو فائق ہو گیا ہے پس تو فائق ہو جا' پس وہ اپنے ہتھیار پہن کر نکلا اور وہ بھی اس کے ساتھ نکلی اور اس کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز' نماز کہتے نکلے تو عبدالرحمٰن نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ کے سر پر تلوار ماری تو شاعر نے کہا' ابن جریر کا قول ہے کہ وہ شاعر میاس المرادی تھا۔

''میں نے کسی سخی کو قطام کے مہر کی طرح واضح مہر دیتے نہیں دیکھا' تین ہزار درہم ایک غلام اور ایک کنیز اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شمشیر براں سے قتل کرنا' اور کوئی مہر خواہ کس قدر بھی گراں ہو' حضرت علیؓ کے مہر سے گراں نہیں اور کوئی حملہ ابن ملجم کے حملہ سے بڑھ کر نہیں''۔

اور ابن جریر نے ان اشعار کو ابن شاس المرادی کی طرف بھی منسوب کیا ہے اور ابن جریر نے حضرت علیؓ کے قتل کے بارے میں اسے جوابؒ دیا ہے:

''ہم نے بھلائی کے مالک حیدر ابوحسن کے سر پر چوٹ لگائی ہے اور اس سے خون ٹپک پڑا ہے اور ہم نے تلوار کی ضرب کے ساتھ اس کی حکومت کو اس کے نظام سے اس وقت الگ کر دیا جب اس نے علو اور سرکشی اختیار کی' جب موت' موت کی چادر اور ازار پہن لیتی ہے تو ہم جنگ میں معزز اور کریم اشخاص ہوتے ہیں''۔

اور تابعینؒ کے زمانے میں بعض متاخرین خوارج نے ابن ملجم کی مدح کی ہے اور وہ مدح کرنے والا عمران بن حطان ہے اور وہ ان عبادت گزاروں میں سے ایک ہے جو صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے اور وہ اس کے متعلق کہتا ہے جو صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت کرتا ہے اور وہ اس کے متعلق کہتا ہے:

''اس متقی کی ضرب کے کیا کہنے جس نے اس سے خدائے ذوالعرش کی رضا مندی کو حاصل کرنا چاہا ہے' میں اسے دن کو یاد کرتا ہوں تو اسے اللہ کے ہاں سب مخلوق سے بڑھ کر ترازو کو پورا کرنے والا خیال کرتا ہوں''۔

اور حضرت معاویہؓ کے ساتھی البرک نے آپ پر حملہ کیا اور آپ اس روز نماز فجر کے لیے جا رہے تھے اس نے آپ کو تلوار ماری اور بعض کا قول ہے کہ اس نے آپ کو مسموم خنجر مارا اور وہ ضرب آپ کی ران میں لگی اور آپؓ کے سرین زخمی ہو گئے اور خارجی پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا اور اس نے حضرت معاویہؓ سے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو بشارت دوں' آپ نے پوچھا وہ کیا بشارت ہے؟ اس نے کہا بلاشبہ آج میرے بھائی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے' آپ نے کہا شاید اس نے آپ پر قابو نہ پایا ہو' اس نے کہا بے شک ان کے ساتھ محافظ نہیں ہوتے' پس آپ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور طبیب نے آ کر حضرت معاویہؓ

Marfat.com

نے کہا بلاشبہ آپ کا زخم زہر آلود ہے یا تو میں آپ کو داغ دیتا ہوں اور یا آپ کو مشروب پلاتا ہوں جس سے زہر کا اثر جاتا رہے گا لیکن آپ کی نسل منقطع ہو جائے گی' حضرت معاویہؓ نے کہا آگ برداشت کرنے کی مجھے سکت نہیں اور نسل کے بارے میں یہ بات ہے کہ یزید اور عبداللہ سے میری آنکھ ٹھنڈی رہے گی' اس نے آپ کو مشروب پلایا جس سے آپ نے تکلیف اور زخم سے صحت پائی اور آپ صحیح وسالم ہو گئے اور اسی وقت جامع مسجد میں حجرہ بنایا گیا اور سجود کی حالت میں اس کے اردگرد محافظ مقرر کیے گئے اور اس واقعہ کی وجہ سے حضرت معاویہؓ اسے بنانے والے پہلے شخص ہیں۔

اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے ساتھی عمرو بن بکر نے آپ کے لیے گھات لگائی تاکہ آپ نماز کے لیے نکلیں' اتفاق سے اس روز حضرت عمروؓ بن العاص کو شدید پھندا لگا اور ان کے نائب خارجہ بن ابی حبیبہ نماز کے لیے آئے جو بنی عامر بن لوی میں سے تھے اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے پولیس آفیسر تھے' خارجی نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور وہ انہیں عمرو بن العاصؓ یقین کرتا تھا اور جب خارجی پکڑا گیا تو اس نے کہا میں نے عمروؓ بن العاص کا ارادہ کیا تھا اور اللہ نے خارجہ کا ارادہ کیا تھا اور اس نے اسے ضرب المثل بنا دیا اور اسے قتل کر دیا گیا' اللہ اس کا برا کرے' اور بعض کا قول ہے کہ یہ بات حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہی تھی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب خارجی کو لایا گیا تو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے آپ کے نائب خارجہ کو قتل کر دیا ہے' پھر آپ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

حاصل کلام یہ کہ جب حضرت علیؓ فوت ہو گئے تو آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ پر نو تکبیریں کہیں اور اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں خوارج آپ کی لاش نہ اکھیڑ لیں آپ کو کوفہ کے دارالامارت میں دفن کیا گیا اور یہ ایک مشہور بات ہے اور جس شخص نے یہ کہا ہے کہ آپ کو آپ کی اونٹنی پر لاد دیا گیا اور وہ آپ کو لے گئی اور معلوم نہیں کہ آپ کہاں چلے گئے اس نے غلط کہا ہے اور اس بات کے متعلق تکلف سے کام لیا ہے جس کے متعلق اس کا علم نہیں ہے اور نہ اسے عقل وشرع جائز قرار دیتی ہے اور بہت سے جاہل روافض جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ کی قبر مشہد نجف میں ہے اس پر کوئی دلیل موجود نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قبر' حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی ہے' اسے خطیب بغدادی نے عن ابی نعیم الحافظ عن ابی بکر الطلحی عن محمد بن عبداللہ الحضرمی الحافظ عن مطر بیان کیا ہے کہ اگر شیعوں کو اس قبر کا علم ہو جائے جس کی نجف میں وہ تعظیم کرتے ہیں تو وہ اسے پتھروں سے مارتے' یہ قبر حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی ہے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرۃ نے بحوالہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروۃ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی الباقر سے پوچھا وہ کہاں دفن ہوئے؟ آپ نے فرمایا' انہیں رات کو کوفہ میں دفن کیا گیا اور آپ کے دفن کو پوشیدہ رکھا گیا اور حضرت جعفر صادق کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کی عمر اٹھاون سال تھی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ کو کوفہ کی جامع مسجد کے سامنے کی طرف دفن کیا گیا ہے۔ یہ قول واقدی کا ہے اور مشہور قول یہ ہے کہ آپ کو دارالامارت میں دفن کیا گیا ہے اور خطیب بغدادی نے بحوالہ ابی نعیم الفضل بن دکین بیان کیا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین ؓ آپ کو اٹھا کر مدینہ لے آئے اور انہوں نے آپ کو بقیع میں حضرت فاطمہ ؓ کی قبر کے پاس دفن کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب انہوں نے آپ کو اونٹ پر لادا تو وہ ان سے کھو گیا اور طی قبیلے کے لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور وہ اسے مال خیال

Marfat.com

کرتے تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ صندوق میں میت ہے اور انہوں نے آپ کو نہ پہچانا تو انہوں نے صندوق کو جو کچھ اس میں تھا اس سمیت دفن کر دیا اور کسی شخص کو معلوم نہیں کہ آپ کی قبر کہاں ہے اسے بھی خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے۔

اور حافظ ابن عساکر نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آل جعدہ کے گھروں کے حجرہ میں دفن کیا ہے اور عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ جب خالد بن عبداللہ نے اپنے بیٹے یزید کے گھر کی بنیاد کھودی تو انہوں نے ایک سفید سر اور سفید ریش مدفون شیخ کو نکالا گویا اسے کل ہی دفن کیا گیا ہے' پس اس نے اسے جلانے کا ارادہ کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اس ارادے سے باز رکھا اور اس نے ایک قباطی چادر منگوا کر اسے اس میں لپیٹا اور اسے خوشبو لگائی اور اسے اس کی جگہ چھوڑ دیا۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ جگہ باب الوراقین کے سامنے' مسجد کے قبلہ کے نزدیک ایک موچی کے گھر میں ہے اور جو شخص اس جگہ آتا ہے وہ یہاں ٹک نہیں سکتا۔ اور اس سے منتقل ہو جاتا ہے اور حضرت جعفر بن محمد الصادق سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ رات کو پڑھی گئی اور آپ کو کوفہ میں دفن کیا گیا اور آپ کی قبر کی جگہ کو پوشیدہ رکھا گیا ہے لیکن وہ قصر امارت کے پاس ہے اور ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ رات کے وقت آپ کے دفن میں حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت ابن الحنفیہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ دیگر اہل بیت شامل ہوئے اور انہوں نے آپ کو کوفہ کے باہر دفن کیا اور خوارج وغیرہ کے خوف سے آپ کی قبر کو پوشیدہ رکھا' حاصل کلام یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز بوقت سحر قتل ہوئے یہ واقعہ ۱۷/ رمضان ۴۰ھ کو ہوا اور بعض کا قول ہے کہ آپ ربیع الاوّل میں قتل ہوئے مگر پہلا قول زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ واللہ اعلم

اور ترسیٹھ سال کی عمر میں آپ کو کوفہ میں دفن کیا گیا اور واقدی' ابن جریر اور کئی لوگوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ اڑسٹھ سال کی عمر میں آپ کوفہ میں دفن ہوئے۔ اور آپ کی خلافت چار سال نو ماہ رہی' اور جب حضرت علیؓ فوت ہو گئے تو حضرت حسنؓ نے ابن ملجم کو بلایا تو ابن ملجم نے آپ سے کہا میں آپ کے سامنے ایک بات پیش کرتا ہوں آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے حطیم کے پاس اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کو قتل کروں گا یا ان کے ورے مر جاؤں گا' اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں حضرت معاویہؓ کے پاس جاؤں گا اور اگر میں انہیں قتل نہ کر سکا یا انہیں قتل کر دیا اور میں زندہ رہا تو مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میں آپ کے پاس آ جاؤں گا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دوں گا' حضرت حسنؓ نے اسے کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو گا حتیٰ کہ تو دوزخ کو دیکھے' پھر آپ نے اسے آگے کیا اور قتل کر دیا پھر لوگوں نے اسے پکڑ کر چٹائیوں میں لپیٹ دیا اور پھر اسے آگ سے جلا دیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور اس کی دونوں آنکھیں سرنگیں ہو گئیں' اس کے باوجود وہ سورۃ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ آخر تک پڑھتا رہا' پھر اس کی زبان کاٹنے کے لیے آئے تو وہ گھبرا گیا اور کہنے لگا' میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ مجھ پر ایک ایسی گھڑی گزرے جس میں اللہ کو یاد نہ کروں' پھر انہوں نے اس کی زبان کاٹ دی پھر اسے قتل کیا پھر اسے بانس کے ظرف میں' جس میں کھجور وغیرہ رکھی جاتی ہے' جلا دیا۔ واللہ اعلم

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حارث نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن سعد نے بحوالہ محمد بن عمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے روز ضرب لگائی گئی اور آپ جمعہ کے روز اور ہفتہ کی رات زندہ رہے اور اتوار کی رات کو جب کہ ۱۰ھ کے

Marfat.com

رمضان کی گیارہ راتیں باقی تھیں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ واقدی نے بیان کیا ہے یہ ہمارے نزدیک ثابت شدہ بات ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

آپ کی بیویوں' بیٹوں اور بیٹیوں کا ذکر:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن ابی اسحٰق عن ہانی بن ہانی عن علی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت حسنؓ پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ آئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ' تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے کہا میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے آپ نے فرمایا بلکہ وہ حسنؓ ہے اور جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو آپ نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے کہا میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے' آپ نے فرمایا بلکہ یہ حسینؓ ہے اور جب تیسرا لڑکا پیدا ہوا تو حضرت نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ' تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے کہا حرب' آپ نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہے پھر فرمایا میں نے ان کا نام حضرت ہارونؑ کے بیٹوں شبر' شبیر' اور مشبر کے نام پر رکھا ہے اور اسے محمد بن سعد نے عن یحییٰ بن عیسیٰ التیمی عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں ایسا شخص ہوں جو جنگ کو پسند کرتا ہوں' اور جب حسنؓ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھنا چاہا اور انہوں نے حدیث کو پہلے کی طرح بیان کیا ہے لیکن تیسرے لڑکے کا ذکر نہیں کیا اور بعض احادیث میں بیان ہوا ہے کہ حضرت علیؓ نے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نام حمزہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام جعفر رکھا اور ان دونوں کے نام کو رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر دیا۔

حضرت علیؓ نے سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح کیا اور معرکہ بدر کے بعد ان کے پاس گئے اور ان سے آپ کے ہاں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محسن بھی پیدا ہوئے اور چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے نیز زینب الکبریٰ اور ام کلثوم بھی آپ کے ہاں پیدا ہوئیں اور اسی حضرت ام کلثومؓ سے حضرت عمر بن الخطابؓ نے نکاح کیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اور حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ پر کسی عورت سے نکاح نہیں کیا حتیٰ کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے چھ ماہ بعد فوت ہو گئیں اور جب آپ فوت ہو گئیں تو آپ کے بعد آپ نے بہت سی بیویوں سے نکاح کیا' ان میں سے بعض تو آپ کی زندگی میں فوت ہو گئیں اور بعض کو آپ نے طلاق دے دی اور آپ چار بیویوں کو چھوڑ کر فوت ہو گئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور آپ کی بیویوں میں سے ام البنین بنت حرام ہیں اور وہ الحل بن خالد بن ربیعہ بن کعب بن عامر ابن کلاب ہیں' ان سے آپ کے ہاں عباس' جعفر' عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے اور یہ حضرت حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہو گئے' اور عباس کے سوا' ان میں سے کسی کی کوئی اولاد نہیں۔

اور ان میں سے لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بھی ہیں جو بنی تمیم میں سے ہیں ان سے آپ کے ہاں عبید اللہ اور ابو بکر پیدا ہوئے' ہشام ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں بھی کربلا میں قتل ہو گئے تھے اور واقدی کا خیال ہے کہ عبید اللہ کو مختار نے یوم الدار کو قتل کر دیا تھا۔

اور ان میں سے اسماء بنت عمیس خثعمیہ بھی ہیں' ان سے آپ کے ہاں یحییٰ اور محمد الاصغر پیدا ہوئے' یہ قول کلبی کا ہے اور واقدی

Marfat.com

کا بیان ہے کہ ان سے آپ کے ہاں یحییٰ اور عون پیدا ہوئے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ محمد الاصغر ام ولد میں سے ہیں اور ان میں سے ام حبیبہ بنت زمعہ بن بحر بن العبد بن علقمہ بھی ہیں جو ان قیدیوں میں سے ام ولد ہیں جنہیں حضرت خالدؓ نے بنی تغلب سے اس وقت قیدی بنایا تھا جب آپ نے عین التمر پر غارت گری کی تھی' ان سے آپ کے ہاں عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔ عمر نے ۳۵ سال عمر پائی۔

اور ان میں سے ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن مغیث بن مالک ثقفی بھی ہیں' ان سے آپ کے ہاں ام الحسن اور رملۃ الکبریٰ پیدا ہوئے۔

اور ان میں سے امرئ القیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم بن کلب کی بیٹی بھی ہیں ان سے آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اور وہ چھوٹی عمر میں حضرت علیؓ کے ساتھ مسجد جایا کرتی تھی اور اس سے پوچھا جاتا تیرے ماموں کون ہیں؟ تو وہ وہ وہ کہتی' اس سے اس کی مراد بنی کلب تھی۔

اور ان میں سے امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بھی تھیں' جن کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ جنہیں رسول اللہ ﷺ نماز میں اٹھالیا کرتے تھے آپ جب کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیتے اور جب سجدہ کرتے تو انہیں نیچے بٹھا دیتے' ان سے آپ کے ہاں محمد الاوسط پیدا ہوئے۔

اور آپ کے بیٹے محمد الاکبر ابن الحنفیہ ہیں' اور حنفیہ' خولہ بنت جعفر بن قیس ابن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدوٗل بن حنفیہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہیں' جنہیں حضرت خالد نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ارتداد کے دنوں میں بنی حنیفہ سے قیدی بنایا تھا اور وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے حصہ میں آئیں تو ان سے آپ کے ہاں یہ محمد پیدا ہوئے۔ اور بعض شیعہ آپ کی امامت اور عصمت کے دعوے دار ہیں' آپ سادات المسلمین میں سے تھے لیکن وہ معصوم نہ تھے اور نہ ہی ان کے والد معصوم تھے اور نہ ہی ان سے پہلے ہونے والے خلفائے راشدین جو ان سے افضل تھے' معصوم تھے وہ واجب العصمۃ نہ تھے جیسا کہ اپنے مقام پر بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت علیؓ کے اور بھی بہت سے بیٹے تھے جو مختلف امہات الاولاد سے تھے حضرت علیؓ چار بیویاں اور نو لونڈیاں چھوڑ کر فوت ہوئے اور آپ کے بعض ایسے بیٹے بھی ہیں جن کی ماؤں کے نام ام ہانی' میمونہ' زینب الصغریٰ' رملۃ الکبریٰ' ام کلثوم الصغریٰ' فاطمہ' امامہ' خدیجہ' ام الکرام' ام جعفر' ام سلمہ اور جمانہ کو بھی معلوم نہیں۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سب اولاد چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں تھیں' واقدی نے بیان کیا ہے کہ نسل صرف پانچ سے چلی ہے اور وہ حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت محمد بن الحنفیہ اور حضرت عباس بن الکلابیہ اور عمرو بن التغلبیہ ہیں نیز ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابن سنان القزاز نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ مسکین بن عبد العزیز نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن خالد نے ہمیں بتایا کہ ابو خالد بن جابر نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا آج شب تم نے ایک عظیم الشان شخص کو قتل کر دیا ہے اس رات میں قرآن نازل ہوا تھا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا رفع ہوا تھا اور اس میں حضرت یوشع بن نونؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوان کو قتل کیا تھا' خدا کی قسم کسی شخص نے جو اس سے پہلے تھا ان سے

Marfat.com

سبقت نہیں کی اور نہ کوئی بعد میں آنے والا اس کو پاسکے گا' خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ اسے فوج کے دستے میں بھیجا کرتے تھے تو حضرت جبریلؑ اس کے دائیں اور حضرت میکائیلؑ اس کے بائیں ہوتے تھے' خدا کی قسم اس نے کوئی سونا چاندی نہیں چھوڑا' ہاں آٹھ یا نو سو درہم چھوڑے ہیں جنہیں آپ نے کسی واقعہ کے لیے مہیا کیا ہوا تھا۔ یہ نہایت غریب حدیث ہے اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے واللہ اعلم' اور اسی طرح اسے ابویعلیٰ نے ابراہیم بن الحجاج سے بحوالہ مسکین روایت کیا ہے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے عن شریک عن ابی اسحق عن ہبیرہ بیان کیا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا گزشتہ کل کو وہ شخص تم سے جدا ہوا ہے جس سے لوگوں نے علم میں سبقت نہیں کی اور نہ بعد والے اسے پاسکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اسے جھنڈا دے کر بھیجا کرتے تھے اور حضرت جبریلؑ اور حضرت میکائیلؑ اس کے یمین و یسار میں ہوتے تھے اور وہ فتح حاصل کیے بغیر واپس نہ آتا تھا۔ اور زید العمی اور شعیب بن خالد نے اسے بحوالہ ابواسحق روایت کیا ہے نیز یہ بھی بیان کیا کہ آپ نے سات سو درہم چھوڑے ہیں جو آپ نے خادم خریدنے کے لیے تیار کیے ہوئے تھے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عاصم بن کریب سے بحوالہ محمد بن کعب القرظی ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا اور میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہوں اور آج میرا صدقہ چالیس ہزار دینار تک پہنچتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ کے کچھ فضائل:

آپ عشرہ مبشرہ میں سے نسب کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب تھے اور آپ علی بن ابی طالبؓ بن عبدالمطلب جن کا نام شیبہ بن ہاشم تھا اور ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف تھا اور عبد مناف کا نام المغیرہ بن قصی تھا اور قصی کا نام زید ابن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تھے ابوالحسن القرشی الہاشمی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ آپ پہلی ہاشمی عورت ہیں جنہوں نے ہاشمی بچے کو جنا ہے آپ اسلام لائیں اور آپ نے ہجرت کی اور حضرت علیؓ کے باپ ابوطالب تھے جو حقیقی اور مہربان چچا تھے آپ کا نام عبد مناف تھا' امام احمدؒ اور کئی دوسرے علمائے نسب و تاریخ نے اس کی یہی تصریح کی ہے روافض کا خیال ہے کہ ابوطالب کا نام عمران تھا اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰہِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ﴾ سے آپ ہی مراد ہیں اور اس بارے میں انہوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور انہوں نے منشائے الٰہی کے خلاف اپنی تفسیر میں یہ بہتان بولنے سے پہلے قرآن پر غور نہیں کیا' اس نے اس کے بعد فرمایا ہے ﴿اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا﴾ پس اس نے حضرت مریمؑ بنت عمران کی پیدائش کا ذکر کیا ہے اور یہ ایک واضح بات ہے۔ ابوطالب رسول اللہ ﷺ سے طبعاً بڑی محبت رکھتے تھے اور وہ آپ پر ایمان نہیں لائے اور اپنے دین پر ہی انہوں نے وفات پائی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت سعید بن المسیبؒ کی روایت سے ثابت ہے جو انہوں نے

Marfat.com

اپنے باپ سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو یہ پیشکش کی کہ آپ لا الہ الا اللہ کہہ دیں تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے آپ سے کہا اے ابو طالب کیا تو عبدالمطلب کے دین سے بے رغبتی کرے گا؟ انہوں نے آخری بات یہ کہی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں آپ کے لیے مغفرت طلب کروں گا جب تک مجھے آپ کے بارے میں روکا نہ گیا۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾ پھر مدینہ میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ وَ مَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ﴾

''نبی اور مومنین کی شان کے لائق نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہوں یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں' بخشش طلب کریں اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لیے جو استغفار کیا وہ اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو آپ نے اس سے کیا تھا اور جب ان پر واضح ہو گیا کہ وہ دشمن خدا ہے تو آپ اس سے بیزار ہو گئے بلاشبہ حضرت ابراہیم جھکنے والے اور بردبار تھے''۔

اور ہم نے اس بات کو مبعث کے اوائل میں بیان کیا ہے اور روافض کے دعویٰ کی غلطی سے آگاہ کیا ہے کہ وہ ایمان لے آئے تھے اور ان کا یہ افتراء بھی بلا دلیل ہے اور اس میں نصوص صریحہ کی مخالفت پائی جاتی ہے۔

البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مشہور قول کے مطابق بالغ ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے کہتے ہیں کہ آپ بچوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئے جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئے' اور ترمذی اور ابو یعلیٰ نے عن اسماعیل بن السدی عن علی بن عیاش عن مسلم الملائی عن حبہ بن جوین عن علی عن انس بن مالکؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو مبعوث ہوئے اور منگل کو حضرت علیؓ نے نماز پڑھی۔ اور بعض نے اسے عن مسلم الملائی عن حبہ ابن جوین عن علی روایت کیا ہے اور سلمہ بن کہیل نے حبہ سے بحوالہ حضرت علیؓ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات سال اللہ کی عبادت کی ہے' قبل اس کے کہ کسی نے اس کی عبادت کی ہو یہ بات کبھی بھی درست قرار نہیں دی جا سکتی یہ جھوٹ ہے اور سفیان ثوری اور شعبہ نے عن سلمہ عن حبہ عن علی روایت کی ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں یہ بات بھی درست نہیں اور حبہ ضعیف ہے اور سوید بن سعید نے بیان کیا ہے کہ نوح بن قیس بن سلیمان بن عبداللہ نے معاذۃ عدویہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بصرہ کے منبر پر فرماتے سنا کہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں اور میں ابوبکر کے ایمان لانے سے قبل ایمان لایا ہوں اور ان کے مسلمان ہونے سے قبل مسلمان ہوا ہوں۔ یہ بھی درست نہیں یہ قول بخاری کا ہے اور آپ سے بالتواتر ثابت ہے کہ آپ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا اے لوگو! اس امت کے نبی کے بعد اس کے بہترین آدمی ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور اگر میں تیسرے کا نام لینا چاہوں تو میں اس کا نام لے دوں۔ اور یہ بات قبل ازیں بیان

Marfat.com

کے فضائل میں بیان ہو چکی ہے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس ہم سے بیان کیا کہ سب سے پہلے جس نے حضرت خدیجہؓ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ ہیں۔ اور ایک روایت میں اسلام لانے کا ذکر ہے۔ ترمذی نے اسے شعبہ کی حدیث سے بحوالہ ابی بلج روایت کیا ہے اور حضرت زید بن ارقم اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی' یہ بات کسی وجہ سے بھی درست نہیں' اسے آپ سے بھی روایت کیا گیا ہے اس بارے میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں کہ آپ اس امت میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں مگر ان میں سے کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے اور اس بارے میں بہترین حدیث وہ ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے علاوہ ازیں اس میں اختلاف بھی کیا گیا ہے اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان احادیث کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور جو شخص اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہے اسے آپ کی تاریخ کی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ واللہ الموفق للصواب' اور ترمذی اور نسائی نے عن عمرو بن مرۃ عن طلحہ بن زید بن ارقم روایت کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا۔ ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح کہا ہے' اور جب تک رسول اللہ ﷺ مکہ میں رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ رہے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں رہے اور اپنے باپ کی زندگی میں جب انہیں کثرتِ عیال کے باعث کچھ سال تنگدستی نے آلیا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی کفالت میں رہے پھر اس کے بعد آپ ہجرت کے زمانے تک مسلسل رسول اللہ ﷺ کے نفقہ میں گذارا کرتے رہے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو لوگوں کی ان امانات کو ادا کرنے کے لیے جو آپ کے پاس پڑی تھیں پیچھے چھوڑا' بلاشبہ آپ کی قوم آپ کو امین سمجھتی تھی اور وہ اموال اور نفیس اشیاء کو آپ کے ہاں امانت رکھتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؓ نے ہجرت کی اور آپ کی وفات تک آپ کے ساتھ رہے اور آپ وفات کے وقت ان سے راضی تھے اور آپ تمام معرکوں میں حضورؐ کے ساتھ شامل ہوئے اور آپ نے میدان ہائے کارزار میں آپ کے سامنے شان دار کارنامے سرانجام دیئے جیسا کہ ہم نے سیرت میں بیان کیا ہے جس کے اعادہ کی اس جگہ پر ضرورت نہیں جیسے معرکہ بدر' احد' احزاب اور خیبر وغیرہ ہیں۔

اور جب آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تبوک کے سال مدینہ میں اپنے اہل پر قائم مقام مقرر کیا تو فرمایا کیا آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور ہم نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے نکاح کرنے اور معرکہ بدر کے بعد انہیں گھر لانے کا ذکر کیا ہے جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں' اور جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آئے تو مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم کے مقام پر آپ نے ۱۲/ ذوالحجہ کو لوگوں سے خطاب کیا اور اپنے خطبہ میں فرمایا جسے میں محبوب ہوں اللہ بھی اسے محبوب ہے اور بعض روایات میں ہے۔ اے اللہ جو اس سے محبت کرتا ہے اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی کرتا ہے اس سے دشمنی کر اور جو اس کی مدد کرتا ہے اس کی مدد کر اور جو اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے اور پہلی حدیث محفوظ ہے اس تقریر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے آگاہ کرنے کے سبب کو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے آگاہ کرنے کے

Marfat.com

سبب کو ابن اسحق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف امیر بنا کر بھیجا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی آپ کے متعلق بہت چہ میگوئیاں ہوئیں اور بعض نے خلعتوں کے واپس لے لینے کی وجہ سے آپ پر اعتراضات کیے جو آپ کے نائب نے آپ کے جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے موقع پر انہیں دے دی تھیں؛ پس جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہو گئے تو آپ نے حضرت علیؓ کے دامن کو ان بے اصل باتوں سے پاک کرنا چاہا جو آپ کی طرف منسوب کی گئی تھیں اور روافض نے اس روز کو عید بنا لیا اور ۴۰۰ھ کے قریب بنی بویہ کے زمانے میں بغداد میں اس روز ڈھول بجائے جاتے تھے' جیسا کہ جب ہم اس دور کے حالات پر پہنچیں گے تو اس سے آگاہ کریں گے ان شاء اللہ' پھر تقریباً اس کے بیس روز بعد دوکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جاتے اور توڑی اور راکھ اڑائی جاتی اور بچے اور عورتیں یوم عاشوراء کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نوحہ کرتے ہوئے شہر کے گلی کوچوں میں گھومتے اور آپ کے قتل کے متعلق جھوٹے شعر پڑھتے اور ہم عنقریب آپ کے قتل کی صحیح کیفیت کو بیان کریں گے کہ حقیقت میں وہ واقعہ کیسے ہوا ان شاء اللہ اور بنی امیہ کے بعض لوگ حضرت علیؓ پر ابوتراب نام کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں حالانکہ یہ نام آپ کو رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت سہل بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ناراض کر دیا اور مسجد کی طرف چلے گئے رسول اللہ ﷺ مسجد آئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سوتے پایا اور مٹی آپ کی جلد سے چمٹی ہوئی تھی' آپ حضرت علیؓ سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے۔ ابوتراب بیٹھ جاؤ۔

حدیث مؤاخات:

حاکم نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ الجنید نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن جعفر القرشی نے ہم سے بیان کیا کہ العلاء بن عمرو الحنفی نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب بن مدرک نے مکحول سے بحوالہ ابی امامہ ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے درمیان مؤاخات کروائی تو اپنے اور حضرت علیؓ کے درمیان مؤاخات کروائی۔ پھر حاکم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے اسے مکحول کی حدیث سے اسی طریق سے لکھا ہے اور مشائخ کو یہ حدیث اہل شام کی روایت ہونے کی وجہ سے حیران کیا کرتی تھی' میں کہتا ہوں اس حدیث کی صحت میں اعتراض پایا جاتا ہے اور حضرت انس اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اور اسی طرح زید بن ابی اوفی' ابن عباس' مدوح بن زید الذہلی' جابر بن عبداللہ' عامر بن ربیعہ' ابوذر اور خود حضرت علیؓ سے اس قسم کی بات بیان ہوئی ہے اور اس کے تمام اسانید ضعیف ہیں جن سے کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم

اور کئی طریق سے بیان ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں میرے بعد یہ بات کوئی کذاب ہی کہے گا۔ اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یوسف بن موسیٰ القطان بغدادی نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان مؤاخات کروائی اور حضرت علیؓ اشکبار آنکھوں کے ساتھ آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مؤاخات کروا دی ہے اور آپ نے میرے اور کسی کے درمیان مؤاخات نہیں کروائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ پھر امام ترمذی بیان کرتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس میں زید بن ابی اوفی

Marfat.com

سے بھی روایت ہے اور وہ بدر میں شامل تھے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا' اور آپ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جان لیا ہو اور اس نے فرمایا ہے جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آپ نے اس روز باہر نکل کر مقابلہ کیا اور آپ کو بڑی مہارت حاصل تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس روز آپ کو جھنڈا دیا حالانکہ آپ کی عمر بیس سال تھی' یہ بات الحکم نے مقسم سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ بیان کی ہے راوی بیان کرتا ہے تمام معرکوں میں مہاجرین کا جھنڈا آپ کے پاس ہوتا تھا اور یہی بات حضرت سعید بن المسیب اور حضرت قتادہؓ نے بیان کی ہے اور خیثمہ بن سلیمان الاطرابلسی الحافظ نے بیان کیا ہے کہ احمد بن حازم نے بحوالہ ابن ابی غرزۃ ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ ناصح بن عبداللہ المحلمی نے سماک بن حرب سے بحوالہ جابر بن سمرۃؓ ہم سے بیان کیا کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز آپ کا جھنڈا کون اٹھائے گا؟ آپ نے فرمایا قیامت کے روز اسے کون اٹھا سکتا ہے مگر دنیا میں تو اسے علی بن ابی طالبؓ اٹھایا کرتے تھے' یہ اسناد ضعیف ہے اور ابن عساکر نے اسے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ روایت کیا ہے مگر یہ بھی صحیح نہیں اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ عمار بن محمد نے سعید بن محمد الحنظلی سے بحوالہ ابوجعفر محمد بن علی مجھ سے بیان کیا کہ بدر کے روز آسمان میں منادی کرنے والے نے آواز دی کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؓ کے سوا کوئی جوان نہیں۔ حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ یہ مرسل ہے' رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز اپنی تلوار ذوالفقار لی پھر اس کے بعد اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بخش دیا اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ علی بن مغیرہ نے بحوالہ معمر بن المثنی مجھ سے بیان کیا کہ بدر کے روز مشرکین کا جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس تھا جسے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے قتل کر دیا اور اس بارے میں الحجاج بن علاط السلمی کہتا ہے۔

"تعجب کی بات ہے وہ جنگ میں کیسی سبقت کرنے والا ہے میری مراد ابن فاطمہ سے ہے جو چچاؤں اور ماموؤں والا ہے تیرے دونوں ہاتھ نیزے کے تیز حملہ سے اس پر غالب آگئے جس نے طلیحہ کو پیشانی کے بل پچھڑے ہوئے چھوڑ دیا اور تو نے شیر کی طرح حملہ کر کے انہیں حق کے ساتھ شکست دے دی جب کہ ماموں والا ماموں والے پر چڑھ گیا اور تو نے اپنی تلوار کو دوبارہ خون پلایا اور تو اسے پیاسا واپس لانے والا نہیں حتیٰ کہ اسے پہلی بار سیراب کر دے"۔

اور آپ بیعت الرضوان میں بھی شامل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (تحقیق اللہ مومنین سے راضی ہو گیا ہے جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی شخص ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہوگا) اور صحاح وغیرہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے وہ بھاگنے والا نہیں اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ پس لوگوں نے اضطراب میں رات بسر کی کہ ان میں سے کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے اس روز کے سوا امارت کو کبھی پسند نہیں کیا اور جب صبح ہوئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور اللہ نے آپ کے ہاتھ پر فتح دی۔ اور ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے جس میں مالک' حسن' یعقوب' ابن عبدالرحمٰن' جریر بن عبدالحمید' حماد بن سلمہ' عبدالعزیز بن المختار' خالد بن عبداللہ ابن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ شامل ہیں' اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور ابن حازم نے اسے

Marfat.com

بحوالہ سعد بن سہل روایت کیا ہے اور صحیحین نے اسے روایت کیا ہے اور اس نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بلا بھیجا تو آپ آشوب چشم میں مبتلا تھے آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا تو وہ تندرست ہو گئے۔ اور ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اسے اپنے باپ سے اور یزید بن ابی عبید نے اپنے غلام سلمہ سے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس کی روایت کردہ حدیث صحیحین میں ہے۔

اور محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ بریدہ نے عن سفیان عن ابی فروۃ الاسلمی عن ابیہ عن سلمہ بن عمرو ابن الاکوع مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے جھنڈے کے ساتھ خیبر کے بعض قلعوں کی طرف بھیجا تو آپ نے جنگ کی پھر واپس آ گئے اور فتح نہ ہوئی' پھر آپ نے بہت کوشش کی' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا وہ بھاگنے والا نہیں' سلمہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو آپ آشوبِ چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے' رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آنکھ میں تھوکا' پھر فرمایا اس جھنڈے کو لے کر چلے جاؤ یہاں تک کہ اللہ آپ کو فتح دے دے۔ سلمہ بیان کرتے ہیں خدا کی قسم حضرت علیؓ جھنڈے کو لے کر دوڑتے ہوئے نکلے اور ہم آپ کے پیچھے پیچھے تھے حتیٰ کہ آپ نے اپنا جھنڈا قلعے کے نیچے پتھروں کے ایک ڈھیر میں گاڑ دیا تو ایک یہودی نے قلعے کی چوٹی سے آ کر آپ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری ہے تم غالب آ گئے ہو' راوی بیان کرتا ہے آپ اس وقت تک واپس نہیں آئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر فتح دے دی' اور عکرمہ بن عمار نے اسے السائب کے غلام عطاء سے بحوالہ سلمہ بن اکوع روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ وہ آپ کے آگے آگے چلتے ہوئے آئے اور آپ آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آنکھوں میں تھوکا تو آپ تندرست ہو گئے۔

حضرت بریدہ بن الحصیب کی روایت:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن بریدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ بریدہ بن الحصیب نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے جھنڈا پکڑا اور واپس آ گئے اور انہیں فتح حاصل نہ ہوئی پھر دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ جھنڈا پکڑ کر گئے اور واپس آ گئے اور انہیں فتح حاصل نہ ہوئی اور اس روز لوگوں کو بڑی تکلیف پہنچی' سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل اس شخص کو جھنڈا دینے والا ہوں جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے وہ واپس نہیں آئے گا حتیٰ کہ اسے فتح حاصل ہو جائے۔ اور ہم نے خوشی سے رات گزاری کہ کل فتح ہوگی' راوی بیان کرتا ہے جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی پھر کھڑے ہو کر جھنڈا منگوایا اور لوگ اپنی اپنی صفوں میں تھے' آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو آپ آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا اور انہیں جھنڈا دیا تو آپ کو فتح حاصل ہوگئی' بریدہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو گردن بلند کر کے جھنڈے کو دیکھ رہے تھے' اور نسائی نے اسے حسین بن واقد کی حدیث سے روایت کیا ہے جو اس سے زیادہ طویل ہے پھر احمد نے

Marfat.com

اسے محمد بن جعفر اور روح کے حوالے سے روایت کیا ہے اور ان دونوں عن عوف عن میمون ابی عبداللہ الکردی عن عبداللہ ابن بریدہ عن ابیہ اسی طرح روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے بندار اور غندر سے روایت کیا ہے اور اس میں شعر بھی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

اسے ہشیم نے عن العوام بن حوشب عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمرؓ روایت کیا ہے اور ابن نے بریدہ کی حدیث کی عبارت بیان کی ہے اور کثیر النواء نے اسے جمیع بن عمیر سے بحوالہ ابن عمر اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس روز کے بعد مجھے آشوبِ چشم کا عارضہ نہیں ہوا' اور احمدؒ نے اسے عن وکیع عن ہشام بن سعید عن عمر بن اسید عن ابن عمر روایت کیا ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عبدالحمید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے' آپ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ صحابہؓ نے کہا' وہ پیس رہے ہیں' راوی بیان کرتا ہے ان میں سے کوئی شخص بھی پیسنا پسند نہ کرتا تھا' آپ کو لایا گیا تو آپ نے انہیں جھنڈا دیا تو آپ صفیہ بنت حیی بن اخطب کو لے کر آئے' یہ اس طریق سے غریب حدیث ہے اور اسے طویل حدیث سے مختصر کیا گیا ہے' اور امام احمدؒ نے اسے عن یحییٰ بن حماد عن ابی عوانہ عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور اسے پورا بیان کیا ہے اور امام احمدؒ نے بحوالہ یحییٰ بن حماد بیان کیا ہے کہ ابوعوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبلج نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس نو آدمی آئے اور کہنے لگے اے ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہوں یا ان لوگوں سے ہمیں خلوت میں ملیں گے' آپ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور آپ ان دنوں تندرست تھے اور یہ آپ کے اندھے ہو جانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ راوی بیان کرتا ہے انہوں نے پہل کی اور باہم گفتگو کی' ہمیں معلوم نہیں انہوں نے کیا کہا' راوی بیان کرتا ہے وہ اپنا کپڑا جھاڑتے ہوئے آئے اور اف تف کہہ رہے تھے انہوں نے اس شخص پر عیب لگایا ہے جس کو دس فضیلتیں حاصل ہیں' انہوں نے اس شخص پر عیب لگایا ہے جسے حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اس شخص کو بھیجوں گا جسے اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا' راوی بیان کرتا ہے' نظر اٹھا کر دیکھنے والوں نے اسے دیکھا' آپؐ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ صحابہؓ نے کہا وہ چکی پیس رہے ہیں آپ نے فرمایا' تم میں سے کوئی پیسنے والا نہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ آئے تو آپ آشوبِ چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے اور دیکھ بھی نہیں سکتے تھے آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا پھر تین بار جھنڈے کو حرکت دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے دیا تو آپ صفیہ بنت حیی بن اخطب کو لے کر آئے' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے فلاں شخص کو سورہ توبہ دے کر بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے پیچھے بھیج دیا تو آپ نے سورۃ کو لے لیا پھر آپؐ نے فرمایا' اسے وہ شخص لے جائے گا جو مجھ سے تعلق رکھتا ہوگا اور میں اس سے تعلق رکھتا ہوں گا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے اپنے عمزادوں سے فرمایا تم

Marfat.com

میں سے کون دنیا اور آخرت میں مجھ سے محبت کرے گا تو انہوں نے انکار کر دیا' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' حضرت علیؓ نے کہا' میں دنیا اور آخرت میں آپ سے محبت کروں گا۔ راوی بیان کرتا ہے آپ نے انہیں چھوڑ دیا پھر آپ نے ان کے آدمیوں سے کہا تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں مجھ سے محبت کرے گا تو انہوں نے انکار کر دیا اور حضرت علیؓ نے کہا میں دنیا اور آخرت میں آپ سے محبت کروں گا' آپ نے فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے راوی بیان کرتا ہے آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد لوگوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں' راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑا لیا اور اسے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم پر ڈال دیا اور فرمایا ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ راوی بیان کرتا ہے اور حضرت علیؓ نے اپنی جان پر کھیل کر حضرت نبی کریم ﷺ کے کپڑے پہن لیے پھر آپ کی جگہ پر سو گئے' راوی بیان کرتا ہے اور مشرکین' رسول اللہ ﷺ کا قصد کیے ہوئے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت علیؓ سوئے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے انہیں نبی اللہ خیال کیا اور کہا' یا نبی اللہ! تو حضرت علیؓ نے انہیں کہا' اللہ کے نبی بیرِ معونہ کی طرف چلے گئے ہیں ان سے جا ملیے' راوی بیان کرتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جا کر آپؐ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ پر یوں پتھر پھینکے جانے لگے جیسے رسول اللہ ﷺ پر پتھر پھینکے جاتے تھے اور وہ نقصان اٹھا رہے تھے اور انہوں نے اپنا سر کپڑے میں لپٹا ہوا تھا اور اسے نکالتے نہیں تھے حتیٰ کہ صبح ہو گئی پھر آپ نے اپنے سر کو کھولا تو وہ کہنے لگے۔ ہم آپ کے آقا کو پتھر مارتے تھے تو انہیں نقصان نہیں ہوتا تھا اور تو نقصان اٹھا رہا ہے اور ہم نے اس بات کو عجیب خیال کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے چلے تو حضرت علیؓ نے آپ سے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں آپ نے فرمایا نہیں' تو حضرت علیؓ رو پڑے' آپ نے فرمایا' کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر آپ نبی نہیں ہیں؟ میں جاؤں گا اور آپ میرے خلیفہ ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا آپ میرے بعد ہر مومن کے دوست ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علیؓ کے سوا مسجد کے سب دروازے بند کر دیے گئے۔ راوی بیان کرتا ہے آپ مسجد میں جنبی ہونے کی حالت میں داخل ہو جاتے تھے اور وہی آپ کا راستہ تھا اور آپ کا کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔ راوی بیان کرتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ میں جس کا محبوب ہوں' علیؓ بھی اس کا محبوب ہے' راوی بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہمیں خبر دی ہے کہ وہ اصحاب الشجرۃ سے راضی ہے اور اس نے ان کے دلوں کی کیفیات کو معلوم کر لیا ہے' کیا اس نے ہم سے بیان کیا ہے کہ وہ بعد میں ان پر ناراض ہو گیا تھا' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مجھے اس منافق یعنی حاطب بن ابی بلتعہ کے قتل کی اجازت دیجیے تو آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تجھے کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ اہل بدر کو جان گیا ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے' اور ترمذی نے اس حدیث کا کچھ حصہ شعبہ کے طریق سے بحوالہ ابی بلج یحییٰ بن سلیم روایت کیا ہے اور اسے عجیب خیال کیا ہے اور اسی طرح نسائی نے اس کا کچھ حصہ محمد بن المثنیٰ سے بحوالہ یحییٰ بن حماد روایت کیا ہے۔ اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ عمر بن عبدالوہاب الریاحی نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر بن سلیمان نے عن ابیہ عن منصور عن ربعی عن عمران بن حصین ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو

Marfat.com

جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے' پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو آپ آشوبِ چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا انہیں جھنڈا عطا کیا' پس نہ آپ ناکام ہوئے اور نہ دونوں آنکھیں بعد میں دکھنے آئیں' اور ابوالقاسم بغوی نے اسے عن اسحٰق بن ابراہیم عن ابی موسیٰ الہروی عن علی بن ہاشم عن محمد بن علی عن منصور عن ربعی عن عمران روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور نسائی نے عباس العنبری سے بحوالہ عمر بن عبدالوہاب اس کی تخریج کی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید کی روایت:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ مصعب بن المقدام اور حجین بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیلؒ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عصمۃ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوسعیدؓ خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا لے کر اسے ہلایا پھر فرمایا کون اس کا حق ادا کرے گا' ایک شخص آیا اور اس نے کہا' میں' آپ نے فرمایا چلا جا' پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا' میں' آپ نے فرمایا چلا جا' پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو عزت بخشی ہے' میں اسے اس شخص کو دوں گا جو فرار نہیں کرے گا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور روانہ ہو گئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے خیبر اور فدک پر آپ کو فتح دی اور آپ ان دونوں مقامات کی کھجوریں اور خشک گوشت کے ٹکڑے لے کر آئے۔ اور ابویعلیٰ نے اسے حسین بن محمد سے بحوالہ اسرائیل روایت کیا ہے اور اس کے تسلسل میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ میں اس کا حق ادا کروں گا' آپ نے فرمایا چلے جاؤ' پھر ایک اور شخص آیا تو آپ نے فرمایا چلا جا' اور احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اس بارے میں حضرت علیؓ بن ابی طالب کی روایت:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے عن ابن ابی لیلیٰ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہم سے بیان کیا کہ میرے والد حضرت علیؓ کے ساتھ چل رہے تھے اور حضرت علیؓ موسم گرما کے کپڑے' موسم سرما میں اور موسم سرما کے کپڑے موسم گرما میں پہنتے تھے' میرے باپ سے کہا گیا کاش آپ ان سے پوچھتے انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف پیغام بھیجا اور میں خیبر کے روز آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا تھا' میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا ہوں تو آپؐ نے میری آنکھوں میں تھوکا اور فرمایا اے اللہ گرمی اور سردی کو اس سے دور کر دے' پس اس روز سے مجھے گرمی اور سردی محسوس نہیں ہوئی اور آپؐ نے فرمایا' میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے وہ فرار کرنے والا نہیں' پس اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گردنیں اٹھا کر جھنڈے کو دیکھا تو آپ نے وہ جھنڈا مجھے دے دیا۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور کئی لوگوں نے اسے عن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن ابیہ عن علی طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے مغیرہ سے بحوالہ ام موسیٰؒ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا ہے اور خیبر کے روز میری آنکھوں میں تھوکا ہے اور مجھے جھنڈا عطا کیا ہے نہ میری آنکھیں دکھنے آئی ہیں اور نہ مجھے سر درد ہوا ہے۔

Marfat.com

اس بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت:

صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے عن سعد بن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' احمد' مسلم اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے عن بکیر بن مسمار عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور کہا کہ ابوتراب کو گالیاں دینے سے تجھے کون سی بات مانع ہے؟ آپ نے جواب دیا: کیا آپ کو وہ تین باتیں یاد نہیں جو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمائی ہیں؟ اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ اور آپؐ نے ایک غزوہ میں انہیں پیچھے رکھا تو حضرت علیؓ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا' کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت موسیٰؑ سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' اور میں نے خیبر کے روز آپ کو فرماتے سنا کہ میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے میں نے بھی گردن اٹھا کر اس جھنڈے کو دیکھا' آپؐ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ' تو وہ آشوب چشم کے عارضہ کے ساتھ آپؐ کے پاس آئے تو آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا اور انہیں جھنڈا دیا اور اللہ نے انہیں فتح دی۔ اور جب یہ آیت ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا پھر فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں' اور مسلم' ترمذی اور نسائی نے اسے حضرت سعید بن المسیب کی حدیث سے بحوالہ حضرت سعدؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا' تو مجھ سے اس مقام پر ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھا اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ سے سعید کی روایت کو عجیب خیال کیا جاتا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ احمد الزبیری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت نے عن حمزہ بن عبداللہ عن ابیہ یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن سعد ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک کو گئے تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ گئے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا' کیا آپ مجھے پیچھے چھوڑ دیں گے؟ آپ نے فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ' حضرت موسیٰؑ سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' یہ اسناد جید ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور حسن بن عرفۃ العبدی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن حازم ابومعاویۃ الضریر نے عن موسیٰ بن مسلم الشیبانی عن عبدالرحمٰن بن سابط عن سعد بن ابی وقاص ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ اپنے ایک حج کے سلسلہ میں آئے تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو حضرت سعدؓ نے کہا انہیں تین باتیں حاصل ہیں اگر مجھے ان میں سے ایک بھی حاصل ہوتی تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جسے میں محبوب ہوں' علی بھی اسے محبوب ہے۔ اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول

Marfat.com

بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے تھے‘ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور اس کا اسناد حسن ہے اور ابوزرعہ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن خالد الذہبی ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحٰق نے عبداللہ بن ابی نجیح سے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت معاویہؓ نے حج کیا تو آپ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے ابواسحٰق! ہم لوگوں کو اس جنگ نے حج سے دور کر دیا ہے حتیٰ کہ ہم اس کی بعض سنن کو بھول چلے ہیں‘ پس آپ طواف کریں ہم آپ کے طواف کے ساتھ طواف کریں گے‘ راوی بیان کرتا ہے اور جب وہ فارغ ہوئے تو وہ آپ کو دارالندوۃ میں لے گئے اور آپ کو اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا ہے پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کیا ہے۔ خدا کی قسم اگر ان کی تین باتوں میں سے ایک بات بھی مجھ میں موجود ہوتی تو وہ مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اگر مجھے وہ بات حاصل ہوئی جو آپ نے ان سے غزوہ تبوک کے موقع پر فرمائی کہ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو یہ بات مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور اگر مجھے وہ بات حاصل ہوتی جو آپ نے خیبر کے روز انہیں فرمائی کہ میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا اور وہ فرار کرنے والا نہ ہوگا‘ تو یہ بات مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اور اگر میں آپ کی بیٹی کی وجہ سے آپ کا داماد ہوتا اور اس سے میرے ہاں لڑکے ہوتے جو ان کے ہاں ہیں تو یہ بات مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے میں آج کے بعد تمہارے گھر تمہارے پاس نہیں آؤں گا‘ پھر انہوں نے اپنی چادر جھاڑی پھر باہر نکل گئے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو پیچھے چھوڑا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا‘ اس کا اسناد دونوں کی شرط کے مطابق ہے اور ان دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور اسی طرح اسے ابوعوانہ نے عن الاعمش عن الحکم بن مصعب عن ابیہ روایت کیا ہے‘ اور ابوداؤد طیالسی نے اسے عن شعبہ عن عاصم عن مصعب عن ابیہ روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ بنی ہاشم کے غلام ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہم سے بیان کیا کہ الجعد بن عبدالرحمٰن الجعفی نے عائشہ بنت سعدؓ سے اور اس نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ‘ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ ثنیۃ الوداع تک آ گئے اور حضرت علیؓ رو رو کر کہہ رہے تھے آپ مجھے پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر آپ کو مقام نبوت حاصل نہ ہوگا۔ یہ اسناد بھی اسی طرح صحیح ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی‘ اور کئی لوگوں نے عائشہ بنت سعدؓ سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کو رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ سے صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ جن میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ حضرت معاویہؓ حضرت جابر بن عبداللہؓ حضرت جابر بن سمرۃؓ حضرت ابوسعیدؓ حضرت البراء بن عازبؓ حضرت زید بن ارقمؓ حضرت زید بن ابی اوفیٰؓ حضرت نبیط بن شریطؓ حضرت حبشی بن جنادۃؓ حضرت مالک بن الحویرثؓ حضرت انس بن مالکؓ حضرت ابوالفضلؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں' اور حافظ ابن عساکر اپنی تاریخ میں حضرت علیؓ کے حالات میں ان احادیث کی انتہا تک پہنچے ہیں اور عمدگی کے ساتھ افادہ کیا ہے اور ہمسروں پر سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپ پر رحم فرمائے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین باتیں عطا کی گئی ہیں اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھ میں موجود ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی آپ سے دریافت کیا گیا یا امیر المومنین وہ کیا باتیں ہیں آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں آپ کا رہائش رکھنا اور اس میں جو چیز رسول اللہ ﷺ کے لیے حلال ہے ان کے لیے بھی حلال ہے' اور خیبر کے روز آپ کا جھنڈے کو لینا' اور اسے حضرت عمرؓ سے کئی طریق سے روایت کیا گیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

اور امام احمدؒ نے اسے عن وکیع عن ہشام بن سعد عن عمر بن اسید عن ابن عمرؓ روایت کیا ہے' ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ' لیکن ابن ابی طالب کو تین باتیں عطا ہوئی ہیں کہ اگر وہ مجھے عطا کی جاتیں تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتیں' پھر آپ نے ان تین باتوں کا ذکر کیا ہے۔

اور احمد اور ترمذی نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے بحوالہ حضرت جابرؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور احمد نے اسے عطیہ کی حدیث سے ابوسعید سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ روایت کیا ہے آپ نے فرمایا تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' اور طبرانی نے اسے عبدالعزیز بن حکیم کے طریق سے بحوالہ حضرت ابن عمرؓ مرفوعاً روایت کیا ہے اور سلمہ بن کہیل نے اسے عن عامر بن سعد عن ابیہ عن سلمہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا' کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' سلمہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے بنی موہب کے غلام کو کہتے سنا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اس قسم کی بات بیان کی ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح:

سفیان ثوری نے ابن ابی نجیح سے ان کے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر

Marfat.com

بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی بیٹی کی منگنی کا پیغام دینا چاہا پھر مجھے یاد آیا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں پھر مجھے آپ کا حسن سلوک اور مہربانی یاد آئی تو میں نے لڑکی کی منگنی کا پیغام دے دیا آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا نہیں' آپ نے فرمایا تمہاری وہ حطمی زرہ کہاں ہے جو میں نے فلاں روز آپ کو دی تھی' میں نے کہا میرے پاس موجود ہے آپ نے فرمایا اسے دے دو' میں نے اسے دے دیا تو آپ نے میرا نکاح کر دیا اور جس رات میں ان کے پاس گیا آپ نے فرمایا جب تک میں تم دونوں کے پاس نہ آؤں کوئی بات نہ کرنا' آپ ہمارے پاس آئے تو ہم پر ایک مخملی چادر یا کپڑا پڑا تھا ہم کسمسائے تو آپ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ پڑے رہو' پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اس پر دعا کی پھر اسے مجھ پر اور حضرت فاطمہؓ پر چھڑک دیا' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو زیادہ محبوب ہوں یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' آپ نے فرمایا وہ مجھے زیادہ محبوب ہے اور تو مجھے اس سے بھی زیادہ عزیز ہے' اور نسائی نے عبدالکریم بن سلیط کے طریق سے عن ابی بریدہ عن ابیہ روایت کی ہے اور اسے اس عبارت سے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھے کا جو حضرت سعدؓ کے پاس تھا اور انصار کی ایک جماعت سے کچھ صاع مکی لے کر ولیمہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں پر پانی ڈالنے کے بعد ان کے لیے دعا کی اور فرمایا اے اللہ ان دونوں کے اجتماع میں برکت فرما یعنی جماع میں اور محمد بن کثیر نے عن الاوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃؓ بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے منگنی کی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے پاس جا کر انہیں کہا' اے میری بیٹی تیرے عم زاد علیؓ نے تجھے منگنی کا پیغام دیا ہے تیری کیا رائے ہے؟ حضرت فاطمہؓ رو پڑیں پھر کہنے لگیں' اے میرے باپ گویا آپ نے مجھے قریش کے فقیر کے سپرد کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے اس بارے میں اس وقت تک بات نہیں کی جب تک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے مجھے اس کی اجازت نہیں دی' حضرت فاطمہؓ نے کہا میں اس بات سے راضی ہوں جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہے' پس آپ حضرت فاطمہؓ کے ہاں سے باہر چلے گئے اور مسلمان آپ کے پاس آ گئے پھر آپ نے فرمایا اے علیؓ اپنی بات کرو' حضرت علیؓ نے کہا سب تعریف اس خدا کی ہے جسے موت نہیں آتی اور یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں انہوں نے اپنی بیٹی کا چار سو درہم مہر پر مجھ سے نکاح کر دیا ہے پس جو بات وہ کہتے ہیں اسے سنو اور گواہ بنو' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس سے نکاح کر دیا ہے اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور یہ منکر حدیث ہے اور اس فصل میں بہت سی موضوع اور منکر احادیث بیان ہوئی ہیں ہم نے ان سے پہلوتہی کی ہے کہ ان سے کتاب طویل نہ ہو جائے اور ان میں کچھ جید احادیث کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے اور وکیع نے ابو خالد سے بحوالہ الشعبی بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہمارے پاس صرف مینڈھے کا خام چمڑا تھا جس کی ایک جانب ہم سوتے تھے اور اس کی دوسری جانب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آٹا گوندھتی تھیں' اور مجالد کی ایک روایت میں جو بحوالہ شعبی مروی ہے کہ ہم دن کو اس پر پانی لانے والے اونٹ کو چارا ڈالتے تھے اور اس کے سوا میرے پاس کوئی خادم نہ تھا۔

ایک اور حدیث

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ عوف نے میمون ابو عبداللہ سے بحوالہ زید بن ارقم ہم سے بیان

Marfat.com

کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ اصحاب کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے' آپ نے ایک روز فرمایا' علیؓ کے دروازے کے سوا ان دروازوں کو بند کر دو' راوی بیان کرتا ہے اس بارے میں بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا' اما بعد' میں نے حضرت علیؓ کے دروازے کے سوا دوسرے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا ہے اور تمہارے اعتراض کرنے والے نے اس میں اعتراض کیا ہے اور قسم بخدا نہ میں نے کسی چیز کو بند کیا ہے اور نہ کسی چیز کو کھولا ہے مگر مجھے ایک چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں نے اس کی اتباع کی ہے اور ابوالاشہب نے اسے عن عوف عن میمون عن البراء بن عازب روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور قبل ازیں احمد اور نسائی نے ابوعوانہ کی حدیث سے عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباسؓ جو طویل حدیث روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپ نے علیؓ کے دروازے کے سوا دوسرے دروازے بند کر دیئے' اور اسی طرح شعبہ نے اسے بحوالہ ابی بلج روایت کیا ہے اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بھی اسے روایت کیا ہے' ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن محمد بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسماعیل بن جعفر الطحان نے ہم سے بیان کیا کہ غسان بن بسر الکاہلی نے عن مسلم عن خیثمہ عن سعد ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے دروازوں کو بند کر دیا اور حضرت علیؓ کے دروازے کو کھول دیا' اس بارے میں لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا میں نے اسے نہیں کھولا بلکہ اللہ نے اسے کھولا ہے' اور یہ آپ کے صحیح بخاری میں بیان کردہ اس حکم کے منافی نہیں جو آپ نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا مسجد میں کھلنے والے دروازوں کے بند کرنے کے متعلق دیا تھا' اس لیے کہ حضرت علیؓ کے حق میں اس کی نفی آپ کی زندگی میں حضرت فاطمہؓ کے اپنے گھر سے چل کر اپنے باپ کے گھر جانے کی ضرورت کی وجہ سے تھی اور آپ نے یہ ان کی سہولت کے لیے کیا تھا اور آپ کی وفات کے بعد یہ سبب زائل ہو گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کھولنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے مسجد کی طرف جائیں کیونکہ آپ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ تھے اور اس میں آپ کی خلافت کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔

اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ علی بن المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضیل نے عن سالم بن ابی حفصہ عن عطیہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علیؓ میرے اور تیرے سوا کسی شخص کے لیے مسجد میں جنبی ہونا جائز نہیں علی بن المنذر نے بیان کیا ہے کہ میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟ اس نے کہا' میرے اور تیرے سوا کسی شخص کے لیے جنبی ہونے کی حالت میں اسے راستہ بنانا جائز نہیں' پھر ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور محمد بن اسماعیل نے بھی اس حدیث کو سنا ہے اور ابن عساکر نے اسے کثیر النواء کے طریق سے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید روایت کیا ہے پھر اسے ابونعیم کے طریق سے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن ابی عینیہ نے عن ابوالخطاب عمر الہجری عن محدوج عن جسرۃ بنت دجاجہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیماری میں باہر آئے حتیٰ کہ مسجد کے صحن میں آ گئے اور بلند آواز سے پکارا۔ محمد ﷺ اور آپ کی ازواج اور علیؓ اور فاطمہؓ بنت محمد ﷺ کے سوا مسجد کسی جنبی اور حائضہ کے لیے جائز نہیں' آگاہ رہو کیا میں نے تمہارے لیے ناموں کو واضح کر دیا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ' یہ اسناد غریب ہے اور اس میں ضعف پایا جاتا ہے پھر انہوں نے اسے اسی طرح ابورافع کی حدیث سے بیان کیا ہے اور اس میں بھی اسی طرح

Marfat.com

غرابت پائی جاتی ہے۔

ایک اور حدیث:

حاکم اور کئی دوسرے لوگوں نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن بریدہ بن الحصیب بیان کیا ہے کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ یمن کی طرف جنگ کرنے گیا تو میں نے آپ سے بدسلوکی محسوس کی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عیب گوئی کی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو بدلتے دیکھا آپ نے فرمایا: اے بریدہ کیا میں مومنین کی جانوں سے بڑھ کر حق نہیں رکھتا' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ایسا ہی ہے' آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں' علیؓ بھی اسے محبوب ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ اجلح کندی نے عبداللہ بن بریدہ سے اس کے باپ بریدہ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دستے یمن کی طرف روانہ فرمائے ان میں سے ایک کے امیر حضرت علیؓ تھے اور دوسرے کے امیر حضرت خالد بن ولیدؓ تھے نیز آپؐ نے فرمایا جب تم اکٹھے ہو جاؤ تو سب لوگوں کے امیر حضرت علیؓ ہوں گے اور جب تم دونوں الگ الگ ہو جاؤ تو تم دونوں میں سے ہر کوئی اپنی اپنی فوج پر امیر ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اہل یمن میں سے بنی زید کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور ہم نے جنگ کی اور مسلمانوں نے مشرکین پر غلبہ پا لیا' پس ہم نے جانبازوں کو قتل کر دیا اور اولاد کو قید کر لیا۔ حضرت علیؓ نے قیدیوں میں سے ایک عورت کو اپنے لیے منتخب کر لیا' بریدہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر اس بات کی اطلاع دی اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپ کو خط دیا اور وہ خط آپ کو سنایا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ پناہ لینے والے کی جگہ ہے آپ نے مجھے ایک شخص کے ساتھ بھیجا اور مجھے اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اور میں نے وہ چیز پہنچا دی ہے جو مجھے دے کر بھیجی گئی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی کی عیب گوئی نہ کر بلاشبہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا مددگار ہے' یہ منکر الفاظ ہیں اور اجلح' شیعہ ہے اور اس قسم کا شخص قبول نہیں ہوتا جب وہ اس قسم کے الفاظ میں متفرد ہو اور اس سے بھی کمزور تر لوگوں نے اس کی متابعت کی ہے۔ واللہ اعلم

اور اس بارے میں احمدؒ کی روایت محفوظ ہے جو عن وکیع عن الاعمش عن سعد بن عبیدہ عن عبداللہ بن بریدہ عن ابیہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے میں محبوب ہوں' علیؓ اس کا دوست ہے اور اسی طرح احمدؒ نے اسے روایت کیا ہے اور حسن بن عرفہ نے اسے اعمش سے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے ابو کریب سے بحوالہ ابو معاویہ روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ روحؒ بن علی بن سوید بن منجوف نے عبداللہ بن بریدہ سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے پاس خمس لینے بھیجا' راوی بیان کرتا ہے صبح ہوئی تو ان کا سر ٹپک رہا تھا حضرت خالدؓ نے بریدہ سے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہ شخص کیا کر رہا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا تو میں نے آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کارکردگی کی اطلاع دی۔ راوی بیان کرتا ہے: میں حضرت علیؓ سے بغض رکھتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے بریدہ کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا اس سے بغض نہ رکھ اور اس سے محبت رکھ بلاشبہ اس کے لیے اس

Marfat.com

خمس میں اس سے بھی زیادہ ہے' اور بخاری نے اسے صحیح بندار سے بحوالہ روح طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالجلیل نے ہم سے بیان کیا کہ میں ایک حلقہ میں گیا جس میں ابومجلز اور بریدہ کے دونوں بیٹے موجود تھے' عبداللہ بن بریدہ نے کہا کہ میرے باپ بریدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت علیؓ سے ایسا بغض رکھتا تھا کہ میں نے کسی سے ایسا بغض نہیں رکھا اور میں نے قریش کے ایک شخص سے جسے میں پسند نہیں کرتا تھا صرف اس کے حضرت علیؓ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اس کے ساتھ محبت کی' پس اس شخص کو تھوڑے سے سواروں پر امیر بنا کر بھیجا گیا اور میں اس کے ساتھ ہو گیا اور میں صرف اس کے حضرت علیؓ کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو گیا پس ہم کو قیدی دستیاب ہوئے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے پاس کوئی آدمی بھیجئے جو ان کا خمس لگائے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس بھیجا راوی بیان کرتا ہے' قیدیوں میں ایک خدمتگار لڑکی تھی اور وہ سب قیدی عورتوں سے بہتر تھی' پس حضرت علیؓ نے خمس لگایا اور تقسیم کی اور باہر نکلے تو آپ کا سر ٹپک رہا تھا ہم نے کہا اے ابوالحسن یہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کیا تم نے اس خدمت گار لڑکی کو نہیں دیکھا جو قیدیوں میں تھی؟ میں نے تقسیم کی اور خمس لگایا تو وہ خمس میں آ گئی پھر وہ اہل بیت نبوی میں آ گئی پھر وہ آل علی میں آ گئی اور میں نے اس سے جماع کیا' راوی بیان کرتا ہے اس شخص نے اللہ کے نبی کو لکھا تو میں نے کہا مجھے بھیج دیجئے' اس نے مجھے تصدیق کنندہ بنا کر بھیج دیا' راوی بیان کرتا ہے میں خط پڑھنے لگا اور کہنے لگا کہ اس نے سچ کہا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ سے خط پکڑ لیا اور فرمایا کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا اس سے بغض نہ رکھ اور اگر تو اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کی محبت میں اضافہ کر' اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' خمس میں آل علی کا حصہ خدمتگار لڑکی سے بڑھ کر ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ ﷺ کے قول کے بعد لوگوں میں مجھے حضرت علیؓ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس حدیث میں میرے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے درمیان میرے باپ بریدہ کے سوا اور کوئی نہیں' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور بھی کئی لوگوں نے اس حدیث کو عن ابی الجواب عن یونس بن ابی اسحٰق عن ابیہ عن البراء بن عازب' بریدہ بن الحصیب کی روایت کی طرح روایت کیا ہے اور یہ حدیث غریب ہے۔

اور ترمذی نے اسے عبداللہ بن ابی زیاد سے بحوالہ ابی الجواب الاحوص بن جواب روایت کیا ہے اور اسے حسن غریب کہا ہے اور ہم اسے صرف اسی کی حدیث سے جانتے ہیں اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید الرشک نے مطرف بن عبداللہ سے بحوالہ عمران بن حصین مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارت میں روانہ فرمایا اور آپ نے اپنے سفر میں کچھ نئی باتیں کیں' تو اصحاب محمد ﷺ میں سے چار اشخاص نے باہم عہد کیا کہ وہ ان کے معاملے کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کریں گے عمران کا بیان ہے کہ ہم جب اپنے سفر سے آئے تو ہم سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو سلام عرض کیا' راوی بیان کرتا ہے وہ آپ کے پاس گئے تو ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ نے ایسے ایسے کیا ہے' آپ نے اس سے اعراض کیا پھر دوسرے نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ نے ایسے ایسے کیا ہے' آپ نے اس سے بھی اعراض کیا پھر تیسرے نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ حضرت علی

Marfat.com

نے ایسے ایسے کیا ہے؟ پھر چوتھے نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ نے ایسے ایسے کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ ﷺ چوتھے شخص کے پاس آئے اور آپ کا چہرہ بدلا ہوا تھا' آپؐ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو۔ بلاشبہ علیؓ مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے اور ترمذی اور نسائی نے اسے قتیبہ سے بحوالہ جعفر بن سلیمان روایت کیا ہے اور ترمذی کی عبارت طویل ہے اور اس میں ہے کہ حضرت علیؓ نے قیدی عورتوں میں سے ایک لونڈی حاصل کی ہے پھر امام ترمذی اسے حسن غریب قرار دیتے ہیں اور یہ کہ ہم اسے صرف جعفر سلیمان کی حدیث سے جانتے ہیں۔ اور ابو یعلیٰ موصلی نے اسے عبداللہ بن عمر القواریری' حسن بن عمر بن شقیق الحرمی اور المعلی بن مہدی سے روایت کیا ہے اور سب نے اسے جعفر بن سلیمان سے روایت کیا ہے۔

اور خیثمہ بن سلیمان نے بیان کیا ہے کہ احمد بن حازم نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ بن یوسف بن صہیب نے' دکین سے بحوالہ وہب بن حمزہ ہمیں خبر دی کہ میں نے مدینہ سے مکہ تک حضرت علیؓ کے ساتھ سفر کیا اور میں نے ان سے بدسلوکی محسوس کی تو میں نے کہا اگر میں واپس گیا تو رسول اللہ ﷺ سے علاقہ میں ان کی عیب گوئی کروں گا' راوی بیان کرتا ہے' میں واپس آ کر رسول اللہ ﷺ سے ملا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور ان کی عیب گوئی کی' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' حضرت علیؓ کے متعلق یہ بات نہ کہنا بلاشبہ حضرت علیؓ میرے بعد تمہارے دوست ہوں گے' اور ابو داؤد طیالسی نے عن شعبہ عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تو میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے۔ اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابو اسحٰق ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر بن حزم نے عن سلیمان بن محمد بن کعب بن عجرہ عن عمتہ زینب بنت کعب جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ عن ابی سعید مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتی تھیں کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا۔ اے لوگو! علی کی شکایت نہ کرو' قسم بخدا وہ اللہ کی ذات کے بارے میں یا خدا کی راہ میں بڑا پرجوش ہے' احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اور حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابوالحسین بن الفضل القطان نے ہمیں بتایا کہ ابوسہل بن زیاد القطان نے ہمیں خبر دی کہ ابو اسحاق قاضی نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابی ادریس نے ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی نے عن سلیمان بن بلال عن سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرۃ عن عمتہ زینب بنت کعب بن عجرۃ عن ابی سعید مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا' ابوسعید نے بیان کیا کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو آپ کے ساتھ گئے تھے' پس جب صدقہ کے اونٹ حاضر کیے گئے تو ہم نے آپ سے ان پر سوار ہونے اور اپنے اونٹوں کو آرام دینے کے متعلق دریافت کیا اور ہم نے اپنے اونٹوں میں سستی دیکھی تو آپ نے ہماری بات نہ مانی' اور فرمایا' تمہارا ان میں مسلمانوں کی طرح حصہ ہے' راوی بیان کرتا ہے' جب حضرت علی فارغ ہو گئے اور یمن سے واپس لوٹے تو آپ نے ہم پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا اور خود جلدی سے چلے گئے اور حج کو پا لیا اور جب آپ نے اپنا حج ادا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا اپنے اصحاب کی طرف واپس جایئے اور ان کے آگے ہو جایئے۔

Marfat.com

ابو سعید کا بیان ہے کہ جس شخص کو آپ نے قائم مقام مقرر کیا تھا ہم نے اس سے اس کام کے متعلق پوچھا جس سے حضرت علیؓ نے ہمیں منع کیا تھا' سو اس نے وہ کام کر دیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے صدقہ کے اونٹوں کو دیکھ کر معلوم کر لیا کہ ان پر سواری کی گئی ہے تو آپ نے اس کا حکم دینے والے کی مذمت کی اور اسے ملامت بھی کی' میں نے کہا' مجھ پر خدا کی طرف سے یہ بات واجب ہے کہ اگر میں مدینہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور ذکر کروں گا اور جس درشتی اور تنگی سے ہم دوچار ہوئے ہیں اس کے متعلق آپ کو اطلاع دوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے جب ہم مدینہ آئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ سے وہ بات کرنی چاہی جس پر میں نے قسم کھائی تھی اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے ہوئے ملا' آپ نے جب مجھے دیکھا تو آپ میرے پاس کھڑے ہو گئے اور اور مجھے خوش آمدید کہا اور ہم نے ایک دوسرے کا حال پوچھا اور آپ نے فرمایا تم کب آئے ہو؟ میں نے کہا میں گذشتہ شب کو آیا ہوں تو آپ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس چلے گئے اور عرض کیا یہ سعد بن مالک شہید ہے' آپ نے فرمایا اسے اجازت دو' میں اندر داخل ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا اور آپ نے مجھے سلام کہا اور آپ نے مجھ سے میرے متعلق اور میرے اہل کے متعلق دریافت کیا اور اصل مسئلہ کو مخفی رکھا' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حضرت علیؓ سے سختی' بدسلوکی اور تنگی پہنچی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور میں ان پر سختیوں کو شمار کرنے لگا جو ہمیں ان سے پہنچی تھیں اور جب میں اپنی گفتگو کے وسط میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ران پر ہاتھ مارا اور میں آپ کے قریب ہی تھا۔ اور فرمایا سعد بن مالک بن شہید! اپنے بھائی حضرت علیؓ کے متعلق باتیں بند کرو' خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ وہ خدا کی راہ میں ایک فوج ہے' راوی بیان کرتا ہے' میں نے اپنے دل میں کہا' سعد بن مالک تیری ماں تجھے کھو دے' کیا میں اپنے آپ کو اس دن سے ناپسندیدہ حال میں نہیں پاتا اور بے شک مجھے معلوم بھی نہیں' خدا کی قسم میں اعلانیہ اور پوشیدہ طور پر کبھی بھی ان کو برائی سے یاد نہیں کروں گا اور یونس بن بکیر نے بحوالہ محمد بن اسحٰق بیان کیا ہے کہ ابان بن صالح نے عبداللہ بن دینار اسلمی سے اس کے ماموں عمرو بن شاش اسلمی آپ اصحاب حدیبیہ میں سے تھے۔ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ ان سواروں میں شامل تھا' جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کی طرف بھیجا تھا' حضرت علیؓ نے مجھ سے کچھ بدسلوکی جس سے مجھے آپ پر رنجیدگی ہو گئی اور جب میں مدینہ آیا تو میں نے مدینہ کی مجالس میں اور جس شخص سے بھی میں ملا اس کے پاس آپ کی شکایت کی۔ ایک روز میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' جب آپ نے مجھے دیکھا تو میں آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہا تھا' آپ نے میری طرف دیکھا حتیٰ کہ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا اور جب میں آپ کے پاس بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اے عمرو خدا کی قسم آپ نے مجھے اذیت دی ہے' میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون. میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے سے اللہ تعالیٰ اور اسلام کی پناہ چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا جس نے علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دی تحقیق اس نے مجھے اذیت دی۔ اور امام احمد نے اسے عن یعقوب عن ابیہ ابراہیم بن سعد عن محمد بن اسحٰق عن ابان بن صالح عن الفضل بن معقل عن عبداللہ بن دینار عن خالہ عمرو بن شاش روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اسی طرح کئی آدمیوں نے اسے محمد بن اسحٰق سے بحوالہ ابان بن الفضل روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے سیف بن عمر نے عبداللہ بن سعید سے بحوالہ ابان بن صالح روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کو اذیت دی تحقیق اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی' اس نے اللہ کو اذیت دی۔

اور عباد بن یعقوب الرواجنی نے عن موسیٰ بن عمیر عن عقیل بن نجدۃ بن ہبیرۃ عن عمرو بن شاش روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو بلاشبہ جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ محمود بن خداش نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ فنان بن عبداللہ النہمی نے ہم سے بیان کیا کہ مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی بھی میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہم نے حضرت علیؓ پر عیب لگائے تو رسول اللہ ﷺ آ گئے اور آپ کے چہرے سے ناراضگی ہویدا تھی' میں نے آپ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگی آپ نے فرمایا' تمہیں اور مجھے کیا ہے؟ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دی تحقیق اس نے مجھے اذیت دی۔

<u>حدیث غدیر خم:</u>

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حسین بن محمد اور ابو نعیم المعنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ فطر نے بحوالہ ابو الطفیل ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے کوفہ میں لوگوں کو جمع کیا پھر انہیں کہا' میں ہر اس مسلمان سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو غدیر خم کے روز فرماتے سنا ہے جب آپ کھڑے ہوئے تو بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی کہ جب آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا تو لوگوں سے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں مومنین کی جانوں سے بھی بڑھ کر حق رکھتا ہوں' انہوں نے عرض کیا ہاں' یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا' جسے میں محبوب ہوں اسے یہ بھی محبوب ہے' اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ راوی بیان کرتا ہے میں باہر نکلا تو میرے دل میں کچھ خلجان تھا' میں نے حضرت زید بن ارقمؓ سے مل کر کہا' میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس اس طرح بیان کرتے سنا ہے انہوں نے فرمایا' انکار نہ کر' میں نے رسول اللہ ﷺ کو انہیں یہ کہتے سنا ہے' اور نسائی نے اسے حبیب بن ابی ثابت کی حدیث سے بحوالہ ابو الطفیل اس سے زیادہ مکمل صورت میں روایت کیا ہے اور ابوبکر شافعی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلیمان بن الحارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسرائیل الملائی نے عن الحکم عن ابی سلیمان المؤذن عن زید بن ارقم ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے ان لوگوں سے اپیل کی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جسے میں محبوب ہوں' اسے علی رضی اللہ عنہ بھی محبوب ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ فرماتے سنا تھا تو سولہ آدمیوں نے اٹھ کر اس کی گواہی دی اور میں بھی ان میں شامل تھا اور ابو یعلیٰ نے اور عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ کے مسند میں بیان کیا ہے کہ القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ارقم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں لوگوں سے اپیل کرتے دیکھا ہے' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو جسے میں محبوب ہوں اسے علی رضی اللہ عنہ بھی محبوب ہے۔ فرماتے سنا ہے۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ بارہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھ کھڑے ہوئے گویا میں ان میں سے ایک کو دیکھ رہا ہوں جو شلوار پہنے ہوئے تھے انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کیا میں مومنین کی جانوں سے بڑھ کر حق نہیں رکھتا اور میری بیویاں ان کی مائیں نہیں؟ ہم نے کہا ہاں

Marfat.com

رسولؐ بے شک' آپؐ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں اسے علی رضی اللہ عنہ بھی محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ پھر عبداللہ بن احمد نے اسے عن احمد بن عمر الوکیعی عن زید بن الحباب عن الولید بن عقبہ بن نیار عن سماک بن عبید بن الولید العبسی عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ بارہ آدمیوں نے اٹھ کر کہا جب آپ نے تمہارے ہاتھ کو پکڑا تو ہم نے آپ کو فرماتے دیکھا اور سنا ہے کہ اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ' اور جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر اور جو اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے تو بھی اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے' اور اسی طرح اسے ابوداؤد الطہوی نے جس کا نام عیسیٰ بن مسلم ہے۔ بحوالہ عمرو بن ہند الجملی اور عبدالاعلیٰ بن عامر التغلبی روایت کیا ہے اور ان دونوں نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کی ہے اور اس نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے دارقطنی نے اسے غریب قرار دیا ہے اور ابوداؤد الطہوی اسے ان دونوں سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔

اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن کیسان المدینی نے ۲۹۰ھ میں ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عمرو البجلی نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے طلحہ بن مصرف سے بحوالہ عمیرہ بن سعد ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب سے اپیل کرتے دیکھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز وہ بات فرماتے سنا جو آپ نے فرمائی' تو بارہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے جن میں حضرت ابوہریرہ' حضرت ابوسعید اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم شامل تھے انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جسے میں محبوب ہوں اسے علیؓ بھی محبوب ہے' اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ اور ابوالعباس بن عقدۃ الحافظ الشیعی نے اسے عن الحسن بن علی بن عفان العامری عن عبداللہ بن موسیٰ عن قطن عن عمرو بن مرۃ اور سعید بن وہب اور زید بن یثیع سے روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہم نے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا پھر اس نے اسی طرح بیان کیا ہے کہ تیرہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ' اور جو اسے چاہے تو بھی اسے چاہ اور جو اسے ناپسند کرے تو بھی اسے ناپسند کر اور جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر اور جو اس کو بے یار و مددگار چھوڑے تو بھی اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے' جب وہ اس حدیث سے فارغ ہوئے تو ابواسحاق نے کہا اے ابوبکر وہ کون سے اشیاخ تھے؟

اور اسی طرح عبداللہ بن احمد نے اسے عن علی بن حکیم الاودی عن اسرائیل عن ابی اسحٰق روایت کیا ہے اور اس نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور عبدالرزاق نے عن اسرائیل عن ابی اسحٰق عن سعید بن وہب اور عبد خیر بیان کیا ہے وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے میدان میں بیان کرتے سنا کہ میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ فرماتے سنا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں

Marfat.com

نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات فرماتے سنا ہے' اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابواسحٰق ہم سے بیان کیا کہ میں نے سعید بن وہب کو بیان کرتے سنا کہ حضرت علیؓ نے لوگوں سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ کے پانچ یا چھ اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن الحرث بن لقیط الاشجعی نے بحوالہ رباح بن الحرث ہم سے بیان کیا کہ کوفہ میں حضرت علیؓ کے پاس کچھ آدمی آئے اور انہوں نے کہا اے مولانا السلام علیک! آپ نے فرمایا میں کیسے تمہارا مولیٰ ہوں حالانکہ تم عرب لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ رباح کا بیان ہے کہ جب وہ چلے گئے تو میں نے ان کا پیچھا کیا اور میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ انصار کی ایک جماعت ہے جن میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے' اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ شریک نے حنش سے بحوالہ رباح بن الحرث ہم سے بیان کیا کہ کوفہ میں ہم حضرت علیؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس پر سفر کے نشان تھے' اس نے کہا اے میرے آقا السلام علیک! انہوں نے پوچھا یہ کون شخص ہے تو حضرت ابوایوب انصاریؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ربیع بن ابی صالح اسلمی نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن ابی زیاد اسلمی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے دریافت کرتے سنا' آپ نے فرمایا' میں اس مسلمان سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو غدیر خم کے روز وہ بات فرماتے سنا ہے جو آپ نے فرمائی' تو بارہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک نے عبدالرحمٰن کندی سے بحوالہ زاذان ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے دریافت کرتے سنا کہ کس نے رسول اللہ ﷺ کو غدیر خم کے روز وہ بات بیان کرتے سنا ہے جو آپ نے بیان کی' تو تیرہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حجاج بن الشاعر نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ نے ہم سے بیان کیا کہ نعیم بن حکیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابومریم اور حضرت علیؓ کے ہم نشینوں میں سے ایک شخص نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے روز فرمایا: جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے' راوی بیان کرتا ہے' بعد میں لوگوں نے یہ اضافہ بھی کر دیا کہ اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ' اور یہ حدیث حضرت علیؓ سے متعدد طریق سے روایت کی گئی ہے اور حضرت زید بن ارقم سے بھی اس کے متعدد طرق ہیں اور غندر نے شعبہ سے بحوالہ سلمہ بن کہیل بیان کیا ہے کہ میں نے ابوالطفیل کو ابومریم یا زید بن ارقم شعبہ کو شک ہوا ہے۔ کے حوالے سے بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے سعید بن جبیر نے بیان کیا ہے کہ میں نے قبل ازیں اسے حضرت ابن عباسؓ سے سنا ہے' ترمذی نے اسے بندار سے بحوالہ غندر

Marfat.com

روایت کیا ہے اور اسے حسن غریب قرار دیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن المغیرہ عن ابی عبید عن میمون بن ابی عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور میں سن رہا تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک وادی میں اترے جسے وادی خم کہا جاتا تھا' آپؐ نے نماز کا حکم دیا اور اسے تیز گرمی میں پڑھا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے ہم سے خطاب کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوپ سے بچانے کے لیے کیکر کے ایک درخت پر کپڑا ڈال کر سایہ کیا گیا' آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے یا کیا تم گواہی نہیں دیتے۔ کہ میں ہر مومن کی جان سے بڑھ کر حق رکھتا ہوں؟ انہوں نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا' جسے میں محبوب ہوں بلاشبہ علی بھی اسے محبوب ہے اے اللہ جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اور اسی طرح احمدؒ نے اسے عن غندر عن شعبہ عن میمون بن ابی عبداللہ عن زید بن ارقم روایت کیا ہے اور حضرت زید بن ارقم سے اسے ایک جماعت نے بھی روایت کیا ہے جس میں ابواسحٰق السبیعی' حبیب الاساف' عطیہ العوفی' ابوعبداللہ شامی اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ شامل ہیں' اور معروف بن حربوذ نے بھی اسے ابوالطفیل سے بحوالہ حذیفہ بن اسید روایت کیا ہے' انہوں نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آئے تو آپ نے اپنے اصحاب کو کشادہ نالے میں ان درختوں کے آس پاس اترنے سے منع کیا جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں' پھر آپ ان کے پاس چلے گئے اور ان کے نیچے نماز پڑھی پھر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو! مجھے لطیف وخبیر خدا نے خبر دی ہے کہ ہر نبی کو اس سے پہلے نبی کی عمر سے نصف عمر دی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ مجھے عنقریب بلاوا آ جائے گا اور میں جواب دوں گا اور مجھے پوچھا جائے گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے پس تم کیا کہو گے' انہوں نے کہا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا ہے اور خیر خواہی کی ہے اور کوشش کی ہے اللہ آپ کو جزائے خیر دے' آپ نے فرمایا کیا تم گواہی نہ دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کی جنت' حق اور دوزخ حق اور موت حق ہے اور بلاریب قیامت آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو اٹھائے گا؟ انہوں نے کہا بے شک ہم اس کی گواہی دیں گے' آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہ! پھر فرمایا اے لوگو! بلاشبہ اللہ میرا آقا ہے اور میں مومنین کا آقا ہوں اور میں ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق دار ہوں اور جسے میں محبوب ہوں اسے یہ بھی محبوب ہے اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ پھر فرمایا اے لوگو! میں تمہارا فرط ہوں اور تم حوض پر آنے والے ہو' وہ حوض' بصری اور صنعاء کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ چوڑا ہے' اس میں ستاروں کی تعداد کی مانند برتن ہیں اور دو چاندی کے پیالے ہیں اور جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سے ثقلین کے بارے میں دریافت کروں گا' دیکھنا تم ان کے بارے میں میری جانشینی کیسے کرتے ہو؟ ثقل اکبر کتاب اللہ ہے جس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو نہ گمراہ ہو اور نہ بدلو اور میری اولاد میرے اہل بیت ہیں اور مجھے لطیف وخبیر خدا نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں الگ الگ نہ ہوں گے حتیٰ کہ دونوں حوض پر آ جائیں گے' ابن عساکر نے اسے پوری طوالت کے ساتھ معروف طریق کے مطابق روایت کیا ہے جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے عن علی بن زید بن جدعان عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازبؓ ہمیں بتایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے حتیٰ کہ ہم غدیر خم پر اترے تو آپ نے ایک منادی اعلان کرنے بھیجا اور جب ہم

Marfat.com

اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہاری جانوں سے بڑھ کر عزیز نہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! بے شک آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہاری ماؤں سے زیادہ عزیز نہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! بے شک آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے باپوں سے زیادہ عزیز نہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک آپ نے فرمایا کیا میں نہیں کیا میں نہیں کیا میں نہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں اسے علیؓ بھی محبوب ہے اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن ابی طالب آپ کو مبارک ہو آج آپ ہر مومن کے دوست بن گئے ہیں اور اسی طرح ابن ماجہ نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے علی بن زید اور ابی ہارون العبدی سے عن عدی بن ثابت عن البراءؓ روایت کیا ہے نیز اسی طرح اسے موسیٰ بن عثمان الحضرمی نے ابواسحٰق سے بحوالہ البراءؓ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حضرت سعد حضرت طلحہ بن عبداللہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا گیا ہے اس کے آپ سے اور حضرت ابوسعید خدری حضرت حبشی بن جنادہ حضرت جریر بن عبداللہ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے کئی طرق ہیں۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے اس کے جو طرق ہیں ان میں سے سب سے عجیب طریق وہ ہے جس کے متعلق حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن علی بن محمد بن بشران نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عمر الحافظ نے ہمیں بتایا کہ ابونصر حبشون بن موسیٰ بن ایوب الخلال نے ہمیں خبر دی کہ علی بن سعید الرملی نے ہم سے بیان کیا کہ ضمرۃ بن ربیعہ القرشی نے عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص ۱۸/ ذوالحجہ کا روزہ رکھے گا اس کے لیے ساٹھ ماہ کے روزے لکھے جائیں گے اور وہ غدیر خم کا روزہ ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا میں مومنین کا دوست نہیں؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! بے شک آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابن ابی طالب آپ کو شاباش ہو آپ میرے اور سب مسلمانوں کے محبوب بن گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری (آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے) اور جو شخص ۲۷/ رجب[1] کا روزہ رکھے گا اس کے لیے ساٹھ ماہ کے روزے لکھے جائیں گے اور یہ پہلا دن ہے جس میں جبرئیلؑ رسالت کے ساتھ نازل ہوئے تھے خطیب نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حبشون کی روایت سے مشہور ہوئی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس کی روایت میں متفرد ہے اور احمد بن عبداللہ بن عباس بن سالم بن مہران المعروف بابن النہری نے بحوالہ علی بن سعید شامی اس سے موافقت کی ہے۔

میں کہتا ہوں اس میں کئی وجوہ سے نکارت پائی جاتی ہے جس میں سے ایک وجہ اس کا یہ قول ہے کہ آیت الیوم اکملت لکم آپ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس قسم کی بات ابن ہارون العبدی کے طریق سے بحوالہ حضرت ابوسعید خدریؓ بھی بیان ہوئی ہے جو درست نہیں۔ یہ یوم عرفہ کو نازل ہوئی تھی جیسا کہ صحیحین میں بحوالہ حضرت عمر بن الخطابؓ بیان ہوا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے جو ہمارے بیان کردہ صحابہؓ کے علاوہ ہیں۔ حضور ﷺ کے قول جسے میں محبوب ہوں۔ کے

---

[1] مخطوطے کے نسخہ میں ۲۶/ رجب ہے۔

Marfat.com

بارے میں روایت کی گئی ہے اور ان کی طرف اسانید ضعیف ہیں۔

حدیث الطیر:

لوگوں نے اس حدیث کے بارے میں تصانیف کی ہیں اور اس کے متعدد طرق ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں اعتراض پایا جاتا ہے اور ہم اس میں سے کچھ اعتراضات کی طرف اشارہ کریں گے' ترمذی نے بیان کیا ہے کہ سفیان بن وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن موسیٰ نے عن عیسیٰ بن عمر السری عن انس ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پرندہ تھا آپ نے فرمایا اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا جو اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے اور آپ نے حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا' پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے یہ حدیث غریب ہے ہم اسے السری کی حدیث سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور اسے کئی طریق سے حضرت انسؓ سے بھی روایت کیا گیا ہے اور ابو یعلیٰ نے اسے عن الحسین بن حماد عن شہر بن عبدالملک عن عیسیٰ بن عمر روایت کیا ہے اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ قطن بن بشیر نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان الضبعی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن انس نے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک بھنا ہوا چکور روٹی سمیت ہدیۃً دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اس کھانے کو کھائے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ! میرے باپ کو وہ محبوب تر آدمی بنا دے' حضرت حفصہؓ نے کہا اے اللہ میرے باپ کو وہ محبوب تر آدمی بنا دے' حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے کہا اے اللہ! حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو وہ شخص بنا دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دروازے میں حرکت کی آواز سنی تو میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو کوئی کام ہے واپس چلے جایئے' پھر میں نے دروازے میں حرکت کی آواز سنی تو میں باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں' میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو کوئی کام ہے واپس چلے جایئے' پھر میں نے دروازے میں حرکت کی آواز سنی تو اس نے مجھے سلام کہا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی آواز سن لی اور فرمایا اس شخص کو دیکھو' میں باہر نکلا تو وہ حضرت علیؓ تھے' میں نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا' انہیں میرے پاس آنے کی اجازت دو' میں نے انہیں اجازت دی تو وہ اندر آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ' اور حاکم نے اسے اپنی مستدرک میں ابو علی الحافظ سے بحوالہ محمد بن احمد الصفار اور حمید بن یونس الزیات روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن محمد بن احمد بن عیاض عن ابی غسان احمد بن عیاض عن ابی ظبیہ عن یحییٰ بن حسان عن سلیمان بن بلال عن یحییٰ بن سعید عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور یہ اسناد غریب ہے پھر حاکم نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے' بلاشبہ یہ ابو علاثہ محمد بن احمد عیاض' غیر معروف ہے لیکن اس حدیث کو اس سے ایک جماعت نے اس کے باپ سے روایت کیا ہے اور جن لوگوں نے اس سے روایت کی ہے ان میں ابو القاسم طبرانی بھی ہیں پھر انہوں نے بیان کیا ہے کہ وہ اسے اپنے باپ سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔ واللہ اعلم

حاکم نے بیان کیا ہے کہ تیس سے زیادہ اشخاص نے اسے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ہمارے شیخ حافظ کبیر ابو عبداللہ

Marfat.com

الذہبی نے ایک با اعتماد شخص کے ذریعہ ان کی وضاحت کی ہے جس کی طرف اسناد کرنا درست ہے' پھر حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی' حضرت ابوسعید اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہم کی روایت صحیح ہے ہمارے شیخ ابوعبداللہ نے بیان کیا ہے خدا کی قسم اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے اور حاکم نے اسے ابراہیم بن ثابت القصار سے جو ایک مجہول شخص ہے' عن ثابت البنانی عن انس روایت کیا ہے اس نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الحجاج اندر آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرنے لگا تو حضرت انسؓ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرنے سے اعراض کر' اور اس نے طوالت کے ساتھ حدیث کو بیان کیا ہے جو سند اور متن کے لحاظ سے منکر ہے' حاکم نے ان دو حدیثوں کے سوا کوئی حدیث اپنے مستدرک میں بیان نہیں کی اور ابن ابی حاتم نے اسے عن عمار بن خالد الواسطی عن اسحٰق الازرق عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن انس روایت کیا ہے اور یہ حاکم کے اسناد سے زیادہ اچھا ہے' اور عبداللہ بن زیاد ابوالعلاء نے اسے عن علی بن زید عن سعید بن المسیب عن انس بن مالکؓ روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بھنا ہوا پرندہ ہدیۃً دیا گیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا جو میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے اور اس نے اسی طرح بیان کیا ہے' اور محمد بن مصفی نے اسے عن حفص بن عمر عن موسیٰ بن سعد عن الحسن عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور علی بن الحسن شامی نے عن خلیل بن دعلج عن قتادہ عن انس اسی طرح روایت کی ہے اور احمد بن یزید الورتنیس سے اسے عن زہیر عن عثمان الطویل عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور عبیداللہ بن موسیٰ نے اسے مسکین بن عبدالعزیز سے بحوالہ میمون بن ابی خلف روایت کیا ہے کہ انس بن مالکؓ نے مجھ سے بیان کیا اور اس کا ذکر کیا ہے' دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ میمون ابی خلف کی حدیث سے مسکین بن عبدالعزیز اس کی روایت میں متفرد ہے اور حجاج بن یوسف بن قتیبہ نے اسے عن بشر بن الحسین عن الزبیر بن عدی عن انس روایت کیا ہے اور ابن یعقوب اسحٰق بن الفیض نے اسے روایت کیا ہے کہ المضاء بن الجارود نے بحوالہ عبدالعزیز بن زیاد ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن یوسف نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بصرہ سے بلایا اور آپ سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پرندہ ہدیۃً دیا گیا اور آپ کے حکم سے اسے بنایا اور پکایا گیا تو آپؐ نے فرمایا' اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا جو میرے ساتھ کھائے' اور اس نے اسے بیان کیا ہے اور خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حسن بن ابی بکیر نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر محمد بن العباس بن نجیح ہمیں خبر دی کہ محمد بن القاسم نحوی ابوعبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے ابوالہندی سے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا اور اس کا ذکر کیا' اور حاکم بن محمد نے اسے محمد بن سلیم سے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ حسن بن حماد الوراق نے ہم سے بیان کیا کہ مسہر بن عبدالملک بن سلع نے اعتماد کے ساتھ ہمارے پاس بیان کیا کہ عیسیٰ بن عمر نے بحوالہ اسماعیل السدی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ تھا آپ نے فرمایا اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی میرے پاس لا جو میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ نے انہیں واپس کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے انہیں واپس کر دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ نے انہیں واپس کر دیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اور ابوالقاسم بن عقدہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن احمد بن الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

ایک پرندہ ہدیۃً دیا گیا آپ نے اسے اپنے آگے رکھ کر فرمایا' اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا دہ میرے ساتھ کھائے' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے پوچھا کون ہے؟ آپ نے کہا میں علیؓ ہوں' میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو کوئی کام ہے حتیٰ کہ آپ نے تین بار یہ کام کیا اور چوتھی بار آکر دروازے کو اپنا پاؤں مارا اور اندر آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے کس نے روکا تھا' آپ نے کہا میں تین بار آیا ہوں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ مجھے روکتے رہے ہیں حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا تھا؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا' میں چاہتا تھا کہ وہ میری قوم کا کوئی آدمی ہو۔

اور حاکم نیشاپوری نے اسے عن عبدان بن یزید عن یعقوب الدقاق عن ابراہیم بن الحسین الشامی عن ابی توبۃ الربیع بن نافع عن حسین بن سلیمان بن عبدالملک بن عمیر عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے پھر حاکم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے اسے اسی اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور ابن عساکر نے اسے الحرث بن نبہان کی حدیث سے کوفہ کے ایک شخص اسماعیل سے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور حفص بن عمر المہرقانی کی حدیث سے بھی اسے عن الحکم بن شبیر بن اسماعیل ابی سلیمان برادر اسحاق بن سلیمان رازی عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن انس روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور سلیمان بن قرم کی حدیث سے بھی اسے عن محمد بن علی السلمی عن ابی حذیفۃ العقیلی عن انسؓ روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابو ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم الملائی نے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام ایمنؓ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بھنا ہوا پرندہ ہدیۃً دیا تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ اس شخص کو میرے پاس لے آ جسے تو پسند کرتا ہے وہ اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے' حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر اجازت طلب کی تو میں نے کہا آپ اپنے کام میں مصروف ہیں وہ واپس چلے گئے پھر واپس آکر دوبارہ اجازت طلب کی تو میں نے کہا آپ اپنے کام میں مصروف ہیں تو وہ واپس چلے گئے پھر واپس آکر آپ نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آواز سن لی اور فرمایا انہیں اجازت دے دو وہ اندر آئے تو پرندہ آپ کے سامنے پڑا تھا پس آپ نے اس سے کھایا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

یہ متعدد طرق سے حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہیں اور ہر ایک میں ضعف اور اعتراض پایا جاتا ہے اور ہمارے شیخ ابو عبداللہ الذہبی نے اپنی اس کتاب میں جسے آپ نے اس حدیث کے بارے میں جمع کیا ہے متعدد طرق بیان کرنے کے بعد جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں بیان کیا ہے کہ یہ حدیث باطل اور تاریک وجوہ سے حجاج بن یوسف' ابو عصام خالد بن عبید' دینار بن کیسان' زیاد بن محمد ثقفی' زیاد عبسی' زیاد بن المنذر' سعد بن میسرۃ البکری' سلیمان التیمی' سلیمان بن علی الامیر' سلمہ بن وردان' صباح بن محارب' طلحہ بن مصرف' ابو الزناد' عبدالاعلی بن عامر' عمر بن راشد' عمر بن ابی حفص الثقفی الضریر' عمر بن سلیم البجلی' عمر بن یحیی ثقفی' عثمان الطویل' علی بن رافع' عیسیٰ بن طہمان' عطیۃ العوفی' عباد بن عبدالصمد' عمار الذہبی' عباس بن علی' فضیل بن غزوان' قاسم بن جندب' کلثوم بن جبر' محمد بن علی الباقر' زہری' محمد بن عمرو بن علقمہ' محمد بن مالک ثقفی' محمد بن جحادۃ' میمون بن مہران' موسیٰ الطویل' میمون بن جابر السلمی' منصور بن عبدالحمید' معلی بن انس' میمون ابی خلف الجراف اور بعض کا قول ہے کہ ابو خالد' مطر بن خالد' معاویہ بن عبداللہ بن جعفر' موسیٰ

Marfat.com

بن عبداللہ الجہنی' نافع مولیٰ ابن عمرؓ النضر بن انس بن مالک' یوسف بن ابراہیم' یونس بن حیان' یزید بن سفیان' یزید بن ابی حبیب' ابوالملیح' ابوالحکم' ابوداؤد السبیعی' ابوحمزہ واسطی' ابوحذیفۃ العقیلی اور ابراہیم بن ہدیۃ سے روایت کی جاتی ہے۔ پھر ان سب کے بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ سب نوے سے کچھ اوپر ہیں اور ان کے قریب ترین طرق غرائب اور ضعیف ہیں اور انہوں نے انہیں جھوٹے اور من گھڑت طرق سے بیان کیا ہے اور ان کے اکثر طرق کمزور ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی گئی ہے کہ ابوالقاسم بغوی اور ابویعلیٰ موصلی دونوں نے بیان کیا کہ القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ارقم نے ہم سے بیان کیا کہ مطیر بن ابی خالد نے ثابت البجلی سے بحوالہ سفینہ جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے ہم سے بیان کیا کہ ایک انصاری عورت نے دو روٹیوں کے درمیان دو پرندے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجے اور گھر میں میرے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی شخص نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آ کر اپنا صبح کا ناشتہ منگوایا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک انصاری عورت نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے اور میں دونوں پرندے آپ کے پاس لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے اس شخص کو جو تجھے اور تیرے رسول کو محبوب تر ہے لے آ تو حضرت علی بن ابی طالب نے آ کر آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے کہا' کون ہے انہوں نے کہا ابوالحسن ہوں' پھر آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنی آواز کو بلند کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں آپ نے فرمایا ان کے لیے دروازہ کھول دو' میں نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ دونوں پرندے کھائے حتیٰ کہ وہ دونوں ختم ہو گئے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ ابومحمد یحییٰ بن محمد بن صاعد نے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعید الجوہری نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن قرم نے عن محمد بن شعیب عن داؤد بن عبداللہ بن عباس عن ابیہ عن جدہ ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پرندہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ! میرے پاس اس شخص کو لا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہوں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ مجھے یہ محبوب ہے' اور خود حضرت علیؓ سے روایت ہے'۔

عباد بن یعقوب نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے ہم سے بیان کیا میرے باپ نے اپنے باپ اور دادے سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک پرندہ جسے سرخاب کہا جاتا ہے' ہدیۃً دیا گیا اور میں نے اسے آپ کے آگے رکھ دیا۔ اور حضرت انس بن مالکؓ اسے چھپاتے تھے' حضرتؐ نبی کریم ﷺ نے اللہ کے حضور اپنے ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا جو میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے آ کر اجازت طلب کی تو حضرت انسؓ نے انہیں کہا رسول اللہ ﷺ اپنے کام میں مصروف ہیں تو وہ واپس چلے گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ دعا کی پھر وہ واپس چلے گئے پھر تیسری بار دعا کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے اور آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا اے اللہ مجھے یہ محبوب ہے اور آپؐ نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور جب رسول اللہ ﷺ کھانا کھا چکے اور حضرت علیؓ باہر چلے گئے تو حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا تو میں نے کہا اے ابوالحسن میرے لیے بخشش طلب کیجیے میں آپ کا گنہگار ہوں

Marfat.com

اور میرے پاس ایک بشارت ہے تو میں نے انہیں وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے کی تھی تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور میرے لیے بخشش طلب کی اور مجھ سے راضی ہو گئے اور میرے گناہ کو معاف کر دیا اور میں نے انہیں بشارت دی' اور جابر بن عبداللہ انصاری کی حدیث سے جسے ابن عساکر نے لیث کے کاتب عبداللہ بن صالح سے عن ابن لہیعہ خدری کی حدیث سے بھی روایت کیا گیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے لیکن اس کا اسناد تاریک ہے اور اس میں ضعیف راوی بھی ہیں اور حبشی بن جنادۃ کی حدیث سے بھی روایت کی گئی ہے اور وہ بھی صحیح نہیں ہے اور لیلیٰ بن مرۃ کی حدیث سے بھی روایت کی گئی ہے لیکن اس کی طرف انتساب تاریک ہے اور ابورافع کی حدیث سے بھی اسی طرح روایت ہے اور وہ بھی صحیح نہیں' اور لوگوں نے اس حدیث کے بارے میں الگ تصنیفات کو جمع کیا ہے جن میں ابوبکر بن مردویہ' حافظ ابوطاہر محمد بن احمد بن حمدان شامل ہیں جیسا کہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ الذہبی نے روایت کی ہے اور میں نے اس بارے میں ابوجعفر بن جریر طبری مفسر اور مؤرخ کی ایک کتاب دیکھی ہے جس میں انہوں نے اس کے طرق اور الفاظ کو جمع کیا ہے' پھر مجھے قاضی ابوبکر باقلانی متکلم کی ایک بہت بڑی کتاب سے آگاہی ہوئی جس میں اس کا رد کیا گیا ہے اور سند و متن کے لحاظ سے اسے کمزور قرار دیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ اگرچہ اس حدیث کے طرق بکثرت ہیں مگر دل میں اس حدیث کی صحت کے متعلق اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک اور حدیث:

ابوبکر شافعی نے بیان کیا ہے کہ بشر بن موسیٰ اسدی نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری عورت کے پاس اس کی کھجوروں میں گیا جنہیں اسراف کہا جاتا تھا میں نے کھجور کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے نیچے جہاں چھڑکاؤ ہوا تھا' رسول اللہ ﷺ کے لیے کپڑا بچھا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت ابوبکرؓ آپ کے پاس آ گئے پھر آپ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے پھر آپ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے پھر آپ نے فرمایا تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کھجور کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے نیچے آپ کو سر جھکائے ہوئے دیکھا پھر آپ فرمانے لگے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو اسے علی بنا دے' تو حضرت علیؓ آ گئے پھر اس انصاری عورت نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بکری ذبح کر کے پکائی تو آپ نے اور ہم نے کھانا کھایا اور جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور ہم نے بھی نماز پڑھی نہ آپ نے وضو کیا اور نہ ہم نے وضو کیا۔

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ حسن بن حماد کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی عتبہ نے عن ابیہ عن الشیبانی عن جمیع بن عمیر ہم سے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور آپؓ سے حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت کیا آپؓ نے فرمایا میں نے کسی شخص کو ان سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا محبوب نہیں دیکھا اور نہ کسی عورت کو ان کی بیوی سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا

Marfat.com

محبوب دیکھا ہے اور کئی شیعہ حضرات نے اسے بحوالہ جمیع بن عمیر روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابواسحٰق سے بحوالہ ابوعبداللہ الجدلی الجلی ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے فرمایا' کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا جاتا ہے؟ میں نے کہا معاذ اللہ یا سبحان اللہ یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا' آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔ نیز ابویعلیٰ نے اسے عن عبیداللہ بن موسیٰ عن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن البجلی عن بجیلہ وعن سلیم عن السدی عن ابی عبداللہ الجلی روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے مجھے فرمایا' کیا تم میں منابر پر رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا جاتا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا حضرت علیؓ اور ان سے محبت کرنے والوں کو سب وشتم نہیں کیا جاتا؟ میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے' اور اسے کئی طرق سے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا گیا ہے اور آپ کی حدیث میں اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اس شخص نے جھوٹ کہا ہے جس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور تجھ سے بغض رکھتا ہے' لیکن اس کے سب اسانید ضعیف ہیں جن سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔

ایک اور حدیث:

عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ ثوری نے عن الاعمش عن عدی بن ثابت عن زر بن حبیش ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا۔ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ مومن آپ سے محبت کرے گا اور منافق آپ سے بغض رکھے گا' اور احمد نے اسے ابن عمیر اور وکیع سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے نیز اسے ابومعاویہ' محمد بن فضیل' عبداللہ بن داؤد الحربی' عبیداللہ بن موسیٰ' محاضر بن المورع اور یحییٰ بن عیسیٰ الرملی نے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں بحوالہ سعد روایت کیا ہے اور غسان بن حسان نے اسے عن شعبہ عن عدی بن ثابت عن علی روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے نیز اسے کئی طرق سے بھی روایت کیا گیا ہے اور یہ حدیث جسے ہم نے بیان کیا ہے یہی ان میں سے صحیح ہے۔ واللہ اعلم

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے بحوالہ عبیداللہ بن عبدالرحمٰن ابی نصر ہم سے بیان کیا کہ مساور الحمیری کی ماں نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؓ سے کہتے سنا کہ مومن آپ سے بغض نہیں رکھے گا اور منافق آپ سے محبت نہیں کرے گا' اور اس طریق کے علاوہ بھی اسے حضرت ام سلمہؓ سے دوسرے الفاظ کے ساتھ روایت کیا گیا ہے اور وہ صحیح نہیں اور ابن عقدہ نے بحوالہ حسن بن علی بن بزیغ ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ سوار بن مصعب نے عن الحکم عن یحییٰ الجزار عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس شخص کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ پر اور جو کچھ میں لایا ہوں اس پر ایمان لایا ہے اور وہ

Marfat.com

حضرت علیؓ سے بغض رکھتا ہے وہ کاذب ہے' مومن نہیں' یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ من گھڑت ہے اور ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ سعید بن محمد الوراق نے بحوالہ علی بن الحراز مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابو مریم ثقفی سے سنا کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ سے فرماتے سنا کہ اس شخص کو مبارک ہو جس نے آپ سے محبت کی اور آپ کے بارے میں سچ کہا اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہو جس نے آپ سے بغض رکھا اور آپ کے بارے میں جھوٹ بولا' اور اس مفہوم کی بہت سی موضوع احادیث روایت کی گئی ہیں جن کی کوئی اصل موجود نہیں اور کئی لوگوں نے بحوالہ ابوالازہر احمد بن الازہر بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن الزہری عن عبداللہ بن عبیداللہ عن ابن عباسؓ ہمیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: تو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔ جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور تیرا حبیب' حبیب اللہ ہے اور جس نے تجھ سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا اور تیرا مبغوض' اللہ کا مبغوض ہے اور جس شخص نے میرے بعد تجھ سے بغض رکھا اس کے لیے ہلاکت ہے اور کئی اسی طرح عن الحارث بن حصیرۃ عن ابی صادق عن ربیعہ بن ناجد عن علی روایت کی ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا تجھ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی مثال پائی جاتی ہے' یہود نے ان سے بغض کیا حتیٰ کہ انہوں نے آپ کی ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو وہ مقام دیا جو آپ کا نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا آگاہ رہو میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے' حد سے زیادہ تعریف کرنے والا محب جو مجھے کمال میں اس قدر بڑھائے گا جو مجھ میں موجود نہیں ہوگا۔ اور بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی اس قدر برانگیختہ کرے گی کہ وہ مجھ پر بہتان لگائے گا' آگاہ رہو' میں نہ نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی ہوئی ہے بلکہ میں حتیٰ المقدور اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں' پس میں اطاعتِ الٰہی کا جو حکم تمہیں دوں اس میں تم پر میری اطاعت واجب ہے خواہ تم پسند کرو یا ناپسند کرو' بالفاظ عبداللہ بن احمد' یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عبدالحمید نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے عن الاعمش عن موسیٰ بن طریف عن عبایۃ عن علی ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو میں دوزخ کا اپنا حصہ لینے والا ہوں گا اور میں کہوں گا یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے' یعقوب نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن طریف' ضعیف ہے جو اس شخص کا محتاج ہے جو اسے عادل قرار دے اور عبایۃ اس سے بھی کمتر ہے اس کی حدیث کچھ بھی نہیں ہے' اور اس نے بیان کیا ہے کہ ابو معاویہ نے اس حدیث کے بیان کرنے پر اعمش کو ملامت کی تو اعمش نے اسے کہا جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دینا' اور بیان کیا جاتا ہے کہ اعمش نے اسے صرف روافض سے استہزاء کرنے اور اس کی تصدیق میں ان کی تنقیص کے لیے روایت کیا ہے میں کہتا ہوں بعض عوام کا وہم ہے بلکہ یہ ان کے بہت سے لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت علیؓ حوض پر ساقی ہوں گے' اس کی کوئی اصل موجود نہیں اور نہ ہی یہ کسی قابل اعتماد پسندیدہ طریق سے آئی ہے اور جو حدیث ثابت ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی لوگوں کے ساقی ہوں گے۔

اور یہ جو حدیث بیان ہوئی ہے کہ قیامت کے روز چار آدمیوں کے سوا کوئی شخص سوار ہو کر نہیں آئے گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر' حضرت صالح علیہ السلام اپنی اونٹنی پر' حضرت حمزہؓ عضباء پر اور حضرت علیؓ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر تہلیل سے اپنی آواز بلند

Marfat.com

لیے ہوئے سوار ہو کر آئیں گے اور اسی طرح لوگوں کے مونہوں میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم کی بات ہے کہ ان میں سے ایک کہے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم پکڑ لے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم مجھے دے۔ اور اس قسم کی سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ یہ روافض کے وساوس اور ان کی باتیں ہیں جو کسی طریق سے بھی درست نہیں اور یہ روافض کی وضع کردہ باتیں ہیں۔ اور جو شخص ان کا عادی ہے اس کے متعلق موت کے وقت سلب ایمان کا خدشہ ہے اور جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے وہ مشرک ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ نے بحوالہ شعبہ مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن مرۃ نے عبداللہ بن سلمہ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو میں تکلیف میں مبتلا تھا اور میں کہہ رہا تھا اے اللہ اگر میری موت آ گئی ہے تو مجھے راحت دے اور اگر وہ مؤخر ہے تو یہ تکلیف مجھ سے دور فرما' اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر دے آپ نے فرمایا تو نے کیا کہا ہے؟ میں نے وہ بات آپؐ کے سامنے دہرا دی تو آپؐ نے اپنا پاؤں مجھے مارا اور فرمایا تو نے کیا کہا ہے؟ میں نے آپؐ کے سامنے وہ بات دہرا دی تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ اسے صحت دے یا شفا دے' پھر اس کے بعد مجھے وہ تکلیف نہیں ہوئی۔

ایک اور حدیث:

محمد بن مسلم بن دارہ نے بیان کیا ہے کہ عبید اللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عمر ازدی نے ابو راشد الحرانی سے بحوالہ ابو الحمراء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حضرت آدم علیہ السلام کو اس کے علم میں اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس کے فہم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کے حلم میں اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو اس کے زہد میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی گرفت میں دیکھنا چاہتا ہے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے' یہ حدیث نہایت منکر ہے اور نہ ہی اس کی اسناد صحیح ہے۔

ردِ شمس کے بارے میں ایک اور حدیث:

ہم نے دلائل النبوۃ میں اسے اس کے اسانید و الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ایک اور حدیث:

ابو عیسیٰ ترمذی نے بیان کیا ہے کہ علی بن المنذر کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے عن الاجلح عن ابی الزبیر عن جابر ہم سے بیان کیا کہ طائف کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا اپنے عمزاد کے ساتھ آپ کی سرگوشی طویل ہو گئی ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے سرگوشی کی ہے پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف اجلح کی حدیث سے جانتے ہیں۔ نیز ابن فضیل کے علاوہ بھی اجلح سے لوگوں نے روایت کی ہے اور آپ کے اس قول بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے سرگوشی کی ہے۔ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے سرگوشی کرنے کا حکم دیا ہے۔

ایک اور حدیث:

ترمذی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن بشار' یعقوب بن ابراہیم اور کئی لوگوں نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے ابو الجراح سے

Marfat.com

بحوالہ جابر بن صبح ہم سے بیان کیا کہ میری ماں ام شراحیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ام عطیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فوج بھیجی جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے وہ بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے کہتے سنا کہ اے اللہ! مجھے موت نہ دینا یہاں تک کہ تو علی رضی اللہ عنہ کو مجھے دکھادے پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حصین نے بیان کیا کہ علیؓ نے ہلال بن یساف سے بحوالہ عبداللہ بن ظالم مازنی ہمیں بتایا کہ جب حضرت معاویؓہ کوفہ سے باہر گئے تو آپ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو گورنر مقرر کیا' راوی بیان کرتا ہے انہوں نے خطیبوں کو کھڑا کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے راوی بیان کرتا ہے میں حضرت سعیدؓ بن زید بن عمر بن نفیل کی طرف تھا' راوی بیان کرتا ہے وہ غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں ان کے پیچھے پیچھے ہو گیا آپ نے فرمایا کیا تو اپنی جان پر ظلم کرنے والے اس شخص کو نہیں دیکھتا جو اہالیان کوفہ میں سے ایک شخص پر لعنت کرنے کا حکم دیتا ہے اور میں نو آدمیوں کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر میں دسویں شخص کی بھی گواہی دوں تو میں گنہگار نہ ہوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا وہ کیا بات ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوہ حراء اپنی جگہ پر ٹھہر رہ' تجھ پر صرف ایک نبی یا صدیق یا شہید کھڑا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ' حضرت زبیرؓ' حضرت طلحہؓ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ' حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہم راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا؟ دسواں شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا' میں' مناسب معلوم ہوتا ہے اس جگہ پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث لکھی جائے جو ابھی پہلے بیان ہو چکی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے ابوعبداللہ الجدلی سے فرمایا کیا تم میں منابر پر رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا جاتا ہے؟ اسے احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن آدم اور ابن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابواسحاق سے بحوالہ حبشی بن جنادۃ السلولی آپ حجۃ الوداع میں شامل تھے۔ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور میری طرف سے میں یا علیؓ ادائیگی کرے گا پھر احمدؒ نے اسے ابواحمد الزبیری سے بحوالہ اسرائیل روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے بیان کیا کہ ابواسحٰق نے زید بن یثیع سے بحوالہ ابوبکر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سورۃ براءت کے ساتھ اہل مکہ کی طرف بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جنت میں صرف مومن جان ہی داخل ہو گی اور جس شخص کے درمیان اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان مدت مقرر ہے تو اس کی میعاد اس مدت تک ہے اور اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ سورۃ براءت کو لے کر تین دن چلتے رہے پھر آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا' ابوبکرؓ سے جاملو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس واپس بھیج دو اور

Marfat.com

سورۃ برأت کو تم پہنچاؤ' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت ابوبکرؓ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رو پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ مجھ میں کوئی بات پیدا ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا' تجھ میں بھلائی ہی پیدا ہوئی ہے لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اسے میں یا میرے اہل بیت کا کوئی شخص ہی پہنچائے۔

عبداللہ بن احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلیمان لوین نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جابر نے عن سماک عن حبشی عن علی ہم سے بیان کیا کہ جب سورۃ برأت کی دس آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ آیات انہیں دے کر بھیجا کہ وہ انہیں اہل مکہ کو سنائیں پھر آپ نے مجھے بلایا اور مجھے فرمایا' ابوبکرؓ سے جا ملو' اور جہاں بھی تم ان سے ملو' ان سے کتاب لے لینا اور اسے اہل مکہ کے پاس لے جا کر انہیں سنانا' میں جحفہ میں حضرت ابوبکرؓ سے جا ملا اور میں نے ان سے کتاب لے لی اور حضرت ابوبکرؓ واپس آ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں' لیکن جبریلؑ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے کہا اپنی طرف سے آپ ادائیگی کریں گے یا آپ کے گھر کا کوئی آدمی کرے گا' اور کثیر النواء نے اسے جمیع بن عمیر سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں آپ کے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو واپس آنے کا حکم دینے کی جہت سے نکارت پائی جاتی ہے بلاشبہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ واپس نہیں آئے بلکہ آپ ۹ ھ میں امیر حج تھے اور حضرت علیؓ اور ان کے ساتھ ایک جماعت کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یوم النحر اور ایام التشریق میں منیٰ کے میدان میں سورہ برأت کا اعلان کرنے بھیجا تھا اور ہم نے اسے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حج اور سورۃ برأت کی تفسیر کے آغاز میں ثابت کر دیا ہے۔

ایک اور حدیث:

حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت معاذ بن جبل' حضرت عمران بن حصین' حضرت انس' حضرت ثوبان' حضرت عائشہ' حضرت ابوذر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی حدیث سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اور ایک حدیث میں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے لکھا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ذکر عبادت ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی روایت بھی صحیح نہیں' بلاشبہ ان میں سے کوئی سند بھی کذاب یا مجہول الحال شخص سے خالی نہیں اور وہ شیعہ ہے۔

رکوع کی حالت میں آپ کے انگوٹھی صدقہ دینے کی حدیث:

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمن بن مسلم الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یحییٰ نے بحوالہ ضریس العبدی ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر بن علی بن ابی طالبؓ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے اپنے باپ اور دادے سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور مسجد کے اندر داخل ہو گئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے کوئی رکوع کر رہا تھا اور کوئی قیام کی حالت میں تھا' کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سائل ہے آپ نے پوچھا اے سائل کیا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے اس نے کہا نہیں' صرف اس رکوع کرنے والے یعنی حضرت علیؓ نے مجھے اپنی انگوٹھی دی ہے اور حافظ ابن

Marfat.com

عساکر نے بیان کیا ہے میرے ماموں ابوالمعالی القاضی نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسن الخلعی نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس احمد بن محمد الشاہد نے ہمیں بتایا کہ ابوالفضل محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الحارث الرملی نے ہم سے بیان کیا کہ قاضی جملہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوسعید الاشج نے ہم سے بیان کیا کہ ابونعیم الاحول نے موسیٰ بن قیس سے بحوالہ سلمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی صدقہ کردی تو یہ آیت ﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رٰکِعُوْنَ﴾ نازل ہوئی اور یہ اپنے اسانید کے ضعف کے باعث کسی طریق سے بھی صحیح نہیں اور نہ ہی قرآن میں خصوصیت کے ساتھ حضرت علیؓ کے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے اور وہ ﴿اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ اور ﴿وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا﴾ اور ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ وغیرہ آیات اور بیان ہونے والی احادیث سے یہی چاہتے ہیں کہ یہ حضرت علیؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان میں سے کوئی بات بھی صحیح نہیں ہے اور اس آیت ﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ﴾ کے متعلق صحیح سے ثابت ہے کہ یہ مومنین میں سے حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم اور کافرین میں سے عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اور یہ جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ کسی شخص کے متعلق نازل ہوا ہے وہ حضرت علیؓ کے متعلق بھی نازل ہوا ہے اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے متعلق تین سو آیات نازل ہوئی ہیں، آپ سے کوئی روایت بھی درست ثابت نہیں نہ یہ اور نہ وہ۔

ایک اور حدیث:

ابوسعید بن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن زکریا الغلابی نے ہم سے بیان کیا کہ عباس بن بکار ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المثنیٰ انصاری نے اپنے چچا ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا کہ عباس بن بکار ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے اصحاب آپ کو گھیرے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت علیؓ نے آ کر سلام کیا پھر کھڑے ہو کر بیٹھنے کے لیے جگہ دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے چہروں کو دیکھنے لگے کہ کون ان کے لیے وسعت پیدا کرتا ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے، پس حضرت ابوبکرؓ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور فرمایا ابوالحسنؓ یہاں بیٹھ جائیے پس آپ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان بیٹھ گئے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے میں بشاشت دیکھی، پھر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، فضل، اہل فضل کو تلاش کر لیتا ہے۔

اور وہ حدیث جو حضرت علی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان ہوئی ہے کہ علی خیر البشر ہیں اور جس نے انکار کیا اس نے ناشکری کی اور جو خوش ہوا اس نے شکر کیا۔ یہ حدیث معاً دونوں طریقوں سے موضوع ہے اللہ اس کے گھڑنے والے کا برا کرے۔

ایک اور حدیث:

ابوعیسیٰ ترمذی نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن موسیٰ بن عمر الرومی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن کہیل عن سوید بن غفلۃ عن الصنابحی عن علی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ پھر امام ترمذی

Marfat.com

نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے نیز بیان کیا ہے کہ بعض نے اس حدیث کو بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' میں کہتا ہوں' سوید بن سعید نے اسے عن شریک عن سلمہ عن الصنا بحی عن علیؓ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں شہر علم ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے اور جو شخص علم کا خواہاں ہے وہ شہر کے دروازے کے پاس آئے اور ابن عباس کی حدیث کو ابن عدی نے احمد بن سلمہ ابی عمرو الجرجانی کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابو معاویہ نے عن الاعمش عن مجاہد عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے اور جو شخص علم کا خواہاں ہے وہ اس شہر میں اس کے دروازے سے آئے۔ پھر ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث ابوالصلت الہروی سے بحوالہ ابو معاویہ معروف ہے' اس سے احمد بن سلمہ نے یہ حدیث سرقہ کر لی اور اس کے ساتھ ضعفاء کی ایک جماعت بھی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ ایسے ہی بیان کیا۔

اور احمد بن محمد بن القاسم بن محرز نے بحوالہ ابن معین بیان کیا ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ابن ایمن نے مجھے بتایا کہ ابو معاویہ نے اس حدیث کو بہت پہلے بیان کیا پھر اس کے بیان کرنے سے رُک گئے' ابن معین کا بیان ہے کہ ابوالصلت ایک مالدار آدمی تھا جو مشائخ کی عزت کرتا تھا اور وہ اس سے یہ احادیث بیان کرتے تھے اور ابن عساکر اسے عن جعفر الصادق عن ابیہ عن جدہ عن جابر بن عبداللہ تاریک اسناد کے ساتھ لائے ہیں اور اسے مرفوعاً بیان کیا ہے اور ایک دوسرے طریق سے بحوالہ جابر لائے ہیں ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ یہ بھی موضوع حدیث ہے اور ابوالفتح الازدی نے بیان کیا ہے کہ اس باب میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔

ایک اور حدیث:

جو پہلی حدیث سے قریب ہے ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن حبرون نیشاپوری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوایوب ابواسامہ یعنی جعفر بن ہذیل نے ہم سے بیان کیا کہ ضرار بن صرد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عیسیٰ الرملی نے عن الاعمش عن ابن عبایہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ: علی عیبنہ علی.

ایک اور حدیث:

جو پہلی حدیث کے مفہوم میں ہے' ابو یعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا

میرے بھائی کو میرے پاس بلالاؤ' تو وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بلالائے تو آپ نے ان سے اعراض کیا پھر فرمایا میرے بھائی کو میرے پاس بلالاؤ تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بلالائے تو آپ نے ان سے اعراض کیا پھر فرمایا میرے بھائی کو میرے پاس بلالاؤ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپؐ کے پاس بلالائے تو آپؐ نے ان سے اعراض کیا پھر فرمایا میرے بھائی کو میرے پاس بلالاؤ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آپؐ کے پاس بلایا گیا تو آپؐ نے کپڑے میں انھیں چھپالیا اور آپ پر جھک گئے اور جب وہ آپ کے ہاں سے باہر نکلے تو آپ سے دریافت کیا گیا آپؐ نے کیا فرمایا ہے؟ آپ نے کہا' آپؐ نے مجھے ایک ہزار باب سکھائے ہیں اور ہر دروازہ ایک ہزار دروازے کی طرف کھلتا ہے ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور شاید اس میں آزمائش ابن لہیعہ سے ہے بلاشبہ وہ تشیع میں بہت بڑھا ہوا ہے اور ائمہ نے اس پر اعتراضات کیے ہیں اور اسے ضعف کی طرف منسوب کیا ہے۔

Marfat.com

ایک اور حدیث:

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابو لیلیٰ نے ہمیں خبر دی کہ المقری نے ہم سے بیان کیا کہ ابونعیم الحافظ نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد الغطریفی نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسین بن ابی مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبید بن عتبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن علی الوہبی الکوفی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عمران بن سلمہ جو ثقہ عادل اور پسندیدہ ہے۔ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے عن منصور عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ سے حضرت علیؓ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حکمت دس اجزاء میں تقسیم کی گئی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نو حصے دیئے گئے ہیں اور لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا ہے۔ اور حافظ ابن عساکر نے اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے اور اس کے متعلق آگاہ نہیں کیا اور یہ منکر ہے بلکہ اپنے اسناد سے سفیان ثوری کے متعلق موضوع ومن گھڑت ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھڑنے والے اور مفتری ومختلق کا برا کرے۔

ایک اور حدیث:

ابو لیلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن عمر القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے عن سعید عن الاعمش عن عمرو بن مرۃ عن ابی البختری عن علیؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور میں نوعمر ہی تھا اور نہ مجھے قضا کا علم تھا' آپ کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ عنقریب تیرے دل کی راہنمائی کرے گا اور تیری زبان کو ثبات عطا کرے گا' آپ کا بیان ہے' اس کے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے کبھی شک نہ ہوا' اور حضرت عمرؓ سے ثابت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سب سے بڑے قاضی حضرت علیؓ اور ہمارے سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعبؓ تھے اور حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے میں اس پیچیدہ مسئلے سے پناہ مانگتا ہوں جس کے لیے ابوالحسن موجود نہ ہو۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن عبدالحمید عن مغیرہ عن ام موسیٰ عن ام سلمہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں' میں جس بات پر قسم اٹھا سکتی ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ رسول اللہ ﷺ کو سب سے قریب دیکھنے والے تھے' ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صبح کے بعد صبح کو عیادت کی آپ فرماتے تھے' علی رضی اللہ عنہ کئی بار آئے ہیں۔ میرا خیال ہے ان کی روانگی کسی کام کے لیے ہوئی تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ اس کے بعد آئے تو میں نے خیال کیا کہ آپ کو ان سے کوئی کام ہے تو ہم دروازے سے گھر سے نکل گئیں اور دروازے کے پاس بیٹھ گئیں اور میں دروازے کے سب سے نزدیک تھی پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ پر جھک گئے اور آپ ان سے سرگوشی کرنے لگے پھر اسی روز آپ فوت ہو گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے قریب دیکھنے والے تھے' اسی طرح اسے عبداللہ بن احمد اور ابو لیلیٰ نے بحوالہ ابوبکر بن شیبہ روایت کیا ہے۔

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث:

ابو لیلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے صدقہ سے بحوالہ جمیع بن عمیر ہم سے بیان کیا کہ اس کی ماں اور خالہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور کہنے لگیں اے ام المومنین ہمیں حضرت علیؓ کے متعلق کچھ بتایئے

Marfat.com

آپ نے فرمایا تم اس شخص کے متعلق کیا پوچھتی ہو جس نے رسول اللہ ﷺ کے ایک جگہ ہاتھ رکھا تو آپ کی جان اس کے ہاتھ میں نکل گئی اور آپ نے وہ ہاتھ آپ کے چہرہ پر پھیرا پھر انہوں نے آپ کے دفن کے متعلق اختلاف کیا تو آپ نے فرمایا بلاشبہ اللہ کے ہاں سب جگہوں سے محبوب تر وہ جگہ ہے جس میں اس کا نبی فوت ہوا ان دونوں عورتوں نے کہا پھر آپ نے ان کے خلاف خروج کیوں کیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ ایک فیصلہ شدہ امر تھا میں چاہتی ہوں کہ جو کچھ زمین میں ہے اس کے فدیہ میں دے دوں' یہ حدیث نہایت منکر ہے اور صحیح میں وہ حدیث ہے جو اس کی تردید کرتی ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحمید بن ابی جعفر یعنی الفراء نے عن اسرائیل عن ابو اسحٰق عن زید بن یثیغ عن علی مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ہم آپ کے بعد کسے امیر بنائیں؟ آپ نے فرمایا اگر تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو تم انہیں امین' دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں راغب پاؤ گے اور اگر تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو تم انہیں قوی اور امین اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوفزدہ نہ پاؤ گے اور اگر تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ۔ اور میں تم کو ایسا کرتے نہیں پاتا۔ تو تم انہیں ہادی مہدی پاؤ گے جو تم کو سیدھے راستے پر ڈال دیں گے۔ اور امام احمد نے اس حدیث کو عبدالرزاق کے طریق سے عن النعمان ابن ابی شیبہ روایت کیا ہے نیز یحییٰ بن العلاء سے عن الثوری عن ابی اسحٰق عن زید بن یثیغ عن حذیفہ عن النبی ﷺ ایسے ہی روایت کیا ہے اور ابوالصلت الہروی عبدالسلام بن صالح نے اسے عن ابن نمیر عن الثوری عن شریک عن ابی اسحٰق عن زید بن یثیغ عن حذیفہ روایت کیا ہے' اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری نے بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن علی الآدمی نے مکہ میں ہمیں بتایا کہ اسحٰق بن ابراہیم الصنعانی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق بن ہمام نے اپنے باپ سے عن ابن میناء عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا کہ ہم جنات کے وفد کی شب رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے راوی بیان کرتا ہے آپ نے سانس لی تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے موت کی اطلاع دی گئی ہے میں نے کہا' خلیفہ مقرر کر دیجیے آپ نے فرمایا کس کو؟ میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو' راوی بیان کرتا ہے آپ خاموش ہو گئے پھر چلے گئے پھر سانس لی' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا حال ہے؟ آپؐ نے فرمایا اے ابن مسعودؓ مجھے موت کی اطلاع دی گئی ہے میں نے کہا خلیفہ مقرر کر دیجیے آپ نے فرمایا کس کو؟ میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو' راوی بیان کرتا ہے آپ خاموش ہو گئے' پھر کچھ دیر چلے گئے پھر سانس لی' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجھے موت کی اطلاع دی گئی ہے میں نے کہا خلیفہ مقرر کر دیجیے' آپ نے فرمایا کس کو؟ میں نے کہا حضرت علیؓ بن ابی طالب کو' آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو وہ سب کو جنت میں داخل کر دے گا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ہمام اور ابن میناء مجہول الحال ہیں۔

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابوموسیٰ یعنی محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سہیل بن حماد ابوغیاث الدلال نے ہم سے بیان کیا

Marfat.com

کہ مختار بن نافع الفہمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحیان التیمی نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت علیؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے انہوں نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا اور مجھے سوار کروا کر دارالہجرۃ کو لے گئے اور اپنے مال سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ حق بیان کرتے ہیں خواہ وہ کڑوا ہی ہو حق نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور ان کا کوئی دوست نہیں' اللہ تعالیٰ عثمانؓ پر رحم فرمائے اس سے ملائکہ بھی حیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ علیؓ پر رحم فرمائے حق اس کے ساتھ گھومتا ہے جہاں وہ گھومے' اور ابوسعید اور حضرت ام سلمہؓ سے بیان ہوا ہے کہ حق' حضرت علیؓ کے ساتھ ہے اور دونوں حدیثوں میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن جریر نے عن الاعمش عن اسماعیل ابن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بلاشبہ تم میں وہ شخص بھی ہے جو تاویل قرآن پر اس طرح جنگ کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل پر کی ہے' حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ میں ہوں' فرمایا نہیں' حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ میں ہوں فرمایا نہیں بلکہ وہ جوتے سینے والا ہے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جوتا دیا تھا اور وہ اسے سی رہے تھے۔

اور امام بیہقی نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن ابی معاویہ عن الاعمش روایت کیا ہے۔ نیز امام احمدؒ نے اسے عن وکیع اور حسین بن محمد عن فطر بن خلیفہ عن اسماعیل بن رجاء بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح بیہقی نے اسے ابی نعیم کی حدیث سے عن فطر بن خلیفہ عن اسماعیل بن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید روایت کیا ہے' اور فضیل بن مرزوق نے اسے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید روایت کیا ہے اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا گیا ہے اور قبل ازیں ہم اس حدیث کو باغیوں اور خوارج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ میں بیان کر چکے ہیں اور اسی طرح پہلے ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو بھی بیان کر چکے ہیں جو آپ نے حضرت زبیرؓ سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ تو مجھ سے جنگ کرے گا اور تو ظالم ہوگا' حضرت زبیرؓ واپس آ گئے اور یہ جنگِ جمل کا واقعہ ہے پھر واپسی کے بعد آپ کو وادی السباع میں قتل کر دیا گیا اور ہم قبل ازیں جنگِ جمل وصفین میں آپ کے صبر اور بہادری وشجاعت اور جنگِ نہروان میں آپ کے فضل وبسالت کو بیان کر چکے ہیں اور ان احادیث کو بھی بیان کر چکے ہیں جو آپ کے اس گروہ کے بارے میں بیان ہوئی ہیں جنہوں نے خوارج کو قتل کیا اور ہم نے اس حدیث کو بھی بیان کیا ہے جو کئی طرق سے حضرت علیؓ' حضرت ابوسعید اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خارجیوں' ظالموں اور عہد شکنوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور انہوں نے خارجیوں' ظالموں اور عہد شکنوں کی تفسیر بالترتیب اصحاب الجمل' اہل شام اور خوارج سے کی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

تمت بالخیر

اختر فتح پوری

Marfat.com

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد ہشتم

اس حصے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام کے خوبصورت نمونے اور نادر اقوال حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اور یزید کے دور کے واقعات، واقعہ کربلا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حالات اور تعمیر کعبہ کا واقعہ، قاتلین حسین کا عبرتناک انجام، مروان بن الحکم، ابن زیاد، ابن عباس، مصعب بن زبیر اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہے۔

تصنیف ٭ علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ۔۷۷۴)

ترجمہ ٭ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی

اردو بازار، کراچی

Marfat.com

البِدَایة والنَهَایة

مصنفہ علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر کے حصہ سوم چہارم کے اردو ترجے کے
جملہ حقوق اشاعت وطباعت، تصحیح وترتیب وتبویب قانونی بحق

طارق اقبال گاہندری

مالک نفیس اکیڈمی کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب	....	تاریخ ابن کثیر (جلد ہشتم)
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	....	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	....	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل	....	جنوری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۴۳۲ صفحات
ٹیلیفون	....	۷۷۲۲۰۸۰۔۰۲۱

Marfat.com

تعارف جلد ہشتم

قارئین کرام! اس وقت البدایہ والنہایہ کی آٹھویں جلد ہمارے پیش نظر ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام کے خوبصورت نمونے اور نادر اقوال' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت' حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کی حکومت اور آپ کے حالات اور فضائل ومناقب' یزید بن معاویہؒ کے دور کے واقعات' حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے عراق کی طرف روانہ ہونے اور شہید ہونے کے تفصیلی حالات وواقعات' آپ کے فضائل' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حالات اور تعمیر کعبہ کا واقعہ' مروان بن الحکم کے حالات' قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کے عبرت ناک انجام' ابن زیاد کے حالات' ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حالات' مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ایمان افروز حالات وواقعات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں مرج راہط اور عین الوردۃ کے معرکوں اور حجاج کے کعبہ پر سنگباری کرنے کے واقعہ کو بھی مبسوط طور پر بیان کر کے حقیقتِ حال کو واضح کیا گیا ہے۔ نیز اس جلد میں بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مشاہیر کے ایمان افروز سوانح کو بھی بیان کیا گیا ہے جن کے مطالعہ سے قاری کے دل میں ایمان کا جذبہ فزوں تر ہو جاتا ہے اور بے اختیار کسی فارسی شاعر کا یہ شعر زبان پر آ جاتا ہے۔

حکمت یونانیاں را خواندۂ
حکمت ایمانیاں راہم بخواں

ان باتوں کے علاوہ ضمنی مباحث میں بعض ایسی باتیں بھی بیان ہوئی ہیں جو بے حد فائدہ مند اور ایمان افروز ہیں' قارئین اس جلد کے تفصیلی مطالعہ سے ان سے آگاہ ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلد کو نافع الناس بنائے اور اس کی اشاعت کے اہتمام کرنے والے اصحاب کو بھی جزائے خیر دے اور دین ودنیا میں کامیاب وکامران فرمائے۔ آمین!

اختر فتح پوری

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	باب	
1	آپ کی بلند مرتبہ سیرت، مواعظ، فیصلہ کن فیصلہ جات۔ خطبات اور دلوں تک رسائی حاصل کرنے والی چند حکمتوں کا بیان	۹
2	آپ کے خوبصورت کلام کا نمونہ	۱۳
3	عجیب وغریب اور نادر اقوال	۲۰
4	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت	۲۴
	۴۱ھ	۲۷
5	حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور آپ کی حکومت	۳۲
6	حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی فضیلت	۳۳
7	خوارج کی ایک پارٹی کا آپ کے خلاف بغاوت کرنا	۳۴
8	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۳۶
9	حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان	۳۶
10	حضرت رکانہ بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ	۳۶
11	حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ	۳۶
12	حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ	۳۶
13	حضرت عمرو بن الاسود السکونی	۳۷
14	حضرت عاتکہ بنت زید	۳۷
15	۴۲ھ	۳۷
16	۴۳ھ	۳۸
17	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۴۰
18	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	۴۰
19	حضرت محمد بن مسلمہ انصاری	۴۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
20	حضرت عبداللہ بن سلام	۴۲
21	۴۴ھ	۴۴
22	۴۵ھ	۴۴
23	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۴۵
24	حضرت زید بن ثابت	۴۵
25	حضرت سلمہ بن سلامہ بن وقش	۴۶
26	حضرت عاصم بن عدی	۴۶
27	ام المومنین حضرت حفصہ	۴۶
28	۴۶ھ	۴۶
29	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۴۷
30	حضرت سالم بن عمیر	۴۷
31	حضرت سراقہ بن کعب	۴۷
32	حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید	۴۷
33	حضرت ہرم بن حبان العبدی	۴۸
34	۴۷ھ	۴۸
35	۴۸ھ	۴۹
36	۴۹ھ	۴۹
37	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۵۰
38	حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما	۵۰
39	۵۰ھ	۶۵
40	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۶۶
41	حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا	۶۶
42	حضرت ام شریک انصاریہ	۶۶
43	حضرت ام عمرو بن امیہ الضمری	۶۷

Marfat.com

44	حضرت جبیر بن مطعمؓ	۶۷
45	حضرت حسان بن ثابتؓ	۶۷
46	الحکم بن عمرو بن مجدع الغفاریؓ	۶۷
47	حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ	۶۷
48	حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ	۶۸
49	حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ	۶۸
50	حضرت عقیل بن ابی طالبؓ	۶۸
51	حضرت عمرو بن الحمق الکاہن الخزاعیؓ	۶۸
52	حضرت کعب بن مالک انصاری سلمیؓ	۶۹
53	حضرت مغیرہ بن شعبہؓ	۶۹
54	حضرت جویریہ بنت الحارثؓ بن ابی ضرار الخزاعیہ المصطلقیہ	۷۰
55	۵۱ھ	۷۱
56	حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ	۷۸
57	حضرت جعفر بن ابی سفیان بن عبدالمطلبؓ	۷۹
58	حضرت حارثہ بن النعمان الانصاری النجاریؓ	۷۹
59	حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشیؓ	۷۹
60	حضرت عبداللہ بن انیس بن الجہنی ابویحییٰ المدنیؓ	۸۰
61	حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارثؓ	۸۰
62	حضرت ام المومنین میمونہ بنت الحارث الہلالیہ	۸۱
63	۵۲ھ	۸۱
64	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۸۱
65	حضرت خالد بن زید بن کلیبؓ	۸۱
66	حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس حضرت عبداللہ بن المغفل المزنی	۸۴
67	حضرت عمران بن حصین بن عبیدؓ	۸۴
68	حضرت کعب بن عجرۃ الانصاریؓ	۸۴
69	ابومحمد المدنی	۸۴
70	حضرت معاویہ بن خدیج	۸۴
71	حضرت ہانی بن نیار ابوبردہ البلویؓ	۸۵
72	۵۳ھ	۸۵
73	حضرت الربیع بن زیاد الحارثی	۸۵
74	حضرت رویفع بن ثابتؓ	۸۵
75	زیاد بن ابی سفیانؓ	۸۵
76	حضرت صعصعہ بن ناجیہؓ	۸۷
77	اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر	۸۸
78	جبلہ بن الایہم الغسانی	۸۸
79	۵۴ھ	۹۱
80	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۹۲
81	حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کلبیؓ	۹۲
82	حضرت ثوبان بن مجددؓ	۹۳
83	حضرت جبیر بن مطعمؓ	۹۳
84	حضرت الحارث بن ربعیؓ	۹۳
85	حضرت حکیم بن حزامؓ	۹۳
86	حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ عامریؓ	۹۵
87	حضرت معبد بن یربوع بن عنکثہؓ	۹۶
88	حضرت مرۃ بن شراحیل الہمدانیؓ	۹۶
89	حضرت النعمان بن عمروؓ	۹۶
90	حضرت سودہ بنت زمعہؓ	۹۶
91	۵۵ھ	۹۷
92	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۹۷
93	حضرت ارقم بن ابی الارقمؓ	۹۷
94	سحبان بن زفر بن ایاس	۹۸
95	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	۹۸
96	حضرت فضالہ بن عبید الانصاری الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰۶
97	حضرت قثم بن عباس بن عبدالمطلبؓ	۱۰۶
98	حضرت کعب بن عمرو ابوالیسرؓ	۱۰۶

Marfat.com

99	۵۶ھ	۱۰۶
100	۵۷ھ	۱۱۰
101	۵۸ھ	۱۱۰
102	ایک عجیب واقعہ	۱۱۱
103	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۱۱۳
104	حضرت شداد بن اوس بن ثابتؓ	۱۱۸
105	حضرت عبداللہ بن عامرؒ	۱۱۸
106	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ	۱۱۹
107	شامی عربوں کے بادشاہ الجودی کی بیٹی لیلیٰ کے ساتھ آپ کا واقعہ	۱۲۱
108	حضرت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلبؓ	۱۲۱
109	حضرت ام المومنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۲۳
110	۵۹ھ	۱۲۶
111	زیاد کے بیٹوں عبیداللہ اور عباد کے ساتھ یزید بن ربیعہ بن مفرغ حمیری کا واقعہ	۱۲۷
112	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۱۲۹
113	الحطیہ شاعر	۱۲۹
114	حضرت عبداللہ بن مالک بن القشبؓ	۱۳۲
115	حضرت قیس بن سعد بن عبادہ خزرجیؓ	۱۳۲
116	حضرت معقل بن یسار مزنیؓ	۱۳۷
117	حضرت ابوہریرہ الدوسیؓ	۱۳۷
118	۶۰ھ	۱۵۲
119	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات اور آپ کے دور کا کچھ تذکرہ اور آپ کے فضائل ومناقب	۱۵۵
120	آپ کی بیویوں اور بچوں کا بیان	۱۸۹
121	اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر	۱۹۰
122	حضرت صفوان بن المعطلؓ	۱۹۰
123	حضرت ابومسلم خولانیؒ	۱۹۰
124	یزید بن معاویہ اور اس کے دور کے حالات	۱۹۱
125	حضرت حسین بن علی علیہما السلام کا واقعہ اور طلب امارت میں آپ کے مکہ سے نکلنے کا سبب اور آپ کے قتل کی کیفیت	۱۹۵
126	حضرت حسینؓ کے عراق کی طرف روانہ ہونے کا حال	۲۰۶
127	۶۱ھ	۲۲۳
128	آپ کے قتل کا یہ بیان اس شان کے ائمہ سے ماخوذ ہے نہ کہ جس طرح اہل تشیع کا جھوٹا گمان ہے	۲۲۳
	باب	۲۵۵
129	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر	۲۶۰
130	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر	۲۶۰
	باب	۲۶۲
131	آپ کے چند فضائل	۲۶۲
	باب	۲۶۷
132	آپ سے مروی چند اشعار	۲۶۷
133	حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد ۶۱ھ میں ہونے والے واقعات	۲۶۹
134	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۷۱
135	حضرت جابر بن عتیک بن قیسؓ	۲۷۱
136	حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ	۲۷۱
137	حضرت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ العبدری الحجبیؓ	۲۷۲
138	حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم	۲۷۲
139	حضرت ولید بن عقبہ بن ابی معیط	۲۷۳
140	ام المومنین ام سلمہؓ	۲۷۳
141	۶۲ھ	۲۷۴
142	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۷۶
143	حضرت بریدہ بن الحصیب الاسلمی	۲۷۶

Marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ
144	الربیع بن خثیم	۲۷۶
145	علقمہ بن قیس ابوشبل النخعی الکوفی	۲۷۷
146	عقبہ بن نافع فہری	۲۷۷
147	~~حضرت عمرو بن حزمؓ~~	~~۲۷۷~~
148	مسلم بن مخلد انصاری	۲۷۷
149	حضرت مسلمؓ بن معاویہ دیلمی	۲۷۷
150	۶۳ھ	۲۷۷
151	۶۴ھ	۲۸۵
152	یزید بن معاویہ کے حالات	۲۸۸
153	یزید بن معاویہ کی اولاد اور اس کی تعداد	۲۹۹
154	معاویہ بن یزید بن معاویہ کی امارت	۳۰۰
155	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی امارت	۳۰۲
156	ابن حزم اور ایک گروہ کے نزدیک آپ اس وقت امیر المومنین تھے	۳۰۲
157	مروان بن الحکم کی بیعت کا بیان	۳۰۳
158	مرج راہط کا معرکہ اور حضرت ضحاک بن فہری کا قتل	۳۰۵
159	حضرت نعمان بن بشیر انصاری کا قتل	۳۰۸
160	حضرت نعمان بن بشیرؓ کے اقوال	۳۰۹
161	حضرت مسور بن مخرمہ	۳۰۹
162	منذر بن زبیر بن العوام	۳۱۰
163	مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ	۳۱۰
164	حضرت ابن زبیرؓ کے زمانے میں کعبہ تہدیم و تعمیر کا بیان	۳۱۵
165	۶۵ھ	۳۱۶
166	عین الوردۃ کا معرکہ	۳۱۹
167	مروان بن الحکم کے حالات	۳۲۲
168	عبدالملک بن مروان کی خلافت	۳۲۷
169	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۳۳۱
170	۶۶ھ	۳۳۱
171	**باب**	۳۳۷
172	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے دستے کے امیر شمر بن ذی الجوشن کا قتل	۳۳۹
173	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹنے والے خولی بن یزید کا قتل	۳۴۱
174	قاتلین حسینؓ کے امیر عمر بن سعد بن ابی وقاص کا قتل	۳۴۲
175	**باب**	۳۴۶
176	۶۷ھ	۳۵۲
177	ابن زیاد کے حالات	۳۵۴
178	مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مختار بن ابی عبید کا قتل	۳۵۸
179	مختار بن ابی عبید ثقفی کے حالات	۳۶۱
	باب	۳۶۵
180	۶۸ھ	۳۶۵
181	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۳۶۸
182	ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات	۳۶۸
183	آپ کے جبریل علیہ السلام کو ایک اور رنگ میں	
184	دیکھنے کا بیان	۳۷۱
	باب	۳۷۹
185	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حلیہ	۳۸۱
	۶۹ھ	۳۸۲
186	اشدق کے حالات	۳۸۶
187	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۳۸۸
188	ابوالاسود الدؤلی	۳۸۹
189	حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا	۳۸۹
190	حسان بن مالک	۳۸۹
	۷۰ھ	۳۸۹
191	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۳۹۰
192	حضرت قبیصہ بن ذویب الخزاعی الکلبیؒ	۳۹۰

Marfat.com

193	حضرت قیس بن دریح رضی اللہ عنہ	۳۹۰	212	قاضی عبیدۃ السلمانی	۴۰۹
194	یزید بن زیاد بن ربیعہ حمیری	۳۹۱	213	عبداللہ بن السائب	۴۰۹
195	قاضی مصر بشیر بن النضر	۳۹۱	214	عطیہ بن بشیر	۴۰۹
196	مالک بن یخامر السکسکی الہانی الحمصی	۳۹۱	215	عبیدہ بن نضیلہ	۴۰۹
197	۷۱ھ	۳۹۱	216	عبداللہ بن قیس الرقیات	۴۱۰
198	مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات	۳۹۵	217	عبداللہ بن حمام	۴۱۰
199	**باب**	۴۰۲	218	۷۳ھ	۴۱۰
200	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۴۰۳	219	حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ۷۳ھ میں مکہ میں قتل ہونے والے اعیان	۴۲۹
201	ابراہیم بن الاشتر	۴۰۳			
202	عبدالرحمٰن بن غسیلہ	۴۰۳	220	حضرت عبداللہ بن صفوان	۴۲۹
203	عمرو بن سلمہ	۴۰۳	221	حضرت عبداللہ بن مطیع	۴۲۹
204	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ	۴۰۳	222	حضرت عوف بن مالک	۴۳۰
205	حضرت عمر بن اخطب	۴۰۴	223	حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیق	۴۳۰
206	حضرت یزید بن الاسود الجرشی السکونی	۴۰۴	224	عبداللہ بن حدرد اسلمی	۴۳۱
207	۷۲ھ	۴۰۴	225	عبداللہ بن سعد بن خثیم انصاری	۴۳۱
208	عبداللہ بن خازم کے حالات	۴۰۶	226	مالک بن مسمع بن غسان بصری	۴۳۱
209	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۴۰۷	227	ثابت بن الضحاک انصاری	۴۳۲
210	احنف بن قیس	۴۰۷	228	زینب بنت ابی سلمٰی مخزومی	۴۳۲
211	حضرت البراء بن عازب	۴۰۹	229	توبۃ بن الصمۃ	۴۳۲

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب:

آپ کی بلند مرتبہ سیرت، مواعظ، فیصلہ کن فیصلہ جات، خطبات اور دلوں رسائی حاصل کرنے والی چند حکمتوں کا بیان

عبدالوارث نے ابوعمرو بن العلاء سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا اے لوگو! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے بلا کم وبیش تمہارے مال سے اس کے سوا کچھ نہیں لیا اور آپ نے اپنی قمیص کی آستین سے ایک شیشی نکالی جس میں خوشبو تھی۔ اور فرمایا اسے ایک نمبردار نے مجھے ہدیۃً دیا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ بیت المال میں آئے اور فرمایا: لو اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

''جس کے پاس کھجور رکھنے کے لیے بانس کا ظرف ہو وہ کامیاب ہے اور وہ اس سے ہر روز کھجور کھاتا ہے''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہر روز ایک بار اس سے کھجور کھاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کے پاس کھجور رکھنے کے لیے بانس کا ظرف ہو اسے مبارک ہو اور حرملہ نے عن ابن وہب عن ابن لہیعہ عن ابی ہبیرہ عن عبداللہ بن ابی رزین الغافقی بیان کیا ہے کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ عید الضحیٰ کو اندر گئے تو آپ نے ہمارے سامنے خربزہ پیش کیا اور ہم نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے کاش آپ ہمارے سامنے یہ بطخ پیش کرتے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا ہے' آپ نے فرمایا اے ابن رزین! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ کے مال سے خلیفہ کے لیے صرف دو پیالے لینے جائز ہیں' ایک پیالہ وہ جسے وہ اور اس کے اہل کھاتے ہیں اور ایک پیالہ وہ جسے وہ لوگوں کو کھلاتا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حسن اور بنی ہاشم کے غلام ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ہبیرہ نے بحوالہ عبداللہ بن رزین ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا' حسن کہتے ہیں وہ عید الاضحیٰ کا دن تھا تو آپ نے ہمارے سامنے خربزہ پیش کیا۔ ہم نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے کاش آپ ہمیں یہ بطخ کھلاتے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا ہے' آپ نے فرمایا اے ابن رزین! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ کے مال سے خلیفہ کے لیے صرف دو پیالے لینے جائز ہیں۔ ایک پیالہ وہ جسے وہ اور اس کے اہل کھاتے ہیں اور ایک پیالہ وہ جسے عام لوگوں کے سامنے رکھتا ہے اور ابوعبید نے بیان کیا ہے کہ عباد بن العوام نے مروان بن عنترہ سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں خورنق میں حضرت علیؓ کے پاس گیا

Marfat.com

تو آپ ایک مخملی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور سردی سے کانپ رہے تھے' میں نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اس بیت المال میں آپ کا اور آپ کے اہل کا حصہ مقرر کیا ہے اور آپ سردی سے کانپ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم' میں تمہارے پاس سے کچھ نہیں لیتا اور یہ وہ چادر ہے جسے لے کر میں اپنے گھر سے نکلا تھا۔ یا یہ کہا کہ میں مدینہ سے لے کر نکلا تھا۔ اور ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ میں نے سفیان ثوری کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت علیؓ نے نہ کوئی اینٹ کی تعمیر کی ہے اور نہ اینٹ پر نرکل ڈالا ہے اور ان کے دانے مدینہ سے تھیلے میں لائے جاتے تھے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ابوحسان نے بحوالہ مجمع بن سمعان التیمی ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ اپنی تلوار لے کر بازار کی طرف گئے اور فرمایا' کون مجھ سے میری یہ تلوار خریدے گا؟ اور اگر میرے پاس چار درہم ہوتے تو میں اس سے چادر خریدتا اور اسے فروخت نہ کرتا' اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ سفیان نے بحوالہ جعفر مجھ سے بیان کیا' میرا خیال ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ جب قمیص پہنتے تو اس کی آستین میں اپنے ہاتھ کو لمبا کرتے اور آستین میں سے جو کپڑا آپ کی انگلیوں سے زائد ہوتا اسے کاٹ دیتے اور فرماتے' آستین کو انگلیوں سے زائد نہیں ہونا چاہیے' اور ابوبکر بن عیاش نے عن یزید بن ابی زیاد عن مقسم عن ابن عباسؓ بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے خلیفہ ہونے کی حالت میں تین دراہم میں ایک قمیص خریدی اور اس کی آستین کو پہنچے کی جگہ سے کاٹ دیا اور فرمایا خدا کا شکر ہے یہ اس کا فاخرانہ لباس ہے' اور امام احمدؒ نے باب الزہد میں عن عباد بن العوام عن ہلال بن حبان عن مولیٰ لابی غصین روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ باہر نکلے اور ایک بزاز کے پاس آئے اور اسے کہا' کیا آپ کے پاس سنبلانی قمیص ہے؟ راوی بیان کرتا ہے اس نے آپ کو ایک قمیص دی آپ نے اسے پہنا تو وہ آپ کی پنڈلیوں کے نصف تک پہنچتی تھی آپ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا میں بلا کم و بیش اسے ٹھیک ٹھاک سمجھتا ہوں' اس کی کیا قیمت ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین چار درہم' راوی بیان کرتا ہے آپ نے انہیں اپنی چادر سے کھول کر اسے دے دیا اور چلتے بنے' اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ الفضل بن دکین نے ہمیں بتایا کہ الحسن بن جرموز نے اپنے باپ کے حوالے سے ہمیں خبر دی کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محل سے باہر نکلتے دیکھا اور آپ پر دو قبطی چادریں تھیں ازار' پنڈلیوں کے نصف تک تھا اور چادر بھی اس کے قریب قریب سمیٹے ہوئے تھے اور آپ کے پاس اپنا درہ بھی تھا جسے لے کر آپ بازاروں میں چلتے اور لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اچھی طرح خرید و فروخت کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے' ماپ اور تول کو پورا کرو' نیز فرماتے' گوشت کو پھونک نہ مارو' اور حضرت عبداللہ بن المبارک نے باب الزہد میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے ہمیں بتایا کہ صالح بن ہیثم نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن وہب الجہنی نے ہم سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت علیؓ دو چادریں اوڑھے ہمارے پاس آئے ان میں سے ایک کا آپ تہبند باندھے ہوئے تھے اور دوسری کو اوڑھے ہوئے تھے' آپ نے اپنے تہبند کی ایک طرف کو اٹھایا ہوا تھا اور دوسری طرف کو اٹھایا ہوا تھا' آپ نے ایک دھجی سے اپنا تہبند اٹھایا ہوا تھا تو ایک بدو آپ کے پاس سے گذرا اور کہنے لگا' اے انسان! یہ کپڑے پہن لے بلاشبہ تو مرنے والا یا قتل ہونے والا ہے آپ نے فرمایا اے بدو! میں صرف اس لیے ان دو کپڑوں کو پہنتا ہوں تاکہ وہ مجھے تکبر سے دور کر دیں اور میری نماز کے لیے بہتر ہوں اور مومن کے لیے سنت ہوں اور عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ المختار بن نافع نے بحوالہ ابو مطر

Marfat.com

ہم سے بیان کیا کہ میں مسجد سے باہر نکلا تو اچانک ایک شخص میرے پیچھے سے پکارنے لگا، اپنے تہبند کو اوپر اٹھا و بلاشبہ یہ بات تمہارے کپڑے کو بچانے والی اور تمہارے لیے تقویٰ کا باعث ہوگی اور اگر تو مسلمان ہے تو اپنے سر کے بال کٹوا، پس میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور وہ تہبند باندھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے پاس درہ بھی تھا۔ گویا وہ جنگل کا دیہاتی بدو ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو ایک شخص نے مجھے کہا میں تجھے اس شہر میں پردیسی خیال کرتا ہوں میں نے کہا ہاں میں بصرہ کا ایک شخص ہوں، اس نے کہا یہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب ؓ ہیں حتیٰ کہ آپ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے دار بنی ابی معیط میں پہنچ گئے آپ نے فرمایا، فروخت کرو لیکن قسم نہ کھاؤ بلاشبہ قسم، سامان کو چلتا کرتی ہے اور برکت کو مٹا دیتی ہے پھر آپ کھجوروں والوں کے پاس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خادم رو رہا ہے آپ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو؟ اس نے کہا، اس شخص نے میرے پاس سے ایک درہم کی کھجوریں خریدی ہیں اور اس کے آقاؤں نے اسے واپس بھیجا ہے اور کھجوروں کے لینے سے انکار کر دیا ہے حضرت علیؓ نے اسے کہا اپنی کھجوریں لے لو اور اس کا درہم اسے دے دو بلاشبہ اسے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے تو اس نے آپ کو دھکا دیا، میں نے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا نہیں، میں نے کہا یہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب ؓ ہیں تو اس نے اپنی کھجوریں پھینک دیں اور اس کا درہم اسے دے دیا پھر وہ شخص کہنے لگا یا امیر المومنین میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں، آپ نے فرمایا، جب تو لوگوں کے حقوق کو پورا کرے گا تو تو مجھے راضی کر دے گا پھر آپ کھجوروں والوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے کھجوروں والو! مساکین کو کھلاؤ تمہاری کمائی بڑھ جائے گی پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ چلتے ہوئے مچھلی والوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا ہمارے بازار میں تیرنے والی چیز فروخت نہ کی جائے، پھر آپ دار فرات میں آئے۔ جو بزازوں کا بازار ہے۔ اور ایک شیخ کے پاس آ کر کہنے لگے اے شیخ میرے پاس تین دراہم میں اچھی سی قمیص فروخت کر دو اور جب اس نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے کچھ نہ خریدا پھر دوسرے شیخ کے پاس تشریف لے گئے اور جب اس نے بھی آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے کچھ نہ خریدا اور ایک نوعمر جوان کے پاس آ کر اس سے تین دراہم میں قمیص خریدی اور اس کی آستین پہنچوں سے لے کر ٹخنوں تک تھی اور آپ اپنے لباس کے بارے میں فرمایا کرتے تھے، اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے فاخرہ لباس عنایت فرمایا ہے جس سے میں لوگوں میں آراستہ ہوتا ہوں اور اپنی شرمگاہ کو چھپاتا ہوں آپ سے دریافت کیا گیا یا امیر المومنین یہ بات آپ اپنی طرف سے بیان کر رہے ہیں یا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے آپ نے فرمایا، نہیں بلکہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ لباس پہنتے وقت یہ بات کہا کرتے تھے۔ اس نوجوان کا باپ جو کپڑے کا مالک تھا آیا تو اسے کہا گیا اے فلاں تیرے بیٹے نے آج امیر المومنین کے پاس تین دراہم میں قمیص فروخت کی ہے اس نے کہا، تو نے ان سے دو درہم کیوں نہیں لیے؟ پس اس کے باپ نے اس سے ایک درہم لیا اور اسے امیر المومنین کے پاس لے کر آیا آپ اس وقت مسلمانوں کے ساتھ کوفہ کے دروازے پر بیٹھے تھے اس نے کہا اس درہم کو پکڑیئے آپ نے فرمایا اس درہم کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا قمیص کی قیمت صرف دو درہم ہے آپ نے فرمایا اس نے میری منشاء کے مطابق میرے پاس فروخت کی ہے اور اپنی منشاء کے مطابق قیمت لی ہے۔

اور عمرو بن شمر نے جابر الجعفی سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے اپنی زرہ ایک نصرانی کے پاس دیکھی

Marfat.com

تو جھگڑتے ہوئے اسے شریح کے پاس لے آئے' راوی بیان کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ آ کر شریح کے پہلو میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے اے شریح! اگر میرا مدمقابل مسلمان ہوتا تو میں اس کے ساتھ بیٹھتا لیکن وہ نصرانی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم اور وہ ایک راستے پر ہوں تو انہیں تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو اور انہیں ذلیل کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کیا ہے۔ مگر حد سے تجاوز نہ کرو' پھر فرمایا یہ زرہ میری ہے جسے نہ میں نے فروخت کیا ہے اور نہ ہبہ کیا ہے' شریح نے نصرانی سے پوچھا' تم امیر المومنین کی بات کے جواب میں کیا کہتے ہو' نصرانی نے کہا یہ زرہ میری ہے اور امیر المومنین میرے نزدیک جھوٹے نہیں' شریح نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے امیر المومنین کیا کوئی دلیل ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرائے اور فرمایا' شریح نے درست کہا ہے میرے پاس کوئی دلیل نہیں' پس شریح نے زرہ کا فیصلہ نصرانی کے حق میں کر دیا' راوی بیان کرتا ہے نصرانی اس زرہ کو لے کر چند قدم چلا پھر واپس آ گیا اور کہنے لگا' میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ احکام انبیاء کے ہیں۔ امیر المومنین مجھے اپنے قاضی کے پاس لے جاتے ہیں اور وہ ان کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں' یا امیر المومنین قسم بخدا یہ زرہ آپ کی ہے' جب آپ صفین کی جانب جا رہے تھے تو میں فوج کے پیچھے پیچھے چلا اور میں نے آپ کے خاکستری اونٹ سے اسے نکال لیا اور اب جب کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں یہ زرہ آپ کی ہوئی اور اس نے آپ کو گھوڑے پر سوار کرایا۔ شعبی نے بیان کیا ہے کہ مجھے اس شخص نے بتایا ہے جس نے آپ کو جنگ نہروان کے روز خوارج سے جنگ کرتے دیکھا ہے اور سعید بن عبید نے بحوالہ علی بن ربیعہ بیان کیا ہے کہ جبدہ بن ہبیرہ نے آ کر حضرت علیؓ سے کہا اے امیر المومنین! آپ کے پاس دو شخص آتے ہیں ان میں سے ایک کے نزدیک آپ اسے اس کے اہل اور مال سے بھی عزیز ترین ہیں اور دوسرا اگر آپ کو ذبح کرنے کی سکت رکھتا تو ضرور آپ کو ذبح کر دیتا' آپ اس کے حق میں اور اس کے خلاف فیصلہ کریں گے؟ راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے اس کی گردن پر مکہ مارا اور فرمایا اگر یہ بات مجھ سے تعلق رکھتی ہوتی تو میں اس کا فیصلہ کرتا مگر یہ بات اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ میرے دادا نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن ہاشم نے صالح بزاز سے اس کی دادی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ایک درہم کی کھجوریں خریدی ہیں آپ نے انہیں چادر میں ڈال کر اٹھا لیا تو ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ بجائے میں انہیں اٹھا لوں؟ آپ نے فرمایا' صاحب عیال ان کے اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے' اور ابو ہاشم سے بحوالہ زاذان روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے ہوئے بازاروں میں اکیلے چلتے تھے اور رستہ سے بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرتے تھے اور کمزور کی مدد کرتے تھے اور فروخت کنندہ اور کنجڑے کے پاس سے گزرتے تو اسے قرآن کھول کر سناتے: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا﴾ پھر فرماتے آیت عادل اور متواضع حکمرانوں اور بقیہ لوگوں میں سے صاحب قدرت لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور عن عبادۃ بن زیاد عن صالح بن الاسود اس شخص سے جس نے اس کے پاس بیان کیا ہے روایت ہے کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گدھے پر سوار دیکھا اور آپ نے دونوں پاؤں ایک جگہ لٹکائے ہوئے تھے پھر فرمانے لگے میں وہ شخص ہوں جس نے دنیا کو حقیر سمجھا ہے' اور یحییٰ بن معین نے علی بن الجعد سے بحوالہ حسن بن صالح بیان کیا ہے کہ لوگوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس

Marfat.com

درویشوں کا تذکرہ کیا‘ کچھ لوگوں نے کہا فلاں شخص درویش ہے اور کچھ لوگوں نے کہا فلاں شخص درویش ہے‘ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا‘ دنیا کے بارے میں سب سے زیادہ بے رغبت حضرت علی بن ابی طالبؓ تھے‘ اور ہشام بن حسان نے بیان کیا ہے کہ ہم حضرت حسن بصریؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ ازارقہ کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ابوسعید حضرت علی بن ابی طالبؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ راوی بیان کرتا ہے حضرت حسنؒ کے رخسار سرخ ہو گئے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ پر رحم فرمائے بلاشبہ حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو صحیح نشانہ پر لگنے والے تیر تھے اور آپ کا علم میں بہت بلند مقام تھا اور آپ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ترین رشتہ دار تھے اور آپ اس امت کے راہب تھے اور اللہ کے مال کو چرانے والے نہ تھے اور نہ امر الٰہی کے بارے میں غفلت کرنے والے تھے‘ قرآن نے آپ کو عزم و عمل اور علم عطا کیا تھا اور آپ اس کی وجہ سے پر رونق باغات اور واضح نشانات میں رہتے تھے۔ اے کمینے یہ علی بن ابی طالبؓ تھے۔ اور ہیثم نے یسار سے بحوالہ عمار بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے ایک حدیث بیان کی اور آپ نے اس کی تکذیب کی اور وہ کھڑا ہونے سے پہلے ہی اندھا ہو گیا۔ اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ شریح بن یونس نے مجھ سے بیان کیا کہ ہیثم نے عن اسماعیل بن سالم عن عمار الحضرمی عن زاذان ابی عمر ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے ایک حدیث بیان کی آپ نے کہا میرا خیال ہے تو نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے اس نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا آپ نے فرمایا اگر تو نے جھوٹ بولا تو میں تجھ پر بددعا کروں گا اس نے کہا بددعا کیجیے آپ نے بددعا کی‘ اور ابھی وہ اپنی جگہ سے ہٹا بھی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا‘ اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ خلف بن سالم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بشر نے بحوالہ ابومسکین ہم سے بیان کیا کہ میں اور میرا ماموں ابوامیہ‘ مراد قبیلے کی ایک حویلی کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا تم حویلی کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا‘ حضرت علیؓ اس کے پاس سے گزرے تو وہ اسے بنا رہے تھے پس ایک ٹکڑا آپ پر گرا جس نے آپ کے سر کو زخمی کر دیا تو آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اس کی تعمیر مکمل نہ ہو‘ راوی بیان کرتا ہے کہ اس پر کوئی اینٹ نہیں رکھی گئی‘ راوی بیان کرتا ہے میں بھی اس کے پاس سے گزرنے والوں میں ہوں‘ وہ حویلیوں کی مانند نہیں‘ اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن یونس بن بکیر شیبانی نے اپنے باپ سے عن عبدالغفار بن القاسم الانصاری عن ابی بشیر الشیبانی مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنے آقا کے ساتھ جنگ جمل میں شامل ہوا اور میں نے اس دن سے بڑھ کر کلائیوں اور پاؤں کے الگ ہونے والا کبھی کوئی دن نہیں دیکھا اور جب بھی میں ولید کے گھر کے پاس سے گزرا ہوں مجھے جنگ جمل کا دن یاد آ جاتا ہے‘ راوی بیان کرتا ہے الحکم بن عیینہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے جنگِ جمل کے روز دعا کی کہ اے اللہ! ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو پکڑ لے۔

آپ کے خوبصورت کلام کا نمونہ:

ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ علی بن الجعد نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن شمر نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل السدی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابوارا کہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے فجر کی نماز حضرت علیؓ کے ساتھ پڑھی اور جب آپ دائیں جانب مڑے تو آپ ٹھہر گئے گویا آپ غمگین ہیں اور جب مسجد کی دیوار پر سورج ایک نیزہ بھر آیا تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے ہاتھ کو پلٹ کر فرمایا‘ خدا کی قسم میں نے محمد ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہے اور آج میں ان کی مانند کسی چیز کو نہیں دیکھتا‘ وہ صبح کو خالی پیٹ پراگندہ مو

Marfat.com

غبار آلود حالت میں اٹھتے' اور خدا کی خوشنودی کی خاطر قیام و سجود کرتے رات گزارتے اور کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر باری باری آرام کرتے اور جب صبح کرتے تو اس طرح جھومتے جیسے آندھی کے روز درخت جھومتا ہے اور ان کی آنکھیں اشک ریزی کرتیں حتیٰ کہ ان کے کپڑے بھیگ جاتے' خدا کی قسم لوگ غفلت میں رات گزار دیتے ہیں پھر آپ اٹھے اور اس کے بعد آپ کو مسکراتے نہیں دیکھا گیا حتیٰ کہ دشمن خدا' فاسق ابن ملجم نے آپ کو قتل کر دیا۔ اور وکیع نے عن عمرو بن منبہ عن اوفی بن دلھم عن علی بن ابی طالبؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ علم سیکھو اس سے تم سردار بن جاؤ گے' عمل کرو تم اس کے اہل ہو جاؤ گے بلاشبہ تمہارے بعد ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں حق کے نو حصوں کا انکار کر دیا جائے گا اور اس سے ہر رجوع و انابت کرنے والا خلاصی پائے گا وہ لوگ ائمہ ہدایت اور علم کے چراغ ہیں وہ جلد باز اور باتونی نہیں' پھر فرمایا آگاہ رہو دنیا پشت پھیر کر کوچ کر گئی ہے اور آخرت سامنے آ گئی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں پس تم آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے فرزند نہ بنو۔ آگاہ رہو' دنیا سے بے رغبتی کرنے والوں نے زمین کو بچھونا اور مٹی کو بستر اور پانی کو طیب بنا لیا ہے آگاہ رہو جو آخرت کا مشتاق ہے وہ خواہشات سے غافل ہو چکا ہے اور جو آگ سے خائف ہے اس نے محرمات کو ترک کر دیا ہے اور جو جنت کا طالب ہے وہ طاعات کی طرف جلدی کرنے والا ہے اور جو دنیا سے بے رغبتی کرتا ہے اس پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں' آگاہ رہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اہل جنت کو جنت میں اقامت کیے ہوئے اور اہل دوزخ کو دوزخ میں عذاب پاتے دیکھتے ہیں' ان کے شرور' مامون' ان کے قلوب' محزون' ان کے نفوس' عفیف اور ان کی ضروریات خفیف ہوتی ہیں' انہوں نے چند دن صبر کیا تاکہ اس کے بعد طویل راحت حاصل کریں' شب کو ان کے قدم صف بند ہوتے ہیں اور ان کے آنسو ان کے رخساروں پر رواں ہوتے ہیں' وہ اپنی گردنوں کو چھڑانے کے لیے اللہ کے حضور فریاد کناں ہوتے ہیں اور دن کو پیاسے' بردبار' نیک اور تقویٰ شعار ہوتے ہیں' گویا وہ تیر ہیں' جن کی طرف دیکھنے والا دیکھ کر کہتا ہے کہ بیمار ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کو کوئی بیماری نہیں ہوتی اور وہ مخبوط الحواس ہیں حالانکہ لوگوں کو ایک بڑی بات نے مخبوط الحواس کر دیا ہے اور اصبغ بن نباتہ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور موت کا ذکر کیا اور فرمایا: اللہ کے بندو' موت سے کوئی گریز نہیں' اگر تم اس کے لیے کھڑے ہو وہ تمہیں پکڑ لے گی اور اگر تم اس سے بھاگے تو وہ تمہیں آ لے گی' پس نجات حاصل کرو اور جلدی کرو' بلاشبہ تمہارے پیچھے قبر کا تیز طالب ہے پس اس کی تنگی' تاریکی اور وحشت سے بچو' آگاہ رہو' قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا یا جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے آگاہ رہو' قبر ہر روز تین بار کلام کرتی ہے اور کہتی ہے میں تاریکی کا گھر ہوں' میں کیڑوں کا گھر ہوں' وحشت کا گھر ہوں' آگاہ رہو اس کے بعد وہ دن ہے جس میں چھوٹا' بوڑھا ہو جائے گا اور بڑا اس میں مدہوش ہو جائے گا (اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہو گا) آگاہ رہو اور اس کے بعد اس سے بھی سخت چیز ہو گی آگ جس کی گرمی شدید ہو گی اور اس کی تہ بعید ہو گی اور اس کے زیور اور ہتھوڑے لوہا ہو گا اور اس کا پانی پیپ ہو گا اور اس کا خازن' مالک ہو گا جس میں اللہ کی کوئی رحمت نہ ہو گی' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ رو پڑے اور آپ کے اردگرد مسلمان بھی رو پڑے پھر فرمایا آگاہ رہو اس کے پیچھے جنت ہے جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے اور اسے متقیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تم کو متقین میں

Marfat.com

سے بنائے اور ہمیں اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے۔

لیث بن ابی سلیم نے اسے بحوالہ مجاہد روایت کیا ہے' مجھ سے حضرت علیؓ سے سننے والے نے بیان کیا اور اس نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور وکیع نے عمرو بن منبہ سے بحوالہ اوفی بن دلہم بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا بلاشبہ دنیا پشت پھیر چکی ہے اور اس نے اعلان الوداع کر دیا ہے اور آخرت آ گئی ہے آج میدان ہے اور کل دوڑ ہوگی' آگاہ رہو بلاشبہ تم امید کے دنوں میں ہو' جس کے پیچھے موت ہے اور جو شخص اپنی امید کے دنوں میں موت کے آنے سے پہلے کوتاہی کرے۔ اس کا عمل رائیگاں جاتا ہے' آگاہ رہو! تم خدا کے لیے رغبت سے کام کرو جیسے تم اس کے لیے خوف سے کام کرتے ہو اور میں نے جنت کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی جس کا طلبگار سویا ہوا ہے اور میں نے دوزخ کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا سویا ہوا ہے اور جسے حق فائدہ نہیں دیتا اسے باطل نقصان پہنچاتا ہے اور جسے ہدایت سیدھا نہیں کرتی اسے گمراہی ایک جانب کر دیتی ہے' آگاہ رہو' تمہیں کوچ کا حکم دیا گیا ہے اور تم زاد پر ذلیل ہو رہے ہو' لوگو آگاہ رہو! دنیا ایک حاضر سامان ہے جس سے نیک اور فاجر کھاتا ہے اور آخرت' سچا وعدہ ہے جس میں صاحب قدرت بادشاہ فیصلہ کرے گا آگاہ رہو! شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنے فضل و مغفرت کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ وسعت دینے والا اور جاننے والا ہے' اے لوگو! اپنی عمروں میں اچھے کام کرو' تم اپنے انجام کو محفوظ کر لو گے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت کرنے والے کے ساتھ اپنی جنت کا وعدہ کیا ہے اور اپنی نافرمانی کرنے والے کو اپنے دوزخ سے ڈرایا ہے' وہ ایسی آگ ہے جس کی آواز پر سکون نہیں ہوتی اور نہ اس کا قیدی چھڑایا جاتا ہے اور نہ اس کا توڑا ہوا درست کیا جاتا ہے' اس کی گرمی شدید اور اس کی تہ لبید ہے اور اس کا پانی پیپ ہے اور مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف' خواہشات کی پیروی اور طویل امل کا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے بلاشبہ خواہشات کی پیروی حق سے روک دیتی ہے اور طول امل' آخرت کو فراموش کرا دیتی ہے' اور عاصم بن ضمرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ کے پاس دنیا کی مذمت کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا' دنیا اس شخص کے لیے دار صدق ہے جس نے اس کی تصدیق کی ہے اور اس شخص کے لیے دار نجات ہے جس نے اسے سمجھا ہے اور اس شخص کے لیے دار کفایت ہے جس نے اس سے زاد لیا ہے اور وحی الٰہی کا مہبط' اور اس کے فرشتوں کی جائے نماز اور اس کے انبیاء کی مسجد اور اس کے اولیاء کی سوداگری ہے جس میں انہوں نے رحمت کا نفع حاصل کیا ہے اور جنت کو حاصل کیا ہے۔

پس کون ہے اس کی مذمت کرنے والا' اس نے اپنے جنگلات کی اطلاع دے دی ہے اور اپنی جدائی کا اعلان کر دیا ہے اور اس کے شرور کے ساتھ سرور' اور اس کی مصیبت کے ساتھ ترغیبا اور ترہیبا اس میں رغبت اور دلچسپی مل جل گئی ہے۔ اے دنیا کی مذمت کرنے والے جو امیدوں کے ساتھ اپنے دل کو بہلاتا ہے' دنیا تجھے کب تک دھوکا دے گی۔ کیا مصیبت میں تیرے آباء کے پچھڑنے کی جگہوں تک؟ یا زیر زمین تیری امہات کے لیٹنے کی جگہوں تک' تو نے اپنے ہاتھوں سے کتنا عرصہ علاج کیا اور تو نے اپنی ہتھیلیوں سے بار بار بلایا جس سے تو اس کے لیے شفا کا طلب گار رہا اور طبیب اس کے لیے نسخے تجویز کرتے رہے' تیرا علاج اس کے کچھ کام نہ آیا اور نہ تیرے رونے نے اسے فائدہ دیا۔

اور سفیان ثوری اور اعمش نے عمرو بن مرۃ سے بحوالہ ابوالبختری بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور آپ کی

Marfat.com

بہت تعریف کرنے لگا۔ اور وہ حضرت علیؓ سے بغض رکھتا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا' میں ایسا نہیں ہوں جیسے تو بیان کر رہا ہے اور جو کچھ تیرے دل میں ہے میں اس سے بھی برتر ہوں' اور ابن عسا کرنے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا' اللہ تعالیٰ آپ کو ثبات بخشے آپ نے فرمایا تیرے سینے پر' اور ابن الدنیا نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے عن ابی حمزہ عن یحییٰ بن عقیل عن یحییٰ بن یعمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا' بلاشبہ آسمان کی طرف بارش کے قطروں کی طرح امر نازل ہوتا ہے اور ہر نفس کے لیے وہی کچھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اہل' مال اور جان کے متعلق کی بیشی لکھ دی ہے' پس جو شخص اپنے اہل' مال اور جان میں کمی دیکھے اور دوسرے کے لیے لغزش دیکھے تو یہ بات اس کے لیے فتنہ کا باعث نہیں ہوگی' بلاشبہ جب تک مسلمان کی موجودہ زندگی اندھیر نہ ہو جائے وہ دنیا کے ذکر پر اس کے لیے فروتنی کا اظہار کرتا ہے اور کمینے لوگ اس کی ترغیب دیتے ہیں جیسے تنگ دست عالم اپنے تیر کی ابتدا ہی میں اس بات کا منتظر ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے غنیمت واجب کر دے گا اور تاوان کو اس سے دور کر دے گا اور اسی طرح خیانت سے پاک مسلمان جب اللہ سے دعا کرتا ہے تو وہ دو نیکیوں کے درمیان ہوتا ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے لیے بہتر ہے یا یہ کہ اللہ اسے مال دے اور وہ اہل و مال والا ہو جائے' اور اس کے ساتھ اس کا حسب اور دین بھی ہو اور یا اللہ اسے آخرت میں دے اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے' کھیتیاں دو ہیں' دنیا کی کھیتی' مال اور تقویٰ ہے اور آخرت کی کھیتی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو لوگوں کے لیے اکٹھا کر دیا ہے۔

سفیان ثوری نے بیان کیا ہے حضرت علیؓ کے سوا کون ایسا خوبصورت کلام کر سکتا ہے؟ اور انہوں نے زبید الیامی سے بحوالہ مہاجر العامری بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے اپنے ایک ساتھی کو جو ایک شہر پر حاکم تھا' وصیت لکھی جس میں لکھا:

''اپنی رعیت سے پوشیدگی کو طول نہ دو بلاشبہ حکمرانوں کا رعیت سے پوشیدگی اختیار کرنا تنگی کی شاخ اور امور کے بارے میں علم کی کمی ہے اور پوشیدگی اختیار کرنا ان سے اس علم کو دور کر دے گا جس سے انہوں نے پوشیدگی اختیار کی ہے' پس بڑا ان کے نزدیک کمزور ہو جائے گا اور چھوٹا بڑا ہو جائے گا اور اچھا برا ہو جائے گا اور برا اچھا ہو جائے گا اور حق باطل کے ساتھ مخلوط ہو جائے گا اور حکمران ایک بشر ہی ہے وہ ان امور کو نہیں جانتا جو لوگ اس سے پوشیدہ رکھتے ہیں اور نہ ہی لوگوں پر ایسی علامات لگی ہوئی ہیں جن سے جھوٹ کے مقابل میں سچ کی اقسام پہنچائی جائیں اور تو پردے کی نرمی سے حقوق میں دخل اندازی سے بچ جائے تو دو شخصوں میں سے ایک ہے یا تو تو ایسا شخص ہے' جس کے نفس نے حق میں خرچ کرنے سے بخل کیا ہے پس جب حق کی ادائیگی تجھ پر واجب ہے اس سے تیرا پوشیدگی اختیار کرنا کس وجہ سے ہے؟ اور کریمانہ اخلاق سے تو درستی چاہتا ہے؟ اور یا تو رکاوٹ اور بخل سے آزمائش میں ڈالنے والا ہے' پس تیرا زوال نعمت کس قدر سریع ہے اور لوگوں کا مایوس ہو کر تجھ سے سوال کرنے سے رکنا کس قدر سریع ہے حالانکہ لوگوں کی اکثر مالی ضروریات کا تعلق تجھ سے ہے خواہ وہ کسی ناانصافی کی شکایت سے متعلق ہوں یا انصاف طلبی سے متعلق ہوں' جو باتیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے رشد اور نصیبے پر اکتفا کر [illegible]

[illegible] بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے ایک گورنر کو لکھا [illegible]

Marfat.com

''وہ آہستگی اختیار کرو گویا آپ انتہا کو پہنچ گئے ہیں اور تمہارے اعمال اس جگہ تمہارے پاس پیش کیے جائیں گے جہاں دھوکہ خوردہ حسرت سے پکارے گا اور ضائع کرنے والا توبہ کی اور ظالم رجعت کی تمنا کرے گا''۔

اور ہیثم نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن ابی زائدہ نے بحوالہ شعبی ہمیں بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شعر کہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تینوں سے بڑے شاعر تھے اور ہشام بن عمار نے اسے عن ابراہیم بن اعین عن عمر بن زائدہ عن عبداللہ بن ابی السفر عن الشعبی روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور ابوبکر بن درید نے بیان کیا ہے کہ دماد نے بحوالہ ابوعبیدہ ہمیں بتایا کہ حضرت معاویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو خط لکھا:

''اے ابوالحسن! مجھے بہت سے فضائل حاصل ہیں میرا باپ جاہلیت میں سردار تھا۔ اور میں اسلام میں بادشاہ بن گیا ہوں۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرابت دار اور مومنین کا ماموں اور کاتب وحی ہوں''۔

حضرت علیؓ نے فرمایا، کیا جگر کھا جانے والی کا بیٹا فضائل سے مجھ پر فخر کرتا ہے؟ پھر فرمایا اے غلام لکھو!

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو نبی ہیں وہ میرے بھائی اور قرابت دار ہیں اور سید الشہداء حضرت حمزہؓ میرے چچا ہیں اور حضرت جعفرؓ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہیں وہ میری ماں کے بیٹے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میری راحت اور میری بیوی ہے، جس کا گوشت، میرے خون اور گوشت سے ملا ہوا ہے اور اس سے میرے دو بیٹے احمدؐ کے نواسے ہیں، پس تم میں سے کس کا حصہ میرے جیسا ہے، میں نے چھوٹی عمر میں جب کہ میں بالغ نہیں ہوا تھا۔ تم سب سے اسلام کی طرف سبقت کی ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ نے کہا، اس خط کو پوشیدہ رکھو، اسے اہل شام نہ پڑھیں ورنہ وہ ابن ابی طالب کی طرف مائل ہو جائیں گے، یہ ابوعبیدہ اور حضرت معاویہؓ کے زمانے کے درمیان، منقطع ہے، اور زبیر بن بکار وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ بکر بن حارثہ نے عن الزہری عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن جابر بن عبداللہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شعر پڑھتے سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے تھے:

''میں مصطفیٰ کا بھائی ہوں اور میرے نسب میں کوئی شک نہیں، میں نے ان کے ساتھ پرورش پائی ہے اور ان کے دونوں نواسے میرے بیٹے ہیں میرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ایک ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میری بیوی ہیں، یہ کسی ضعیف العقل کا قول نہیں، میں نے آپ کی تصدیق کی اور تمام لوگ ضلالت، شرک اور تکدر کی وجہ سے مشکل میں پڑے ہوئے تھے پس اس خدا کا شکر ہے جس کا کوئی شریک نہیں جو بندے کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہے اور لا انتہا مدت تک باقی رہنے والا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا، اے علیؓ! تو نے درست کہا ہے، یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ منکر ہے اور اشعار میں رکاکت پائی جاتی ہے اور ان بکر سے منفرد ہونے کی صورت میں اس سند و متن کے ساتھ اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

اور حافظ ابن عساکر نے ابوزکریا رملی کے طریق سے روایت کی ہے کہ یزید بن ہارون عن نوح بن قیس عن سلامۃ الکندی عن الاصبغ ابن نباتۃ عن علی ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا امیر المومنین' مجھے آپ سے کچھ کام ہے اور میں نے اسے آپ کے پاس پہنچانے سے قبل اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا دیا ہے۔ اگر آپ نے اسے پورا کر دیا تو میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گا اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور اگر آپ نے اسے پورا نہ کیا تو میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گا اور آپ کو معذور قرار دوں گا' حضرت علیؓ نے فرمایا' اپنی حاجت کو زمین پر لکھو' بلاشبہ میں تمہارے چہرے پر سوال کی ذلت کو دیکھنا پسند نہیں کرتا' اس نے لکھا' میں محتاج ہوں حضرت علیؓ نے فرمایا میرے پاس حلہ لاؤ' حلہ لایا گیا تو اس شخص نے اسے لے کر پہن لیا' پھر وہ کہنے لگا۔

''آپ نے مجھے حلہ زیب تن کروایا ہے جس کی خوبیاں واضح ہیں اور عنقریب میں آپ کو حسن ثنا کے حلے پہناؤں گا' اور اگر آپ نے میرے حسن ثنا کو حاصل کر لیا تو آپ عزت کے ذریعے کو حاصل کریں گے اور میں نہیں چاہتا کہ جو میں نے کہا ہے وہ اس کا بدل ہو' بلاشبہ ثنا' صاحب ثناء کے ذکر کو زندہ کر دیتی ہے جیسے بارش کی تری میدانوں اور پہاڑوں کو زندہ کر دیتی ہے' زمانے میں تو جس بھلائی کو کرنا چاہتا ہے اس سے بے رغبتی نہ کر' ہر بندے کو اس کے کیے کی جزا ملے گی''۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: میرے پاس دینار لاؤ' آپ کے پاس ایک سو دینار لائے گئے اور آپ نے اسے دے دیئے' الاصبغ بیان کرتا ہے میں نے کہا یا امیر المومنین ایک حلہ اور سو دینار؟ آپ نے فرمایا ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے لوگوں کو ان کے مقام پر رکھو' اور اس شخص کا میرے نزدیک یہی مقام ہے' اور خطیب بغدادی نے ابوجعفر احمد بن اسحٰق بن ابراہیم بن عبیط بن شریط کے طریق سے اس کے باپ اور دادے سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا۔

''جب قلوب لوگوں کا بچاؤ کریں اور اس سے وسیع سینہ تنگ ہو جائے اور ناپسندیدہ امور جاگزین اور مطمئن ہو جائیں اور ان کی جگہوں پر مصائب لنگر انداز ہو جائیں اور تو تکلیف کے دور ہونے کی کوئی صورت نہ دیکھے اور نہ عقل مند کا کوئی حیلہ کام آئے اور تیری مایوسی پر تیرے پاس مدد آ جائے جس سے بات ماننے والا قرابت دار بھلائی کرتا ہے اور جب تمام واقعات انتہا کو پہنچ جاتے ہیں تو ان کے ساتھ کشادگی ملی ہوتی ہے''۔

اور ابوبکر محمد بن یحییٰ الصولی نے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کے جو اشعار سنائے ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

''آگاہ رہ' بڑے بڑے واقعات پر صبر کر اور سوزش عشق کا صبر جمیل سے علاج کر' اور اگر تجھے کسی روز تنگی آ جائے تو بے صبر نہ ہو تو نے لمبا زمانہ آسائش سے بھی گذارا ہے اور اپنے رب کے بارے میں بدظنی نہ کر بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے کا زیادہ سزاوار ہے اور تنگی کے پیچھے آسائش آتی ہے اور اللہ کا قول ہر بات سے زیادہ سچا ہے اور اگر عقلوں سے رزق ملتا تو عقل مندوں کے پاس ہی رزق ہوتا' کتنے ہی مومن ہیں جو ایک زمانہ تک بھوکے رہے ہیں اور عنقریب وہ سلسبیل کی شراب سے سیراب ہوں گے''۔

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس قدر حقیر ہے کہ وہ مومن کو باوجود اس کی نفاست کے بھوکا رکھتا ہے اور کتا باوجود اپنی خباثت کے سیر ہوتا ہے اور کافر کھاتا پیتا پہنتا اور لطف اندوز ہوتا ہے اور مومن بھوکا ننگا رہتا ہے اور یہ سب کچھ احکم الحاکمین کی حکمت کے

Marfat.com

اقتضاء کے مطابق ہے۔

اور علی بن جعفر الوراق نے امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے جو اشعار سنائے ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

''جب تو نئے کپڑے پہنتا ہے تو وہ مردوں کی زینت ہوتے ہیں اور انہیں سے تجھے اعزاز و اکرام حاصل ہوتا ہے اور فروتنی سے کپڑوں میں عاجزی کو ترک کر دے اور اللہ تعالیٰ پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے' تیرے کپڑوں کی بوسیدگی اللہ کے ہاں تیرے قرب میں اضافہ نہیں کرے گی حالانکہ تو ایک مجرم بندہ ہے اور تیرے کپڑوں کی خوبصورتی' جب کہ تو اللہ سے ڈرتا ہے اور حرام چیزوں سے اجتناب کرتا ہے' تجھے نقصان نہیں دے گی۔''

اور یہ بات اس حدیث کے مطابق ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے کپڑوں اور تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے قلوب اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے'' اور ثوری نے بیان کیا ہے کہ دنیا سے بے رغبتی' عبا پہننے اور سخت کھانا کھانے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ دنیا سے بے رغبتی' آرزوؤں کا کم کرنا ہے۔

اور ابو العباس محمد بن زید بن عبد الاکبر المبرد نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کی تلوار پر لکھا تھا۔

''لوگ دنیا کے بارے میں لالچ اور تدبیر سے کام لیتے ہیں اور خواہش کے مطلوب کے بارے میں سمجھ اور چستی سے کام لیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنے رب کی اطاعت کرتے تو عقل طاعات کے مقابلہ میں پابند ہوتی' اس عقل اور لالچ کی وجہ سے ان کی زندگی میں غم اور تکدر شامل ہو گیا ہے' انہیں تقسیم رزق کے وقت عقل کی وجہ سے رزق نہیں دیا گیا بلکہ انہیں تقدیر کے مطابق رزق دیا گیا ہے' کتنے ہی دانشور ادیب ہیں جن کی تقدیر مدد نہیں کرتی اور کتنے ہی بے وقوف ہیں جنہوں نے اپنی دنیا کو کوتاہی سے حاصل کر لیا ہے اگر یہ بات قوت و غلبے سے حاصل ہوتی تو باز' چڑیوں کا رزق لے کر اڑ جاتے۔''

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ سلمٰی بن بلال نے مجالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ایک شخص سے کہا' آپ نے ایک شخص کے ساتھ اس کی صحبت کو پسند نہ کیا۔

''جاہل کی صحبت اختیار نہ کر اور اس سے اجتناب کر اور کتنے ہی جاہل آدمیوں نے عقل مند کو اس وقت ہلاک کر دیا جب اس نے اس سے بھائی چارا کیا آدمی کا قیاس آدمی پر کیا جاتا ہے' جب آدمی اس کے ساتھ چلتا ہے اور ایک چیز کو دوسری چیز پر قیاس کیا جاتا ہے اور دل کو دل سے راہ ہوتی ہے جب وہ اس سے ملتا ہے۔''

اور عمرو بن العلاء نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔

''میں نے ابوارد کی کو یاد کیا تو میں نے یوں رات بسر کی جیسے میں گذشتہ غموں کی واپسی کا ذمے دار ہوں' ہر دو دوستوں کی ملاقات کے لیے جدائی بھی ہے اور موت سے پہلے جو کچھ بھی ہے وہ قلیل ہے اور ایک کے بعد ایک کو میرا کھو دینا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ نہیں رہے گا' عنقریب وہ میری یاد سے اعراض کرے گا اور میری محبت کو بھول جائے گا عنقریب وہ میری یاد سے اعراض کرے گا اور میری محبت کو بھول جائے گا اور میرے بعد دوست کو نیا دوست مل

Marfat.com

جائے گا اور جب میری مدت زندگی کا ایک دن ختم ہو جائے گا تو رونے والیوں کا کام تھوڑا ہی رہ جائے گا"۔

اور بعض لوگوں نے حضرت علیؓ کے یہ اشعار بھی سنائے ہیں۔

"مرنے والے کو تواضع اختیار کرنا سزاوار ہے اور آدمی کو اس کی دنیا سے خوراک کافی ہے' اس آدمی کے لیے کیا ہے جو غموں اور لالچ کے ساتھ صبح کرتا ہے اسے تعریفیں نہیں پا سکتیں' ہمارے بادشاہ کا کام نیکی کرنا اور اس کا رزق ہم سے نہیں چوکتا' ارے تو تھوڑے عرصے بعد ایسے لوگوں کی طرف کوچ کر جائے گا جن کی گفتگو سکوت ہے"۔

اور اس باب کا استقصاء طویل ہے اور ہم نے خواہش مند کے لیے اس سے بکفایت بیان کر دیا ہے اور حماد بن سلمہ نے بحوالہ ایوب سختیانی بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں جس نے حضرت ابوبکرؓ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے حضرت عمرؓ سے محبت کی اس نے راستے کو واضح کر دیا اور جس نے حضرت عثمانؓ سے محبت کی اس نے نور الٰہی سے نور لیا اور جس نے حضرت علیؓ سے محبت کی' اس نے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا اور جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے بارے میں اچھی بات کہی وہ نفاق سے پاک ہو گیا۔

عجیب وغریب اور نادر اقوال:

ابن خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ احمد بن منصور نے ہم سے بیان کیا ہے کہ سیار نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ایک دفعہ بیان کیا اور میں اس کی طرف متوجہ تھا' اس نے تبسم کیا اور ہمارے ساتھ کوئی شخص نہ تھا' میں نے اسے کہا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں اہل کوفہ سے حیران ہوں گویا کوفہ کی بنیاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت پر ہے اور میں نے ان میں سے جس کسی سے بھی بات کی ہے میں نے ان میں سے اسے میانہ رو پایا ہے' جو حضرت علی کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم پر فضیلت دیتا ہے اور ان میں سفیان ثوری بھی شامل ہیں' راوی بیان کرتا ہے میں نے معمر سے کہا' تو نے انہیں دیکھا ہے؟ گویا میں نے اسے بڑی بات خیال کیا۔ معمر نے کہا یہ کیا بات ہے؟ اگر کوئی شخص کہے کہ میرے نزدیک حضرت علیؓ ان دونوں سے افضل ہیں تو جب وہ ان دونوں کی فضیلت کو بیان کرے گا تو میں اس پر عیب نہیں لگاؤں گا اور اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عمرؓ میرے نزدیک حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ سے افضل ہیں تو میں اسے زجر وتوبیخ نہیں کروں گا۔ عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس بات کا ذکر وکیع بن الجراح سے کیا اور ہم دونوں اکیلے تھے' پس اس نے اس بات کو سفیان سے خوفزدہ پایا اور مسکرا کر کہا' سفیان ہمیں اس حد تک نہیں لے جا سکتا لیکن اس نے معمر تک وہ بات پہنچائی ہے جو اس نے ہم تک نہیں پہنچائی اور میں سفیان سے کہا کرتا تھا اے ابو عبداللہ آپ کے خیال میں اگر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دیں تو آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟ وہ کچھ دیر خاموش ہو جاتے پھر کہتے مجھے خدشہ ہے کہ یہ بات حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے لیے عیب بن جائے گی لیکن وہ دور اندیش آدمی تھے۔ عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ ابن التیمی یعنی معتمر نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک سو مناقب سے فضیلت حاصل ہے اور اس نے ان کو بھی ان کے مناقب میں شریک کیا اور حضرت عثمانؓ حضرت علی رضی اللہ عنہما سے مجھے زیادہ محبوب ہیں' ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ بحوالہ ابن خیثمہ اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس گفتگو میں بہت گڑبڑ پائی جاتی ہے اور شاید معمر پر یہ بات مشتبہ ہو گئی ہے' بلاشبہ بعض کوفیوں کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ حضرت علیؓ کو

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرتے ہیں اور شیخین پر ان کی تقدیم کے قائل نہیں اور بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر شیخین کی فضیلت کسی غبی پر ہی مخفی ہو سکتی ہے پس ان ائمہ پر کیسے مخفی ہو سکتی ہے بلکہ کئی علماء جیسے ایوب اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ جس نے حضرت علی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا اس نے مہاجرین وانصار کے حق کو کم کیا ہے اور یہ کلام حق، سچ اور ملیح ہے، اور یعقوب بن ابی سفیان نے بیان کیا ہے کہ عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعید نے عن شعبہ عن ابی عون، محمد بن عبداللہ ثقفی عن ابی صالح حنفی ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو دیکھا آپ نے مصحف کو پکڑ کر اپنے سر پر رکھا حتیٰ کہ میں نے ایک ورق کو متحرک دیکھا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے فرمایا اے اللہ انہوں نے مجھے امت میں اس کی تعلیمات کو لے کر کھڑا ہونے سے روک دیا ہے، پس جو کچھ اس میں ہے اس کا ثواب مجھے عطا فرما، پھر فرمایا اے اللہ میں نے انہیں زچ کر دیا ہے اور انہوں نے مجھے زچ کر دیا ہے اور میں نے ان سے نفرت کی ہے اور انہوں نے مجھ سے نفرت کی ہے اور انہوں نے مجھے میری طبیعت اور خلق کے خلاف اور ان اخلاق پر آمادہ کیا ہے جو مجھ سے آشنا نہ تھے، اے اللہ! مجھے ان کے بدلے میں اچھے آدمی دے اور انہیں میرے بدلے میں مجھ سے برا آدمی دے، اے اللہ ان کے دلوں کو یوں موت دے جیسے پانی میں نمک کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ❶ ابراہیم نے بیان کیا ہے۔ یعنی اہل کوفہ کو اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن صالح نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن ہشام الجنی نے عن ابی خباب عن ابی عوف ثقفی عن ابی عبدالرحمٰن سلمی ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے مجھے بتایا کہ مجھے حضرت علیؓ نے بتایا کہ آج شب خواب میں رسول اللہ ﷺ مجھے نظر آئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کی امت کی کجی اور جھگڑے سے واسطہ پڑا ہے آپ نے فرمایا ان پر بددعا کر، میں نے کہا اے اللہ مجھے ان کے بدلے میں وہ آدمی دے جو ان سے بہتر ہوں اور انہیں میرے بدلے میں وہ آدمی دے جو مجھ سے برا ہو پس آپ باہر نکلے تو ایک شخص نے آپ کو مارا، اور قبل ازیں ہم اس حدیث کو بیان کر چکے ہیں جس میں آپ کے قتل کی پیشگوئی موجود ہے اور یہ کہ آپ کی داڑھی آپ کے سر کی چوٹی سے رنگین ہو جائے گی اور جس طرح حضور ﷺ نے خبر دی تھی اسی طرح وقوع میں آیا۔ اور ابوداؤد نے کتاب القدر میں روایت کی ہے کہ خوارج کے ایام میں حضرت علیؓ کے دس اصحاب ہر شب آپ کی حفاظت کرتے تھے اور وہ مسجد میں ہتھیار بند ہو کر رات گزارتے تھے حضرت علیؓ نے انہیں دیکھا تو فرمایا تم کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم آپ کی حفاظت کرتے ہیں آپ نے فرمایا، آسمان والوں سے؟ پھر فرمایا، جب تک آسمان میں کسی چیز کا فیصلہ نہ ہو زمین پر کچھ نہیں ہوتا بلاشبہ علی اللہ کی طرف سے ایک محفوظ باغ میں ہے اور ایک روایت میں ہے بلاشبہ آدمی ایک محفوظ جنت ہے اور ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے اور جب کوئی چوپایہ یا کوئی چیز اس کا ارادہ کرتی ہے تو وہ کہتا ہے اس سے بچو اس سے بچو اور جب فیصلہ آ جاتا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دو فرشتے اس کا دفاع کرتے ہیں۔

---

❶ ان الفاظ سے واضح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ان ساتھیوں سے کس قدر بیزار تھے جو بظاہر آپ کی محبت کا دم بھرتے تھے اور بباطن آپ کے بدخواہ تھے حقیقت یہ ہے کہ انہی لوگوں نے اپنے فریب کارانہ رویے سے آپ کو ایسے حالات سے دوچار کر دیا جن سے چھٹکارا حاصل کرنا آپ کے بس میں نہ رہا اور آپ نے ان کے لیے بددعا کی لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے زبانی دعوے کرنے والے ان الفاظ کو ذرا غور سے پڑھیں۔ (مترجم)

Marfat.com

اور جب فیصلہ آ جاتا ہے تو وہ دونوں اسے چھوڑ دیتے ہیں اور کوئی بندہ اس وقت تک حلاوت ایمان سے آشنا نہیں ہوتا جب تک وہ یہ نہ معلوم کرے کہ جو تکلیف اسے پہنچی ہے وہ اس سے خطا کرنے والی نہیں اور جو اس سے خطا ہو گئی ہے وہ اسے نہیں پہنچ سکتی' اور حضرت علیؓ ہر شب کو مسجد میں جا کر اس میں نماز پڑھتے اور جس شب کی صبح کو آپ قتل ہوئے اس شب کو آپ بے چین ہو گئے اور اپنے اہل کو جمع کر لیا اور جب مسجد کی طرف گئے تو آپ کے سامنے بطخیں چلائیں تو لوگوں نے انہیں خاموش کرا دیا' آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو یہ نوحہ گر ہیں اور جب آپ مسجد کی طرف گئے تو ابن ملجم نے آپ کو تلوار ماری اور جو کچھ ہوا اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ہم سارے مراد کو قتل نہ کر دیں' آپ نے فرمایا' نہیں' بلکہ اسے قید کر دو اور اسے اچھی طرح باندھ دو' اور اگر میں مر جاؤں تو اسے قتل کر دو اور اگر میں زندہ رہا تو زخموں کا قصاص ہو گا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں' مجھے صبح کی نماز سے کیا' میرے خاوند امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں قتل ہوئے اور میرے باپ امیر المومنین صبح کی نماز کو قتل ہوئے' اور حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا' کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں تمہیں اس طرح چھوڑوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے چھوڑا تھا اور اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری بھلائی چاہی تو وہ تم کو تمہارے بہترین آدمی پر اسی طرح اکٹھا کر دے گا جس طرح اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمہیں تمہارے بہترین آدمی پر اکٹھا کر دیا تھا اور یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں دنیا کے آخری وقت میں آپ کا اعتراف ہے اور آپ سے بالتواتر یہ ثابت ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنے دار امارت کوفہ میں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ اس امت کے نبی کے بعد' بہترین آدمی حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ ہیں اور اگر میں تیسرے کا نام لینا چاہوں تو اس کا نام لے دوں' اور انہی سے روایت ہے کہ آپ نے منبر سے اترتے ہوئے فرمایا پھر حضرت عثمانؓ' پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت جب حضرت علیؓ فوت ہو گئے تو آپ کے اہل نے آپ کے غسل و دفن کا اہتمام کیا اور آپ کے بڑے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے زیادہ تکبیریں کہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے دار الخلافت میں دفن کیا گیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ جامع مسجد کے قبلہ کے سامنے آل جعدہ بن ہبیرہ کے گھروں کے ایک حجرے میں باب الوراقین کے مقابل میں آپ کو دفن کیا گیا اور بعض کوفہ کے باہر اور بعض کناسہ میں اور بعض جنگل میں آپ کا دفن کرنا بیان کرتے ہیں اور قاضی شریک اور ابو نعیم الفضل بن دکین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی تو اس کے بعد آپ نے آپ کو کوفہ سے اٹھا کر مدینہ میں جنت البقیع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پہلو میں دفن کر دیا' اور عیسیٰ بن داب نے بیان کیا ہے کہ جب انہوں نے آپ کو اٹھایا تو آپ کو ایک صندوق میں اونٹ پر لاد دیا اور جب وہ آپ کو لے کر بلاد طیٔ سے گزرے تو انہوں نے اس اونٹ کو کھو دیا اور طیٔ نے اسے پکڑ لیا' ان کا خیال تھا کہ اس میں مال ہے اور جب انہوں نے صندوق میں مردہ کو دیکھا تو انہوں نے اپنے ملک میں اسے دفن کر دیا اور اب تک ان کی قبر معلوم نہیں ہے اور مشہور یہ ہے کہ آپ کی قبر اب تک کوفہ میں ہے جیسا کہ عبد الملک بن عمران نے بیان کیا ہے کہ ہشام کے زمانے میں بنی امیہ کے نائب خالد بن عبد اللہ القسری نے جب گھروں کو تعمیر کرنے کے لیے گرایا تو اس نے اس میں ایک قبر پائی جس میں اس نے ایک سفید ریش اور سفید سر شیخ کو پایا' کیا دیکھتا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں' اس نے آپ کو آگ سے جلانا چاہا تو

Marfat.com

اسے کہا گیا اے امیر بنی امیہ آپ سے یہ نہیں چاہتے تو اس نے آپ کو ایک قباطی کپڑے میں لپیٹ کر وہیں دفن کر دیا' لوگوں کا بیان ہے کہ جس گھر میں آپ دفن ہیں اس میں کوئی شخص رہائش نہیں کر سکتا اور وہ وہاں سے کوچ کر جاتا ہے' اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمن بن ملجم کی قید خانے سے طلب کیا تو لوگ مٹی کا تیل اور چٹائیاں لے آئے تا کہ اسے جلا دیں' حضرت علیؓ کے لڑکوں نے انہیں کہا' ہمیں چھوڑ دو ہم اس سے راحت حاصل کریں' پس اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور اس نے گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا اور نہ ذکر میں کوتاہی کی پھر اس کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی اور وہ اس دوران میں بھی ذکر الٰہی کرتا رہا۔ پھر اس نے سورہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ آخر تک پڑی اور اس کی دونوں آنکھیں اس کے رخساروں پر بہہ پڑیں پھر انہوں نے اس کی زبان قطع کرنے کی کوشش کی تو وہ اس سے بہت گھبرایا' اس بارے میں اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ میں دنیا میں ذرا سی مدت بھی ذکر الٰہی کے بغیر ٹھہروں۔

Marfat.com

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت

ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلوار ماری تو لوگوں نے آپ سے کہا یا امیر المومنین خلیفہ مقرر کر دیجیے' تو آپ نے فرمایا میں خلیفہ مقرر نہیں کروں گا بلکہ میں تم کو اس طرح چھوڑوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو چھوڑا تھا یعنی خلیفہ مقرر کیے بغیر اور اگر اللہ تعالیٰ نے تم سے بھلائی کرنی چاہی تو وہ تم کو اسی طرح تمہارے بہترین آدمی پر اکٹھا کر دے گا جیسے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم کو تمہارے بہترین آدمی پر اکٹھا کر دیا تھا' پس جب آپ وفات پا گئے تو آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس لیے کہ وہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' صحیح قول کے مطابق آپ کو دارالامارت میں دفن کیا گیا اور جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے معاملے سے فارغ ہو گئے تو سب سے پہلے قیس بن سعد بن عبادہؓ نے آگے بڑھ کر آپ سے کہا اپنا ہاتھ پھیلایئے میں کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت پر آپ کی بیعت کروں' حضرت حسنؓ نے سکوت اختیار کیا تو اس نے آپ کی بیعت کر لی پھر اس کے بعد لوگوں نے آپ کی بیعت کی اور یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز ہوا اور ایک قول کے مطابق آپ کی وفات اسی روز ہوئی جس روز آپ کو تلوار لگی وہ ۱۷/ رمضان ۴۰ھ جمعہ کا دن تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ آپ چوٹ لگنے کے دو دن بعد فوت ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ رمضان کے آخری عشرے میں فوت ہوئے اور اسی روز سے حضرت حسن بن علیؓ نے خلافت سنبھال لی' اور قیس بن سعد آذربائیجان کے امیر تھے اور ان کے ہاتھ تلے چالیس ہزار جانباز تھے جنہوں نے موت کی شرط پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو قیس بن سعدؓ نے حضرت حسنؓ سے اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کوچ کرنے پر اصرار کیا اور آپ نے قیس کو آذربائیجان کی امارت سے معزول کر دیا اور حضرت عبید اللہ بن عباس کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نیت کسی سے لڑنے کی نہ تھی لیکن انہوں نے آپ کی رائے پر غلبہ پا لیا اور ایک عظیم اجتماع کیا جس کی مثال نہیں سنی گئی' حضرت حسنؓ نے قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بارہ ہزار کے ہراول پر امیر مقرر کیا اور خود آپ اس کے پیچھے پیچھے فوجوں کے ساتھ بلاد شام کی طرف روانہ ہوئے تاکہ حضرت معاویہؓ اور اہل شام کے ساتھ جنگ کریں' پس جب آپ مدائن سے گزرے تو آپ وہاں اتو پڑے اور ہراول کو اپنے آگے کیا اور ابھی مدائن کے باہر ہی پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ قیس بن سعدؓ بن عبادہ قتل ہو گئے ہیں' پس لوگوں نے حملہ کر دیا اور ایک دوسرے کا سامان لوٹ لیا حتیٰ کہ انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا شامیانہ بھی لوٹ لیا اور آپ سے اس بچھونے کے متعلق بھی جھگڑا کیا جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے' اور جب آپ سوار ہوئے تو انہوں نے آپ کو نیزہ مار کر چھید دیا۔ پس حضرت حسنؓ نے انہیں شدید ناپسند کیا اور سوار ہو کر مدائن کے قصر ابیض میں داخل ہو گئے اور زخمی ہونے کی حالت میں وہاں اتر پڑے' اور مدائن پر آپ کا گورنر سعد بن مسعود ثقفی تھا۔ جو جسر کے معرکے کے ہیرو ابو عبید کا بھائی تھا۔ جب فوج قصر ابیض میں ٹھہر گئی تو مختار بن ابی عبید نے خدا اس کا بھلا

نہ کرے اپنے چچا سعد بن مسعود سے کہا' کیا آپ کو شرف اور مال واری میں کچھ دلچسپی ہے؟ اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر قید کرلو اور اسے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دو' اس کے چچا نے اسے کہا اللہ تمہارا بھلا نہ کرے اور جو تو بات لے کر آیا ہے اس کا بھی بھلا نہ کرے' کیا میں دختر رسولؐ کے بیٹے سے خیانت کروں؟ اور جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ ان کی فوج پراگندہ ہوگئی ہے اور وہ آپ پر ناراض ہے تو آپ نے اس موقع پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ آپ اہل شام کے ساتھ سوار ہو کر مسکن مقام پر اترے ہوئے تھے۔ اور آپ کو بہلا پھسلا کر آپس میں صلح کرنے پر آمادہ کر رہے تھے' حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ کو آپ کے پاس بھیجا' یہ دونوں آپ کے پاس کوفہ آئے اور جس قدر آپ نے مال چاہا ان دونوں نے آپ کو دیا اور آپ نے شرط مقرر کی کہ آپ کوفہ کے بیت المال سے پانچ کروڑ درہم لیں گے اور دارابجرد کا ٹیکس آپ کے لیے ہوگا اور آپ کے سنتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی نہیں دی جائے گی اور جب وہ ایسا کر دیں گے تو آپ امارت سے دست بردار ہو جائیں گے' اس موقع پر اسے قتل کر کے آگ سے جلا دیا گیا اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔ محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابن ملجم گندم گوں' خوبرو' اور علیحدہ علیحدہ ابروؤں والا شخص تھا۔ اس کے بال کانوں کی لو تک تھے' اور اس کی پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔ علماء نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس کے قتل میں عباس بن علی کے پہنچنے کا انتظار نہیں کیا اور جس روز آپ کے والد کو قتل کیا گیا آپ چھوٹے بچے تھے' انہوں نے بیان کیا ہے کہ اسے قصاص میں نہیں بلکہ محاربت میں قتل کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

اور بلا اختلاف حضرت علیؓ ۱۷/ رمضان ۴۰ھ کو بروز جمعہ زخمی ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ اس روز فوت ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ اتوار کے روز ۱۹/ رمضان کو فوت ہوئے' الفلاس نے بیان کیا ہے کہ آپ کو اکیسویں رات کو ضرب لگی اور آپ چوبیسویں رات کو ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور یہی مشہور قول ہے' یہ قول حضرت محمد بن الحنفیہ' ابوجعفر الباقر' ابواسحٰق السبیعی اور ابوبکر بن عیاش کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۶۳ یا ۶۴ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور حضرت ابوجعفر الباقر سے ۶۵ سال کی روایت بھی بیان ہوئی ہے' آپ کی خلافت چار سال نو ماہ رہی اور بعض کا قول ہے کہ ۴ سال ۸ ماہ ۲۳ دن رہی۔

اور جریر نے بحوالہ مغیرہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ بن ابی طالب کی وفات کی خبر حضرت معاویہؓ کے پاس آئی تو آپ ایک گرم دن میں اپنی بیوی فاختہ بنت قرظہ کے ساتھ سوئے ہوئے تھے آپ نے بیٹھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رونے لگے فاختہ نے آپ سے کہا' گذشتہ کل کو آپ ان کے عیب نکالتے تھے اور آج ان پر روتے ہیں' آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو میں اس لیے روتا ہوں کہ لوگوں نے ان کے علم و حلم' فیصلوں' اقدمیت اور بھلائی کو کھو دیا ہے۔

اور ابن ابی الدنیا نے کتاب مکائد الشیطان میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے شامی امراء میں سے ایک شخص ایک شب اپنے بیٹے سے ناراض ہوا اور اسے اپنے گھر سے باہر نکال دیا وہ لڑکا باہر نکل گیا اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جائے پس وہ باہر دروازے کے پیچھے بیٹھ گیا اور کچھ دیر سو گیا پھر جاگ پڑا اور اس کے دروازے کو ایک سیاہ جنگلی بلا خراش لگا رہا تھا' پس ان کا گھریلو بلا اس کے پاس آیا تو جنگلی بلے نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے دروازہ کھول دے اس نے کہا میں طاقت نہیں رکھتا اس نے کہا مجھے کوئی

Marfat.com

چیز لا دے میں اس پر اکتفا کر لوں گا' میں بھوکا ہوں اور تھکا ماندہ ہوں' یہ کوفہ سے آنے کا وقت ہے اور آج شب ایک عظیم واقعہ ہوا ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں' راوی بیان کرتا ہے گھریلو بلے نے اسے کہا خدا کی قسم انہوں نے گوشت بھوننے والی سیخ کے سوا ہر چیز پر اللہ کا نام پڑھ دیا ہوا ہے' اس نے کہا اسے میرے پاس لاؤ وہ اسے لایا تو وہ اسے چاٹنے لگا حتیٰ کہ اس نے اپنی ضرورت پوری کر لی اور واپس چلا گیا۔ اور یہ سب کچھ اس لڑکے کے دیکھتے سنتے ہوا' پس وہ دروازے پر کھڑا ہوا اور اسے کھٹکھٹایا تو اس کا باپ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کون ہے؟ اس نے کہا دروازہ کھولو' اس نے کہا تو ہلاک ہو تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا دروازہ کھولو' اس نے دروازہ کھولا تو اس نے اسے وہ واقعہ سنایا جو اس نے دیکھا تھا' اس نے اسے کہا تو ہلاک ہو کیا یہ خواب ہے؟ اس نے کہا قسم بخدا نہیں' اس نے کہا تو ہلاک ہو کیا میرے بعد تجھے جنون ہو گیا ہے؟ اس نے کہا قسم بخدا نہیں' بلکہ حقیقت وہی ہے جو میں نے آپ سے بیان کر دی ہے' ابھی حضرت معاویہؓ کے پاس جاؤ اور جو بات میں نے آپ سے بیان کی ہے اسے ان کے پاس بیان کرو' اس شخص نے جا کر حضرت معاویہؓ سے اجازت طلب کی اور جو واقعہ اس کے بیٹے نے اس سے بیان کیا تھا اسے آپ سے بیان کر دیا اور ڈاک آنے سے قبل انہوں نے اپنے پاس اس کی تاریخ لکھ لی اور جب ڈاک آئی تو انہوں نے واقعہ کو اسی کے مطابق پایا جو لڑکے کے باپ نے بیان کیا تھا۔ یہ ان کے بیان کا ملخص ہے۔

اور ابو القاسم نے بیان کیا ہے کہ علی بن الجعد نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ابو اسحٰق سے بحوالہ عمرو بن الاصم ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا' ان شیعوں کا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت کے دن سے قبل مبعوث ہوں گے' آپ نے فرمایا خدا کی قسم انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ شیعہ نہیں ہیں' اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ مبعوث ہوں گے تو ہم ان کی بیویوں سے نکاح نہ کرتے اور نہ آپ کے مال کو تقسیم کرتے' اسے اسباط بن محمد نے عن مطرف عن اسحاق عن عمرو بن الاصم عن الاصم عن الحسن بن علیؓ اسی طرح روایت کیا ہے۔

پس انھوں نے اس پر صلح کر لی اور حضرت معاویہؓ پر اتفاق ہو گیا جیسے کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی۔ [1]

اور حضرت حسینؓ نے اس رائے پر اپنے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ملامت کی مگر انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بات کو قبول نہ کیا اور حق حضرت حسنؓ کے ساتھ تھا جیسا کہ ہم ابھی اس کی دلیل بیان کریں گے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ہراول کے امیر قیس بن سعدؓ کے پاس سمع و اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا تو قیس بن سعدؓ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور دونوں کی اطاعت کو چھوڑ دیا اور اپنے اطاعت کنندوں کے ساتھ الگ ہو گیا پھر اس نے معاملے پر نظر ثانی کی اور تھوڑے عرصے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور مشہور یہ ہے کہ حضرت حسنؓ نے ۴۰ھ میں حضرت معاویہؓ کی بیعت کی اسی لیے اس کو عام الجماعۃ (جماعت کا سال) کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں حضرت معاویہؓ پر اتفاق ہو گیا تھا اور ابن جریر اور دیگر علمائے سیر کے نزدیک مشہور قول یہ ہے کہ یہ واقعہ ا...

[1] یہاں سے کچھ عبارت طبع ہونے سے رہ گئی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

کے اوائل میں ہوا تھا جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور اس سال یعنی ۴۰ھ میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور ابن جریر کا اس روایت کے مطابق جسے اس نے اسماعیل بن راشد کے حوالے سے بیان کیا ہے' خیال ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اس سال حج کی دوراتوں میں حضرت معاویہؓ کی زبان سے ایک جعلی خط تیار کیا اور اس کی طرف عتبہ بن ابی سفیان نے سبقت کی اور اس کے پاس امارت حج کے بارے میں اپنے بھائی کا خط بھی تھا پس حضرت مغیرہؓ نے جلدی کی اور لوگوں کو آٹھویں دن ٹھہرا لیا تا کہ امارت کے متعلق عتبہ سے سبقت کر جائیں' ابن جریر نے جو روایت کی ہے وہ ناقابل قبول ہے اور حضرت مغیرہؓ کے متعلق اس بات کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے صرف اس لیے اس سے آگاہ کیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ جھوٹ ہے بلاشبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان اس سے بہت بلند ہے اور یہ ایک شیعی طعن ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ایلیاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ کی بیعت کی گئی اور اہل شام نے کھڑے ہو کر مومنین کی امارت پر حضرت معاویہؓ کی بیعت کی کیونکہ ان کے نزدیک ان سے کوئی جھگڑا کرنے والا باقی نہ رہا تھا' اس موقع پر اہل عراق نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کھڑا کیا تا کہ ان کے ذریعے اہل شام سے جھگڑا کریں مگر ان کی کوشش اور خواہش پوری نہ ہوئی اور ان کی ناکامی ان مختلف تدابیر و آراء کے باعث ہوئی جو انہوں نے اپنے امراء کے خلاف اختیار کی تھیں اور اگر وہ اس انعام کو جانتے جو اللہ تعالیٰ نے دختر رسول کے بیٹے اور سید المسلمین جو علماء حلماء اور صاحب الرائے صحابہؓ میں سے ایک تھے' کی بیعت کرنے کی وجہ سے ان پر کیا تھا تو وہ اس کی تعظیم کرتے۔ اور اس بات کی دلیل کہ آپ خلفائے راشدین میں سے ایک ہیں' وہ حدیث جسے ہم نے دلائل النبوۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہؓ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس سال خلافت ہوگی پھر بادشاہت ہوگی۔ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت سے تیس سال مکمل ہو گئے ہیں' آپ ربیع الاول ۴۱ھ میں حضرت معاویہؓ کی خاطر خلافت سے دست بردار ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یہ پورے تیس سال بنتے ہیں کیونکہ آپؐ نے ربیع الاول ۱۱ھ میں وفات پائی ہے اور یہ بات بھی دلائل النبوۃ میں سے ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ وسلم تسلیما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس فعل کی تعریف کی ہے اور یہ آپ کا فانی دنیا کو ترک کرنا اور آخرت باقیہ میں رغبت کرنا اور اس امت کے خون کو رائیگاں کرنے سے روکنا ہے' بس آپ خلافت سے دستبردار ہو گئے اور حکومت حضرت معاویہؓ کے ہاتھ میں دے دی تا کہ ایک امیر پر اتفاق ہو جائے ہم اس تعریف کو بیان کر چکے ہیں اور ابھی ہم اسے ابوبکرہ ثقفی کی حدیث میں بیان کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز منبر پر چڑھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور آپ ایک بار لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے پھر فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ میرا یہ بیٹا' سردار ہے اور عنقریب اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائے گا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۴۱ھ

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے امارت حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے سپرد کر دی پھر انہوں نے زہری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ جب اہل عراق نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کی تو آپ

Marfat.com

ان پر شرط عائد کرنے لگے کہ جس سے میں صلح کروں گا وہ اس کی سمع و اطاعت کرنے والے اور اس سے صلح کرنے والے ہوں گے' پس اہل عراق اس سے شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے یہ تمہارا آقا نہیں ہے اور جلد ہی انہوں نے آپ کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا' پس آپ ان کے بغض میں بڑھ گئے اور ان سے آپ کے خوف میں بھی اضافہ ہو گیا اور اس موقع پر آپ نے اپنے متعلق ان کے تفرق و اختلاف کو بھی معلوم کر لیا اور آپ نے حضرت معاویہؓ کو صلح کا خط لکھا اور آپ سے اپنی اپنی پسند کے متعلق صلح کرنے کے بارے میں مراسلت کرنے لگے' امام بخاری نے کتاب الصلح میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے بحوالہ ابو موسیٰ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کا ایسی فوجوں کے ساتھ سامنا کیا جو پہاڑوں کی مانند تھیں اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ فوجیں اپنے مد مقابل لوگوں کو قتل کیے بغیر واپس نہیں جائیں گی۔ حضرت معاویہؓ نے جو قسم بخدا دو مردوں سے بہتر تھے۔ کہا اگر ان لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا تو لوگوں کے معاملات کو سنبھالنے کے لیے میرے پاس کون ہو گا؟ ان کے کمزوروں کے لیے میرے پاس کون ہو گا؟ ان کی عورتوں کے لیے میرے پاس کون ہو گا؟ پس آپ نے قریش بن عبد شمس میں سے دو آدمیوں عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا اور فرمایا' اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کے سامنے بات کو پیش کرو اور اس کی طرف رغبت کرو' ان دونوں نے آپ کے پاس آ کر آپ سے گفتگو کی اور آپ کی طرف رغبت کی تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا' ہم عبدالمطلب کے بیٹے ہیں اور ہم نے اس مال سے لیا ہے اور اس امت نے اپنے خون بے دریغ بہائے ہیں' ان دونوں نے کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو یہ پیشکش کرتے ہیں اور آپ کی طرف رغبت کرتے ہیں اور آپ سے صلح کرتے ہیں' آپ نے فرمایا میرے لیے ان باتوں کا ضامن کون ہو گا؟ ان دونوں نے کہا ہم آپ کو اس کی ضمانت دیتے ہیں اور آپ نے ان دونوں سے جو کچھ بھی طلب کیا انہوں نے کہا ہم آپ کو اس کی ضمانت دیتے ہیں' پس آپ نے ان سے صلح کر لی' حسن نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوبکرہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر بیٹھے دیکھا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے اور آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف توجہ کرتے اور دوسری دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کرتے اور فرماتے۔ بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور ضرور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروا دے گا۔

امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ علی بن مدائنی نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک حسن بن ابوبکرہ کا اس حدیث کا سماع کرنا ثابت ہے' میں کہتا ہوں امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کتاب الفتن میں علی بن عبداللہ اور وہی ابن المدینی ہے۔ سے روایت کیا ہے اور فضائل حسن میں صدقہ بن الفضل سے روایت کیا ہے اور ان تینوں نے سفیان سے روایت کی ہے اور اسی طرح اسے دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن محمد یعنی ابن ابی شیبہ اور یحییٰ بن آدم سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے عن حسین بن علی الجعفی عن اسرائیل عن الحسن البصری روایت کیا ہے' اور احمد' ابوداؤد اور نسائی نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے عن علی الجعفی عن اسرائیل عن الحسن البصری روایت کیا ہے اور اسی طرح ابوداؤد اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے اور نسائی نے اسے عوف الاعرابی وغیرہ کے طریق سے بحوالہ حسن بصری مرسل روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا کہ

Marfat.com

حسن سے سننے والے نے بتایا کہ وہ بحوالہ ابوبکرہ بیان کرتے تھے کہ ایک روز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کر رہے تھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کی گود میں تھے آپ ایک دفعہ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر ان سے باتیں کرتے اور ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر انہیں بوسہ دیتے پھر آپ نے فرمایا بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اگر یہ زندہ رہا تو مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ معمرؒ نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس نے اس شخص کا نام نہیں لیا جس نے اس سے یہ حدیث بحوالہ حسن بیان کی ہے اور ایک جماعت نے اسے حسن سے روایت کیا ہے جن میں ابوموسیٰ اسرائیل' یونس بن عبید' منصور بن زاذان' علی بن زید' ہشام بن حسان' اشعث بن سوار' مبارک بن فضالہ' اور عمرو بن عبید القدری شامل ہیں' پھر ابن عساکر ان روایات کی تطریق میں لگ گئے ہیں اور خوب افادہ کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' ظاہر ہے کہ معمر نے اسے بحوالہ عمرو بن عبید روایت کیا ہے لیکن اس کا نام بیان نہیں کیا اور محمد بن اسحٰق بن یسار نے اسے اس سے روایت کیا ہے اور اس کا نام بھی لیا ہے اور احمد بن ہاشم نے اسے مبارک بن فضالہ سے بحوالہ حسن بن ابی بکرہ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے' حسن نے بیان کیا ہے' خدا کی قسم ان کے خلیفہ بننے کے بعد ان کی خلافت میں خون بھی نہیں بنایا گیا اور ہمارے شیخ ابوالحجاج المزی نے اپنی کتاب اطراف میں بیان کیا ہے کہ بعض نے اسے حسن سے بحوالہ حضرت ام سلمہؓ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ سے فرمایا بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ اور اسی طرح عبدالرحمٰن بن معمر نے اسے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن صالح التمار المدنی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مسلم بن ابی مریم نے بحوالہ سعید بن ابی سعید المدنی ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ اچانک حضرت حسن بن علیؓ نے آ کر ہمیں سلام کہا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے پیچھے سے انہیں مل کر کہا اے میرے آقا آپ پر سلام ہو نیز کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ بلاشبہ یہ سردار ہے۔ اور ابوالحسن علی بن المدینی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے ۵/ ربیع الاول ۴۱ھ کو امارت حضرت معاویہؓ کے سپرد کی' اور دوسروں نے ربیع الآخر بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے جمادی الاولیٰ کے آغاز میں ایسا کیا۔ واللہ اعلم

راوی بیان کرتا ہے کہ اس موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور آپ نے بیعت کے بعد وہاں لوگوں سے خطاب کیا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو لوگوں سے خطاب کرنے کا حکم دیں اور وہ انہیں بتائیں کہ وہ حضرت معاویہؓ کے لیے امارت سے دست بردار ہو گئے ہیں' حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے کہا تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد اپنی تقریر میں فرمایا:

اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ہمارے پہلے شخص کے ذریعے ہدایت دی ہے اور ہمارے آخری شخص کے

Marfat.com

ذریعے تمہارے خون رائیگاں بہنے سے بچائے ہیں اور بلاشبہ اس چیز کے لیے ایک مدت ہے اور دنیا گردش میں ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے ﴿ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴾ میں نہیں جانتا شاید یہ تمہارے لیے فتنہ اور ایک وقت تک فائدہ کا سامان ہو''۔

جب آپ نے یہ بات کہی تو حضرت معاویہؓ کو غصہ آ گیا اور آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کا حکم دیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ پر بھی اس مشورے کے دینے پر عتاب کیا اور اس بات کی وجہ سے ہمیشہ آپ کے دل میں ناراضگی رہی۔ واللہ اعلم

اب رہی وہ حدیث جس کے بارے میں ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنے جامع میں کہا ہے کہ محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوداؤد طیالسی نے ہم سے بیان کیا کہ القاسم بن الفضل الحدانی نے بحوالہ یوسف بن سعد ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت حسن نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو اس کے بعد ایک شخص نے حضرت حسنؓ کے پاس آ کر کہا۔ آپ نے مومنین کو روسیاہ کر دیا ہے۔ یا اے مومنین کو روسیاہ کرنے والے آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے مجھے ملامت نہ کر' بلاشبہ بنی امیہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منبر پر دکھائے گئے تو آپ کو اس بات نے غمگین کر دیا اور یہ آیت ﴿ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴾ نازل ہوئی یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو جنت میں ایک نہر عطا کی ہے اور یہ آیت ﴿ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴾ نازل ہوئی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد بنوامیہ اس کے مالک بن جائیں گے۔ پس ہم نے شمار کیا تو ایک دن کی کمی بیشی کے بغیر وہ ایک ہزار ماہ تھے۔ پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے القاسم بن الفضل کی حدیث سے ہی جانتے ہیں اور وہ ثقہ ہے اور یحییٰ القطان اور ابن مہدی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے' اور بیان کیا ہے کہ اس کا شیخ یوسف بن سعد' جسے یوسف بن مازن بھی کہا جاتا ہے ایک مجہول شخص ہے نیز بیان کیا ہے کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صرف اسی طریق سے مشہور ہے بلاشبہ یہ غریب حدیث ہے بلکہ نہایت منکر ہے اور ہم نے تفسیر کی کتاب میں اس پر کافی گفتگو کی ہے اور اس کی نکارت کی وجہ بھی بیان کی ہے۔

اور ہم نے القاسم بن الفضل کے بیان پر مناقشہ بھی کیا ہے جو صاحب اسے دیکھنا چاہیں وہ تفسیر کا مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن مخلد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن احمد بن ابراہیم الحکمی نے ہم سے بیان کیا کہ عباس بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوروق ہمدانی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعریف نے ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت حسن بن علیؓ کے بارہ ہزار کے ہراول میں مسکن مقام پر سنجیدگی کے ساتھ موت کے طلب گار بن کر اہل شام کے ساتھ جنگ کے خواہاں تھے اور ہمارا امیر ابوالعمرط تھا اور جب ہمیں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی صلح کی خبر ملی تو گویا غصے سے ہماری کمریں ٹوٹ گئیں اور جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ آئے تو ہم میں سے ایک شخص نے جسے ابوعامر سعید بن النتل کہا جاتا تھا۔ آپ سے کہا اے مومنین کو ذلیل کرنے والے تجھ پر سلام آپ نے فرمایا اے عامر یہ بات نہ کہو' میں مومنین کو ذلیل کرنے والا نہیں' لیکن میں نے بادشاہت کی خاطر ان کو قتل کرنا پسند نہیں کیا پس جب حضرت معاویہؓ نے شہروں پر قبضہ کر لیا اور کوفہ آئے اور وہاں تقریر کی اور بقیہ اقالیم و آفاق میں بھی آپ پر اتفاق ہو گیا تو قیس بن سعد

Marfat.com

جو عرب کا ایک دانشور تھا آپ کے پاس آ گیا۔ اور وہ مخالفت کا پختہ ارادہ کیے ہوئے تھا۔ اور اس سال اجماع واتفاق سے حضرت معاویہؓ کی بیعت پر قائم رہا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنے بھائی حضرت حسینؓ اور اپنے بقیہ بھائیوں اور اپنے عم زاد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ارض عراق سے مدینہ نبویہ کی طرف کوچ کر گئے اور جب کبھی آپ اپنے مددگاروں کے کسی قبیلہ کے پاس سے گزرتے تو وہ حضرت معاویہؓ کے لیے امارت سے دست برداری پر آپ کو رُلاتے حالانکہ آپ اس بارے میں راست باز، راست رو اور ممدوح تھے اور آپ اپنے دل میں کوئی تنگی اور ندامت محسوس نہ کرتے تھے بلکہ آپ اس سے راضی اور خوش تھے' اگرچہ آپ کے آل اور قرابت داروں اور مددگاروں کو اس بات کا دُکھ تھا اور اس کے بعد خصوصاً ہمارے آج کے دن تک یہ سلسلہ پھیلتا چلا آتا ہے اور اس بارے میں حق بات سنت کی اتباع کرنا اور آپ کی تعریف کرنا ہے کہ آپ نے اس کے ذریعے امت کے خون کو رائیگاں بہنے سے روکا' جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں آپ کی مدح کی ہے جیسا کہ پہلے صحیح حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

اور حضرت حسنؓ کے فضائل کا ذکر ان کی وفات کے موقع پر ہوگا اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اس سے راضی ہوں اور وہ جنات فردوس میں ان کا ٹھکانہ بنائے اور اس نے ایسا کر دیا ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابو نعیم نے ہمیں بتایا کہ شریک نے عاصم کے حوالہ ابو رزین ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی نے جمعہ کے روز ہم سے خطاب فرمایا اور منبر پر سورہ ابراہیم پڑھی حتیٰ کہ اسے ختم کر دیا اور ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ ہر شب کو مکتوب تختی میں سورہ کہف پڑھتے تھے اور سونے سے قبل جہاں اپنی بیویوں کے گھروں میں جاتے وہ تختی بھی آپ کے ساتھ جاتی اور وہ آپ کے بستر میں بھی ہوتی تھی۔

Marfat.com

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور آپ کی حکومت

قبل ازیں حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر بادشاہت ہوگی اور حضرت حسن بن علی کی خلافت سے تیس سال گزر چکے ہیں، پس حضرت معاویہ کا زمانہ حکومت کا آغاز ہے اور وہ اسلام کے پہلے اور بہترین بادشاہ ہیں' طبرانی نے بیان کیا ہے کہ علی بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا ہے کہ الفضیل بن عیاض نے عن لیث عن عبدالرحمٰن بن سابط عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن معاذ بن جبل وابی عبیدہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ امر رحمت اور نبوت سے شروع ہوا' پھر یہ رحمت اور خلافت بن جائے گا۔ پھر کاٹنے والی حکومت بن جائے گا' پھر جبر وتکبر اور فساد فی الارض بن جائے گا' وہ حریر' فروج اور شراب کو حلال قرار دیں گے اس کے باوجود انہیں رزق اور مدد دی جائے گی حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کریں گے۔ اس کی اسناد جید ہے اور ہم نے دلائل النبوۃ میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے جو اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر کے طریق سے بیان ہوئی ہے اور اس میں عبدالملک بن عمر کے حوالے سے ضعف پایا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ قسم بخدا مجھے خلافت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول نے آمادہ کیا ہے جو آپ نے مجھے فرمایا کہ اے معاویہ! اگر تو بادشاہ بنے تو نیکی کرنا۔ اسے بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن العباس بن محمد عن محمد بن سابق عن یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ عن اسماعیل روایت کیا ہے پھر امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اس کے اور طرق سے بھی شواہد موجود ہیں ان میں سے عمرو بن یحییٰ بن سعید بن العاص کی حدیث بھی ہے جو اس کے دادا سعید سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ چھاگل لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑے آپ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے معاویہ! اگر تو امیر بنے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا حضرت معاویہؓ نے بیان کیا ہے کہ میں ہمیشہ ہی پُر یقین رہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کام کی آزمائش میں پڑوں گا' اور ان میں سے راشد بن سعد کی حدیث بھی ہے جو حضرت معاویہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے لوگوں کی کمزوریوں کی جستجو کی تو تو ان کو خراب کر دے گا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ بات حضرت معاویہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور اللہ نے اس سے انہیں فائدہ پہنچایا' پھر بیہقی نے ہشیم کے طریق سے عن العوام بن حوشب عن سلیمان بن ابی سلیمان عن ابیہ عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں اور بادشاہت شام میں ہوگی' یہ حدیث بہت غریب ہے' اور ابوادریس کے طریق سے بحوالہ حضرت ابوالدرداء روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے ایک خط دیکھا جسے میرے سر کے نیچے سے اٹھایا گیا تو میں نے خیال کیا کہ اسے لے جایا جائے گا پس میری نگاہ نے اس کا پیچھا کیا تو اُسے شام کی طرف لے جایا گیا۔ بلاشبہ جب فتنہ پڑے گا تو ایمان شام میں ہوگا اور سعید بن عبدالعزیز نے اسے عن عطیہ ابن قیس عن یونس بن میسرہ عن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہے اور ولید بن مسلم نے اسے عن عفیر بن معدان عن سلیمان عن عامر عن ابی امامہ روایت کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نے عن ابی

Marfat.com

بن محمد بن سلیمان السلمی الحمصی عن ابیہ عن عبداللہ بن قیس روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نور کے ایک بلند ستون کو اپنے سر کے نیچے سے نکلتے دیکھا حتیٰ کہ وہ شام میں ٹک گیا۔ اور عبدالرزاق نے عن معمر عن الزہری عن عبداللہ بن صفوان بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے جنگ صفین کے روز کہا۔ اے اللہ! اہل شام پر لعنت کر۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا' اہل شام کو گالی نہ دو بلاشبہ وہاں ابدال ہیں' بلاشبہ وہاں ابدال ہیں' بلاشبہ وہاں ابدال ہیں اور اس حدیث کو ایک دُوسرے طریق سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

آپ معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی ابو عبدالرحمٰن القرشی الاموی' مومنین کے ماموں اور رب العالمین کی وحی کے کاتب ہیں۔ آپ' آپ کے باپ اور آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور حضرت معاویہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے عمرۃ القضا کے روز اسلام قبول کیا لیکن میں نے اپنے اسلام کو فتح مکہ کے دن تک اپنے باپ سے چھپائے رکھا اور آپ کا باپ جاہلیت میں قریش کے سادات میں سے تھا اور جنگ بدر کے بعد قریش کی سرداری اس کی طرف لوٹ آئی تھی اور وہ اس جانب سے امیر جنگ ہوتا تھا اور وہ ایک مطاع اور بہت مال دار سردار تھا' اس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے حکم دیجئے کہ میں کفار کے ساتھ اسی طرح جنگ کروں جیسے میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: بہت اچھا' اس نے کہا: معاویہ کو آپ اپنا کاتب بنالیں' آپ نے فرمایا: بہت اچھا' پھر اس نے گزارش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیٹی عزۃ بنت ابی سفیان سے نکاح کرلیں اور اس نے اس بارے میں اس کی بہن ام حبیبہؓ سے مدد لی۔ مگر یہ نکاح نہ ہوسکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیا کہ یہ آپ کے لیے جائز نہیں ہے اور ہم نے اس حدیث کے بارے میں کسی اور جگہ گفتگو کی ہے اور اس کے لیے ایک الگ تصنیف کی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت معاویہ دیگر کاتبانِ وحی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کو لکھا کرتے تھے اور جب شام فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان کے بعد انہیں دمشق کی نیابت پر مقرر کیا اور حضرت عثمان بن عفانؓ نے بھی آپ کو اس پر برقرار رکھا اور مزید کچھ شہر بھی آپ کو دے دیئے اور آپ ہی نے دمشق میں سبز گنبد بنایا اور وہاں چالیس سال مقیم رہے یہ قول حافظ ابن عساکر کا ہے اور جب حضرت علیؓ نے خلافت سنبھالی تو آپ کے بہت سے امراء نے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شامل تھے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ حضرت معاویہ کو شام سے معزول کر دیں اور حضرت سہلؓ بن حنیف کو وہاں کا امیر مقرر کر دیں' پس آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا مگر ان کی معزولی درست نہ ہوئی اور اہل شام کی ایک جماعت آپ کے پاس اکٹھی ہوگئی اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شام سے روک دیا اور فرمایا جب تک وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو میرے سپرد نہ کر دیں میں ان کی بیعت نہیں کروں گا بلاشبہ وہ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں (ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا) اور جو مظلوم مارا جائے ہم نے اس کے ولی کو اقتدار عطا کیا ہے اور طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اس یقین پر قائم رہا کہ اس کی رو سے حضرت معاویہ حکومت پر تسلط پائیں گے اور ہم نے اس آیت کی تفسیر کے موقع پر اس کی سند اور متن کو بیان کیا ہے اور

Marfat.com

جب حضرت معاویہؓ نے اس وقت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا جب تک وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کے سپرد نہ کریں' تو جو نقصان صفین میں ہوا ہم اسے پہلے بیان کر چکے ہیں' پھر معاملہ تحکیم کی طرف لوٹا اور جو کچھ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہوا ہے اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یعنی اہل شام کو بظاہر قوت وسربلندی حاصل ہوگئی اور حضرت معاویہؓ کی بات بڑی ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے اصحاب سے ہمیشہ اختلاف رہا یہاں تک کہ ابن ملجم نے آپ کو قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اس موقع پر اہل عراق نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور اہل شام نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی' پھر حضرت حسنؓ بلا ارادہ عراقی فوجوں کے ساتھ سوار ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' شامی فوجوں کے ساتھ سوار ہوئے اور جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو لوگوں نے دونوں کے درمیان صلح کروانے کی کوشش کی اور صورتِ حال یہ ہوگئی کہ حضرت حسنؓ نے اپنے آپ کو خلافت سے معزول کر دیا اور حکومت حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کے سپرد کر دی۔ اور حضرت معاویہؓ کوفہ آئے اور وہاں بیعت کرنے کے بعد لوگوں سے ایک بلیغ خطاب کیا اور دور نزدیک اور مشرق ومغرب کی حکومتوں نے آپ سے عہد و پیمان لیے اور افتراق کے بعد ایک امیر پر اتفاق کرنے کی وجہ سے اس سال کا نام عام الجماعۃ رکھا گیا' حضرت معاویہؓ نے شام کی قضاء' فضالہ بن عبید کے سپرد کی پھر ان کے بعد ابوادریس خولانی کے سپرد کر دی۔ اور حمزہ بن قیس آپ کا پولیس افسر تھا اور سرحون بن منصور رومی آپ کا کاتب اور مشیر تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ محافظ بنانے والے اور کتابوں کو اکٹھا کر کے ان پر مہر لگانے والے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی حکومت میں نوعمر لوگوں کو اولیت دی۔

خوارج کی ایک پارٹی کا آپ کے خلاف بغاوت کرنا:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور حضرت حسنؓ اور آپ کے اہل' حجاز جانے کے ارادے سے وہاں نکلے تو خوارج کی ایک پارٹی نے جو تقریباً پانچ سو تھے۔ کہا وہ آ گیا ہے جس میں کوئی شک نہیں' پس حضرت معاویہؓ کی طرف چلو اور ان کے ساتھ جہاد کرو' پس وہ چل پڑے حتیٰ کہ کوفہ کے قریب پہنچ گئے اور فروہ بن نوفل ان کا امیر تھا۔ حضرت معاویہؓ نے ان کے مقابلہ میں شامی سوار بھیجے تو انہوں نے شامیوں کو بھگا دیا اور حضرت معاویہؓ نے کہا' جب تک تم اپنے مصائب کو نہ روکو میرے پاس تمہارے لیے کوئی امان نہیں ہے' پس وہ خوارج کی طرف گئے تو خوارج نے انہیں کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے اور تمہارے دشمن نہیں؟ ہمیں چھوڑ دو تا کہ ہم ان سے جنگ کریں اور اگر ہم نے ان کی بیخ کنی کر دی تو ہم ان کے مقابلہ میں تمہیں بے نیاز کر دیں گے اور اگر ہماری بیخ کنی ہوگئی تو تم ہمیں کفایت کرو گے' انہوں نے کہا قسم بخدا جب تک ہم تم سے جنگ نہ کریں ایسا نہیں ہوگا' خوارج نے کہا' اللہ ہمارے نہروانی بھائیوں پر رحم کرے گا' اے اہل کوفہ وہ تم سے بہتر جانتے تھے' پس انہوں نے باہم جنگ کی اور اہل کوفہ نے ان کو شکست دی اور بھگا دیا' پھر حضرت معاویہؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ پر نائب مقرر کرنا چاہا تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے آپ سے کہا' آپ اسے کوفہ کا اور اس کے باپ کو مصر کا امیر بناتے ہیں اور خود آپ شیر کے دونوں جبڑوں کے درمیان رہتے ہیں؟ اور انہوں نے آپ کو اس ارادے سے موڑ دیا اور آپ نے کوفہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا' پس حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے ملاقات کی اور کہا کیا آپ مغیرہ کو خراج پر

Marfat.com

مقرر کرتے ہیں؟ آپ نے کسی اور شخص کو خراج پر کیوں نہیں مقرر کیا؟ تو آپ نے انہیں خراج سے معزول کر کے نماز پر مقرر کر دیا' حضرت مغیرہؓ نے اس بارے میں حضرت عمروؓ سے گفتگو کی تو انہوں نے اسے کہا' کیا عبداللہ بن عمروؓ کے بارے میں امیر المومنین کو مشورہ دینے والے تم ہی نہیں؟ اس نے کہا بے شک' تو انہوں نے کہا یہ اسی کا بدلہ ہے۔

اور اس سال حمران بن ابان نے بصرہ پر حملہ کر کے اسے قابو کر لیا اور اس پر متغلب ہو گیا اور حضرت معاویہؓ نے اسے اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لیے ایک فوج بھیجی تو ابوبکرہ ثقفی نے حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر آپ سے عفو و درگزر کی اپیل کی تو آپ نے انہیں معاف کر دیا اور آزاد کر دیا اور بصرہ پر ارطاۃ کو امیر مقرر کیا تو اس نے قتل کے ارادے سے زیاد کے لڑکوں پر قابو پالیا اس لیے کہ حضرت معاویہؓ نے ان کے باپ کو اپنے پاس حاضر ہونے کے لیے خط لکھا تو اس نے دیر کر دی اور بسر نے اسے لکھا کہ اگر تو جلدی سے امیر المومنین کے پاس نہ گیا تو میں تیرے بیٹوں کو قتل کر دوں گا' اور ابوبکرہ نے اس بارے میں حضرت معاویہؓ کو پیغام بھیجا اور حضرت معاویہؓ نے ابوبکرہ سے کہا' کیا آپ ہمیں کوئی وصیت کرنا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں' یا امیر المومنین میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ آپ اپنے آپ پر اور اپنی رعیت پر رحم کریں اور نیک عمل کریں بلاشبہ آپ نے ایک عظیم کام سنبھالا ہے یعنی مخلوق خدا میں اللہ کی نیابت کرنا' پس اللہ سے ڈریئے اور آپ کے لیے ایک انتہا ہے جس سے آپ آگے نہیں بڑھیں گے اور آپ کے پیچھے ایک تیز رفتار طلب گار ہے' قریب ہے کہ وہ انتہا کو پہنچ جائے اور وہ طالب مل کر آپ کو اس کے پاس لے جائے جو آپ سے ان کاموں کے متعلق پوچھے جن میں آپ لگے ہوئے ہیں اور وہ ان کاموں کو آپ سے بہتر جانتا ہے اور یہ صرف محاسبہ اور توقیف ہے پس خدا تعالیٰ کی رضا پر کسی چیز کو ترجیح نہ دینا۔

پھر اس سال کے آخر میں حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ کا امیر مقرر کر دیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت معاویہؓ نے عنبسہ بن ابی سفیان کو بصرہ کا امیر مقرر کرنا چاہا تو ابن عامر نے آپ سے کہا' بلاشبہ بصرہ میں میرے اموال اور امانات ہیں اور اگر میں نے انہیں نہ سنبھالا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا' پس آپ نے اسے بصرہ کا امیر مقرر کر دیا اور اس بارے میں اس کے سوال کا جواب دیا۔ ابومعشر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عتبہ بن ابی سفیانؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور واقدی کا بیان ہے کہ لوگوں کو حضرت عنبسہ بن ابی سفیانؓ نے حج کروایا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان رضی اللہ عنہ:

آپ نے عقبہ، بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت فرمائی۔

حضرت رکانہ بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ:

ابن ہشام بن عبدالمطلب القرشی، آپ ہی نے حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ کشتی کی اور حضور ﷺ نے آپ کو پچھاڑ دیا اور آپ بڑے سخت اشخاص میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بہت معجزات دکھائے جیسا کہ ہم قبل ازیں دلائل النبوۃ میں بیان کر چکے ہیں آپ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے مکہ میں اسلام قبول کیا تھا۔ واللہ اعلم

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن خلف بن وہب بن حذافۃ بن وہب القرشی، آپ ایک رئیس تھے، پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فتح مکہ کے سال آپ رسول اللہ ﷺ سے بھاگ گئے پھر آ کر مسلمان ہو گئے۔ اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے۔ آپ کے لیے عمیر بن وہب الجمحی نے امان طلب کی جو جاہلیت میں آپ کے دوست اور ساتھی تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور آپ کو نماز عصر کے وقت لے کر آئے اور آپ کے لیے امان طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے چار ماہ کے لیے آپ کو امان دے دی۔ اور آپ سے زرہیں، ہتھیار اور مال عاریۃً لیا اور صفوان، مشرک ہونے کی حالت میں معرکہ حنین میں شامل ہوئے پھر مسلمان ہو گئے اور ایمان آپ کے دل میں داخل ہو گیا اور آپ جس طرح جاہلیت کے سادات میں سے تھے اسی طرح مسلمانوں کے سادات میں سے تھے۔ واقدی نے بیان کیا ہے پھر آپ ہمیشہ مکہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ آپ نے حضرت معاویہ کی خلافت کے آغاز میں وہیں وفات پائی۔

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عبدالدار العبدری الحجبی، آپ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فتح مکہ سے قبل آٹھویں سال کے آغاز میں مسلمان ہوئے اور واقدی نے آپ سے آپ کے اسلام کے بارے میں ایک طویل حدیث روایت کی ہے اور آپ ہی سے رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال کعبہ کی چابی لی پھر آپ نے اسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ پڑھتے ہوئے آپ کو واپس کر دی اور آپ سے فرمایا اے عثمان اسے ہمیشہ کے لیے لے لو اسے تم سے ظالم شخص ہی چھینے گا۔ حضرت علیؓ نے چابی کو آپ سے طلب کیا تو آپ نے انہیں اس بات سے منع کر دیا، واقدی نے بیان کیا ہے آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مدینہ آ گئے اور جب آپ فوت ہو گئے تو مکہ آ گئے اور ہمیشہ وہیں رہے حتیٰ کہ حضرت

Marfat.com

معاویہؓ کی خلافت کے آغاز میں فوت ہو گئے۔

حضرت عمرو بن الاسود السکونی رضی اللہ عنہ:

آپ عابد و زاہد تھے اور جب آپ رات کی نماز کی تیاری کرتے تو آپ دو سو درہم کا ایک حلہ پہنتے اور جب آپ مسجد کی طرف جاتے تو تکبر کے خوف سے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ لیتے' آپ نے حضرت معاذ' حضرت عبادہ بن الصامت اور حضرت العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کی ہے اور امام احمد نے باب الزہد میں بیان کیا ہے کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن بکر نے بحوالہ حکیم بن عمیر اور ضمرۃ بن حبیب ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ہدی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ حضرت عمرو بن الاسودؓ کی ہدی کو دیکھ لے۔

حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا:

ابن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ' آپ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں' آپ نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی' آپ خوبصورت اور عبادت گزار عورتوں میں سے تھیں' حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ نے آپ سے نکاح کیا تو آپ بیوہ ہو گئیں اور جب وہ غزوۂ طائف میں قتل ہو گئے تو آپ نے قسم کھائی کہ ان کے بعد نکاح نہیں کریں گی' حضرت عمر بن الخطابؓ نے جو آپ کے عمزاد تھے۔ آپ کو پیغام بھیجا اور آپ سے نکاح کر لیا اور جب وہ آپ کو چھوڑ کر قتل ہو گئے' حضرت علی بن ابی طالبؓ نے آپ کو پیغام نکاح بھیجا تو آپ نے کہا مجھے خدشہ ہے کہ آپ قتل ہوں گے اور آپ کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا اور اگر آپ حضرت علیؓ سے نکاح کرتیں تو وہ بھی آپ کو چھوڑ کر قتل ہو جاتے' پس آپ مسلسل اسی حالت میں رہیں حتیٰ کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت کے آغاز میں فوت ہو گئیں۔

۴۲ھ

اس سال میں مسلمانوں نے لانیوں اور رومیوں سے جنگ کی اور ان کے امراء اور جرنیلوں میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور غنیمت حاصل کی اور خود بچ گئے اور اس میں حضرت معاویہؓ نے مدینہ کی نیابت پر مروان بن الحکم اور مکہ کی نیابت پر خالد بن العاص بن ہشام اور کوفہ کی نیابت پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور اس کی قضا پر قاضی شریح کو مقرر کیا اور بصرہ کی نیابت پر عبداللہ بن عامر کی جانب سے قیس ابن الہیثم کو مقرر کیا اور اس سال ان خوارج نے جنہیں حضرت علیؓ نے نہروان کے روز معاف کر دیا تھا' بل جل کی اور ان کے زخمی تندرست ہو گئے اور ان کے قویٰ ٹھیک ٹھاک ہو گئے اور جب انہیں حضرت علیؓ کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو انہوں نے آپ کے قاتل ابن ملجم کے لیے رحم کی دعا کی اور ان کے ایک کہنے والے نے کہا' اللہ اس ہاتھ کو قطع نہ کرے جو تلوار کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کھوپڑی پر بلند ہوا اور حضرت علیؓ کے قتل پر اللہ کا شکر ادا کرنے لگے پھر انہوں نے لوگوں کے خلاف بغاوت کرنے کا عزم کر لیا اور اپنے خیال کے مطابق انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے پر اتفاق کر لیا اور اسی سال زیاد بن ابیہ حضرت معاویہؓ کے پاس آیا۔ اور وہ تقریباً ایک سال سے قلعہ زیاد میں بند تھا۔ حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا' تجھے اپنے آپ کو ہلاک کرنے پر کس بات نے آمادہ کیا ہے؟ میرے پاس آ کر مجھے اموال فارس اور جو کچھ آپ ان میں سے خرچ کر چکے ہیں اس کے

Marfat.com

متعلق بتاؤ اور جو آپ کے پاس باقی بچ گیا ہے اسے میرے پاس لے آؤ' آپ کو امان حاصل ہوگی' اس موقع پر زیاد نے حضرت معاویہؓ کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہیں خوف ہوا کہ وہ اس سے پہلے حضرت معاویہؓ سے ملیں' پس وہ دمشق کی جانب حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور زیاد ان سے ایک ماہ پہلے حضرت مغیرہؓ سے فرمایا یہ کیا؟ وہ آپ سے دور ہے اور آپ اس کے ایک ماہ بعد آئے ہیں؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا یا امیر المومنین وہ زیادہ کا منتظر تھا اور میں کم کا' حضرت معاویہؓ نے زیاد کا اکرام کیا اور جو اموال اس کے پاس تھے لے لیے' اور جو وہ صرف کر چکا تھا اس میں اسے درست قرار دیا۔

۴۳ھ

اس سال میں بسر بن ارطاۃ نے بلاد روم سے جنگ کی حتیٰ کہ قسطنطنیہ کے شہر تک پہنچ گیا اور واقدی کے خیال کے مطابق موسم سرما ان کے ملک میں گذارا' مگر دوسروں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور کہا ہے کہ وہاں کبھی کسی نے موسم سرما نہیں گزارا۔ واللہ اعلم

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اسی میں حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر میں اور حضرت محمد بن مسلمہؓ نے وفات پائی اور اس سال کے آخر میں ہم ان دونوں کے حالات بیان کریں گے اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کے بعد ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو دیار مصر کا امیر مقرر کیا' واقدی نے بیان کیا ہے کہ وہ دو سال وہاں کے امیر رہے اور اس سال یعنی ۴۳ھ میں خوارج اور کوفی فوج کے درمیان ایک عظیم معرکہ ہوا اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اس وقت لوگوں کے خلاف بغاوت کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس المستورد بن علقمہ کی سرکردگی میں تقریباً تین سو آدمی اکٹھے ہو گئے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے معقل بن قیس کی سرکردگی میں تین ہزار فوج ان کے مقابلہ میں تیار کی اور وہ ان کے مقابلہ میں گیا اور اس نے خوارج کی تعداد کے مطابق ابوالرداع کو تین سو کے ہراول میں اپنے آگے بھیجا اور ابوالرداع نے المذار مقام پر ان سے مڈبھیڑ کی اور ان سے جنگ کی اور خوارج نے انہیں شکست دی' انہوں نے پھر دوبارہ ان پر حملہ کیا تو خوارج نے انہیں شکست دی لیکن ان میں سے ایک آدمی بھی قتل نہ ہوا' اور وہ اپنے مقاتلہ میں اپنی اپنی جگہوں پر ٹک کر امیر فوج معقل بن قیس کی آمد کا انتظار کرنے لگے مگر وہ دن کے آخر میں جب سورج غروب ہو گیا تو ان کے پاس آیا اور اس نے اتر کر اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی پھر وہ ابوالرداع کی تعریف کرنے لگا تو اس نے اسے کہا' اے امیر ان کے حملے بڑے سخت ہیں' آپ لوگوں کے مددگار بنیں اور سواروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے آگے جنگ کریں' معقل بن قیس نے کہا آپ کی رائے بہت اچھی ہے اور ابھی اس نے اتنی بات کی ہی تھی کہ خوارج نے معقل اور اس کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور اس کے اکثر ساتھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے اس موقع پر معقل بن قیس نے پیادہ پا ہو کر کہا اے گروہ مسلمین! زمین پر چلو زمین پر چلو' تو دو سو کے قریب سواروں اور بہادروں کی ایک جماعت اس کے ساتھ پیادہ پا ہو گئی' ان میں ابوالرداع شاکری بھی شامل تھا' المستورد بن علقمہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور انہوں نے نیزوں اور تلواروں کے ساتھ ان کا سامنا کیا اور بقیہ فوج نے بعض سواروں کو آ کر تباہ کر دیا اور انہیں فرار اختیار کرنے پر ملامت کی' پس لوگ معقل کے پاس واپس آ گئے اور وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ خوارج سے شدید جنگ کر رہا تھا اور لوگ رات کے دوران واپس آنے لگے اور معقل نے میمنہ' میسرہ میں ان کی صف بندی کر دی اور ان کو منظم کر دیا اور کہا' اپنے میدان کارزار پر ڈٹے رہو حتیٰ کہ ہم صبح کو ان پر حملہ کریں

Marfat.com

اور ابھی صبح ہوئی تھی کہ خوارج کو شکست ہوگئی اور وہ جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے اور معقل ان کی تلاش میں گیا اور اس نے اپنے آگے ابوالرداع کو چھ سو جوانوں کے ساتھ بھیجا اور وہ طلوع آفتاب کے وقت ان سے جا ملے اور خوارج نے ان پر حملہ کر دیا اور ایک ساعت تک ایک دوسرے سے مبارزت کی پھر انہوں نے یکبارگی حملہ کر دیا اور ابوالرداع اپنے ساتھیوں سمیت ان کے سامنے ڈٹا رہا اور وہ انہیں تباہ کرنے لگا اور انہیں بھاگنے پر ملامت کرنے لگا اور صبر کی ترغیب دینے لگا' پس وہ مردانہ وار ڈٹ گئے حتیٰ کہ انہوں نے خوارج کو ان کی جگہوں پر لوٹا دیا اور جب خوارج نے یہ کیفیت دیکھی تو وہ معقل کے حملہ سے ڈر گئے اور ان کے قتل سے کم کوئی چیز نہ ہوئی تھی پس وہ ان کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے حتیٰ کہ دجلہ کو عبور کر گئے اور نہر شیر کے علاقے میں داخل ہو گئے اور ابوالرداع نے ان کا تعاقب کیا اور معقل بن قیس بھی اس کے ساتھ آملا اور خوارج قدیم شہر تک پہنچ گئے اور مدائن کا نائب شریک بن عبید بھی ان کے پاس آ گیا اور ابوالرداع' ہراوّل کے جوانوں کے ساتھ ان سے جاملا اور اس سال نائب مدینہ مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

آپ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بن وائل بن ہشام بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب القرشی السہمی‘ ابوعبداللہ ہیں اور آپ کو ابو محمد بھی کہا جاتا ہے‘ آپ جاہلیت میں قریش کے ایک رئیس تھے اور آپ ہی کو انہوں نے نجاشی کے پاس بھیجا تا کہ جو مسلمان اس کے ملک میں ہجرت کر گئے ہیں وہ انہیں واپس کر دے‘ مگر اس نے اپنے عدل کی وجہ سے ان کی بات کا جواب نہ دیا اور اس نے اس بارے میں عمرو بن العاص کو نصیحت کی‘ کہتے ہیں کہ آپ نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے اور حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان بن طلحہ العبدری نے فتح مکہ سے چھ ماہ قبل اسلام قبول کیا‘ آپ امرائے اسلام میں سے ایک تھے اور آپ ذات السلاسل کے امیر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج سے آپ کو مدد دی جس کے امیر حضرت ابوعبیدہ تھے اور حضرت صدیق اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عمان پر امیر مقرر کیا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر وہاں امیر رہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو وہاں کا امیر برقرار رکھا اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ مشرح بن عاہان نے بحوالہ عقبہ بن عامر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اسلام لائے اور عمرو بن العاص ایمان لائے۔ نیز ترمذی نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے عن نافع بن عمر الجمحی عن ابی ملیکہ ہم سے بیان کیا کہ طلحہ بن عبیداللہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ عمرو بن العاص قریش کے صالحین میں سے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ العاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ عبداللہ‘ ابوعبداللہ اور ام عبداللہ کیا ہی اچھے اہلبیت ہیں۔ انہوں نے اسے حضرت عمرو بن العاص کے فضائل میں روایت کیا ہے‘ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جن امراء فوج کو شام کی طرف بھیجا ان میں آپ کو بھی بھیجا اور آپ ان لوگوں میں تھے جو ان جنگوں میں شامل ہوئے تھے اور آپ آرائے سدیدہ مواقف حمیدہ اور احوال سعیدہ کے حامل تھے پھر حضرت عمر نے آپ کو مصر کی طرف بھیجا اور آپ نے اسے فتح کیا اور حضرت عمر نے مصر پر آپ کو نائب مقرر کر دیا‘ اور حضرت عثمان بن عفان نے بھی چار سال تک آپ کو وہاں کا امیر برقرار رکھا پھر آپ کو معزول کر دیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا پس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ‘ فلسطین میں گوشہ نشین ہو گئے اور ان کے دل میں حضرت عثمان کے بارے میں ناراضگی رہی‘ اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو آپ حضرت معاویہ کے پاس چلے گئے اور صفین وغیرہ کے تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ دو پنچوں میں سے ایک تھے پھر جب حضرت معاویہ نے مصر محمد بن ابوبکر کے ہاتھ سے چھین کر واپس لیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا اور وہ مسلسل اس کے امیر رہے یہاں تک کہ مشہور

Marfat.com

قول کے مطابق اس سال میں ان کی وفات ہوگئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۴۷ھ میں وفات پائی اور بعض نے ۵۱ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور آپ عرب کے دانشمندوں' بہادروں اور صاحب الرائے لوگوں میں شمار ہوتے تھے' آپ کی اچھی امثال اور جید اشعار بھی ہیں اور آپ ہی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک ہزار مثل یاد کی ہے اور آپ کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں۔

''جب آدمی اپنے پسندیدہ کھانے کو نہیں چھوڑتا اور نہ گمراہ دل کو جب وہ ارادہ کر لیتا ہے منع کرتا ہے تو اس نے اپنی ضرورت اس سے پوری کر لی اور عار کو چھوڑ دیا اور جب اس کی امثال کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ منہ کو بھر دیتی ہیں''۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ علی بن اسحٰق نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مبارک نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہمیں بتایا کہ یزید بن ابی حبیب نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن شماسہ نے اس سے بیان کیا کہ جب حضرت عمروؓ بن العاص کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رو پڑے' آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا موت کے خوف سے؟ آپ نے فرمایا قسم بخدا نہیں بلکہ مابعد الموت کے خوف سے روتا ہوں' اس نے آپ سے کہا آپ تو بھلائی پر ہیں' اور وہ آپ سے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور آپ کے شام کو فتح کرنے کا ذکر کرنے لگا۔ حضرت عمروؓ نے کہا' میں نے ان سب سے افضل یعنی شہادت توحید کو چھوڑ دیا' میں تین حالتوں میں رہا ہوں اور ہر حال میں' میں نے اپنے نفس کو پہچانا ہے' میں قریش کا سب سے پہلا کافر ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ پر سب لوگوں سے بڑھ کر سختی کرنے والا تھا اور اگر میں اس وقت مرجاتا تو دوزخ میرے لیے واجب ہو جاتی' اور جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی تو میں سب لوگوں سے بڑھ کر آپ سے حیا کرنے والا تھا' میں نے آنکھ پھیر کر رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا اور نہ میں نے حیاء کی وجہ سے آپ سے اپنی مرضی کے مطابق گفتگو کی ہے حتیٰ کہ آپ اللہ سے جا ملے' اگر میں اس وقت مرجاتا تو لوگ کہتے عمرو کو مبارک ہو وہ مسلمان ہوا اور وہ بھلائی پر تھا اور اسی بھلائی پر مر گیا ہے ہم اس کے لیے جنت کی امید رکھتے ہیں پھر اس کے بعد میں اقتدار سے متعلق ہو گیا مجھے معلوم نہیں کہ اس کا وبال مجھ پر پڑے گا یا مجھے اس کا ثواب ملے گا' پس جب میں مرجاؤں تو مجھ پر کوئی رونے والی نہ روئے۔ اور نہ کوئی تعریف کرنے والا اور نہ آگ میرا پیچھا کرے اور میرا تہبند کس دینا بلاشبہ میں جھگڑنے والا ہوں اور مجھ پر اچھی طرح مٹی ڈالنا۔ بلاشبہ میرا دایاں پہلو بائیں پہلو کے مقابلہ میں مٹی کا زیادہ حق دار نہیں اور میری قبر میں لکڑی اور پتھر نہ رکھنا اور جب تم مجھے دفن کر دو تو میری قبر کے پاس اونٹ ذبح کرنے کے وقت برابر بیٹھنا' میں تم سے مانوس ہوں گا۔ اور مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں یزید بن ابی حبیب کی حدیث سے اپنے اسناد کے ساتھ اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں اس عبارت سے کچھ اضافے بھی ہیں اور ان میں آپ کا یہ قول بھی ہے۔ تاکہ میں تم سے مانوس ہوں' تاکہ میں دیکھوں کہ میں اپنے رب کے فرستادوں کو کیا جواب دیتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا اور کہنے لگے۔ اے اللہ! تو نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے نافرمانی کی اور تو نے ہمیں روکا اور ہم نہ رُکے اور ہمیں تیرا عفو ہی گھیرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی گردن کی طوق کی جگہ اپنا ہاتھ رکھا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا اے اللہ کوئی قوی نہیں کہ مدد پائے اور کوئی بری نہیں کہ عذر بیان کرے اور نہ کوئی نا واقف ہے بلکہ مغفرت طلب کرنے والا ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں

Marfat.com

اور آپ مسلسل اسے دہراتے رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔

حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ نے حضرت اسید بن حضیر اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما سے قبل حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا آپ بدر اور اس کے بعد تبوک کے سوا سب معرکوں میں شامل ہوئے' ایک قول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ پر نائب مقرر کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے قرقرۃ الکدر میں آپ کو نائب مقرر کیا تھا' آپ کعب بن اشرف یہودی کے قاتلین میں شامل تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ ہی نے جنگ خیبر کے روز مرحب یہودی کو قتل کیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تقریباً پندرہ سرایا میں امیر مقرر کیا اور آپ جمل وصفین وغیرہ کے معرکوں میں الگ تھلگ رہنے والوں میں سے تھے اور آپ نے ایک چوبی تلوار بنائی' اور ایک حدیث میں جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس کا حکم دیا تھا اور آپ ربذہ کی طرف چلے گئے' آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے اور ایک حضرت عمرؓ کے عمال کے ایلچی تھے اور آپ نے ان سے آپ کے حکم کے متعلق علیحدگی اختیار کی اور آپ نے عظیم معرکے کیے اور بہت امانت وصیانت سے کام لیا' حضرت علیؓ نے آپ کو جہینہ کے صدقات پر عامل مقرر کیا' کہتے ہیں کہ ۴۶ یا ۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے علاوہ بھی اقوال بیان کیے گئے ہیں آپ ستر سال سے متجاوز تھے اور آپ نے اپنے بعد دس لڑکے اور چھ بیٹیاں چھوڑیں' آپ شدید گندم گوں' طویل اور آپ کے سر کا اگلا حصہ گنجا تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ:

ابو یوسف اسرائیلی' آپ یہود کے ایک عالم تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو آپ نے اسلام قبول کیا' آپ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو لوگ دوڑ کر آپ کے پاس گئے اور میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو آپ کی طرف دوڑ کر گئے تھے اور جب میں نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کا چہرہ' کذاب شخص کے چہرے کی طرح نہیں اور سب سے پہلی بات میں نے آپ کو یہ فرماتے سنی کہ اے لوگو! سلام کو رواج دو' کھانا کھلاؤ' صلہ رحمی کرو' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ہم نے آپ کے اسلام کا حال ہجرت کے آغاز میں بیان کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جو فائدہ بخش سوالات کیے تھے انہیں بھی بیان کیا ہے اور آپ ان لوگوں میں شامل ہیں جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی گواہی دی ہے اور آپ کا جنت میں داخل ہونا قطعی ہے۔

۴۴ھ

اس سال میں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولیدؓ نے بلاد روم کے ساتھ جنگ کی اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے اور انہوں نے موسم سرما وہیں گزارا اور اسی میں بسر بن ابی ارطاۃ نے سمندر میں جنگ کی اور اسی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ سے معزول کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہاں فساد برپا ہو گیا اور آپ نرم طبیعت تھے کہتے ہیں کہ آپ چور کا ہاتھ نہیں کاٹتے تھے اور لوگوں کو مالوف کرنا چاہتے تھے' پس عبداللہ بن ابی اوفی جو ابن الکوا کے نام سے مشہور ہےؓ نے جا کر حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر شکایت کی تو حضرت معاویہؓ نے ابن عامر کو بصرہ سے معزول کر دیا اور الحرث بن عبداللہ ازدی کو بصرہ کی طرف بھیجا' کہتے ہیں کہ

Marfat.com

حضرت معاویہؓ نے آپ کو اپنی ملاقات کے لیے بلایا تو ابن عامر دمشق آیا تو آپ نے اس کی عزت کی اور اسے اس کے کام پر واپس بھیج دیا اور جب آپ نے اسے الوداع کہا تو حضرتِ معاویہؓ نے اسے کہا میں آپ سے تین باتیں پوچھتا ہوں' کہو وہ آپ کے لیے ہوئیں اور میں ام حکیم کا بیٹا ہوں میرے عمل کو قبول نہ کیجیے اور ناراض نہ ہو جائیے' ابن عامر نے کہا' میں نے ایسا کر دیا' حضرت معاویہؓ نے کہا مجھے اپنا عرفہ کا مال بخش دیجیے' اس نے کہا میں نے وہ مال بخش دیا حضرت معاویہؓ نے کہا آپ کے جو گھر مکہ میں ہیں مجھے بخش دیجیے' اس نے کہا میں نے بخش دیئے' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا میں نے آپ سے صلہ رحمی کی' ابن عامر نے کہا یا امیر المومنین میں بھی آپ سے تین باتوں کا سوال کرتا ہوں آپ کہہ دیجیے وہ آپ کے لیے ہوئیں اور میں ابن ہند ہوں' اس نے کہا مجھے عرفہ کا مال واپس کر دو' آپ نے کہا میں نے واپس کر دیا۔ اس نے کہا میرے کسی امیر اور عامل کا محاسبہ نہ کرنا آپ نے کہا' میں نے یہ بھی کر دیا' اس نے کہا اپنی بیٹی ہند کا مجھ سے نکاح کر دیجیے' آپ نے کہا میں نے کر دیا' کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے اس کو ان تینوں باتوں اور بصرہ کی ولایت کے درمیان اختیار دیا تو اس نے ان تینوں کو اختیار کر لیا اور بصرہ سے معزول ہو گیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت معاویہؓ نے زیاد بن ابیہ سے استلحاق[1] کیا اور اسے ابوسفیان سے ملا دیا' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ایک شخص نے ابوسفیان کے اس اقرار کی گواہی دی کہ اس نے جاہلیت میں زیاد کی ماں سمیہ سے زنا کیا تھا اور اسے ابوسفیان سے زیاد کا حمل ہو گیا تھا اور جب حضرت معاویہؓ نے اس کا استلحاق کیا تو اسے زیاد بن ابی سفیان کہا جانے لگا' حضرت حسن بصریؒ اس استلحاق کا انکار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں' اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ خالد نے بحوالہ ابی عثمان ہم سے بیان کیا کہ جب زیاد نے دعویٰ کیا تو میں نے ابوبکرہ سے مل کر کہا یہ تم نے کیا کیا ہے؟ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے اسلام میں اپنے باپ کے سوا دوسرے باپ کا دعویٰ کیا اس پر جنت حرام ہے۔ ابوبکرہ نے کہا میں نے بھی اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے دونوں نے اسے ابوعثمان کی حدیث سے دونوں سے روایت کیا ہے میں کہتا ہوں ابوبکرہ کا نام نفیع ہے اور اس کی ماں بھی سمیہ ہی ہے اور اس سال حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے شام میں حجرہ بنایا اور مدینہ میں مروان نے اس کی مانند حجرہ بنایا۔

اور اس سال ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے وفات پائی' آپ کا نام رملہ تھا اور آپ حضرت معاویہؓ کی ہمشیرہ تھیں آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور آپ نے اور آپ کے خاوند عبداللہ بن جحش نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں آپ کا خاوند عیسائی ہو گیا اور آپ اپنے دین پر قائم رہیں' اور حبیبہ' عبداللہ بن جحش سے آپ کی سب سے بڑی بچی تھی جس کو آپ نے حبشہ میں جنم دیا اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت سے قبل مکہ میں جنم دیا اور وہیں آپ کا خاوند فوت ہو گیا اللہ اس پر لعنت کرے اور اسے ہر خیر سے محروم رکھے اور جب آپ اپنے خاوند سے بیوہ ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیۃ الضمری کو نجاشی

[1] استلحاق: کسی کو اپنے خاندان کی طرف منسوب کرنے کو استلحاق کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

کے پاس بھیجا اور اس نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کروا دیا اور حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ نے عقد کا انتظام کیا اور آپ کی جانب سے نجاشی نے انہیں چار سو دینار مہر دیا اور ۷ھ میں انہیں آپ کے پاس بھجوا دیا اور جب فتح مکہ کے سال آپ کا باپ عقد کی گواہی دینے آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے رسول اللہ ﷺ کا بستر لپیٹ دیا' اس نے آپ سے کہا اے بیٹی قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ تو نے اس بستر کو میرے قابل نہیں سمجھا یا مجھے اس کے قابل نہیں سمجھا؟ تو حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا' یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ ایک مشرک شخص ہیں' اس نے آپ سے کہا اے بیٹی قسم بخدا تو میرے بعد برائی سے دوچار ہوئی ہے آپ سیدات امہات المومنین میں سے تھیں اور عابدہ اور پرہیز گار تھیں۔

محمد بن عمر واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے عبدالمجید بن سہیل سے بحوالہ عوف بن حارث مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے موت کے وقت مجھے بلایا اور کہنے لگیں ہمارے درمیان وہ باتیں ہوتی رہی ہیں جو سوکنوں کے درمیان ہوتی ہیں' میں نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بخشے اور جو کچھ بھی ہوا میں نے وہ سب آپ کو معاف کیا اور آپ کے لیے جائز قرار دیا تو آپ فرمانے لگیں' آپ نے مجھے خوش کر دیا اللہ آپ کو خوش کرے اور آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھی پیغام بھیجا تو آپ نے بھی انہیں اسی قسم کی بات کہی۔

۴۵ھ

اس سال میں حضرت معاویہؓ نے حارث بن عبداللہ ازدی کو بصرہ کا امیر مقرر کیا پھر چار ماہ بعد انہیں معزول کر دیا اور زیاد کو امیر مقرر کیا' پس زیاد کوفہ آیا جہاں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ امیر تھے اور وہ وہاں اس لیے ٹھہر گیا کہ حضرت معاویہؓ کا ایلچی اس کے پاس بصرہ کی امارت کی اطلاع لے کر آئے گا' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ وہ کوفہ کی امارت پر آیا ہے آپ نے وائل بن حجر کو اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے اس کے پاس بھیجا تو اس نے اس سے ملاقات کی مگر وہ اس سے کوئی بات معلوم نہ کر سکے اور ایلچی زیاد کے پاس آیا کہ وہ بصرہ چلا جائے اور آپ نے اسے خراسان اور بحستان کا امیر مقرر کر دیا پھر آپ نے ہند' بحرین اور عمان کو بھی اس کے ماتحت کر دیا اور زیاد جمادی الاوّل کے آغاز میں بصرہ آیا اور اپنی پہلی تقریر کے لیے کھڑا ہوا۔ اور اس نے بدکاری کو نمایاں پایا اور اس میں کہا:

''اے لوگو! یوں معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اس ثواب وعذاب کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے اطاعت کنندوں اور گنہگاروں کے لیے تیار کیا ہے کچھ سنا ہی نہیں تم اس شخص کی طرح ہو جس کی پیشانی کو دنیا نے نیچے کر دیا ہو اور شہوات نے اس کے کانوں کو خراب کر دیا ہو اور اس نے باقی رہنے والی آخرت کے مقابلہ میں فانی دنیا کو پسند کر لیا ہو''۔

پھر وہ ہمیشہ اقتدار کے معاملے کو درست کرنے میں لگا رہا اور تلوار سونتے رہا حتیٰ کہ لوگ اس سے سخت ڈر گئے اور جن ظاہر گناہوں میں وہ منہمک تھے انہیں انہوں نے ترک کر دیا اور اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مدد طلب کی اور حضرت سمرہ بن جندب' حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کو امیر بنایا اور وہ محتاط رائے اور بڑی ہیبت والا تھا اور بڑا بلیغ بولنے والا تھا۔

Marfat.com

شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے جس متکلم کو بھی اچھا بولتے سنا ہے اس کے متعلق اس خوف کے پیش نظر کہ وہ خراب بولنا نہ شروع کر دے یہی پسند کیا ہے کہ وہ خاموش ہو جائے مگر زیاد اس سے مستثنیٰ ہے بلاشبہ وہ جب بھی زیادہ بولتا خوب بولتا' اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے ہاں بھی اسے وجاہت حاصل تھی۔

اور اس سال زیاد کے خراسانی نائب الحکم بن عمرو نے زیاد کے حکم سے جبل الاسل سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کیے اور زیاد نے اسے لکھا: ''امیر المومنین کا خط آیا ہے کہ ان کے لیے اس غنیمت سے سارا سونا اور چاندی اکٹھا کر کے بیت المال کے لیے جمع کر دیا جائے' الحکم بن عمرو نے لکھا: ''بلاشبہ کتاب اللہ' امیر المومنین کے خط پر مقدم ہے اور قسم بخدا اگر زمین و آسمان دشمن کے خلاف ہوں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دے گا پھر اس نے لوگوں میں اعلان کیا' صبح اپنی غنیمت کی تقسیم پر جاؤ اور اس نے اسے ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور جو کچھ زیاد نے اسے حضرت معاویہؓ کے حوالے سے لکھا تھا اس کی مخالفت کی اور اس نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق خمس کو الگ کر دیا پھر الحکم نے کہا' اگر تیرے ہاں میرے لیے بھلائی ہے تو مجھے موت دے دے اور وہ خراسان کے شہر مرو میں فوت ہو گیا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا جو مدینہ کا نائب تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت زید بن ثابتؓ:

اس سال کاتب وحی حضرت زید بن ثابت انصاریؓ نے وفات پائی ہم نے سیرت کے آخر میں کاتبانِ وحی میں آپ کے حالات بیان کیے ہیں اور آپ ہی نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے حکم سے وہ مصحف امام لکھا تھا جو شام میں تھا اور وہ میرے دیکھنے میں نہایت جید اور پختہ خط ہے' حضرت زید بن ثابت بڑے تیز فہم تھے آپ نے یہود کی زبان اور کتاب پندرہ دن میں سیکھ لی ابوالحسن بن البراء نے بیان کیا ہے کہ آپ نے کسریٰ کے ایلچی سے اٹھارہ دن میں فارسی زبان سیکھ لی اور حبشی' قبطی اور رومی زبان رسول اللہ ﷺ کے خدام سے سیکھی۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ پندرہ سال کی عمر میں اپنی زندگی کے پہلے معرکے خندق میں شامل ہوئے اور ان حدیث میں ہے احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے بیان ہوا ہے کہ زید بن ثابت صحابہؓ میں سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے ہیں۔ اور حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپ کو قاضی مقرر کیا اور مسروق نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت راسخین میں سے تھے اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رکاب پکڑ لی تو آپ نے انہیں کہا اے رسول اللہ ﷺ کے عمزاد ایک طرف ہو جا' انہوں نے کہا' نہیں' ہم اپنے علماء اور کبراء سے اسی طرح کرتے ہیں اور اعمش نے ثابت بن عبید سے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت نماز کے لیے نکلے تو آپ نے لوگوں کو نماز سے واپس جاتے دیکھا تو ان سے چھپ گئے اور فرمایا جو لوگوں سے شرم محسوس نہیں کرتا وہ اللہ سے بھی شرم محسوس نہیں کرتا' آپ نے اسی سال میں وفات پائی اور بعض نے

Marfat.com

۵۵ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے مگر پہلا قول صحیح ہے' آپ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی اور مروان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا' آج ایک بہت بڑا عالم فوت ہو گیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس وقت امت کا عالم مر گیا ہے۔

حضرت سلمہ بن سلامۃ بن وقش:

اس سال حضرت سلمہ بن سلامۃ بن وقش نے ستر سال کی عمر میں وفات پائی' آپ نے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت فرمائی' آپ کی کوئی اولاد نہیں۔

حضرت عاصم بن عدیؓ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کی طرف گئے تو آپ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو قباء اور العالیہ کے باشندوں پر نائب مقرر کیا۔ آپ احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور ایک سو پچیس سال کی عمر میں وفات پائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اور مالک بن الدخشم کو مسجد ضرار کی طرف بھیجا اور دونوں نے اسے جلا دیا۔

ام المومنین حضرت حفصہؓ:

اس سال حضرت حفصہ بنت حضرت عمر بن الخطابؓ ام المومنین نے وفات پائی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل خنیس بن حذافہ السہمی کے نکاح میں تھیں' آپ نے اس کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر کے بعد وہ آپ کو چھوڑ کر مر گیا۔ اور جب آپ کی عدت ختم ہوئی تو آپ کے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ کو حضرت عثمانؓ پر پیش کیا تو انہوں نے آپ کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو آپ کے والد نے آپ کو حضرت ابوبکرؓ پر پیش کیا تو انہوں نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور جلد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیغام نکاح دے کر آپ سے نکاح کر لیا اور اس کے بعد اس بارے میں حضرت عمر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر عتاب کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کرنا چاہتا تھا اور اگر آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ترک کر دیتے تو میں ان سے نکاح کر لیتا اور ہم نے حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی پھر ان سے رجوع کر لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو ان سے رجوع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہ بڑی عبادت گزار اور روزے دار ہیں اور وہ جنت میں آپ کی بیوی ہیں اور جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے اس سال کے شعبان میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں وفات پائی ہے مگر پہلا قول اصح ہے۔

۴۶ھ

اس سال مسلمانوں نے اپنے امیر حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولیدؓ کے ساتھ موسم سرما بلاد روم میں گزارا اور بعض کا قول ہے کہ ان کا امیر کوئی اور شخص تھا اور اس میں حضرت معاویہؓ کے بھائی حضرت عتبہ بن ابی سفیانؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں پر وہی لوگ امیر تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت سالم بن عمیرؓ:

آپ ان رونے والوں میں سے ایک ہیں جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے آپ بدر اور اس کے بعد سب معرکوں میں شامل ہوئے۔

حضرت سراقہ بن کعبؓ:

آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:

القرشی المخزومی' آپ اپنے باپ کی طرح مشہور بہادروں میں سے تھے جس کی وجہ سے بلاد شام میں آپ کو بہت عظمت حاصل ہوگئی تھی حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ سے خوف پیدا ہوگیا' آپ کی وفات زہر خورانی سے ہوئی رحمہ اللہ واکرم مثواہ۔ ابن مندہ اور ابونعیم اصبہانی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ابن عساکر نے ابوعمر کے طریق سے روایت کی ہے کہ عمرو بن قیس نے دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگوانے کے بارے میں آپ کے حوالے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے' امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ وہ منقطع یعنی مرسل ہے اور کعب بن جعیل آپ کا اور آپ کے بھائیوں مہاجر اور عبداللہ کا مداح تھا اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ اہل شام میں آپ کی بڑی اہمیت تھی آپ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ شامل ہوئے اور ابن سمیع نے بیان کیا ہے آپ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں موسم گرما کی خوراک کے منتظم ہوئے تھے اور آپ نے حضرت معاویہؓ کا دفاع کیا اور ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ سرزمین حمص میں ابن اثال نام ایک شخص ذمیوں کا رئیس تھا اس نے آپ کو ایک مشروب پلایا جس میں زہر تھا جس سے آپ کی وفات ہوگئی اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اس بارے میں اسے حکم دیا تھا مگر یہ صحیح نہیں اور ایک شخص نے آپ کا مرثیہ کہا ہے:۔

''تیرا باپ وہ ہے جس نے بڑی جرأت کے ساتھ رومیوں کی طرف فوجوں کی قیادت کی جب ایران نے ٹیکس دیا اور کتنے ہی نوجوان ہیں جنہیں تو نے ہلکی نیند کے بعد لگام کھنکھنانے سے بیدار کر دیا جب کہ وہ لنجا اونگھ رہا تھا اور دو صفیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی صف کے برابر نہیں اور دمشق سے ٹوپیوں نے اس پر صف بنائی ہے''۔

اور مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولیدؓ مدینہ آئے تو عروہ بن زبیر نے آپ سے کہا' ابن اثال نے کیا کیا ہے؟ تو آپ نے سکوت اختیار کیا پھر حمص واپس آگئے اور ابن اثال پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور کہا میں نے اس سے تجھے بے نیاز کر دیا ہے لیکن ابن جرموز نے کیا کیا ہے؟ تو ایک قول کے مطابق عروہ اور محمد بن مسلمہ نے سکوت اختیار کر لیا اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے۔

Marfat.com

حضرت ہرم بن حیان العبدی:

آپ حضرت عمر بن الخطابؓ کے ایک گورنر تھے اور آپ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور آپ عالم اور دانشمند لوگوں میں سے تھے' کہتے ہیں کہ جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو ایک بدلی آئی اور اس نے صرف آپ کی قبر کو سیراب کیا اور اسی وقت اس پر گھاس اُگ آئی۔ واللہ اعلم

۴۷ھ

اس سال مسلمانوں نے موسم سرما بلا دروم میں گزارا' اور اس میں حضرت معاویہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو دیار مصر سے معزول کر کے حضرت معاویہؓ بن خدیج کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور حضرت عتبہؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض کا قول ہے کہ ان کے بھائی حضرت عنبسہ بن ابی سفیانؓ نے حج کروایا۔ واللہ اعلم

اس سال حضرت قیس بن المنقری نے وفات پائی آپ جاہلیت اور اسلام میں لوگوں کے سردار تھے اور آپ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے جاہلیت اور اسلام میں شراب کو حرام قرار دیا تھا اور اس کا واقعہ یوں ہے کہ آپ ایک روز نشے میں تھے کہ آپ نے اپنی ایک محرم سے چھیڑ خانی کی تو وہ بھاگ گئی اور جب صبح ہوئی تو آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کے متعلق کہا۔

''میں نے شراب کو نقصان دہ پایا ہے اور اس میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو شریف آدمی کو رسوا کر دیتی ہیں خدا کی قسم میں اسے زندگی بھر نہیں پیوں گا اور نہ کبھی بیمار کا اس سے علاج کروں گا''۔

آپ نے بنی تمیم کے وفد کے ساتھ اسلام قبول کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دیہاتی لوگوں کے سردار ہیں: آپ شریف' قابل تعریف اور سخی انسان تھے آپ ہی کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

''قیس کی موت' ایک شخص کی موت نہیں بلکہ آپ قوم کی بنیاد تھے جو منہدم ہو گئی ہے''۔

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو عمرو بن العلاء اور ابو سفیان بن العلاء کو بیان کرتے سنا کہ احنف بن قیس سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے حلم کس سے سیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' قیس بن عاصم المنقری سے' اور ہم فیصلے کے لیے ان کے پاس جاتے تھے۔ جیسے فقہاء کے پاس جایا جاتا ہے' ایک روز ہم ان کے پاس موجود تھے اور وہ اپنے صحن میں اپنی چادر کی گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جماعت ان کے پاس آئی جس میں ایک مقتول اور ایک ایسا آدمی تھا جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں انہوں نے کہا یہ آپ کا بیٹا ہے جسے آپ کے بھتیجے نے قتل کر دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم انہوں نے اپنی چادر نہیں کھولی حتیٰ کہ اس بات سے فارغ ہو گئے پھر اپنے ایک بیٹے کے پاس مسجد میں گئے اور فرمایا اپنے عم زاد کو چھوڑ دے اور اپنے بھائی کو دفن کر اور اس کی ماں کے پاس ایک سو اونٹ لے جا بلاشبہ وہ پردیسن ہے' کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کے بیٹے آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ اور وہ ۳۲ مرد تھے۔ آپ نے انہیں کہا اے بیٹو! اپنے میں سے سب سے بڑے کو اپنا سردار بنا لو اور اپنے باپ سے آگے نکل جاؤ اور اپنے میں سے سب سے چھوٹے کو سردار نہ بناؤ' تمہارے ہمسر تمہیں حقیر نہیں سمجھیں گے' مال اور اس کے کمانے

Marfat.com

خیال رکھنا' بلاشبہ وہ بہترین چیز ہے جسے شریف آدمی دیتا ہے اور اس کے ذریعے کمینے آدمی سے مستغنی ہو جاتا ہے لوگوں سے سوال کرنے سے بچو' بلاشبہ یہ آدمی کی رذیل ترین کمائی ہے اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ پر بھی نوحہ نہیں کیا گیا اور مجھے وہاں دفن نہ کرنا جہاں بکر بن وائل کو پتہ چل جائے بلاشبہ میں جاہلیت میں ان سے دشمنی کرتا رہا ہوں اور آپ ہی کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے۔

''قیس بن عاصم تجھ پر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو اور وہ جب تک چاہے ترحم کرے یہ اس شخص کا سلام ہے جس پر تو نے احسان کیا ہے اور جب اس کی مثل کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ منہ بھر دیتی ہے اور قیس کی موت ایک شخص کی موت نہیں بلکہ وہ قوم کی بنیاد تھا جو گر گئی ہے''۔

۴۸ھ

اس سال ابوعبدالرحمٰن القینی نے مسلمانوں کے ساتھ بلاد انطاکیہ میں موسم گزارا اور اسی میں عقبہ بن عامر نے اہل مصر سے سمندر میں جنگ کی اور اسی میں مدینہ کے نائب مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا۔

۴۹ھ

اس سال یزید بن معاویہ نے بلاد روم کے ساتھ جنگ کی حتیٰ کہ سادات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس' حضرت ابن زبیر اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے' قسطنطنیہ پہنچ گیا اور صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیصر کے شہر سے جنگ کرنے والی پہلی فوج مغفور ہے۔ اور یہ پہلی فوج ہے جس نے قیصر کے شہر سے جنگ کی ہے اور بڑی مشقت کے ساتھ وہاں پہنچے اور اسی میں حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاریؓ نے وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ اس غزوہ میں فوت نہیں ہوئے بلکہ اس کے بعد ۵۱ھ یا ۵۲ھ یا ۵۳ھ کے غزوہ میں فوت ہوئے ہیں جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے مروان کو مدینہ سے معزول کر کے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور حضرت سعید نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا اور اسی میں مالک بن ہبیرہ فزاری نے رومیوں کے علاقے میں موسم سرما گزارا اور اسی میں فضالہ بن عبید کا غزوہ ہوا اور وہیں اس نے موسم سرما گزارا اور شہر کو فتح کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی اور اسی میں عبداللہ بن کرز کی گرمائی جنگ ہوئی اور اسی میں کوفہ میں طاعون پڑی اور حضرت مغیرہؓ اس سے بھاگ کر نکلے اور جب طاعون ختم ہوگئی تو واپس کوفہ آ گئے اور طاعون سے فوت ہوگئے اور صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور حضرت معاویہؓ نے کوفہ اور بصرہ کو زیاد کے ماتحت کر دیا اور زیاد پہلا شخص ہے جس کی ماتحتی میں یہ دونوں شہر اکٹھے ہوئے اور وہ دونوں میں چھ چھ ماہ قیام کرتا اور وہ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کو کوفہ پر نائب مقرر کرتا اور اس سال حضرت سعید بن العاصؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما:

حضرت ابو محمد القرشی الہاشمی' نواسہ رسول اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بیٹا اور گلدستہ اور سب مخلوق سے بڑھ کر آپ کے چہرے سے مشابہت رکھنے والا' جو حضرت حسنؓ ۱۵/ رمضان ۳ھ کو پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لعاب دہن سے آپ کو گھٹی دی اور آپ کا نام حسنؓ رکھا اور آپ اپنے والدین کے سب سے بڑے بیٹے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے شدید محبت رکھتے تھے حتیٰ کہ چھوٹی عمر میں آپ ان کے ہونٹوں کو بوسہ دیتے اور بسا اوقات ان کی زبان کو چوستے اور گلے لگا لیتے اور خوش طبعی کرتے اور بسا اوقات آپ آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سجدہ ریز ہوتے تو آپ حضورؐ کی پشت پر چڑھ جاتے اور آپ کو اسی حالت میں رکھتے اور آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وجہ سے سجدے کو طویل کر دیتے اور بسا اوقات آپ حضورؐ کے ساتھ منبر پر چڑھ جاتے اور حدیث میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو لڑکھڑاتے دیکھا تو آپ ان دونوں کے پاس گئے اور ان کو گود میں لے لیا اور اپنے ساتھ منبر پر لے آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ (تمہارے اموال اور اولاد فتنہ ہیں) میں نے ان دونوں کو چلتے اور لڑکھڑاتے دیکھا تو اپنے پر قابو نہ رکھ سکا اور ان کے پاس اتر گیا پھر فرمایا بلاشبہ تم اللہ کی رحمت ہو اور تمہاری تعظیم کی جاتی ہے اور تم سے محبت کی جاتی ہے' اور صحیح بخاری میں عن عاصم بن عمر بن سعید بن ابی حسین عن ابن ابی ملیکہ عن عقبہ بن الحارث لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند راتوں بعد انہیں عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ اور حضرت علیؓ چلتے چلتے باہر نکل گئے تو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو آپ کو اپنی گردن پر اٹھا لیا اور فرمانے لگے' ارے میرے باپ کی قسم جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے اور حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے اور سفیان ثوری اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابی خالد نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوحجیفہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے مشابہ تھے اور بخاری اور مسلم نے اسے اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث سے روایت کیا ہے' وکیع نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کے سوا اسماعیل نے ابوحجیفہ سے اور کوئی حدیث نہیں سنی۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا کہ زمعہ نے بحوالہ ابن ابی ملیکہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہ' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے لیے چٹکی بجاتیں اور فرماتیں' ارے میرے باپ کی قسم جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے اور حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں' اور عبدالرزاق وغیرہ نے عن معمر عن زہری عن انسؓ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما چہرے کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے اور احمد نے اسے بحوالہ عبدالرزاق اسی طرح روایت کیا ہے اور امام احمد

Marfat.com

نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن ابی اسحٰق عن ہانی عن علی ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسنؓ سینے سے سر تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور حضرت حسینؓ اس سے نچلے حصے میں آپ سے مشابہت رکھتے تھے اور ترمذی نے اسے اسرائیل کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اسے حسن غریب قرار دیا ہے اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ قیس نے عن ابی اسحٰق عن ہانی بن ہانی عن علیؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسنؓ سب لوگوں سے بڑھ کر چہرے سے ناف تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور حضرت حسینؓ اس سے نچلے حصے میں سب لوگوں سے بڑھ کر آپ سے مشابہ تھے' اور انہوں نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما حضرت نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ حازم بن الفضیل نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوتمیمہ کو ابوعثمان النہدی کے حوالے سے بیان کرتے سنا اسے ابوعثمان نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ران پر بٹھا لیتے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی دوسری ران پر بٹھا لیتے پھر ہمیں اپنے ساتھ لگا لیتے پھر فرماتے۔ اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما بلاشبہ میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے النہدی سے حازمؒ کے بھائی محمد بن الفضیل کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ نیز عن علی بن المدینی عن یحییٰ القطان عن سلیمان التیمی عن ابی تمیمہ عن ابی عثمان عن اسامہ بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح انہوں نے اسے بحوالہ موسیٰ بن اسماعیل اور مسدد نے عن معتمر عن ابیہ عن ابی عثمان عن اسامہؓ روایت کیا ہے اور انہوں نے ابوتمیمہ کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

اور ایک روایت میں ہے اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔ اور شعبہ نے عدی بن ثابت سے بحوالہ البراء بن عازبؓ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے کندھے پر تھے اور آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔ دونوں نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور علی بن الجعد نے اسے عن فضیل بن مرزوق عن عدی عن البراء روایت کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت رکھ۔ امام ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سفیان بن عیینہ نے عن عبید اللہ بن ابی یزید عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی ہریرہؓ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت رکھ۔ اور مسلم نے اسے بحوالہ احمد روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ ورقاء نے عن عبید اللہ بن ابی یزید عن نافع بن جبیر عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ایک بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ واپس آ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا پس آپ حضرت فاطمہؓ کے صحن میں آ گئے اور فرمایا اے غلام! اے غلام! اے غلام! مگر کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ پس آپ واپس آ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ صحن کی طرف واپس آ گیا اور آپ بیٹھ گئے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آ گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے خیال کیا کہ آپ کی والدہ نے آپ کو روکا ہوا ہے کہ آپ ان کے

Marfat.com

گلے میں لونگوں کا ہار ڈالیں اور جب وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنے ساتھ لگا لیا اور آپ اور رسول اللہ ﷺ ایک دوسرے سے لپٹ گئے پھر آپ نے فرمایا: میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت رکھتا ہوں یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔ اور دونوں نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے بحوالہ عبداللہ روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حماد الخیاط نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن سعد نے نعیم بن عبداللہ المجمر سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاتھ پر سہارا لگائے بنی قینقاع کے بازار کی طرف گئے اور اس میں چکر لگایا پھر واپس آ کر مسجد میں گوٹھ مار کر بیٹھ گئے اور فرمایا غلام کہاں ہے غلام کو میرے پاس بلا لاؤ، تو حضرت حسنؓ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی گوٹھ میں چھلانگ مار دی اور آپ نے اپنا منہ ان کے منہ میں داخل کر دیا اور فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھتا ہے اس سے بھی محبت رکھ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جب بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں، یا میں رو پڑا۔ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور ثوری نے اسے عن نعیم عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے اور اسی کی مانند حدیث بیان کی ہے اور معاویہ بن ابی بردہ نے اسے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ بھی ہے اور ابواسحاق نے الحارث سے بحوالہ حضرت علیؓ اسی طرح روایت کیا ہے اور عثمان بن ابی اللباب نے اسے ابن ابی ملیکہ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ بھی ہے اور ابواسحاق نے الحارث سے بحوالہ حضرت علیؓ، اسی قسم کی عبارت روایت کی ہے اور سفیان ثوری وغیرہ نے عن سالم بن ابی حفصہ عن ابی حازم عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ الحجاج یعنی ابن دینار نے عن جعفر بن ایاس عن عبدالرحمن بن مسعود عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے ایک اس کندھے پر اور دوسرا اس کندھے پر، آپ ایک دفعہ ایک کو بوسہ دیتے اور دوسری دفعہ دوسرے کو بوسہ دیتے، ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ان دونوں سے محبت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی، احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابوبکر بن عیاش نے عن عاصم عن زر عن عبداللہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آ گئے اور جب آپ سجدہ کرتے تو یہ دونوں آپ کی پشت پر کودنے لگے، لوگوں نے ان دونوں کو روکنا چاہا پس جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور نسائی نے اسے عبیداللہ بن موسیٰ کی حدیث سے علی بن صالح سے بحوالہ عاصم روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور ان کی ماں اور باپ پر چادر ڈالی اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاکی کو دور کر دے اور انہیں اچھی طرح پاک کر دے۔

Marfat.com

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ الاسدی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن جابر عن عبدالرحمٰن بن سابط عن جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جنتی نوجوانوں کے سردار کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے اور وکیع نے اسے عن الربیع بن سعد عن عبدالرحمٰن بن سابط عن جابر روایت کیا ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے' اس کے اسناد میں کوئی اعتراض نہیں اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور علی اور ابوسعید اور بریدہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' حسن اور حسین رضی اللہ عنہما 'نوجوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے' اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ داؤد بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے' سعد بن راشد نے بحوالہ لیلیٰ بن مرۃ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ایک دوسرے سے پہلے آ گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ اس کی گردن کے نیچے رکھا پھر اسے اپنی بغل کے ساتھ لگا لیا پھر دوسرا آیا تو آپ نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کی گردن پر رکھا پھر اسے اپنی بغل کے ساتھ لگا لیا اور اس کو چوما پھر اس کو چوما پھر فرمایا اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ' پھر فرمایا اے لوگو! بلاشبہ لڑکا بخل و بزدلی اور بے علمی کا باعث ہوتا ہے اور عبدالرزاق نے اسے عن معمر عن ابن ابی خیثم عن محمد بن الاسود بن خلف عن ابیہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور اسے بوسہ دیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بلاشبہ لڑکا بخل و بزدلی کا باعث ہوتا ہے اور ابن خزیمہ نے بیان کیا ہے کہ عبدۃ بن عبداللہ خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا اور ابویعلیٰ ابوخیثمہ نے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن واقد نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن بریدہ نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسین اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سرخ قمیص پہنے لڑکھڑاتے اور کھڑے ہوتے آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے جا کر ان دونوں کو پکڑ کر منبر پر اپنی گود میں بٹھا لیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے' میں نے ان دو بچوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا پھر آپ اپنا خطبہ دینے لگے' اور ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے حسین بن واقد کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے اور یہ کہ ہم اسے صرف اس حدیث سے ہی جانتے ہیں اور محمد الضمری نے اسے بحوالہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور یہ واقعہ صرف حضرت حسنؓ کے متعلق بیان کیا ہے اور عبداللہ بن شداد کی حدیث میں جو اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے' بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں شام کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی اور اس میں طویل سجدہ کیا اور جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے اس بارے میں آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا: میرے اس بیٹے یعنی حضرت حسنؓ نے مجھے سواری بنا لیا اور میں نے اس سے سبقت کرنا پسند نہ کیا حتیٰ کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر لے' اور ترمذی نے ابوالزبیر سے بحوالہ جابر بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے تھے اور ان دونوں کو لے کر چار پاؤں پر چل رہے تھے' میں نے کہا تم دونوں کو اٹھانے والی سواری کیا اچھی ہے' آپ نے فرمایا اور یہ دونوں سوار بھی کیا اچھے ہیں' یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابوہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعامر نے ہم سے بیان کیا کہ زمعہ بن صالح نے عن سلمہ بن دہرام عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہم

Marfat.com

سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے باہر نکلے تو ایک شخص نے ان سے کہا اے بچے! تو کیا اچھی سواری پر سوار ہوا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اور یہ سوار بھی کیا اچھا ہے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ تلید بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالحجاف نے ابوحازم سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی' حضرت حسن' حضرت حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا' تم جس سے جنگ کرو میں اس سے جنگ کروں گا اور جس سے تم صلح کرو میں اس سے صلح کروں گا' اور نسائی نے اسے ابونعیم کی حدیث سے اور ابن ماجہ نے وکیع کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے سفیان ثوریؒ سے بحوالہ ابوالحجاف داؤد بن ابی عوف روایت کی ہے وکیع نے ابوحازم سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں فرمایا' جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی' اور اسباط نے اسے عن السدی عن صبیح مولیٰ ام سلمہ عن زید بن ارقم روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور بقیہ نے عن بجیر بن سعید عن خالد ابن معدان عن المقدام بن معدیکرب بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ حسنؓ' مجھ سے ہیں اور حسینؓ' علیؓ سے ہیں' اس میں لفظاً اور معناً نکارت پائی جاتی ہے' اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ابی عدی نے' ابن عوف سے بحوالہ عمیر بن اسحق ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت حسن بن علیؓ کے ساتھ تھا' ہم حضرت ابوہریرہؓ سے ملے' تو انہوں نے فرمایا مجھے اپنی قمیص کی وہ جگہ چومنے کو دکھاؤ جہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو چومتے دیکھا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے آپ کی ناف پر بوسہ دیا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' پھر انہوں نے اسے اسماعیل بن علیہ سے بحوالہ ابن عوف روایت کیا ہے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہاشم بن القاسم نے عن جریر عن عبدالرحمٰن ابی عوف الجرشی عن معاویہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی زبان چوستے دیکھا یا آپ کے ہونٹ چوستے دیکھا یعنی حسن بن علیؓ کے اور یہ کہ ان ہونٹوں اور زبان کو جنہیں رسول اللہ ﷺ چوستے ہیں' ہرگز عذاب نہیں ہوگا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور صحیح میں ابوبکرۃ کے حوالے سے بھی لکھا ہے اور احمد نے بحوالہ جابر بن عبداللہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروائے۔ اور قبل ازیں یہ حدیث دلائل النبوۃ میں بیان ہو چکی ہے نیز حضرت حسنؓ کے حضرت معاویہؓ کے لیے خلافت سے دست بردار ہونے کے قریب بھی پہلے بیان ہو چکی ہے اور یہ واقعہ آپؐ کے اس قول کی تصدیق کے لیے ہوا ہے اور اسی طرح ہم نے اسے کتاب دلائل النبوۃ میں بھی بیان کیا ہے۔

اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کا اعزاز و اکرام کرتے تھے اور آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ پر فدا ہوتے تھے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا' واقدی نے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب وظیفہ خواروں کا رجسٹر بنایا تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لیے اہل بدر کے ساتھ پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیے اور اسی طرح حضرت عثمان بن عفان بھی حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا اکرام کرتے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے اور یوم الدار کو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تلوار لٹکائے ہوئے

Marfat.com

موجود تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کر رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے متعلق خدشہ ہوا تو آپ نے انہیں قسم دی کہ وہ ضرور حضرت علیؓ کے دل کو خوش کرنے کے لیے اپنے گھر کو واپس چلے جائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بہت اعزاز واکرام کرتے تھے اور ایک روز آپ نے ان سے فرمایا اے میرے بیٹے کیا آپ تقریر نہیں کریں گے کہ میں آپ کو سنوں؟ انہوں نے کہا' میں آپ کو دیکھتے ہوئے تقریر کرنے سے شرم محسوس کرتا ہوں' پس حضرت علیؓ چلے گئے اور وہاں جا بیٹھے جہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کو نہ دیکھ سکتے تھے پھر حضرت حسنؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور حضرت علیؓ سن رہے تھے' پس آپ نے فصیح و بلیغ تقریر کی اور جب آپ واپس آئے تو حضرت علیؓ کہنے لگے (بعض' بعض کی اولاد ہے اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے)

اور جب حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سوار ہوئے تو حضرت ابن عباسؓ ان کی رکاب پکڑ لیتے اور اسے وہ اپنے پر احسان سمجھتے اور جب یہ دونوں بیت اللہ کا طواف کرتے تو قریب تھا کہ لوگ ان پر ازدحام کرنے کی وجہ سے انہیں گرا دیں' اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے' عورتوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما جیسا بچہ نہیں جنا' اور دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ جب فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں پڑھتے تو آپ کے مصلی پر بیٹھ جاتے اور سورج کے بلند ہونے تک ذکر الٰہی کرتے اور لوگوں کے سردار آپ کے پاس گفتگو کرنے کے لیے بیٹھ جاتے پھر آپ اٹھ کر امہات المومنین کے پاس جاتے اور انہیں سلام کہتے اور بسا اوقات وہ آپ کو تحائف دیتیں پھر آپ اپنے گھر کو واپس آ جاتے۔

اور جب آپ اپنے تقویٰ کی وجہ سے مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لیے حضرت معاویہؓ کے لیے خلافت سے دست بردار ہو گئے تو حضرت معاویہؓ پر ہر سال آپ کو عطیہ دینا واجب تھا اور وہ آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور بسا اوقات آپ نے ان کو چار لاکھ درہم عطیہ دیا اور ہر سال آپ کو ایک لاکھ وظیفہ دیا' ایک سال آپ نہ جا سکے اور عطیے کا وقت آ گیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس کی ضرورت پڑی۔ اور آپ بڑے سخی تھے۔ تو آپ نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھنا چاہا کہ وہ عطیے کو ان کے پاس بھیج دیں اور جب آپ اس رات کو سوئے تو آپ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ سے فرمایا اے میرے بیٹے کیا تو مخلوق کی طرف اپنی ضرورت لکھتا ہے؟ اور آپ نے انہیں ایک دعا سکھائی جو آپ مانگا کرتے تھے' پس حضرت حسنؓ نے لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا اور آپ نے اس کا ذکر حضرت معاویہؓ سے کیا اور ان سے جستجو کی تو آپ نے فرمایا آپ کی طرف دو لاکھ دراہم بھیج دیئے جائیں شاید انہیں ضرورت ہو جس کی وجہ سے آپ نے ہمارے پاس آنا ترک کر دیا ہے اور بغیر سوال کے وہ دراہم آپ کے پاس لے جائے گئے صالح بن احمد نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت حسن بن علیؓ مدنی ثقہ ہیں اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے مورخین نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے آپ کا مال تین بار لیا اور آپ دو بار اپنے مال سے دست بردار ہوئے اور آپ نے ۲۵/ مرتبہ پیادہ پا حج کیا حالانکہ کوتل گھوڑے آپ کے آگے چلائے جاتے تھے اسے بیہقی نے عبیداللہ بن عمیر کے طریق سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور علی بن زید بن جدعان نے بیان کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ آپ نے پیادہ پا حج کیا اور کوتل گھوڑے آپ کے آگے اور آپ کے عمدہ گھوڑے آپ کے پہلو میں چلائے جاتے تھے اور عباس بن الفضل نے القاسم سے بحوالہ محمد بن علی بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے فرمایا کہ میں اپنے رب سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ میں

Marfat.com

اس سے ملوں اور میں اس کے گھر کی طرف پیدل نہ چلا ہوں' پس آپ بیس دفعہ پیادہ پا مدینہ سے آئے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے بعض خطبات میں سورہ ابراہیم پڑھتے تھے اور ہر شب کو سونے سے پہلے سورہ کہف پڑھتے تھے' آپ اسے ایک تختی سے پڑھتے تھے اور جہاں آپ بیویوں کے گھروں میں چکر لگاتے وہ تختی بھی آپ کے ساتھ ہوتی اور آپ اسے سونے سے قبل' بستر پر جانے کے بعد پڑھتے اور آپ کو سخاوت میں بڑا مقام حاصل تھا۔ محمد بن سیرین نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک ہی شخص کو ایک لاکھ درہم دے دیا اور سعید بن عبدالعزیز نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے اپنے پہلو میں ایک شخص کو اللہ سے دعا کرتے سنا کہ وہ اسے دس ہزار درہم کا مالک بنا دے' آپ اپنے گھر گئے اور دس ہزار درہم اسے بھجوا دیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے ایک سیاہ فام غلام دیکھا جو روٹی کا ایک لقمہ کھاتا اور ایک کتے کو بھی جو وہاں موجود تھا ایک لقمہ کھلاتا آپ نے اسے کہا' تجھے اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے کتے سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں کھاؤں اور اسے نہ کھلاؤں' حضرت حسنؓ نے اسے فرمایا میرے آنے تک اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو' پس آپ نے اس کے آقا کے پاس جا کر اسے خرید لیا اور جس باغ میں وہ موجود تھا۔ اسے بھی خرید لیا اور اسے آزاد کر کے وہ باغ اس کی ملکیت میں دے دیا غلام نے کہا اے میرے آقا' میں نے وہ باغ اسے دیا جس کی خاطر آپ نے مجھے وہ باغ دیا ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بہت نکاح کیے ہیں اور چار آزاد بیویاں ہر وقت آپ کے پاس موجود ہوتی تھیں اور آپ بہت طلاق دینے والے اور بہت مہر دینے والے تھے' کہتے ہیں کہ آپ نے ستر عورتوں سے شادی کی نیز انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دن میں دو بیویوں کو طلاق دی۔ ان میں سے ایک بنی اسد اور دوسری فزارۃ سے تھی اور آپ نے دونوں میں سے ہر ایک کو دس دس ہزار درہم اور شہد کا ایک ایک مشکیزہ بھجوایا اور آپ نے غلام سے فرمایا ان دونوں میں سے ہر ایک جو بات کہے اسے سننا' فزاریہ نے کہا' اللہ انہیں جزائے خیر دے اور اس نے آپ کے لیے دعا کی اور اسدیہ نے کہا' جدا ہونے والے محبوب کی جانب سے تھوڑا سامان ہے' غلام یہ بات سن کر آپ کے پاس آ گیا' پس آپ نے اسدیہ سے رجوع کر لیا اور فزاریہ کو چھوڑ دیا' اور حضرت علیؓ اہل کوفہ سے فرمایا کرتے تھے اسے نکاح کر کے نہ دو یہ بہت طلاق دینے والا ہے' اور وہ کہتے یا امیر المومنین اگر وہ ہر روز ہمیں نکاح کا پیغام دے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی جستجو میں جس قدر وہ چاہے اس سے نکاح کرا دیں گے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنی بیوی خولہ بنت منظور الفزاری اور بعض کا قول ہے کہ ہند بنت سہیل کے پاس سوئے ہوئے تھے تو عورت نے اپنی اوڑھنی کے ساتھ آپ کی ٹانگ اپنی پازیب تک باندھ دی اور جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اس سے پوچھا یہ کیا؟ اس نے کہا مجھے خدشہ ہوا کہ آپ نیند کی غنودگی میں اٹھیں گے تو گر پڑیں گے اور میں عربوں کے نزدیک منحوس اور رذیل ہو جاؤں گی تو آپ اس کی بات سے خوش ہوئے اور اس کے بعد آپ مسلسل سات روز اس کے پاس رہے۔

حضرت ابوجعفر الباقر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت حسین بن علیؓ کے پاس آیا اور آپ سے ایک کام کے سلسلے میں مدد مانگی تو اس نے آپ کو معتکف پایا' آپ نے اس سے معذرت کی تو وہ حضرت حسنؓ کے پاس چلا گیا اور آپ سے مدد مانگی تو آپ نے اس کی ضرورت پوری کر دی اور فرمایا' اپنے بھائی کی ضرورت کو خدا کی رضامندی کی خاطر پورا کرنا مجھے ایک ماہ کے اعتکاف سے

Marfat.com

زیادہ محبوب ہے اور ہیثم نے منصور سے بحوالہ ابن سیرینؒ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کسی کو اپنے کھانے کی طرف دعوت نہ دیتے تھے اور فرماتے تھے وہ اس بات سے بہت کمتر ہے کہ کسی کو اس کی طرف بلایا جائے اور ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اے اہل کوفہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نکاح کر کے نہ دو وہ بہت طلاق دینے والا ہے تو ہمدان کے ایک شخص نے کہا خدا کی قسم ہم ضرور اسے نکاح کر کے دیں گے وہ جس کو پسند کرے اسے رکھے اور جسے ناپسند کرے اسے طلاق دے دے۔

اور ابوبکر الخرائطی نے کتاب مکارم الاخلاق میں بیان کیا ہے کہ ابن المنذر یعنی ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہشام سے بحوالہ محمد بن سیرین ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کی طرف ایک سو لونڈی بھیجی اور ہر لونڈی کے ساتھ ایک ہزار درہم بھیجے۔ اور عبدالرزاق نے عن الثوری عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ عن ابیہ عن الحسن بن سعد عن ابیہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے دو عورتوں کو بیس ہزار درہم اور ایک مشکیزہ شہد دیا۔ ان دونوں میں سے ایک کہنے لگی۔ میرا خیال ہے وہ الحنفیہ تھی۔ جدا ہونے والے محبوب کی جانب سے تھوڑا متاع ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ علی بن عمر نے اپنے باپ سے بحوالہ علی بن الحسین مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ عورتوں کو بہت طلاق دیتے تھے اور جو عورت آپ سے محبت کرتی تھی اس سے علیحدگی اختیار کر لیتے تھے اور جویریہ بن اسماء نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسنؓ فوت ہوئے تو مروان آپ کے جنازہ میں رو پڑا' حضرت حسینؓ نے اسے کہا' کیا تو ان پر روتا ہے حالانکہ تو نے ان سے گھونٹ پیا ہے جو پیا ہے؟ اس نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا میں ان سے یہ سلوک کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم تھا' اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم اسدی نے ابن عون سے بحوالہ محمد بن اسحٰق ہمیں بتایا کہ جب کسی بات کرنے والے نے مجھ سے بات کی تو میں نے چاہا کہ وہ حضرت حسن بن علیؓ کے بارے میں خاموش نہ ہو' میں نے صرف ایک دفعہ آپ سے فحش بات سنی' آپ کے اور عمرو بن عثمان کے درمیان کوئی خصومت تھی' آپ نے فرمایا ہمارے پاس صرف اسے ذلیل کرنے والی بات ہے' پس یہ شدید تر فحش بات ہے جو میں نے آپ سے سنی' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ الفضل بن دکین نے ہمیں بتایا کہ مساور الجصاص نے بحوالہ رزین بن سوار ہمیں بتایا کہ حضرت حسنؓ اور مروان کے درمیان خصومت پائی جاتی تھی اور مروان حضرت حسنؓ سے سخت کلامی کرنے لگا اور حضرت حسنؓ خاموش رہے۔ مروان نے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنٹ صاف کی تو حضرت حسنؓ نے اسے کہا تو ہلاک ہو گیا تجھے معلوم نہیں کہ دایاں ہاتھ چہرے کے لیے اور بایاں ہاتھ شرمگاہ کے لیے ہے؟ پس مروان خاموش ہو گیا۔

اور ابو العباس محمد بن یزید المبرد نے بیان کیا کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ فقر مجھے تونگری سے زیادہ محبوب ہے اور بیماری مجھے صحت سے زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابوذرؓ پر رحم فرمائے میں کہتا ہوں جو شخص اس نیکی پر بھروسہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پسند کی ہے وہ اس حالت کے سوا جو اللہ نے اس کے لیے پسند کی ہے اور کسی حالت کی تمنا نہ کرے اور یہ اس رضا پر مطلع ہونا ہے جسے قضا جانتی ہے اور ابوبکر محمد بن کیسان الاصم نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا' میں آپ لوگوں کو اپنے ایک بھائی کے متعلق اطلاع دیتا ہوں جس کی میری نگاہ میں بڑی قدر تھی اور وہ عظیم بات جس نے اسے میری نگاہ میں عظمت دی اس کی نگاہ میں دنیا کا ہیچ ہونا تھا وہ اپنے پیٹ کی حکومت کا

Marfat.com

باغی تھا اور جو چیز نہ پاتا اس کی خواہش نہ کرتا اور جب پاتا تو زیادہ کی خواہش نہ کرتا اور وہ اپنی شرمگاہ کی حکومت کا بھی باغی تھا اور اس کی عقل اور رائے اسے اس سے نہ ہٹاتی اور وہ اپنی جہالت کی حکومت کا بھی باغی تھا اور وہ زیادہ بخش یقین پر ہاتھ پھیلاتا اور نیکی کے لیے ہی پاؤں اٹھاتا اور نہ ناراض ہوتا اور نہ زچ ہوتا اور جب وہ علماء سے مل بیٹھتا تو وہ بولنے سے زیادہ سننے کا مشتاق ہوتا اور جب وہ بولنے سے مغلوب ہو جاتا تو خاموشی سے مغلوب نہ ہوتا اور وہ عمر کا زیادہ حصہ روزہ دار رہا اور جب وہ بات کرتا تو بولنے والوں کی مذمت کرتا اور کسی دعویٰ میں حصہ دار نہ بنتا اور نہ کسی جھگڑے میں شامل ہوتا اور نہ کوئی حجت پیش کرتا حتیٰ کہ وہ قاضی کو وہ بات کہتے دیکھتا جو وہ نہ کرتا اور وہ کرتے دیکھتا جو وہ نہ کہتا اور وہ اپنے بھائیوں سے غافل نہ رہتا اور ان کو چھوڑ کر اپنے لیے کسی چیز کو مخصوص نہ کرتا اور وہ کسی شخص کی ایسے کام میں عزت نہ کرتا جس کی مثل میں عذر پیش ہو سکتا اور جب دو کام اسے پیش آتے اور اسے پتہ نہ چلتا کہ ان دونوں میں سے حق کے زیادہ قریب کون سا ہے تو وہ ان دونوں کے بارے میں غور وفکر کرتا کہ ان میں سے اس کی خواہش کے زیادہ قریب کون سا ہے تو وہ اس کی مخالفت کرتا' اسے ابن عساکر اور خطیب نے روایت کیا۔

اور ابو الفرج المعانی بن زکریا الحریری نے بیان کیا ہے کہ بدر بن الہیثم الحضرمی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن المنذر الطریفی نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن سعید الداری نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ ابو رجا تستری نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ بن الحجاج واسطی نے اسحاق ہمدانی سے بحوالہ الحارث الاعور ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ سے جوانمردانہ صفات کے متعلق دریافت کیا کہ اے میرے بیٹے راستی کیا ہے؟ انہوں نے کہا اے میرے باپ راستی بری بات کو اچھی بات سے دور کرنے کو کہتے ہیں آپ نے پوچھا شرف کیا ہے؟ انہوں نے کہا' خاندان سے نیکی کرنا اور گناہ کا بار اٹھانا' آپ نے پوچھا' جوانمردی کیا ہے؟ انہوں نے کہا خاندان سے نیکی کرنا اور گناہ کا بار اٹھانا' آپ نے پوچھا' جوانمردی کیا ہے؟ انہوں نے کہا پاکدامن ہونا اور آدمی کا جو کچھ ہے اس کی اصلاح کرنا' آپ نے پوچھا' کمینگی کیا ہے؟ انہوں نے کہا معمولی بات کے متعلق سوچنا اور حقیر چیز کو روکنا' آپ نے پوچھا ملامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا انسان کا اپنے آپ سے بچنا اور اپنی دلہن کو قربان کرنا' آپ نے پوچھا' سخاوت کیا ہے؟ انہوں نے کہا تنگی و آسائش میں خرچ کرنا' آپ نے پوچھا' بخل کیا ہے؟ انہوں نے کہا' جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اسے فضول سمجھنا اور جو تو خرچ کر چکا ہے اسے ضائع سمجھنا آپ نے پوچھا' اخوت کیا ہے؟ انہوں نے کہا سختی اور آسائش میں وفا کرنا' آپ نے پوچھا بزدلی کیا ہے؟ انہوں نے کہا دوست پر جرأت کرنا اور دشمن سے پیچھے ہٹنا' آپ نے پوچھا' غنیمت کیا ہے؟ انہوں نے کہا' تقویٰ میں رغبت کرنا اور دنیا سے بے رغبتی کرنا' آپ نے پوچھا حلم کیا ہے؟ انہوں نے کہا غصے کو پینا اور نفس پر قابو رکھنا' آپ نے پوچھا تونگری کیا ہے؟ انہوں نے کہا نفس کا اس چیز پر راضی ہونا جو اللہ نے اسے دی ہے خواہ وہ تھوڑی ہو' تونگری صرف دل کا غنی ہونا ہے آپ نے پوچھا' فقر کیا ہے؟ انہوں نے کہا نفس کا ہر چیز میں دلچسپی لینا آپ نے پوچھا' قوت کیا ہے؟ انہوں نے کہا شدید جنگ اور مضبوط ترین آدمی سے جنگ کرنا' آپ نے پوچھا ذلت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' سچائی کے وقت گھبرا جانا' آپ نے پوچھا جرأت کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمسروں کا ملنا' آپ نے پوچھا کلفت کیا ہے؟ انہوں نے کہا بے مطلب بات کرنا' آپ نے پوچھا بزرگی کیا ہے؟ انہوں نے کہا تاوان ادا کرنا اور جرم کو معاف کرنا' آپ نے پوچھا عقل کیا ہے؟ انہوں نے کہا' ہر وہ چیز جس کی تجھ سے

Marfat.com

رکھوالی مطلوب ہے اس سے دل کو محفوظ رکھنا' آپ نے پوچھا' حماقت کیا ہے؟ اپنے امام سے تیرا دشمنی کرنا اور اس سے اونچی بات کرنا' آپ نے پوچھا' ثناء کیا ہے؟ انہوں نے کہا اچھائی کو کرنا اور برائی کو چھوڑنا' آپ نے پوچھا دانائی کیا ہے؟ انہوں نے کہا طویل بردباری کرنا اور حکمرانوں کے ساتھ نرمی کرنا' لوگوں کی بدظنی سے بچنا' یہی دانائی ہے' آپ نے پوچھا شرف کیا ہے؟ انہوں نے کہا بھائیوں کا اتفاق اور پڑوسیوں کی حفاظت' آپ نے پوچھا بے وقوفی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کمینوں کی پیروی کرنا اور گمراہوں کی مصاحبت کرنا' آپ نے پوچھا غفلت کیا ہے؟ انہوں نے کہا تیرا مسجد کو ترک کرنا اور فسادی کی اطاعت کرنا' آپ نے پوچھا محرومی کیا ہے؟ انہوں نے کہا تیرا اپنے حصے کو چھوڑ دینا جب کہ اسے تجھ پر پیش کیا گیا۔ آپ نے پوچھا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا مال کے بارے میں احمق اور اپنی عزت کو حقیر سمجھنے والا جسے گالی دی جائے تو وہ خاندان کے حکم سے باز نہ آنے والے کو جواب نہ دے وہ سردار ہے۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علیؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے' جہالت سے سخت تر فقر کوئی نہیں اور عقل سے بہتر کوئی مال نہیں اور تکبر سے زیادہ وحشت ناک تنہائی کوئی نہیں اور مشاورت سے بڑھ کر کوئی قابل اعتماد مدد نہیں اور تدبیر کی طرح کوئی عقل نہیں اور حسن اخلاق کا سا کوئی حسب نہیں اور رکنے جیسا کوئی تقویٰ نہیں اور تفکر جیسی کوئی عبادت نہیں اور حیا جیسا کوئی ایمان نہیں اور ایمان کی چوٹی صبر ہے اور بات کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت نسیان ہے اور حلم کی آفت بداخلاقی ہے اور عبادت کی آفت' سستی ہے اور شرافت کی آفت ڈینگ مارنا ہے اور شجاعت کی آفت نافرمانی ہے اور سخاوت کی آفت احسان جتانا ہے اور خوبصورتی کی آفت تکبر ہے اور محبت کی آفت فخر ہے۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے جس شخص کو تو ہمیشہ دیکھتا ہے اسے حقیر نہ سمجھ اگر وہ تجھ سے بڑا ہے تو اسے اپنا باپ سمجھ اور اگر وہ تیرے جیسا ہے تو وہ تیرا بھائی ہے اور اگر وہ تجھ سے چھوٹا ہے تو اسے اپنا بیٹا خیال کر یہ وہ باتیں ہیں جو حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے سے جوانمردی کے متعلق دریافت کیں۔

قاضی ابوالفرج نے بیان کیا ہے کہ اس خبر میں حکمت اور فائدہ ہے جس سے اس کا یاد کرنے والا اور اس کی رعایت کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اس پر عمل کر کے اپنے نفس کو مہذب بنا سکتا ہے اور اس کی واقفیت حاصل کرنے سے بہت فائدہ ہو سکتا ہے اور جو کچھ امیر المومنین نے روایت کیا ہے اور اس سے بڑھ کر آپ نے جو حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اس سے کسی دانش مند عالم کو یاد کیے بغیر چارا نہیں اور خوش بخت وہ ہے جو اس کے سیکھنے سے ہدایت پائے اور اس پر عمل کرے میں کہتا ہوں اس اثر کا اسناد اور جو اس میں مرفوع حدیث ہے وہ ضعیف ہے اور اس قسم کے الفاظ کی عبارت میں نکارت پائی جاتی ہے اور یہ حدیث محفوظ نہیں۔

اور اصمعی' العتبی اور المدائنی وغیرہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے اس قسم کی باتیں دریافت کیں تو آپ نے انہیں اس قسم کا جواب دیا لیکن یہ عبارت پہلی عبارت سے بہت طویل ہے۔ واللہ اعلم

اور علی بن العباس طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علیؓ کی انگوٹھی پر کندہ تھی۔

"تو جس قدر تقویٰ اختیار کر سکتا ہے اسے اپنے نفس کے لیے آگے بھیج' اے جوان موت بلاشک وریب تیرے پاس

Marfat.com

آنے والی ہے تو خوش ہو گیا ہے گویا تو قبرستان اور بوسیدگی میں اپنے دلی احباب کو نہیں دیکھتا''۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ مطلب بن زیاد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں سے فرمایا جان لو آج تم قوم کے چھوٹے بچے ہو اور کل تم بڑے ہو جاؤ گے' پس جو تم میں سے یاد نہ رکھ سکے وہ لکھ لے۔ بیہقی نے اسے عن الحاکم عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ روایت کیا ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ حسن بن موسیٰ اور احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحٰق نے بحوالہ عمرو الاصم ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسن بن علیؓ سے پوچھا ان شیعوں کا خیال ہے کہ حضرت علیؓ قیامت سے قبل مبعوث ہوں گے آپ نے فرمایا قسم بخدا انہوں نے جھوٹ بولا ہے' یہ شیعہ نہیں ہیں اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ مبعوث ہونے والے ہیں تو ہم ان کی بیویوں کا نکاح نہ کرواتے اور نہ باہم ان کا مال تقسیم کرتے اور عبیداللہ بن احمد نے بیان کیا ہے کہ ابوعلی سوید الطحان نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوریحانہ نے حضرت سفینہؓ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس سال ہو گی ایک شخص نے جو مجلس میں حاضر تھا' کہا' ان تیس میں سے چھ ماہ حضرت معاویہؓ کی خلافت میں شامل ہو چکے ہیں' اس نے کہا تو ان مہینوں کو یہاں سے شمار کر جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تھی چالیس ہزار یا بیالیس ہزار نے آپ کی بیعت کی تھی اور صالح بن احمد نے بیان کیا ہے میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نوے ہزار لوگوں نے بیعت کی اور آپ نے خلافت کو چھوڑ کر حضرت معاویہ نے مصالحت کر لی اور آپ کے زمانے میں ایک قطرہ خون بھی نہ گرا۔ اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو اہل کوفہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور آپ کی اطاعت کی اور ان کے باپ سے بھی بڑھ کر ان سے شدید محبت کی اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن معروف نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ضمرۃ نے بحوالہ ابن شوذب ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو حضرت حسنؓ نے اہل عراق کے ساتھ اور حضرت معاویہؓ نے اہل شام کے ساتھ باہم مڈبھیڑ کی تو حضرت حسنؓ نے جنگ کو ناپسند کیا اور حضرت معاویہؓ کی اس شرط پر بیعت کر لی کہ وہ اپنے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جانشین مقرر کریں گے' راوی بیان کرتا ہے حضرت حسنؓ کے اصحاب کہنے لگے: اے مومنین کی عار' راوی بیان کرتا ہے' آپ انہیں کہنے لگے: عار' نار سے بہتر ہے اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عباس بن ہشام نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو لوگوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور آپ سات ماہ گیارہ دن خلیفہ رہے اور عباسؒ کے سوا' دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور اہل شام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد ایلیاء میں حضرت معاویہؓ کی بیعت کر لی اور آپ کی بیعت عامہ ۴۰ھ کے آخر میں جمعہ کے روز بیت المقدس میں ہوئی۔ پھر حضرت حسنؓ نے ۴۱ھ کے آخر میں کوفہ کے نواح میں مسکن مقام پر حضرت معاویہؓ سے ملاقات کی اور دونوں نے صلح کر لی اور حضرت حسن نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی' اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ ان دونوں کی صلح اور حضرت معاویہؓ کی کوفہ میں آمد ربیع الاول ۴۱ھ میں ہوئی اور ہم نے قبل ازیں اس بارے میں مفصل گفتگو کی ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

Marfat.com

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت حسن نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ جو کچھ کوفہ کے بیت المال میں ہے وہ اسے لیں گے حضرت معاویہؓ نے آپ کی اس شرط کو پورا کر دیا' اور اس بیت المال میں پانچ کروڑ اور بعض کہتے ہیں کہ سات کروڑ درہم تھے اور یہ کہ وہ خراج بھی لیں گے اور بعض کا قول ہے کہ دارابجرد کا ہر سال کا خراج ان کا ہوگا پس اس جہت کے لوگوں نے آپ کو خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا' پس اس کے عوض حضرت معاویہؓ نے ہر سال آپ کو چھ کروڑ درہم دیئے' اور آپ ہر سال انہیں مسلسل اپنے مال کے ساتھ عطیات' تحائف اور ہدایا کی آمد پر وصول کرتے رہے یہاں تک کہ اس سال میں آپ کی وفات ہوگئی' اور محمد بن سعد نے عن ہودۃ بن خلیفہ عن عوف عن محمد بن سیرین بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہ کوفہ آئے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے آپ کی بیعت کی تو حضرت معاویہ کے اصحاب نے حضرت معاویہؓ سے کہا' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو تقریر کرنے کا حکم دیں اور بلاشبہ وہ نوعمر اور بات کرنے سے عاجز ہیں' شاید وہ پس وپیش کریں اور لوگوں کے دل میں ان کی قدر کم ہو جائے' حضرت معاویہؓ نے آپ کو حکم دیا تو آپ نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اور اپنی تقریر میں فرمایا اے لوگو! اگر تم جابلق اور جابرس کے درمیان میرے اور میرے بھائی کے سوا کسی شخص کی اتباع کرتے جس کا نانا نبی ہوتا تو تم اسے نہ پاتے۔ ہم نے حضرت معاویہ کی بیعت کر لی ہے اور ہم نے سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں کے خون کو محفوظ کرنا اس کے بہانے سے بہتر ہے اور قسم بخدا مجھے معلوم نہیں شاید یہ تمہارے لیے فتنہ اور ایک وقت تک فائدہ اٹھانے کی چیز ہو۔ اور آپ نے حضرت معاویہ کی طرف اشارہ کیا۔ پس حضرت معاویہ کو اس بات سے غصہ آ گیا اور آپ نے فرمایا' آپ کی اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا میری اس سے وہی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے پس حضرت معاویہؓ نے منبر پر چڑھ کر آپ کے بعد تقریر کی' اسے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت معاویہؓ اپنے اصحاب پر ناراض ہوئے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابوداؤد طیالسی نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ یزید ہم سے بیان کیا کہ میں نے جبیر بن نفیر الحضرمی کو اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا' لوگوں کا خیال ہے کہ آپ خلافت کے خواہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا عربوں کی کھوپڑیاں میرے ہاتھ میں نہیں' جس سے میں صلح کرتا وہ اس سے صلح کرتے اور جس سے میں جنگ کرتا وہ اس سے جنگ کرتے میں نے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر خلافت کو چھوڑ دیا ہے' پھر دوبارہ اہل حجاز کی طرف سے اسے شرف دیا گیا۔ اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ علی بن محمد نے ابراہیم بن محمد سے بحوالہ زید بن اسلم ہمیں بتایا کہ ایک شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آیا آپ اس وقت مدینہ میں تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' ابن معاویہ مجھے اس سے ڈراتا اور دھمکاتا ہے اس نے کہا' آپ اس سے انصاف پر قائم ہیں آپ نے فرمایا ہاں' لیکن میں اس بات سے ڈر گیا کہ قیامت کے روز ستر ہزار یا اسی ہزار یا اس سے کم وبیش لوگ آئیں گے جن کی رگہائے گردن سے خون بہتا ہوگا اور وہ سب کے سب اللہ سے اپنے خون کے بہنے کے بارے میں مدد مانگیں گے۔

اور اصمعی نے سلام بن مسکین سے بحوالہ عمران بن عبداللہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے خواب میں دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان قل ھو اللہ احد لکھا ہوا ہے۔ آپ اس سے بہت خوش ہوئے' حضرت سعید بن المسیب کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر آپ نے یہ خواب دیکھا ہے تو آپ کی مدت تھوڑی باقی رہ گئی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسن بن

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہما اس کے بعد کچھ دن ہی زندہ رہے حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن صالح العتکی اور محمد بن عثمان العجلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ابن عون سے بحوالہ عمیر بن اسحٰق ہم سے بیان کیا کہ میں اور قریش کا ایک اور شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو آپ اٹھ کر نکلنے کی جگہ داخل ہوگئے پھر باہر آئے اور فرمایا میرے جگر کا ایک ٹکڑا گر پڑا ہے اور میں اسے اس لکڑی کے ساتھ الٹ پلٹ رہا ہوں مجھے کئی بار زہر پلایا گیا ہے مگر مجھے کسی دفعہ اس سے زیادہ سخت زہر نہیں پلایا گیا۔ راوی بیان کرتا ہے اور آپ اس شخص سے فرمانے لگے مجھ سے پوچھ لو۔ قبل اس کے کہ تم مجھ سے نہ پوچھ سکو گے اس نے کہا میں آپ سے کچھ نہیں پوچھوں گا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے گا راوی بیان کرتا ہے ہم آپ کے ہاں سے چلے گئے پھر دوسرے دن ہم آپ کے پاس آئے اور آپ بازار میں بے ہوش ہو گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ آ کر آپ کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے اے بھائی آپ کے ساتھ یہ کام کس نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو اسے قتل کرنا چاہتا ہے حضرت حسینؓ نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اگر میرے ساتھ کام کرنے والا وہی ہے جو میرے خیال میں ہے تو اللہ اسے سخت سزا دے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ سخت عذاب اور سخت سزا دینے والا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں پسند نہیں کرتا کہ تو میرے بدلے میں ایک بے گناہ کو قتل کرے محمد بن سعد نے اسے ابن علیہ سے بحوالہ ابن عون روایت کیا ہے اور محمد بن عمر الواقدی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے بحوالہ ام بکر بنت المسور مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کئی بار زہر پلایا گیا اور آپ اس سے بچ جاتے رہے حتیٰ کہ آخری بار اس سے فوت ہو گئے۔ اس نے آپ کے جگر کو پکڑ لیا تھا اور جب آپ فوت ہو گئے تو بنی ہاشم کی عورتوں نے آپ پر ایک ماہ تک نوحہ کیا اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبدۃ بنت نائل نے بحوالہ حضرت عائشہؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما عورتوں سے بہت نکاح کرنے والے تھے اور وہ آپ کے پاس کم ہی حصہ پاتیں آپ نے کم ہی کسی عورت سے نکاح کیا کہ اس نے آپ سے محبت کی ہو اور آپ سے بخل کیا ہو کہتے ہیں آپ کو زہر پلایا گیا تو آپ بچ گئے پھر پلایا گیا تو بچ گئے اور آخری بار فوت ہو گئے اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ایک طبیب نے جو آپ کے پاس آیا کرتا تھا کہا اس شخص کی آنتوں کو زہر نے کاٹ دیا ہے حضرت حسینؓ نے کہا اے ابو محمد مجھے بتاؤ آپ کو کس نے زہر پلایا ہے آپ نے فرمایا میرے بھائی کیوں؟ حضرت حسینؓ نے کہا خدا کی قسم میں آپ کو دفن کرنے سے قبل اسے قتل کر دوں گا اور میں اس پر قابو نہ پاؤں گا یا وہ کسی علاقے میں ہے تو میں مشقت برداشت کر کے اس کے پاس جاؤں گا حضرت حسنؓ نے کہا اے میرے بھائی یہ دنیا فانی ہے اس شخص کو چھوڑ دو حتیٰ کہ میں اور وہ اللہ کے ہاں ملاقات کریں اور آپ نے اس کا نام بتانے سے انکار کر دیا اور میں نے بعض لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے ایک خادم سے احسان کر کے کہا کہ وہ آپ کو زہر پلا دے محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حماد نے ہمیں بتایا کہ ابوعوانہ نے مغیرہ سے بحوالہ ام موسیٰ ہمیں خبر دی کہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا جس سے آپ بیمار ہو گئے راوی بیان کرتا ہے آپ کے نیچے طشت رکھا جاتا تھا اور دوسرے کو چالیس روز بعد اٹھایا جاتا تھا اور بعض نے روایت کی ہے کہ یزید بن معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کو پیغام بھیجا کہ وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دے اور میں اس کے بعد تجھ سے شادی کر لوں گا تو اس نے آپ کو زہر دے دیا اور جب حضرت حسنؓ فوت ہو گئے تو جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا تو اس نے کہا خدا کی قسم ہم نے تو تجھے حضرت حسنؓ کے لیے بھی پسند

Marfat.com

نہیں کیا کیا ہم تجھے اپنے لیے پسند کر سکتے ہیں اور میرے نزدیک یہ صحیح بات نہیں اور اس کے باپ حضرت معاویہؓ کے متعلق اس کی عدم صحت اولیٰ ہے اور کثیر بن نمرہ نے اس بارے میں کہا ہے۔

''اے جعدہ اسے رُلا اور حق کے رونے سے نہ اُکتا جو رائیگاں نہیں اور تو برہنہ پا اور جوتا پہننے والوں میں اس قسم کا گھر ہرگز نہیں دیکھے گی یعنی اسے جس کو اس کے اہل نے درست اور قحط والے زمانے کے لیے چھوڑ دیا ہے اور جب اس کی آگ بھڑکائی جاتی تھی تو اسے شان دار نسب کے ساتھ بلند کیا جاتا تھا تاکہ اسے توشہ ختم ہونے والا تنگ دست دیکھ لے یا وہ فرد دیکھ لے جو شادی شدہ نہیں' گوشت خور جوش مارتے ہیں اور جب وہ گوشت کو پکا لیتے ہیں تو کھانے والے پر جوش میں نہیں آتے''۔

سفیان بن عیینہ نے رقبہ بن مصقلہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا مجھے صحن میں لے چلو تاکہ میں آسمانوں کی بادشاہت میں غور و فکر کر سکوں' انہوں نے آپ کا بستر نکالا تو آپ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: اے اللہ میں اپنے نفس کے متعلق تجھ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں بلاشبہ وہ مجھے سب سے عزیز تر ہے۔ راوی بیان کرتا ہے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ نے اپنے نفس کے متعلق اس سے ثواب کی امید لگائی اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت سفیان ثوری کا مرض شدت پکڑ گیا تو آپ بہت گھبرائے مرحوم بن عبدالعزیز نے آپ کے پاس آ کر کہا اے ابوعبداللہ یہ گھبراہٹ کیسی ہے؟ اس رب کے حضور پیش ہو جایئے جس کی تو نے ساٹھ سال عبادت کی ہے۔ اس کے لیے روزے رکھے ہیں اس کے لیے نمازیں پڑھی ہیں اور اس کے لیے حج کیے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت سفیان ثوری کی گھبراہٹ جاتی رہی اور ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ گھبرا گئے تو ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر آپ سے کہا اے ابومحمد یہ گھبراہٹ کیسی ہے؟ یہ تو صرف اتنی سی بات ہے کہ آپ کی روح آپ کے جسم کو چھوڑ رہی ہے آپ اپنے والدین حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور اپنے نانا نانی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ اور اپنے چچاؤں حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفرؓ اور اپنے ماموں حضرت قاسمؓ، حضرت مطہرؓ اور حضرت ابراہیمؓ اور اپنی خالاؤں حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت زینبؓ کے حضور پیش ہو جایئے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کی گھبراہٹ دور ہو گئی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بات کہنے والے حضرت حسینؓ تھے اور حضرت حسنؓ نے انہیں کہا اے میرے بھائی میں ایک ایسے امر الٰہی میں داخل ہو رہا ہوں جس جیسے امر میں میں کبھی داخل نہیں ہوا اور میں ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں جس جیسی مخلوق میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ رو پڑے' اسے عباس الدوری نے ابن معین سے روایت کیا ہے اور بعض نے اسے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے اسی طرح روایت کیا ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن الفضل نے ابوعتیق سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' جس روز حضرت حسنؓ فوت ہوئے اس روز ہم نے انہیں دیکھا اور قریب تھا کہ حضرت حسین بن علیؓ اور مروان بن الحکم کے درمیان جنگ چھڑ جاتی اور حضرت حسنؓ نے اپنے بھائی کو وصیت کی کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا جائے اور اگر انہیں اس بارے میں جنگ کا یا شر کا خدشہ ہو تو وہ بقیع میں دفن کر

Marfat.com

دیں اور مروان نے آپ کو چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور مروان ان دنوں معزول تھا اور حضرت معاویہ کو راضی کرنا چاہتا تھا۔ اور مروان ہمیشہ بنی ہاشم کا دشمن رہا یہاں تک کہ مر گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے ان دنوں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی اور میں نے کہا اے ابوعبداللہ خدا سے ڈرو اور فتنہ کو نہ بڑھاؤ بلاشبہ تمہارا بھائی اس بات کو پسند نہ کرتا تھا جو تم دیکھ رہے ہو انہیں اپنی ماں کے ساتھ بقیع میں دفن کر دو تو انہوں نے ایسے ہی کر دیا پھر واقدی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن نافع نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی موت کے وقت موجود تھا میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا خدا سے ڈرو اور فتنہ کو نہ بڑھاؤ اور خونریزی نہ کرو اور اپنے بھائی کو اپنی ماں کے پہلو میں دفن کر دو اور آپ کے بھائی نے بھی آپ کو اس بارے میں وصیت کی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت حسینؓ نے ایسے ہی کر دیا اور واقدی نے حضرت ابوہریرہؓ سے بھی اسی قسم کی روایت کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسنؓ نے اس بارے میں حضرت عائشہؓ سے اجازت طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجا تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور جب حضرت حسنؓ فوت ہو گئے تو حضرت حسینؓ نے ہتھیار پہن لیے اور بنوامیہ نے بھی ہتھیار لگا لیے اور کہنے لگے ہم آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن نہیں ہونے دیں گے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بقیع میں دفن ہوں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ حجرہ میں دفن ہوں؟ اور جب لوگوں کو جنگ کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہو گیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ جنگ نہ کریں تو انہوں نے ان کی بات مان لی اور اپنے بھائی کو اپنی ماں کی قبر کے نزدیک بقیع میں دفن کر دیا۔

اور سفیان ثوریؒ نے سالم بن ابی حفصہ سے بحوالہ ابوحازم بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اس روز حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو آگے کیا اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور کہنے لگے اگر یہ سنت نہ ہوتی تو میں انہیں آگے نہ کرتا۔

اور محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ بنی سعد بن بکر کے غلام مساور نے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کرتے دیکھا اے لوگو! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب فوت ہو گیا ہے پس تم گریہ کرو، آپ کے جنازہ کے لیے لوگ جمع ہو گئے حتیٰ کہ بقیع میں کسی آدمی کے سمانے کی گنجائش نہ رہی اور مردوں اور عورتوں نے سات روز آپ پر گریہ کیا اور بنی ہاشم کی عورتیں مسلسل ایک ماہ تک آپ کا نوحہ کرتی رہیں نیز بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک سال تک آپ کا سوگ کیا، یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے جعفر بن محمدؒ سے ان کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ ۵۸ سال کی عمر میں قتل ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اسی عمر میں فوت ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی اسی عمر میں فوت ہوئے اور شعبہ نے بحوالہ ابوبکر بن حفص بیان کیا ہے کہ حضرت سعد اور حضرت حسن بن علی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر دس سال گزرنے کے بعد وفات پائی اور علیہ نے جعفر بن محمد سے ان کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے ۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور یہی بات کئی لوگوں نے بیان کی ہے اور یہی اصح ہے اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے ۴۹ھ میں وفات پائی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ

Marfat.com

آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی ہے اور بعض ۵۱ھ یا ۵۸ھ میں بھی وفات پانے کا ذکر کرتے ہیں۔

۵۰ھ

ایک قول کے مطابق اس سال حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے وفات پائی اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے ۵۲ھ میں وفات پائی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اس سال حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض کا قول ہے کہ ان کے بیٹے یزید نے حج کروایا اور اس سال مدینہ کے نائب حضرت سعید بن العاصؓ اور کوفہ' بصرہ' مشرق' سجستان' فارس' سندھ اور ہند کے نائب زیاد تھے اور اس سال بنونہشل نے زیاد کے پاس فرزدق کی شکایت کی تو وہ مدینہ بھاگ گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے ایک قصیدے میں حضرت معاویہؓ پر تعریض کی تو زیاد نے سختی سے بار بار اسے تلاش کیا تو وہ اس کے خوف سے مدینہ بھاگ گیا اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی پناہ لے لی اور اس نے اس بارے میں اشعار بھی کہے' اور وہ ہمیشہ مکہ اور مدینہ کے درمیان رہا حتیٰ کہ زیاد فوت ہوگیا تو وہ اپنے علاقے کی طرف واپس آ گیا اور ابن جریر نے اس واقعہ کو بڑا طول دیا ہے اور ابن جریر نے اس سال میں کچھ واقعات کا ذکر کیا ہے جنہیں اس نے واقدی کے طریق سے روایت کیا ہے۔

یحییٰ بن سعید بن دینار نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے منبر نبوی کو مدینہ سے دمشق منتقل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور یہ کہ وہ اس عصا کو پکڑلیں جسے حضرت نبی کریم ﷺ خطبہ کے وقت پکڑا کرتے تھے اور وہ بھی اس کو پکڑ کر منبر پر کھڑے ہوں یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ نے کہا یا امیر المومنین ہم آپ کو ایسا کرنے سے اللہ کی یاد دلاتے ہیں یہ بات مناسب نہیں کہ منبر کو اس جگہ سے جہاں اسے رسول اللہ ﷺ نے رکھا ہے نکالا جائے اور یہ کہ آپ کے عصا کو مدینہ سے باہر لے جایا جائے' پس حضرت معاویہؓ نے اس ارادے کو ترک کر دیا۔ لیکن منبر میں چھ سیڑھیوں کا اضافہ کر دیا۔ اور لوگوں کے پاس معذرت کی' پھر واقدی نے روایت کی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے زمانے میں اسی طرح اس بات کا عزم کیا تو اسے کہا گیا کہ حضرت معاویہؓ نے بھی یہ ارادہ کیا تھا پھر اسے چھوڑ دیا تھا اور یہ کہ جب اس نے منبر کو حرکت دی تو سورج کو گرہن لگ گیا تو اس نے اسے چھوڑ دیا پھر جب ولید بن عبدالملک نے حج کیا تو اس نے بھی یہی ارادہ کیا تو اسے کہا گیا۔ حضرت معاویہؓ اور تیرے باپ نے یہ ارادہ کیا تھا پھر اسے چھوڑ دیا تھا اور اس کے ترک کرنے کا باعث یہ تھا کہ حضرت سعید بن المسیبؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بات کی کہ وہ اس بارے میں اس سے بات کریں اور اسے نصیحت کریں تو اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا' پھر جب سلیمان نے حج کیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے ولید کے ارادے سے آگاہ کیا اور یہ کہ سعید بن المسیب نے اسے اس ارادے سے روک دیا تو اس نے کہا' میں پسند نہیں کرتا کہ یہ بات عبدالملک اور ولید کے بارے میں بیان کی جائے اور ہمیں بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے' ہمیں اس سے کیا واسطہ ہم نے دنیا کو اختیار کیا ہے اور وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے' پس ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسلام کی ایک نشانی کا قصد کریں اور لوگ اس کے پاس آئیں اور ہم اسے اپنے آگے کی طرف اٹھالے جائیں یہ بات مناسب نہیں

اس سال حضرت معاویہؓ نے مصر سے معاویہ بن خدیج کو معزول کر کے افریقہ کے مسلمہ بن مخلد کو اس کا والی بنادیا اور اس سال

Marfat.com

میں عقبہ بن نافع فہری نے حضرت معاویہؓ کے حکم سے بلاد افریقہ کو فتح کیا اور قیروان کی حد بندی کی اور وہ ایک جنگل تھا جس میں درندے، جنگلی جانور اور بڑے بڑے سانپ پناہ لیتے تھے' آپ نے اللہ سے دعا کی تو ان میں سے کوئی چیز بھی باقی نہ رہی حتیٰ کہ درندے اس سے اپنے بچوں کو اٹھا کر لے گئے اور سانپ اپنے بلوں سے نکل بھاگے۔ اور بربریوں میں سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اور آپ نے اس جگہ قیروان کی تعمیر کی۔ اور اسی سال میں بسر بن ارطاۃ اور سفیان بن عوف نے سرزمین روم سے جنگ کی اور اسی میں فضالہ بن عبید نے بحری جنگ کی اور اسی میں جلیل القدر صحابی مدلاج بن عمرو السلمی نے وفات پائی جو سب معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے تھے اور میں نے صحابہؓ میں ان کا ذکر نہیں دیکھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا:

ابن شعبہ بن ثعلبہ بن عبد بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب بن النفیر بن النحام بن نحوم ام المومنین النضر یہ جو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں اور اپنے باپ اور اپنے عمزاد کے ساتھ مدینہ میں رہتی تھیں' جب رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کو خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو آپ کے باپ کو بھی بنی قریظہ کے ساتھ باندھ کر قتل کر دیا گیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو آپ بھی جملہ قیدیوں میں شامل تھیں اور آپ حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبیؓ کے حصے میں آئیں تو آپؐ کے سامنے ان کے جمال کا تذکرہ کیا گیا نیز یہ کہ وہ ان کے بادشاہ کی بیٹی ہیں تو آپؐ نے انہیں اپنے لیے منتخب کر لیا اور حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو ان کا معاوضہ دیا اور آپ نے اسلام قبول کر لیا اور حضورؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا اور جب آپ صہبا میں اتریں تو آپؐ ان کے پاس گئے اور حضرت ام سلیمؓ ان کی مشاطہ تھیں اور آپ اپنے عمزاد کنانہ بن الحقیق سے بیاہی ہوئی تھیں جو جنگ میں مارا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے رخسار پر تھپڑ کا نشان دیکھا تو آپ نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا چاند یثرب سے آ کر میری گود میں آ گرا ہے' میں نے یہ خواب اپنے عمزاد کے پاس بیان کیا تو اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہنے لگا تو یثرب کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہے' یہ اس کے تھپڑ کا نشان ہے' آپ عبادت' تقویٰ' زہد' نیکی اور صدقہ کے لحاظ سے سیدات النساء میں سے تھیں واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ٥٠ھ میں وفات پائی اور بعض دوسروں نے ٣٦ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے' پہلا قول اصح ہے۔

حضرت ام شریک انصاریہؓ:

انہیں عامریہ بھی کہا جاتا ہے' آپ وہی عورت ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا' بعض کا قول ہے کہ آپ نے اسے قبول کر لیا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے اسے قبول نہیں کیا اور آپ نے مرتے دم تک شادی نہیں کی' آپ ہی کو آسمان کے ڈول سے سیراب کیا گیا کیونکہ مشرکین نے آپ کا پانی بند کر دیا تھا پس وہ اس موقع پر مسلمان ہو گئے' آپ کا نام غزیہ تھا اور صحیح قول کے مطابق آپ کا نام عزیلہ بنی عامر تھا' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ٥٠ھ میں وفات پائی ہے۔

Marfat.com

حضرت ام عمرو بن امیۃ الضمری:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' جو اُحد کے بعد مسلمان ہوئے اور سب سے پہلے آپ نے بیئر معونہ کی جنگ میں شمولیت کی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاکیے تھے آپ نے حضرت ام حبیبہؓ کے نکاح کے سلسلہ میں ان کو نجاشی کے پاس بھیجا نیز یہ کہ وہ بقیہ مسلمانوں کو لے کر آئیں' آپ کے افعال و آثار قابل تعریف ہیں آپ نے حضرت معاویہؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ ابوالفرج ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں بیان کیا ہے کہ اس سال میں حضرت جبیر بن مطعم' حضرت حسان بن ثابت' حضرت الحکم بن عمرو الغفاری' حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی' حضرت عقیل بن ابی طالب' حضرت عمرو بن امیۃ الضمری بدری' حضرت کعب بن مالک' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت جویریہ بنت الحارث اور حضرت صفیہ بنت حیی اور حضرت ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہم نے وفات پائی۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی النوفلی ابو محمد اور بعض کا قول ہے ابو عدی المدنی' آپ بدر کے قیدیوں کے فدیہ میں مشرک ہونے کی حالت میں آئے اور جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ طور کی آیت ﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ﴾ پڑھتے سنا تو اسلام آپ کے دل میں داخل ہو گیا۔ پھر آپ نے خیبر کے سال اسلام قبول کر لیا اور بعض کا قول ہے فتح کے زمانے میں آپ نے اسلام قبول کیا اور پہلا قول اصح ہے' آپ قریش کے سادات اور ان کے انساب کے سب سے بڑے عالم تھے آپ نے یہ بات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھی اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے ۵۸ھ میں وفات پائی اور بعض نے آپ کی وفات ۵۹ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

شاعر اسلام' صحیح یہ ہے کہ آپ نے ۵۴ھ میں وفات پائی جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

الحکم بن عمرو بن مجدع الغفاری:

رافع بن عمرو کے بھائی' انہیں الحکم بن الاقرع بھی کہا جاتا ہے' آپ جلیل القدر صحابی ہیں' امام بخاری کے نزدیک آپ کی ایک ہی حدیث ہے جو گھریلو گدھوں کے گوشت کی نہی کے بارے میں ہے زیاد بن ابیہ نے آپ کو جبل الاشل کی جنگ پر اپنا نائب مقرر کیا اور آپ نے بہت سی غنیمت حاصل کی' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے زیاد کا خط آپ کے پاس آیا کہ وہ حضرت معاویہؓ کے لیے غنیمت سے سونا اور چاندی ان کے گھر کے مال کے لیے منتخب کر لیں آپ نے زیاد کو جواب دیا کہ کتاب اللہ' امیر المومنین کے خط سے مقدم ہے کیا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نہیں سنا کہ معصیت الٰہی میں مخلوق کی اطاعت واجب نہیں اور آپ نے لوگوں میں ان کی غنائم تقسیم کر دیں' کہتے ہیں کہ آپ کو قید کر دیا گیا یہاں تک کہ آپ اس سال مرو میں وفات پا گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔

حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ:

آپ جلیل القدر صحابی اور خوب صورت تھے اسی وجہ سے حضرت جبریل علیہ السلام اکثر آپ کی صورت میں آتے تھے اور رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ نے آپ کو قیصر کی طرف بھیجا' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا' لیکن بدر میں شامل نہ ہوئے اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے پھر یرموک میں شامل ہوئے اور دمشق کے مغرب میں المزة مقام پر اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت میں وفات پا گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ:

بن حبیب بن عبدشمس القرشی ابوسعید العبشمی آپ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ معرکہ موتہ میں شامل ہوئے اور خراسان سے جنگ کی اور سجستان اور کابل وغیرہ کو فتح کیا' دمشق میں آپ کا ایک گھر تھا اور آپ نے بصرہ میں اقامت اختیار کی اور بعض کا قول ہے کہ مرو میں اقامت اختیار کی' محمد بن سعد اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۵۱ھ میں وفات پائی اور زیاد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' آپ نے کئی لڑکے چھوڑے' جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکلال تھا اور بعض عبدکلوب کہتے ہیں اور بعض عبدالکعبہ بیان کرتے ہیں' پس رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا' آپ حضرت معاویہؓ اور حضرت حسنؓ کے درمیان صلح کروانے والے دو سفیروں میں سے ایک تھے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ:

ابوعبداللہ الطائفی' آپ کو اور آپ کے بھائی الحکم کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی' آپ وفد ثقیف کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو طائف کا امیر مقرر کر دیا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کو طائف کا امیر مقرر کیا اور آپ طویل مدت تک ان کے امیر اور امام رہے یہاں تک کہ ۵۰ھ میں وفات پا گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۵۱ھ میں وفات پائی ہے۔

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

حضرت علیؓ کے بھائی' آپ حضرت جعفرؓ سے دس سال بڑے تھے اور حضرت جعفرؓ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے جیسے طالب' حضرت عقیلؓ سے دس سال بڑے تھے اور طالب کے سوا' سب نے اسلام قبول کیا' حضرت عقیلؓ نے حدیبیہ سے قبل اسلام قبول کیا اور معرکہ موتہ میں شامل ہوئے' آپ قریش کے بڑے نسابوں میں سے تھے' آپ کے جن قرابت داروں نے ہجرت کی اور مکہ میں اپنے اموال چھوڑ گئے آپ ان کے وارث ہوئے اور حضرت معاویہؓ کی خلافت میں وفات پا گئے۔

حضرت عمرو بن الحمق الکاہن الخزاعیؓ:

آپ نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا اور ہجرت کی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے سال اسلام قبول کیا اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے شباب سے شادکام کرے پس آپ ۸۰ سال تک زندہ رہے اور آپ کی داڑھی میں ایک سفید بال بھی نظر نہ آتا تھا' علاوہ ازیں آپ ان چار اشخاص میں سے ایک تھے جو حضرت عثمانؓ کے گھر داخل ہوئے تھے پھر بعد ازاں آپ حضرت علیؓ کے پیروکار بن گئے اور جمل و صفین میں آپ کے ساتھ شامل ہوئے اور آپ حجر بن عدی کے مددگاروں میں شامل تھے زیاد نے آپ کو تلاش کیا تو آپ بھاگ گئے' حضرت معاویہؓ نے موصل کے

Marfat.com

نائب کو پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کو تلاش کر لیا آپ ایک غار میں چھپ گئے اور ایک سانپ نے آپ کو ڈس لیا اور آپ فوت ہو گئے اور آپ کا سر کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا گیا اور اسے شام وغیرہ میں پھرایا گیا اور یہ پہلا سر تھا جسے پھرایا گیا۔ پھر حضرت معاویہؓ نے آپ کے سر کو آپ کی بیوی آمنہ بنت الشرید کے پاس بھیج دیا۔ جو آپ کے قید خانے میں تھی۔ اور اسے اس کی گود میں پھینک دیا' اس نے آپ کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ کر آپ کے منہ کو چوم لیا اور کہنے لگی' تم نے اسے طویل عرصہ مجھ سے غائب رکھا پھر تم نے اسے میری طرف قتل کر کے بھیج دیا' پس اس ہدیہ کو خوش آمدید جو نہ پکایا گیا ہے اور نہ پکا ہوا ہے۔

حضرت کعب بن مالک انصاری سلمیؓ:

شاعر اسلام' آپ بہت پہلے اسلام لائے اور عقبہ میں شامل ہوئے اور بدر میں شامل نہیں ہوئے جیسا کہ صحیحین میں اللہ کے آپ کے توبہ قبول کرنے کے بارے میں لکھا ہے آپ ان تین اشخاص میں سے ایک تھے جن کی غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے کی وجہ سے توبہ قبول ہوئی جیسا کہ ہم نے اسے مفصل طور پر تفسیر میں بیان کیا ہے اور جیسا کہ قبل ازیں غزوہ تبوک میں بیان ہو چکا ہے ابن الکلبی نے غلط کہا ہے کہ آپ بدر میں شامل ہوئے تھے اور ان کا قول ہے کہ آپ ۴۱ھ سے قبل فوت ہوئے تھے اور واقدی نے جوان سے زیادہ عالم ہے۔ بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی ہے اور قاسم بن عدی نے آپ کی وفات ۵۱ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مسعود ابو عیسیٰ آپ کو ابو عبداللہ ثقفی بھی کہا جاتا ہے اور حضرت عروہؓ بن مسعود آپ کے باپ کے چچا تھے اور حضرت مغیرہؓ عرب کے دانش مندوں اور صاحب الرائے لوگوں میں سے تھے آپ نے ثقیف کے تیرہ آدمیوں کو مقوقس کے پاس سے واپس آنے پر قتل کرنے کے بعد اسلام قبول کیا' اور ان کے اموال کو لے لیا اور ان کی دیات کا تاوان حضرت عروہ بن مسعودؓ نے ادا کیا آپ نے حدیبیہ میں شمولیت کی اور صلح کے روز آپ حضرت نبی کریم ﷺ کے سر پر تلوار سونتے کھڑے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کو اور حضرت ابوسفیانؓ بن حرب کو بھیجا اور ان دونوں حضرات نے لات کو توڑ دیا اور ہم اس کے توڑنے کی کیفیت کو پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو بحرین کی طرف بھیجا اور آپ نے یمامہ اور یرموک کے معرکوں میں شمولیت کی اور اس روز آپ کی آنکھ ضائع ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے سورج کی طرف دیکھا اور اسے گرہن لگا ہوا تھا تو آپ کی آنکھ کی روشنی جاتی رہی اور آپ نے قادسیہ کے معرکہ میں بھی شمولیت کی اور حضرت عمرؓ نے آپ کو بہت سی فتوحات پر مقرر کیا جن میں ہمدان اور میسان بھی شامل ہیں اور آپ ہی حضرت سعدؓ کے ایلچی بن کر رستم کے پاس گئے اور اس سے فصیح و بلیغ گفتگو کی حضرت عمرؓ نے آپ کو بصرہ پر نائب مقرر کیا اور جب آپ کے خلاف زنا کی گواہی دی گئی جو ثابت نہ ہوئی تو آپ نے انہیں بصرہ سے معزول کر کے کوفہ کا نائب مقرر کر دیا اور حضرت عثمانؓ نے بھی ایک وقت تک آپ کو نیابت پر قائم رکھا پھر معزول کر دیا اور آپ گوشہ نشین ہو گئے حتیٰ کہ حکمین کا معاملہ پیش آیا تو آپ حضرت معاویہؓ کے ساتھ مل گئے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے صلح کر لی اور کوفہ آئے تو آپ نے انہیں کوفہ کا امیر مقرر کر دیا اور آپ مسلسل ان کے امیر رہے حتیٰ کہ مشہور قول کے مطابق آپ اس سال وفات پا گئے' یہ قول محمد بن سعد وغیرہ کا ہے' اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ

Marfat.com

لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے اور آپ کی وفات رمضان ۵۰ھ میں ستر سال کی عمر میں ہوئی اور ابو عبید کا قول ہے کہ آپ نے ۴۹ھ میں وفات پائی ہے اور ابن عبدالبر نے ۵۱ھ اور بعض نے ۵۸ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور بعض نے ۳۶ھ میں بیان کی ہے جو غلط ہے۔

محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ آپ بہت سرخ وسفید بالوں والے تھے اور آپ کے سر کے بال گر گئے' آپ کے ہونٹ اوپر کی جانب سکڑے ہوئے تھے منتظم اور بڑے سردار تھے' آپ کے بازو موٹے تھے اور دونوں کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ تھا اور آپ اپنے سر کی چار مینڈھیاں کرتے تھے اور شعبی نے بیان کیا ہے کہ قاضی چار ہیں' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم' اور دانش مند بھی چار ہیں' حضرت معاویہ' حضرت عمرو' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہم اور زیاد اور زہری نے بیان کیا ہے کہ حربی دانش مند پانچ ہیں' حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم جو گوشہ نشین ہو گئے تھے' حضرت قیس بن سعد اور حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہما' یہ دونوں حضرات حضرت علیؓ کے ساتھ تھے' میں کہتا ہوں شیعہ کہتے ہیں اشباح پانچ ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت حسن' اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اور اضداد بھی پانچ ہیں۔ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم' شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ مجھ پر ایک دفعہ ایک نوجوان کے سوا کسی نے غلبہ نہیں پایا' میں نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا تو میں نے اس کے متعلق اس سے مشورہ کیا تو اس نے کہا اے امیر میں آپ کو اس سے نکاح کرتے نہیں پاتا' میں نے اس سے کہا' کیوں؟ اس نے کہا میں نے ایک شخص کو اسے چومتے دیکھا ہے پھر مجھے اس کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا ہے' میں نے اسے کہا کیا تیرا خیال نہیں کہ تو نے ایک شخص کو اسے چومتے دیکھا ہے؟ اس نے کہا بے شک میں نے اس کے باپ کو جب کہ وہ چھوٹی بچی تھی اسے چومتے دیکھا ہے اور ایسے ہی شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے قبیصہ بن جابر کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی صحبت اٹھائی ہے' اگر ایک شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور ان میں سے کسی دروازے سے حیلے کے سوا نہ نکلا جاتا ہو تو حضرت مغیرہؓ سب دروازوں سے نکل جائیں گے' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ میں نے مالک کو بیان کرتے سنا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک بیوی کے خاوند کو اس کے ساتھ ہی حیض آ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بیمار ہو جاتا ہے اور دو بیویوں والا دو بھڑکتی آگوں کے درمیان ہوتا ہے اور چار بیویوں والا سکھ میں ہوتا ہے اور آپ چار بیویوں سے اکٹھا نکاح کرتے تھے اور انہیں اکٹھی طلاق دیتے تھے اور عبداللہ بن نافع الصائغ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے تین سو عورتوں سے شادی کی اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک ہزار عورتوں سے شادی کی اور بعض کا قول ہے کہ ایک سو سے اور بعض اسی عورتوں سے آپ کا شادی کرنا بیان کرتے ہیں۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار الخزاعیہ المصطلقیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غزوۃ المریسیع میں قیدی بنایا اور یہی غزوہ مصطلق ہے اور آپ کا باپ ان کا بادشاہ تھا آپ مسلمان ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزاد کر دیا اور آپ سے نکاح کر لیا اور آپ حضرت ثابتؓ بن قیس کے حصے میں آئیں

Marfat.com

انہوں نے آپ سے مکاتبت کی اور آپ اپنی کتابت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے آئیں تو آپ نے فرمایا یا اس سے بہتر بات حضرت جویریہؓ نے کہا' وہ کیا یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ نے فرمایا: میں تجھے خریدوں گا اور آزاد کر دوں گا اور تجھ سے نکاح کروں گا۔ پس آپ نے انہیں آزاد کر دیا تو لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ہو گئے ہیں پس ان کے قبضے میں بنی مصطلق کے ایک سو گھرانوں کے جو قیدی تھے انہوں نے ان کو آزاد کر دیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا' میں کسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنے اہل کے لیے اس سے بڑھ کر بابرکت ہو آپ کا نام برہ تھا' رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام جویریہ رکھا' آپ شیریں کلام عورت تھیں' ابن جوزی وغیرہ کے بیان کے مطابق آپ نے اس سال یعنی ۵۰ھ میں پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور واقدی نے آپ کی وفات ۵۶ھ میں بیان کی ہے۔ رضی اللہ عنہا وارضاھا۔ واللہ اعلم

۵۱ھ

اس سال حجر بن عدی بن جبل بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکبر بن الحارث بن معاویہ بن ثور بن بزیغ بن کندی الکوفی قتل ہوئے جنہیں حجر الخیر بھی کہا جاتا ہے اور حجر بن الادبر بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ان کے باپ کو پشت پر نیزہ مارا گیا تو اس کا نام ادبر پڑ گیا جو کندہ میں سے اہل کوفہ کے رؤسا میں سے تھا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حجر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے حضرت علی' حضرت عمار' حضرت شراجیل بن مرۃ ؓ اور انہیں شرجیل بن مرۃ بھی کہا جاتا ہے کہ سنا اور آپ سے آپ کے غلام ابولیلیٰ' عبدالرحمٰن بن عباس اور ابوالبختری الطائی نے روایت کی ہے اور آپ نے اس فوج میں جس نے عذراء کو فتح کیا شام سے جنگ کی اور صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ امیر بن کر شامل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ عذراء میں شامل ہوئے جو دمشق کی ایک بستی ہے اور آپ کی قبر کی مسجد وہاں مشہور و معروف ہے پھر ابن عساکر نے اپنے اسانید کے ساتھ حضرت علیؓ وغیرہ سے حجر کی روایت کی اچھی باتوں کو بیان کیا ہے اور محمد بن سعد نے صحابہؓ کے چوتھے طبقہ میں آپ کا ذکر کیا ہے نیز آپ کے ایلچی بن کر آنے کا ذکر کیا ہے پھر آپ کا اہل کوفہ کے تابعین کے اوّل طبقہ میں ذکر کیا ہے' محمد بن سعد نے آپ کو ثقہ معروف بیان کیا ہے اور آپ نے حضرت علیؓ کے سوا کسی سے کچھ روایت نہیں کیا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت عمارؓ اور شراجیل بن مرۃ سے بھی روایت کی ہے اور ابواحمد العسکری نے بیان کیا ہے کہ اکثر محدثین آپ کی صحبت کو صحیح قرار نہیں دیتے' آپ نے قادسیہ کے معرکہ میں شمولیت کی اور عذراء کے برج کو فتح کیا اور جمل و صفین میں شامل ہوئے اور حضرت علیؓ کے ساتھ حجر الخیر بھی تھے اور وہ یہی حجر بن عدی تھے۔

اور حجر الشرف' حجر ابن یزید بن سلمہ بن مرۃ ہیں۔ اور المرزبانی نے بیان کیا ہے کہ روایت ہے کہ حجر بن عدی اپنے بھائی ہانی بن عدی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ شخص عابد زاہد اپنی ماں سے حسن سلوک کرنے والا تھا اور بہت نمازیں پڑھنے والا اور روزے رکھنے والا تھا اور ابومعشر نے بیان کیا ہے کہ آپ جب بھی بے وضو ہوئے آپ نے وضو کیا اور جب وضو کیا تو دو رکعت نماز پڑھی یہ بات کئی لوگوں نے بیان کی ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یعلیٰ بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے بحوالہ ابواسحٰق مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سلمانؓ نے حجر سے کہا اے حجر کی ماں کے بیٹے اگر تیرے اعضا قطع ہو جائیں تو بھی تو ایمان کو نہ پہنچے اور حضرت مغیرہ بن شعبہ جب کوفہ کے امیر تھے تو آپ اپنے خطبہ میں حضرت عثمانؓ اور آپ کے پیروکاروں کی مدح کرنے کے

Marfat.com

بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عیب گیری کرتے اور یہ حجر غصے میں آ جاتے اور اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے، لیکن حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ حلیم اور بردبار تھے وہ ان سے درگزر کرتے اور جو باتیں ان کے اور ان کے درمیان تھیں اس بارے میں انہیں نصیحت کرتے اور اس کارروائی کے انجام سے انہیں ڈراتے بلاشبہ بادشاہ سے معارضہ کرنے کا وبال شدید ہوتا ہے مگر حجر اس سے باز نہ آئے، اور جب حضرت مغیرہؓ کے دور کے آخری دن آئے تو ایک روز حجر نے کھڑے ہو کر خطبہ میں آپ پر اعتراض کیا اور آپ کو للکارا اور لوگوں کو عطیات دینے میں تاخیر کرنے پر آپ کی مذمت کی اور آپ کے کھڑے ہونے کے ساتھ لوگوں کے کئی گروہ کھڑے ہو کر آپ کی تصدیق کرنے لگے اور حضرت مغیرہؓ برا بھلا کہنے لگے اور حضرت مغیرہؓ نماز کے بعد قصر امارت میں داخل ہو گئے اور انہوں نے لوگوں میں افتراق پیدا کرنے اور امیر کے خلاف کھڑے ہونے پر آپ کو اس حجر کے روکنے کا مشورہ دیا اور آپ کو سزا دینے پر اکسایا اور بھڑکایا مگر آپ نے ان سے درگزر کیا اور بردباری اختیار کی، اور یونس بن عبید نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بیت المال سے مالی مدد بھیجنے کے متعلق خط لکھا تو آپ نے مال سے لدا ہوا ایک قافلہ بھیجا جسے حجر نے روک لیا اور پہلے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور کہا خدا کی قسم جب تک وہ ہر حق دار کو اس کا حق نہ دیں قافلہ نہیں جائے گا اور ثقیف کے شباب نے حضرت مغیرہؓ سے کہا کیا ہم آپ کے پاس اس کا سر نہ لے آئیں؟ آپ نے فرمایا میں حجر سے ایسا کرنے کا نہیں اور آپ نے اسے چھوڑ دیا اور جب حضرت معاویہؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے زیاد کو امیر مقرر کر دیا اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو معزول نہیں کیا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے اور جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور بصرہ کے ساتھ کوفہ بھی زیاد کے ماتحت ہو گیا تو وہ اس میں داخل ہوا اور حضرت علیؓ کے پیروکاروں میں سے کئی جماعتیں حجر پر جمع ہو گئیں جو آپ کی امارت کی بات کرتیں اور آپ کے ہاتھ مضبوط کرتیں اور حضرت معاویہؓ کو گالیاں دیتیں اور آپ سے بیزاری کا اظہار کرتیں اور جب زیاد نے کوفہ میں پہلا خطبہ دیا تو اس کے آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ذکر کیا اور آپ کے قاتلوں اور آپ کے قتل پر مدد دینے والوں کی مذمت کی تو حجر ایسے ہی کھڑا ہو گیا جیسے وہ حضرت مغیرہؓ کے زمانے میں کھڑا ہوتا تھا اور اس قسم کی باتیں کیں جو آپ نے حضرت مغیرہؓ سے کی تھیں، مگر زیاد نے انہیں نہ روکا پھر زیاد سوار ہو کر بصرہ کی طرف چلا گیا اور حجر کو بھی اپنے ساتھ بصرہ لے جانا چاہا تاکہ کوئی واقعہ نہ ہو جائے، انہوں نے کہا میں بیمار ہوں، زیاد نے کہا قسم بخدا آپ دین، عقل اور دل کے مریض ہیں، خدا کی قسم اگر آپ نے کوئی واقعہ کیا تو میں آپ کے قتل کی کوشش کروں گا، پھر زیادہ بصرہ چلا گیا تو اسے اطلاع ملی کہ حجر اور اس کے اصحاب نے کوفہ میں اس کے نائب عمرو بن حریث پر اعتراض کیے ہیں اور جمعہ کے روز منبر پر اسے سنگریزے مارے ہیں، زیاد سوار ہو کر کوفہ آیا اور محل میں اترا پھر باریک ریشم کی قبا پہنے اور سرخ ریشم کی منقش چادر اوڑھے منبر کی طرف گیا اور اس نے اپنے بالوں کی مانگ نکالی ہوئی تھی اور حجر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے اردگرد ان کے اصحاب کی اکثریت بھی بیٹھی ہوئی تھی اور ان کے اصحاب میں سے کچھ لوگ اس روز تقریباً تین ہزار درہم کا لباس پہنے ہوئے تھے اور وہ ان کے اردگرد ہتھیار بند ہو کر بیٹھے تھے، زیاد نے خطبہ دیا اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا، بلاشبہ بغاوت کا انجام ناخوشگوار ہوتا ہے، ان لوگوں نے مجھے امین بنایا ہے اور پھر مجھ پر جرأت کی ہے، قسم بخدا اگر تم سیدھے نہ ہوئے تو میں تمہارا علاج کروں گا، پھر کہا اگر میں کوفہ کے چوک کو حجر اور اس کے اصحاب سے محفوظ نہ کروں تو میں کچھ چیز نہیں اور میں

Marfat.com

اسے اس کے بعد آنے والوں کے لیے عبرت بنا دوں گا' اے حجر تیری ماں ہلاک ہو جائے' شام کے کھانے نے تجھے بھیڑیے پر گرا دیا ہے پھر کہنے لگا۔

''خیر خواہی کی بات کو پہنچا دو کہ اونٹوں کے چرواہے کو رات کے کھانے نے بھیڑیے پر گرا دیا ہے''۔

اور زیاد اپنے خطبہ میں کہنے لگا بلاشبہ امیر المومنین کے یہ یہ حقوق ہیں۔ حجر نے سنگریزوں کی ایک مٹھی لی اور اسے سنگریزے مارنے لگا اور کہنے لگا تو نے جھوٹ بولا ہے تجھ پر اللہ کی لعنت ہو' پس زیاد منبر سے نیچے اتر آیا اور نماز پڑھی پھر محل میں داخل ہو گیا اور حجر کو طلب کیا' کہتے ہیں کہ زیاد نے جب خطبہ دیا تو خطبہ کو لمبا کر دیا اور نماز کو مؤخر کر دیا تو حجر نے اسے کہا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تو وہ اپنا خطبہ دیتا رہا اور جب حجر کو نماز کے فوت ہونے کا خدشہ ہوا تو اس نے سنگریزوں کی ایک مٹھی لی اور نماز کا اعلان کیا اور لوگ بھی اس کے ساتھ جوش میں آ گئے' جب زیاد نے یہ صورتِ حال دیکھی تو اس نے منبر سے اتر کر لوگوں کو نماز پڑھا دی اور جب وہ نماز سے فارغ ہو کر واپس گیا تو اس نے حضرت معاویہؓ کو اس کے معاملے کے بارے میں لکھا اور اس پر بڑا زور دیا۔ حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا اسے بیڑیوں میں جکڑ کر میرے پاس لے آؤ' زیاد نے پولیس سپرنٹنڈنٹ شداد بن الہیثم کے مددگاروں کے ساتھ اسے اس کے پاس بھیجا تو اس نے اسے کہا' امیر آپ کو طلب کرتا ہے' اس نے زیاد کے پاس حاضر ہونے سے انکار کیا اور اس کے بچاؤ کے لیے اس کے اصحاب کھڑے ہو گئے' سپرنٹنڈنٹ پولیس نے واپس آ کر زیاد کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا' زیاد نے قبائل کی جماعتوں کو اٹھایا اور وہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ساتھ مل کر حجر اور اس کے اصحاب کے پاس گئے اور ان کے درمیان پتھروں اور لاٹھیوں سے جنگ ہوئی اور انہوں نے اس پر قدرت نہ پائی۔ پس اس نے محمد بن اشعث کو بلایا اور اسے تین ماہ کی مہلت دی اور اس کے ساتھ ایک فوج تیار کی اور وہ سوار ہو کر اس کی تلاش میں گئے اور مسلسل اسے تلاش کرتے رہے حتیٰ کہ وہ اسے زیاد کے پاس لے آئے اور اس کی قوم نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ ان لوگوں نے اسے کوئی فائدہ دیا جن کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی مدد کریں گے' اس موقع پر زیاد نے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے دس روز تک قید خانے میں ڈال دیا اور اسے حضرت معاویہؓ کے پاس بھجوا دیا اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی گواہی دینے کے لیے بھیجی کہ اس نے خلیفہ کو گالیاں دی ہیں۔ اور امیر سے جنگ کی ہے اور یہ کہتا ہے کہ امارت صرف آل علیؓ کے ہی مناسب ہے اور اس کے خلاف گواہی دینے والوں میں ستر آدمیوں کے ساتھ ابو بردہ بن موسیٰ' دلائل بن حجر' عمرو بن سعد بن ابی وقاص' اسحاق' اسماعیل' موسیٰ' بنو طلحہ بن عبید اللہ' المنذر بن زبیر' کثیر بن شہاب' ثابت بن ربعی بھی شامل تھے' کہتے ہیں کہ ان کے بارہ میں قاضی شریح کی شہادت بھی لکھی گئی اور اس نے اس سے انکار کیا اور کہا میں نے تو زیاد سے صرف یہ بات کہی ہے کہ وہ روزہ دار اور عبادت گزار تھا' پھر زیاد نے حجر اور اس کے اصحاب کو وائل بن حجر اور کثیر بن شہاب کے ساتھ شام کی طرف بھیج دیا اور حجر بن عدی بن جبلہ بن کندی کے ساتھ اس کے اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ بیس آدمی تھے اور بعض کا قول ہے کہ چودہ آدمی تھے' جن میں ارقم بن عبد اللہ کندی' شریک بن شداد حضرمی' صیفی بن فسیل' قبیصہ بن ضبیعہ بن حرملہ عبسی' کریم بن عفیف خثعمی' عاصم بن عوف البجلی' ورقاء بن سمی البجلی' کدام بن حیان' عبد الرحمٰن بن حسان العنزی' محرز بن شہاب تمیمی اور عبید اللہ بن حوبہ السعدی التمیمی وغیرہ شامل تھے یہ اس کے وہ ساتھی تھے' جو اس کے ساتھ پہنچے اور وہ انہیں شام لے گئے پھر زیاد نے دو اور

Marfat.com

آدمیوں عتبہ بن اخنس سعدی اور سعد بن عمران ہمدانی کو ان کے پیچھے بھیجا اور وہ پورے چودہ آدمی ہو گئے' بیان کیا جاتا ہے کہ جب حجر' حضرت معاویہؓ کے پاس گیا تو اس نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین! حضرت معاویہؓ کو شدید غصہ آ گیا اور آپ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت معاویہؓ سوار ہو کر انہیں برج عذراء میں ملے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ان کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا جو انہیں ثنیۃ العقاب کے نیچے عذراء کے پاس ملے اور انہیں وہاں قتل کر دیا گیا اور ان کی طرف بھیجے جانے والے تین اشخاص تھے ہدبہ بن فیاض القضاعی' حضیر بن عبد اللہ الکلابی اور ابوشریف البدوی' وہ ان کے پاس آئے اور حجر اور اس کے ساتھیوں نے تمام رات نماز پڑھتے گزاری اور جب وہ صبح کی نماز پڑھ چکے تو انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور یہی مشہور قول ہے۔ واللہ اعلم

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے پھر آپ نے ان کو واپس کر دیا اور انہیں عذراء میں قتل کر دیا گیا اور حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے ان کے متعلق مشورہ کیا حتیٰ کہ ان کو برج عذراء میں لے گئے' کچھ مشیروں نے ان کے قتل کا اور کچھ مشیروں نے انہیں شہروں میں پراگندہ کر دینے کا مشورہ دیا اور حضرت معاویہؓ نے ان کے بارے میں زیاد کو ایک اور خط لکھا تو اس نے آپ کو مشورہ دیا کہ اگر آپ کو عراق کی بادشاہت کی ضرورت ہے تو انہیں قتل کر دو' اس موقع پر آپ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور امراء نے یکے بعد دیگرے آپ سے ہبہ طلب کیا حتیٰ کہ ان میں سے چھ نے آپ سے ہبہ طلب کیا اور ان میں سے چھ کو قتل کر دیا گیا۔ اور حجر بن عدی سب سے پہلے قتل ہونے والا تھا اور دوسرے آدمی نے رجوع کر لیا تو حضرت معاویہؓ نے اسے معاف کر دیا اور اس نے ایک اور آدمی کو بھیجا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی تھیں اس کا خیال تھا کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے گفتگو میں زیادتی سے کام لیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدح کی ہے حضرت معاویہؓ نے اسے زیاد کے پاس بھیجا اور اسے کہا تو نے اس سے بڑھ کر ہلاک شدہ آدمی میری طرف کیوں نہیں بھیجا۔ اور جب وہ زیاد کے پاس پہنچا تو اس نے اسے زندہ ہی سمندر میں پھینک دیا۔ اور وہ عبد الرحمٰن بن حسان الفری تھا۔ عذراء میں قتل ہونے والوں کے نام یہ ہیں' حجر بن عدی' شریک بن شداد' صفی بن فسیل' قبیصہ بن ضبیعہ' محرز بن شہاب المنقری اور کدام بن حبان' اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عرفہ کی مسجد القصب میں مدفون ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ عذراء میں مدفون ہیں' بیان کیا جاتا ہے کہ جب انہوں نے حجر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں وضو کر لوں' انہوں نے کہا وضو کر لے' اس نے کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں پس اس نے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر کہنے لگا اگر ان کے قول کا خدشہ نہ ہوتا کہ میں موت سے خوفزدہ ہوں تو میں ان دو رکعتوں کو لمبا کرتا پھر کہنے لگا ان دو رکعتوں سے پہلے بہت سی نمازیں ہو چکی ہیں پھر انہوں نے قتل کے لیے اسے آگے کیا اور ان کی قبریں کھودی جا چکی تھیں اور ان کے کفن پھیلا دیئے گئے تھے اور جب جلاد اس کی طرف بڑھا تو وہ گھبرا گیا اس سے دریافت کیا گیا تو تو کہتا ہے کہ میں خوفزدہ ہونے والا نہیں' اس نے کہا میں کیوں خوف زدہ نہ ہوں میں کھدی ہوئی قبر کھلا ہوا کفن اور سونتی ہوئی تلوار دیکھ رہا ہوں اور اس نے اسے ضرب المثل بنا دیا۔ پھر ابوشریف بدوی جلاد اس کی طرف بڑھا اور بعض کا قول ہے کہ ایک یک چشم شخص اس کی طرف بڑھا اور اس نے اسے کہا اپنی گردن لمبی کر دو' اس نے کہا میں اپنے قتل پر مدد نہیں کر سکتا تو اس نے اسے تلوار مار کر قتل کر دیا اور اس نے وصیت کی کہ اسے بیڑیوں سمیت دفن کیا جائے تو

Marfat.com

اسے اسی طرح دفن کر دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے غسل دیا۔

روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے پوچھا' کیا انہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ہے اور اسے بیڑیوں سمیت دفن کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا قسم بخدا وہ دلیل سے ان پر غالب آ گیا ہے' اور ظاہر بات یہ ہے کہ اس بات کے کہنے والے حضرت حسینؓ ہیں بلاشبہ حجر ۵۱ھ میں قتل ہوا ہے اور بعض نے اسے قتل کر دیا اللہ اس پر رحم کرے اور اسے معاف فرمائے' اور ہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ اس سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ واللہ اعلم

پس انہوں نے اسے قتل کر دیا اللہ اس پر رحم کرے اور اسے معاف فرمائے' اور ہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ جب ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پردے کے پیچھے سے سلام کہا۔ یہ حجر اور اس کے اصحاب کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا' اے معاویہؓ جب آپ نے حجر اور اس کے اصحاب کو قتل کیا اس وقت تمہارا حلم کہاں چلا گیا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا' اے ماں جب میری قوم میں سے آپ جیسی ہستی مجھ سے غائب ہو گئی تو میں نے حلم کو کھو دیا پھر آپ سے کہنے لگے اے ماں! میں آپ سے کیسے حسن سلوک کروں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا' آپ مجھ سے حسن سلوک کرنے والے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے کہا یہ بات اللہ کے ہاں میرے لیے کافی ہے اور کل میں اور حجر اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ اسے ان لوگوں نے قتل کیا ہے جنہوں نے اس کے خلاف گواہی دی ہے اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ' غرغرۃ الموت میں کہنے لگے' اے حجر بن عدی' بلاشبہ تیرے ساتھ میرا دن طویل ہوگا۔ یہ بات آپ نے تین بار کہی۔ واللہ اعلم

اور محمد بن سعد نے الطبقات میں بیان کیا ہے کہ اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حجر بن عدی اپنے بھائی ہانی بن عدی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ اصحاب علیؓ میں شامل تھا۔ اور جب زیاد کوفہ کا والی بن کر آیا تو اس نے حجر بن عدی کو بلا کر کہا۔ تجھے معلوم ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں اور میرا اور تمہارا جو معاملہ ہے اس کا تجھے بھی علم ہے۔ یعنی حضرت علیؓ سے محبت کا مگر اب معاملہ اور ہے میں تجھ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں اگر تو نے میرے لیے اپنے خون کا ایک قطرہ بہایا تو میں اسے سارا بہا دوں گا۔ اپنی زبان پر کنٹرول کر اور تیرا گھر تیرے لیے کافی ہے اور یہ میرا تخت ہے جو تیری نشست گاہ ہے۔ تیری ضروریات میرے نزدیک پوری ہو چکی ہیں اپنے نفس کے بارے میں مجھے بے نیاز کر دے میں تیری عجلت کو جانتا ہوں اور میں تجھے تیرے نفس کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں ان کمینوں اور احمقوں سے اجتناب کر کہ یہ تجھے تیری رائے چھوڑنے کو کہیں گے حجر نے کہا میں سمجھ چکا ہوں پھر اپنے گھر کی طرف واپس آیا تو ان کے پیروکار اس کے پاس آئے اور پوچھنے لگے اس نے تجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا مجھے اس نے یہ بات کہی ہے اور زیاد بصرہ کی طرف چلا گیا پھر وہ ان کے پاس آنے لگے اور اسے کہنے لگے تو ہمارا شیخ ہے اور جب مسجد آتا تو وہ اس کے ساتھ پیدل چلتے۔ عمرو بن حریث جو کوفہ پر زیاد کا نائب تھا۔ اس نے اس کی طرف پیغام بھیجا' یہ جماعت کیسی ہے اور تو نے امیر کو جو عہد دیا ہے تو جانتا ہے؟ اس نے ایلچی سے کہا تم جس موقف پر ہو اس سے یہ انکار کرتے ہیں پیچھے ہٹ جاؤ وہاں تیرے لیے بہت کھلی جگہ ہے عمرو بن حریث نے زیاد کو خط لکھا اگر تمہیں کوفہ کی ضرورت ہے تو جلد پہنچو زیاد بڑی عجلت کے ساتھ کوفہ آیا اور جب وہ پہنچا تو اس

Marfat.com

نے حضرت عدی بن حاتمؓ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اور حضرت خالد بن عرفطہ کو کوفہ کے اشراف کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اس جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے سے روکیں وہ اس کے پاس آ کر اس سے باتیں کرنے لگے اور وہ انہیں کچھ جواب نہ دیتا بلکہ کہنے لگا اے غلام تو نے اونٹ کو چارہ ڈالا ہے؟ اونٹ گھر میں بندھا ہے حضرت عدیؓ بن حاتم نے اسے کہا' کیا تو پاگل ہے؟ ہم تجھ سے بات کر رہے ہیں اور تو کہتا ہے' کیا تو نے اونٹ کو چارہ ڈالا ہے' پھر حضرت عدیؓ نے اپنے اصحاب سے کہا مجھے خیال نہ تھا کہ یہ تنگدست کمزوری کی اس حد تک پہنچ چکا ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے زیاد کو کچھ حالات بتائے اور کچھ پوشیدہ رکھے اور اس کے معاملے کی تحسین کی اور اس سے اس کے ساتھ نرمی کرنے کا مطالبہ کیا جسے اس نے قبول نہ کیا اور پولیس کو اس کی طرف بھیج دیا وہ اسے اور اس کے اصحاب کو لے آئے تو زیاد نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا میں نے حضرت معاویہؓ کی جو بیعت کی ہے اس پر قائم ہوں' زیاد نے کوفہ کے ستر اشخاص کو جمع کر کے کہا تم حجر اور اس کے اصحاب کے متعلق اپنی شہادت لکھو پھر اس نے انہیں حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ملی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا کہ وہ آپ سے ان کی رہائی کا مطالبہ کرے اور جب وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو آپ نے زیاد کا خط پڑھا اور حضرت معاویہؓ نے فرمایا انہیں عذراء کی طرف لے جا کر وہاں قتل کر دو۔ پس وہ انہیں لے گئے پھر انہوں نے ان میں سے سات آدمیوں کو قتل کر دیا پھر حضرت معاویہؓ کا ایلچی ان کی رہائی کا پیغام لے کر آیا اور یہ کہ ان سب کو آزاد کر دیا جائے' انہوں نے دیکھا کہ ان میں سے سات آدمی قتل ہو چکے ہیں اور باقی سات کو انہوں نے آزاد کر دیا اور حجر پہلے سات مقتولین میں شامل تھا اور اس نے قتل ہونے سے پہلے ان سے دو رکعت نماز پڑھنے کا مطالبہ کیا اور اس نے دو طویل رکعتیں پڑھیں اور کہا بلاشبہ یہ سب سے ہلکی نماز ہے جو میں نے پڑھی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایلچی ان کے کام سے فارغ ہو جانے کے بعد آیا' اور جب حضرت معاویہؓ نے حج کیا تو حضرت عائشہؓ نے انہیں کہا' جب تو نے حجر کو قتل کیا تو تیرا حلم کہاں غائب ہو گیا تھا آپ نے کہا جب میری قوم میں سے آپ جیسی ہستی مجھ سے غائب ہو گئی تو اس وقت میرا حلم بھی غائب ہو گیا۔

روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن الحارث نے حضرت معاویہؓ سے کہا' کیا آپ نے حجر بن الادبر کو قتل کر دیا ہے؟ حضرت معاویہ نے کہا' اس کا قتل مجھے ایک لاکھ آدمی کے قتل کرنے سے زیادہ محبوب ہے اور ابن جریر وغیرہ نے حجر بن عدی اور اس کے اصحاب سے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے اور آپ کے بارے میں ظالمانہ باتیں کرتے تھے اور امراء پر تنقید کرتے تھے اور ان پر عیب لگانے میں جلدی کرتے تھے اور اس بارے میں بہت مبالغہ کرتے تھے اور حضرت علیؓ کے پیروکاروں سے دوستی کرتے تھے اور دین میں تشدد کرتے تھے روایت ہے کہ جب وہ پابجولاں کوفہ سے شام آ رہا تھا تو راستے میں اس کی لڑکیاں اسے ملیں اور وہ رو رہی تھیں' وہ ان کی طرف مائل ہوا اور کہنے لگا' جو تمہیں کھلاتا اور پہناتا ہے وہ اللہ ہے اور وہ باقی ہے لیکن میرے بعد تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اس کی عبادت کرنا' یا تو میں چہرے کے بل قتل ہوں گا یا تمہاری طرف واپس آ جاؤں گا اور اللہ تم پر میرا قائم مقام ہے پھر وہ پابجولاں اپنے اصحاب کے پاس واپس چلا گیا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے وصیت کی کہ اسے بیڑیوں سمیت دفن کیا جائے اور اس کے ساتھ ایسے ہی کیا گیا لیکن انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں قبلہ رو کر کے دفن کیا اللہ ان پر رحم فرمائے اور انہیں

Marfat.com

معاف فرمائے اور شیعہ عورتوں میں سے ایک عورت ہند بنت زید بن مخرمہ انصاریہ نے حجر کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا ہے کہتے ہیں کہ وہ ہند حجر کی بہن ہے۔ واللہ اعلم

''اے روشن چاند اونچا ہو' کیا تو حجر کو چلتے دیکھتا ہے وہ معاویہ بن حرب کی طرف چلتا جا رہا ہے تا کہ وہ اسے قتل کر دے جیسا کہ امیر کا خیال ہے وہ نیک لوگوں کو قتل کرنا اپنے پر واجب سمجھتا ہے اور اس کی جماعت کا شریر آدمی اس کا وزیر ہے۔ ارے آگاہ رہو کاش حجر کسی روز مر جاتا اور اونٹ کی طرح ذبح نہ کیا جاتا۔ حجر کے بعد سرکشوں نے سرکشی اختیار کر لی ہے اور انہیں خورنق اور سدیر بھا گئے ہیں اور اس کے شہر قحط زدہ ہو گئے ہیں گویا بارش برسانے والے بادل نے انہیں سیراب نہیں کیا۔ اے حجر بن عدی تجھے سلامتی اور سرور ملے گا' مجھے تیرے متعلق خدشہ ہے' اس نے عدی کو ہلاک نہیں کیا اور دمشق میں ایک شیخ ہے جس کے پاس ایک مضبوط آدمی ہے' اگر تو ہلاک ہو گیا ہے تو دنیا سے لوگوں کا ہر لیڈر ہلاکت کی طرف جا رہا ہے پس مردہ ہونے کی حالت میں خدا کی رضامندی تجھے حاصل ہے اور وہاں باغات میں نعمتیں اور حوریں ہیں''۔

اور ابن عساکر نے اس کے بہت سے مراثی کا ذکر کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ حرملہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم کو بتایا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوالاسود مجھے خبر دی کہ حضرت معاویہؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا' تجھے اہل عذراء' حجر اور ان کے اصحاب کے قتل پر کس بات نے آمادہ کیا' حضرت معاویہؓ نے کہا یا ام المومنین! میں نے ان کے قتل میں امت کی بہتری اور ان کے ٹھہراؤ میں امت کا فساد دیکھا ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب عذراء میں کچھ لوگ قتل ہوں گے جن کے لیے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے غضب ناک ہو جائیں گے۔ یہ اسناد ضعیف منقطع ہے اور عبداللہ بن المبارک نے اسے ابن لہیعہ سے بحوالہ ابوالاسود روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ عنقریب عذراء میں کچھ لوگ قتل ہوں گے جن کے لیے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے غضب ناک ہو جائیں گے' اور یعقوب نے بیان کیا ہے کہ ابن لہیعہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ اے اہل عراق' عنقریب تم میں سے سات آدمی عذراء میں قتل ہوں گے ان کی مثال اصحاب الاخدود (خندقوں والے) کی سی ہوگی۔ آپ نے فرمایا حجر اور اس کے اصحاب قتل ہوں گے۔ ابن لہیعہ ضعیف ہے۔ اور امام احمدؒ نے عن ابی علیۃ عن ابن عون عن نافع روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ بازار میں تھے کہ آپ کو حجر کی وفات کی خبر دی گئی تو آپ نے اپنا گوٹھ مارنے والا کپڑا کھول دیا اور کھڑے ہو گئے اور رونے نے آپ پر غلبہ پا لیا' اور احمد نے عن عفان عن ابن علیۃ عن ایوب عن عبداللہ بن ابی ملیکہ یا کسی اور سے روایت کی ہے کہ جب حضرت معاویہؓ مدینہ آئے تو حضرت عائشہؓ کے پاس گئے تو آپ نے پوچھا کیا تو نے حجر کو قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا یا ام المومنین! میں نے لوگوں کی بہتری میں ایک شخص کے قتل کو ان کے فساد کی خاطر زندہ رہنے سے بہتر سمجھا ہے' اور حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید عن سعید بن المسیب عن مروان بیان کیا ہے کہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا اے معاویہؓ! تو نے حجر اور اس کے اصحاب کو قتل کیا ہے اور جو تو نے کرنا تھا کیا ہے' کیا تو ڈرتا نہیں کہ میں نے تیرے لیے قتل کے لیے ایک شخص کو چھپا رکھا ہے؟ حضرت معاویہؓ

Marfat.com

نے کہا' نہیں' میں دارالامان میں ہوں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے' ایمان' غفلت میں پکڑ کر قتل کرنے کی ضد ہے اور مومن غفلت میں حملہ کر کے قتل نہیں کرتا' یا ام المومنین اس کے علاوہ آپ کی ضروریات اور معاملات میں' میں کیسا ہوں' آپ نے فرمایا اچھے ہو' پھر کہنے لگے آپ مجھے اور حجر کو چھوڑ دیں حتیٰ کہ ہم اپنے رب کے ہاں باہم ملاقات کریں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے آپ سے حجاب اختیار کر لیا اور فرمایا میرے پاس کبھی نہ آنا اور وہ ہمیشہ نرمی اختیار کیے رہے حتیٰ کہ اندر آ گئے تو حضرت عائشہؓ نے حجر کے قتل کے بارے میں انہیں ملامت کی اور وہ مسلسل معذرت کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ انہیں دھمکاتی رہیں اور فرماتی رہیں کہ اگر ہمارے بیوقوف ہم پر غالب نہ آ جاتے تو مجھے اور حضرت معاویہؓ کو حجر کے قتل میں ایک قدر و منزلت حاصل ہوتی اور جب حضرت معاویہؓ نے آپ کے پاس عذر کیا تو آپ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا۔ اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ اس سال ان اکابر نے وفات پائی حضرت جریر بن عبداللہ البجلی حضرت جعفر بن ابی سفیان بن الحارث' حضرت حارثہ بن النعمان' حضرت حجر بن عدی' حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل' حضرت عبداللہ بن انیس' حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارث ثقفی رضی اللہ عنہم۔

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی:

آپ سورہ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے آپ نے رمضان ۱۰ھ میں اسلام قبول کیا' آپ آئے تو رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: اس راستے سے تمہارے پاس یمن والوں کا بہترین شخص آ رہا ہے اور اس کے چہرے پر شاہی نشان ہے' جب آپ آئے تو لوگوں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ رسول اللہ ﷺ کے بیان کے مطابق تھے' لوگوں نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا' روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ان کے ساتھ بیٹھے تو آپ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال زیاد نے الحکم بن عمرو کی وفات کے بعد الربیع بن زیاد الحارثی کو خراسان کا امیر مقرر کیا اور اس نے بلخ کو صلح سے فتح کر لیا اور انہوں نے احنف کے صلح کرنے کے بعد بلخ کو بند کر دیا تھا اور اس نے کوہستان کو بزور قوت فتح کر لیا اور اس کے پاس ترک رہتے تھے اس نے انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے صرف ایک ترک طرخان باقی رہ گیا جسے بعد میں قتیبہ بن مسلم نے قتل کر دیا جیسا کہ ابھی بیان ہو گا اور اس سال الربیع نے ماوراء النہر کے علاقے سے جنگ کی اور غانم وسالم رہا۔

اور اس سے قبل الحکم بن عمرو نے ماوراء النہر کے علاقے کو عبور کیا اور جس شخص نے سب سے پہلے نہر سے پانی پیا وہ الحکم کا غلام تھا اور اس نے اپنے آقا کو بھی پانی پلایا اور الحکم نے وضو کر کے نہر کے آگے دو رکعت نماز پڑھی پھر واپس آ گیا اور جب ابن ربیع نے ماوراء النہر کے علاقے سے جنگ کی تو یہ بھی غانم وسالم رہا اور ابو معشر اور واقدی کے قول کے مطابق اس سال یزید بن معاویہ نے لوگوں کو حج کروایا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ذوالخلصہ کی طرف بھیجا۔ یہ ایک گھر تھا جس کی دور جاہلیت میں تعظیم کرتا تھا' تو انہوں نے کہا کہ وہ گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا' آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے اللہ! اسے ثابت رکھ اور اسے ہادی اور مہدی بنا دے' پس حضرت معاویہؓ نے اسے جا کر گرا دیا۔ اور صحیحین میں ہے کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ نے مجھ سے حجاب اختیار نہیں کیا اور مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا ہے اور حضرت عمر بن الخطابؓ فرمایا کرتے تھے' جریر اس امت کا یوسف ہے اور عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا ہے میں نے حضرت جریر کو دیکھا آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا اور شعبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت جریر اور ایک جماعت' حضرت عمرؓ کے ساتھ ایک گھر میں تھے کہ حضرت عمرؓ نے ان میں سے کسی کی ریح کو سونگھا تو فرمایا میں اس ریح والے کو قسم دیتا ہوں کہ جب وہ اٹھے تو وضو کرے' حضرت جریر نے کہا یا امیر المومنین کیا ہم سب اٹھ کر وضو کریں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا' آپ جاہلیت میں کیا ہی اچھے سردار تھے اور آپ اسلام میں کیا ہی اچھے سردار ہیں اور آپ ہمدان پر حضرت عثمانؓ کے گورنر تھے' کہتے ہیں کہ وہاں پر آپ کی آنکھ ضائع ہو گئی اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو آپ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ سے الگ ہو گئے اور ہمیشہ جزیرہ میں مقیم رہے حتیٰ کہ ۵۱ھ میں السراۃ مقام پر فوت ہو گئے یہ قول واقدی کا ہے اور بعض نے آپ کی وفات ۵۴ھ میں اور بعض نے ۵۶ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت جعفر بن ابی سفیان بن عبدالمطلبؓ:

آپ نے فتح مکہ کے سال مکہ اور مدینہ کے درمیان آپ سے ملاقات کے وقت اپنے باپ کے ساتھ اسلام قبول کیا اور جب آپ نے دونوں کو واپس کیا تو ابوسفیان نے کہا' خدا کی قسم اگر آپ نے مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی تو میں اس کا ہاتھ پکڑ کر زمین میں چلا جاؤں گا اور کچھ معلوم نہ ہوگا کہ میں کہاں گیا ہوں' جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ کو اس پر رحم آ گیا اور اسے اجازت دے دی اور ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا اور نہایت اچھے مسلمان بن گئے حالانکہ قبل ازیں ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کو بہت اذیت دیا کرتا تھا اور آپ نے حنین میں شمولیت کی اور آپ اس روز ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں شامل تھے۔

حضرت حارثہ بن النعمان الانصاری النجاریؓ:

آپ بدر' احد' خندق اور دوسرے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ فضلاء صحابہؓ میں سے تھے' روایت ہے کہ آپ نے جبریل کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کے بعد مقاعد میں گفتگو کرتے دیکھا نیز آپ نے بنی قریظہ کے روز جبریل کو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں دیکھا اور صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں آپ کی قرأت کو سنا' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمن بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عثمان نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت حارثہ بن النعمان کی نظر بند ہو گئی تھی اور آپ نے اپنے مصلیٰ سے لے کر اپنے حجرے کے دروازے تک ایک دھاگا باندھا ہوا تھا اور جب کوئی مسکین آپ کے پاس آتا تو آپ اس سے کچھ کھجوریں لیتے پھر اس دھاگے کو پکڑ کر اس مسکین کے ہاتھ میں کھجوریں رکھ دیتے اور آپ کے اہل آپ سے کہتے ہم اس کام میں آپ کو کفایت کریں گے تو وہ فرماتے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے مسکین کو ہاتھ دراز کر کے عطیہ دینا بری موت سے بچاتا ہے۔

حضرت سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی:

آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور آپ حضرت عمر بن الخطابؓ کے عمزاد ہیں اور آپ کی ہمشیرہ عاتکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فاطمہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ آپ نے اور آپ کی بیوی فاطمہ نے حضرت عمرؓ سے

Marfat.com

پہلے اسلام قبول کیا اور دونوں نے ہجرت کی' آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے۔ عروہ' زہری' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحٰق' واقدی اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بدر میں شمولیت نہیں کی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور طلحہ بن عبید اللہ کو اپنے آگے قریش کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا اور یہ دونوں واپس نہ آئے حتیٰ کہ آپ بدر سے فارغ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کا حصہ اور اجر لگایا اور حضرت عمرؓ نے شوریٰ میں ان کا ذکر نہیں کیا کہ حضرت عمرؓ سے قرابت کی وجہ سے ان کی طرف داری نہ کی جائے اور انہیں خلیفہ مقرر کر دیا جائے اس لیے آپ نے ان کو ترک کر دیا' وگرنہ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جیسا کہ متعدد صحیح احادیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور آپ نے ان کے بعد امارت حاصل نہیں کی اور ہمیشہ اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ کوفہ میں فوت ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے مدینہ میں وفات پائی ہے اور یہی اصح قول ہے اور الفلاس وغیرہ نے آپ کی وفات ۵۱ھ میں اور بعض نے ۵۲ھ میں بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

آپ دراز قد اور بہت بالوں والے تھے' آپ کو حضرت سعدؓ نے غسل دیا اور آپ کو عقیق سے لوگوں کی گردنوں پر مدینہ لایا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر ستر سے چند سال اوپر تھی۔

حضرت عبداللہ بن انیس بن الجہنی ابو یحییٰ المدنی:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' آپ نے عقبہ میں شمولیت کی اور بدر میں شامل نہیں ہوئے اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت کی ہے آپ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ انصار کے بت توڑا کرتے تھے' صحیح میں آپ کی حدیث ہے کہ لیلۃ القدر ۲۳ کی رات ہوتی ہے' آپ ہی کو رسول اللہ ﷺ نے خالد بن سفیان الہذلی کی طرف بھیجا تو آپ نے اسے عرفہ میں قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنی چھڑی عطا فرمائی اور فرمایا میرے اور تمہارے درمیان جو تعلق ہے یہ چھڑی قیامت کے روز اس کی نشانی ہوگی۔ پس آپ نے اس چھڑی کے متعلق حکم دیا اور وہ آپ کے کفن کے ساتھ دفن کی گئی اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۱ھ میں وفات پائی ہے اور دیگر مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے ۵۴ھ میں وفات پائی ہے اور بعض نے آپ کی وفات ۸۰ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت ابوبکرۃ نفیع بن الحارثؓ:

ابن کلدۃ بن عمرو بن علاج بن ابی سلمہ ثقفی' آپ جلیل القدر صحابی ہیں' کہتے ہیں کہ آپ کا نام مسروح تھا اور آپ کو ابوبکرۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ طائف کی جنگ میں چرخی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اور ہر اس غلام کو جو اس روز بھاگ کر ان کے پاس آ گیا' آزاد کر دیا۔ آپ کی ماں کا نام سمیہ ہے جو زیاد کی ماں ہے اور آپ کا بھائی زیاد' حضرت مغیرہؓ کے خلاف زنا کی شہادت دینے والوں میں شامل ہیں اور ان دونوں کے ساتھ سہل بن معبد اور نافع بن الحارث بھی تھے اور جب زیاد نے شہادت میں دیر لگا دی تو حضرت عمرؓ نے باقی تینوں کو کوڑے لگائے پھر ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تو ابوبکرہ کے سوا سب نے توبہ کر لی' انہوں نے شہادت دینے کی ٹھان لی' حضرت مغیرہؓ نے کہا یا امیر المومنین مجھے اس غلام سے شفا دیجیے' حضرت عمرؓ نے انہیں ڈانٹ کر کہا خاموش رہ اگر شہادت مکمل ہو جاتی تو میں تیرے پتھروں سے تجھے سنگسار کرتا اور حضرت ابوبکرہ ان گواہوں سے بہتر تھے اور آپ فتنوں سے الگ رہنے والوں میں سے تھے اور آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے ایک سال قبل وفات پائی

Marfat.com

ہے اور آپ کی نماز جنازہ حضرت ابوبرزۃ الاسلمیؓ نے پڑھائی' رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان مواخات کروائی تھی۔

حضرت ام المومنین میمونہ بنت الحارث الہلالیہؓ:

اس سال ام المومنین حضرت میمونہ نے وفات پائی' رسول اللہ ﷺ نے ۷ھ میں عمرۃ القضاء میں آپ سے نکاح کیا' حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے۔ آپ ان کی بہن ام الفضل لبابہ بنت الحارث کے بیٹے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم ہونے کی حالت میں آپ سے نکاح کیا اور صحیح مسلم میں حضرت میمونہ سے ثابت ہے کہ آپ دونوں حلال تھے اور اکثریت کے نزدیک میمونہ کا قول حضرت ابن عباسؓ کے قول سے مقدم ہے اور ترمذی نے ابورافع سے روایت کی ہے۔ آپ دونوں کے درمیان سفیر تھے۔ کہ آپ دونوں حلال تھے' کہتے ہیں کہ آپ کا نام برۃ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام میمونہ رکھا' آپ نے اس سال مکہ اور مدینہ کے درمیان سرف مقام پر جہاں رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس گئے تھے' وفات پائی اور بعض نے ۶۳ھ اور بعض نے ۶۶ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول مشہور ہے اور آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول مشہور ہے اور آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۵۲ھ

اس سال سفیان بن عوف نے بلاد روم سے جنگ کی اور وہیں موسم سرما گزارا اور وہیں وفات پائی اور اپنے بعد عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری کو فوج کا امیر مقرر کیا اور بعض کا قول ہے کہ اس سال بلاد روم میں امیر جنگ بسر بن ارطاۃ تھے اور ان کے ساتھ سفیان بن عوف بھی تھے اس سال نائب مدینہ حضرت سعید بن العاصؓ نے لوگوں کو حج کروایا' یہ قول ابو معشر اور واقدی وغیرہ کا ہے اور موسم گرما میں محمد بن عبداللہ ثقفی نے جنگ کی اور اس سال شہروں کے عمال وہی تھے جو گزشتہ سال تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت خالد بن زید بن کلیب رضی اللہ عنہ:

ابوایوب الانصاری الخزرجی آپ نے بدر' عقبہ اور تمام معرکوں میں شمولیت کی اور حروریہ کے ساتھ جنگ میں حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہوئے اور جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو آپ ہی کے گھر میں فروکش ہوئے اور آپ کے ہاں ایک ماہ تک قیام کیا حتیٰ کہ مسجد اور اس کے اردگرد آپ کی رہائش گاہیں تعمیر ہوگئیں پھر آپ ان رہائش گاہوں میں منتقل ہوگئے اور حضرت ابوایوبؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر کے نچلے حصے میں اتارا' پھر آپ نے گناہ سے بچنے کے لیے آپ' حضور علیہ السلام کے اوپر ہیں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اوپر چلے جائیں اور وہ اور ام ایوب نیچے رہیں گے تو حضور ﷺ نے آپ کی بات قبول کرلی۔ اور ہم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوایوبؓ بصرہ میں آپ کے پاس آئے اور آپ بصرہ کے نائب تھے تو وہ آپ کی خاطر اپنے گھر سے نکل گئے اور آپ کو وہاں اتارا اور جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو جو چیزیں بھی اس میں موجود تھیں آپ ان کی خاطر ان سب سے دست کش ہوگئے اور آپ کو مزید تحائف اور بہت سے خادم بھی دیئے جو چالیس ہزار کے تھے اور چالیس غلام آپ کی تعظیم

Marfat.com

کے لیے دیئے کیونکہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں اتارا تھا اور یہ آپ کا بہت بڑا شرف ہے جب آپ کی بیوی نے آپ سے کہا کہ کیا آپ ان باتوں کو نہیں سنتے جو لوگ حضرت عائشہؓ کے بارے میں کر رہے ہیں؟ تو آپ نے اپنی بیوی ام ایوبؓ سے فرمایا کیا میں یہ کر رہا ہوں یا ام ایوب کر رہی ہے' وہ کہنے لگی خدا کی قسم ہم نہیں کر رہے' آپ نے فرمایا قسم بخدا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تجھ سے بہتر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ آپ کی وفات اس سال بلاد روم میں قسطنطنیہ کی فصیل کے نزدیک ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی وفات اس سے پہلے سال ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کے بعد والے سال میں ہوئی اور فوج میں یزید بن معاویہ بھی تھا اور اسی کو آپ نے وصیت جاری کرنے والا مقرر کیا اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے اہالیان مکہ میں سے ایک شخص کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن معاویہ اس فوج کا امیر تھا جس میں شامل ہو کر حضرت ابو ایوبؓ نے جنگ کی تھی' وہ موت کے وقت آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا' جب میں مر جاؤں تو لوگوں کو میرا اسلام کہنا اور انہیں بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص مر جائے اور وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور وہ چلیں اور مجھے سرزمین روم میں حتی المقدور دور تک لے جائیں' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت ابو ایوب فوت ہو گئے تو اس نے لوگوں کو بتایا اور لوگوں نے بات مان لی اور وہ آپ کے جنازہ کو لے گئے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو بکر نے اعمش سے بحوالہ ابو ظبیان ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ایوبؓ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ مل کر جنگ کی راوی بیان کرتا ہے آپ نے فرمایا جب میں مر جاؤں تو مجھے دشمن کی زمین میں لے جانا اور جہاں تم دشمن سے ملو' وہیں مجھے اپنے پاؤں تلے دفن کر دینا' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ جو شخص مر جائے اور وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو' وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور احمد نے اسے ابن نمیر اور یعلیٰ بن عبید سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے کہ میں نے ابو ظبیان کو سنا اور اس نے اس حدیث کو بیان کیا اور اس میں فرمایا میں ابھی تم سے ایک حدیث بیان کروں گا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' اگر میرا یہ حال نہ ہوتا تو میں اسے تم سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ جو شخص مر جائے اور وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے قاضی محمد بن قیس نے ابو صرمۃ سے بحوالہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا: میں نے تم سے ایک بات چھپائی ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کرتا جو گناہ کرتے اور وہ انہیں بخشتا۔ اور میرے نزدیک اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث کو یزید بن معاویہ نے امید کی انتہاء پر محمول کیا ہے اور ان کے باعث بہت سے قابل اعتراض افعال کیے ہیں' جیسا کہ ہم ابھی اس کے سوانح میں اسے بیان کریں گے۔ واللہ اعلم

واقدی نے بیان کیا ہے' حضرت ابو ایوبؓ نے ۵۲ھ میں رومیوں کی سرزمین میں وفات پائی اور قسطنطنیہ کے قریب دفن ہوئے اور جب رومیوں میں قحط پڑتا ہے تو وہ آپ کی قبر کے توسل سے بارش طلب کرتے ہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو قسطنطنیہ

Marfat.com

کی دیوار میں دفن کیا گیا ہے اور آپ کی قبر پر مزار اور مسجد ہے اور وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور ابوزرعہ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی ہے پہلا قول زیادہ قوی ہے۔ واللہ اعلم

اور ابوبکر بن خلاد نے بیان کیا ہے کہ الحارث بن ابی اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن المجر نے ہم سے بیان کیا کہ میسرہ بن عبدربہ نے عن موسیٰ بن عبیدہ عن الزہری عن عطاء بن یزید عن ابی ایوب الانصاری عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا دو شخص مسجد کی طرف جاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک واپس آجاتا ہے اور اس کی نماز دوسرے کی نماز سے زیادہ وزن دار ہے اور دوسرا بھی واپس آجاتا ہے اور اس کی نماز ذرہ کے برابر بھی نہیں ہوتی جب کہ وہ محارم الٰہی کے بارے میں دونوں سے زیادہ خوف کھانے والا اور نیکی کی طرف جلدی سے جانے کا زیادہ حریص ہے۔

حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے جس نے آپ سے اختصار کے ساتھ بتانے کی گذارش کی فرمایا جب تو نماز پڑھے تو آخری نماز کی طرح پڑھ اور ایسی بات نہ کر جس سے تجھے معذرت کرنی پڑے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامیدی کی نیت کرے۔

حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن غز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن جماہر بن الاشعر الاشعری آپ نے اپنے ملک میں اسلام قبول کیا اور خیبر کے سال حضرت جعفرؓ اور ان کے اصحاب کے ساتھ آئے اور محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ آپ نے پہلے مکہ کی طرف ہجرت کی پھر یمن کی طرف ہجرت کی اور یہ مشہور بات نہیں' اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کے ساتھ آپ کو یمن کا امیر مقرر کیا اور حضرت عمرؓ نے بصرہ پر آپ کو نائب مقرر کیا' اور آپ نے تستر کو فتح کیا اور جابیہ میں حضرت عمرؓ کے خطبہ میں شامل ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے آپ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور آپ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان دو پنچوں میں سے ایک تھے اور جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمروؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دھوکا دیا۔ آپ صحابہؓ کے قراء اور فقہاء میں سے تھے اور اپنے زمانہ میں سب صحابہؓ سے خوش آواز تھے۔ ابوعثمان النہدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے کسی بانسری' چنگ اور بربط کی آواز کو' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز سے اچھا نہیں پایا' اور حدیث میں لکھا ہے کہ آل داؤد کے مزامیر میں سے مجھے یہ مزمار عطا کیا گیا ہے' اور حضرت عمر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے فرمایا کرتے تھے اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہمیں ہمارا رب یاد دلا دو۔ پس آپ پڑھتے تو وہ سنتے' اور شعبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وصیت میں لکھا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا میرے کسی عامل کو ایک سال سے زیادہ برقرار نہ رکھا جائے۔ پس آپ چار سال برقرار رہے۔ اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے۔ یہ بعض مؤرخین کا قول ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال میں وفات پائی ہے اور بعض نے آپ کی وفات ۴۲ھ میں بیان کی ہے اور بعض نے کچھ اور بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

جنگ تحکیم کے بعد آپ نے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی تو آپ نے مکہ میں وفات پائی' اور بعض نے آپ کی وفات الثویہ مقام پر بیان کی ہے جو کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے آپ پستہ قد نحیف جسم اور بے ریش تھے ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن المغفل المزنی رضی اللہ عنہ:

آپ رونے والوں میں سے ایک تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے لوگوں کو سمجھانے کے لیے بصرہ بھیجا تھا۔ اور آپ تستر کی فتح کے وقت مسلمانوں میں سے سب سے پہلے اس میں داخل ہونے والے ہیں۔ لیکن صحیح بات وہ ہے جسے بخاری نے بحوالہ مسدد بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۷ھ میں وفات پائی ہے اور ابن عبدالبر نے آپ کی وفات ۶۰ھ میں بیان کی ہے اور بعض دوسروں نے ۶۱ھ بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہو گئی ہے اور وہاں ایک جگہ ہے جو اس تک پہنچ جاتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے۔ آپ اس تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگے تو آپ سے دریافت کیا گیا' کیا آپ اس تک پہنچنا چاہتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس دنیا کا اتنا سامان ہے؟ آپ بیدار ہوئے تو اپنے خزانے کی طرف گئے جس میں بہت سا سونا پڑا تھا اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ آپ نے اسے مسکینوں' محتاجوں اور قرابت داروں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت عمران بن حصین بن عبید رضی اللہ عنہ:

ابن خلف ابو نجید الخزاعی' آپ اور حضرت ابوہریرہؓ نے خیبر کے سال اسلام قبول کیا۔ اور آپ نے غزوات میں شمولیت کی آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے' عبداللہ بن عامر نے آپ کو بصرہ پر قاضی مقرر کیا تو آپ نے وہاں ان کے لیے فیصلے کیے پھر آپ نے اسے استعفیٰ دے دیا تو اس نے آپ کے استعفیٰ کو قبول کر لیا اور آپ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ اس سال میں وفات پا گئے۔ حسن اور ابن سیرین بصری نے کہا ہے کہ بصرہ میں ان سے بہتر سوار نہیں آیا اور فرشتے انہیں سلام کہتے تھے۔ اور جب آپ نے اپنے آپ کو داغ دیا تو ان کا سلام منقطع ہو گیا پھر وہ آپ کی موت سے تھوڑا عرصہ قبل دوبارہ آئے اور وہ آپ کو سلام کیا کرتے تھے۔

حضرت کعب بن عجرۃ الانصاریؓ ابو محمد المدنی:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں اور آپ ہی کے بارے میں حج میں فدیہ کی آیت نازل ہوئی ہے' آپ نے اس سال وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال میں ۷۵ یا ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ:

آپ حفنہ بن قتیرۃ الکندی الخولانی المصری' آپ اکثر مؤرخین کے قول کے مطابق بلند قدر صحابی ہیں اور ابن حبان نے ثقہ تابعین میں آپ کا ذکر کیا ہے' اور پہلا قول صحیح ہے' آپ نے فتح مصر میں شمولیت کی اور آپ ہی حضرت عمرؓ کے پاس اسکندریہ کی فتح کی بشارت لے کر آئے تھے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ بربریوں کی جنگ میں شامل ہوئے اور اس روز آپ کی آنکھ جاتی رہی اور بلاد مغرب میں بہت سی جنگوں کو آپ کے سپرد کیا گیا اور حضرت علیؓ کے زمانے میں بلاد مصر میں آپ عثمانی تھے اور آپ نے کلیۃً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی اور جب حضرت معاویہؓ نے مصر پر قبضہ کیا تو آپ نے ان کی عزت کی پھر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے بعد آپ کو مصر کا نائب مقرر کر دیا' انہوں نے اپنے باپ کے بعد وہاں دو سال نیابت کی پھر

Marfat.com

حضرت معاویہؓ نے آپ کو معزول کر کے معاویہ بن خدیج کو امیر مقرر کر دیا اور آپ ہمیشہ مصر میں رہے حتیٰ کہ اس سال میں آپ نے وہیں وفات پائی۔

حضرت ہانی بن نیار ابو بردۃ البلوی:

جو بچہ ہائے بز کے ذبح کرنے اور دیگر قربانیوں کے مقابلہ میں ان کے ٹکڑے کرنے میں مخصوص ہیں' آپ عقبہ' بدر اور تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور فتح مکہ کے روز بنو حارثہ کا جھنڈا آپ کے پاس تھا۔

۵۳ھ

عبدالرحمٰن بن ام الحکم نے اس سال بلاد روم سے جنگ کی اور وہیں موسم سرما گزرا اور اسی سال مسلمانوں نے جنادہ بن ابی امیہ کی سرکردگی میں جزیرہ روڈس کو فتح کیا اور وہاں مسلمانوں کے ایک دستے نے اقامت کر لی جو کفار پر بڑے سخت تھے اور سمندر میں ان سے الجھتے تھے اور ان کے راستے کو روکتے تھے اور حضرت معاویہؓ انہیں رسد اور بہت عطیات دیتے تھے اور وہ فرنگیوں سے بہت محتاط تھے اور ایک عظیم قلعے میں رات بسر کرتے تھے۔ جس میں ان کی ضروریات اور چوپائے اور خزائن تھے اور سمندر پر ان کے نگہبان رہتے تھے جو انہیں دشمن کی آمد اور تدبیر سے متنبہ کرتے تھے اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ یزید بن معاویہ اپنے باپ کے بعد امیر بن گیا اور اس نے انہیں اس جزیرہ سے ہٹا دیا اور وہاں مسلمانوں کے بہت سے اموال اور کھیت تھے اور اس سال والی مدینہ حضرت سعید بن العاصؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔ یہ قول ابو معشر اور واقدی کا ہے اور اس سال جبلہ بن الایہم نے وفات پائی جیسا کہ ان کے سوانح کے آخر میں ہم اس کے حالات بیان کریں گے۔

حضرت الربیع بن زیاد الحارثی:

آپ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے آپ خراسان پر زیاد کے نائب تھے' آپ کے پاس حجر بن عدی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اس پر افسوس کیا اور فرمایا خدا کی قسم! اگر عرب اس کے لیے جوش میں آجاتے تو اسے باندھ کر قتل نہ کیا جاتا لیکن عرب مطمئن ہو گئے اور ذلیل ہو گئے پھر جمعہ کا دن آیا تو آپ نے منبر پر اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ کو موت دے دے پس آپ دوسرے جمعہ تک زندہ نہ رہے اور آپ نے اپنی عملداری پر اپنے بیٹے عبداللہ بن الربیع کو نائب مقرر کیا اور زیاد نے اسے اس پر برقرار رکھا اور اس کے دو ماہ بعد وہ فوت ہو گیا اور اس نے ان کی عملداری خراسان پر خلید بن عبداللہ حنفی کو نائب مقرر کیا اور زیاد نے اسے برقرار رکھا۔

حضرت رویفع بن ثابت:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں آپ فتح مصر میں شامل ہوئے اور بلاد مغرب میں آپ نے شاندار کارنامے دکھائے اور نائب مصر مسلمہ بن مخلد کی جانب سے والی ہونے کی حالت میں برقہ میں وفات پا گئے۔

زیاد بن ابی سفیان:

اس سال کے رمضان میں زیاد بن ابی سفیان جسے زیاد بن ابیہ اور زیاد بن سمیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور وہ اس کی ماں تھی۔ نے طاعون سے وفات پائی۔ اور اس کا باعث یہ ہوا کہ اس نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھا کہ میں نے اپنے بائیں ہاتھ سے عراق کو آپ کے

Marfat.com

کنٹرول میں کر دیا ہے اور میرا دایاں ہاتھ فارغ ہے' آپ اس بارے میں میرا خیال رکھیں اور وہ آپ کے سامنے یہ پیشکش کر رہا تھا کہ اسے بلاد حجاز میں آپ نائب بنا دیں' جب اہل حجاز کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر اس بارے میں شکایت کی اور اپنے پر زیاد کے امیر بننے سے خوفزدہ ہو گئے کہ وہ ان پر اسی طرح ظلم کرے گا جیسے اس نے اہل عراق پر کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ نے قبلہ رو ہو کر زیاد کے متعلق بددعا کی اور لوگ آمین کہتے جاتے تھے' پس عراق میں زیاد کے ہاتھ میں طاعون ہو گئی جس سے اس کا دل تنگ ہو گیا اور اس نے قاضی شریح سے اپنے ہاتھ کے قطع کے بارے میں مشورہ کیا تو شریح نے اسے کہا میری یہ رائے نہیں ہے' اگر موت میں وسعت نہیں تو تو اللہ کو ہاتھ کٹے ہونے کی صورت میں ملے گا اور تو نے اس کی ملاقات کے خوف سے اپنا ہاتھ تو کاٹ دیا ہو گا اور اگر تیری کچھ مدت باقی ہے تو تو لوگوں میں ہاتھ کٹے ہونے کی صورت میں باقی رہے گا اور تیرے بیوی بچوں کو اس سے عار دلائی جائے گی' پس اس نے اسے اس ارادے سے موڑ دیا۔ اور جب شریح اس کے ہاں سے نکلا تو بعض لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہنے لگے تو نے اسے اپنا ہاتھ کیوں نہیں قطع کرنے دیا؟ اس نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ زیاد کہنے لگا' کیا میں اور طاعون ایک بستر میں سوئیں گے؟ پس اس نے اپنا ہاتھ قطع کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور جب داغ دینے کا آلہ اور لوہا لایا گیا تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اس ارادے کو ترک کر دیا' کہتے ہیں کہ اس نے ایک سو پچاس اطباء کو اس گرمی کے علاج کے لیے جمع کیا جو اس کے باطن میں پائی جاتی تھی ان میں سے تین تو کسریٰ بن ہرمز کے معالج تھے مگر وہ حتمی فیصلے اور تقدیر میں لکھی ہوئی بات کو رد نہ کر سکے اور وہ اس سال کے ماہ رمضان کی تین تاریخ کو فوت ہو گیا اور اس نے پانچ سال عراق میں امارت کی اور کوفہ کے باہر الثویہ میں دفن ہوا' حالانکہ وہ وہاں سے حجاز کا امیر بننے کے لیے نکلا تھا اور جب اس کی موت کی اطلاع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اے ابن سمیہ میں تیری طرف جاتا ہوں' تیرے لیے نہ دنیا باقی رہی ہے اور نہ تو نے آخرت کو حاصل کیا ہے ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے بحوالہ ہشام بن محمد مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ثعلبہ ابوالمقدام الانصاری نے عن امہ عن عائشہ عن ابیہا عبدالرحمٰن بن السائب الانصاری مجھ سے بیان کیا کہ زیاد نے اہل کوفہ کو جمع کیا اور ان سے مسجد صحن اور محل بھر گیا تا کہ ان کے سامنے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے برأت کا اظہار کرے' عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں اپنے انصار دوستوں کی جماعت میں تھا اور لوگ اس کی وجہ سے بڑی الجھن اور تنگی میں تھے' راوی بیان کرتا ہے' مجھے کچھ اونگھ آ گئی اور میں نے ایک طویل گردن چیز کو آتے دیکھا جس کی گردن اونٹ کی گردن کی طرح تھی' پلکیں لمبی اور ہونٹ لٹکے ہوئے تھے میں نے پوچھا تو کیا ہے؟ اس نے کہا میں گردن والا چرواہا ہوں مجھے اس محل کے مالک کی طرف بھیجا گیا ہے' میں گھبرا کر بیدار ہو گیا اور میں نے اپنے اصحاب سے کہا' کیا جو کچھ میں نے دیکھا ہے' تم نے بھی دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں' تو میں نے انہیں بتایا اور محل سے باہر آنے والے ایک شخص نے ہمارے پاس آ کر کہا' امیر تمہیں کہتا ہے کہ میرے پاس سے واپس چلے جاؤ مجھے تمہاری ضرورت نہیں اور اچانک اسے طاعون ہو گئی' اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ جب زیاد کوفہ کا امیر بنا تو اس نے کوفہ کے سب سے بڑے عبادت گزار کے متعلق دریافت کیا تو اسے ایک شخص کے متعلق بتایا گیا جسے ابوالمغیرہ حمیری کہا جاتا تھا زیاد نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اپنے گھر میں

Marfat.com

رہو اور اس سے باہر نہ نکلو۔ اور تم جس قدر مال چاہو گے میں تمہیں دوں گا' اس نے کہا اگر تم مجھے زمین کی بادشاہت بھی دے دو میں نماز باجماعت کے لیے باہر نکلنا نہ چھوڑوں گا' اس نے کہا جماعت کی پابندی کرو اور کوئی بات نہ کرو' اس نے کہا میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہیں چھوڑ سکتا' پس زیاد کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کے بیٹے نے اسے کہا' اے میرے باپ میں نے آپ کے لیے ساٹھ کپڑے تیار کیے ہیں جن میں آپ کو کفن دوں گا' اس نے کہا اے میرے بیٹے تمہارے باپ کے پاس وہ چیز آ گئی ہے یا تو اس کے لباس سے اسے بہتر لباس ملے گا اور یا اس کا لباس جلدی سے چھین لیا جائے گا اور یہ نہایت غریب حدیث ہے۔

حضرت صعصعہ بن ناجیہ:

ابن عفان بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم' آپ جاہلیت اور اسلام میں سردار تھے' کہتے ہیں کہ آپ نے جاہلیت میں تین سو ساٹھ درگور لڑکیوں کو زندہ کیا اور بعض نے چار سو اور بعض نے چھیانوے بیان کی ہیں اور جب آپ نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فرمایا اس کا اجر آپ کو یہ ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اسلام کا انعام کیا ہے اور آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ درگور لڑکی کو زندہ کرنے والے پہلے شخص ہیں' آپ اپنی دو بدکی ہوئی اونٹنیوں کی تلاش میں گئے' آپ بیان کرتے ہیں اسی دوران میں' میں رات کو چل رہا تھا کہ میں نے ایک آگ دیکھی جو ایک دفعہ روشن ہو جاتی اور دوسری دفعہ بجھ جاتی اور مجھے اس کی طرف جانے کا رستہ نہ ملتا۔ میں نے کہا اے اللہ تیرا مجھ پر احسان ہوگا اگر تو مجھے اس تک پہنچا دے' تو اگر میں نے آگ والوں پر ظلم ہوتے پایا تو میں ان سے ظلم کو دور کروں گا' آپ بیان کرتے ہیں' میں آگ تک پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی عمر کا شیخ آگ جلا رہا ہے اور اس کے پاس عورتیں جمع ہیں' میں نے ان عورتوں سے کہا تم کیا ہو؟ انہوں نے کہا اس عورت نے ہمیں تین دن سے روک رکھا ہے نہ آزاد ہوتی ہے نہ نجات پاتی ہے' گھر کے مالک شیخ نے مجھے کہا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے کہا' میں اپنی دو بدکی ہوئی اونٹنیوں کی تلاش میں ہوں۔ اس نے کہا تو نے انہیں پا لیا ہے وہ ہمارے اونٹوں میں ہیں' آپ بیان کرتے ہیں میں اس کے ہاں اتر پڑا اور جونہی میں اترا ان عورتوں نے کہا اس عورت نے بچہ جنا ہے شیخ نے کہا' اگر وہ نر ہے تو کوچ کر جاؤ اور اگر وہ مادہ ہے تو مجھے اس کی آواز نہ سنانا' میں نے کہا تم اپنے بچے کو کیوں قتل کرتے اور اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے؟ اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے میں نے کہا میں اسے تجھ سے چھٹکارا دلاتا ہوں اور اسے تمہارے پاس چھوڑتا ہوں حتیٰ کہ وہ تجھ سے جدا ہو جائے یا مر جائے' اس نے کہا کتنے ہیں؟ میں نے کہا بنی ایک اونٹنی کے عوض اس نے کہا نہیں' میں نے کہا دونوں کے عوض' اس نے کہا نہیں سوائے اس کے کہ تو اپنا یہ اونٹ مجھے مزید دے بلاشبہ میں اسے خوش رنگ جوان پاتا ہوں' میں نے کہا بہت اچھا مگر شرط یہ ہے کہ تو مجھے میرے اہل کی طرف لوٹا دے۔

اس نے کہا بہت اچھا' اور جب وہ ان کے ہاں سے نکلی تو میں نے دیکھا کہ میں نے جو کام اللہ کے احسان سے کیا تھا اس کے ذریعے اس نے مجھ سے بھلائی کی اور اس کی طرف میری رہنمائی کی اور میں نے اللہ کے لیے یہ شرط کر لی کہ جو بھی درگور لڑکی مجھے ملے گی میں اسے اسی طرح فدیہ دے کر چھڑاؤں گا جس طرح میں نے اسے چھڑایا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں ابھی اسلام نہیں آیا تھا کہ میں نے چھیانوے درگور لڑکیوں کو زندہ کیا اور قرآن میں مسلمانوں پر اس کی تحریم نازل ہوئی۔

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر

جبلہ بن الایہم الغسانی:

عرب عیسائیوں کا بادشاہ' جبلہ بن الایہم بن جبلہ بن الحارث بن ابی الشمر' اس کا نام المنذر بن الحارث تھا اور وہ بالیوں والی ماریہ کا بیٹا تھا اور وہ ثعلبہ بن عمرو بن جفنہ کا بیٹا تھا اور اس کا نام کعب بن ابو عامر بن حارثہ بن امری القیس تھا اور ماریہ' ارقم بن ثعلبہ بن عمرو بن جفنہ کی بیٹی تھی اور اس کے نسب کے بارے میں اس کے علاوہ بھی کچھ بیان کیا جاتا ہے اور اس کی کنیت جبلہ ابوالمنذر الغسانی الجفنی تھا اور یہ غسان کا بادشاہ تھا اور وہ ہرقل کے زمانے میں عرب کے نصاریٰ تھے اور غسان' انصار کے چچا اوس اور خزرج کی اولاد ہیں اور جبلہ' غسان کا آخری بادشاہ تھا' رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب کے ہاتھ اسے دعوتِ اسلام دیتے ہوئے خط لکھا تو یہ مسلمان ہو گیا اور اپنے اسلام کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ وہ بالکل مسلمان نہیں ہوا اور یہی صراحت واحدی اور سعید بن عبدالعزیز نے کی ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں رومیوں کے ساتھ یرموک کے معرکے میں شامل ہوا پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمان ہو گیا' اتفاق سے اس نے دمشق میں مزینہ کے ایک شخص کی چادر کو روند دیا تو اس مزنی نے اسے تھپڑ مار دیا' جبلہ کے ساتھی اسے ابوعبیدہ کے پاس لے گئے اور کہنے لگے اس شخص نے جبلہ کو تھپڑ مارا ہے' ابوعبیدہ نے کہا' جبلہ بھی اسے تھپڑ مارے گا' انہوں نے کہا یہ قتل نہ ہو گا' انہوں نے کہا نہیں انہوں نے کہا اس کا ہاتھ بھی قطع نہیں ہو گا؟ انہوں نے کہا نہیں' اللہ تعالیٰ نے قصاص کا حکم دیا ہے' جبلہ نے کہا' کیا تمہاری رائے ہے کہ میں مدینہ کی جانب سے آنے والے مازنی کے چہرے کے بدلہ میں اپنا چہرہ رکھ دوں؟ یہ دین بہت برا ہے' پھر وہ مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور اپنے اہل کے ساتھ چلا گیا حتیٰ کہ رومیوں کی سرزمین میں داخل ہو گیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ پر یہ بات گراں گزری اور آپ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا' آپ کا دوست جبلہ اسلام سے مرتد ہو گیا ہے' انہوں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا مزینہ کے ایک شخص نے اسے تھپڑ مارا ہے' انہوں نے کہا اسے اس کا حق ہے تو حضرت عمرؓ نے اس کے پاس کر اسے درہ سے مارا۔

اور واقدی نے اسے معمر وغیرہ سے عن الزہری عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور اسے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے اسانید سے بیان کیا ہے اور یہ سب سے مشہور قول ہے' اور ابن الکلبی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جبلہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو آپ اس کے اسلام سے خوش ہوئے پھر آپ نے اسے بلا بھیجا تا کہ اسے مدینہ میں دیکھیں اور بعض کا قول ہے کہ جبلہ نے آپ کے پاس آنے کے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی تو وہ اپنی قوم کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ سوار ہو کر آیا بعض کا قول ہے کہ ایک سو پچاس اور بعض کا قول ہے کہ پانچ سو سواروں کے ساتھ آیا۔ اور حضرت عمرؓ کے تحائف اسے ملے اور آپ نے اس کے مدینہ پہنچنے سے قبل کئی دن کے فاصلے پر اس کی مہمان نوازی کی اور اس کی آمد کا دن جمعہ کا دن تھا وہ آیا تو اس نے اپنے گھوڑوں کو سونے اور چاندی کے ہار پہنا رکھے تھے اور اپنے سر پر موتیوں اور

Marfat.com

جواہرات سے مرصع تاج پہنے ہوئے تھا اور اس میں اس کی دادی ماریہ کی بالی بھی تھی اور مدینہ کے مرد وزن اسے دیکھنے کو نکلے اور جب اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کہا تو حضرت عمرؓ نے اس کو خوش آمدید کہا اور اس کی نشست گاہ کو قریب کیا اور اس نے اس سال کے حج میں حضرت عمرؓ کے ساتھ شمولیت کی' اسی دوران میں کہ وہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اچانک بنی فزارہ کے ایک شخص نے اس کے تہبند کو روند دیا اور وہ کھل گیا۔ جبلہ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس شخص کی ناک توڑ دی' بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اس کی آنکھ پھوڑ دی' فزاری نے اس کے خلاف حضرت عمرؓ سے مدد طلب کی اور اس کے ساتھ بنو فزارہ کے بہت سے لوگ تھے' حضرت عمرؓ نے جبلہ کو طلب کیا تو اس نے اعتراف کیا' حضرت عمرؓ نے اسے کہا میں تجھ سے اس کا قصاص لوں گا' اس نے کہا کیسے' میں بادشاہ ہوں اور وہ رعیت ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا' اسلام نے تجھے اور اسے اکٹھا کر دیا ہے اور تو تقویٰ کے بغیر اس پر فضیلت نہیں رکھتا' جبلہ نے کہا میرا خیال تھا کہ میں اسلام میں جاہلیت سے زیادہ معزز ہوں گا' حضرت عمرؓ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑیئے' اگر تو نے اس شخص کو راضی نہ کیا تو میں اس کا تجھ سے قصاص لوں گا' اس نے کہا پھر میں عیسائی ہو جاؤں گا' آپ نے فرمایا اگر تو عیسائی ہوا تو میں تجھے قتل کر دوں گا' پس جب اس نے حد کو دیکھا تو کہنے لگا آج شب میں اپنے معاملے میں غور کروں گا' اور وہ حضرت عمرؓ کے پاس سے واپس چلا گیا اور جب رات تاریک ہو گئی تو اپنی قوم اور اپنے اطاعت کنندوں کے ساتھ سوار ہو کر شام کو چلا گیا پھر رومیوں کے ملک میں داخل ہو گیا اور قسطنطنیہ میں ہرقل کے پاس آیا' تو ہرقل نے اسے خوش آمدید کہا اور بہت سے شہر اسے جاگیر میں دیئے۔ اور اس کے لیے بہت سی رسد مقرر کر دی اور اسے شاندار تحائف دیئے اور اسے اپنی مجلس شب کی باتیں کرنے والوں میں شامل کر لیا اور وہ ایک عرصہ تک اس کے پاس ٹھہرا رہا' پھر حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے ہاتھ جسے جثامہ بن مساحق الکنانی کہا جاتا تھا' ہرقل کو خط لکھا اور جب ہرقل کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا تو ہرقل نے اسے کہا' کیا تو اپنے عمزاد جبلہ سے ملا ہے؟ اس نے کہا نہیں' اس نے کہا اسے مل لے' تو اس نے اس کے ساتھ اپنے ملاقات کرنے کا ذکر کیا اور اپنے لباس' بچھونے' نشست گاہ' لونڈیوں اور اچھی گذران کے لحاظ سے وہ جس دنیاوی سرور و آسائش میں تھا اس نے اس کا ذکر کیا' اس کے اردگرد خوبصورت خدام اور لونڈیاں تھیں اور دارالاسلام کے عوض میں جو اسے کھانا پینا' خوشی اور گھر ملا تھا اس نے اس کا ذکر بھی کیا اس شخص نے بتایا کہ حضرت عمرؓ نے اسے شام کی طرف واپس جانے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہے' اس نے کہا کیا میرے ارتداد اختیار کرنے کے بعد بھی؟ اس نے کہا ہاں' اشعث بن قیس مرتد ہو گیا اور اس نے ان کے ساتھ تلواروں سے جنگ کی' پھر جب اس نے حق کی طرف رجوع کیا تو آپ نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ ام فروہ کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ راوی بیان کرتا ہے اسے کھانا پینا بھول گیا اور اسے شراب پیش کی گئی تو اس نے انکار کر دیا اور جبلہ نے بہت شراب پی یہاں تک کہ مدہوش ہو گیا' پھر اس نے اپنی گلوکارہ لونڈیوں کو گانے کا حکم دیا تو انہوں نے سارنگی کے ساتھ حضرت حسانؓ کے اشعار سنائے جن میں انہوں نے غسانی عمزادوں کی مدح کی ہے اور جبلہ کے والد کی ان زندگی کے بارے میں اشعار ہیں۔

''اس گروہ کے کیا کہنے جن کے ساتھ پہلے زمانے میں میں نے جلق مقام پر شراب نوشی کی' جفنہ کی اولاد اپنے باپ کی قبر کے اردگرد ٹھہری ہے جو ابن ماریہ صاحب فضل و کرم کی قبر ہے اور جو مصیبت زدہ ان کے پاس آتا ہے وہ اسے صبح و شام

خالص خوشگوار شراب پلاتے ہیں‘ وہ سفید رو ہیں ان کے احساب اعلیٰ ہیں اور پہلے طریق سے وہ بلند بنی ہیں‘ وہ آتے ہیں حتیٰ کہ ان کے کتے نہیں بھونکتے اور وہ آنے والے لوگوں کے متعلق دریافت نہیں کرتے‘‘۔

راوی بیان کرتا ہے‘ اسے ان گلوکاراؤں کے قول نے حیران کر دیا‘ پھر اس نے کہا یہ ہمارے متعلق اور ہماری حکومت کے متعلق حضرت حسان بن ثابتؓ انصاری کے اشعار ہیں پھر اس نے مجھے کہا‘ اس کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا‘ میں نے اسے اندھا شیخ کبیر ہونے کی حالت میں چھوڑا ہے پھر اس نے ان گلوکاراؤں سے کہا مجھے خوش کرو تو وہ حضرت حسانؓ کے اشعار گانے لگیں۔

’’مغان مقام پر یرموک کے بالائی علاقے اور صمان کے درمیان کس کے گھر ویران ہو گئے ہیں۔ دوانی کے محلات کے لیے بلاس کے قریات‘ داریا اور سکا‘ خالی ہو گئے ہیں‘ جاسم کا فنا اور الصفر کی وادیاں‘ قبائل اور اچھی نسل کے اونٹوں کے رہنے کی جگہ ہیں‘ اور یہ انیس اور ملوک کے بعد عزیز کا عظیم ستونوں والا گھر ہے‘ ان گھروں میں مسیح کی نمازیں اور پادریوں اور راہبوں کی دعائیں ہیں‘ یہ زمانے میں آل جفنہ کی رہائش گاہ ہے جسے زمانے کے نوبت یہ نوبت آنے نے مٹا دیا ہے‘ مجھے صاحب مرتبہ کے حق نے وہاں صاحب تاج کے پاس میری نشست اور جگہ دکھائی ہے‘ ان کی ماں انہیں کھودے اور اس نے انہیں اس روز کھو دیا تھا جب وہ حارث خولانی کے ہاں اترے تھے‘ عید فصح قریب آ گئی ہے اور لڑکیاں جلدی سے مونگے کے تاج بنا رہی ہیں‘‘۔

پھر اس نے کہا‘ یہ ابن الغریعہ حسان بن ثابت نے ہمارے متعلق‘ ہماری حکومت کے متعلق اور ہمارے ان گھروں کے متعلق اشعار کہے ہیں جو غوطہ دمشق کے اطراف میں ہیں‘ راوی بیان کرتا ہے پھر اس نے طویل خاموشی اختیار کی‘ پھر اس نے انہیں کہا مجھے رلاؤ‘ تو انہوں نے اپنی سارنگیاں نیچے رکھ دیں اور اپنے سر جھکا لیے اور کہنے لگیں۔

’’تھپڑ کی عار سے اشراف نصرانی بن گئے اور اگر تو صبر کرتا تو اس میں کچھ ضرر نہ تھا‘ مجھے اس میں جھگڑے اور نخوت نے گھیر لیا اور میں نے وہاں صحیح آنکھ کو کانی آنکھ کے بدلے میں فروخت کر دیا‘ کاش میری ماں مجھے جنم نہ دیتی اور کاش میں اس قول کی طرف رجوع کرتا جو مجھے حضرت عمرؓ نے کہا تھا اور کاش میں جنگل میں اونٹ چراتا اور ربیعہ اور مضر میں اسیر ہوتا اور کاش شام میں میری کوئی معمولی معیشت ہوتی اور میں سمع و بصر ضائع کرنے والی اپنی قوم کو بٹھاتا‘ دین وہ ہے جسے انہوں نے شریعت کے بیان کے باعث قبول کیا ہے اور وہ بڑی مکڑی کو برداشت کر لیتا ہے‘‘۔

راوی بیان کرتا ہے‘ اس نے اپنا ہاتھ چہرے پر رکھا اور رو پڑا حتیٰ کہ اس نے اپنے آنسوؤں سے اپنی داڑھی تر کر دی اور میں بھی اس کے ساتھ رو پڑا پھر اس نے پانچ سو ہرقلی دینار منگوائے اور کہا انہیں لے کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پہنچا دو اور دوسری بار لا کر کہا لے یہ تیرے لیے ہیں‘ میں نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں اور میں تجھ سے کوئی چیز قبول نہیں کروں گا‘ تو اسلام سے مرتد ہو چکا ہے‘ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت حسانؓ کے دیناروں میں وہ دینار شامل کر دیے اور ایک ہزار ہرقلی دینار بھیجے پھر اس نے اسے کہا‘ میری طرف سے حضرت عمر بن الخطابؓ اور دیگر مسلمانوں کو سلام پہنچا دینا اور جب میں حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو میں نے آپ کو اس کے حالات بتائے آپ نے فرمایا تو نے اسے شراب نوشی کرتے دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اللہ اسے

Marfat.com

ہلاک کرے اس نے باقی رہنے والی دنیا کے مقابلہ میں فانی دنیا کو حاصل کرنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے اور اس کی تجارت نے نفع نہیں دیا پھر فرمایا اس نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو کیا بھیجا ہے میں نے کہا پانچ سو ہرقلی دینار' آپ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بلا کر وہ دینار انہیں دے دیئے اور انہوں نے وہ دینار لے لیے اور وہ یہ اشعار کہہ رہے تھے۔

''ابن جفنہ' قوم کا چیدہ شخص ہے' ان کے آباء بخل کے پیچھے نہیں پڑے' جب وہ شام کا مالک تھا اس وقت بھی اس نے مجھے نہیں بھلایا اور نہ رومیوں کے ساتھ عیسائی ہو جانے پر مجھے بھلایا ہے' وہ بہت دیتا ہے اور وہ اسے اپنے ہاں عاجزانہ عطیہ خیال کرتا ہے' ایک روز میں اس کے پاس آیا تو اس نے میری نشست گاہ کو نزدیک کیا اور مجھے تھوڑے سے عطیے سے سیراب کر دیا''۔

پھر جب اس سال حضرت معاویہؓ کے زمانے میں حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری کو شاہِ روم کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا تو اس نے جبلہ بن الایہم سے ملاقات کی تو اس نے خدم وحشم' سونے' اموال اور گھوڑوں کے لحاظ سے اس کی دنیاوی خوش بختی کو دیکھا تو جبلہ نے اسے کہا' کاش مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت معاویہؓ مجھے ارض بثنیہ اور غوطہ دمشق کی بیس بستیاں جاگیر میں دیں گے اور ہمیں اچھے عطیات دیں گے تو میں شام کی طرف لوٹ جاتا' عبداللہ بن مسعدۃ نے حضرت معاویہؓ کو اس کی بات کی اطلاع دی تو حضرت معاویہؓ نے کہا میں اسے یہ دے دوں گا اور آپ نے اس بارے میں اسے ایلچی کے ہاتھ خط لکھا' مگر ایلچی اسے نہ مل سکا اور وہ اس سال میں مر گیا اللہ اس کا بھلا نہ کرے' ان حالات کا زیادہ حصہ ابوالفرج ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے اور اس سال یعنی ۵۳ھ میں اس کی وفات کی تاریخ بیان کی ہے اور حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اس کے طویل حالات بیان کیے ہیں اور پھر ان کے آخر میں بیان کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ جبلہ نے ۴۰ھ کے بعد حضرت معاویہؓ کی خلافت کے زمانے میں ارض روم میں وفات پائی ہے۔

۵۴ھ

محمد بن مالک نے اس سال ارض روم میں موسم سرما گذارا اور معن بن یزید سلمی نے موسم گرما میں جنگ کی اور حضرت معاویہؓ نے اس میں حضرت سعیدؓ بن العاص کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور مروان بن الحکم کو دوبارہ اس کی امارت دے دی۔ اور اسے لکھا کہ وہ حضرت سعید بن العاصؓ کے گھر کو منہدم کر دے اور ارض حجاز میں ان کے جو اموال ہیں ان پر قبضہ کر لے' مروان' حضرت سعیدؓ کے گھر کو گرانے آیا تو حضرت سعیدؓ نے کہا تجھے یہ کام نہیں کرنا چاہیے اس نے کہا امیر المومنین نے مجھے اس کے متعلق لکھا ہے اور اگر وہ آپ کو میرے گھر کے بارے میں لکھتے تو آپ ایسا کرتے' حضرت سعید رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضرت معاویہؓ نے مدینہ کا والی بناتے وقت آپ کو جو خط لکھا تھا اسے مروان کے پاس لے آئے کہ مروان کے گھر کو گرا دو اور اس کے مال کو لے لو' اور بیان کیا کہ وہ ہمیشہ اس کا دفاع کرتے رہے حتیٰ کہ انہیں اس ارادے سے روک دیا' جب مروان نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی طرف آنے والا یہ خط دیکھا تو اس نے اسے حضرت سعیدؓ سے روک دیا اور وہ ہمیشہ آپ کا دفاع کرتا رہا حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے گھر میں چھوڑ دیا اور ان کے اموال کو ان کے پاس رہنے دیا۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی

Marfat.com

امارت سے معزول کر دیا' حالانکہ زیاد نے آپ کو اس پر نائب مقرر کیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو چھ ماہ تک برقرار رکھا اور عبداللہ بن عمرو بن غیلان کو بصرہ کا امیر مقرر کر دیا اور ابن جریر وغیرہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے آپ کو معزول کیا تو آپ نے کہا اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرے اگر میں اللہ تعالیٰ کی اس طرح اطاعت کرتا جیسے میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی ہے تو وہ مجھے کبھی عذاب نہ دیتا' یہ روایت آپ سے صحیح نہیں ہے اور آپ نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو کوفہ کی نیابت پر قائم رکھا اور زیاد نے اسے کوفہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو برقرار رکھا اور اس سال عبیداللہ بن زیاد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے اس کا اکرام کیا اور شہروں پر اس کے باپ کے جو نائبین تھے ان کے متعلق اس سے پوچھا' تو اس نے آپ کو ان کے متعلق بتایا پھر آپ نے اسے خراسان کی امارت پر مقرر کیا اور اس کی عمر ۲۵ سال تھی' پس وہ اپنے ضلع کی طرف گیا اور خراسان کی طرف جانے کے لیے جلدی سے تیار ہو گیا اور اس نے جبال بخارا کی طرف جانے کے لیے دریا عبور کیا اور رامس اور نصف بیکند کو فتح کیا۔ یہ دونوں شہر بخارا کی عملداری میں ہیں۔ اور اس نے وہاں ترکوں سے ملاقات کی اور ان سے شدید جنگ کی اور اس لحاظ سے انہیں بدترین شکست دی کہ مسلمانوں نے بادشاہ کی بیوی کو اپنے دونوں موزے پہننے سے بھی جلدی جالیا اس نے ایک ہی موزہ پہنا اور دوسرا چھوڑ گئی' مسلمانوں نے اسے لے کر اس کے جواہر کی قیمت دو لاکھ درہم ڈالی اور اس کے ساتھ انہوں نے بہت سی غنائم بھی حاصل کیں' عبیداللہ نے دو سال خراسان میں قیام کیا اور اس سال نائب مدینہ مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا اور کوفہ کا امیر عبداللہ بن خالد بن اسید تھا اور بعض کا قول ہے کہ الضحاک بن قیس تھا اور عبداللہ بن غیلان بصرہ کا امیر تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہما:

ابو محمد المدنی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور آپ کے غلام کا بیٹا' آپ کا محبوب اور آپ کے محبوب کا بیٹا' آپ کی ماں حضرت ام ایمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی اور دایہ تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باپ کے قتل کے بعد انہیں امیر بنایا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کی امارت پر معترض ہو تو تم اس سے قبل اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو اور قسم بخدا یہ امارت کے اہل ہیں اور مجھے اس کے بعد سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور صحیح بخاری میں آپ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی دوسری ران بٹھاتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ' آپ کے فضائل بہت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۹ سال تھی اور حضرت عمرؓ جب آپ سے ملتے تو فرماتے اے امیر السلام علیک! اور ابو عمر بن عبدالبر نے اس سال میں آپ کی وفات کو صحیح قرار دیا ہے اور دیگر لوگوں نے آپ کی وفات ۵۸ھ اور ۵۹ھ میں بیان کی ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

حضرت ثوبان بن مجدد رضی اللہ عنہ:

آپ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں' قبل ازیں آپ کے غلاموں میں بیان ہو چکے ہیں' آپ حضور ﷺ کی خدمت کرتے تھے آپ کی اصل عرب ہے آپ قیدی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا' آپ سفر وحضر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور جب آپ فوت ہو گئے تو میں نے رملہ میں اقامت اختیار کر لی۔ پھر حمص منتقل ہو گئے اور وہاں ایک گھر بنایا اور ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ صحیح قول کے مطابق آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۴۴ھ میں وفات پائی ہے اور یہ غلط ہے' اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے مصر میں وفات پائی ہے اور یہ غلط ہے' اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے مصر میں وفات پائی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے حمص میں وفات پائی ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ:

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی ہے۔

حضرت الحارث بن ربعی رضی اللہ عنہ:

ابو قتادہ انصاری' واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ کا نام النعمان بن ربعی ہے اور دیگر مؤرخین نے عمرو بن ربعی بیان کیا ہے اور آپ ابو قتادہ انصاری سلمی مدنی اسلام کے شہسوار ہیں۔ آپ احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ نے ذو قرد کی جنگ میں قابل تعریف کام کیا جیسا کہ قبل ازیں ہم وہاں بیان کر چکے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا آج کا بہترین شہسوار ابو قتادہ ہے اور ہمارا بہترین پیادہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہے۔ اور ابو احمد الحاکم کا خیال ہے کہ آپ بدر میں شامل ہوئے ہیں لیکن یہ مشہور نہیں' اور حضرت ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا ہے کہ مجھے ابو قتادہ انصاری نے جو مجھ سے بہتر ہیں بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا۔ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ واقدی اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال یعنی ۵۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی ہے اور الہیثم بن عدی وغیرہ کا خیال ہے کہ آپ نے ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی ہے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے اور یہ غریب ہے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ:

بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب القرشی الاسدی ابو خالد المکی' آپ کی والدہ فاختہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بن عبد العزیٰ ہیں اور حضرت خدیجہؓ بنت خویلد آپ کی پھوپھی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی بیوی اور حضرت ابراہیمؑ کے سوا آپ کے بچوں کی ماں ہیں' آپ کی والدہ نے واقعہ فیل سے تیرہ سال قبل آپ کو کعبہ کے اندر جنم دیا اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ آپ زیارت کے لیے کعبہ کے اندر گئیں تو آپ کو دردِ زہ لگ گیا۔ آپ نے انہیں چمڑے کے فرش پر جنم دے دیا' آپ رسول اللہ ﷺ سے شدید محبت رکھتے تھے اور جب بنو ہاشم اور بنو المطلب شعب میں نہ خرید وفروخت کرتے تھے اور نہ نکاح کرتے تھے تو حضرت حکیم شام سے آنے والے قافلے کو ملتے اور اسے پورے کا پورا خرید لیتے پھر اسے لے جاتے اور اونٹوں کے پچھلے حصوں پر مارتے حتیٰ کہ وہ کھانا اور لباس اٹھائے شعب میں داخل ہو جاتے آپ یہ کام رسول اللہ ﷺ اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی عزت کی

Marfat.com

خاطر کرتے آپ ہی نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خریدا اور آپ سے آپ کی پھوپھی حضرت خدیجہؓ نے انہیں خرید کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا اور آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔ آپ ہی نے ذویزن کا حلہ خرید کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں دیا اور آپ نے اسے زیب تن فرمایا۔ آپ بیان کرتے ہیں' میں نے اس حلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی چیز کو خوبصورت نہیں دیکھا' اس کے باوجود آپ نے اور آپ کی سب اولاد نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا' امام بخاری وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ جاہلیت میں ساٹھ سال اور اسلام میں ساٹھ سال زندہ رہے' اور آپ قریش کے سادات' اخیاء اور نسب کے سب سے زیادہ عالم تھے اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والے اور آزاد کرنے والے تھے' آپ جب مسلمان ہوئے تو آپ نے ان نیکیوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' آپؐ نے فرمایا آپ نے جو گذشتہ نیکیاں کی ہیں ان کی وجہ سے اسلام قبول کیا ہے' حضرت حکیم' مشرکین کے ساتھ بدر میں شامل ہوئے اور حوض کی طرف بڑھے' قریب تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کو قتل کر دیتے' آپ ان کے آگے گھسنے لگے' اس لیے جب آپ قسم کھانے کی کوشش کرتے تو فرماتے' نہیں' اس ذات کی قسم جس نے بدر کے روز مجھے بچایا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے سوار ہوئے اور مرالظہر ان میں فوجیں بھی آپ کے ساتھ تھیں تو حضرت حکیم اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما خبروں کی ٹوہ لگانے کے لیے نکلے تو حضرت عباسؓ انہیں ملے' آپ نے ابوسفیان کو پکڑ کر پناہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لیے امان حاصل کی اور ابوسفیان اسی شب مسلمان ہو گئے اور اس دن کی صبح کو حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں شرکت کی اور آپ نے انہیں ایک سو اونٹ دیئے آپ نے پھر حضورؐ سے مطالبہ کیا تو حضورؐ نے آپ کو دیا آپ نے پھر مطالبہ کیا تو حضورؐ نے آپ کو دیا' پھر فرمایا اے حکیم یہ مال بظاہر شیریں اور اچھا ہے اور جس نے اسے فیاضی سے لیا اس کے لیے اس میں برکت ہو گی اور جس نے اسے اسراف نفس سے لیا اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہو گی اور وہ اس شخص کی مانند ہو گا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا' حضرت حکیمؓ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں آپ کے بعد کسی کا احسان قبول نہیں کروں گا اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا احسان قبول نہیں کیا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کو عطا کی پیش کش کرتے تو آپ انکار کر دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو عطا کی پیشکش کرتے تو آپ انکار کر دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو عطا کی پیشکش کرتے تو آپ انکار کر دیتے اور وہ مسلمانوں کو آپ پر گواہ بناتے' اس کے باوجود آپ بڑے مالدار شخص تھے' جس روز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے' حضرت حکیمؓ کے ایک لاکھ درہم ان کے ذمے تھے اور جب آپ مسلمان ہوئے تو رفادہ اور دارالندوہ آپ کے قبضے میں تھے' پس بعد ازاں حضرت معاویہؓ نے اسے ایک لاکھ میں فروخت کر دیا اور ایک روایت میں چالیس ہزار دینار میں فروخت کرنے کا ذکر آیا ہے' حضرت زبیرؓ نے آپ سے کہا آپ نے قریش کی عزت کو فروخت کر دیا ہے؟ آپ نے انہیں کہا میرے بھتیجے اچھے کام ختم ہو گئے ہیں' تقویٰ کے ایک مشکیزے کے عوض خریدا تھا اور میں ضرور اس کے ذریعے جنت میں گھر خریدوں گا' میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے راہ خدا میں دے دیا ہے اور قریش کے لیے یہ گھر دارالعدل کی مانند تھا اور حضرت حکیم بن حزام کے سوا اس میں وہی شخص داخل ہو سکتا تھا جس کی عمر چالیس سال ہو' آپ اس میں پندرہ سال کی عمر میں داخل ہوئے۔ یہ بات زبیر بن بکار نے بیان کی ہے اور زبیر نے بیان کیا ہے کہ ایک سال حضرت حکیمؓ نے حج کیا اور ایک سو جھولدار اونٹ اور ایک سو بکریوں کا ہدیہ

Marfat.com

دیا اور عرفات میں اپنے ساتھ ایک سو خدمت گاروں کو کھڑا کیا جن کی گردنوں میں چاندی کے ہار تھے اور ان میں لکھا تھا' یہ حکیم بن حزام کی طرف سے اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' پس آپ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان تمام جانوروں کا ہدیہ دیا صحیح قول کے مطابق حضرت حکیم نے اس سال میں وفات پائی اور بعض نے اس کے علاوہ بھی قول بیان کیے ہیں' آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔

حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ عامری:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا اور لمبی عمر پائی کے ساتھ بدر میں شمولیت کی اور اس روز زمین و آسمان کے درمیان فرشتوں کو دیکھا اور آپ حدیبیہ میں بھی شامل ہوئے اور صلح کے بارے میں کوشش کی۔ اور جب عمرۃ القضاء ہوا تو آپ اور سہیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے خروج کا حکم دیا اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سورج غروب نہ ہوا اور مکہ میں آپ کا کوئی صحابی موجود نہ ہو' آپ کا بیان ہے کہ میں نے ان تمام کارزاروں میں اسلام کا ارادہ کیا مگر وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اور جب فتح مکہ کا زمانہ آیا تو میں شدید خوفزدہ ہو گیا اور بھاگ گیا' حضرت ابوذرؓ جو جاہلیت میں میرے دوست تھے۔ مجھے ملے اور کہنے لگے اے حویطب تجھے کیا ہے؟ میں نے کہا میں خوفزدہ ہوں' انہوں نے کہا خوف نہ کر آپ لوگوں سے بڑا احسن سلوک کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور میں تمہارا پڑوسی ہوں میرے ساتھ آؤ' میں ان کے ساتھ واپس آ گیا۔ آپ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحا میں جا کھڑا کیا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی آپ کے پاس تھے اور حضرت ابوذرؓ نے مجھے سکھایا کہ میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہوں' میں نے جب یہ کہا تو آپ نے فرمایا حویطب ہے میں نے کہا ہاں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے تجھے ہدایت دی ہے اور آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے مجھ سے مال قرض لیا اور میں نے آپ کو چالیس ہزار قرض دیا اور حنین اور طائف میں آپ کے ساتھ شامل ہوا اور آپ نے حنین کی غنائم سے مجھے ایک سو اونٹ عطا فرمایا' پھر اس کے بعد حضرت حویطب مدینہ آئے اور وہیں فروکش ہو گئے اور وہاں پر آپ کا ایک گھر بھی تھا اور جب مروان بن الحکم مدینہ کا امیر مقرر ہوا تو حضرت حویطب اور حضرت حکیم بن حزام اور حضرت مخرمہ بن نوفل اس کے پاس آئے اور اسے سلام کہا اور وہ اس کے پاس باتیں کرنے لگے پھر الگ الگ ہو گئے پھر ایک روز حضرت حویطبؓ نے مروان سے ملاقات کی تو مروان نے آپ سے آپ کی عمر کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے اپنی عمر بتائی تو اس نے آپ سے کہا اے شیخ تو بعد میں اسلام لایا ہے حتیٰ کہ نوعمر تجھ سے سبقت لے گئے ہیں' حضرت حویطب نے کہا' اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے خدا کی قسم میں نے کئی بار اسلام لانے کا ارادہ کیا اور ہر بار تمہارا باپ مجھے روکتا رہا اور کہتا رہا تو ایک نئے دین کے لیے اپنے شرف کو ضائع کر دے گا اور اپنے آبائی دین کو چھوڑ دے گا؟ اور تو تابع ہو جائے گا آپ بیان کرتے ہیں' میں نے مروان کو خاموش کروا دیا اور جو بات اس نے آپ سے کہی تھی اس پر پشیمان ہوا' پھر حضرت حویطبؓ نے کہا کیا حضرت عثمانؓ نے تجھے نہیں بتایا کہ انہیں اسلام قبول کرنے پر تیرے باپ کی طرف سے کیا کیا تکالیف پہنچیں' آپ بیان کرتے ہیں' مروان کے غم میں اضافہ ہو گیا' حضرت حویطب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفن میں شامل ہونے والوں میں سے تھے اور حضرت معاویہؓ نے آپ سے آپ کا مکہ والا گھر چالیس ہزار دینار میں خرید لیا اور لوگوں نے اسے آپ سے زیادہ قیمت میں لینا چاہا تو آپ نے فرمایا اس آدمی کو

Marfat.com

اس کی کیا ضرورت ہے جس کے پانچ عیال ہیں' امام شافعی نے بیان کیا ہے حضرت حویطبؓ جاہلیت اور اسلام میں ساٹھ ساٹھ سال زندہ رہے اور اس سال حضرت حویطبؓ نے مدینہ میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی اور دوسروں نے کہا ہے کہ آپ نے شام میں وفات پائی ہے آپ کی ایک یہی حدیث ہے جسے بخاری' مسلم اور نسائی نے السائب بن یزید کی حدیث سے ان سے عن عبداللہ بن السعدی عن عمر اجرت کے بارے میں روایت کیا ہے اور وہ عزیز حدیث ہے کیونکہ اس میں چار صحابی اکٹھے ہو گئے ہیں۔

حضرت معبد بن یربوع بن عنکثہ:

ابن عامر بن مخزوم' آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حنین میں شامل ہوئے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو پچاس اونٹ دیئے' آپ کا نام صرم تھا اور ایک روایت میں اصرم بیان ہوا ہے آپؐ نے ان کا نام معبد رکھا' آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے انصاب حرم کی تجدید کا حکم دیا تھا' اس کے بعد آپ کی بینائی جاتی رہی اور حضرت عمرؓ اس بارے میں آپ کو تسلی دینے آئے اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور واقدی اور خلیفہ اور کئی دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال مدینہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ مکہ میں آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور بعض اس سے زیادہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت مرۃ بن شراحیل الہمدانی:

آپ کو مرۃ الطیب اور مرۃ الخیر بھی کہا جاتا ہے' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت ہے کہ آپ روزانہ دن رات میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے اور جب عمر رسیدہ ہو گئے تو چار سو رکعت پڑھتے تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے سجدہ کیا حتیٰ کہ مٹی آپ کی پیشانی کو کھا گئی اور جب آپ فوت ہوئے تو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ مکان نور بن گیا ہے' آپ سے دریافت کیا گیا آپ کس جگہ اترے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایسے گھر میں جس کے باشندے نہ سفر کرتے ہیں اور نہ مرتے ہیں۔

حضرت النعیمان بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعۃ بن الحر' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ پر شراب کے بارے میں سزا نافذ کی گئی تو ایک شخص نے کہا' اللہ اس پر لعنت کرے اکثر اسی پر سزا نافذ ہوتی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس پر لعنت نہ کر بلاشبہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

حضرت سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ عنہا:

القرشیہ العامریہ ام المومنین' رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح کیا اور آپ سے پہلے یہ سہیل بن عمرو کے بھائی السکران بن عمرو کے پاس تھیں اور جب یہ عمر رسیدہ ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے انہیں طلاق دے دی' آپ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ مجھے اپنی بیویوں میں رہنے دیں اور وہ اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے یہ بات قبول کر لی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا﴾ آپ بڑی عابدہ' زاہدہ اور پرہیزگار تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

Marfat.com

ہیں مجھے کسی عورت کی جماعت میں شامل ہونا پسند نہیں آیا مگر آپ میں تیزی تھی جس سے آپ جلد رجوع کر لیتی تھیں' ابن جوزی نے آپ کی وفات اس سال میں بیان کی ہے اور ابن خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ آپ حضرت عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے آخر میں فوت ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم

۵۵ھ

اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن غیلان کو بصرہ سے معزول کر دیا اور عبیداللہ بن زیاد کو اس کا امیر مقرر کیا اور حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن غیلان کو بصرہ سے اس لیے معزول کیا کہ وہ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے کہ بنی ضبہ کے ایک شخص نے انہیں سنگریزے مارے تو انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ اس کی قوم نے انہیں آ کر کہا' جب امیر المومنین کو یہ اطلاع ملے گی کہ آپ نے اس کا ہاتھ اس وجہ سے کاٹا ہے تو وہ اس کے اور اس کی قوم کے ساتھ حجر بن عدی جیسا سلوک ہوگا پس آپ ہمیں ایک تحریر لکھ دیں کہ آپ نے شبہ میں اس کا ہاتھ کاٹا ہے' آپ نے انہیں تحریر لکھ دی تو انہوں نے آپ کو کچھ وقت تک چھوڑ دیا پھر وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر کہنے لگے' آپ کے نائب نے شبہ میں ہمارے ساتھی کا ہاتھ کاٹا ہے۔ آپ ہمیں اس سے قصاص لے کر دیں' حضرت معاویہؓ نے کہا میرے نائبین سے قصاص لینے کی کوئی سبیل نہیں لیکن دیت لے لو' پس آپ نے انہیں دیت دے دی اور ابن غیلان کو معزول کر دیا اور انہیں کہا' تم جسے پسند کرنا چاہتے ہو' پسند کر لو' انہوں نے کچھ اشخاص کا نام لیا تو آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ میرا بھتیجا عبیداللہ بن زیاد تم پر امیر بننے کا زیادہ حق دار ہے پس آپ نے اسے امیر مقرر کر دیا اور ابن زیاد نے اسلم بن زرعہ کو خراسان پر نائب مقرر کیا جس نے نہ کوئی جنگ کی اور نہ کوئی فتح حاصل کی اور زرارہ بن اوفیٰ کو بصرہ کی قضا سپرد کی پھر اسے معزول کر کے ابن اذینہ کو مقرر کیا اور عبداللہ بن الحصین کو بصرہ کی پولیس کا افسر مقرر کیا اور اس سال نائب مدینہ مروان بن الحکم نے لوگوں کو حج کروایا' اور حضرت معاویہؓ نے اس میں عبیداللہ بن خالد بن اسید کو کوفہ سے معزول کر کے حضرت الضحاک بن قیس کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت ارقم بن ابی الارقم:

عبد مناف بن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ساتوں میں سے ساتویں آدمی تھے اور آپ کا گھر مسلمانوں کے لیے پناہ گاہ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ اور قریش میں سے مسلمان ہونے والے لوگ پناہ لیا کرتے تھے اور آپ کا گھر صفا کے پاس تھا جو بعدازاں مہدی کی ملکیت میں آ گیا۔ جسے اس نے اپنی بیوی خیزران کو بخش دیا جو ہادی اور ہارون الرشید کی ماں تھی' اس نے اسے از سر نو تعمیر کیا اور وہ گھر اسی کے نام سے مشہور ہو گیا پھر وہ کسی اور کے پاس چلا گیا' حضرت ارقم' بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ نے اسی سال مدینہ میں وفات پائی اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت کی تھی آپ کی عمر ۸۰ سال تھی۔

Marfat.com

سحبان بن زفر بن ایاس:

ابن عبد شمس بن الاحب الباہلی الوائلی' جس کی فصاحت کی مثال بیان کی جاتی ہے' کہتے ہیں افصح بن سحبان وائل' (سحبان وائل سے بھی زیادہ فصیح) اور وائل' ابن معد بن مالک بن اعصر بن سعد بن قیس بن غیلان بن مضر بن نزار ہے اور باہلۃ' مالک بن اعصر کی بیوی ہے' جس کے بچے اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور وہ باہلۃ بنت صعب بن سعد العشیرۃ ہے' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ سحبان' سحبان وائل کے نام سے مشہور ہے' مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے حضرت معاویہؓ کے پاس جا کر گفتگو کی تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا تو شیخ ہے؟ اس نے کہا ہاں قسم بخدا اور اس کے علاوہ بھی کچھ ہوں' ابن عساکر نے اس سے زیادہ کچھ بیان نہیں کیا اور ابن جوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں اس کا نسب بیان کیا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر بیان کیا ہے کہ وہ بلیغ شخص تھا جس کی فصاحت کی مثال بیان کی جاتی ہے ایک روز وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آیا تو آپ کے پاس قبائل کے خطباء موجود تھے اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو وہ اس کے مقابلہ میں اپنی کوتاہی علم کو جانتے ہوئے نکل گئے تو سحبان نے کہا۔

''یمانی قبیلے نے جان لیا ہے کہ جب میں اما بعد کہتا ہوں تو ان کا خطیب کہاں' یعنی ان کے خطیب کو مجھ سے کیا نسبت''۔

حضرت معاویہؓ نے اسے کہا' تقریر کرو' اس نے کہا میرے لیے چھڑی تلاش کرو جو ٹیڑھے کو سیدھا کر دیتی ہے' انہوں نے کہا تو اسے امیر المومنین کے سامنے کیا کرے گا؟ اس نے کہا' جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ اپنے رب سے گفتگو کرتے وقت کیا کرتے تھے' پس اس نے چھڑی پکڑی اور ظہر سے عصر کا وقت قریب آنے تک گفتگو کی' نہ اس نے گلا صاف کیا نہ کھانسا۔ اور نہ رکا' اور نہ اس کا کوئی ایسا مفہوم شروع کیا کہ اس کا کچھ مفہوم باقی ہو' کہ اسے چھوڑ دیا ہو' حضرت معاویہؓ نے فرمایا نماز اس نے کہا نماز آپ کے آگے ہے' کیا ہم تحمید و تمجید' نصیحت' تذکیر و تنبیہ اور وعدہ وعید میں مشغول نہیں؟ حضرت معاویہؓ نے فرمایا تو اخطب العرب ہے' اس نے کہا' صرف عربوں کا؟ بلکہ اخطب الجن والانس ہوں' حضرت معاویہؓ نے فرمایا تو ایسا ہی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب ہے' ابو اسحٰق القرشی الزہری' آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور ان چھ اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ ان سے راضی تھے آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا' مورخین کا بیان ہے کہ آپ نے جس روز اسلام قبول کیا آپ کی عمر سترہ سال تھی اور صحیح میں آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس روز میں نے اسلام قبول کیا اس دن کوئی مسلمان نہ ہوا اور میں سات دن ٹھہرا اور میں ثلث اسلام کے لیے ساتوں کا ساتواں شخص تھا' آپ نے کوفہ آ کر وہاں سے اعاجم کو جلاوطن کر دیا اور آپ مستجاب الدعوات تھے آپ نے ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ راہ خدا میں تیر چلانے والے پہلے شخص ہیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء میں سے بہادر شہسوار تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ جلیل القدر معظم تھے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی آپ کا یہی حال تھا اور آپ نے ان کو کوفہ پر نائب مقرر کیا اور آپ نے مدائن کو فتح کیا اور جلولاء کا معرکہ آپ کے سامنے ہوا' آپ مطاع سردار تھے اور حضرت عمرؓ نے آپ کو بلا کسی عجز و خیانت کے کوفہ سے معزول کر دیا۔ لیکن اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک

Marfat.com

مصلحت معلوم ہوئی اور آپ نے چھ اصحاب شوریٰ میں آپ کا ذکر کیا پھر اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے آپ کو امیر مقرر کیا پھر آپ کو وہاں سے معزول کر دیا اور الحمیدی نے سفیان بن عیینہ سے بحوالہ عمرو بن دینار بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابن عمر حکمین کے روز دومۃ الجندل میں شامل ہوئے اور صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ آپ کا بیٹا عمر آپ کے پاس آیا اور آپ اپنے اونٹوں میں گوشہ نشین تھے اور کہنے لگا' لوگ امارت کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں اور آپ یہاں بیٹھے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ رہنے والے متقی مالدار کو پسند کرتا ہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ آپ کا بھتیجا ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص آپ کے پاس آ کر کہنے لگا اے چچا یہاں ایک لاکھ تلواریں آپ کو اس امارت کا زیادہ حق دار سمجھتی ہیں' آپ نے فرمایا میں ایک لاکھ میں سے ایک تلوار چاہتا ہوں جب میں اس سے مومن کو ماروں تو وہ کچھ نہ کرے اور جب میں اس سے کافر کو ماروں تو وہ کاٹ دے اور عبدالرزاق نے بحوالہ ابن جریج بیان کیا ہے کہ زکریا بن عمرو نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ماہ رمضان میں آپ کے ہاں قصر نماز پڑھتے اور افطار کرتے قیام کیا اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور جس بات کا آپ نے حضرت معاویہؓ سے مطالبہ کیا انہوں نے آپ کو عطا کی' ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ زبیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن علیہ نے اسماعیل بن خالد سے بحوالہ قیس بن ابی حازم ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعدؓ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے مشرکین کو تیر مارا اور مجھ سے قبل رسول اللہ ﷺ نے اپنے والدین کو کسی کے لیے جمع نہیں کیا اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تیر اندازی کرو' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے بحوالہ قیس ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' خدا کی قسم میں پہلا عرب ہوں جس نے راہِ خدا میں تیر مارا ہے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کیا کرتے تھے۔ اور انگور کے پتوں اور اس ببول کے سوا' ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ ہم میں سے ایک شخص بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتا تھا اور اس میں کچھ ملا ہوا نہ ہوتا تھا۔ پھر بنو اسد مجھے دین کے بارے میں ملامت کرنے لگے تب تو میں ناکام ہو جاتا اور میرا عمل ضائع ہو جاتا۔ اور شعبہ اور وکیع اور کئی لوگوں نے اسے بحوالہ اسماعیل بن ابی خالد روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن سعید نے عن یحییٰ ابن سعید الانصاری عن سعید بن المسیبؒ عن سعد ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا اور لیث اور کئی لوگوں نے اسے بحوالہ یحییٰ انصاری روایت کیا ہے اور کئی لوگوں نے اسے سعید بن المسیب سے بحوالہ حضرت سعدؓ روایت کیا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تیر اندازی کرو تم طاقت ور لڑکے ہو سعید نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بڑے اچھے تیر انداز تھے اور اعمش نے ابو خالد سے بحوالہ جابر بن سمرہ بیان کیا ہے کہ سب لوگوں سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے راہ خدا میں تیر اندازی کی اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سفیان نے سعد بن ابراہیم نے بحوالہ عبداللہ بن شداد ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کو حضرت سعد بن مالک ؓ کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ کو قربان کرتے نہیں سنا' اور میں نے آپ کو احد کے روز انہیں فرماتے سنا ہے: سعد تیر اندازی کرو میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ اور بخاری نے اسے عن ابی نعیم عن مسعر عن سعد بن ابراہیم روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے بحوالہ ایوب ہمیں بتایا کہ انہوں نے عائشہ بنت سعد کو بیان کرتے سنا کہ میں اس مہاجر کی بیٹی ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ کو قربان کیا ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبیدہ بن نابل نے عائشہ بنت سعد سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے روز میں نے اپنے آپ کو تیر اندازی کرتے پایا تو ایک خوبصورت سفید رنگ شخص جسے میں نہیں پہچانتا وہ تیر مجھے واپس کر دیتا حتیٰ کہ اس کے بعد مجھے خیال آیا کہ وہ فرشتہ تھا۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن داؤد ہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم نے عن سعد عن ابیہ عن سعد بن ابی وقاصؓ ہم سے بیان کیا کہ میں نے احد کے روز رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو سفید لباس آدمی دیکھے جو آپ کی طرف سے سخت جنگ کر رہے تھے' میں نے ان دونوں کو نہ پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں اور واقدی نے اسے روایت کیا ہے کہ اسحٰق بن ابی عبداللہ نے عن عبدالعزیز ابن ابی عون کا دادا عن زیاد مولیٰ سعد عن سعد مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بدر کے روز دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جنگ کرتے دیکھا ایک آپ کی دائیں جانب تھا اور دوسرا بائیں جانب۔

اور میں آپ کو اس فتح کی وجہ سے جو اللہ نے آپ کو دی تھی ایک بار اس جانب اور دوسری بار دوسری جانب خوشی سے دیکھتے' دیکھ رہا تھا اور سفیان نے عن ابی اسحٰق عن ابی عبیدہ عن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ بیان کیا ہے کہ بدر کے روز جو غنیمت ہمیں ملی اس میں' میں حضرت سعدؓ اور حضرت عمارؓ نے اشتراک کیا' حضرت سعدؓ دو قیدیوں کو لائے اور میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کچھ بھی نہ لائے اور اعمش نے ابراہیم بن علقمہ سے بحوالہ حضرت ابن مسعودؓ بیان کیا ہے کہ میں نے بدر کے روز' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو' پیادے کے لیے شہسوار کی طرح جنگ کرتے دیکھا' اور مالک نے بحوالہ یحییٰ بن سعید بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک شب رسول اللہ ﷺ نے بے خوابی کی حالت میں گزاری پھر فرمایا کاش کوئی صالح آدمی آج شب میری حفاظت کرتا' آپ فرماتی ہیں اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی' آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ اس نے کہا میں سعد بن ابی وقاصؓ ہوں یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی حفاظت کروں گا۔ آپ فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کو سنا' دونوں نے اسے یحییٰ بن سعید کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے دعا کی پھر سو گئے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ رشدین بن سعد نے عن یحییٰ بن الحجاج بن شداد عن ابی صالح عن عبداللہ بن عمرو بن العاص ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دروازے سے سب سے پہلے ایک جنتی شخص داخل ہوگا۔

پس حضرت سعد بن ابی وقاصؓ داخل ہوئے اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن قیس الرقاشی الخزاز بصری نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے نافع سے بحوالہ ابن عمر ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے

Marfat.com

ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا اس دروازے سے تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا' راوی بیان کرتا ہے ہم میں سے ہر ایک کی یہی تمنا تھی کہ وہ اس کے گھر کا آدمی ہو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے ہیں' اور حرملہ نے بحوالہ ابن وہب بیان کیا ہے کہ حیوۃ نے مجھے بتایا کہ عقیل نے بحوالہ ابن شہاب مجھے بتایا کہ مجھ سے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ اس شخص نے بیان کیا جس پر اس کو تہمت نہیں لگا تا کہ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آ گئے اور جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسی قسم کی بات فرمائی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ترتیب کے مطابق آئے اور جب رسول اللہ ﷺ اٹھ گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے اٹھ کر کہا میں نے اپنے باپ کو ناراض کر دیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تین راتیں اس کے پاس نہیں جاؤں گا اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ مجھے پناہ دے دیں حتیٰ کہ میری قسم پوری ہو جائے' حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا خیال ہے کہ انہوں نے آپ کے پاس رات بسر کی اور جب فجر ہوئی تو آپ اس شب کو کچھ نہ اٹھے' ہاں آپ جب اپنے بستر پر پانسہ پلٹتے تو ذکر الٰہی کرتے اور تکبیر کہتے حتیٰ کہ فجر کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور جب آپ فرض نماز پڑھتے تو مکمل وضو کرتے پھر افطاری کی حالت میں صبح کرتے' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے تین دن رات آپ کو دیکھا آپ اس سے زیادہ کچھ نہ کرتے تھے' علاوہ ازیں میں نے آپ کو اچھی باتیں کرتے سنا اور جب راتیں گزر گئیں اور قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو حقیر سمجھتا' میں نے کہا' میرے اور میرے باپ کے درمیان نہ کوئی ناراضگی تھی اور نہ جدائی' لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے یہ بات تین مجالس میں تین بار فرمائی کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ تو تینوں دفعہ آپ ہی آئے پس میں نے چاہا کہ میں آپ کے پاس ٹھکانہ کروں تا کہ آپ کے عمل کو دیکھوں اور آپ کی اقتداء کروں تا کہ جو کچھ آپ نے حاصل کیا ہے اسے حاصل کروں لیکن میں نے آپ کو زیادہ عمل کرتے نہیں دیکھا' رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے اسے آپ تک کس نے پہنچایا ہے؟ انہوں نے کہا وہ تو وہی ہے جو میں نے دیکھا ہے' آپ بیان کرتے ہیں' جب میں نے یہ بات دیکھی تو میں واپس آ گیا اور آپ نے مجھے بلا کر فرمایا' میں نے یہی دیکھا ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کی برائی نہیں پاتا اور نہ میں اس کے لیے شر کا ارادہ رکھتا ہوں اور نہ میں اسے بری بات کہتا ہوں۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یہی بات مجھے آپ کے متعلق معلوم ہوئی ہے اور اسی کی میں طاقت نہیں رکھتا' اور اسی طرح اسے صالح المری نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے غلام عمرو بن دینار سے عن سالم عن ابیہ روایت کیا ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کی مانند بیان کیا ہے اور صحیح مسلم میں سفیان ثوری کے طریق سے عن المقدام بن شریح عن ابیہ عن سعد آیت ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے' جن میں' میں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ شامل ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ میرے بارے میں اتاری ہے اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب آپ مسلمان ہو گئے تو آپ کی والدہ نے کئی روز تک کھانا پینا چھوڑ دیا آپ نے اپنی والدہ سے کہا خدا کی قسم اس بات کو جان لے کہ اگر تیری ایک سو جانیں ہوں اور وہ ایک ایک کر کے نکل جائیں تو بھی میں کسی چیز کے لیے اس دین کو نہیں چھوڑوں گا' اگر تو چاہے تو کھانا کھا لے اور تو

Marfat.com

چاہے تو نہ کھا' تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور عشرہ مبشرہ کے متعلق جو حدیث ہے اس کے متعلق یہ بات ہے کہ صحیح میں بحوالہ حضرت سعیدؓ بن زید لکھا ہے اور سہیل کی حدیث سے ان کے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ حراء کے واقعہ میں بیان ہوا ہے کہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ان میں ذکر کیا ہے اور ہیثم اور کئی لوگوں نے عن مجالد عن شعبی عن جابر بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں' کوئی شخص مجھے اپنا ماموں دکھائے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حسین بن اسحٰق تستری نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب بن الضحاک نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عباس نے عن صفوان بن عمرو عن ماعز التمیمی عن جابر ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک حضرت سعد رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں اور صحیح میں مالک وغیرہ کی حدیث سے عن الزہری عن عامر بن سعد عن ابیہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال ان کی سخت تکلیف کے باعث ان کی عیادت کرنے ان کے پاس آئے' تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مال دار آدمی ہوں اور صرف ایک بیٹی میری وارث ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف' آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا' تہائی' آپ نے فرمایا تہائی' تہائی بہت ہے' بلاشبہ اگر آپ اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑیں تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ آپ انہیں محتاج چھوڑیں اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور آپ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر جو بھی خرچ کریں گے اس کا آپ کو اجر ملے گا حتیٰ کہ اس لقمہ کا بھی جو آپ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہیں' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اصحاب کے بعد قائم مقام ہوں گا؟ آپ نے فرمایا آپ ہرگز قائم مقام نہیں ہوں گے اور آپ خدا کی خوشنودی کی خاطر جو کام بھی کریں گے آپ کے درجہ اور رفعت میں اضافہ ہوگا اور شاید آپ قائم مقام ہوں اور لوگ آپ سے فائدہ اٹھائیں اور دوسرے آپ کو نقصان دیں' پھر فرمایا اے اللہ میرے اصحاب کی ہجرت کو پورا کر اور انہیں اپنی ایڑیوں کے بل واپس نہ لوٹا' لیکن تنگدست سعد ابن خولہ اگر مکہ میں فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر شفقت کریں گے۔

اور احمدؒ نے اسے عن یحییٰ بن سعید عن الجعد بن اوس عن عائشہ بنت سعد عن ابیہا روایت کیا ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے اور اس میں آپ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ نے اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھا اور اسے ان کے چہرے' سینے اور پیٹ پر پھیرا اور فرمایا اے اللہ سعد کو شفا دے اور ان کی ہجرت کو مکمل کر' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ ہی خیال کرتا رہا کہ میں اس کی ٹھنڈک کو اپنے جگر میں اب تک محسوس کرتا ہوں' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عیادت کی اور فرمایا اے اللہ اس سے تکلیف کو دور کر' لوگوں کے معبود لوگوں کے بادشاہ تو شافی ہے اور تیرے سوا اسے کوئی شفا دینے والا نہیں' میں اللہ کے نام سے آپ کو ہر اس چیز سے جو آپ کو ایذا دینے والی ہے اور حسد اور نظر سے تعویذ کر دیتا ہوں' اے اللہ ان کے جسم اور دل کو صحت دے اور ان کی بیماری کو دور کر اور ان کی دعا کو قبول فرما' ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ عمرو نے بحوالہ بکر بن الاشج مجھے خبر دی کہ میں نے عامر بن سعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے متعلق پوچھا جو آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ تو باقی رہے اور لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں اور دوسرے آپ کے ذریعے

Marfat.com

نقصان اٹھائیں اس نے کہا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عراق کا امیر بنایا گیا تو آپ نے ارتداد کرنے پر کچھ لوگوں کو قتل کر دیا پس آپ نے انہیں نقصان دیا اور کچھ لوگوں سے آپ نے توبہ کا مطالبہ کیا جنہوں نے مسیلمہ کذاب کا سا مقفی کلام کہا تھا تو انہوں نے توبہ کر لی اور انہوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن رفاعہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے القاسم ابوعبدالرحمٰن سے بحوالہ ابوامامہ مجھ سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تو آپ نے ہمیں نصیحت کی اور ہم سے پاکیزہ گفتگو کی تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ رو پڑے اور بہت روئے اور کہنے لگے کاش میں مر جاتا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سعدؓ! اگر تو جنت کے لیے پیدا ہوا ہے تو تیری عمر دراز نہیں ہو گی اور تیرا احسن عمل تیرے لیے بہتر ہو گا۔ اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس عن سعد بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کی تیر اندازی کو درست کر اور اس کی دعا کو قبول فرما اور سیار بن بشیر نے اسے قیس سے بحوالہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا اے اللہ! اس کے تیر کو سیدھا کر اور اس کی دعا کو قبول فرما اور اسے اپنے بندوں کا محبوب بنا دے۔ اور اس نے ابن عباس کی حدیث سے بھی روایت کی ہے اور محمد بن عائذ دمشقی کی روایت میں عن الہیثم بن حمید عن مطعم عن المقدام وغیرہ بیان ہوا ہے کہ حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میری دعا کا جواب دیا کرے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جب تک وہ اپنے کھانے کو پاکیزہ نہ کرے' حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میرے کھانے کو پاک کرے تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ اس بالی سے بھی اجتناب کرتے تھے جسے وہ اپنی کھیتی میں پاتے تھے اور جہاں سے اسے لیا گیا ہوتا اس جگہ اسے واپس کرتے' اسی طرح آپ مستجاب الدعوات بھی تھے اور جونہی آپ دعا کرتے وہ قبول ہو جاتی۔ اور ان میں سے مشہور واقعہ وہ ہے جسے صحیحین میں عبدالملک بن عمیر کے طریق سے بحوالہ جابر بن سلمہ روایت کیا گیا ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت عمرؓ کے پاس حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہر چیز کے بارے میں شکایت کی حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ وہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھتے' حضرت سعدؓ نے کہا' میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھانے میں کوتاہی نہیں کرتا' میں پہلی دو رکعتوں کو طویل کرتا ہوں اور آخری دو کو چھوٹا کرتا ہوں آپ نے فرمایا اے ابواسحٰق آپ کے بارے میں یہی ظن ہے اور آپ نے کوفہ کی فرودگاہوں میں آپ کے حالات دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجا' اور وہ جن اہل مسجد سے پوچھتے وہ آپ کی تعریف کرتے حتیٰ کہ وہ بنی عبس کی مسجد کے پاس سے گزرے تو ان میں سے ابوسعدۃ اسامہ بن قتادہ نامی شخص نے اٹھ کر کہا کہ حضرت سعد سریہ میں نہیں جاتے اور نہ برابر تقسیم کرتے ہیں اور نہ رعیت کے معاملے کے بارے میں عدل سے کام لیتے ہیں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ ریاکاری اور شہرت کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر کو دراز کر' اور اس کو ہمیشہ تنگدست رکھ اور اس کی آنکھ کو اندھا کر دے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اس کے بعد اس شخص کو بہت بوڑھا ہونے کی حالت میں دیکھا ہے اس کے ابرو اس کی آنکھوں پر گر گئے تھے وہ راستے میں کھڑا ہو کر لڑکیوں کو ہاتھ سے ٹٹولتا' اس سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا' پاگل بوڑھا جسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے' اور ایک غریب روایت میں ہے کہ

Marfat.com

اس نے مختار بن ابی عبید کے فتنہ کو پایا اور اس میں قتل ہو گیا اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ قاضی یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن مرزوق نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے سعد بن ابراہیم سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی جسے زبراء کہا جاتا تھا' نئی قمیض پہن کر باہر نکلی تو ہوا نے اسے ننگا کر دیا تو حضرت عمرؓ نے اسے درہ مارا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ کو روکنے آئے تو حضرت عمرؓ نے انہیں بھی درہ رسید کیا اور حضرت سعد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر بددعا کرنے گئے تو حضرت عمرؓ نے انہیں درہ پکڑایا اور فرمایا مجھ سے قصاص لو تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیا' اور اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ حضرت سعد اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ بول چال تھوڑی ہوئی تو حضرت سعدؓ نے ان کے خلاف بددعا کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور تیزی سے دوڑنے لگے' اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ جب قادسیہ کا معرکہ ہوا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ لوگوں کے امیر تھے اور آپ زخمی تھے اور آپ فتح مکہ میں شامل نہیں ہوئے تو بجیلہ کے ایک شخص نے کہا۔

''کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا ہے اور حضرت سعدؓ قادسیہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے پس ہم واپس آ گئے اور بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئی تھیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیویوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہ تھی''۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا اے اللہ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے ہمیں کفایت کر' پس اچانک اسے ایک نامعلوم تیر آ لگا جس سے وہ گونگا ہو گیا اور اس کے دونوں ہاتھ خشک ہو گئے' اور زیاد البکائی اور سیف بن عمر نے عن عبد الملک بن عمیر عن قبیصہ بن جابر عن ابن عمر قوت دی ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ پھر حضرت سعدؓ باہر نکلے اور آپ نے لوگوں کو اپنی پشت کے زخم دکھائے تاکہ ان کے پاس عذر پیش کریں' اور ہیثم نے ابوبلج سے بحوالہ مصعب بن سعد بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی تو حضرت سعدؓ نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا تو حضرت سعدؓ نے کہا میں تجھ پر بددعا کروں گا' وہ پھر بھی باز نہ آیا تو آپ نے اس کے متعلق اللہ سے بددعا کی یہاں تک کہ ایک بدکا ہوا اونٹ آ گیا اور اس نے اسے مارا۔ اور ایک دوسرے طریق سے بحوالہ عامر بن سعد روایت آئی ہے کہ حضرت سعدؓ نے ایک جماعت کو دیکھا جو ایک شخص پر جھکی ہوئی تھی' آپ نے دو آدمیوں کے درمیان اپنا سر داخل کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو گالیاں دے رہا ہے آپ نے اسے اس بات سے روکا تو وہ باز نہ آیا' آپ نے فرمایا میں تجھ پر بددعا کروں گا' اس شخص نے کہا تو مجھے یوں ڈراتا ہے گویا تو نبی ہے؟ حضرت سعدؓ واپس چلے گئے اور آل فلاں کے گھر میں داخل ہو گئے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ اس شخص نے ان لوگوں کو گالیاں دی ہیں جنہیں تیرے ہاں نیکی میں سبقت حاصل ہے اور اس نے انہیں گالیاں دے کر مجھے ناراض کیا ہے' پس تو آج اسے نشان اور عبرت بنا دے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آل فلاں کے گھر سے ایک بدکا ہوا بختی اونٹ نکلا جسے کوئی چیز نہ روکتی تھی حتیٰ کہ وہ بہت سے لوگوں میں داخل ہو گیا اور لوگ منتشر ہو گئے اور اس نے اس شخص کو اپنی ٹانگوں میں لے لیا اور مسلسل اسے مارتا رہا' حتیٰ کہ وہ مر گیا' راوی بیان کرتا ہے میں نے لوگوں کو حضرت سعدؓ کے پیچھے دوڑتے اور کہتے دیکھا اے ابواسحٰق اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول کر لی ہے اور حماد بن سلمہ نے اسے علی بن زید سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ روایت کیا ہے اور اسی طرح بیان کیا ہے اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ حسن بن داؤد بن محمد بن المنکدر القرشی نے مجھ سے بیان کیا کہ

Marfat.com

عبدالرزاق نے اپنے باپ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غلام مینا کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت حضرت سعدؓ کے پاس آیا کرتی تھی آپ نے اُسے منع کیا تو وہ باز نہ آئی' ایک روز وہ آئی تو آپ وضو کر رہے تھے آپ نے فرمایا تیرا چہرہ بگڑ جائے تو اس کا چہرہ اس کی گدی میں پلٹ گیا اور کثیر النوری نے بحوالہ عبداللہ بن بدیل بیان کیا ہے کہ حضرت سعد' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو انہوں نے آپ سے کہا تمہیں کیا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مل کر جنگ نہیں کی؟ آپ نے فرمایا اگر تاریک آندھی میرے پاس سے گزرے اور میں اخ اخ کہوں تو میں اپنی اونٹنی کو بٹھا دیتا ہوں حتیٰ کہ وہ آندھی مجھ سے دور ہو جائے پھر میں راستے کو پہچان کر چلتا ہوں' حضرت معاویہؓ نے کہا کتاب اللہ میں اخ اخ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (اگر مومنین کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کروا دو اور اگر ایک جماعت دوسری پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والی جماعت سے جنگ کرو حتیٰ کہ وہ امرالٰہی کی طرف واپس آ جائے' خدا کی قسم آپ عادل جماعت کے مقابلہ میں باغی جماعت کے ساتھ نہیں اور نہ ہی باغی جماعت کے مقابلہ میں عادل جماعت کے ساتھ ہیں' حضرت سعدؓ نے فرمایا میں اس شخص سے لڑنے کا نہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تجھے میرے ہاں وہی مقام حاصل ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھا ہاں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' حضرت معاویہؓ نے کہا' آپ کے ساتھ اسے کس نے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا فلاں' فلاں اور حضرت ام سلمہؓ نے' حضرت معاویہؓ نے کہا' اگر میں نے آپ سے یہ بات سنی ہوتی تو میں حضرت علیؓ سے جنگ نہ کرتا اور ایک روایت میں ایک دوسرے طریق سے ہے کہ ان دونوں حضرات کے درمیان یہ گفتگو مدینہ میں اس حج کے درمیان ہوئی جو حضرت معاویہؓ نے کیا اور ان دونوں نے حضرت ام سلمہؓ کے پاس جا کر پوچھا تو آپ نے ان دونوں کو وہ بات بتائی جو حضرت سعدؓ نے حضرت معاویہؓ کو بتائی تھی تو حضرت معاویہؓ نے کہا اگر میں اس بات کو آج سے پہلے سن لیتا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خادم ہوتا حتیٰ کہ وہ فوت ہو جاتے یا میں فوت ہو جاتا اور اس اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت سعدؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو حضرت علی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما کے بارے میں اعتراض کرتے سنا تو آپ نے فرمایا ہمارے درمیان جو بات پائی جاتی ہے ابھی وہ ہمارے دین تک نہیں پہنچی اور محمد بن سیرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ ایک شب میں نو لونڈیوں کے پاس آئے اور جب دسویں کے پاس پہنچے تو آپ کو نیند آ گئی اور اس نے آپ کو جگانے میں شرم محسوس کی اور آپ کے خوبصورت کلام میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے مصعب سے فرمایا اے میرے بیٹے جب تو کسی چیز کو طلب کرے تو اسے قناعت سے طلب کر بلاشبہ جسے قناعت حاصل نہیں اسے مال فائدہ نہیں دیتا' اور حماد بن سلمہ نے سماک بن حرب سے بحوالہ مصعب بن سعد بیان کیا ہے کہ میرے باپ کا سر میری گود میں تھا اور وہ فوت ہو رہے تھے' میں رو پڑا تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو کیوں روتا ہے؟ خدا کی قسم اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا بلاشبہ میں اہل جنت میں سے ہوں' اللہ تعالیٰ مومنین کی نیکیوں کو قبول کرتا ہے پس اللہ کے لیے کام کرو' اور کفار کی نیکیوں کے باعث ان سے تخفیف کرے گا اور جب وہ ختم ہو جائیں تو ہر عمل کرنے والے کو اپنے عمل کے ثواب اس سے طلب کرنا چاہیے۔ جس کے لیے اس نے عمل کیا ہے اور زہری نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے ایک پرانا جبہ منگوایا اور فرمایا مجھے اس میں کفن دینا میں نے

Marfat.com

بدر کے روز اسے پہن کر مشرکین سے جنگ کی اور میں نے اسے صرف اس دن کے لیے چھپایا ہوا تھا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات مدینہ سے باہر عقیق مقام پر ہوئی اور آپ کو لوگوں کی گردنوں پر مدینہ لایا گیا اور مروان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور امہات المومنین الباقیات الصالحات نے بھی اس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا اور مشہور قول کے مطابق جس پر اکثریت قائم ہے یہ واقعہ اس سال یعنی ۵۵ھ میں ہوا اور صحیح قول کے مطابق آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی' علی بن المدینی نے بیان کیا ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے آپ نے سب سے آخر میں وفات پائی ہے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ مہاجرین میں سے وفات پانے والے آخری شخص تھے۔ اور الہیثم بن عدی نے آپ کی وفات ۵۰ھ میں بیان کی ہے اور ابو معشر اور ابو نعیم مغیث بن المحرر نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ نے ۵۸ھ میں وفات پائی ہے اور مغیث نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اسی سال میں حضرت حسن بن علی' حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم نے وفات پائی ہے اور پہلا قول یعنی ۵۵ھ والا صحیح ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا قد کوتاہ' جسم موٹا' ہتھیلیاں موٹی ناک چپٹی اور جسم بہت بالوں والا تھا' آپ بالوں کو سیاہ رنگ دیتے تھے اور آپ کی میراث دولاکھ پچاس ہزار تھی۔

حضرت فضالہ بن عبید الانصاری الاوسی:

احد آپ کا پہلا معرکہ ہے اور آپ نے بیعت الرضوان میں شمولیت کی اور شام چلے گئے اور حضرت معاویہؓ کے زمانے میں حضرت ابوالدرداءؓ کے بعد آپ نے دمشق میں قضاء کا محکمہ سنبھالا' ابو عبید نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۳ھ میں وفات پائی ہے اور دوسروں نے آپ کی وفات ۶۷ھ میں بیان کی ہے اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت قثم بن العباس بن عبدالمطلب:

آپ رسول اللہ ﷺ کے بہت مشابہ تھے اور آپ نے حضرت علیؓ کے زمانے میں مدینے کی نیابت سنبھالی اور سمرقند کی فتح میں شامل ہوئے اور وہیں شہید ہو گئے۔

حضرت کعب بن عمرو ابوالیسر:

الانصاری السلمی' آپ عقبہ اور بدر میں شامل ہوئے اور اس روز آپ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کو قیدی بنایا اور اس کے بعد کے تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے اور ابو حاتم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۵ھ میں وفات پائی ہے اور دوسروں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ اہل بدر میں سے وفات پانے والے آخری شخص ہیں۔

۵۶ھ

یہ حضرت معاویہؓ کے دور کی بات ہے' اس میں جنادہ بن ابی امیہ نے سرزمین روم میں موسم سرما گزارا اور بعض کا قول ہے کہ عبدالرحمٰن بن مسعود نے گذارا' کہتے ہیں کہ اس میں یزید بن سمرۃ نے سمندر میں اور عیاض بن الحارث نے خشکی میں جنگ کی اور اس میں حضرت معاویہؓ نے رجب میں عمرہ کیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے اس میں لوگوں کو حج کروایا اور اس میں حضرت معاویہؓ نے

Marfat.com

سعید بن عثمان کو بلاد خراسان کا امیر مقرر کیا اور عبید اللہ بن زیاد کو اس سے معزول کر دیا' پس سعید' خراسان کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے صغد سمرقند کے پاس ترکوں سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ ایک جماعت نے بھی شہادت پائی جن میں حضرت قثم بن عباسؓ بن عبدالمطلب کو بھی بیان کیا جاتا ہے' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ سعید بن عثمان بن عفانؓ نے حضرت معاویہؓ سے مطالبہ کیا کہ انہیں خراسان کا امیر بنا دیا جائے' حضرت معاویہؓ نے کہا وہاں عبید اللہ بن زیاد موجود ہے' سعید نے کہا' میرے باپ نے آپ کو چنا اور آپ کو ترقی دی حتیٰ کہ آپ ان کے انتخاب سے اس مقام تک پہنچے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ پس آپ نے ان کے انعام کا شکر نہیں کیا اور نہ ان کی نعمتوں کا بدلہ دیا ہے اور میں اس یعنی یزید بن معاویہؓ کے پاس آیا اور میں نے اس کی بیعت کی اور قسم بخدا میں' ماں' باپ کے لحاظ سے اور ذاتی طور پر بھی اس سے بہتر ہوں حضرت معاویہؓ نے اسے کہا' آپ کے باپ نے مجھ پر جو احسان کیا ہے وہ اس کی جزا کا مستحق ہے اور میں نے اس کا شکر یوں ادا کیا ہے کہ میں نے ان کے خون کا مطالبہ کیا ہے حتیٰ کہ معاملات ظاہر ہو گئے ہیں اور جو کسی کے بارے میں اپنے نفس کو ملامت کرنے کا نہیں اب رہی بات اس کے باپ پر آپ کے باپ کی فضیلت' تو قسم بخدا آپ کا باپ مجھ سے بہتر تھا اور رسول اللہ ﷺ کا زیادہ نزدیکی تھا اور اس کی ماں پر آپ کی ماں کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا' بلاشبہ قریش کی عورت کلب کی عورت سے بہتر ہوتی ہے' اب رہی بات اس پر آپ کی فضیلت کی' تو قسم بخدا اگر غوطہ کو میں سعید بن عثمان جیسے آدمیوں سے بھر دوں تو یزید ان سے مجھے بہتر اور زیادہ محبوب ہو گا' اور یزید نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ کا عمزاد اور آپ اس کے معاملے میں غور و فکر کرنے کے زیادہ حق دار ہیں اور اس نے میرے بارے میں آپ کو سرزنش کی ہے آپ اسے راضی کریں تو حضرت معاویہؓ نے اسے خراسان کی جنگ کا منتظم بنا دیا' وہ سمرقند آیا تو ترکوں میں سے اہل صغد اس کے مقابلہ میں آئے تو اس نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ان کے شہر میں انہیں محصور کر دیا تو انہوں نے اس سے صلح کر لی اور اپنے عظماء کے بیٹوں میں سے پچاس نوجوان اس کے پاس گروی رکھے جو اس کے قبضہ میں ہوں گے اور اس نے ترمذ میں قیام کیا اور ان سے وفا نہ کی اور وہ یرغمالی نوجوانوں کو اپنے ساتھ مدینہ لے آیا' اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو اپنے بیٹے یزید کی دعوت دی کہ وہ آپ کے بعد آپ کا ولی عہد ہو گا۔ اور اس سے قبل آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اس کا عزم کیا تھا۔

ابن جریر نے شعبی کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت مغیرہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور کوفہ کی امارت سے بریت کا اظہار کیا تو آپ نے ان کی کبر سنی اور کمزوری کے باعث انہیں بری کر دیا اور سعید بن العاص کو کوفہ کا امیر مقرر کرنے کا عزم کر لیا جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہیں پشیمانی ہوئی اور انہوں نے یزید بن معاویہ کے پاس آ کر اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے باپ سے ولی عہد ہونے کا مطالبہ کرے' اس نے اپنے باپ سے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے پوچھا یہ مشورہ تجھے کس نے دیا ہے؟ اس نے کہا حضرت مغیرہؓ نے' حضرت معاویہؓ کو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات پسند آئی اور انہوں نے انہیں کوفہ کی عملداری پر واپس بھیج دیا اور حکم دیا کہ وہ اس بارے میں کوشش کریں اس موقع پر حضرت مغیرہؓ نے اس کام کی مضبوطی کے لیے سعی کی اور حضرت معاویہؓ نے زیاد کو خط لکھ کر اس بارے میں اس سے مشورہ لیا تو زیاد نے اس بات کو پسند نہ کیا کیونکہ وہ یزید کے کھلنڈرے پن اور شکار اور کھیل کی

Marfat.com

طرف متوجہ ہونے سے واقف تھا' اس نے حضرت معاویہؓ کے پاس عبید ابن کعب بن النمیری کو بھیجا کہ وہ آپ کو اس رائے سے پھیر دے۔ اور وہ زیاد کا بڑا مکار دوست تھا۔ وہ دمشق روانہ ہو گیا اور سب سے پہلے یزید سے ملا اور زیاد کے متعلق اس سے گفتگو کی اور اسے مشورہ دیا کہ وہ اس بات کا مطالبہ نہ کرے اور اس کا چھوڑ دینا اس کے لیے اس میں کوشش کرنے سے بہتر ہو گا' پس یزید اپنے مطالبے سے باز آ گیا اور اس نے اپنے باپ سے ملاقات کی اور دونوں نے اس وقت اس کے ترک کرنے پر اتفاق کر لیا اور جب اس سال زیاد مر گیا تو حضرت معاویہؓ اس بات کے انتظام کرنے اور اس کی طرف دعوت دینے میں لگ گئے اور اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی اور آفاق کی طرف یہ بات لکھی اور دیگر صوبوں کے لوگوں نے بھی اس کی بیعت کر لی' مگر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ' حضرت عبداللہ بن عمرؓ' حضرت حسین بن علیؓ' حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بیعت نہ کی' حضرت معاویہؓ سوار ہو کر مکہ کی طرف عمرہ کرنے آئے اور جب مکہ سے واپسی پر آپ مدینہ سے گزرے تو آپ نے ان پانچوں میں سے ہر ایک کو الگ الگ بلا کر ڈرایا دھمکایا اور ان میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے آپ کو سب سے سخت جواب دیا اور بڑی دلیری کے ساتھ آپ سے گفتگو کی اور ان میں سے سب سے نرم گفتگو کرنے والے حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھے پھر حضرت معاویہؓ نے تقریر کی اور یہ لوگ آپ کے منبر کے نیچے موجود تھے اور لوگوں نے یزید کی بیعت کی اور یہ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے نہ موافقت کی اور نہ اختلاف کا اظہار کیا کیونکہ انہیں ڈرایا دھمکایا گیا تھا پس بقیہ علاقوں میں یزید کی بیعت مرتب ہو گئی اور باقی ماندہ صوبوں سے یزید کے پاس وفد آئے اور ان میں احنف بن قیس بھی آئے حضرت معاویہؓ نے انہیں یزید کے ساتھ گفتگو کرنے کا حکم دیا پس وہ دونوں بیٹھے پھر احنف باہر نکلے تو حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا' آپ نے اپنے بھتیجے کو کیسا پایا ہے؟ آپ نے کہا اگر ہم جھوٹ بولیں تو ہم اللہ سے ڈرتے ہیں اور اگر سچ بولیں تو آپ سے ڈرتے ہیں' آپ اس کے لیل ونہار' ظاہر وباطن اور آمد ورفت کو خوب جانتے ہیں اور آپ نے اس کے متعلق جو ارادہ کیا ہے آپ اسے بہتر جانتے ہیں' ہمارا کام صرف سمع واطاعت کرنا ہے اور آپ پر امت کی خیر خواہی کرنا واجب ہے اور حضرت معاویہؓ نے جب حضرت حسنؓ سے صلح کی تو آپ نے حضرت حسنؓ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد آپ امیر ہوں گے اور جب حضرت حسنؓ فوت ہو گئے تو حضرت معاویہؓ کے نزدیک یزید کا معاملہ زور پکڑ گیا اور آپ نے اسے اس بات کا اہل پایا اور یہ باپ کی اپنے بیٹے سے شدید محبت کی وجہ سے تھا اس لیے کہ آپ اس میں دنیاوی نجابت اور بادشاہوں کے بچوں کی علامت اور جنگوں کے بارے میں ان کی واقفیت اور حکومت کا نظم اور اس کی بڑائی کی ذمہ داری دیکھتے تھے اور آپ کا خیال تھا کہ اس مفہوم میں صحابہؓ کے بیٹوں میں سے کوئی ایک بھی کھڑا نہ ہو گا اسی لیے آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خطاب کرتے ہوئے کہا' میں اپنے بعد رعیت کو منتشر بکریوں کی طرح چھوڑنے سے ڈرتا ہوں کہ ان کا کوئی چرواہا نہ ہو' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' جب سب لوگ اس کی بیعت کر لیں گے تو میں اس کی بیعت کر لوں گا خواہ وہ نکٹا غلام ہی ہو اور سعید بن عثمان بن عفان نے یزید کو حکمران بنانے کے بارے میں حضرت معاویہؓ کو ملامت کی اور آپ سے مطالبہ کیا کہ اس کی جگہ مجھے حکمران بنا دیں اور سعید نے حضرت معاویہؓ سے باتوں باتوں میں یہ بھی کہا کہ بلاشبہ میرا باپ ہمیشہ آپ کا خیال رکھتا رہا ہے حتیٰ کہ آپ شرف ومجد کی بلندی تک پہنچ گئے ہیں اور آپ نے اپنے بیٹے کو مجھ پر مقدم کر دیا ہے حالانکہ میں ماں باپ کے لحاظ سے اور ذاتی طور پر اس سے بہتر ہوں

Marfat.com

حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تو نے جو میرے ساتھ اپنے باپ کے احسان کا ذکر کیا ہے تو یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے اور یہ کہ تیرا باپ ان کے باپ سے بہتر ہے یہ ایک حق بات ہے اور تیری ماں قریشیہ ہے اور اس کی ماں کلبیہ ہے اور وہ اس سے بہتر ہے اب رہی یہ بات کہ تو اس سے بہتر ہے خدا کی قسم اگر میں غوطہ تک تیرے جیسے لوگ بھر دوں تو یزید تم سب سے زیادہ مجھے محبوب ہوگا۔

اور ہم نے حضرت معاویہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز آپ نے اپنی تقریر میں کہا' اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے اسے امیر بنایا ہے اور میرے نزدیک وہ اس کا اہل ہے تو میں نے اسے جس بات کے لیے امیر بنایا ہے اسے اس کے لیے پورا کر دے اور اگر میں نے اسے اس لیے امیر بنایا ہے کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو جس بات کے لیے میں نے اسے امیر بنایا ہے اسے اس کے لیے مکمل نہ کر۔

اور حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک شب گفتگو کی اور آپ کے اصحاب نے اس عورت کے بارے میں گفتگو کی جس کا بچہ نجیب ہوتا ہے اور انہوں نے اس عورت کی صفت بیان کی جس کا بچہ نجیب ہوتا ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا میں چاہتا ہوں کاش میں اس عورت کو جانتا جو اس مقام کی ہوتی' آپ کے ایک ہم نشین نے کہا' یا امیر المومنین میں نے اسے معلوم کر لیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین میری بیٹی' تو حضرت معاویہؓ نے اس سے نکاح کر لیا جس نے یزید بن معاویہ کو جنم دیا اور وہ نجیب' تیز فہم اور حاذق بن کر آیا پھر آپ نے دوسری عورت کو پیغام نکاح دیا اور اسے آپ کے ہاں فوقیت حاصل ہو گئی اور اس نے ایک دوسرے لڑکے کو جنم دیا اور آپ نے یزید کی ماں کو چھوڑ دیا اور وہ آپ کے گھر کے پہلو میں رہتی تھی اور ابھی آپ محو نظارہ ہی تھے اور آپ کی دوسری بیوی آپ کے ساتھ تھی کہ اچانک آپ نے یزید کی ماں کی طرف دیکھا اور وہ اسے کنگھی کر رہی تھی' آپ کی بیوی نے آپ سے کہا اللہ اس کا برا کرے اور اس کا بھی جسے یہ کنگھی کر رہی ہے' آپ نے کہا کیوں؟ خدا کی قسم اس کا بیٹا تیرے بیٹے سے زیادہ نجیب ہے' اور اگر تو پسند کرے تو میں تیرے سامنے اس کی وضاحت کر دوں' پھر آپ نے اس کے بیٹے کو بلایا اور اسے کہا' امیر المومنین کو خیال آیا ہے وہ تجھے آزادی دیتے ہیں تو جو چاہے مجھ سے مانگ لے' اس نے کہا' میں امیر المومنین سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ میرے لیے شکاری کتوں' گھوڑوں اور پیادوں کی آزادی دے دیں وہ شکار میں میرے ساتھ رہا کریں' آپ نے فرمایا ہم نے تیرے لیے اس کا حکم دیا پھر آپ نے یزید کو بلایا اور اسے وہی بات کہی جو اس کے بھائی سے کہی تھی' یزید نے کہا اس وقت امیر المومنین مجھے اس کام سے معاف فرمائیں؟ آپ نے فرمایا تیرے لیے اپنی ضرورت کا مطالبہ کرنا لازمی ہے' اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی عمر دراز کرے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ میں آپ کے بعد ولی عہد ہوں' مجھے معلوم ہوا ہے کہ رعیت میں ایک دن کا عدل' پانچ سو سال کی عبادت کی طرح ہے آپ نے کہا' میں نے آپ کی یہ بات قبول کی پھر آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا آپ نے کیسا پایا ہے؟ پس میں نے اس کے بیٹے پر یزید کی فضیلت کو معلوم کر لیا ہے۔

اور ابن جوزی نے اس سال میں حضرت ام حرام بنت ملحان انصاریہ کی وفات کا ذکر کیا ہے جو عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور صحیح بات وہ ہے' جس کے سوا علماء نے کوئی بات بیان نہیں کی کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۲۷ھ میں وفات پائی ہے حضرت معاویہؓ جب قبرص میں داخل ہوئے تو آپ اور آپ کے خاوند حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے اور آپ کے خچر

Marfat.com

نے آپ کی گردن توڑ دی اور آپ فوت ہوگئیں اور آپ کی قبر قبرص ہی میں ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن جوزی نے آپ کے حالات میں آپ کی وہ حدیث بیان کی ہے' جس کی تخریج صحیحین میں آپ کے گھر میں حضرت نبی کریم ﷺ کے قیلولہ کرنے کے بارے میں ہوئی ہے اور آپ نے خواب میں اپنی امت کے کچھ لوگوں کو دیکھا جو سمندر کے بڑے حصہ میں راہِ خدا میں غازی بن کر خاندان کے بادشاہوں کی مانند سوار ہوں گے اور حضرت ام حرامؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اس کے لیے دعا کریں کہ وہ ان میں سے ہو تو آپ نے اس کے لیے دعا کی' پھر آپ سوئے تو آپ نے اسی قسم کا نظارہ دیکھا تو وہ کہنے لگیں اللہ سے دعا کیجیے وہ مجھے ان میں سے بنا دے آپ نے فرمایا نہیں' تو پہلے لوگوں میں سے ہے اور انہی لوگوں نے قبرص کو فتح کیا اور آپ ان کے ساتھ تھیں' اور ان دوسرے لوگوں میں شامل نہ تھیں جنہوں نے یزید بن معاویہ کے ساتھ ۵۱ھ میں بلاد روم سے جنگ کی اور حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی ان کے ساتھ تھے اور آپ نے وہیں وفات پائی ہے اور آپ کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب ہے اور ہم نے دلائل النبوۃ میں اسے تسلی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

۵۷ھ

اس میں عبداللہ بن قیس کا سرمائی مقام سرزمین روم تھی' واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس کے شوال میں حضرت معاویہؓ نے مروان بن الحکم کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو اس کا امیر مقرر کیا اور انہی نے اس سال لوگوں کو حج کروایا' کیونکہ مدینہ کی امارت ان کے پاس تھی اور الضحاک بن قیس کوفہ کے اور عبیداللہ بن زیاد بصرہ کے اور سعید بن عثمان خراسان کے امیر تھے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس میں عثمان بن حنیف انصاری اوسی نے وفات پائی آپ عبادہ اور سہل کے بھائی تھے جو حنیف کے صاحبزادے تھے' حضرت عمرؓ نے آپ کو عراق کے مضافات کے ٹیکس کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا اور حضرت عمرؓ نے آپ کو کوفہ پر نائب مقرر کیا اور جب حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ، حضرت عائشہؓ کے ساتھ آئے اور آپ نے دارالامارت کے سپرد کرنے سے انکار کیا تو آپ کی داڑھی' ابرو اور دونوں آنکھوں کی پلکیں نوچ لی گئیں اور آپ کو عذاب دیا گیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ نے شہر کو ان کے سپرد کیا تو انہیں کہنے لگے یا امیرالمومنین میں نے باریش ہونے کی حالت میں آپ سے جدائی اختیار کی اور بے ریش ہونے کی حالت میں آپ سے ملاقات کی ہے' حضرت علیؓ نے مسکرا کر فرمایا اس کا اجر آپ کو اللہ کے ہاں سے ملے گا اور مسند اور سنن میں آپ کی اس اندھے کے بارے میں حدیث میں ہے' جس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ آپ اس کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے نور بصر کو واپس کر دے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے نور بصر کو واپس کر دیا اور نسائی کے ہاں آپ کی ایک اور حدیث بھی ہے اور میں نے ابن جوزی کے سوا کسی کو اس سال میں آپ کی وفات بیان کرتے نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم

۵۸ھ

اس میں مالک بن عبداللہ خثعمی نے ارض روم سے جنگ کی' واقدی نے بیان کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ اس میں یزید بن شجرہ نے سمندر میں موسم سرما گزارا اور بعض کا قول ہے کہ جنادہ بن امیہ نے سمندر اور بلاد روم سے جنگ کی اور بعض کا قول ہے عمرو بن یزید الجہنی نے ارض روم میں موسم سرما گزارا' ابو معشر اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے لوگوں کو حج

Marfat.com

کروایا اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عثمان بن ربیعہ ثقفی' ابن الحکم کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور ام الحکم حضرت معاویہؓ کی بہن تھیں اور الضحاک بن قیس کو کوفہ سے معزول کر دیا اور ابن ام الحکم نے اپنی پولیس پر زائدہ بن قدامہ کو امیر مقرر کیا اور ابن الحکم کے زمانے میں خوارج نے خروج کیا اور اس معرکہ میں ان کا سردار حیان بن ضبیان السلمی تھا' پس اس نے ان کی طرف فوج بھیجی جس نے سب خوارج کو قتل کر دیا۔ پھر ابن الحکم نے اہل کوفہ میں بری سیرت اختیار کی تو انہوں نے اسے اپنے درمیان سے دھتکار کر نکال دیا اور وہ اپنے ماموں حضرت معاویہؓ کے پاس واپس آ گیا اور ان سے اس بات کا ذکر تو آپ نے فرمایا میں ضرور تجھے ایک شہر کا والی بناؤں گا جو تیرے لیے بہتر ہوگا' سو آپ نے اسے مصر کا والی بنا دیا' اور جب وہ اس کی طرف روانہ ہوا تو مصر سے دو دن کے فاصلے پر اسے معاویہ بن خدیج ملے اور اسے کہنے لگے' اپنے ماموں حضرت معاویہؓ کے پاس واپس چلے جاؤ' میری زندگی کی قسم ہم تجھے اس میں داخل نہیں ہونے دیں گے کہ تو اس میں اور ہم میں وہ سیرت اختیار کرے جو تو نے ہمارے کوفی بھائیوں میں کی ہے' پس ابن ام الحکم حضرت معاویہؓ کے پاس واپس آ گیا اور معاویہ بن خدیج بھی حضرت معاویہؓ کے پاس آنے کے لیے اسے آ ملے اور جب وہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان کی بہن ام الحکم کو ان کے پاس پایا اور وہ اس عبدالرحمٰن کی ماں تھی جسے اہل کوفہ اور اہل مصر نے دھتکار دیا تھا اور جب حضرت معاویہؓ نے آپ کو دیکھا تو کہا' آفرین ہے یہ معاویہ بن خدیج ہیں' ام الحکم کہنے لگیں اسے خوش آمدید نہ ہو' معیدی کے متعلق تیرا سننا اس کے دیکھنے سے بہتر ہے' معاویہ بن خدیج نے کہا اے ام الحکم ذرا آہستگی اختیار کر' خدا کی قسم تو نے شادی کی ہے اور تو نے عزت نہیں کی اور تو نے بچے جنے ہیں اور اچھے بچے نہیں جنے' تو نے اپنے فاسق بیٹے کو ہم پر والی بنانا چاہا ہے کہ وہ ہم میں وہ روش اختیار کرے جو اس نے ہمارے کوفی بھائیوں میں اختیار کی ہے اور اللہ اسے یہ نہ دکھائے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو ہم اسے ایسی ضرب لگائیں گے جس سے اس کا سر جھک جائے گا۔ یا کہا ہم اسے ماریں گے جس سے وہ ڈر جائے گا۔ خواہ یہ بیٹھنے والا۔ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے ناپسند ہی کرے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن کی طرف متوجہ ہو کر کہا' کافی ہو گیا ہے۔

ایک عجیب واقعہ:

ابن جوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ بنی عذرہ کے ایک نوجوان کا ابن ام الحکم کے ساتھ ایک واقعہ ہوا جس کا ملخص یہ ہے کہ ایک روز حضرت معاویہؓ دستر خوان پر بیٹھے تھے کہ اچانک بنی عذرہ کا ایک نوجوان آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آپ کو شعر سنانے لگا جن میں اس کی بیوی سعاد کی طرف شوق کا اظہار پایا جاتا تھا' حضرت معاویہؓ نے اسے قریب بلایا اور اس کے معاملے کے متعلق اس سے دریافت کیا' اس نے کہا یا امیر المومنین میں اپنے چچا کی بیٹی سے شادی شدہ تھا اور میرے پاس اونٹ اور بکریاں تھیں میں نے انہیں اس پر خرچ کر دیا اور جب میرا مال کم ہو گیا تو اس کا باپ مجھ سے بے رغبت ہو گیا اور اس نے آپ کے کوفہ کے گورنر ابن ام الحکم کے پاس میری شکایت کر دی اور اسے اس کی خوبصورتی کے متعلق اطلاع مل چکی تھی۔ اس نے مجھے بیڑیوں میں جکڑ دیا اور مجھے مجبور کرنے لگا کہ میں اسے طلاق دے دوں اور جب اس کی عدت ختم ہو گئی تو آپ کے عامل نے اسے دس ہزار درہم دیئے اور اس سے نکاح کر لیا اور یا امیر المومنین میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ ستم رسیدہ غمگین کے مددگار اور لٹے پٹے آدمی کا

Marfat.com

سہارا ہیں' کیا کوئی کشائش ہے؟ پھر وہ رو کر کہنے لگا۔

''میرے دل میں آگ ہے اور آگ میں شرارہ ہے اور میرا جسم کمزور ہے اور رنگ زرد ہے اور آنکھ غم سے اشکبار ہے اور اس کے آنسو موسلا دھار ہیں اور عاشق' عبرت والا ہے جس میں طبیب حیران رہ جاتا ہے میں نے اس بارے میں بڑا دکھ برداشت کیا ہے' جس پر صبر نہیں ہو سکتا' کاش میری رات' رات نہ ہوتی اور نہ میرا دن' دن ہوتا''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ کو اس پر ترس آ گیا اور آپ نے ابن ام الحکم کو خط لکھا اور اسے اس بات پر زجر و توبیخ اور ملامت کی اور اسے قول واحد میں اسے طلاق دینے کا حکم دیا اور جب اس کے پاس حضرت معاویہؓ کا خط آیا تو اس نے لمبی سانس لی اور کہا' میں چاہتا ہوں کہ امیر المومنین مجھے اور اس عورت کو ایک سال تک اکٹھے چھوڑ دیں پھر مجھے تلوار پر پیش کر دیں اور وہ اسے طلاق دینے کے بارے میں اپنے دل سے مشورہ کرنے لگا مگر وہ ایسا نہ کر سکا اور نہ اس کے دل نے اس کی بات مانی اور جو ایلچی خط لے کر اس کے پاس آیا تھا وہ اسے برانگیختہ کرنے لگا پس اس نے اسے طلاق دے دی اور اسے اپنے ہاں سے نکال کر وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس بھجوا دیا اور جب وہ آپ کے سامنے کھڑی ہوئی تو آپ نے اس عورت سے گفتگو کی تو وہ سب لوگوں سے زیادہ فصیح اور شیریں کلام اور حسن و جمال اور ناز و ادا میں مکمل تر تھی' آپ نے اس کے عم زاد سے کہا اے بدو! کیا بہترین خواہش کے عوض اسے بھول سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں جب آپ میرے سر اور میرے جسم کو الگ الگ کر دیں۔

پھر کہنے لگا:

''مجھے اس شخص کی طرح نہ بناؤ جو گرمی کی تیزی سے' آگ سے مدد مانگتا ہے اور میری مثالیں بیان کی جائیں' حیران و غمگین شخص کو سعاد واپس کر دو جو فکر مندی اور اس کی یاد میں صبح و شام کرتا ہے' اسے ایسے قلق و اضطراب نے آ لیا ہے' جس جیسا کوئی قلق و اضطراب نہیں اور اس نے اس سے اپنے دل کو خوب جلا دیا ہے قسم بخدا میں اس کی محبت کو فراموش نہیں کر سکتا حتیٰ کہ مجھے میری قبر اور پتھروں میں چھپا دیا جائے' میں اسے کیسے بھول سکتا ہوں جب کہ دل اس کا دیوانہ ہو چکا ہے اور اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتا''۔

حضرت معاویہؓ نے کہا' ہم اس عورت کو تیرے اور ابن ام الحکم کے درمیان اختیار دیتے ہیں تو وہ عورت کہنے لگی۔

''اگرچہ یہ شخص ایک حلقے میں ہے مگر اس میں آسائش کی کمی پائی جاتی ہے اور یہ مجھے اپنے والدین' اپنے پڑوسی اور درہم و دینار کے مالک سے زیادہ محبوب ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہ مسکرائے اور اس شخص کے لیے دس ہزار درہم' سواری اور فرش کا حکم دیا اور جب اس کی عدت ختم ہو گئی تو آپ نے اس عورت سے اس کا نکاح کروا دیا اور اسے اس کے سپرد کر دیا' ہم نے ان سے بہت سے اشعار کو جو طویل تھے' حذف کر دیا ہے۔

اور اس سال میں عبید اللہ بن زیاد اور خوارج کے درمیان طویل رکاوٹیں ہوئیں اور اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قید کر لیا اور وہ اپنے باپ کی طرح ان کے مقابلے میں دلیر اور بہادر تھا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اس سال میں حضرت سعید بن العاصؓ بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف' القرشی الاموی نے وفات پائی' بدر کے روز آپ کا باپ کافر ہونے کی حالت میں قتل ہوا اور حضرت سعیدؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پائی اور جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی عمر نو سال تھی آپ مشہور اسخیاء اور سادات المسلمین میں سے تھے اور آپ کا دادا سعید بن العاص جس کی کنیت ابواحیحہ تھی۔ قریش کا سردار تھا جسے ذوالتاج کہا جاتا تھا کیونکہ جب وہ عمامہ باندھتا اس روز کوئی شخص اس کی تعظیم کے لیے عمامہ نہ باندھتا اور یہ سعید' مضافات پر حضرت عمرؓ کے عمال میں سے تھے اور حضرت عثمانؓ نے ان کی فصاحت کی وجہ سے انہیں مصاحف لکھنے والوں میں شامل کر دیا اور آپ داڑھی کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب لوگوں سے بڑھ کر مشابہت رکھتے تھے اور آپ ان بارہ اشخاص میں شامل تھے جو قرآن کو حل کرتے تھے اور اسے سکھاتے اور لکھتے تھے' ان میں حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ بھی تھے' حضرت عثمانؓ نے ولید بن عتبہ کو معزول کرنے کے بعد کوفہ پر آپ کو نائب مقرر کیا اور آپ نے طبرستان اور جرجان کو فتح کیا اور آذر بائیجان کے باشندوں نے عہد شکنی کی تو آپ نے ان سے جنگ کر کے آذر بائیجان کو فتح کر لیا اور جب حضرت عثمانؓ فوت ہو گئے تو آپ فتنہ سے الگ رہے اور جمل وصفین میں شامل نہ ہوئے اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت قائم ہو گئی تو آپ ان کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو ملامت کی تو آپ نے ان کے پاس عذر کیا تو انہوں نے نہایت طویل گفتگو میں آپ کا عذر قبول کر لیا اور دوبار آپ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور مروان بن الحکم کے ذریعے آپ کو دوبار معزول کیا اور یہ حضرت سعید' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہیں دیتے تھے اور مروان آپ کو گالیاں دیتا تھا اور آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر بن الخطاب' حضرت عثمان' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں عمرو بن سعید الاشدق اور ابوسعید اور سالم بن عبداللہ بن عمر اور حضرت عروہ بن زبیرؓ وغیرہ نے روایت کی ہے لیکن مسند اور کتب ستہ میں آپ کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی' آپ اچھی سیرت اور اچھے دل والے تھے آپ اکثر ہر جمعہ کو اپنے اصحاب کو اکٹھا کر کے انہیں کھانا کھلاتے اور حلے پہناتے اور ان کے گھروں کی طرف تحائف وہدایا اور بہت سے عطیات بھیجتے اور آپ تھیلیاں باندھ کر مسجد میں ضرورت مند نمازیوں کے آگے رکھ دیتے ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ دمشق میں آپ کا ایک گھر تھا جو آپ کے بعد دیماس کے نواح میں دار نعیم اور حمام نعیم کے نام سے مشہور تھا' پھر آپ نے مدینہ واپس آ کر وہیں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے' آپ قابل تعریف سخی تھے پھر ابن عساکر نے آپ کی کچھ حدیثیں یعقوب بن سفیان کے طریق سے بیان کی ہیں کہ ابوسعید الجعفی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن الاجلح نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعید بن العاصؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا اسلام میں بہترین آدمی' جاہلیت میں تمہارا بہترین آدمی تھا' اور زبیر بن بکار کے

Marfat.com

طریق میں ہے کہ ایک شخص نے بحوالہ عبدالعزیز بن ابان مجھ سے بیان کیا کہ خالد بن سعید نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چادر لائی اور کہنے لگی میں نے نذر مانی تھی کہ میں یہ کپڑا عرب کے سب سے معزز آدمی کو دوں گی آپ نے فرمایا یہ اس نوجوان کو دے دو۔ یعنی سعید بن العاص کو اور وہ کھڑے ہوئے تھے اس لیے انہیں ثیاب سعیدیہ کا نام دیا گیا ہے۔ اور فرزدق نے آپ کے بارے میں اشعار کہے ہیں۔

''جب زمانے کی سختیوں میں مصیبت بڑھ جاتی ہے تو تو فیاضی کی طرف سبقت کرنے والے سرداران قریش کو کھڑے ہو کر سعید کی طرف یوں دیکھے گا گویا وہ چاند کو دیکھ رہے ہیں''۔

اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما کو کوفہ سے معزول کر کے حضرت سعیدؓ بن العاص کو اس کا امیر مقرر کر دیا پھر انہیں معزول کر کے ولید بن عتبہ کو اس کا امیر مقرر کر دیا پھر اسے معزول کر کے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا آپ نے وہاں ایک وقت تک قیام کیا لیکن نہ ان میں آپ کی سیرت قابل تعریف رہی اور نہ انہوں نے آپ کو پسند کیا' پھر مالک بن الحارث یعنی اشتر نخعی ایک جماعت کے ساتھ سوار ہو کر حضرت عثمانؓ کے پاس گیا اور انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ سعید کو ان سے معزول کر دیں مگر آپ نے انہیں معزول نہ کیا اور آپ مدینہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس ہی تھے پس آپ نے انہیں ان کے پاس بھیجا تو اشتر کوفہ کی طرف جانے میں سبقت کر گیا اور اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس آنے سے روکنے کی ترغیب دی اور اشتر ایک فوج کے ساتھ انہیں کوفہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے سوار ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ انہیں العذیب مقام پر ملے۔ اور حضرت سعیدؓ الرعثہ مقام پر فروکش ہو چکے تھے۔ انہوں نے آپ کو اپنے پاس آنے سے روکا' اور وہ مسلسل انہیں رکاوٹ کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو حضرت عثمانؓ کے پاس واپس کر دیا اور اشتر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نماز اور سرحد کا اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو غنیمت کا ناظم مقرر کیا اور اہل کوفہ نے اس کی اجازت دے دی اور انہوں نے اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھیجی اور آپ نے اسے نافذ کر دیا اور آپ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا لیکن یہ پہلی کمزوری تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آئی اور حضرت سعید بن العاصؓ نے مدینہ میں قیام کیا حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کا وقت آ گیا اور وہ الدار میں آپ کے پاس موجود تھے پھر جب حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ سے سوار ہو کر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے تو سعید بھی ان کے ساتھ سوار ہو گئے' آپ اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ وغیرہ الگ ہو گئے اور آپ نے طائف میں اقامت اختیار کر لی حتیٰ کہ ان سب جنگوں کا خاتمہ ہو گیا پھر حضرت معاویہؓ نے ۴۹ھ میں انہیں مدینہ کی امارت پر مقرر کیا اور مروان کو معزول کر دیا' اور آپ کو سات دن امارت پر قائم رکھا پھر مروان کو واپس بھیج دیا اور عبدالملک بن عمیر نے بحوالہ قبیصہ بن جابر بیان کیا ہے کہ زیاد نے مجھے مال غنیمت کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا اور جب میں اپنے امور سے فارغ ہو گیا تو میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کے بعد امیر کون ہو گا؟ آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا' امارت ایک جماعت کے درمیان ہو گی یا تو قریش کا سخی سعید بن العاص امیر ہو گا یا' دانش مندی اور سخاوت کے لحاظ سے قریش کا نوجوان عبداللہ بن عامر ہو گا یا حسن بن علی ہو گا جو ایک کریم سردار ہے یا کتاب اللہ کا قاری' دین کا فقیہ' حدود اللہ کے قیام میں سختی کرنے والا مروان بن الحکم ہو گا

Marfat.com

یا فقیہ شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہوگا اور یا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہوگا جو درندوں کی مصیبتوں کے ساتھ شریعت کے پاس آتا ہے اور لومڑی کی طرح مکروفریب سے الگ ہو جاتا ہے۔

اور ہم نے روایت کی کہ ہے کہ ایک روز سعید نے مدینہ کے ایک راستے میں پانی مانگا تو ایک شخص نے ایک گھر سے آپ کو پانی لا دیا تو آپ نے پی لیا پھر کچھ عرصے بعد آپ نے دیکھا کہ وہ شخص اپنا گھر فروخت کے لیے پیش کر رہا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا وہ اپنا گھر کیوں فروخت کر رہا ہے؟ لوگوں نے کہا اس پر چار ہزار دینار قرض ہے تو آپ نے اس کے قرض خواہ کے پاس پیغام بھیجا اور کہا تیرا قرض میرے ذمے ہے اور صاحب خانہ کو پیغام بھیجا اپنے گھر سے فائدہ اٹھاؤ' اور آپ کے ہم نشین قراء میں سے ایک شخص محتاج ہو گیا اور اسے شدید فاقہ نے آ لیا تو اس کی بیوی نے اسے کہا بلا شبہ ہمارا امیر سخاوت سے موصوف ہے اگر تم اس کے پاس اپنا حال بیان کرتے تو شاید وہ آپ کو کوئی چیز دے دیتا؟ اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میرے چہرے پر ضرب نہ لگا اس نے اس بارے میں اس سے اصرار کیا تو وہ آ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا اور جب لوگ آپ کے ہاں سے واپس چلے گئے تو وہ شخص اپنی جگہ پر بیٹھا رہا' سعید نے اسے کہا میرا خیال ہے آپ کسی ضرورت کی وجہ سے بیٹھے ہیں؟ وہ شخص خاموش رہا' تو سعید نے اپنے غلاموں سے کہا واپس چلے جاؤ' پھر سعید نے اسے کہا' اب میرے اور تمہارے سوا کوئی شخص موجود نہیں' پھر بھی وہ خاموش رہا' پھر اس نے چراغ گل کر کے اسے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو میرے چہرے کو نہیں دیکھتا اپنی ضرورت بیان کر' اس نے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے ہمیں فاقہ اور ضرورت نے دکھ دیا ہے میں نے اس کا ذکر آپ سے کرنا چاہا لیکن مجھے شرم محسوس ہوئی' سعید نے اسے کہا' جب تو صبح کرے تو میرے فلاں وکیل سے ملنا' جب اس شخص نے صبح کی تو وہ وکیل سے ملا' وکیل نے اسے کہا' امیر نے تمہارے متعلق کچھ چیزوں کا حکم دیا ہے' کوئی آدمی لے آؤ جو انہیں تمہارے ساتھ اٹھا لے جائے' اس نے کہا میرے پاس کوئی اٹھانے والا نہیں' پھر وہ شخص اپنی بیوی کے پاس واپس گیا اور اسے ملامت کی اور کہنے لگا تو نے مجھے ایسی بات پر آمادہ کیا ہے جس سے میں امیر کے سامنے ذلیل ہو گیا ہوں' اس نے میرے لیے کچھ چیزوں کا حکم دیا ہے جو اٹھانے والے کی محتاج ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس نے میرے لیے آٹے یا کھانے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ مال ہوتا تو وہ اٹھانے والے کا محتاج نہ ہوتا اور وہ اسے مجھے دے دیتا' اس کی بیوی نے اسے کہا جو کچھ بھی وہ تجھے دے وہ ہماری خوراک ہے اسے لے لے' پس وہ شخص وکیل کے پاس واپس آیا تو وکیل نے اسے کہا میں نے امیر کو اطلاع دی ہے کہ اس کے پاس ان چیزوں کو اٹھانے والا کوئی شخص نہیں تو اس نے ان تینوں حبشیوں کو بھیجا ہے جو تمہارے ساتھ ان چیزوں کو اٹھائیں گے' وہ شخص چلا گیا اور جب وہ اپنے گھر پہنچا تو ان میں سے ہر شخص کے سر پر دس ہزار درہم تھے' اس نے غلاموں سے کہا' جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے نیچے رکھ دو اور واپس چلے جاؤ' انہوں نے کہا' امیر نے ہمیں بھی تجھے دے دیا ہے اور وہ جب بھی کسی کی طرف خادم کے ساتھ ہدیہ بھیجتا ہے تو ہدیہ کو اٹھانے والا خادم بھی ہدیہ میں شامل ہوتا ہے' راوی بیان کرتا ہے پس اس شخص کے حالات ٹھیک ہو گئے۔

اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے سعید بن العاص کی طرف ہدایا' اموال اور خط بھیجا جس میں ذکر کیا کہ وہ آپ کو آپ کی بیٹی ام عثمان کے متعلق جو آمنہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی سے ہے' منگنی کا پیغام دیتا ہے' پس جب ہدایا' اموال اور خط پہنچا تو آپ نے خط کو پڑھا پھر ہدایا کو اپنے ہم نشینوں میں تقسیم کر دیا پھر اسے ایک لطیف خط لکھا جس میں لکھا:

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى﴾

''ہرگز نہیں بلاشبہ انسان اپنے آپ کو مستغنی دیکھ کر سرکشی اختیار کرتا ہے''۔ والسلام

ہم نے بیان کیا کہ سعید نے حضرت ام کلثوم بنتِ حضرت علی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم سے تھیں اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' کو نکاح کا پیغام دیا تو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اسے قبول کر لیا اور اپنے دونوں بھائیوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اسے پسند نہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ صرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے ناپسند کیا اور حضرت حسنؓ نے قبول کر لیا' پس حضرت ام کلثومؓ نے اپنے گھر کو تیار کیا اور تخت نصب کر دیا اور انہوں نے مقررہ وقت کے لیے وعدہ کیا اور آپ نے اپنے بیٹے زید بن عمر کو حکم دیا کہ وہ اس سے آپ کا نکاح کروا دے' پس سعید نے حضرت ام کلثومؓ کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجا اور ایک روایت میں دو لاکھ مہر کا ذکر آیا ہے اور سعید کے ساتھ جانے کے لیے ان کے اصحاب ان کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نکالنا پسند نہیں کرتا' پس آپ نے تزویج کا ارادہ ترک کر دیا اور یہ سارا مال حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو دے دیا اور ابن معین اور عبدالاعلی بن حماد نے بیان کیا ہے کہ ایک بدو نے سعید بن العاص سے سوال کیا تو آپ نے اسے پانچ سو درہم دینے کا حکم دیا' خادم نے کہا پانچ سو درہم یا دینار؟ آپ نے فرمایا میں نے تجھے پانچ سو درہم دینے کا حکم دیا ہے اور تیرے دل میں خیال آیا ہے کہ وہ دینار ہیں' اسے پانچ سو دینار دے دو' جب بدو نے ان دنانیر کو لے لیا تو بیٹھ کر رونے لگا آپ نے اسے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو نے اپنی بخشش حاصل نہیں کی؟ اس نے کہا قسم بخدا بے شک حاصل کی ہے' لیکن مجھے زمین پر رونا آتا ہے کہ وہ تیرے جیسے آدمی کو کیسے کھائے گی۔

اور عبدالحمید بن جعفر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص چار دیات کی ضمانت میں آیا جن کے متعلق اہل مدینہ نے دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ تجھ پر حضرت حسن بن علی یا حضرت عبداللہ بن جعفر یا حضرت سعید بن العاص یا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے پاس جانا واجب ہے تو وہ مسجد کی طرف گیا تو حضرت سعیدؓ اس کی طرف آ رہے تھے اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا سعید بن العاصؓ ہیں تو اس نے آپ کا قصد کیا اور آپ کو بتایا کہ میں کس لیے آیا ہوں' آپ نے اسے چھوڑ دیا اور مسجد سے گھر کی طرف واپس چلے گئے اور بدو سے فرمایا' اٹھانے کے لیے اپنے ساتھ آدمی لے آؤ؟ اس نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے میں نے آپ سے مال مانگا ہے کھجوریں نہیں مانگیں' آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے اٹھانے کے لیے اپنے ساتھ آدمی لے آؤ' پس آپ نے اسے چالیس ہزار درہم دیئے۔ بدو انہیں لے کر واپس چلا گیا اور اس نے کسی دوسرے آدمی سے سوال نہ کیا۔ اور سعید بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا' اے میرے بیٹے جب بغیر سوال کے ابتدا نہ ہو تو اللہ کے لیے نیکی کا بدلہ دو اور جب تیرے پاس ایک شخص آئے اور تو اس کے چہرے میں اس کا خون دیکھ لے یا تیرے پاس جان کو خطرہ میں ڈالنے والا آ جائے جسے معلوم نہ ہو کہ تو اسے دے گا یا منع کر دے گا اور قسم بخدا اگر تو اپنے سارے مال سے بھی اس کے لیے دستبردار ہو جائے تو تو اس کا بدلہ نہ دے سکے گا' اور سعید نے بیان کیا ہے کہ میرے ہم نشین کے مجھ پر تین حق ہیں' جب وہ قریب آئے تو میں اسے خوش آمدید کہوں اور جب وہ بیٹھے تو میں اس کے لیے کشائش کروں اور جب وہ

Marfat.com

بات کرے تو میں اس کی طرف متوجہ ہوں اور اسی طرح آپ نے بیان کیا ہے اے میرے بیٹے' شریف آدمی سے مذاق نہ کر وہ تجھ سے بغض رکھے گا اور نہ کمینے آدمی سے مذاق کر تو اس کی نظر میں ہیچ ہو جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ تجھ پر جرأت کرے گا۔

ایک روز آپ نے تقریر کی تو فرمایا' جسے اللہ تعالیٰ نے رزق حسن دیا ہے اسے اس کے ذریعے سب لوگوں سے بڑھ کر سعادت مند ہونا چاہیے' وہ اسے دو آدمیوں میں سے ایک کے لیے چھوڑے گا یا تو وہ اصلاح کرنے والا ہو گا اور تو نے جو اس کے لیے جمع کیا ہے وہ اس سے سعادت مند ہو جائے گا اور تو ناکام ہو جائے گا اور اصلاح کرنے والے کے لیے کوئی چیز تھوڑی نہیں ہوتی اور یا وہ مفسد ہو گا تو اس کے لیے کوئی چیز باقی نہ رہے گی' ابو معاویہ نے کہا ابو عثمان نے عمدہ کلام جمع کیا ہے۔

اور اصمعی نے بحوالہ حکیم بن قیس بیان کیا ہے کہ سعید بن العاص نے فرمایا' دو مقامات پر میں اپنی نرمی اور دلیری سے شرم محسوس نہیں کرتا' جاہل یا بے وقوف سے خطاب کرتے وقت اور اپنی ضرورت کے سوال کے موقع پر۔

کوفہ کی ایک عابدہ عورت آپ کے پاس آئی' آپ امیرِ کوفہ تھے' آپ نے اس کی عزت کی اور اس سے حسن سلوک کیا' اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو کسی کمینے سے ضرورت نہ ڈالے اور آپ کے احسانات ہمیشہ شرفاء کی گردنوں میں رہیں اور جب وہ کسی کریم سے نعمت کو دور کرتا ہے تو تجھے اس نعمت کو اسے واپس کرنے کا سبب بنا دیتا ہے' آپ کے پاس بچیاں بچے تھے اور آپ کی ایک بیوی ام البنین بنت الحکم بن العاص تھی۔ جو مروان بن الحکم کی بہن تھی۔ اور جب حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں فرمایا:

''میرے اصحاب میرے چہرے کے سوا کچھ نہ کھوئیں اور ان سے وہ صلہ رحمی کرو جو میں ان سے کیا کرتا تھا اور جو کچھ میں انہیں دیا کرتا تھا انہیں دو اور انہیں خرچ کی تلاش سے کفایت کرو' بلاشبہ انسان جب ضرورت مند ہوتا ہے تو رد کیے جانے کے خوف سے وہ گھبرا جاتا ہے اور قسم بخدا وہ شخص جو اپنے بستر پر تم کو حاجت کی جگہ پر دیکھ کر تلملا رہا ہے اسے جو تم دیتے ہو وہ اس سے بہت بڑا احسان تم پر کر رہا ہے پھر اس نے انہیں بہت سی وصیتیں کیں' ان میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ اس کے ذمے جو قرض اور وعدے ہیں انہیں پورا کریں اور اپنے بھائیوں کی شادیاں ہمسروں سے کریں اور سب سے بڑے کو سردار بنائیں''۔

اور ان سب باتوں کی ذمہ داری اس کے بیٹے عمرو بن سعید الاشدق نے لی' اور جب وہ فوت ہوئے تو اس نے انہیں بقیع میں دفن کیا پھر عمرو سوار ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے اس سے آپ کی تعزیت کی اور حضرت معاویہؓ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور غمگین ہوئے اور فرمایا کیا ان کے ذمے کوئی قرض ہے؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا کتنا ہے؟ اس نے کہا تین لاکھ درہم اور ایک روایت میں ہے تین کروڑ درہم' حضرت معاویہؓ نے فرمایا اس کی ادائیگی میرے ذمے ہوئی' ان کے بیٹے نے کہا یا امیر المومنین انہوں نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں ان کا قرض ان کی اراضی کی قیمت سے ادا کروں' حضرت معاویہؓ نے اس سے قرض کی رقم کے مطابق زمین خرید لی اور عمرو نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے مدینہ بھجوا دیں تو آپ نے اسے مدینہ بھجوا دیا پھر عمرو اپنے باپ کا قرض ادا کرنے لگا حتی کہ کوئی قرض خواہ باقی نہ رہا اور قرض کا مطالبہ کرنے والوں میں ایک نوجوان بھی تھا جس کے پاس

Marfat.com

چمڑے کے ایک ٹکڑے پر بیس ہزار درہم لکھے ہوئے تھے' عمرو نے اسے کہا' تم نے یہ دراہم میرے باپ پر کیسے واجب کیے ہیں؟ نوجوان نے کہا' وہ ایک روز اکیلے چلے جا رہے تھے میں نے چاہا کہ میں آپ کے ساتھ ہو جاؤں حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے اور فرمایا مجھے چمڑے کا ایک ٹکڑا مطلوب ہے' میں قصابوں کے پاس گیا اور یہ ٹکڑا ان کے پاس لے آیا اور آپ نے اس میں میرے لیے یہ رقم لکھ دی اور معذرت بھی کی کہ آج ان کے پاس کوئی چیز موجود نہیں' عمرو نے اسے وہ مال دے دیا اور اسے کچھ زیادہ بھی دیا' روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے عمرو بن سعید سے کہا' جس نے تیرے جیسا بیٹا چھوڑا ہے وہ نہیں مرا' پھر فرمایا اللہ ابو عثمان پر رحم فرمائے' پھر فرمایا' مجھ سے بڑے بھی اور چھوٹے بھی وفات پا گئے ہیں اور شاعر کا شعر پڑھنے لگے۔

''جب آدمی سے چھوٹے اور اس کے بھائیوں میں سے تنہا بھی آگے چل پڑیں تو وہ بھی چلنے ہی والا ہوتا ہے''۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی وفات اس سال میں ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال میں ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد آنے والے سال میں ہوئی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کی وفات حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک جمعہ پہلے ہوئی ہے۔

حضرت شداد بن اوس بن ثابتؓ:

ابن المنذر بن حرام' ابو یعلیٰ الانصاری الخزرجی' آپ جلیل القدر صحابی اور حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھتیجے تھے اور ابن مندہ نے بحوالہ موسیٰ بن عقبہ بیان کیا ہے کہ آپ بدر میں شامل ہوئے تھے' ابن مندہ کا قول ہے کہ یہ ایک وہم ہے اور عبادت میں پوری قوت صرف کر دینے میں آپ کا ایک خاص مقام تھا اور جب آپ اپنے بچھونے پر جاتے تو اس پر یوں پیچ و بل کھاتے جیسے سانپ پیچ و بل کھاتا ہے اور فرماتے اے اللہ بلاشبہ مجھے دوزخ کے خوف نے مضطرب کر دیا ہے پھر اپنی نماز کے لیے تیار ہو جاتے' حضرت عبادہ بن الصامتؓ فرماتے ہیں حضرت شدادؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں علم اور حلم دیا گیا ہے' حضرت شداد رضی اللہ عنہ فلسطین اور بیت المقدس میں فروکش ہوئے اور اس سال ۷۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۶۴ سال اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی العبشمی' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد' آپ کی پیدائش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوئی اور آپ نے ان کے منہ میں تھوکا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کو نگلنے لگے تو آپ نے فرمایا' بلاشبہ یہ بہت سیراب ہے' اور آپ جس زمین کو بھی ٹھیک کرتے آپ کے لیے پانی ظاہر ہو جاتا' آپ سخی' قابل تعریف اور مبارک خیال آدمی تھے حضرت عثمانؓ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کو بصرہ پر نائب مقرر کیا اور حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کے بعد آپ کو بلاد فارس کا امیر مقرر کیا اور اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی' آپ نے سارے خراسان' فارس کے اطراف' بجستان کرمان اور بلاد غزنی کو فتح کیا اور اپنے زمانے کے شہنشاہ کسریٰ کو قتل کیا۔ جس کا نام یزدگرد تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے اس علاقے سے خدا کا شکر ادا کرنے کے لیے حج کا احرام باندھا' اور اہل مدینہ میں بہت سے اموال تقسیم کیے' آپ بصرہ میں ریشم

Marfat.com

پہننے والے پہلے شخص ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم' نیز آپ عرفہ میں حوض بنانے والے پہلے شخص ہیں۔ اور آپ نے ان میں شیریں پانی اور چشموں کا پانی جاری کیا اور آپ مسلسل بصرہ کے امیر رہے حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے' آپ نے بیت المال کے اموال کر لیا اور انہیں لے کر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو ملے اور ان کے ساتھ معرکہ جمل میں شامل ہوئے پھر دمشق کی طرف چلے گئے اور صفین میں آپ کا ذکر نہیں سنا گیا' لیکن حضرت معاویہؓ نے آپ کو حضرت حسنؓ سے صلح کرنے کے بعد بصرہ کا امیر مقرر کیا تھا اور آپ نے اس سال عرفات میں اپنی زمین میں وفات پائی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصی مقرر کیا' آپ کی ایک ہی حدیث ہے اور کتب میں آپ کی کوئی چیز موجود نہیں۔ مصعب بن زبیری نے اپنے باپ سے عن حنظلہ بن قیس عن عبداللہ بن عامر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ حضرت معاویہؓ نے اپنی بیٹی ہند کا آپ سے نکاح کر دیا' وہ بڑی خوب صورت تھی اور وہ آپ سے اپنی محبت کی وجہ سے بنفس نفیس آپ کی خدمت کرتی تھی' ایک روز آپ نے آئینہ دیکھا اور اس کے چہرے کی صباحت اور اپنی داڑھی کی سفیدی کو دیکھا تو اسے طلاق دے دی اور اس کے باپ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے کسی نوجوان سے بیاہ دے آپ کا چہرہ مصحف کے ورق کی طرح تھا' آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سال کے بعد آنے والے سال میں وفات پائی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ:

زبیر بن بکار کے بقول آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور آپ میں خوش طبعی پائی جاتی تھی۔ آپ کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان تھیں اور آپ حضرت عائشہؓ کے سگے بھائی تھے' آپ نے بدر کے روز مقابلہ میں نکل کر جنگ کی اور مشرکین کے ساتھ گرفتار ہوئے' آپ نے اپنے باپ حضرت ابوبکرؓ کے قتل کا ارادہ کیا' آپ کے باپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی طرف بڑھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا ہمیں اپنے آپ سے فائدہ پہنچاؤ' پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ بعد ازاں صلح کے زمانے میں مسلمان ہو گئے اور فتح مکہ سے قبل ہجرت کی' اور رسول اللہ ﷺ نے ہر سال آپ کو خیبر سے چالیس وسق دیئے اور آپ سادات المسلمین میں سے تھے' جس روز رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اس روز آپ ہی حضرت عائشہؓ کے پاس آئے جب آپ حضور ﷺ کو اپنے سینے کا سہارا دیئے ہوئے تھیں اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کے پاس ایک تر مسواک تھی' رسول اللہ ﷺ کی نگاہ اسے دیکھنے لگی تو حضرت عائشہؓ نے اس مسواک کو لے کر چبایا اور اسے صاف کر کے رسول اللہ ﷺ کو دیا تو آپ نے اس سے دانتوں کو اچھی طرح صاف کیا پھر فرمایا: اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ: پھر وفات پا گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ کے لعاب دہن کو اکٹھا کر دیا ہے اور آپ نے میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے میرے گھر میں میری باری کے دن وفات پائی جس میں' میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یمامہ کی فتح میں شامل ہوئے اور آپ نے سات آدمیوں کو قتل کیا اور آپ ہی نے مسیلمہ کذاب کے باطل پرست دوست محکم بن الطفیل کو قتل کیا' محکم دیوار کے ایک شگاف میں کھڑا تھا کہ حضرت عبدالرحمٰن نے اسے تیر مارا اور وہ گر پڑا اور مسلمان اس شگاف سے داخل ہو کر مسیلمہ تک پہنچ گئے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا' آپ نے شام کی فتح میں بھی شمولیت کی اور آپ اہل اسلام کے درمیان ایک

Marfat.com

باعظمت شخص تھے اور آپ نے شامی عربوں کے بادشاہ الجودی کی بیٹی لیلیٰ کو عطیہ دیا' جسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حکم سے عطیۃً دیا تھا جیسا کہ ابھی ہم اسے مفصل بیان کریں گے۔

اور عبدالرزاق نے عن معمر عن الزہری عن سعید بن المسیب بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا۔ اور آپ کے متعلق کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا۔ اس نے آپ سے ایک حکایت بیان کی ہے کہ جب یزید بن معاویہ کی بیعت کا معاملہ مدینہ پہنچا تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مروان سے کہا خدا کی قسم تم نے اسے ہرقلیت اور کسرویت بنالیا ہے۔ یعنی تم نے حکومت کا بادشاہ اس کے بعد آنے والے بیٹے کو بنا دیا ہے۔ تو مروان نے آپ سے کہا' خاموش ہو جاؤ' آپ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَا اَتَعِدَانِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ﴾ نازل فرمائی ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں قرآن میں کچھ بھی نازل نہیں کیا ہاں اس نے میرا عذر نازل فرمایا ہے۔

روایت ہے کہ آپ نے مروان کو زجر و توبیخ کا پیغام بھجوایا اور اسے ایک واقعہ بتایا جس میں اس کی اور اس کے باپ کی مذمت تھی اور یہ روایت آپ سے صحیح نہیں ہے' زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن محمد بن عبدالعزیز الزہری نے اپنے باپ سے اپنے دادا کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن معاویہ کی بیعت کے انکار کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجا تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان دراہم کو واپس کر دیا اور ان کے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں اپنے دین کو اپنی دنیا کے بدلے فروخت کر دوں؟ اور مکہ کی طرف چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ اور ابوزرعۃ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ ابومسہر نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نیند کی حالت میں فوت ہو گئے اور ابومصعب نے اسے مالک سے بحوالہ یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کرنے کے بعد یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی جانب سے کئی غلام آزاد کیے اور ثوری نے اسے یحییٰ بن سعید سے بحوالہ القاسم روایت کر کے بیان کیا ہے' آپ کی وفات ایک جگہ ہوئی جسے الحبشی کہا جاتا ہے۔ یہ جگہ مکہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے اور بعض نے بارہ میل بیان کیا ہے' پس لوگ آپ کو اپنی گردنوں پر اٹھا کر لائے یہاں تک کہ آپ کو مکہ کے بالائی حصے میں دفن کر دیا گیا۔ اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ آئیں تو آپ نے ان کی زیارت کی اور فرمایا' قسم بخدا اگر میں آپ کو دیکھتی تو آپ پر گریہ نہ کرتی اور اگر میں آپ کے پاس ہوتی تو جس جگہ آپ نے وفات پائی ہے وہاں سے آپ کو منتقل نہ کرتی پھر آپ نے متمم بن نویرہ کے اشعار جو اس نے اپنے بھائی مالک کے بارے میں کہے ہیں بطور مثال پڑھے۔

''ہم کچھ عرصہ جذیمہ کے دو بادہ نوش ساتھیوں کی طرح رہے حتیٰ کہ یہ بات کہی گئی کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے اور جب میں اور مالک جدا ہوئے تو باوجود طویل عرصہ تک اکٹھا رہنے کے یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی''۔

اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک خیمہ لگا دیکھا جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوچ کر جانے کے بعد لگوایا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے اکھیڑنے کا حکم دے دیا

Marfat.com

اور فرمایا اسے صرف اس کا عمل سایہ دے گا۔ بہت سے علمائے تاریخ کے نزدیک آپ کی وفات اس سال میں ہوئی ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ۵۳ھ میں وفات پائی ہے یہ قول واقدی اور اس کے کاتب محمد بن سعد' ابوعبید اور کئی دوسرے مؤرخین کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۵۴ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

شامی عربوں کے بادشاہ الجودی کی بیٹی لیلیٰ کے ساتھ آپ کا واقعہ:

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک الحزامی نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما اپنے دور جاہلیت میں شام میں تجارت کے لیے آئے تو آپ نے ایک عورت کو جسے لیلیٰ بنت الجودی کہا جاتا تھا' اپنی چٹائی پر دیکھا اور اس کے اردگرد اس کی لونڈیاں بھی تھیں وہ عورت آپ کو پسند آئی' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس عورت کو بصریٰ کے علاقے میں دیکھا اور اس کے بارے میں کہا

"میں نے لیلیٰ کو یاد کیا اور سماوہ اس کے ورے تھا' پس الجودی کی بیٹی لیلیٰ کو اور مجھے کیا ہو گیا ہے اور میں نے ایک حارثیہ کی بیماری لے لی ہے جس سے میں بستر پر کروٹیں بدلتا رہتا ہوں جو بصری کو امان دیئے ہوئے ہے یا الحوابیا میں اترے ہوئے ہے اور میں اسے ملنے والا ہوں اور شاید آئندہ سال لوگ حج کریں تو وہ مل جائے گا''۔

راوی بیان کرتا ہے جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنی فوج کو شام کی طرف بھیجا تو آپ نے امیر فوج سے فرمایا اگر تم بزور قوت لیلیٰ بنت الجودی پر قابو پاؤ تو اسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو دے دینا' پس اس نے اس پر قابو پا کر اسے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو دے دیا تو آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور اسے اپنی بیویوں پر ترجیح دی حتیٰ کہ وہ حضرت عائشہؓ کے پاس اس کی شکایت کرنے لگیں' حضرت عائشہؓ نے آپ کو اس رویہ پر ملامت کی تو وہ کہنے لگے قسم بخدا میں اس کے دانتوں سے انار کے دانے چوستا ہوں' پس اسے ایک تکلیف ہو گئی جس سے اس کا منہ ناکارہ ہو گیا تو عبدالرحمٰنؓ نے اس سے اعراض کر لیا حتیٰ کہ اس نے حضرت عائشہؓ کے پاس آپ کی شکایت کی تو حضرت عائشہؓ نے انہیں کہا اے عبدالرحمٰن تو نے لیلیٰ سے محبت کی تو اس میں افراط سے کام لیا اور تو نے اس سے نفرت کی تو اس میں بھی افراط سے کام لیا' یا تو تو اس سے انصاف کر اور یا اسے اس کے اہل کے پاس بھجوا دے' زبیری نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن نافع نے عن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن ہشام بن عروہ عن ابیہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو فتح دمشق کے وقت لیلیٰ بنت الجودی عطیۃً دی اور وہ دمشق کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ یعنی دمشق کے اردگرد رہنے والے عربوں کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ واللہ اعلم

حضرت عبید اللہ بن عباس بن عبدالمطلبؓ:

القرشی الہاشمی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد' آپ اپنے بھائی عبداللہ سے ایک سال چھوٹے تھے اور آپ کی والدہ ام الفضل لبابہ بنت الحارث الہلالیہ تھیں اور حضرت عبید اللہ بڑے سخی اور خوبرو تھے اور خوبصورتی میں اپنے باپ سے مشابہ تھے۔ ہم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ عبید اللہ اور کثیر کو ایک قطار میں کھڑا کرتے اور فرماتے جو سب سے پہلے میرے پاس آئے گا اسے یہ انعام ملے گا' پس وہ آپ کی طرف دوڑتے اور آپ کی پشت اور سینے پر بیٹھ جاتے اور آپ انہیں چومتے اور اپنے ساتھ

Marfat.com

لگا لیتے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اپنے دورِ خلافت میں آپ کو یمن پر نائب مقرر کیا اور آپ نے لوگوں کو ۳۶ھ اور ۳۷ھ کا حج کروایا اور جب ۳۸ ہجری کا سال آیا تو آپ میں اور یزید بن سبرۃ الرہادی میں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے حج کے لیے آیا تھا' اختلاف ہو گیا' پھر دونوں نے شیبہ بن عثمان الجبی پر صلح کر لی۔ اور اس نے اس سال لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شوکت حاصل ہو گئی تو بسر بن ارطاۃ نے حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ پر غلبہ پالیا اور اس نے آپ کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا اور یمن میں کچھ واقعات ہوئے جن میں سے ہم بعض کا ذکر کر چکے ہیں' آپ اور آپ کے بھائی عبد اللہ مدینہ آئے تو عبد اللہ ان کے علم میں اضافہ کرتے اور عبید اللہ انہیں سخاوت میں وسعت دیتے۔

روایت ہے کہ آپ اپنے ایک سفر میں اپنے غلام کے ساتھ ایک بدو کے خیمہ میں اترے تو بدو نے آپ کو دیکھ کر آپ کا اعزاز واکرام کیا اور اس نے آپ کی شکل وصورت اور حسن کر دیکھ کر اپنی بیوی سے کہا' تو ہلاک ہو جائے تمہارے پاس ہمارے اس مہمان کے لیے کیا چیز ہے؟ اس نے کہا ہمارے پاس صرف یہ بکروٹی ہے جس کے دودھ سے تمہاری بچی کی زندگی ہے' اس نے کہا اسے ضرور ذبح کرنا ہے' اس نے کہا کیا تو اپنی بیٹی کو قتل کر دے گا؟ اس نے کہا خواہ ایسا ہی ہو' پس اس نے چھری اور بکری کو پکڑا اور اسے ذبح کرنے اور اس کی کھال اتارنے لگا اور وہ رجز یہ اشعار پڑھنے لگا۔

''اے میری پڑوسن! چھوٹی بچی کو نہ جگانا' اگر تو اسے جگائے گی تو وہ روئے گی اور میرے ہاتھ سے چھری چھین لے گی''۔

پھر اس نے کھانا تیار کر کے حضرت عبید اللہؓ اور ان کے غلام کے آگے رکھ دیا اور دونوں کو شام کا کھانا کھلا دیا' حضرت عبید اللہؓ نے اس کی وہ گفتگو سن لی جو اس نے بکری کے بارے میں اپنی بیوی سے کی تھی اور جب آپ نے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے غلام سے فرمایا تو ہلاک ہو جائے تیرے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے کہا آپ کے خرچ سے پانچ سو دینار بچ گئے ہیں' آپ نے فرمایا یہ بدو کو دے دو' اس نے کہا سبحان اللہ! آپ اس کو پانچ سو دینار دیتے ہیں حالانکہ اس نے آپ کے لیے صرف ایک بکری ذبح کی ہے جس کی قیمت پانچ دراہم کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو جائے قسم بخدا وہ ہم سے زیادہ سخی ہے اس لیے کہ ہم نے اسے اپنی ملکیت کا کچھ حصہ دیا ہے اور اس نے اپنی ساری ملکیتی پونجی ہمیں بخش دی ہے اور اس نے اپنی جان اور اپنے بچوں پر ہمیں ترجیح دی ہے حضرت معاویہؓ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا وہ کس خاندان سے پیدا ہوا ہے اور کس چیز سے ترقی کے مدارج طے کر رہا ہے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۸ھ میں وفات پائی ہے اور دیگر مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ یزید بن معاویہ کے زمانے میں فوت ہوئے ہیں اور ابو عبید القاسم بن سلام نے آپ کی وفات ۸۷ھ میں بیان کی ہے آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ یمن میں ہوئی تھی' آپ کی ایک ہی حدیث ہے امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن اسحٰق نے سلیمان بن یسار سے بحوالہ عبید اللہ بن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ الغمیصاء یا الرمیصاء رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے خاوند کی شکایت کرتے ہوئے آئی آپ نے خیال کیا کہ وہ اس کے پاس نہیں آتا اور ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ اس کا خاوند بھی آ گیا تو آپ نے خیال کیا کہ یہ جھوٹی ہے اور اپنے پہلے خاوند کے پاس واپس جانا چاہتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہ نہیں کر سکتی جب

Marfat.com

تک کوئی اور شخص تیرا شہد نہ چکھے۔ نسائی نے اسے علی بن حجرہ سے بحوالہ ہشیم روایت کیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور آپ کی سب سے پیاری بیوی جن کی سات آسمانوں کے اوپر سے برأت کی گئی آپ کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر الکنانیہ تھیں حضرت عائشہ ام عبداللہ کنیت کرتی تھیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے آپ کی کنیت رکھی تھی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بچے کا اسقاط ہو گیا تھا جس کا نام آپ نے عبداللہ رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی دوشیزہ سے نکاح نہیں کیا اور نہ آپ کے سوا کسی اور بیوی کے لحاف میں آپ پر وحی نازل ہوئی ہے اور نہ آپ کی بیویوں میں سے کوئی اور بیوی آپ کو ان سے زیادہ محبوب تھی آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکہ میں آپ سے نکاح کیا اور خواب میں دو تین بار ریشمی کپڑے کے ٹکڑے پر فرشتہ ان کی (تصویر) آپ کے پاس لایا اور کہنے لگا یہ آپ کی بیوی ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے تجھ سے پردہ اٹھایا تو وہ تو ہی تھی اور میں کہنے لگا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کر دے گا پس آپ نے ان کے باپ کو نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ آپ کے لیے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ کہنے لگے کیا میں آپ کا بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا بے شک آپ اسلامی بھائی ہیں اور وہ میرے لیے جائز ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کر لیا اور آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہی حیض آیا اور قبل ازیں ہم نے اسے سیرت کے آغاز میں بیان کیا ہے اور یہ ہجرت سے دو سال پہلے کا واقعہ ہے اور بعض نے ڈیڑھ سال اور بعض نے تین سال پہلے کا بیان کیا ہے اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی پھر آپ ہجرت کے دو سال بعد شوال میں انہیں گھر لائے تو بدر کے بعد ان کی عمر نو سال تھی اور آپ نے ان سے بہت محبت کی اور جب اہل افک نے آپ کے متعلق جھوٹ بولا اور بہتان باندھا تو اللہ تعالیٰ کو آپ کے لیے غیرت آئی اور اس نے قرآن کی دس آیات میں آپ کی برأت نازل فرمائی جن کی نوبت بہ نوبت زمانہ گزرنے پر تلاوت کی جاتی ہے اور ہم پہلے اس بات کو مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں اور غزوۃ المریسیع میں اس بارے میں بیان ہونے والی آیات و احادیث کی تشریح کر چکے ہیں اور اسی طرح ہم نے اپنے تفسیر کی کتاب میں بھی کفایت کے ساتھ مبسوط طور پر بیان کیا ہے۔

اور جو شخص آپ کی برأت کے بعد آپ پر تہمت لگائے اس کی تکفیر پر علماء کا اجماع ہے اور بقیہ امہات المومنین کے متعلق ان میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا ان پر تہمت لگانے والے کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں ان دونوں میں سے صحیح یہ ہے کہ اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ مقذوفہ (جس پر تہمت لگائی گئی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے لیے ہی غضب ناک ہوا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں پس آپ اور دوسری بیویاں برابر ہیں۔

اور آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی باری دو دن ہوتی تھی ایک آپ کا اپنا دن اور دوسرا دن حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت حاصل کرنے کے لیے بخش دیا تھا اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی باری کے دن میں آپ کے گھر میں آپ کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کی آخری گھڑی اور آخرت میں آپ کی پہلی گھڑی میں آپ کا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لعاب دہن اکٹھا کر دیا اور آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی دفن کیا گیا۔

Marfat.com

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے عن اسماعیل عن مصعب بن اسحٰق ابن طلحہ عن عائشہ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: میرے لیے یہ بات آسائش کا باعث ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی کی سفیدی کو جنت میں دیکھا ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور یہ عظیم محبت کی انتہا ہے کہ آپ کو راحت محسوس ہوئی کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی کی سفیدی کو اپنے آگے جنت میں دیکھا۔

اور آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ازواج النبی ﷺ میں سب سے زیادہ عالم تھیں بلکہ علی الاطلاق آپ سب عورتوں سے زیادہ عالم تھیں' زہری نے بیان کیا ہے کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کو تمام ازواج کے علم اور تمام عورتوں کے علم کے ساتھ ملا دیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم افضل ہوگا اور حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ سب لوگوں سے زیادہ فقیہ' زیادہ عالم اور عام کاموں کے بارے میں بہتر رائے والی تھیں اور حضرت عروہؓ نے بیان کیا ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فقہ' طب اور شعر کا جاننے والا نہیں پایا اور نہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کے سوا' کسی مرد یا عورت کو رسول اللہ ﷺ سے حضرت عائشہؓ کے برابر روایت کرتے دیکھا ہے اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا ہے کہ ہم اصحاب محمد ﷺ کو جب بھی کسی حدیث میں مشکل پیش آئی ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو ہم نے آپ کے ہاں اس کا علم پایا' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابوالضحیٰ نے بحوالہ مسروق بیان کیا ہے کہ میں نے محمد ﷺ کے اصحاب کے اکابر مشائخ کو آپ سے فرائض کے بارے میں دریافت کرتے دیکھا ہے اور بہت سے فقہاء اور علمائے اصول جو بڑی شیفتگی کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اپنے دین کا نصف حصہ اس سرخ رنگ عورت سے حاصل کرو۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی اصول اسلام میں سے یہ کچھ ثابت کرتی ہے اور میں نے اس کے متعلق اپنے شیخ ابوالحجاج المزی سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اس کی کوئی اصل نہیں پھر عورتوں میں سے آپ کی شاگردوں عمرۃ بنت عبدالرحمٰن' حفصہ بنت سیرین اور عائشہ بنت طلحہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھی اور حضرت عائشہ' صحابہ رضی اللہ عنہم سے مسائل بیان کرنے میں متفرد ہیں اور وہ صرف آپ کے ہاں ہی ملتے ہیں اور اسی طرح آپ اختیارات میں منفرد ہیں جن کے خلاف ایک نوع کی تاویل سے احادیث بیان ہوئی ہیں اور کئی ائمہ نے انہیں جمع کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ شعبی نے بیان کیا کہ مسروق جب حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں تو کہتے ہیں' صدیقہ بنت الصدیق' حبیبہ رسول اللہ ﷺ جن کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے ہوئی ہے' نے مجھ سے بیان کیا' اور صحیح بخاری میں ابوعثمان النہدی کی حدیث سے بحوالہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کون سا آدمی آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ میں نے پوچھا مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا اس کا باپ' اور اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں سے بہت سے کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں سے حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام' حضرت خدیجہؓ بنت خویلد' حضرت آسیہؓ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہیں ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر ہوتی ہے۔ اور بہت سے علماء جو حضرت عائشہ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینے کے قائل ہیں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے اس میں دیگر تین مذکورہ عورتیں اور دوسری عورتیں بھی شامل ہیں اور اسے

Marfat.com

حدیث بھی قوت دیتی ہے جسے بخاری نے روایت کیا ہے کہ اسماعیل بن خلیل نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالۃ بنت خویلد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آ گیا تو آپ اس سے خوفزدہ ہو گئے اور فرمانے لگے اے اللہ ہالۃ ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے غیرت آئی اور میں نے کہا' آپ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے سرخ باچھوں والی بوڑھی کو کیا یاد کرتے رہتے ہیں جو پہلے زمانے میں فوت ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر عورتیں دی ہیں' بخاری نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ قسم بخدا اس نے مجھے اس سے بہتر عورت نہیں دی' اس کی سند صحیح نہیں اور ہم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے موقع پر اسے طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور جو لوگ حضرت عائشہ پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے قائل ہیں ان کی دلیل کا بھی ذکر کیا ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اور بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں' میں نے کہا' وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' آپ جو کچھ دیکھتے ہیں' میں نہیں دیکھتی۔ اور صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے روز اپنے جانوروں کو ذبح کرتے تھے' آپ کی ازواج حضرت ام سلمہؓ کے پاس اکٹھی ہو کر کہنے لگیں' آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ وہ لوگوں کو حکم دیں کہ آپ جہاں بھی ہوں لوگ وہاں آپ کو ہدیہ دیں' حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے آپ سے یہ بات کہی تو آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا پھر ازواج النبیؐ نے حضرت ام سلمہؓ سے یہ بات کہی اور انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے ان سے اعراض کیا پھر جب آپؐ حضرت ام سلمہؓ کے پاس باری پر آئے تو حضرت ام سلمہؓ نے آپ سے بات کی تو آپؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ مجھے حضرت عائشہؓ کے بارے میں اذیت نہ دو' خدا کی قسم اس کے سوا تم میں سے کسی عورت کے لحاف میں' کسی گھر میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی' اور اس نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپؐ کے پاس بھیجا اور انہوں نے کہا۔ آپ کی بیویاں' ابوبکر بن ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں آپ سے عدل کی اپیل کرتی ہیں تو آپؐ نے فرمایا اے میری بیٹی کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں' حضرت فاطمہؓ بیان کرتی ہیں' میں نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا' پس تم اس سے محبت کرو۔

پھر انہوں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے گفتگو کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا اور حضرت عائشہؓ نے بھی ان سے بدلہ لیا اور ان سے بات کر کے ان کا منہ بند کر دیا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے' بلاشبہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے ایام میں لوگوں سے مدد مانگنے اور انہیں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ کے لیے اکٹھا کرنے آئے' تو آپ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ کے منبر پر چڑھے تو حضرت عمار نے ایک شخص کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتے سنا' آپ نے اسے فرمایا' بھلائی سے دور حرامزادے خاموش ہو جا' خدا کی قسم دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لیکن اللہ نے تمہاری آزمائش کی ہے کہ تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا ان کی'

Marfat.com

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن خثیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ کے دربان ذکوان نے اس سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کرتے ہوئے آئے' میں آیا تو آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰن آپ کے سر کے پاس کھڑے تھے' میں نے کہا' ابن عباسؓ اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ اس وقت فوت ہو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ابن عباسؓ سے کیا واسطہ' اس نے کہا اے میری ماں' ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے صالح بیٹے آپ کو سلام کہتے اور آپ کو الوداع کہتے ہیں' آپ نے فرمایا اگر آپ چاہتے ہیں تو انہیں اجازت دے دیں راوی بیان کرتا ہے میں انہیں اندر لایا اور جب وہ بیٹھ گئے تو کہنے لگے آپ کو بشارت ہو' آپ نے فرمایا' کس چیز کی؟ انہوں نے کہا آپ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور احباء کی ملاقات کے درمیان صرف جسم سے روح کے نکلنے کا فرق رہ گیا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیوی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف طیب چیز کو پسند کرتے تھے اور شب ابواء کو آپ کا ہار گر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں نے صبح کی تو ان کے پاس پانی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی اور یہ آپ کے باعث ہوا' اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے جو رخصت نازل کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے آپ کی برأت نازل کی ہے جسے روح الامین لے کر آیا تھا' صبح ہوئی تو مساجد الٰہیہ میں سے کوئی مسجد ایسی نہ تھی جس میں رات اور دن کی گھڑیوں میں تلاوت نہ کی جاتی ہو' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے ابن عباسؓ مجھے چھوڑ دیجئے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں چاہتی ہوں کہ میں بھولی بسری ہوتی' آپ کے فضائل و مناقب کے بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں اور آپ کی وفات اس سال ۵۸ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سے ایک سال قبل ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ایک سال بعد ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ اس سال کے رمضان میں آپ کی وفات ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ شوال میں ہوئی اور ۱۷/ رمضان منگل کی رات زیادہ مشہور ہے' آپ نے وصیت کی کہ آپ کو رات کو بقیع میں دفن کیا جائے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز وتر کے بعد آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی قبر میں پانچ آدمی اترے' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دو بیٹے حضرت عبداللہ اور حضرت عروہ جو آپ کی بہن حضرت اسماءؓ سے تھے اور آپ کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے دو بیٹے قاسم اور عبداللہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ' اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۶۷ سال تھی اس لیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آپ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ اور ہجرت کے سال آپ کی عمر ۸ یا ۹ سال تھی۔ واللہ اعلم

۵۹ھ

واقدی کے قول کے مطابق اس میں عمرو بن مرۃ الجہنی نے سرزمین روم کی خشکی میں موسم سرما گزارا اور اس میں بحری جنگ نہ ہوئی اور دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ اس سال جنادۃ بن امیہ نے بحری جنگ کی اور اس میں حضرت معاویہؓ نے ابن الحکم کو بدسیرتی کی وجہ سے معزول کر کے حضرت نعمانؓ بن بشیر کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس میں حضرت معاویہؓ نے عبدالرحمٰن بن زیاد کو خراسان کا امیر مقرر کیا اور حضرت سعید بن عثمانؓ بن عفان کو اس سے معزول کر دیا' پس عبیداللہ بصرہ کے اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن خراسان کے اور عباد بن زیاد بجستان کے امیر بن گئے اور عبدالرحمٰن یزید کے زمانے تک خراسان کے امیر رہے پس وہ حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد

Marfat.com

آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں کہا' آپ اس مال سے کتنا لائے ہیں؟ انہوں نے کہا بیس کروڑ' آپ نے انہیں کہا اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کا محاسبہ کریں اور اگر آپ چاہیں تو ہم اس شرط پر کہ آپ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو پانچ لاکھ درہم دے دیں اسے آپ کے لیے مخصوص کر دیں اور آپ کو معزول کر دیں' انہوں نے کہا آپ اسے مخصوص کر دیں اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو میں آپ کے کہنے کے مطابق رقم دے دوں گا اور اتنی رقم اس کے ساتھ بھی دوں گا' پس آپ نے انہیں معزول کر کے کسی اور کو امیر مقرر کر دیا اور عبدالرحمٰن بن زیاد نے عبداللہ بن جعفر کی طرف ایک کروڑ درہم بھیجے اور کہا پانچ لاکھ درہم امیر المومنین کی طرف سے اور پانچ لاکھ میری طرف سے ہیں' اور اس سال میں عبیداللہ بن زیاد' بصرہ اور عراق کے اشراف کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس گیا اور عبداللہ نے اپنی اپنی فرودگاہوں پر سے اندر آنے کے لیے آپ سے اجازت طلب کی اور آخر میں وہ حضرت احنف بن قیس کو حضرت معاویہؓ کے پاس لائے۔ اور عبیداللہ ان کی تعظیم نہ کرتا تھا۔ اور جب حضرت معاویہؓ نے حضرت احنف کو دیکھا تو آپ کو خوش آمدید کہا اور آپ کی تعظیم کی اور آپ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور آپ کے مقام کو بلند کیا پھر لوگوں سے گفتگو کی تو انہوں نے عبیداللہ کی تعریف کی اور حضرت احنف خاموش رہے حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا اے ابو بحر آپ کیوں گفتگو نہیں کرتے؟ آپ نے ان سے کہا اگر میں نے بات کی تو میں لوگوں کے خلاف بات کروں گا' حضرت معاویہؓ نے کہا' اٹھو! میں نے اسے تم سے معزول کیا' اپنے پسند کے والی کو تلاش کرو' پس وہ کئی روز تک قیام کر کے بنی امیہ کے اشراف کے پاس آتے رہے اور ہر ایک سے کہتے کہ وہ ان پر والی بن جائے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی ان کی بات نہ مانی' پھر حضرت معاویہؓ نے انہیں جمع کر کے فرمایا تم نے کسے منتخب کیا ہے؟ تو انہوں نے اس پر اختلاف کیا اور حضرت احنف خاموش رہے' حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا' آپ کیوں نہیں بولتے؟ آپ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ اپنے اہل بیت کے علاوہ کسی اور کو چاہتے ہیں تو آپ کی اپنی رائے ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا' میں دوبارہ آپ سے یہ بات کہتا ہوں۔ ابن جریر کا بیان ہے کہ حضرت احنف نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ اپنے اہل بیت میں سے ہم پر امیر مقرر کریں تو ہم کسی کو عبیداللہ بن زیاد کے برابر قرار نہیں دیتے اور اگر ان کے علاوہ کسی کو ہم پر امیر مقرر کریں تو اس بارے میں ہمیں کچھ مہلت دیجئے' حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں دوبارہ آپ سے یہ بات کہتا ہوں' پھر حضرت معاویہؓ نے عبیداللہ بن زیاد کو حضرت احنف کے بارے میں بھلائی کی وصیت کی اور آپ کے بارے اس کی رائے اور مباعدت کو برا قرار دیا' اس کے بعد حضرت احنف' عبیداللہ کے اخص اصحاب میں سے ہو گئے اور جب فتنہ وقوع پذیر ہوا تو حضرت احنف بن قیس کے سوا کسی نے عبیداللہ سے وفا نہ کی۔ واللہ اعلم

زیاد کے بیٹوں عبیداللہ اور عباد کے ساتھ یزید بن ربیعہ بن مفرغ حمیری کا واقعہ:

ابن جریر نے بحوالہ ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ وغیرہ بیان کیا ہے کہ یہ شخص شاعر تھا اور سجستان میں عباد بن زیاد کے ساتھ تھا' پس وہ ترکوں کی جنگ میں اس سے غافل ہو گیا اور لوگوں کو چوپایوں کے چارے کے بارے میں تنگی ہو گئی تو ابن مفرغ نے ابن زیاد کے طرز عمل کے بارے میں ایک ہجویہ شعر کہا:

"کاش داڑھیاں گھاس ہوتیں اور ہم مسلمانوں کے گھوڑوں کو ان کا چارہ ڈالتے"۔

اور عباد بن زیاد کی داڑھی بہت بڑی تھی' اسے اس شعر کی اطلاع ملی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور اس کی تلاش کی مگر وہ اس کے خوف سے

Marfat.com

بھاگ گیا اور اس نے اس کے بارے میں بہت سے ہجویہ قصائد کہے جن میں سے اس کے یہ اشعار بھی ہیں:

''جب معاویہ بن حرب ہلاک ہو جائے تو اپنی قوم کو پیالے کے ٹوٹنے کی بشارت دے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری ماں نے پردہ ڈال کر ابوسفیان سے مباشرت نہیں کی لیکن یہ ایسی بات ہے جس میں شدید خوف کے باعث کچھ اشتباہ پایا جاتا ہے''۔

نیز اس نے کہا:

''معاویہ بن حرب کو یمانی شخص کی طرف سے شہر در شہر پہنچایا ہوا پیغام پہنچا دے' کیا تو اپنے باپ کو پاک دامن کہنے سے ناراض ہوتا ہے اور اپنے باپ کو زانی کہنے سے راضی ہوتا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ زیاد سے تیری رشتہ داری ایسی ہے جیسے گدھی کے بچے سے ہاتھی کی رشتہ داری ہوتی ہے''۔

عباد بن زیاد نے اپنے بھائی عبیداللہ کو یہ اشعار لکھے اور وہ ان اشعار کو لے کر حضرت معاویہؓ کے پاس گیا' عبیداللہ نے یہ اشعار حضرت معاویہؓ کو سنائے اور آپ سے اس کے قتل کے بارے میں اجازت طلب کی' آپ نے فرمایا اسے قتل نہ کر بلکہ اس کی تادیب کر اور اسے قتل تک نہ پہنچا' اور جب عبیداللہ بصرہ واپس آیا تو اس نے اسے بلایا اور اس نے عبیداللہ بن زیاد کی بیوی کے والد المنذر بن جارود کی پناہ لی ہوئی تھی اور اس کی بیٹی بحریہ عبیداللہ کے پاس تھی' پس اس نے اسے اپنے گھر میں پناہ دی اور الجارود' عبیداللہ کو سلام کرنے آیا تو عبیداللہ نے پولیس کو المنذر کے گھر بھیج دیا اور انہوں نے ابن مفرغ کو لا کر اس کے سامنے کھڑا کر دیا' المنذر نے کہا میں نے اسے پناہ دی ہوئی ہے' اس نے کہا وہ تیری اور تیرے باپ کی مدح کرتا ہے اور تو اس سے راضی ہے اور وہ میری اور میرے باپ کی ہجو کرتا ہے پھر تو میرے خلاف اسے پناہ دیتا ہے پھر عبیداللہ کے حکم سے ابن مفرغ کو مسہل دوا پلائی گئی اور انہوں نے اسے پالان والے گدھے پر سوار کروا دیا اور اس کے ساتھ بازاروں میں چکر لگانے لگے اور وہ پاخانہ کرنے لگا اور لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے پھر اس کے حکم سے اسے اس کے بھائی عباد کے پاس سجستان میں جلاوطن کر دیا گیا اور ابن مفرغ نے عبیداللہ بن زیاد کے بارے میں کہا:

''جو کچھ میں نے کیا ہے اسے پانی دھو دیتا ہے اور میرا قول وہ تیری ہڈیوں میں رچا ہوا ہے''۔

جب عبیداللہ نے ابن مفرغ کو سجستان کی طرف جلاوطن کرنے کا حکم دیا تو یمانیوں نے ابن مفرغ کے بارے میں حضرت معاویہؓ سے بات کی کہ اس نے اسے اپنے بھائی کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اسے قتل کر دے' حضرت معاویہؓ نے ابن مفرغ کو پیغام بھیج کر بلایا اور جب وہ آپ کے سامنے کھڑا ہوا تو رو پڑا اور ابن زیاد نے جو سلوک اس کے ساتھ کیا تھا اس کی حضرت معاویہؓ کے پاس شکایت کی' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تو نے اس کی ہجو کی ہے' کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا؟ تو اس نے ان اشعار کے کہنے سے انکار کیا اور بتایا کہ ان اشعار کا کہنے والا مروان کا بھائی عبدالرحمٰن بن الحکم ہے اور اس نے ان کو میری طرف منسوب کرنا پسند کیا ہے' پس حضرت معاویہؓ عبدالرحمٰن بن الحکم پر ناراض ہوئے اور اس کی عطا کو روک دیا یہاں تک کہ عبیداللہ اس سے راضی ہو جائے اور ابن مفرغ نے راستے میں اپنی اونٹنی کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت معاویہؓ کے بارے میں جو اشعار کہے ہیں

Marfat.com

آپ کو سنائے۔

''وخچر' عباد کو تجھ پر امارت حاصل نہیں تو نجات پا گیا ہے اور یہ آزاد شخص کو اٹھائے ہوئے ہے میری زندگی کی قسم تجھے ہلاکت کے گڑھے سے امام اور لوگوں کی مضبوط رسی نے بچایا ہے مجھے جو اچھی نعمتیں دی گئی ہیں میں ان کا شکریہ ادا کروں گا اور میرے جیسا شخص منعم لوگوں کے شکر کا سزاوار ہے''۔

حضرت معاویہؓ نے اسے کہا' اگر ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کی تو نے ہجو کی ہے تو تمہیں ہماری طرف سے کوئی اذیت نہیں پہنچے گی اور نہ ہم ان کے درپے ہوں گے' اس نے کہا یا امیر المومنین اس نے مجھ سے وہ کچھ کیا ہے جو کوئی مسلمان کسی مسلمان کے ساتھ بدعت اور جرم کے نہیں کر سکتا' آپ نے فرمایا کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا؟ کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا؟ ہم نے تیرا جرم معاف کر دیا ہے اور اگر تو ہم سے معاملہ کرتا تو جو کچھ ہوا ہے اس میں سے کچھ بھی نہ ہوتا پس اب دیکھ لو تم کس کو مخاطب کرتے ہو اور کس کی مشابہت اختیار کرتے ہو' ہر کوئی ہجو کو برداشت نہیں کر سکتا اور ہر ایک سے نیکی کرو اور اپنے متعلق سوچ لو کہ تم کس شہر میں مقیم ہونا پسند کرتے ہو تا کہ ہم تمہیں وہاں بھیج دیا۔ پس اس نے موصل کو پسند کیا اور آپ نے اسے وہاں بھیج دیا۔ پھر عبید اللہ نے بصرہ آنے اور وہاں قیام کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی' پھر عبد الرحمٰن سوار ہو کر عبید اللہ کے پاس گیا اور اس کی رضامندی چاہی تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور عبد الرحمٰن نے اسے یہ اشعار سنائے۔

''تو آل حرب میں ایک اضافہ ہے جو مجھے اپنے ایک پورے سے زیادہ محبوب ہے میں تجھے بھائی' چچا اور چچا کا بیٹا سمجھتا ہوں مجھے معلوم نہیں تو مجھے پس پردہ کیا سمجھتا ہے''۔

عبید اللہ نے اسے کہا خدا کی قسم میں تجھے برا شاعر سمجھتا ہوں پھر وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس نے دوبارہ اس کی رکی ہوئی عطا اسے دے دی' ابو معشر اور واقدی نے بیان کیا ہے اس سال عثمان بن محمد بن ابی سفیان نے لوگوں کو حج کروایا جو ولید بن عتبہ بن ابی سلیمان کا مدینہ میں نائب تھا اور کوفہ کے نائب نعمان بن بشیر اور اس کے قاضی شریح تھے اور عبید اللہ بن زیاد بصرہ کا امیر تھا اور بحستان اور کرمان پر بالترتیب عباد بن زیاد اور شریک بن الاعور' عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے امیر تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن جوزی نے اس میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی وفات بیان کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سات سال وفات پائی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

الحطیئہ شاعر:

اس کا نام جرول بن مالک بن جرول بن مالک بن جویۃ بن مخزوم بن مالک بن قطیعہ بن عیسیٰ ابن ملیکہ تھا' یہ شاعر تھا اور کوتاہ قامتی کی وجہ سے الحطیئہ کے نام سے ملقب تھا اس نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہوا اور یہ بہت ہجو گو تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے ماں باپ' ماموں' چچا' اپنی اور اپنی دلہن کی بھی ہجو کی ہے اور اس نے اپنی ماں کے

Marfat.com

بارے میں کہا ہے۔

''مجھ سے ایک طرف ہٹ کر دور بیٹھ جا' اللہ تعالیٰ عالمین کو تجھ سے راحت میں رکھے' جب تجھے کسی راز کا امین بنایا جائے تو تو چھلنی ہوتی ہے اور گفتگو کرنے والوں کے لیے انگیٹھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تجھ بڑھیا کے شر کی جزا دے اور تو بیٹوں کی نافرمانی سے دوچار ہو''۔

اور اس نے اپنے باپ' چچا اور ماموں کے بارے میں کہا ہے۔

''اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے پھر تجھ پر باپ' چچا اور ماموں کے لحاظ سے صحیح معنوں میں لعنت کرے' تو رسوائیوں کے نزدیک کیسا اچھا شیخ ہے اور بلندیوں کے نزدیک کیسا برا شیخ ہے''۔

اور اس نے خود اپنی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے۔

''آج میرے دونوں ہونٹوں نے بری بات کرنے سے انکار کر دیا ہے پس مجھے معلوم نہیں کہ میں کسے وہ بات کہوں' اس نے مجھے وہ چہرہ دکھایا ہے جس کی بناوٹ کو اللہ نے بگاڑ دیا ہے پس اس چہرے کا بھی برا ہو اور اس چہرے کے حامل کا بھی برا ہو''۔

لوگوں نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس کی شکایت کی تو آپ نے اسے بلا کر قید کر دیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ زبرقان بن بدر نے حضرت عمرؓ کے پاس اس کی شکایت کی تھی' اس نے اس کی ہجو کرتے ہوئے کہا تھا۔

''اچھے اخلاق کو چھوڑ دے ہم ان کی تلاش کے لیے سفر نہیں کریں گے اور بیٹھ جا بلاشبہ تو قابل تعریف کھویا ہے''۔

حضرت عمرؓ نے اسے کہا' میرے نزدیک اس نے تیری ہجو نہیں کی' کیا تو پسند نہیں کرتا کہ تو قابل تعریف کھویا ہو؟ اس نے کہا یا امیر المومنین اس سے بڑھ کر ہجو نہیں ہو سکتی' حضرت عمرؓ نے حضرت حسانؓ بن ثابت کی طرف پیغام بھیج کر آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے کہا یا امیر المومنین اس نے اس کی ہجو نہیں کی بلکہ اس پر پاخانہ کر دیا ہے تو حضرت عمرؓ نے اسے قید کر دیا اور فرمایا' اے خبیث میں تجھے مسلمانوں کی عزتوں سے غافل کر دوں گا' پھر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس کی سفارش کی تو آپ نے اسے قید سے باہر نکالا اور اس سے عہد لیا کہ وہ لوگوں کی ہجو نہیں کرے گا اور اس سے توبہ کا بھی مطالبہ کیا' کہتے ہیں کہ آپ نے اس کی زبان قطع کرنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کے بارے میں سفارش کی تو آپ نے اسے رہا کر دیا اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک بن عثمان الحزامی نے بحوالہ عبداللہ بن مصعب مجھ سے بیان کیا' اس نے ربیعہ بن عثمان سے عن زید بن اسلم عن ابیہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے الحطیئہ کو قید سے نکالنے کا حکم دیا اور اس کے بارے میں آپ سے حضرت عمرو بن العاصؓ وغیرہ نے گفتگو کی پس آپ نے میری موجودگی میں اسے نکالا تو وہ کہنے لگا:

''آپ ان بچوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ذومرخ مقام پر خالی لوٹے پڑے ہیں نہ وہاں پانی ہے اور نہ درخت' آپ نے ان کے کمانے والے کو تاریکی کی تہہ میں ڈال دیا ہے اے عمرؓ! رحم کیجیے لوگوں کا بادشاہ آپ کی راہنمائی کرے' آپ اپنے صاحب کے بعد وہ امام ہیں جن کی طرف انسانوں نے عقل کی چابیاں پھینک دی ہیں جب انہوں نے آپ کو ان کے لیے مقدم کیا ہے تو ان کی وجہ سے آپ کو ترجیح نہیں دی بلکہ ان کے دلوں میں آپ کا اثر تھا' ان بچوں پر مہربانی

Marfat.com

فرمائیے جن کا مسکن کشادہ نالوں کے درمیان ریتلے مقام پر ہے جہاں انہیں مشیت خداوندی ڈھانپے ہوئے ہے میری جان آپ پر فدا ہو میرے اور ان کے درمیان کتنی چوڑی وادیاں ہیں جن میں حالات کا کچھ پتہ نہیں چلتا''۔

راوی بیان کرتا ہے جب الحطیۂ نے کہا کہ آپ ان بچوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ذومرح مقام پر پڑے ہیں تو حضرت عمرؓ رو پڑے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا' زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اس شخص سے زیادہ عادل شخص کوئی نہیں جو الحطیۂ کے چھوڑنے پر روتا ہے پھر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے الحطیۂ کی زبان قطع کرنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ اس سے لوگوں کی ہجو نہ کرے پس آپ نے اسے کرسی پر بٹھایا اور استرا لایا گیا تو لوگوں نے کہا یا امیر المومنین یہ دوبارہ ایسی حرکت نہیں کرے گا اور انہوں نے اسے اشارہ کیا کہ کہہ میں دوبارہ ایسی حرکت نہیں کروں گا تو حضرت عمرؓ نے اسے رہائی دے دی۔ اور جب وہ پیچھے مڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا اے حطیۂ واپس آؤ' وہ واپس آیا تو آپ نے اسے فرمایا میں تجھے قریش کے ایک جوان کے پاس دیکھ رہا ہوں جس نے تیرے لیے چھوٹے تکیے کو موڑ کر سہارا لیا ہے اور تیرے لیے دوسرا تکیہ بچھایا ہے نیز آپ نے فرمایا اے حطیۂ' ہمیں گیت سناؤ' تو وہ لوگوں کی عزتوں سے ایک طرف ہو کر گانے لگا' اسلم نے بیان کیا ہے کہ اس کے بعد میں نے حطیۂ کو حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دیکھا آپ نے اس کے لیے چھوٹا تکیہ موڑ کر سہارا لیا اور اس کے لیے دوسرا تکیہ بچھایا اور فرمایا اے حطیۂ' ہمیں گیت سناؤ تو حطیۂ گانے لگا' میں نے اسے کہا اے حطیۂ کیا تجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ دن یاد ہے جب آپ نے تجھ سے جو کہنا تھا' کہا' تو وہ گھبرا گیا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے اگر وہ زندہ ہوتا تو ہم یہ کام نہ کرتے' میں نے عبید اللہ سے کہا' میں نے آپ کے باپ کو اس طرح بیان کرتے سنا ہے اور آپ ہی وہ شخص ہیں اور زبیر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حطیۂ سے فرمایا' شعر کہنا ترک کر دو' اس نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا آپ نے فرمایا کیوں؟ اس نے کہا یہ میرے عیال کے کھانے کا ذریعہ اور میری زبان کی بیماری ہے آپ نے فرمایا تباہ کن مدح ترک کر دو' اس نے کہا یا امیر المومنین وہ کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا تو کہتا ہے فلاں کے بیٹے فلاں کے بیٹوں سے افضل ہیں' مدح کرو اور فضیلت نہ دو' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ مجھ سے شعر کا زیادہ شعور رکھتے ہیں اور اس کی مشہور شان دار مدح کے اشعار میں سے یہ بھی ہیں۔

''تمہارے باپ کا باپ نہ رہے ان سے بخل کو دور کر دیا اس جگہ کو بند کرو جسے انہوں نے بند کیا ہے وہ میری قوم کے لوگ ہیں اگر وہ تعمیر کریں گے تو ہم سے نیکی کریں گے اور اگر عہد کریں گے تو اسے پورا کریں گے اور اگر گرہ لگائیں گے تو مضبوطی سے لگائیں گے اور اگر وہ خوشحالی میں ہوں تو وہ اس کے حصے کر لیتے ہیں اور اگر وہ آسودہ حال بنائیں تو اسے گدلا نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں''۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب حطیۂ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اسے وصیت کرنے کے بارے میں کہا گیا تو اس نے کہا میں تم کو شعر کہنے کی وصیت کرتا ہوں پھر کہنے لگا۔

''شعر کی سیڑھی دشوار اور طویل ہے اور جب کوئی نادان اس پر چڑھتا ہے تو اس کا قدم پستی کی طرف پھسل جاتا ہے اور شعر پر ظلم کرنے والا اس کی استطاعت نہیں رکھتا وہ اسے وضاحت سے بیان کرنا چاہتا ہے اور وہ اسے گونگا بنا دیتا ہے''۔

Marfat.com

ابوالفرج ابن الجوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ حطیہؔ نے اس سال میں وفات پائی ہے اور اسی طرح اس نے اس میں عبداللہ بن عامر بن کریز کی وفات کا بھی ذکر کیا ہے اور اس سے پہلے سال میں اسے بیان کیا جا چکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مالک بن القشب:

آپ کا نام جندب بن نضلہ بن عبداللہ بن رافع ازدی ہے آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ بنوعبدالمطلب کے حلیف اور ابن بحینہ کے نام سے مشہور ہیں آپ کی ماں بحینہ بنت الارت ہے اور اس کا نام حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف تھا' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت اختیار کی' آپ بڑے عبادت گزار اور روزے دار تھے اور آپ ان لوگوں میں سے تھے جو تمام عمر لگاتار روزے رکھتے تھے۔ ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ آپ مدینے سے تین میل کے فاصلے پر وادی ریم میں اترا کرتے تھے اور آپ نے ۵۴ھ سے ۵۸ھ کے درمیان مروان کے دوسری بار گورنر بنتے وقت وفات پائی اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن جوزی نے محمد بن سعد کے کلام کو نقل کیا ہے پھر آپ کی وفات کو اس سال میں بیان کیا ہے۔ یعنی ۵۹ھ میں۔ واللہ اعلم

حضرت قیس بن سعد بن عبادۃ خزرجی:

آپ اپنے والد کی طرح ایک جلیل القدر صحابی تھے اور صحیحین میں آپ کی ایک حدیث جنازہ کے لیے کھڑا ہونے کے بارے میں ہے نیز المسند میں آپ کی ایک حدیث عاشورہ کے روزے کے بارے میں ہے اور ان کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے غسل کرنے کے بارے میں بھی ایک حدیث ہے' آپ نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے اور صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاں وہی مقام حاصل تھا جو امیر کے ہاں سپرنٹنڈنٹ پولیس کا ہوتا ہے اور آپ نے بعض غزوات میں رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اٹھایا اور آپ نے صدقہ پر آپ کو امیر مقرر کیا اور جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو تین صد انصار و مہاجرین کے ساتھ بھیجا تو انہیں سخت بھوک نے آلیا تو حضرت قیس بن سعدؓ نے ان کے لیے نو اونٹ ذبح کر دیئے حتیٰ کہ انہوں نے ساحل سمندر پر اس جانور کو پایا اور اس سے کھایا اور وہاں انہوں نے ایک ماہ قیام کیا حتیٰ کہ وہ فربہ ہو گئے اور حضرت قیس' شجاع مطاع' کریم اور قابل تعریف سردار تھے' حضرت علیؓ نے آپ کو مصر کی نیابت سپرد کی اور آپ اپنی دانش مندی' حیلہ گری اور سیاست سے حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کا مقابلہ کرتے تھے اور حضرت معاویہؓ مسلسل ان کے متعلق کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے آپ کو مصر سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا' حضرت معاویہؓ نے انہیں معمولی خیال کیا اور جیسا کہ قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں آپ نے ان سے مصر کو حاصل کر لیا اور حضرت قیسؓ نے حضرت علیؓ کے پاس قیام کیا اور صفین و نہروان میں آپ کے ساتھ شمولیت کی اور آپ کے ساتھ رہے حتیٰ کہ وہ قتل ہو گئے پھر آپ مدینہ چلے آئے اور جب حضرت معاویہؓ پر اتفاق رائے ہو گیا تو آپ اپنے اصحاب کی طرح ان کی بیعت کرنے آئے تو حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا:

اے قیس تجھے لگام دیئے جانے والوں کے ساتھ لگام دی جائے؟ قسم بخدا میں چاہتا تھا کہ آج تم میرے پاس نہ آتے مگر میرا ایک دردمند کرنے والا ناخن تجھ پر کامیاب ہو چکا ہے حضرت قیسؓ نے آپ سے کہا' خدا کی قسم میں بھی اس مقام پر کھڑے ہو کر آپ کو

Marfat.com

یہ سلام کہنا پسند نہ کرتا تھا' حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا' کیوں؟ تو تو صرف یہود کے علماء میں سے ایک عالم ہے؟ حضرت قیسؓ نے آپ سے کہا' اے معاویہؓ تو جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت ہے' تو اسلام میں بادل نخواستہ داخل ہوا ہے اور خوشی سے اس سے باہر نکل گیا ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا اے اللہ بخش دے اپنا ہاتھ بڑھایئے' حضرت قیس بن سعدؓ نے آپ سے کہا اگر آپ مزید کچھ کہنا چاہیں تو میں بھی مزید گفتگو کروں گا۔

موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بڑھیا نے حضرت قیسؓ سے کہا میں آپ کے پاس تنگدستی کی شکایت کرتی ہوں میرے گھر کو دیکھ لیجیے' حضرت قیسؓ نے فرمایا یہ کنایہ کیا اچھا ہے اس کے گھر کو روٹی' گوشت اور کھجور سے بھر دو' اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا آپ جہاں جاتے وہ بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور آپ کا منادی اعلان کرتا کہ گوشت اور ثرید کی طرف آ جاؤ' اور آپ سے قبل آپ کا باپ اور دادا بھی آپ ہی کی طرح کرتے تھے' عروہ بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس نوے ہزار میں ایک زمین فروخت کی اور مدینہ آ گئے اور آپ کے منادی نے اعلان کیا جس نے قرض لینا ہو آ جائے پس آپ نے ان میں سے پچاس ہزار قرض دے دیا اور باقی کو بھلائی کے کاموں میں خرچ کر دیا پھر اس کے بعد آپ بیمار ہو گئے تو آپ کی عیادت کرنے والوں میں کمی ہو گئی آپ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی عتیق سے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں کہا' میں اپنی اس بیماری میں عیادت کرنے والوں کی کمی کو دیکھ رہا ہوں اور یہ کمی اس وجہ سے ہے کہ میرا کچھ مالی قرض لوگوں کے ذمے ہے' پس جس شخص کے ذمے آپ کا قرض تھا آپ نے اس کی طرف سے اس کا تحریر کردہ وثیقہ بھیج دیا اور اپنا مال انہیں بخش دیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اپنے منادی کو حکم دیا اور اس نے اعلان کیا کہ جس شخص کے ذمے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا قرض ہے وہ اس سے آزاد ہے' اور ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ عیادت کرنے والوں کی کثرت سے آپ کے دروازے کی دہلیز ٹوٹ گئی اور آپ فرمایا کرتے تھے اے اللہ مجھے مال اور اچھے افعال سے حصہ دے اور اچھے افعال' مال سے ہی درست ہوتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت قیس بن سعدؓ سے تیس ہزار درہم قرض لیے اور جب وہ انہیں آپ کو دینے آیا تو حضرت قیسؓ نے اسے کہا' ہم ایسے لوگ ہیں جسے دیتے ہیں اس سے واپس نہیں لیتے اور الہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ تین اشخاص نے کعبہ کے پاس اپنے زمانے کے سب سے بڑے سخی کے بارے میں اختلاف کیا تو ان میں سے ایک نے کہا حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سب سے بڑے سخی ہیں دوسرے نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا نام لیا اور تیسرے نے عرابہ اوسی کا نام لیا' پس انہوں نے اس بارے میں جھگڑا کیا حتیٰ کہ کعبہ کے پاس ان کا شور بلند ہو گیا تو ایک شخص نے انہیں کہا' تم میں سے ہر ایک اس شخص کے پاس جائے جس کے متعلق اس کا خیال ہے کہ وہ دوسرے سے زیادہ سخی ہے اور جو وہ اسے دیتا ہے اسے دیکھے اور موجودہ چیز پر فیصلہ کرے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا ساتھی ان کے پاس گیا تو وہ اپنی جاگیر میں جانے کے لیے رکاب میں پاؤں رکھے ہوئے تھے اس نے آپ سے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد مسافر ہوں جس کی سواری ہلاک ہو گئی ہے اور زادِ راہ ختم ہو گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے رکاب سے اپنا پاؤں نکالا اور فرمایا' اپنا پاؤں رکھ کر اس پر سوار ہو جاؤ۔ یہ اور جو کچھ اس پر ہے وہ تمہارا ہوا اور جو کچھ تھیلے میں ہے وہ بھی لے لو اور تلوار کے بارے میں دھوکہ نہ کھانا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے' پس وہ

Marfat.com

ایک عظیم اونٹنی کے ساتھ اپنے اصحاب کی طرف واپس آ گیا اور تھیلے میں چار ہزار دینار اور ریشمی چادریں وغیرہ تھیں اور سب سے بڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار تھی' اور حضرت قیس بن سعد کا ساتھی ان کے پاس گیا تو وہ سوئے ہوئے تھے' لونڈی نے اس سے پوچھا تجھے ان سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا مسافر ہوں جس کی سواری ہلاک ہوگئی ہے اور زادراہ ختم ہوگیا ہے' لونڈی نے کہا تیری ضرورت ان کے بیدار کرنے کی نسبت زیادہ آسان ہے' اس تھیلی میں سات سو دینار ہیں آج قیس کے گھر میں اس کے سوا کوئی مال نہیں ہمارے اونٹوں کے باڑے کے مالک کے پاس جاؤ اور اپنے لیے ایک ناقہ اور غلام لے لو' اور ہدایت یافتہ ہو کر چلے جاؤ اور جب حضرت قیس نیند سے بیدار ہوئے تو لونڈی نے جو کچھ کہا تھا اس کے متعلق آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اسے اس کے اس عمدہ فعل پر آزاد کر دیا اور فرمایا تو نے مجھے کیوں نہیں جگایا۔ حتیٰ کہ میں اسے وہ کچھ دیتا جو اسے ہمیشہ کفایت کرتا' شاید جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس کی حاجت براری نہ کرے' اور عرابہ اوسی کا ساتھی اس کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ نماز کے لیے اپنے گھر سے نکل گیا ہے اور وہ اپنے دو غلاموں کا سہارا لیے ہوئے ہے۔ اور وہ نابینا ہو چکا تھا۔ اس نے اسے کہا اے عرابہ! مسافر ہوں جس کی سواری ہلاک ہوگئی ہے اور زادراہ ختم ہو گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے وہ دونوں غلاموں سے الگ ہو گیا پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مارا پھر کہنے لگا اخاہ! قسم بخدا تو نے صبح و مسا عرابہ کے مال سے کچھ حقوق کو ترک کیا ہے لیکن اب ان دو غلاموں کو لے لو' اس نے کہا میں ایسا کرنے کا نہیں' اس نے کہا اگر تو نے ان دونوں کو نہ لیا تو یہ دونوں آزاد ہوں گے' چاہے انہیں آزاد کر دے' چاہے انہیں لے لے' اور وہ اپنے ہاتھ سے دیوار کو ٹٹولتا ہوا آیا' راوی بیان کرتا ہے اس نے ان دونوں کو لے لیا اور انہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس لے آیا' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے فیصلہ دیا کہ حضرت ابن جعفرؓ نے بہت مال کی سخاوت کی ہے اور ایسا کرنا آپ سے کوئی عجیب بات نہیں مگر تلوار کی سخاوت سب چیزوں سے بڑی ہے اور حضرت قیس بھی ایک سخی ہیں جن کی لونڈی نے آپ کے علم کے بغیر آپ کے مال میں تصرف کیا اور آپ نے اس کے فعل کی تحسین کی اور اس کے شکریہ میں اسے آزاد کر دیا اور انہوں نے اتفاق کیا ہے کہ عرابہ اوسی تینوں سے بڑا سخی ہے اس لیے کہ اس نے اپنا تمام مملوکہ مال سخاوت کر دیا اور یہ ایک غریبانہ کوشش ہے اور حضرت سفیان ثوریؒ نے عمرو سے بحوالہ ابو صالح بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ نے اپنے مال کو اپنے لڑکوں کے درمیان تقسیم کیا اور شام کی طرف چلے گئے۔ اور وہیں فوت ہو گئے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر' حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کے باپ نے اپنا مال تقسیم کر دیا ہے اور جب یہ بچہ حمل میں تھا تو انہیں اس کا حال معلوم نہیں ہوا پس اسے بھی اپنے ساتھ حصہ دار بنا لو' حضرت قیسؓ نے کہا' جو کچھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کر چکے ہیں میں اسے تبدیل نہیں کروں گا لیکن میرا حصہ اس کا ہوا' اور عبدالرزاق نے اسے عن معمر عن ایوب عن محمد ابن سیرین روایت کیا ہے اور اس نے اس کو بیان کیا ہے اور عبدالرزاق نے اسے بحوالہ جریج روایت کیا ہے کہ مجھے عطاء نے بتایا اور اس نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

اور ابن خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے بحوالہ معبد بن خالد ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنی انگشت شہادت اٹھائے رکھتے تھے۔ یعنی دعا کرتے تھے۔ اور ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے کہ الجراح بن ملیح نے

Marfat.com

ہم سے بیان کیا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ مکروفریب آگ میں ہوگا۔ تو میں اس امت کا بڑا افریبی ہوتا۔ اور زہری نے بیان کیا ہے کہ جب فتنہ بھڑک اٹھا تو عربوں کے دانش مند پانچ تھے' حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت قیس بن سعد اور حضرت عبداللہ بن بدیل' حضرت قیس اور حضرت عبداللہ' حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے اور حضرت مغیرہؓ طائف میں گوشہ نشین تھے حتیٰ کہ حکمین نے فیصلہ کیا پس وہ دونوں حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

اور قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پر متغلب ہو کر وہاں سے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو نکال دیا تھا جو حضرت عمرو بن العاصؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کے نائب تھے' حضرت علیؓ نے تھوڑی مدت وہاں برقرار رکھا' پھر حضرت قیس بن سعدؓ کے ذریعے انہیں معزول کر دیا اور جب آپ مصر میں داخل ہوئے تو آپ نے اچھی روش اختیار کی اور اس کا کنٹرول کیا یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے اور حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو آپ کی امارت گراں گزری اور ان دونوں نے آپ سے خط و کتابت کی کہ آپ حضرت علیؓ کے خلاف ان کے ساتھ ہو جائیں مگر آپ نے انکار کیا اور آپ نے لوگوں کے سامنے دونوں سے خیر خواہی کا اظہار کیا اور باطن میں آپ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے انہیں معزول کر دیا اور اشتر نخعی کو مصر کی طرف بھیجا اور اشتر مصر پہنچنے سے قبل رملہ میں فوت ہو گیا اور حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو بھیجا تو حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے آپ کی امارت کو معمولی خیال کیا اور ہمیشہ ان سے الجھتے رہے حتیٰ کہ ان سے دیار مصر کو حاصل کر لیا اور یہ محمد بن ابی بکر قتل ہو گئے اور ایک گدھے کی مردہ لاش میں آپ کو جلا دیا گیا۔ پھر حضرت قیسؓ مدینہ چلے گئے اور حضرت علیؓ عراق چلے گئے اور آپ جنگوں میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہے حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے گئے تو آپ حضرت حسنؓ کے ساتھ تھے اور حضرت قیس فوج کے ہراوّل کے امیر تھے اور حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کی بیعت کر لی تو حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو یہ بات بری لگی اور آپ نے اسے پسند نہ کیا اور آپ حضرت معاویہ کی اطاعت سے دست کش رہے پھر آپ مدینہ چلے گئے پھر انصار کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور شدید معافیت اور سخت کلامی کے بعد آپ نے حضرت معاویہ کی بیعت کر لی پھر حضرت معاویہؓ نے آپ کا اکرام کیا اور آپ کو مقدم کیا اور اپنے ہاں بڑا مرتبہ دیا اور ابھی آپ وفود کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس ہی تھے کہ حضرت معاویہؓ کے پاس شاہ روم کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ عرب کے طویل ترین شخص مجھے بھیجے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا ہماری رائے یہی ہے کہ ہم آپ کی شلوار کو بھیجیں؟ حضرت قیسؓ بہت طویل قامت تھے' طویل ترین شخص آپ کے سینے تک نہ پہنچتا تھا۔ پس حضرت قیسؓ اٹھ کر ایک طرف ہو گئے پھر آپ نے اپنی شلوار اتاری اور اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف پھینک دیا' حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا کاش آپ اپنے گھر کی طرف جاتے اور پھر اسے ہماری طرف بھیج دیتے اس موقع پر حضرت قیسؓ کہنے لگے۔

''مجھے وفود کی موجودگی میں شلوار اتار کر دینے سے میرا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ قیس کی شلوار ہے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ قیس تو غائب ہے اور یہ شلوار صبح کو حیران ہو جانے والے شخص اور ثمود کی ہے اور میں یمانی قبیلے کا سردار ہوں اور لوگ یا سردار ہیں یا ماتحت ہیں پس آپ ان سے میرے جیسے شخص کے ساتھ حیلہ و تدبیر کریں اور میرے جیسا

Marfat.com

شخص ان پر سخت ہوگا اور مردوں میں میرا وجود لمبا ہے اور لوگوں میں اصل' والد اور ہاتھ نے مجھے فضیلت دی ہے اور اس سے میں مردوں سے لمبائی میں بلند ہو جاتا ہوں''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ کے حکم سے وفد کے طویل ترین شخص نے شلوار کو اپنی ناک پر رکھا تو وہ زمین پر گر پڑی اور ایک روایت میں ہے کہ شاہ روم نے اپنی فوج کے دو آدمیوں کو جن میں سے ایک کو وہ رومیوں کا طاقت ور ترین اور دوسرے کو طویل ترین آدمی خیال کرتا تھا' حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھیں کہ کیا ان کی قوم میں ان دونوں سے قوت وطول میں بڑھ کر کوئی شخص ہے اور اگر آپ کی قوم میں ان دونوں سے بڑھ کر کوئی شخص ہے تو میں آپ کی طرف اتنے قیدی اور اتنے تحائف بھیجوں گا اور آپ کی فوج میں ان دونوں سے کوئی طاقت ور اور طویل تر شخص نہ ہو تو مجھ سے تین سال تک مصالحت کر لیجیے' پس جب وہ دونوں حضرت معاویہؓ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے کہا اس طاقتور شخص کا کون مقابلہ کرے گا؟ لوگوں نے کہا اس کے مقابلہ کے صرف دو شخص ہیں' حضرت محمد بن حنفیہؒ یا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' پس حضرت محمد بن حنفیہ جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے بیٹے ہیں' کو لایا گیا تو لوگ حضرت معاویہؓ کے پاس جمع ہو گئے' حضرت معاویہؓ نے حضرت محمد بن حنفیہ سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کی طرف کس لیے پیغام بھیجا تھا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' تو آپ نے رومی شخص اور اس کی شدتِ جنگ کا آپ سے ذکر کیا تو حضرت محمد بن حنفیہ نے رومی سے کہا' تم میرے پاس آ بیٹھو یا میں تمہارے پاس آ بیٹھتا ہوں اور تم مجھے اپنا ہاتھ پکڑا دو یا میں تجھے اپنا ہاتھ پکڑا دیتا ہوں اور ہم میں سے جو شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا دے وہ اس پر غالب ہوگا وگرنہ وہ مغلوب ہوگا' نیز آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے؟ تو بیٹھے گا یا میں بیٹھوں؟ رومی نے آپ سے کہا آپ بیٹھئے' پس حضرت محمد بن حنفیہ بیٹھ گئے اور رومی کو اپنا ہاتھ پکڑا دیا' رومی نے پوری قوت کے ساتھ آپ کو اپنی جگہ سے ہٹانے یا ہلانے کی کوشش کی تا کہ وہ آپ کو کھڑا کر دے مگر وہ ایسا نہ کر سکا اور نہ اس نے اس کی کوئی سبیل پائی' پس اس موقع پر رومی مغلوب ہو گیا اور بلاد روم سے اس کے ساتھ جو وفود آئے تھے ان پر واضح ہو گیا کہ وہ مغلوب ہو گیا ہے پھر حضرت محمد بن حنفیہ نے کھڑے ہو کر رومی سے کہا میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھا اور اس نے اپنا ہاتھ حضرت محمد بن حنفیہ کو پکڑا دیا اور آپ نے بغیر مہلت دیئے اسے جلد ہی کھڑا کر دیا اور اسے ہوا میں بلند کر کے زمین پر دے مارا' جس سے حضرت معاویہؓ بہت خوش ہوئے اور حضرت قیس بن سعدؓ اٹھ کر لوگوں سے الگ ہو گئے پھر آپ نے اپنی شلوار اتاری اور اسے طویل رومی کو دے دیا اس نے اسے پہنا تو وہ اس کے سینے تک پہنچ گئی اور اس کے کنارے زمین پر لکیریں کھینچ رہے تھے پس رومی نے مغلوب ہونے کا اعتراف کر لیا اور ان کے بادشاہ نے جو چیزیں اپنے اوپر لازم کی تھیں وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں اور انصار نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی موجودگی میں اپنی شلوار اتارنے پر ملامت کی تو آپ نے ان سے معذرت کرتے ہوئے متقدم الذکر اشعار کہے تا کہ وہ رومیوں پر ہمیشہ قائم رہنے والی حجت ہو اور انہوں نے حیلہ سے جس بات کا ارادہ کیا تھا آپ نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

اور حمیدی نے اسے سفیان بن عیینہ سے بحوالہ عمرو بن دینار روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن سعد فربہ اور مضبوط جسم آدمی تھے اور آپ کا سر چھوٹا تھا اور ڈاڑھی صرف تھوڑی پر تھی اور جب آپ بلند قد گدھے پر سوار ہوتے تو آپ کے پاؤں

Marfat.com

زمین پر لکیریں کھینچتے' اور واقدی اور خلیفہ بن خیاط اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں مدینہ میں وفات پائی ہے اور ابن جوزی نے اس سال میں آپ کی وفات کا ذکر کیا ہے اور ہم نے اس بارے میں ان کی پیروی کی ہے۔

حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' آپ حدیبیہ میں شامل ہوئے اور آپ ہی درخت کی شاخوں کو رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے ہٹاتے تھے جب کہ آپ ان کے نیچے لوگوں کی بیعت لے رہے تھے اور وہ ببول کا درخت تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ حضرت عمرؓ نے بصرۃ کی امارت آپ کے سپرد کی اور آپ نے وہاں ایک نہر کھودی جو آپ کی طرف منسوب ہے اور اسے نہر معقل کہا جاتا ہے اور بصرہ میں آپ کی حویلی بھی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن زیاد' حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی' عیادت کرنے آیا تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرنے لگا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور اگر میں اپنی اس حالت میں نہ ہوتا تو میں اسے تجھ سے بیان نہ کرتا' میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ رعیت کا رکھوالا بنائے اور وہ خیر خواہی سے اس کی دیکھ بھال نہ کرے وہ جنت کی خوشبو کو نہ پائے گا اور بلاشبہ اس کی خوشبو ایک سو سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ:

متعدد اقوال کی بناء پر جاہلیت اور اسلام میں آپ کے اور آپ کے باپ کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے اور ہم نے ان کی اکثریت کو تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب التکمیل میں بیان کیا ہے اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور سب سے مشہور قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا اور آپ ازد قبیلے سے تھے پھر دوس سے تھے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد شمس تھا اور بعض عبدنہم اور بعض عبد غنم بھی بیان کرتے ہیں اور آپ ابوالاسود کنیت کرتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا اور بعض عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں اور آپ کی کنیت ابوہریرہؓ رکھی' آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ میں نے ایک جنگلی بلی دیکھی تو میں نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا تو میرے باپ نے مجھے کہا' یہ تیری گود میں کیا ہے؟ میں نے اسے بتایا تو اس نے کہا تو ابوہریرہؓ ہے اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا ''اباھر'' اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے انہیں فرمایا یا اباہریرہؓ۔

محمد بن سعد' ابن الکلبی اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ماں کا نام میمونہ بنت صفیح بن الحارث بن ابی صعب بن ہنیۃ بن تعلبہ تھا' اس نے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہونے کی حالت میں وفات پائی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت اچھی احادیث بیان کی ہیں' آپ حفاظ صحابہ میں سے تھے اور آپ نے حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت ابی بن کعب' حضرت اسامہ بن زید' حضرت بصرۃ بن ابی بصرۃ' حضرت فضل بن عباس' حضرت کعب الاحبار اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی ہے اور

Marfat.com

آپ سے بہت سے اہل علم نے روایت کی ہے جن کا ذکر ہم نے التکمیل میں حروف تہجی کے مطابق کیا ہے' جیسا کہ ہمارے شیخ نے اپنی تہذیب میں آپ کا ذکر کیا ہے' امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ آپ سے تقریباً آٹھ سو اشخاص یا اس سے زیادہ اہل علم صحابہؓ اور تابعین وغیرہ نے روایت کی ہے اور عمرو بن علی الفلاس نے بیان کیا ہے' آپ مدینہ آیا کرتے تھے اور آپ نے خیبر کے سال اسلام قبول کیا ہے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ ذوالحلیفہ میں آپ کی ایک حویلی تھی' اور ایک مؤرخ نے بیان کیا ہے کہ آپ گندم گوں' اونچے اور چوڑے کندھوں اور ملے ہوئے دانتوں والے تھے' ابوداؤد طیالسی اور کئی مؤرخین نے ابی خلدہ' خالد بن دینار سے عن ابی العالیہ عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تو کس قبیلے سے ہے؟ میں نے کہا دوس سے' تو آپ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا' میرا خیال نہیں تھا کہ دوس میں بھی کوئی بھلا شخص ہے' زہری نے سعید سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا ہے کہ میں خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوا' اور عبدالرزاق نے عن سفیان بن عیینہ عن اسماعیل عن قیس روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں جنگ خیبر میں لوگوں کے جنگ سے فارغ ہو جانے کے بعد آیا' اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ الدراوردی نے ہم سے بیان کیا کہ خیثم نے عن عراک بن مالک عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ باہر گئے اور آپ نے مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں مدینہ آیا تو وہ دوپہر کو سفر کر گئے اور میں نے صبح کی نماز حضرت عرفطہؓ کے پیچھے پڑھی آپ نے پہلی رکعت میں سورہ مریم اور دوسری میں ویل للمطففین پڑھی' حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں' میں نے اپنے دل میں کہا' فلاں کا باپ ہلاک ہو۔ وہ ایک شخص تھا جو ازد کے علاقے میں رہتا تھا۔ اس کے پاس ناپنے کے دو آلے تھے ایک سے وہ اپنے لیے ناپتا تھا اور دوسرے سے لوگوں کو کم دیتا تھا۔ اور صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ جس شب کی صبح کو آپ کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی اس شب آپ کا غلام گم ہو گیا اور آپ یہ شعر پڑھنے لگے۔

''اس رات کی درازی اور تکلیف کا کیا کہنا مگر اس نے دارالکفر سے نجات دے دی ہے''۔

اور جب آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں فرمایا' یہ آپ کا غلام ہے؟ تو آپ نے کہا یہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر آزاد ہے اور اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور سفر و حضر میں آپ سے جدا نہ ہوئے اور آپ رسول اللہ ﷺ سے حدیث سننے اور سمجھنے کے بہت شوقین تھے اور آپ شکم سیر ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ رہتے تھے' ایک روز حضرت ابوہریرہؓ نے اپنی کتان کی قمیص سے اینٹ صاف کی' اور کہنے لگے ابوہریرہؓ شاباش' کتان سے اینٹ صاف کرتا ہے اور میں نے اپنے آپ کو منبر اور حجر اسود کے درمیان بھوک سے گرے دیکھا ہے' گزرنے والا گزرتا تو کہتا' اسے جنون ہو گیا ہے حالانکہ مجھے بھوک کے سوا اور کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی' اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں بھوک کے باعث زمین پر لیٹ رہتا تھا اور بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا اور ان میں سے ایک سے آیت کا مفہوم پوچھتا تھا حالانکہ میں اسے اس سے بہتر جانتا تھا اور میرا مقصد صرف یہ ہوتا تھا کہ وہ مجھے اپنے پیچھے پیچھے اپنے گھر چلنے کو کہے اور مجھے کچھ کھلا دے اور آپ نے اہل صفہ کے ساتھ دودھ والی حدیث کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ہم اسے دلائل النبوۃ میں قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

Marfat.com

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوکثیر یزید بن عبدالرحمٰن بن اذینۃ السحیمی الاعمی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ قسم بخدا اللہ تعالیٰ نے جس مومن کو پیدا کیا ہے اور وہ میرے متعلق سنتا ہے اور مجھے دیکھتا نہیں وہ مجھ سے محبت کرتا ہے' میں نے کہا اے ابوہریرہؓ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا' میری ماں مشرکہ عورت تھی اور میں اسے دعوتِ اسلام دیا کرتا تھا اور وہ میری بات نہیں مانتی تھی' ایک روز میں نے اسے دعوت دی تو اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسی باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا تھا' میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی ماں کو دعوتِ اسلام دیا کرتا تھا اور وہ میری بات نہیں مانتی تھی اور آج میں نے اسے دعوت دی ہے تو اس نے آپ کے بارے میں مجھے وہ باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے' آپ نے فرمایا اے اللہ ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے۔ میں دوڑتا ہوا باہر نکلا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کی دعا کے متعلق بشارت دوں جو آپ نے اس کے لیے کی ہے اور جب میں دروازے پر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بند ہے اور میں نے جھنکار سنی اور میں نے پاؤں پڑنے کی آواز بھی سنی اور وہ کہنے لگی اے ابوہریرہؓ تو جیسا ہے ویسا ہی رہ' پھر اس نے دروازہ کھولا اور اس نے جلدی جلدی اپنا دوپٹہ اوڑھا اور کہنے لگی اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و ان محمدًا عبدہ و رسولہ. اور میں جس طرح غم کے باعث روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تھا اسی طرح خوشی کے ساتھ روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ خوش ہو جائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی ہے' اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے دی ہے پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے اور میری ماں کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنا دے تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ! اس غلام اور اس کی ماں کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنا دے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے جس مومن کو بھی پیدا کیا ہے اور وہ میرے متعلق سنتا ہے اور مجھے نہیں دیکھتا یا میری ماں کو دیکھتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور مسلم نے اسے عکرمہ کی حدیث سے بحوالہ عمار اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ حدیث دلائل النبوۃ میں سے ہے' بلاشبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تمام لوگوں کے محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے اس لیے کہ اس نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی روایت سے بقیہ اقالیم کی جامع جوامع میں وہ حدیث بیان ہو جو خطبہ کے دوران خاموشی سے بات سننے کے بارے میں ہے اور امام منبر پر موجود ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور لوگوں کی آپ سے محبت ہے۔

اور ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے کہ سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحمید بن جعفر نے المقبری سے' نصریوں کے غلام سالم کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابوہریرہؓ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ محمد (ﷺ) صرف بشر ہے میں بھی انسانوں کی طرح غضب ناک ہو جاتا ہوں اور تو نے مجھ سے عہد کیا ہے جس کی تو ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرے گا کہ مسلمانوں کے جس شخص کو میں ایذا دوں یا برا بھلا کہوں یا کوڑے ماروں' تو اسے قیامت کے روز اپنے ہاں قرب کا باعث بنا دے' حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں' ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھے مارنے کے لیے درہ اٹھایا اور اس کے ساتھ آپ کا مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتا اس لیے کہ میں چاہتا تھا کہ میں مومن ہو جاؤں اور رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہو جائے'

Marfat.com

اور ابن ابی ذیب نے سعید المقبری سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں اور انہیں بھول جاتا ہوں آپؐ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ' میں نے اسے پھیلا دیا تو آپ نے فرمایا اسے اکٹھی کر لو' میں نے اسے اکٹھی کر لیا اس کے بعد میں کسی حدیث کو نہیں بھولا۔ اسے بخاریؒ نے روایت کیا ہے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سفیان نے زہری سے بحوالہ عبدالرحمٰن الاعرج ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ تم خیال کرتے ہو کہ ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے بکثرت احادیث بیان کرتا ہے اور خدا ہی وعدہ گاہ ہے میں ایک مسکین شخص تھا اور اپنے پیٹ سے بے فکر ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا اور مہاجرین بازاروں میں سودے میں مصروف رہتے تھے اور انصار اپنے اموال کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے تھے۔ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا' جو شخص میری بات ختم کرنے تک اپنی چادر پھیلائے رکھے گا پھر اسے سمیٹ لے گا وہ مجھ سے سنی ہوئی کسی بات کو ہرگز نہیں بھولے گا' پس میں نے اپنی چادر پھیلا دی' حتیٰ کہ آپؐ نے اپنی بات ختم کر لی پھر میں نے اسے سمیٹ لیا' پس اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کے بعد میں نے آپؐ سے جو کچھ سنا ہے اسے نہیں بھولا' اور ابن وہب نے اسے عن یونس عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے اور آپ سے اس کے اور طرق بھی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ بات آپ کی اس گفتگو سے خاص تھی کہ وہ اس سے کچھ نہیں بھولیں گے' اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ بعض احادیث کو بھول گئے تھے جیسا کہ صحیح میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے جب آپ اپنی حدیث لایورد ممرض علی مصح کے ساتھ حدیث لاعدوی ولاطیرۃ کو بھول گئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ یہ بات اس گفتگو اور دیگر باتوں کے متعلق عام تھی۔ واللہ اعلم

اور الدراوردی نے عن عمرو بن ابی عمرو عن سعید المقبری عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز کون شخص سب سے بڑھ کر آپ کی شفاعت سے شادکام ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: اے ابو ہریرہؓ میں نے لوگوں کے متعلق آپ کے شوق کو دیکھ کر خیال کیا کہ آپ سے پہلے اس بات کے متعلق کوئی شخص مجھ سے سوال نہیں کرے گا' بلاشبہ قیامت کے روز سب لوگوں سے بڑھ کر میری شفاعت سے شادکام ہونے والا وہ شخص ہوگا جو خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کہے گا' بخاری نے اسے عمرو بن ابی عمرو کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ابن ابی ذیب نے سعید المقبری سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو برتن یاد کیے ہیں ایک کو تو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا ہے اور اگر دوسرے کو میں پھیلاؤں تو یہ حلق کاٹ دیا جائے' بخاری نے اسے ابن ابی ذیب کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کئی لوگوں نے اسے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور جس برتن کو آپ ظاہر نہیں کرتے تھے وہ فتنوں' جنگوں اور لوگوں کے درمیان ہونے والے معرکوں اور قتال اور عنقریب واقع ہونے والے واقعات کا برتن تھا اگر آپؐ ان کے متعلق بتاتے تو بہت سے لوگ آپ کی تکذیب میں جلد بازی سے کام لیتے اور آپ کی سچی باتوں کو رد کر دیتے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم کو بتاؤں کہ تم اپنے امام کو قتل کرو گے اور باہم تلواروں سے جنگ کرو گے تو تم میری تصدیق نہ کرتے اور اس حدیث سے ہوس پرست' باطل بدعات اور فاسد اعمال والے لوگ تمسک کرتے ہیں اور اسے اس برتن کی طرف منسوب کرتے ہیں جسے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان نہیں کیا اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ جس بات پر قائم

Marfat.com

ہیں وہ اس برتن میں تھی جس کے متعلق حضرت ابوہریرہؓ نے نہیں بتایا اور ہر باطل پرست اپنے اقوال کے تضاد کے باوجود اسی بات کا ادعا کرتا ہے حالانکہ وہ سب جھوٹے ہیں' پس اگر حضرت ابوہریرہؓ نے اس کے متعلق نہیں بتایا تو آپ کے بعد اسے کس نے معلوم کیا ہے؟ اس پر صرف کچھ فتنوں اور جنگوں کا ذکر تھا جیسا کہ ان کے متعلق انہوں نے اور دیگر صحابہؓ نے بتایا ہے ان میں سے کچھ ہم بیان کر چکے ہیں اور کچھ ہم کتاب الفتن والملاحم میں عنقریب بیان کریں گے۔

اور حماد بن زید نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن عبید انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن الحکم کے کاتب ابوالزعیزعۃ نے ہم سے بیان کیا کہ مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر تخت کے پیچھے بٹھایا اور مروان سوال کرنے لگا اور میں اس کی طرف سے لکھنے لگا حتیٰ کہ سال کے سرے پر اس نے آپ کو بلایا اور پردے کے پیچھے آپ کو بٹھا دیا اور آپ سے اس تحریر کے متعلق دریافت کرنے لگا اور آپ نے اس میں کوئی کمی بیشی نہ کی اور نہ کوئی بات آگے پیچھے بیان کی' اور ابوبکر بن عیاش وغیرہ نے اعمش سے بحوالہ ابوصالح روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے سب سے زیادہ حفظ کرنے والے تھے اور ان سے افضل نہیں تھے اور ربیع نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام شافعی نے بیان کیا ہے' جن لوگوں نے حضرت ابوہریرہؓ کے زمانے میں احادیث روایت کی ہیں حضرت ابوہریرہؓ ان سے زیادہ حفظ کرنے والے تھے اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے بحوالہ مکحول ہم سے بیان کیا کہ ایک شب لوگوں نے باہم ایک دوسرے کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے خیموں میں سے ایک خیمے میں جمع ہونے کا وعدہ کیا پس وہ اس میں جمع ہوئے اور حضرت ابوہریرہؓ نے کھڑے ہو کر انہیں رسول اللہ ﷺ کی باتیں بتائیں حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور سفیان بن عیینہ نے عن معمر عن وہب بن منبہ عن اخیہ ہمام بن منبہ بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا' کوئی شخص مجھ سے بڑھ کر آپ سے حدیث روایت کرنے والا نہ تھا' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا اور ابوزرعہ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن زرعۃ الرعینی نے مجھ سے بیان کیا کہ مروان بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے اسماعیل بن عبداللہ سے بحوالہ السائب بن یزید ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیں ورنہ میں آپ کو ارض دوس سے ملا دوں گا نیز آپ نے حضرت کعب الاحبارؓ سے فرمایا آپ پہلے (زمانے) کے متعلق باتیں بیان کرنا چھوڑ دیں ورنہ میں آپ کو بندروں کی زمین سے ملا دوں گا' ابوزرعہ نے بیان کیا ہے اور میں نے ابومسہر کو بحوالہ سعید بن عبدالعزیز اسی قسم کی بات بیان کرتے سنا ہے اور اس نے اس کی سند بیان نہیں کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات اس امر پر محمول ہے کہ آپ کو ان احادیث کے متعلق خدشہ پیدا ہو گیا تھا جنہیں لوگ ان کے مقام پر نہیں رکھتے اور ان میں سے رخصت کی احادیث پر گفتگو کرتے ہیں اور جب کوئی شخص بکثرت احادیث بیان کرتا ہے تو بسا اوقات اس کی احادیث میں کچھ غلطی اور خطا ہو جاتی ہے تو لوگ اسے لے اڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ اور یہ بھی آیا ہے کہ ان کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کو حدیث بیان کرنے کی اجازت دے دی تھی' اور مسدد نے بیان کیا ہے کہ خالد الطحان نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ کے پاس

Marfat.com

میری بات پہنچی تو آپ نے میری طرف پیغام بھیجا اور فرمایا جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فلاں شخص کے گھر میں تھے تو تم بھی ہمارے ساتھ تھے؟ میں نے کہا' ہاں' اور مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ اس کے متعلق مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے آپ سے کیوں پوچھا ہے؟ میں نے کہا اس روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے گا۔ آپؓ نے فرمایا جاؤ اور جا کر حدیث بیان کرو۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد یعنی ابن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن کلیب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بیان کرتے سنا آپ اپنی حدیث کی ابتدا اس قول سے کرتے تھے کہ صادق مصدوق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ارادتاً مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے اور اس قسم کی حدیث ایک اور طریق سے بھی آپ سے روایت کی گئی ہے' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن ایوب نے بحوالہ محمد بن عجلان مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ میں احادیث بیان کرتا ہوں اگر میں انہیں حضرت عمرؓ کے زمانے میں یا حضرت عمرؓ کے پاس بیان کرتا تو میرا سر پھوڑ دیا جاتا' اور صالح بن ابی الاخضر نے زہری سے بحوالہ ابوسلمہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے''۔ کہنے کی سکت نہیں رکھتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ فوت ہو گئے۔ اور محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے کم روایت کرو' سوائے ان احادیث کے جن پر عمل کیا جاتا ہے' راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کیا میں تم سے یہ احادیث بیان کروں اور حضرت عمرؓ زندہ ہوں؟ خدا کی قسم اگر میں ایسا کرتا تو مجھے یقین ہے کوڑا میری پشت پر پڑتا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے قرآن سے اشغال کرو بلاشبہ یہ کلام الٰہی ہے اسی لیے جب آپ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف بھیجا تو آپ سے فرمایا' آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جن کی مساجد میں قرآن کی گونج شہد کی مکھیوں کی گونج کی طرح ہوتی ہے پس وہ جس حالت میں ہیں انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا اور انہیں احادیث میں مشغول نہ کرنا اور میں اس میں آپ کا شریک ہوں' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی ہے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ہشیم نے عن یعلیٰ بن عطاء عن الولید بن عبدالرحمٰن عن ابن عمرؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس سے گزرے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہے تھے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اسے ایک قیراط ملے گا اور اگر وہ اس کے دفن پر موجود رہے گا تو اسے دو قیراط ملیں گے۔ اور قیراط احد پہاڑ سے بڑا ہوتا ہے حضرت ابن عمرؓ نے آپ سے کہا اباھر' جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہے ہو اس پر غور کر لو تو حضرت ابو ہریرہؓ آپ کے پاس آ گئے۔ اور آپ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور آپ سے کہنے لگے۔ یا ام المومنین میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اسے ایک قیراط ملے گا اور اگر وہ اس کے دفن پر موجود رہے گا تو اسے دو قیراط ملیں گے۔ آپ نے فرمایا بے شک' تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا مجھے وادی میں پودے لگانا اور بازار میں سودے بازی کرنا رسول اللہ ﷺ سے غافل نہیں کرتا تھا اور میں رسول اللہ ﷺ سے

Marfat.com

وہ بات طلب کرتا تھا جو آپ مجھے سکھاتے تھے یا وہ لقمہ طلب کرتا تھا جو آپ مجھے کھلاتے تھے' حضرت ابن عمرؓ نے آپ سے کہا اسے ابا ہر! آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور آپ کی حدیث کو ہم سے زیادہ جانتے تھے' اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن نافع نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے جنازہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھا اور آپ جنازہ کے آگے چل رہے تھے اور آپ کے لیے بکثرت رحم کی دعا کر رہے تھے اور فرمار ہے تھے کہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو مسلمانوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو محفوظ رکھتے تھے' روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی بہت سی احادیث کی تفسیر کی ہے اور بعض میں آپ کو وہم ہوا ہے اور صحیح میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک ہی ساعت میں بکثرت احادیث بیان کرنے پر آپ کو ملامت کی ہے اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ بشر بن الولید الکندی نے ہم سے بیان کیا کہ اسحٰق بن سعد نے بحوالہ سعید ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا اے ابو ہریرہؓ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بکثرت احادیث بیان کی ہیں انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے سرمے دانی اور خضاب اس سے غافل نہیں کرتے لیکن میں نے دیکھا کہ میری حدیث نے آپ کو بکثرت احادیث بیان کرنے سے روک دیا ہے' آپ نے فرمایا شاید ایسا ہی ہو' اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم شامی نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ ابو رافع ہم سے بیان کیا کہ قریش کا ایک شخص اپنے لباس میں ناز و ادا کے ساتھ چلتا ہوا حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ رسول اللہ ﷺ سے بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں' کیا آپ نے میرے اس لباس کے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ کو کچھ بیان کرتے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا بلاشبہ تم ہمیں اذیت دیتے ہو اور اگر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے ﴿لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ﴾ مواخذہ نہ کیا ہوتا تو میں تم سے کوئی بات بیان نہ کرتا' میں نے حضرت ابوالقاسم کو بیان کرتے سنا ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص اپنے لباس میں ناز و ادا سے چل رہا تھا کہ اچانک اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ اس میں دھنستا چلا جائے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ وہ تیری قوم کا آدمی تھا یا تیرے قبیلے سے تھا۔ ابو لیلیٰ کو شک ہوا ہے۔ اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید نے بحوالہ ولید بن رباح مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو مروان سے کہتے سنا کہ خدا کی قسم تو والی نہیں ہے اور بلاشبہ والی کوئی اور ہے اسے چھوڑ دے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ تو ایسی بات میں دخل اندازی کر رہا ہے' جس سے تیرا کوئی واسطہ نہیں اور تیرا مقصد اس سے اس شخص کو راضی کرنا ہے جو تجھ سے غائب ہے۔ یعنی حضرت معاویہؓ کو روای بیان کرتا ہے مروان غصے ہو کر آپ کی طرف آیا اور کہنے لگا اے ابو ہریرہؓ لوگوں نے کہا ہے کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق بہت احادیث بیان کی ہیں حالانکہ تو رسول اللہ ﷺ سے تھوڑا عرصہ قبل آیا تھا حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا' ہاں میں آیا تو رسول اللہ ﷺ ۷ھ میں خیبر میں تھے اور میری عمر اس وقت تیس سال سے زیادہ تھی اور میں آپ کے ساتھ رہا حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور میں آپ کے ساتھ آپ کی بیویوں کے گھروں میں گھومتا تھا اور آپ کی خدمت کرتا تھا اور خدا کی قسم میں اس وقت غریب تھا اور میں آپ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور حج کرتا تھا اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ کرتا تھا اور خدا کی قسم میں لوگوں سے آپ کی حدیث کو زیادہ جانتا ہوں اور خدا کی قسم قریش اور انصار کے کچھ لوگ آپ کی صحبت

Marfat.com

اور آپ کی طرف ہجرت کرنے میں مجھ سے سبقت کر گئے تھے اور وہ میرے آپؐ کے ساتھ رہنے کو جانتے تھے اور وہ مجھ سے آپ کی حدیث کے بارے میں دریافت کرتے تھے ان میں سے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے' خدا کی قسم مدینہ کی کوئی حدیث اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا کوئی شخص اور جسے رسول اللہ ﷺ کے ہاں کوئی مقام حاصل تھا اور آپ کا ہر ساتھی مجھ سے پوشیدہ نہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے یار غار تھے وغیرہ وغیرہ' اور رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کرتے ہوئے اسے باہر نکال دیا۔ آپ نے یہ بات ابومروان الحکم بن العاص پر تعریض کرتے ہوئے کہی۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ابوعبدالملک اور اس کے اشباہ نے اس کے متعلق مجھ سے دریافت کیا بلاشبہ وہ میرے پاس اس کے متعلق بہت علم اور باتیں پاتے تھے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم اس کے بعد مروان ہمیشہ حضرت ابوہریرہؓ سے اجتناب کرتا رہا اور باوجود قدرت رکھنے کے آپ سے باز رہا اور آپ کے جواب سے خوف کھاتا رہا' اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے مروان سے کہا میں نے اپنی مرضی اور خوشی سے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے شدید محبت کی ہے اور تم گھر والے اور دعوت کی جگہ والے تھے' تم نے داعی کو اس کے علاقے سے نکال دیا اور تم نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اذیت دی اور تمہارا اسلام میرے اسلام سے تمہارے ناپسندیدہ وقت تک متاخر ہے' پس مروان کو آپ سے گفتگو کرنے پر شرمندگی ہوئی اور اس نے آپ سے اجتناب اختیار کیا۔

اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن معروف نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحٰق نے عمر یا عثمان بن عروہ سے اس کے باپ عروہ بن زبیر بن العوام کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ابوزبیر نے مجھے کہا کہ مجھے اس یمانی کے نزدیک کرو۔ یعنی ابوہریرہؓ کے بلاشبہ یہ رسول اللہ ﷺ سے بکثرت احادیث بیان کرتا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے انہیں آپ کے نزدیک کر دیا تو حضرت ابوہریرہؓ بیان کرنے لگے اور حضرت زبیرؓ کہنے لگے' اس نے سچ کہا ہے' جھوٹ کہا ہے' سچ کہا ہے جھوٹ کہا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا اے میرے باپ! آپ کا یہ قول' اس نے سچ کہا ہے' اس نے جھوٹ کہا ہے' کیا ہے؟ اس نے کہا اے میرے بیٹے رسول اللہ ﷺ سے ان کے احادیث سننے میں شک نہیں کرتا لیکن ان میں سے کچھ احادیث تو انہوں نے اپنے موقع کے مطابق بیان کی ہیں اور کچھ بے موقع بیان کی ہیں' اور علی بن المدینی نے عن وہب بن جریر عن ابیہ عن محمد بن اسحٰق عن محمد بن ابراہیم عن ابی الیسر بن ابی عامر بیان کیا ہے کہ میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ کے پاس تھا کہ اچانک ایک شخص نے آ کر کہا اے ابومحمد خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ یہ یمانی' رسول اللہ ﷺ کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہے یا رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہ باتیں بیان کرتا ہے جو اس نے نہیں سنیں یا آپ نے وہ بیان نہیں کیں؟ حضرت طلحہؓ نے کہا خدا کی قسم ہمیں اس میں کچھ شک نہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں اور اسے وہ باتیں معلوم ہیں جو ہمیں معلوم نہیں' ہم مال دار لوگ تھے اور گھروں اور اہل والے تھے اور ہم دن کے دونوں حصوں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تھے پھر واپس چلے جاتے تھے اور یہ ایک مسکین شخص تھا جو اہل و مال کے بغیر تھا اور اس کا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ جہاں چکر لگاتے تھے یہ بھی آپ کے ساتھ چکر لگاتا تھا اس ہم شک نہیں کرتے کہ اسے وہ کچھ معلوم ہے جو ہمیں معلوم نہیں اور اس نے وہ کچھ سنا ہے جو ہم نے نہیں سنا اور ترمذی نے بھی اسے اسی

Marfat.com

طرح روایت کیا ہے اور شعبہ نے اشعث بن سلیم سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوایوب کو حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے سنا کہ انہیں کہا گیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا بلاشبہ حضرت ابوہریرہؓ نے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں اور مجھے ان سے وہ بات روایت کرنا جو میں نے نہیں سنی' رسول اللہ ﷺ کی نسبت ان سے روایت کرنا زیادہ پسند ہے۔ اور مسلم بن حجاج نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے ہم سے بیان کیا کہ مروان دمشقی نے بحوالہ لیث بن سعد ہم سے بیان کیا کہ بکیر بن الاشج نے مجھ سے بیان کیا کہ بشر بن سعید نے ہمیں کہا کہ خدا سے ڈرو اور حدیث کو یاد کرو' خدا کی قسم ہم نے آپ کو حضرت ابوہریرہؓ کی ہم نشینی کرتے دیکھا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں اور ہم سے کعب الاحبار سے بیان کرتے ہیں پھر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہمارے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے بعض نے سنایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو حضرت کعبؓ سے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت کعبؓ کے قول کو رسول اللہ ﷺ کے قول کو حضرت کعبؓ سے بیان کر دیتے ہیں پس اللہ سے ڈرو اور حدیث کے بارے میں ہوشیار رہو۔

اور یزید بن ہارون نے بیان کیا ہے کہ میں نے شعبہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ تدلیس کرتے تھے۔ یعنی جو بات آپ نے حضرت کعبؓ سے اور رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوتی اسے روایت کرتے اور اس میں ایک دوسری سے امتیاز نہ کرتے۔ اسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔ اور شعبہ اس سے آپ کی اس حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ جس نے جنبی ہونے کی حالت میں صبح کی اس کا کوئی روزہ نہیں۔ اور جب اس کی تحقیق کی گئی تو آپ نے کہا مجھے کسی خبر دینے والے نے خبر دی ہے اور میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا' اور شریک نے مغیرہ سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ ہمارے اصحاب' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو چھوڑ دیتے تھے اور اعمش نے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے اور ثوری نے منصور سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں کچھ دیکھتے تھے اور آپ کی ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے' سوائے اس حدیث کے جس میں جنت و دوزخ کا حال بیان ہوتا یا عمل صالح کی ترغیب ہوتی یا قرآن کو چھپانے کی مناہی ہوتی اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بچاؤ کیا ہے اور ابراہیم نخعی کے اس قول کی تردید کی ہے اور جو بات ابراہیم نے کہی ہے وہی بات کوفیوں کے ایک گروہ نے بھی کہی ہے مگر جمہور ان کے خلاف ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو صدق' حفظ' دیانت' عبادت' زہادت اور عمل صالح میں بڑا مقام حاصل تھا' حماد بن زید نے عباس الجریری سے بحوالہ ابوعثمان النہدی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ تہائی شب قیام کرتے تھے اور ان کی بیوی تہائی شب قیام کرتی تھی اور ان کی بیٹی تہائی شب قیام کرتی تھی' آپ کھڑے ہوتے پھر اسے جگا دیتے اور صحیحین میں آپ سے روایت ہے کہ میرے خلیل نے مجھے ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنے اور چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت کی ہے اور ابن جریج نے اس سے جس نے آپ سے روایت کی ہے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں رات کے تین حصے کرتا ہوں ایک حصہ قرآن کریم کے لیے ہے ایک میں میں سوتا ہوں اور ایک میں میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو یاد کرتا ہوں۔

Marfat.com

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحٰق بن عثمان قرشی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوایوب نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسجد ان کی کوٹھڑی میں تھی اور ایک مسجد ان کے گھر میں تھی اور ایک مسجد ان کے حجرہ میں تھی اور ایک مسجد ان کے گھر کے دروازے پر تھی اور جب آپ باہر نکلتے تو اس میں سب نمازیں پڑھتے اور عکرمہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ ہر شب کو بارہ ہزار تسبیح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اپنی دیت کے برابر تسبیح کرتا ہوں اور ہیثم نے یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ میمون بن ابی میسرہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ ہر روز دو دفعہ آواز دیا کرتے تھے' دن کے پہلے حصے کی آواز میں فرماتے' رات گزر چکی ہے اور دن آ گیا ہے اور آل فرعون کو دوزخ پر پیش کیا گیا ہے اور جب شام ہوتی تو فرماتے' دن گزر چکا ہے اور رات آ گئی ہے اور آل فرعون کو آگ پر پیش کیا گیا ہے اور جب شام ہوتی تو فرماتے' دن گزر چکا ہے اور رات آ گئی ہے اور آل فرعون کو آگ پر پیش کیا گیا ہے اور جو شخص آپ کی آواز سنتا دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ بن عبیدہ نے زیاد بن ثوبان سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ فاجر کی آسودگی پر رشک نہ کرنا بلاشبہ اس کے پیچھے ایک تیز متلاشی لگا ہوا ہے' وہ جہنم ہے جب کبھی وہ بجھ جاتی ہے ہم ان کی آگ کی لپٹ میں اضافہ کر دیتے ہیں اور ابن لہیعہ نے ابویونس سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک روز لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو اپنی آواز کو بلند کر دیا اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے دین کو مایۂ انتظام بنایا ہے اور ابوہریرہؓ کو امام بنایا ہے حالانکہ اس سے قبل وہ اپنا پیٹ بھرنے اور اپنا پاؤں اٹھانے کے لیے ذخیرہ غزوان کا مزدور تھا' اور ابراہیم بن اسحٰق الحربی نے بیان کیا ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ سلیم بن حیان نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے سنا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور مسکینی کی حالت میں ہجرت کی اور میں اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کے چلانے کے لیے ذخیرہ غزوان کا مزدور تھا' جب وہ سوار ہوتے تو میں ان کے اونٹوں کو ہانکتا اور جب اترتے تو ایندھن اکٹھا کرتا پس اس خدا کی شکر ہے جس نے دین کو مایۂ انتظام اور ابوہریرہؓ کو امام بنایا ہے پھر فرماتے اے اہل اسلام قسم بخدا میری مزدوری ان کے ساتھ صرف ایک خشک ٹکڑا تھی اور تاریک غبار آلود رات میں سفر کرنا' پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ساتھ ملا دیا پس جب وہ سوار ہوتے تو میں بھی سوار ہوتا اور جب وہ خدمت کرتے تو میں بھی خدمت کرتا اور جب وہ اترتے تو میں بھی اتر پڑتا' اور ابراہیم بن یعقوب جوجانیؒ نے بیان کیا ہے کہ حجاج بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال ابن عبدالرحمٰن حنفی نے عطاء بن ابی میمونہ سے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ ہلال ابن عبدالرحمٰن حنفی نے عطاء بن ابی میمونہ سے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ علم کا ایک باب جسے ہم سیکھتے ہیں وہ ہمیں ایک ہزار نفل رکعات سے زیادہ محبوب ہے اور ایک باب کو ہم سکھاتے ہیں جس پر ہم نے عمل کیا ہے یا عمل نہیں کیا وہ ہمیں ایک سو نفل رکعت سے زیادہ محبوب ہے اور ایک باب کو ہم سکھاتے ہیں جس پر ہم نے عمل کیا ہے یا عمل نہیں کیا وہ ہمیں ایک سو نفل رکعت سے زیادہ محبوب ہے اور دونوں حضرات نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب طالب علم کو موت آئے اور وہ اسی حالت میں مر جائے تو وہ شہید ہے یہ حدیث اسی طریق سے غریب ہے اور کئی لوگوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ اپنے سجود میں زنا کرنے چوری کرنے یا کفر کرنے اور کبیرہ گناہ کرنے

Marfat.com

سے پناہ مانگا کرتے تھے' آپ سے دریافت کیا گیا' کیا آپ کو ان باتوں کا خدشہ ہے؟ آپ نے فرمایا' مجھے کون ان باتوں سے اطمینان دلا سکتا ہے جب کہ ابلیس زندہ ہے اور دلوں کا پھیرنے والا انہیں جیسے چاہے پھیر سکتا ہے؟ اور آپ کی بیٹی نے آپ سے کہا اے میرے باپ لڑکیاں مجھے ملامت کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ تیرا باپ تجھے سونے کے زیورات بنوا کر کیوں نہیں دیتا؟ آپ نے فرمایا اے بیٹی ان سے کہنا' میرا باپ شعلے کی گرمی سے ڈرتا ہے' اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس آیا اور آپ کے لیے ٹھہر گیا اور آپ نماز کے بعد تسبیح کر رہے تھے' میں نے آپ کا انتظار کیا اور جب آپ واپس ہوئے تو میں نے آپ کے نزدیک ہو کر کہا مجھے کتاب اللہ کی کچھ آیات پڑھا دیں اور میرا مقصد صرف کھانا تھا' آپ نے سورہ آل عمران کی کچھ آیات مجھے پڑھا دیں اور جب آپ اپنے اہل کے پاس آئے تو اندر داخل ہو گئے۔ اور مجھے دروازے پر چھوڑ گئے' میں نے کہا آپ اپنے کپڑے اتار کر میرے لیے کھانے کا حکم دیں گے مگر میں نے کوئی چیز نہ دیکھی اور جب دیر ہو گئی تو میں اٹھ کر چل پڑا تو رسول اللہ ﷺ مجھے مل گئے اور آپ نے مجھ سے گفتگو کی اور فرمایا اے ابو ہریرہؓ آج شب تیرے منہ کی بو بہت متغیر ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ایسا ہی ہے' میں دن بھر روزہ دار رہا ہوں اور ابھی میں نے افطاری نہیں کی اور میرے پاس افطاری کے لیے کوئی چیز موجود نہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا حتیٰ کہ آپ اپنے گھر آ گئے اور آپ نے اپنی ایک سیاہ فام لونڈی کو بلایا اور فرمایا یہ پیالہ ہمیں دو' وہ پیالہ ہمارے پاس لائی تو اس میں کھانے کی چکناہٹ تھی میں نے اسے جو خیال کیا جو کھائے جا چکے تھے اور پیالے کی اطراف میں ان کا تھوڑا سا حصہ لگا ہوا تھا پس میں نے بسم اللہ پڑھی اور ان کو تلاش کرنے لگا اور کھا کر سیر ہو گیا۔ اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے عن معمر عن ایوب عن محمد بن سیرین ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی بیٹی سے فرمایا' سونا نہ پہننا مجھے تمہارے بارے میں شعلے کی گرمی کا خوف ہے اور یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے کئی طرق سے مروی ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن سماک بن حرب عن ابی الربیع عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ یہ کوڑا کرکٹ تمہاری دنیا اور آخرت کو تباہ کرنے والا ہے۔ یعنی شہوات اور جو کچھ وہ کماتے ہیں۔ اور طبرانی نے ابن سیرین سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے آپ کو گورنر بنانے کے لیے بلایا تو آپ نے ان کا گورنر بننے سے انکار کر دیا' حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ گورنری کو پسند کرتے ہیں حالانکہ اس نے بھی گورنری کی ہے جو آپ سے بہتر تھا؟ یا فرمایا کہ اس نے بھی گورنری کا مطالبہ کیا ہے جو آپ سے بہتر تھا؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا' کس نے؟ آپ نے فرمایا یوسف علیہ السلام نے' حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا یوسفؑ نبی ہیں اور نبی کے بیٹے ہیں اور میں ابو ہریرہؓ بن امیمہ ہوں' میں دو تین باتوں سے ڈرتا ہوں' حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ نے پانچ باتیں نہیں کہی تھیں؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا' میں علم کے بغیر بات کرنے اور حلم کے بغیر فیصلہ کرنے سے ڈرتا ہوں اور یہ کہ میری پشت پر مار پڑے اور میرا مال چھن جائے اور میری عزت کو گالی گلوچ کیا جائے اور سعید بن ابی ہند نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا' کیا آپ مجھ سے ان غنائم کے متعلق سوال نہیں کریں گے جن کے متعلق آپ کے اصحاب نے سوال کیا ہے؟ میں نے کہا' میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سکھایا ہے اس سے مجھے بھی کچھ سکھا دیں' راوی بیان کرتا ہے آپ نے میری پشت سے چادر کھینچ کر اسے

Marfat.com

میرے اور اپنے درمیان پھیلا دیا گویا کہ میں اس پر جوؤں کو رینگتے دیکھ رہا ہوں' پس آپ نے مجھ سے بیان کیا حتیٰ کہ آپ نے اپنی بات کو مکمل کر لیا اور فرمایا اسے اکٹھی کر کے اس کی تھیلی بنالو' پس میری یہ حالت ہوگئی کہ آپ نے جو بات مجھ سے بیان کی اس کا ایک حرف بھی مجھ سے ساقط نہ ہوا اور ابوعثمان النہدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں مہینے کے آغاز میں تین روز روزہ رکھتا ہوں' پس اگر میرے ساتھ کوئی واقعہ ہو جائے تو مجھے ایک ماہ کا اجر ملے گا' اور حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ ابوعثمان النہدی بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے اور جب وہ اترے تو انہوں نے توشہ دان رکھ دیا اور آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ان کے ساتھ کھانا کھائیں' آپ نے فرمایا میں روزے سے ہوں اور جب وہ کھانے سے فارغ ہونے ہی والے تھے تو آپ نے آ کر کھانا شروع کر دیا' اور لوگ اپنے اس ایلچی کی طرف دیکھنے لگے جسے انہوں نے آپ کی طرف بھیجا تھا' اس نے ان سے کہا میں تمہیں اپنی طرف دیکھتے دیکھ رہا ہوں قسم بخدا آپ نے مجھے بتایا تھا کہ میں روزے سے ہوں' حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اس نے درست کہا ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے۔ ایک ماہ کے روزے' صبر کے روزے ہیں اور ہر ماہ تین دن کا روزہ رکھنا ہمیشہ کا روزہ رکھنا ہے' میں نے مہینے کے آغاز میں تین دن کا روزہ رکھ لیا ہے پس میں اللہ کی تخفیف کی خاطر افطار کرنے والا ہوں اور اللہ کی تضعیف کی خاطر روزہ رکھنے والا ہوں' اور امام احمدؒ نے روایت کی ہے کہ عبدالملک بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے ابوالمتوکل سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ جب آپ اور آپ کے اصحاب روزہ رکھتے تو مسجد میں بیٹھ جاتے اور کہتے ہم اپنے روزوں کو پاک کر رہے ہیں اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوعبیدہ حداد نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان الشمام ابوسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ فرقد السبخی نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے کہتے' میری ہلاکت میرے پیٹ کی وجہ سے ہے اگر میں اسے سیر کروں تو وہ مجھے برانگیختہ کر دیتا ہے اور اگر اسے بھوکا رکھوں تو وہ مجھے کمزور کر دیتا ہے' اور امام احمدؒ نے بحوالہ عکرمہ روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں ہر روز اللہ تعالیٰ کے حضور بارہ ہزار دفعہ توبہ واستغفار کرتا ہوں اور یہ میری دیت کے برابر ہے' اور عبداللہ بن احمد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ کے پاس ایک دھاگا تھا جس میں بارہ ہزار گرہیں تھیں آپ سونے سے قبل اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ہزار گرہ تھی اور آپ اس کے ساتھ تسبیح کیے بغیر سوتے نہ تھے اور یہ پہلی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رو پڑے' آپؓ سے دریافت کیا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمہاری اس دنیا میں نہیں روتا بلکہ میں اپنے سفر کی دوری اور اپنے زادِ کی کمی پر روتا ہوں اور میں جنت اور دوزخ کی ترائی چڑھائی میں ہوں مجھے معلوم نہیں کہ مجھے ان دونوں میں سے کس کی طرف پکڑ کر لے جایا جائے گا۔ اور قتیبہ بن سعید نے روایت کی ہے کہ الفرج بن فضالہ نے ابوسعید سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ جب تم اپنی مساجد کو نقش و نگار کرو گے اور اپنے مصاحف کو آراستہ کرو گے تو تم پر ہلاکت آئے گی۔ اور طبرانی نے معمر سے روایت کی ہے کہ مجھے حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ جب آپ کے پاس سے جنازہ گزرتا تو آپ فرماتے' وہ شام کو چلے گئے ہیں اور ہم صبح کو جانے والے ہیں یا فرماتے کہ وہ صبح کو چلے گئے ہیں اور ہم شام کو جانے والے ہیں' یہ ایک مؤثر نصیحت اور فوری بندھن ہے' پہلا چلا جائے گا اور دوسرا باقی رہے گا' اسے کوئی

Marfat.com

عقل نہیں ہے اور حافظ ابوبکر بن مالک نے بیان کیا کہ عبدالمومن بن عبداللہ السدوسی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابویزید المدینی کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر رسول اللہ ﷺ کے مقام سے نیچے کھڑے ہو کر عقبہ میں فرمایا' عربوں کے لیے اس شر میں ہلاکت ہے جو نزدیک آ گیا ہے اور بچوں کی امارت میں ان کے لیے ہلاکت ہے وہ ان کے بارے میں خواہش سے فیصلے کرتے ہیں اور غصے سے قتل کرتے ہیں۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ علی بن ثابت نے عن اسامہ بن زید عن ابی زیاد حضرت ابن عباسؓ کے غلام عن ابی ہریرہ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا میرے لیے پندرہ پھل تھے' پانچ سے میں نے افطاری کی اور پانچ سے سحری کھائی اور پانچ کو میں نے اپنے ناشتہ کے لیے باقی رکھا ہے' اور احمد نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل یعنی العبدی نے بحوالہ ابوالمتوکل ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک حبشی عورت تھی جس نے اپنے کام سے انہیں غمگین کر دیا' ایک روز آپ نے اس پر کوڑا اٹھایا' پھر فرمایا اگر قیامت کے روز قصاص نہ ہوتا تو میں تجھے اس سے مارتا' لیکن میں عنقریب تجھے اس کے پاس فروخت کر دوں گا جو مجھے تیری پوری قیمت دے گا' جا تو خدا کی خوشنودی کی خاطر آزاد ہے اور حماد بن سلمہ نے عن ایوب عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیمار ہو گئے تو میں آپ کی عیادت کے لیے آپ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے اللہ حضرت ابوہریرہؓ کو شفا دے' آپ نے فرمایا دوبارہ یہ بات نہ کہنا پھر کہنے لگے اے ابوسلمہ قریب ہے کہ لوگوں پر وہ زمانہ آئے کہ ان میں سے ایک کو موت' سرخ سونے سے بھی زیادہ محبوب ہو گی' اور عطاء نے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم چھ باتوں کو دیکھو تو اگر تم میں سے کسی کی جان اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اسے چھوڑ دے' اسی لیے میں اس خوف سے کہ وہ مجھے آنہ لے موت کی تمنا کرتا ہوں وہ چھ باتیں یہ ہیں' جب بیوقوفوں کو امیر بنایا جائے گا اور فیصلے کو فروخت کیا جائے گا اور خون کو معمولی سمجھا جائے گا اور رشتوں کو قطع کیا جائے گا اور پولیس کے سپاہی زیادہ ہو جائیں گے اور ایسی پود پروان چڑھے گی جو قرآن کو گیت بنا لے گی' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن الحارث بحوالہ یزید بن زیاد القرظی ہم سے بیان کیا کہ ثعلبہ بن ابی مالک القرظی نے اس سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ لکڑیوں کے دو گٹھے اٹھائے ہوئے بازار میں آئے۔ اور ان دنوں وہ مروان بن الحکم کی طرف سے امیر تھے۔ اور فرمایا اے ابن ابی مالک امیر کے لیے یہ وسیع ترین راستہ ہے' میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے یہ کافی ہے' آپ نے فرمایا امیر کے لیے وسیع ترین راستہ یہ ہے کہ اس کے سر پر گٹھا ہو۔

آپ کے فضائل و مناقب اور مواعظ اور خوبصورت گفتگوئیں بہت ہیں' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ نے خیبر کے سال اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور اس وقت کے سوا' جب آپؐ نے حضرت العلاء بن الحضرمیؓ کے ساتھ آپ کو بحرین کی طرف بھیجا آپ سے الگ نہیں ہوئے اور آپؐ نے انہیں وصیت کی اور حضرت العلاءؓ نے آپ کو مؤذن مقرر کر دیا اور حضرت ابوہریرہؓ نے انہیں کہا اے امیر آمین کہنے میں مجھ سے سبقت نہ کرنا اور حضرت عمر بن الخطابؓ نے بھی اپنے ایام امارت میں آپ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا اور جملہ عمال کے ساتھ آپ کو حصہ دیا' عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے ایوب سے بحوالہ ابن سیرین بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو بحرین کا گورنر بنایا تو آپ دس ہزار درہم لائے تو حضرت عمرؓ نے آپ سے

Marfat.com

فرمایا اے خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب کے دشمن تو نے ان اموال کو ترجیح دی ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا میں خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب کا دشمن نہیں بلکہ ان دونوں کے دشمن کا دشمن ہوں' آپ نے پوچھا تو نے یہ مال کہاں سے حاصل کیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا گھوڑوں نے بچے دیئے اور کچھ غلہ اور غلام میرے پاس تھے اور کچھ عطیات تھے جو مسلسل مجھے ملتے رہے' انہوں نے غور وفکر کیا تو آپ کو اپنے قول کے مطابق پایا۔ اور جب اس کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کو گورنر بنانے کے لیے بلایا تو آپ نے آپ کا گورنر بننے سے انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نے آپ سے فرمایا' آپ گورنری کو ناپسند کرتے ہیں حالانکہ اس نے اسے طلب کیا ہے جو آپ سے بہتر تھا؟ یوسف علیہ السلام نے اسے طلب کیا تھا' حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا بلاشبہ حضرت یوسفؑ نبی ابن نبی ابن نبی ہیں اور میں ابو ہریرہ بن امیمہ ہوں اور میں دو تین باتوں سے ڈرتا ہوں' حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ نے پانچ باتیں نہیں کہی تھیں؟ آپ نے فرمایا میں بغیر علم کے بات کرنے اور بغیر حلم کے فیصلہ کرنے سے ڈرتا ہوں اور یہ کہ میری پشت پر مارا جائے اور مال چھین لیا جائے اور میری عزت کو گالی گلوچ کیا جائے' اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے پہلی گورنری میں آپ کو بارہ ہزار تاوان ڈالا اس لیے آپ نے دوسری بار انکار کر دیا اور عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ محمد بن زیاد بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ حضرت ابو ہریرہؓ کو مدینہ کا گورنر بنا کر بھیجتے اور جب آپ سے ناراض ہو جاتے تو آپ کو معزول کر کے مروان بن الحکم کو گورنر بنا دیتے اور جب حضرت ابو ہریرہؓ مروان کے پاس آتے تو وہ آپ سے چھپ جاتا تو آپ مروان کو معزول کر کے حضرت ابو ہریرہؓ کو گورنر بنا دیتے' آپ نے اپنے غلام سے فرمایا' جو شخص بھی تیرے پاس آئے اسے واپس نہ کرنا اور مروان سے چھپ جاتا' پس جب مروان آیا تو غلام نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور وہ بڑی کوشش کے بعد داخل ہوا اور جب وہ اندر آیا تو کہنے لگا غلام نے ہمیں آپ سے روکا ہے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے اسے کہا بلاشبہ تو سب لوگوں سے بڑھ کر اس بات کا سزاوار ہے کہ تو اس سے ناراض نہ ہو اور مشہور یہ ہے کہ مروان وہ شخص ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ کو مدینہ کا نائب امیر مقرر کیا کرتا تھا لیکن وہ یہ حضرت معاویہؓ کی اجازت سے کرتا تھا۔ واللہ اعلم

اور حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ ابو رافع بیان کیا ہے کہ بسا اوقات مروان نے حضرت ابو ہریرہؓ کو مدینہ کا نائب مقرر کیا تو آپ گدھے پر سوار ہوتے اور کسی شخص سے ملتے تو فرماتے راستہ دو' امیر آ گیا ہے' اور آپ امیر ہونے کی حالت میں بچوں کے پاس سے گزرتے اور وہ رات کو دیہاتی عربوں کے کھیل' کھیل رہے ہوتے تو ان کو پتہ نہ چلتا اور آپ اپنے آپ کو ان کے درمیان گرا دیتے اور اپنے دونوں پاؤں سے مارتے گویا آپ مجنون ہیں اور اس سے آپ کا مقصد ان کو ہنسانا ہوتا تھا' پس بچے آپ سے ڈر جاتے اور آپ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر باہم ہنستے ہوئے بھاگ جاتے' ابو رافع نے بیان کیا ہے کہ کئی دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ رات کو مجھے اپنے کھانے پر بلاتے اور فرماتے' عراق کو امیر کے لیے چھوڑ دے۔ یعنی گوشت قطع کرنے کے لیے راوی بیان کرتا ہے میں دیکھتا تو وہ تیل کا ثرید ہوتا' اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن الحارث نے بحوالہ یزید بن زیاد القرظی مجھ سے بیان کیا کہ ثعلبہ بن ابی مالک نے اس سے بیان کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے بازار میں آئے اور اس وقت آپ مروان کے جانشین تھے اور فرمایا اے ابن ابی مالک یہ امیر کے لیے وسیع ترین راستہ ہے' میں نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے اسے پھینک دیجئے آپ نے فرمایا امیر کے لیے وسیع ترین راستہ یہ ہے کہ اس کے سر پر گٹھا ہو اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے اور اس قسم کی بات کسی طریق سے

Marfat.com

روایت ہوئی ہے اور مروان کے کاتب ابوالزعیزعۃ نے بیان کیا ہے کہ مروان نے ایک سو دینار حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس بھیجا اور جب دوسرا دن ہوا تو اس نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اور میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ میرا مقصد آپ کے سوا کسی اور کو دینا تھا' حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا' میں انہیں دے چکا ہوں اور جب میری عطا نکل جائے تو انہیں اس سے لے لے' آپ نے انہیں صدقہ کر دیا تھا۔ اور مروان نے آپ کی آزمائش کرنی چاہی تھی' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالاعلا بن عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے بحوالہ یحییٰ بن سعید بن مسیب ہم سے بیان کہ حضرت معاویہؓ جب حضرت ابو ہریرہؓ کو دیتے تو آپ خاموش رہتے اور جب عطاء کو روک لیتے تو آپ باتیں کرتے اور کئی لوگوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک نوجوان آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو ہریرہؓ میں نے صبح کو روزہ رکھا اور اپنے باپ کے پاس گیا تو وہ میرے پاس روٹی اور گوشت لایا اور میں نے بھول کر کھا لیا' آپ نے فرمایا یہ کھانا اللہ نے تجھے کھلایا ہے کوئی حرج نہیں' اس نے کہا پھر میں اپنے اہل کے گھر میں آیا تو میرے پاس اونٹنی کا دودھ لایا گیا اور میں نے اسے بھول کر پی لیا آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں' اس نے کہا پھر میں سو گیا پھر بیدار ہوا تو میں نے پانی پی لیا اور ایک روایت میں ہے میں نے بھول کر جماع کر لیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا اے میرے بھتیجے تو نے روزے سے تجاوز نہیں کیا' اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب جنازہ دیکھتے تو فرماتے وہ شام کو چلے گئے ہیں اور ہم صبح کو چلنے والے ہیں یا وہ صبح کو چلے گئے ہیں اور ہم شام کو چلنے والے ہیں' اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رو پڑے آپ سے دریافت کیا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' زاد کی قلت اور بیابان کی شدت پر' اور میں ایک ترائی کی گھاٹی پر ہوں یا تو جنت کی طرف جاؤں گا یا دوزخ کی طرف جاؤں گا' مجھے معلوم نہیں' میں ان دونوں میں سے کس کی طرف جاؤں گا۔

اور مالک نے بحوالہ سعید بن ابی سعید المقبری ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جس مرض میں وفات پائی اس میں مروان آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو ہریرہؓ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے' حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا اے اللہ میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں تو میری ملاقات کو پسند فرما' راوی بیان کرتا ہے ابھی مروان کپاس والوں کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ وفات پا گئے اور یعقوب بن سفیان نے عن دحیم عن ولید بن جابر عن عمیر بن ہانی بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' مجھے ساٹھ سال کا نہ پائے' راوی بیان کرتا ہے آپ ساٹھویں سال میں یا اس سے ایک سال پہلے وفات پا گئے اور اسی طرح واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۹ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ ہی نے رمضان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور شوال ۵۹ھ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی ہے پھر ان دونوں کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے اسی سال میں وفات پائی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد زندہ رہی ہیں اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۹ھ میں وفات پائی ہے اور بعض ۵۸ھ اور ۵۷ھ بھی بیان کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے ۵۹ھ میں وفات پائی ہے مؤرخین کا بیان ہے کہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نائب مدینہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور لوگوں میں حضرت ابن عمرؓ' حضرت ابو سعیدؓ اور بے شمار صحابہؓ اور دوسرے لوگ بھی موجود تھے اور یہ نماز عصر کے قریب کا واقعہ ہے اور آپ کی وفات آپ کے عقیق

Marfat.com

والے گھر میں ہوئی' پس آپ کو مدینہ لایا گیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی' پھر آپ کو بقیع میں دفن کر دیا گیا۔

اور ولید بن عتبہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی وفات کے بارے میں حضرت معاویہؓ کو لکھا تو حضرت معاویہؓ نے انہیں لکھا: ان کے وارثوں کی دیکھ بھال کرو اور ان سے حسن سلوک کرو' اور ان کی طرف دس ہزار درہم بھیج دو' اور ان کے اچھے پڑوسی بنو اور ان سے نیکی کرو' بلاشبہ حضرت ابوہریرہؓ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مددگاروں میں شامل تھے اور آپ الدار میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ تھے۔

۶۰ھ

اس سال میں مالک بن عبداللہ نے سوریہ شہر سے جنگ کی' واقدی کا بیان ہے کہ اس میں جنادہ بن امیہ جزیرہ روڈس میں داخل ہوا اور اسی میں حضرت معاویہؓ نے ان لوگوں کے وفد سے جو عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ دمشق آئے تھے' یزید کی بیعت لی' اور اسی میں رجب کے مہینے میں حضرت معاویہؓ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی جیسا کہ ابھی ہم اس کی وضاحت کریں گے۔ ابن جریر نے ابی مخنف کے طریق سے روایت کی ہے کہ عبدالملک بن نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور فرمایا اے میرے بیٹے میں نے تجھے سفر اور مردوں سے بے نیاز کر دیا ہے اور اشیاء کو تیرے لیے ہموار کر دیا ہے اور اعزاء کو تیرے لیے رام کر دیا ہے اور عربوں کی گردنوں کو تیرے لیے جھکا دیا ہے اور میں نے جس امر کی تیرے لیے بنیاد رکھی ہے اس کے متعلق مجھے چار آدمیوں کے متعلق تیرے ساتھ جھگڑا کرنے کا خوف ہے' حضرت حسین بن علی' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو سال قبل فوت ہو چکے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک ثقہ آدمی ہیں جنہیں عبادت نے جلا دیا ہے اور جب ان کے سوا کوئی شخص باقی نہیں رہے گا تو وہ تیری بیعت کر لیں گے اور حضرت حسینؓ کے پس پشت اہل عراق ہیں وہ انہیں تمہارے خلاف بغاوت کرائے بغیر نہ چھوڑیں گے' پس اگر وہ خروج کریں اور تو ان پر فتح پالے تو ان سے درگزر کرنا بلاشبہ ان کا رشتہ قریبی اور حق عظیم ہے اور حضرت ابن ابی بکرؓ ایسے شخص ہیں اگر انہوں نے دیکھا کہ ان کے اصحاب نے کچھ کیا ہے تو وہ بھی اسی طرح کریں گے' صرف عورتوں اور کھیل کے خواہش مند ہیں' اور وہ شخص جو تیرے لیے شیر کی طرح بیٹھے گا اور تجھے لومڑی کی طرح فریب دے گا اور جب اسے موقع ملے گا تو حملہ کرے گا وہ ابن زبیرؓ ہے' پس اگر وہ تجھ سے یہ فعل کرے اور تو اس پر قدرت پائے تو اس کا ایک ایک عضو الگ کر دینا۔

کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو یزید شکار میں مصروف تھا' حضرت معاویہؓ نے ضحاک بن قیس فہری جو آپ کی دمشق کی پولیس کا سپرنٹنڈنٹ تھا۔ اور مسلم بن عقبہ کو بلا کر انہیں وصیت کی کہ وہ یزید کو سلام پہنچا دیں اور اسے اہل حجاز کے متعلق کرتے ہوئے کہیں کہ اگر اہل عراق میں اس سے ہر روز عامل کے معزول کرنے اور عامل کے مقرر کرنے کا مطالبہ کریں تو وہ ایسا کرے اور تمہارے خلاف ایک لاکھ تلواروں کے سونتے جانے کی نسبت تجھے ایک شخص کا معزول کرنا زیادہ محبوب ہونا چاہیے اور یہ کہ وہ اہل شام کے ساتھ رہے اور انہیں اپنا مددگار بنائے' اور ان کے حق کو پہچانے اور میں ان کے متعلق قریش کے تین اشخاص حضرت حسنؓ' حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے سوا کسی سے خائف نہیں اور آپ نے حضرت

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو تو عبادت نے جلا دیا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ایک کمزور شخص ہیں اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان سے ان آدمیوں کے ذریعے بے نیاز کر دے گا جنہوں نے ان کے باپ کو قتل کیا ہے اور ان کے بھائی کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے بلاشبہ ان کا رشتہ قریبی اور حق عظیم ہے اور محمد ﷺ سے قرابت بھی ہے اور میرا خیال ہے کہ اہل عراق انہیں بغاوت کرائے بغیر چھوڑنے کے نہیں' پس اگر تو ان پر قابو پائے تو ان سے درگزر کرنا' بلاشبہ اگر میں ان کا مصاحب ہوتا تو انہیں معاف کر دیتا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکار اور کینہ پرور ہیں پس اگر وہ تمہارے سامنے آئیں تو سوائے اس کے کہ وہ تجھ سے صلح کا مطالبہ کریں ان کے مقابلہ میں نکلنا' اور اگر وہ صلح کریں تو ان کی بات قبول کرنا اور حتی المقدور اپنی قوم کے خون سے درگزر کرنا اور حضرت معاویہؓ کی وفات اس سال کے رجب کے شروع میں ہوئی' یہ قول ہشام بن الکلبی کا ہے اور بعض نے نصف رجب میں بیان کی ہے یہ قول واقدی کا ہے اور بعض نے ۲۲/ رجب بروز جمعرات بیان کی ہے یہ قول المدائنی کا ہے' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ سب کا اتفاق اس بات پر ہے کہ آپ نے اس سال کے رجب میں وفات پائی ہے اور آپ کی خود مختار حکومت کی مدت ۴۱ھ سے شروع ہوتی ہے جب حضرت حسن بن علیؓ نے اذرح مقام پر آپ کی بیعت کر لی اور یہ مدت انیس سال تین ماہ بنتی ہے اور آپ شام میں تقریباً بیس سال نائب رہے اور اس کے سوا بھی بیان کیا گیا ہے اور آپ کی عمر ۷۳ سال تھی اور بعض نے ۷۵ سال' بعض نے ۷۸ سال اور بعض نے ۸۵ سال بیان کی ہے' آپ کے حالات کے آخر میں بقیہ گفتگو بھی بیان ہو گی۔

ابوالحسن زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ ابوزحر بن حصین کے چچا نے اپنے دادا حمید بن منہب کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ الفاکہ بن مغیرہ مخزومی کے پاس تھی اور الفاکہ' قریش کے نوجوانوں میں سے تھا اور اس کا ایک مہمان خانہ تھا جس میں لوگ بلا اجازت اس کے پاس آتے تھے' ایک روز یہ گھر خالی ہوا تو الفاکہ لیٹ گیا اور دوپہر کے وقت ہند بھی اس میں موجود تھی پھر الفاکہ اپنے کسی کام کے لیے باہر نکل گیا اور ایک شخص جو اس کے پاس آیا جایا کرتا تھا آیا اور گھر میں داخل ہو گیا اور جب اس نے اس میں عورت کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا اور الفاکہ نے اسے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا' پس اس نے آ کر ہند کو' جو لیٹی ہوئی تھی' پنا پاؤں مار کر کہا' یہ شخص جو تمہارے پاس تھا کون تھا؟ اس نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی میں بیدار ہوئی ہوں حتیٰ کہ آپ نے مجھے بیدار کیا ہے' اس نے اسے کہا' اپنے باپ کے پاس چلی جا' اور لوگوں نے بھی اس کے متعلق باتیں کیں' اس کے باپ نے اسے کہا اے بیٹی' لوگوں نے تمہارے بارے میں بہت باتیں کی ہیں' مجھے اپنے حالات بتاؤ۔ پس اگر اس شخص نے تمہارے متعلق سچ کہا ہے تو میں خفیہ طور پر اس کی طرف آدمی بھیجتا ہوں جو اسے قتل کر دے گا۔ اور تیرے متعلق باتوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور اگر وہ جھوٹا ہے تو میں اسے یمن کے بعض کاہنوں کی طرف بلاتا ہوں' اس موقع پر ہند نے اپنے باپ کے سامنے وہ قسم کھائی جو وہ جاہلیت میں کھایا کرتے تھے کہ وہ اس کے متعلق جھوٹ بول رہا ہے عتبہ بن ربیعہ نے الفاکہ سے کہا اے تو نے میری بیٹی پر ایک بہت عظیم بات اور بڑی عار کا الزام لگایا ہے جسے پانی بھی نہیں دھو سکتا اور تو نے ہمیں عربوں میں ذلیل و رسوا کر دیا ہے اور اگر تو میرا قرابت دار نہ ہوتا تو

Marfat.com

میں تجھے قتل کر دیتا لیکن میں تجھے یمن کے کاہن کے پاس لے جاؤں گا۔ ❶

پس وہ مجھے یمن کے ایک کاہن کے پاس لے گیا اور الفاکہ اپنے اقارب بنی مخزوم کی ایک جماعت کے ساتھ اور عتبہ' بنو عبد مناف کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا' اور وہ ہند کو بھی ساتھ لے گئے اور اس کے ساتھ ان کے اقارب کی عورتیں بھی تھیں پھر وہ یمن کے ملک کی طرف روانہ ہو گئے اور جب وہ کاہن کے ملک کے نزدیک پہنچے تو کہنے لگے ہم کل کاہن کے پاس جائیں گے اور جب ہند نے یہ بات سنی تو اس کی حالت بدل گئی اور اس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور وہ رونے لگی' اس کے باپ نے اسے کہا اے بیٹی میں نے تیری بد حالی اور کثرت گریہ کو دیکھ لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اس مکروہ فعل کی وجہ سے ہے جس کا تو نے ارتکاب کیا ہے' یہ بات لوگوں میں ہمارے سفر کے مشہور ہونے اور پھیلنے سے قبل کیوں نہیں ہوئی' اس نے کہا اے میرے باپ' آپ جس حال میں مجھے دیکھ رہے ہیں یہ مجھ سے کسی مکروہ فعل کے سرزد ہونے کے باعث نہیں ہوا اور میں پاک ہوں لیکن آپ جس غم اور بد حالی کو دیکھ رہے ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ میں جانتی ہوں کہ آپ لوگ اس کاہن کے پاس جائیں گے اور وہ بشر ہے جو غلطی بھی کرتا ہے اور درست بات بھی کرتا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ میرے معاملے میں کچھ غلطی کر جائے جس کی عار ہمیشہ کے لیے رہے گی اور میں اس سے بھی مامون نہیں کہ وہ مجھے ایسا داغ لگائے جو عربوں میں میری بے عزتی کا باعث ہو' اس کے باپ نے اسے کہا' تو خوف نہ کر' قبل اس کے کہ وہ تیرے معاملے کے بارے میں گفتگو کرے میں اس کی آزمائش کر لوں گا پس اگر اس نے اس بات میں غلطی کی جس میں میں اس کی آزمائش کروں گا تو میں اسے تیرے معاملے میں بات نہیں کرنے دوں گا' پھر وہ لوگوں سے الگ ہو گیا۔ اور وہ ایک بچھڑے پر سوار تھا۔ حتیٰ کہ ایک ٹیلے کے پیچھے ان سے چھپ گیا پس وہ اپنے گھوڑے سے اترا پھر اس نے اس کے لیے سیٹی بجائی حتیٰ کہ اس نے لٹکا دیا' پھر اس نے گندم کا ایک دانہ لے کر اسے بچھڑے کے پیشاب کے سوراخ میں داخل کر کے اس پر تسمہ باندھ دیا اور اس کے بندھن کو مضبوط کر دیا پھر اس نے اس کے لیے سیٹی بجائی حتیٰ کہ اس کے پیشاب کا سوراخ اکٹھا ہو گیا پھر وہ لوگوں کے پاس آ گیا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ قضائے حاجت کے لیے گیا تھا پھر وہ کاہن کے پاس آیا اور جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے ان کا اکرام کیا اور ان کے لیے جانور ذبح کیا' عتبہ نے اسے کہا ہم ایک بات کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں اور میں اس کے متعلق آپ کو بات نہیں کرنے دوں گا جب تک آپ یہ واضح نہ کریں کہ میں نے آپ کے لیے کیا چھپایا ہے' میں نے آپ کے لیے ایک چیز چھپائی ہے دیکھئے وہ کیا ہے اور اس کے متعلق ہمیں بتائیے' کاہن نے کہا' پل جیسی چیز میں پھل ہے' اس نے کہا میں اس سے زیادہ وضاحت کا خواہاں ہوں اس نے کہا تو نے بچھڑے کے پیشاب کے سوراخ میں گندم کا دانہ چھپایا ہے اس نے کہا آپ نے درست کہا ہے اب اس بات کو لیجیے جس کے لیے ہم آپ کے پاس آئے ہیں' ان عورتوں کے معاملے میں غور کیجیے پس اس نے عورتوں کو اپنے پیچھے بٹھا دیا اور ہند بھی ان کے ساتھ تھی جسے وہ پہچانتا نہیں تھا پھر وہ ان میں سے ایک ایک کے نزدیک ہوتا اور اس کے کندھے پر مارتا اور اسے بری قرار دیتا اور کہتا کھڑی ہو جا حتیٰ کہ وہ ہند کے نزدیک ہوا اور اس نے اس کے کندھے پر مار کر کہا پاک دامن' سنجیدہ کھڑی ہو جا۔

❶ یہاں عبارت میں کچھ غلطی رہ گئی ہے۔

Marfat.com

بچہ اور زانیہ نہیں ہے اور تو ضرور ایک بادشاہ کو جنم دے گی جسے معاویہؓ کہا جائے گا' پس الفاکہ اچھل کر اس کے پاس گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا پس اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچ لیا اور اسے کہنے لگی مجھ سے پرے ہو جا' خدا کی قسم میرے اور تیرے سر کو کوئی تکیہ اکٹھا نہیں کرے گا۔ خدا کی قسم میری خواہش ہے کہ وہ بادشاہ تیرے سوا کسی اور شخص سے ہو' پس ابوسفیان بن حرب نے اس سے نکاح کر لیا اور اس سے یہ حضرت معاویہؓ پیدا ہوئے' اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے باپ نے الفاکہ سے یہ بات کہی تھی۔ واللہ سبحانہ اعلم

حضرت معاویہؓ کے حالات اور آپ کے دور کا کچھ تذکرہ اور آپ کے فضائل و مناقب:

آپ معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی الاموی' ابوعبدالرحمٰن' مومنین کے ماموں' اور رب العالمین کے رسول کے کاتب وحی ہیں اور آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہے۔ حضرت معاویہؓ فتح کے سال مسلمان ہوئے اور آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں یوم القضیہ کو مسلمان ہوا لیکن میں نے اپنے باپ سے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا' پھر اسے اس بات کا علم ہوا تو اس نے مجھے کہا' یہ تیرا بھائی یزید تجھ سے بہتر ہے جو اپنی قوم کے دین پر ہے میں نے اسے کہا میرے نفس نے کوشش میں کوتاہی نہیں کی' حضرت معاویہؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء میں میرے پاس مکہ آئے اور میں آپ کا مصدق تھا پھر جب آپ فتح کے سال آئے تو میں نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا اور میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے خوش آمدید کہا اور میں نے آپ کی کتابت کی' واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین میں شامل ہوئے اور آپ نے انہیں ایک سو اونٹ اور چالیس سنہری اوقیے [1] دیئے' جن کا وزن حضرت بلالؓ نے کیا اور آپ نے یمامہ میں بھی شمولیت کی اور بعض کا خیال ہے کہ آپ نے ہی مسیلمہ کو قتل کیا ہے' اسے ابن عساکر نے بیان ہے' اس کے قتل میں آپ کی شراکت ہو سکتی ہے اسے حضرت وحشیؓ نے نیزہ مارا تھا اور حضرت ابودجانہ سماکؓ بن خرشہ نے اسے تلوار سے ڈھانپ لیا تھا اور آپ کا باپ قریش کے سادات میں سے تھا اور معرکہ بدر کے بعد وہ یکتا سردار تھا پھر جب اس نے اسلام قبول کیا تو اس کے بعد وہ حسن اسلام سے آراستہ ہو گیا اور معرکہ یرموک اور اس سے پہلے اور اس کے بعد اس نے قابل تعریف کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور حضرت معاویہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے سامنے کاتبوں کے ساتھ وحی کو لکھا اور صحیحین اور دیگر سنن و مسانید میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے صحابہؓ اور تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے' ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ دراز قد' سفید رنگ اور خوب صورت تھے' آپ جب مسکراتے تو آپ کا بالائی ہونٹ الٹ جاتا اور آپ بالوں کو رنگ دیا کرتے تھے' محمد بن یزید ازدیؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابومسہر نے سعید بن عبدالعزیز سے بحوالہ ابوعبد رب مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو اپنی داڑھی کو زرد رنگ دیتے دیکھا گویا وہ سونا ہے' اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ سفید رنگ' دراز قد تھے اور آپ کے سر کے دونوں جانب سے بال گر گئے تھے آپ کا سر اور داڑھی سفید تھی اور آپ دونوں کو مہندی اور وسمہ سے رنگتے تھے اور آخری عمر میں آپ کو لوقہ کا مرض ہو گیا تھا اور آپ اپنے چہرے کو چھپائے رکھتے تھے

[1] اوقیہ نصف رطل کا چھٹا حصہ جو چوتھائی چھٹانک ہوتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

اور کہتے تھے اللہ اس بندے پر رحم کرے جو میرے لیے صحت کی دعا کرتا ہے' میں نے اپنے اچھے کاموں میں اور جو کچھ مجھ سے ظاہر ہوتا ہے اس میں زیادتی کی ہے اور اگر یزید کے بارے میں میری خواہش نہ ہوتی تو میں اپنی راست روی کو دیکھ لیتا۔ آپ لوگوں میں حلیم باوقار رئیس' سردار' کریم' عادل' اور تیز فہم تھے' المدائنی نے بحوالہ صالح بن کیسان بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کو چھٹپنے میں ایک عرب قیافہ شناس نے دیکھا تو کہنے لگا میرا خیال ہے کہ یہ بچہ عنقریب اپنی قوم کی سیادت کرے گا اور ہند کہنے لگی اور اگر یہ اپنی ہی قوم کی سیادت نہ کرے تو اس کی ماں اسے کھودے' اور حضرت امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے ہند کو مکہ میں دیکھا گویا اس کا چہرہ' چاند کا ٹکڑا ہے' اور اس کے سرین بیٹھے ہوئے شخص کی طرح ہیں اور اس کے ساتھ ایک بچہ کھیل رہا ہے پس ایک شخص گذرا اور اس نے اس بچے کی طرف دیکھ کر کہا اگر یہ بچہ زندہ رہا تو میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ضرور اپنی قوم کا سردار بنے گا' ہند کہنے لگی' اگر یہ اپنی قوم کا سردار نہ بنے تو اللہ اسے موت دے دے۔ اور وہ بچہ معاویہ بن ابی سفیان تھا۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف نے ہمیں بتایا کہ ایک روز حضرت ابوسفیانؓ نے حضرت معاویہؓ کی طرف دیکھا جب کہ وہ بچے ہی تھے تو ہند سے کہنے لگے بلاشبہ میرا یہ بیٹا بڑے سر والا ہے اور یہ اپنی قوم کا سردار بننے کے لائق ہے' ہند کہنے لگی فقط اپنی قوم کا' اگر یہ تمام عربوں کا سردار نہ بنے تو اس کی ماں اسے کھودے اور ہند چھوٹی عمر میں آپ کو اٹھائے ہوئے کہتی تھی۔

''بلاشبہ میرا بیٹا خاندانی اور کریم ہے اور اپنے اہل میں پسندیدہ اور حلیم ہے' وہ فحش گو اور کمینہ نہیں اور نہ ہی اکتانے والا اور تنگ پڑنے والا ہے وہ صخر بنی فہر کا سردار ہے اور وہ ظن کے خلاف نہیں کرتا اور نہ ناکام ہوتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے جب حضرت عمرؓ نے یزید بن ابی سفیان کو شام کے علاقے کا امیر بنایا تو حضرت معاویہؓ اُن کے پاس گئے اور ابوسفیان نے ہند سے کہا تو نے دیکھا کہ تیرا بیٹا کس طرح میرے بیٹے کا تابع بن گیا ہے؟ وہ کہنے لگی اگر عربوں کے سواروں نے حرکت کی تو عنقریب تجھے پتہ چل جائے گا کہ تمہارے بیٹے کو میرے بیٹے سے کیا نسبت ہے اور جب حضرت یزید بن ابی سفیان چودہ پندرہ ہجری میں فوت ہو گئے اور ایلچی ان کی موت کی خبر لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو اپنے بھائی یزید کی جگہ والی بنا کر ایلچی کو شام واپس کر دیا پھر حضرت ابوسفیانؓ سے ان کے بیٹے یزید کے بارے میں تعزیت کی' انہوں نے پوچھا یا امیر المومنین اس کی جگہ آپ نے کس کو امیر بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے بھائی معاویہ کو' ابوسفیان نے کہا یا امیر المومنین آپ نے صلہ رحمی کی ہے اور ہند نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا:

''اے میرے بیٹے خدا کی قسم کوئی شریف زادی کم ہی تیرے جیسا بچہ جنے گی اور بلاشبہ اس شخص نے مجھے اس کام کے لیے کھڑا کیا ہے پس تو پسند و ناپسند میں اس کی اطاعت کر''۔

اور آپ کے باپ نے آپ سے کہا:

''اے میرے بیٹے مہاجرین کے اس گروہ نے ہم سے سبقت کی ہے اور ہم پیچھے رہ گئے ہیں پس ان کی سبقت اور اقدمیت نے انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہاں بلند مقام دے دیا ہے اور ہماری تاخیر نے ہم کو چھوٹا کر دیا ہے پس وہ

Marfat.com

قائد اور سردار بن گئے ہیں اور ہم اتباع بن گئے ہیں۔ اور انھوں نے تمہارے سپرد بڑا کام کیا ہے پس ان کی مخالفت نہ کرنا، تو ایک غایت کی طرف جا رہا ہے اگر تو نے اسے حاصل کر لیا تو تو اسے اپنی اولاد کو دے گا''۔

پس حضرت معاویہؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی حکومت کے دور میں مسلسل شام کے نائب رہے اور آپ نے ۲۳ھ میں جزیرہ قبرص کو فتح کیا اور مسلمانوں نے آپ کے دور حکومت میں تقریباً ۶۰ھ میں وہاں سکونت اختیار کی اور آپ کے بعد بھی وہاں سکونت کی اور آپ کے دور میں بلاد روم و فرنگ کے ساتھ مسلسل جہاد ہوتا رہا اور فتوحات ہوتی رہیں اور جب آپ کا اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہوا تو ان ایام میں کلیتہً کوئی فتح نہیں ہوئی نہ آپ کے ہاتھوں پر اور نہ حضرت علیؓ کے ہاتھوں پر، اور جب شاہِ روم کو ڈرایا اور ذلیل کیا اور اس کی فوجوں کو دبایا تو اس کے بعد اس نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں لالچ کیا اور جب شاہِ روم نے حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کے ساتھ مصروف پیکار پایا تو وہ عظیم فوجوں کے ساتھ ملک کے بعض حصوں کے قریب آ گیا اور ان میں دلچسپی لینے لگا تو حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا:

''خدا کی قسم اگر تو باز نہ آیا اور اے لعین تو اپنے ملک کو واپس نہ گیا تو میں اور میرا عم زاد تیرے برخلاف مصالحت کر لیں گے اور میں تجھے تیرے تمام ملک سے باہر نکال دوں گا اور زمین کو باوجود فراخی کے تجھ پر تنگ کر دوں گا''۔

اس موقع پر شاہ روم خوفزدہ ہو کر واپس چلا گیا اور مصالحت کا طلب گار بن کر پیغام بھیجا' پھر تحکیم کا معاملہ ہوا اور بعد ازاں یہ معاملہ آپ کے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ صلح کرنے کے وقت تک اسی طرح رہا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' پس حضرت معاویہؓ پر اتفاق ہو گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں' رعایا نے ۴۱ھ میں آپ کی بیعت پر اتفاق کر لیا اور آپ اس مدت میں اس سال تک جس میں آپ کی وفات ہوئی بااختیار امیر رہے اور دشمن کے ممالک سے جہاد قائم رہا اور خدا کا بول بالا رہا اور زمین کی اطراف سے غنائم آپ کے پاس آتی رہیں اور مسلمان راحت و عدل اور عفو و درگزر کے ساتھ آپ کے ساتھ رہے۔

اور صحیح مسلم میں عکرمہ بن عمار کے طریق سے ابی زمیل سماک بن ولید سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تین باتیں عطا فرمائیں آپ نے فرمایا بہت اچھا' ابوسفیان نے کہا مجھے امیر بنا دیجیے تا کہ میں کفار سے اس طرح جنگ کروں جیسے میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتا تھا آپ نے فرمایا بہت اچھا' اس نے کہا معاویہ کو اپنا کاتب بنا لیجیے آپ نے فرمایا بہت اچھا اور تیسری بات اس نے یہ بیان کی کہ اس کی خواہش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دوسری بیٹی عزۃ بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیں اور اس بارے میں اس نے اس کی بہن حضرت ام حبیبہؓ سے بھی مدد طلب کی' آپ نے فرمایا یہ بات میرے لیے جائز نہیں اور ہم نے ایک الگ جلد میں اس پر گفتگو کی ہے اور ائمہ کے اقوال اور انہوں نے ابوسفیان کی طرف سے جو عذر بیان کیا ہے اس کا بھی ذکر کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت معاویہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبان وحی میں سے تھے اور امام احمدؒ، امام مسلمؒ، اور امام حاکمؒ نے اپنے مستدرک میں ابوعوانہ الوضاح ابن عبداللہ الیشکری کے طریق سے ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں نے کہا کہ آپ میری

Marfat.com

طرف ہی آئے ہیں' پس میں دروازے میں چھپ گیا آپؐ نے میرے پاس آ کر مجھے ایک یا دو علامات لگائیں پھر فرمایا جاؤ اور معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آپ کاتب وحی تھے آپ بیان کرتے ہیں میں نے جا کر آپ کو بلایا تو بتایا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں میں نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں' آپ نے فرمایا جاؤ اور انہیں بلاؤ' میں دوسری بار گیا تو بتایا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ میں نے آپ کو اس کی اطلاع کر دی تو آپ نے تیسری بار فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ سیر نہیں ہوئے اور حضرت معاویہؓ نے اپنی دنیا اور آخرت میں اس دعا سے فائدہ اٹھایا ہے' دنیا میں اس طرح کہ جب آپ شام کے امیر ہو گئے تو آپ دن میں سات بار کھانا کھاتے تھے' جسے ایک پیالے میں لایا جاتا تھا' جس میں بہت سا گوشت اور پیاز ہوتا تھا اور آپ اس میں سے کھاتے تھے' اور آپ دن میں سات بار گوشت کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور حلوہ اور بہت سے پھل بھی کھاتے تھے اور کہتے تھے خدا کی قسم میں سیر نہیں ہوا البتہ تھک گیا ہوں اور یہ ایک نعمت اور معدہ ہے جس میں سب بادشاہ رغبت رکھتے ہیں اور آخرت میں اس طرح فائدہ اٹھایا کہ مسلمؒ نے اس حدیث کا ایک اور حدیث سے پیچھا کیا ہے جسے بخاری وغیرہ نے کئی طریق سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے اللہ میں ایک بشر ہوں پس جس بندے کو میں نے برا بھلا کہا ہے یا اسے کوڑے مارے ہیں یا اس پر بددعا کی ہے اور وہ اس کا مستحق نہ تھا تو تو اسے کفارہ اور قربت بنا دے جس سے وہ قیامت کے روز تیرا قرب حاصل کرے' پس مسلمؒ نے پہلی حدیث اور اس حدیث سے حضرت معاویہؓ کی فضیلت بیان کی ہے اور اس کے علاوہ انھوں نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔

اور مسیب بن واضح نے عن ابی اسحٰق الفزاری عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس بیان کیا ہے کہ حضرت جبریلؑ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ معاویہ کو سلام کہیے اور انہیں بھلائی کی وصیت کیجیے' بلاشبہ وہ کتاب اور وحی پر اللہ کے امین ہیں اور بہت اچھے امین ہیں۔ پھر ابن عساکر نے اسے ایک اور طریق سے بحوالہ عبدالملک بن ابی سلیمان بیان کیا ہے پھر اسے حضرت علیؓ اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی روایت سے اسی طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو اپنا کاتب بنانے کے لیے حضرت جبریلؑ سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا' انھیں کاتب بنا لیجیے بلاشبہ وہ امین ہیں' لیکن ان دونوں کی طرف اسانید میں غرابت پائی جاتی ہے' پھر ابن عساکر نے حضرت علیؓ اور دیگر لوگوں سے اس بارے میں بہت سے غرائب بیان کیے ہیں۔

اور ابوعوانہ نے عن سلیمان عن عمرو بن مرۃ عن عبداللہ بن الحارث عن زہیر بن الاقمر الزبیدی عن عبداللہ بن عمرو بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ' حضرت نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے اور ابوالقاسم طبرانی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن محمد صیدلانی نے ہم سے بیان کیا کہ السری نے بحوالہ عاصم ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر نے (اپنے باپ ہشام بن عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ام حبیبہؓ کے ہاں حضرت نبی کریم ﷺ کی باری تھی تو ایک کھٹکھٹانے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا' حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا' دیکھو کون ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت معاویہؓ ہیں' آپؐ نے فرمایا انھیں اجازت دو' آپ اندر آئے تو آپ کے کان میں قلم تھا جس سے آپ لکھتے تھے آپؐ نے پوچھا اے معاویہ آپ کے کان پر یہ قلم کیا ہے؟ آپ نے

Marfat.com

جواب دیا میں نے اس قلم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لیے تیار کیا ہے' آپؐ نے انھیں فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے' خدا کی قسم میں نے وحی الٰہی سے آپ کو کاتب مقرر کیا ہے اور میں ہر چھوٹا بڑا کام وحی الٰہی سے کرتا ہوں' اگر اللہ تعالیٰ تجھے قمیص یعنی خلافت پہنائے تو تیرا کیا حال ہوگا' پس حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گئیں اور پوچھنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ انہیں قمیص پہنانے والا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں' لیکن اس میں مصیبت پائی جاتی ہے' حضرت ام حبیبہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کے لیے اللہ سے دعا کیجیے' آپ نے فرمایا اے اللہ ہدایت سے ان کی راہنمائی فرما اور انھیں ہلاکت سے بچا اور انھیں دنیا اور آخرت میں بخش دے۔

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ السری اس حدیث کے بیان کرنے میں عن عاصم بن عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر عن ہشام متفرد ہے اور ابن عساکر نے اس کے بعد بہت سی موضوع احادیث بیان کی ہیں اور یہ ایک تعجب انگیز بات ہے کہ وہ اپنے حفظ و اطلاع کے باوجود اس کے متعلق اور اس کی نکارت اور اس کے رجال کے ضعف پر کیسے مطلع نہیں ہو سکے' واللہ الموفق للصواب. اور ہم نے حضرت ابوہریرہ' حضرت انس' اور حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہم کے طریق سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ امین تین ہیں' جبریل' میں اور معاویہ' اور یہ اپنے جمیع وجوہ سے صحیح نہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ امین سات ہیں' قلم' لوح' اسرافیل' میکائیل' جبریل علیہ السلام' میں اور معاویہ اور یہ پہلی احادیث سے بھی زیادہ منکر اور اسناد کے لحاظ سے زیادہ ضعیف ہے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے عن معاویہ یعنی ابی صالح عن یونس بن سیف عن الحارث بن زیاد عن ابی رہم عن العرباض بن ساریہ سلمی ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ رمضان میں ہمیں سحری کی طرف بلاتے سنا کہ صبح کے بابرکت کھانے کی طرف آؤ' پھر میں نے آپ کو فرماتے سنا۔ اے اللہ معاویہ کو حساب و کتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔

احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابن جریر نے اسے ابن مہدی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے اسد بن موسیٰ بشر بن السری اور عبدالرحمٰن بن صالح نے معاویہ بن صالح سے اس جیسے اسناد سے روایت کیا ہے اور بشر بن السری کی روایت میں ہے کہ اسے جنت میں داخل کر اور ابن عدی وغیرہ نے اسے عثمان بن عبدالرحمٰن الجمحی کی حدیث سے عطاء سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ معاویہ کو حساب و کتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔ اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن حرب اور حسین بن موسیٰ الاشیب نے ہم سے بیان کیا کہ ابو ہلال محمد بن سلیم نے ہم سے بیان کیا کہ جبلہ بن عطیہ نے بحوالہ مسلمہ بن مخلد ہم سے بیان کیا اور اشیب نے بیان کیا ہے کہ ابو ہلال نے بیان کیا یا کسی شخص سے بحوالہ مسلمہ بن مخلد بیان کیا اور سلیمان بن حرب نے بیان کیا ہے کہ مسلمہ نے کسی شخص کے حوالہ سے اس سے بیان کیا کہ اس نے حضرت معاویہؓ کو کھانا کھاتے دیکھا تو اس نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے کہا بلاشبہ تیرا یہ عم زاد بہت کھانے والا ہے۔ انہوں نے کہا میں تجھ سے یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ اے اللہ اسے کتاب سکھا اور اسے شہروں میں مختار بنا اور اسے عذاب سے بچا۔ اور کئی تابعین نے اسے مرسل قرار دیا ہے جن میں زہری' عروہ بن رویم' جریر بن عثمان الرجبی الحمصی اور یونس بن میسرہ بن حلبس شامل ہیں اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ ابو زرعہ اور احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ جو دمشق کے باشندے ہیں نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ابومسہر

Marfat.com

نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے ربیعہ بن یزید سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ مزنی جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا اے اللہ اسے حساب وکتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔ ابن عساکر نے بیان کیا ہے یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس اسناد سے العرباض متقدم الذکر حدیث محفوظ ہے پھر انہوں نے طبرانی کے طریق سے عن ابی زرعہ عن ابی مسہر عن سعید بن ربیعہ عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ مزنی بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت معاویہؓ سے کہتے سنا اے اللہ اسے ہادی' مہدی بنا دے اور اسے ہدایت دے اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ علی بن بحر نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے عن ربیعہ بن یزید عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا اور فرمایا اے اللہ اسے ہادی' مہدی بنا دے اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔ اور ایسے ہی ترمذی نے اسے عن محمد بن یحییٰ عن ابی مسہر عن سعید بن عبدالعزیز روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ حسن غریب ہے' اور عمر بن عبدالواحد اور محمد بن سلیمان حرانی نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح ولید بن مسلم اور ابومسہر نے اسے عن سعید عن ربیعہ بن یزید عن عبدالرحمٰن بن عمیرہ روایت کیا ہے' اور محمد بن المصفی نے اسے عن مروان بن محمد الطاہری عن سعید بن عبدالعزیز عن ربیعہ بن یزید عن ابی ادریس عن ابن ابی عمیرہ روایت کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لیے دعا کی اور فرمایا اے اللہ اسے علم سکھا اور اسے ہادی' مہدی بنا اور اسے ہدایت دے اور اس کے ذریعے ہدایت دے اور سلمہ بن شبیب اور صفوان بن صالح اور عیسیٰ بن ہلال اور ابوالازہر نے اسے مروان الطاہری سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کے اسناد میں ابوادریس کا ذکر نہیں کیا اور طبرانی نے اسے عن عبدان بن احمد عن علی بن سہل الرملی عن ولید بن مسلم عن سعید بن عبدالعزیز عن یونس بن میسرہ بن حلبس عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ مزنی روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ نے حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا اور فرمایا اے اللہ اسے ہادی' مہدی بنا دے اور اسے ہدایت دے ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ جماعت کا قول ہی صحیح ہے اور ابن عساکر نے اس حدیث کا اہتمام کیا ہے اور اس میں طوالت سے کام لیا ہے اور اسے نہایت شاندار اور اچھے انداز اور حسن انتقاد سے بیان کیا ہے۔ اور کتنے ہی میدان ہیں جن میں آپ دوسرے حفاظ ونقاد پر سبقت لے گئے ہیں اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن محمد النفیلی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن واقد نے یونس بن حلبس سے بحوالہ ابوادریس خولانی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عمیرؓ بن سعد کو شام سے معزول کر کے حضرت معاویہؓ کو امیر مقرر کیا تو لوگوں نے کہا' حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت معاویہؓ کا ذکر بھلائی سے کرو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ اے اللہ اس کے ذریعے ہدایت دے' ترمذی اس کی روایت میں متفرد ہیں اور آپ نے اسے غریب بیان کیا ہے اور عمرو بن واقد ضعیف ہے' اسی طرح اسے اصحاب الاطراف نے عمیر بن سعد انصاری کے مسند میں بیان کیا ہے اور میرے نزدیک حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہی صحیح ہونی چاہیے آپ نے فرمایا ہے حضرت معاویہؓ کا ذکر بھلائی سے کرو تا کہ ان کے امیر مقرر کرنے میں آپ کا عذر ہو اور اسے اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ ہشام بن عمار نے بیان کیا کہ ابن ابی السائب یعنی عبدالعزیز بن ولید بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کو امیر مقرر کیا تو لوگ کہنے لگے آپ نے نوعمر کو امیر مقرر کر دیا ہے آپ نے فرمایا تم مجھے اس کی امارت کے بارے میں ملامت کرتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ اے اللہ اسے ہادی' مہدی بنا دے اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔ یہ منقطع ہے اور اسے اس کے ماقبل کی حدیث تقویت دیتی ہے۔

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عثمان بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ نعیم بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن شعیب بن سابور نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن جناح نے یونس بن میسرہ بن حلبس سے بحوالہ عبداللہ بن بسر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کسی معاملے میں مشورہ طلب کیا اور فرمایا مجھے مشورہ دو' ان دونوں حضرات نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا' معاویہ کو بلاؤ' حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ اور قریش کے مردوں میں سے دو مرد ان کے معاملے کو پختہ نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ ﷺ قریش کے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان کی طرف پیغام بھیج رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا' معاویہ کو میرے پاس بلاؤ' انہیں آپ کے پاس بلایا گیا اور جب وہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں اپنے معاملے میں شامل کرو اور انہیں اپنے معاملے میں گواہ بناؤ بلاشبہ یہ قوی اور امین ہیں۔ اور بعض لوگوں نے اسے بحوالہ نعیم روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دو' پھر ابن عساکر نے بہت سی موضوع احادیث کو حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں بیان کیا ہے جن سے ہم نے پہلو تہی کی ہے اور ہم نے موضوعات اور منکرات کے مقابلہ میں جو صحاح' حسان اور مستجادات احادیث بیان کی ہیں انہیں پر اکتفا کیا ہے۔

پھر ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں جو روایات بیان ہوئی ہیں ان میں سب سے صحیح ابوجمرہ کی حدیث ہے جو بحوالہ حضرت ابن عباسؓ بیان ہوئی ہے کہ وہ جب سے مسلمان ہوئے حضرت نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے۔ مسلم نے اپنی صحیح میں اس کی تخریج کی ہے اور اس کے بعد العرباض کی حدیث ہے کہ اے اللہ معاویہ کو کتاب سکھا اور اس کے بعد ابن ابی عمیرہ کی حدیث ہے کہ اے اللہ اسے ہادی اور مہدی بنا۔

میں کہتا ہوں امام بخاریؒ نے کتاب المناقب میں حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے ذکر میں بیان کیا ہے کہ حسن بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہ المعافی نے عثمان بن الاسود سے بحوالہ ابن ابی ملیکہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت سے وتر بنایا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام بھی ان کے پاس تھا' پس وہ ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت سے وتر بنایا ہے آپ نے فرمایا انہیں چھوڑو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے' ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ نافع بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا۔ کیا امیر المومنین حضرت معاویہؓ کے متعلق آپ کے پاس کوئی دلیل ہے' انہوں نے ایک رکعت سے وتر بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا انہوں نے ٹھیک کیا ہے بلاشبہ وہ فقیہ ہیں' عمرو بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر نے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابوالتیاح ہم سے بیان کیا کہ میں نے حمران کو ابان سے بحوالہ حضرت معاویہؓ بیان کرتے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ بلاشبہ تم نماز ادا کرتے ہو اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے اور ہم نے آپ کو ان دو رکعتوں کو پڑھتے نہیں دیکھا اور آپ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے منع فرمایا ہے پھر اس

Marfat.com

کے بعد امام بخاریؒ نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے ذکر میں بیان کیا ہے کہ عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ عروہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر جس قدر بھی اہل خیام ہیں ان کے متعلق مجھے یہ بات سب سے زیادہ محبوب ہے کہ وہ آپ کے خیمہ والوں کے مقابلہ میں ذلیل ہو جائیں آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسے ہی ہوگا' وہ کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان ایک بخیل شخص ہے کیا مجھے اس کے مال سے اپنے عیال کو کھلانے پر گناہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا معروف طریق سے ایسا کرنے سے گناہ نہیں ہوگا پس آپ کے قول اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ایسے ہی ہوگا۔ میں تعریف پائی جاتی ہے اور آپ چاہتے تھے کہ ہند اور اس کے اہل اور تمام کافر اپنی حالت کفر میں ذلیل ہوں' پس جب وہ مسلمان ہو گئے تو آپ چاہتے تھے کہ وہ معزز ہوں پس اللہ نے ان کو معزز کر دیا۔ یعنی ہند کے خیمہ والوں کو۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوامیہ عمرو بن یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے دادا کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابوہریرہؓ کے بعد حضرت معاویہؓ نے چھاگل پکڑ لی اور اسے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ بیمار تھے۔ اسی دوران میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کروا رہے تھے کہ آپ نے وضو کرتے ہوئے ایک یا دوبار آپ کی طرف اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے معاویہ! اگر تو امیر بنے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا' حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے قول کی وجہ سے ہمیشہ ہی اس بات کا خیال رہا کہ عنقریب میری اس کام میں آزمائش ہوگی حتیٰ کہ میری آزمائش ہوئی' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے اسے ابواسحٰق ہمدانی سعید بن زنبور بن ثابت سے بحوالہ عمرو بن یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور ابن مندہ نے اسے بشر بن الحکم کی حدیث سے بحوالہ عمرو بن یحییٰ روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن یحییٰ بن سعید نے اپنے دادا سے بحوالہ حضرت معاویہؓ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ میں وضو کا برتن لے کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلا اور جب آپ نے وضو کیا تو آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے معاویہ اگر تو امیر بنے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا' پس میں ہمیشہ ہی اس خیال میں رہا کہ میں اس کام میں آزمایا جاؤں گا حتیٰ کہ مجھے امیر بنایا گیا' اور غالب القطان نے اسے حسن سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو خطبہ میں بیان کرتے سنا کہ ایک روز میں نے رسول اللہ ﷺ پر وضو کا پانی ڈالا تو آپؐ نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا کہ عنقریب میرے بعد تو میری امت کا حاکم بنے گا اور جب ایسا ہو تو ان کے اچھے کی بات کو قبول کرنا اور ان کے برے سے درگزر کرنا' حضرت معاویہ کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ ہی اس بات کا آرزو مند رہا حتیٰ کہ میں اپنے اس مقام پر کھڑا ہو گیا اور بیہقی نے حاکم سے اس کی سند کے ساتھ اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر کی طرف منسوب کر کے بحوالہ عبدالملک بن عمیر روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا' خدا کی قسم مجھے خلافت پر رسول اللہ ﷺ کے قول اگر تو بادشاہ بنے تو حسن سلوک کرنا۔ نے آمادہ کیا ہے۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ یہ اسماعیل بن ابراہیم ضعیف ہے مگر اس حدیث کے شواہد موجود ہیں اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے بحوالہ نعیم بن حماد روایت کی ہے کہ محمد بن حرب نے بحوالہ ابوبکر بن ابی مریم سے بیان کیا کہ محمد بن زیاد نے بحوالہ عوف بن مالک

Marfat.com

اشجعی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں یوحنا کے کلیسا میں سویا ہوا تھا۔ ان دنوں وہ مسجد تھا اور اس میں نماز پڑھی جاتی تھی۔ کہ اچانک میں اپنی نیند سے بیدار ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آگے ایک شیر چل رہا ہے' میں اپنے ہتھیار کی طرف لپکا تو شیر نے کہا ٹھہر جا' مجھے تمہاری طرف ایک پیغام دے کر بھیجا گیا ہے تا کہ تو اسے پہنچا دے' میں نے پوچھا تجھے کس نے بھیجا ہے؟ اس نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے تا کہ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک سلام پہنچا دے اور انہیں بتا دے کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں' میں نے اسے کہا' معاویہ کون ہیں؟ اس نے کہا معاویہ بن ابی سفیان' اور طبرانی نے اسے عن ابی یزید القراطیسی عن المعلی بن الولید القعقاعی عن محمد بن حبیب الخولانی عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی مریم الغسانی روایت کیا ہے اور اس میں ضعف پایا جاتا ہے اور یہ بہت ہی غریب ہے اور شاید سب خواب ہے اور اس کا یہ قول کہ اچانک میں اپنی نیند سے بیدار ہو گیا' مدخول ہے اسے ابن ابی مریم نے ضبط نہیں کیا۔ واللہ اعلم

اور محمد بن عائذ نے عن ولید عن ابی لہیعہ عن یونس عن زہری بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمرؓ الجابیہ تشریف لائے تو آپ نے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی طرف جانے کا حکم دیا اور شام کو دو امیروں حضرت ابوعبیدہؓ اور یزید میں بانٹ دیا پھر حضرت ابوعبیدہؓ فوت ہو گئے اور آپ نے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا پھر یزید فوت ہو گئے تو ان کی جگہ آپ نے حضرت معاویہؓ کو امیر مقرر کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو اس کی موت کی اطلاع دی اور حضرت ابوسفیان سے فرمایا یزید بن ابی سفیان کے ثواب کی امید رکھ' انہوں نے کہا آپ نے اس کی جگہ کسے امیر بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا معاویہ کو' انہوں نے کہا یا امیر المومنین آپ نے صلہ رحمی کی ہے حضرت معاویہؓ اور عمیر بن سعد شام کے امیر تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے۔ اور محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے طاعون عمواس میں وفات پائی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو آپ نے حضرت یزید بن ابی سفیان کو نائب مقرر کیا اور آپ نے وفات پائی تو آپ نے ان کے بھائی حضرت معاویہؓ کو نائب مقرر کیا اور حضرت عمرؓ نے انہیں برقرار رکھا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین اور اردن کا امیر مقرر کیا اور حضرت معاویہؓ کو دمشق' بعلبک اور بلقاء کا امیر مقرر کیا اور سعد بن عامر بن جذیم کو حمص کا امیر مقرر کیا پھر سارا شام حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کی تحویل میں دے دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ بن عفان نے انہیں شام کا امیر مقرر کیا اور اسماعیل بن امیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو صرف شام کی امارت دی اور ہر ماہ آپ کے لیے ۸۰ دینار مقرر کیے اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے سارے شام کو حضرت معاویہؓ کی تحویل میں دیا تھا' حضرت عمرؓ نے آپ کو اس کے بعض مضافات کا امیر مقرر کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ جب ہند سے یزید بن ابی سفیان کی تعزیت کی گئی۔ اور وہ ہند کا بیٹا نہ تھا۔ تو اسے کہا گیا کہ آپ نے معاویہ کو امیر مقرر کیا ہے تو وہ کہنے لگی کیا انہوں نے معاویہ کی طرح کسی کا نائب مقرر کیا ہے؟ قسم بخدا اگر سب عرب اکٹھے ہو جاتے پھر وہ اسے تیر مارتے تو وہ اس کی جس طرف سے چاہتا نکل جاتا۔ اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے حضرت عمرؓ کے پاس حضرت معاویہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا قریش کے جوان اور ان کے سردار کے بیٹے کو چھوڑ دو اور وہ غضب میں ہنسنے والا ہے اور صرف رضامندی ہی سے اس سے مطلب حاصل کیا جا سکتا ہے اور جو اسے اس کے سر سے نہیں پکڑتا وہ اس کے قدموں کے نیچے ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ محمد بن قدامہ جوہری نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن یحییٰ نے اپنے ایک شیخ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے کہا کہ جب حضرت عمرؓ بن الخطاب شام آئے تو حضرت معاویہؓ ایک عظیم جلوس میں آپ سے ملے اور جب وہ حضرت عمرؓ کے قریب آئے تو آپ نے ان سے کہا آپ جلوس والے ہیں انہوں نے کہا ہاں یا امیر المومنین' آپ نے فرمایا تیرا یہ حال ہے اور اس کے باوجود مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ضرورت مند لوگ تمہارے دروازے پر طویل عرصہ تک کھڑے رہتے ہیں' حضرت معاویہؓ نے کہا جو باتیں آپ تک پہنچی ہیں ان میں یہ بھی ہوگی' آپ نے فرمایا' تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تجھے برہنہ پا بلاد حجاز تک پیادہ چلنے کا حکم دوں' حضرت معاویہؓ نے کہا یا امیر المومنین ہم ایسے علاقے میں ہیں جہاں دشمن کے بہت سے جاسوس موجود ہیں' پس ہم پر بادشاہ کی عزت کا اظہار واجب ہے جس میں اسلام اور اہل اسلام کی عزت ہوگی اور انہیں اس سے خوفزدہ بھی کیا جائے گا پس اگر آپ مجھے حکم دیں گے تو میں ایسا کروں گا اور اگر روک دیں گے تو رک جاؤں گا' حضرت عمرؓ نے آپ سے فرمایا اے معاویہ میں نے آپ سے جس بات کے متعلق بھی دریافت کیا ہے آپ نے مجھے داڑھوں کے جوڑ کی مانند چھوڑ دیا ہے آپ نے جو بات بیان کی ہے اگر وہ درست ہے تو وہ آپ کی رائے ہے اور اگر وہ جھوٹی ہے تو وہ ایک دھوکا ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا یا امیر المومنین آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں آپ نے فرمایا میں نہ تجھے حکم دیتا ہوں اور نہ تجھے منع کرتا ہوں' پس ایک شخص کہنے لگا یا امیر المومنین آپ نے جس بات میں اسے داخل کیا ہے اس سے یہ نوجوان کس عمدگی کے ساتھ واپس آیا ہے' حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کے حسن موارد و مصادر کی وجہ سے ہی ہم نے جو مشقت برداشت کی ہے' برداشت کی ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ شام آئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک گدھے پر سوار تھے اور حضرت معاویہؓ کو ان دونوں کے متعلق پتہ نہ چلا' آپ سے کہا گیا آپ امیر المومنین سے آگے بڑھ گئے ہیں تو آپ واپس آ گئے اور جب حضرت عمرؓ نے دیکھا تو آپ پیادہ ہو گئے اور آپ نے ان سے وہ باتیں کیں جنھیں ہم بیان کر چکے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا یا امیر المومنین آپ نے جس بات میں اسے داخل کیا ہے وہ کس عمدگی سے اس سے واپس آ گئے ہیں آپ نے فرمایا اسی کی وجہ سے ہم نے جو مشقت برداشت کی ہے' برداشت کی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے کتاب الزہد میں فرمایا ہے کہ محمد بن ذئب نے مسلم بن جندب سے بحوالہ اسلم جو حضرت عمرؓ کے غلام تھے ہمیں بتایا کہ حضرت معاویہؓ ہمارے پاس آئے اور آپ سفید رنگ اور چمک دمک والے تھے اور سب لوگوں سے بڑھ کر آسودہ اور خوبصورت تھے' آپ حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کو چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ کر متعجب ہونے لگے پھر آپ نے حضرت معاویہؓ کی کمر پر انگلی رکھی پھر اسے تسمے کی مانند اٹھا لیا اور فرمانے لگے شاباش ہم بہترین لوگ ہیں کہ ہمارے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی اکٹھی کر دی گئی ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا' یا امیر المومنین میں عنقریب آپ سے بیان کروں گا کہ ہم حماموں' سبزہ زاروں اور شہوات کے علاقے میں رہتے ہیں' حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ابھی آپ سے بیان کروں گا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ آپ نے اپنے نفس کو بہترین کھانوں سے آسودہ کر لیا ہے اور آپ صبح تک سوتے رہتے ہیں' حتیٰ کہ سورج آپ کی پیٹھ کے دونوں پہلوؤں کو گرم کر دیتا ہے اور ضرورت مند دروازے کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں' حضرت معاویہؓ نے کہا یا امیر المومنین مجھے سکھایے

Marfat.com

میں عمل کروں گا' راوی بیان کرتا ہے جب ہم ذوطویٰ پہنچے تو حضرت معاویہؓ نے ایک حلہ نکال کر زیب تن کر لیا اور حضرت عمرؓ نے اس میں عمدہ خوشبو پائی اور فرمایا تم میں سے ایک شخص ارادہ کرتا ہے اور ایک تنگدست فقیر کی طرح حج کو نکلتا ہے اور جب وہ خدا تعالیٰ کے سب سے بڑے حرمت والے شہر میں آتا ہے تو خوشبو میں بسے ہوئے دو کپڑے نکال کر پہن لیتا ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے انہیں اپنی قوم اور خاندان کے پاس جانے کے لیے پہنا ہے' خدا کی قسم یہاں بھی اور شام میں بھی مجھے آپ کی تکلیف پہنچی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے اس میں حیا محسوس کی ہے پھر حضرت معاویہؓ نے اپنے دونوں کپڑے اتار دیئے اور وہ دو کپڑے پہن لیے جن میں احرام باندھا تھا۔

اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے ہشام بن محمد سے بحوالہ ابوعبدالرحمٰن مدنی مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو دیکھتے تو فرماتے یہ عرب کا کسریٰ ہے اور اسی طرح المدائنی نے بھی حضرت عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے یہ بات کہی تھی اور عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادا سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویؓہ سبز حلہ پہنے حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو صحابہؓ نے اس حلہ کی طرف دیکھا اور جب حضرت عمرؓ نے اسے دیکھا تو درہ لے کر آپ کی طرف لپکے اور درہ سے آپ کو مارنے لگے اور حضرت معاویؓہ کہنے لگے یا امیر المومنین میرے بارے میں اللہ سے ڈریئے' پس حضرت عمرؓ اپنی نشست گاہ کی طرف واپس آ گئے تو لوگوں نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ نے انہیں کیوں مارا ہے؟ حالانکہ آپ کی قوم میں ان جیسا کوئی شخص نہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے بھلائی دیکھی ہے اور مجھے بھلائی ہی پہنچی ہے اور لوگوں سے مجھے اس کے سوا کوئی اور چیز پہنچتی تو آپ ان کے ساتھ میرا اور سلوک دیکھتے لیکن میں نے انہیں دیکھا ہے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو میں نے چاہا کہ جو بلند ہو چکا ہے اسے پست کر دوں۔

اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ قاسم بن مخیمرہ نے بتایا کہ ابومریم ازدی نے اسے بتایا کہ میں حضرت معاویہؓ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوفلاں ہم تجھ سے شاد کام نہیں ہوئے۔ یہ بات عرب کہا کرتے ہیں۔ میں نے کہا میں نے ایک حدیث سنی ہے جو آپ کو بتائے دیتا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمے دار بنائے اور وہ ان کی ضروریات وحاجات اور محتاجگی کے ورے حجاب اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت وحاجت اور اس کی محتاجگی کے ورے حجاب اختیار کرے گا۔ راوی بیان کرتا ہے جب حضرت معاویہؓ نے اس حدیث کو سنا تو پیادہ پا لوگوں کی ضروریات پوری کرنے لگے' اسے ترمذی اور دیگر کتب نے روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ مروان بن معاویہ فزاری نے ہم سے بیان کیا کہ حبیب بن الشہید نے بحوالہ ابومجلز ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ لوگوں کے پاس باہر آئے تو وہ آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہو جائیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہؓ ابن عامر اور ابن زبیر کے پاس آئے تو ابن عامر آپ کے لیے کھڑے ہو گئے اور ابن زبیر آپ کے لیے کھڑے نہ

Marfat.com

ہوئے تو حضرت معاویہؓ نے ابن عامر سے کہا' بیٹھ جایئے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص چاہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہو جائیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اسے حبیب بن الشہید کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حدیث حسن بیان کیا ہے اور ابوداؤد نے ثوری کی حدیث سے عن ثور بن یزید عن راشد بن سعد المقری الحمصی عن معاویہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تو نے لوگوں کو کمزوریوں کی جستجو کی تو تو ان کو خراب کر دے گا یا قریب ہے کہ تو ان کو خراب کر دے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ وہ بات ہے جو اس نے حضرت معاویہؓ سے سنی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس سے فائدہ پہنچائے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں یعنی آپ اچھی سیرت' اچھے چشم پوشی کرنے والے' اچھے معاف کرنے والے اور بہت پردہ پوشی کرنے والے تھے۔

اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے حمید بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ حضرت معاویہؓ لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین میں سمجھ عطا کرتا ہے اور میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا کرنے والا ہے اور ہمیشہ ہی میری امت کا ایک گروہ حق کا مددگار رہے گا' ان کی مدد چھوڑ دینے والا اور ان کا مخالف ان کو نقصان نہ دے گا یہاں تک کہ امر الٰہی آ جائے گا اور وہ غالب رہیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے' اور ایک دفعہ حضرت معاویہؓ نے اس حدیث کو بیان کیا پھر فرمایا' اور یہ مالک ابن یخامر بحوالہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ خبر دیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور وہ شام میں تھے۔ اور وہ اس سے اہل شام کو اہل عراق کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کرتے تھے کہ اہل شام ہی اپنے مخالفین کے مقابلہ میں طائفہ منصورہ ہیں اور حضرت معاویہؓ اس حدیث سے اہل شام کے لیے اہل عراق کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حجت پکڑا کرتے تھے۔

اور لیث بن سعد نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حکومت میں ۱۹ھ میں قیساریہ کو فتح کیا اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے قبرص کو ۲۵ھ میں اور بعض کا قول ہے ۲۷ھ میں اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ۲۸ھ میں فتح کیا ہے' ان کا بیان ہے کہ غزوۃ المضیق یعنی مضیق القسطنطنیہ آپ کے زمانے میں ۳۲ھ میں ہوا تھا اور آپ ہی اس سال لوگوں کے امیر تھے اور حضرت عثمانؓ نے سارے شام کو حضرت معاویہؓ کی تحویل میں دے دیا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمرؓ نے شام کو آپ کی تحویل میں دیا تھا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے دیا تھا اور حضرت معاویہؓ نے حضرت ابوالدرداءؓ کے بعد فضالہ بن عبید کو قاضی مقرر کیا پھر حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد آپ کے اور حضرت علیؓ کے درمیان جو کچھ ہوا وہ اجتہاد ورائے سے ہوا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ان دونوں کے درمیان عظیم جنگ ہوئی اور حق وصواب' حضرت علیؓ کے ساتھ تھا اور سلف وخلف کے جمہور علماء کے نزدیک حضرت معاویہؓ معذور تھے اور صحیح احادیث نے طرفین یعنی اہل عراق اور اہل شام کے اسلام پر شہادت دی ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے بہترین فرقہ کے خلاف ایک خارجی فرقہ خروج کرے گا اور دونوں فرقوں میں سے جو فرقہ حق کے زیادہ قریب ہوگا وہ اسے قتل کر دے گا' پس خارجی فرقہ' خوارج ہیں اور حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب نے انہیں قتل کیا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور حضرت معاویہؓ ۴۱ھ میں بااختیار امیر بن گئے اور آپ ہر سال دو دفعہ رومیوں سے جنگ

Marfat.com

کرتے تھے ایک دفعہ موسم گرما میں اور ایک دفعہ موسم سرما میں' اور اپنی قوم کے ایک شخص کو حکم دیتے اور وہ لوگوں کو حج کرواتا اور آپ نے خود ۵۰ھ میں حج کیا اور آپ کے بیٹے یزید نے ۵۱ھ میں حج کیا اور اس سال یا اس کے بعد آنے والے سال میں آپ نے اسے بلادِ روم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا اور بہت سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس کے ساتھ گئے حتیٰ کہ اس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اور صحیح میں لکھا ہے کہ قسطنطنیہ سے جنگ کرنے والی پہلی فوج مغفور ہے۔ اور وکیع نے اعمش سے بحوالہ ابو صالح بیان کیا ہے کہ حدی خوان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدی پڑھتے ہوئے کہتا

''بلاشبہ آپ کے بعد حضرت علیؓ امیر ہوں گے اور حضرت زبیرؓ کے وجود میں ایک پسندیدہ خلف پایا جاتا ہے''۔

حضرت کعبؓ نے کہا بلکہ وہ سیاہی مائل سفید رنگ خچر والا ہے۔ یعنی حضرت معاویہؓ اس نے کہا اے ابو اسحٰق تو یہ بات کہتا ہے حالانکہ یہاں پر حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب موجود ہیں؟ انھوں نے کہا تو خچر والا ہے' اور سیف نے اسے عن بدر بن خلیل عن عثمان ابن عطیہ اسدی عن رجل عن بنی اسد روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے جب سے حضرت معاویہؓ نے حدی خوان کو یہ بات کہتے سنا کہ بلاشبہ آپ کے بعد حضرت علیؓ امیر ہوں گے اور حضرت زبیرؓ کے وجود میں ایک پسندیدہ خلف پایا جاتا ہے۔ تو آپ ہمیشہ امارت کے خواہش مند رہے۔

حضرت کعبؓ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے بلکہ ان کے بعد سیاہی مائل سفید رنگ خچر والا امیر ہوگا۔ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہؓ نے اس بارے میں ان سے بات کی تو آپ نے فرمایا' تم ان کے بعد امیر ہو گے لیکن قسم بخدا جب تک آپ میری اس حدیث کی تکذیب نہ کریں وہ امارت آپ کو حاصل نہ ہوگی تو اس بات نے حضرت معاویہؓ کے دل پر اثر کیا۔

ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عباد المکی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے بحوالہ ابو ہارون ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے بعد تم انتشار سے بچنا اور اگر تم نے یہ کام کیا تو معاویہ یقیناً شام میں ہوں گے اور جب تمہیں تمہاری رائے کے سپرد کر دیا گیا تو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسے تم سے کیسے چھین لیتا ہے۔

اور واقدی نے اسے ایک اور طریق سے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے عامر الشعبی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے جنگ صفین سے قبل یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت علیؓ نے شام جانے کا ارادہ کیا اور اس کے لیے افواج کو اکٹھا کیا تھا' جریر بن عبداللہ البجلی کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا اور اسے حضرت معاویہؓ کی طرف ایک خط لکھ کر دیا جس میں انہیں بتایا کہ انھیں آپ کی بیعت کرنا لازم ہے کیونکہ مہاجرین وانصار نے آپ کی بیعت کر لی ہے اور اگر آپ نے بیعت نہ کی تو میں آپ کے خلاف اللہ سے مدد مانگوں گا اور آپ سے جنگ کروں گا اور آپ نے قاتلین عثمان کے متعلق بہت باتیں کی ہیں' پس جب بات کی لوگوں نے اختیار کیا ہے آپ بھی اسے اختیار کر لیں پھر لوگوں کو میری طرف بلانا' میں آپ کو اور انھیں کتاب اللہ پر آمادہ کروں گا' یہ بات آپ نے ایک طویل کلام میں کہی اور ہم اس کے اکثر حصہ کو قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو یہ خط پڑھ کر سنایا اور جریر نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور اپنی تقریر میں حضرت معاویہؓ کو سمع واطاعت کا مشورہ دیا اور انہیں مخالفت و عنادت سے اجتناب کیا اور انہیں لوگوں کے درمیان فتنہ برپا کرنا اور ایک دوسرے کو تلواروں سے مارنے سے روکا' حضرت معاویہؓ نے

Marfat.com

کہا' انتظار کیجیے حتیٰ کہ میں اہل شام کی رائے حاصل کرلوں' پھر اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے منادی کو حکم دیا اور اس نے لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا اور جب لوگ اکٹھے ہوگئے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر کہا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے اسلام کے ستونوں کو ارکان' اور ایمان کے شرائع کو برہان بنایا ہے جس کا چراغ' سنت کے ذریعے ارض مقدسہ میں جلتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے انبیاء اور صالحین کے اترنے کی جگہ بنایا ہے پس اہل شام نے اسے حلال کرلیا ہے اور اسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور انھیں اس کے لیے پسند کیا ہے کیونکہ اس کے علم مکنون میں پہلے سے یہ بات موجود ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرنے والے اور اس کے اولیاء کی خیر خواہی کرنے والے اور اس کے امر کے ذمہ دار اور اس کے دین اور اس کی حرمات کا دفاع کرنے والے ہیں پھر اس نے انھیں اس امت کے لیے ایک فوج بنایا ہے اور بھلائی کے جھنڈوں میں عظمت پائی جاتی ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ عہد شکنوں کو روکتا ہے اور ان کے ذریعے مومنین کے درمیان الفت پیدا کرتا ہے' مسلمانوں کے جو امور پراگندہ ہوگئے ہیں اور قرب والفت کے بعد ان کے درمیان جو بعد پیدا ہوگیا ہے ہم اس کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں' اے اللہ ہم کو ان لوگوں پر فتح دے جو سونے والے کو جگاتے ہیں اور امن لینے والے کو خوفزدہ کرتے ہیں اور وہ ہمارے خون گرانا چاہتے ہیں اور ہمارے راستوں کو خوفزدہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم انہیں سزا دینا نہیں چاہتے اور نہ ان کی پردہ دری کرنا چاہتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت کا لباس زیب تن کروایا ہے جسے ہم جب تک الو جواب دیتا اور شبنم گرتی اور ہدایت پہچانتی ہے ہرگز خوشی سے نہیں اتاریں گے اور ہمیں معلوم ہے کہ حسد و بغاوت نے انہیں ہمارے خلاف برانگیختہ کیا ہے' پس ہم ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگتے ہیں' اے لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ میں امیر المومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب کا خلیفہ ہوں اور میں تم پر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں اور میں نے کبھی تم میں سے کسی شخص کو اس کی رسوائی پر کھڑا نہیں کیا اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مددگار اور عمزاد ہوں' اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے (اور جو شخص مظلومانہ طور پر قتل ہو جائے ہم نے اس کے ولی کو اقتدار بخشا ہے) اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ یعنی حضرت عثمانؓ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے حضرت عثمانؓ کے قتل کے بارے میں اپنے دل کی بات بتاؤ۔

سب اہل شام نے کہا ہم ان کے خون کا بدلہ چاہتے ہیں' پس انہوں نے آپ کو اس کا جواب دیا اور آپ کی بیعت کرلی اور انہوں نے آپ سے عہد کیا کہ وہ اس بارے میں اپنی جانیں اور مال خرچ کردیں گے اور یا آپ کا بدلہ لیں گے اور یا ان سے قبل اللہ تعالیٰ ان کی جانوں کو فنا کردے گا' اور جب جریر نے حضرت معاویہؓ کی خاطر اہل شام کی اطاعت کا منظر دیکھا تو اس بات نے اسے گھبراہٹ میں ڈال دیا اور وہ اس سے حیران رہ گیا اور حضرت معاویہؓ نے جریر سے کہا' اگر وہ مجھے شام اور مصر کا اس شرط پر امیر بنا دیں کہ ان کے بعد کسی کی بیعت مجھ پر لازم نہ ہوگی تو میں ان کی بیعت کرلوں گا۔ جریر نے کہا آپ جو چاہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ دیں اور میں بھی ان کے ساتھ لکھ دوں گا اور جب حضرت علیؓ کے پاس خط پہنچا تو آپ نے فرمایا یہ ایک فریب ہے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں حضرت معاویہؓ کو شام کا امیر مقرر کردوں حالانکہ میں مدینہ میں ہوں اور میں نے اس سے انکار کردیا ہے (اور میں گمراہ کنندوں کو مددگار بنانے والا نہیں) پھر آپ نے جریر کو اپنے پاس آنے کے متعلق لکھا اور وہ اس وقت آیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس فوجیں جمع ہو چکی تھیں اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا' آپ

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت فلسطین میں گوشہ نشین تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر سے معزول کر دیا تھا اور آپ فلسطین میں گوشہ نشین تھے۔

حضرت معاویہؓ نے آپ سے استدعا کرتے ہوئے آپ کو لکھا کہ بعض امور میں آپ سے مشورہ لینا ہے پس وہ سوار ہو کر آپ کے پاس آ گئے اور دونوں حضرات نے حضرت علیؓ سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا اور عقبہ بن ابی معیط نے حضرت معاویہؓ کے اس خط کے بارے میں جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف مصر وشام کی نیابت کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا تھا بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہؓ کو اس پر ڈانٹ ڈپٹ پلائی اور ملامت کی اور کچھ باتوں کے بارے میں تعریض کی۔

''اے معاویہ، شام تیرا شام ہے پس تو اپنی موت کی پناہ لے لے کہ تیرے پاس سانپ نہ آئیں، حضرت علیؓ تیرے جواب کو دیکھ رہے ہیں، ان کی ایسی جنگ کی طرف راہنمائی کر جو پیشانی کے بالوں کو سفید کر دیتی ہے اور وہ قتال اور نیزوں کے ساتھ اس کے اردگرد پھرے اور تو نیزے لگے ہاتھوں والا کمزور نہ بن، بصورتِ دیگر صلح کر لے اور بلاشبہ امن میں اس شخص کے لیے راحت ہے جو جنگ نہیں چاہتا پس تو معاویہ کو اختیار کر لے اور اے ابن حرب تو نے جو طامعانہ خط لکھا ہے، مصائب تجھ پر ظلم کرنے والے ہیں تو نے اس میں حضرت علیؓ سے وہ مطالبہ کیا ہے جسے تو حاصل نہیں کر سکتا اور اگر تو اسے حاصل کر لے تو وہ چند راتیں ہی باقی رہے گا اور تو کب تک ان سے اس کا مطالبہ کرے گا جس کے بعد کوئی بقاء نہیں پس خواہشات تجھ پر حملے نہ کریں اور حضرت علیؓ جیسے شخص پر تو دھوکے سے حملہ کرتا ہے اور اس سے قبل تو بنیادوں کو خراب کر چکا ہے اور اگر ایک بار ان کے ناخن تجھ پر گڑ جائیں تو اے ابن ہند، تیرے حیران ہونے کے بعد وہ تجھے پھاڑ دیں''۔

اور کئی طرق سے بیان ہوا ہے کہ حضرت ابو مسلم خولانی ایک جماعت کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور انھیں کہنے لگے آپ حضرت علیؓ سے جھگڑتے ہیں، کیا آپ ان جیسے ہیں، آپ نے کہا قسم بخدا! میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے بہتر اور افضل ہیں اور مجھ سے امارت کے زیادہ حق دار ہیں، لیکن کیا تمھیں معلوم نہیں کہ حضرت عثمانؓ مظلومانہ طور پر مارے گئے ہیں اور میں ان کا عمزاد ہوں اور میں ان کے خون کا بدلہ مانگتا ہوں اور ان کا معاملہ میرے ذمہ ہے؟ انھیں کہو وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو میرے سپرد کر دیں اور میں ان کی امارت کو تسلیم کر لیتا ہوں، انہوں نے حضرت علیؓ کے پاس آ کر اس بارے میں آپ سے گفتگو کی تو آپ نے کسی ایک قاتل کو بھی ان کے سپرد نہ کیا، اس موقع پر اہل شام نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کی ٹھان لی اور عمرو بن شمر سے عن جابر الجعفی عن عامر الشعبی اور ابو جعفر الباقر روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے دمشق کی طرف ایک شخص کو انھیں انتباہ کرنے کے لیے بھیجا کہ حضرت علیؓ اہل عراق کے ساتھ تمہاری طرف آنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تاکہ تم جو حضرت معاویہؓ کی اطاعت کرتے ہو اس کے متعلق دریافت کریں۔ پس جب وہ آئے تو حضرت معاویہؓ کے حکم سے لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا گیا اور انہوں نے مسجد کو بھر دیا پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر اپنی تقریر میں کہا، بلاشبہ حضرت علیؓ اہل عراق کے ساتھ آپ لوگوں کی طرف آنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں پس تمہارا مشورہ کیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور ان میں سے کسی نے کوئی بات نہ کی اور نہ انہوں نے آپ کی طرف اپنی آنکھیں اٹھائیں۔ اور ذوالکلاع نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین مشورہ دینا آپ کی ذمہ داری

Marfat.com

ہے اور کام کرنا ہماری ذمہ داری ہے پھر حضرت معاویہؓ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ تین دن میں تم اپنی چھاؤنی میں میرے پاس آ جاؤ اور جس نے ان دنوں کے بعد تخلف کیا اس نے اپنی جان کو مباح کر دیا ہے' پس سب اکٹھے ہو جاؤ' پس یہ شخص سوار ہو کر حضرت علیؓ کے پاس گیا اور آپ کو اطلاع دی تو حضرت علیؓ نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا اور اس نے الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا' پس وہ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا' بلاشبہ حضرت معاویہؓ نے تمہارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے' پس تمہارا کیا مشورہ ہے؟ سو ہر فریق نے باتیں کیں اور ایک دوسرے کی باتیں مختلط ہو گئیں اور انھوں نے جو باتیں کیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کا کچھ پتہ نہ چلا اور آپ منبر سے انا للہ وانا الیہ راجعون. پڑھتے ہوئے اتر آئے قسم بخدا جگر چبانے والی کا بیٹا انہیں لے گیا ہے پھر صفین میں فریقین کا جو معاملہ ہوا سو ہوا' جیسا کہ ہم نے ۳۶ھ میں اسے مبسوط طور پر بیان کیا ہے اور ابوبکر بن درید نے بیان کیا ہے کہ ابو حاتم نے بحوالہ ابوعبیدہ ہمیں بتایا کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا ہے اور میں نے صفین کے روز شکست کا ارادہ کیا مگر مجھے صرف ابن الاطنابہ کے قول نے روکا' وہ کہتا ہے۔

''میری عفت اور میری آزمائش اور نفع بخش قیمت سے میرے تعریف خریدنے اور ناپسندیدہ بات پر میرے نفس کو مجبور کرنے اور کوشش کرنے والے بہادر کی کھوپڑی پر میرے تلوار مارنے اور خوف کے باعث دل کے متلانے کے موقع پر میرے یہ کہنے کہ اپنی جگہ پر ٹھہر ارہ تیری تعریف ہوگی یا تو آرام پائے گا' نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا''۔

اور بیہقی نے بحوالہ امام احمدؒ روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم خلفاء ہیں' آپ سے پوچھا گیا اور حضرت معاویہؓ؟ آپ نے فرمایا حضرت علیؓ کے زمانے میں حضرت علیؓ سے خلافت کا زیادہ حقدار کوئی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ پر رحم فرمائے اور علی بن المدائنی نے بیان کیا ہے کہ میں سفیان بن عیینہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت علیؓ میں ایسی کوئی خصلت نہ تھی جو آپ کو خلافت سے روکتی اور نہ ہی حضرت معاویہؓ میں کوئی ایسی خصلت تھی جس سے وہ حضرت علیؓ کے ساتھ جھگڑا کرتے اور قاضی شریک سے دریافت کیا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حلیم تھے؟ آپ نے فرمایا جو شخص حق کو حماقت قرار دے اور حضرت علیؓ سے جنگ کرے وہ حلیم نہیں ہے' اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

اور سفیان ثوریؒ نے عن حبیب عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہؓ کا ذکر کیا اور یہ کہ انہوں نے عرفہ کی شام کو تلبیہ کہا ہے تو آپ نے ان کے متعلق اس میں ایک سخت بات کہی پھر آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ نے بھی عرفہ کی شام کو تلبیہ کہا ہے تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عباد بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن ثابت الجزری نے سعید بن ابی عروبہ سے بحوالہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں' پس میں نے آپ کو سلام کہا اور بیٹھ گیا اسی دوران میں کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا گیا اور دونوں کو ایک گھر میں داخل کر دیا گیا اور دروازہ کو بھیڑ دیا گیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ جلدی سے حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ رب کعبہ کی قسم میرے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے پھر جلدی سے حضرت معاویہؓ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ رب کعبہ کی قسم اس نے مجھے بخش دیا ہے' اور ابن عساکر نے ابو زرعہ رازی سے

Marfat.com

روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اسے کہا' میں حضرت معاویہؓ سے بغض رکھتا ہوں' اس نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کی ہے' ابوزرعہ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے حضرت معاویہؓ کا رب رحیم ہے اور حضرت معاویہؓ کا مدمقابل کریم ہے تو ان دونوں کے درمیان کس لیے دخل انداز ہوتا ہے؟۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جو ماجرا ہوا اس کے متعلق حضرت امام احمدؒ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَ لَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ اور یہی بات کئی سلف نے بیان کی ہے۔

اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے درمیان جو ماجرا ہوا اس کے متعلق حضرت حسنؒ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسے سابقت حاصل تھی اور اسے بھی سابقت حاصل تھی اسے بھی قرابت حاصل تھی اور اسے بھی قرابت حاصل تھی یہ آزمائش میں پڑا اور وہ بچایا گیا' اور جو ماجرا حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوا اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے بھی قرابت حاصل تھی اور اسے بھی قرابت حاصل تھی' اسے سابقت حاصل تھی اور اسے سابقت حاصل نہ تھی اور دونوں آزمائش میں پڑے' اور کلثوم بن جوشن نے بیان کیا ہے کہ نضر ابو عمر نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا حضرت ابوبکرؓ افضل ہیں یا حضرت علیؓ؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ کوئی برابری نہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ سبقتیں حاصل تھیں جن میں حضرت ابوبکرؓ ان کے شریک ہیں اور حضرت علیؓ نے کچھ نئی باتیں کی ہیں جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے شریک نہیں' اور حضرت ابوبکرؓ افضل ہیں' اس نے پوچھا حضرت عمرؓ افضل ہیں یا حضرت علیؓ؟ آپ نے وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں دیا تھا پھر فرمایا حضرت عمرؓ افضل ہیں' اس نے پوچھا حضرت عثمانؓ افضل ہیں یا حضرت علیؓ تو آپ نے پہلے قول کی مانند جواب دیا۔ پھر فرمایا حضرت عثمانؓ افضل ہیں' اس نے پوچھا حضرت علیؓ افضل ہیں یا حضرت معاویہ؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ کوئی برابری نہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ سبقتیں حاصل ہیں جن میں حضرت معاویہؓ ان کے شریک ہیں اور حضرت علیؓ' حضرت معاویہؓ سے افضل ہیں حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ حضرت معاویہؓ کو چار باتوں پر ملامت کرتے تھے' حضرت علیؓ سے جنگ کرنے پر' حضرت حجر بن عدیؓ کے قتل کرنے پر' زیاد بن ابیہ کے استلحاق پر اپنے بیٹے یزید کی بیعت لینے پر۔

اور جریر بن عبدالحمید نے بحوالہ مغیرہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کے پاس حضرت علیؓ کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو آپ رونے لگے تو آپ کی بیوی نے آپ سے کہا' کیا آپ اس پر روتے ہیں حالانکہ آپ نے ان سے جنگ کی ہے؟ حضرت معاویہؓ نے فرمایا تو ہلاک ہو جائے تجھے معلوم نہیں کہ لوگوں نے کس قدر فضل' فقہ اور علم کو کھو دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ سے کہا' کل آپ ان سے جنگ کرتے تھے اور آج ان پر روتے ہیں؟

میں کہتا ہوں کہ حضرت علیؓ ۴۰ھ کے رمضان میں قتل ہوئے اسی لیے لیث بن سعد نے کہا ہے کہ ایلیاء میں حضرت معاویہؓ کی بیعت ہوئی اور آپ ۴۱ھ میں کوفہ میں آئے اور صحیح بات وہی ہے جو ابن اسحاق نے بیان کی ہے اور جمہور کا قول یہ ہے کہ ۴۰ھ کے رمضان میں ایلیاء میں اس وقت آپ کی بیعت ہوئی جب اہل شام کو حضرت علیؓ کے قتل کی اطلاع ملی' لیکن آپ حضرت حسنؓ سے

Marfat.com

مصالحت کرنے کے بعد ماہ ربیع الاوّل ۴۱ھ میں کوفہ میں آئے اور عام الجماعۃ یعنی جماعت کا سال تھا اور یہ مصالحت اذرج مقام پر ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ عراق کے مضافات میں انبار کی جانب مسکن مقام پر ہوئی اور حضرت معاویہؓ بااختیار امیر بن گئے حتیٰ کہ ۶۰ھ میں فوت ہو گئے۔

اور بعض کا قول ہے کہ حضرت معاویہؓ کی انگوٹھی کا نقش "ولکل عمل ثواب" تھا اور بعض کہتے ہیں کہ "لاقوۃ الا باللہ" تھا اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے عمرو بن مرۃ سے بحوالہ سعید بن سوید ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے کوفہ سے باہر نخیلہ مقام پر ہمیں دھوپ میں جمعہ کی نماز پڑھائی پھر ہمیں خطبہ دیا اور کہا' میں نے تم سے اس لیے جنگ نہیں کی کہ تم روزے رکھو اور نہ اس لیے کہ تم نماز پڑھو اور نہ اس لیے کہ تم حج کرو اور نہ اس لیے کہ تم زکوٰۃ دو' مجھے معلوم ہے کہ تم یہ کام کرتے ہو لیکن میں نے تم سے اس لیے جنگ کی ہے کہ میں تم پر امیر بن جاؤں اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ناپسندیدگی کے باوجود مجھے امارت دے دی ہے۔ ایسے محمد بن سعد نے یعلیٰ بن عبید سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ عارم نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن یزید نے معمر سے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے دو سال' حضرت عمرؓ کے وہ کام کیے جن میں کمی رہ گئی تھی پھر وہ ان کاموں سے دور ہو گئے اور نعیم بن حماد نے بیان کیا ہے کہ ابن فضیل نے السری بن اسماعیل سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن اللیل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ سے مدینہ آئے تو میں نے انہیں کہا "اے مومنین کو ذلیل کرنے والے" آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ شب و روز ختم نہ ہوں گے حتیٰ کہ معاویہ بادشاہ بن جائیں گے' پس مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے پس میں نے پسند نہ کیا کہ میرے اور ان کے درمیان مسلمانوں کے خون بہائے جائیں' اور مجالد نے شعبی سے بحوالہ حارث اعور بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے صفین سے واپسی کے بعد فرمایا اے لوگو! معاویہ کی امارت کو ناپسند نہ کرو اور اگر تم نے اسے کھو دیا تو تم سروں کو ان کے کندھوں سے حنظل کی طرح اڑتا دیکھو گے اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے بحوالہ ابوداؤد طیالسی بیان کیا ہے کہ ایوب بن جابر نے ابواسحٰق سے بحوالہ اسود بن یزید ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کیا آپ اس شخص پر تعجب نہیں کرتیں جو طلقاء میں سے ہے اور خلافت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے جھگڑا کرتا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور تو اس بات سے تعجب نہیں کرتا کہ یہ اقتدار الٰہی ہے جسے وہ نیک اور بد کو دیتا ہے اور اس نے فرعون کو اہل مصر پر چار سو سال تک بادشاہ بنایا اور اسی طرح دیگر کفار کو بھی۔

زہری نے بیان کیا ہے کہ قاسم بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کرنے کے ارادے سے آئے تو آپ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور دونوں نے علیحدگی میں گفتگو کی اور ان کی گفتگو کے وقت ذکوان ابوعمرو اور حضرت عائشہؓ کے غلام کے سوا' کوئی شخص موجود نہ تھا' حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو اس بات سے بے خوف ہے کہ میں تیرے لیے ایک شخص کو چھپا دوں جو تجھے میرے بھائی محمد کے قتل کرنے کے بدلے میں قتل کر دے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا آپ نے مجھ سے درست کہا ہے پس حضرت معاویہؓ کی آپ کے ساتھ بات چیت ختم ہو گئی تو حضرت عائشہؓ نے تشہد پڑھا پھر اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت اور دین حق

Marfat.com

ساتھ اپنے نبی کو بھیجا تھا اور آپ کے بعد خلفاء نے جو طریق اختیار کیا تھا اسے بیان کیا اور آپ نے حضرت معاویہؓ کو عدل کرنے اور ان کی سنت کی اتباع کی ترغیب دی اور آپ نے اس بارے میں اس حد تک بات کی کہ حضرت معاویہؓ کے لیے کوئی عذر باقی نہ چھوڑا اور جب آپ اپنی بات ختم کر چکیں تو حضرت معاویہؓ نے آپ سے کہا خدا کی قسم آپ عالمہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام پر عمل کرنے والی اور ناصحہ مشفقہ اور بلیغ انداز میں نصیحت کرنے والی ہیں آپ نے بھلائی کی ترغیب دی ہے اور اسی کا حکم دیا ہے اور آپ نے ہمیں وہی حکم دیا ہے جس میں ہماری مصلحت ہے اور آپ اطاعت کی اہل ہیں اور آپ نے اور حضرت معاویہؓ نے بہت سی باتیں کیں' اور جب حضرت معاویہؓ کھڑے ہوئے تو آپ نے ذکوان کا سہارا لیا اور فرمایا خدا کی قسم میں نے کسی خطیب کو نہیں سنا جو اللہ کا رسول نہ ہو اور وہ حضرت عائشہؓ سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ خالد بن مخلد البجلی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ علقمہ بن ابی علقمہ نے اپنی ماں کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ مدینہ آئے تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کی چادر اور آپ کے بال مجھے بھیج دیں تو آپ نے میرے ہاتھ انہیں بھیج دیا یہاں تک کہ میں حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچ گیا تو آپ نے چادر لے کر پہن لی اور آپ کے بالوں کو لے کر پانی منگوا کر انہیں دھویا اور پیا اور اپنی جلد پر بہایا اور اصمعی نے ہذلی سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ عام الجماعۃ کو جب حضرت معاویہؓ مدینہ آئے تو قریش کے کچھ سرداروں نے آپ سے ملاقات کی اور کہنے لگے اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو مدد دی اور آپ کے امر کو بلند کیا تو آپ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے' پس آپ مسجد میں گئے اور منبر پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

''امابعد! خدا کی قسم جب سے میں نے آپ لوگوں کی امارت سنبھالی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم میری حکومت سے خوش نہیں ہو اور نہ اسے پسند کرتے ہو اور اس کے متعلق جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے میں اسے بھی جانتا ہوں لیکن میں نے اپنی اس تلوار سے جلدی سے تمہیں آلیا ہے اور میں نے حضرت ابی قحافہ کا سا عمل کرنے کا ارادہ کیا مگر میں نے دیکھا کہ میرا نفس نہ اس کی ذمہ داری ادا کر سکتا ہے اور نہ اس کی استطاعت رکھتا ہے اور میں نے حضرت ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سا عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میرا نفس اس سے بڑا نفور اور فرار اختیار کرنے والا تھا اور میں نے حضرت عثمانؓ کے سے کام کرنے چاہے تو اس نے میری بات نہ مانی اور ان جیسا آدمی کہاں ہے؟ اور کون ان کے سے اعمال کی مقدرت رکھتا ہے؟ ناممکن ہے کہ ان کے بعد آنے والا کوئی شخص ان کی خوبیوں کو پا سکے۔

ہاں میں نے اپنے نفس کو ایک اپنے راستے پر چلایا ہے جس میں منفعت ہے اور تمہارے لیے بھی اس میں اسی قسم کی منفعت ہے اور اس میں ہر ایک کے لیے جب تک سیرت مستقیم رہے اور اچھی اطاعت رہے' کھانے پینے کا اچھا سامان ہے اگر تم مجھے اپنا اچھا آدمی نہیں سمجھتے تو میں تمہارے لیے اچھا ہوں' خدا کی قسم جس کے پاس تلوار نہیں میں اس پر تلوار نہیں اٹھاؤں گا اور جو پہلے ہو چکا ہے تمہیں معلوم ہے میں نے اسے اپنے کان پیچھے کر دیا ہے اور اگر تم مجھے اپنے سارے حق کا پاسبان نہیں پاتے تو اس کے بعض سے مجھ سے راضی ہو جاؤ بلاشبہ یہ اس کے چوزے کے انڈے کو توڑنے

Marfat.com

والی بات ہے اور جب سیلاب آتا ہے تو کمزور کر دیتا ہے اور اگر کم ہو تو غنی کر دیتا ہے اور فتنہ سے اجتناب اختیار کرو اور اس کا ارادہ نہ کرو بلاشبہ یہ معیشت کو خراب کر دیتا ہے اور آسائش کو مکدر کر دیتا ہے اور استیصال کو وارث بناتا ہے میں اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے بخشش مانگتا ہوں۔ استغفر اللہ''۔

پھر آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔

ظاہر ہے کہ یہ خطبہ ۴۴ھ کے حج کے سال کا ہے یا ۵۰ھ کے سال کا ہے نہ کہ عام الجماعۃ کا۔

اور لیث نے بیان کیا ہے کہ علوان بن صالح بن کیسان نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ لوگوں کے آپ پر متفق ہو جانے کے بعد پہلے حج میں مدینہ آئے تو حضرت حسنؓ حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور قریش کے کچھ لوگ آپ سے ملے اور آپ حضرت عثمان بن عفانؓ کے گھر بھی گئے اور جب آپ گھر کے دروازے کے قریب ہوئے تو عائشہ بنت عثمان چلائیں اور اپنے باپ کا ندبہ کیا' حضرت معاویہؓ نے ان لوگوں سے جو آپ کے ساتھ تھے' کہا' اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ مجھے اس گھر میں کوئی کام ہے' وہ واپس چلے گئے تو آپ نے اندر جا کر عائشہ بنت عثمان کو تسلی دی اور اسے اس بات سے باز رہنے کا حکم دیا اور اسے کہا اے میری بھتیجی! لوگوں نے ہمیں ہماری بادشاہی دے دی ہے اور ہم نے ان کے لیے وہ حلم ظاہر کیا ہے جس کے نیچے غضب ہے اور انہوں نے ہمارے لیے اس اطاعت کا اظہار کیا ہے جس کے نیچے کینہ ہے پس ہم نے اس کا اس کے بدلے ان کے ساتھ سودا کیا ہے اور انہوں نے اس کا اس کے بدلے ہمارے ساتھ سودا کیا ہے پس اگر ہم نے انہیں وہ چیز دی جو انہوں نے ہم سے نہیں خریدی تو وہ ہمارا حق دینے میں بخل کریں گے اور ہم ان کے حق کا انکار کرنے والے ہوں گے اور ان میں سے ہر انسان کے ساتھ اس کے مددگار ہیں اور وہ اپنے مددگاروں کی جگہ کو دیکھتا ہے پس اگر ہم نے ان سے عہد شکنی کی تو وہ ہم سے عہد شکنی کریں گے پھر ہمیں معلوم نہ ہوگا کہ ہمیں غلبہ حاصل ہوتا ہے یا ہم مغلوب ہوتے ہیں اور مجھے تیرا مسلمانوں کی لونڈی بننے کی نسبت تیرا امیر المومنین عثمان کی بیٹی ہونا زیادہ پسند ہے اور میں تیرے باپ کے بعد تیرا کیا ہی اچھا خلف ہوں۔

اور ابن عدی نے علی بن زید کے طریق سے جو ضعیف ہے ابی نضرہ سے بحوالہ ابوسعید روایت کی ہے اور مجالد کی حدیث سے بھی جو ضعیف ہے ابوالوداک سے بحوالہ ابوسعید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دو۔ اور اس نے اسے الحکم بن ظہیر کے طریق سے جو متروک ہے۔ عن عاصم عن زر عن ابن مسعود مرفوعاً قوت دی ہے' بلاشبہ یہ حدیث جھوٹ ہے اور اگر یہ صحیح ہوتی تو صحابہؓ اس فعل کی طرف سبقت کرتے اس لیے کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے اور عمرو بن عبید نے اسے بحوالہ حسن بصری مرسل قرار دیا ہے' ایوب نے بیان کیا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور خطیب بغدادی نے اسے مجہول اسناد کے ساتھ ابوزبیر سے بحوالہ جابر مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر خطبہ دیتے دیکھو تو اسے قتل کر دو[1] ' بلاشبہ وہ امین مامون ہے۔

---

[1] شاید یہ لفظ فاقبلوہ ہے یعنی اسے قبول کر لو اس کی دلیل یہ ہے کہ سلسلہ کلام میں آپ کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ بلاشبہ وہ امین مامون ہے۔ اور اس حدیث پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور مفہوم بھی صحیح رہتا ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

اور ابوزرعہ دمشقی نے عن دحیم عن الولید عن الاوزاعی بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت کو کئی صحابہؓ نے پایا جن میں حضرت اسامہ، حضرت سعد، حضرت جابرؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت زید بن ثابت، حضرت سلمہ بن مخلد، حضرت ابوسعید، حضرت رافع بن خدیج، حضرت ابوامامہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور جن لوگوں کا ہم نے نام لیا ہے ان سے کئی گنا اچھے اور بہتر آدمی بھی ہیں جو چراغ ہدایت اور علم کی پوٹ تھے۔ انہوں نے کتاب سے اس کے مرتب حصے اور دین کے جدید حصے کو پیش کیا اور اسلام سے وہ کچھ سمجھا جو ان کے اغیار نے نہ سمجھا اور انہوں نے خدیج، حضرت ابوامامہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور جن لوگوں کا ہم نے نام لیا ہے ان سے کئی گنا سے تاویل قرآن سیکھی اور ان کی اچھی طرح پیروی کرنے والوں میں حضرت المسور بن مخرمہ، حضرت عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث، حضرت سعید بن المسیب اور حضرت عبداللہ بن محیز رجبی شامل ہیں اور ان جیسے لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جماعت سے دست کش نہیں ہوئے۔

ابوزرعہ نے عن دحیم عن الولید عن سعید بن عبدالعزیز بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو لوگوں کے واسطے لڑنے والی کوئی فوج نہ تھی حتیٰ کہ عام الجماعۃ آ گیا تو حضرت معاویہؓ نے سرزمین روم سے سولہ جنگیں لڑیں، موسم گرما میں ایک سریہ جاتا اور موسم سرما سرزمین روم میں گزارتا پھر واپس آ جاتا اور اس کے بعد دوسرا جاتا، اور جن لوگوں کو آپ نے جنگ کے لیے بھیجا ان میں آپ کا بیٹا یزید بھی تھا اور اس کے ساتھ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے پس وہ انہیں خلیج کے پار لے گیا اور انہوں نے اہل قسطنطنیہ کے ساتھ قسطنطنیہ کے دروازے پر جنگ کی پھر وہ انہیں ساتھ لے کر واپس شام آ گیا اور حضرت معاویہؓ نے اسے آخری وصیت یہ کی کہ وہ رومیوں کے گلے کو مضبوطی سے دبا دے، اور ابن وہب نے یونس سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں دو دفعہ لوگوں کو حج کروایا اور آپ کا دور انیس سال گیارہ ماہ تھا اور ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ۴۴ھ اور ۵۰ھ میں لوگوں کو حج کروایا اور دیگر مؤرخین نے ۵۱ھ بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور لیث بن سعد نے بیان کیا ہے کہ بکیر نے بحوالہ بشر بن سعید ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد کسی شخص کو اس دروازے والے یعنی حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔ اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے زہری سے بحوالہ حمید بن عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا کہ المسور بن مخرمہ نے ہم سے بیان کیا کہ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے، وہ بیان کرتے ہیں جب میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے خیال کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے سلام کہا ہے۔ آپ نے فرمایا اے مسور! ائمہ پر تیرے اعتراض نے کیا کیا؟ میں نے کہا اس بات کو چھوڑیئے اور ہم پہلے جو کچھ کر چکے ہیں اس کے بارے میں حسن سلوک کیجئے، آپ نے فرمایا آپ مجھ سے اپنے بارے میں بات کریں، راوی بیان کرتا ہے کہ میں جو عیب بھی ان پر لگاتا تھا ان میں سے کوئی بات بھی نہ چھوڑی اور انہیں اس کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا، گناہ سے پاک نہیں کیا تمہارے کچھ ایسے گناہ ہیں کہ جن کے متعلق تمہیں خوف ہے کہ اگر اللہ نے انہیں نہ بخشا تو وہ تجھے ہلاک کر دیں گے، راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا ہاں بلاشبہ میرے کچھ ایسے گناہ ہیں اگر اللہ نے انہیں نہ بخشا تو میں ان کے سبب ہلاک ہو جاؤں گا، آپ نے فرمایا تجھے کس نے مجھ سے بڑھ کر مغفرت کی امید کا حقدار بنایا ہے خدا کی قسم میرے ذمے رعایا کی اصلاح حدود کا قیام لوگوں کے

Marfat.com

درمیان صلح کروانا اور راہ خدا میں جہاد کرنا اور ایسے بڑے بڑے کام ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور نہ ہم انہیں ان عیوب وذنوب سے زیادہ شمار کر سکتے ہیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے اور اس میں ایک ایسے دین پر ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نیکیوں کو قبول کرتا اور بدیوں سے درگزر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ اگر مجھے اللہ اور اس کے غیر میں اختیار دیا جائے تو میں اللہ تعالیٰ کو اس کے غیر کے مقابلہ میں پسند کروں گا۔ راوی بیان کرتا ہے جب آپ نے مجھ سے یہ باتیں کیں تو میں سوچ میں پڑ گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ جھگڑے میں مجھ پر غالب آ گئے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت مسور جب اس کے بعد آپ کا ذکر کرتے تو آپ کے لیے دعائے خیر کرتے' اور شعیب نے بھی اسے عن الزہری عن عروہ عن المسور اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور ابن درید نے ابو حاتم سے بحوالہ العتبی بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے لوگو! میں تم سے بہتر نہیں اور بلاشبہ تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مجھ سے بہتر ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم وغیرہ افاضل' لیکن ہو سکتا ہے کہ میں حکومت کے لحاظ سے تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہوں اور تمہارے دشمن پر غالب آ کر اسے زیادہ قتل کرنے والا ہوں اور تمہیں زیادہ دودھ دینے والا ہوں' اور محمد کے اصحاب نے اسے عن ابن سعد عن محمد بن مصعب عن ابی بکر بن ابی مریم عن ثابت مولیٰ معاویہ روایت کیا ہے کہ اس نے حضرت معاویہؓ کو اس قسم کی بات کرتے سنا' اور خطیب دمشق ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن حلبس نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے جمعہ کے روز' دمشق کے منبر پر حضرت معاویہؓ کو بیان کرتے سنا کہ اے لوگو! میری بات کو سمجھو' تم امور دنیا وآخرت کو مجھ سے بڑھ کر جاننے والا ہرگز نہیں پاؤ گے' نماز میں اپنے چہروں اور صفوں کو درست رکھو' وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا' اپنے بیوقوفوں کے ہاتھوں پر گرفت کرو' وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو تم پر مسلط کر دے گا اور وہ تمہیں برا عذاب دے گا' صدقہ دو اور کوئی آدمی نہ کہے کہ میں غریب ہوں' بلاشبہ غریب کا صدقہ' غنی کے صدقے سے افضل ہے پاکدامن عورتوں پر تہمت تراشنے سے اجتناب کرو اور یہ کہ کوئی شخص کہے کہ میں نے سنا ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے اور اگر تم میں سے کسی نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کی عورت پر بھی تہمت تراشی تو قیامت کے روز اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ یزید ابن طہمان الرقاشی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سیرین نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تو تہمت نہ لگاتے' اور ابوالقاسم بغوی نے اسے عن سوید بن سعید عن ہمام بن اسماعیل عن ابی قبیل روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ ہر روز ابوالجیش نامی شخص کو بھیجتے اور وہ مجالس میں گھومتا پھرتا اور پوچھتا کیا کسی کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے؟ یا کوئی مہمان آیا ہے؟ اور جب اسے اس کے متعلق بتایا جاتا تو وہ رجسٹر میں اسے رسد دینے کے لیے اس کا نام لکھ دیتا' اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ متواضع تھے اور آپ کے کوڑے بچوں کے کوڑوں کی طرح ہوتے تھے جنہیں وہ کولڑے کہتے تھے اور آپ ان سے لوگوں کو مارتے تھے۔

اور ہشام بن عمار نے عمرو بن واقد سے بحوالہ یونس بن میسرہ بن حلبس بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں دیکھا آپ اپنے پیچھے ایک خدمت گار کو بٹھائے ہوئے تھے اور آپ کی قمیص کے گریبان کو پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ دمشق کے بازاروں میں چل پھر رہے تھے اور اعمش نے بحوالہ مجاہد بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا اگر تم حضرت

Marfat.com

معاویہؓ کو دیکھتے تو تم کہتے یہ مہدی ہے' اور ہشیم نے عن العوام عن جبلہ ابن سحیم عن ابن عمرو بیان کیا ہے' آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت معاویہؓ سے بڑا سردار نہیں دیکھا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی' آپ نے فرمایا حضرت عمرؓ ان سے بہتر تھے اور حضرت معاویہؓ ان سے بڑے سردار تھے' اور ابوسفیان الحیری نے اسے بحوالہ العوام بن حوشب روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت معاویہؓ سے بڑا سردار نہیں دیکھا' دریافت کیا گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی بڑے سردار نہ تھے؟ انہوں نے کہا حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم آپ سے بہتر تھے اور آپ بڑے سردار تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی طرق سے اس جیسی روایت کی گئی ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ ہمام بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر کسی شخص کو بادشاہت کے لائق نہیں دیکھا اور حنبل بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی عتیبہ نے اہل مدینہ کے ایک شیخ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ میں پہلا بادشاہ ہوں اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن معروف نے ہم سے بیان کیا کہ حمزہ نے بحوالہ ابن شوذب ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ میں پہلا بادشاہ اور آخری خلیفہ ہوں' میں کہتا ہوں سنت یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کو بادشاہ کہا جائے اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر کاٹنے والی حکومت ہوگی۔ کے مطابق آپ کو خلیفہ نہ کہا جائے۔

اور عبدالملک بن مروان نے ایک روز حضرت معاویہؓ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حلم و برداشت اور سخاوت میں ان کی مانند نہیں دیکھا اور قبیصہ بن جابر نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر کسی شخص کو حلیم' بردبار' نرم خو سردار اور نیکی میں کشادہ دست نہیں دیکھا' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت معاویہؓ کو سخت بری باتیں سنائیں تو آپ سے کہا گیا کاش آپ اس پر حملہ کر کے اسے مغلوب کر لیتے؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میری رعیت کے کسی شخص کے گناہ سے میرا حلم تنگ پڑ جائے' اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ کو کس نے حلیم بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ کسی شخص کا جرم میرے حلم سے بڑھ جائے۔

اور اصمعی نے بحوالہ ثوری بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا' مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ گناہ میرے عفو سے بڑھ جائے یا جہل میرے حلم سے بڑھ جائے یا قابل شرم کمزوری کو میں اپنے پردے سے چھپا نہ سکوں اور اصمعی اور شعبی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ابوالجہم نامی شخص اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی جس میں حضرت معاویہؓ کے متعلق کینہ پایا جاتا تھا' حضرت معاویہؓ نے سر جھکا لیا پھر اپنے سر کو اٹھا کر کہا اے ابوالجہم' بادشاہ سے اجتناب اختیار کر وہ بچوں کی طرح غضب ناک ہو جاتا ہے اور شیر کی طرح پکڑ لیتا ہے اور اس کا تھوڑا سا غصہ بہت سے لوگوں پر غالب آ جاتا ہے پھر حضرت معاویہؓ نے ابوالجہم کو مال دینے کا حکم دیا اور ابوالجہم نے اس بارے میں حضرت معاویہؓ کی مدح کرتے ہوئے کہا۔

''ہم ان کے پہلوؤں کی طرف یوں جھکتے ہیں جیسے اپنے باپوں کی طرف جھکتے ہیں اور ہم اسے اس کی دونوں حالتوں کی خبر دینے کے لیے پلٹتے ہیں تو ہمیں ان دونوں سے سخاوت اور نرمی کی خبر ملتی ہے''۔

Marfat.com

اور اعمش نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ چکر لگایا اور حضرت معاویہ' حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے آگے آگے چل رہے تھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا' ان کے سرین' ہند کے سرین سے کس قدر مشابہت رکھتے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ بات حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بھی حیرت میں ڈال دیا کرتی تھی اور آپ کے بھانجے عبدالرحمٰن بن الحکم نے حضرت معاویہؓ سے کہا فلاں شخص مجھے گالیاں دیتا ہے آپ نے اسے فرمایا اس کے آگے پست ہو کر گزر وہ تجھے معاف کر دے گا اور ابن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت معاویہؓ سے کہا میں نے آپ سے زیادہ برداشت والا شخص نہیں دیکھا' حضرت معاویہؓ نے فرمایا ہاں جو شخص آدمیوں کا مقابلہ کرتا ہے وہ ایسے ہی ہوتا ہے' اور ابوعمرو بن العلاء نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا مجھے سرخ اونٹوں کی سخاوت میں خوشی محسوس ہوتی ہے نیز فرمایا فتح کے مقابلہ میں حلم اختیار کرنے سے مجھے خوشی ہوتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے بنی امیہ حلم کے ذریعے قریش سے ممتاز ہو جاؤ' قسم بخدا جاہلیت میں' میں کسی شخص سے ملتا تو وہ مجھے جی بھر کر گالیاں دیتا اور میں اس سے بڑا حلم اختیار کرتا پس میں واپس لوٹتا تو وہ میرا دوست ہوتا اور اگر میں اس سے مدد مانگتا تو وہ میری مدد کرتا اور میں حملہ کرتا تو وہ میرے ساتھ حملہ کرتا۔ اور شریف سے حلم کا روکنا اس کا شرف نہیں اور وہ اسے کرم میں زیادہ کر دیتا ہے نیز فرمایا حلم کی آفت' ذلت ہے' اور جب تک کسی شخص کا حلم اس کے جہل پر اور اس کا صبر اس کی شہوت پر غالب نہ آ جائے وہ مشورہ کے مقام تک نہیں پہنچتا اور اس تک آدمی حلم کی قوت سے ہی پہنچ سکتا ہے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے' ابن ہند کے کیا کہنے' ہم اس سے ڈرا کرتے تھے اور شیر اپنے پنجوں سمیت اس سے دلیر نہیں تھا پس وہ ہم سے الگ ہو جاتا اور ہم اسے فریب دیتے تھے اور اہل زمین کا کوئی شب زاد اس سے زیادہ دانا تھا اور وہ ہم سے فریب کرتا' اور آپ نے کوہ ابوقبیس کی طرف اشارہ کر کے کہا میں چاہتا ہوں جب تک اس پہاڑ میں پتھر موجود ہیں ہم اس سے فائدہ اٹھائیں' ایک شخص نے حضرت معاویہؓ سے کہا' لوگوں کا بڑا سردار کون ہے؟ آپ نے فرمایا جب اس سے سوال کیا جائے تو وہ دل کے لحاظ سے ان سب سے بڑا سخی ہو اور مجالس میں ان سے بڑا با اخلاق ہو اور جب اسے جاہل شمار کیا جائے تو وہ ان سے بڑھ کر حلیم ہو' اور ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

''حلم کی مانند' حماقت کو کسی چیز نے قتل نہیں کیا اور حلیم' جہل پر احسان کرتا ہے اور اگر تو غصے سے بھرپور ہو تو کسی سے بداخلاقی نہ کر بلاشبہ فحش ایک کمینگی ہے اور اپنے بھائی سے گناہ کے ارتکاب پر قطع تعلق نہ کر بلاشبہ گناہوں کو کریم انسان بخش دیتا ہے''۔

اور قاضی ماوردی نے الاحکام السلطانیہ میں بیان کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے پاس چوروں کو لایا گیا تو آپ نے ان کا قطع کیا حتیٰ کہ ان میں سے ایک چور باقی رہ گیا اس نے کہا:

''اے امیر المومنین میں اپنے دائیں ہاتھ کو آپ کے عفو کی پناہ میں دیتا ہوں کہ اسے عیب دار مقام پر پھینکا جائے' میرا ہاتھ خوب صورت تھا کاش اس کا پردہ مکمل ہوتا اور خوبصورت ہاتھ اس عیب کو نہ کھوئے جو اسے عیب دار کر رہا ہے اور دنیا میں کوئی بھلائی نہیں اور جب میرا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے الگ ہو جائے گا تو بھی دنیا محبوب ہی ہو گی''۔

حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں تجھ سے کیا سلوک کروں؟ ہم نے تیرے اصحاب کا قطع کر دیا ہے' چور کی ماں کہنے لگی

Marfat.com

امیر المومنین آپ اپنے جن گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اسے ان میں رکھ لیں تو آپ نے اسے آزاد کر دیا اور وہ پہلا خوش نصیب تھا جسے اسلام میں چھوڑا گیا' اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ حضرت معاویہؓ کس بات کی وجہ سے لوگوں پر غالب آ گئے تھے' جب وہ اڑتے تو یہ گر پڑتے اور جب یہ گر پڑتے تو وہ اڑتے اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے نائب زیاد کی طرف لکھا:

''اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ صرف نرمی کی سیاست ہی لوگوں سے روا رکھے کہ وہ اکڑ جائیں اور نہ سخت سیاست اختیار کرے کہ لوگوں کو ہلاکتوں پر آمادہ کرے' بلکہ تو سختی' درشتی اور کھردرے پن کی سیاست اختیار کر اور میں نرمی' الفت اور رحمت کی سیاست اختیار کرتا ہوں تاکہ جب کوئی خائف' خوف زدہ ہو جائے تو وہ داخل ہونے کے لیے ایک دروازہ پالے''۔

اور ابومسہر نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے اٹھارہ ہزار دینار ادا کیے حالانکہ آپ پر کوئی قرض نہیں تھا جو آپ لوگوں کو ادا کرتیں اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے اور آپ نے انہیں اسی روز تقسیم کر دیا اور ان میں سے ایک درہم بھی باقی نہ بچا' آپ کی خادمہ نے آپ سے کہا آپ نے ہمارے لیے کوئی درہم باقی کیوں نہیں رکھا جس سے ہم گوشت خریدتے اور آپ اس پر روزہ افطار کرتیں' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر تو مجھے یاد دلاتی تو میں ایسا کر دیتی۔ اور عطاءؒ نے بیان کیا ہے حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب کہ آپ مکہ میں تھیں ایک گلوبند بھیجا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی' آپ نے اسے قبول کر لیا اور زید بن الحباب نے حسین بن واقد سے بحوالہ عبداللہ بن بریدہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور آپ نے حضرت حسنؓ سے کہا میں آپ کو ایسا عطیہ دوں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیا' پس آپ نے انہیں چار کروڑ عطیہ دیا' اور ایک دفعہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئے تو آپ نے فوراً انہیں دو لاکھ عطیہ دیا اور دونوں سے کہا مجھ سے پہلے کسی نے انہیں عطیہ نہیں دیا حضرت حسینؓ نے آپ سے کہا' آپ نے ہم سے افضل کسی شخص کو عطیہ نہیں دیا اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے بحوالہ مغیرہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی اور حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے مال کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان دونوں کی طرف یا ان دونوں میں سے ہر ایک کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا' کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ وہ ایک ایسا شخص ہے کہ ہم صبح و شام اس کو بے آبرو کرتے ہیں اور تم اس سے مال مانگتے ہو' ان دونوں نے کہا آپ نے ہمیں محروم کیا ہے اور وہ ہمیں بکثرت دیتے ہیں اور اصمعی نے روایت کی ہے کہ حضرت حسن اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا اے پسر رسول خوش آمدید' اور آپ کو تین لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور حضرت ابن زبیرؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد خوش آمدید' اور آپ کو ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور ابومروان الروانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو آپ نے انہیں اپنے ہم نشینوں میں تقسیم کر دیا اور وہ دس آدمی تھے اور ہر ایک کو دس ہزار درہم ملے' اور آپ نے حضرت عبداللہ بن

Marfat.com

جعفر رضی اللہ عنہما کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو ان کی بیوی فاطمہ نے ان سے مانگ لیے تو آپ نے انہیں دے دیئے اور آپ نے مروان بن الحکم کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو اس نے ان میں سے پچاس ہزار تقسیم کر دیئے اور پچاس ہزار روک لیے اور آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو آپ نے ان میں سے نوے ہزار تقسیم کر دیئے اور دس ہزار باقی رکھ لیے تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا یہ میانہ رو ہیں اور میانہ روی کو پسند کرتے ہیں اور آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے تو انہوں نے ایلچی سے کہا تو انہیں دن کو کیوں لایا ہے؟ تو انہیں رات کو کیوں نہیں لایا' پھر انہوں نے انہیں اپنے پاس روک لیا اور ان میں سے کسی کو کچھ نہ دیا تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا بلاشبہ یہ دغاباز اور کینہ توز ہیں' گویا تو نے اس سے اس کی دم اونچی کر دی ہے اور رگ کاٹ دی ہے' اور ابن داب نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ پر ہر سال حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو ایک کروڑ درہم دینا واجب تھا اور ان کے ساتھ وہ آپ کی ایک سو ضروریات بھی پوری کرتے تھے ایک سال وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں مال دیا اور ان کی ضروریات بھی پوری کیں اور ایک ضرورت باقی رہ گئی اسی دوران میں کہ وہ آپ کے پاس موجود تھے کہ اچانک اصبہند سجستان حضرت معاویہؓ کے پاس مطالبہ کرتے ہوئے آیا کہ آپ اسے اس علاقے کا بادشاہ بنا دیں اور آپ نے وعدہ کیا کہ جو شخص ان کی ضرورت کو پورا کرے گا آپ اسے اپنے مال سے ایک کروڑ درہم دیں گے' پس وہ ان شامی اور عراقی امراء کے پاس گیا جو احنف بن قیس کے ساتھ آئے تھے اور سب یہی بات کہتے تھے کہ تجھ پر عبداللہ بن جعفر کی ضرورت کو پورا کرنا واجب ہے' پس نمبردار نے اس کا قصد کیا اور ابن جعفر نے اس کے متعلق حضرت معاویہؓ سے گفتگو کی تو آپ نے سو ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کی حاجت کو پورا کر دیا اور کاتب نے آپ کے حکم سے اس کے لیے پروانہ لکھا اور ابن جعفر اسے نمبردار کے پاس لے گئے تو اس نے آپ کو سجدہ کیا اور اسے ایک کروڑ لا کر دے دیا تو ابن جعفرؓ نے اسے کہا اللہ کو سجدہ کرو اور اپنے مال کو اپنے گھر لے جاؤ' ہم اہل بیت نیکی کو قیمتاً فروخت نہیں کرتے' حضرت معاویہؓ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر یہ بات یزید نے کہی ہوتی تو وہ مجھے عراق کے خراج سے زیادہ محبوب ہوتی۔ بنو ہاشم صرف سخاوت کرتے ہیں اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ پر ہر سال حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو ایک کروڑ درہم دینا واجب تھا اور بعض اوقات ان پر پانچ لاکھ قرض اکٹھا ہو گیا تو ان کے قرض خواہوں نے ان سے اصرار کیا تو آپ نے ان سے حضرت معاویہؓ کے پاس جانے کی مہلت طلب کی کہ وہ عطیہ میں سے آپ سے کچھ پیشگی کا مطالبہ کریں گے' آپ نے آ کر پوچھا اے ابن جعفرؓ کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا مجھ پر کچھ قرض ہے اور قرض خواہوں نے مجھ سے اصرار کیا ہے؟ آپ نے پوچھا کتنا قرض ہے؟ انہوں نے کہا پانچ لاکھ درہم' تو آپ نے انہیں آپ کی طرف سے ادا کر دیا اور انہیں فرمایا' ایک کروڑ اپنے وقت پر تمہارے پاس پہنچ جائے گا اور ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ہلال نے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا' حضرت حسنؓ بن علیؓ پر تعجب ہے کہ انہوں نے یمانی شہد کو رومہ کے پانی کے ساتھ پیا تو فوت ہو گئے پھر ابن عباسؓ سے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت حسنؓ بن علیؓ کے بارے میں آپ کو غمگین نہ کرے اور نہ دکھ دے' حضرت ابن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا جب تک اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو باقی رکھے گا مجھے اللہ تعالیٰ غم اور دکھ نہیں دے گا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے انہیں ایک کروڑ درہم اور مال و اسباب اور اشیاء عطا کیں اور فرمایا انہیں لے کر اپنے اہل

Marfat.com

میں تقسیم کر دو اور ابوالحسن المدائنی نے بحوالہ سلمہ بن محارب بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ سے دریافت کیا گیا کہ تم میں سے اشرف کون ہے تم یا بنوہاشم؟ آپ نے فرمایا ہم بہت اشراف والے ہیں اور وہ بھی اشرف ہیں ان میں ہاشم ایک ایسا شخص ہے کہ بنی عبد مناف میں اس جیسا کوئی نہیں اور جب وہ فوت ہو گئے تو ہم زیادہ تعداد اور زیادہ اشراف والے ہو گئے اور ان میں حضرت عبدالمطلب بھی تھے ہم میں ان جیسا کوئی نہ تھا اور جب وہ فوت ہو گئے تو ہم زیادہ تعداد اور زیادہ اشراف والے ہو گئے اور ان میں ایک بھی ہمارے ایک کی طرح نہ تھا اور ابھی آنکھ ٹکی بھی نہ تھی کہ وہ کہنے لگے ہم میں نبی ہے اور نبی آیا جس کی مثل اوّلین اور آخرین نے نہ سنا تھا یعنی محمد ﷺ پس اس فضیلت اور شرف کو کون پا سکتا ہے؟

اور ابن ابی خیثمہ نے عن موسیٰ بن اسماعیل عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید عن یوسف بن مہران عن ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس اپنا خواب بیان کیا جس میں آپ نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ ان کے ایام خلافت کا محاسبہ ہو رہا ہے اور آپ نے حضرت معاویہؓ کو دیکھا کہ ان پر دو شخص مقرر ہیں جو ان کے ایام امارت کے اعمال کا محاسبہ کر رہے ہیں حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا وہاں تم نے مصر کے دینار نہیں دیکھے؟ اور ابن درید نے ابوحاتم سے بحوالہ العتبی بیان کیا ہے کہ حضرت عمروؓ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ کے پاس ایک خط آیا تھا جس میں آپ کے بعض اصحاب کی تعریف کی گئی تھی حضرت معاویہؓ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا۔

"صالح لوگ مر رہے ہیں اور تو زندہ ہے موتیں تجھ سے خطا کر جاتی ہیں اور تو نہیں مرتا"۔

تو حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا۔

"کیا تو آرزومند ہے کہ میں مر جاؤں اور تو زندہ رہے اور جب تک تو نہ مرے میں مرنے کا نہیں"۔

اور ابن سماک نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں حاسد نعمت کے سوا ہر شخص کو راضی رکھنے کی استطاعت رکھتا ہوں بلاشبہ وہ صرف زوال نعمت سے ہی راضی ہوتا ہے اور زہری نے عبدالملک سے بحوالہ ابی بحر بتہ بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا جوانمردی چار باتوں میں ہے اسلام میں پاک دامن رہنا' مال کا ٹھیک رکھنا' بھائیوں کا تحفظ کرنا اور پڑوسی کا تحفظ کرنا' اور ابوبکر الہذلی نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ یہ شعر کہا کرتے تھے اور جب آپ نے خلافت سنبھالی تو آپ کے اہل نے آپ سے کہا' آپ انتہا تک پہنچ گئے ہیں اب شعر کا کیا بنے گا؟ ایک روز آپ نے خوش ہو کر کہا۔

"میں نے اپنی حماقت کا قلع قمع کر دیا ہے اور اپنے حلم کو راحت دی ہے اور مجھے اپنے تحمل پر اعتراض ہے اس کے باوجود جب مجھے سخت آنکھوں والے اپنی ضروریات کی طرف دعوت دیتے ہیں تو میں جواب دیتا ہوں"۔

اور مغیرہ نے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیٹھ کر خطبہ دیا' یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ کی چربی زیادہ ہو گئی اور پیٹ بڑھ گیا اور اسی طرح مغیرہ سے بحوالہ ابراہیم روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز بیٹھ کر خطبہ دینے والے سب سے پہلے شخص حضرت معاویہؓ ہیں اور ابوالملیح نے بحوالہ میمون بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے منبر پر بیٹھنے والے شخص حضرت معاویہؓ ہیں اور لوگوں نے بیٹھنے کے لیے آپ سے اجازت طلب کی اور قتادہ نے بحوالہ حضرت سعید بن

Marfat.com

المسیبؒ بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عید الفطر اور قربانی کے روز اذان اور اقامت کہی اور حضرت ابوجعفر الباقر نے بیان کیا ہے کہ مکہ کے دروازوں کے قفل نہیں تھے' حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان کے لیے دروازے بنوائے اور ابوالیمان نے شعیب سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ وہ سنت چلی گئی کہ کافر' مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہو گا' حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسلمان کو' کافر کا وارث قرار دیا اور آپ کے بعد بنوامیہ نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا حتیٰ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا زمانہ آ گیا اور آپ سنت کو واپس لائے اور آپ کے بعد حضرت معاویہؓ اور بنوامیہ نے جو فیصلہ کیا تھا اسے ہشام دوبارہ واپس لے آیا اور یہی بات زہری نے بیان کی ہے۔

اور وہ سنت بھی چلی گئی کہ معاہد کی دیت' مسلمان کی دیت کی طرح ہوگی اور حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسے نصف تک کم کیا اور نصف خود لے لی۔ اور ابن وہب نے مالک سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے متعلق پوچھا تو آپ نے مجھے فرمایا زہری سنو' جو شخص حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا محب ہونے کی حالت میں مرے گا اور عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی شہادت دے گا اور حضرت معاویہؓ کو رحمہ اللہ کہے گا' اللہ پر واجب ہے کہ اس کا حساب سختی سے نہ لے۔ اور سعید بن یعقوب طالقانی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن المبارک کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے ناک کی مٹی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے افضل ہے اور محمد بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن المبارکؒ سے حضرت معاویہؓ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں اس شخص کے بارے میں کیا کہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو آپ کے خلف نے ربنا ولک الحمد کہا' آپ سے دریافت کیا گیا حضرت معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جو مٹی حضرت معاویہؓ کے دونوں نتھنوں میں پڑتی تھی وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بہتر اور افضل ہے اور دیگر لوگوں نے حضرت ابن المبارکؒ سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا ہمارے پاس ایک ڈھال ہے اور جسے ہم اس کی طرف ترچھی نظروں سے دیکھتے دیکھیں ہم اس پر صحابہؓ پر جھوٹ بولنے کی تہمت لگاتے ہیں' اور محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ المعافی بن عمران سے دریافت کیا گیا حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ؟ تو آپ نے غصے ہو کر سائل سے فرمایا' کیا تو ایک صحابی کو ایک تابعی کی مانند بناتا ہے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھی' رشتہ دار' کاتب اور وحی الٰہی کے امین تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' میرے اصحاب اور میرے رشتہ داروں کو میرے لیے چھوڑ دو' جو شخص انہیں گالی دے گا اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور یہی بات فضل بن عتیبہ نے بیان کی ہے اور ابوتوبہ الربیع بن نافع حلبی نے بیان کیا ہے' حضرت معاویہؓ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے لیے پردہ ہیں' پس جب کوئی شخص پردے کو اٹھاتا ہے تو جو کچھ اس کے ماوراء ہے اس پر جرأت کرتا ہے' اور المیمونی نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مجھے کہا' اے ابوالحسن! جب تو کسی شخص کو کسی ایک صحابی کو بھی برائی سے یاد کرتا دیکھے تو اسے اسلام پر متہم کر' اور فضل ابن زیاد نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ کو ایک شخص کے بارے میں دریافت کرتے سنا جو حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کی تنقیص کرتا تھا' کیا اسے رافضی کہا جائے؟ آپ نے فرمایا بلاشبہ اس نے ان دونوں کے خلاف اس لیے

Marfat.com

جرأت کی ہے کہ اس کی اندرونی حالت بری ہے اور جس شخص نے بھی کسی صحابی کی عیب گیری کی ہے اس کی اندرونی حالت بری ہے اور حضرت ابن المبارک نے محمد بن مسلم سے بحوالہ ابراہیم بن میسرہ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو کسی انسان کو مارتے نہیں دیکھا سوائے اس انسان کے جو حضرت معاویہؓ کو گالیاں دے' آپ نے اسے کئی کوڑے مارے اور بعض سلف نے بیان کیا ہے کہ میں شام میں ایک پہاڑ پر تھا کہ اچانک میں نے ہاتف کو کہتے سنا' جس نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا وہ زندیق ہے اور جس نے حضرت عمرؓ سے بغض رکھا اسے جہنم کی طرف گروہ کی صورت میں لایا جائے گا' اور جس نے حضرت عثمانؓ سے بغض رکھا اس کا مدمقابل رحمان ہوگا اور جس نے حضرت علیؓ سے بغض رکھا اس کے مدمقابل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور جس نے حضرت معاویہؓ سے بغض رکھا اسے سپاہی بھڑکتی جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں گے اور اسے بھڑکتے ہاویہ میں پھینک دیں گے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے پاس حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم بھی تھے کہ اچانک ایک شخص آ گیا تو حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہماری عیب گیری کرتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹا تو اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی عیب گیری نہیں کرتا بلکہ میں اس یعنی حضرت معاویہؓ کی عیب گیری کرتا ہوں آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو کیا یہ میرا صحابی نہیں' آپ نے یہ بات تین بار کہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نیزہ لیا اور اسے حضرت معاویہؓ کو دیا اور فرمایا اسے اس کے سینے میں گھسیڑ دو' اس نے اسے اس نیزہ سے مارا اور میں بیدار ہو کر صبح سویرے اپنے گھر کی طرف گیا کیا دیکھتا ہوں کہ رات کو اس شخص کو حلق کا درد ہوا اور وہ مر گیا اور وہ راشد کندی تھا۔

اور ابن عساکر نے فضیل بن عیاض سے روایت کی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت معاویہؓ' صحابہؓ میں سے تھے اور کبار علماء میں سے تھے لیکن دنیا کی محبت میں آزمائے گئے اور العتبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ سے دریافت کیا گیا بڑھاپا بڑی تیزی سے آپ کی طرف آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایسا کیوں نہ ہو' میں ہمیشہ دیکھتا ہوں کہ عربوں کا ایک شخص میرے سر پر کھڑا ہو کر گفتگو سے مجھے برانگیختہ کر رہا ہے جس کا جواب دینا مجھے واجب ہے اگر میں صحیح جواب دیتا ہوں تو میری تعریف نہیں ہوتی اور اگر میں غلطی کرتا ہوں تو اس سے جھگڑا اچل پڑتا ہے اور شعبی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آخری عمر میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجلی ہو گئی تھی۔

اور ابن عساکر نے حضرت معاویہؓ کے غلام خدیج الخصی کے حالات میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک سفید رنگ خوب صورت لونڈی خریدی اور میں اسے بے لباس کر کے آپ کے پاس لے گیا اور آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی اور آپ اس کی متاع یعنی فرج کی طرف جھکنے لگے اور کہنے لگے یہ متاع کاش میرے لیے متاع ہوتی' اسے یزید بن معاویہؓ کے پاس لے جا' پھر کہنے لگے نہیں۔ ربیع بن عمرو القرشی کو میرے پاس بلا لاؤ وہ فقیہ تھے۔ اور جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ کہنے لگے اس لونڈی کو برہنہ حالت میں میرے پاس لایا گیا ہے اور میں نے اسے ادھر اُدھر سے دیکھا ہے اور میں نے چاہا کہ اسے یزید کے پاس بھیج دوں' انھوں نے کہا امیر المومنین ایسا نہ کیجیے یہ ان کے مناسب حال نہیں آپ نے کہا آپ کی رائے بہت اچھی ہے' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے اسے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عبداللہ بن مسعدۃ فزاری کو بخش دیا جو سیاہ فام تھا اور آپ نے اسے کہا اس سے

Marfat.com

اپنے بچوں کو سفید بنانے اور یہ حضرت معاویہؓ کی عقل مندی اور سمجھداری کی بات ہے' کیونکہ آپ نے اسے شہوت کی نظر سے دیکھا لیکن آپ نے اپنے نفس کو اس سے کمزور پایا تو آپ اسے اپنے بیٹے یزید کو اس قول الٰہی ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ کی وجہ سے ہبہ کرنے سے ڈر گئے اور فقیہ ربیعہ بن عمرو الجرشی الدمشقی نے اس پر آپ سے اتفاق کیا۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ' اہل مصر کے وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو آپ نے راستے میں انہیں کہا کہ جب تم حضرت معاویہؓ کے پاس جاؤ تو انہیں سلام خلافت نہ کہنا وہ اسے پسند نہیں کرتے اور جب حضرت عمروؓ ان سے پہلے آپ کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ نے اپنے دربان سے کہا انہیں اندر لاؤ اور اسے اشارہ کرو کہ وہ انہیں اندر آنے کے بارے میں ڈرائے اور خوفزدہ کرے نیز فرمایا میرا خیال ہے کہ عمرو کسی بات کے لیے ان سے آگے آیا ہے اور جب وہ انہیں آپ کے پاس اندر لائے۔ اور انہوں نے ان کی توہین کی تو جب ان میں سے کوئی شخص داخل ہوتا تو کہتا السلام علیک یا رسول اللہ' اور جب حضرت عمروؓ آپ کے پاس سے اٹھے تو کہنے لگے تمہارا برا ہو' میں نے تمہیں انہیں سلام خلافت کہنے سے روکا تھا اور تم نے انہیں سلام نبوت کہا ہے۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت معاویہؓ سے سوال کیا کہ وہ اس کے گھر کی تعمیر کے لیے لکڑی کے بارہ ہزار تنوں کی مدد دیں' حضرت معاویہؓ نے پوچھا تمہارا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا بصرہ میں' آپ نے پوچھا اس کی وسعت کیا ہے؟ اس نے کہا لمبائی چوڑائی دو دو فرسخ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہہ کہ میرا گھر بصرہ میں ہے بلکہ یہ کہہ کہ بصرہ میرے گھر میں ہے' بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ آیا اور دونوں حضرت معاویہؓ کے دسترخوان پر بیٹھ گئے اور اس کا بیٹا جلدی جلدی کھانے لگا اور حضرت معاویہؓ اسے دیکھنے لگے' اور اس کا باپ اسے اس بات سے منع کرنا چاہتا تھا مگر وہ نہ سمجھا اور جب وہ دونوں باہر نکلے تو اس کے باپ نے اسے ملامت کی اور اسے آنے سے روک دیا' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تمہارا بڑے بڑے لقمے نگلنے والا لڑکا کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ بیمار ہے آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اس کا کھانا اسے بیمار کر دے گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے جو آپ کے سامنے کھڑا تھا' دیکھا اور وہ ایک چوغہ پہنے ہوئے تھا' اور آپ اسے حقیر سمجھنے لگے' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ چوغے سے مخاطب نہیں بلکہ جو شخص اس چوغے کو پہنے ہوئے ہے وہ آپ سے مخاطب ہے' اور حضرت معاویہؓ نے فرمایا بہترین شخص وہ ہے کہ جب اسے دیا جائے تو وہ شکر کرے اور جب آزمایا جائے تو صبر کرے اور جب غصے ہو تو غصہ پی جائے اور جب طاقت پائے تو بخش دے اور جب وعدہ کرے تو پورا کرے اور جب برائی کرے تو بخشش طلب کرے' اور مدینہ کے ایک شخص نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب مردوں کے بچوں کے اولاد ہو جاتی ہے اور بڑھاپے کے باعث ان کے بازو متحرک ہو جاتے ہیں اور ان کی بیماریاں ان کے پاس آنے لگتی ہیں تو وہ کھیتیاں ہوتی ہیں جن کی کٹائی کا وقت قریب آ جاتا ہے' حضرت معاویہؓ نے فرمایا اس نے مجھے میری موت کی اطلاع دی ہے۔

اور ابن الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن سفیان نے بحوالہ عبداللہ ہی مجھ سے بیان کیا کہ تمامہ بن کلثوم نے مجھے بتایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آخری خطبہ میں فرمایا:

Marfat.com

''اے لوگو! جس نے کاشت کی ہے اس کی کٹائی کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں تمہارا والی رہا ہوں اور میرے بعد مجھ سے بہتر ہرگز تمہارا کوئی والی نہ ہوگا بلکہ جو تمہارا والی بنے گا وہ مجھ سے برا ہوگا جیسا کہ مجھ سے پہلے تمہارا والی تھا وہ مجھ سے بہتر تھا اور اے یزید جب میری موت قریب آ جائے تو میرے غسل کا کام ایک دانشمند شخص کے سپرد کرنا' بلاشبہ دانش مند کا اللہ کے ہاں ایک مقام ہوتا ہے پس وہ اچھی طرح غسل دے اور بلند آواز سے تکبیر کہے پھر خزانہ میں ایک رومال ہے اس کا قصد کرنا اس میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا اور آپ کے کٹے ہوئے بال اور ناخن ہیں' پس کٹے ہوئے بالوں اور ناخنوں کو میری ناک' منہ اور دونوں کانوں اور دونوں آنکھوں پر رکھ دینا اور اس کپڑے کو لپیٹنے والے کپڑے کے اندر میری جلد کے ساتھ رکھنا اور اے یزید' والدین کے بارے میں اللہ کی وصیت کو یاد کرنا اور جب تم مجھے میرے کپڑوں میں لپیٹ دو اور مجھے میری قبر میں رکھ دو تو معاویہ اور ارحم الراحمین کو چھوڑ دو''۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کہنے لگے۔

''میری زندگی کی قسم میں نے زمانے میں تھوڑی عمر پائی ہے اور دنیا تلواروں کے پڑنے سے میری مطیع ہو گئی ہے اور مجھے سرخ مال' حکومت اور عقل عطا کی گئی ہے اور مجھے سب جابر بادشاہوں نے سلام کہا ہے اور جس بات سے میں خوش ہوا کرتا تھا وہ گزشتہ گزرے ہوئے حکم کی طرح ہو گئی ہے' کاش میں بادشاہت سے ایک ساعت بھی سروکار نہ رکھتا اور نہ تروتازہ زندگی کی لذات میں وسعت اختیار کرتا اور میری پوزیشن دو چادروں والے شخص کی سی ہے جو صرف گزارے پر جیا ہو اور پھر قبر کی تنگی سے دوچار ہو گیا ہو''۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ علی بن محمد نے محمد بن الحکم سے اس شخص کے حوالے سے جس نے اس سے بات بیان کی' بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ آپ کے نصف مال کو بیت المال کی طرف واپس کر دیا جائے۔ گویا آپ نے اسے پاک کرنے کا ارادہ کیا' اس لیے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے عمال کو قسم دی تھی۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ آخری عمر میں آپ کو سخت سردی لگتی تھی اور جب آپ لباس پہنتے یا کسی بوجھل چیز سے اپنے آپ کو ڈھانپتے تو وہ آپ کو غمگین کرتی پس آپ نے اپنے لیے پرندوں کے پوٹوں کا کپڑا بنایا۔ پھر بعد ازاں وہ بھی آپ کے لیے بوجھل ہو گیا تو آپ نے فرمایا اے گھر تیرے لیے ہلاکت ہو میں چالیس سال تیرا مالک رہا' بیس سال امیر بن کر اور بیس سال خلیفہ بن کر' پھر تجھ میں میرا یہ حال اور انجام ہے' دنیا اور اس سے محبت کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہو۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابو عبیدہ نے ابو یعقوب ثقفی سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر ہمیں بتایا کہ جب حضرت معاویہؓ کی حالت بگڑ گئی اور لوگ آپ کی موت کی باتیں کرنے لگے تو آپ نے اپنے اہل سے کہا' میری آنکھوں کو سرمے سے بھر دو اور میرے سر کو خوب تیل لگاؤ' انہوں نے ایسے ہی کیا اور آپ کے چہرے کو تیل سے بھر دیا پھر آپ کے لیے مجلس آراستہ کی گئی اور آپ نے فرمایا مجھے سہارا دو' پھر فرمایا لوگوں کو اطلاع دو وہ مجھے کھڑے ہو کر سلام کہیں اور کوئی شخص نہ بیٹھے' پس ایک شخص آتا اور کھڑے ہو کر سلام کہتا وہ آپ کو سرمہ اور تیل لگائے ہوئے دیکھتا اور لوگوں سے بات کرنے والا شخص کہتا بلاشبہ امیر المومنین بڑے صحت مند لوگوں میں سے

Marfat.com

ہیں اور جب وہ آپ کے پاس سے چلے گئے تو حضرت معاویہؓ نے اس بارے میں کہا۔

''اور خوش ہونے والوں کے لیے میرا مضبوطی دکھانا اس لیے تھا کہ میں انہیں دکھاؤں کہ میں گردش زمانہ کے سامنے عاجزی اختیار کرنے والا نہیں اور جب موت اپنے ناخن گاڑ دیتی ہے تو تو دیکھے گا کہ کوئی تعویذ فائدہ نہیں دیتا''۔

راوی بیان کرتا ہے آپ کو کھجلی ہوگئی تھی اور آپ نے اسی روز وفات پائی۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کاش میں ذوطویٰ میں قریش کا ایک شخص ہوتا اور میں نے اس امارت سے کچھ حصہ نہ لیا ہوتا اور ابوالسائب مخزومی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مثال کے طور پر شاعر کا یہ قول پڑھا۔

''اے میرے رب! اگر تو کرید کرے گا تو تیری کرید عذاب بن جائے گی اور مجھے عذاب سہنے کی طاقت نہیں اور یا عفو کے ساتھ درگزر کر دے اور اس برائی کرنے والے کو معاف کر دے جس کے گناہ مٹی کی طرح ہیں''۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کے اہل آپ کو الٹنے پلٹنے لگے تو آپ نے انہیں کہا تم کس شیخ کو الٹتے پلٹتے ہو؟ کاش کل اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے عذاب سے نجات دے دے۔ اور محمد بن سیرین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ اپنا رخسار زمین پر رکھتے پھر اپنے چہرے کو پلٹتے اور دوسرے رخسار کو زمین پر رکھتے اور روتے اور کہتے' اے اللہ تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ (بلاشبہ اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کا شرک کیا جائے اور اس سے کم تر گناہوں کو جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے) اے اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل کر جنہیں تو بخشنا چاہتا ہے اور العتبی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنی موت کے نزدیک کسی کا یہ شعر بطور مثال پڑھا۔

''یہ موت ہے اور اس سے نجات پانے کی کوئی جگہ نہیں اور موت کے بعد جس امر سے ہم ڈرتے ہیں وہ بڑا قبیح اور سخت ہے''۔

پھر فرمایا اے اللہ لغزش و گناہ کو معاف کر اور اپنے حلم سے اس کے جہل سے درگزر فرما جو تیرے غیر سے امید نہیں رکھتا بلاشبہ تو وسیع مغفرت والا ہے' اور خطاکار کے لیے اپنی خطا سے تیرے پاس بھاگنے کے سوا اور کوئی جگہ نہیں''۔

اور ابن درید نے اسے عن ابی حاتم عن ابی عبیدہ عن ابی عمرو بن العلاء روایت کیا ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ پھر آپ فوت ہوگئے' اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ بے ہوش ہوگئے پھر ہوش آیا تو آپ نے اپنے اہل سے فرمایا اللہ سے ڈرو بلاشبہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ اسے بچائے گا اور جو نہیں ڈرے گا وہ اسے نہیں بچائے گا پھر آپ فوت ہوگئے۔ اور ابومخنف نے بحوالہ عبدالملک بن نوفل بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ فوت ہوگئے تو الضحاک بن قیس نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا۔ اور حضرت معاویہؓ کا کفن اس کے ہاتھوں میں تھا۔ حمد و ثنائے الٰہی کے بعد اس نے کہا بلاشبہ حضرت معاویہؓ عربوں کی فصیل مدد اور نصیبہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے فتنہ کا خاتمہ کیا اور انہیں بندوں پر بادشاہ بنایا اور ان کے ذریعے ملکوں کو فتح کرایا آگاہ رہو وہ فوت ہو چکے ہیں اور یہ ان کا کفن ہے اور ہم انہیں اس میں لپیٹنے والے ہیں اور انہیں ان کی قبر میں داخل کرنے والے ہیں

Marfat.com

اور ان کے عمل کے درمیان سے الگ ہو جانے والے ہیں پھر قیامت تک برزخ کا خوف ہوگا پس تم میں سے جو شخص انہیں دیکھنا چاہتا ہے وہ پہلے موقع پر حاضر ہو جائے پھر وہ منبر سے نیچے اترا اور اس نے یزید بن معاویہ کی طرف ایلچی بھیجا کہ وہ اسے بتائے اور اسے آنے کی ترغیب دے۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ نے رجب ۶۰ھ میں دمشق میں وفات پائی اور ایک جماعت کا قول ہے کہ ۱۵/رجب ۶۰ھ کو جمعرات کی شب کو وفات پائی اور بعض کا قول ہے ۲۲/رجب ۶۰ھ کو جمعرات کی شب کو وفات پائی۔ یہ قول ابن اسحٰق اور دیگر مورخین کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۴/رجب کو وفات پائی۔ یہ قول لیث کا ہے اور سعد بن ابراہیم کا قول ہے کہ رجب کے آغاز میں وفات پائی۔

محمد بن اسحٰق اور امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بیٹے یزید نے آپ کی نماز پڑھائی اور کئی طریق سے بیان ہوا ہے کہ آپ نے اسے وصیت کی تھی کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے اس کپڑے میں کفن دیا جائے جو آپ نے انہیں پہنایا تھا اور وہ آج کے دن کے لیے آپ کے پاس سنبھالا پڑا تھا اور یہ کہ آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے جو کٹے ہوئے بال اور ناخن پڑے ہیں وہ انہیں آپ کے منہ' ناک اور آنکھوں اور کانوں میں رکھ دے اور دیگر مورخین کا بیان ہے کہ آپ کا بیٹا یزید غائب تھا اور ظہر کی نماز کے بعد دمشق کی مسجد میں الضحاک بن قیس نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر آپ کو دفن کر دیا گیا' بعض کا قول ہے کہ آپ کو دار الامارت الخضراء میں دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور جمہور کا یہی خیال ہے۔ واللہ اعلم' اس وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی اور یہی قول زیادہ مشہور ہے۔ واللہ اعلم

پھر الضحاک بن قیس ایک فوج کے ساتھ سوار ہو کر یزید بن معاویہ کو ملنے گیا۔ اور یزید حوارین میں تھا۔ اور جب یہ لوگ ثنیۃ العقاب تک پہنچے تو یزید کے بوجھ انہیں ملے' کیا دیکھتے ہیں کہ یزید ایک بختی اونٹ پر سوار ہے اور غم اس کے چہرے سے نمایاں ہے لوگوں نے اسے سلام امارت کہا اور اس سے اس کے باپ کی تعزیت کی اور ان کے جواب میں اس کی آواز پست تھی اور لوگ خاموش تھے اور ضحاک بن قیس کے سوا اس سے کوئی شخص گفتگو نہ کرتا تھا' پس وہ باب توما تک پہنچا تو لوگوں نے خیال کیا کہ وہ اس میں داخل ہو کر شہر جائے گا پس وہ فصیل کے ساتھ ساتھ اس سے آگے گزر گیا یہاں تک مشرقی دروازے تک پہنچ گیا اسے کہا گیا کہ وہ اس سے داخل ہو جائے کیونکہ یہ خالد کا دروازہ ہے پس وہ اس سے گزر کر باب الصغیر پر آ گیا تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے باپ کی قبر پر جانا چاہتا ہے اور جب وہ باب الصغیر پر پہنچا تو قبر کے نزدیک پیادہ پا ہو گیا پھر اس نے اندر جا کر دفن ہو جانے کے بعد اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی پھر مڑ گیا اور جب وہ قبرستان سے باہر نکلا تو خلافت کی سواریاں لائی گئیں اور وہ سوار ہو گیا۔

پھر وہ شہر میں داخل ہوا اور اس کے حکم سے الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا گیا اور الخضراء میں داخل ہوا اور غسل کیا اور اچھا لباس پہنا پھر باہر آ کر لوگوں سے خطاب کیا اور یہ پہلا خطبہ تھا جو اس نے امیر المومنین بن کر دیا اور اس نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا' اے لوگو! حضرت معاویہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا پھر انہیں اپنے پاس لے گیا آپ اپنے بعد آنے والوں سے بہتر اور اپنے سے پہلوں سے کمتر تھے اور میں اللہ کے مقابلہ میں ان کی تعریف نہیں کرتا وہ انہیں بہتر جانتا ہے اگر وہ

Marfat.com

انہیں معاف کر دے تو یہ اس کی رحمت ہے اور اگر وہ انہیں سزا دے تو وہ ان کے گناہ کی وجہ سے ہوگی اور ان کے بعد مجھے امارت ملی ہے اور میں جستجو پر افسوس نہیں کرتا اور نہ تفریط پر معذرت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جب کسی بات کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے اور اس نے اپنے اس خطبہ میں ان سے کہا' بلاشبہ حضرت معاویہؓ تم کو جنگ کے لیے سمندر میں بھیجا کرتے تھے اور میں کسی مسلمان کو سمندر میں لے جانے والا نہیں' اور حضرت معاویہؓ سردیوں میں تمہیں رومیوں کے علاقے میں بھیجتے تھے اور میں کسی شخص کو سردیوں میں رومیوں کے علاقے میں بھیجنے والا نہیں' اور حضرت معاویہؓ تمہارے لیے تین حصے عطیات نکالا کرتے تھے اور میں تمہارے لیے ان سب کو جمع رکھوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ اسے چھوڑ کر منتشر ہو گئے اور وہ کسی کو اس پر فضیلت نہ دیتے تھے اور محمد بن عبداللہ بن الحکم نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے بیماری کی حالت میں یزید کی طرف پیغام بھیجا اور جب ایلچی اس کے پاس پہنچا تو وہ یہ کہتے ہوئے سوار ہو گیا۔

''ایلچی جلدی سے ایک کاغذ لایا ہے اور دل نے اس کے کاغذ سے گھبراہٹ محسوس کی ہے ہم نے کہا تو ہلاک ہو جائے تمہارے کاغذ میں کیا لکھا ہے اس نے کہا خلیفہ کو بڑی تکلیف ہو گئی ہے' پس زمین گھوم گئی اور قریب تھا کہ وہ ہمارے ساتھ گھوم جاتی گویا اس کے خاکستری ستون اکھڑ گئے ہیں پھر ہم باریک کمر اور دھنسی ہوئی آنکھوں والی اونٹنیوں کے پاس گئے اور ہم نے انہیں راستوں پر چلا دیا اور ہم جلدی سے آگے پیچھے نہیں چل رہے تھے اور جب وہ ہمارے پاؤں کو تکلیف دیتیں تو ہم پرواہ نہ کرتے اور ان میں سے کوئی مرمات اور طلع مقام پر نہ مری اور جب ہم پہنچے تو گھر کا دروازہ رملہ کی آواز سے ہل رہا تھا جس سے ڈر کر دل پھٹ گیا اور جس کا دل ہمیشہ بلندیوں پر جھانکتا رہا ہو' قریب ہے کہ اس دل کی چابیاں گر جائیں' ابن ہند ہلاک ہو گیا ہے اور اس کے پیچھے بزرگی بھی ہلاک ہو گئی ہے گویا دونوں مل کر اکٹھے صحیح سالم تھے وہ روشن رو تھا جس سے بارش طلب کی جاتی تھی اگر وہ لوگوں سے ان کی عقلوں کی قرعہ اندازی کرتا تو جیت جاتا۔ جسے اس نے پھاڑ دیا ہے لوگ خواہ کس قدر اسے پیوند لگانے کی کوشش کریں' نہیں لگا سکیں گے اور جس کو اس نے پیوند لگایا ہے اسے پھاڑ نہیں سکیں گے''۔

اور حضرت امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ یزید نے یہ دو شعر اعشی سے سرقہ کیے ہیں پھر آپ نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے باپ کی وفات سے قبل دمشق میں داخل ہوا اور آپ نے اسے وصی مقرر کیا' یہ قول ابن اسحٰق اور دیگر مؤرخین کا ہے لیکن جمہور کا خیال یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کی وفات کے بعد دمشق آیا ہے اور اس نے آپ کی قبر پر لوگوں کو نماز جنازہ پڑھائی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابو الورد العنبری نے حضرت معاویہؓ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا ہے۔

''آگاہ رہو میں معاویہ بن حرب کی موت کی خبر یوں دیتا ہوں جیسے حرم کے باہر کے علاقے کو ماہ حرام کی اطلاع دی جاتی ہے' موت کی خبر دینے والوں نے تمام راستوں میں لگاموں میں تیروں کی طرح جھک کر اس کی موت کی خبر دی۔ ستارے تمہارے پاس آئے تو وہ گونگے تھے وہ بلند ہمت معاویہ کا نوحہ کر رہے تھے''۔

Marfat.com

اور ایمن بن حریم نے آپ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

''گردش روزگار نے آل حرب کی عورتوں کو اس انداز سے تیر مارا کہ وہ حیران رہ گئیں اور انھوں نے اپنے سیاہ بالوں کو سفید کر لیا اور اپنے سفید چہروں کو سیاہ کر لیا اور اگر تو ہند اور رملہ کے رونے کو دیکھتا جب وہ رخساروں پر تھپڑ مار رہی تھیں تو تو اس زخمی چلانے والی کی طرح روتا جس کے اکلوتے بچے کو زمانے نے مار دیا ہو''۔

آپ کی بیویوں اور بچوں کا بیان:

آپ کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن تھا اور اسی سے آپ کنیت کرتے تھے اور دوسرا بیٹا عبداللہ تھا جو ضعیف العقل تھا اور ان دونوں کی ماں فاختہ بنت قرظہ ابن عمرو بن نوفل بن عبد مناف تھی اور اس کے بعد آپ نے اس سے الگ ہو کر اس کی بہن کنوۃ بنت قرظہ سے نکاح کیا جو فتح قبرص کے وقت آپ کے ساتھ تھی اور آپ نے نائلہ بنت عمارۃ الکلبیہ سے بھی نکاح کیا جس نے آپ کو تعجب میں ڈال دیا اور آپ نے میسون بنت بحدل سے کہا' جا کر اپنی عمزادی کو دیکھو وہ اندر گئی تو آپ نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا' وہ حسن وجمال میں کامل ہے لیکن میں نے اس کی ناف کے نیچے ایک تل دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کا خاوند قتل ہو جائے گا اور اس کا سر اس کی گود میں رکھا جائے گا تو حضرت معاویہؓ نے اسے طلاق دے دی اور آپ کے بعد حبیب بن سلمہ فہری نے اس سے نکاح کر لیا پھر اس کے بعد نعمان بن بشیر نے اس سے نکاح کیا اور قتل ہو گئے اور آپ کا سر اس کی گود میں رکھا گیا اور آپ کی مشہور اولاد میں سے یزید ہے جس کی ماں میسون بنت بحدل بن انیف بن دلجۃ بن قنافۃ الکلبی ہے اور یہی نائلہ کے پاس گئی تھی اور حضرت معاویہؓ کو اس کے متعلق جو بتانا تھا بتایا تھا' یہ بڑی دانا' بڑی خوبصورت' بڑی سردار' بڑی عقل مند اور دیندار عورت تھی' ایک روز حضرت معاویہؓ اس کے ہاں آئے تو آپ کے ساتھ ایک خصی خادم بھی تھا اس نے اس سے پردہ کیا اور کہنے لگی آپ کے ساتھ یہ کون شخص ہے آپ نے کہا یہ خصی ہے اس کے سامنے آ جاؤ' اس نے کہا اللہ نے جس چیز کو حرام کیا ہے مثلہ اس کے لیے حلال نہیں کر سکتا اور اس نے اس سے حجاب کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ سے کہا' محض آپ کا اسے مثلہ کر دینا ہرگز وہ چیز اس پر حلال نہیں کرتا جو اللہ نے اس پر حرام کی ہے' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے یزید کو اپنے باپ کے بعد خلافت دی اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس میسون نے حضرت معاویہؓ کے لیے ایک اور بیٹی کو جنم دیا جسے امۃ رب المشارق (مشارق کے رب کی لونڈی) کہا جاتا تھا' جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گئی' اور رملہ کے ساتھ عمرو بن عثمانؓ بن عفان نے نکاح کیا اس کا گھر دمشق میں عقبۃ السمک کے پاس زقاق الرمان کے بالمقابل تھا۔ یہ قول ابن عساکر کا ہے' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس کی چکی آج تک مشہور ہے اور ہند بنت عتبہ کے ساتھ عبداللہ بن عامر نے نکاح کیا اور جب جامع مسجد کے پڑوس میں اسے الخضراء میں اس کے پاس لایا گیا اور اس نے اس کے نفس پر قابو پانا چاہا تو اس نے شدید روکاوٹ کی تو اس نے اسے مارا تو وہ چلائی اور جب لونڈیوں نے اس کی آواز سنی تو وہ بھی چلائیں اور انہوں نے اپنی آوازوں کو بلند کیا تو حضرت معاویہؓ نے ان کی آواز سنی تو اٹھ کر ان کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنی سیدہ کی آواز سنی تو ہم چلا اٹھیں آپ اندر گئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اس کی مار سے رو رہی ہے آپ نے ابن عامر سے کہا' تو ہلاک ہو جائے اس قسم کی عورت کو اس قسم کی رات میں تو مارتا ہے؟ پھر اسے کہا یہاں سے نکل جا پس ابن عامر باہر چلا گیا اور حضرت

Marfat.com

معاویہؓ نے علیحدگی میں اسے کہا اے میری بیٹی یہ تیرا خاوند ہے جسے اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

''وہ کون حیادار' خوب صورت عورتیں ہیں جن کا حرام ہونا تو مشکل ہے اور ان کا حلال ہونا آسان ہے؟''۔

پھر حضرت معاویہؓ اس کے پاس سے چلے گئے اور اس کے خاوند سے کہا اندر جاؤ میں نے اس کی طبیعت کو تیرے لیے ہموار اور استوار کر دیا ہے ابن عامر اندر گیا تو اس کا مزاج ٹھیک ہو چکا تھا پس اس نے اس سے اپنی حاجت پوری کی۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب کی حکومت میں حضرت معاویہؓ کے قاضی حضرت ابو الدرداءؓ تھے اور جب آپ کو موت آئی تو آپ نے حضرت معاویہؓ کو مشورہ دیا کہ وہ قضا کا محکمہ فضالہ بن عبید کے سپرد کر دیں پھر فضالہ بھی فوت ہو گئے تو آپ نے ابو ادریس خولانی کو قاضی بنا دیا اور آپ کے محافظ دستے میں ایک شخص مختار نامی تھا جو غلاموں میں سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام مالک تھا اور اس کی کنیت ابو المخارق تھی۔ جو حمیر کا غلام تھا۔ اور حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے محافظ مقرر کیے اور آپ کی حجابت پر آپ کا غلام سعد تھا اور قیس بن حمزہ پولیس کا افسر تھا پھر زمیل بن عمرو العذری پھر الضحاک بن قیس فہری افسر بنا اور آپ کا مشیر سرجون بن منصور رومی تھا اور حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مہر کا دفتر بنایا اور کتابوں پر مہر لگائی۔

اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر

حضرت صفوان بن المعطل:

بن رحضہ بن المؤمل ابن خزاعی ابو عمرو آپ سب سے پہلے معرکہ المریسیع میں شامل ہوئے اور اس روز آپ ساقہ میں تھے اور انہی پر اہل افک نے حضرت ام المومنین کی تہمت لگائی تھی' پس اللہ نے آپ کو اور حضرت ام المومنین کو ان کی باتوں سے بری قرار دیا اور آپ سادات المسلمین میں سے تھے اور آپ کو سخت نیند آتی تھی حتیٰ کہ بسا اوقات سورج چڑھ جاتا تھا اور آپ سوئے ہوتے تھے اور جاگتے نہیں تھے' رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا جب آپ بیدار ہوا کریں تو نماز پڑھ لیا کریں' حضرت صفوانؓ شہید ہو کر مارے گئے۔

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ:

عبد بن ثوب الخولانی' بلاد یمن کی خولان بستی سے تعلق رکھتے تھے اسود عنسی نے آپ کو دعوت دی کہ آپ گواہی دیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اس نے آپ سے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے فرمایا میں نہیں سنتا' میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اس نے آپ کے لیے آگ بھڑکائی اور آپ کو اس میں پھینک دیا مگر آگ نے آپ کو کوئی گزند نہ پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے نجات دی' آپ حضرت ابراہیم خلیل کی مانند تھے' حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے وفات نہیں دی تاکہ میں امت محمد ﷺ میں اس شخص کو دیکھ لوں جس کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل کا سا سلوک کیا گیا اور آپ نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور آپ کے احوال و مکاشفات بھی ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم

بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال میں حضرت نعمان بن بشیرؓ نے بھی وفات پائی ہے مگر زیادہ واضح بات یہ ہے کہ آپ اس کے بعد فوت ہوئے ہیں جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

یزید بن معاویہؓ اور اس کے دور کے واقعات

رجب ۶۰ ھ میں اس کے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس کی پیدائش ۲۶ ھ میں ہوئی اور جس روز اس کی بیعت ہوئی اس کی عمر ۳۴ سال تھی' اس نے اپنے باپ کے نائبین کو صوبوں پر برقرار رکھا' اور ان میں سے کسی ایک کو بھی معزول نہ کیا اور یہ اس کی ذہانت کی بات ہے۔

ہشام بن محمد الکلبی نے بحوالہ ابومخنف لوط بن یحییٰ کوفی مؤرخ بیان کیا ہے کہ یزید ماہ رجب ۶۰ ھ میں حکمران بنا اور امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان اور امیر کوفہ نعمان بن بشیر اور امیر بصرہ عبداللہ بن زیاد اور امیر مکہ عمرو بن سعید بن العاص تھے اور یزید جب حکمران بنا تو اس کی صرف یہ خواہش تھی کہ وہ لوگ اس کی بیعت کرلیں جنہوں نے یزید کی بیعت کرنے کے لیے حضرت معاویہؓ کی بات کو تسلیم نہیں کیا تھا' اس نے نائب مدینہ ولید بن عتبہ کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین یزید کی طرف سے ولید بن عتبہ کی طرف

''امابعد! حضرت معاویہؓ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا اور خلیفہ بنایا اور مالک بنایا اور انہیں قوت دی' وہ ایک اندازے کے ساتھ زندہ رہے اور وقت آنے پر فوت ہو گئے اللہ ان پر رحم فرمائے وہ قابل تعریف حالت میں زندہ رہے اور نیک اور متقی ہونے کی حالت میں فوت ہوئے''۔ والسلام

اور اس نے ایک ورق میں جو چوہے کی کان کی طرح تھا۔ ولید بن عتبہ کو لکھا:

''امابعد! حضرت حسینؓ' حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو بیعت کے لیے سختی سے پکڑلو اور اس میں کسی قسم کی نرمی نہیں حتیٰ کہ وہ بیعت کرلیں''۔ والسلام

اور جب اس کے پاس حضرت معاویہؓ کی موت کی خبر آئی تو اس نے اس بات کو سخت اور گراں خیال کیا اور اس نے مروان کی طرف پیغام بھیجا اور اسے خط پڑھ کر سنایا اور ان لوگوں کے بارے میں اس سے مشورہ لیا اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ قبل اس کے کہ انہیں حضرت معاویہؓ کی موت کا علم ہو آپ انہیں بیعت کرنے کی دعوت دیں اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے' پس اس نے فوراً عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان کو حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ کے پاس بھیجا۔ یہ دونوں حضرات مسجد میں تھے۔ اور اس نے ان دونوں سے کہا امیر کو جواب دیجیے ان دونوں نے کہا آپ ابھی واپس جائیے ہم اس کے پاس آتے ہیں اور جب وہ واپس چلا گیا تو حضرت حسینؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا میرا خیال ہے ان کا طاغیہ ہلاک ہو گیا ہے حضرت ابن زبیرؓ نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت حسینؓ اٹھے اور آپ نے اپنے غلاموں کو ساتھ لیا اور امیر کے دروازے پر آ کر

Marfat.com

اجازت طلب کی اس نے آپ کو اجازت دی اور آپ اکیلے ہی اندر داخل ہوئے اور اپنے غلاموں کو دروازے پر بٹھا دیا اور فرمایا اگر تم کوئی ایسی بات سنو جو تمہیں شک میں ڈالے تو اندر داخل ہو جانا آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے اور مروان بھی اس کے پاس تھا ولید بن عتبہ نے آپ کو خط دیا اور حضرت معاویہؓ کی وفات کی خبر آپ کو دی آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ پر رحم فرمائے اور تجھے بڑا اجر دے' پس امیر نے آپ کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت حسینؓ نے اسے کہا میرے جیسا شخص پوشیدہ بیعت نہیں کرتا اور آپ مجھ سے اس کا تقاضا نہ کریں لیکن جب لوگ اکٹھے ہوں تو ان کے ساتھ ہمیں بھی بلالیں اور ایک ہی بات ہو جائے گی' ولید نے آپ سے کہا اور وہ عافیت پسند تھا۔ اللہ کا نام لے کر واپس چلے جایئے اور جماعت کے ساتھ ہمارے پاس آیئے' مروان نے ولید سے کہا' خدا کی قسم اگر یہ تجھ سے جدا ہو گئے اور اس وقت بیعت نہ کی تو تمہارے درمیان اور ان کے درمیان بڑا قتل عام ہو گا' انہیں روکیے اور بیعت کیے بغیر انہیں جانے نہ دیجئے' بصورت دیگر انہیں قتل کر دیجئے' حضرت حسینؓ نے اٹھ کر کہا اے ابن زرقاء تو مجھے قتل کرے گا؟ خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے اور گناہ کیا ہے پھر آپ اپنے گھر واپس آ گئے تو مروان نے ولید سے کہا خدا کی قسم اس کے بعد تو انہیں کبھی نہیں دیکھے گا' ولید نے کہا اے مروان قسم بخدا میں نہیں چاہتا کہ دنیا و مافیہا میرے لیے ہو اور میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروں' سبحان اللہ' میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس قول پر کہ میں بیعت نہیں کرتا قتل کر دوں اور قسم بخدا میرا یقین ہے کہ جو شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا' قیامت کے روز اس کا ترازو ہلکا ہوگا۔

اور ولید نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے انکار کیا اور ایک دن رات اس سے ٹال مٹول کی پھر حضرت ابن زبیرؓ اپنے غلاموں کے ساتھ سوار ہوئے اور اپنے ساتھ اپنے بھائی جعفر کو بھی لیا اور الفرع کے راستے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ولید نے حضرت ابن زبیرؓ کے پیچھے پیادہ اور گھڑ سوار بھیجے مگر انہوں نے آپ کو واپس لانے کی سکت نہ پائی اور جعفر نے اپنے بھائی عبداللہ کو جب کہ دونوں چلے جا رہے تھے صبرۃ الحنظلی کا شعر بطور مثال پڑھ کر سنایا۔

''عنقریب ماؤں کے تمام بیٹے رات کا وعدہ کر کے ٹالیں گے اور ان کی اولاد میں سے ایک کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا''۔

عبداللہ نے کہا تیرا اس سے کیا مقصد ہے؟ جعفر نے کہا قسم بخدا میرا مقصد اس سے آپ کو دکھ دینا نہیں' اس نے کہا جو کچھ تمہاری زبان پر جاری ہوا ہے وہ مجھے بہت ناپسند ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس سے بدشگونی لی۔

اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے ولید' حضرت حسینؓ سے غافل ہو گیا اور جب کبھی وہ آپ کی طرف پیغام بھیجتا آپ فرماتے تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں پھر آپ نے اپنے اہل اور بیٹوں کو جمع کیا اور اتوار کی شب کو جب کہ اس سال کے رجب کی دو راتیں باقی تھیں' حضرت زبیرؓ کے چلے جانے کے ایک رات بعد سوار ہوئے اور آپ کے اہل میں سے حضرت محمد بن الحنفیہ کے سوا کوئی شخص پیچھے نہ رہا' انہوں نے آپ سے کہا اے میرے بھائی قسم بخدا آپ مجھے روئے زمین کے سب باشندوں سے زیادہ عزیز ہیں اور میں آپ کا خیر خواہ ہوں' ان شہروں میں سے کسی شہر میں نہ جانا بلکہ جنگلوں اور ریگستانوں میں ٹھہرنا اور لوگوں کو اطلاع دیجئے اور جب وہ آپ کی بیعت کر لیں اور آپ پر اتفاق کر لیں تو شہر میں داخل ہو جانا اور اگر آپ نے شہر ہی میں رہائش کرلی

Marfat.com

ہے تو مکہ کی طرف چلے جایئے اور اگر آپ کو وہ بات نظر آئے جو آپ پسند کرتے ہیں تو ٹھیک ورنہ ریگستانوں اور پہاڑوں کی طرف چڑھ جایئے آپ نے انہیں جزاک اللہ خیراً کہا کہ آپ نے خیر خواہی اور مہربانی کی ہے اور حضرت حسینؓ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پر آپ اور حضرت ابن زبیرؓ اکٹھے ہو گئے اور ولید نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا اور کہا یزید کی بیعت کر لیجیے آپ نے فرمایا جب لوگ بیعت کریں گے میں بھی کرلوں گا تو ایک شخص کہنے لگا آپ چاہتے ہیں کہ لوگ اختلاف کریں اور آپس میں لڑ کر فنا ہو جائیں اور جب آپ کے سوا کوئی باقی نہ رہے تو وہ آپ کی بیعت کر لیں' حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا جو بات تو نے کہی ہے میں اس میں سے کچھ بھی پسند نہیں کرتا' لیکن جب لوگ بیعت کر لیں گے اور میرے سوا کوئی باقی نہ رہے گا تو میں بیعت کرلوں گا اور وہ آپ سے خوف کھاتے تھے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کی موت کی خبر آئی تو حضرت ابن عمرؓ مدینہ میں نہ تھے بلکہ آپ اور حضرت ابن عباسؓ مکہ میں تھے' جب یہ دونوں حضرات مکہ سے آ رہے تھے تو حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ انہیں ملے' آپ نے پوچھا تم دونوں کے پیچھے کیا ہے؟ دونوں نے کہا حضرت معاویہؓ اور یزید بن معاویہ کی بیعت' حضرت ابن عمرؓ نے دونوں سے کہا اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ نہ ڈالو اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ مدینہ آ گئے اور جب شہروں کی بیعت آ گئی تو لوگوں کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ نے بیعت کر لی اور حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ آ گئے اور وہاں انہوں نے عمرو بن سعید بن العاص کو پایا' ان دونوں نے اسے خوفزدہ کیا اور کہا ہم صرف اس گھر کی پناہ لینے آئے ہیں۔

اور اس سال کے رمضان میں یزید بن معاویہؓ نے ولید بن عتبہ کو اس کی کوتاہی کی وجہ سے مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور اسے نائب مکہ عمرو بن سعید بن العاص کے ساتھ شامل کر دیا پس وہ ذوالقعدہ سے قبل رمضان میں مدینہ آیا اور وہ متکبر اور معبود بنا ہوا تھا اور اس نے عمرو بن زبیر کو جو اپنے بھائی عبداللہ کا دشمن تھا۔ اس کے ساتھ جنگ پر مختار بنا دیا اور عمرو بن سعید' حضرت زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں بھیجنے لگے اور صحیحین میں لکھا ہے کہ ابوشریح خزاعی نے عمرو بن سعید سے جب کہ وہ مکہ کی طرف فوجیں بھیج رہا تھا' کہا اے امیر مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں جو فتح سے اگلے دن رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر بیان کی جسے میرے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام قرار دیا ہے اور لوگوں نے اسے حرام نہیں بنایا اور مجھ سے پہلے لوگوں میں سے کسی کے لیے اس میں قتال جائز نہ تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے جائز ہوگا اور میرے لیے بھی صرف دن کی ایک ساعت جائز ہوا ہے پھر آج اس کی حرمت کل کی حرمت کی طرح ہو گئی ہے اور چاہیے کہ موجود شخص غیر موجود تک پہنچا دے اور ایک روایت میں ہے پس اگر کوئی اس میں رسول اللہ ﷺ کے قتال سے جواز نکالے تو کہو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی ہے اور تمہیں اجازت نہیں دی' ابوشریح سے دریافت کیا گیا اس نے تجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے کہا ہے اے ابوشریح ہم اس بات کو تجھ سے بہتر جانتے ہیں' بلاشبہ حرم' نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ خون کر کے بھاگنے والے اور خرابی کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے' عمرو بن سعید نے مدینہ کی پولیس پر عمرو بن زبیر کو افسر مقرر کر دیا اور اس نے اپنے بھائی کے اصحاب اور اس کے ہوا خواہوں کو تلاش کیا اور انہیں بہت مارا حتیٰ کہ منجملہ ان کے اپنے بھائی المنذر بن زبیر کو بھی مارا اور ضروری تھا کہ وہ اپنے

Marfat.com

بھائی عبداللہ کو چاندی کے طوق سے بھی پکڑ کر خلیفہ کے سامنے پیش کرے' پس اس نے المنذر بن زبیر اور اس کے بیٹے محمد بن المنذر اور محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ کو مارا اور اس نے انہیں چالیس سے پچاس ساٹھ تک کوڑے مارے اور عبدالرحمٰن بن عثمان التیمی اور عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل لوگوں کے ساتھ مکہ سے بھاگ گئے پھر یزید کی طرف سے عمرو بن سعید کی طرف ابن زبیر کی تلاش کے عزم کی اطلاع آئی کہ خواہ وہ بیعت کرے تب بھی وہ اس کی بات کو قبول نہ کرے جب تک وہ اسے سونے یا چاندی کے طوق میں جو اس کی ٹوپی کے نیچے ہو اس کے پاس نہ لے کر آئے پس وہ اسے دیکھے نہیں مگر اس کی آواز سنے اور حضرت ابن زبیرؓ نے حارث بن خالد مخزومی کو اہل مکہ کو نماز پڑھانے سے روک دیا جو مکہ میں عمرو بن سعید کا نائب تھا اس وقت عمرو نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے مکہ کی طرف فوج بھیجنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور عمرو بن سعید نے عمرو بن زبیر سے مشورہ کیا کہ اس سے جنگ کرنے کے لیے کون شخص مناسب ہوگا کہ ہم اسے مکہ کی طرف بھیجیں؟ عمرو بن زبیر نے اسے کہا تو اس کی طرف مجھ سے بڑھ کر اسے زخم لگانے والا شخص نہیں بھیجے گا' پس اس نے اسے اس فوج پر سالار مقرر کر دیا اور اس کے ہراول پر سات سو جانبازوں کے ساتھ انیس بن عمرو اسلمی کو امیر مقرر کیا اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ ان دونوں کو خود یزید بن معاویہؓ نے مقرر کیا تھا اور اس نے اس کی اطلاع عمرو بن سعید کو بھیج دی' پس انیس نے جرف مقام پر پڑاؤ کر لیا اور مروان نے عمرو بن سعید کو مشورہ دیا کہ وہ مکہ سے جنگ نہ کرے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو وہیں چھوڑ دے کیونکہ اگر وہ تھوڑے عرصے میں قتل نہ ہوئے تو مر جائیں گے اور ان کے بھائی عمرو بن زبیر نے کہا قسم بخدا اگر وہ کعبہ کے اندر بھی ہوئے تو ہم ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی کے باوجود بھی ان سے ضرور جنگ کریں گے' مروان نے کہا قسم بخدا مجھے یہ بات خوش کرتی ہے' پس انیس روانہ ہو گیا اور بقیہ فوج کے ساتھ جو دو ہزار تھی۔ عمرو بن زبیر اس کے پیچھے پیچھے گیا حتیٰ کہ ابطح میں اتر گیا اور بعض کا قول یہ ہے کہ اپنے گھر میں اترا جو صفا کے پاس تھا اور انیس ذوطویٰ میں اترا' اور عمرو بن زبیر لوگوں کو نماز پڑھاتا تھا اور اس کے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور عمرو نے اپنے بھائی کو پیغام بھیجا کہ خلیفہ کی قسم کو سچا ثابت کر اور اس کے پاس اس حالت میں جا کہ تیری گردن میں سونے یا چاندی کا طوق ہو اور لوگوں کو اس طرح نہ چھوڑ کہ وہ ایک دوسرے کو ماریں اور اللہ سے ڈر بلاشبہ تو حرمت والے شہر میں رہتا ہے' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے بھائی کو پیغام بھیجا' تمہاری ملاقات کی جگہ مسجد ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے حضرت عبداللہ بن صفوان بن امیہ کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے عمرو بن انیس اسلمی کے ساتھ جنگ کی اور انیس کو بری طرح شکست دی اور عمرو بن زبیر کے ساتھی منتشر ہو گئے اور عمرو ابن علقمہ کے گھر کی طرف بھاگ گیا اور اس کے بھائی عبیدہ بن زبیر نے اسے پناہ دی تو اس کے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اسے ملامت کی اور فرمایا تو اسے پناہ دیتا ہے جس کی گردن میں لوگوں کے حقوق ہیں؟ پھر اس نے مدینہ میں جن لوگوں کو مارا تھا ان سب نے المنذر بن زبیر اور ان کے بیٹے کے سوا' اسے مارا' ان دونوں نے عمرو سے قصاص لینے سے انکار کیا اور اسے عارم کے ساتھ قید کر دیا تو اس کا نام عارم کا قید خانہ پڑ گیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن زبیر کوڑوں کے نیچے ہی فوت ہو گیا تھا' واللہ اعلم۔

Marfat.com

حضرت حسین بن علی علیہما السلام کا واقعہ اور طلب امارت میں آپ کے مکہ سے نکلنے کا سبب اور آپ کے قتل کی کیفیت

اس سے قبل ہم آپ کے کچھ حالات بیان کرتے ہیں پھر ہم آپ کے مناقب وفضائل کو بیان کریں گے۔

آپ حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ابوعبداللہ القرشی الہاشمی' کربلا میں شہید ہونے والے پوتے اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور دنیا میں آپ کا پھولوں کا گلدستہ ہیں۔ آپ اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت حسن ۳ھ میں پیدا ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ دونوں بھائیوں کے درمیان ایک طہر اور مدت حمل کا فرق ہے' آپ ۵/ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے اور قتادہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسینؓ چھٹے سال کے پانچویں مہینے کی پندرہ تاریخ کو پیدا ہوئے اور محرم ۶۱ھ کے دسویں دن بروز جمعہ قتل ہوئے اور آپ کی عمر ۵۴ سال ساڑھے چھ ماہ تھی۔

حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے ان کو گھٹی دی اور ان کے منہ میں تھوکا اور ان کے لیے دعا کی اور آپ کا نام حسینؓ رکھا اور اس سے پہلے آپ کے باپ نے آپ کا نام حرب رکھا تھا اور بعض' جعفر بیان کرتے ہیں اور آپؐ نے ساتویں روز ان کا نام رکھا اور ان کا عقیقہ کیا' اور ایک جماعت نے عن ابی اسحٰق عن ہانی بن ہانی عن علیؓ بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ سینے کے درمیان سے سر تک رسول اللہ ﷺ کے بہت مشابہ تھے اور حضرت حسینؓ اس سے نچلے حصے میں آپؐ کے بہت مشابہ تھے اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک الحزامی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا چہرہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے مشابہ تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جسم رسول اللہ ﷺ کے جسم سے مشابہ تھا' اور محمد بن سیرینؒ اور ان کی بہن حفصہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس موجود تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا اور وہ آپ کی ناک پر چھڑی رکھ کر کہنے لگا' میں نے اس کی مانند خوب صورت نہیں دیکھا میں نے اسے کہا آپ ان سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے مشابہ تھے اور سفیان نے بیان کیا ہے کہ میں نے عبیداللہ بن زیاد سے کہا' تم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں' وہ کیا ہی اچھے سیاہ ریش اور سیاہ سر تھے سوائے چند بالوں کے جو آپ کی داڑھی کے اگلے حصے میں تھے مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے خضاب لگایا تھا اور اس جگہ کو رسول اللہ ﷺ سے تشبہ کے لیے چھوڑ دیا تھا یا اس کے سوا' آپ کے دیگر بال سفید نہ ہوئے تھے؟ اور ابن جریج نے بیان کیا ہے کہ میں نے عمر بن عطاء کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو وسمہ سے رنگ کرتے دیکھا اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور آپ کا سر اور داڑھی بہت سیاہ تھے۔

اور وہ حدیث جو دو ضعیف طریقوں سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مرض الموت میں پوچھا

Marfat.com

کہ وہ ان کے دونوں بچوں کو کچھ دیں تو آپ نے فرمایا حسنؓ کے لیے میری ہیبت اور سرداری ہے اور حسینؓ کے لیے میری جرأت اور سخاوت ہے یہ صحیح حدیث نہیں اور نہ ہی اصحاب کتب معتبرہ میں سے کسی ایک نے اس کی تخریج کی ہے اور حضرت حسینؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی سے پانچ سال یا اس کے قریب پائے اور آپ سے احادیث روایت کی ہیں اور مسلم بن الحجاج نے بیان کیا ہے کہ آپ کو حضرت نبی کریم ﷺ کی رؤیت حاصل تھی اور صالح بن احمد بن حنبلؒ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت حسن بن علیؓ کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ ثقہ تابعی ہیں اور یہ غریب قول ہے پھر تو وہ حضرت حسینؓ کے بارے میں کہیں گے کہ وہ بطریق اولیٰ تابعی ہیں۔

اور ابھی ہم بیان کریں گے کہ رسول اللہ ﷺ ان دونوں کا اکرام کرتے تھے اور ان سے محبت وشفقت کا اظہار کرتے تھے' حاصل کلام یہ کہ حضرت حسینؓ نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ کی صحبت اختیار کی حتیٰ کہ آپ ان سے راضی ہونے کی حالت میں فوت ہوگئے لیکن آپ چھوٹے تھے پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کا اعزاز واکرام کرتے تھے اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی اسی طرح آپ کا اعزاز واکرام کرتے تھے اور آپ اپنے باپ کے ساتھ رہے اور ان سے روایت کی اور آپ جمل وصفین کے تمام معرکوں میں اپنے باپ کے ساتھ رہے اور ان سے روایت کی اور آپ جمل وصفین کے تمام معرکوں میں اپنے باپ کے ساتھ رہے اور آپ معظم ومؤقر تھے اور ہمیشہ اپنے باپ کے اطاعت گزار رہے حتیٰ کہ قتل ہوگئے اور جب خلافت آپ کے بھائی کے پاس واپس آئی اور اس نے مصالحت کرنے کا ارادہ کیا تو یہ بات آپ کو گراں گزری اور آپ نے اس بارے میں اپنے بھائی کی رائے کو درست قرار نہ دیا بلکہ اسے اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کی ترغیب دی' تو آپ کے بھائی نے آپ سے کہا خدا کی قسم میں نے ارادہ کیا ہے کہ تجھے ایک گھر میں قید کردوں اور اس کا دروازہ تجھ پر بند کردوں حتیٰ کہ میں اس کام سے فارغ ہو جاؤں پھر میں تمہیں باہر نکالوں' اور جب حضرت حسینؓ نے یہ بات دیکھی تو سکوت اختیار کرلیا اور صلح کرلی اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت قرار پکڑ گئی تو حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آتے جاتے تھے اور حضرت معاویہؓ ان دونوں کا بہت اکرام کرتے اور ان دونوں کو خوش آمدید کہتے اور انہیں بہت عطیات دیتے تھے اور انہوں نے ایک دن میں ان دونوں کو دولاکھ درہم دیئے اور کہا انہیں لے لو میں پسر ہند ہوں' خدا کی قسم تم دونوں کو مجھ سے پہلے اور میرے بعد کوئی نہ دے گا' حضرت حسینؓ نے کہا' خدا کی قسم نہ آپ اور نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کوئی شخص ہم سے افضل آدمی کو دے گا اور جب حضرت حسنؓ فوت ہوگئے تو حضرت حسینؓ ہر سال حضرت معاویہؓ کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ آپ کو عطیہ دیتے اور آپ کا اکرام کرتے تھے اور آپ اس فوج میں بھی شامل تھے جس نے حضرت معاویہؓ کے بیٹے یزید کے ساتھ ۵۱ھ میں قسطنطنیہ سے جنگ کی تھی اور جب حضرت معاویہؓ کی زندگی میں یزید کے لیے بیعت لی گئی تو حضرت حسین' حضرت ابن زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر' حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اس کی بیعت سے انکار کردیا تھا' پھر حضرت ابن ابی بکرؓ نے اسی رائے پر وفات پائی اور جب حضرت معاویہؓ ۶۰ھ میں فوت ہوگئے اور یزید کی بیعت ہوئی تو حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے بیعت کرلی اور حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ نے مخالفت کا پختہ ارادہ کرلیا اور دونوں حضرات مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلے گئے اور وہیں اقامت اختیار کرلی اور

Marfat.com

جب لوگوں نے حضرت معاویہؓ کی موت اور یزید کی خلافت کے متعلق سنا تو وہ حضرت حسینؓ کے ساتھ لازم رہنے لگے اور آپ کے پاس آنے لگے اور آپ کی باتیں سننے لگے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کعبہ کے پاس آنے جانے لگے اور ان کے لیے ممکن نہیں تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اپنے دل کی بات کے مطابق حرکت کرتے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں اور انہیں آپ پر ترجیح دیتے ہیں علاوہ ازیں آپ کی وجہ سے مکہ بھیجنے کے لیے فوجیں مخصوص کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر فتح عطا فرمائی پس فوجیں شکست کھا کر مکہ سے منتشر ہو گئیں اور جن یزیدیوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا آپ ان پر غالب آ گئے اور آپ نے اپنے بھائی عمر کو مارا اور قید کیا اور اس سے قصاص لیا اور اس موقع پر بلاد حجاز میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور آپ کی بات مشہور ہو گئی اور آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی ان سب باتوں کے باوجود آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرح لوگوں کے نزدیک معظم نہ تھے بلکہ لوگوں کا میلان حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف تھا کیونکہ آپ بڑے سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے تھے اور روئے زمین کا کوئی شخص اس وقت آپ کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور نہ آپ کی برابری کر سکتا تھا لیکن ساری یزیدی حکومت آپ سے دشمنی کرتی تھی۔

اور بلاد عراق سے آپ کے پاس بکثرت خطوط آئے وہ آپ کو اپنے پاس بلاتے تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب انہیں حضرت معاویہؓ کی موت اور یزید کی حکومت اور حضرت حسینؓ کے بیعت یزید سے فرار کر کے مکہ آنے کی اطلاع ملی۔ پس سب سے پہلے عبداللہ بن سبع ہمدانی اور عبداللہ بن وال آپ کے پاس آئے جن کے پاس ایک خط تھا جس میں سلام اور حضرت معاویہؓ کی موت کی مبارک باد تھی یہ دونوں اس سال کی دس رمضان کو حضرت حسینؓ کے پاس آئے پھر انہوں نے ان دونوں کے بعد ایک اور جماعت کو بھیجا جس میں قیس بن مسہر صدائی۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الکواء ارجبی' اور عمارۃ بن عبداللہ سلولی شامل تھے اور ان کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی جانب تقریباً ڈیڑھ سو خطوط بھی تھے پھر انہوں نے ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو بھیجا جن کے پاس ایک خط تھا جس میں ذکر تھا آپ جلد ان کی طرف چل پڑیں اور شیث بن ربعی' حجار بن الجبر' یزید بن حارث ابن رویم' عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمر یحییٰ تیمی نے آپ کی طرف لکھا:

"اما بعد! باغات سرسبز ہو گئے ہیں اور پھل پک چکے ہیں اور پیالے چھلک رہے ہیں' آپ جب چاہیں اپنے جمع شدہ لشکر کے پاس آ جائیں' آپ پر سلامتی ہو"۔

پس سب ایلچی اپنے خطوط کے ساتھ حضرت حسینؓ کے پاس جمع ہو گئے اور آپ کو ان کے پاس جانے پر آمادہ کرنے لگے تا کہ وہ یزید بن معاویہ کے عوض آپ کی بیعت کر لیں۔ اور وہ اپنے خطوط میں بیان کرنے لگے کہ وہ حضرت معاویہؓ کی موت سے خوش ہیں اور وہ آپ کو گالیاں دیتے اور آپ کی حکومت کے بارے میں اعتراضات کرتے اور یہ کہ انہوں نے اب تک کسی کی بیعت نہیں کی اور وہ آپ کی آمد کے منتظر ہیں تا کہ آپ کو ان پر مقدم کریں' اس موقع پر آپ نے اپنے عمزاد حضرت مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو عراق کی طرف بھیجا تا کہ وہ آپ کے لیے اس امر کی حقیقت اور اتفاق کو معلوم کریں اور اگر یہ کوئی حتمی محکم اور مستقل امر ہو تو آپ کی طرف پیغام بھیجیں تا کہ آپ اپنے اہل و عیال کے ساتھ سوار ہو کر کوفہ آ جائیں تا کہ آپ اپنے دشمنوں پر فتح پا لیں اور آپ نے ان

Marfat.com

کے ساتھ اہل عراق کی جانب اس بارے میں ایک خط بھی لکھا اور جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ مکہ سے چلے تو مدینہ سے گزرے اور آپ نے وہاں سے دو راہنما لیے جو آپ کو متروک راستوں کے جنگلات سے لے گئے اور سب سے پہلے ان دونوں میں سے ایک راہنما پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گیا۔ اور وہ راستے سے بھٹک گئے اور دوسرا راہنما جو اکیلا ہی رہ گیا خبیت وادی کے المضیق مقام پر ہلاک ہو گیا۔ جس سے حضرت مسلمؒ نے بدشگونی لی اور حضرت مسلمؒ وہیں ٹھہر گئے اور دوسرا راہنما بھی مر گیا' آپ نے حضرت حسینؓ سے اپنے بارے میں مشورہ طلب کرتے ہوئے خط لکھا اور حضرت حسینؓ نے انہیں قسم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ عراق میں داخل ہو جائیں اور اہل کوفہ سے مل کر ان کی حقیقت حال معلوم کریں۔ آپ جب کوفہ میں داخل ہوئے تو آپ ایک شخص کے ہاں اترے جسے مسلم بن عوسجہ اسدی کہا جاتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ مختار ابن عبید ثقفی کے گھر اترے۔ واللہ اعلم

اہل کوفہ نے آپ کی آمد کا سنا تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی امارت پر آپ کی بیعت کی اور انہیں حلف دیا کہ وہ اپنے جان و مال سے آپ کی مدد کریں گے پس اہل عراق میں سے بارہ ہزار آدمیوں نے آپ کی بیعت پر اتفاق کیا پھر وہ بڑھ کر اٹھارہ ہزار تک پہنچ گئے تو حضرت مسلمؒ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ عراق آ جائیں' بیعت اور امور آپ کے لیے ہموار ہو چکے ہیں' پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے کوفہ جانے کے لیے تیار ہو گئے جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔

اور ان کی خبر پھیل گئی حتیٰ کہ امیر کوفہ نعمان بن بشیر کو پہنچ گئی یہ خبر آپ کو ایک شخص نے دی' اور آپ اس سے پہلو تہی کرنے لگے اور اسے اہمیت نہ دی لیکن لوگوں سے خطاب کر کے انہیں اختلاف اور فتنہ سے روکا اور انہیں مل جل کر رہنے اور سنت پر چلنے کا حکم دیا اور فرمایا جو شخص مجھ سے جنگ نہیں کرتا میں اس سے جنگ نہیں کروں گا اور جو مجھ پر حملہ نہیں کرتا میں اس پر حملہ نہیں کروں گا اور نہ تہمت کی بنا پر تم کو پکڑوں گا لیکن اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر تم نے اپنے امام کو چھوڑا اور اس کی بیعت کو توڑا تو جب تک میری تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں ہے میں تم سے جنگ کروں گا سو ایک شخص جسے عبداللہ بن مسلم بن شعبہ حضرمی کہا جاتا تھا آپ کے پاس جا کر کہنے لگا' بلاشبہ یہ معاملہ دلیری سے ہی اصلاح پذیر ہوتا ہے اور اے امیر آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ کمزوروں کا راستہ ہے' نعمان نے اسے کہا مجھے اطاعت الٰہی میں کمزور رہنا' معصیت الٰہی میں قوی ہونے سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ منبر سے اترے تو اس شخص نے یزید کو خط لکھا اور اسے اس بات کی اطلاع دے دی اور عمارہ بن عقبہ اور حضرت عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے بھی یزید کی طرف خط لکھے اور یزید نے پیغام بھیجا اور نعمان کو کوفہ سے معزول کر دیا اور بصرہ کے ساتھ کوفہ کو بھی عبیداللہ بن زیاد کے ماتحت کر دیا اور یہ یزید بن معاویہ کے غلام سرجون کے مشورہ سے ہوا اور یزید اس سے مشورہ لیا کرتا تھا' سرجون نے کہا' اگر حضرت معاویہ زندہ ہوتے تو وہ جو مشورہ تجھے دیتے تو اسے قبول کرتا؟ اس نے کہا ہاں' سرجون نے کہا' میری بات مان لو عبیداللہ بن زیاد کے سوا کوئی شخص کوفہ کے قابل نہیں اسے کوفہ کا امیر بنا دو' اور یزید' عبیداللہ بن زیاد سے بغض رکھتا تھا اور وہ اسے بصرہ سے معزول کرنا چاہتا تھا' پس اس نے اسے بصرہ اور کوفہ کا امیر بنا دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور دوسروں کی منشا یہی تھی۔

پھر یزید نے ابن زیاد کو لکھا' جب تو کوفہ آئے تو حضرت مسلم بن عقیل کو طلب کرنا اور اگر تو ان پر قابو پائے تو انہیں قتل کر دینا یا انہیں جلا وطن کر دینا اور اس نے عہد کے ساتھ مسلم بن عمرو باہلی کے ہاتھ خط بھیجا اور ابن زیاد بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اور

Marfat.com

کوفہ میں سیاہ عمامے کا ڈھاٹہ باندھ کر داخل ہوا اور لوگوں کے اشراف کی جس جماعت کے پاس سے گزرتا انہیں السلام علیکم کہتا اور وہ وعلیکم السلام خوش آمدید اے پسر رسول اللہ ﷺ کہتے۔ وہ خیال کرتے کہ یہ حضرت حسینؓ ہیں اور وہ آپ کی آمد کے منتظر تھے' اور اس کے پاس لوگوں کا جمگھٹا ہو گیا اور وہ کوفہ میں سترہ آدمیوں کے ساتھ آیا اور مسلم بن عمرو نے انہیں یزید کی جانب سے کہا' پیچھے ہٹ جاؤ یہ امیر عبیداللہ بن زیاد ہے اور جب انہیں اس بات کا علم ہوا تو ان پر دل شکستگی اور شدید غم چھا گیا اور عبیداللہ کو خبر کا یقین ہو گیا اور وہ کوفہ کے قصر امارت میں اتر پڑا اور جب اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا تو اس نے ابورہم کے غلام اور بعض کا قول ہے کہ اپنے غلام معقل کو تین ہزار درہم کے ساتھ بلاد حمص سے آنے والے کی صورت میں بھیجا اور یہ کہ وہ صرف بیعت کرنے کے لیے آیا ہے' پس یہ غلام گیا اور مسلسل اس گھر کا پتہ معلوم کرتا رہا جہاں لوگ حضرت مسلم بن عقیل کی بیعت کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ اس گھر میں داخل ہو گیا اور وہ ہانی بن عروہ کا گھر تھا جس میں آپ پہلے گھر سے وہاں منتقل ہو گئے تھے' پس اس نے بیعت کی اور وہ اسے حضرت مسلم بن عقیل کے پاس لے گئے اور وہ کئی روز ان کے ساتھ رہا حتیٰ کہ ان کے معاملہ کی منکشف شدہ حقیقت پر مطلع ہو گیا اور اس نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کے حکم کے مطابق مال کو ابوثمامہ عامری کے سپرد کر دیا۔ اور جو اموال آتے تھے انہیں وہی سمیٹتا تھا اور ہتھیار خریدتا تھا۔ اور وہ عرب کے شہسواروں میں سے تھا' اس غلام نے واپس آ کر عبیداللہ کو گھر اور اس گھر کے مالک کے متعلق بتایا اور حضرت مسلم بن عقیل' ہانی بن حمید بن عروہ مرادی کے گھر منتقل ہو گئے پھر شریک بن اعور کے گھر منتقل ہو گئے جو اکابر امراء میں سے تھا اور اسے اطلاع ملی کہ عبیداللہ اس کی عیادت کرنا چاہتا ہے۔ اس نے ہانی کو پیغام بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو میرے گھر میں بھیج دیں تاکہ جب عبیداللہ میری عیادت کو آئے تو وہ اسے قتل کر دے اس نے حضرت مسلم کو اس کے پاس بھیج دیا تو شریک نے آپ سے کہا' آپ خیمے میں چھپ جائیں اور جب عبیداللہ بیٹھ جائے گا تو میں پانی طلب کروں گا اور یہ آپ کی طرف اشارہ ہو گا آپ نکل کر اسے قتل کر دیں اور جب عبیداللہ آ کر شریک کے بچھونے پر بیٹھ گیا اور ہانی بن عروہ بھی شریک کے پاس ہی تھا اور مہران نامی غلام اس کے آگے سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے ایک ساعت اس سے گفتگو کی' پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ تو حضرت مسلمؒ نے اس کے قتل سے بزدلی دکھائی اور ایک لونڈی پانی کا ایک پیالہ لے کر نکلی تو اس نے حضرت مسلم کو خیمے میں دیکھا تو اس نے شرم محسوس کی اور تین بار پانی لے کر واپس چلی گئی۔ پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ خواہ میری جان چلی جائے کیا تم مجھے پانی سے حمام کراؤ گے؟ پس مہران خیانت کو سمجھ گیا اور اس نے اپنے آقا کو اشارہ کیا اور وہ جلدی سے اٹھ کر باہر نکل گیا' شریک نے کہا اے امیر میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا میں ابھی واپس آتا ہوں پس اس کا غلام اسے نکال کر لے گیا اور اسے سوار کرا دیا اور اسے بھگا لے گیا اور اس کا غلام اسے کہنے لگا لوگوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا تھا' اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں ان سے نرمی کرنے والا ہوں' ان کا کیا حال ہو گیا ہے؟ اور شریک نے حضرت مسلمؒ سے کہا آپ کو باہر نکلنے سے کون سی چیز مانع تھی ہم اسے قتل کر دیتے؟ آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایمان' غفلت میں حملہ کرنے کی ضد ہے اور مومن غفلت میں حملہ نہیں کرتا' اور میں نے اسے تمہارے گھر میں قتل کرنا پسند نہیں کیا' اس نے کہا' اگر آپ اسے قتل کر دیتے تو آپ محل میں بیٹھتے اور اس سے کوئی شخص مدد نہ مانگتا اور وہ بصرہ کی امارت میں آپ کو کفایت کرتا اور اگر آپ اسے قتل کر دیتے تو آپ ایک ظالم فاجر کو قتل کرتے اور تین دن کے بعد شریک مر گیا۔

Marfat.com

اور جب ابن زیاد محل کے دروازے پر پہنچا تو وہ ٹھاٹھ باندھے ہوئے تھا' نعمان بن بشیر نے خیال کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں' اس نے دروازے کو بند کر دیا اور کہا' میں اپنی امانت کو تمہارے سپرد کرنے کا نہیں' عبیداللہ نے اسے کہا' کھول دے تو اسے نہ کھولے' اس نے دروازہ کھولا اور وہ اسے حضرت حسین ؓ ہی خیال کیے ہوئے تھا اور جب اسے یقین ہو گیا تو وہ شرمندہ ہوا اور عبیداللہ قصر امارت کی طرف گیا اور منادی کو حکم دیا اور اس نے الصلاۃ الجامعۃ کا اعلان کر دیا پس لوگ اکٹھے ہو گئے تو اس نے ان کے پاس جا کر اللہ کی حمد وثنا کی پھر کہنے لگا:

''امابعد! امیر المومنین نے مجھے تمہارے امر' سرحد اور غنیمت کا امیر مقرر کیا ہے اور مجھے تمہارے مظلوم سے انصاف کرنے اور تمہارے محروم کو عطا کرنے اور تمہارے سمع واطاعت کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور تمہارے شک میں ڈالنے والے اور نافرمانی کرنے والے پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں تم میں ان کے حکم پر عمل کرنے والا اور ان کے عہد کا نافذ کرنے والا ہوں پھر وہ منبر سے اتر آیا اور نمبرداروں کو حکم دیا کہ وہ ان کے ہاں جو جھوٹے' شکی اور اختلاف وشقاق پیدا کرنے والے ہیں ان کے نام لکھیں اور جس نمبردار نے ہمیں اس کی اطلاع نہ دی اسے صلیب دیا جائے گا یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور دفتر سے اس کی نمبرداری ساقط کر دی جائے گی''۔

اور ہانی بھی بڑے امراء میں سے ایک تھا۔ اور جب سے عبیداللہ آیا تھا اس نے اسے سلام نہیں کیا اور جان بوجھ کر بیمار بنا رہا' عبیداللہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا' کیا وجہ ہے کہ ہانی امراء کے ساتھ میرے پاس نہیں آیا' لوگوں نے کہا اے امیر وہ بیمار ہے اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اس نے شریک بن اعور سے قبل اس کی عیادت کی اور حضرت مسلم بن عقیل ؓ اس کے پاس تھے اور انہوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن ہانی نے اپنے گھر میں ہونے کی وجہ سے انہیں ان پر قابو نہ دیا' پس امراء ہانی بن عروہ کے پاس آئے اور وہ مسلسل اس کے پاس رہے حتیٰ کہ وہ اسے عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے گئے تو عبیداللہ نے قاضی شریح کی طرف متوجہ ہو کر بطور مثال شاعر کا یہ شعر پڑھا:

''میں اس کی زندگی کا خواہاں ہوں اور وہ میرے قتل کا خواہاں ہے' تجھے تیرے مرادی دوست کے بارے میں کون معذور سمجھے''۔

اور جب ہانی نے عبیداللہ کو سلام کہا تو اس نے پوچھا اے ہانی' حضرت مسلم بن عقیل کہاں ہیں؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں' تو وہ تیمی غلام جو ہانی کے گھر میں حمص سے آنے والے کی صورت میں آیا تھا اور اس کے گھر میں بیعت کی تھی اور ہانی کی موجودگی میں حضرت مسلم کو دراہم دیئے تھے کھڑا ہو گیا' اس نے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں' اور جب ہانی نے اسے دیکھا تو خاموش اور شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا اللہ امیر کا بھلا کرے قسم بخدا میں نے آپ کو اپنے گھر نہیں بلایا بلکہ انہوں نے آ کر اپنے آپ کو مجھ پر ڈال دیا ہے' عبیداللہ نے کہا انہیں میرے پاس لاؤ' اس نے کہا خدا کی قسم اگر وہ میرے پاؤں کے نیچے ہوں تو میں اسے آپ کے اوپر سے نہ اٹھاؤں' اس نے کہا اسے میرے قریب کرو' انہوں نے اسے اس کے قریب کیا تو اس نے اس کے چہرے پر نیزہ مارا اور اس کے ابرو کو زخمی کر دیا اور اس کی ناک توڑ دی اور ہانی نے ایک سپاہی کی تلوار پکڑ لی تاکہ اسے سونتے مگر اسے اس بات سے روک دیا گیا اور عبیداللہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے تیرا خون میرے لیے حلال کر دیا ہے کیونکہ تو حروری ہے پھر اس کے حکم سے اسے گھر کے

Marfat.com

ایک پہلو میں قید کر دیا گیا اور اس کی قوم بنو مذحج' عمرو بن الحجاج کے ساتھ آ کر محل کے دروازے پر کھڑے ہو گئے ان کا خیال تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے' عبیداللہ نے ان کا شور سنا تو اس نے قاضی شریح سے جو اس کے پاس ہی تھا' کہا ان کے پاس جا کر انہیں کہو' امیر نے اسے صرف اس لیے قید کیا ہے کہ اس سے حضرت مسلم بن عقیلؓ کے بارے میں پوچھے سو شریح نے انہیں کہا تمہارا آقا زندہ ہے اور ہمارے بادشاہ نے اسے اتنا مارا ہے جس نے اس کی جان کو نقصان نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور حضرت مسلم بن عقیلؓ نے یہ خبر سنی تو آپ سوار ہوئے اور اپنے شعار ''یا منصور امت'' سے آواز دی تو چار ہزار کوفی آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور مختار بن ابی عبید بھی آپ کے ساتھ تھا اور اس کے پاس سبز جھنڈا تھا اور عبداللہ بن نوفل بن حارث کے پاس سرخ جھنڈا تھا' پس آپ نے انہیں میمنہ اور میسرہ میں منظم کیا اور خود آپ قلب کے ساتھ عبیداللہ کی طرف چلے اور وہ ہانی کے بارے میں لوگوں سے خطاب کر رہا تھا اور لوگوں کے اشراف اور امراء اس کے منبر تلے تھے اسی دوران میں کہ وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک تماشائی آ کر کہنے لگے' حضرت مسلم بن عقیل آ گئے ہیں' پس عبیداللہ جلدی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ محل میں داخل ہو گیا اور انہوں نے دروازہ بند کر لیا اور جب حضرت مسلم محل کے دروازے پر پہنچے تو اپنی فوج کے ساتھ وہاں کھڑے ہو گئے اور محل میں عبیداللہ کے پاس قبائل کے جو امراء موجود تھے انہوں نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کے ان لوگوں کو جو حضرت مسلمؓ کے ساتھ تھے واپس چلے جانے کا اشارہ کیا اور انہیں ڈرایا دھمکایا' اور عبیداللہ نے بعض امراء کو نکالا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کوفہ میں جا کر لوگوں کو حضرت مسلم بن عقیل کی مدد نہ کرنے کی ترغیب دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور ایک عورت اپنے بھائی اور بیٹے کو آ کر کہتی' گھر واپس چلا جا' لوگ تجھے کفایت کریں گے اور ایک شخص اپنے بیٹے اور بھائی سے کہتا' کل شامی فوجیں آ گئیں تو تو ان کے ساتھ کیا کرے گا؟ پس لوگوں نے مدد ترک کر دی اور سستی کی اور علیحدگی اختیار کر لی اور حضرت مسلم کو چھوڑ کر واپس چلے گئے حتیٰ کہ صرف پانچ سو آدمی باقی رہ گئے پھر اور کم ہو گئے حتیٰ کہ آپ تین سو آدمیوں کے ساتھ باقی رہ گئے پھر اور کم ہو گئے حتیٰ کہ آپ کے پاس تیس آدمی باقی رہ گئے' آپ نے ان کو مغرب کی نماز پڑھائی اور آپ نے کندہ کے دروازوں کا قصد کیا اور ان میں سے آپ دس آدمیوں کے ساتھ نکلے پھر وہ بھی آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور آپ اکیلے ہی باقی رہ گئے اور آپ کے ساتھ راستہ بتانے والا اور آپ کے ساتھ موانست کرنے والا اور اپنے گھر میں پناہ دینے والا بھی کوئی شخص باقی نہ رہا' آپ سیدھے چلتے گئے اور تاریکی بڑھ گئی اور آپ اکیلے ہی راستے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ کہاں جائیں' پس آپ ایک دروازے پر آئے اور اس کے پاس اتر کر اسے کھٹکھٹایا تو اس سے طوعہ نام ایک عورت باہر نکلی جو اشعث بن قیس کی ام ولد تھی اور اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو کسی اور مرد سے تھا جسے بلال بن اسید کہا جاتا تھا' وہ لوگوں کے ساتھ باہر نکلا تھا اور اس کی ماں دروازے میں کھڑے ہو کر اس کا انتظار کر رہی تھی حضرت مسلم بن عقیلؓ نے اسے کہا مجھے پانی پلایئے' اس نے آپ کو پانی پلایا پھر وہ اندر گئی اور باہر نکلی تو اس نے آپ کو دیکھا اور کہنے لگی کیا آپ نے پانی نہیں پیا آپ نے فرمایا پیا ہے' اس نے کہا اللہ آپ کو عافیت بخشے اپنے اہل کے پاس چلے جایئے آپ کا میرے دروازے پر بیٹھنا مناسب نہیں' آپ نے کھڑے ہو کر کہا اے خدا کی بندی اس شہر میں نہ میرا کوئی گھر ہے اور نہ خاندان' کیا کوئی اجر' نیکی اور فعل ہے کہ ہم آج کے بعد تجھے اس کا بدلہ دیں؟ اس نے پوچھا اے بندۂ خدا وہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں مسلم بن عقیلؓ ہوں ان لوگوں نے مجھ سے جھوٹ بولا اور فریب دیا ہے' وہ کہنے لگی آپ مسلم

Marfat.com

ہیں؟ آپ نے کہاہاں‘ اس نے کہا اندر آیئے‘ اور اس نے اپنی حویلی کے ایک گھر میں جو اس کے گھر کے علاوہ تھا آپ کو داخل کیا اور آپ کے لیے بستر لگایا اور آپ کو شام کا کھانا پیش کیا مگر آپ نے کھانا نہ کھایا اور جلد ہی اس کا بیٹا آ گیا اور اس نے اسے بکثرت اندر باہر جاتے دیکھا تو اس نے اس سے اس کا حال پوچھا تو وہ کہنے لگی اے میرے بیٹے اسے چھوڑ دیجئے اس نے اس سے اصرار کیا تو اس نے اس سے عہد لیا کہ وہ کسی سے بات نہ کرے تو اس نے اسے حضرت مسلمؓ کے متعلق خبر دی تو وہ صبح تک بغیر بات کیے خاموش لیٹا رہا۔

اور عبیداللہ بن زیاد عشاء کے بعد ان اشراف اور امراء کے ساتھ جو اس کے پاس موجود تھے محل سے نیچے اترا اور انہیں جامع مسجد میں عشاء کی نماز پڑھائی پھر ان سے خطاب کیا اور ان سے حضرت مسلم بن عقیل کا مطالبہ کیا اور ان کی تلاش کی ترغیب دی اور جس کے ہاں وہ پائے گئے اور اس نے اسے نہ بتایا اس کا خون رائیگاں ہوگا اور جو انہیں لائے گا ان کی دیت اسے ملے گی اور اس نے پولیس کو طلب کیا اور اسے اس بات کی ترغیب دی اور دھمکایا اور جب اس بڑھیا کے بیٹے نے صبح کی تو اس نے عبدالرحمٰن بن اشعث کے پاس جا کر اسے بتا دیا کہ حضرت مسلم بن عقیلؓ ان کے گھر میں ہیں پس عبدالرحمٰن آ گیا اور اس نے اپنے باپ سے سرگوشی کی اور وہ ابن زیاد کے پاس موجود تھا‘ ابن زیاد نے پوچھا اس نے تجھ سے کیا سرگوشی کی ہے تو اس نے اسے حقیقت حال بتا دی تو اس نے اس کے پہلو میں چھڑی چبھوئی اور کہا اٹھو اور ابھی انہیں میرے پاس لاؤ‘ اور ابن زیاد نے عمرو بن حریث مخزومی کو جو اس کا سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا۔ عبدالرحمٰن اور محمد بن اشعث کے ساتھ ستر یا اسی سواروں کے ساتھ بھیجا اور حضرت مسلم کو پتہ بھی نہ چلا اور جس گھر میں آپ تھے اس کا محاصرہ ہو گیا پس وہ آپ کے پاس گئے تو آپ تلوار لے کر ان کے پاس گئے اور تین بار انہیں گھر سے باہر نکال دیا اور آپ کا بالائی اور نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا پھر وہ آپ کو پتھر مارنے لگے اور سرکنڈوں کی رسیوں میں آگ لگانے لگے۔ اور آپ کا دل ان سے تنگ ہو گیا تو آپ تلوار لے کر ان کے پاس گئے اور ان سے جنگ کی اور عبدالرحمٰن نے آپ کو امان دی تو آپ نے اسے اپنا ہاتھ پکڑا دیا تو وہ ایک خچر لائے اور آپ کو اس پر سوار کرایا اور آپ کی تلوار آپ سے لے لی اور آپ کو اپنے پر کچھ کنٹرول نہ تھا اس وقت آپ روئے اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ قتل ہونے والے ہیں پس آپ اپنے آپ سے مایوس ہو گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور جو شخص آپ کے اردگرد تھے ان میں سے ایک نے کہا جس شخص کی آپ کی طرح تلاش ہو اس پر جب یہ مصیبت نازل ہو تو وہ رویا نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنے آپ پر نہیں روتا بلکہ میں حضرت حسینؓ اور آل حسینؓ پر روتا ہوں اور وہ مکہ سے آج یا کل آپ لوگوں کی طرف روانہ ہو چکے ہیں پھر آپ نے محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا‘ اگر آپ میری زبانی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج سکیں تو انہیں واپس جانے کا مشورہ دیجیے پس محمد بن اشعث نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف واپسی کا مشورہ دیتے ہوئے پیغام بھیجا مگر ایلچی نے اس بارے میں تصدیق نہ کی اور کہا جو اللہ کے ہاں فیصلہ ہو چکا ہے وہ واقع ہو کر رہے گا‘ مؤرخین نے بیان کیا ہے جب حضرت مسلم بن عقیل محل کے دروازے پر پہنچے تو دروازے پر امرائے ابنائے صحابہ کی ایک جماعت کھڑی تھی جنہیں آپ پہچانتے تھے وہ اس بات کے منتظر تھے کہ انہیں ابن زیاد کے پاس جانے کی اجازت دی جائے اور حضرت مسلم کا چہرہ اور کپڑے خون سے لت پت تھے اور آپ کے زخموں سے خون ٹپک رہا تھا اور آپ کو شدید پیاس لگی تھی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ٹھنڈے پانی کا ایک کوزہ پڑا ہے آپ نے اسے پکڑنا چاہا تا کہ اس سے پانی پئیں تو ان میں سے ایک شخص نے آپ سے کہا خدا کی قسم آپ اس سے پانی

Marfat.com

نہیں پی سکتے جب تک آپ گرم پانی نہ پئیں آپ نے اسے کہا اے ابن ناہلہ تو ہلاک ہو تو مجھ سے گرم پانی اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہنے کا زیادہ مستحق ہے' پھر آپ بیٹھ گئے اور آپ نے تھکاوٹ درماندگی اور پیاس کی وجہ سے ایک دیوار سے ٹیک لگا لی اور آپ نے اپنے غلام عمارۃ بن عقبہ بن ابی معیط کو اس کے گھر بھیجا تو وہ ایک کوزہ لایا جس پر رومال پڑا تھا اور اس کے ساتھ پیالہ بھی تھا اور وہ اسے پیالے میں ڈال کر آپ کو دینے لگا کہ آپ پانی پئیں مگر آپ کثرت خون کی وجہ سے جو دو یا تین بار پانی کے اوپر آ گیا تھا' اسے نگل نہ سکے اور جب آپ نے پانی پیا تو آپ کے اگلے دانت پانی کے ساتھ گر پڑے اور آپ نے فرمایا الحمدللہ رزق مقسوم سے میرے لیے پانی کا ایک گھونٹ ہی باقی رہ گیا تھا پھر آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا اور جب آپ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو آپ نے اسے سلام نہ کہا محافظ نے آپ سے کہا کیا آپ امیر کو سلام نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں اگر وہ میرے قتل کا خواہاں ہے تو مجھے اس کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ میرے قتل کا خواہاں نہیں تو میں ابھی اسے بہت سلام کروں گا' ابن زیاد نے آپ کے پاس آ کر کہا اے ابن عقیل تم لوگوں کے پاس انتشار پیدا کرنے اور ایک دوسرے پر حملہ کروانے کے لیے آئے ہو حالانکہ وہ متفق و متحد ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں ہرگز اس کام کے لیے نہیں آیا لیکن شہر والوں کا خیال ہے کہ تیرے باپ نے ان کے اچھے آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ان کا خون بہایا ہے اور ان میں قیصر و کسریٰ کے سے اعمال کیے ہیں اور ہم ان کے پاس عدل کا حکم دینے اور کتاب کے فیصلہ کی طرف دعوت دینے آئے ہیں اس نے کہا اے فاسق کجا یہ کام اور کجا تو؟ تو اس وقت ان میں یہ کام کیوں نہ کرتا تھا جب تو مدینہ میں شراب پیتا تھا؟ آپ نے فرمایا میں شراب پیتا ہوں؟ قسم بخدا اللہ یقیناً جانتا ہے کہ تو سچا نہیں اور تو نے بغیر علم کے بات کی ہے اور تو مجھ سے اس بات کا زیادہ حق دار ہے اور میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو نے بیان کیا ہے اور مجھ سے اس بات کا زیادہ حق دار ہے اور میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو نے بیان کیا ہے اور مجھ سے اس بات کا زیادہ حق دار ہے جو مسلمانوں کے خون کو زبان سے چیر چیر کر کے پیتا ہے اور اس جان کو قتل کرتا ہے جسے اللہ نے کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کرنا حرام کیا ہے اور غصے اور ظن پر قتل کرتا ہے اور وہ لہو و لعب کرتا ہے گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں' ابن زیاد نے آپ سے کہا اے فاسق تیرے نفس نے تجھے تمنا دلائی اور اللہ اور اس کے اور تیرے درمیان حائل ہو گیا اور اس نے تجھے اس کا اہل نہ پایا اے ابن زیاد اس کا اہل کون ہے؟ اس نے کہا امیر المومنین یزید آپ نے فرمایا الحمدللہ علی کل حال' ہم اللہ کے اس فیصلے پر راضی ہیں جو وہ ہمارے اور تمہارے درمیان کرے اس نے کہا گویا تمہارا خیال ہے کہ امارت میں تمہارا کچھ حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ظن ہی نہیں بلکہ یقین ہے اس نے آپ سے کہا اگر میں آپ کو اس طرح قتل نہ کروں کہ اسلام میں کسی شخص نے اس طرح قتل نہ کیا ہو تو اللہ مجھے قتل کر دے آپ نے فرمایا تو اسلام میں بدعت ایجاد کرنے کا زیادہ حق دار ہے جو اس میں موجود نہ ہو لیکن تو برے قتل' بری عقوبت اور بری سیرت کو اپنے لکھاریوں اور والوں سے چھڑا نہ سکے گا اور ابن زیاد حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ کو دشنام دینے لگا اور حضرت مسلم خاموش تھے اور اس سے بات نہیں کرتے تھے' ابن جریر نے بحوالہ ابو مخنف وغیرہ شیعہ رواۃ سے روایت کیا ہے پھر ابن زیاد نے آپ سے کہا میں آپ کو قتل کرنے والا ہوں آپ نے فرمایا اسی طرح؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا مجھے اپنے لوگوں کو کچھ وصیتیں کر لینے دیجیے اس نے کہا وصیت کر لیجیے آپ نے اس کے ہم نشینوں کو غور سے دیکھا تو ان میں عمرو بن سعد بن ابی وقاص بھی تھا آپ نے فرمایا اے عمر میرے اور تیرے

Marfat.com

درمیان قرابتداری ہے اور مجھے تجھ سے ایک کام ہے اور وہ ایک راز ہے' اٹھ کر میرے ساتھ محل کی ایک جانب چلیے تاکہ میں وہ بات آپ سے کروں' اس نے آپ کے ساتھ کھڑا ہونے سے انکار کیا حتیٰ کہ ابن زیاد نے اسے اجازت دی تو وہ ابن زیاد کے قریب ہی ہٹ کر کھڑا ہو گیا' حضرت مسلم نے اسے کہا' کوفہ میں مجھ پر سات سو درہم قرض ہیں انہیں میری طرف سے ادا کر دینا اور میرے جثے کو ابن زیاد سے مانگ کر دفن کر دینا اور حضرت حسینؓ کو اطلاع بھیجنا کہ میں نے انہیں لکھا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ آ رہے ہیں' آپ نے جو باتیں عمر سے کہی تھیں اس نے کھڑے ہو کر ابن زیاد پر پیش کیں تو اس نے اسے سب باتوں کی اجازت دے دی اور اس نے کہا حضرت حسینؓ نے نہ ہمارا ارادہ کیا ہے اور نہ ہم نے ان کا ارادہ کیا ہے اور اگر انہوں نے ہمارا ارادہ کیا تو ہم ان سے نہیں رکیں گے پھر ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل کے متعلق حکم دیا تو انہیں محل کی بلند جگہ پر چڑھا دیا گیا اور آپ تکبیر و تہلیل اور تسبیح و استغفار کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر درود پڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ اے اللہ ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہم سے فریب کیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے' فیصلہ فرما پھر ایک شخص نے آپ کو قتل کر دیا جسے بکیر بن حمران کہا جاتا تھا پھر اس نے آپ کے سر کو محل کے نچلے حصے میں پھینک دیا اور آپ کے سر کے بعد آپ کا جسم بھی پھینک دیا پھر ابن زیاد کے حکم سے ہانی بن عروہ مذحجی کو بکریوں کی منڈی میں قتل کر دیا گیا اور کوفہ میں کناسہ مقام پر آپ کو صلیب دیا گیا اور ایک شاعر نے اس بارے میں ایک قصیدہ کہا ہے۔

''اگر تجھے معلوم نہیں کہ موت کیا ہوتی ہے تو بازار میں ہانی اور ابن عقیل کی طرف دیکھ' امام کے حکم سے انہیں مارا گیا اور وہ تمام راستوں پر چلنے والے مسافروں کے لیے باتیں بن گئے اس بہادر کی طرف دیکھ جس کے چہرے کو تلوار نے توڑ دیا ہے اور دوسرا مقتول کے کپڑے میں ہلاک ہوا پڑا ہے تو ایک جسم کو دیکھے گا جس کے رنگ کو موت نے تبدیل کر دیا ہے اور خون کے چھڑکاؤ کو دیکھے گا جو ہر بہنے کی جگہ بہہ پڑا ہے اور اگر تم نے اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیا تو فاحشہ عورت بن جاؤ جو تھوڑی چیز پر راضی کر لیا جاتا ہے۔''

پھر ابن زیاد نے ان دونوں کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی قتل کیا پھر ان دونوں کے سروں کو یزید بن معاویہ کے پاس شام بھیج دیا اور ان دونوں کی صورت حال کے متعلق اسے خط بھی لکھا۔

اور عبید اللہ نے بصرہ سے نکلنے سے ایک روز قبل وہاں کے باشندوں کو ایک بلیغ خطاب کیا اور انہیں نصیحت کی اور انہیں اختلاف' فتنہ اور انتشار سے انتباہ کیا اور اسے ہشام بن الکلبی ابو مخنف نے الصقعب بن زہیر سے بحوالہ ابو عثمان النہدی روایت کیا ہے وہ بیان کرتا ہے حضرت حسینؓ نے اپنے غلام سلمان کے ہاتھ ایک خط اہل بصرہ کے اشراف کی طرف لکھا جس میں لکھا

''اما بعد! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مخلوق پر برگزیدہ کیا اور اپنی نبوت سے سرفراز فرمایا اور اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا پھر آپ کو وفات دی ہے اور آپ نے اس کے بندوں کی خیر خواہی کی اور جو کچھ آپ کو دے کر بھیجا گیا اسے آپ نے پہنچا دیا اور ہم ان کے اہل' مددگار اور وارث ہیں اور سب لوگوں سے بڑھ کر لوگوں میں آپ کے مقام کے حق دار ہیں اور آپ نے اس کی وجہ سے ہماری قوم پر اپنے آپ کو ترجیح دی پس ہم راضی ہو گئے اور ہم نے انتشار و

Marfat.com

افتراق کو ناپسند کیا اور عافیت کو پسند کیا اور ہم جانتے ہیں کہ ہم اس شخص سے اس حق کے جو ہم پر واجب ہے زیادہ مستحق ہیں اور انہوں نے حسن سلوک کیا اور نیکی کی اور حق کو تلاش کیا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ہمیں اور انہیں بخشے اور میں نے تمہاری طرف یہ خط بھیجا ہے اور میں تمہیں کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں بلاشبہ سنت مردہ ہو چکی ہے اور بدعت کو زندہ کیا گیا ہے۔ میری بات کو سنو اور میرے حکم کی اطاعت کرو اگر تم نے ایسا کیا تو میں سیدھے راستے کی طرف تمہاری راہنمائی کروں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔''

میرے نزدیک یہ بات محل نظر ہے کہ یہ خط حضرت حسینؓ کا ہو ظاہر ہے کہ یہ خط کسی شیعہ مرید راوی کے کلام سے آراستہ ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان اشراف میں سے المنذر بن الجارود کے سوا جس نے بھی اس خط کو پڑھا اسے چھپایا' اس نے خیال کیا کہ یہ ابن زیاد کا پوشیدہ مکر ہے اور وہ اسے ان کے پاس لایا اور اس نے حضرت حسینؓ کی جانب سے خط لانے والے ایلچی کے پیچھے آدمی بھیجا جس نے اسے قتل کر دیا اور عبید اللہ بن زیاد نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر کہا:۔

''اما بعد! خدا کی قسم مجھے کوئی دشواری نہیں اور نہ میں حوادثِ زمانہ سے گھبراتا ہوں' جو مجھ سے دشمنی کرتا ہے میں اسے سزا دینے والا ہوں اور جو مجھ سے جنگ کرتا ہے میں اس کے لیے تیر ہوں اے اہل بصرہ امیر المومنین نے مجھے کوفہ کا امیر مقرر کیا ہے اور میں صبح کو وہاں جا رہا ہوں اور جو مجھ سے جنگ کرتا ہے میں اس کے لیے تیر ہوں اے اہل بصرہ امیر المومنین نے مجھے کوفہ کا امیر مقرر کیا ہے اور میں صبح کو وہاں جا رہا ہوں اور میں نے عثمان بن زیاد بن ابی سفیان کو تم پر نائب مقرر کیا ہے' اختلاف کرنے اور جھوٹی افواہیں اڑانے سے اجتناب کرو' اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر مجھے تم میں سے کسی شخص کے بارے میں اختلاف کی اطلاع ملی تو میں اسے اس کے نمبردار اور اس کے مددگار کو قتل کر دوں گا اور میں دور والے کے بدلے میں نزدیکی کو پکڑ لوں گا یہاں تک کہ امارت میرے لیے استوار ہو جائے گی اور تم میں کوئی مخالف اور عداوت رکھنے والا نہیں رہے گا میں ابن زیاد ہوں میں سنگریزے روندنے والے کی مانند ہوں اور مجھ سے ماموں اور چچا کی مانند کسی نے جھگڑا نہیں کیا۔''

پھر وہ بصرہ سے چلا گیا اور مسلم ابن عمرو باہلی اس کے ساتھ تھا اور اس کا جو واقعہ ہوا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابومخنف نے الصقعب بن زہیر سے بحوالہ عون بن جحیفہ بیان کیا ہے کہ کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل کی برآمدگی ۸/ذوالحجہ بروز منگل ہوئی اور ۹/ذوالحجہ بروز بدھ آپ کو قتل کر دیا گیا اور یہ ۶۰ھ کے عرفہ کا دن تھا اور یہ واقعہ حضرت حسینؓ کے مکہ سے نکل کر ارض عراق کی طرف جانے کے ایک روز بعد ہوا' اور حضرت حسینؓ ۲۸/رجب ۶۰ھ کو اتوار کے روز مدینہ سے مکہ کو گئے اور ۳/شعبان جمعہ کی شب کو مکہ میں داخل ہوئے اور آپ نے بقیہ شعبان' رمضان' شوال اور ذوالقعدہ مکہ میں ہی قیام کیا اور ۸/ذوالحجہ منگل کے روز یوم الترویہ کو مکہ سے نکلے۔

اور ایک روایت میں ہے جسے ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت مسلم بن عقیل روئے تو عبید اللہ بن عباس سلمی نے انہیں کہا کہ جس شخص کی آپ کی مانند تلاش ہو جب اس پر اس جیسی مصیبت نازل ہو جیسی آپ پر ہوئی ہے تو وہ رویا نہیں کرتے' آپ

Marfat.com

نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنے لیے نہیں روتا اور نہ میں قتل کی وجہ سے اپنے نفس پر رحم کرتا ہوں اگرچہ میں نے ہلاکت کو اس کے لیے ایک لحظہ کے لیے بھی پسند نہیں کیا لیکن میں اپنے کوفہ سے آنے والے اہل کے لیے روتا ہوں۔ میں حضرت حسینؓ اور آل حسین کے لیے روتا ہوں پھر آپ نے محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''اے بندۂ خدا قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ تو میری خواہشات کو پورا کرنے سے عاجز ہے کیا تو کسی شخص کو بھیجنے کی استطاعت رکھتا ہے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے پیغام پہنچا دے؟ مجھے معلوم ہے کہ وہ اور ان کے اہل بیت آج یا کل تمہاری طرف آنے کے لیے روانہ ہو چکے ہیں اور اسی وجہ سے تو مجھے گھبراہٹ میں دیکھ رہا ہے' انہیں کہنا' مجھے ابن عقیل نے آپ کی جانب بھیجا ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اسیر ہیں انہیں معلوم نہیں وہ صبح کو قتل ہوئے ہیں یا شام کو' اور وہ آپ سے کہتے ہیں کہ اپنے اہل کے ساتھ واپس چلے جائیں اور اہل کوفہ آپ کو دھوکہ نہ دیں' بلاشبہ وہ آپ کے باپ کے وہ اصحاب ہیں جن سے وہ موت یا قتل کے ذریعے جدا ہونے کی تمنا کیا کرتے تھے' بلاشبہ اہل کوفہ نے آپ کی تکذیب کی ہے اور مجھے بھی جھٹلایا ہے اور جھوٹے کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔''

ابن اشعث نے کہا خدا کی قسم میں ایسا ضرور کروں گا اور ابن زیاد کو بتاؤں گا کہ میں نے آپ کو امان دی ہے' ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ محمد بن اشعث نے بنی مالک بن ثمامہ کے ایاس بن الیاس طائی کو بلایا جو شاعر تھا اور اسے کہا جاؤ اور حضرت حسینؓ سے ملاقات کرو اور انہیں یہ خط پہنچا دو اور ابن عقیل نے اسے جو حکم دیا اس نے وہ اس میں لکھا پھر اس نے اسے اونٹنی دی اور اس کے اہل اور اس کے گھر کا ضامن ہوا پس وہ روانہ ہو گیا اور وہ زبالہ مقام پر حضرت حسینؓ سے ملا جو کوفہ سے چار راتوں کے فاصلہ پر ہے اور انہیں حقیقت حال سے مطلع کیا اور انہیں پیغام پہنچایا حضرت حسینؓ نے فرمایا جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ نازل ہونے والا ہے' اللہ کے ہاں ہمارا اور ہمارے ائمہ کی خرابی کا احتساب ہوگا' اور جب حضرت مسلم محل کے دروازے پر پہنچے اور پانی پینا چاہا تو مسلم بن عمرو باہلی نے آپ سے کہا' کیا آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کس قدر ٹھنڈا ہے خدا کی قسم آپ اسے کبھی نہیں چکھیں گے یہاں تک کہ آپ جہنم کی آگ میں گرم پانی کو چکھیں' حضرت ابن عقیل نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہ ہوں جس نے حق کو اس وقت پہچانا ہے جس وقت آپ نے اس کا انکار کیا ہے اور اپنے امام کی خیر خواہی کی ہے جب آپ نے اسے دھوکہ دیا ہے اور سمع و اطاعت کی ہے جب آپ نے نافرمانی کی ہے' میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں حضرت مسلم نے اسے کہا تیری ماں کے لیے ہلاکت ہو تو کس قدر اجڈ اور بد اخلاق ہے اور ابن نابلہ تو کس قدر سخت کلام ہے خدا کی قسم تو گرم پانی اور دوزخ کی آگ کا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت حسینؓ کے عراق کی طرف روانہ ہونے کا حال:

جب اہل عراق کی جانب سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو متواتر خطوط آنے لگے اور ان کے اور آپ کے درمیان بار بار ایلچی آنے لگے تو حضرت مسلم بن عقیل کا خط بھی آپ کے پاس آیا کہ آپ اپنے اہل کے ساتھ ان کے پاس آ جائیں پھر اس دوران میں حضرت مسلم بن عقیل کے قتل کا وقوعہ ہو گیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس کا کچھ علم نہ تھا بلکہ آپ نے ان کی طرف روانہ ہونے اور ان

Marfat.com

کے پاس پہنچنے کا پختہ ارادہ کر لیا' اتفاق سے مکہ سے آپ کی روانگی ایام الترویہ میں حضرت مسلم کے قتل سے ایک روز قبل ہوئی۔ حضرت مسلم عرفہ کے روز قتل ہوئے تھے اور جب لوگوں کو آپ کی روانگی کا علم ہوا تو وہ اس وجہ سے آپ پر رحم کھانے لگے اور انہوں نے آپ کو اس سے انتباہ کیا اور ان میں سے صاحب الرائے اور محبت کرنے والے لوگوں نے آپ کو عراق کی طرف نہ جانے اور مکہ میں قیام کرنے کا مشورہ دیا اور ان لوگوں نے آپ کے باپ اور بھائی کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اسے آپ کے سامنے بیان کیا' سفیان بن عیینہ نے عن ابراہیم بن میسرہ عن طاؤس عن ابن عباس بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ بن علی نے مجھ سے روانگی کے متعلق مشورہ لیا تو میں نے کہا اگر لوگ میری اور آپ کی بدگوئی نہ کریں تو میں اپنا ہاتھ آپ کے سر میں پیوست کر دوں اور آپ کو جانے نہ دوں' تو آپ نے مجھے جواب دیا کہ فلاں فلاں پر قتل ہونا مجھے مکہ میں قتل ہونے سے زیادہ پسند ہے' حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ آپ نے اس جواب سے مجھے تسلی دی۔ اور ابو مخنف نے حارث بن کعب الوالبی سے بحوالہ عقبہ بن سمعان روایت کی ہے کہ جب حضرت حسینؓ نے کوفہ کی طرف روانگی کا پختہ ارادہ کر لیا تو حضرت ابن عباسؓ نے آپ کے پاس آ کر کہا اے عم زاد! لوگوں نے یہ بری خبر اڑا دی ہے کہ آپ عراق کو جانے والے ہیں' مجھے وضاحت سے بتائیے آپ کیا کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے ان دو دنوں میں ایک دن روانہ ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے انشاء اللہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے آپ سے کہا مجھے بتائیے اگر انہوں نے اپنے امیر کو قتل کرنے اور اپنے دشمن کو جلاوطن اور اپنے شہروں کو کنٹرول کرنے کے بعد آپ کو بلایا ہے تو ان کی طرف چلے جائیے اور اگر ان کا امیر زندہ ہے اور وہ ان کا نگران ہے اور ان پر غالب ہے اور اس کے عمال اپنے شہروں کا خراج جمع کرتے ہیں تو انہوں نے آپ کو فتنہ اور قتال کے لیے بلایا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ اور اپنے دلوں کو آپ کے متعلق بدل لیں گے اور جس بات کے لیے انہوں نے آپ کو بلایا ہے وہ سب لوگوں سے آپ پر سخت ہوگی' حضرت حسینؓ نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں گا اور جو ہوگا میں اس پر غور کروں گا' پس حضرت عباسؓ آپ کو چھوڑ کر باہر نکل گئے۔ اور حضرت ابن زبیر نے آ کر آپ سے کہا' مجھے معلوم نہیں ہم نے ان لوگوں کے لیے کیا چھوڑا ہے حالانکہ ہم مہاجرین کے بیٹے ہیں اور ان کے سوا اس امر کے منتظم ہیں' مجھے بتائیے آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت حسینؓ نے کہا میرے دل نے مجھے کوفہ جانے کی بات بتائی ہے' میرے وہاں کے پیروکاروں اور اشراف نے مجھے اپنے پاس آنے کا لکھا ہے اور میں اللہ سے استخارہ کروں گا۔ حضرت ابن زبیر نے کہا' اگر آپ کے پیروکاروں کی طرح وہاں میرے پیروکار ہوتے تو میں کوفہ جانے سے پہلوتہی نہ کرتا' اور جب وہ آپ کے پاس سے چلے گئے تو حضرت حسینؓ نے فرمایا' ابن زبیر کو معلوم ہو گیا ہے کہ میرے ساتھ امارت میں سے ان کے لیے کچھ نہیں ہے اور لوگ میرے غیر کو میرے برابر قرار نہیں دیں گے' اس نے چاہا ہے کہ میں چلا جاؤں تاکہ اس کا میدان خالی ہو جائے' پس جب شام ہوئی یا دوسرا دن ہوا تو حضرت ابن عباس حضرت حسینؓ کے پاس آئے اور آپ سے کہا:

''اے عم زاد! میں بتکلف صبر کرتا ہوں اور میں صبر نہیں کر سکتا اور مجھے اس طرف آپ کی ہلاکت کا خدشہ ہے' اہل عراق خائن لوگ ہیں ان سے دھوکہ نہ کھانا' اس شہر میں قیام کیجیے یہاں تک کہ اہل عراق اپنے دشمن کو جلاوطن کر دیں پھر ان کے پاس جائیے ورنہ یمن کی طرف چلے جائیے وہاں قلعے اور گھاٹیاں ہیں اور وہاں آپ کے باپ کے پیروکار بھی ہیں اور

Marfat.com

لوگوں سے الگ رہیے اور ان کی طرف خط لکھیے اور ان میں اپنے داعی بھیجئے اگر آپ ایسا کریں گے تو مجھے امید ہے کہ جس بات کو آپ پسند کرتے ہیں وہ ہو جائے گی۔''

حضرت حسینؓ نے کہا اے عمزاد! قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ آپ شفیق ناصح ہیں لیکن میں نے روانگی کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔

حضرت ابن عباس نے آپ سے کہا:

''اگر آپ نے ضرور جانا ہی ہے تو اپنے بچوں اور عورتوں کو ساتھ نہ لے جائیے خدا کی قسم مجھے خدشہ ہے کہ آپ قتل ہو جائیں گے جیسے کہ حضرت عثمان قتل ہوئے اور آپ کی بیویاں اور بچے آپ کی طرف دیکھتے رہے۔''

پھر حضرت ابن عباسؓ نے کہا:

''آپ نے حجاز کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے خالی چھوڑ کر ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جب میں آپ کے بالوں اور پیشانی کو پکڑوں گا تاکہ لوگ میرے اور آپ کے پاس اکٹھے ہو جائیں تو آپ میری بات مان لیں گے تو میں کھڑے ہو کر یہ کام کرتا۔''

راوی بیان کرتا ہے پھر آپ حضرت حسینؓ کے ہاں سے چلے گئے اور حضرت ابن زبیر سے ملے اور کہا اے ابن زبیر تیری آنکھ ٹھنڈی ہو گئی ہے؟ پھر کہنے لگے۔

''اے آباد اور خوشحال جگہ کی چنڈول' تیرے لیے فضا خالی ہو گئی ہے تو انڈے دے اور گیت گا اور جس کو چاہے چونچ مار' تجھے خوشخبری ہو تیرا صیاد آج قتل ہو گیا ہے۔''

پھر حضرت ابن عباسؓ نے کہا:

یہ حسین عراق جا رہے ہیں اور آپ کے لیے حجاز کو خالی کر رہے ہیں۔

اور کئی لوگوں نے بحوالہ شبابہ بن سوار بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن اسماعیل بن سالم اسدی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں نے شعبی کو بحوالہ حضرت ابن عمر بیان کرتے سنا کہ وہ مکہ میں تھے کہ آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت حسینؓ بن علی عراق کی طرف روانہ ہو گئے ہیں تو آپ تین دن کی مسافت پر انہیں جا ملے اور پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا عراق' اور آپ کے پاس خطوط بھی تھے آپ نے کہا یہ ان کے خطوط اور بیعت ہے' حضرت ابن عمرؓ نے کہا ان کے پاس نہ جائیے' آپ نے انکار کیا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا میں آپ کو ایک حدیث بتاتا ہوں کہ حضرت جبریلؑ' حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تو آپ نے آخرت کو اختیار کر لیا اور دنیا کو نہ چاہا اور آپ رسول اللہ ﷺ کے پارہ گوشت ہیں خدا کی قسم آپ میں سے کوئی ایک شخص بھی کبھی دنیا کا حکمران نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے ہٹا کر اس چیز کی طرف پھیر دیا ہے۔ جو تمہارے لیے بہتر ہے مگر حضرت حسینؓ نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن عمرؓ نے آپ کو گلے لگا لیا اور رو پڑے اور کہنے لگے اے مقتول میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ ابوعبیدہ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیم بن حیان نے بحوالہ سعید بن مینا ہم سے بیان کیا کہ

Marfat.com

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ حضرت حسینؓ نے اپنے فیصلے کی طرف سبقت کی' قسم بخدا اگر میں انہیں پالیتا تو میں انہیں جانے نہ دیتا سوائے اس کے کہ آپ مجھے مغلوب کر لیتے۔ بنی ہاشم سے اس کام کا آغاز ہوا اور بنی ہاشم پر اس کا اختتام ہو گا پس جب تو دیکھے کہ ہاشمی بادشاہ بن گیا ہے تو زمانہ ختم ہو جائے گا۔

میں کہتا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ فاطمی جھوٹے لے پالک تھے اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے نہ تھے جیسا کہ کئی ائمہ نے اس کی وضاحت کی ہے اور ابھی ہم اس کے مقام پر اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابو بکر الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن شریک نے بحوالہ بشر بن غالب ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن زبیر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ ان لوگوں کی طرف جنہوں نے آپ کے باپ کو قتل کیا ہے اور آپ کے بھائی پر طعن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا فلاں فلاں مقام پر میرا قتل ہونا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مکہ کو میری وجہ سے حلال کیا جائے' اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ میرے چچا مصعب بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے ہشام بن یوسف کو بحوالہ معمر بیان کرتے سنا کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو بحوالہ حضرت حسینؓ بیان کرتے سنا کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا' میرے پاس چالیس ہزار لوگوں کی بیعت آئی ہے جو طلاق وعتاق کی قسم کھاتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ ہیں' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ سے کہا' کیا آپ ان لوگوں کے پاس جائیں گے جنہوں نے آپ کے باپ کو قتل کیا ہے اور آپ کے بھائی کو نکال دیا ہے؟ ہشام نے بیان کیا ہے میں نے معمر سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا وہ ثقہ ہے' زبیر نے بیان کیا ہے کہ میرے چچا نے بیان کیا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بات حضرت ابن عباسؓ نے کہی ہے اور واقدی کے کاتب محمد بن سعد نے اس عبارت کو بڑی تفصیل اور خوب صورتی سے بیان کیا ہے اس نے بیان کیا ہے کہ علی بن محمد نے عن یحییٰ بن اسماعیل بن ابی المہاجر عن ابیہ وعن لوط بن یحییٰ العامری عن محمد بن بشیر الہمدانی وغیرہ' وعن محمد بن الحجاج عن عبدالملک بن عمیر عن ہارون بن عیسیٰ عن یونس بن ابی اسحٰق عن ابیہ' وعن یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ عن مجالد عن الشعبی ہمیں بتایا کہ محمد بن سعد نے بیان کیا کہ ان لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرح اس حدیث کے بارے میں مجھ سے ایک گروہ کے بارے میں بیان کیا اور میں نے حضرت حسینؓ کے قتل کے متعلق ان کی حدیث کے جامع الفاظ کو لکھا:

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے یزید کی بیعت لی تو حضرت حسینؓ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اس کی بیعت نہیں کی اور اہل کوفہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ کی طرف خطوط لکھتے اور آپ کو اپنے پاس آنے کی دعوت دیتے مگر آپ ان کی کوئی بات نہ مانتے' اور ان میں سے کچھ لوگ حضرت محمد بن الحنفیہ کے پاس مطالبہ کرتے ہوئے آئے کہ وہ ان کے ساتھ چلیں مگر انہوں نے انکار کر دیا اور وہ حضرت حسینؓ کے پاس ان کا معاملہ پیش کرنے آئے تو حضرت حسینؓ نے انہیں کہا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں کھا جائیں اور ہم پر چھا جائیں اور لوگوں کے اور ہمارے خون بہائیں' پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو غم نے آ لیا کبھی وہ ان کی طرف جانا چاہتے اور کبھی ان سے دور رہنا چاہتے' حضرت ابوسعید خدریؓ نے آ کر کہا اے ابو عبداللہ میں

Marfat.com

آپ کا خیر خواہ ہوں اور آپ پر مہربان ہوں' مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کوفی پیروکاروں نے آپ سے خط وکتابت کی ہے اور وہ آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں اور میں نے آپ کے باپ کو کوفہ میں بیان کرتے سنا ہے:

''خدا کی قسم میں ان سے اکتا گیا ہوں اور میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے اکتا گئے ہیں اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور ان میں قطعاً وفا نہیں اور جوان میں کامیاب ہوا ہے وہ ناکام کرنے والے تیر سے کامیاب ہوا ہے خدا کی قسم نہ ان کی کوئی نیت ہے اور نہ کسی امر کے بارے میں ان کا کوئی عزم ہے اور نہ تلوار پر کوئی صبر ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت المسیب بن عتبہ فزاری اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انھوں نے آپ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معزول کرنے کی دعوت دی اور انہوں نے کہا ہمیں آپ کی اور آپ کے بھائی کی رائے کا علم ہے آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو جنگ سے رکنے کو پسند کرنے کی وجہ سے اس کی نیت کے مطابق اجر دے گا اور مجھے ظالمین کے ساتھ جہاد کو پسند کرنے کی وجہ سے میری نیت کے مطابق اجر دے گا۔

اور مروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: ''میں اس بات سے بے خوف نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ فتنہ کی گھات میں ہوں اور میرا خیال ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمہاری جنگ طویل ہوگی''۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا: ''بلاشبہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو عہد دے وہ وفا کا مستحق ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگوں نے آپ کو شقاق کی طرف دعوت دی ہے اور اہل عراق کے متعلق آپ کو تجربہ ہو چکا ہے کہ انھوں نے آپ کے باپ اور بھائی کے ساتھ خرابی کی ہے' اللہ سے ڈرو اور عہد کو یاد کرو' بلاشبہ آپ مجھ سے جنگ کریں گے تو میں آپ سے جنگ کروں گا''۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا: ''آپ کا خط مجھے ملا' آپ کو میرے متعلق جو اطلاع ملی ہے میں اس کے بغیر ہی لائق ومناسب ہوں اور اللہ کے سوا نیکیوں کی طرف کوئی راہنمائی نہیں کرتا۔ اور میں نے آپ سے جنگ کرنے اور آپ کی مخالفت کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور میرا خیال ہے کہ آپ سے جہاد ترک کرنے میں اللہ کے ہاں میرا کوئی عذر نہیں ہوگا' مجھے معلوم ہے کہ اس امت کی امارت پر آپ کے قابض ہونے سے بڑھ کر اور کوئی فتنہ نہیں''۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں ابو عبداللہ سے شر پہنچا ہے اور اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کچھ ان باتوں کے بارے میں جو ان کو آپ کے بارے میں پہنچی تھیں لکھا: ''میرا خیال ہے آپ کے سر میں فساد ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے پالوں اور اسے آپ کو بخش دوں''۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے یزید کو بلایا اور اسے جو وصیتیں کرنی تھیں' کیں اور اسے کہا: ''حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا خیال رکھنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں اور وہ لوگوں کو بہت محبوب ہیں پس ان سے صلہ رحمی اور نرمی کرنا ان کا معاملہ تمہارے لیے درست ہو جائے گا اور اگر ان سے کوئی بات سرزد ہوئی تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں تجھے ان لوگوں سے کفایت کرے گا جنہوں نے ان کے باپ کو قتل کیا تھا اور ان کے بھائی کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا تھا' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۱۵/رجب ۶۰ھ کی شب کو وفات پا گئے اور لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی' اور یزید نے عبداللہ بن عمرو بن اویس العامری عامر بن لوی کے ہاتھ امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ لوگوں کو بلا کر ان کی بیعت لو۔ اور قریش کے سرداروں سے آغاز کرو اور چاہیے کہ سب سے پہلے تم حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ابتدا کرو' بلاشبہ

Marfat.com

امیر المومنین نے مجھے ان کے بارے میں نرمی کرنے اور ان کی دوستی چاہنے کی وصیت کی ہے''۔ پس ولید نے اسی وقت نصف شب کو حضرت حسین بن علی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیج کر انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دی' اور انہیں یزید بن معاویہ کی بیعت کی دعوت دی' ان دونوں نے کہا' صبح کو ہم دیکھیں گے کہ لوگ کیا کرتے ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اٹھ کر باہر نکلے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ باہر نکلے اور دونوں نے کہا' یزید وہی ہے جسے ہم جانتے ہیں خدا کی قسم اس کے عزم وجوانمردی کی کوئی بات بیان نہیں ہوئی اور ولید نے حضرت حسین ؓ سے سخت کلامی کی تو حضرت حسین ؓ نے اسے برا بھلا کہا اور اس کی پگڑی کو پکڑ کر اس کے سر سے اتار دیا' ولید نے کہا ہم نے ابو عبداللہ سے شر کو برانگیختہ کیا ہے' مروان نے اسے کہا یا اس کے کسی ہم نشین نے کہا اسے قتل کر دو' اس نے کہا بلاشبہ یہ وہ خون ہے جس کے بارے میں بخل کیا جاتا ہے اور بنی عبد مناف میں محفوظ ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسین اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم اسی شب کو مکہ روانہ ہو گئے اور لوگوں نے صبح کو یزید کی بیعت کر لی اور حضرت حسین اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم کی تلاش کی گئی تو وہ نہ ملے' اور المسور بن مخرمہ نے کہا کہ حضرت حسین ؓ اور حضرت ابن زبیر ؓ نے اس امید پر جلدی کی ہے کہ وہ مکہ میں تنہا رہیں' پس وہ دونوں مکہ آ گئے اور حضرت حسین' حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے گھر میں اترے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما حجر اسود سے چمٹ گئے اور المعافری لباس پہن لیا اور لوگوں کو بنی امیہ کے خلاف برانگیختہ کرنے لگے اور آپ صبح وشام حضرت حسین ؓ کے پاس جاتے اور انہیں عراق جانے کا مشورہ دیتے اور کہتے وہ لوگ آپ کے اور آپ کے باپ کے پیروکار ہیں اور حضرت ابن عباس ؓ انہیں اس بات سے روکتے تھے اور عبداللہ بن مطیع نے انہیں کہا' میں اور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہمیں اپنے آپ سے فائدہ پہنچایئے اور عراق کی طرف نہ جایئے' خدا کی قسم ان لوگوں نے آپ کو قتل کر دیا تو وہ ہمیں غلام اور خادم بنا لیں گے۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور ابن ابی ربیعہ ان دونوں کو عمرہ سے واپسی پر ابواء مقام پر ملے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں سے کہا میں تم دونوں کو اللہ کی یاد دہانی کراتا ہوں کہ تم واپس جا کر اس اچھے کام میں شامل ہو جاؤ جس میں لوگ شامل ہوئے ہیں اور دیکھو اگر لوگ اس پر اتفاق کر لیں تو تم تحتی نہ کرنا اور اگر وہ افتراق کریں تو یہ وہ بات ہے جس کے تم خواہاں ہو اور حضرت ابن عمر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے کہا' خروج نہ کرو' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا تھا اور آپ نے آخرت کو پسند کیا تھا اور آپ ان کے پارۂ گوشت ہیں اور آپ دنیا کو حاصل نہیں کریں گے اور آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور روئے اور آپ کو الوداع کہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما خروج کے ذریعے ہم پر غالب آ گئے اور میری زندگی کی قسم آپ نے اپنے باپ اور بھائی میں عبرت دیکھی تھی آپ نے فتنہ اور لوگوں کا ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا دیکھا۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ جب تک زندہ رہتے حرکت نہ کرتے اور اس اچھی بات میں شامل ہو جاتے جس میں لوگ شامل ہوئے تھے' بلاشبہ جماعت بہتر ہوتی ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے کہا اے ابن فاطمہؓ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا عراق اور اپنے پیروکاروں کے پاس' حضرت ابن عباس ؓ نے کہا میں آپ کی اس روانگی کو پسند نہیں کرتا' آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جنہوں نے آپ کے باپ کو قتل کیا اور آپ کے بھائی پر طعن کیا ہے حتیٰ کہ انہوں نے ان سے ناراض اور ملول ہو کر انہیں چھوڑ دیا' میں

Marfat.com

آپ کو اللہ کے نام کی یاددہانی کراتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو تباہی کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا حضرت حسینؓ خروج کے بارے میں مجھ پر غالب آ گئے اور میں نے انہیں کہا اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے گھر رہو اور اپنے امام کے خلاف خروج نہ کرو' اور ابوواقد اللیثی نے بیان کیا کہ مجھے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خروج کی اطلاع ملی تو میں انہیں ملل مقام پر ملا اور میں نے اللہ کے نام پر ان سے اپیل کی کہ وہ خروج نہ کریں بلاشبہ وہ بلاوجہ خروج کر رہے ہیں اور انہوں نے صرف اپنے آپ کو قتل کرنے کے لیے خروج کیا ہے' آپ نے فرمایا میں واپس نہیں جاؤں گا اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسینؓ سے گفتگو کی اور میں نے کہا اللہ سے ڈرو اور لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ لڑاؤ خدا کی قسم جو تم نے کیا ہے اچھا نہیں کیا تو آپ نے میری بات نہ مانی اور حضرت سعید بن المسیبؒ نے بیان کیا ہے اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ خروج نہ کرتے تو آپ کے لیے بہتر ہوتا اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو چاہیے تھا کہ وہ اہل عراق کو پہچانتے اور ان کے پاس نہ جاتے لیکن حضرت ابن زبیرؓ نے اس بات پر ان کو حوصلہ افزائی کی' اور حضرت المسور بن مخرمہ نے آپ کو خط لکھا اہل عراق کے خطوط سے دھوکہ کھانے سے بچنا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ان کے پاس جاؤ بلاشبہ وہ آپ کے مددگار ہیں اور حضرت ابن عباسؓ نے آپ سے کہا حرم کو نہ چھوڑنا بلاشبہ اگر انہیں آپ کی ضرورت ہوئی تو وہ عنقریب اونٹوں پر سوار ہو کر آپ سے آملیں گے اور آپ قوت اور تیاری کے ساتھ خروج کریں سو آپ نے انہیں بہتر بدلہ دیا اور کہا میں اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں گا اور عمرۃ بنت عبدالرحمٰن نے آپ کو لکھا کہ آپ جو کام کرنا چاہتے ہیں وہ بہت بڑا ہے اور اس نے آپ کو اطاعت کرنے اور جماعت کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا اور آپ کو بتایا کہ اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو ان کو ان کے مقتل کی طرف لے جایا جائے گا' نیز کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے سنا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو بابل کی زمین میں قتل کیا جائے گا۔ جب حضرت حسینؓ نے اس کے خط کو پڑھا تو کہنے لگے جب وہ میرا مقتل ہے تو مجھے ضرور وہاں جانا پڑے گا' اور چلتے بنے' اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا اے عمزاد! جو کچھ اہل عراق نے آپ کے باپ اور بھائی سے سلوک کیا ہے مجھے معلوم ہے اور آپ ان کے پاس جانا چاہتے ہیں اور وہ دنیا کے غلام ہیں اور جس نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کی مدد کرے گا وہ آپ سے جنگ کرے گا اور وہ شخص آپ کو چھوڑ دے گا جس کو آپ اپنے مددگار سے زیادہ محبوب ہیں' میں آپ کو آپ کے بارے میں اللہ کے نام کی یاددہانی کراتا ہوں آپ نے فرمایا اے عمزاد! اللہ آپ کو جزائے خیر دے' اللہ نے جس امر کا فیصلہ کیا ہے وہ ہو کر رہے گا' ابوبکر نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اے ابوعبداللہ ہم اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے آپ کو خط لکھا اور آپ کو اہل عراق کے متعلق انتباہ کیا اور اللہ کا واسطہ دیا کہ ان کی طرف نہ جائیں' حضرت حسینؓ نے آپ کو لکھا میں نے ایک رؤیا دیکھا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے مجھے ایک حکم دیا ہے اور میں اسے کر گزرنے والا ہوں اور میں اس رؤیا کے متعلق کسی کو بتانے والا نہیں حتیٰ کہ میں اپنے عمل سے ملاقات کروں اور حرمین کے نائب عمرو بن سعید بن العاص نے آپ کو لکھا: "میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو آپ کے رشد کا الہام کرے اور جو بات آپ کو تباہ کرنے والی ہے اس سے آپ کو ہٹا دے' مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے عراق جانے کا پختہ عزم کر

Marfat.com

لیا ہے اور میں شقاق سے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں اگر آپ خوفزدہ ہیں تو میرے پاس آ جائیے آپ کو میرے ہاں امان اور حسن سلوک حاصل ہوگا''۔ حضرت حسنؓ نے اسے لکھا: ''اگر آپ نے اپنے خط سے میرے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے کا ارادہ کیا ہے تو آپ کو دنیا اور آخرت میں جزائے خیر ملے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور عمل صالح کی طرف دعوت دے وہ مخالفت نہیں کرتا اور کہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں اور بہترین امان اللہ کی امان ہے اور وہ شخص اللہ پر ایمان نہیں لایا جسے اس نے دنیا میں خوفزدہ نہیں کیا اور ہم اللہ سے دنیا میں اس خوف کی دعا کرتے ہیں جو قیامت کے روز اس کے ہاں ہمارے لیے امان کو واجب کرے''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ یزید بن معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا اور انہیں بتایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اہل مشرق سے کچھ لوگ ان کے پاس آئے ہیں اور انہوں نے آپ کو خلافت کی رغبت دلائی ہے اور آپ کو ان کے متعلق تجربہ ہے اور ان کی حقیقت کی خبر ہے اور اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو انہوں نے قرابت کی پختگی کو قطع کر دیا ہے اور آپ اہلبیت کے بزرگ اور بھلے آدمی ہیں' انہیں انتشار کی کوشش سے روکیے اور اس نے آپ کی طرف اور مکہ اور مدینہ میں رہنے والے قریش کی طرف یہ اشعار لکھے۔

''اے سوار! جس کی سواری' دوڑ کر اونٹنی سے آگے بڑھ جانے والی ہے اور اس کی چال میں سکوت پایا جاتا ہے' قریش کو ملاقات گاہ کی دوری کے باوجود اس قرابت کی خبر دے دے جو میرے اور حضرت حسینؓ کے درمیان پائی جاتی ہے اور بیت اللہ کے صحن میں ایک موقف ہے جس نے اسے اللہ کا عہد سنایا اور عہد پورے نہیں ہوئے' تم نے اپنی ماں پر فخر کرتے ہوئے اپنی قوم کو قیدی بنایا میری زندگی کی قسم ماں اصیل' نیکوکار اور سخی ہے اس سے فضل میں کوئی لگا نہیں کھا سکتا' وہ دختر رسول ہے اور لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے اس کی فضیلت تمہاری فضیلت ہے اور تمہاری قوم کے سوا جو لوگ ہیں ان کو اس کے فضل سے حصہ دیا گیا ہے' میں جانتا ہوں یا اس کے جاننے والے کی طرح گمان کرتا ہوں اور کبھی کبھی گمان سچ ہو جاتا ہے اور مرتب ہو جاتا ہے' تم جس چیز کے دعویدار ہو عنقریب میرا قتل تمہیں اس حال میں چھوڑے گا کہ عقاب اور کرگس تمہیں تحائف دیں گے اے ہماری قوم کے لوگو جب جنگ کی آگ بجھ جائے تو اسے نہ بھڑکاؤ اور سلم درخت کی رسیوں سے چمٹ جاؤ اور بچاؤ اختیار کرو' تم سے پہلے لوگوں نے جنگ کا تجربہ کیا ہے' جنگ سے قومیں تباہ ہو گئی ہیں اپنی قوم سے انصاف کرو' اور غصے سے ہلاک نہ ہو جاؤ' بہت سے غصے والوں کے قدم اس سے لغزش کھا جاتے ہیں''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن عباسؓ نے اسے لکھا: ''مجھے امید ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج اس امر کے لیے ہوگا جسے تو پسند نہیں کرتا اور میں ہر اس طریق سے ان کی خیر خواہی کروں گا جس سے الفت بڑھتی اور جوش ٹھنڈا ہوتا ہو اور حضرت ابن عباسؓ نے حضرت حسینؓ کے پاس آ کر طویل گفتگو کی اور انہیں کہا' میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کل آپ ضائع ہونے والے حال میں ہلاک ہو جائیں گے عراق نہ جائیے اور اگر آپ نے ضرور جانا ہی ہے تو حج کے اجتماع کے ختم ہونے تک ٹھہر جائیے اور لوگوں سے ملیے اور معلوم کیجیے وہ کیا ظاہر کرتے ہیں پھر اپنی رائے پر غور کیجیے' یہ گفتگو ۱۰/ ذوالحجہ کو ہوئی' حضرت حسینؓ نے عراق جانے کے سوا اور

Marfat.com

کوئی بات نہ مانی تو حضرت ابن عباسؓ نے انہیں کہا خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ کل آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان اسی طرح قتل ہوں گے جیسے حضرت عثمانؓ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان قتل ہوئے تھے' خدا کی قسم مجھے خدشہ ہے کہ آپ ہی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے گا انا للہ وانا الیہ راجعون. حضرت حسینؓ نے آپ سے کہا اگر یہ بات مجھے اور آپ کو عیب نہ لگاتی تو میرا ہاتھ آپ کے سر میں گڑ جاتا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جب ہم ایک دوسرے سے اصرار کریں گے تو آپ ٹھہر جائیں گے تو میں ایسا کرتا لیکن میرا خیال ہے کہ یہ بات آپ کو روکنے والی نہیں' حضرت حسینؓ نے کہا اگر میں فلاں فلاں مقام پر قتل ہو جاؤں تو یہ مجھے مکہ میں قتل ہونے سے زیادہ پسند ہے اور یہ کہ وہ میرے لیے حلال ہو' راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن عباسؓ نے رو کر کہا' اس سے آپ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی آنکھ کو ٹھنڈا کیا ہے اور اس بات سے میں نے اپنے دل کو تسلی دی تھی' راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ناراض ہو کر حضرت حسینؓ کے ہاں سے چلے گئے اور حضرت ابن زبیرؓ دروازے پر کھڑے تھے جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا اے ابن زبیر آپ جس بات کو پسند کرتے ہیں وہ ہوا چاہتی ہے آپ کی آنکھ ٹھنڈی ہو' یہ ابوعبداللہ جانے والے ہیں اور آپ کو اور حجاز کو چھوڑنے والے ہیں پھر کہنے لگے:

''اے آباد اور خوشحال جگہ کی چنڈول تیرے لیے فضا خالی ہوگئی ہے تو انڈے دے اور گیت گا اور جسے چاہتی ہے اسے چونچ مار' تیرا صیاد آج قتل ہونے والا ہے۔ تجھے خوشخبری ہو''۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت حسینؓ نے مدینہ پیغام بھیجا کہ بنی عبدالمطلب میں سے جو شخص کوچ کرنا چاہتا ہے وہ ان کے پاس آجائے اور وہ انیس مرد تھے اور آپ کی بہنوں' بیٹیوں اور بیویوں میں سے عورتیں اور بچے تھے اور حضرت محمد بن الحنفیہ ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ میں آملے اور انہیں بتایا کہ آج کی رائے سے ان کا خروج کرنا مناسب نہیں مگر حضرت حسینؓ نے ان کی بات نہ مانی تو حضرت محمد بن الحنفیہ نے اپنے بیٹوں کو روک لیا اور ان میں سے ایک بیٹے کو بھی نہ بھیجا حتیٰ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دل میں حضرت محمد بن الحنفیہ پر رنج پیدا ہوا اور آپ نے فرمایا' آپ اپنے بچوں کو اس جگہ روکتے ہیں جس میں مجھے مارا جائے گا؟ حضرت محمد بن الحنفیہ نے کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ آپ مارے جائیں اور وہ بھی آپ کے ساتھ مارے جائیں' اگرچہ ہمارے نزدیک آپ کی مصیبت ان سے بڑی ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اہل عراق نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ایلچی اور خطوط بھیجے جن میں آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی' پس آپ اپنے اہل بیت اور ساٹھ کوفی اشخاص کے ساتھ ان کے پاس جانے کے لیے نکلے اور یہ ۱۰/ ذوالحجہ سوموار کا واقعہ ہے اور مروان نے ابن زیاد کو لکھا:

''امابعد! حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور وہ حسین بن فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اور قسم بخدا جس کسی کو اللہ چھوڑ دے وہ ہمیں حضرت حسینؓ سے زیادہ محبوب نہیں' اپنے نفس پر اس چیز کو برانگیختہ کرنے سے بچ جسے کوئی چیز روک نہ سکے اور نہ عوام اسے پیچھے کر سکیں اور نہ تو کبھی اس کے ذکر کو چھوڑ سکے''۔ والسلام

Marfat.com

اور عمرو بن سعید بن العاص نے اسے لکھا:

''امابعد! حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور اس قسم کے موقع پر تو آزاد ہو گا یا غلاموں کی طرح غلام بن جائے گا''۔

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو لکھا:

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور زمانوں میں سے آپ کے زمانے کو اور شہروں میں سے آپ کے شہر کو اور امراء میں سے آپ کو ان سے پالا پڑ گیا ہے' اور اس موقع پر یا تو آزاد ہو جائے گا یا غلاموں کی طرح دوبارہ غلام بن جائے گا''۔

پس ابن زیاد نے آپ کو قتل کر دیا اور آپ کے سر کو اس کے پاس بھیج دیا۔

میں کہتا ہوں' صحیح بات یہ ہے کہ اس نے حضرت حسینؓ کے سر کو شام نہیں بھیجا جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو لکھا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت حسینؓ عراق کی جانب روانہ ہو چکے ہیں پس دیکھنے کی جگہیں اور میگزین تیار کرو' اور محفوظ رہو اور تہمت پر قید کرو' اور پکڑو' اور جو تجھ سے جنگ کرے صرف اسے قتل کرو اور جو صورت حال پیدا ہو اس کے متعلق مجھے لکھو''۔ والسلام

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الضحاک نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت حسینؓ نے کوفہ سے مکہ کی جانب جانے کا ارادہ کیا تو آپ مسجد الحرام کے دروازے سے گزرے اور کہا:

''تو نے پو پھٹتے وقت چکر لگانے والے کو غارت گری کرتے ہوئے خوفزدہ نہیں کیا اور نہ تو نے یزید کو پکارا ہے اس روز جس نے موت کے خوف سے ظلم کیا اور موتیں مجھے دیکھتی رہیں کہ میں اکیلا ہو جاؤں''۔

اور ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ ابو خباب یحییٰ بن ابی خیثمہ نے عدی بن حرملہ اسدی سے بحوالہ عبداللہ بن سلیم اور المنذر بن المشمعل بیان کیا ہے یہ دونوں اسد قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں' ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم کوفہ سے حج کے لیے نکلے اور مکہ آئے اور یوم الترویہ کو داخل ہوئے' کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ حجر اسود اور دروازے کے درمیان دھوپ چڑھ جانے کے وقت کھڑے ہیں اور ہم نے حضرت ابن زبیر کو حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے کہتے سنا کہ اگر آپ ٹھہرنا چاہتے ہیں تو ٹھہر جایئے اور اس امارت کو سنبھال لیجیے ہم آپ کی مدد کریں گے اور آپ کی خیر خواہی کریں گے اور آپ کی بیعت کریں گے؟ حضرت حسینؓ نے کہا' میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے لیے ایک مینڈھا ہے جو اس کی حرمت کو جائز سمجھے گا اور قتل ہو گا اور میں وہ مینڈھا نہیں بننا چاہتا۔ حضرت ابن زبیرؓ نے انہیں کہا اگر آپ چاہیں تو مجھے یہ امارت سپرد کر دیں آپ کی اطاعت ہو گی اور نافرمانی نہیں ہو گی' آپ نے فرمایا میں اسے بھی پسند نہیں کرتا' پھر انہوں نے ہم سے اپنی گفتگو کو خفیہ رکھا اور وہ مسلسل ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے رہے حتیٰ کہ ہم نے دوپہر کے وقت لوگوں کے داعیوں کو منیٰ کی طرف جاتے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ نے بیت اللہ اور صفا اور

Marfat.com

مروہ کے درمیان طواف کیا اور اپنے بالوں کو کٹوایا اور اپنے عمرہ سے حلال ہو گئے پھر آپ کوفہ کی طرف چلے گئے اور ہم لوگوں کے ساتھ منیٰ کی طرف چلے گئے۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ حارث بن کعب الوالبی نے بحوالہ عقبہ بن سمعان مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے تو آپ کو نائب مکہ عمرو بن سعید کے ایلچی ملے جن کا سربراہ اس کا بھائی یحییٰ بن سعید تھا۔ انہوں نے آپ سے کہا واپس ہو جائیے آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے ان کی بات نہ مانی اور چل دیئے اور فریقین نے مزاحمت کی اور ایک دوسرے کو کوڑوں اور لاٹھیوں سے مارا' پھر حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب نے زبردست بچاؤ کیا اور حضرت حسینؓ اپنے راستے پر چل پڑے تو اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ اے حسین رضی اللہ عنہ کیا آپ اللہ سے نہیں ڈرتے؟ آپ جماعت سے نکلتے ہیں اور اتفاق کے بعد امت میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ نے اس آیت (میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل ہے میں جو عمل کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور جو تم عمل کرتے ہو میں اس سے بری ہوں) کی تفسیر کی۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ تنعیم سے گزرے اور وہاں ایک قافلہ سے ملے جسے نائب یمن بجیر بن زیاد حمیری نے بھیجا تھا اس نے اسے یمن سے یزید بن معاویہ کی طرف بھیجا تھا' اونٹوں پر ورس [1] اور بہت سے کپڑے تھے' حضرت حسینؓ نے انہیں لے لیا اور انہیں لے کر چل دیئے اور اونٹوں والوں سے کوفہ تک کرایہ مقرر کر لیا اور ان کا کرایہ انہیں دے دیا' پھر ابو مخنف نے اپنے پہلے اسناد سے بیان کیا ہے کہ راستے میں فرزدق' حضرت حسینؓ سے ملا اور آپ کو سلام کیا اور آپ سے کہنے لگا' اللہ تعالیٰ نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا ہے اور جو آپ چاہتے تھے اس کا مالک بنا دیا ہے' حضرت حسینؓ نے ان لوگوں سے اور جو کچھ اس کے پیچھے تھا اس کے متعلق پوچھا تو اس نے آپ سے کہا لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور فیصلہ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے' حضرت حسینؓ نے اسے کہا تو نے درست کہا ہے' پہلے اور بعد کا امر اللہ ہی کے لیے ہے وہ جو چاہے کرتا ہے اور ہر روز ہمارے رب کی ایک شان ہوتی ہے' اگر فیصلہ ہماری پسند کے مطابق ہو تو ہم اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور ادائے شکر پر اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اگر فیصلہ ہماری امید کے ورے حائل ہو جائے تو جس کی نیت حق اور اندر تقویٰ ہو اس پر ظلم نہیں ہوتا۔ پھر حضرت حسینؓ نے اپنی سواری کو حرکت دی اور فرمایا السلام علیکم' پھر دونوں الگ ہو گئے اور ہشام بن الکلبی نے عن عوانہ بن الحکم عن لبطہ بن غالب بن الفرزدق عن ابیہ بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے میں نے اپنی ماں کو حج کروایا اسی دوران میں میں اس کے اونٹ کو چلاتے چلاتے ایام حج میں حرم میں داخل ہو گیا یہ ۶۰ھ کا واقعہ ہے کہ اچانک میں حضرت حسینؓ سے ملا آپ مکہ سے باہر جا رہے تھے اور آپ کی تلواریں اور ڈھالیں بھی آپ کے ساتھ تھیں' میں نے آپ سے کہا اے پسر رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس وجہ سے حج سے سبقت کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر میں سبقت نہ کروں تو پکڑا جاؤں پھر آپ نے مجھ سے پوچھا' تم کس سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا میں ایک عراقی ہوں' آپ نے مجھ سے لوگوں کے متعلق پوچھا تو میں نے آپ سے کہا' دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور جو بات پہلے بیان ہو چکی ہے اس کی مانند بیان کیا۔

---

[1] ورس ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

فرزدق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسینؓ سے کچھ باتوں کے متعلق اور کچھ مناسک کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے مجھے ان کے متعلق بتایا' راوی بیان کرتا ہوں کہ عراق میں اسے ذات الجنب کی بیماری ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی زبان بوجھل ہو گئی تھی۔

راوی بیان کرتا ہے پھر میں چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حرم میں ایک خیمہ لگا ہوا ہے اور بڑا اچھا منظر ہے' اچانک میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو دیکھا آپ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے انہیں بتایا کہ میں حضرت حسینؓ سے ملا ہوں' انہوں نے کہا تو ان کے پیچھے کیوں نہیں چلا؟ بلاشبہ حضرت حسینؓ کے متعلق تجھے وہ ہتھیار سلام نہ کہے جس سے آپ کا قتل ہونا مقدر نہیں' پس فرزدق شرمندہ ہو گیا اور اس نے آپ سے ملنے کا ارادہ کر لیا۔ اور اس کے دل پر حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما کی بات کا اثر ہوا' پھر میں نے انبیاء اور ان کے قتل کو یاد کیا تو اس بات نے مجھے آپ سے ملنے سے روک دیا اور جب اسے پتہ چلا کہ آپ قتل ہو گئے ہیں تو اس نے ابن عمروؓ نے لعنت کی اور ابن عمرو کہا کرتا تھا خدا کی قسم درخت کھجور اور چھوٹا بچہ بالغ نہیں ہوگا کہ یہ امر اپنے کمال کو پہنچ جائے گا اور نمایاں ہو جائے گا اور حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما کے قول کہ تجھے ہتھیار سلام نہ کہے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہتھیار جس سے آپ کا قتل ہونا مقدر نہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی اس کے مفہوم بیان کیے گئے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ کا مقصد فرزدق سے مذاق کرنا تھا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کسی چیز کی طرف توجہ دیئے بغیر روانہ ہو گئے حتیٰ کہ ذات عرق میں اترے۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ حارث بن کعب الوالبی نے بحوالہ علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' جب ہم مکہ سے نکلے تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے عون اور محمد کے ہاتھ ایک خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا:

''اما بعد! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ میرے اس خط کو دیکھے بغیر واپس نہ ہوں' مجھے آپ کی حالت پر رحم آتا ہے اس لیے کہ اس میں آپ کی ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کی بیخ کنی ہوگی اور اگر آج آپ ہلاک ہو گئے تو نور اسلام بجھ جائے گا بلاشبہ آپ ہدایت پانے والوں کے علم اور مومنین کی امید ہیں' روانگی میں جلدی نہ کیجئے' میں بھی اپنے خط کے پیچھے آ رہا ہوں''۔ والسلام

پھر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما' نائب مکہ عمرو بن سعید کے پاس گئے اور اسے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھو جس میں انہیں امان دو اور انہیں نیکی اور حسن سلوک کی تمنا دلاؤ اور اپنے خط میں انہیں اعتبار دلاؤ اور ان سے واپسی کا مطالبہ کرو تا کہ وہ اس بات سے مطمئن ہو کر واپس آ جائیں' عمرو نے آپ سے کہا آپ جو چاہتے ہیں میری طرف سے لکھ دیں اور خط کو میرے پاس لے آئیں میں اس پر مہر لگا دوں گا' حضرت ابن جعفرؓ نے عمرو بن سعید کی زبان سے وہ کچھ لکھا جو عبداللہ نے چاہا' پھر خط کو عمرو کے پاس لائے تو اس نے اپنی مہر سے اس پر مہر لگا دی اور عبداللہ نے عمرو بن سعید سے کہا میرے ساتھ اپنی امان بھی بھیج دیجئے تو اس نے ان کے ساتھ اپنے بھائی یحییٰ کو بھیج دیا تو وہ دونوں واپس چلے گئے حتیٰ کہ حضرت حسینؓ سے جا ملے' اور آپ کو خط پڑھ کر سنایا تو آپ نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے خواب میں مجھے ایک حکم دیا ہے جسے میں کر گزرنے والا ہوں' ان دونوں نے کہا' وہ خواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں وہ خواب کسی ایک کو ضرور بتاؤں گا حتیٰ کہ اپنے

Marfat.com

رب سے جاملوں گا۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ محمد بن قیس نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے حتیٰ کہ ذوالرمۃ وادی کی بلند جگہ پر پہنچ گئے جس کے بیچ میں پست جگہ تھی اور آپ نے قیس بن مسہر الصیداوی کو اہل کوفہ کے پاس بھیجا اور اسے ان کی طرف خط لکھ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے اپنے مومنین اور مسلمین بھائیوں کی طرف:

''تم پر سلامتی ہو میں تمہارے ساتھ مل کر اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد! مسلم بن عقیل کا خط میرے پاس آیا ہے جس میں انہوں نے مجھے تمہاری رائے کی عمدگی اور تمہارے سرداروں کے ہماری مدد پر متفق ہونے اور ہمارے حق کا مطالبہ کرنے کی اطلاع دی ہے' ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ عمدہ طور پر ہمارا کام کر دے اور تم لوگوں کو اس کا بڑا اجر دے اور میں نے ۸/ ذوالحجہ یوم الترویہ کو بروز منگل تمہاری طرف کوچ کیا ہے' پس جب میرا ایلچی تمہارے پاس آئے تو اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھنا اور سنجیدہ رہنا اور میں انہی دنوں میں تمہارے پاس آرہا ہوں۔ ان شاء اللہ''۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت مسلم کا خط آپ کو قتل ہونے سے ستائیس راتیں پہلے ملا جس کا مضمون یہ تھا:

''امابعد! پیش رو اپنے اہل سے جھوٹ نہیں بولتا بلاشبہ سب اہل کوفہ آپ کے ساتھ ہیں' آپ جب میرے اس خط کو پڑھیں تو آجائیں''۔ والسلام علیکم

راوی بیان کرتا ہے' قیس بن مسہر الصیداوی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خط لے کر کوفہ آیا اور جب وہ قادسیہ پہنچا تو حصین بن نمیر ثقفی نے اسے پکڑ کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس بھجوادیا' ابن زیاد نے اسے کہا' محل کی چوٹی پر چڑھ کر کذاب بن کذاب علی بن ابی طالب اور ان کے بیٹے حسین کو گالیاں دو' اس نے چڑھ کر اللہ کی حمد وثنا کی پھر کہا اے لوگو! بلاشبہ یہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما اللہ کی مخلوق کا بہترین آدمی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا ہے اور میں تمہاری طرف اس کا ایلچی ہوں اور میں وادی ذوالرمۃ کی بلند جگہ سے آپ سے جدا ہوا ہوں' انہیں جواب دو اور ان کی سمع واطاعت کرو' پھر اس نے عبیداللہ بن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے لیے بخشش طلب کی' پھر ابن زیاد کے حکم سے اسے محل کی چوٹی سے گرادیا گیا اور وہ لخت لخت ہوگیا بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور اس میں زندگی کے آخری سانس باقی رہ گئے اور عبدالملک بن عمیر البجلی نے اس کے پاس جاکر اسے قتل کردیا اور کہنے لگا میں نے اسے تکلیف سے آرام دینا چاہا ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ شخص عبدالملک بن عمیر کے مشابہ تھا وہ خود نہیں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خط لایا تھا وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر تھا' پس اسے محل کی چوٹی سے گرادیا گیا۔ واللہ اعلم

پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف چلنے لگے اور جو واقعات ہو چکے تھے ان کے متعلق آپ کو کچھ علم نہ تھا' ابومخنف نے ابوعلی انصاری سے بحوالہ بکر بن مصعب مزنی بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت حسین عرب کے جس پانی کے پاس سے گزرتے وہ آپ

Marfat.com

کا پیچھا کرتا' ابو مخنف نے عن ابی خباب عن عدی بن حرملہ عن عبداللہ بن سلیم والمنذر بن المشمعل الاسدیین بیان کیا ہے وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حج ادا کر چکے تو ہمارا صرف یہی ارادہ تھا کہ ہم حضرت حسینؓ سے ملیں اور ہم ان سے جا ملے اور آپ بنی اسد کے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو حضرت حسینؓ نے ان سے گفتگو کرنی چاہی اور اس سے پوچھنا چاہا پھر آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا اور ہم نے اس شخص کے پاس آ کر اس سے لوگوں کے حالات پوچھے تو اس نے کہا قسم بخدا میں اس وقت کوفہ سے نکلا ہوں جب حضرت مسلم بن عقیلؓ اور ہانی بن عروہ کو قتل کر دیا گیا اور میں نے ان دونوں کو دیکھا کہ انہیں ٹانگوں سے پکڑ کر بازار میں گھسیٹا جا رہا ہے' وہ دونوں بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت حسینؓ کے پاس آ کر انہیں اطلاع دی تو آپ بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے' ہم نے آپ سے کہا اپنے بارے میں اللہ سے ڈریئے آپ نے فرمایا ان دونوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں' ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کیا ہے اور آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے کہا خدا کی قسم آپ مسلم بن عقیل کی مانند نہیں' اگر آپ کوفہ آتے تو لوگ بہت سرعت کے ساتھ آپ کے پاس آتے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسینؓ کے اصحاب نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کے قتل کا سنا تو اس موقع پر بنو عقیل بن ابی طالب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے خدا کی قسم ہم اپنا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے یا ہم وہ مزا چکھیں گے جو ہمارے بھائی نے چکھا ہے' پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ چل پڑے اور جب آپ زرود مقام پر پہنچے تو آپ کو اس شخص کے قتل کی اطلاع ملی جسے آپ نے مکہ سے نکلنے کے بعد وادی ذوالرمۃ کی بلند جگہ پر پہنچ کر اپنا خط دے کر اہل کوفہ کے پاس بھیجا تھا اور آپ نے فرمایا ہمارے پیروکاروں نے ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے پس جو شخص تم میں سے واپس جانا چاہتا ہے وہ واپس چلا جائے اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا اور نہ ہماری طرف سے اس پر کوئی ذمہ داری ہوگی' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ آپ کو چھوڑ کر دائیں بائیں منتشر ہو گئے اور آپ اپنے ان اصحاب میں باقی رہ گئے جو مکہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے اور آپ نے ایسا اس لیے کیا کہ آپ نے خیال کیا کہ جن اعراب نے آپ کی اتباع کی ہے انہوں نے صرف اس لیے آپ کی اتباع کی ہے کہ آپ اس شہر میں جائیں گے جس کے باشندے آپ کی اطاعت میں مستقیم ہوں گے پس آپ نے اپنے ساتھ ان کے چلنے کو پسند نہ کیا' سوائے اس کے کہ انہیں معلوم ہو کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ جب آپ ان کے سامنے حقیقت حال کی وضاحت کریں گے تو آپ کی مصاحبت وہی شخص کرے گا جو موت میں آپ کی ہمدردی کرنا چاہتا ہے راوی بیان کرتا ہے جب سحر ہوئی تو آپ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ بکثرت پانی لے لیں پھر آپ چل پڑے حتیٰ کہ وادی عقبہ سے گزرے اور وہاں اتر پڑے۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے بحوالہ یزید الرشک ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ بالمشافہ بات کرنے والے نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بیابان میں خیمے لگے دیکھے میں نے پوچھا یہ کس کے خیمے ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ حضرت حسینؓ کے خیمے ہیں' راوی بیان کرتا ہے میں آپ کے پاس آیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیخ قرآن پڑھ رہا ہے اور اس کے رخساروں اور داڑھی پر اشک رواں ہیں' میں نے پوچھا اے پسر دختر رسول آپ کو اس علاقے اور بیابان میں جہاں کوئی شخص موجود نہیں' کس نے اتارا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ خطوط اہل کوفہ نے مجھے لکھے ہیں اور میں انہیں اپنا قاتل پاتا ہوں اور جب وہ ایسا کریں گے تو وہ خدا تعالیٰ کی ہر حرمت کی بے حرمتی کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر ایسے شخص کو مسلط کر

Marfat.com

دے گا جوان کو ذلیل کرے گا اور وہ لونڈی کی اوڑھنی سے بھی ذلیل تر ہو جائیں گے۔

اور علی بن محمد نے حسن بن دینار سے بحوالہ معاویہ بن قرۃ ہمیں بتایا کہ حضرت حسینؓ نے فرمایا قسم بخدا وہ مجھ پر زیادتی کریں گے جیسے بنی اسرائیل نے سبت کے بارے میں زیادتی کی تھی اور علی بن محمد نے بحوالہ جعفر بن سلیمان الضبعی ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسینؓ نے بیان کیا خدا کی قسم جب تک وہ میرے پیٹ سے اس لوتھڑے کو باہر نہ نکال لیں مجھے نہیں چھوڑیں گے اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے شخص کو مسلط کر دے گا جو انہیں ذلیل کر دے گا حتیٰ کہ وہ لونڈی کی اوڑھنی سے بھی ذلیل تر ہو جائیں گے پس آپ ۱۰/محرم ۶۱ ھ کو نینویٰ مقام پر قتل ہو گئے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ شہاب بن خراش نے اپنی قوم کے ایک شخص کے حوالے سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے میں اس فوج میں شامل تھا جسے ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تھا' میں حضرت حسینؓ سے ملا تو میں نے آپ کو سیاہ سر اور سیاہ ریش پایا میں نے آپ سے کہا اے ابوعبداللہ السلام علیک آپ نے وعلیک السلام فرمایا اور اس میں گنگناہٹ تھی۔ نیز فرمایا آج شب تم میں چوروں نے رات بسر کی ہے' شہاب کا بیان ہے میں نے یہ بات حضرت زید بن علی سے بیان کی تو آپ حیران رہ گئے اور ان میں بھی گنگناہٹ تھی' سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ حسینیوں میں گنگناہٹ تھی۔

ابومخنف نے بحوالہ ابوخالد الکاہلی بیان کیا ہے کہ جب صبح کو سواروں نے حضرت حسینؓ بن علیؓ پر حملہ کیا تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ تو ہی ہر غم و رنج میں میرے لیے قابل بھروسہ اور ہر سختی میں میری امید ہے اور تو ہر نازل ہونے والے امر میں میرے لیے سامان اور بھروسہ کے قابل ہے اور کتنے ہی غم ہیں جن میں دل کمزور ہو جاتا ہے اور حیلہ کم ہو جاتا ہے اور ان میں دوست مدد چھوڑ دیتا ہے اور دشمن خوش ہوتا ہے پس میں نے انہیں تیرے سامنے پیش کیا اور دوسرے سے بے نیاز ہو کر تیرے پاس ان کی شکایت کی' پس تو نے انہیں دور کر دیا اور تو نے مجھے ان کے مقابلہ میں کفایت کی' پس تو میرے لیے ہر نعمت کا منتظم اور ہر نیکی کا مالک اور ہر غایت کا منتہا ہے' اور ابوعبید القاسم بن سلام نے بیان کیا ہے کہ حجاج بن محمد نے ابومعشر سے اس کے بعض مشائخ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جب وہ کربلا میں اترے تو حضرت حسینؓ نے فرمایا' اس زمین کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کربلا' آپ نے فرمایا کرب اور بلاء' اور عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تو حضرت حسینؓ نے اسے کہا اے عمر مجھے تین باتوں میں سے ایک بات کے انتخاب کرنے کا اختیار دو' یا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں جیسے آیا ہوں ویسے ہی واپس چلا جاؤں اور اگر تو اس بات کو تسلیم نہ کرے تو مجھے یزید کے پاس لے جا اور میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دوں اور وہ جو مناسب سمجھے میرے بارے میں فیصلہ کرے اور اگر تو یہ بات بھی تسلیم نہ کرے تو مجھے ترکوں کے پاس بھیج دے کہ میں ان سے جنگ کروں حتیٰ کہ مر جاؤں' اس نے یہ باتیں ابن زیاد کو پہنچا دیں اور اس نے آپ کو یزید کے پاس بھجوانے کا ارادہ کیا تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا' جب تک یہ تمہارا فیصلہ نہ مانیں انہیں یزید کی طرف نہیں بھجوایا جائے گا۔ پس اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچا دی تو حضرت حسینؓ نے کہا خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا اور عمر نے آپ سے جنگ کرنے میں دیر کر دی اور ابن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور اسے کہا اگر عمر آگے بڑھے تو جنگ کرو ورنہ اسے قتل کر کے اس کی جگہ سنبھال لینا میں نے امارت کو تمہارے سپرد کر دیا ہے اور عمر کے ساتھ اہل کو

Marfat.com

کے تقریباً تیس سردار تھے انہوں نے اسے کہا' پسر دختر رسول تمہارے سامنے تین باتیں پیش کر رہا ہے تم ان میں سے کوئی بات بھی قبول نہیں کرتے؟ پس وہ حضرت حسینؓ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے لگے۔

ابوزرعہ نے بیان کیا ہے کہ سعید بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن العوام نے بحوالہ حصین ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسینؓ کے قتل کی کیفیت کو دیکھا وہ بیان کرتا ہے کہ سعد بن عبیدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ دھاری دار جبہ پہنے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے جسے عمرو بن خالد الطہری کہا جاتا تھا آپ کو تیر مارا اور میں نے اس تیر کو آپ کے جبہ کے ساتھ لٹکے ہوئے دیکھا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمار الرازی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ سعید بن سلیمان نے مجھ سے بیان کیا کہ عباد بن العوام نے ہم سے بیان کیا کہ اہل کوفہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی ہیں اور آپ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا اور اس نے حضرت مسلم کے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ حصین نے بیان کیا ہے کہ ہلال بن یساف نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن زیاد نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ واقصہ کے درمیانی علاقہ سے شام کے راستے تک اور شام سے بصرہ کے راستے تک حفاظتی تدابیر اختیار کر لیں اور نہ کسی کو اندر آنے دیں اور نہ باہر جانے دیں۔

اور حضرت حسینؓ آئے تو آپ کو کچھ معلوم ہی نہ تھا حتیٰ کہ آپ نے اعراب کے پاس آ کر ان سے لوگوں کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے خدا کی قسم ہمیں اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ آپ نہ داخل ہو سکتے ہیں اور نہ باہر جا سکتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ یزید بن معاویہ کی طرف چل پڑے تو کربلا مقام پر سوار آپ سے ملے اور آپ ان کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتے ہوئے اتر پڑے' راوی بیان کرتا ہے کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد' شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن نمیر کو آپ کے پاس بھیجا اور آپ نے ان کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا کہ وہ آپ کو امیر المومنین یزید کے پاس لے جائیں اور وہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیں گے انہوں نے آپ سے کہا ایسا نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ آپ ابن زیاد کے فیصلہ کو تسلیم کریں اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان میں حر بن یزید حنظلی ثم نہشلی بھی سواروں کا سالار تھا' جب اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اس نے انہیں کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ کیا تم ان لوگوں کی ان باتوں کو قبول نہیں کرو گے جو وہ تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں' خدا کی قسم! اگر ترک اور دیلم تم سے یہ مطالبہ کرتے تو ان کو واپس کرنا تمہارے لیے جائز نہ ہوتا مگر انہوں نے ابن زیاد کے فیصلے کے سوا کسی اور فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا ہے' پس اس نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا اور حضرت حسینؓ کے پاس آ گیا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ ان کے ساتھ جنگ کرنے آیا ہے اور جب وہ ان کے نزدیک ہوا تو اس نے اپنی ڈھال کو پلٹ دیا اور انہیں سلام کہا پھر اس نے ابن زیاد کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور ان میں سے دو آدمیوں کو قتل کر دیا پھر خود قتل ہو گیا۔

ان نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن القین البجلی حضرت حسینؓ سے ملا اور وہ حاجی تھا پس وہ آپ کے ساتھ آیا اور ابن ابی مخرمہ المرادی اور شخص عمرو بن الحجاج اور معن السلمی اس کے پاس آئے اور حضرت حسینؓ اس شخص کے ساتھ گفتگو کرنے آئے جسے ابن زیاد نے آپ کے پاس بھیجا تھا اور آپ دھاری دار جبہ زیب تن کیے تھے پس جب آپ ان سے گفتگو کر چکے تو واپس لوٹے اور بنی تمیم کے

Marfat.com

ایک شخص نے جسے عمرو الطہری کہا جاتا تھا آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان تیر مارا اور میں اس تیر کو آپ کے کندھوں کے درمیان آپ کے جبہ کے ساتھ لٹکے ہوئے دیکھ رہا ہوں پس جب انہوں نے آپ کی بات نہ مانی تو آپ اپنے میدان کارزار کی طرف واپس آ گئے اور میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں وہ تقریباً ایک سو آدمی تھے' ان میں حضرت علیؓ کی صلب کے پانچ اور بنی ہاشم کے سولہ اور بنی سلیم کا ایک شخص جوان کا حلیف تھا اور بنی کنانہ کا ایک شخص جوان کا حلیف تھا اور ابن زیاد کا عمزاد شامل تھے۔

اور حصین نے بیان کیا ہے کہ سعید بن عبیدہ نے مجھ سے بیان کیا ہم عمر بن سعد کے ساتھ پانی میں نہا رہے تھے کہ اچانک اس کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اس سے سرگوشی کی اور اس نے اس سے کہا' ابن زیاد نے تمہاری طرف جویریہ بن بدر تمیمی کو بھیجا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ اگر تو نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ نہ کی تو وہ تجھے قتل کر دے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اٹھ کر اپنے گھوڑے کے پاس گیا اور اس پر سوار ہو گیا پھر اس نے اپنے ہتھیار منگوا کر پہنے اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور وہ لوگوں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابن زیاد کے پاس لا کر اس کے سامنے رکھا گیا اور وہ اپنی چھڑی کو آپ کی ناک پر رکھ کر کہنے لگا بلاشبہ ابو عبداللہ سیاہ و سفید بالوں والے ہیں' راوی بیان کرتا ہے اور آپ کی بیویوں' بیٹیوں اور اہل کو بھی لایا گیا' راوی بیان کرتا ہے اس نے سب سے اچھا کام یہ کیا کہ ان کے لیے ایک فرودگاہ کا حکم دیا جو ایک الگ تھلگ جگہ پر تھی اور ان کی رسد جاری کر دی اور ان کے لیے لباس اور اخراجات کا حکم دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے دو لڑکوں نے جو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ یا ابن ابی جعفر کی اولاد میں سے تھے' آ کر طی قبیلہ کے ایک شخص کی پناہ لی تو اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور ان دونوں کے سر لا کر ابن زیاد کے سامنے رکھ دیئے۔ ابن زیادہ نے بھی اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس کے حکم سے اس کے گھر کو منہدم کر دیا گیا' راوی بیان کرتا ہے مجھے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے غلام نے بتایا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لا کر یزید کے سامنے رکھا گیا تو میں نے اسے روتے اور کہتے دیکھا کہ اگر ابن زیاد اور ان کے درمیان قرابت ہوتی تو ابن زیاد یہ نہ کرتا۔ حصین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو وہ دو یا تین ماہ ٹھہرے یوں معلوم ہوتا تھا کہ طلوع آفتاب کے وقت دیواریں خون سے لتھڑ جاتی ہیں حتیٰ کہ وہ بلند ہو جاتا۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے۔ لوذان نے مجھ سے بیان کیا کہ عکرمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے ایک چچا نے حضرت حسین سے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے اسے بتایا تو اس نے آپ سے کہا' میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر آپ واپس نہ لوٹے تو خدا کی قسم آپ کے آگے جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی آپ کا دفاع نہ کرے گا اور نہ آپ کے ساتھ مل کر جنگ کرے گا اور قسم بخدا آپ نیزوں اور تلواروں کے پاس جا رہے ہیں اور جن لوگوں نے آپ کی طرف پیغام بھیجا ہے کاش وہ آپ کے جنگ کے اخراجات سے کفایت کرتے اور اشیاء کو آپ کے لیے درست کر دیتے پھر اس کے بعد آپ ان کے پاس آتے اور یہ ایک مشورہ ہے اور اس صورت میں میں آپ کو کچھ کرتے نہیں دیکھتا' حضرت حسینؓ نے اسے کہا جو تو نے بیان کیا اور دیکھا ہے مجھ پر مخفی نہیں لیکن اللہ اپنے امر میں مغلوب نہیں ہوتا پھر آپ کوفہ جانے کے لیے کوچ کر گئے اور خالد بن العاص نے کہا:

''بہت سے خیر خواہ دھوکہ دیتے اور ہلاک کرتے ہیں اور غیب پر بدگمانی کرنے والا خیر خواہ کو پا لیتا ہے اور اس سال عمرو

Marfat.com

بن سعید بن العاص نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ یزید کی طرف سے مدینہ اور مکہ کا گورنر تھا اور یزید نے مدینہ کی امارت سے ولید بن عتبہ کو معزول کر دیا اور عمرو بن سعید کو اس سال مکہ کا گورنر مقرر کیا''۔ واللہ وسبحانہ وتعالیٰ اعلم

۶۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما' اپنے اقرباء اور اصحاب کے ساتھ مکہ اور عراق کے درمیان کوفہ کی طرف رواں دواں تھے اور مشہور قول کے مطابق جسے واقدی اور کئی مؤرخین نے صحیح قرار دیا ہے آپ اس سال کے محرم کی دس تاریخ کو قتل ہو گئے اور بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ آپ اس سال کے صفر میں قتل ہوئے مگر پہلا قول اصح ہے۔

آپؓ کے قتل کا یہ بیان اس شان کے ائمہ سے ماخوذ ہے نہ کہ جس طرح اہل تشیع کا جھوٹا گمان ہے:

ابومخنف نے عن ابی خباب عن عدی بن حرملہ عن عبداللہ بن حرملہ عن عبداللہ بن سلیم والمذری بن المشمعل الاسدیین بیان کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور جب شرف میں اترے تو آپ نے اپنے نوجوانوں سے بوقتِ سحر کہا کہ زیادہ سے زیادہ پانی جمع کر لو پھر وہ دن کے شروع میں روانہ ہو گئے اور حضرت حسینؓ نے ایک شخص کو تکبیر کہتے سنا اور آپ نے اسے کہا تم نے کس وجہ سے تکبیر کہی ہے؟ اس نے کہا میں نے نخیلہ کو دیکھا ہے' اسد قبیلہ کے دونوں آدمیوں نے اسے کہا' اس جگہ سے کسی شخص نے نخیلہ کو نہیں دیکھا' حضرت حسینؓ نے دریافت کیا' تم دونوں کی رائے میں اس نے کیا دیکھا ہے ان دونوں نے کہا یہ سوار آ گئے ہیں حضرت حسینؓ نے کہا کیا ہمارے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں کہ ہم اسے پس پشت رکھیں اور ایک جانب سے لوگوں کا سامنا کریں؟ ان دونوں نے کہا ہاں ذوحسم جگہ ہے پس آپ نے اس کی طرف جانے کے لیے بائیں جانب کو اختیار کیا اور اتر پڑے اور آپ کے حکم سے خیمے لگا دیئے گئے اور حر بن یزید تمیمی کے ساتھ ایک ہزار سوار آ گئے اور وہ اس فوج کے ہراول تھے جسے ابن زیاد نے بھیجا تھا اور وہ دوپہر کے وقت آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب عمامے باندھے ہوئے اور اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے تھے' حضرت حسینؓ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ پانی سے سیراب ہو جائیں اور اپنے گھوڑوں کو پانی پلائیں اور اپنے دشمنوں کے گھوڑوں کو بھی پانی پلائیں' ابومخنف اور دیگر مؤرخین نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ جب ظہر کا وقت ہوا تو حضرت حسینؓ کے حکم سے حجاج بن مسروق نے اذان دی پھر حضرت حسینؓ ایک تہبند' چادر اور دو جوتوں کے ساتھ باہر نکلے اور آپ نے اپنے اصحاب اور اپنے دشمنوں سے خطاب کیا اور یہاں آنے کے متعلق ان کے سامنے عذر پیش کیا کہ اہل کوفہ نے آپ کو لکھا ہے کہ ان کا کوئی امام نہیں ہے اور اگر آپ ہمارے پاس آئیں تو ہم آپ کی بیعت کریں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے پھر نماز کھڑی ہو گئی تو حضرت حسینؓ نے حر سے فرمایا آپ اپنے اصحاب کو نماز پڑھانا چاہتے ہیں اس نے کہا نہیں' آپ نماز پڑھیے ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے پس حضرت حسینؓ نے انہیں نماز پڑھائی پھر آپ اپنے خیمے میں آ گئے اور آپ کے اصحاب بھی آپ کے پاس جمع ہو گئے اور حر اپنی فوج کے پاس واپس چلا گیا اور سب اپنی اپنی جگہ تیار تھے اور جب عصر کا وقت ہوا تو حضرت حسینؓ نے انہیں نماز پڑھائی پھر واپس چلے گئے اور آپ نے ان سے خطاب کیا اور انہیں سمع و اطاعت کرنے اور ان دشمن کے پالکوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی ترغیب دی جو تم میں ظلم کو روا

Marfat.com

رکھے ہوئے ہیں' حر نے آپ سے کہا' ہمیں معلوم نہیں یہ خط کیسے ہیں اور انہیں کس نے لکھا ہے' حضرت حسینؓ نے خطوط کے دو بھرے ہوئے تھیلے پیش کیے اور انہیں اس کے سامنے بکھیر دیا اور اس نے ان میں سے کچھ خطوط پڑھے حر نے کہا' ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جنہوں نے آپ کو خطوط لکھے ہیں اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہم آپ سے ملیں تو آپ سے الگ نہ ہوں حتیٰ کہ ہم آپ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے آئیں۔ حضرت حسینؓ نے کہا اس بات سے موت زیادہ نزدیک ہے پھر حضرت حسینؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا سوار ہو جاؤ' پس وہ سوار ہو گئے اور عورتیں بھی سوار ہو گئیں اور جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو وہ لوگ آپ کے درمیان اور واپسی کے درمیان حائل ہو گئے' حضرت حسینؓ نے حر سے فرمایا تیری ماں تجھے کھو دے تو کیا چاہتا ہے' حر نے آپ سے کہا خدا کی قسم اگر عربوں میں سے آپ کے سوا کوئی اور شخص یہ بات کہتا اور وہ آپ جیسی حالت میں ہوتا تو میں اس سے قصاص لیتا اور اس کی ماں کو نہ چھوڑتا' لیکن ہمیں مقدور بھر احسن رنگ میں آپ کی ماں کا ذکر کرنے کے سوا چارہ نہیں اور لوگوں نے باہم سوال وجوابات کیے تو حر نے آپ سے کہا' مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا مجھے صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے الگ نہ ہوں حتیٰ کہ آپ کو کوفہ میں ابن زیاد کے پاس پیش کر دوں اور جب آپ کو اس بات کے ماننے سے انکار ہے تو آپ ایسا راستہ اختیار کریں جو آپ کو نہ کوفہ لے جائے اور نہ آپ کو مدینہ واپس لے جائے اور اگر آپ چاہیں تو میں ابن زیاد کو خط لکھ دیتا ہوں' شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم لے آئے جس میں آپ کے معاملہ میں مبتلا ہونے کی بجائے میرے لیے عافیت کا سامان ہو' راوی بیان کرتا ہے' حضرت حسینؓ نے العذیب اور قادسیہ کے راستے سے بائیں طرف کو اختیار کر لیا اور حر بن یزید آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور آپ سے کہہ رہا تھا اے حسینؓ میں آپ کو آپ کی جان کے بارے میں اللہ کا نام یاد دلاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپ نے جنگ کی تو آپ قتل ہو جائیں گے اور اگر آپ سے جنگ کی گئی تو میرے خیال میں ہم ہلاک ہو جائیں گے حضرت حسینؓ نے اسے کہا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟ لیکن میں اوس قبیلے کے شخص کی طرح جس نے اپنے عمزاد سے کہا تھا' کہتا ہوں وہ اسے ملا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی مدد کو جا رہا تھا اس نے کہا تو کہاں جا رہا ہے بلاشبہ تو قتل ہونے والا ہے؟ اس نے کہا۔

''میں ابھی جاؤں گا اور جب نوجوان حق کی نیت کرے اور مسلمان ہو کر جہاد کرے تو موت اس کے لیے عار نہیں اور اپنی جان سے صالح مردوں کی ہمدردی کرے اور اس خوف کو چھوڑ دے کہ وہ زندہ رہے گا اور ذلیل ہو گا''۔

ان اشعار کو ایک اور طرح بھی بیان کیا گیا ہے۔

''میں ابھی جاؤں گا اور جب نوجوان حق کی نیت کرے اور وہ مجرم نہ ہو تو موت اس کے لیے عار نہیں' پس اگر تو مر گیا تو میں پشیمان نہ ہوں گا اور اگر تو زندہ رہا تو دردمند نہ ہوں گا تیرے لیے یہی موت کافی ہے کہ تو ذلیل وخوار ہو''۔

جب حر نے آپ سے یہ اشعار سنے تو وہ آپ سے ایک طرف ہو گیا اور اپنے اصحاب کے ساتھ آپ سے ایک طرف ہو کر چلنے لگا پس وہ عذیب الہجانات تک پہنچ گئے اور جب چار آدمیوں نے سفر کیا جو کوفہ سے اپنی سواریوں پر دو گام چلتے ہوئے اور نافع بن ہلال کے گھوڑے کو جسے الکامل کہا جاتا تھا کوتل بنا کر آئے' وہ کوفہ سے حضرت حسینؓ کے پاس آئے اور ان کا راہنما جسے الطرماح بن عدی کہا جاتا تھا' گھوڑے پر سوار تھا اور وہ کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

''اے میری ناقہ! میری ڈانٹ سے خوف نہ کر' اور بہترین سوار کے ساتھ اور بہترین سفر میں طلوع فجر سے قبل تیز تیز چل یہاں تک کہ تو کریم الاصل بزرگ' شریف اور کشادہ سینے والے شخص کے پاس جا اترے جسے اللہ تعالیٰ بہترین کام کے لیے لایا ہے وہاں وہ اسے ہمیشہ زندہ رکھے''۔

حر نے چاہا کہ وہ ان کے درمیان اور حضرت حسینؓ کے درمیان حائل ہو جائے مگر حضرت حسینؓ نے اسے اس بات سے روکا اور جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان سے پوچھا مجھے اپنے پچھلے لوگوں کے متعلق بتاؤ تو ان چاروں میں سے ایک شخص مجمع بن عبداللہ عامری نے آپ سے کہا' سرداران قوم آپ کی عداوت پر متحد ہیں اس لیے کہ انہیں بڑی رشوت دی گئی ہے اور ان کے تھیلوں کو بھر دیا گیا ہے' اس سے ان کی محبت اور خیر خواہی کو حاصل کیا گیا ہے پس وہ سب آپ کی عداوت پر متحد ہیں اور بقیہ لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں اور کل ان کی تلواریں آپ کے خلاف سونتی ہوئی ہوں گی آپ نے فرمایا کیا تمہیں میرے ایلچی کے متعلق کوئی علم ہے؟ انہوں نے پوچھا آپ کا ایلچی کون ہے؟ آپ نے فرمایا قیس بن مسہر الصیداوی' انہوں نے کہا ہاں پس ابن نمیر نے اسے پکڑ کر ابن زیاد کے پاس بھجوا دیا ہے اور ابن زیاد نے اسے حکم دیا کہ وہ آپ اور آپ کے باپ پر لعنت کرے تو اس نے آپ کی اور آپ کے باپ کی تعریف کی اور ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور لوگوں کو آپ کی مدد کرنے کی دعوت دی اور انہیں آپ کی آمد کی اطلاع دی تو ابن زیاد کے حکم سے اسے محل کی چوٹی سے پھینک دیا گیا اور وہ مر گیا' حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور آپ نے یہ آیت ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾ پڑھی' یعنی ان میں سے کچھ تو فوت ہو گئے ہیں اور کچھ منتظر ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا اے اللہ جنت ان کا ٹھکانہ بنا دے اور ہمیں اور انہیں اپنی رحمت کے ٹھکانے اور اپنے ثواب کی جمع شدہ مرغوب اشیاء میں اکٹھا کر دے' پھر الطرماح بن عدی نے حضرت حسینؓ سے کہا' دیکھئے آپ کے ساتھ کیا ہے؟ میں آپ کے ساتھ اس چھوٹے سے گروہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھ رہا اور جن لوگوں کو میں آپ کے ساتھ ساتھ چلتا دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ساتھیوں کے ہم پلہ ہیں اور یہ کیسے ہوگا جب کہ کوفہ کا بیرونی علاقہ گھوڑوں اور فوجوں سے بھرا ہوا ہے جو ضرور آپ کا قصد کریں گے میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ اگر آپ کے بس میں ہے تو ایک بالشت بھی ان کی طرف نہ بڑھیں اور ایسا ہی کیجیے اور اگر آپ نے کسی شہر میں اترنے کا ارادہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے آپ کو غسان وحمیر کے بادشاہوں اور نعمان بن المنذر اور اسود واحمر سے بچائے گا' قسم بخدا! اگر کبھی ہمیں ذلت نے آ لیا تو میں آپ کے ساتھ چلوں گا حتیٰ کہ آپ کو پستی میں اتاروں گا پھر آپ طی کے باجا اور سلمٰی کے مردوں کی طرف پیغام بھیجنا پھر جو معلوم ہو اس کے مطابق ہمارے ساتھ قیام کرنا میں دس ہزار طائیوں کا سردار ہوں جو آپ کے آگے اپنی تلواروں سے شمشیر زنی کریں گے خدا کی قسم وہ کبھی آپ تک نہ پہنچ سکیں گے اور ان کی آنکھ دیکھ لے گی' حضرت حسینؓ نے اسے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ مگر آپ جس بات کے درپے تھے اس سے رجوع نہ کیا تو الطرماح نے آپ کو الوداع کہا اور حضرت حسین چلتے بنے اور جب رات ہوئی تو آپ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق پانی جمع کر لیں پھر آپ رات کو چلے اور اپنے سفر میں آپ کو اونگھ آ گئی حتیٰ کہ آپ کا سر جھٹکے کھانے لگا اور آپ انا للہ وانا الیہ راجعون اور الحمد للہ رب العالمین کہتے ہوئے بیدار ہو گئے پھر آپ نے فرمایا میں نے گھوڑے پر ایک سوار دیکھا ہے جو کہہ رہا ہے کہ لوگ چل رہے ہیں اور موتیں ان کی

Marfat.com

طرف چل رہی ہیں پس مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ ہماری جانیں ہیں جن کی موت کی خبر ہمیں دی گئی ہے جب فجر طلوع ہوئی تو آپ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور جلدی سے سوار ہو گئے پھر اپنے سفر میں بائیں طرف ہو گئے یہاں تک کہ نینوا پہنچ گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سوار کمان کندھے پر رکھے کوفہ سے آیا ہے اور اس نے حر بن یزید کو سلام کیا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سلام نہیں کہا اور اس نے حر کو ابن زیاد کا خط دیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ وہ سفر میں عراق تک کسی بستی اور قلعے میں اترے بغیر برابر حضرت حسینؓ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کے ایلچی اور اس کی فوجیں اس کے پاس آ جائیں اور یہ ۲/محرم ۶۱ھ جمعرات کا روز تھا اور جب دوسرا دن ہوا تو عمر بن سعد چار ہزار فوج کے ساتھ آیا اور ابن زیاد نے اسے ان لوگوں کے ساتھ دیلم کی طرف بھیجا تھا اور وہ کوفہ کے باہر خیمہ زن ہو گیا اور جب انہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ پیش آیا تو اس نے اسے کہا ان کی طرف روانہ ہو جا اور جب تو ان سے فارغ ہو جائے تو دیلم کی طرف چلے جانا' عمر بن سعد نے اس سے اس بات کی معافی چاہی تو ابن زیاد نے اسے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھے معاف کر دیتا ہوں اور ان شہروں کی حکومت سے تجھے معزول کر دیتا ہوں جن پر میں نے تجھے حاکم بنایا ہے' اس نے کہا ذرا مجھے اپنے معاملے میں غور و فکر کر لینے دو' اور وہ جس شخص سے بھی مشورہ کرتا وہ اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف جانے سے روکتا۔ حتیٰ کہ اس کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہؓ نے اسے کہا' حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف جانے سے بچنا تو اپنے رب کی نافرمانی کرے گا اور اپنی قرابت کو قطع کرے گا خدا کی قسم اگر تو ساری زمین کی حکومت سے بے دخل ہو جائے تو یہ بات خون حسینؓ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی نسبت تجھے زیادہ محبوب ہونی چاہیے۔ اس نے کہا میں ان شاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔

پھر عبید اللہ بن زیاد نے اسے عزل و قتل کی دھمکی دی تو وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس مقام پر آپ سے جنگ کی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے' پھر اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ایلچی بھیجے کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا اہل کوفہ نے مجھے خط لکھے ہیں کہ میں ان کے پاس آؤں' پس اب جب انہوں نے مجھے ناپسند کیا ہے تو میں مکہ واپس چلا جاتا ہوں اور تم کو چھوڑ دیتا ہوں' جب عمر بن سعد کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے بچائے گا اور اس نے یہ بات ابن زیاد کو بھی لکھ بھیجی' ابن زیاد نے اسے جواب دیا کہ ان کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ جیسا کہ پرہیزگار پاکباز مظلوم امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا اور حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو پیشکش کرو کہ وہ امیر المومنین یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں تو بھی ہماری رائے ہے' اور عمر بن سعد کے اصحاب حضرت حسینؓ کے اصحاب کو پانی سے روکنے لگے اور ان کے ایک دستے کا سالار عمرو بن الحجاج تھا آپ نے ان کے لیے پیاس کی بددعا کی تو یہ شخص شدت پیاس سے مر گیا پھر حضرت حسینؓ نے عمر بن سعد سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں فوجوں کے درمیان آپ سے ملاقات کرے اور دونوں میں سے ہر ایک تقریباً بیس سواروں کے ساتھ آیا اور دونوں نے طویل گفتگو کی حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ دونوں نے کیا بات کی ہے لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ آپ اس کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس شام چلے جاتے ہیں اور دونوں فوجوں کو مقابل میں کھڑا چھوڑ دیتے ہیں' عمر نے کہا اس صورت میں ابن زیاد میرے گھر کو منہدم کر دے گا حضرت حسینؓ نے کہا میں اسے تیرے لیے اس سے بھی خوبصورت رنگ میں تعمیر کر دوں گا' نے کہا وہ میری جاگیر کو ضبط کر لے گا۔ آپ

Marfat.com

نے فرمایا میں تجھے اپنے حجازی مال سے اس جاگیر سے بھی بہتر عطا کروں گا' راوی بیان کرتا ہے عمر بن سعد نے اس بات کو پسند نہ کیا اور بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ یا تو وہ یزید کے پاس چلے جاتے ہیں یا وہ حجاز واپس چلے جاتے ہیں یا کسی سرحد پر جا کر ترکوں سے جنگ کرتے ہیں' عمر نے عبید اللہ کی طرف یہ باتیں لکھ بھیجیں تو اس نے کہا بہت اچھا میں انہیں قبول کرتا ہوں' پس شمر بن ذی الجوشن اٹھا اور کہنے لگا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ آپ کے اصحاب تمہارے حکم کو قبول کریں پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسینؓ اور ابن سعد دونوں فوجوں کے درمیان بیٹھ کر رات کا اکثر حصہ باہم گفتگو کرتے رہے ہیں' ابن زیاد نے اسے کہا' تمہاری رائے بہت اچھی ہے۔

اور ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن جندب نے بحوالہ عقبہ بن سمعان مجھ سے بیان کیا کہ میں مکہ سے قتل کے وقت تک حضرت حسینؓ کے ساتھ رہا ہوں اور قسم بخدا آپ نے میدان کارزار میں جو بات بھی کی ہے میں نے اسے سنا ہے اور آپ نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ آپ یزید کے پاس جاتے ہیں اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور نہ ہی آپ نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ آپ کسی سرحد کی طرف چلے جاتے ہیں بلکہ آپ نے دو باتوں میں سے ایک کا مطالبہ کیا ہے کہ یا تو وہ جہاں سے آئے ہیں وہاں واپس چلے جاتے ہیں اور یہ وہ آپ کو وسیع وعریض زمین میں جانے کے لیے چھوڑ دیں تاکہ وہ دیکھیں کہ لوگوں کی امارت ان کے پاس آتی ہے' پھر عبید اللہ نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور کہا' اگر حضرت حسینؓ اور ان کے اصحاب میرے حکم کو قبول کر لیں تو فبہا وگرنہ عمر بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دو اور اگر وہ اس سے گریز کرے تو اسے قتل کر دینا پھر تم ہی لوگوں کے امیر ہو گے اور اس نے حضرت حسینؓ کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر عمر بن سعد کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اس نے اسے حکم دیا کہ اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس کے پاس نہ لایا تو وہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرے گا' بلاشبہ وہ مخالفین ہیں اور عبید اللہ بن ابی المحل نے اپنی پھوپھی ام البنین بنت حرام کے بیٹوں کے لیے جو حضرت علیؓ سے تھے امان طلب کی اور وہ عباس' عبداللہ' جعفر اور عثمان تھے' ابن زیاد نے انہیں پروانہ امان لکھ دیا اور عبید اللہ بن المحل نے اپنے غلام کرمان کے ہاتھ اسے بھیج دیا اور جب اس نے انہیں یہ پروانہ امان پہنچایا تو انہوں نے کہا ہم ابن سمیہ کی امان کے خواہاں نہیں اور ہم ابن سمیہ کی امان سے بہتر امان کی امید رکھتے ہیں اور جب شمر بن ذی الجوشن عبید اللہ بن زیاد کا خط لے کر عمر بن سعد کے پاس آیا تو عمر نے کہا اللہ تیرے گھر کو تباہ کرے اور جو تو لایا ہے اس کا برا کرے خدا کی قسم میں تجھے وہ شخص خیال کرتا ہوں جس نے اسے ان تین امور سے برگشتہ کر دیا ہے جن کا حضرت حسینؓ نے مطالبہ کیا تھا اور میں نے انہیں اس کے سامنے پیش کیا تھا' شمر نے اسے کہا مجھے بتاؤ تم کیا کرنے والے ہو؟ کیا تو ان سے جنگ کرے گا یا مجھے اور ان کو چھوڑ دے گا' عمر نے اسے کہا' نہیں تجھے عظمت حاصل نہ ہو میں اس کام کو سنبھالوں گا اور اس نے اسے پیادوں کا سالار بنا دیا اور اس نے ۹/ محرم بروز جمعرات شام کو ان پر تیزی سے حملہ کیا اور شمر بن ذی الجوشن نے کھڑے ہو کر کہا میرے بھانجے کہاں ہیں؟ تو حضرت علیؓ کے بیٹے' عباس' عبداللہ' جعفر اور عثمان اس کے پاس گئے تو اس نے کہا تم امان میں ہو' انہوں نے کہا اگر تو ہمیں اور پسر رسول کو امان دے تو فبہا ورنہ ہمیں تمہاری امان کی ضرورت نہیں' راوی بیان کرتا ہے پھر عمر بن سعد نے فوج میں اعلان کیا اے اللہ کے سوار' سوار ہو جاؤ اور خوشخبری ہو' پس وہ سوار ہو گئے اور اسی دن کی نماز عصر کے بعد ان کی طرف دھیرے دھیرے بڑھے اور حضرت حسین اپنے خیمے

Marfat.com

کے آگے اپنی تلوار کو گود میں رکھے بیٹھے تھے کہ آپ کو اونگھ آ گئی اور آپ کے سر کو جھکا لگا اور آپ کی ہمشیرہ نے شور سنا تو قریب ہو کر آپ کو جگایا تو آپ اپنے سر کو پہلی حالت پر واپس لائے اور فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ نے مجھے فرمایا ہے۔ تو بلاشبہ شام کو ہمارے پاس آئے گا تو اس نے اپنے چہرے پر تھپڑ مارا اور کہنے لگی' ہائے میری ہلاکت' آپ نے فرمایا اے ہمشیرہ آپ کے لیے ہلاکت نہیں' پر سکون ہو جایئے آپ پر رحمان رحم فرمائے گا اور آپ کے بھائی عباس بن علی نے آپ سے کہا' اے میرے بھائی لوگ آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور پوچھو ان کی کیا مرضی ہے وہ تقریباً بیس سواروں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور پوچھا تمہیں کیا ہے؟ انہوں نے کہا امیر کا حکم آیا ہے یا تو تم اس کا حکم مان لو یا ہم تم سے جنگ کریں گے' عباس نے کہا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو میں جا کر ابو عبداللہ کو بتاتا ہوں آپ واپس آ گئے' اور آپ کے اصحاب کھڑے رہے اور وہ آپس کی گفتگو میں الٹ پھیر کرنے لگے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے' حضرت حسینؓ کے ساتھی کہتے تم کس قدر برے لوگ ہو تم اپنے نبی کی ذریت اور اپنے زمانے کے بہترین لوگوں کو قتل کرنا چاہتے ہو' پھر عباس بن علی' حضرت حسینؓ کے پاس سے ان کی طرف واپس گئے اور انہیں کہنے لگے ابو عبداللہ تمہیں کہتے ہیں کہ اس شام کو واپس چلے جاؤ تا کہ وہ آج شب اپنے معاملے میں سوچ بچار کر سکیں' عمر بن سعد نے شمر بن ذی الجوشن سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا تم امیر ہو اور رائے بھی تمہاری ہی ہے' عمرو بن الحجاج بن سلمہ زبیدی نے کہا' سبحان اللہ خدا کی قسم اگر دیلم کا کوئی شخص تم سے اس بات کا مطالبہ کرتا تو اس کا قبول کرنا ضروری ہوتا۔ اور قیس بن اشعث نے کہا' جو بات انہوں نے آپ سے پوچھی ہے اس کا جواب دو' اور میری زندگی کی قسم کل صبح کو وہ تم سے ضرور جنگ کریں گے' یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا اور جب عباس واپس آئے تو حضرت حسینؓ نے انہیں کہا' واپس جا کر انہیں آج شام واپس کر دو تا کہ ہم اس شب کو اپنے رب کی نماز پڑھ لیں اور اس سے دعا و استغفار کر لیں اور اللہ تعالیٰ کو میرے متعلق معلوم ہے کہ میں اس کی نماز اور اس کی کتاب کی تلاوت اور دعا و استغفار کو پسند کرتا ہوں اور حضرت حسینؓ نے اس شب اپنے اہل کو وصیت کی اور رات کے پہلے حصے میں اپنے اصحاب سے خطاب کیا اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور فصیح و بلیغ عبارت میں اس کے رسول پر درود پڑھا اور اپنے اصحاب سے فرمایا جو شخص آج شب اپنے اہل کے پاس واپس جانا پسند کرتا ہے میری طرف سے اسے اجازت ہے بلاشبہ دشمن کو صرف میں مطلوب ہوں' مالک بن النضر نے کہا' مجھ پر قرض ہے اور میرے عیال بھی ہیں آپ نے فرمایا آج کی رات نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے پس تم اسے پازیب بنا لو اور تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت کے کسی مرد کا ہاتھ پکڑ لے پھر تم اس رات کی تاریکی میں سطح زمین پر اپنے اپنے ممالک اور شہروں میں چلے جاؤ' بلاشبہ دشمن کو میں ہی مطلوب ہوں کاش وہ دوسروں کی تلاش سے غافل ہو کر مجھے تکلیف دیتے چلے جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کشائش کر دے' آپ کے بھائیوں' بیٹوں اور بھتیجوں نے آپ سے کہا' آپ کے بعد ہماری کوئی زندگی نہیں اور آپ کے بارے میں اللہ ہمیں وہ کچھ نہ دکھائے جسے ہم پسند نہیں کرتے' حضرت حسینؓ نے فرمایا اے بنی عقیل' تمہارے بھائی مسلم کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تمہارے لیے کافی ہے' چلے جاؤ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے' انہوں نے کہا' لوگ کیا کہیں گے ہم نے اپنے شیخ اور سردار اور اپنے بہترین چچاؤں کے بیٹوں کو چھوڑ دیا ہے اور ہم نے دنیاوی زندگی کی رغبت میں ان کے ساتھ ایک تیر نہیں چلایا اور نہ ان کے ساتھ نیزہ مارا ہے اور نہ ان کے ساتھ تلوار چلائی ہے خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ ہم اپنے جان و مال

Marfat.com

اور اہل کو آپ پر قربان کر دیں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے حتیٰ کہ آپ کے گھاٹ پر آ جائیں گے آپ کے بعد اللہ تعالیٰ زندگی کو خراب کر دے اور اسی قسم کی بات مسلم بن عوسجہ اسدی نے کی اور سعید بن عبداللہ حنفی نے بھی ایسی ہی بات کی کہ خدا کی قسم ہم آپ کو تنہا نہ چھوڑیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی غیر موجودگی میں آپ کی حفاظت کی ہے خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو کہ میں آپ کی حفاظت میں ایک ہزار بار قتل ہوں گا اور اللہ تعالیٰ اس قتل کے ذریعے آپ سے اور آپ کے اہل بیت کے ان جوانوں سے مصیبت کو دور کر دے گا تو میں اس بات کو پسند کر لوں گا حالانکہ یہ صرف ایک ہی قتل ہے اور آپ کے اصحاب کی جماعت نے بھی گفتگو کی جو ایک طریق سے ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم آپ سے جدا نہیں ہوں گے اور ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں گی' اور ہم آپ کو اپنے سینوں' اپنی پیشانیوں' اپنے ہاتھوں اور اپنے بدنوں سے بچائیں گے اور جب ہم قتل ہو جائیں گے تو ہم اس حق کو جو ہم پر لازم ہے پورا کر دیں گے اور آپ کے بھائی عباس نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی موت کا دن نہ دکھائے اور ہمیں آپ کے بعد زندگی کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کے اصحاب نے اس پر موافقت کی۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ حارث بن کعب اور ابوالضحاک نے بحوالہ علی بن الحسین زین العابدین مجھ سے بیان کیا کہ جس شب کی صبح کو میرے باپ قتل ہوئے ہیں اس کی شام کو بیٹھا ہوا تھا اور جب میرے باپ اپنے خیمے میں الگ ہو جاتے اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب بھی ہوتے تو میری پھوپھی حضرت زینب میری تیمارداری کرتیں اور آپ کے پاس حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا غلام حوی بھی تھا جو آپ کی تلوار کو درست کر رہا تھا اور میرے باپ کہہ رہے تھے۔

"اے زمانے تیرے دوست ہونے پر افسوس ہے تیری کتنی ہی چاشتیں اور شامیں ہیں اور کتنے ہی ساتھی یا مقتول کے طالب ہیں' اور زمانہ' عوض پر قناعت نہیں کرتا اور معاملہ' خدائے جلیل کے سپرد ہے اور ہر زندہ اس راستے پر چلنے والا ہے"۔

آپ نے ان اشعار کو دو تین بار دہرایا حتیٰ کہ میں نے انہیں یاد کر لیا اور میں آپ کے مقصد کو سمجھ گیا' پس آنسوؤں نے میرا گلا گھونٹ دیا اور میں انہیں دہرانے لگا اور میں نے خاموشی اختیار کر لی اور مجھے معلوم ہو گیا کہ مصیبت نازل ہو چکی ہے اور میری پھوپھی ننگے سر کھڑی ہو گئیں حتیٰ کہ آپ کے پاس پہنچ کر کہنے لگیں ہائے اس کا کھو دینا' کاش موت آج میری زندگی کو ختم کر دیتی' میری ماں حضرت فاطمہؓ اور میرے باپ حضرت علیؓ اور میرے بھائی حضرت حسنؓ فوت ہو گئے ہیں اے گزشتہ کے جانشین اور باقی رہنے والے کے فریاد رس آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا اور فرمایا اے میری بہن شیطان آپ کے حلم کو ختم نہ کر دے وہ کہنے لگیں اے ابوعبداللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا ہے' اور حضرت زینبؓ نے اپنے چہرے پر طمانچے مارے اور اپنا گریبان پھاڑ دیا اور غش کھا کر گر پڑیں' حضرت حسینؓ نے آپ کے پاس آ کر بہن کے چہرے پر پانی ڈالا اور فرمایا اے میری بہن' اللہ سے ڈر اور صبر کر اور اللہ کی تسلی سے تسلی حاصل کر اور جان لے کہ اہل زمین مر جائیں گے اور اہل آسمان بھی باقی نہیں رہیں گے اور اس خدا کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے جس نے مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور وہ انہیں اپنی قوت اور غلبے سے مارے گا اور انہیں دوبارہ واپس لائے گا اور وہ اس اکیلے کی عبادت کریں گے اور وہ اکیلا یکتا ہے اور جان لے میرا باپ مجھ سے بہتر تھا اور میری ماں مجھ سے بہتر تھی اور میرا بھائی مجھ سے بہتر تھا اور میرے لیے اور ان کے لیے اور ہر

Marfat.com

مسلمان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں اچھا نمونہ ہے پھر آپ نے ان پر تنگی کی کہ ان کے مرنے کے بعد ان باتوں میں سے کچھ نہ کرنا پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں میرے پاس واپس بھیج دیا پھر آپ اپنے اصحاب کے پاس چلے گئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے گھروں کو ایک دوسرے کے نزدیک کرلیں کہ ایک دوسرے کی رسیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں اور ایک طرف کے سوا دشمن کے لیے اپنے پاس آنے کا کوئی راہ نہ رہنے دیں اور خیمے ان کے دائیں بائیں اور پیچھے ہوں اور حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب نے پوری رات نماز پڑھتے' استغفار کرتے' دعا کرتے اور تضرع کرتے گزاری اور ان کے دشمن کے محافظوں کے گھوڑے ان کے پیچھے چکر لگاتے رہے جن کا لیڈر عزرۃ بن قیس احمسی تھا اور حضرت حسینؓ ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ. مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ کی آیت پڑھ رہے تھے اور ابن زیاد کے اصحاب میں سے جو سوار حفاظت کر رہے تھے ان میں سے ایک شخص نے اس آیت کو سنا تو وہ کہنے لگا رب کعبہ کی قسم ہم پاک ہیں' اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ سے ممتاز کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے اسے پہچان لیا اور میں نے زید بن حضیر ❶ سے کہا' کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا یہ ابو حرب السبیعی عبید اللہ بن شمیر ہے۔ اور وہ بڑا ہنس مکھ' تمسخر کرنے والا' معزز' شجاع اور دلیر تھا اور سعید بن قیس نے کئی دفعہ اسے اپنے خیمے میں قید کر دیا تو یزید بن حصین نے اسے کہا اے فاسق تو کب سے پاکیزہ لوگوں کے ہم پلہ ہوا ہے؟ اس نے پوچھا تو ہلاک ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا میں یزید بن حصین ہوں اس نے کہا انا للہ' اے دشمن خدا' خدا کی قسم تو ہلاک ہو گیا ہے' وہ کیوں تیرے قتل کا خواہاں ہے؟ میں نے اسے کہا اے ابو حرب کیا ہو سکتا ہے کہ تو اپنے بڑے بڑے گناہوں سے توبہ کرے؟ قسم بخدا ہم ہی پاکیزہ لوگ ہیں اور بلاشبہ تم لوگ خبیث ہو' اس نے کہا ہاں اور میں اس کا گواہ ہوں' اس نے کہا تیرا برا ہو کیا تجھے تیری معرفت فائدہ نہیں دیتی؟ راوی بیان کرتا ہے' جو دستہ ہماری حفاظت کر رہا تھا اس کے امیر عزرۃ بن قیس نے اسے ڈانٹا تو وہ ہمارے پاس سے واپس چلا گیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب عمر بن سعد نے جمعہ کے روز اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ ہفتے کے روز صبح کی نماز پڑھائی۔ اور وہ ۱۰/محرم تھی۔ تو وہ جنگ کے لیے کھڑا ہو گیا اور اسی طرح حضرت حسینؓ نے بھی اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور وہ ۳۲ سوار اور چالیس پیادے تھے' پھر آپ نے واپس آ کر ان کی صف بندی کی اور آپ نے اپنے میمنہ پر زہیر بن القین اور میسرہ پر حبیب بن المطہر کو امیر مقرر کیا اور اپنے بھائی عباس بن علی کو اپنا علم عطا کیا اور خیموں کو بیویوں سمیت اپنے پس پشت رکھا اور حضرت حسینؓ کے حکم سے انہوں نے اپنے خیموں کے پیچھے خندق کھود دی اور اس میں ایندھن' لکڑیاں اور سرکنڈے پھینک دیئے پھر اس میں آگ جلا دی تا کہ پیچھے سے کوئی شخص ان کے خیموں میں نہ آ جائے اور عمر بن سعد نے اپنے میمنہ پر عمرو بن الحجاج النہدی اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن کو امیر مقرر کیا۔ شمر بن ذی الجوشن کا نام شرحبیل بن الاعور بن عمرو بن معاویہ تھا جو بنی الضباب بن الکلاب سے تھا۔ اور سواروں پر عزرۃ بن قیس احمسی اور پیادوں پر شبیث بن ربعی کو امیر مقرر کیا اور اپنے غلام وردان کو جھنڈا دیا اور

❶ طبری میں بریر بن حضیر ہے۔

Marfat.com

لوگ اس جگہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور حضرت حسینؓ نصب کیے ہوئے خیمہ میں واپس آ گئے اور اس میں غسل کیا اور چونے کی مالش کی اور بہت سی کستوری کی خوشبو لگائی اور آپ کے بعد کچھ امراء آئے اور انہوں نے بھی آپ کی طرح غسل کیا اور خوشبو لگائی اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا' اس گھڑی میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ بعض نے کہا اسے چھوڑیئے خدا کی قسم اس گھڑی میں یہ بیکار کام نہیں' اور یزید بن حصین نے کہا خدا کی قسم میری قوم کے لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے جوانی اور کہولت میں بے کار کام کو پسند نہیں کیا لیکن قسم بخدا میں اس بات سے خوش ہوں جس سے ہم دو چار ہونے والے ہیں' خدا کی قسم ہمارے درمیان اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے درمیان صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہ لوگ ہم پر حملہ کر دیں اور ہمیں قتل کر دیں' پھر حضرت حسینؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مصحف کو لے کر اپنے آگے رکھا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر لوگوں کی طرف منہ کر کے وہ دعا کرنے لگے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اے اللہ! تو ہر مصیبت میں میرے لیے قابل بھروسہ اور ہر سختی میں میری امید ہے الخ اور آپ کا بیٹا علی بن حسین جو کمزور اور مریض تھا۔ گھوڑے پر سوار ہوا' اس گھوڑے کو احمق کہا جاتا تھا اور حضرت حسینؓ نے اعلان کیا اے لوگو میں تمہیں جو نصیحت کرنے لگا ہوں اسے سنو' تو سب لوگ خاموش ہو گئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

''اے لوگو! تم میری مانو اور مجھ سے انصاف کرو تو تم اس سے بڑے سعادت مند بن جاؤ گے اور تمہارے لیے مجھ پر کوئی حجت نہ ہو گی اور اگر تم میری بات کو قبول نہ کرو تو ﴿فَاجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَكُمۡ وَ شُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ لَا يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً ثُمَّ اقۡضُوۡۤا اِلَىَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنَ اِنَّ وَلِيِّىَ اللّٰهُ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيۡنَ﴾

پس جب آپ کی بہنوں اور بیٹیوں نے یہ بات سنی تو گریہ سے ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اس موقع پر آپ نے فرمایا اللہ ابن عباس کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے۔ یعنی جب آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ عورتوں کو ساتھ نہ لے جائیں اور حکومت کے منظم ہونے تک انہیں مکہ میں چھوڑ جائیں۔ پھر آپ نے اپنے بھائی عباس کو بھیجا تو اس نے انہیں خاموش کرایا پھر آپ لوگوں سے اپنی فضیلت اور عظمتِ نسب اور اپنی بلندی شرف وقدر کو بیان کرنے لگے اور فرمانے لگے اپنے نفوس کو ٹٹولو اور ان کا محاسبہ کرو' کیا میرے جیسے شخص سے جنگ کرنا تمہارے لیے مناسب ہے میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں اور روئے زمین پر میرے سوا نبی کی بیٹی کا کوئی بیٹا موجود نہیں اور حضرت علیؓ میرے باپ اور حضرت جعفر ذوالجناحین میرے چچا اور حضرت حمزہؓ سید الشہداء میرے باپ کے چچا ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے بھائی سے فرمایا یہ دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ پس اگر تم میری بات کی تصدیق کرو تو یہ حق ہے اور قسم بخدا جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ سے ناراض ہوتا ہے میں نے جھوٹ کا قصد نہیں کیا بصورت دیگر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب حضرت جابر بن عبداللہؓ' حضرت ابوسعیدؓ' حضرت سہل بن سعدؓ' حضرت زید بن ارقم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے پوچھ لو وہ تمہیں اس کے بارے میں بتائیں گے' تم ہلاک ہو جاؤ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ کیا میرا خون بہانے سے اس وقت تمہیں کوئی رکاوٹ نہیں' اس موقع پر شمر بن ذی الجوشن نے کہا یہ کنارے پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور جو یہ کہتے ہیں میں اسے جانتا ہوں' حبیب مظہر ❶ نے اسے کہا اے شمر خدا کی قسم تو ستر کناروں پر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور قسم بخدا وہ جو

❶ طبری میں حبیب بن مطاہر ہے۔

Marfat.com

بیان کرتے ہیں ہمیں بھی معلوم ہے اور اللہ نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! مجھے چھوڑ دو میں اپنے زمینی مامن کی طرف واپس چلا جاؤں' انہوں نے کہا آپ کو اپنے عمزادوں کا فیصلہ قبول کرنے سے کس نے روکا ہے؟ آپ نے فرمایا (میں ہر متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں لاتا' اپنے اور تمہارے رب کی پناہ مانگتا ہوں) پھر آپ نے اپنی سواری کو بٹھایا اور عقبہ بن سمعان نے آپ کے حکم سے اس کی ٹانگ باندھ دی' پھر فرمایا مجھے بتاؤ کیا تم مجھے اپنے کسی مقتول کی وجہ سے جسے میں نے قتل کیا ہے' تلاش کرتے ہو؟ یا میں نے تمہارا مال کھایا ہے؟ یا کسی زخم کے تراشے میں مجھے طلب کرتے ہو؟ راوی بیان کرتا ہے وہ آپ سے بات نہ کرتے تھے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے آواز دی' اے شبیث بن ربعی' اے حجار بن ابجر' اے قیس بن اشعث' اے زید بن الحارث کیا تم نے مجھے نہیں لکھا کہ پھل پک چکے ہیں اور صحن سرسبز ہو چکا ہے آپ ہمارے پاس آئیں بلاشبہ آپ جمع شدہ فوج کے پاس آئیں گے؟ انھوں نے آپ سے کہا ہم نے خط نہیں لکھے' آپ نے فرمایا سبحان اللہ' خدا کی قسم تم نے خط لکھے ہیں' پھر فرمایا اے لوگو! اگر مجھے ناپسند کرتے ہو تو مجھے چھوڑ دو میں تم کو چھوڑ کر واپس چلا جاؤں' قیس بن اشعث نے آپ سے کہا کیا آپ اپنے عمزادوں کے فیصلہ کو نہیں مانیں گے بلاشبہ وہ آپ کو اذیت نہیں دیں گے اور جس بات کو آپ پسند کرتے ہیں آپ ان سے وہی بات دیکھیں گے؟ حضرت حسینؓ نے اسے کہا تو اپنے بھائی کا بھائی ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ بنو ہاشم تجھے مسلم بن عقیلؓ کے خون سے بھی زیادہ تلاش کریں؟ خدا کی قسم میں انہیں ذلیل شخص کی طرح اپنا ہاتھ نہیں دوں گا اور نہ ان کے سامنے غلاموں کی طرح اقرار کروں گا۔

راوی بیان کرتا ہے وہ آپ کی طرف دھیرے دھیرے بڑھنے لگے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ان میں سے تقریباً تیس سواروں کی ایک ٹولی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فوج کی طرف سمت آئی جن میں ابن زیاد کی فوج کے ہراول کا امیر حر بن یزید بھی شامل تھا اس نے اس سلوک کے بارے میں جو انہوں نے حضرت حسینؓ سے کیا تھا' آپ سے معذرت کی اور کہا اگر مجھے ان کی اس نیت کا علم ہوتا تو میں آپ کے ساتھ یزید کے پاس جاتا' حضرت حسینؓ نے اس کی معذرت کو قبول کیا پھر اس نے حضرت حسینؓ کے اصحاب کے آگے ہو کر عمر بن سعد کو مخاطب کیا اور کہا تم ہلاک ہو جاؤ' کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے بیٹے کی پیش کردہ تین باتوں میں سے ایک بات بھی قبول نہیں کرتے؟ اور کہا اگر وہ مجھے یہ پیشکش کرتے تو میں قبول کر لیتا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے زہیر بن القین اپنے گھوڑے پر ہتھیاروں سے مسلح ہو کر باہر نکلا اور اس نے کہا اے اہل کوفہ اللہ کے عذاب سے ڈرو' مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنا فرض ہے اور ہم ابھی تک بھائی بھائی ہیں اور ایک دین پر ہیں اور جب تک ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار نہ چلے ایک ملت ہیں اور جب تلوار چلے گی تو عصمت ختم ہو جائے گی اور تم ایک جماعت ہو گے اور ہم ایک جماعت ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور تمہیں اپنے نبی کی ذریت کے ذریعے آزمایا ہے تاکہ وہ ہماری اور تمہاری عملی کیفیت کو دیکھے' ہم آپ کو اس کی مدد کرنے' طاغیہ عبید اللہ بن زیاد کی مدد چھوڑنے کی طرف دعوت دیتے ہیں اور تم لوگوں نے ان دونوں کے عمومی اقتدار میں برائی کے سوا کچھ نہیں پایا' وہ تمہاری آنکھوں میں سلائی پھیرتے ہیں اور تمہارے ہاتھ پاؤں قطع کرتے ہیں اور تمہارا مثلہ کرتے ہیں اور تمہارے افضل آدمیوں اور قاریوں جیسے حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور ہانی بن عروہ جیسے لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے انہوں نے اسے گالیاں دیں اور ابن زیاد کی تعریف کی اور اس کے لیے دعا کی اور کہنے لگے ہم جب تک تمہارے آقا اور اس کے ساتھیوں کو قتل نہ کر دیں ہم باز نہیں آئیں گے اس نے کہا بلاشبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا سمیہ کے بیٹے سے محبت اور مدد کا زیادہ مستحق ہے اور اگر تم نے ان کی مدد نہ کی تو میں تمہیں ان کے قتل سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں' اس شخص اور اس کے برادر یزید بن معاویہ کے درمیان سے ہٹ جاؤ' وہ جہاں چاہے چلا جائے میری زندگی کی قسم' بلاشبہ یزید' حضرت حسینؓ کے قتل کے بغیر ہی تمہارے اطاعت کرنے سے راضی ہو جائے گا۔ راوی بیان کرتا ہے شمر بن ذی الجوشن نے اسے تیر مارا اور کہا اللہ تجھے خاموش کرائے خاموش ہو جا تو نے اپنی گفتگو سے ہمیں زچ کر دیا ہے' زہیر نے اسے کہا اے اپنی ایڑھیوں پر پیشاب کرنے والے کے بیٹے' میں تجھ سے مخاطب ہوں؟ تو تو ایک چوپایہ ہے خدا کی قسم میرا خیال ہے تو کتاب اللہ کی دو آیتیں بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا' تجھے قیامت کے روز ذلت ورسوائی اور دردناک عذاب کی بشارت ہو۔

شمر نے اسے کہا' بلاشبہ تجھے اور تیرے آقا کو ایک ساعت بعد قتل کرنے والا ہے' زہیر نے اسے کہا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟ خدا کی قسم تمہارے ساتھ جنت میں رہنے کی نسبت مجھے موت کی خاطر ان کے ساتھ رہنا زیادہ پسند ہے' پھر زہیر لوگوں کے پاس گیا اور وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا اے بندگانِ خدا یہ اجڈ بے وقوف تمہیں تمہارے دین کے بارے میں دھوکہ نہ دے خدا کی قسم ان لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہوگی جنہوں نے آپ کی ذریت کا خون بہایا ہے اور ان کے مددگاروں اور ان کے حریم کا دفاع کرنے والوں کو قتل کیا ہے۔

اور حر بن یزید نے عمر بن سعد سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے کیا آپ اس شخص سے جنگ کرنے والے ہیں' اس نے کہا ہاں قسم بخدا ایسی جنگ جس کے معمولی حصے سے سر ساقط ہو جائیں گے اور ہاتھ بکھر جائیں گے اور حر کوفہ کے بڑے بہادروں میں سے تھا اس کے ایک ساتھی نے اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف جانے پر ملامت کی تو اس نے اسے کہا خدا کی قسم میں اپنے نفس کو جنت اور دوزخ کے درمیان اختیار دے رہا ہوں اور قسم بخدا میں جنت کے سوا کسی چیز کو اختیار نہیں کروں گا خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور جلا دیا جائے پھر وہ اپنے گھوڑے کو چلا کر حضرت حسینؓ کے ساتھ جا ملا اور آپ سے معذرت کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر اس نے کہا اے اہل کوفہ تمہاری ماں تمہیں کھو دے کیا تم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلاتے ہو اور جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو تم انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہو' تم نے خیال کیا کہ تم ان کی حفاظت میں اپنی جانیں لڑاؤ گے پھر تم نے انہیں قتل کرنے کے لیے ان پر حملہ کر دیا اور تم نے انہیں خدا تعالیٰ کے وسیع و عریض علاقوں میں جانے سے روک دیا جن میں کتے اور خنزیر کو بھی نہیں روکا جاتا اور تم ان کے اور دریائے فرات کے رواں پانی کے درمیان حائل ہو گئے جس سے کتے اور خنزیر بھی پانی پیتے ہیں حالانکہ پیاس نے انہیں زمین پر گرا دیا ہے؟ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کے بارے میں بدترین خلف ہو' اگر تم آج اور اس گھڑی کی پوزیشن سے توبہ اور رجوع نہ کرو تو اللہ تعالیٰ بڑی پیاس کے دن تمہیں سیراب نہ کرے' پس ان کے پیادوں نے تیروں کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور وہ حضرت امام حسینؓ کے آگے کھڑا ہو گیا اور عمر بن سعد نے انہیں کہا اگر میں امیر ہوتا تو میں حضرت حسینؓ کے مطالبہ کو پسند کرتا لیکن عبیداللہ بن زیاد نے میری بات نہیں مانی اور اس نے اہل کوفہ کو خطاب کیا اور انہیں زجر و توبیخ کی اور برا بھلا کہا تو حر بن یزید نے انہیں

Marfat.com

کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم نے حضرت حسینؓ اور ان کی بیویوں اور بیٹیوں کو فرات کے اس پانی سے روک دیا ہے جسے یہود و نصاریٰ پیتے ہیں اور اس میں علاقے کے خنزیر اور کتے لوٹتے ہیں اور وہ آپ کے ہاتھوں میں قیدی کی مانند ہیں جو اپنی جان کے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں۔

راوی بیان کرتا ہے عمر بن سعد نے آگے بڑھ کر اپنے غلام سے کہا اے درید اپنے جھنڈے کو قریب کرو اس نے اسے قریب کیا پھر عمر نے اپنی آستین چڑھائی اور تیر مارا اور کہا' میں لوگوں کو تیر مارنے والا پہلا شخص ہوں' راوی بیان کرتا ہے لوگوں نے باہم تیراندازی کی اور زیاد کے غلام یسار اور عبیداللہ کے غلام سالم نے باہر نکل کر کہا' کون مقابلہ کرے گا؟ تو حضرت حسینؓ سے اجازت لینے کے بعد عبیداللہ بن عمر الکلبی ان دونوں کے مقابلہ میں نکلا اور اس نے پہلے یسار کو اور پھر اس کے بعد سالم کو قتل کر دیا اور سالم نے اسے تلوار مار کر اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں اڑا دیں اور عبداللہ بن حوزۃ نامی ایک شخص نے حملہ کیا حتیٰ کہ حضرت حسینؓ کے سامنے کھڑا ہو کر آپ سے کہنے لگا' اے حسین آپ کو دوزخ کی بشارت ہو' حضرت حسینؓ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے' میں رب رحیم اور شفیع مطاع کے پاس جا رہا ہوں اور تو دوزخ کا زیادہ سزاوار ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے وہ واپس ہوا تو اس کے گھوڑے نے اس کی گردن توڑ دی اور وہ گر پڑا اور اس کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا۔ حضرت حسینؓ نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا میں ابن حوزۃ ہوں' حضرت حسینؓ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ اسے آگ میں داخل کر اور ابن حوزۃ نے ناراض ہو کر آپ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا اور آپ کے اور اس کے درمیان دریا حائل تھا' پس گھوڑا اسے لے کر جولانی کرنے لگا اور اس کا پاؤں پنڈلی اور ران کٹ گئی اور اس کا دوسرا پہلو رکاب سے الجھ گیا اور مسلم بن عوسجہ نے اس پر حملہ کر کے اسے تلوار ماری اور اس کا دایاں پاؤں اڑا دیا اور اس کا گھوڑا اسے لے کر دوڑ پڑا اور وہ جس پتھر کے پاس سے گزرتا اس سے اس کے سر میں چوٹ لگتی حتیٰ کہ وہ مر گیا۔

اور ابو مخنف نے بحوالہ ابو خباب روایت کی ہے کہ ہم میں ایک شخص عبداللہ بن عمیر نامی تھا جو بنی علیم سے تعلق رکھتا تھا وہ کوفہ آیا اور اس نے الجعد بن ہمدان کے کنوئیں کے قریب گھر بنا لیا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی جو النمر بن قاسط سے تعلق رکھتی تھی اس نے دیکھا کہ لوگ حضرت حسینؓ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیاری کر رہے ہیں تو اس نے کہا قسم بخدا میں مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کا حریص تھا اور مجھے امید ہے کہ پسر دختر رسول کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے ساتھ میرا جہاد کرنا' مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل ہے اور اللہ کے ہاں بڑے ثواب کا موجب ہے اس نے اپنی بیوی کے پاس آ کر اسے اپنے ارادے سے اطلاع دی تو وہ کہنے لگی تو نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے اچھے کاموں کو درست کرے' تو ایسے ہی کر اور مجھے اپنے ساتھ لے چل' راوی بیان کرتا ہے وہ رات کو اپنی بیوی کو ساتھ لے کر حضرت حسینؓ کے پاس پہنچ گیا پھر اس نے عمرو بن سعد کے تیر مارنے کے واقعہ اور زیاد کے غلام یسار اور ابن زیاد کے غلام سالم کے قتل کا واقعہ بیان کیا اور یہ کہ عبداللہ بن عمیر نے حضرت حسینؓ سے ان دونوں کے مقابلہ میں جانے کی اجازت طلب کی تو حضرت حسینؓ نے اس کی طرف دیکھا تو آپ نے ایک دراز قد گندم گوں مضبوط کلائی اور چوڑے کندھوں والے شخص کو دیکھا تو حضرت حسینؓ نے کہا میں اسے ہمسروں کا قاتل سمجھتا ہوں اگر تو چاہتا ہے تو مقابلے میں نکل وہ مقابلے میں نکلا تو ان دونوں نے اسے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے ان دونوں کے سامنے اپنا نسب بیان کیا' انہوں نے کہا ہم تجھے

Marfat.com

نہیں جانتے مگر اسے جانتے ہیں جو تم دونوں سے بہتر ہے پھر اس نے یسار پر حملہ کر دیا تو وہ گزشتہ کل کی طرح ہو گیا اور ابھی وہ اس کے ساتھ مشغول تھا کہ ابن زیاد کے غلام سالم نے اس پر حملہ کر دیا تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی غلام نے تجھے آلیا ہے راوی بیان کرتا ہے اسے پتہ نہ چلا حتیٰ کہ اس نے آ کر اس کے بائیں ہاتھ پر تلوار ماری اور اس کی انگلیاں اڑا دیں پھر اس نے الکلبی پر حملہ کیا تو اس نے اسے تلوار مار کر قتل کر دیا اور وہ رجز پڑھنے لگا۔

''اگر تم دونوں مجھے نہیں جانتے تو میں نسب کے لحاظ سے کلبی ہوں اور میرا گھر علیم حسب والے میں ہے میں جوانمرد اور غصے والا شخص ہوں اور میں مصیبت کے وقت بزدل نہیں ہوں میں ام وہب تیرا سردار ہوں اور نیزہ زنی اور شمشیر زنی میں مقدم ہوں اور رب پر ایمان لانے والے غلام کی ضرب لگانے والا ہوں''۔

پس ام وہب لوہے کا ڈنڈا لے کر اپنے خاوند کے پاس آئی اور اسے کہنے لگی میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں محمد ﷺ کی اولاد کے پاکبازوں کی حفاظت میں جنگ کرو اور وہ اسے عورتوں کی طرف دھکیلتا ہوا آیا اور وہ اس کا کپڑا کھینچنے لگی اور کہنے لگی چھوڑو مجھے میں تمہارے ساتھ رہوں گی حضرت حسینؓ نے اس عورت کو آواز دی کہ عورتوں کے پاس واپس جا کر ان کے ساتھ بیٹھ جا عورتوں پر جنگ فرض نہیں تو وہ عورتوں کے پاس واپس چلی گئی۔

راوی بیان کرتا ہے اس روز فریقین کے درمیان بڑا مقابلہ ہوا اور حضرت حسینؓ کے اصحاب کو اپنی جنگی قوت کی وجہ سے اس میں کامیابی ہوئی اور وہ موت کے خواہاں تھے اور صرف ان کی تلواریں ہی ان کا بچاؤ کرنے والی تھیں پس عمر بن سعد کے بعض امراء نے اسے عدم مبارزت کا مشورہ دیا اور ابن زیاد کی فوج کے میمنہ کے امیر عمرو بن الحجاج نے حملہ کر دیا اور کہنے لگا جو دین سے خارج ہو گیا ہے اور جس نے جماعت کو چھوڑ دیا ہے اس سے جنگ کرو حضرت حسینؓ نے کہا اے حجاج تو ہلاک ہو جائے کیا تو لوگوں کو میرے خلاف برانگیختہ کر رہا ہے؟ کیا ہم دین سے خارج ہو گئے ہیں اور تو اس پر قائم ہے؟ جب ہماری روحیں ہمارے اجسام سے جدا ہو جائیں گی تو جلد ہی تم کو علم ہو جائے گا کہ کون دوزخ میں داخل ہونے کا زیادہ حق دار ہے اور اس نے اس حملہ میں مسلم بن عوسجہ کو قتل کر دیا اور یہ حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے قتل ہونے والا پہلا شخص تھا حضرت حسینؓ چل کر اس کے پاس گئے اور اس کے لیے رحم کی دعا کی اور وہ آخری سانسوں پر تھا حبیب بن مظہر نے اسے کہا تجھے جنت کی بشارت ہو اس نے کمزور آواز میں اسے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بھلائی کی بشارت دے پھر حبیب نے اسے کہا اگر مجھے علم نہ ہوتا کہ میں تیرے پیچھے آنے والا ہوں تو میں تیری وصیت کو ادا کرتا مسلم بن عوسجہ نے اسے کہا میں تجھے اس کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔ اور اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ تو اس کی حفاظت میں مرنا مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ پھر شمر بن ذی الجوشن نے میسرہ پر حملہ کر دیا اور انھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قصد کیا تو آپ کے اصحاب میں سے گھڑ سواروں نے آپ کا عظیم دفاع کیا اور آپ کی زبردست مدافعت کی اور انھوں نے عمر بن سعد سے پیادہ تیر انداز دستے کا مطالبہ کیا تو اس نے تقریباً پانچ سو جوانوں کو ان کے پاس بھیج دیا اور وہ حضرت حسینؓ کے اصحاب کے گھوڑوں کو تیر مارنے لگے اور انھوں نے ان سب کو زخمی کر دیا حتیٰ کہ وہ سب پیادہ ہی باقی رہ گئے اور جب انہوں نے حر بن یزید کے گھوڑے کو زخمی کیا تو وہ تلوار ہاتھ میں لیے نیچے اتر آیا گویا وہ ایک شیر ہے اور وہ کہنے لگا

Marfat.com

''اگر تم مجھے زخمی کر دو تو میں شریف زادہ ہوں اور میں ایال دار شیر سے زیادہ شجاع ہوں''۔

کہتے ہیں عمر بن سعد نے ان خیموں کے اکھاڑنے کا حکم دے دیا جو ان کی جانب سے آنے والے کو جنگ سے مانع تھے اور جو شخص ایسا کرتا حضرت حسینؓ کے اصحاب اسے قتل کر دیتے پس اس نے ان کے جلانے کا حکم دے دیا تو حضرت حسینؓ نے فرمایا انہیں ان کو جلانے دو بلا شبہ یہ لوگ ان سے گزرنے کی سکت نہیں رکھتے اور انہیں جلا دیا گیا اور شمر بن ذی الجوشن (خدا اس کا بھلا نہ کرے) حضرت حسینؓ کے پاس آیا اور اسے یعنی خیمے کو اپنا نارہ مارا اور کہنے لگا میرے پاس آگ لاؤ تا کہ میں اسے جو کچھ اس میں ہے اس سمیت جلا دوں تو عورتیں چلا اٹھیں اور اس سے باہر نکل گئیں' حضرت حسینؓ نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تجھے آگ سے جلائے اور شبیث بن ربعی' شمر (خدا اس کا بھلا نہ کرے) کے پاس آیا اور اس نے اسے کہا' میں نے تیرے قول و فعل اور اس موقف سے برا مقام نہیں دیکھا' کیا تو عورتوں کو ڈرانا چاہتا ہے؟ اور اس نے شرمندہ ہو کر واپس جانے کا ارادہ کر لیا اور حمید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ میں نے شمر سے کہا سبحان اللہ' یہ بات تیرے لیے مناسب نہیں کیا تو اپنے نفس پر دو باتوں کو جمع کرنا چاہتا ہے؟ تو اللہ کا عذاب بھی دیتا ہے اور بچوں اور عورتوں کو قتل بھی کرتا ہے' قسم بخدا تیرے مردوں کو قتل کرنے سے تیرا امیر راضی نہیں ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے اس نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں تجھے نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔ اور مجھے خدشہ ہوگیا کہ اگر میں نے اسے بتا دیا اور اس نے مجھے پہچان لیا تو وہ بادشاہ کے پاس میری برائی کرے گا۔

اور زہیر بن القین نے حضرت حسینؓ کے اصحاب کے ساتھ شمر بن ذی الجوشن پر حملہ کیا اور انہوں نے اسے اس کے موقف سے ہٹا دیا اور ابوعزۃ الضبابی جو اصحاب شمر میں سے تھا' کو قتل کر دیا اور جب حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے کوئی شخص قتل ہو جاتا تو ان میں خلل نمایاں ہو جاتا اور جب ابن زیاد کے اصحاب میں سے بہت سے لوگ قتل ہو جاتے تو ان کی کثرت کی وجہ سے یہ بات نمایاں نہ ہوتی اور ظہر کا وقت ہو گیا تو حضرت حسینؓ نے فرمایا انہیں حکم دو کہ وہ جنگ سے رک جائیں تا کہ ہم نماز پڑھ لیں' اور اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے کہا آپ کی یہ بات قبول نہیں ہوگی تو حبیب بن مظہر نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تمہاری بات قبول ہوگی اور آل رسول کی بات قبول نہ ہوگی؟ اور حبیب نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ اس نے اس شخص کو قتل کر دیا جسے بدیل بن صریم کہا جاتا تھا اور وہ بنی غطفان سے تعلق رکھتا تھا اور حبیب کہنے لگا۔

''میں حبیب ہوں اور میرا باپ مظہر ہے جو جنگ کا شہسوار اور جنگوں کا بھڑکانے والا ہے تم بڑی تعداد والے ہو اور ہم تم سے زیادہ وفادار اور صابر ہیں نیز ہم حجت کے لحاظ سے اعلیٰ اور حق کے لحاظ سے نمایاں ہیں اور تم سے زیادہ ثابت قدم اور پاکباز ہیں''۔

پھر اس حبیب پر بنو تمیم کے ایک شخص نے حملہ کیا اور اسے نیزہ مارا اور وہ گر پڑا پھر وہ اٹھنے لگا تو حصین بن نمیر نے ان کے سر پر تلوار ماری تو وہ گر پڑا اور تمیمی نے اس کے پاس آ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے ابن زیاد کے پاس لے گیا تو حبیب کے بیٹے نے اپنے باپ کا سر دیکھ کر اسے پہچان لیا اور اس کے حامل سے کہا' مجھے میرے باپ کا سر دے دو تا کہ میں اسے دفن کر دوں پھر وہ رو پڑا راوی بیان کرتا ہے وہ بچہ جوان ہونے تک ٹھہرا رہا اور اس کی یہی خواہش تھی کہ وہ اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرے' راوی بیان کرتا ہے

Marfat.com

کہ جب مصعبؓ بن زبیر کا زمانہ آیا تو وہ بچہ مصعب کی فوج میں شامل ہو گیا' کیا دیکھتا ہے کہ اس کے باپ کا قاتل اس کے خیمے میں ہے وہ اس کے پاس گیا تو وہ قیلولہ کر رہا تھا اس نے اپنی تلوار سے اس پر وار کیا حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ محمد بن قیس نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حبیب بن مطہر قتل ہو گیا تو اس بات نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کمزور کر دیا اور آپ نے اس موقع پر فرمایا میں نے اپنے آپ کو کھو دیا ہے اور حر رجز پڑھنے لگا اور حضرت حسینؓ سے کہنے لگا:

''میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قتل نہ ہوں آپ قتل نہ ہوں گے اور آج کے دن سامنے آ کر مصیبت ڈالوں گا اور میں تلوار کے ساتھ انہیں کاٹنے والی ضرب لگاؤں گا کیونکہ ہم نہ ان سے کمزور ہیں اور نہ چھوڑے ہوئے ہیں''۔

پھر اس نے اور زہیر بن القین نے شدید جنگ کی اور جب ان دونوں میں سے کوئی حملہ کرتا تو دوسرے کے حملے کے پیچھے پڑ جاتا حتیٰ کہ گوشت میں اس کی ہڈی ٹوٹ جاتی پس دونوں نے کچھ وقت تک یہ کام کیا پھر کچھ جوانوں نے حر بن یزید پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ابوثمامہ الصائدی نے اپنے عمزاد کو قتل کر دیا جو اس کا دشمن تھا پھر حضرت حسینؓ نے اپنے اصحاب کو ظہر کے وقت نماز خوف پڑھائی پھر اس کے بعد انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور حضرت حسینؓ کے بہادر اصحاب نے آپ کا دفاع کیا اور زہیر بن القین نے حضرت حسینؓ کے سامنے شدید جنگ کی اور آپ کے بعض اصحاب کو تیر مارے حتیٰ کہ وہ حضرت حسینؓ کے آگے گر پڑے اور زہیر رجز پڑھنے لگا۔

''میں زہیر ہوں اور میں ابن القین ہوں' میں تم کو تلوار سے حضرت حسینؓ سے ہکال دوں گا''۔

راوی بیان کرتا ہے اور وہ حضرت حسینؓ کے کندھے پر ہاتھ مارنے لگا اور کہنے لگا۔

''آگے بڑھ تو ہادی اور مہدی بن کر راہنمائی کرے آج تو اپنے نانا نبیؐ اور حسنؓ اور علیؓ مرتضٰی اور بہادر نوجوان ذوالجناحین اور اللہ کے شیر زندہ شہید سے ملاقات کرے گا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ کثیر بن عبداللہ الشعبی اور مہاجر بن اوس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے نافع بن ہلال الجملی بھی تھا' جس نے اپنے تیروں کے اوپر کچھ لکھا ہوا تھا اور وہ انہیں زہر آلود کر کے پھینکتا اور کہتا

''میں نے ان کے سوفار کو نشان لگایا ہوا ہے اور نفس کو اس کی مخالفت فائدہ نہیں دیتی اور میں جملی ہوں جو علیؓ کے دین پر ہوں''۔

اور اس نے زخمیوں کو چھوڑ کر عمر بن سعد کے بارہ اصحاب کو قتل کیا پھر اسے تلوار لگی حتیٰ کہ اس کے دونوں بازو شکستہ ہو گئے پھر انہوں نے اسے قید کر لیا اور اسے عمر بن سعد کے پاس لائے تو اس نے اسے کہا اے نافع تو ہلاک ہو جائے تو نے اپنے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس پر تجھے کس بات نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا بلاشبہ میرا رب میرے ارادے کو جانتا ہے اور خون اس کے جسم اور داڑھی

Marfat.com

رواں تھا پھر اس نے کہا قسم بخدا جن لوگوں کو میں نے زخمی کیا ہے انھیں چھوڑ کر میں نے تمہاری فوج کے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ہے اور میں اپنے نفس کو کوشش کرنے پر ملامت نہیں کرتا اور اگر میرا بازو یا کلائی باقی رہتی تو تم مجھے قیدی نہ بناتے' شمر نے عمر سے کہا اسے قتل کر دو' اس نے کہا اسے تو ہی لایا ہے اگر تو چاہتا ہے تو اسے قتل کر دے' شمر نے اٹھ کر اپنی تلوار سونتی تو نافع نے اسے کہا قسم بخدا اے شمر اگر تو مسلمانوں میں سے ہوتا تو ہمارے خون کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرنا تجھے شاق گزرتا' اس خدا کا شکر ہے جس نے ہماری موتیں اپنی مخلوق کے بدترین آدمیوں کے ہاتھوں مقدر کی ہیں پھر انہوں نے اسے قتل کر دیا پھر شمر نے آ کر حضرت حسینؓ کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور لوگوں نے بھی اس کے ساتھ حملہ کر دیا' قریب تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتے اور جب حضرت حسینؓ کے اصحاب نے دیکھا کہ انھوں نے ان پر حملہ کر دیا ہے اور وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اور اپنی جانوں کی حفاظت کی سکت نہیں رکھتے تو انہوں نے آپ کے آگے قتل ہو جانے کی رغبت کی اور عزرۃ غفاری کے بیٹے عبدالرحمٰن اور عبداللہ نے آ کر کہا اے ابو عبداللہ آپ پر سلامتی ہو' دشمن ہمیں ہانک کر آپ کے پاس لے آیا ہے اور ہم نے آپ کے آگے قتل ہونا اور آپ کا دفاع کرنا پسند کیا ہے آپ نے فرمایا تم دونوں کو خوش آمدید' میرے قریب ہو جاؤ' وہ آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے قریب ہی جنگ کرنے لگے اور کہنے لگے۔

''بنی نزار کے بعد' بنی غفار اور خندف کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہم ہر شمشیر براں کے ساتھ فاجرین کے گروہ کو ماریں گے اے لوگو! اخیار کے بیٹوں کا مشرقی تلوار اور لچک دار نیزے کے ساتھ دفاع کرو''۔

پھر اکا دکا آپ کے اصحاب' آپ کے پاس آ کر آپ کے آگے جنگ کرنے لگے اور آپ ان کے لیے دعا کرنے لگے اور کہنے لگے جزاکم اللّٰہ احسن جزاء المتقین. اور وہ بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سلام کہنے لگے اور جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ وہ قتل ہو گئے' پھر عابس بن ابی شعیب نے آ کر کہا اے ابو عبداللہ قسم بخدا روئے زمین پر کوئی قریب و دور کا رشتہ دار مجھے آپ سے بڑھ کر عزیز نہیں اور اگر میں اپنی جان اور خون سے بھی عزیز تر کسی چیز سے آپ سے ظلم اور قتل کو دور رکھنے کی قدرت رکھتا تو میں ایسا کرتا اے ابو عبداللہ آپ پر سلامتی ہو' میرے گواہ رہیے کہ میں آپ کی ہدایت پر قائم ہوں پھر وہ اپنی تلوار سونت کر چلا اور اس کی پیشانی پر تلوار کی چوٹ کا نشان تھا۔ اور وہ بڑا دلیر تھا۔ اس نے پکارا' ارے کوئی شخص کسی شخص کے مقابلہ میں آئے گا؟ ارے میرے مقابلہ میں نکلو' انہوں نے اسے پہچان لیا اور پیچھے ہٹ گئے پھر عمر بن سعد نے کہا' اسے پتھر مارو اور ہر جانب سے اسے پتھر مارنے لگے اور جب اس نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے اپنی زرہ اور خود پھینک دیئے پھر اس نے لوگوں پر حملہ کر دیا اور قسم بخدا میں نے اسے اپنے آگے سے دو سو سے زیادہ آدمیوں کو ہٹاتے دیکھا پھر انہوں نے اس پر ہر طرف سے حملہ کر دیا اور وہ قتل ہو گیا۔ اور میں نے اس کے سر کو بہت سے لوگوں کے ہاتھوں میں دیکھا اور ہر کوئی اس کے قتل کا دعوے دار تھا اور وہ اسے عمر بن سعد کے پاس لائے تو اس نے انہیں کہا' اس کے بارے میں جھگڑا نہ کرو بلاشبہ اسے ایک شخص نے قتل نہیں کیا اور اس نے اس بات سے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا۔

پھر حضرت حسینؓ کے اصحاب نے آپ کے آگے جنگ کی حتیٰ کہ فنا ہو گئے اور سوید بن عمرو بن ابی مطاع خثعمی کے سوا کوئی شخص آپ کے ساتھ نہ رہا اور بنو ابی طالب میں سے حضرت حسینؓ کے اہل سے قتل ہونے والے پہلے شخص علی اکبر بن حسین بن علیؓ ہیں اور آپ کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرۃ بن عروہ بن مسعود ثقفی ہیں' آپ کو مرۃ بن منقذ بن النعمان العبدی نے نیزہ مار کر قتل کیا کیونکہ آپ

Marfat.com

اپنے باپ کو بچانے لگے اور وہ آپ کے باپ کا قصد کرنے لگا اور حضرت علیؓ بن حسینؓ نے کہا۔

''میں علی بن حسین بن علی ہوں' بیت اللہ کی قسم ہم حضرت نبی کریم ﷺ کے زیادہ قریبی ہیں قسم بخدا' متبنیٰ کا بیٹا ہم میں حکومت نہ کرے گا' تم آج کے دن میرا باپ سے چھپنا کیسے دیکھتے ہو''۔

پس جب اس نے آپ کو ایک بار نیزہ مارا تو جوانوں نے آپ کو گھیر لیا اور اپنی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو حضرت حسینؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے جن لوگوں نے تجھے قتل کیا ہے اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محارم کی بے حرمتی کرنے پر کس قدر دلیر ہیں؟ تیرے بعد دنیا پر ہلاکت ہو' راوی بیان کرتا ہے اور آفتاب کی مانند خوبصورت ایک لڑکی باہر نکلی اور کہنے لگی اے میرے بھائی اور میرے بھتیجے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت زینبؓ بنت علیؓ ہیں جو حضرت فاطمہؓ سے ہیں وہ ان پر جھکیں اور وہ مقتول تھے' راوی بیان کرتا ہے حضرت حسینؓ نے آ کر اس لڑکی کو ہاتھ سے پکڑ کر خیمے میں داخل کر دیا اور حضرت حسینؓ کے حکم سے اسے ان سے آپ کے سامنے آپ کے خیمے کے پاس منتقل کر دیا گیا' پھر حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل قتل ہوئے پھر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے دونوں بیٹے عون اور محمد قتل ہوئے پھر حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کے دونوں بیٹے عبدالرحمٰن اور جعفر قتل ہوئے پھر قاسم بن حسن بن ابی طالب قتل ہوئے۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ فضیل بن خدیج کندی نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن زیاد جو تیرانداز تھا' اور وہ بنی بہدلہ سے ابوالشعثاء الکنانی تھا' حضرت حسینؓ کے آگے اپنے دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اس نے ایک سو تیر چلائے اور ان میں سے پانچ زمین پر گرے اور جب وہ تیراندازی سے فارغ ہوا تو اس نے کہا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ میں نے پانچ آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔

''میں یزید ہوں اور میں مہاجر ہوں اور میں طاقتور شیر سے زیادہ بہادر ہوں خدا کی قسم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مددگار ہوں اور ابن سعد کو چھوڑنے والا ہوں''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسینؓ دن بھر اکیلے ہی ٹھہرے رہے اور جو شخص آپ کے پاس آتا وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلا جاتا اور وہ آپ کے قتل کی ذمہ داری لینا پسند نہ کرتا یہاں تک کہ بنی بداء کا ایک شخص آپ کے پاس آیا جسے مالک بن بشیر کہا جاتا تھا اور اس نے حضرت حسینؓ کے سر پر تلوار ماری اور آپ کے سر سے خون بہا دیا اور حضرت حسینؓ کے سر پر ٹوپی تھی جسے اس نے قطع کر دیا اور آپ کا سر زخمی ہو گیا اور ٹوپی خون سے بھر گئی پھر حضرت حسینؓ نے یہ ٹوپی پھینک دی اور عمامہ منگوا کر اسے پہن لیا۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ابی راشد نے بحوالہ حمید مجھ سے بیان کیا کہ ایک نوجوان ہماری طرف آیا جس کا چہرہ بدر ماہ کی مانند تھا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور وہ قمیص' تہبند اور جوتے پہنے ہوئے تھا جن میں سے ایک کا تسمہ ٹوٹ چکا تھا مجھے یاد ہے کہ وہ بایاں تسمہ تھا' عمر بن سعد بن نفیل ازدی نے ہمیں کہا' خدا کی قسم میں ضرور اس پر حملہ کروں گا' میں نے اسے کہا سبحان اللہ تیرا اس سے کیا مقصد ہے؟ تیرے لیے ان لوگوں کو قتل کرنا کافی ہے جنہیں تو دیکھ رہا ہے کہ انہوں نے انہیں گھیر لیا ہے اس نے کہا خدا کی قسم میں ضرور اس پر حملہ کروں گا' پس امیر فوج عمر بن سعد نے اس پر حملہ کیا اور اسے تلوار ماری اور نوجوان چلایا اے چچا' راوی بیان کرتا ہے حضرت حسینؓ نے عمرو بن سعد پر جھپٹنے والے شیر کی طرح حملہ کیا اور عمر کو تلوار ماری تو اس نے بچاؤ کے لیے کلائی کی آڑ لی

Marfat.com

اور اس نے اسے کہنی کے قریب سے کاٹ دیا تو وہ چلایا پھر آپ سے پیچھے ہٹ گیا اور کوفی سواروں نے عمر کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے چھڑانے کے لیے حملہ کر دیا۔

پس انہوں نے اپنے سینوں کے ساتھ عمر کا استقبال کیا اور اپنے سموں کو حرکت دی۔ اور اپنے سواروں کے ساتھ آپ کے ارد گرد جولانی کی پھر غبار چھٹا تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نوجوان کے سر پر کھڑے ہیں اور نوجوان اپنے پاؤں سے زمین کھود رہا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں' ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہو جنہوں نے تجھے قتل کیا ہے اور قیامت کے روز تیرے نانا سے تیرے بارے میں ان کا کون جھگڑنے والا ہوگا' پھر فرمایا خدا کی قسم تیرے چچا پر یہ بات گراں گزری ہے کہ تو اسے بلائے اور وہ تجھے جواب نہ دے یا تجھے جواب دے پھر تجھے آواز فائدہ نہ دے' خدا کی قسم اسے ستانے والے زیادہ ہیں اور اس کے مددگار کم ہیں پھر آپ نے اسے اٹھایا اور یوں معلوم ہوتا ہے میں نوجوان کے دونوں پاؤں کو زمین پر لکیریں کھینچتے دیکھ رہا ہوں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے کو اپنے سینے پر رکھا ہوا ہے پھر آپ نے اسے لا کر اپنے بیٹے علی اکبر اور اپنے اہل بیت کے مقتولین کے ساتھ رکھ دیا' میں نے نوجوان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے۔

اور ہانی بن ثبیت حضرمی نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے روز کھڑا دسواں آدمی تھا اور ہم میں سے ہر شخص گھوڑے پر سوار تھا کہ اچانک آل حسین رضی اللہ عنہ میں سے ایک نوجوان ان خیموں کی ایک لکڑی پکڑے باہر نکلا اور وہ قمیص اور تہبند پہنے ہوئے تھا اور وہ خوفزدہ ہو کر دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی وہ مڑتا ہے میں اس کے دونوں کانوں کے دونوں موتیوں کو ہلتے دیکھ رہا ہوں' اچانک ایک شخص اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور جب وہ اس نوجوان کے قریب ہوا تو وہ گھوڑے سے اتر پڑا پھر اس نے اس نوجوان کو پکڑ لیا اور تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ہشام السکونی نے بیان کیا ہے کہ ہانی بن ثبیت نے ہی اس نوجوان کو قتل کیا تھا اور اس خوف سے کہ اسے ملامت نہ کی جائے اس نے اپنے نفس سے کنایہ کی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ درماندہ ہو گئے اور اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھ گئے اور آپ کی اولاد میں سے ایک بچے کو لایا گیا جس کا نام عبداللہ تھا' آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا پھر اسے چومنے' سونگھنے اور الوداع کرنے لگے اور اپنے اہل کو وصیت کرنے لگے کہ بنی اسد کے ایک شخص نے جسے ابن موقد النار کہا جاتا تھا اسے تیر مارا اور اس بچے کو قتل کر دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے خون کو اپنے ہاتھ میں ڈالا اور اسے آسمان کی طرف پھینک کر کہا۔ اے میرے رب اگر تو نے ہم سے آسمانی مدد کو روک لیا ہے تو اسے وہ چیز بنا دے جو بہتر ہو اور ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔ اور عبداللہ بن عقبہ الغنوی نے ابوبکر بن حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر قتل کر دیا' پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی عبداللہ' عباس' عثمان' جعفر اور محمد قتل ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس شدت اختیار کر گئی اور آپ نے کوشش کی کہ دریائے فرات کے پانی پر پہنچ کر اسے پئیں مگر آپ نے اس کی سکت نہ پائی بلکہ انہوں نے آپ کو اس سے روک دیا پس آپ اس کے پینے کے قابل پانی کی طرف گئے تو ایک شخص نے جسے حصین بن تمیم کہا جاتا تھا' آپ کے تالو میں تیر مار کر اسے چبھو دیا' حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے تالو سے کھینچا تو خون بہہ پڑا تو آپ نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا پھر خون سے بھرے ہوئے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور اسے آسمان کی طرف پھینک کر فرمایا: اے اللہ ان کی تعداد کو شمار کر اور انہیں متفرق

Marfat.com

کے قتل کر اور زمین پر ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ' اور آپ نے ان کے خلاف زبردست بددعا کی۔

راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم ابھی آپ کو تیر مارنے والا شخص تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پیاس کو اس پر مسلط کر دیا اور وہ سیر نہیں ہوتا تھا اور اسے پانی ٹھنڈا کر کے پلایا جاتا تھا اور کبھی کبھی اس کے لیے دودھ اور پانی کو اکٹھے ٹھنڈا کیا جاتا تھا اور وہ پی کر سیر نہیں ہوتا تھا بلکہ کہتا تھا' تم ہلاک ہو جاؤ مجھے پانی پلاؤ' مجھے پیاس نے مار دیا ہے' راوی بیان کرتا ہے قسم بخدا ابھی وہ تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح سوکھ گیا پھر شمر بن ذی الجوشن کوفہ کے دس پیادوں کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اس فرودگاہ کی طرف آیا جس میں آپ کا ساز وسامان اور عیال موجود تھے' پس وہ ان کی جانب چلا تو وہ آپ کے اور آپ کی قیام گاہ کے درمیان حائل ہو گئے تو حضرت حسینؓ نے انہیں کہا تم ہلاک ہو جاؤ' اگر تمہارا کوئی دین نہیں اور تم آخرت کے دن سے نہیں ڈرتے تو انہیں دنیا میں ہی تم شریف اور خاندانی شرافت والے بن جاؤ' میری قیام گاہ اور میرے اہل کو اپنے سرکش اور جاہل لوگوں سے بچاؤ۔ ابن ذی الجوشن نے کہا اے ابن فاطمہ آپ کو یہ حفاظت حاصل ہو گی پھر انہوں نے آپ کا گھیراؤ کر لیا اور شمر انہیں آپ کے قتل پر برانگیختہ کرنے لگا' ابوالجنوب نے اسے کہا تجھے ان کے قتل سے کون سی بات مانع ہے؟ شمر نے اسے کہا تم کب تک یہ بات کہتے رہو گے؟ ابوالجنوب نے کہا تم کب تک یہ بات کہتے رہو گے اور دونوں نے کچھ دیر باہم گالی گلوچ کیا تو ابوالجنوب نے جو ایک دلیر شخص تھا اسے کہا' خدا کی قسم میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس نیزے کو تیری دونوں آنکھوں میں گھسیڑ دوں تو شمر اسے چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

پھر شمر بہادروں کی ایک جماعت کے ساتھ آیا اور انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا آپ کے خیمے کے پاس گھیراؤ کر لیا اور کوئی شخص ان کے اور آپ کے درمیان حائل ہونے کے لیے باقی نہ رہا تھا پس ماہ تمام کی مانند ایک نوجوان خیموں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کے دونوں کانوں میں دو موتی تھے اور حضرت زینبؓ بنت علیؓ اسے واپس لانے کے لیے باہر نکلیں تو اس نے ان کی بات نہ مانی اور وہ اپنے چچا کا دفاع کرتا ہوا آیا تو ان میں سے ایک شخص نے اسے تلوار ماری تو اس نے اپنے ہاتھ سے اس کا بچاؤ کیا تو اس نے کھال کے سوا اسے کاٹ دیا اور اس نے کہا ہائے ابا' تو حضرت حسینؓ نے اسے کہا اے میرے بیٹے! اللہ کے ہاں اپنے اجر کی امید رکھ بلاشبہ تو اپنے صالحین آباء سے جا ملے گا پھر جوانوں نے حضرت حسینؓ پر حملہ کر دیا اور آپ ان میں تلوار کے ساتھ دائیں بائیں جولانی کر رہے تھے اور وہ آپ سے یوں بھاگ رہے تھے جیسے بکری درندے سے بھاگتی ہے اور آپ کی بہن حضرت زینبؓ بنت فاطمہؓ آپ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کاش آسمان' زمین پر گر پڑے اور عمر بن سعد کے پاس آ کر کہنے لگیں اے عمر کیا تو پسند کرتا ہے کہ ابوعبداللہ تیرے دیکھتے دیکھتے قتل ہوں؟ پس آنسو اس کی داڑھی پر بہہ پڑے اور اس نے اپنا چہرہ پھیر لیا پھر کوئی شخص آپ کے قتل پر جرأت نہ کرتا تھا کہ شمر بن ذی الجوشن نے آواز دی' تم ہلاک ہو جاؤ اس شخص کے متعلق تم کس بات کے منتظر ہو' تمہاری مائیں تمہیں کھو دیں اسے قتل کر دو' پس جوانوں نے ہر جانب سے حضرت حسینؓ پر حملہ کر دیا اور زرعۃ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں کندھے پر تلوار ماری اور دائیں کندھے پر بھی تلوار ماری پھر وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور آپ مشقت کے ساتھ اٹھتے اور منہ کے بل گر رہے تھے پھر سنان بن ابی عمرو بن انس نخعی نے آپ کے پاس آ کر آپ کو نیزہ مارا تو آپ گر پڑے اور اس نے گھوڑے سے اتر آپ کو قتل کر دیا اور آپ کا سر کاٹ لیا پھر اس نے خولی بن یزید کو آپ کا سر دے دیا اور بعض کا قول ہے کہ شمر بن ذی الجوشن نے آپ کو قتل

Marfat.com

کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مذحج کے ایک شخص نے آپ کو قتل کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمر بن سعد بن ابی وقاص نے آپ کو قتل کیا ہے۔ مگر یہ کوئی بات نہیں' عمر صرف اس دستے کا سالار تھا جس نے حضرت حسین کو قتل کیا تھا اور پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور عبداللہ بن عمار نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس وقت دیکھا جب انہوں نے آپ کے پاس اکٹھ کیا آپ اپنی دائیں جانب کے لوگوں پر حملہ کرتے حتیٰ کہ وہ آپ سے خوفزدہ ہو گئے' خدا کی قسم میں نے کبھی کسی مغلوب شخص کو جس کے بیٹے اور اصحاب قتل ہو گئے ہوں' آپ سے بڑھ کر مضبوط دل اور دلیر نہیں دیکھا' خدا کی قسم میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ کی مثل نہیں دیکھا' راوی بیان کرتا ہے' عمر بن سعد حضرت حسین کے قریب ہوا تو حضرت زینبؓ نے اسے کہا اے عمر کیا ابوعبداللہ تیرے دیکھتے دیکھتے قتل ہوں گے؟ تو وہ رو پڑا اور اس نے آپ سے اپنا چہرہ پھیر لیا۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ الصقعب بن زہیر نے بحوالہ حمید بن مسلم مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حسینؓ جوانوں پر حملہ کرنے لگے اور کہنے لگے کیا تم میرے قتل کو پسند کرتے ہو؟ قسم بخدا میرے قتل کے بعد تم اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کو قتل نہیں کرو گے کہ وہ میرے قتل سے بڑھ کر تم پر ناراض ہو اور قسم بخدا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ذلت سے مجھے عزت دے گا پھر اللہ تم سے میرا اس طرح انتقام لے گا کہ تمہیں احساس بھی نہ ہوگا اور قسم بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان جنگ اور خونریزی ڈال دے گا پھر تم سے اس بات سے راضی نہ ہوگا حتیٰ کہ تم کو دوگنا عذاب دے گا۔

راوی بیان کرتا ہے' آپ دن کا بڑا حصہ ٹھہرے رہے اور اگر لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے کہ یہی لوگ آپ کے قتل سے انہیں کفایت کریں یہاں تک کہ شمر بن ذی الجوشن نے آواز دی' تم ان کے قتل میں کس بات کے منتظر ہو؟ پس زرعة بن شریک تمیمی نے آپ کی طرف بڑھ کر آپ کے کندھے پر تلوار ماری پھر سنان بن انس بن عمرو نخعی نے آپ کو نیزہ مارا پھر گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر کاٹ لیا اور اسے خولی کو دے دیا۔

اور ابن عساکر نے شمر بن ذی الجوشن کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ذوالجوشن ایک جلیل القدر صحابی ہے جس کا نام شرجیل بیان کیا گیا ہے اور بعض نے عثمان بن نوفل بیان کیا ہے اور ابن اوس بن الاعور العامری الضبابی بھی بیان کیا جاتا ہے جو کلاب کا ایک بطن ہے اور شمر کی کنیت ابوالسابغہ ہے پھر عمر بن شبہ کے طریق سے روایت کی گئی ہے کہ ابواحمد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے چچا فضیل بن الزبیر نے عبدالرحیم بن میمون سے بحوالہ محمد بن عمرو بن حسن مجھ سے بیان کیا کہ ہم کربلا کے دو دریاؤں میں حضرت حسینؓ کے ساتھ تھے کہ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھ کر فرمایا' اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گویا میں ایک سفید کتے کو اپنے اہل بیت کے خون میں منہ مارتے دیکھ رہا ہوں' اور شمر' خدا اس کا بھلا نہ کرے پھلبہری والا تھا اور سنان وغیرہ نے آپ کا سامان لے لیا اور لوگوں نے آپ کے اموال اور بقیہ چیزیں اور جو کچھ آپ کے خیمے میں موجود تھا حتیٰ کہ عورتوں کے پاکیزہ کپڑے بھی باہم تقسیم کر لیے۔

اور ابومخنف نے بحوالہ جعفر بن محمد بیان کیا ہے کہ حضرت حسینؓ جب قتل ہوئے تو ہم نے آپ کے وجود پر نیزوں کی ۳۳ اور تلواروں کی ۳۴ ضربیں دیکھیں اور شمر بن ذی الجوشن نے حضرت حسینؓ کے بیٹے علی اصغر زین العابدین کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا جو

Marfat.com

چھوٹے بچے اور مریض تھے حتیٰ کہ اس کے اصحاب میں سے ایک شخص حمید بن مسلم نے اسے اس ارادے سے روک دیا اور عمر بن سعد نے آ کر کہا' ان عورتوں کے پاس کوئی شخص نہ آئے اور نہ کوئی اس بچے کو قتل کرے اور جس کسی نے ان کے سامان میں سے کوئی چیز لی ہے وہ اسے ان کو واپس کر دے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم کسی نے کچھ بھی واپس نہ کیا تو علی بن حسین نے اسے کہا تجھے جزائے خیر ملے اللہ تعالیٰ نے تیری بات کی وجہ سے مجھ سے شر کو دور کر دیا ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے پھر سنان بن انس' عمر بن سعد کے خیمے کے دروازے پر آیا اور اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا۔

''میری سواریوں کو چاندی اور سونے سے لاد دو' میں نے پردہ میں رہنے والے بادشاہ کو قتل کیا ہے' میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کے لحاظ سے بہترین شخص تھا اور جب وہ نسب بیان کرتے تھے تو ان سے بہتر تھا''۔

عمر بن سعد نے کہا اسے میرے پاس لاؤ' اور جب وہ اندر آیا تو اس نے اسے کوڑا مارا اور کہا تو ہلاک ہو جائے تو پاگل ہے خدا کی قسم اگر ابن زیاد تجھے یہ کہتے سنتا تو وہ تجھے قتل کر دیتا اور عمر بن سعد نے عقبہ بن سمعان پر اس وقت احسان کیا جب اس نے اسے بتایا کہ وہ غلام ہے اور اس کے سوا ان میں سے کوئی نہیں بچا اور المرقع بن یمامہ کو قید کیا گیا تو ابن زیاد نے اس پر احسان کیا اور حضرت حسینؓ کے اصحاب میں سے ۷۲ آدمی قتل ہو گئے اور الفاضریہ کے باشندوں نے جو بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے انہیں قتل کے ایک دن بعد دفن کر دیا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر عمر بن سعد نے حکم دیا کہ حضرت حسینؓ کو گھوڑوں سے روندا جائے اور یہ بات درست نہیں۔ واللہ اعلم

اور عمر بن سعد کے اصحاب میں سے ۸۸ آدمی قتل ہوئے اور محمد بن حنفیہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ ۱۷ اشخاص قتل ہوئے جو سب کے سب اولاد فاطمہؓ سے تھے' اور حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ ۱۶ آدمی قتل ہوئے جو سب کے سب اہل بیت میں سے تھے' ان دنوں روئے زمین پر ان کا کوئی مثیل نہ تھا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بچوں' بھائیوں اور اہل بیت میں سے ۲۳ آدمی قتل ہوئے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جعفرؓ' حسینؓ' عباسؓ' محمدؓ' عثمانؓ' اور ابوبکرؓ قتل ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے علی اکبر' اور عبداللہ قتل ہوئے اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی اولاد میں سے عونؓ اور محمدؓ قتل ہوئے اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جعفرؓ' عبداللہؓ' اور عبدالرحمٰنؓ قتل ہوئے اور حضرت مسلمؒ اس سے پہلے قتل ہو گئے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' یہ چاروں آپ کی صلب سے تھے اور دو اور عبداللہ بن مسلم بن عقیل اور محمد بن ابی سعید بن عقیل تھے' پس حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے چھ مکمل ہو گئے اور انہی کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

''اے عورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلب کے چھ اشخاص اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد کے چھ آدمیوں کا ندبہ کر جو قتل ہو گئے ہیں اور حضرت نبی ﷺ کا ہم نام ان میں چھوڑا گیا ہے وہ صیقل شدہ تلوار کے ساتھ اس پر غالب آ گئے ہیں''۔

اور حضرت حسینؓ کے ساتھ کربلا میں قتل ہونے والے عبداللہ بن یقطر آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس سے قبل قتل ہو گئے تھے جب آپ نے ان کے ہاتھ اہل کوفہ کی طرف خط بھیجا تھا انہیں ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور عمر بن سعد کے کوئی اصحاب میں سے زخمیوں کو چھوڑ کر ۸۸ آدمی قتل ہوئے اور عمر بن سعد نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفن کیا۔

کہتے ہیں کہ عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے اپنے گھوڑوں کے سموں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو روندا حتیٰ کہ معرکہ

Marfat.com

کے روز انھیں زمین کے ساتھ چپکا دیا اور اس نے حکم دیا کہ آپ کا سر آج ہی خولی بن یزید اصبحی کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس لے جایا جائے اور جب وہ محل تک پہنچا تو اس نے اسے بند پایا اور وہ اسے واپس اپنے گھر لے آیا اور اسے کپڑے دھونے والے ٹب کے نیچے رکھ دیا اور اپنی بیوی نوار بنت مالک سے کہنے لگا' میں تمہارے پاس زمانے کا معزز لایا ہوں' اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر' وہ کہنے لگی لوگ سونا اور چاندی لائے ہیں اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کا سر لایا ہے؟ قسم بخدا میں اور تو بستر میں کبھی اکٹھے نہ ہوں گے پھر وہ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی دوسری بیوی کو جو بنی اسد سے تھی' بلایا اور وہ اس کے پاس سوئی اور دوسری اسدی بیوی نے کہا' خدا کی قسم میں اس ٹب سے نور کو مسلسل آسمان کی طرف بلند ہوتے اور سفید پرندوں کو اس کے اردگرد پھڑ پھڑاتے دیکھ رہی ہوں اور جب صبح ہوئی تو وہ اسے ابن زیاد کے پاس لے گیا اور اسے اس کے سامنے رکھ دیا' کہتے ہیں کہ اس کے پاس آپ کے بقیہ اصحاب کے سر بھی تھے اور یہی مشہور قول ہے جو مجموعی طور پر ۷۲ سر تھے اس لیے کہ جو شخص بھی قتل ہوا انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے ابن زیاد کے پاس لے گئے پھر ابن زیاد نے انہیں یزید بن معاویہ کے پاس شام بھجوا دیا۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حسینؒ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے محمد سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو وہ اسے طشت میں رکھ کر چھڑی مارنے لگا اور آپ کے حسن کے بارے میں بھی اس نے کوئی بات کی تو حضرت انسؓ نے کہا آپ ان سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور وہ وسمہ سے رنگا ہوا تھا۔

اور بخاری نے اسے المناقب میں عن محمد بن حسن بن ابراہیم ابن اشکاب عن حسین بن محمد عن جریر بن حازم عن محمد بن سیرین عن انسؓ روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور ترمذی نے اسے حفصہ بنت سیرین کی حدیث سے بحوالہ انس روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح بیان کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ وہ آپ کی ناک پر چھڑی مارنے لگا۔ اور کہنے لگا:

میں نے ان کی مانند خوبصورت شخص نہیں دیکھا۔ اور البزار نے بیان کیا ہے کہ مفرج بن شجاع بن عبیداللہ موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ غسان بن الربیع نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن عبیدہ نے ثابت اور حمید سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب عبیداللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو وہ آپ کے دانتوں پر چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا۔ میرا خیال ہے کہ اس نے انہیں خوبصورت کہا۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں تجھے ضرور خراب کروں گا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ چومتے دیکھا ہے جہاں تیری چھڑی پڑ رہی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ منقبض ہو گیا' البزار اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اسے یونس بن عبدۃ کے سوا کسی نے حمید سے روایت کیا ہو وہ بصرہ کا ایک مشہور شخص ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اسے عن ابراہیم بن الحجاج عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور قرۃ بن خالد نے اسے حسن سے بحوالہ حضرت انسؓ روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے۔

اور ابو مخنف نے سلیمان بن ابی راشد سے بحوالہ حمید بن مسلم بیان کیا ہے کہ عمر بن سعد نے مجھے بلایا اور مجھے اپنے اہل کے پاس بھیجا تا کہ میں فتح اور اس کی عافیت کی انہیں خوشخبری دوں اور میں نے ابن زیاد کو لوگوں کے لیے بیٹھے دیکھا اور جو لوگ ان کے پاس آئے تھے ان کا وفد اس کے پاس گیا تو میں بھی داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا

Marfat.com

سر اس کے سامنے پڑا ہے اور وہ کچھ دیر تک آپ کے دانتوں پر اپنی چھڑی مارتا رہا تو حضرت زید بن ارقمؓ نے اسے کہا ان دانتوں سے اس چھڑی کو اٹھا لو اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہونٹوں کو ان دانتوں کو بوسہ دیتے دیکھا ہے پھر شیخ بہت روئے اور ابن زیاد انہیں کہنے لگا اللہ آپ کی آنکھ کو رلائے اگر آپ خراب عقل اور بے عقل بوڑھے نہ ہوتے تو میں آپ کو قتل کر دیتا' راوی بیان کرتا ہے وہ اٹھ کر باہر چلے گئے اور جب وہ باہر چلے گئے تو لوگوں نے کہا خدا کی قسم حضرت زید بن ارقمؓ نے وہ بات کہی ہے اگر ابن زیاد اسے سن لیتا تو انہیں قتل کر دیتا' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا انھوں نے کیا کہا ہے؟ انھوں نے کہا وہ ہمارے پاس سے کہتے ہوئے گزرے کہ ایک غلام غلاموں کا بادشاہ بن گیا ہے اور اس نے انہیں پرانا مقبوضہ مال بنا لیا ہے' اے گروہ عرب آج کے بعد تم غلام ہو گئے تم نے ابن فاطمہ کو قتل کر دیا ہے اور ابن مرجانہ کو امیر بنا لیا ہے وہ تمہارے نیکو کاروں کو قتل کرے گا اور تمہارے شریروں کو غلام بنا لے گا' ذلت سے راضی ہونے والے کے لیے ہلاکت ہو اور اسے ابوداؤد کے طریق سے اس کے اسناد سے بحوالہ حضرت زید بن ارقمؓ اسی طرح روایت کیا گیا ہے اور طبرانی نے اسے ثابت کے طریق سے بحوالہ زید روایت کیا ہے۔

اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ واصل بن عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے اعمش سے بحوالہ عمارۃ بن عمیر ہم سے بیان کیا کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے اصحاب کے سر لائے گئے تو انہیں کوفہ کی مسجد میں نصب کیا گیا' میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کہہ رہے تھے' وہ آ گیا ہے وہ آ گیا ہے' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ سروں کے درمیان سے آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا اور کچھ دیر ٹھہر کر پھر باہر نکل گیا اور غائب ہو گیا پھر انہوں نے کہا وہ آ گیا ہے وہ آ گیا ہے اس نے دو تین بار اس طرح کیا پھر ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے۔

اور ابن زیاد کے حکم سے الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا گیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے تو اس نے منبر پر چڑھ کر اس فتح کا ذکر کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اسے قتل حسینؓ کے متعلق دی جس نے ان سے حکومت سلب کرنی چاہی اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہا تھا' عبداللہ بن عفیف ازدی نے اس کے پاس جا کر کہا اسے ابن زیاد کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور صلیب دی گئی پھر اس کے حکم سے حضرت حسینؓ کے سر کو کوفہ میں نصب کیا گیا اور کوفہ کی گلیوں میں اسے گھمایا گیا پھر اس نے اسے زحر بن قیس کے ہاتھ آپ کے اصحاب کے سروں کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس بھجوا دیا اور زحر کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت تھی جن میں ابو بردہ بن عوف ازدی اور طارق بن ابی ظبیان ازدی بھی شامل تھے وہ تمام سروں کو لے کر یزید بن معاویہ کے پاس آ گئے۔

ہشام نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع الجذامی نے اپنے باپ سے بحوالہ الغاز بن ربیعۃ الجرشی حمیری مجھ سے بیان کیا کہ قسم بخدا جب زحر بن قیس آیا تو میں دمشق میں یزید بن معاویہ کے پاس موجود تھا وہ یزید کے پاس آیا تو یزید نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا اے امیر المومنین اللہ نے آپ کو جو فتح دی ہے اس کی مبارک ہو اور اس نے ا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور اس کے اہل بیت کے ۱۸ آدمیوں اور اس کے ساٹھ مددگاروں کو ہمیں واپس دیا ہے' ہم ان کے مقابلہ میں گئے اور ہم نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ فرمانبرداری اختیار کریں اور امیر عبید اللہ بن زیاد کے حکم کو تسلیم کریں یا جنگ کریں تو انہوں نے جنگ کو پسند کیا اور ہم سورج نکلتے ہی ان کی طرف گئے اور ہم نے ہر طرف سے ان کا گھیراؤ کر لیا یہاں تک کہ تلواروں

Marfat.com

نے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پکڑ لیا اور وہ کسی جائے فرار اور جائے پناہ کے بغیر بھاگنے لگے اور وہ ہمارے مقابلہ میں ٹیلوں اور گڑھوں میں یوں پناہ لینے لگے جیسے کبوتر' باز سے پناہ لیتا ہے اور قسم بخدا وہ صرف اونٹوں کے اندازے سے یا قیلولہ کرنے والے کی نیند کی مانند تھے حتیٰ کہ ہم نے انہیں آخر تک آلیا اور یہ ان کے برہنہ اجسام اور لپیٹے ہوئے کپڑے اور خاک آلود رخسار ہیں' جنہیں سورج گرمی پہنچا رہا ہے۔ اور ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے اور عقاب اور کرگس انہیں اٹھا رہے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے' یزید بن معاویہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور اس نے کہا میں قتل حسین کے بغیر بھی تمہاری فرماں برداری سے راضی تھا۔ اللہ تعالیٰ ابن سمیہ پر لعنت کرے' قسم بخدا اگر میں آپ کے ساتھ ہوتا تو آپ کو معاف کر دیتا اور اللہ تعالیٰ حضرت حسینؓ پر رحم فرمائے اور جو شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا تھا اس نے اسے کچھ عطیہ نہ دیا اور جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا قسم بخدا اگر میں آپ کے ساتھ ہوتا تو میں آپ کو قتل نہ کرتا پھر اس نے حسین بن حمام المری الشاعر کا یہ شعر پڑھا۔

''وہ تلواریں ان جوانوں کے سروں کو پھوڑ دیتی ہیں جو ہم پر گراں ہوتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے''۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر العبسی نے مجھ سے بیان کیا' کہ مروان بن الحکم کے بھائی یحییٰ بن الحکم نے اٹھ کر کہا۔

''طف کے پہلو میں ایک کھوپڑی پڑی ہے جو ابن زیاد سے قرابت قریبہ رکھتی ہے جو ایک فرومایہ نسب والا غلام ہے' سمیہ کی نسل سنگریزوں کی تعداد کی مانند ہوگئی ہے اور آج آل مصطفیٰ کی کوئی نسل نہیں ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے' یزید نے یحییٰ بن الحکم کے سینے میں ضرب لگائی اور اسے کہا خاموش ہو جا' اور محمد بن حمید الرازی جو شیعہ ہے۔ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یحییٰ احمری نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لا کر یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے بطور مثال یہ شعر پڑھے۔

''کاش میرے بزرگ بدر میں نیزوں کی چوٹ پر خزرج کی گھبراہٹ کو دیکھتے انھوں نے آواز بلند کی اور خوشی سے چمک اٹھے پھر انہوں نے مجھے کہا ابھی نہ پوچھ' جب ان کے اونٹوں کے صحن میں ٹکراؤ ہوا اور عبدالاشل میں خوب قتلام ہوا ہم نے تمہارے دگنے سرداروں کو قتل کیا ہے اور ہم نے بدر کی کجی کو سیدھا کر دیا ہے پس تو بھی سیدھا ہو جا''۔ [1]

مجاہد نے بیان کیا ہے کہ اس نے ان اشعار میں منافقت سے کام لیا ہے خدا کی قسم اس کی فوج میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے اسے ملامت نہ کی ہو۔

اور اس کے بعد علماء نے حضرت حسینؓ کے سر کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا ابن زیاد نے اسے یزید کے پاس شام

---

[1] یہ بات تصور میں بھی نہیں آسکتی کہ ان ایام میں یزید نے ان اشعار کو بطور تمثیل پڑھا ہو' بلاشبہ تمام مورخین نے بیان کیا ہے کہ اس نے ان اشعار کو اس وقت بطور تمثیل پڑھا جب اس کے پاس مدینہ شریف کے معرکہ حرہ اور انصار کے قتل کی خبر پہنچی اور حرہ کا معرکہ اس کے بعد ہوا ہے جیسا کہ آپ کو ابھی معلوم ہو جائے گا' نیز حضرت حسینؓ کے قضیہ میں خزرج کا کوئی شخص حاضر نہ تھا' یہ بات واقعات اور ایام الناس کے جھنے سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

بھجوایا تھا یا نہیں! اس بارے میں دو قول ہیں' ان دونوں میں سے زیادہ واضح قول یہ ہے کہ اس نے اسے یزید کے پاس بھجوایا تھا اور اس بارے میں بہت سے آثار بیان ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابو مخنف نے عن ابی حمزۃ الثمالی عن عبداللہ الیمانی عن القاسم بن نجیت بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید بن معاویہ کے سامنے رکھا گیا تو وہ اپنے ہاتھ کی چھڑی کو آپ کے دانتوں پر مارنے لگا' پھر کہنے لگا' اس کی اور ہماری مثال حصین ابن الحمام المری کے قول کے مطابق ہے کہ:

''وہ تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیوں کو توڑ دیتی ہیں جو ہم پر گراں ہوتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے''۔

حضرت ابو برزہ اسلمی نے اسے کہا خدا کی قسم' تیری یہ چھڑی اس جگہ لگی ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو چومتے دیکھا ہے۔ پھر انہوں نے کہا بلاشبہ یہ قیامت کے روز آئیں گے تو محمد ﷺ ان کے سفارشی ہوں گے اور تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہوگا پھر وہ کھڑے ہوئے اور پشت پھیر کر چلے گئے' اور ابن ابی الدنیا نے اسے عن ابی الولید عن خالد بن یزید بن اسد بن عمار الدھنی عن جعفر روایت کیا ہے کہ جب حضرت حسینؓ کے سر کو یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس کے پاس حضرت ابو برزہ بھی موجود تھے وہ چھڑی مارنے لگا تو انہوں نے اسے کہا اپنی چھڑی کو اٹھا لو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے بوسے دیتے دیکھا ہے' ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن شبیب نے الحمیدی سے بحوالہ ابو سفیان مجھ سے بیان کیا کہ میں نے سالم بن ابی حفصہ سے سنا کہ حسن نے بیان کیا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو یزید چھڑی سے ٹھوکے دینے لگا' سفیان نے بیان کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حصین اس کے بعد یہ شعر پڑھتا تھا:

''سمیہ کی نسل سنگریزوں کی تعداد کی مانند ہو گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی کوئی نسل نہیں ہے''۔

اور آپ کے بقیہ اہل اور بیویوں کو عمر بن سعد نے محافظوں کے سپرد کیا پھر انہوں نے ان کو ہودجوں میں اونٹوں پر سوار کرا دیا اور جب وہ میدانِ کارزار کے پاس سے گزرے اور انہوں نے وہاں حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب کو پڑے ہوئے دیکھا تو عورتیں روئیں اور چلائیں اور حضرت زینبؓ نے اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ندبہ کیا اور اس نے روتے ہوئے کہا:

''اے محمدؐ! اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے آپ پر درود پڑھیں' حسین خون میں لتھڑا اور مقطوع الاعضاء ہو کر میدان میں پڑا ہے' اے محمد ﷺ آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی ذریت قتل ہوئی پڑی ہے جس پر صبا خاک اڑاتی ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے' خدا کی قسم حضرت زینبؓ نے ہر دوست اور دشمن کو رُلا دیا۔

قرۃ بن قیس نے بیان کیا ہے کہ جب عورتیں مقتولین کے پاس سے گزریں تو وہ چلائیں اور انھوں نے اپنے رخساروں پر طمانچے مارے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عورتوں کا اس قدر خوبصورت منظر کبھی نہیں دیکھا جتنا میں نے اس روز دیکھا' قسم بخدا وہ یبرین کی نیل گایوں سے بھی زیادہ خوبصورت تھیں اور اس نے وہ بات بیان کی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے پھر اس نے بیان کیا ہے پھر وہ انہیں کربلا سے لے گئے حتیٰ کہ کوفہ میں داخل ہو گئے اور ابن زیاد نے ان کی عزت کی اور انھیں اخراجات اور لباس وغیرہ دیئے'

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے حضرت زینب بنت حضرت فاطمہؓ اپنے حقیر ترین کپڑوں میں داخل ہوئیں آپ بدحال ہو چکی تھیں اور آپ کی لونڈیوں نے آپ کو گھیرا ہوا تھا' آپ جب عبیداللہ بن زیاد کے پاس آئیں تو اس نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو آپ نے اس سے بات نہ کی اور آپ کی ایک لونڈی نے کہا یہ زینب بنت فاطمہؓ ہیں' اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو رسوا کیا ہے اور قتل کیا ہے اور تمہارے ایک بت کی تکذیب کی ہے حضرت زینبؓ نے کہا بلکہ اس خدا کا شکر ہے جس نے محمد ﷺ کے ذریعے ہمیں معزز کیا ہے اور ہمیں اچھی طرح پاک کیا ہے نہ کہ جیسا تو نے بیان کیا ہے' اور صرف فاسق کی رسوائی ہوتی ہے اور فاجر کی تکذیب کی جاتی ہے' اس نے پوچھا تو نے اپنے اہل بیت کے ساتھ اللہ کے سلوک کو کیسے پایا ہے' حضرت زینبؓ نے کہا اس نے ان پر قتل ہونا فرض کیا اور وہ اپنے مقتل کی طرف چلے گئے اور عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے اور انہیں اکٹھا کر دے گا اور وہ اللہ کے ہاں تجھ سے جھگڑا کریں گے' پس ابن زیاد غصے سے بھڑک اٹھا تو عمرو بن حریث نے اسے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے' یہ صرف ایک عورت ہے اور کیا عورت کی گفتار پر کچھ مواخذہ ہوتا ہے؟ اس کے قول پر مواخذہ نہیں ہوتا اور نہ بے ہودہ گوئی پر ملامت کی جاتی ہے۔

ابومخنف نے مجالد سے بحوالہ سعید بیان کیا ہے کہ جب ابن زیاد نے زین العابدین علی بن حسین کی طرف دیکھا تو اس نے سپاہی سے کہا دیکھو کیا یہ بچہ بالغ ہو گیا ہے اور اگر یہ بالغ ہو چکا ہے تو اسے لے جا کر قتل کر دو؟ اس نے آپ کا تہبند اٹھا کر کہا ہاں' ابن زیاد نے کہا اسے لے جا کر قتل کر دو' علی بن حسین نے اسے کہا اگر تیرے اور ان عورتوں کے درمیان قرابت پائی جاتی ہے تو ان کے ساتھ ایک شخص کو بھیج جو ان کی حفاظت کرے' ابن زیاد نے آپ سے کہا' تم ہی آؤ اور اس نے آپ کو ان کے ساتھ بھیج دیا' ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ابی راشد نے بحوالہ حمید بن مسلم مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو میں ابن زیاد کے پاس کھڑا تھا اس نے آپ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں علی بن حسین ہوں' اس نے کہا اللہ نے علی بن حسین کو قتل نہیں کیا؟ آپ خاموش رہے تو ابن زیاد نے آپ سے پوچھا آپ بات کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے کہا میرا ایک بھائی تھا جسے علی کہا جاتا تھا لوگوں نے اسے قتل کر دیا ہے اس نے کہا بلاشبہ اللہ نے اسے قتل کیا ہے' آپ خاموش رہے تو اس نے پوچھا آپ بات کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا (اللہ نفوس کو ان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے۔ اور کوئی جان اذنِ الٰہی کے بغیر نہیں مر سکتی) اس نے کہا قسم بخدا تو بھی ان میں سے ہے' تو ہلاک ہو جائے' دیکھو یہ بالغ ہو چکا ہے' قسم بخدا میں اسے مرد خیال کرتا ہوں پس مری بن معاد احمری نے آپ کا کپڑا اٹھایا اور کہنے لگا ہاں یہ بالغ ہو چکا ہے اس نے کہا اسے قتل کر دو' حضرت علی بن حسین نے کہا ان عورتوں کو کس کے سپرد کیا جائے گا اور ان کی پھوپھی حضرت زینب ان سے چمٹ گئیں اور کہنے لگیں اے ابن زیاد جو کچھ تو نے ہمارے ساتھ کیا ہے وہی تجھے کافی ہے کیا تو ہمارے خون سے سیر نہیں ہوا اور کیا تو نے ہم میں سے کسی کو زندہ رہنے دیا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے حضرت زینبؓ نے حضرت علی کو گلے لگا لیا اور کہنے لگیں اگر تو مومن ہے تو میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں تو اسے جب قتل کرے گا جب مجھے اس کے ساتھ قتل کرے گا' اور حضرت علی بن حسینؓ نے پکار کر کہا اے ابن زیاد اگر تیرے اور ان عورتوں کے درمیان قرابت پائی جاتی ہے تو ان کے ساتھ ایک متقی شخص کو بھیج جو ان کے ساتھ اسلامی طریق کے مطابق رہے' راوی بیان کرتا ہے اس نے ایک ساعت ان عورتوں کی طرف دیکھا پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا رشتہ بھی عجیب چیز ہے خدا کی قسم میں

Marfat.com

خیال کرتا ہوں کہ حضرت زینب نے چاہا کہ اگر میں نے حضرت علی بن حسین کو قتل کیا تو میں انہیں بھی اس کے ساتھ قتل کر دوں گا' بچے کو چھوڑ دو' اپنی عورتوں کے ساتھ چلے جاؤ' راوی بیان کرتا ہے پھر ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیویوں' بچوں اور بیٹیوں کو حکم دیا تو انہیں یزید کے پاس لے جایا گیا اور اس کے حکم سے حضرت علی بن حسین کو گردن تک طوق ڈالا گیا اور اس نے انہیں محفر بن ثعلبہ العائذی جو قریش کے عائذہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور شمر بن ذی الجوشن کے ساتھ اللہ اس کا بھلا نہ کرے' بھیج دیا اور جب وہ یزید کے دروازے پر پہنچے تو محفر بن ثعلبہ نے بلند آواز سے کہا یہ محفر بن ثعلبہ ہے' کمینے فاجروں سے امیر المومنین کو کیا نسبت' یزید بن معاویہ نے اسے جواب دیا' ام محفر نے برا اور کمینہ نہیں جنا۔ ❶

جب مستورات اور سر یزید کے پاس آئے تو اس نے شام کے اشراف کو بلا کر اپنے اردگرد بٹھایا پھر اس نے حضرت علی بن حسین اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی بیویوں اور بچوں کو بلایا' انہیں اس کے پاس لایا گیا تو لوگ دیکھ رہے تھے اس نے حضرت علی بن حسینؓ سے کہا' اے علی! تمہارے باپ نے میرے رشتے کو قطع کیا اور میرے حق کو ضائع کیا ہے اور میرے اقتدار میں مجھ سے کشاکش کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے جو سلوک کیا ہے تو اسے دیکھ چکا ہے' حضرت علی بن حسینؓ نے کہا: ﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ﴾ یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا اسے جواب دو' راوی بیان کرتا ہے خالد کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ اسے کیا جواب دے' تو یزید نے اسے کہا' کہو ﴿مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ پس اس نے کچھ دیر آپ سے اعراض کیا پھر اس نے عورتوں اور بچوں کو بلایا اور ان کی بری حالت کو دیکھا تو اس نے کہا اللہ ابن مرجانہ کا برا کرے اگر اس کے اور ان کے درمیان قرابت اور رشتہ ہوتا تو وہ ان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا اور نہ تم کو اس حالت میں بھجواتا۔

ابومخنف نے حارث بن کعب سے بحوالہ فاطمہ بنت علی روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں جب ہمیں یزید کے سامنے بٹھایا گیا تو اس نے ہم پر ترس کھایا اور ہم سے مہربانی کی اور ہمارے لیے کچھ حکم دیا پھر اہل شام میں سے ایک سرخ رنگ شخص یزید کے پاس گیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین مجھے یہ لڑکی بخش دو۔ اس کی مراد میں تھی۔ اور میں خوبصورت لڑکی تھی تو میں اس کی بات سے گھبرا کر کانپنے لگی اور میں نے خیال کیا کہ یہ ان کے لیے جائز ہے پس میں نے اپنی بہن زینب کے کپڑوں کو پکڑ لیا۔ اور وہ مجھ سے بڑی اور زیادہ عقل مند تھیں۔ اور وہ جانتی تھیں کہ یہ جائز نہیں۔ وہ اس شخص سے کہنے لگیں خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے اور کمینگی کی ہے یہ بات تیرے اور اس کے لیے جائز نہیں' یزید نے غصے ہو کر حضرت زینبؓ سے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے خدا کی قسم یہ میرے لیے جائز ہے اور اگر میں اسے کرنا چاہوں تو کر لوں' حضرت زینبؓ نے کہا ہرگز نہیں' خدا کی قسم خدا نے تیرے لیے یہ جائز نہیں کیا سوائے اس کے کہ تو ہماری ملت سے نکل جائے اور ہمارے دین کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے' حضرت زینب بیان کرتی ہیں یزید غصے اور طیش میں آ گیا پھر کہنے لگا تو اس بات سے ہمارا سامنا کرتی ہے' تیرا باپ اور تیرا بھائی دین سے خارج ہو گئے ہیں' حضرت زینب نے کہا اللہ کے دین اور میرے باپ کے دین اور میرے بھائی اور میرے نانا کے دین سے تو نے اور تیرے باپ نے اور تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے'

❶ اس جگہ مصری نسخہ میں کوئی غلطی رہ گئی ہے جس کی وجہ سے فقرہ مکمل نہیں ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

اس نے کہا اے دشمن خدا تو نے جھوٹ بولا ہے' حضرت زینب نے کہا' تو مسلط امیر المومنین ہے تو ظالم ہو کر گالیاں دیتا ہے اور اپنے اقتدار سے غالب آتا ہے' حضرت زینب بیان کرتی تھیں وہ شرمندہ سا ہو کر خاموش ہو گیا پھر اس شخص نے اٹھ کر کہا یا امیر المومنین مجھے یہ لڑکی بخش دو' یزید نے اسے کہا دور ہو جا اللہ تجھے کام تمام کرنے والی موت دے' پھر یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ مدینہ تک ایک امین شخص کو بھیجے جس کے ساتھ پیادہ اور سوار ہوں اور حضرت علی بن حسین ان کے ساتھ ہوں پھر اس نے عورتوں کو اپنے حریم کے پاس دارالخلافہ میں اتارا اور آل معاویہ کی عورتوں نے حضرت حسینؓ پر روتے اور نوحہ کرتے ہوئے ان کا استقبال کیا پھر انہوں نے تین دن گریہ زاری کی اور یزید علی بن حسین اور ان کے بھائی عمر بن حسین کے بغیر صبح و شام کا کھانا نہ کھاتا تھا' ایک روز یزید نے عمر بن حسین سے کہا وہ بہت چھوٹے تھے۔ کیا تو اس کے ساتھ جنگ کرے گا۔ یعنی اس کے بیٹے خالد بن یزید کے ساتھ اس کا مقصد آپ سے مزاح اور تفریح کرنا تھا۔ عمر بن حسین نے کہا مجھے اور اسے ایک ایک چھری دے دو تا کہ ہم باہم جنگ کریں تو یزید نے آپ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لگا لیا اور کہنے لگا' میں سانپ کی طبیعت کو جانتا ہوں' سانپ سانپ ہی کو جنم دیتا ہے؟

اور جب یزید نے انہیں الوداع کہا تو حضرت علی بن حسین سے کہا' اللہ ابن سمیہ کا بھلا نہ کرے خدا کی قسم اگر میں آپ کے باپ کے ساتھ ہوتا تو وہ جس بات کا مجھ سے مطالبہ کرتا میں اسے دیتا اور میں حتی المقدور اس سے موت کو دور کرتا خواہ میرے بعض بچے ہلاک ہو جاتے لیکن اللہ نے جو فیصلہ کیا ہے آپ نے اسے دیکھ لیا ہے پھر اس نے آپ کو تیار کیا اور بہت سا مال اور پوششیں دیں اور ان کے متعلق اس ایلچی کو وصیت کی اور اسے کہا جو ضرورت تجھے ہو اس کے متعلق مجھے لکھنا اور جس ایلچی کو اس نے ان عورتوں کے ساتھ بھیجا وہ راستے میں ان سے علیحدہ ہو کر چلتا اور ان سے اتنا دور رہتا جہاں سے اس کی نظر انہیں دیکھ سکتی اور وہ ان کی خدمت میں رہا حتیٰ کہ وہ مدینہ پہنچ گئے' حضرت فاطمہ بنت علی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنی بہن حضرت زینب سے کہا بلاشبہ اس نے جس شخص کو ہمارے ساتھ بھیجا ہے اس نے ہماری اچھی مصاحبت کی ہے کیا آپ کے پاس کوئی چیز ہے کہ ہم اسے انعام دیں' وہ کہنے لگیں خدا کی قسم ہمارے پاس ہمارے زیورات کے سوا' اسے انعام دینے کو کچھ نہیں' حضرت فاطمہ کہتی ہیں' میں نے حضرت زینب سے کہا ہم اسے اپنے زیورات دیں گی' آپ بیان کرتی ہیں میں نے اپنا کنگن اور بازو بند لیا اور میری بہن نے اپنا کنگن اور بازو بند لیا اور ہم نے انہیں اس کے پاس بھجوا دیا اور ہم نے اس کے پاس معذرت کی اور کہا آپ نے ہمارے ساتھ جو اچھی مصاحبت کی ہے یہ اس کا بدلہ ہے اس نے کہا' میں نے جو سلوک تم سے کیا ہے اگر وہ صرف دنیا کے لیے ہے تو آپ نے جو کچھ مجھے بھیجا ہے وہ میری رضامندی کے لیے کافی ہے اور زیادہ ہے لیکن قسم بخدا میں نے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کو جو قرابت حاصل ہے اس کی خاطر کیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب یزید نے حضرت حسینؓ کے سر کو دیکھا تو کہا' کیا تم جانتے ہو کہ ابن فاطمہ کہاں سے آئے ہیں؟ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس پر انہیں کس نے آمادہ کیا ہے اور جس بات میں وہ الجھ گئے ہیں اس میں انہیں کس نے الجھایا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں' اس نے کہا ان کا خیال ہے کہ ان کا باپ میرے باپ سے بہتر ہے اور ان کی ماں حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ میری ماں سے بہتر ہے اور ان کے نانا رسول اللہ ﷺ میرے نانا سے بہتر ہیں اور وہ مجھ سے بہتر ہیں اور اس امارت کے مجھ سے

Marfat.com

زیادہ حق دار ہیں' ان کا یہ کہنا کہ ان کا باپ میرے باپ سے بہتر ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ میرے باپ نے ان کے باپ سے اللہ کے ہاں جھگڑا کیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ اس نے کس کے حق میں فیصلہ دیا ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ان کی ماں میری ماں سے بہتر ہے' میری زندگی کی قسم حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ میری ماں سے بہتر ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ ان کے نانا رسول اللہ ﷺ میرے نانا سے بہتر ہیں' میری زندگی کی قسم جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہم میں رسول اللہ ﷺ کا ہم پایہ اور ہمسر موجود نہیں ہے لیکن انہوں نے یہ بات اپنی کم فہمی سے کہی ہے کیا انہوں نے آیت ﴿قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ﴾ اور آیت ﴿وَاللّٰہُ یُؤْتِی مُلْکَهٗ مَنْ یَّشَآءُ﴾ نہیں پڑھی۔

اور جب عورتیں یزید کے پاس گئیں تو حضرت فاطمہ بنت حسین جو حضرت سکینہ سے بڑی تھیں۔ کہنے لگیں اے یزید رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں قیدی ہیں' یزید نے کہا اے میری بھتیجی! میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں' اور وہ بیان کرتی ہیں میں نے کہا انہوں نے ہمارے لیے سونے کی انگوٹھی بھی نہیں چھوڑی' اس نے کہا میری بھتیجی جو کچھ تمہارے پاس آیا ہے وہ اس سے بہت بڑا ہے جو تم سے چلا گیا ہے پھر وہ انہیں اپنے گھر لے گیا پھر اس نے ہر عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ اس سے کیا کچھ لیا گیا ہے اور ان میں سے ہر عورت نے اسی قدر چیزوں کا دعویٰ کیا جتنا اس کا نقصان ہوا تھا مگر اس نے اسے اس سے دُگنا دیا۔

اور ہشام نے بحوالہ ابومخنف بیان کیا ہے کہ ابوحمزہ الثمالی نے عبداللہ الثمالی سے بحوالہ قاسم بن نجیب مجھ سے بیان کیا کہ جب کوفہ کا وفد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا تو وہ اس کے ساتھ دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوئے تو مروان بن الحکم نے انہیں پوچھا تم نے کیسے کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ان میں اٹھارہ اشخاص ہمارے پاس آئے اور قسم بخدا ہم نے انہیں ان کے آخری آدمی تک آلیا اور یہ سر اور قیدی عورتیں ہیں تو مروان اچھل پڑا اور واپس چلا گیا اور اس کے بھائی یحییٰ بن الحکم نے ان کے پاس آ کر کہا تم نے کیا کام کیا ہے؟ تو انہوں نے اسے وہی جواب دیا جو اس کے بھائی کو دیا تھا تو اس نے انہیں کہا' قیامت کے روز تم محمد ﷺ سے محجوب رہو گے' میں کسی امر پر کبھی تم سے موافقت نہیں کروں گا پھر وہ اٹھ کر واپس چلا گیا راوی بیان کرتا ہے جب اہل مدینہ کو حضرت حسینؓ کے قتل کی اطلاع ملی تو بنی ہاشم کی عورتیں آپ پر روئیں اور انہوں نے آپ کا نوحہ کیا۔

روایت ہے کہ یزید نے ان کے معاملے میں لوگوں سے مشورہ لیا تو جن لوگوں کو اللہ نے بھلائی سے دور کر دیا تھا انہوں نے کہا امیر المومنین برا کتا' پلے نہ بنائے' علی بن حسین کو قتل کر دیجیے تا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ذریت میں سے کوئی شخص باقی نہ رہے' یزید نے خاموشی اختیار کر لی تو نعمان بن بشیر نے کہا یا امیر المومنین ان سے وہ سلوک کیجیے جو رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ کرتے تھے کاش وہ انہیں اس حال میں دیکھتے' پس یزید کو ان پر ترس آ گیا اور اس نے انہیں حمام میں بھجوا دیا اور انہیں لباس' عطایا اور کھانے دیے اور انہیں اپنے گھر میں اتارا۔

یہ بات روافض کے قول کو رد کرتی ہے کہ انہوں نے قیدی عورتوں کو کوتل اونٹوں پر برہنہ سوار کرایا حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے یہاں تک جھوٹ بولا ہے کہ اس روز ان عورتوں کی قبل و دبر کی شرمگاہوں کو چھپانے کے لیے بختی اونٹوں کی سات سات کوہانیں

Marfat.com

پیدا ہو گئیں۔

پھر ابن زیاد نے امیر الحرمین عمرو بن سعید کو حضرت حسینؓ کے قتل کی خوشخبری کا خط لکھا اور اس نے منادی کو حکم دیا اور اس نے اس کا اعلان کر دیا اور جب بنو ہاشم کی عورتوں نے اعلان کو سنا تو ان کی گریہ ونوحہ کی آوازیں بلند ہو گئیں اور عمرو بن سعید کہنے لگا' یہ حضرت عثمانؓ بن عفان کی بیویوں کے رونے کا بدلہ ہے اور عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا ہے کہ میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے سامنے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر ایک ڈھال پر پڑا ہے اور قسم بخدا ابھی میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ میں مختار بن ابی عبید کے پاس گیا' کیا دیکھتا ہوں عبیداللہ بن زیاد کا سر مختار کے سامنے ایک ڈھال پر پڑا ہے اور قسم بخدا ابھی میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ مصعب بن زبیر کا سر اس کے آگے ایک ڈھال پر پڑا ہے۔

اور ابو جعفر بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ زکریا بن یحییٰ الضریر نے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن خباب المصیصی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن یزید نے بحوالہ عبداللہ القسری ہم سے بیان کیا کہ عمار الدھنی نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ابو جعفر سے کہا مجھے قتل حسین کے متعلق بتاؤ گویا میں وہاں موجود تھا' اس نے کہا حضرت حسین' حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کا وہ خط لے کر آئے جو انہوں نے آپ کو لکھا تھا اور اس میں آپ کو اپنے پاس آنے کا مشورہ دیا تھا اور جب آپ اور قادسیہ کے درمیان تین میل کا فاصلہ رہ گیا تو حر بن یزید تمیمی آپ سے ملا اور اس نے آپ سے کہا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اس شہر میں جانا چاہتا ہوں' اس نے آپ سے کہا واپس چلے جایئے میں نے اپنے پیچھے کوئی بھلائی نہیں چھوڑی کہ اس کی امید کروں حضرت حسینؓ نے واپسی کا ارادہ کیا اور آپ کے ساتھ حضرت مسلم بن عقیلؓ کے بھائی بھی تھے انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم جب تک اپنے بھائی کے قاتلین سے اپنا بدلہ نہ لیں یا ہم قتل نہ ہو جائیں ہم واپس نہیں جائیں گے' آپ نے فرمایا تمہارے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں' پس آپ چل پڑے اور ابن زیاد کے سواروں کا پہلا دستہ آپ سے ملا' اور جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ کربلا کی طرف لوٹ آئے اور آپ نے اپنی پشت کو حلفا کا سہارا دیا تا کہ ایک جہت سے جنگ کریں' پس آپ نے اتر کر اپنے خیمے لگائے اور آپ کے اصحاب میں سے ۴۵ سوار اور ایک سو پیادہ تھے اور عمر بن سعد بن ابی وقاص کو ابن زیاد نے رَی کا امیر بنایا اور اسے وصیت کی اور کہا کہ تو مجھے اس شخص سے کفایت کر اور اپنے کام پر چلا جا' اس نے کہا مجھے معاف کر دو' اس نے اسے معاف کرنے سے انکار کیا تو اس نے کہا مجھے آج شب کی مہلت دو' اس نے اسے مہلت دی تو اس نے اپنے معاملے میں غور وفکر کیا اور جب صبح ہوئی تو وہ اس حکم سے جو اس نے اسے دیا تھا راضی ہو کر اس کے پاس گیا' پس عمر بن سعد حضرت حسین کی طرف گیا اور جب وہ آیا تو حضرت حسینؓ نے اسے کہا' تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کر لو' مجھے چھوڑ دو تا کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو' یا مجھے سرحدوں پر جانے دو' عمر نے اسے قبول کر لیا اور عبیداللہ بن زیاد نے اسے خط لکھا کہ ایسا نہیں ہوگا اور جب تک وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہ دیں کوئی عزت کی بات نہیں' حضرت حسینؓ نے کہا' خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا اور اس نے آپ سے جنگ کی اور حضرت حسینؓ کے سب اصحاب قتل ہو گئے جن میں آپ کے اہل بیت کے دس پندرہ جوان بھی تھے اور ایک تیر آ کر آپ کے

Marfat.com

بیٹے کو لگا جو آپ کی گود میں تھا اور آپ خون کو پونچھنے اور کہنے لگے: اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرما انہوں نے ہمیں بلایا کہ وہ ہماری مدد کریں گے اور انہوں نے ہمیں قتل کر دیا ہے پھر آپ کے حکم سے ایک یمنی چادر لائی گئی جسے آپ نے پھاڑا پھر اسے پہن کر اپنی تلوار لے کر باہر نکلے اور جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گئے' آپ کو مذحج کے ایک شخص نے قتل کیا اور اسی نے آپ کا سر کاٹا پس وہ اسے ابن زیاد کے پاس لے گیا اور اس نے اس بارے میں کہا۔

''میری سواریوں کو سونے اور چاندی سے بوجھل کر دو' میں نے پردہ میں رہنے والے بادشاہ کو قتل کیا ہے میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو ماں باپ کے لحاظ سے لوگوں سے بہتر ہے اور جب وہ نسب بیان کرتے ہیں تو بھی ان سے بہتر ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اس یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دیا پس اس نے آپ کے سر کو اپنے آگے رکھا اور اس کے پاس حضرت ابوبرزہ اسلمی بھی تھے اور یزید چھڑی سے آپ کے منہ پر ٹھوکے دینے لگا اور کہنے لگا:

وہ تلواریں ان مردوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیتی ہیں جو ہم پر گراں ہوتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے ابوبرزہ نے اسے کہا اپنی چھڑی اٹھالو قسم بخدا میں نے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کو اپنے منہ کو ان کے منہ پر رکھ کر چومتے دیکھا ہے' راوی بیان کرتا ہے اور عمر بن سعد نے آپ کی بیویوں اور عیال کو ابن زیاد کے پاس بھیج دیا اور آل حسین میں سے ایک بچے کے سوا کوئی باقی نہ بچا اور وہ عورتوں کے ساتھ مریض تھا' ابن زیاد نے اس کے قتل کا حکم دیا تو حضرت زینبؓ نے اپنے آپ کو اس پر گرا دیا اور کہنے لگیں خدا کی قسم جب تک تم مجھے قتل نہ کر دو وہ قتل نہ ہوگا تو اسے آپ پر ترس آ گیا اور وہ اس کے قتل سے رک گیا۔ راوی بیان کرتا ہے اس نے انہیں یزید کے پاس بھیج دیا اور یزید نے اہل شام کے ان اشخاص کو جو اس کے پاس موجود تھے' جمع کیا انہوں نے اس کے پاس آ کر اسے فتح کی مبارک باد دی' اور ان میں سے ایک سرخ نیلگوں شخص کھڑا ہوا اور اس نے آپ کی بیٹیوں میں سے ایک خدمت کے قابل لڑکی کو دیکھ کر کہا یا امیر المومنین مجھے یہ لڑکی بخش دیجیے' حضرت زینب نے کہا' تجھے اور اسے عزت حاصل نہ ہو ایسا نہیں ہوگا' سوائے اس کے کہ تم دونوں اللہ کے دین سے خارج ہو جاؤ' راوی بیان کرتا ہے نیلگوں شخص نے اس بات کو دہرایا تو یزید نے اسے کہا اس بات سے باز آ جا پھر وہ انہیں اپنے عیال کے پاس لے گیا پھر انہیں سوار کرا کر مدینہ بھیج دیا اور جب وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو بنی عبدالمطلب کی ایک عورت اپنے بال کھولے اور اپنی آستین اپنے سر پر رکھے باہر آ کر ان سے ملی اور وہ رو رو کر کہہ رہی تھی۔

''اگر نبی ﷺ تم سے کہیں کہ آخری امت ہوتے ہوئے تم نے میرے فوت ہونے کے بعد میرے اہل اور میری اولاد سے کیا سلوک کیا تو تم کیا جواب دو گے ان میں کچھ تو قیدی ہیں اور کچھ خون سے لتھڑے پڑے ہیں۔ جب میں نے تمہاری خیر خواہی کی ہے تو یہ میرا بدلہ نہیں ہو سکتا کہ تم میرے رشتہ داروں کے بارے میں برائی سے میری جانشینی کرو''۔

اور ابو مخنف نے سلیمان بن ابی راشد سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی عبید ابی الکنود روایت کی ہے کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے یہ اشعار کہے ہیں اور زبیر بن بکار نے بھی یہی بات بیان کی ہے کہ جب آل حسینؓ مدینہ نبویہ میں داخل ہوئی تو زینب الصغریٰ بنت عقیل بن ابی طالب نے یہ اشعار کہے اور ابوبکر بن الانباری نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ زینب بنت علی

Marfat.com

بن ابی طالبؓ جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھیں۔ اور جب حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی بیوی اور ان کے بیٹوں کی ماں تھی۔ نے کربلا کے روز جس دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے اپنے خیمے کا پردہ اٹھایا اور یہ اشعار کہے۔ واللہ اعلم

اور ہشام بن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے بحوالہ عمرو بن المقدام مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے عمر بن عکرمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے ہم نے مدینہ میں اس کی صبح کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہماری ایک لونڈی ہم سے بیان کر رہی ہے کہ میں نے گزشتہ رات سے پہلی رات کو ایک پکارنے والے کو پکارتے سنا وہ کہہ رہا تھا:

''اے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو از راہ ظلم قتل کرنے والو' تمہیں عذاب و سزا کی بشارت ہو' تمام اہل آسمان' نبی' مالک اور لوگ تمہارے خلاف بددعا کر رہے ہیں' تم پر حضرت داؤد' حضرت موسیٰ اور حامل انجیل علیہ السلام کی طرف سے لعنت کی گئی ہے''۔

ابن ہشام نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن حیزوم الکلبی نے اپنی ماں کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے اس آواز کو سنا ہے اور لیث اور ابونعیم نے ہفتے کا دن بیان کیا ہے اور حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری وغیرہ نے حضرت حسینؓ کے قتل کے بارے میں بعض متقدمین کے جو اشعار سنائے ہیں ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''اے پسر بنت رسول وہ تیرے سر کو تیری چادر میں لپیٹ کر لائے ہیں گویا اے پسر بنت رسول انہوں نے تجھے واضح طور پر عمداً قتل کیا ہے' انہوں نے تجھے پیاسا رکھ کر قتل کیا ہے اور انہوں نے تیرے قتل کے بارے میں قرآن پر تدبر نہیں کیا اور تیرے قتل پر وہ تکبیر کہتے ہیں حالانکہ انہوں نے تیرے قتل کرنے سے تکبیر و تہلیل کو قتل کر دیا ہے''۔

Marfat.com

باب

حضرت حسینؓ ۱۰/محرم ۶۱ھ کو بروز جمعہ قتل ہوئے اور ہشام بن الکلبی نے ۶۲ھ بیان کیا ہے اور یہی قول علی بن المدینی کا ہے اور ابن لہیعہ نے ۶۲ھ یا ۶۳ھ بیان کیا ہے اور دوسرے لوگوں نے ۶۰ھ بیان کیا ہے اور پہلا قول صحیح ہے آپ طف میں سرزمین عراق میں کربلا کے مقام پر قتل ہوئے' اور آپ کی عمر ۵۸ سال یا اس کے قریب قریب تھی اور ابو نعیم نے اپنے قول میں غلطی کھائی ہے کہ آپ ۶۵ یا ۶۶ سال کی عمر میں قتل ہوئے تھے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ عبدالصمد بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ عمارۃ ابن زاذان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ بارش کے فرشتے نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ہمارے دروازے کی نگرانی کرنا کہ کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور کود کر اندر داخل ہو گئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر چڑھنے لگے' فرشتے نے کہا کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں' اس نے کہا آپ کی امت اسے قتل کرے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ بھی دکھا دوں جہاں یہ قتل ہوگا' راوی بیان کرتا ہے اس نے اپنا ہاتھ مارا اور آپ کو سرخ مٹی دکھائی' حضرت ام سلمہؓ نے یہ مٹی لے لی اور اسے اپنے کپڑے کے پلو میں باندھ لیا' راوی بیان کرتا ہے ہم سنا کرتے تھے کہ آپ کربلا میں قتل ہوں گے' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن سعید نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ یا بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر میں ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے نہیں آیا تھا اور اس نے مجھے کہا: بلاشبہ آپ کا یہ بیٹا حسین مقتول ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ زمین بھی دکھا دوں جس میں آپ قتل ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے اس نے سرخ مٹی نکالی' اور اس حدیث کو بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کئی طریق سے روایت کیا گیا ہے اور طبرانی نے اسے بحوالہ ابوامامہ روایت کیا ہے اور اس میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے' اور محمد بن سعد نے اسے بحوالہ حضرت عائشہ' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی طرح روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم' اور اسے حضرت زینبؓ بنت جحش اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی لبابہ ام فضل کی حدیث سے بھی روایت کیا گیا ہے اور کئی تابعینؒ نے اسے مرسل کہا ہے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہارون ابوبکر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن محمد الرقی اور علی بن حسن رازی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالملک ابو واقد الحرانی نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ اشعث بن حیم نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے انس بن حارث کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرا بیٹا یعنی حضرت حسین ارض کربلا میں قتل ہوگا اور تم میں جو شخص اس موقع پر موجود ہو وہ اس کی مدد کرے۔ راوی بیان کرتا ہے'

Marfat.com

انس بن حارث کربلا کی طرف گئے اور حضرت حسینؓ کے ساتھ قتل ہو گئے ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا کسی دوسرے شخص نے اسے روایت کیا ہو۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ شراحیل بن مدرک نے عبداللہ بن یحییٰ سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور وہ آپ کا کوزہ بردار تھا۔ اور جب وہ صفین کو جاتے ہوئے نینویٰ سے گزرے تو حضرت علیؓ نے آواز دی اے ابوعبداللہ ٹھہر جاؤ' اے ابوعبداللہ فرات کے کنارے پر ٹھہر جاؤ' میں نے پوچھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں' میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ کو کس بات نے رلایا ہے؟ آپ نے فرمایا ابھی جبریلؑ میرے پاس سے اٹھے ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ حسینؓ فرات کے کنارے پر قتل ہوں گے نیز کہا کیا میں آپ کو اس کی مٹی سونگھا دوں' حضور فرماتے ہیں اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی مٹی پکڑ کر مجھے دے دی اور میں اپنے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور محمد بن سعد نے عن علی بن محمد عن یحییٰ بن زکریا عن رجل عن عامر الشعبی عن علی اسی کی مثل روایت کی ہے اور محمد بن سعد وغیرہ نے کئی طریق سے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کی ہے کہ وہ صفین جاتے ہوئے اندرائن کے پودوں کے پاس کربلا سے گزرے تو آپ نے اس کا نام دریافت کیا تو آپ کو بتایا گیا کہ اس کا نام کربلا ہے' آپ نے فرمایا کرب اور بلاء' آپ نے اتر کر وہاں ایک درخت کے پاس نماز پڑھی پھر فرمایا' یہاں شہداء قتل ہوں گے جو صحابہؓ کے سوا بہترین شہداء ہوں گے وہ جنت میں بلاحساب داخل ہوں گے۔ اور آپ نے وہاں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا' پس انہوں نے اسے کچھ پہچان لیا اور حضرت حسینؓ اسی جگہ میں قتل ہوئے اور حضرت کعب الاحبارؒ سے کربلاء کے متعلق کچھ آثار مروی ہیں اور ابوالجناب الکلبی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اہل کربلاء حضرت حسینؓ پر ہمیشہ جنات کا نوحہ سنتے رہے اور وہ کہتے تھے۔

''رسول اللہ ﷺ نے آپ کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا ہے اور اس کی چمک رخسار میں ہے اور آپ کے والدین قریش کے عالی قدر آدمیوں میں سے ہیں اور آپ کا نانا' بہترین نانا ہے''۔

اور ایک شخص نے انہیں جواب دیا۔

''وہ ان کے پاس آکر انہیں نکال لے گئے اور وہ آپ کے لیے بدترین وفد تھے انہوں نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور اس کے ذریعے رخساروں والوں کو پرسکون کر دیا ہے''۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ لوگوں کا ایک گروہ ایک غزوہ میں بلاد روم کی طرف گیا تو انہوں نے ایک کلیسا میں لکھا دیکھا۔

''کیا وہ امت جس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے' یوم حساب کو اس کے نانا کی شفاعت کی امید رکھتی ہے؟''۔

انہوں نے ان سے پوچھا یہ شعر کس نے لکھا ہے انہوں نے کہا یہ آپ کے نبی کی بعثت سے تین سو سال پہلے کا لکھا ہوا ہے روایت ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا انہوں نے واپس آکر شراب نوشی کرتے ہوئے رات گزاری اور سر ان کے پاس موجود تھا تو ایک آہنی قلم ان کے سامنے نمودار ہوا اور اس نے دیوار پر ان کے لیے یہ شعر لکھا۔

Marfat.com

''کیا وہ امت جس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے یوم حساب کو اس کے نانا کی شفاعت کی امید رکھتی ہے؟''۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عمار بن ابی عمار سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دوپہر کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پراگندہ موغبار آلود حالت میں دیکھا اور آپ کے پاس ایک شیشی ہے جس میں خون ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ حسینؓ اور اس کے اصحاب کا خون ہے میں مسلسل اس روز سے اسے جمع کر رہا ہوں عمار نے بیان کیا ہے کہ ہم نے اس روز کو شمار کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ اسی روز قتل ہوئے ہیں' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد قوی ہے۔

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن ہانی ابوعبدالرحمٰن نحوی نے ہم سے بیان کیا کہ مہدی بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید بن جدعان نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا قسم بخدا حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں' آپ کے اصحاب نے انہیں کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما کیوں؟ آپ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ کے پاس خون کی ایک شیشی ہے اور آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ میرے بعد میری امت نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے حسین کو قتل کر دیا ہے اور یہ اس کا اور اس کے اصحاب کا خون ہے' میں ان دونوں خونوں کو اللہ کے حضور پیش کروں گا۔

پس آپ نے جس روز یہ بات کہی آپ نے اس روز اور اس گھڑی کو لکھ لیا اور ابھی ۲۴ دن ہی گزرے تھے کہ مدینہ میں ان کے پاس خبر آئی کہ آپ اسی روز اور اسی گھڑی کو قتل ہوئے ہیں اور ترمذی نے عن ابی سعید الاشج عن ابی خالد الاحمر عن رزین عن سلمٰی روایت کی ہے آپ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ کے سر اور داڑھی پر مٹی پڑی ہوئی ہے میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا ہوا ہے آپ نے فرمایا میں نے ابھی حسینؓ کے قتل کو دیکھا ہے۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہمیں بتایا کہ قرۃ بن خالد نے ہمیں خبر دی کہ عامر بن عبدالواحد نے بحوالہ شہر بن حوشب مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت ام سلمہؓ کے پاس تھا کہ ہم نے دادخواہ کی آواز سنی وہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس آ کر کہنے لگا' حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں' حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا انہوں نے یہ کام کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبروں یا گھروں کو آگ سے بھر دے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور ہم اٹھ آئے' امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن مسلم نے بحوالہ عمار ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ سے سنا آپ نے فرمایا میں نے جنات کو حضرت حسینؓ پر روتے سنا نیز میں نے جنات کو حضرت حسینؓ پر نوحہ کرتے سنا' اسے حسین بن ادریس عن ہاشم بن ہاشم عن امہ عن ام سلمہؓ روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں' میں نے جنات کو حضرت حسینؓ پر نوحہ کرتے سنا وہ کہہ رہے تھے۔

''اے حسین کو جہالت سے قتل کرنے والو! تمہیں عذاب وسزا کی بشارت ہو' تمام اہل آسمان' نبی' مرسل اور لوگ تمہارے خلاف بددعا کر رہے ہیں' تم پر حضرت داؤد' حضرت موسیٰ اور صاحب انجیل علیہم السلام کی زبان سے لعنت کی گئی ہے''۔

Marfat.com

اور ایک طریق سے حضرت ام سلمہؓ سے اس شعر کو اور طرح سے روایت کیا گیا ہے۔

اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ احمد بن عثمان بن ساج السکر دنے ہمیں خبر دی کہ محمد بن عبداللہ بن ابراہیم الشافعی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن شداد المسمعی نے ہم سے بیان کیا کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن حبیب بن ابی ثابت نے اپنے باپ سے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی طرف وحی کی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا ہے اور میں تیری بیٹی کے بیٹے کے بدلے میں ایک لاکھ چالیس ہزار آدمیوں کو قتل کرنے والا ہوں' یہ حدیث بہت غریب ہے اور حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں روایت کیا ہے اور طبرانی نے یہاں پر بہت غریب آثار کو بیان کیا ہے اور شیعہ حضرات نے یوم عاشورہ کے بارے میں بڑا مبالغہ کیا ہے اور قبیح جھوٹ کے طور پر بہت سی احادیث وضع کی ہیں مثلاً یہ کہ اس روز سورج کو گرہن لگ گیا اور ستارے ظاہر ہو گئے اور اس روز جو پتھر بھی اٹھایا جاتا اس کے نیچے خون نظر آتا اور آسمان کی اطراف سرخ ہو گئیں اور سورج طلوع ہوتا تو اس کی شعاعیں خون کی طرح ہوتیں اور آسمان خون کے لوتھڑے کی طرح ہو گیا اور ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے اور آسمان نے سرخ خون برسایا اور اس روز سے پہلے آسمان میں سرخی نہ تھی۔ وغیرہ وغیرہ

اور ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوقبیل المعافری روایت کی ہے کہ اس روز سورج گرہن ہوا حتیٰ کہ ظہر کے وقت ستارے نمودار ہو گئے اور جب وہ حضرت حسینؓ کے سر کو قصر امارت میں لے گئے تو دیواریں خون برسانے لگیں اور زمین تین روز تاریک رہی اور اس روز زعفران اور ورس سے جو چیز مس کرتی وہ اس کے چھونے سے مل جاتی اور بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون نمودار ہو جاتا اور حضرت حسینؓ کے جن اونٹوں کو انہوں نے غنیمت بنایا جب انہوں نے انہیں پکایا تو ان کا گوشت' اندرائن کی طرح کڑوا ہو گیا' اس قسم کی دیگر اکاذیب اور موضوع احادیث وغیرہ میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔

اور آپ کے قتل کے بارے میں جو احادیث اور فتن بیان کیے گئے ہیں ان میں سے اکثر صحیح ہیں اور جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا ہے ان میں سے کوئی کم ہی دنیا میں آفت اور مصیبت سے بچا ہے اور وہ اس دنیا سے اس وقت نہیں گیا یہاں تک کہ اسے مرض لاحق ہوا اور ان کی اکثریت کو جنون ہو گیا اور شیعہ اور رافضہ نے حضرت حسینؓ کے قتل کے بارے میں بہت سا جھوٹ اور جھوٹی خبریں بنائی ہیں اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے کافی ہے اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کا بعض حصہ محل نظر ہے اور اگر ابن جریر وغیرہ حفاظ اور ائمہ نے اس کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اسے بیان نہ کرتا اور اس کا اکثر حصہ ابومخنف لوط بن یحییٰ کی روایت سے ہے جو شیعہ تھا اور ائمہ کے نزدیک وہ ضعیف الحدیث ہے بلکہ وہ حافظ مؤرخ ہے اس کے پاس یہ چیزیں ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں' اسی لیے اس کے بعد آنے والے بہت سے مصنفین نے اس بارے میں اس پر کلوخ اندازی کی ہے۔

اور رافضہ نے چار سو سال کی حدود میں اور اس کے نزدیک نزدیک بنی بویہ کی حکومت میں حد سے تجاوز کیا اور یوم عاشورہ کو بغداد وغیرہ شہروں میں ڈھول بجائے جاتے اور راستوں اور بازاروں میں راکھ اور توڑی بکھیری جاتی اور دوکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جاتے اور لوگ غم اور گریہ کا اظہار کرتے اور اس رات بہت سے لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی موافقت میں پانی نہ پیتے کیونکہ آپ کو

Marfat.com

پیاسا ہونے کی حالت میں قتل کیا گیا تھا' پھر عورتیں برہنہ منہ نوحہ کرتیں اور اپنے سینوں اور چہروں پر طمانچے مارتے ہوئے برہنہ پا بازاروں میں نکلتیں اور دیگر اس قسم کی شنیع بدعات اور قبیح خواہشات اور من گھڑت رسوائی کے کام کیے جاتے اور اس قسم کے کاموں سے ان کا مقصد بنی امیہ کی حکومت کو بے عزت کرنا تھا کیونکہ حضرت حسینؓ ان کی حکومت میں قتل ہوئے تھے۔

اور شامی خوارج نے یوم عاشورہ کو شیعہ اور رافضہ کے برعکس کیا وہ یوم عاشورہ کو دانے پکاتے' غسل کرتے' خوشبو لگاتے اور قیمتی کپڑے پہنتے اور اس دن کو عید بنا دیتے اور اس میں طرح طرح کے کھانے پکاتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور اس سے ان کا مقصد روافض کی مخالفت کرنا تھا۔

اور انہوں نے حضرت حسینؓ کے قتل کی یہ تاویل کی کہ وہ مسلمانوں کے اتحاد کے بعد ان کا اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور جس شخص کی لوگوں نے بیعت کی تھی اور جس پر اتفاق کیا تھا اسے معزول کرنے آئے تھے اور صحیح مسلم میں اس کے بارے میں زجر و انتباہ کرنے اور دھمکانے کی حدیث بیان ہوئے ہے' اگرچہ جہال کے ایک گروہ نے آپ کے خلاف تاویل کی ہے اور آپ کو قتل کر دیا ہے لیکن ان پر تین باتوں کا قبول کرنا واجب تھا جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے پس جب ایک سرکش گروہ کی مذمت کی جائے گی اور اس کے نبی پر اتہام لگایا جائے گا' لیکن حقیقت وہ نہیں جیسا کہ انہوں نے خیال کیا ہے بلکہ قدیم وجدید ائمہ کی اکثریت نے کوفہ کے ایک چھوٹے سے گروہ کے سوا (اللہ ان کا بھلا نہ کرے) آپ کے اور آپ کے اصحاب کے قتل کو ناپسند کیا ہے اور اہل کوفہ کی اکثریت نے آپ سے اس لیے خط و کتابت کی کہ وہ اپنے فاسد اغراض و مقاصد کو حاصل نہ کر سکیں۔

اور جب ابن زیاد کو علم ہوا کہ وہ حصول دنیا کے خواہاں ہیں تو اس نے انہیں لالچ دے کر اور خوفزدہ کر کے آپ کے خلاف برانگیختہ کر دیا تو انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور پھر آپ کو قتل کر دیا اور یہ ساری فوج آپ کے قتل سے راضی نہ تھی بلکہ یزید بن معاویہ بھی اس سے راضی نہ تھا۔ واللہ اعلم

اور اس نے اسے ناپسند بھی نہیں کیا' ظن غالب یہی ہے کہ اگر یزید آپ کے قتل ہونے سے قبل آپ پر قابو پا لیتا تو وہ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق آپ کو معاف کر دیتا جیسا کہ خود اس نے اپنے متعلق اس کی صراحت کی ہے' معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس فعل کی وجہ سے ابن زیاد پر لعنت کی ہے اور اسے گالیاں دی ہیں لیکن اس نے اسے معزول نہیں کیا اور نہ اسے سزا دی ہے اور نہ اسے ملامت کرنے کے لیے کسی آدمی کو بھیجا ہے۔ واللہ اعلم

چاہیے کہ ہر مسلمان آپ کے قتل سے غمگین ہو بلاشبہ آپ سادات المسلمین اور علماء و صحابہؓ میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اس بیٹی کے بیٹے تھے جو آپ کی بیٹیوں میں سے افضل تھی' اور آپ عبادت گزار' دلیر اور سخی تھے لیکن شیعہ جس طریق پر بے صبری سے غم و تکدر کا اظہار کرتے ہیں وہ مناسب نہیں اور شاید اس کا اکثر حصہ تصنع اور ریاء ہے اور آپ کے باپ آپ سے افضل تھے وہ بھی قتل ہوئے ہیں اور وہ حضرت حسینؓ کے قتل کے دن کی طرح ان کے قتل کا ماتم نہیں کرتے' بلاشبہ آپ کے باپ ۱۷/ رمضان ۴۰ھ کو جمعہ کے روز فجر کی نماز کو جاتے ہوئے قتل ہوئے تھے اور اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قتل ہوئے تھے جو اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حضرت علیؓ سے افضل تھے آپ ماہ ذوالحجہ ۳۶ھ کے ایام التشریق میں اپنے گھر میں محصور ہو کر قتل ہوئے تھے' آپ کی شاہ

Marfat.com

رگ کو قطع کیا گیا اور لوگوں نے آپ کے قتل کے روز کو ماتم کا دن نہیں بنایا اور اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی قتل ہوئے جو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے افضل تھے' آپ محراب میں کھڑے ہو کر فجر کی نماز پڑھاتے اور قرآن پڑھتے ہوئے قتل ہوئے اور لوگوں نے آپ کے قتل کے روز کو بھی ماتم کا دن نہیں بنایا اور اسی طرح حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے افضل تھے اور لوگوں نے آپ کے یوم وفات کو بھی ماتم کا دن نہیں بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں سید ولد آدم ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح وفات دی جیسے آپ سے پہلے انبیاء نے وفات پائی اور کسی نے ان کی وفات کے روز کو ماتم کا دن نہیں بنایا اور نہ وہ کام کیے ہیں جو یہ جاہل رافضی حضرت حسینؓ کے قتل کے روز کرتے ہیں اور نہ ان کی موت کے روز اور نہ ان سے پہلے کسی شخص نے متقدم الذکر امور میں سے کسی امر کا اظہار کیا ہے جس کا یہ لوگ حضرت حسینؓ کے قتل کے روز ادعا کرتے ہیں جیسے سورج گرہن اور وہ سرخی جو آسمان پر نمودار ہوتی ہے وغیرہ ذالک۔

اور اس قسم کے مصائب کے ذکر کے موقع پر جو بہترین بات بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے جسے علی بن حسینؓ نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس کے قدیم العہد ہونے کے باوجود اسے یاد کرتا ہے اور از سر نو اس کے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس روز کی مانند اجر دیتا ہے جس روز اسے تکلیف پہنچی تھی۔ اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر:

بہت سے متاخرین کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ میں دریائے کربلاء کے نزدیک طف کے ایک مقام میں ہے اور ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ کے قتل کی جگہ کا نشان مٹ گیا ہے اور کسی کو اس کی تعیین کے متعلق اطلاع نہیں ہے اور ابو نعیم' الفضل بن دکین اس شخص پر جو یہ خیال کرتا تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کو پہچانتا ہے عیب لگاتے تھے اور ہشام بن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھوڑ دیا گیا تا کہ آپ کی قبر کا نشان مٹ جائے اور وہ پانی چالیس دن کے بعد خشک ہو گیا' اور بنی اسد کا ایک ایک مٹھی مٹی لے کر اسے سونگھنے لگا حتیٰ کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر گر پڑا اور رو کر کہنے لگا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کس قدر خوشبودار ہیں اور آپ کی مٹی بھی خوشبودار ہے پھر کہنے لگا۔

''انہوں نے چاہا کہ آپ کی قبر کو آپ کے دشمن سے چھپا دیں اور قبر کی مٹی کی خوشبو نے قبر کا پتہ دے دیا''۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر:

اہل تاریخ اور اہل سیر کے نزدیک مشہور بات یہ ہے کہ اسے ابن زیاد نے یزید بن معاویہؓ کے پاس بھیج دیا مگر کئی لوگوں نے اس بات سے انکار کیا ہے اور میرے نزدیک پہلی بات زیادہ مشہور ہے۔ واللہ اعلم' پھر انہوں نے اس جگہ کے بارے میں جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر دفن کیا گیا تھا' اختلاف کیا ہے' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر نائب مدینہ عمرو بن سعید کو بھجوا دیا اور اس نے اسے آپ کی ماں کے پاس بقیع میں دفن کر دیا اور ابن ابی الدنیا نے عثمان بن عبد الرحمن کے طریق سے بحوالہ محمد بن عمر بن صالح یہ دونوں ضعیف ہیں۔ بیان کیا ہے کہ آپ کا سر ہمیشہ یزید بن معاویہؓ کے خزانہ میں رہا حتیٰ کہ وہ مر گیا

Marfat.com

پس اسے اس کے خزانہ سے لے کر کفن دیا گیا اور دمشق شہر میں باب الفرادیس کے اندر دفن کر دیا گیا' میں کہتا ہوں آج کل وہ جگہ باب الفرادیس الثانی کے اندر مسجد الرأس کے نام سے مشہور ہے اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں یزید بن معاویہ کی دایہ ریا کے حالات میں بیان کیا ہے کہ جب یزید کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر رکھا گیا تو اس نے ابن الزبعریٰ کے شعر کو بطور مثال پڑھا۔

''کاش میرے شیوخ بدر میں نیزوں کے پڑنے سے خزرج کی گھبراہٹ کو دیکھتے''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر اس نے سر کو دمشق میں تین روز تک نصب کیے رکھا پھر اسے اسلحہ خانے میں رکھ دیا حتیٰ کہ سلیمان بن عبدالملک کا زمانہ آ گیا تو اسے اس کے پاس لایا گیا اور وہ سفید ہڈیاں ہی رہ گیا تھا پس اس نے اسے کفن دیا اور خوشبو لگائی اور اس پر نماز پڑھی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا اور جب بنو عباس آئے تو انہوں نے اسے کھود کر نکالا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ یہ عورت بنی امیہ کی حکومت کے بعد بھی زندہ رہی اور ان کی عمر ایک سو سال سے متجاوز تھی۔ واللہ اعلم

* اور فاطمیوں نے ۴۰۰ھ کے قبل سے لے کر ۶۶۰ھ کے بعد تک دیار مصر پر قبضہ کیا۔ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر دیار مصر میں پہنچا اور انہوں نے اسے وہاں دفن کیا اور اس پر ۵۰۰ھ کے بعد ایک مزار بنایا جو اسی کے نام سے مصر میں مشہور ہے اور کئی اہل علم ائمہ نے بیان کیا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس سے ان کا مقصد نسب شریف کے دعویٰ کے بطلان کو چھپانا ہے اور وہ اس میں جھوٹے اور خائن ہیں اور قاضی باقلانی اور علماء کے کئی ائمہ نے اسے ان کی حکومت میں جو ۴۰۰ھ کی حدود میں قائم تھی' بیان کیا ہے جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو عنقریب بیان کریں گے جب ہم اس کے مقام پر پہنچیں گے۔ ان شاء اللہ

میں کہتا ہوں کہ اکثر لوگ ان کے متعلق اس قسم کی بات مشہور کرتے ہیں کہ وہ سر کو لائے اور انہوں نے اسے مذکورہ مسجد میں رکھ دیا اور کہنے لگے یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ہے پس یہ بات ان کے متعلق مشہور ہو گئی اور انہوں نے اس کا یقین کر لیا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب:

آپ کے چند فضائل

بخاری نے شعبہ اور مہدی بن میمون کی حدیث سے بحوالہ محمد بن ابی یعقوب روایت کی ہے کہ میں نے ابن ابی نعیم سے سنا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ایک عراقی نے آپ سے اس محرم کے متعلق دریافت کیا جو مکھی کو مار دیتا ہے آپ نے فرمایا' اہل عراق' مکھی کے مارنے کے متعلق پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ دونوں میرے دنیا کے گلدستے ہیں۔ اور ترمذی نے اسے عن عقبہ بن مکرم عن وہب بن جریر عن ابیہ عن محمد ابن ابی یعقوب' اسی طرح روایت کیا ہے کہ ایک عراقی شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کپڑے کو لگ جانے والے مچھر کے خون کے متعلق پوچھا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' اہل عراق کی طرف دیکھو جو مچھر کے خون کے متعلق دریافت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے پھر انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابواحمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن ابی الجحاف عن ابی حازم عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ تلید بن سلیمان کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالجحاف نے ابوحازم سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن' حضرت حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا جو تم سے جنگ کرے میں اس سے جنگ کروں گا اور جو تم سے صلح کرے اس سے صلح کروں گا۔ ان دونوں کی روایت میں امام احمدؒ متفرد ہیں' اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج ابن دینار نے عن جعفر بن ایاس عن عبدالرحمٰن بن مسعود عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے' ایک ایک کندھے پر اور ایک دوسرے کندھے پر' اور آپ ایک دفعہ اسے چومتے اور ایک دفعہ اسے چومتے' حتیٰ کہ آپ ہمارے پاس پہنچ گئے' ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم بلاشبہ آپ ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے ان دونوں محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابویعلیٰ موصلی نے بیان کیا ہے کہ ابوسعید الاشج نے ہم سے بیان کیا کہ عقبہ بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ یوسف بن ابراہیم تیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت انسؓ بن مالک کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے اہل بیت میں سے کون شخص آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما۔

راوی بیان کرتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ' آپ ان دونوں کو سونگھتے اور اپنے ساتھ لگا لیتے۔ اور

Marfat.com

اسی طرح ترمذی نے اسے ابوسعید الاشج سے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حسن غریب ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسود بن عامر اور عفان نے عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید بن جدعان عن انس ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز کو جاتے تو چھ ماہ تک حضرت فاطمہؓ کے گھر سے گزرتے رہے اور فرماتے رہے۔ اے اہل بیت نماز پڑھو:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

اور ترمذی نے اسے عبد بن حمید سے بحوالہ عفان روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی حدیث سے جانتے ہیں۔

اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے عن فضیل بن مرزوق عن عدی عن ثابت عن البراء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں، پس تو بھی ان سے محبت رکھ، پھر بیان کیا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور امام احمدؒ نے زید بن الحباب سے بحوالہ حسین بن واقد اور اہل سنن اربعہ، حسین بن واقد کی حدیث سے بریدہ سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دیتے کہ اچانک حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سرخ قمیص پہنے چلتے اور لڑکھڑاتے ہوئے آ جاتے تو رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اتر کر دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے نیچے بٹھا دیتے پھر فرماتے اللہ نے سچ ہی فرمایا ہے (تمہارے اموال اور اولاد صرف فتنہ ہیں) میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور لڑکھڑاتے دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات کو قطع کیا اور انہیں اٹھا لیا' یہ الفاظ ترمذی کے ہیں اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف حسین بن واقد کی حدیث سے جانتے ہیں' پھر انہوں نے بیان کیا ہے کہ حسین بن عرفہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن راشد عن یعلیٰ بن مرۃ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں۔ جو حسینؓ سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے' حسینؓ نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔

پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور احمدؒ نے اسے عن عفان عن وہب عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم روایت کیا ہے اور طبرانی نے اسے عن بکر بن سہل عن عبداللہ بن صالح عن معاویہ بن صالح بن راشد بن سعد عن یعلیٰ بن مرۃ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ نواسوں میں سے دو نواسے ہیں۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن یزید بن ابی زیاد عن ابی نعیم عن ابی سعید خدری ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔

اور ترمذی نے اسے سفیان ثوری وغیرہ کی حدیث سے بحوالہ یزید بن ابی زیاد روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے اور ابوالقاسم بغوی نے اسے عن داؤد بن رشید عن مروان الفزاری عن الحکم بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم عن ابیہ عن ابی سعید روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری خالہ کے بیٹوں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے سوا حسنؓ اور حسینؓ نوجوانانِ جنت کے سردار

Marfat.com

ہیں' اور نسائی نے اسے مروان بن معاویہ فزاری کی حدیث سے بیان کیا ہے اور سوید بن سعید نے اسے عن محمد بن حازم عن الاعمش عن عطیہ بن ابی سعید روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ربیع بن سعد سے بحوالہ ابو سابط ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما مسجد میں آئے تو حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا جو شخص نوجوانانِ جنت کے سردار کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس کی طرف دیکھے' میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ترمذی اور نسائی نے اسرائیل کی حدیث سے عن میسرہ بن حبیب عن المنہال بن عمرو عن زر بن حبیش عن حذیفہ روایت کی ہے کہ اس کی ماں نے اسے بھیجا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے اور اس کی ماں کے لیے دعا کریں' راوی بیان کرتا ہے میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر آپ نے عشاء کے وقت عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ پیچھے مڑے تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا آپ نے میری آواز سن کر پوچھا یہ کون ہے؟ حذیفہ ہے؟ میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کو بخشے تجھے کیا کام ہے یہ ایک فرشتہ ہے جو اس شب سے قبل زمین پر نازل نہیں ہوا' اس نے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کے لیے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں' اپنے رب سے اجازت طلب کی ہے' پھر امام ترمذیؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ صرف اسرائیل کی حدیث سے ہی مشہور ہے اور اس قسم کی حدیث حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کی گئی ہے اور حضرت عمرؓ اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ' حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ کی حدیث سے بھی روایت کی گئی ہے اور ان سب کی اسانید میں ضعف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن عطیہ نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں فرماتے سنا کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے ان دونوں سے بھی محبت رکھنی چاہیے۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حرملہ نے بحوالہ عطا مجھے خبر دی کہ ایک شخص نے اسے بتایا کہ اس نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ لگائے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ۔ اور حضرت اسامہ بن زید اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے بھی اس کی مانند کچھ روایت کیا گیا ہے مگر اس میں ضعف وسقم پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ کامل کے دونوں بیٹوں کامل اور ابوالمنذر نے ہم سے بیان کیا کہ اسود نے بیان کیا کہ المعتمر نے ابوصالح سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ ہمیں بتایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے پس جب آپ سجدہ کرتے تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کود کر آپ کی پشت پر چڑھ جاتے اور جب آپ اپنا سر اٹھاتے تو آپ انہیں نرمی سے پکڑ کر زمین پر بٹھا دیتے اور جب آپ دوبارہ سجدہ کرتے تو وہ دونوں بھی دوبارہ وہی کام کرتے حتیٰ کہ آپ نے اپنی نماز ختم کی اور دونوں کو اپنی رانوں پر بٹھا لیا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے آپ کے پاس جا کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان دونوں کو ان کی ماں کے پاس واپس لے جاؤں؟ راوی بیان کرتا ہے پس بجلی چمکی اور آپ نے دونوں سے فرمایا اپنی

Marfat.com

ان کے پاس چلے جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ اس کی روشنی ٹھہر گئی حتیٰ کہ وہ دونوں اپنی ماں کے پاس چلے گئے۔ اور موسیٰ بن عثمان حضرمی نے عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ اسی قسم کی روایت کی ہے اور ابوسعید اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی اس کے قریب قریب روایت کی گئی ہے' امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن معاذ نے ہم سے بیان کیا کہ قیس بن الربیع نے ابوالمقدام عبدالرحمٰن الازرق سے بحوالہ حضرت علیؓ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو حسن یا حسین رضی اللہ عنہما نے پانی مانگا تو رسول اللہ ﷺ ہماری ایک بکری کے پاس گئے تا کہ اسے دھوئیں' پس اس نے دودھ دیا اور دوسرے نے آ کر اسے ہٹا دیا تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ گویا یہ دونوں آپ کو بہت محبوب ہیں؟ آپ نے فرمایا' نہیں' لیکن اس نے اس سے پہلے پانی مانگا تھا پھر آپ نے فرمایا' میں اور تو اور یہ دونوں اور یہ سونے والا قیامت کے روز ایک مقام میں ہوں گے' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور ابوداؤد طیالسی نے اسے عن عمرو بن ثابت عن ابیہ عن ابی فاختہ عن علی روایت کیا ہے اور اس کے مانند بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ ان دونوں کی عزت کرتے تھے اور ان کو اٹھا لیتے تھے اور انہیں ان کے باپ کی طرح دیتے تھے' ایک دفعہ یمن کے حلے آئے تو آپ نے انہیں صحابہؓ کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا اور ان دونوں کو ان سے کچھ نہ دیا اور فرمایا کہ میں ان دونوں کے لائق کوئی حلہ نہ تھا پھر آپ نے یمن کے نائب کو پیغام بھیجا تو اس نے ان دونوں کے مناسب حال حلے بنوائے۔

محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ قبیصہ بن عقبہ نے ہمیں بتایا کہ یونس بن ابی اسحٰق نے بحوالہ العیزار بن حریث ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے کہ آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا اور فرمایا یہ اہل زمین کو اہل آسمان سے زیادہ محبوب ہے اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن الدراوردی نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر کی بیعت لی حالانکہ وہ چھوٹے بچے تھے اور ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے اور آپ نے ہمارے سوا کسی چھوٹے بچے کی بیعت نہیں لی' یہ حدیث مرسل غریب ہے' اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ یعلیٰ بن عبید نے مجھے بتایا کہ عبداللہ بن الولید الرصافی نے بحوالہ عبداللہ بن عبیدہ سے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علیؓ نے پندرہ حج پا پیادہ کیے اور آپ کی اونٹنیاں آپ کے آگے کھینچی جاتی تھیں۔ اور ابونعیم فضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے پا پیادہ حج کیا اور آپ کی اونٹنیاں آپ کے پیچھے کھینچی جاتی تھیں اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ آپ کے بھائی حضرت حسنؓ تھے جیسا کہ بخاری نے بیان کیا ہے اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے درمیان کوئی گفتگو ہوئی اور دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے پھر اس کے بعد حضرت حسن' حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان کے سر پر جھک کر بوسے دینے لگے اور اسی طرح حضرت حسینؓ نے اٹھ کر انہیں بوسے دیئے اور فرمایا مجھے اس کام میں ابتدا کرنے سے اس بات نے روکا ہے کہ میں نے خیال کیا کہ آپ مجھ سے احسان کے زیادہ حق دار ہیں اور میں نے اس بات میں آپ سے کشاکش کرنا پسند نہیں کیا' حسن کے آپ مجھ سے زیادہ حق دار ہیں اور اصمعی نے بحوالہ ابن عون بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شعراء کو مال دینے پر ملامت کرتے ہوئے خط لکھا تو حضرت حسینؓ نے کہا' بہترین مال وہ ہے جو درخواست کو پورا کرے۔

Marfat.com

اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ ابوحنیفہ محمد بن حنفیہ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن البراء بن عمرو ابن البراء الغنوی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن الہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ آپ نے حجر اسود کو چومنا چاہا مگر لوگوں نے آپ کے لیے گنجائش نہ کی تو ایک شخص نے پوچھا اے ابوفراس یہ کون ہے تو فرزوق نے کہا:

''یہ وہ شخص ہے جس کے قدم کی جگہ کو بطحا جانتی ہے اور بیت اللہ اور حل وحرم جانتے ہیں یہ اللہ کے سب بندوں میں سے بہتر بندے کا بیٹا ہے یہ پرہیزگار' پاک صاف اور سردار ہے قریب ہے کہ جب وہ بوسہ دینے آئے تو رکن حطیم اس کی ہتھیلی کو پہچان کر پکڑے''۔

اور جب قریش نے اسے دیکھا تو ان کے ایک شخص نے کہا:

''اس شخص کے مکارم پر فیاضی ختم ہو جاتی ہے' وہ حیاء کے باعث نگاہیں نیچی رکھتا ہے اور اس کی ہیبت کی وجہ سے نگاہیں نیچی کی جاتی ہیں اور جب وہ مسکرائے تو تب اس سے گفتگو کی جاتی ہے' اس کے ہاتھ میں چھڑی ہے جس کی خوشبو مہکتی ہے وہ چھڑی ایک ذکی الطبع شخص کے ہاتھ میں ہے' جس کی بینی بلند ہے' اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشتق ہے' اس کے عناصر طبیعت اور عادات اچھی ہیں' اس کی غایت کے بعد کوئی سخی نہیں پا سکتا اور نہ لوگ اس کی سخاوت کا لگا کھا سکتے ہیں خواہ وہ اس کا ارادہ بھی کریں جو شخص اللہ کو جانتا ہے وہ اس کی اولیت کو بھی جانتا ہے اور اس گھر سے لوگوں نے دین کو حاصل کیا ہے' وہ کون سے خاندان ہیں جن کی گردنیں اس کی اولیت کے آگے سرنگوں نہیں جس کا پہلا لفظ ہی ہاں ہوتا ہے''۔

طبرانی نے اپنے معجم کبیر میں حضرت حسینؓ کے حالات میں ایسے ہی بیان کیا ہے اور یہ غریب ہے اور مشہور یہ ہے کہ فرزوق کے یہ اشعار حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہیں نہ کہ ان کے باپ کے بارے میں ہیں اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ فرزوق نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو صرف اس وقت دیکھا ہے جب وہ حج کو آ رہا تھا' اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ عراق کو جا رہے تھے اور حضرت حسینؓ نے فرزوق سے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے وہ بات بیان کی جو پہلے بیان ہو چکی ہے پھر حضرت حسین اس سے جدا ہونے کے تھوڑے دن بعد شہید ہو گئے۔ پس اس نے آپ کو بیت اللہ کا طواف کرتے کب دیکھا۔ واللہ اعلم

اور ہشام نے بحوالہ عوانہ روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد سے کہا وہ خط کہاں ہے جو میں نے تمہیں حضرت حسینؓ کے قتل کے بارے میں لکھا تھا؟ اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کو پورا کر دیا ہے اور خط ضائع ہو گیا ہے' ابن زیاد نے اسے کہا تجھے وہ ضرور لانا پڑے گا' اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کو پورا کر دیا ہے اور خط ضائع ہو گیا ہے' اور ابن زیاد نے اسے کہا تجھے وہ ضرور لانا پڑے گا' اس نے کہا وہ ضائع ہو چکا ہے اس نے کہا خدا کی قسم تجھے وہ ضرور لانا پڑے گا' اس نے کہا خدا کی قسم اسے چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ قریش کی بوڑھیوں کو سنایا جاتا ہے میں مدینہ میں ان کے پاس معذرت کر دوں گا' قسم بخدا میں نے تجھے حضرت حسینؓ کے بارے میں مشورہ دیا تھا اور اگر میں وہ مشورہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیتا تو میں ان کا حق پورا کر دیتا' عبید اللہ کے بھائی عثمان بن زیاد نے کہا خدا کی قسم عمر نے درست کہا ہے اور قسم بخدا ابن زیاد کے ہر شخص کی ناک میں قیامت کے دن تک ناتھ ہوگی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل نہیں ہوئے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم عبید اللہ بن زیاد نے اس بارے میں اسے کوئی ملامت نہ کی۔

Marfat.com

باب:

آپؓ سے مروی چند اشعار

اس میں وہ اشعار بھی ہیں جنہیں ابوبکر بن کامل نے بحوالہ عبداللہ بن ابراہیم پڑھا اور بیان کیا کہ یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے اشعار ہیں۔

''خالق پر کفایت کر کے مخلوق سے بے نیاز ہو جا' تو صادق اور کاذب پر سردار بن جائے گا اور رحمان سے اس کا فضل طلب کر اور اللہ کے سوا کوئی رازق نہیں' جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ لوگ اسے بے نیاز کر دیں گے وہ رحمٰن خدا پر بھروسہ نہیں رکھتا یا یہ خیال کرتا ہے کہ مال اس کی کمائی سے ہے اس کے جوتے بلند جگہ سے اسے پھسلا دیں گے''۔

اعمش سے روایت ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا۔

''جب مالدار کے مال میں اضافہ ہو جاتا ہے تو اس کے اشغال اور غم میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اے زندگی کو مکدر کر دینے والی اور ہر فانی اور بوسیدہ ہو جانے والی چیز کے گھر ہم نے تجھے پہچان لیا ہے' جب زاہد عیال سے گراں بار ہو تو زہد کی طلب اس کے لیے صاف نہیں ہوتی''۔

اور اسحٰق بن ابراہیم سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسینؓ نے بقیع میں شہداء کے مقابر کی زیارت کی تو فرمایا۔

''تو نے قبور کے ساکنین کو آواز دی تو انہوں نے خاموشی اختیار کر لی اور ان کی خاموشی کی جانب سے سنگریزوں کی مٹی نے مجھے جواب دیا وہ کہنے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے اندر رہنے والے سے کیا سلوک کیا ہے میں نے ان کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور چادر کو پھاڑ دیا ہے اور میں نے ان کی آنکھوں کو مٹی سے بھر دیا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ معمولی سے تنکے سے بھی اذیت پاتی تھیں اور میں نے ہڈیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے حتیٰ کہ جوڑ بند اور ہاتھ پاؤں کے اطراف الگ الگ ہو گئے ہیں اور میں نے زاد والے کو اس سے یوں قطع کر دیا ہے کہ میں نے انہیں بوسیدہ ہڈیوں کو چھوڑا ہے جن پر بوسیدگی چکر لگاتی ہے''۔

اور بعض نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار بھی سنائے ہیں۔

''اگرچہ دنیا بھی نفیس شمار ہوتی ہے مگر اللہ کے ثواب کا گھر اعلیٰ اور شان دار ہے اور اگرچہ ابدان کو موت کے لیے پیدا کیا گیا ہے مگر اللہ کی راہ میں آدمی کا تلوار سے قتل ہونا افضل اور بہتر ہے اور اگرچہ رزق ایک مقدر چیز ہے مگر رزق کے بارے میں آدمی کا کم سعی کرنا زیادہ اچھا ہے اور اگرچہ اموال کا جمع کرنا ترک کرنے کے لیے ہے پس اس متروک کا کیا حال ہے جس کے بارے میں آدمی بخل سے کام لیتا ہے''۔

Marfat.com

اور زبیر بن بکار نے آپ کی بیوی رباب بنت انیف کے بارے میں آپ کے اشعار سنائے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ امرؤ القیس ابن عدی بن اوس الکلبی کی بیٹی کے بارے میں ہیں جو آپ کی بیٹی سکینہ کی ماں تھی۔

''تیری زندگی کی قسم میں اس گھر کو پسند کرتا ہوں' جہاں سکینہ اور رباب فروکش ہوں اور میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور اپنے سارے مال کو خرچ کرتا ہوں اور میرے ملامت گر کو اس میں کوئی ناراضگی نہیں۔ اور خواہ مجھ پر مٹی چڑھ جائے اور خواہ وہ میری زندگی میں مجھ سے ناراض ہی رہیں' میں ان کا مطیع نہیں ہوں گا''۔

اور رباب کے باپ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور آپ نے اسے اس کی قوم پر امیر مقرر کر دیا اور جب وہ آپ کے ہاں سے نکلا تو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اسے کہا کہ وہ آپ کے بیٹے حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ اپنی کسی بیٹی کا نکاح کر دے تو اس نے ایک ہی ساعت میں حضرت حسنؓ کے ساتھ اپنی بیٹی سلمٰی اور حضرت حسینؓ کے ساتھ اپنی بیٹی رباب کا نکاح کر دیا اور اپنی تیسری بیٹی کا نکاح حضرت علیؓ سے کر دیا جس کا نام الحیاۃ بنت امراؤ القیس تھا حضرت حسینؓ اپنی بیوی رباب سے شدید محبت رکھتے تھے اور وہ آپ کو بہت پسند تھی اور آپ اس کے بارے میں اشعار بھی کہتے تھے اور جب آپ کربلا میں قتل ہوئے تو رباب آپ کے ساتھ تھی' اس نے آپ پر شدید غم کیا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے آپ کی قبر پر ایک سال تک قیام کیا پھر یہ کہتے ہوئے واپس آ گئی۔

''اس نے ایک سال تک قیام کیا پھر السلام علیکم کہا اور جو شخص پورا ایک سال روئے وہ معذور ہے''۔

اس کے بعد قریش کے بہت سے اشراف نے اسے نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگی' میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی شخص کو خسر بنانے کی نہیں اور قسم بخدا حضرت حسینؓ کے بعد کبھی کوئی چھت مجھے اور کسی شخص کو ٹھکانہ نہ دے گا اور وہ ہمیشہ آپ پر غمگین رہی حتیٰ کہ مر گئی' اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آپ کے بعد تھوڑے دن ہی زندہ رہی۔ واللہ اعلم

اور اس کی بیٹی سکینہ بنت حسینؓ خوبصورت ترین عورتوں میں سے تھی حتیٰ کہ اس کے زمانے میں اس سے زیادہ خوب صورت ترین عورت کوئی نہ تھی۔ واللہ اعلم

ابومخنف نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن جندب روایت کی ہے کہ حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد ابن زیاد نے کوفیوں کے اشراف کو تلاش کیا تو اس نے عبیداللہ بن الحر بن یزید کو نہ پایا' پس اس نے بار بار اس کا مطالبہ کیا حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد وہ اس کے پاس آ گیا تو اس نے پوچھا اے ابن حرتم کہاں تھے؟ اس نے کہا میں بیمار تھا' اس نے پوچھا دل کے مریض تھے یا بدن کے؟ اس نے کہا میرا دل تو مریض نہیں ہوا۔ اور اللہ نے میرے بدن کو بھی صحت سے سرفراز فرمایا ہے' ابن زیاد نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے بلکہ تو ہمارے دشمن کے ساتھ تھا' اس نے کہا اگر میں تمہارے دشمن کے ساتھ تھا تو میرے جیسے شخص کا مقام پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور لوگ اسے ضرور دیکھ لیتے' راوی بیان کرتا ہے کہ اسے ابن زیاد کے بارے میں سمجھ آ گئی اور ابن حر باہر نکل کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا پھر کہنے لگا' اسے بتا دو کہ قسم بخدا میں اس کے پاس خوشی سے نہیں آؤں گا' ابن زیاد نے پوچھا ابن حر کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ باہر چلا گیا ہے اس نے کہا اسے میرے پاس لاؤ' پس پولیس اس کی تلاش میں روانہ ہو گئی اور اس نے انہیں وہ سخت باتیں سنائیں جنہیں وہ پسند نہیں کرتے تھے

Marfat.com

اور اس نے حضرت حسینؓ اور ان کے بھائی اور باپ کی خوشنودی چاہی پھر اس نے انہیں ابن زیاد کے بارے میں سخت باتیں سنائیں پھر وہ ان سے رک گیا اور اس نے حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب کے بارے میں اشعار کہے۔

''خائن امیر کہتا ہے کیا تو نے شہید ابن فاطمہؓ کے ساتھ جنگ نہیں کی' ہائے افسوس کہ میں نے اس کی مدد نہیں کی اور مجھے حسرت ہے کہ تو اس کے ساتھ رہنے والوں سے الگ رہا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو ہمیشہ برسنے والی بارش سے سیراب کرے جنہوں نے آپ کی مدد کی خاطر ایک دوسرے سے مبارزت کی میں ان کی قبور پر کھڑا ہوا تو اندرونہ ٹوٹ پھوٹ رہا تھا اور آنکھ اشکبار تھی' میری زندگی کی قسم وہ میدانِ کارزار میں بہادر تھے اور جنگ کی طرف سرعت کے ساتھ جانے والے مضبوط شیر تھے' انہوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کی مدد کی اور وہ قوی اور طاقت ور شیر تھے اور اگرچہ انہوں نے زمین کے ان پاکباز نفوس کو قتل کر دیا ہے پھر بھی انہوں نے اس کام کے باعث غم سے اپنے سر جھکا لیے ہیں اور دیکھنے والوں نے ان کی یہ خوبی دیکھی ہے کہ وہ موت کے وقت سادات اور خوشبودار پھول ہوتے ہیں' کیا تو انہیں از راہ ظلم قتل کرتا ہے اور ہماری محبت کی آرزو رکھتا ہے' یہ بات ہمارے مناسب حال نہیں۔ میری زندگی کی قسم تم نے ان کے قتل سے ہمیں غمگین کیا ہے اور ہم میں سے کتنے ہی آدمی اس وجہ سے تم کو ملامت کرتے ہیں' میں نے کئی بار ارادہ کیا ہے کہ میں ایک جرار لشکر کو اس جماعت کے پاس لے جاؤں جس کا ظالم امیر حق سے کنارہ کش ہو گیا ہے' اے ابن زیاد ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مدد مانگ لے اور تنگ موقف کمر توڑ کر رکھ دے گا''۔

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن قتیبہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا ہے۔

''آلِ ہاشم کے طف کے مقتول نے قریش کی گردنیں جھکا دی ہیں اور قریش ذلیل ہو گئے ہیں اور اگر تم نے اسے بیت اللہ کی پناہ لینے کی حالت میں تلاش کیا تو تم قوم عاد کی طرح ہو جاؤ گے جو ہدایت سے اندھی ہو کر گمراہ ہو گئی تھی اور میں آلِ محمدؐ کے گھروں کے پاس سے گزرا تو وہ ویسے ہی تھے جب وہ ان میں اترے تھے اور وہ ہمارے لیے غنیمت تھے پس وہ مصیبت بن گئے ہیں اور یہ مصیبتیں بہت بڑی ہیں' اللہ تعالیٰ ان گھروں اور ان کے اہل کو ہلاک نہ کرے اگرچہ وہ میرے خیال میں ان سے خالی ہو گئے ہیں اور جب قیس کو ضرورت پڑی تو ہم نے اس کے فقیر کی خبر لی اور جب جوتا پھسل جاتا ہے تو قیس ہمیں شکست دیتا ہے اور یزید کے پاس ہمارے خون کا ایک قطرہ ہے اور عنقریب جہاں بھی وہ اتریں گے ہم انہیں کسی روز اس کا بدلہ دیں گے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ حضرت حسینؓ کے قتل سے زمین فتنہ وفساد سے بھر گئی ہے اور شہر قحط زدہ ہو گئے ہیں''۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد ۶۱ھ میں ہونے والے واقعات:

اس سال جب سلم بن زیاد یزید بن معاویہؓ کے پاس آیا تو اس نے اسے بجستان اور خراسان کا امیر مقرر کر دیا اور اس وقت اس کی عمر ۲۴ سال تھی اور اس کے دونوں بھائیوں عباد اور عبدالرحمٰن کو اس سے معزول کر دیا اور مسلم اپنی عملداری کی طرف روانہ ہو گیا اور وہ سرداروں اور سواروں کو منتخب کرنے لگا اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگا پھر وہ ایک جرار لشکر کے ساتھ بلادِ ترک سے جنگ

Marfat.com

کرنے کو نکلا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی ام محمد بنت عبداللہ بن عثمان بن ابی العاص بھی تھی اور یہ پہلی عرب عورت تھی جس کے ساتھ اس نے دریا عبور کیا اور اس نے وہاں ایک بچے کو جنم دیا جس کا نام انہوں نے صغدی رکھا اور حاکم صغدی کی بیوی نے اس کی طرف سونے اور موتیوں کا تاج بھیجا اور اس سے قبل مسلمان ان شہروں میں موسم سرما نہیں گزارتے تھے پس مسلم بن زیاد نے وہاں موسم گرما گزارا اور مہلب بن ابی صفرۃ کو ترکوں کے اس شہر کی طرف بھیجا اور وہ شہر خوارزم تھا' پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے بیس کروڑ درہم پر اس سے مصالحت کی اور وہ ان سے سامان کو عوض میں لیتا تھا اور وہ چیز کو نصف قیمت پر لیتا تھا اور جو سامان اس نے ان سے لیا اس کی قیمت پچاس کروڑ تک پہنچ گئی جس کی وجہ سے مہلب کو مسلم بن زیاد کے ہاں رتبہ حاصل ہو گیا پھر اس نے اس میں سے چنیدہ چیزوں کو مرزبان کے ہاتھ یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا اور اس کے ساتھ ایک وفد بھی روانہ کیا اور اس غزوہ میں مسلم نے اہل سمرقند کے ساتھ بہت سے مال کی شرط پر مصالحت کی' اور اسی سال یزید نے عمرو بن سعید کو حرمین کی امارت سے معزول کر دیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو دوبارہ اس کا امیر بنا دیا' پس اس نے اسے امیر مدینہ مقرر کر دیا اور یہ تقرری اس لیے ہوئی کہ جب حضرت ابن زبیر کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ لوگوں میں تقاریر کرنے لگے اور حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب کے قتل کو بڑی بات قرار دینے لگے اور اہل کوفہ اور اہل عراق کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مدد چھوڑ دینے پر نکوہش و ملامت کرنے لگے اور حضرت حسینؓ پر رحم اور آپ کے قاتلین پر لعنت کی دعا کرنے لگے اور کہنے لگے۔

خدا کی قسم انہوں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو شب کو طویل قیام کرتا تھا اور دن کو بہت روزے رکھتا تھا۔ خدا کی قسم وہ قرآن کے بدلے میں گانے اور کھیل کو پسند نہیں کرتا تھا اور نہ خوف الٰہی سے رونے کے بدلے میں لغو اور خدی کو پسند کرتا تھا اور نہ روزوں کے بدلے میں شراب نوشی کرنے اور حرام کے کھانے کو پسند کرتا تھا اور نہ حلقہ ہائے ذکر میں بیٹھنے کے بدلے میں شکار کی تلاش کو پسند کرتا تھا۔ اس میں وہ یزید بن معاویہ پر تعریض کر رہے ہیں۔ اور عنقریب وہ گمراہی سے دوچار ہوں گے اور وہ لوگوں کو بنی امیہ کے خلاف متحد کرنے لگے اور انہیں اس کی مخالفت کرنے اور یزید کے معزول کرنے کی ترغیب دینے لگے اور باطن میں بہت سے لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی اور انہوں نے آپ سے اس کے اظہار کا مطالبہ کیا مگر عمرو بن سعید کے وجود کے باعث ان کے لیے یہ ممکن نہ ہو سکا اور وہ آپ پر بڑا سخت تھا مگر اس میں نرمی بھی تھی اور اہل مدینہ وغیرہ نے آپ سے خط و کتابت کی اور لوگوں نے کہا جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں تو کوئی شخص حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جب یزید کو اس بات کی اطلاع ملی تو اسے یہ بہت شاق گزری اور اسے کہا گیا کہ اگر عمرو بن سعید چاہے تو وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے سر کو تیرے پاس بھیج سکتا ہے یا ان کا محاصرہ کر کے انہیں حرم سے باہر نکال سکتا ہے' پس اس نے عمرو بن سعید کو پیغام بھیج کر معزول کر دیا اور ماہ ذوالحجہ کے آغاز میں اسے کہا گیا تو اس نے اس سال لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی اور یزید نے حلف اٹھایا کہ وہ ابن زبیر کو چاندی کی زنجیر میں جکڑ کر ضرور میرے پاس لائے گا اور اس نے ایلچی کے ہاتھ وہ زنجیر بھجوا دی اور اس کے ساتھ خز لیبر کی ایک ٹوپی بھی تھی۔ اور جب ایلچی مدینہ میں مروان کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے اپنے سفر کے متعلق اطلاع دی اور جو طوق اس کے پاس تھا اس کے متعلق بھی اسے بتایا تو مروان کہنے لگا۔

Marfat.com

''اسے لے لے اور یہ معزز آدمی کے لیے مناسب بات نہیں اور اس میں عاجز آدمی کے لیے بھی گفتگو کرنے کی گنجائش ہوتی ہے اے عامر' لوگوں نے تجھے ایک بات کی تکلیف دی ہے اور ہمسایوں میں ایسی نوک جھونک ہوتی رہتی ہے' میں تجھے اس وقت سے قوم میں پانی لادنے والا اونٹ دیکھ رہا ہوں جسے ڈول کے ساتھ آگے پیچھے ہونے کو کہا جاتا ہے''۔

اور جب ایلچی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس پہنچے تو مروان نے اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو بھیجا کہ وہ اس بارے میں ان کی گفتگو کو یاد کر لیں نیز کہا کہ اس بارے میں میرے اشعار اسے سنا دینا' عبدالعزیز نے بیان کیا ہے کہ جب ایلچی اس کے سامنے بیٹھ گئے تو میں وہ اشعار پڑھنے لگا اور وہ سن رہا تھا مگر مجھے اس کا علم نہیں تھا' اس نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا اپنے باپ کو بتا دینا میں کہتا ہوں۔

''جب بانس اور عشر آپس میں ٹکراتے ہیں تو میں ایک ایسے درخت سے ہوں جس کی گانٹھیں ٹھوس ہیں اور میں ناحق سوال کے لیے نرم نہیں ہوتا حتیٰ کہ چبانے والی ڈاڑھ کے لیے پتھر نرم ہو جائے''۔

عبدالعزیز کا بیان ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے زیادہ عجیب کون ہے۔

ابو معشر نے بیان کیا ہے کہ اہل سیر کے درمیان اس امر میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اس سال ولید بن عتبہ نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ حرمین کا امیر تھا اور بصرہ اور کوفہ کا امیر عبیداللہ بن زیاد تھا اور خراسان اور سجستان کا امیر مسلم بن زیاد تھا جو عبداللہ بن زیاد کا بھائی تھا اور کوفہ کی قضا پر شریح اور بصرہ کی قضا پر ہشام بن ہبیرہ مقرر تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت حسین بن علیؓ اور آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کے دس پندرہ اشخاص کو کربلا میں قتل کر دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ بیس پچیس آدمیوں کو قتل کر دیا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ان کے ساتھ بہادروں اور سواروں کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا گیا۔

حضرت جابر بن عتیک بن قیسؓ:

ابو عبداللہ انصاری سلمی' آپ نے بدر میں شمولیت کی اور فتح مکہ کے روز آپ انصار کے علمبردار تھے ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال یعنی ۶۱ھ میں وفات پائی ہے۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آپ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت حمزہ بن عمروؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا' میں بہت روزے رکھتا ہوں کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھ لوں؟ آپ نے انہیں فرمایا چاہو تو رکھ لو' چاہو تو نہ رکھو آپ نے شام کی فتح میں بھی شمولیت کی اور جنگ اجنادین میں آپ ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی بشارت لائے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ ہی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا ہے تو انہوں

Marfat.com

نے اپنے دونوں کپڑے انہیں دے دیئے اور امام بخاری نے تاریخ میں جید اسناد کے ساتھ آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ ہم ایک تاریک شب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ میری انگلی نے میرے لیے روشنی کر دی حتیٰ کہ میں نے لوگوں سب سامان اکٹھا کر لیا' مؤرخین کا اتفاق ہے کہ آپ نے اس سال یعنی ۶۱ھ میں وفات پائی ہے۔

حضرت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ العبدری الحجبی:

آپ کعبہ کے کلید بردار تھے' آپ کے باپ کو جنگ احد میں کافر ہونے کی حالت میں حضرت علی بن ابی طالبؓ نے قتل کیا اور شیبہ نے فتح مکہ کے روز اظہار اسلام کیا اور آپ نے جنگ حنین میں شمولیت کی حالانکہ آپ کے دل میں شک تھا اور آپ نے غفلت کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دے دی تو آپ نے انہیں ان کے ارادے کے بارے میں بتا دیا تو آپ باطن میں اسلام لے آئے اور اپنے اسلام کو عمدہ بنایا اور اس روز آپ نے جنگ کی اور ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ثابت قدم رہے' واقدی نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ حضرت شیبہؓ نے فرمایا کہ میں کہا کرتا کہ اگر سب لوگ محمد ﷺ پر ایمان لے آئیں تو میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا پس جب آپ نے مکہ کو فتح کیا اور ہوازن کی طرف گئے تو میں بھی اس امید پر آپ کے ساتھ گیا کہ موقع ملنے پر میں آپ سے تمام قریش کا بدلہ لوں گا' راوی بیان کرتا ہے ایک روز لوگ آپس میں مل جل گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے خچر سے نیچے اترے تو میں آپ کے نزدیک ہوا اور میں نے آپ کو مارنے کے لیے اپنی تلوار سونت لی' پس میں نے آگ کا ایک شعلہ دیکھا' قریب تھا کہ وہ مجھے جلا دے' رسول اللہ ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھے فرمایا اے شیبہ میرے قریب آ جاؤ میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

اے اللہ! اسے شیطان سے پناہ دے' راوی بیان کرتا ہے' خدا کی قسم ابھی آپ نے اپنا ہاتھ نہیں اٹھایا تھا کہ آپ اس دن میری سمع وبصر سے مجھے زیادہ محبوب ہو گئے پھر آپ نے فرمایا جاؤ جا کر لڑو' راوی بیان کرتا ہے میں دشمن کی طرف بڑھا خدا کی قسم اگر میرا باپ زندہ ہوتا اور میں اسے ملتا تو میں اس کو قتل کر دیتا اور جب لوگ اپنی اپنی جگہوں پر واپس آ گئے تو آپ نے مجھے فرمایا اے شیبہ اللہ نے تیرے متعلق وہ ارادہ فرمایا ہے جو اس ارادے سے بہتر ہے جو تو نے اپنے متعلق کیا تھا پھر آپ نے مجھے وہ ساری بات بتائی جو میرے دل میں تھی جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شخص مطلع نہ تھا' پس میں نے تشہد پڑھا اور کہا میں اللہ سے بخشش کا طلب گار ہوں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے' آپ نے عثمان بن طلحہ کے بعد حجابت سنبھالی اور آج تک آپ کے بیٹوں اور گھر حجابت قائم ہے اور بنو شیبہ آپ کی طرف ہی منسوب ہیں اور وہی کعبہ کے دربان ہیں۔

خلیفہ بن خیاط اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۹ھ میں وفات پائی ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ آپ یزید بن معاویہؓ کے دور تک زندہ رہے اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے۔

حضرت عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم:

آپ صحابی ہیں آپ دمشق نقل مکانی کر آئے وہاں آپ کا گھر تھا اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ نے یزید بن معاویہ امیر المومنین کو وصیت جاری کرنے کے لیے مقرر کیا۔

Marfat.com

حضرت ولید بن عقبہ بن ابی معیط:

ابن ابان بن ابی عمرو ذکوان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ابو وہب القرشی العبشمی' آپ حضرت عثمان بن عفانؓ کے ماں جائے بھائی تھے یعنی اروئی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کے بطن سے تھے اور اس کی والدہ ام حکیم البیضا بنت عبد المطلب تھی اور حضرت ولیدؓ کے کئی بھائی بہن تھے' خالد' عمارۃ اور ام کلثوم' اور رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے بعد قیدیوں میں سے آپ کے باپ کو اپنے سامنے قتل کیا تو اس نے کہا اے محمد (ﷺ) بچوں کا نگہبان کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا ان کے لیے آگ ہو گی۔ اور یہی سلوک آپ نے نضر بن حارث کے ساتھ کیا' حضرت ولیدؓ نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بنی المصطلق کے صدقات پر امیر بنا کر بھیجا وہ آپ کے استقبال کو نکلے تو آپ نے خیال کیا کہ وہ آپ سے جنگ کرنے کو نکلے ہیں پس آپ نے واپس آ کر اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے ان کی طرف فوج بھیجنے کا ارادہ کیا' انہیں اس امر کی اطلاع ملی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے آپ کے پاس آ کر آپ سے معذرت کی اور صحیح صورتِ حال سے آپ کو آگاہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ولیدؓ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ﴾ الآیہ یہ بات کئی مفسرین نے بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی صحت کے بارے میں بہتر جانتا ہے' اور ابو عمرو بن عبد البرؒ نے اس پر اجماع بیان کیا ہے اور حضرت عمرؓ نے آپ کو بنی تغلب کے صدقات پر مقرر کیا اور حضرت عثمانؓ نے ۲۵ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بعد آپ کو کوفہ کی نیابت پر مقرر کیا پھر آپ نے شراب پی کر اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کیا میں تم کو زیادہ پڑھا دوں؟ اور آپ کو خبط ہو گیا' پھر حضرت عمرؓ نے آپ کو کوڑے مارے اور چار سال کے بعد آپ کو کوفہ کی امارت سے معزول کر دیا اور آپ نے وہیں سکونت اختیار کر لی اور جب حضرت علیؓ عراق کی طرف آئے تو آپ رقہ کی طرف چلے گئے اور وہاں جاگیر خرید کر اقامت اختیار کر لی اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے زمانے میں اور اس کے بعد کی تمام جنگوں سے الگ تھلگ رہے یہاں تک کہ اپنی جاگیر ہی میں اس سال وفات پا گئے اور اپنی جاگیر میں ہی دفن ہوئے جو رقہ سے پندرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہؓ کے زمانے میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

امام احمدؒ اور ابو داؤدؒ نے فتح مکہ کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہی روایت کی ہے۔ اور ابن جوزی نے بھی اس سال میں ہی آپ کی وفات کو بیان کیا ہے نیز ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث الہلالیہ کی وفات کا بھی ذکر کیا ہے اور قبل ازیں ۵۱ھ میں آپ کی وفات کا ذکر ہو چکا ہے کہ آپ نے ۶۳ھ میں وفات پائی ہے اور بعض آپ کی وفات ۶۶ھ میں بیان کرتے ہیں اور صحیح قول وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ:

ہند بنت ابی امیہ حذیفہ اور بعض نے سہل بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بیان کیا ہے' آپ قرشیہ مخزومیہ تھیں اور سب سے پہلے آپ اپنے عمزاد ابو سلمہ بن عبد الاسد کے نکاح میں تھیں' جو آپ کو چھوڑ کر مر گیا' پس رسول اللہ ﷺ نے آپ سے نکاح کر لیا جنگ بدر کے بعد شوال ۲ھ میں آپ کو گھر لائے اور آپ نے اپنے خاوند ابو سلمہ سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنی کہ آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ کہتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون. اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں پناہ دے اور میرا اس سے بہتر قائم مقام بن جا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس سے بہتر دے دیتا ہے' آپ فرماتی ہیں جب ابوسلمہ فوت ہو گیا تو میں نے یہ بات کہی پھر میں نے کہا ابوسلمہ سے کون بہتر ہو سکتا ہے وہ پہلا ہجرت کرنے والا شخص ہے؟ پھر مشیت خداوندی سے میں نے یہ کلمات کہے تو اللہ نے مجھے اس کے بدلے میں رسول اللہ ﷺ دے دیئے۔ آپ حسین اور عبادت گزار عورتوں میں سے تھیں' واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۵۹ھ میں وفات پائی اور حضرت ابوہریرہؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے یزید بن معاویہ کے زمانے میں وفات پائی ہے' میں کہتا ہوں کہ قبل ازیں حضرت حسینؓ کے متعلق جو احادیث بیان ہوئی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد تک زندہ رہی ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم

۶۲ھ

کہتے ہیں کہ اس سال مدینہ نبویہ کا وفد یزید بن معاویہؓ کے پاس آیا تو اس نے ان کا اکرام کیا اور انہیں قیمتی انعامات دیئے پھر وہ اس کے ہاں سے انعامات لے کر واپس آ گئے اور اسے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل کو اپنا امیر بنا لیا اور یزید نے آئندہ سال ان کی طرف مدینہ کی جانب فوج روانہ کی اور حرہ کا معرکہ ہوا جسے ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور یزید نے حجاز سے عمرو بن سعید بن العاص کو معزول کر دیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو ان کا امیر مقرر کیا اور جب وہ مدینہ آیا تو اس نے اموال' املاک اور خزائن کی محافظت کی اور عمرو بن سعید کے غلاموں کو پکڑ کر قید کر دیا اور وہ تقریباً تین سو غلام تھے۔ پس عمرو بن سعید یزید کے پاس جانے کے لیے تیار ہوا اور اس نے اپنے غلاموں کو پیغام بھیجا کہ وہ قید خانے سے نکل کر اس سے آ ملیں اور اس نے ان کی سواری کے لیے اونٹوں کو تیار کیا تو انہوں نے اس کے پیغام کے مطابق عمل کیا اور جونہی وہ اس سے ملے تو وہ یزید کے پاس پہنچ گیا تو یزید نے اس کا اکرام و احترام کیا اور اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنا مقرب بنایا پھر اس نے حضرت ابن زبیرؓ کے بارے میں کوتاہی کرنے پر اسے سرزنش کی تو اس نے اسے کہا یا امیر المومنین جو چیز موجود شخص دیکھتا ہے اسے غائب نہیں دیکھتا' تمام اہل مکہ اور اہل حجاز نے ہمارے خلاف اس کی مدد کی اور اس سے محبت کی اور اگر میں اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا تو میرے پاس فوج نہیں تھی جس کے ذریعے میں اس پر غالب آتا اور وہ مجھ سے محتاط رہتا تھا اور مجھ سے بچ کر رہتا تھا اور میں اس سے بہت نرمی اور مدارات کرتا تھا تاکہ میں اس پر غلبہ پا کر اس پر حملہ کر دوں' اس کے باوجود میں نے اس پر تنگی وارد کر دی اور بہت سی چیزوں سے اسے روک دیا اور میں نے مکہ اور اس کے راستوں اور گھاٹیوں پر آدمی مقرر کر دیئے کہ وہ اس میں داخل ہونے والے کسی شخص کو اس کا نام اور اس کے باپ کا نام اور یہ کہ وہ کس شہر سے آیا ہے اور کیوں آیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے' لکھے بغیر نہ چھوڑیں' پس اگر وہ ان کے اصحاب میں سے ہوتا یا اس کے متعلق یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ ان کے پاس جانا چاہتا ہے تو میں اسے ذلیل کر کے واپس کر دیتا' بصورت دیگر میں اس کا راستہ چھوڑ دیتا اور آپ نے ولید کو امیر مقرر کیا ہے اور ابھی آپ کو اس کے متعلق اور اس کے کاموں کے بارے میں اطلاع مل جائے گی جس سے آپ کو میری تیز روی کی فضیلت اور آپ کے بارے میں میری کوششوں اور خیر خواہی کا پتہ چل جائے گا۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

اللہ آپ کا بھلا کرے گا اور آپ کے دشمن کو ذلیل کرے گا' یزید نے اسے کہا تو ان لوگوں سے زیادہ سچا ہے جنہوں نے تجھ پر تہمت لگائی ہے اور مجھے تیرے خلاف برانگیختہ کیا ہے اور تو ان لوگوں میں سے ہے جن پر میں اعتماد کرتا ہوں اور ان کی مدد کی امید رکھتا ہوں اور انہیں پھوٹ ڈالنے والے کے لیے اور مہم کی کفایت کے لیے اور بڑے بڑے امور کی مصیبتوں کے لیے سنبھال کر رکھتا ہوں' یہ باتیں اس نے طویل گفتگو میں کہیں۔

اور ولید بن عتبہ نے حجاز میں قیام کیا اور کئی بار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پکڑنے کا ارادہ کیا اور اس نے انہیں محتاط اور محفوظ پایا جس نے ہر کام کے لیے اہل آدمی تیار کیے ہوئے ہیں اور ایک اور شخص نے جسے نجدہ بن عامر حنفی کہا جاتا تھا' قتل حسینؓ کے وقت یمامہ پر حملہ کر دیا اور یزید بن معاویہ کی مخالفت کی اور ابن زبیر کی مخالفت نہ کی بلکہ علیحدگی اختیار کر لی' اس کے اصحاب اس کی پیروی کرتے تھے' پس جب عرفہ کی شب آئی تو ولید بن عتبہ نے جمہور کے ساتھ دفاع کیا اور حضرت ابن زبیرؓ اور اصحاب نجدہ پیچھے رہ گئے پھر ہر فریق اکیلے اکیلے دفاع کرنے لگا پھر نجدہ نے یزید کو لکھا آپ نے ایک اناڑی شخص کو ہمارے پاس بھیج دیا ہے جو صحیح بات کو اختیار نہیں کرتا اور نہ کسی دانشور کی نصیحت کی پرواہ کرتا ہے' اگر آپ ہمارے پاس کسی نرم طبیعت اور مہربان شخص کو بھیجتے تو مجھے امید ہے کہ جو کام دشوار ہو چکے ہیں وہ سہل ہو جاتے اور جو کام پراگندہ ہو چکے ہیں وہ مجتمع ہو جاتے اس بارے میں غور وفکر کیجیے اس میں ہمارے عوام وخواص کی بھلائی ہوگی۔ ان شاء اللہ

مؤرخین نے بیان کیا کہ یزید نے ولید کو معزول کر دیا اور عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر دیا پس وہ حجاز کی طرف روانہ ہو گیا اور اس وقت وہ ایک نوعمر اور ناتجربہ کار جوان تھا' جسے امور ومعاملات میں کوئی مہارت حاصل نہ تھی' پس انہوں نے اس میں دلچسپی لی اور جب وہ مدینہ میں داخل ہوا تو اس نے مدینہ سے ایک وفد یزید کی طرف بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل انصاری' عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ حضرمی' منذر بن زبیر اور اہل مدینہ کے بہت سے اشراف شامل تھے' وہ یزید کے پاس آئے تو اس نے ان کا اعزاز واکرام کیا اور ان سے حسن سلوک سے پیش آیا اور انہیں بڑے بڑے انعامات دیئے پھر منذر بن زبیر کے سوا سب واپس مدینہ چلے آئے اور وہ اپنے دوست عبیداللہ بن زیاد کے پاس بصرہ چلا گیا اور یزید نے اسے اس وفد کے اصحاب کے مقابلہ میں ایک لاکھ کے برابر انعام دیا اور جب مدینہ کا وفد واپس مدینہ آیا تو وفد کے آدمیوں نے یزید کو سب وشتم کیا اور اس پر عیب لگائے اور کہنے لگے ہم ایک ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں وہ شراب نوشی کرتا ہے اور اس کے پاس گلوکارائیں آلات لہو ولعب کے ساتھ گاتی ہیں اور ہم تمہیں گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اسے معزول کر دیا ہے پس لوگوں نے اس کے معزول کرنے میں ان کی پیروی کی اور موت پر حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل کی بیعت کر لی اور حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے انہیں ملامت کی اور منذر بن زبیر بصرہ سے مدینہ واپس آ گیا اور اس نے یزید کی معزولی پر ان لوگوں سے اتفاق کیا اور انہیں اس کے متعلق بتایا کہ وہ شراب نوشی کرتا ہے اور مدہوش ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس نے نماز چھوڑ دی ہے اور اس نے ان سے بھی بڑھ کر اس پر عیب لگائے اور جب یزید کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اے اللہ میں نے اسے فضیلت وبرتری دی اور اس کی عزت کی اور اس نے جو کچھ کیا ہے تو نے دیکھ لیا ہے' پس اسے پکڑ اور اسے سزا دے' پھر یزید نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

اہل مدینہ کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں اس کارروائی سے روکیں جو انہوں نے کی ہے اور اس کے انجام سے انہیں انتباہ کریں اور انہیں سمع واطاعت کی طرف رجوع کرنے اور جماعت کے ساتھ لازم رہنے کا حکم دیں حضرت نعمان بن بشیرؓ نے ان کے پاس جا کر یزید کے حکم کے مطابق کام کیا اور انہیں فتنہ سے ڈرایا اور انہیں کہا' فتنہ ایک مضر صحت چیز ہے نیز کہا' اہل شام کے ساتھ لڑنے کی تمہیں سکت نہیں' حضرت عبداللہ بن مطیع نے انہیں کہا اے نعمان کون سی چیز آپ کو ہماری جماعت کے پراگندہ کرنے اور اللہ نے ہمارے جس امر کو درست کیا ہے اس کے خراب کرنے پر آمادہ کر رہی ہے' حضرت نعمانؓ نے انہیں کہا قسم بخدا میں نے ان امور کو ترک کر دیا ہے جن کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں اور لوگ اس قافلے میں شامل ہو گئے ہیں جو قوم کی مانگوں اور پیشانیوں پر تلواریں مارے گا اور فریقین کے درمیان موت کی چکی چکر لگائے گی اور میں آپ کو یوں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنے خچر کے پہلو پر ضرب لگا کر میری طرف آ گئے ہیں اور آپ نے ان مساکین یعنی انصار کو اپنی گلیوں اور مساجد اور اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر لڑتے پیچھے چھوڑ دیا ہے' پس لوگوں نے ان کی بات نہ مانی اور نہ سنی اور وہ واپس آ گئے اور معاملہ جوں کا توں رہا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ولید بن عتبہ نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے اگرچہ وہ اہل مدینہ کے وفد میں شامل تھا مگر وہ لوگ یزید کے پاس سے واپس آ گئے تھے پس صرف عثمان بن محمد بن ابی سفیان گیا تھا اور اگرچہ اس سال ولید نے لوگوں کو حج کروایا تھا تو مدینہ کا وفد ۶۳ھ کے آغاز میں یزید کے پاس آیا تھا اور یہی مناسب ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت بریدۃ بن الحصیب الاسلمیؓ:

آپ اس وقت اسلام لائے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے کراع الغمیم کے نزدیک آپ کے پاس سے گزرے۔ آپ جب وہاں تھے تو بریدہ آپ کو اپنے اہل کے ۸۰ آدمیوں کے ساتھ ملے۔ آپ نے سورہ مریم کا ابتدائی حصہ آپ کو سکھایا پھر آپ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور آپ کے ساتھ تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور مدینہ میں اقامت اختیار کر لی۔ اور جب بصرہ فتح ہوا تو آپ وہاں اتر پڑے اور وہاں پر گھر کی حد بندی کی پھر آپ خراسان کی جنگ کی طرف گئے اور یزید بن معاویہ کی خلافت میں مرو میں وفات پا گئے' کئی لوگوں نے اس سال میں آپ کی وفات کا ذکر کیا ہے۔

الربیع بن خثیم:

ابو یزید الثوری الکوفی' آپ حضرت ابن مسعودؓ کے اصحاب میں سے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ سے کہا' میں جب بھی آپ کو دیکھتا ہوں مجھے عاجزی کرنے والے یاد آ جاتے ہیں اور اگر رسول اللہ ﷺ آپ کو دیکھتے تو وہ آپ سے محبت کرتے اور حضرت ابن مسعودؓ آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور شعبی نے بیان کیا ہے کہ الربیع صدق کا منبع تھے اور آپ حضرت ابن مسعودؓ کے اصحاب میں سے بہت پرہیزگار تھے اور ابن معین نے بیان کیا ہے کہ آپ کی مثل کے متعلق دریافت نہیں کیا جاتا' آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں' ابن جوزی نے اس سال میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔

Marfat.com

علقمہ بن قیس ابوشبل النخعی الکوفی:

آپ حضرت ابن مسعودؓ کے اکابر اصحاب اور علماء میں سے تھے اور آپ حضرت ابن مسعودؓ کی مانند تھے اور علقمہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت کی ہے اور آپ سے بہت سے تابعینؒ نے روایت کی ہے۔

عقبہ بن نافع فہری:

حضرت معاویہؓ نے آپ کو دس ہزار فوج کے ساتھ افریقہ بھیجا اور آپ نے افریقہ کو فتح کیا اور قیروان کی حد بندی کی اور قیروان کی جگہ بہت درختوں والی اور دلدلی تھی اور درندوں' سانپوں اور حشرات کی وجہ سے اس کا قصد نہیں کیا جاتا تھا' پس آپ نے اللہ سے دعا کی اور وہ اپنے گھونسلوں اور بلوں سے اپنے بچوں سمیت باہر نکلنے لگے اور آپ نے اسے تعمیر کیا اور اس سال تک مسلسل وہیں رہے آپ نے بربری اور رومی اقوام سے جنگیں کیں اور شہید ہو کر فوت ہوئے۔

حضرت عمرو بن حزم:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نجران کا عامل مقرر کیا' اس وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی آپ نے ایک عرصہ تک وہاں قیام کیا اور یزید بن معاویہ کے زمانے کو پایا۔

مسلم بن مخلد انصاری:

آپ ہجرت کے سال پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا اور فتح مصر میں شامل ہوئے اور وہاں معاویہ بن یزید کی فوج کے حاکم مقرر ہوئے اور اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پا گئے۔

حضرت مسلم بن معاویہ دیلمیؓ:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں' بدر واحد اور خندق میں مشرکین کے ساتھ شامل ہوئے اور آپ نے مسلمانوں کو قتل کیا پھر مسلمان ہو گئے اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور فتح مکہ اور حنین میں شامل ہوئے اور ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حج کیا اور حجۃ الوداع میں شمولیت کی اور جاہلیت میں ساٹھ سال کی عمر پائی اور اتنی ہی عمر اسلام میں پائی' یہ قول واقدی کا ہے' نیز واقدی کہتا ہے کہ آپ نے یزید بن معاویہؓ کا زمانہ پایا اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی۔

اور اسی میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی بیوی الرباب بنت انیف نے وفات پائی' جو اہل عراق کے پاس اس وقت موجود تھی جب وہ ہفتہ یا جمعہ کو آپ کے خاوند حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما' پھر دختر رسول پر زیادتی کر رہے تھے۔

۶۳ھ

اس میں حرہ کا معرکہ ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہؓ کو معزول کر دیا اور قریش پر حضرت عبداللہ بن مطیع اور انصار پر حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامرؓ کو امیر مقرر کر دیا تو اس سال کے آغاز میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا اور منبر کے پاس جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک شخص کہنے لگا' میں نے یزید کو یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے اپنی یہ پگڑی اتار دی ہے اور وہ اسے اپنے سر سے پھینکنے لگا اور دوسرا شخص کہنے لگا میں نے اسے یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے اپنی یہ جوتی اتار دی ہے حتیٰ کہ وہاں پر

Marfat.com

بہت سی پگڑیاں اور جوتیاں اکٹھی ہو گئیں پھر انہوں نے اپنے درمیان سے یزید کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان بن عم یزید کو نکالنے اور بنی امیہ کو مدینہ سے جلاوطن کر دینے پر اتفاق کر لیا' پس بنوامیہ' مروان بن الحکم کے گھر میں اکٹھے ہو گئے اور اہل مدینہ نے محاصرہ کرتے ہوئے ان کا گھیراؤ کر لیا اور علی بن حسین ''زین العابدین'' اور حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما لوگوں سے الگ رہے۔ ان دونوں نے یزید کو معزول نہیں کیا اور نہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر کے کسی شخص نے اسے معزول کیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اہل سے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یزید کو معزول نہ کرے' پس میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کن بات ہو گی اور تلوار کو سیراب کیا جائے گا اور ابھی یہ حدیث اپنے الفاظ واسناد کے ساتھ یزید کے حالات میں بیان ہو گی اور آپ نے اہل مدینہ کو ابن مطیع کی بیعت کرنے اور موت پر ابن حنظلہ کی بیعت کرنے پر ملامت کی اور فرمایا' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شرط پر بیعت کیا کرتے تھے کہ ہم فرار نہیں کریں گے اور اسی طرح بنی عبدالمطلب میں سے بھی کسی شخص نے یزید کو معزول نہیں کیا اور حضرت محمد بن حنفیہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ بڑی سختی سے اس سے رُکے اور یزید کے بارے میں ان سے مناظرہ اور مجادلہ کیا اور انہوں نے یزید پر شراب نوشی کرنے اور بعض نمازوں کے چھوڑنے کے جو الزامات لگائے تھے ان کا انہیں جواب دیا جیسا کہ عنقریب یزید کے حالات میں مفصل طور پر بیان ہو گا۔ ان شاء اللہ

اور بنوامیہ نے اپنے محاصرہ' اہانت اور بھوک پیاس کی حالت کے بارے میں یزید کو لکھا نیز یہ بھی کہا کہ اگر اس نے ان کی جانب اس حالت سے نجات دلانے کے لیے کوئی شخص نہ بھیجا تو ان سب کی بیخ کنی ہو جائے گی اور انہوں نے اس خط کو ایلچی کے ہاتھ بھیجا اور جب وہ یزید کے پاس پہنچا تو وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور نقرس کے باعث اپنے پاؤں کو پانی میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے ڈالے ہوئے تھا جب اس نے خط کو پڑھا تو بے قرار ہو گیا اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے ان میں ایک ہزار آدمی بھی نہیں ہیں؟ اس نے کہا بے شک ہیں اس نے کہا' کیا انہوں نے دن کی ایک گھڑی بھی جنگ نہیں کی؟ پھر اس نے عمرو بن سعید بن العاص کو پیغام بھیجا اور اسے خط سنا کر اس سے مشورہ لیا کہ وہ کس شخص کو ان کے پاس بھیجے' اور اس کے سامنے پیشکش کی گئی کہ وہ اسے ان کے پاس بھیج دے تو اس نے اس بات سے انکار کیا اور کہا بلاشبہ امیر المومنین نے مجھے مدینہ سے معزول کر دیا ہے اور وہ محفوظ ہے اور ان کے معاملات محکم ہیں مگر اب قریش کا خون شہر کے بلند حصوں میں بہایا جائے گا اور میں اس کی ذمہ داری لینا پسند نہیں کرتا' اس کی ذمہ داری وہ شخص لے جو میری نسبت ان سے دور تر ہو' راوی بیان کرتا ہے اس نے ایلچی کو مسلم بن عقبہ مزنی کے پاس بھیج دیا جو بہت بوڑھا اور ضعیف آدمی تھا اس نے اس کی پکار کا جواب دیا اور یزید نے اس کے ساتھ دس ہزار سواروں کو بھیج دیا اور بعض نے بارہ ہزار سواروں اور پندرہ ہزار پیادوں کا بھیجنا بیان کیا ہے اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو ایک سو دینار دیئے اور بعض نے چار دینار کا دینا بیان کیا ہے پھر اس نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر انہیں کہا کہ جو کچھ ہے دکھاؤ' المدائنی نے بیان کیا ہے کہ اس نے اہل دمشق پر عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری اور اہل حمص پر حصین بن نمیر السکونی اور اہل اُردن پر جیش بن دلجہ القینی اور اہل فلسطین پر روح بن زنباع الجذامی اور شریک الکنانی اور اہل قنسرین پر طریف بن الحسحاس کو امیر مقرر کیا اور ان سب پر مسلم بن عقبہ مزنی غطفانی کو امیر مقرر کیا اور سلف اسے مسرف بن عقبہ کہتے تھے' حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین مجھے ان پر امیر مقرر کر دیجیے میں آپ کو کفایت

Marfat.com

کروں گا۔ اور نعمان' عبداللہ بن حنظلہ مناسب حال یہی ظالم ہے' قسم بخدا میں ان سے حسن سلوک کرنے اور بار بار معاف کرنے کے بعد ضرور انھیں قتل کروں گا' حضرت نعمان ؓ نے کہا یا امیر المومنین میں آپ کو آپ کے خاندان اور رسول اللہ ﷺ کے انصار کے بارے میں اللہ کا واسطہ دوں گا اور عبداللہ بن جعفر نے اسے کہا اگر وہ آپ کی اطاعت کی طرف رجوع کر لیں تو کیا آپ کے خیال میں ان کی بات قبول کر لی جائے گی؟ اس نے کہا اگر وہ ایسا کریں تو انھیں کوئی باز پرس نہ ہوگی اور یزید نے مسلم بن عقبہ سے کہا' لوگوں کو تین بار دعوت دو' اگر وہ اطاعت کی طرف رجوع کریں تو ان کی بات قبول کرنا اور ان سے باز رہنا' بصورتِ دیگر اللہ سے مدد طلب کرنا اور ان سے جنگ کرنا اور جب تو ان پر غالب آ جائے تو تین روز تک مدینہ کو مباح کر دینا پھر لوگوں سے باز رہنا اور علی بن حسین کو دیکھنا اور ان سے باز رہنا اور ان کے متعلق بھلائی کا حکم دینا اور ان کو مقرب بنانا بلاشبہ وہ اس بات میں شامل نہیں جس میں یہ شامل ہیں اور اس نے مسلم کو حکم دیا کہ جب وہ مدینہ سے فارغ ہو جائے تو وہ ابن نمیر کے محاصرہ کے لیے مکہ چلا جائے اور اس نے اسے کہا کہ اگر تجھے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو حصین بن نمیر السکونی لوگوں کا امیر ہوگا' اور یزید نے عبداللہ بن زیاد کو لکھا کہ وہ حضرت ابن زبیر ؓ کی طرف جا کر مکہ میں ان کا محاصرہ کرے تو اس نے انکار کیا اور کہا خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لیے ان دو چیزوں کو کبھی اکٹھا نہیں کروں گا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کروں اور بیت الحرام سے جنگ کروں؟ اور جب اس نے حضرت حسین ؓ کو قتل کیا تو اس کی ماں مرجانہ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے کیا کیا ہے اور کس فعل کا ارتکاب کیا ہے اور اس نے سخت ڈانٹ پلائی' مورخین نے بیان کیا ہے کہ یزید کو اطلاع ملی کہ حضرت ابن زبیر ؓ اپنے خطبہ میں بیان کرتے ہیں کہ یزید دھوکے باز' شراب نوش' تارک الصلوٰۃ اور گلوکارہ لونڈیوں کے ساتھ رہنے والا ہے اور جب مسلم بن عقبہ نے تیاری کر لی اور دمشق میں فوج کی نمائش کی تو وہ کہنے لگا۔

> ''ابوبکر کو پیغام پہنچا دو کہ جب فوج رات کو چلے اور وادی القریٰ کے نزدیک پہنچ جائے تو دیکھ رہا ہے کہ اس نے قوم کے ان لوگوں کو جو شراب سے مدہوش ہیں اکٹھا کر لیا ہے اس ملحد پر تعجب ہے جو ام القریٰ میں موجود ہے جو دین سے دھوکہ کرنے والا اور جھوٹے فیصلے کرنے والا ہے''۔

اور ایک روایت میں یہ اشعار یوں آئے ہیں۔

> ''ابوبکر کو پیغام پہنچا دو کہ جب معاملہ پیش آ جائے اور فوج وادی القریٰ میں اتر جائے وہ بیس ہزار جوان اور ادھیڑ عمر ہیں اور تو دیکھ رہا ہے کہ اس نے قوم کے شراب سے مدہوش لوگوں کو اکٹھا کر لیا ہے''۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ مسلم اپنی فوجوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا اور جب اس کے نزدیک پہنچا تو اہل مدینہ نے بنی امیہ کے محاصرہ میں پوری کوشش صرف کر دی اور انہیں کہنے لگے خدا کی قسم ہم بالضرور تمہارے آخری آدمی تک تمہیں قتل کر دیں گے یا تم ہمیں پختہ عہد دو کہ تم ان شامیوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی ہمارے بارے میں نہیں بتلاؤ گے' پس انہوں نے اس بات کا عہد دے دیا اور جب فوج پہنچی تو بنی امیہ نے اس کا استقبال کیا اور مسلم ان سے حالات دریافت کرنے لگا مگر کسی شخص نے اسے کوئی بات نہ بتائی تو وہ اس بات سے تنگ ہوا اور عبدالملک بن مروان نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اگر تو فتح کا خواہش مند ہے تو

Marfat.com

مدینہ کے مشرق میں حرہ میں اتر جا' پس جب وہ تمہارے پاس آئیں گے تو سورج تمہاری گدیوں اور ان کے چہروں پر ہوگا' تم انہیں اطاعت کی دعوت دینا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ بات قبول کرلیں تو فبہا ورنہ اللہ سے مدد مانگنا اور ان سے جنگ کرنا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تجھے ان پر فتح دے گا کیونکہ انہوں نے امام کی مخالفت کی ہے اور اطاعت سے باہر نکل گئے ہیں' مسلم بن عقبہ نے اس بات پر اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے مشورے پر عمل کیا اور مدینہ کے مشرق میں حرہ میں اتر گیا اور تین روز تک اس نے وہاں کے باشندوں کو دعوت دی مگر سب نے جنگ کے سوا کسی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا پس جب تین دن گزر گئے تو اس نے انہیں کہا اے اہل مدینہ تین دن گزر گئے ہیں اور امیر المومنین نے مجھے کہا تھا کہ تم لوگ ان کی اصل اور خاندان ہو اور وہ تمہاری خونریزی کو ناپسند کرتے ہیں اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو تین دن کی مہلت دوں سو وہ تین دن گزر چکے ہیں' تم کیا کرنے والے ہو؟ صلح کرتے ہو یا جنگ؟ انہوں نے کہا بلکہ ہم جنگ کریں گے' اس نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ صلح کر و اور ہم اپنی قوت اور کوشش کو اس ملحد یعنی حضرت ابن زبیرؓ پر صرف کریں' انہوں نے کہا اے دشمن خدا اگر تو نے یہ ارادہ کیا تو ہم تجھے ان پر غلبہ نہیں پانے دیں گے' کیا ہم تجھے چھوڑ دیں گے کہ تم بیت اللہ میں جا کر الحاد اختیار کرو؟ پھر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ' اور انہوں نے اپنے اور ابن عقبہ کے درمیان خندق بنالی اور انہوں نے اپنی فوج کو چار دستوں میں تقسیم کر لیا اور ہر چوتھے دستے پر ایک امیر مقرر کیا اور انہوں نے سب سے خوب صورت چوتھا دستہ اسے بنایا جس میں حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل تھے پھر انہوں نے باہم شدید جنگ کی پھر اہل مدینہ نے شکست کھائی اور فریقین کے بہت سے سادات واعیان قتل ہوئے جن میں حضرت عبداللہ بن مطیع اور ان کے ساتوں بیٹے ان کے سامنے قتل ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل اور ان کے ماں جائے بھائی محمد بن ثابت بن شماس اور محمد بن عمرو بن حزم قتل ہو گئے اور جب وہ پچھڑے پڑے تھے تو مروان آپ کے پاس سے گزرا اور کہنے لگا اللہ آپ پر رحم فرمائے کتنے ہی ستون ہیں جن کے پاس میں نے آپ کو طویل قیام وجود کرتے دیکھا ہے۔

پھر مسلم بن عقبہ نے جسے سلف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں اللہ اس برے اور جاہل شخص کا بھلا نہ کرے یزید کے حکم کے مطابق مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا۔ اللہ یزید کو اس کی نیک جزا نہ دے اور اس نے بہت سے اموال کو اور قراء کو قتل کر دیا اور مدینہ کے بہت سے اموال کو لوٹ لیا اور جیسا کہ کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ بہت سا شر وفساد پیدا ہو گیا اور جن لوگوں کو اس کے سامنے باندھ کر قتل کیا گیا ان میں حضرت معقل بن سنان بھی تھے اور آپ قبل ازیں اس کے دوست تھے مگر آپ نے یزید کے بارے میں اسے سخت باتیں سنائیں جس کے باعث وہ آپ سے ناراض ہو گیا اور اس نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ مروان بن الحکم اور اس کے بیٹے عبدالملک کے درمیان چلتے ہوئے آئے تاکہ وہ ان دونوں کے ذریعے اس سے امان حاصل کریں اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یزید نے اسے آپ کے متعلق وصیت کی ہے پس جب آپ اس کے سامنے بیٹھ گئے تو مروان نے مشروب منگوایا۔ اور مسلم بن عقبہ شام سے اپنے ساتھ مدینہ برف لایا تھا جسے اس کے مشروب میں ملایا جاتا تھا۔ جب مشروب لایا گیا تو مروان نے تھوڑا سا مشروب پیا اور بقیہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو دے دیا تاکہ وہ اس سے آپ کے لیے امان حاصل کرے اور مروان' حضرت علی بن حسینؓ کے سامنے بیٹھا تھا' پس جب مسلم بن عقبہ نے آپ کی طرف دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ میں برتن پکڑ لیا ہے تو اس نے آپ

Marfat.com

سے کہا ہمارے مشروب کو نہ پیو، پھر آپ سے کہنے لگا' آپ ان دونوں کے ساتھ اس لیے آئے ہیں کہ ان دونوں کے ذریعے امان حاصل کریں؟ تو حضرت علی بن حسین کا ہاتھ لرز گیا اور آپ نہ برتن کو اپنے ہاتھ سے نیچے رکھتے اور نہ اسے پیتے' پھر اس نے آپ سے کہا اگر امیر المومنین نے مجھے آپ کے متعلق وصیت نہ کی ہوتی تو میں آپ کو قتل کر دیتا پھر وہ آپ سے کہنے لگا اگر آپ پینا چاہتے ہیں تو پی لیں اور اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم آپ کے لیے اور مشروب منگوا لیتے ہیں' آپ نے کہا یہ جو میرے ہاتھ میں ہے میں اسے ہی پینا چاہتا ہوں' پس آپ نے اسے پی لیا' پھر مسلم بن عقبہ نے آپ سے کہا میرے پاس آ کر یہاں بیٹھ جایئے' اور اس نے آپ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا اور آپ سے کہنے لگا' امیر المومنین نے آپ کے متعلق مجھے وصیت کی ہے اور ان لوگوں نے مجھے آپ سے غافل کر دیا ہے پھر اس نے حضرت علی بن حسینؓ سے کہا شاید آپ کے اہل خوفزدہ ہوں آپ نے فرمایا قسم بخدا ایسا ہی ہے' پس اس کے حکم سے آپ کے لیے سواری پر زین ڈالی گئی پھر اس نے آپ کو اس پر سوار کرایا اور آپ کو عزت کے ساتھ آپ کے گھر واپس بھیج دیا' پھر اس نے عمرو بن عثمان بن عفان کو بلایا۔ آپ نے بنی امیہ کے ساتھ خروج نہیں کیا تھا۔ اور آپ سے کہنے لگا' تو نے کہا ہے کہ اگر اہل مدینہ غالب آ گئے تو میں ان کے ساتھ ہوں اور اگر اہل شام غالب آ گئے تو میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔ پھر اس کے حکم سے اس کے سامنے اس کی داڑھی نوچی گئی۔ اور آپ کی داڑھی بہت بڑی تھی۔

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا اور وہ جس شخص کو پاتے قتل کر دیتے اور اموال کو لوٹ لیتے' پس سعدی بنت عوف المریہ نے مسلم بن عقبہ کو پیغام بھیجا کہ میں تیری عمزادی ہوں تم اپنے ساتھیوں کو حکم دو کہ وہ فلاں فلاں جگہ پر ہمارے اونٹوں سے معترض نہ ہوں' اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا سب سے پہلے اسی کے اونٹوں کو پکڑنے سے آغاز کرو اور ایک عورت نے اس کے پاس آ کر اسے کہا میں تیری لونڈی ہوں اور میرا بیٹا قیدیوں میں ہے' اس نے کہا اسے جلدی سے پکڑو پس اسے قتل کر دیا گیا نیز کہا کہ اس کا سر اسے دے دو' کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ جب تک تو اپنے بیٹے کے بارے میں بات نہ کرے وہ قتل نہ ہو اور انہوں نے عورتوں سے زنا کاری کی' کہتے ہیں کہ ان ایام میں خاوند کے بغیر ایک ہزار عورتوں کو حمل ہو گیا۔ واللہ اعلم

المدائنی نے بحوالہ ابی قرۃ بیان کیا ہے کہ ہشام بن حسان نے بیان کیا کہ معرکہ حرہ کے بعد اہل مدینہ کی ایک ہزار عورتوں نے خاوند کے بغیر بچوں کو جنم دیا اور سادات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت روپوش ہو گئی جن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور حضرت ابو سعید خدریؓ نے باہر نکل کر پہاڑ میں ایک غار کی پناہ لے لی تو ایک شامی شخص آپ سے آ ملا۔ آپ بیان کرتے ہیں جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے اپنی تلوار سونت لی اور اس نے میرا قصد کیا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو اس نے مجھے قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا پس میں نے اپنی تلوار کو سونگھا' پھر میں نے کہا (میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے اور تو دوزخیوں میں سے ہو جائے اور ظالموں کی یہی جزا ہے) جب اس نے یہ بات دیکھی تو کہنے لگا آپ کون ہیں؟ میں نے کہا میں ابو سعید خدریؓ ہوں اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی' میں نے کہا ہاں تو وہ مجھے چھوڑ کر چلتا بنا۔

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب کو مسلم کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ سے کہا بیعت کیجیے آپ نے فرمایا

Marfat.com

میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت پر بیعت کروں گا تو اس نے آپ کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور ایک آدمی نے گواہی دی کہ آپ مجنون ہیں تو اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور المدائنی نے بحوالہ عبداللہ القرشی اور ابواسحٰق تمیمی بیان کیا ہے یہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب معرکہ حرہ میں اہل مدینہ نے شکست کھائی تو عورتیں اور بچے چلانے لگے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا عثمان اور رب کعبہ کی قسم۔

المدائنی نے اہل مدینہ کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ یوم حرہ کو کتنے آدمی قتل ہوئے تھے اس نے کہا انصار و مہاجرین میں سے سات سو سرکردہ لوگ' اور موالی کے سرکردہ لوگ اور جن آزاد اور غلام وغیرہم کو میں نہیں جانتا وہ دس ہزار تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ معرکہ حرہ ۲۷/ ذوالحجہ ۶۳ھ کو ہوا تھا' انہوں نے تین دن تک مدینہ کو لوٹا' اور واقدی اور ابومعشر نے بیان کیا ہے کہ معرکہ حرہ ۲۸/ ذوالحجہ ۶۳ھ کو بدھ کے روز ہوا تھا۔

واقدی نے عبداللہ بن جعفر سے بحوالہ عبداللہ بن عون بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور لوگ انہیں العائذ کہتے تھے۔ یعنی بیت اللہ کی پناہ لینے والا۔ اور وہ امارت کے بارے میں شوریٰ کا نظریہ رکھتے تھے اور اہل مکہ کے پاس حرہ کی خبر حضرت مسور بن مخرمہ کے غلام سعید کے ذریعے محرم کی چاند رات کو پہنچی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور اہل شام سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حرہ کا واقعہ ابومخنف کی روایت کے خلاف بھی بیان کیا گیا ہے' احمد بن زہیر نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے وہب بن جریر سے سنا کہ جویریہ بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اہل مدینہ کے شیوخ کو بیان کرتے سنا کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور اسے کہا ایک دن تجھے اہل مدینہ سے پالا پڑے گا پس اگر وہ ایسا کریں تو مسلم بن عقبہ کے ذریعے انہیں مار' بلاشبہ اس شخص کو ہمارے ساتھ جو خیر خواہی ہے میں اسے جانتا ہوں اور جب حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے تو اہل مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس گیا اور جو لوگ اس کے پاس گئے ان میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر بھی شامل تھے۔ جو ایک شریف' فاضل' سردار اور عبادت گزار شخص تھے۔ اور ان کے ساتھ ان کے آٹھوں بیٹے بھی تھے' یزید نے آپ کو ایک لاکھ درہم دیئے اور آپ کے ہر بیٹے کو لباس اور بوجھ کے سوا دس دس ہزار درہم دیئے پھر وہ مدینہ واپس آ گئے اور جب آپ مدینہ آئے تو لوگ آپ کے پاس آ کر آپ سے کہنے لگے آپ کے پیچھے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں ایک ایسے شخص کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں خدا کی قسم اگر میں اپنے ان بیٹوں کے سوا کسی کو نہ پاتا تو میں ان کے ساتھ اس سے جنگ کرتا انہوں نے کہا ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس نے آپ کو عطیات' خادم اور غنیمت سے حصہ دیا ہے اور آپ کی عزت کی ہے' آپ نے فرمایا اس نے ایسا کیا ہے اور میں نے اس سے یہ چیزیں اس لیے قبول کی ہیں تا کہ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کی قوت حاصل کروں پس اس نے لوگوں کو ترغیب دی اور انہوں نے آپ کی بیعت کر لی' یزید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو ان کے پاس بھیجا اور اہل مدینہ نے ان تمام پانیوں کی طرف جو ان کے اور اہل شام کے درمیان تھے آدمی بھیجے اور انہوں نے ان میں تارکول کا مشکیزہ ڈال دیا اور اسے جذب کر دیا' پس اللہ تعالیٰ نے شامی فوج پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیج دی اور انہوں نے مدینہ پہنچنے تک ایک ڈول پانی بھی جمع نہ کیا اور اہل مدینہ بہت سی افواج اور ایسی صورت میں

Marfat.com

باہر نکلے کہ ایسی صورت کبھی دیکھی نہیں گئی اور جب اہل شام نے انہیں دیکھا تو ان سے ڈر گئے اور ان سے جنگ کو ناپسند نہ کیا اور ان کے امیر مسلم کو شدید درد تھا' اسی دوران میں کہ لوگ ان کے ساتھ جنگ میں مصروف تھے کہ اچانک انہوں نے مدینہ کے وسط سے اپنے پیچھے سے تکبیر کی آواز سنی اور اہل شام کے بنو حارثہ نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ دیواروں پر چڑھے ہوئے تھے پس لوگوں نے شکست کھائی اور خندق میں مرنے والوں کی تعداد قتل ہونے والوں سے بھی زیادہ تھی' وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن حنظلہ دیوار کی ٹیک لگائے نیند میں خراٹے لے رہے تھے ان کے بیٹے نے انہیں جگایا اور جب انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور لوگوں کی کارروائی کو دیکھا تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر جنگ کرو' اس نے آگے بڑھ کر جنگ کی اور قتل ہو گیا اور مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں داخل ہو کر لوگوں کو بیعت کی دعوت دی کہ وہ یزید بن معاویہؓ کے غلام ہیں اور وہ ان کے خون' اموال اور اہل کے متعلق جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔

ابن عساکر نے احمد بن عبدالصمد کے حالات میں اپنی تاریخ میں احمد بن مروان مالکی کی کتاب المجالسہ سے روایت کی ہے کہ حسین بن حسن یشکری نے ہم سے بیان کیا کہ الزیادی نے بحوالہ اصمعی ہم سے بیان کیا اور محمد بن حارث نے بحوالہ المدائنی مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اہل حرہ قتل ہوئے تو مکہ میں اس شب کی شام کو ابوقبیس پر ایک ہاتف نے آواز دی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما بیٹھے سن رہے تھے۔

''روزہ دار' فرماں بردار' عبادت گزار' نیک' ہدایت یافتہ' حسن سلوک کرنے اور کامیابی کی طرف سبقت کرنے والے'
واقم اور بقیع میں کیسے کیسے عظیم اور خوبصورت سردار اور یثرب کے علاقے میں کیسی کیسی رونے اور چلانے والیاں ہیں'
اس نے نیک اشخاص اور نیکوں کے بیٹوں کو قتل کر دیا ہے جو بارعب اور سخی تھے''۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اے لوگو! تمہارے اصحاب قتل ہو گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ کہنے میں کہ وہ مدینہ کو تین دن تک مباح کر دے' فحش غلطی کی ہے اور یہ ایک بہت بڑی قبیح غلطی ہے اور اس کے ساتھ بہت سے صحابہؓ اور ان کے بیٹوں کا قتل بھی شامل ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب کو عبیداللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کیا اور ان تین ایام میں مدینہ منورہ میں بے حد و حساب عظیم مفاسد رونما ہوئے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس نے مسلم بن عقبہ کو بھیج کر اپنی حکومت اور اقتدار کو مضبوط کرنا اور کسی جھگڑا کرنے والے کے بغیر اپنے ایام کو دوام بخشنا چاہا' مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ارادے کے خلاف اسے سزا دی اور اس کے ارادے کے درمیان حائل ہو گیا پس اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا جو جباروں کو ہلاک کرنے والا ہے اور اس نے غالب مقتدر کی طرح گرفت کی اور اسی طرح تیرے رب نے ظالم بستیوں پر گرفت کی بلاشبہ اس کی گرفت دردناک اور سخت ہوتی ہے۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ حسین بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ الجعد نے عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ جو کوئی اہل مدینہ سے جنگ کرے گا وہ یوں پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ اور مسلم نے اسے

Marfat.com

ابو عبداللہ القراظ المدینی جس کا نام دینار ہے۔ کی حدیث سے بحوالہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ کے متعلق برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دے گا۔ پانی میں نمک کی طرح پگھلا دے گا۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ابی عبداللہ القراظ کے طریق سے بحوالہ حضرت سعدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے یوں پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ انس بن عیاض نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن خصیفہ نے عطاء بن یسار سے بحوالہ السائب بن خلاد ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے از راہ ظلم اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ اسے خوف زدہ کرے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور بروز قیامت اللہ تعالیٰ اس سے قیمت اور معاوضہ قبول نہیں فرمائے گا' اور نسائی نے اسے کئی طریق سے عن علی بن حجر عن اسماعیل بن جعفر عن یزید بن خصیفہ عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ عن عطاء بن یسار عن خلاد بن منجوف بن الخزرج روایت کیا ہے اس نے اسے بتایا اور اس کا ذکر کیا اور اسی طرح الحمیدی نے عبدالعزیز بن ابی حازم سے بحوالہ یزید بن خصیفہ اسے روایت کیا ہے اور اسی طرح نسائی نے اسے عن یحییٰ بن حبیب بن عربی عن حماد عن یحییٰ بن سعید عن مسلم بن ابی مریم عن عطاء بن یسار عن ابن خلاد آپ حضرت نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ روایت کیا ہے اور آپ نے اسے بیان کیا ہے اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ حیوۃ بن شریح نے عن ابن الہاد عن ابی بکر بن یسار عن السائب بن خلاد مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا:

جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ اسے خوفزدہ کرے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اور دار قطنی نے بیان کیا ہے کہ علی بن احمد بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالحمید بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو زکریا یحییٰ بن عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن انیس الانصاری نے حضرت جابرؓ کے دو بیٹوں محمد اور عبدالرحمٰن کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم حرہ کے روز اپنے باپ کے ساتھ باہر نکلے اور اس کی نظر بند ہو چکی تھی تو اس نے کہا' جس نے رسول اللہ ﷺ کو خوفزدہ کیا وہ ہلاک ہو گیا ہم نے کہا اے ہمارے باپ کیا کوئی رسول اللہ ﷺ کو خوفزدہ کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ جس نے انصار کے اس قبیلے کے لوگوں کو خوفزدہ کیا تو اس نے ان دونوں کے درمیان کو خوفزدہ کیا اور آپ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا۔

دار قطنی نے بیان کیا ہے کہ اس کی روایت میں لفظاً اور اسناداً سعد بن عبدالعزیز متفرد ہے اور اس حدیث اور اس قسم کی احادیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو یزید بن معاویہ پر لعنت ڈالنے میں رخصت کے قائل ہیں اور یہ روایت احمد بن حنبل سے ہے جسے الخلال' ابوبکر عبدالعزیز' قاضی ابویعلیٰ اور اس کے بیٹے قاضی ابوالحسین نے اختیار کیا ہے اور ابوالفرج ابن جوزی نے ایک الگ تصنیف میں اس سے مدد لی ہے اور اس پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے اور دوسروں نے اس سے روکا ہے اور اس بارے میں انہی طرح کتابیں تصنیف کی ہیں تاکہ اس کی لعنت اس کے باپ یا کسی صحابی کی لعنت کا ذریعہ نہ بن جائے اور جو کچھ اس سے صادر ہوا ہے اسے انہوں نے برے تصرف پر محمول کیا ہے یعنی یہ کہ اس نے تاویل کی ہے اور غلطی کی ہے نیز کہا ہے کہ اس کے باوجود وہ فاسق امام

Marfat.com

اور علماء کے دو اقوال میں اصح قول کے مطابق امام صرف فسق کرنے سے معزول نہ ہوگا بلکہ اس کے خلاف بغاوت کرنا بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ اس سے فتنہ انگیزی اور فساد پیدا ہوتا ہے اور حرمت والے خون کی خونریزی اور اموال کی لوٹ اور عورتوں وغیرہ کے ساتھ قبیح کام ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی کچھ کام ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک میں سے اس کے فسق سے کئی گنا زیادہ فساد پیدا ہوتا ہے جیسا کہ پہلے سے آج تک ہو رہا ہے۔

اور بعض لوگوں نے یہ جو بیان کیا ہے کہ جب یزید کو اہل مدینہ کے حالات اور مسلم بن عقبہ اور اس کی فوج نے حرہ میں جو سلوک ان کے ساتھ کیا تھا اس کی اطلاع ملی تو وہ اس سے بہت خوش ہوا کیونکہ وہ اپنے آپ کو امام سمجھتا تھا اور وہ اس کی اطاعت سے باہر ہو گئے تھے اور انہوں نے اس کے سوا کسی اور کو اپنا امیر بنا لیا تھا پس اس پر ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب تھا تاکہ وہ اطاعت اور لزوم جماعت کی طرف رجوع کریں اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس نے حضرت نعمان بن بشیرؓ اور مسلم بن عقبہ کی زبان سے اس انتباہ کیا اور صحیح میں بیان ہوا ہے۔ جو شخص تمہارے پاس اس حالت میں آئے کہ تم متفق ہو اور وہ تم میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے تو اسے قتل کر دو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

اور اس بارے میں انہوں نے اس کی جانب جو اشعار بیان کیے ہیں اس کے استشہاد میں ابن الزبعریٰ کے اشعار کو پیش کرتے ہیں جو اس نے معرکہ احد کے بارے میں کہے ہیں وہ کہتا ہے۔

"کاش میرے شیوخ بدر میں نیزوں کے پڑنے سے خزرج کی گھبراہٹ کو دیکھتے جب وہ ان کے صحن میں اترے تو انہوں نے اونٹوں کو بٹھا دیا اور عبدالاشہل میں خوب خونریزی ہوئی اور ہم نے ان کے دُگنے اشراف کو قتل کر دیا' اور ہم نے بدر کی کجی کو درست کر دیا اور وہ درست ہو گئی"۔

اور بعض روافض نے ان میں یہ اضافہ بھی کیا ہے:

"ہاشم نے حکومت کے ساتھ کھیل کیا پس نہ اسے حکومت ملی اور نہ وحی نازل ہوئی"۔

اگر یزید بن معاویہ نے یہ شعر کہا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو اور اگر اس نے یہ شعر نہیں کہا تو اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اسے گالی دینے کے لیے اسے گھڑا ہے اور عنقریب آئندہ سال میں یزید بن معاویہ کے حالات میں اس کے اقوال قبائح اور افعال اور جو کچھ اس کی طرف سے بیان کیا گیا ہے اور جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا ہے بیان کیا جائے گا معرکہ حرہ اور حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد اسے تھوڑی سی مہلت ملی حتیٰ کہ اللہ نے اسے ہلاک کر دیا جس نے اس سے پہلے اور بعد سرکشوں کو ہلاک کیا ہے اور وہ علیم و قدیر ہے اس سال بہت سے مشاہیر اور اعیان صحابہؓ وغیرہم نے معرکہ حرہ میں وفات پائی جن کا تذکرہ طوالت کا باعث ہوگا اور مشاہیر صحابہؓ میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ جو معرکہ حرہ میں امیر مدینہ تھے' حضرت معقل بن سنان' حضرت عبیداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہم اور مسروق بن الاجدع شامل ہیں۔

۶۴ھ

اس سال محرم کے آغاز میں مسلم بن عقبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ یزید بن معاویہ کی مخالفت کی وجہ

Marfat.com

سے جنگ کرنے کے لیے مکہ گیا اور اس نے روح بن زنباع کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور جب وہ ہرشا کی گھاٹی پر پہنچا تو اس نے امرائے فوج کو پیغام بھیج کر اکٹھا کیا اور کہا امیر المومنین نے مجھے وصیت کی ہے کہ اگر مجھے موت کا حادثہ پیش آ جائے تو میں حصین بن نمیر السکونی کو تم پر نائب مقرر کروں اور قسم بخدا اگر مجھے امارت حاصل ہوتی تو میں ایسا نہ کرتا پھر اس نے اسے بلا کر کہا اے ابن بردعۃ الحمار دیکھو اور میں تجھے وصیت کرتا ہوں اُسے یاد رکھ پھر اس نے اسے حکم دیا کہ جب وہ مکہ پہنچے تو تین دن سے پہلے حضرت ابن زبیرؓ سے جنگ کرے پھر اس نے کہا اے اللہ! میں نے توحید ورسالت کی شہادت کے بعد کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جو مجھے اہل مدینہ کے قتل سے زیادہ محبوب ہو اور مجھے آخرت میں اس کی جزا ملے گی اور اگر میں اس کے بعد دوزخ میں داخل ہوا تو میں شقی ہوں گا پھر وہ مر گیا خدا اس کا بھلا نہ کرے اور مسلک میں دفن کیا گیا یہ قول واقدیؒ کا ہے۔

پھر اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ یزید بن معاویہ کو بھی لے گیا اور وہ اس کے بعد ۱۴/ ربیع الاول کو فوت ہو گیا' پس اللہ نے ان دونوں کو اس چیز سے شادکام نہ کیا جس کی وہ اس سے امید رکھتے تھے بلکہ ان کو اس ہستی نے مغلوب کر لیا جو اپنے بندوں پر غالب ہے اور ان سے حکومت کو چھین لیا اور ان سے اس نے حکومت چھین لی جو جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے۔

اور حصین بن نمیر فوج کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا اور واقدی کے قول کے مطابق ۲۶/ محرم کو وہاں پہنچا اور بعض کا قول ہے کہ محرم کے سات روز گزرے تھے کہ وہ وہاں پہنچ گیا اور اہل مدینہ کے جو اشراف باقی رہ گئے تھے ان کی جماعتیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جا ملیں اور اسی طرح نجدہ بن عامر حنفی جو اہل یمامہ میں سے تھا۔ یمامہ کے ایک گروہ کے ساتھ آپ کے ساتھ آ ملا تاکہ وہ بیت اللہ کو اہل شام سے بچائیں اور حصین بن نمیر مکہ کے باہر اترا اور حضرت ابن زبیر اہل مکہ اور اپنے پاس جمع ہونے والے لوگوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلے اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور منذر بن زبیر اور ایک شامی شخص نے باہم مقابلہ کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور اہل شام نے اہل مکہ پر بڑی بے جگری سے حملہ کیا اور اہل مکہ منتشر ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا خچر آپ سمیت پھسل کر گر پڑا اور مسور بن مخرمہ اور مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ایک گروہ نے پلٹ کر آپ پر حملہ کیا اور انہوں نے آپ کی حفاظت میں جنگ کی حتیٰ کہ سب کے سب مارے گئے اور حضرت ابن زبیرؓ نے رات تک ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا تو وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور انہوں نے ماہ محرم کے باقیماندہ دنوں میں اور پورے صفر میں باہم جنگ کی اور جب ۳/ ربیع الاول ۶۴ھ کو ہفتہ کا دن آیا تو انہوں نے کعبہ پر مجانیق نصب کر دیں اور ان سے آگ کے گولے بھی پھینکے اور ہفتہ کے روز بیت اللہ کی دیواریں جل گئیں یہ قول واقدی کا ہے اور وہ کہتے ہیں۔

''اس کا گوپھن پھٹی ہوئی جھاگ دار چیز کی مانند ہے جس سے اس مسجد کی دیواروں پر سنگباری کی جاتی ہے''۔

اور عمرو بن حوطۃ السدوسی کہتا ہے۔

''تو نے ام فروہ کی کارروائی کو کیسے پایا اس نے انہیں صفا اور مروہ کے درمیان پکڑ لیا''۔

ام فروہ' ایک منجنیق کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ مسجد کی دیواریں اس لیے جل گئیں کہ اہل مسجد کعبہ کے اردگرد آگ جلانے لگے پس کعبہ کے ایک پردے کو آگ لگ گئی جو اس کی لکڑیوں اور چھتوں تک پہنچ گئی اور بعض کا قول ہے کہ کعبہ اس لیے جل گیا کہ

Marfat.com

حضرت ابن زبیرؓ نے شب تاریک میں مکہ کے ایک پہاڑ پر تکبیر کی آواز سنی اور آپ نے خیال کیا کہ یہ اہل شام ہیں پس پہاڑ والے لوگوں کو دیکھنے کے لیے نیزے پر آگ کو بلند کیا گیا تو ہوا نے نیزے کے سرے سے آگ کا ایک شرارہ اڑا دیا جو کعبہ کے رکن یمانی اور اسود کے درمیان جا گرا جس سے کعبہ کے پردوں اور لکڑیوں کو آگ لگ گئی اور وہ جل گئیں اور رکن سیاہ ہو گیا اور تین مقامات سے پھٹ گیا اور ربیع الآخر کے آغاز تک محاصرہ جاری رہا اور لوگوں کے پاس یزید بن معاویہ کی موت کی خبر آ گئی۔ اور وہ ۱۴/ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو ۳۵ یا ۳۸ یا ۳۹ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت تین سال چھ ماہ یا آٹھ ماہ رہی اور اہل شام وہاں مغلوب ہو گئے اور ذلیل ورسوا ہو کر پلٹ گئے' پس اس وقت جنگ ٹھنڈی پڑ گئی اور فتنہ کی آگ بجھ گئی' اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے یزید کی موت کے بعد تقریباً چالیس راتوں تک حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیے رکھا' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اہل شام سے قبل یزید کی موت کا علم ہو گیا تھا اور آپ نے ان میں اعلان کر دیا کہ اے اہل شام اللہ تعالیٰ نے تمہارے سرکش کو ہلاک کر دیا ہے پس تم میں سے جو شخص اس میں شامل ہونا چاہتا ہے جس میں لوگ شامل ہوئے ہیں وہ ایسا کرے اور جو اپنے شام کو واپس جانا چاہتا ہے وہ واپس چلا جائے' اور شامیوں نے اہل مکہ کی اس خبر کی تصدیق نہ کی حتیٰ کہ ثابت بن قیس بن المقفع یقینی خبر لایا' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حصین بن نمیر کو دونوں صفوں کے درمیان گفتگو کرنے کے لیے بلایا تو دونوں اکٹھے ہوئے حتیٰ کہ دونوں کے گھوڑوں کے سر ایک دوسرے سے مل گئے۔ اور حصین کا گھوڑا بدکنے لگا اور وہ اسے روکنے لگا' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا میرے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے کبوتر گوبر کھا رہا ہے اور میں حرم کے کبوتر کو روندنا پسند نہیں کرتا' تو آپ نے اسے کہا تو یہ کام کرتا ہے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کو بھی قتل کرتا ہے؟ حصین نے آپ سے کہا ہمیں کعبہ کے طواف کی اجازت دیجیے پھر ہم اپنے ملک کو واپس چلے جائیں گے تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور انہوں نے طواف کیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حصین اور حضرت ابن زبیرؓ نے ایک شب کو اکٹھے ہونے کا وعدہ کیا اور دونوں مکہ سے باہر ملے تو حصین نے آپ سے کہا' اگر یہ شخص ہلاک ہو جائے تو آپ اس کے بعد امارت کے سب سے زیادہ حق دار ہیں' آیئے میرے ساتھ شام چلیے' قسم بخدا دو شخص بھی آپ کے بارے میں اختلاف نہیں کریں گے' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ نے اس پر اعتماد نہ کیا اور اس سے سخت کلامی کی تو ابن نمیر نے آپ کی بات کو ناپسند کیا اور کہا' میں انہیں خلافت کی دعوت دیتا ہوں اور وہ مجھ سے سخت کلامی کرتے ہیں؟ پھر وہ فوج کے ساتھ شام واپس چلا گیا اور کہنے لگا میں ان سے حکومت کا وعدہ کرتا ہوں اور وہ مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں؟ پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی سخت کلامی پر ندامت ہوئی اور آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ میں شام نہیں جاؤں گا تم وہاں کے لوگوں سے میری بیعت لو میں تمہیں امن دوں گا اور تم میں عدل کروں گا' اس نے آپ کو پیغام بھیجا' اس گھر کے اہل میں سے شام کو چاہنے والے بہت ہیں اور واپسی پر وہ مدینہ سے گزرا اور مدینہ کے باشندوں نے اس کا لالچ کیا اور ان کی بڑی توہین کی اور حضرت علی بن حسین زین العابدینؒ نے ان کی عزت کی اور حسین بن نمیر کو دانے اور چارہ دیا اور بنو امیہ فوج کے ساتھ شام کو واپس چلے گئے اور انہوں نے معاویہ بن یزید بن معاویہ کو اپنے باپ کی جگہ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق دمشق میں خلیفہ بنے دیکھا۔ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

Marfat.com

یزید بن معاویہ کے حالات:

یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس' امیر المومنین ابوخالد الاموی' یزید ۲۵ھ یا ۲۶ھ یا ۲۷ھ کو پیدا ہوا اور اس کے باپ کی زندگی میں اس کی بیعت خلافت ہوئی کہ وہ اپنے باپ کے بعد ولی عہد ہوگا پھر اس کے باپ کی وفات کے بعد ۱۵/ رجب ۶۰ھ کو اس عہد کو مضبوط کر دیا گیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۱۴/ ربیع الاول ۶۴ھ کو ہوئی' مسلسل متولی رہا اور اس کی ماں میسون بنت مخول بن انیف بن دلجہ بن نفاثہ بن عدی بن زہیر بن حارثہ کلبی ہے' اس کے باپ حضرت معاویہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جس کے متعلق بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔ اور ایک اور حدیث وضو کے بارے میں بھی ہے اور اس سے اس کے بیٹے خالد اور عبدالملک بن مروان نے روایت کی ہے اور ابوزرعہ دمشقی نے اسے اس طبقہ میں بیان کیا ہے جو صحابہؓ کے بعد تھا اور یہ بلند طبقہ ہے نیز بیان کیا ہے کہ اس کی احادیث بھی ہیں اور یہ بہت پر گوشت' عظیم الجسم' بہت بالوں والا' جمیل' طویل' بڑے سر والا تیز انگلیوں والا تھا اور موٹی انگلی پر زخم کا نشان تھا اور اس کے باپ نے اس کی ماں کو طلاق دے دی تھی جب کہ وہ اسے حمل میں لیے ہوئے تھی اور اس کی ماں نے خواب میں دیکھا کہ اس کی قبل سے چاند نکلا ہے' اس نے اپنا خواب اپنی ماں کے پاس بیان کیا تو وہ کہنے لگی اگر میرا خواب سچا ہے تو تو ضرور ایسے بچے کو جنم دے گی جس کی بیعت خلافت ہوگی اور ایک روز اس کی ماں میسون بیٹھی ہوئی کنگھا کر رہی تھی اور یہ چھوٹا بچہ تھا اور اس کے والد حضرت معاویہؓ اپنی پیاری بیوی فاختہ بنت قرظہ کے ساتھ بیٹھے تھے اور جب وہ اس کی شانہ گری سے فارغ ہوئی تو اس کی ماں نے اس کی طرف دیکھا اور یہ اسے بہت اچھا لگا تو اس نے اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا' اس موقع پر حضرت معاویہؓ نے کہا:

''جب وہ مرے گا تو اس کے بعد مزنیہ کامیاب نہ ہوگا اور اے مزنیہ ہم اس پر تعویذ باندھتے ہیں''۔

اور یزید پیادہ پا چلنے لگا اور فاختہ کی نگاہیں اس کا تعاقب کرنے لگیں پھر وہ کہنے لگی اللہ تعالیٰ تیری ماں کی پنڈلیوں کی سیاہی پر لعنت کرے' حضرت معاویہؓ نے کہا قسم بخدا یہ تیرے بیٹے عبداللہ سے بہتر ہے۔ اس سے آپ کا ایک بیٹا تھا جو احمق تھا فاختہ کہنے لگی خدا کی قسم ایسا نہیں بلکہ آپ اسے اس پر ترجیح دیتے ہیں آپ نے کہا میں ابھی تجھے بتاؤں گا اور تو اپنی اس نشست سے اٹھنے سے قبل معلوم کرے گی۔ پھر آپ نے اس کے بیٹے عبداللہ کو بلا کر کہا مجھے خیال آیا ہے کہ تو میری اس مجلس میں مجھ سے جو کچھ بھی مانگے میں تجھے دے دوں' اس نے کہا آپ میرے لیے ایک خوبصورت کتا اور ایک خوبصورت گدھا خرید لیں مجھے اس کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو گدھا ہے اور تو اپنے لیے گدھا خرید لے اٹھ اور چلا جا پھر آپ نے اس کی ماں سے کہا تو نے کیسے پایا ہے؟ پھر آپ نے یزید کو بلایا اور کہا مجھے خیال آیا ہے کہ تو میری اس مجلس میں جو بھی مجھ سے مانگے تجھے دوں' جو چاہتے ہو مجھ سے مانگ لیں یزید سجدے میں گر گیا پھر اس نے سر اٹھا کر کہا' اس خدا کا شکر ہے جس نے امیر المومنین کو اس مدت تک پہنچایا اور انہیں میرے بارے میں یہ رائے سجھائی ہے میری ضرورت یہ ہے کہ آپ اپنے بعد میرے لیے عہد باندھیں اور مجھے اس سال مسلمانوں کے موسم گرما کی خوراک کا منتظم بنا دیں اور جب میں واپس آؤں تو مجھے حج کرنے کی اجازت دے دیں اور مجھے حج کے اجتماع کا منتظم بنا دیں اور اہل شام کے ہر شخص کے عطیہ میں دس دینار کا اضافہ کر دیں اور یہ میری سفارش سے کریں اور بنی جمح' بنی ہم اور بنی عدی کے یتیموں کو مذلہ

Marfat.com

دیں مالک نے کہا بنی عدی کے یتیموں کو بھی' اس نے کہا اس لیے کہ انہوں نے مجھ سے عہد و پیمان کیا ہے اور میرے گھر کی طرف منتقل ہو گئے ہیں حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے یہ سب کچھ کر دیا اور اس کے چہرے کو بوسہ دیا' پھر آپ نے فاختہ بنت قرظہ سے کہا تو نے کیسے پایا ہے؟ وہ کہنے لگی یا امیر المومنین اسے میرے متعلق وصیت کیجیے آپ اسے مجھ سے بہتر جانتے ہیں تو آپ نے ایسے ہی کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب یزید کو اس کے باپ نے کہا کہ مجھ سے اپنی ضرورت کا سوال کرو تو یزید نے آپ سے کہا مجھے دوزخ سے آزاد کر دیجیے' اللہ تعالیٰ آپ کی گردن کو اس سے آزاد کر دے گا' آپ نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا میں نے آثار میں دیکھا ہے کہ جو شخص تین دن رات امت کی امارت سنبھالے گا اللہ اسے دوزخ پر حرام کر دے گا پس آپ اپنے بعد میرے لیے امارت کی وصیت کر دیں تو آپ نے ایسے ہی کیا۔

اور العتبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کو دیکھا کہ وہ اپنے ایک غلام کو مار رہا ہے آپ نے اسے کہا اس بات کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تو اس پر رکھتا ہے' تیرا برا ہو' کیا تو اسے مارتا ہے جو تجھ سے بچنے کی سکت نہیں رکھتا' قسم بخدا مجھے قدرت نے کینہ توزوں سے انتقام لینے سے روک دیا ہے اور وہ شخص بہت اچھا ہے جو اسے معاف کرتا ہے جس پر اسے قدرت ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں' صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو مسعودؓ کو اپنے غلام کو مارتے دیکھا تو فرمایا اے ابو مسعود! اللہ تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے جتنی تجھے اس پر ہے' العتبی نے بیان کیا ہے کہ زیاد بہت سے اموال اور جواہرات کی بھری ہوئی ٹوکری حضرت معاویہؓ کے پاس لایا تو آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور زیاد اٹھ کر منبر پر چڑھ گیا پھر اس نے عراق کے علاقے میں حضرت معاویہؓ کے لیے ممالک کو ہموار کرنے کا جو کام کیا اس پر فخر کیا تو یزید نے اٹھ کر کہا اے زیاد اگر تو نے یہ کیا ہے تو ہم تجھے ثقیف کی رشتہ داری سے قریش کی طرف اور قلم سے منابر کی طرف اور زیاد بن عبید سے حرب بن امیہ کی طرف لے آئے ہیں' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں بیٹھ جا۔

اور عطاء بن السائب سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید سے ناراض ہو کر اسے چھوڑ دیا تو احنف بن قیس نے آپ سے کہا یا امیر المومنین ہمارے بچے' ہمارے قلوب کے ثمر اور ہماری کمر کے سہارے ہیں اور ہم ان کے لیے سایہ دار آسمان اور نرم اور ہموار زمین ہیں' اگر وہ ناراض ہوں تو انہیں راضی کرو اور اگر وہ مانگیں تو انہیں دو اور ان پر بوجھ نہ بنو کہ وہ آپ کی زندگی سے اُکتا کر آپ کی موت کی آرزو کریں' حضرت معاویہؓ نے کہا اے ابو بحر تیرے کیا کہنے' اے غلام یزید کے پاس جا اور اسے میرا سلام کہہ اور اسے کہہ کہ امیر المومنین نے تمہارے لیے ایک لاکھ درہم اور ایک سو کپڑے کا حکم دیا ہے' یزید نے کہا امیر المومنین کے پاس کون ہے؟ اس نے کہا احنف کے پاس ہے' یزید نے کہا بے شک میں انہیں تقسیم کر دوں گا اور اس نے پچاس ہزار درہم اور پچاس کپڑے احنف کے پاس بھیج دیے۔

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن زکریا غلابی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عائشہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ یزید نوعمری میں شرابی اور نوعمروں والی حرکات کرتا تھا حضرت معاویہؓ نے اس بات کو محسوس کر کے نرمی کے ساتھ اسے نصیحت کرنی

Marfat.com

چاہی تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو ذلت و رسوائی کے بغیر جو تیری جوانمردی اور قدر کو تباہ کر دے گی اور تیرا دشمن تیری مصیبت پر خوش ہوگا اور تیرا دوست تجھ سے برا سلوک کرے گا' اپنی حاجت تک پہنچنے کی کس قدر قدرت رکھتا ہے پھر فرمایا اے میرے بیٹے میں تجھے کچھ اشعار سناتا ہوں ان سے ادب سیکھ اور انہیں یاد کر لے پس آپ نے اسے اشعار سنائے۔

''بلندیوں کی جستجو میں دن بھر گزارہ اور قریبی حبیب کی جدائی پر صبر کر' حتیٰ کہ رات کا اندھیرا چھا جائے اور رقیب کی آنکھ نہ لگے پس جس کام کا تو خواہش مند ہے رات بھر اس کام میں لگا رہ' رات' دانشمند کا دن ہوتی ہے کتنے ہی فاسق ہیں جن کو تو درویش خیال کرتا ہے وہ رات کو عجیب کام کرتے گذارتے ہیں' رات نے اس پر اپنے پردے ڈال دیئے ہیں اور اس نے امن وعیش سے رات گزاری ہے اور احمق کی لذت ایک ظاہر چیز ہے جس کے متعلق ہر شک پیدا کرنے والا دشمن کوشش کرتا ہے''۔ ❶

میں کہتا ہوں یہ تو ایسے ہی ہے جیسے حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جو شخص ان فحش باتوں سے آزمایا جائے اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے پردے میں چھپ جائے۔

اور المدائنی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس جا کر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تعزیت کرے اور جب وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا تو آپ نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کی عزت کی اور وہ آپ کے پاس آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور حضرت ابن عباسؓ نے اس کی نشست کو بلند کرنا چاہا تو اس نے انکار کیا اور کہا' میں تعزیت کرنے والے کی نشست پر بیٹھا ہوں' مبارکباد پیش کرنے والے کی نشست پر نہیں بیٹھا' پھر اس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور کہا اللہ تعالیٰ ابو محمد پر اپنی وسیع رحمت کرے اور اللہ آپ کو بھی بڑا اجر دے اور اچھی تسلی دے اور آپ کی مصیبت کے عوض آپ کو وہ چیز دے جو ثواب کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے آپ کے لیے بہتر ہو اور جب یزید آپ کے پاس سے اٹھا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جب بنو حرب مر جائیں گے تو لوگوں کے علماء بھی مر جائیں گے پھر آپ نے بطور مثال یہ شعر پڑھا۔

''بڑی بات سے چشم پوشی کر کے وہ اسے نہیں بولتے اور عقلوں کی وراثتوں کی جڑ اوائل ہی ہیں''۔

اور یزید پہلا شخص ہے جس نے یعقوب بن سفیان کے قول کے مطابق ۴۹ھ میں قسطنطنیہ شہر سے جنگ کی اور خلیفہ بن خیاط نے ۵۰ھ بیان کیا ہے' پھر اس نے سرزمین روم سے اس غزوہ سے واپس آنے کے بعد اس سال لوگوں کو حج کروایا اور حدیث میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیصر کے شہر سے جنگ کرنے والی پہلی فوج مغفور ہے۔ اور وہ دوسری فوج تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام حرامؓ کے پاس اپنے خواب میں دیکھا تھا اور حضرت ام حرام نے کہا اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے' آپ نے فرمایا تو اولین میں سے ہے یعنی حضرت معاویہؓ کی فوج میں شامل ہوگی جب وہ قبرص سے جنگ کریں گے پس حضرت

❶ حضرت معاویہؓ کی طرف ان اشعار کی نسبت محل نظر ہے' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

Marfat.com

معاویہؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانے میں ۲۷ھ میں قبرص کو فتح کیا اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں اور آپ نے وہیں قبرص میں وفات پائی پھر دوسری فوج کا امیر آپ کا بیٹا یزید بن معاویہ تھا اور حضرت ام حرامؓ نے یزید کی اس فوج کو نہیں پایا اور یہ دلائل النبوۃ میں سے سب سے بڑی دلیل ہے۔

اور اس مقام پر حافظ ابن عساکر نے اس حدیث کو بیان کیا ہے جسے محاضر نے عن الاعمش عن ابراہیم بن عبیدہ عن عبداللہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری صدی کے لوگ بہترین ہیں پھر جوان کے ساتھ ہوں گے پھر جوان کے ساتھ ہوں گے۔ اور اسی طرح اسے عبداللہ بن شقیق نے حضرت ابوہریرہؓ سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مانند روایت کیا ہے پھر انہوں نے حماد بن سلمہ کے طریق سے ابومحمد سے بحوالہ زرارہ بن اوفی بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں' قرن ایک سو بیس سال ہوتی ہے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قرن میں مبعوث ہوئے اور اس کے آخر میں یزید بن معاویہ نے وفات پائی' ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ یزید بن معاویہ نے ۵۱ھ' ۵۲ھ اور ۵۳ھ میں لوگوں کو حج کروایا اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ رشد بن عمرو بن الحارث نے بحوالہ ابوبکیر بن الاشج ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے یزید سے کہا اگر تو حاکم بن جائے تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ سے فائدہ پہنچائے گا آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ تو سہی' اس نے کہا اے میرے باپ قسم بخدا میں ان میں حضرت عمر بن الخطابؓ جیسے کام کروں گا حضرت معاویہؓ نے کہا سبحان اللہ اے میرے بیٹے قسم بخدا میں نے مقدور بھر کوشش کی مگر میں نے اس کی طاقت نہ پائی' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کیسے چل سکتا ہے؟

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرۃ نے بحوالہ مروان بن ابی سعید بن المعلی مجھ سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے موت کے وقت یزید کو وصیت کرتے ہوئے کہا اے یزید اللہ سے ڈرنا میں نے اس امارت کو تیرے لیے ہموار کر دیا ہے اور جو کچھ میں نے اس سے لینا تھا لے لیا ہے پس اگر یہ کوئی اچھی چیز ہے تو میں اس سے بہرہ مند ہوا ہوں اور اگر یہ کوئی اور چیز ہے تو میں اس سے بدبخت ہوا ہوں' لوگوں سے نرمی کر اور جو تجھے اذیت اور عیب والی بات پہنچے اس سے چشم پوشی کر' اس سے موافقت کر تیری زندگی خوشگوار ہو جائے گی اور تیری رعیت تیرے لیے سدھر جائے گی اور مناقشت اور غصے سے اجتناب کر' بلاشبہ تو اپنے آپ کو اور اپنی رعیت کو ہلاک کر دے گا۔ اور اہل شرف کے بہترین لوگوں کی توہین اور ان پر تکبر کرنے سے بچ' اور ان کے لیے یوں نرم ہو جا کہ وہ تجھ میں کمزوری نہ پائیں اور ان کے لیے اپنے بستر کو ٹھیک ٹھاک کر اور انہیں اپنے قریب کر بلاشبہ وہ تیرے حق کو جانیں گے اور ان کی توہین نہ کر اور نہ ان کے حق کا استخفاف کر' وہ بھی تیری توہین کریں گے اور تیرے حق کا استخفاف کریں گے اور تجھے گالیاں دیں گے اور جب تو کسی بات کا ارادہ کرے تو عمر رسیدہ اور تجربہ کار مشائخ اور متقی حضرات کو بلا کر ان سے مشورہ کر اور ان کی مخالفت نہ کر اور اپنی رائے کو ترجیح دینے سے بچ' بلاشبہ رائے ایک حصے میں نہیں ہوتی اور جس چیز کو تو جانتا ہے اس پر جو شخص تجھے آمادہ کرے اس کے مشورے کو درست جان' اور اسے اپنی بیویوں اور خادموں سے پوشیدہ رکھ اور اپنا تہبند اڑس لے اور اپنی فوج کی دیکھ بھال کر اور اپنی اصلاح کر' لوگ تیرے لیے درست ہو جائیں گے اور انہیں اپنے بارے میں باتیں کرتا نہ چھوڑ' بلاشبہ لوگ جلدی سے شر کی طرف جاتے ہیں اور نماز میں حاضر ہو اور میں تجھے جو وصیت کر رہا ہوں جب تو نے اس پر عمل کیا تو لوگ تیرے حق کو پہچان لیں گے اور

Marfat.com

تیری مملکت بڑی ہو جائے گی اور تو بھی لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہو جائے گا اور مکہ اور مدینہ کے باشندوں کے شرف کو پہچاننا بلاشبہ وہ تیرا اصل اور خاندان ہیں اور اہل شام کے شرف کو یاد رکھنا بلاشبہ وہ تیرے مطیع ہیں اور اہل امصار کی طرف خط لکھ جس میں ان سے نیکی کا وعدہ کر' یہ بات ان کی امیدوں کو بڑھا دے گی اور اگر تمام صوبوں سے تیرے پاس آنے والے آئیں تو ان سے حسن سلوک کر اور ان کی عزت کر بلاشبہ وہ اپنے سے پیچھے والوں کے نمائندہ ہیں اور کسی تہمت تراش اور چغل خور کی بات نہ سن' میں نے انہیں برے وزیر پایا ہے۔

اور ایک طریق سے بیان ہوا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے یزید سے کہا بلاشبہ اہل مدینہ میں میرا ایک دوست ہے اس کی عزت کرنا' اس نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور جب وہ حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ انہیں جو عطیہ دیتے تھے آپ نے اسے دگنا کر دیا اور حضرت معاویہؓ کے ذمے ان کا چھ لاکھ عطیہ تھا اور یزید نے انہیں ایک کروڑ دیا تو آپ نے اسے کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تو اس نے آپ کو ایک کروڑ اور دیا تو ابن جعفر نے اسے کہا قسم بخدا میں تیرے بعد اپنے ماں باپ کو کسی کے لیے اکٹھا نہیں کروں گا اور جب حضرت ابن جعفرؓ یزید کے ہاں سے نکلے اور اس نے آپ کو دو کروڑ درہم دیئے تھے تو آپ نے یزید کے دروازے پر بختی اونٹ بیٹھے ہوئے دیکھے جن پر خراسان سے ہدیہ آیا تھا پس حضرت عبداللہؓ یزید کے پاس گئے اور ان میں تین بختی اونٹوں کا اس سے مطالبہ کیا تاکہ آپ ان پر سوار ہو کر حج اور عمرہ کریں اور جب آپ یزید کے پاس شام آئے تو یزید نے حاجب سے کہا' دروازے پر یہ بختی اونٹ کیسے ہیں؟ اور اسے ان کا پتہ نہ تھا۔ اور ان پر کئی قسم کے اموال تھے اس نے کہا انہیں اموال سمیت حضرت ابن جعفرؓ کے پاس بھیج دو اور حضرت ابن جعفر فرمایا کرتے تھے کیا تم مجھے اس یعنی یزید کے بارے میں حسین رائے پر ملامت کرتے ہو؟

اور یزید میں حلم' سخاوت' فصاحت' شعر' شجاعت اور حکومت کے بارے میں خوشکن قابل تعریف خصلتیں بھی تھیں اور وہ باہم مل کر رہن سہن کا بھی اچھا تھا اور اسی طرح اس میں شہوات اور بعض اوقات' بعض نمازوں کے ترک کرنے اور اکثر اوقات انہیں نہ پڑھنے کی عادت بھی پائی جاتی تھی' امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ حیوۃ نے ہم سے بیان کیا کہ بشیر بن ابی عمرو خولانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن قیس نے اس سے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ساٹھ سال کے بعد بے خبر آدمی ہوں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور خواہشات کی پیروی کریں گے اور عنقریب ہلاکت سے دوچار ہوں گے پھر کچھ بے خبر آدمی ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے آگے نہ جائے گا اور تین آدمی قرآن پڑھیں گے مومن' منافق اور فاجر' میں نے ولید سے پوچھا یہ تین کیا ہوں گے؟ اس نے کہا منافق اس کا انکاری ہوگا اور فاجر اس کے ذریعے کھانا ہڑپ کرے گا اور مومن اس پر ایمان لائے گا۔

احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور حافظ ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ کامل ابوالعلاء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوصالح سے سنا کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سترویں سال اور بچوں کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگو اور زبیر بن بکار نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن سعید بن

Marfat.com

زید بن عمرو بن نفیل روایت کی ہے کہ انہوں نے یزید بن معاویہ کے بارے میں کہا ہے کہ۔

''تو ہم میں سے نہیں ہے اور نہ تیرا اماموں ہم میں سے ہے اے خواہشات کی خاطر نمازوں کے ضائع کرنے والے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شعر موسیٰ بن یسار کے لیے ہے اور موسیٰ شہوات میں معروف و مشہور ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اپنی ایک لونڈی کو یہ شعر پڑھتے سنا تو آپ نے اسے مارا اور کہا تو کہہ:

''تو ہم میں سے ہے اور تیرا اماموں ہم میں سے نہیں ہے اے خواہشات کی خاطر نمازوں کے ضائع کرنے والے''۔

حافظ ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ الحکم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حمزہ نے عن ہشام بن الغاز عن مکحول عن ابی عبیدہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا معاملہ ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص جسے یزید کہا جائے گا اسے توڑ پھوڑ دے گا۔ یہ حدیث مکحول اور ابی عبیدہ کے درمیان منقطع ہے بلکہ مفصل ہے اور ابن عساکر نے اسے صدقہ بن عبداللہ دمشقی کے طریق سے عن ہشام بن الغاز عن مکحول عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن ابی عبیدہ عن رسول اللہ ﷺ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس امت کا معاملہ ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ سب سے پہلے اسے توڑنے پھوڑنے والا بنی امیہ کا ایک شخص ہو گا جسے یزید کہا جائے گا۔ پھر ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ یہ اسی طرح مکحول اور ابو ثعلبہ کے درمیان منقطع ہے اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن ہشام نے عن سفیان عن عوف عن خالد بن ابی المہاجر عن ابی العالیہ ہم سے بیان کیا کہ ہم شام میں حضرت ابوذرؓ کے پاس تھے کہ حضرت ابوذرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ سے ہو گا اور ابن خزیمہ نے اسے عن بندار عن عبدالوہاب بن عبدالمجید عن عوف روایت کیا ہے' مہاجر بن ابی مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعالیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابومسلم نے بحوالہ حضرت ابوذرؓ سے مجھ سے بیان کیا اور اسے اسی طرح بیان کیا' اور اس میں ایک واقعہ بھی ہے اور وہ یہ کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ غازیوں میں تھے اور ان کا سالار یزید بن معاویہ تھا' یزید نے ایک شخص سے لونڈی غصب کر لی تو اس شخص نے یزید کے خلاف حضرت ابوذرؓ سے مدد مانگی کہ وہ اسے لونڈی واپس دلا دیں' حضرت ابوذرؓ نے یزید کو حکم دیا کہ وہ لونڈی اسے واپس کر دے تو اس نے پس و پیش کی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسے حدیث بتائی تو اس نے لونڈی کو واپس کر دیا اور یزید نے حضرت ابوذرؓ سے کہا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا وہ شخص میں ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں' اور اسی طرح بخاری نے اسے تاریخ میں روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے محمد بن المثنیٰ سے بحوالہ عبدالوہاب روایت کیا ہے پھر امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ حدیث معلول ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت ابوذرؓ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام آئے ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت یزید بن ابی سفیان' حضرت عمرؓ کے زمانے میں فوت ہو گئے تو آپ نے ان کی جگہ ان کے بھائی حضرت معاویہؓ کو امیر بنا دیا اور عباس الدوری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن معین سے پوچھا کہ کیا ابوالعالیہ نے حضرت ابوذرؓ سے سماع کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں' اس نے صرف بحوالہ ابومسلم اس سے روایت کی ہے میں نے پوچھا یہ ابومسلم کون ہے؟ انہوں نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔

Marfat.com

اور ابن عساکر نے یزید بن معاویہؓ کی مذمت میں احادیث بیان کی ہیں جو سب کی سب موضوع ہیں اور ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں اور سب سے بہتر وہ حدیث ہے جسے ہم نے اس کے ضعف اسانید اور بعض حصے کا انقطاع کے باوجود بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

حارث بن مسکین نے عن سفیان عن شبیب عن عرقدة بن المستظل بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رب کعبہ کی قسم مجھے معلوم ہے کہ عرب کب ہلاک ہوں گے جب ان کا منتظم وہ شخص ہوگا جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہو گا اور نہ اسے اسلام میں تقدم حاصل ہوگا' میں کہتا ہوں یزید بن معاویہ کو اکثر شراب نوشی کرنے اور بعض فواحش کے ارتکاب کرنے پر ملامت کی جاتی ہے اب رہی بات حضرت حسینؓ کے قتل کی' تو جیسے اس کے دادا ابوسفیان نے احد کے روز کہا تھا کہ نہ اس نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ ان سے بے جا سلوک کیا ہے اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو میں ان سے وہ سلوک نہ کرتا جو ابن مرجانہ یعنی عبد اللہ بن زیاد نے کیا ہے اور جو ایلچی آپ کا سر لے کر آئے اس نے ان سے کہا تمہیں اس کے بغیر اطاعت ہی کافی تھی اور اس نے انہیں کچھ نہ دیا اور حضرت حسینؓ کے اہل بیت کی عزت کی اور ان کی تمام گمشدہ اشیاء انہیں واپس کیں اور ان سے دگنی دیں اور انہیں محملوں اور بڑے سامان کے ساتھ واپس مدینہ بھجوایا اور اس کے کنبے نے اپنے گھر میں' جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کنبہ تین دن ان کے پاس رہا' حضرت حسینؓ پر نوحہ کیا اور بعض کا قول ہے کہ شروع شروع میں جب یزید کو حضرت حسینؓ کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ خوش ہوا پھر اس پر پشیمان ہوا' ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ نے بیان کیا ہے کہ یونس بن حبیب الجرمی نے اس سے بیان کیا کہ جب ابن زیاد نے حضرت حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کیا تو اس نے ان کے سروں کو یزید کے پاس بھجوایا تو شروع شروع میں وہ آپ کے قتل سے خوش ہوا اور اس کی وجہ سے ابن زیاد کا مرتبہ اس کے ہاں اچھا ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد وہ پشیمان ہو گیا اور وہ کہا کرتا تھا کہ اگر میں تکلیف برداشت کرتا اور آپ کو اپنے گھر میں اتارتا اور جو وہ چاہتے اس کا فیصلہ ان کے سپرد کرتا تو مجھے کوئی گزند نہ پہنچتا خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ اور آپ کے حق اور قرابت کی رعایت کرنے میں میری حکومت میں فساد اور کمزوری پیدا ہو جاتی پھر وہ کہنے لگا ابن مرجانہ پر اللہ کی لعنت ہو کہ اس نے آپ کو تنگ اور مجبور کیا ہے حالانکہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ آپ کا راستہ چھوڑ دے یا آپ میرے پاس آ جاتے یا مسلمانوں کی کسی سرحد پر چلے جاتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وفات دے دیتا' مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ آپ کی بات نہ مانی اور آپ کو قتل کر دیا اور اس نے آپ کے قتل سے مجھے مسلمانوں کا مبغوض بنا دیا ہے اور ان کے دلوں میں میری عداوت کا بیج بو دیا ہے اور نیک اور فاجر مجھ سے اس لیے بغض رکھتے ہیں کہ لوگوں نے میرے حضرت حسینؓ کے قتل کرنے کو بری بات خیال کیا ہے مجھے ابن مرجانہ سے کیا واسطہ' اللہ اس کا بھلا نہ کرے اور اس سے ناراض ہو۔

اور جب اہل مدینہ اس کی اطاعت سے دست کش ہو گئے اور انہوں نے اسے معزول کر دیا اور ابن مطیع اور ابن حنظلہ کو اپنا امیر بنا لیا تو انہوں نے اس کے بارے میں کوئی بات نہ کی اور وہ سب لوگوں سے بڑھ کر اس سے عداوت رکھتے تھے۔ صرف اس کے بارے میں شراب نوشی کرنے اور بعض فحش باتوں کے ارتکاب کرنے کا ذکر کیا اور انہوں نے بعض روافض کی طرح اس پر زندقت (بے دینی) کا اتہام نہ لگایا بلکہ وہ فاسق تھا اور فاسق کی معزولی اس وجہ سے جائز نہیں ہوتی کہ اس سے فتنہ انگیزی اور جنگ ہوتی ہے جیسا کہ حرہ کے وقت ہوا اور اس نے انہیں اطاعت کی طرف واپس لانے کے لیے آدمی بھیجا اور انہیں تین دن کی مہلت دی اور جب

Marfat.com

وہ واپس آ گئے تو اس نے ان سے جنگ وغیرہ کی اور اہل حرہ کی جنگ میں ہی کفایت تھی لیکن اس نے مدینہ کو تین دن مباح کر کے حد سے تجاوز کیا' جس کے باعث بڑا شر پیدا ہوا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما اور اہل بیت نبوت کی جماعتوں نے نقض عہد نہ کیا اور نہ آپ نے یزید کی بیعت کے بعد کسی کی بیعت کی' جیسا کہ امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن علیہ نے ہم سے بیان کیا کہ صخر بن جویریہ نے بحوالہ نافع مجھ سے بیان کیا کہ جب لوگوں نے یزید بن معاویہ کو معزول کیا تو حضرت ابن عمرؓ نے اپنے بیٹوں اور اہل کو جمع کیا پھر تشہد پڑھا پھر کہنے لگے۔ اما بعد! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے عہد پر اس شخص کی بیعت کر لی ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ قیامت کے روز عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں دھوکے باز ہے اور سب سے بڑی عہد شکنی یہ ہے کہ اللہ کا شریک بنایا جائے اور یہ کہ کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول کے عہد پر کسی شخص کی بیعت کرے اور پھر اس کی بیعت توڑ دے' پس تم میں سے کوئی شخص یزید کو معزول نہ کرے اور نہ اس معاملے میں حد سے تجاوز کرے' پس میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کن بات ہو گی۔ اور مسلم اور ترمذی نے اسے صخر بن جویریہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح بیان کیا ہے اور ابو الحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف المدائنی نے عن صخر بن جویریہ عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اس کی مانند بیان کیا ہے۔

اور جب اہل مدینہ یزید کے پاس سے واپس آئے تو حضرت عبداللہ بن مطیع اور ان کے اصحاب حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور انہوں نے چاہا کہ آپ بھی یزید کو معزول کر دیں مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی تو ابن مطیع نے کہا' یزید شراب نوشی کرتا ہے اور تارک الصلوٰۃ ہے اور کتاب کے فیصلہ سے تجاوز کرتا ہے تو آپ نے انہیں کہا جو تم بیان کرتے ہو' میں نے اس سے یہ باتیں نہیں دیکھیں' میں اس کے پاس حاضر ہوا ہوں اور میں نے اس کے ہاں قیام کیا ہے میں نے اسے نماز کا پابند اور بھلائی کا جویاں پایا ہے اور وہ سنت کا پابند ہو کر فقہ کے بارے میں دریافت کرتا ہے' انہوں نے کہا' اس نے آپ کے سامنے یہ کام تصنع سے کیا ہے آپ نے فرمایا اسے مجھ سے کیا خوف یا امید ہے کہ وہ میرے لیے عاجزی کا اظہار کرے؟ کیا اس نے تمہیں شراب نوشی کے متعلق بتایا ہے جو تم اس کا ذکر کر رہے ہو! اور اگر اس نے تمہیں اس کے متعلق بتایا ہے تو بلاشبہ تم بھی اس کے شریک کار ہو اور اگر اس نے تمہیں اس کے متعلق نہیں بتایا تو تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اس بات کے متعلق گواہی دو جس کے متعلق تمہیں علم نہیں' انہوں نے کہا اگرچہ ہم نے اسے نہیں دیکھا لیکن ہمارے نزدیک یہ حق بات ہے آپ نے انہیں فرمایا' گواہوں کے بارے میں اللہ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا ہے کہ ﴿اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ وہ علم کے ساتھ سچی شہادت دیں اور میں تمہارے کسی کام آنے کا نہیں' انہوں نے کہا شاید آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ کے سوا کوئی اور ولی الامر ہو ہم آپ کو اپنا ولی الامر مقرر کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس بات کے تم مجھ سے خواہاں ہو اس پر میں تابع اور متبوع ہونے کی حالت میں جنگ کرنا جائز نہیں سمجھتا' انہوں نے کہا آپ نے اپنے باپ کے ساتھ مل کر جنگ کی ہے آپ نے فرمایا میرے باپ جیسا آدمی میرے پاس لاؤ جس قسم کی بات پر انہوں نے جنگ کی تھی میں بھی اس پر جنگ کروں گا' انہوں نے کہا اپنے دونوں بیٹوں ابو القاسم اور قاسم کو ہمارے ساتھ مل کر جنگ کرنے کا حکم دو آپ نے فرمایا اگر میں ان دونوں کو حکم دیتا تو خود بھی جنگ کرتا' انہوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ ایک مقام پر کھڑے ہوں ہم

Marfat.com

اس میں لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیں گے' آپ نے فرمایا سبحان اللہ' میں لوگوں کو اس بات کا حکم دوں جو میں نہیں کرتا اور نہ اس کو پسند کرتا ہوں پھر تو میں اللہ کے لیے اس کے بندوں کا خیر خواہ نہ ہوا' انہوں نے کہا پھر ہم آپ کو مجبور کریں گے' آپ نے فرمایا تب میں لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دوں گا اور خالق کی ناراضگی سے مخلوق راضی نہیں ہوتی پھر آپ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ مصعب بن زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی حازم نے عن ہشام عن زید بن اسلم عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر ابن مطیع کے پاس آئے تو وہ بھی اس کے پاس تھا' جب آپ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا ابو عبدالرحمٰن کو خوش آمدید' ان کے لیے تکیہ رکھو' آپ نے فرمایا میں آپ کو ایک حدیث سنانے آیا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہے۔ جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے روز آئے گا اور اس کے پاس کوئی حجت نہ ہو گی۔ اور جو شخص جماعت سے علیحدہ ہو کر مرا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے ہشام بن سعد کی حدیث سے عن زید عن ابیہ عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے زید بن اسلم سے اس کے باپ کے حوالے سے اس کی متابعت کی ہے اور لیث نے اسے عن محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور حضرت ابو جعفر الباقر نے بیان کیا ہے کہ آل ابو طالب اور آل بنی عبدالمطلب میں سے کسی نے حرہ کے ایام میں خروج نہیں کیا اور جب مسلم بن عقبہ مدینہ آیا تو اس نے آپ کی عزت کی اور آپ کو مقرب بنایا اور آپ کو پروانہ امان دیا اور المدائنی نے روایت کی ہے کہ مسلم بن عقبہ نے روح بن زنباع کو یزید کے پاس حرہ کی بشارت دینے بھیجا اور جب اس نے اسے صورت حال سے آگاہ کیا تو اس نے کہا ہائے میری قوم' پھر اس نے ضحاک بن قیس فہری کو بلا کر کہا اہل مدینہ جس حال سے دوچار ہوئے ہیں تو نے اسے دیکھا ہے؟ کون سی چیز ان کی حالت کو درست کرے گی؟ اس نے کہا' کھانا اور عطیات' پس اس نے ان کے پاس کھانا لے جانے کا حکم دیا اور ان پر اپنے عطیات کی بارش کر دی' کذاب رافضیوں نے جو کچھ اس کے بارے میں بیان کیا ہے یہ اس کے خلاف ہے کہ وہ ان کی تکلیف سے خوش ہوا اور ان کے قتل سے اس کا دل ٹھنڈا ہوا اور اس نے ابن الزبعریٰ کے متقدم الذکر اشعار پڑھے اور ابوبکر محمد بن خلف بن المرزبان بن بسام نے بیان کیا ہے کہ محمد بن القاسم نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اصمعی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے ہارون الرشید کو یزید بن معاویہ کے یہ اشعار پڑھتے سنا۔

عامر بن لوئی اور عبد مناف کے درمیان اس نے تمنا کی' بلاشبہ پاکیزہ لوگوں میں اس کے ننہال ہیں پھر اس نے اخلاف کے کارناموں کو حاصل کیا حضرت نبی کریم ﷺ کی عمزادی زمین پر جوتوں کے ساتھ چلنے والوں اور ننگے پاؤں چلنے والوں سے زیادہ معزز ہے تو اسے چھچھورے پن اور سختی میں' صدف کے موتی کی طرح پائے گا۔

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ میرے چچا مصعب نے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کے یہ اشعار مجھے سنائے۔

''یہ غم واپس آ گیا ہے اور گھر گیا ہے پھر نیند چلی گئی ہے اور رک گئی ہے میں ستارے کو دیکھنے کے لیے اسے تاڑ رہا ہوں مگر ستارہ طلوع نہیں ہوا' اس نے چکر لگایا ہے حتیٰ کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نشیب میں گر پڑا ہے جب چیونٹیاں جمع شدہ چیزوں کو کھا جاتی ہیں تو انہیں چوڑے منہ کے کنوؤں سے کچھ مل جاتا ہے ان کی پاکیزگی یہ ہے کہ جب وہ پہنچ جاتی ہیں تو

Marfat.com

آگے پیچھے ہموار جگہ پر اتر پڑتی ہیں' ایسے گنبدوں میں جو عمارت کے وسط میں ہوں اور اس کے اردگرد زیتون پکا ہوا ہو''۔

اور اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

''جب میں نے اس کے چہرے کو تاریک رات کے چاند سے تشبیہہ دی اور میرا راستہ تنگ ہو گیا تو اس نے مجھے کہا تو مجھے چاند سے تشبیہہ دیتا ہے یہ میری شان کو کم کرنے والی بات ہے لیکن میں پہلی عورت نہیں جس کی ہجو کی گئی ہو کیا تو نہیں دیکھتا کہ چاند اپنے کمال کے وقت جب تشبیہہ کو پہنچتا ہے تو دوبارہ میرے بازوبند کی طرح ہو جاتا ہے اگر تو نے میرے دانتوں کو چاند سے اور میری پلکوں کو سحر سے اور میری آنکھوں کی سیاہی کو رات سے تشبیہہ دی ہے تو یہ کوئی فخر کی بات نہیں''۔

اور زبیر بن بکار نے بحوالہ ابو محمد الجزری اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مدینہ میں ایک گلوکارہ لونڈی تھی جسے سلامہ کہا جاتا تھا اور وہ بڑی خوبرو' عقل مند اور قدآور عورتوں میں سے تھی اس نے قرآن پڑھا اور شعر کی روایت کی اور شعر کہے اور عبدالرحمٰن بن حسان اور احوص بن محمد اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے پس اسے احوص سے محبت ہو گئی اور اس نے عبدالرحمٰن سے اعراض کیا تو ابن حسان یزید بن معاویہ کے پاس شام چلا گیا اور اس نے اس کی مدح کی اور اسے سلامہ کے حسن و جمال اور فصاحت کے متعلق بتایا اور کہا یا امیر المومنین وہ آپ کے ہی لائق ہے اور یہ کہ وہ آپ کے داستان سراؤں میں شامل ہو' پس یزید نے مجھے بھیجا اور میں اسے خرید کر اس کے پاس لے آیا اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور اس نے اسے ان تمام لوگوں پر ترجیح دی جو اس کے پاس تھے اور عبدالرحمٰن واپس مدینہ آیا اور احوص کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے مغموم پایا اور اس نے اس کے غم میں اضافہ کرنے کے ارادے سے کہا۔

''اے وہ شخص جو واضح طور پر مبتلائے محبت ہے جسے محبوب سے شب ہائے عشق کا سوز پہنچا ہے محبت نے اسے خاموش کر دیا ہے اور وہ صبح کو محبت کے پیالے کے ساتھ لوٹتا ہے اور جو چیز اسے پسند ہے وہ بند ہو چکی ہے اور جو ناپسند ہے وہ کھلی ہوئی ہے اور جس کے پاس وہ ہے اس نے اسے اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے جس سے وہ خوشبو حاصل کرتا ہے وہ اللہ کا خلیفہ ہے' محبوب سے پوچھ لے وہ تجھ سے زیادہ مجروح دل ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے' احوص اس کا جواب دینے سے رُک گیا پھر اس کا غم اس پر غالب آ گیا تو اس نے یزید کے پاس جا کر اس کی مدح کی تو یزید نے اس کی عزت کی اور وہ اس کے ہاں صاحب مرتبہ ہو گیا اور سلامہ نے خفیہ طور پر اس کی طرف ایک خادم کو بھیجا اور اسے اس شرط پر مال بھی دیا کہ وہ اسے اس کے پاس لے آئے' خادم نے یزید کو اس کی اطلاع دے دی تو اس نے کہا' اس کا پیغام لے جاؤ تو اس نے ایسے ہی کیا اور احوص کو اس کے پاس لے گیا اور یزید ایسی جگہ پر بیٹھ گیا جہاں سے وہ ان دونوں کو دیکھتا تھا اور یہ دونوں اسے نہ دیکھتے تھے اور جب لونڈی نے احوص کو دیکھا تو وہ رو کر اس کے پاس آئی اور وہ رو کر اس کے پاس گیا اور اس کے حکم سے کرسی بچھا دی گئی جس پر وہ بیٹھ گیا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اپنے عشق کی شدت کے شکوے کرتے رہے اور دونوں مسلسل سحر تک گفتگو کرتے رہے اور یزید بغیر اس کے کہ انہیں کچھ شبہ ہو' دونوں کی باتوں کو سنتا رہا اور جب احوص نے باہر جانے کا ارادہ کیا تو

Marfat.com

اس نے کہا۔

''میرا دل اس محبوب کی وجہ سے سخت غمگین ہے جس سے میں ہمیشہ محتاط رہا ہوں''۔

وہ کہنے لگی:

''جب محبت کرنے والے جدائی کے بعد مایوس ہو گئے تو وہ تندرست ہو گئے اور میں بھی مایوس ہو گئی اور وہ اپنے حال پر نہیں رہے''۔

اس نے کہا:

''قابل اعتماد شخص کی مایوسی سے کون سکون حاصل کرتا ہے اے سلامہ میں سکون پذیر نہیں ہوا''۔

وہ کہنے لگی:

''قسم بخدا اے میرے غم میں تجھے نہیں بھولوں گی حتیٰ کہ روح میرے جوڑ بند مجھ سے جدا کر دے''۔

اس نے کہا:

''خدا کی قسم جس نے شام کی اور تو اس کی ہو گئی وہ ناکام نہیں ہوا اے اہل و مال کے بارے میں آنکھوں کی ٹھنڈک''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر اس نے سلامہ کو الوداع کہا اور باہر نکلا تو یزید نے اسے پکڑ لیا اور سلامہ کو بلایا اور کہا' تم دونوں نے آج شب جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق مجھے سچ سچ بتاؤ تو دونوں نے اسے بتایا اور جو اشعار دونوں نے کہے تھے اسے سنائے اور جو کچھ اس نے سنا تھا ان دونوں نے اس میں سے کسی حرف کو نہ بدلا اور نہ اس میں کچھ تغیر و تبدل کیا' یزید نے سلامہ سے پوچھا کیا تو اس سے محبت کرتی ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا میں اس سے محبت کرتی ہوں۔

''ایسی شدید محبت جو میرے جسم میں روح کی طرح رواں ہے' کیا روح و جسم کے درمیان جدائی ڈالی جا سکتی ہے''۔

یزید نے احوص سے پوچھا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

''ایسی شدید محبت جو قدیم ہے نئی نہیں' اور وہ پسلیوں کے درمیان آگ کی مانند بھڑک رہی ہے''۔

یزید نے کہا بلاشبہ تم دونوں شدید محبت بیان کرتے ہو' اے احوص اسے پکڑ لو یہ تمہاری ہوئی اور اس نے اسے قیمتی انعام دیا اور احوص خوشی خوشی اسے لے کر حجاز واپس آ گیا۔

روایت ہے کہ یزید گانے بجانے کے آلات' شراب نوشی کرنے' راگ الاپنے' شکار کرنے غلام اور لونڈیاں بنانے' کتے پالنے' مینڈھوں' ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا' ہر صبح کو وہ مخمور ہوتا اور وہ زین دار گھوڑے پر بندر کو زین سے باندھ دیتا اور اسے چلاتا اور بندر کو سونے کی ٹوپی پہناتا اور یہی حال غلاموں کا تھا اور وہ گھڑ دوڑ کراتا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اس پر غم کرتا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی موت کا باعث یہ ہوا کہ اس نے ایک بندر اٹھایا اور اسے نچانے لگا تو اس نے اسے کاٹ لیا اور لوگوں نے اس کے علاوہ بھی اس کے بارے میں باتیں بیان کی ہیں اللہ تعالیٰ ہی ان کی صحت کو بہتر جانتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی مذعور نے بیان کیا ہے کہ مجھے بعض اہل علم نے بتایا ہے کہ یزید بن معاویہ نے آخری بات یہ کی کہ اے اللہ

Marfat.com

اس بات پر میرا مواخذہ نہ کرنا جسے میں نے پسند نہیں کیا اور نہ اس کا ارادہ کیا ہے اور میرے اور عبید اللہ بن زیاد کے بارے میں فیصلہ فرما' اور اس کی انگوٹھی کا نقش آمنت باللہ العظیم تھا۔

یزید نے ۱۴/ ربیع الاوّل کو دمشق کی بستی حوارین میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۵/ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو بروز جمعرات وفات پائی اور اس کے باپ کی وفات کے بعد اس کی حکومت ۱۵/ رجب ۶۰ھ کو شروع ہوئی اور اس کی پیدائش ۲۵ھ کو ہوئی اور بعض لوگ ۲۶ھ اور بعض ۲۷ھ بھی بیان کرتے ہیں' اس کے باوجود اس کی عمر اور اس کی امارت کے ایام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کے متعلق بہت سے اقوال ہیں اور ان تحدیدات میں سے جو کچھ میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے اس سے اس اختلاف کا اشکال دور ہو جاتا ہے ان میں سے کچھ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مرا تو اس کی عمر چالیس سال سے متجاوز تھی۔ واللہ اعلم

پھر وفات کے بعد اسے دمشق لایا گیا اور اس کے بیٹے معاویہ بن یزید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جو ان دنوں امیر المومنین تھا اور اسے باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا اور اس کے زمانے میں یزید نامی نہر کو وسیع کیا گیا جو قاسیون پہاڑ کے دامن میں ہے اور وہ ایک چھوٹی سی نہر تھی جسے اس نے اتنا وسیع کر دیا جس میں پانی چل سکتا تھا۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابو الفضل محمد بن الفضل بن المظفر العبدی نے جو بحرین کے قاضی تھے اپنے خط میں اپنے الفاظ میں مجھے لکھا کہ میں نے یزید بن معاویہؓ کو خواب میں دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا' تو نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں' میں نے اس سے پوچھا کیا اللہ نے تجھے بخش دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں' اور اس نے مجھے جنت میں داخل کیا ہے' میں نے کہا وہ حدیث جو بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کو یزید کو اٹھائے دیکھا تو فرمایا ایک جنتی ایک دوزخی کو اٹھائے ہوئے ہے۔ اس نے کہا وہ صحیح نہیں' ابن عساکر نے بیان کیا ہے یہ بات ایسے ہی جیسے اس نے بیان کی ہے بلاشبہ یزید حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا نہیں ہوا' بلکہ وہ ہجرت کے بیسویں سال کے بعد پیدا ہوا ہے۔

یزید بن معاویہؓ کی اولاد اور اس کی تعداد:

ابو جعفر بن جریر نے بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک معاویہ بن یزید بن معاویہؓ ہے جس کی کنیت ابو لیلیٰ ہے اور اسی کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے کے آغاز کا وقت قریب آ گیا ہے اور ابو لیلیٰ کے بعد حکومت اس کی ہوگی جو غالب آ جائے گا''۔

اور خالد بن یزید کی کنیت ابو ہاشم تھی' کہتے ہیں کہ اس نے علم کیمیا حاصل کیا تھا اور ابو سفیان بھی اسی کا بیٹا تھا اور ان دونوں کی ماں ام ہاشم بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھی' یزید کے بعد مروان بن الحکم نے اس سے نکاح کر لیا اور اسی کے متعلق ایک شاعر نے کہا ہے:

''اے ام خالد خوش رہ بہت سے دوڑنے والے بیٹھنے والے کی طرح ہیں''۔

اور عبد العزیز بن یزید جسے اسوار کہا جاتا ہے اور یہ عربوں کے بڑے تیر اندازوں میں سے تھا اور اس کی ماں ام کلثوم بنت عبد اللہ بن عامر تھی جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے

Marfat.com

''لوگوں کا خیال ہے کہ جب وہ اساور (بصرہ میں آباد ہونے والی ایک پرانی قوم) کا ذکر کرتے ہیں تو وہ قریش کا بہترین آدمی ہوتا ہے''۔

اور عبداللہ اصغر' ابوبکر' عتبہ' عبدالرحمٰن' ربیع اور محمد مختلف ماؤں سے ہیں اور یزید' حرب' عمر اور عثمان بھی ہیں یہ پندرہ نرینہ اولاد ہیں اور اس کی بیٹیاں عاتکہ' رملہ' ام عبدالرحمٰن ام یزید اور ام محمد ہیں اور یہ پانچ بیٹیاں ہیں اور یہ سب ہلاک ہو چکے ہیں اور یزید کی کوئی اولاد باقی نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم

معاویہ بن یزید بن معاویہ کی امارت:

ابوعبدالرحمٰن اور ابو یزید اور ابولیلیٰ قرشی اموی بھی بیان کیا جاتا ہے' اس کی ماں ام ہاشم بنت ابی ہاشم ابن عتبہ بن ربیعہ تھی' اس کے باپ کی وفات کے بعد اور یہ اس کے بعد اس کا ولی عہد تھا۔ ۱۴/ ربیع الاول ۶۴ھ کو اس کی بیعت ہوئی اور یہ ایک نیک اور درویش انسان تھا اور اس کی مدت لمبی نہیں ہوئی' بعض کا قول ہے کہ اس نے چالیس روز حکومت کی اور بعض بیس دن اور بعض دو ماہ اور بعض ڈیڑھ ماہ اور بعض تین ماہ بیس دن اور بعض چار ماہ بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور یہ اپنی حکومت کے زمانے میں مریض تھا اور لوگوں کے پاس نہیں آیا اور ضحاک بن قیس ہی لوگوں کو نماز پڑھاتا اور امور کو درست کرتا تھا پھر یہی معاویہ بن یزید ۲۱ سال کی عمر میں وفات پا گیا اور بعض ۲۳ سال ۱۸ دن اور بعض ۱۹ سال اور بعض ۲۰ سال اور بعض ۲۵ سال کی عمر میں وفات پانا بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور اس کے بھائی خالد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض نے عثمان بن عتبہ اور بعض نے ولید بن عتبہ بیان کیا ہے اور یہی صحیح ہے بلاشبہ اس نے اسے اس بات کی وصیت کی تھی اور اس کے دفن میں مروان بن الحکم بھی موجود تھا اور ضحاک بن قیس ہی اس کے بعد لوگوں کو نماز پڑھاتا تھا حتیٰ کہ شام میں مروان کی حکومت قائم ہو گئی اور اسے دمشق میں باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس سے دریافت کیا گیا کیا تو وصیت نہیں کرے گا اس نے کہا میں اس کی تلخی کا توشہ اپنی آخرت کو نہیں لے جاؤں گا اور اس کی حلاوت کو میں بنی امیہ کے لیے چھوڑ دوں گا اور یہ مرحوم بہت سفید رنگ' بہت بالوں والا' بڑی بڑی آنکھوں والا' گھنگھریالے بالوں والا' بلند بینی' گول سر اور خوبرو تھا اور اس کے چہرے پر بہت بال تھے اور پتلے حسین جسم کا تھا۔

ابوزرعہ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ معاویہ عبدالرحمٰن اور خالد اس کے بھائی تھے اور وہ اچھے لوگوں میں سے تھے اور اس کے متعلق ایک شاعر عبداللہ بن ہمام البلوی نے کہا ہے۔

''یزید نے حکومت کو اپنے باپ سے حاصل کیا اور معاویہ نے اسے یزید سے حاصل کیا' اے بنی حرب اسے آپس میں چکر دیتے رہو اور اس سے دور کے نشانے کو نہ مارو''۔

روایت ہے کہ ایک روز اس معاویہ بن یزید نے لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا تو لوگ جمع ہو گئے تو اس نے جو باتیں انہیں کہیں ان میں یہ بات بھی تھی کہ اے لوگو میں نے تمہاری امارت سنبھال لی ہے حالانکہ میں ان کے حقوق کی ادائیگی میں کمزور ہوں اگر تم چاہو تو میں اسے طاقتور شخص کے لیے چھوڑ دیتا ہوں جیسے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت عمرؓ کے لیے چھوڑ دیا تھا

Marfat.com

اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے شوریٰ کے چھ آدمیوں میں اسے چھوڑ دیتا ہوں جیسے حضرت عمر بن الخطابؓ نے اسے چھوڑا تھا لیکن تم میں اس کے مناسب حال کوئی شخص نہیں اور میں نے تمہاری امارت کا معاملہ تم پر چھوڑ دیا ہے پس جو شخص تمہارے لیے مناسب ہو اسے اپنا امیر بنا لو پھر وہ منبر سے اتر کر اپنے گھر میں داخل ہو گیا اور اس سے باہر نہ نکلا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اسے زہر پلایا گیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے طاعون ہو گئی تھی۔

اور اس کے دفن کے موقع پر مروان حاضر ہوا اور جب اس سے فارغ ہوا تو مروان نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کسے دفن کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں معاویہ بن یزید کو مروان نے کہا وہ ابولیلیٰ ہے جس کے متعلق ارثم خزاری نے کہا ہے۔

''میں فتنے کی ہنڈیوں کو ابلتے دیکھ رہا ہوں اور ابولیلیٰ کے بعد حکومت اس کے لیے ہوگی جو غالب آ جائے گا''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جیسے اس نے کہا تھا ویسے ہی ہوا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ ابولیلیٰ نے کسی کے متعلق وصیت نہ کی اور فوت ہو گیا۔

پس حجاز میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما متغلب ہو گئے اور دمشق اور اس کے مضافات پر مروان بن الحکم متغلب ہو گیا اور اہل خراسان نے سلم بن زیاد کی بیعت کر لی حتیٰ کہ وہ لوگوں پر خلیفہ بن گیا اور انہوں نے اسے بہت پسند کیا اور سلم نے ان میں اچھی سیرت اختیار کی جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو پسند کیا پھر انہوں نے اسے اپنے درمیان سے نکال باہر کیا اور نافع بن ازرق کی سرکردگی میں قراء اور خوارج نے بصرہ میں بغاوت کر دی اور انہوں نے عبیداللہ بن زیاد کو اس کی بیعت کرنے کے بعد دھتکار دیا تا کہ وہ لوگوں کا امام ہو پس انہوں نے اسے اپنے ہاں سے نکال دیا اور وہ بہت سی رکاوٹوں کے بعد جن کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا' شام چلا گیا اور انہوں نے اس کے بعد عبداللہ بن حارث بن نوفل کی بیعت کر لی جو ببہ کے نام سے مشہور تھا اور اس کی ماں ہند بنت ابی سفیان تھی اور اس نے بصرہ کی پولیس پر ہمیان بن عدی السدوسی کو افسر مقرر کیا اور لوگوں نے جمادی الآخرۃ ۶۴ھ کے آغاز میں اس کی بیعت کر لی اور فرزدق نے کہا ہے۔

''میں نے کئی لوگوں کی بیعت کی اور ان کے عہد کو پورا کیا اور ببہ کی بیعت میں نے کسی ندامت کے بغیر کی''۔

اور اس نے چار ماہ وہاں قیام کیا پھر اپنے گھر ہی کا ہو رہا اور اہل بصرہ نے حضرت ابن زبیر کو خط لکھا اور حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پس آپ نے دو ماہ ان کو نماز پڑھائی پھر وہ کچھ ہوا جسے ہم ابھی بیان کریں گے اور نجدہ بن عامر حنفی نے یمامہ میں اور بنو ماحور نے اہواز اور فارس وغیرہ میں بغاوت کر دی جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی امارت

ابن حزم اور ایک گروہ کے نزدیک آپ اس وقت امیر المومنین تھے:

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب یزید فوت ہوا تو فوج مکہ سے چل پڑی اور یہ وہ لوگ تھے جو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور وہ بیت اللہ کی پناہ لیے ہوئے تھے اور جب حصین بن نمیر السکونی فوج کے ساتھ شام واپس آ گیا تو حجاز اور اس کے گردونواح میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی امارت مضبوط ہو گئی اور لوگوں نے یزید کے بعد وہاں آپ کی بیعت کر لی اور آپ نے اپنے بھائی عبیداللہ بن زبیر کو اہل مدینہ پر نائب مقرر کیا اور اسے بنی امیہ کو مدینہ سے جلاوطن کرنے کا حکم دے دیا پس اس نے انہیں جلاوطن کر دیا اور وہ شام کو چلے گئے اور ان میں مروان بن الحکم اور اس کا بیٹا عبدالملک بھی شامل تھے پھر اہل بصرہ نے باہمی جنگوں اور فتنوں کے بعد جن کا استقصاء طوالت کا باعث ہوگا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا' ہاں انہوں نے چھ ماہ سے بھی کم عرصے میں اپنے پر چار امیر مقرر کیے پھر ان کے امور میں خلل پڑ گیا پھر انہوں نے مکہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنے متعلق پیغام بھیجا تو آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ انہیں نماز پڑھائیں' کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مصعب بن عبدالرحمن نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی تو لوگوں نے کہا' اس امر میں صعوبت پائی جاتی ہے اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن علی بن ابی طالب ؓ نے بھی آپ کی بیعت کی اور آپ نے حضرت ابن عمر، حضرت ابن حنفیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کو بھی بیعت کرنے کا پیغام بھیجا مگر انہوں نے آپ کی بات نہ مانی اور تقریباً تین ماہ امام کے بغیر رہنے کے بعد رجب میں لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمن بن یزید انصاری کو امام الصلوٰۃ بنا کر اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ کو خراج کا افسر مقرر کر کے اہل کوفہ کی طرف روانہ کیا اور دونوں شہروں نے آپ سے عہد کیا اور آپ نے مصر کی طرف آدمی بھیجا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور آپ نے عبدالرحمن بن جحدر کو مصر پر نائب مقرر کیا اور جزیرہ نے اس کی اطاعت کر لی اور آپ نے حارث بن عبداللہ بن ربیعہ کو بصرہ کا امیر بنا کر بھیجا اور یمن اور خراسان کی طرف بھی پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کی بیعت کر لی اور شام میں ضحاک بن قیس کو پیغام بھیجا تو اس نے بھی بیعت کر لی کہتے ہیں کہ بلاد اردن میں اہل دمشق اور اس کے گردونواح کے باشندوں نے آپ کی بیعت نہیں کی اس لیے کہ جب حصین بن نمیر مکہ سے شام کی طرف واپس آیا تو انہوں نے مروان بن الحکم کی بیعت کر لی تھی اور حضرت ابن زبیرؓ کے پاس خوارج کی ایک جماعت آپ کا دفاع کرتے ہوئے سمٹ آئی جن میں نافع بن ازرق' عبداللہ بن اباض اور ان کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت بھی شامل تھی اور جب آپ کی خلافت مستحکم ہو گئی تو انہوں نے آپس میں کہا تم نے غلطی کی ہے کیونکہ تم نے اس شخص کے ساتھ مل کر جنگ کی ہے اور تمہیں حضرت عثمانؓ بن عفان کے بارے میں اس کی رائے کا علم نہیں ہوا اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیب گیری کرتے تھے۔ پس وہ اکٹھے ہو کر آپ کے پاس گئے اور انہوں نے آپ سے حضرت عثمانؓ کے

Marfat.com

بارے میں پوچھا اور آپ نے انہیں وہ جواب دیا جس سے انہیں تکلیف ہوئی اور جس ایمان' تصدیق اور عدل واحسان اور سیرت حسنہ اور بات کے واضح ہو جانے پر آپ کے حق کی طرف رجوع کرنے کو ان کے سامنے بیان کیا تو اس موقع پر انہوں نے آپ سے اعراض کیا اور آپ سے علیحدہ ہو گئے اور بلاد عراق وخراسان کو چلے گئے اور وہ ان میں اپنے ابدان وادیان اور مختلف ومنتشر مذاہب و مسالک کو لے کر پھیل گئے۔ جو منضبط ومنحصر نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ جہالت اور قوت نفوس اور اعتقاد فاسد پر مفرع ہیں' اس کے باوجود انہوں نے بہت سے شہروں اور صوبوں پر غلبہ پالیا حتیٰ کہ وہ ان سے چھن گئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

مروان بن الحکم کی بیعت کا بیان:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب حصین بن نمیر ارض حجاز سے واپس آیا اور عبید اللہ بن زیاد بصرہ سے شام گیا اور بنوامیہ مدینہ سے شام منتقل ہو گئے تو وہ معاویہ بن یزید کی وفات کے بعد مروان بن الحکم کے پاس آئے اور معاویہ بن یزید نے اس بات کا عزم کیا تھا کہ دمشق میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت نہ ہو اور اس کے باشندوں نے اس شرط پر ضحاک بن قیس کی بیعت کر لی کہ وہ ان کے درمیان صلح کرائے گا اور ان کے لیے ان کے معاملے کو ٹھیک کر دے گا تا کہ لوگ ایک امام پر متفق ہو جائیں اور ضحاک چاہتا تھا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت ہو اور حمص میں نعمان بن بشیر نے اور قنسرین میں زفر بن عبد اللہ کلابی نے اور فلسطین میں نائل بن قیس نے آپ کی بیعت کر لی اور روح بن زنباع جذامی کو وہاں سے نکال دیا اور عبید اللہ بن زیاد اور حصین بن نمیر مسلسل مروان بن الحکم کو امارت سنبھالنے کو خوبصورت کر کے دکھاتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے اس کی رائے سے موڑ دیا اور اسے حضرت ابن زبیرؓ کے اقتدار اور حکومت کے شام میں داخل ہونے سے خوف زدہ کر دیا اور انہوں نے اسے کہا تم قریش کے شیخ اور سردار ہو اور تم اس امارت کے زیادہ حق دار ہو پس اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کو چھوڑ دیا اور ابن زیاد اس بات سے ڈر گیا کہ اگر بنی امیہ کے سوا کسی اور نے حکومت سنبھال لی تو وہ ہلاک ہو جائے گا اس موقع پر یہ سب لوگ اپنی قوم بنی امیہ اور اہل یمن کے ساتھ مروان کے پاس سمٹ آئے اور اس نے ان کے ارادے سے اتفاق کر لیا اور وہ کہنے لگا کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی اور حسان بن مالک بن بحدل کلبی نے ضحاک بن قیس کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت سے موڑنے کے لیے خط لکھا اور بنی امیہ نے اس پر جو احسان کیے تھے اسے بتانے لگا اور ان کے فضل وشرف کو بیان کرنے لگا اور حسان بن مالک نے بنی امیہ کے لیے اہل اردن کی بیعت لی تھی اور وہ اپنے بھانجے خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی طرف دعوت دینے لگا اور اس نے اس بارے میں ضحاک کو ایک خط بھی روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ جمعہ کے روز منبر پر اہل دمشق کو اس کا خط پڑھ کر سنائے اور اس نے ناغضہ بن کریب الطابخی کے ہاتھ خط بھیجا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ بنی کلب میں سے تھا اور اسے کہا اگر وہ اسے لوگوں کو نہ سنائے تو تم خود پڑھ دینا پس اس نے اسے خط دیا اور وہ ضحاک کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے اسے خط پڑھنے کا حکم دیا مگر اس نے نہ مانا تو ناغضہ نے اٹھ کر لوگوں کو خط سنا دیا اور امراء کی ایک جماعت نے اس کی تصدیق کی اور دوسروں نے اس کی تکذیب کی اور لوگوں کے درمیان ایک عظیم فتنہ بھڑک اٹھا پس خالد بن یزید بن معاویہ نے جو ایک نوخیز جوان تھا منبر کی دوسری سیڑھی پر کھڑے ہو کر لوگوں کو پرسکون کیا اور ضحاک نے اتر کر لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور ضحاک بن قیس نے ناغضہ کی تصدیق کرنے والے لوگوں کو قید کرنے کا حکم دے دیا پس ان کے قبائل بھڑک اٹھے اور

Marfat.com

انہوں نے ان کو قید خانے سے باہر نکال دیا اور اہل دمشق حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور بنی امیہ کے بارے میں متردد ہو گئے اور جمعہ کی نماز کے بعد باب الجیرون پر لوگ جمع ہو گئے اور اس دن کو یوم جیرون کا نام دے دیا گیا۔

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ لوگوں نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو اپنا امیر بنانا چاہا مگر وہ نہ مانا اور انہی دنوں میں فوت ہو گیا پھر ضحاک بن قیس نے جامع مسجد کے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا اور یزید بن معاویہ کو گالیاں دیں تو بنی کلب کے ایک نوجوان نے اس کے پاس جا کر اپنے ڈنڈے سے اسے مارا اور لوگ اپنی تلواریں لگائے بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ لوگوں نے ایک دوسرے کے پاس جا کر باہم شدید جنگ کی' پس قیس اور اس کے دوست حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف دعوت دینے لگے اور ضحاک بن قیس کی مدد کرنے لگے اور بنو کلب' بنی امیہ اور خالد بن یزید بن معاویہ کی بیعت کی طرف دعوت دینے لگے اور یزید اور اس کے اہل بیت کی مدد کرنے لگے پس ضحاک بن قیس نے اٹھ کر دار الامارۃ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا اور صرف ہفتہ کے روز نماز فجر کے لیے باہر نکلا پس اس نے بنی امیہ کو پیغام بھیجا تو وہ اس کے پاس آ گئے اور ان میں مروان بن الحکم' عمرو بن سعید بن العاص اور یزید بن معاویہ کے بیٹے خالد اور عبداللہ بھی شامل تھے' المدائنی نے بیان کیا ہے کہ جو کچھ اس سے ہوا تھا اس پر اس نے ان سے معذرت کی اور ان کے ساتھ سوار ہو کر حسان بن مالک کلبی کے پاس جانے پر اتفاق کیا کہ وہ امارت کے لیے بنی امیہ کے کسی شخص پر اتفاق کر لیں' پس وہ سب سوار ہو کر اس کے پاس گئے اور اس دوران میں کہ وہ حسان کے پاس جانے کے لیے جابیہ کی طرف رواں تھے کہ اچانک معن بن ثور بن اخنس اپنی قوم قیس کے ساتھ آ گیا اور اس نے اسے کہا تو نے ہمیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی طرف دعوت دی تو ہم نے تیری بات مان لی اور اب تو اس بدو کی طرف جا رہا ہے کہ وہ اپنے بھانجے خالد بن یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنا دے' ضحاک نے اسے کہا' کیا مشورہ ہے؟ اس نے کہا مشورہ یہ ہے کہ ہم جس بات کو چھپاتے ہیں اسے ظاہر کریں اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کی طرف دعوت دیں اور جو اس سے انکار کرے اس سے جنگ کریں' پس ضحاک اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس بات کی طرف مائل ہو گیا اور دمشق واپس آ گیا اور اس نے قیس کی اس فوج کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھی اور اس کے دوستوں کے ساتھ قیام کیا اور فوجوں کے امراء کی طرف پیغام بھیجا اور لوگوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور اس نے یہ بات اطلاعاً حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو لکھ بھیجی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اہل مکہ سے اس کا ذکر کیا اور اس کے کام پر اس کا شکریہ ادا کیا اور آپ نے اسے شام کی نیابت کا خط لکھا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے خود بیعت خلافت لی۔ واللہ اعلم

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ پہلے اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی دعوت دی پھر عبید اللہ بن زیاد نے اسے یہ بات خوب صورت کر دکھائی کہ وہ خود اپنی طرف دعوت دے اور اس نے یہ کام از راہ مخالفت وفریب کیا تاکہ وہ جس کام کے پیچھے پڑا اسے بگاڑ دے پس ضحاک نے تین دن تک اپنی طرف دعوت دی جس کی وجہ سے لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہنے لگے' تو نے ہمیں ایک شخص کی بیعت کی دعوت دی ہے اور ہم نے اس کی بیعت کر لی ہے پھر تو نے کسی عذر وسبب کے اسے معزول کر دیا ہے پھر تو نے ہمیں اپنی طرف دعوت دی ہے؟ پس اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی طرف رجوع کر لیا اور اس وجہ سے لوگوں کے ہاں حقیر ہو گیا اور یہی ابن زیاد چاہتا تھا اور مروان سے ملاقات کرنے کے بعد عبید اللہ بن زیاد نے اس سے ملاقات کی اور اسے

Marfat.com

طرف دعوت دینے کو خوب صورت کر کے دکھایا پھر مروان اس لیے الگ ہو گیا کہ ضحاک کو دھوکہ دے اور دمشق کے نزدیک اترا اور ہر روز اس کے پاس آنے لگا' پھر ابن زیاد نے ضحاک کو مشورہ دیا کہ وہ دمشق سے صحرا کی طرف چلا جائے اور فوجوں کو اپنی طرف دعوت دے تا کہ اسے قدرت حاصل ہو پس ضحاک سوار ہو کر مرج راہط کی طرف چلا گیا اور فوجوں سمیت وہاں اتر پڑا اور اس موقع پر بنو امیہ اور ان کے پیروکار اردن میں اکٹھے ہو گئے اور بنی کلب کے حسان بن مالک کی قوم بھی ان کے پاس اکٹھی ہو گئی اور جب مروان بن الحکم نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کو منظم ہوتے اور حکومت کو آپ کے لیے مضبوط ہوتے دیکھا تو اس نے آپ کی بیعت کے لیے سفر کرنے اور آپ سے بنی امیہ کے لیے امان حاصل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا' پس وہ روانہ ہو کر اذرعات پہنچا تو ابن زیاد اسے عراق سے آتے ملا پس ان نے اسے اس ارادے سے روک دیا اور اس کی رائے کو حقیر قرار دیا اور عمرو بن سعید بن العاص' حصین بن نمیر اور ابن زیاد اور اہل یمن اور بہت سے لوگ اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے مروان سے کہا۔ تو قریش کا بڑا سردار ہے اور خالد بن یزید ایک نوجوان ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر کے ہیں اور لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے پس تو اس نوجوان سے مقابلہ نہ کر اور اپنے سینے کو اس کے سینے میں مار اور ہم تیری بیعت کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھا' اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے جابیہ میں ۳/ ذوالقعدہ ۶۴ھ کو بروز بدھ اس کی بیعت کر لی' یہ قول واقدی کا ہے اور جب امارت کا معاملہ اس کے لیے ہموار ہو گیا تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ضحاک بن قیس کی طرف گیا اور مرج راہط میں دونوں کی ملاقات ہوئی تو مروان نے اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا اور اس نے قیس سے اتنے آدمی قتل کیے کہ اس کی مثال نہیں سنی گئی' اس کی تفصیل ۶۵ھ کے آغاز میں بیان ہو گی۔

واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یہ معرکہ ۶۵ھ کے آغاز میں محرم میں ہوا تھا اور محمد بن سعد کی روایت میں ہے کہ واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یہ اس سال کے آخر میں ہوا تھا اور لیث بن سعد' واقدی' المدائنی' ابوسلیمان بن یزید' ابوعبیدہ اور کئی دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مرج راہط کا معرکہ ۱۵/ ذوالحجہ ۶۴ھ کو ہوا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مرج راہط کا معرکہ اور حضرت ضحاک بن قیس فہری کا قتل:

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ضحاک دمشق میں حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نائب تھے اور جب آپ کسی کام میں مشغول ہوتے تو وہ ان کی طرف سے نماز پڑھاتے اور حدود کو قائم کرتے اور امور کا انتظام کرتے' پس جب حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے تو آپ نے ان کے بیٹے یزید کی بیعت کا بار اٹھایا پھر جب یزید فوت ہو گیا تو لوگوں نے معاویہ بن یزید کی بیعت کر لی اور جب معاویہ بن یزید فوت ہو گیا تو دمشق کے لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی تا آنکہ لوگ کسی امام پر متفق ہو جائیں اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت نے وسعت اختیار کی تو آپ نے ان کی بیعت کرنے کا عزم کر لیا' پس آپ نے ایک روز لوگوں سے خطاب کیا اور یزید بن معاویہ پر عیب لگائے اور اس کی مذمت کی اور جامع مسجد میں فتنہ برپا ہو گیا حتیٰ کہ لوگ اس میں تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑ پڑے سو آپ نے لوگوں کو پرسکون کیا پھر خضراء سے دارالامارۃ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا پھر آپ نے بنی امیہ کے ساتھ اس بات پر اتفاق کر لیا کہ وہ حسان بن مالک بن بحدل کے پاس اردن جائیں اور جسے وہ امارت کا اہل قرار دے اس کے بارے میں اس پر اتفاق کر لیں اور حسان اپنے بھانجے خالد بن یزید بن میسون کی بیعت کرنا چاہتا تھا اور میسون بنت بحدل' حسان کی ہمشیرہ

Marfat.com

تھی' پس ضحاک جب ان کے ساتھ سوار ہوا تو فوج کی اکثریت الگ ہو گئی پس وہ دمشق واپس آ کر وہاں محفوظ ہو گیا اور اس نے امرائے فوج کو پیغام بھیجا اور اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے ان کی بیعت لی' اور بنوامیہ مروان اور عمرو بن سعید اور یزید بن معاویہؓ کے دونوں بیٹوں خالد اور عبداللہ کے ساتھ روانہ ہو کر جابیہ میں حسان بن مالک کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہیں ضحاک بن قیس کے مقابلہ میں فائدہ بخش طاقت حاصل نہ تھی پس مروان نے بیعت کرنے اور بنی امیہ کے لیے امان حاصل کرنے کے لیے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کرنے کا عزم کر لیا اس لیے کہ آپ نے مدینہ سے انہیں جلاوطن کرنے کا حکم دے دیا تھا پس وہ روانہ ہو کر اذرعات پہنچا تو عبیداللہ بن زیاد اسے عراق سے آتے ہوئے ملا۔ اور حصین بن نمیر اور عمرو بن سعید بن العاص بھی اس کے ساتھ تھے انہوں نے اسے یہ بات خوبصورت کر دکھائی کہ وہ اپنی طرف دعوت دے کیونکہ وہ اس ابن زبیرؓ سے اس کا زیادہ حق دار ہے جس نے جماعت کو چھوڑا ہے اور تین خلفاء کو معزول کیا ہے اور وہ مسلسل مروان سے یہ کہتے رہے حتیٰ کہ اس نے ان کی بات کو مان لیا اور عبیداللہ بن زیاد نے اسے کہا' میں تیری خاطر ضحاک کے پاس دمشق جاتا ہوں اور میں اسے تیری خاطر فریب دوں گا اور اس کی امارت کو کمزور کر دوں گا پس وہ اس کے پاس گیا اور ہر روز اس کے پاس آنے لگا اور خیر خواہی اور محبت کا اظہار کرنے لگا پھر اس نے اسے یہ بات خوب صورت کر دکھائی کہ وہ اپنی طرف دعوت دے اور ابن زبیر کو معزول کر دے بلاشبہ تو ان کے مقابلہ میں امارت کا زیادہ حق دار ہے اس لیے کہ تو ہمیشہ اطاعت میں رہا ہے اور امانت میں مشہور ہے اور ابن زبیرؓ لوگوں سے الگ تھلگ ہے پس ضحاک نے لوگوں کو تین دن اپنی طرف دعوت دی مگر وہ اس کے ساتھ ڈٹ کر نہ رہا تو اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی دعوت کی طرف رجوع کر لیا لیکن اس دعوت کے باعث لوگوں کے ہاں وہ حقیر ہو گیا پھر ابن زیاد نے اسے کہا جس چیز کا تو طالب ہے اس کا طالب شہروں اور قلعوں میں فروکش نہیں ہوتا وہ صرف صحرا میں اترتا ہے اور فوجوں کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے' سو ضحاک مرج راہط کی طرف گیا اور وہاں اتر پڑا اور ابن زیاد نے دمشق میں اور بنوامیہ نے تدمر میں اور خالد اور عبداللہ نے اپنے ماموں حسان کے پاس جابیہ میں اقامت اختیار کر لی' اور ابن زیاد نے مروان کو خط لکھا کہ وہ اپنی دعوت کا اظہار کرے تو اس نے اپنی طرف دعوت دی اور خالد بن یزید کی ماں ام ہاشم بنت ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کے ساتھ نکاح کر لیا اور اس کا معاملہ عظمت اختیار کر گیا اور لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس پر متفق ہو گئے اور وہ ضحاک بن قیس کے پاس مرج راہط کو روانہ ہوا اور عبیداللہ بن زیاد اور اس کا بھائی عباد بن زیاد بھی اس کے پاس گیا حتیٰ کہ مروان کے پاس تیرہ ہزار آدمی جمع ہو گئے اور دمشق میں اس کی طرف سے یزید بن ابی النمر تھا اس نے ضحاک کے عامل کو وہاں سے نکال دیا اور وہ مروان کی ہتھیاروں اور جوانوں کے ساتھ مدد کرتا تھا' کہتے ہیں کہ ان دنوں دمشق پر اس کا نائب عبدالرحمٰن بن الحکم تھا اور مروان نے اپنے میمنہ پر عبیداللہ بن زیاد اور میسرہ پر عمرو بن سعید بن العاص کو امیر مقرر کیا اور ضحاک نے نعمان بن بشیر کی طرف پیغام بھیجا تو نعمان نے اہل حمص کے ساتھ اس کی مدد کی جن کا امیر شرحبیل بن ذی الکلاع تھا اور زفر بن حارث کلابی اہل قنسرین کے ساتھ اس کے پاس آیا اور ضحاک کے پاس تیس ہزار فوج تھی اور اس کے میمنہ پر زیاد بن عمرو العقیلی اور میسرہ پر زکریا بن شمر الہلالی امیر تھے پس انہوں نے صف بند ہو کر مرج میں بیس روز جنگ کی وہ ہر روز مرج میں مڈبھیڑ کرتے اور شدید جنگ کرتے پھر عبیداللہ نے مروان کو مشورہ دیا کہ وہ دھوکے سے انہیں مصالحت کی دعوت دے بلاشبہ جنگ ایک دھوکہ ہے اور تو

Marfat.com

اور تیرے اصحاب حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں پس لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دیا گیا پھر مروان کے اصحاب نے خیانت کی اور انہیں بری طرح قتل کرنے لگے اور ضحاک نے بڑی پامردی دکھائی اور ضحاک بن قیس میدان کارزار میں قتل ہو گئے' انہیں بنی کلب کے ایک شخص زحمۃ بن عبداللہ نے قتل کیا' اس نے آپ کو نیزہ مار کر آر پار کر دیا اور وہ آپ کو پہچانتا نہیں تھا اور مروان اور اس کے ساتھیوں نے بھی بڑی پامردی دکھائی حتیٰ کہ وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور مروان نے اعلان کیا' پشت پھیر کر بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو پھر حضرت ضحاک کا سر لایا گیا' کہتے ہیں کہ سب سے پہلے روح بن زنباع جذامی نے اسے آپ کے قتل ہونے کی بشارت دی اور شام کی حکومت مروان بن الحکم کے ہاتھ میں مستحکم ہو گئی' روایت ہے کہ اسے مرج راہط کے روز اپنے آپ پر رونا آ گیا اور وہ کہنے لگا' کیا میں بوڑھا اور کمزور ہو جانے کے بعد حکومت کی خاطر تلواروں کے ساتھ قتل ہونے کے لیے آ گیا ہوں۔

میں کہتا ہوں اس کی حکومت کی مدت صرف نو ماہ رہی ہے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ اور ضحاک بن قیس بن خالد الاکبر بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک' ابوانیس' صحیح قول کے مطابق صحابہؓ کے مشیر تھے' آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا ہے اور آپ سے کئی احادیث روایت کی ہیں اور تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے روایت کی ہے اور آپ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کے بھائی ہیں وہ آپ سے دس سال بڑی تھیں اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ آپ کے چچا تھے' اسے ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ کو صحبت حاصل نہ تھی۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور بلوغ سے قبل آپ سے سماع کیا اور واقدی سے ایک روایت میں ہے کہ ضحاک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو سال قبل پیدا ہوئے اور آپ نے فتح دمشق میں شمولیت کی اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور وہاں پر نہر بردا کے قریب حجر الذہب کے پاس آپ کی حویلی ہے اور آپ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ اہل دمشق کے امیر تھے اور جب حضرت معاویہؓ نے کوفہ پر قبضہ کر لیا تو ۶۵ھ میں آپ کو وہاں نائب مقرر کیا اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ضحاک نے نماز میں سورۂ ص پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور علقمہ اور حضرت ابن مسعودؓ کے اصحاب نے سجود میں آپ کی متابعت نہیں کی پھر حضرت معاویہؓ نے اپنے پاس انہیں دمشق پر نائب مقرر کیا' اور آپ ہمیشہ انہی کے پاس رہے حتیٰ کہ حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے اور ان کا بیٹا یزید امیر بنا پھر آپ کے بیٹے کا بیٹا معاویہ بن یزید امیر بنا پھر آپ کا وہ حال ہوا جو ہم نے بیان کیا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عفان بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے بحوالہ حسن ہمیں بتایا کہ جب یزید بن معاویہ فوت ہو گیا تو ضحاک نے الہیثم کو خط لکھا:

''السلام علیک' اما بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ قیامت سے پہلے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے اور کچھ فتنے دھوئیں کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے ان میں آدمی کا دل اس طرح مر جائے گا جیسے اس کا بدن مر جاتا ہے' صبح کو آدمی مومن ہو گا اور شام کو کافر ہو گا اور لوگ اپنے خلاق اور دین کو دنیا کے تھوڑے سے سامان کے عوض فروخت کر دیں گے بلاشبہ یزید بن معاویہ فوت ہو گیا ہے اور تم ہمارے بھائی اور ہماری نظیر ہو پس تم ہم سے سبقت نہ کرو حتیٰ کہ ہم اپنے لیے کوئی تدبیر کریں۔

Marfat.com

اور ابن عساکر نے ابن قتیبہ کے طریق سے عن العباس بن الفرج الریاشی عن یعقوب بن اسحٰق بن ثوبہ عن حماد بن زید روایت کی ہے کہ حضرت ضحاک' حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ نے انہیں شعر سنایا۔

''میں نے ضحاک کے لیے مقابلہ کیا حتیٰ کہ میں نے اسے اس کی قوم میں کوتاہ حسب کی طرف لوٹا دیا''۔

ضحاک نے کہا ہماری قوم کو معلوم ہے کہ ہم گھوڑوں کے عرق گیر ہیں' حضرت معاویہؓ نے کہا آپ نے درست کہا ہے تم ان کے عرق گیر ہو اور ہم ان کے سوار ہیں حضرت معاویہؓ کا مقصد یہ ہے کہ تم سدھائے ہوئے ہو اور ہم شہسوار ہیں' روایت ہے کہ دمشق کے مؤذن نے ضحاک بن قیس سے کہا اے امیر قسم بخدا میں تم سے خدا کی خاطر محبت رکھتا ہوں' ضحاک نے اسے کہا لیکن میں تم سے خدا کی خاطر بغض رکھتا ہوں اس نے پوچھا اللہ تیرا بھلا کرے کس لیے؟ اس نے کہا اس لیے کہ تو اپنی اذان میں بتکلف نمائش کرتا ہے اور اپنے تعلیم دینے پر اجر لیتا ہے' حضرت ضحاک مرج راہط کی جنگ میں قتل ہوئے یہ ۱۵/ ذوالحجہ ۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ یہ قول لیث بن سعد' ابو عبید' واقدی' ابن زبیر اور المدائنی کا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کا قتل:

آپ کی ماں عمرۃ بنت رواحہ تھیں' حضرت نعمانؓ ہجرت کے بعد مدینہ میں جمادی الاوّل ۲ھ میں انصار کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے بچے تھے آپ کی ماں آپ کو اٹھا کر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس لائی تو آپ نے اسے گھٹی دی اور آپ کی ماں کو بشارت دی کہ یہ قابل تعریف حالت میں زندگی بسر کرے گا اور شہید ہو کر مرے گا اور جنت میں داخل ہوگا پس آپ بھلائی اور فراخی میں زندہ رہے اور آپ نے کوفہ میں حضرت معاویہؓ کی نو ماہ نیابت کی پھر شام میں سکونت پذیر ہو گئے اور فضالہ بن عبید کے بعد اس کے قاضی بن گئے اور فضالہ حضرت ابوالدرداء کے بعد قاضی بنے تھے اور آپ نے حمص میں حضرت معاویہؓ کی نیابت کی اور آپ ہی نے یزید کے حکم سے آل رسول کو مدینہ کی طرف واپس بھیجا اور آپ ہی نے یزید کو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا مشورہ دیا تو یزید کو ان پر ترس آ گیا اور اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور ان کی عزت کی' پھر جب مرج راہط کا معرکہ ہوا اور ضحاک بن قیس قتل ہو گئے تو نعمان نے انہیں اہل حمص کے ساتھ مدد دی اور انہوں نے آپ کو بیرین نامی بستی میں قتل کر دیا آپ کو خالد بن خلی المازنی نے قتل کیا اور خلی بن داؤد بھی قتل ہو گیا جو خالد بن خلی کا دادا تھا اور آپ کی بیٹی نے آپ کا مرثیہ کہا۔

''کاش ابن مزینہ اور اس کا بیٹا آپ کو قتل سے بچاتے اور تمام بنی امیہ میں سے کوئی باقی نہیں رہا' ایلچی آپ کے قتل کی خبر لایا ہے اے بھونکنے والے کتو! وہ آپ کے سر سے فتح کے طالب ہیں ان پر فنا کرنے والی نے چکر لگایا ہے میں پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر روؤں گی اور میں جب تک زندہ ہوں دوڑنے والے درندوں کے ساتھ روؤں گی''۔

کہتے ہیں کہ اعشیٰ ہمدان' حضرت نعمانؓ بن بشیر کے پاس آیا اس وقت آپ حمص کے امیر تھے اور وہ بیمار تھا' نعمان نے اس سے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا' تاکہ آپ مجھ سے صلہ رحمی کریں اور میری قرابت کا خیال کریں اور میرا قرض ادا کر دیں آپ نے کہا قسم بخدا میرے پاس کچھ نہیں لیکن میں تمہارے لیے ان سے کچھ پوچھتا ہوں پھر آپ اٹھ کر منبر پر چڑھے اور کہا اے اہل حمص یہ عراق سے تمہارا عمزاد ہے اور تم میں کچھ مدد چاہتا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے اموال میں اپنی مرضی سے فیصلہ

Marfat.com

کیجیے آپ نے ان کی بات نہ مانی تو انہوں نے کہا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر شخص اپنے مال سے دو دو دینار دیئے اور حساب لینے والے بیس ہزار آدمی تھے پس حضرت نعمانؓ نے جلدی سے اسے بیت المال سے چالیس ہزار دینار دے دیئے اور جب ان کے عطیات نکل گئے تو آپ نے ان میں سے ہر شخص کی عطاء سے دو دو دینار ساقط کر دیئے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ کے اقوال:

آزمائش کے وقت تیراکی کرنا مکمل ہلاکت ہے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے ابورواحہ بن ایہم سے بحوالہ الہیثم بن مالک طائی ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ شیطان کے بہت سے جال اور پھندے ہیں اور اس کے جالوں اور پھندوں میں سے اللہ کی نعمتوں پر اترانا اور فخر کرنا اور اللہ کے بندوں پر بڑائی کرنا اور اللہ کی ذات کو چھوڑ کر خواہشات کی پیروی کرنا بھی ہے اور آپ کی حسان صحاح احادیث میں سے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں یہ حدیث بھی ہے کہ آپ نے فرمایا بلاشبہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے پس جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو شبہات میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو رکھ کے اردگرد چراتا ہے قریب ہے کہ وہ اس میں چر جائے آگاہ رہو ہر بادشاہ کی ایک رکھ ہوتی ہے آگاہ رہو اللہ کی رکھ اس کے محارم ہیں آگاہ رہو، جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو اس سے سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو اس سے سارا جسم بگڑ جاتا ہے آگاہ رہو وہ لوتھڑا دل ہے۔

اسے مسلمؒ اور بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

ابومسہر نے بیان کیا ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حمص پر حضرت ابن زبیرؓ کے عامل تھے پس جب مروان بادشاہ بن گیا تو حضرت نعمانؓ بھاگ نکلے اور خالد بن خلی الکلاعی نے آپ کا تعاقب کر کے آپ کو قتل کر دیا۔ ابوعبیدہ اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس سال میں آپ کو قتل کیا گیا ہے اور محمد بن سعد نے اپنے اسانید سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک نہایت خوبصورت عورت سے نکاح کیا اور آپ نے اپنی ایک بیوی قیسونؔ یا فاختہ کو اسے دیکھنے کے لیے بھیجا اور جب اس نے اسے دیکھا تو اس نے اسے بہت پسند کیا پھر وہ آپ کے پاس واپس آئی تو آپ نے پوچھا تو نے اسے کیسا پایا ہے؟ وہ کہنے لگی، وہ بے مثل خوبصورت ہے مگر میں نے اس کی ناف کے نیچے ایک سیاہ تل دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کا خاوند قتل ہوگا اور اس کا سر اس کی گود میں ڈالا جائے گا تو حضرت معاویہؓ نے اسے طلاق دے دی اور حضرت نعمان بن بشیرؓ نے اس سے نکاح کر لیا۔ اور جب آپ ۶۵ھ میں قتل ہوئے تو آپ کے سر کو لا کر اس کی گود میں ڈالا گیا۔ اور سلیمان بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ آپ کو ۵۷ھ میں سلمیہ میں قتل کیا گیا اور دوسروں نے ۶۵ھ بیان کیا ہے اور بعض نے ۶۰ھ بیان کیا ہے اور صحیح بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ

اور اس سال میں حضرت مسور بن مخرمہؓ نے وفات پائی آپ چھوٹے صحابی تھے آپ کو حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ مکہ میں منجنیق

Marfat.com

کا پتھر لگا جب کہ وہ حجر میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ حصار مکہ میں قتل ہونے والے اعیان میں سے تھے اور آپ المسور بن مخرمہ بن نوفل ابوعبدالرحمٰن زہری ہیں آپ کی ماں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بہن عاتکہ ہے آپ کو صحبت اور روایت حاصل ہے آپ حضرت معاویہؓ کے پاس بھی گئے' آپ حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ رہنے والے اشخاص میں سے تھے' کہتے ہیں کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور جب آپ مکہ آتے تو ہر روز طواف کرتے اور سات روز اس سے غائب رہتے اور دو رکعت نماز پڑھتے کہتے ہیں کہ جنگ قادسیہ میں آپ کو ایک یاقوت سے مرصع لوٹا ملا تو آپ کو پتہ نہ چلا کہ یہ کیا ہے پس ایک ایرانی آپ سے ملا اور اس نے آپ سے کہا اسے میرے پاس دس ہزار درہم میں فروخت کر دو تو پھر آپ کو معلوم ہوا کہ یہ کوئی قیمتی چیز ہے سو آپ نے اسے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس بھیج دیا تو انہوں نے اسے آپ کو ہی غنیمت میں دے دیا تو آپ نے اسے ایک لاکھ میں فروخت کر دیا اور جب حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے تو آپ مکہ آ گئے تو حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ آپ کو منجنیق کا پتھر لگا کیونکہ انہوں نے اس سے کعبہ پر سنگ باری کی تھی پس آپ پانچ روز کے بعد مر گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا اور جن لوگوں نے آپ کی چارپائی کو اٹھایا اور ان کے ساتھ آپ بھی ان کو اٹھا کر جون کی طرف لے گئے اور وہ مقتولین کو روندتے اور اہل شام کے درمیان آپ کو لیے جاتے تھے' اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں حضرت مسور بن مخرمہ نے کھانا گراں قیمت پر فروخت کرنے کے لیے روک لیا اور آپ نے بادل کو دیکھا تو اسے ناپسند کیا اور جب صبح ہوئی تو آپ بازار گئے اور کہنے لگے جو میرے پاس آئے گا میں اسے دوں گا حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابومخرمہ کیا تمہیں جنون ہو گیا ہے؟ آپ نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا مجھے جنون نہیں ہوا' لیکن میں نے بادل کو دیکھا تو میں نے اس میں لوگوں کے فائدے کو پسند نہ کیا پس میں نے اس میں کچھ نفع لینا پسند نہیں کیا' حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا جزاک اللہ خیراً حضرت مسور ہجرت کے دو سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔

منذر بن زبیر بن العوامؓ:

آپ حضرت عمر بن الخطابؓ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے' آپ کی ماں حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھیں اور منذر نے یزید بن معاویہ کے ساتھ قسطنطنیہ سے جنگ کی اور حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو ایک لاکھ درہم انعام دیا اور زمین بھی جاگیر دی اور آپ کے مال پر قبضہ کرنے سے قبل ہی حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے اور منذر بن زبیر اور عثمان بن عبداللہ اور حکیم بن حزام' اہل شام کے ساتھ دن کو جنگ کرتے تھے اور رات کو انہیں کھانا کھلاتے تھے' منذر اپنے بھائی کے ساتھ حصار مکہ میں قتل ہوئے اور جب حضرت معاویہؓ فوت ہوئے تو آپ نے منذر کو وصیت کی کہ وہ آپ کی قبر میں اترے۔

مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ:

آپ نوجوان' دیندار اور فاضل آدمی تھے' مصعب بھی حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ حصار مکہ میں قتل ہوئے معرکہ حرہ میں قتل ہونے والوں میں محمد بن ابی بن کعب' عبدالرحمٰن بن ابی قتادہ' ابوحکیم معاذ بن الحارث انصاری بھی شامل ہیں جنہیں حضرت عمرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا تھا اور اس روز زینب بنت ام سلمہ کے دو بیٹے بھی قتل ہوئے اور اس روز زید بن محمد بن مسلمہ انصاری بھی قتل ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے سات بھائی اور کچھ اور لوگ بھی قتل ہوئے' رحمہم اللہ ورضی عنہم اجمعین' اور اضعف

Marfat.com

بن شریق نے بھی معرکہ حرہ میں وفات پائی' آپ نے فتح مکہ میں شمولیت کی اور جنگ صفین میں آپ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔

اور اس سال یعنی ۶۴ھ میں بلادِ مشرق میں بہت سی جنگیں ہوئیں اور فتنے پھیلے اور بلادِ خراسان پر عبداللہ بن خازم نامی ایک شخص غالب آ گیا اور اس نے اس کے عمال کو مغلوب کر کے انہیں وہاں سے نکال دیا اور یہ واقعہ یزید اور اس کے بیٹے معاویہ کی وفات کے بعد اور اس نواح میں حضرت ابن زبیر کی حکومت کے مستحکم ہونے سے قبل ہوا اور عبداللہ بن حازم اور عمرو بن مرثد کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جن کا تذکرہ وتفصیل طویل ہے' ہم نے ان کے مجمل بیان پر اکتفا کیا ہے کیونکہ ان کے بیان سے کوئی بڑا فائدہ نہیں ہے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ باغیوں کی جنگیں ہیں۔ واللہ المستعان۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ معاویہ بن یزید کی موت کے بعد اس سال اہل خراسان نے سلم بن زیاد بن ابیہ کی بیعت کر لی اور اسے بہت پسند کیا حتیٰ کہ انہوں نے اس سال میں پیدا ہونے والے بچوں میں سے ایک ہزار سے زائد کا نام اس کے نام پر رکھا پھر انہوں نے عہد شکنی کی اور اختلاف کیا اور سلم انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور مہلب بن ابی صفرہ کو ان کا امیر بنا کر چھوڑ گیا۔

اور اس سال شیعوں کے سردار کوفہ میں سلیمان بن صرد کے ہاں جمع ہوئے اور حضرت حسینؓ بن علی بن ابی طالب کا بدلہ لینے کے لیے نخیلہ کو مقرر کیا اور وہ ۱۰ محرم ۶۱ھ سے حضرت حسینؓ کے کربلا میں قتل ہونے سے لے کر اس بارے میں پرعزم اور کوشاں رہے اور انہوں نے جو پیغام آپ کو بھیجے تھے انہیں ان پر ندامت ہوئی اور آپ ان کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور آپ سے الگ ہو گئے اور آپ کی مدد نہ کی اور اس وقت وصل کی کوشش کی جب وصل فائدہ نہیں دیتا' پس وہ سلیمان بن صرد کے گھر میں اکٹھے ہوئے اور وہ جلیل القدر صحابی تھا اور اس بارے میں کوشش کرنے والوں کے پانچ سردار تھے۔ سلیمان بن صرد صحابی۔ المسیب بن نجیہ فزاری جو حضرت علیؓ کے کبار اصحاب میں سے ایک تھا۔ عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی' عبداللہ بن وال التیمی' اور رفاعہ بن شداد البجلی۔ اور یہ سب کے سب حضرت علیؓ کے اصحاب تھے ان سب نے تقاریر ومواعظ کے بعد سلیمان بن صرد کے امیر بنانے پر اتفاق کیا اور باہم نخیلہ کا عہد کیا نیز یہ کہ جو شخص ان کی اس بات کو قبول کرے وہ ۶۵ھ میں اس مقام پر آ جائے' پھر انہوں نے بہت سے اموال اور ہتھیار اکٹھے کیے۔ اور اس کے لیے تیاری کی' اور المسیب بن نجیہ نے ان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا:

''اما بعد' ہماری طول عمری اور کثرت فتن سے آزمائش کی گئی ہے اور اللہ نے ہماری آزمائش کی ہے اور اس نے ہمیں پسر بنت رسولؐ کی مدد کرنے میں جھوٹا پایا ہے حالانکہ اس سے قبل ہم نے ان سے مراسلت کی تھی' پس وہ اس خواہش پر ہمارے پاس آئے کہ ہم ان کی مدد کریں گے پس ہم نے ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور ان سے وعدہ خلافی کی اور ہم انہیں ان کے پاس لے آئے جنہوں نے آپ کو اور آپ کی اولاد اور آپ کے نیک قرابت داروں کو قتل کر دیا اور ہم نے اپنے ہاتھوں سے ان کی مدد نہ کی اور ہماری زبانوں نے ان کی مدد چھوڑ دی اور نہ ہم نے اپنے اموال سے انہیں قوت دی۔ پس ہم سب کے لیے دائمی ہلاکت ہو جب تک ہم آپ کے قاتلین اور آپ کے خلاف مدد دینے والوں کو قتل نہ کریں یا اس سے ورے قتل ہو جائیں اور ہمارے اموال تباہ ہو جائیں اور ہمارے گھر برباد ہو جائیں' اے لوگو تم یکبارگی

Marfat.com

کھڑے ہو جاؤ اور اپنے پیدا کرنے والے کے حضور توبہ کرو اور اپنے آپ کو مارو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے'' اور اس نے لمبی بات کی پھر انہوں نے اپنے سب بھائیوں کو لکھا کہ وہ آئندہ سال نخیلہ میں اکٹھے ہو جائیں۔''

اور سلیمان بن صرد نے سعد بن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما امیر مدائن کو اس بات کی دعوت دیتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور سعد نے اہل مدائن میں سے اپنے اطاعت کنندوں کو اس کی دعوت دی تو انہوں نے جلدی سے اسے قبول کر لیا اور اس کی مدد کی اور مذکورہ تاریخ میں نخیلہ میں جمع ہونے کا وعدہ کیا اور سعد بن حذیفہ نے سلیمان بن صرد کو یہ بات لکھ بھیجی تو اہل کوفہ اہل مدائن کے اس بات پر متفق ہونے سے خوش ہو گئے اور چستی سے اپنے اس کام میں لگ گئے اور جب یزید بن معاویہ تھوڑے عرصے بعد فوت ہو گیا تو انہوں نے امارت کا لالچ کیا اور یقین کر لیا کہ اہل شام کمزور ہو چکے ہیں اور ان کی امارت قائم کرنے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا' پس انہوں نے غلبہ پانے اور مقررہ وقت سے قبل نخیلہ کی طرف جانے کے بارے میں سلیمان سے مشورہ طلب کیا تو اس نے انہیں اس بات سے روکا' اور کہا' نہیں حتیٰ کہ وہ مقررہ وقت آ جائے جس کا ہم نے اپنے بھائیوں سے وعدہ کیا ہے پھر وہ اندر ہی اندر ہتھیار اور فوج تیار کرتے رہے اور عوام الناس کو ان کے متعلق پتہ نہ لگا اس وقت کوفہ کے عوام نے عمرو بن حریث کو جو کوفہ میں عبیداللہ بن زیاد کا نائب تھا' جا کر اسے محل سے باہر نکال دیا اور عامر بن مسعود بن اُمیہ بن خلف پر رضا مند ہو گئے جس کا لقب دحرجہ تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے لیے بیعت لی اور وہ حضرت ابن زبیرؓ کے نائبین کے آنے تک امور کو درست کرتا رہا اور جب جب اس سال یعنی ۶۴ھ کی ۲۲ر رمضان کو جمعہ کا دن آیا تو حضرت ابن زبیر کی طرف سے دو امیر کوفہ آئے ان میں سے ایک عبداللہ بن یزید خطمی جنگ اور سرحد کا امیر تھا اور دوسرا ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی ٹیکس اور اموال کا امیر تھا اور ان دونوں سے ایک جمعہ قبل اس مہینے کی پندرہ تاریخ کو مختار بن ابی عبید مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب آیا اور اس نے دیکھا کہ شیعہ سلیمان بن صرد کے پاس جمع ہو چکے ہیں اور انہوں نے اسے بہت عظمت دے دی ہے اور وہ جنگ کے لیے تیار ہیں' پس جب مختار کوفہ میں ان کے پاس ٹھہرا تو اس نے محمد بن علی بن ابی طالب کے امام مہدی ہونے کی طرف دعوت دی جو باطن میں محمد بن حنفیہ تھے اور ان کا لقب مہدی ہے پس بہت سے شیعوں نے اس کی پیروی کی اور سلیمان بن صرد سے الگ ہو گئے اور شیعہ سے دو فرقے بن گئے' ان میں سے عوام تو سلیمان کے ساتھ تھے جو حضرت حسینؓ کا بدلہ لینے کے لیے لوگوں کے خلاف خروج کرنا چاہتے تھے اور دوسرا مختار کے ساتھ تھا جو محمد بن حنفیہ کی امامت کی طرف دعوت دینے کے لیے خروج کرنا چاہتے تھے اور یہ سب کچھ حضرت محمد بن حنفیہ کے مشورے اور رضا مندی کے بغیر ہو رہا تھا اور وہ آپ کے متعلق جھوٹ بولتے تھے تاکہ لوگوں پر حقیقت کو مبہم کر کے اپنی فاسد اغراض تک پہنچ جائیں اور عین الصافیہ' حضرت عبداللہ بن زبیر کے نائب عبداللہ بن یزید کے پاس آیا' کیونکہ شیعوں کے دونوں فرقوں نے اپنے اختلاف کے باوجود لوگوں کے خلاف خروج کرنے اور جو وہ چاہتے تھے اس کی دعوت دینے میں اس کی مدد کی تھی اور کسی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ جلدی سے ان کے پاس جائے اور ان کی دیکھ بھال رکھے اور پولیس اور جانبازوں کو بھیجے کہ وہ جس فتنہ اور شر کا متفقہ طور پر ارادہ کیے ہوئے ہیں ان کا قلع قمع کرے اس نے اٹھ کر لوگوں میں تقریر کی اور اپنی تقریر میں ان لوگوں کے متعلق وہ باتیں بتائیں جن کی اسے اطلاع ملی تھی اور

Marfat.com

جس بات کو انہوں نے ارادہ کیا ہوا تھا وہ بھی بتائی اور یہ کہ ان میں سے کچھ لوگ تو حضرت حسین کا بدلہ لینا چاہتے ہیں اور انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ میں آپ کے قاتلین میں شامل نہیں ہوں اور قسم بخدا میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں آپ کے قتل کا دکھ ہوا ہے اور جنہوں نے آپ کے قتل کو ناپسند کیا ہے اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کے قاتلین پر لعنت کرے' اور قبل اس کے کہ کوئی مجھ سے جنگ کا آغاز کرے میں اس سے معترض نہ ہوں گا' اور اگر یہ لوگ حضرت حسینؓ کے قتل کا بدلہ لینا چاہتے ہیں تو یہ ابن زیاد کے پاس جائیں اسی نے حضرت حسینؓ اور آپ کے اہل کے نیک لوگوں کو قتل کیا ہے اور اس سے بدلہ لیں اور اپنے شہر کے لوگوں کے خلاف مسلح خروج نہ کریں اس میں ان کی موت اور بیخ کنی ہوگی' پس دوسرے امیر ابراہیم محمد بن طلحہ نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! اس فریب کار کے کلام سے اپنے آپ کو دھوکہ نہ دو' قسم بخدا ہمیں یقین ہے کہ یہ لوگ ہمارے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں اور ہم ضرور باپ کو بیٹے کے بدلے اور بیٹے کو باپ کے بدلے اور دوست کو دوست کے بدلے اور نمبردار کو اس کی نمبرداری کے بارے میں پکڑیں گے حتیٰ کہ وہ حق کو اختیار کریں اور اطاعت اختیار کر لیں' پس المسیب بن نجیہ نے جلدی سے اس کے پاس جا کر اس کی قطع کلامی کی اور کہا اے عہد شکنوں کے بیٹے کیا تو ہمیں اپنی تلوار اور اپنے ظلم سے ڈراتا ہے؟ خدا کی قسم تو اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے' ہم اپنے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے تجھے ملامت نہیں کرتے حالانکہ ہم نے تیرے باپ اور دادے کو قتل کیا ہے اور ہم تیرے اس محل سے نکلنے سے پہلے تجھے ان دونوں کے ساتھ ملا دینے کی آرزو رکھتے ہیں اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے اصحاب میں سے عمال کی ایک جماعت نے المسیب بن نجیہ کی مدد کی اور مسجد میں بڑا فتنہ پیدا ہو گیا۔ اور عبداللہ بن یزید خطمی منبر سے نیچے اتر آیا اور انھوں نے دونوں امیروں کے درمیان موافقت کرانی چاہی مگر موافقت نہ ہوئی پھر سلیمان بن صرد کے شیعہ اصحاب ہتھیاروں کے ساتھ نمودار ہوئے اور لوگوں کے خلاف خروج کرنے کی جو بات ان کے دل میں تھی اس کا اظہار کیا اور سلیمان بن صرد کے ساتھ سوار ہو کر جزیرہ کی طرف چلے گئے اور ان کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور مختار بن عبید ثقفی کذاب اس روز سے شیعوں کا مبغوض ہے جب اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تھا اور آپ اہل عراق کے ساتھ شام جا رہے تھے' پس آپ نے مدائن میں پناہ لی اور مختار نے اپنے چچا کو جو مدائن کا نائب تھا' مشورہ دیا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دے اور اسے اس کے ہاں اپنا کارنامہ قرار دے' مگر مختار کے چچا نے اس بات سے انکار کر دیا۔ پس اس وجہ سے شیعوں نے اس سے بغض رکھا اور جب مسلم بن عقیل کا واقعہ ہوا' اور ابن زیاد نے آپ کو قتل کر دیا اس وقت مختار کوفہ میں تھا اور ابن زیاد کو اطلاع ملی کہ وہ کہتا ہے کہ میں مسلم کی نصرت کے لیے ضرور کھڑا ہوں گا اور اس کا بدلہ لوں گا' پس اس نے اسے اپنے سامنے بلایا اور اس کی آنکھ پر اپنی چھڑی ماری جو اس کے ہاتھ میں تھی اور اسے زخمی کر دیا اور اسے قید کرنے کا حکم دے دیا اور جب اس کی بہن کو اس کی قید کی اطلاع ملی تو وہ رو پڑی اور اس نے گھبراہٹ کا اظہار کیا اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید بن معاویہ کو لکھا کہ وہ مختار کو قید خانے سے نکالنے کے لیے ابن زیاد کے پاس سفارش کرے' یزید نے ابن زیاد کو پیغام بھیجا کہ اس خط سے مطلع ہوتے ہی مختار بن عبید کو قید خانے سے نکال دو' اور ابن زیاد کو اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا اور ابن زیاد نے اسے قید خانے سے باہر نکال دیا اور اس نے اسے کہا اگر میں نے تین دن کے بعد تجھے کوفہ

Marfat.com

میں دیکھا تو میں تجھے قتل کر دوں گا پس مختار یہ کہتا ہوا حجاز کی طرف چلا گیا کہ خدا کی قسم میں عبیداللہ بن زیاد کی انگلیاں کاٹ دوں گا اور میں بالضرور حضرت حسین بن علیؓ کے بدلے میں اتنی تعداد میں لوگوں کو قتل کروں گا جتنے لوگ حضرت یحییٰ بن زکریا کے خون کے بدلے میں قتل ہوئے تھے اور جب عبیداللہ بن زیاد کی امارت مضبوط ہوگئی تو مختار بن عبید نے اس کی بیعت کر لی اور وہ اس کے ہاں بڑے امراء میں سے تھا اور جب حصین بن نمیر نے اہل شام کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا تو مختار نے حضرت ابن زبیرؓ کے ورے شدید جنگ کی اور جب اسے یزید بن معاویہ کی موت اور اہل عراق کے اضطراب کی اطلاع ملی تو وہ کسی معاملے میں حضرت ابن زبیرؓ سے ناراض ہو گیا اور حجاز سے نکل کر کوفہ چلا گیا اور جمعہ کے روز کوفہ میں داخل ہوا اور لوگ نماز کی تیاری کر رہے تھے اور وہ جس گروہ کے پاس سے گزرتا اسے سلام کہتا اور کہنے لگا فتح کی بشارت ہو اور اس نے مسجد میں داخل ہو کر ایک ستون کے ساتھ نماز پڑھی حتیٰ کہ نماز کھڑی ہو گئی پھر اس نے نماز کے بعد نماز پڑھی حتیٰ کہ عصر کی نماز پڑھی گئی پھر وہ واپس لوٹا تو لوگوں نے اسے سلام کہا اور اس کے پاس آئے اور اس کی تعظیم کی اور وہ حضرت محمد بن حنفیہ کے امام مہدی ہونے کی طرف دعوت دینے لگا اور اہل بیت کا بدلہ لینے کا اظہار کرنے لگا اور یہ کہ وہ صرف ان کے شعار کے قائم کرنے آیا ہے اور وہ ان کے نشان ظاہر کرے گا اور ان کا مکمل بدلہ لے گا اور شیعوں میں سے جو لوگ سلیمان بن صرد کے پاس جمع ہو گئے تھے انہیں کہنے لگا۔ اور اسے خدشہ ہوا کہ وہ سلیمان بن صرد کے ساتھ خروج کرنے میں جلدی کریں گے۔ اور وہ انہیں مدد نہ دینے کی ترغیب دینے لگا اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے لگا اور انہیں کہنے لگا میں ولی الامر' معدن الفضل' وصی الرضی اور امام مہدی کی جانب سے تمہارے پاس ایسی بات لے کر آیا ہوں جس میں شفا' پردے کا اٹھانا' دشمنوں کا قتل کرنا اور نعماء کا مکمل ہونا ہے اور سلیمان بن صرد اور ہم پر اللہ رحم فرمائے وہ ظالموں میں سے ایک ظالم ہے اور ایک بوسیدہ مشکیزہ ہے جو امور کا تجربہ نہیں رکھتا اور نہ اسے جنگ کی مہارت ہے وہ صرف تمہیں نکلنا چاہتا ہے تا کہ اپنے آپ کو اور تمہیں مار دے اور میں اس دلیل پر عمل کرتا ہوں جو میرے تصور میں آتی ہے اور ایک بات مجھ پر واضح ہوئی ہے جس میں تمہارے دوست کی عزت اور تمہارے دشمن کا قتل اور تمہارے سینوں کی ٹھنڈک ہے پس میری سنو اور میرے حکم کی اطاعت کرو پھر خوش ہو جاؤ اور ایک دوسرے کو خوشخبری دو اور جو کچھ تم امیدیں رکھتے اور چاہتے ہو میں ان سب کا کفیل ہوں' پس بہت سے شیعہ اس کے پاس جمع ہو گئے لیکن ان کے عوام سلیمان بن صرد کے ساتھ تھے اور جب وہ سلیمان کے ساتھ نخیلہ کو گئے تو عمر بن سعد بن ابی وقاص اور شبث بن ربعی وغیرہ نے کوفہ کے نائب عبداللہ بن زیاد سے کہا کہ بلاشبہ مختار بن ابی عبید' سلیمان بن صرد کے مقابلہ میں تم پر زیادہ سخت ہے' پس اس نے پولیس کو اس کے پاس بھیجا اور اس نے اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور اسے پکڑ کر اور بیڑیاں ڈال کر قید خانے میں لے گئے اور بعض کا قول ہے کہ بیڑیوں کے بغیر لے گئے۔ پس وہ ایک عرصہ تک قید خانے میں رہا اور اس میں بیمار ہو گیا' ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عیسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اور حمید بن مسلم ازدی اس کی عیادت کرنے اور اسے دیکھنے کے لیے اس کے پاس گئے تو میں نے اسے کہتے سنا:

''اے سمندروں' کھجوروں' درختوں' بیابانوں' چٹیل میدانوں' نیک فرشتوں اور نیک نمازیوں کے رب! میں ضرور تمام سرکشوں کو لچک دار نیزے اور شمشیر براں سے اخیار اور انصار کی فوجوں کے ساتھ قتل کر دوں گا جو نہ ناتجربہ کاروں کے

Marfat.com

موافق ہیں اور نہ بے ہتھیار ہیں' حتیٰ کہ جب میں دین کے ستون کو کھڑا کر دوں اور مسلمانوں کے شگاف کو درست کر دوں اور مومنین کے سینوں کی پیاس کو ٹھنڈا کر دوں اور یتیموں کی اولاد کا بدلہ لے لوں تو میں دنیا کے زوال پر نہیں روؤں گا اور جب موت قریب آ جائے گی تو اس کی پرواہ نہیں کروں گا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب بھی ہم قید خانہ میں اس کے پاس آئے وہ بار بار یہی بات ہمیں دہرا کر کہتا حتیٰ کہ وہ قید خانہ سے باہر نکل گیا۔

حضرت ابن زبیرؓ کے زمانے میں کعبہ کی تہدیم وتعمیر کا بیان:

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال میں حضرت ابن زبیرؓ نے کعبہ کو گرایا۔ کیونکہ اس کی دیوار منجنیق کی سنگباری سے جھک گئی تھی پس آپ نے دیوار کو گرا دیا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اساس تک پہنچ گئے اور اس کے پیچھے طواف کرتے اور نماز پڑھتے اور آپ نے حجر اسود کو تابوت میں ڈال دیا جو ریشمی کپڑوں کے ٹکڑوں میں تھا اور کعبہ میں جو زیورات' کپڑے اور خوشبوئیں خزانچی کے پاس تھیں انہیں جمع کر لیا یہاں تک کہ حضرت ابن زبیرؓ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے مطابق دوبارہ تعمیر کر دیا جیسا کہ صحیحین اور دیگر سنن و مسانید میں کئی طرق سے بحوالہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیری قوم نئی نئی کفر سے نہ نکلی ہوتی تو میں کعبہ کو ڈھا دیتا اور حجر کو اس میں شامل کرتا' بلاشبہ تیری قوم کو اخراجات نے روک دیا اور میں اس کے شرقی اور غربی دروازے کو بنا تا جن میں سے ایک سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر آتے اور میں اس کے دروازے کو زمین سے لگا دیتا بلاشبہ تیری قوم نے اس کے دروازے کو بلند کر دیا ہے تا کہ جسے چاہیں داخل کریں اور جسے چاہیں روک دیں' پس حضرت زبیرؓ نے اسے اسی طرح تعمیر کیا جیسے آپ کی خالہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بتایا۔ جزاک اللہ خیراً

پھر جب حجاج بن یوسف نے ۷۳ھ میں آپ پر غلبہ پایا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا تو اس نے شمالی دیوار کو گرا دیا اور حجر کو پہلے کی طرح باہر نکال دیا اور جن پتھروں کو آپ نے توڑا تھا انہیں کعبہ کے اندر داخل کر کے اس میں جوڑ دیا پس دروازہ اونچا ہو گیا اور اس کے یہ آثار اب تک باقی ہیں اور جب اسے حدیث کی اطلاع ملی تو اس نے کہا ہم نے اسے چھوڑ دینا چاہا اور اس نے اس کی کوئی ذمہ داری نہ لی اور منصور مہدی نے اسے دوبارہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعمیر پر بنانے کا ارادہ کیا اور اس نے اس بارے میں حضرت امام مالکؒ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا' میں پسند نہیں کرتا کہ بادشاہ اسے کھیل بنالیں۔ یعنی اپنی اپنی رائے کے مطابق اس کی تعمیر میں تلاعب کریں۔ اور یہی رائے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تھی اور یہی رائے عبدالملک بن مروان کی تھی اور یہ اور رائے رکھتا تھا۔ واللہ اعلم

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور مدینہ پر آپ کا بھائی عبید اللہ اور کوفہ پر عبداللہ بن یزید خطمی آپ کا عامل تھا اور اس کی قضاء سعید بن المرزبان کے سپرد تھی اور شریح فتنہ کے زمانے میں فیصلہ دینے سے رک گئے اور بصرہ پر عمر بن معمر التیمی امیر تھا اور اس کی قضاء پر ہشام بن ہبیرہ مقرر تھا اور خراسان کا امیر عبداللہ بن خازم تھا اور اس سال کے آخر میں مرج راہط کا معرکہ ہوا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' کہتے ہیں کہ اس میں مروان مصر میں داخل ہوا اور اسے ابن

Marfat.com

زبیر کے نائب عبدالرحمٰن بن حجدر سے چھین لیا اور شام اور مصر اور اس کے مضافات پر مروان کا ہاتھ مضبوط ہو گیا۔ واللہ اعلم

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابن زبیرؓ نے بیت اللہ کو گرانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اس کے گرانے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبید بن عمیر نے آپ کو اس کے گرانے کا مشورہ دیا اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا مجھے خدشہ ہے کہ آپ کے بعد آنے والا بھی اسے گرائے گا اور یہ ہمیشہ گرتا ہی رہے گا حتیٰ کہ لوگ اس کی حرمت کو ہیچ خیال کریں گے' میرا مشورہ یہ ہے کہ اس کی جو تعمیر خراب ہو چکی ہے آپ اس کو درست کر دیں پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے تین دن اللہ سے استخارہ کیا اور چوتھے دن جا کر رکن کو بنیاد تک ڈھا دینے کا آغاز کیا اور جب وہ بنیاد تک پہنچے تو انہوں نے پتھر کی جڑ کو ہاتھوں کی انگلیوں کی طرح ملا ہوا پایا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے پچاس آدمی بلائے اور انہیں کھدائی کرنے کا حکم دیا اور جب انہوں نے ان ملے ہوئے پتھروں پر کدالیں ماریں تو مکہ لرز گیا پس آپ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا پھر آپ نے اس پر بنیاد رکھی اور زمین کے ساتھ کعبہ کے دو دروازے بنائے ایک دروازے سے داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر نکلتے اور حجر اسود کو آپ نے اپنے ہاتھ سے رکھا اور اسے چاندی کے ساتھ مضبوط کیا کیونکہ وہ پھٹ چکا تھا اور آپ نے کعبہ کی وسعت میں دس ہاتھ اضافہ کیا اور اس کی دیواروں کو کستوری سے لیپ کیا اور انہیں ریشم سے ڈھانک دیا پھر آپ نے مساجد عائشہ سے زیارت کی اور بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی اور سعی کی اور کعبہ کے اردگرد جو تھوڑا سا پانی اور خون تھا اسے زائل کر دیا اور کعبہ اوپر سے نیچے تک منجنیق کے پتھروں سے کمزور ہو گیا تھا اور حجر اسود' کعبہ کے اردگرد کی آگ سے پھٹ گیا تھا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تجدید کعبہ کا سبب صحیحین میں لکھی ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم

۶۵ھ

اس میں تقریباً سترہ ہزار آدمی سلیمان بن صرد کے پاس جمع ہو گئے جو سب کے سب حضرت حسینؓ کے قاتلین سے بدلہ لینے کا مطالبہ کرتے تھے۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب لوگ نخیلہ کی طرف گئے تو وہ تھوڑے تھے اور سلیمان ان کی قلت سے حیران نہ ہوا اس نے حکیم بن منقذ کو بھیجا تو اس نے بلند آواز سے کوفہ میں اعلان کیا ہائے حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ' اور وہ مسلسل منادی کرتا ہوا بڑی مسجد تک پہنچ گیا' پس لوگوں نے اعلان سنا اور نخیلہ کی طرف چلے گئے۔

اور کوفہ کے اشراف بھی نکلے جو سلیمان بن صرد کے رجسٹر کے مطابق تقریباً بیس ہزار یا اس سے زیادہ تھے اور جب اس نے ان کے ساتھ چلنے کا عزم کیا تو ان میں سے چار ہزار کے سوا کسی نے اس کے ساتھ صف نہ باندھی تو المسیب بن نجبہ نے سلیمان سے کہا تجھے ناپسند کرنے والا فائدہ نہ دے گا اور تیرے ساتھ مل کر وہی جنگ کرے گا جسے نیت باہر نکالے گی اور وہ اپنے آپ کو اللہ کے لیے فروخت کر دے گا' پس تو کسی کا انتظار نہ کر اور اپنے دشمن کے ساتھ جہاد کو جا اور ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگ اور سلیمان نے اپنے اصحاب میں کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! جو شخص خدا کی رضا اور آخرت کے ثواب کے لیے نکلا ہے وہ ہم سے ہے اور ہم اس سے ہیں اور جو ہمارے ساتھ دنیا کے لیے نکلا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور نہ وہ ہمارے ساتھ رہے اور اس کے ساتھ جو لوگ باقی رہ گئے تھے انہوں نے کہا ہم دنیا کے لیے نہیں نکلے اور نہ ہم نے اسے طلب کیا ہے اس سے دریافت کیا گیا کیا تو حضرت حسینؓ کے

Marfat.com

قاتلین کے پاس شام جار ہا ہے اور ان کے سب قاتل ہمارے پاس کوفہ میں ہیں جیسے عمر بن سعد وغیرہ؟ سلیمان نے کہا بلاشبہ ابن زیاد وہ شخص ہے جس نے آپ کے مقابلہ میں فوج بھیجی اور آپ کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا' پس جب ہم اس سے فارغ ہو گئے تو ہم آپ کے ان دشمنوں کی طرف واپس آئیں گے جو کوفہ میں ہیں اور اگر پہلے میں ان سے جنگ کروں حالانکہ وہ تمہارے شہر کے باشندے ہیں اور تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہ ہوگا کہ وہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو جس نے اس کے پاس کو یا بھائی کو یا دوست کو قتل کیا ہو تو اس سے کمزوری واقع ہو جائے گی' پس جب تم ابن زیاد فاسق سے فارغ ہو جاؤ تو تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا انہوں نے کہا تو نے درست کہا ہے سو اس نے ان میں اعلان کر دیا کہ اللہ کا نام لے کر چل پڑو اور وہ ۵/ ربیع الاوّل جمعہ کی شام کو روانہ ہوئے۔

اور اس نے اپنی تقریر میں کہا:

''تم میں سے جو شخص دنیا کے سونے اور زبرجد کے لیے نکلا ہے' ہمارے پاس اس کی مطلوبہ چیز نہیں ہے ہمارے پاس صرف تلواریں ہیں جو ہمارے کندھوں پر پڑی ہیں اور نیزے ہمارے ہاتھوں میں اور ہمارا زادِ دشمن سے ملنے تک ہمیں کفایت کرے گا''۔

پس انہوں نے اس کی سمع و اطاعت کی اور اس حالت میں اسے جواب دیا اور اس نے انہیں کہا:

''سب سے پہلے تم پر ابن زیاد فاسق کو مارنا لازم ہے' اس کے لیے صرف تلوار ہے اور دیکھو وہ شام سے عراق جانے کے لیے آیا ہے''۔

پس لوگ اس کے ساتھ اس مشورے پر جم گئے اور جب انہوں نے اس کا ارادہ کر لیا تو عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد نے جو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کوفہ کے امیر تھے' سلیمان کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ابن زیاد کے خلاف ہمارے ہاتھ ایک ہوں اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ ایک فوج روانہ کریں تاکہ وہ انہیں ان کے ارادے پر مضبوط کرے اور انہوں نے اس کام کے لیے ایلچی بھیجا کہ وہ ان کا انتظار کرے حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آ جائیں' پس سلیمان بن صرد سرکردہ امراء کے ساتھ ان کے اپنے پاس آنے کے لیے تیار ہو گیا اور وہ اپنی نخوت کے ساتھ بیٹھا اور فوجیں اسے گھیرے ہوئی تھیں اور عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن طلحہ کوفہ کے اشراف کے ساتھ جو حضرت حسینؓ کے قاتل نہیں تھے آئے تاکہ وہ ان کا لالچ نہ کریں۔ اور عمر بن سعد بن ابی وقاص ان تمام ایام میں اپنی جان کے خوف سے قصرِ امارت میں عبداللہ بن یزید کے پاس رات گزارتا تھا' پس جب دونوں امیر سلیمان بن صرد کے پاس اکٹھے ہوئے تو ان دونوں نے اسے کہا اور مشورہ دیا کہ جب تک ابن زیاد سے جنگ کرنے پر ان کے دونوں ہاتھ ایک نہ ہوں وہ نہ جائیں اور وہ ان کے ساتھ فوج بھیجیں' بلاشبہ اہل شام بہت بڑی فوج اور جم غفیر ہیں اور وہ ابن زیاد کا دفاع کریں گے مگر سلیمان نے ان دونوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا ہم ایسے کام کے لیے نکلے ہیں جسے ہم نہ چھوڑ سکتے ہیں اور نہ اس میں تاخیر کر سکتے ہیں پس دونوں امیر کوفہ واپس آ گئے اور سلیمان بن صرد اور اس کے اصحاب نے اپنے ان بصری اور مدائنی اصحاب کا انتظار کیا جنہوں نے ان سے وعدے کیے تھے' پس وہ ان کے پاس نہ آئے بلکہ ان میں سے ایک شخص بھی نہ آیا' تو سلیمان نے اٹھ کر اپنے اصحاب میں تقریر کی اور انہیں اس کام کے لیے جانے کی ترغیب دی جس کے لیے وہ نکلے ہیں اس نے کہا اگر تمہارے بھائیوں نے

Marfat.com

تمہارے خروج کی بات سنی ہوتی تو وہ جلد تم سے آملتے' پس سلیمان اور اس کے اصحاب ۵/ ربیع الاوّل ۶۵ھ کو بروز جمعہ نخیلہ سے نکلے اور وہ انہیں کئی مراحل چلا کر لے گیا اور جوں جوں وہ مرحلہ وار شام کی طرف بڑھتے جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں سے ایک گروہ اس سے پیچھے رہ جاتا اور جب وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس سے گزرے تو وہ یک آواز چلائے اور بتکلف روئے اور ایک رات اس کے پاس نماز پڑھتے اور دعا کرتے گزاری اور ایک روز انہوں نے آپ کے لیے رحمت کی دعا مانگتے اور آپ کے لیے بخشش مانگتے گذارا اور آپ کی خوشنودی کے لیے انہوں نے تمنا کی کہ کاش وہ آپ کے ساتھ شہید ہو کر مرتے۔

میں کہتا ہوں اگر یہ عزم واجتماع حضرت حسینؓ کے اس مقام تک پہنچنے سے قبل ہوتا تو وہ آپ کے لیے زیادہ فائدہ مند ہوتا اور چار سال بعد سلیمان اور اس کے اصحاب نے آپ کی نصرت کے لیے جو اجتماع کیا اس سے زیادہ مددگار ہوتا اور جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو ان میں سے جو شخص بھی الگ ہوتا وہ قبر کے پاس آ کر آپ کے لیے رحمت اور بخشش کی دعا مانگتا حتیٰ کہ وہ اس ازدحام سے بڑھ کر ازدحام کرنے لگے جو حجر اسود کے پاس ہوتا ہے پھر وہ شام جانے کے ارادے سے چل پڑے اور جب وہ قرقیسیا کے پاس سے گزرے تو زفر بن حارث نے ان سے بچاؤ کیا تو سلیمان بن صرد نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم تم سے جنگ کرنے نہیں آئے' عوام کو ہماری طرف نکالو ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ تمہارے پاس قیام کریں گے' پس زفر بن حارث نے حکم دیا کہ عوام ان کے پاس جائیں اور المسیب بن نجبہ جو اس کے پاس ایلچی بن کر گیا تھا اس کے لیے اس نے ایک گھوڑے اور ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا' المسیب نے کہا' مال تو میں نہیں لوں گا' گھوڑا لے لوں گا اور زفر بن حارث نے سلیمان بن صرد اور اس کے ساتھ جو سرکردہ امراء تھے ان میں سے ہر ایک کی طرف بیس اونٹ' کھانا اور بہت سا چارا بھیجا پھر زفر بن حارث نے باہر نکل کر ان کی مشایعت کی اور سلیمان بن صرد کے ساتھ ساتھ چلا اور اس نے اسے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ اہل شام نے حصین بن نمیر اور شرجیل بن ذی الکلاع اور ادھم بن محرز الباہلی اور ربیعہ بن مخارق الغنوی اور جبلہ بن عبداللہ خثعمی کے ساتھ بہت بڑی تعداد میں فوج تیار کی ہے اس نے کہا ہم نے اللہ پر توکل کیا ہے اور مومنین کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے پھر زفر نے انہیں پیشکش کی کہ وہ اس کے شہر میں داخل ہوں اور اس کے دروازے کے پاس رہیں پس اگر کوئی ان کے پاس آیا تو وہ اس کے خلاف ان کے ساتھ ہوگا' انہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا اور کہنے لگے ہمارے اہل شہر نے بھی ہمیں اس قسم کی پیشکش کی تھی مگر ہم نہیں مانے' اس نے کہا جب تم اس بات سے انکاری ہو تو جلدی سے انہیں عین الوردۃ پر جالو پس پانی' شہر' بازار اور گھوڑے تمہارے پس پشت ہوں گے اور ہمارے اور تمہارے درمیان جو عہد ہے اس سے تم امن میں ہو گے پھر اس نے انہیں اس بات کے متعلق مشورہ دیا جس پر وہ جنگ کی حالت میں بھروسہ کرتے ہیں' اس نے کہا کھلے میدان میں ان سے جنگ نہ کرنا وہ تم سے تعداد میں زیادہ ہیں وہ تمہارا گھیراؤ کر لیں گے اور میں تمہارے ساتھ پیادوں کو نہیں دیکھتا اور وہ لوگ پیادوں اور سواروں والے ہیں اور ان کے پاس گھوڑوں کے دستے بھی ہیں ان سے محتاط رہو پس سلیمان بن صرد اور لوگوں نے اس کی اچھی تعریف کی پھر وہ ان کو چھوڑ کر واپس چلا گیا اور سلیمان بن صرد جلدی سے چل کر عین الوردۃ پہنچ کر اس کے مغرب میں اتر گیا اور وہ اپنے دشمنوں کے پہنچنے سے قبل وہاں پہنچ گیا اور سلیمان اور اس کے اصحاب نے آرام کیا اور مطمئن ہو گئے۔

Marfat.com

عین الوردۃ کا معرکہ:

جب اہل شام ان کے نزدیک آئے تو سلیمان نے اپنے اصحاب کو خطاب کیا اور انہیں آخرت میں رغبت دلائی اور دنیا سے بے رغبت کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی اور کہا اگر میں قتل ہو جاؤں تو المسیب بن نجبہ تمہارا امیر ہوگا اور اگر وہ بھی قتل ہو جائے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل امیر ہوگا اور اگر وہ بھی قتل ہو جائے تو رفاعہ بن شداد امیر ہوگا۔ پھر اس نے پانچ سو سواروں کے ساتھ المسیبؒ بن نجبہ کو اپنے آگے بھیجا اور انہوں نے ابن ذی الکلاع کی فوج پر حملہ کر دیا اور وہ بھاگ رہے تھے پس انہوں نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور دوسروں کو زخمی کر دیا اور اونٹوں کو ہانک لائے' اور عبیداللہ بن زیاد کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے آگے حصین بن نمیر کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا' پس سلیمان بن صرد اور اس کی فوج ۲۲/ جمادی الاولیٰ کو بدھ کے روز صبح صبح کھڑے تھے اور حصین بن نمیر بارہ ہزار فوج میں کھڑا تھا اور دونوں فریق سے ہر ایک اپنے اپنے مقابل کے ساتھی سے نپٹنے کے لیے تیار ہو چکا تھا' پس شامیوں نے سلیمان کے ساتھیوں کو مروان بن الحکم کی اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی اور سلیمان کے ساتھیوں نے شامیوں کو دعوت دی کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کو ان کے سپرد کر دیں اور وہ اسے حضرت حسینؓ کے بدلے میں قتل کر دیں' ہر فریق نے دوسرے فریق کی بات کا جواب دینے سے انکار کر دیا' اور انہوں نے وہ پورا دن' رات تک شدید جنگ کی اور اس میں عراقیوں کو شامیوں پر غلبہ حاصل رہا۔ اور جب انہوں نے صبح کی تو صبح صبح ابن ذی الکلاع اٹھارہ ہزار سواروں کے ساتھ شامیوں کے پاس پہنچ گیا اور ابن زیاد نے اسے زجر و توبیخ کی' اس روز بھی لوگوں نے جنگ کی' جس کی مثل بوڑھوں اور بے ریشوں نے کبھی جنگ نہیں دیکھی' رات تک صرف نماز کے اوقات ہی ان کے درمیان رکاوٹ بنتے اور جب لوگوں نے تیسرے دن کی صبح کی تو ادھم بن محرز دس ہزار کے ساتھ شامیوں کے پاس پہنچ گیا' یہ جمعہ کے دن کا واقعہ ہے پس انہوں نے دھوپ چڑھتے تک سخت جنگ کی پھر اہل شام نے اہل عراق کو چکر دے کر ہر جانب سے ان کا گھیراؤ کر لیا اور سلیمان بن صرد نے لوگوں سے خطابؓ کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی اور لوگوں نے باہم سخت جنگ کی پھر سلیمان بن صرد پیادہ ہو گیا اور اس نے اپنی تلوار کا میان توڑ دیا اور آواز دی اے بندگانِ خدا جو شخص جنت کی طرف جانا چاہتا ہے اور اپنے گناہ سے توبہ کرنا چاہتا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنا چاہتا ہے وہ میرے پاس آ جائے تو بہت سے لوگ اس کے ساتھ پیادہ ہو گئے اور انہوں نے اپنی تلواروں کے میان توڑ دیئے اور حملہ کر دیا حتیٰ کہ دشمن کے وسط میں پہنچ گئے اور انھوں نے اہل شام میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا حتیٰ کہ وہ خون میں گھس گئے اور عراقیوں کا امیر سلیمان بن صرد قتل ہو گیا اسے یزید بن حصین نامی ایک شخص نے تیر مارا اور وہ گر پڑا پھر اٹھا پھر گرا پھر اٹھا پھر گرا' اور وہ کہہ رہا تھا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں' پس المسیب بن نجبہ نے جھنڈا پکڑ لیا اور اسے لے کر شدید جنگ کی اور وہ کہہ رہا تھا۔

"میں گھنگھریالی زلفوں والی اور ننگے سینے والیوں کو جانتا ہوں میں جنگ کی صبح کو چھلانگ لگانے والے ایال دار شیر سے زیادہ بہادر ہوتا ہوں اور مدمقابل لوگوں کی گردنیں توڑنے والا اور خوفناک پہلو والا ہوتا ہوں"۔

پھر اس نے شدید جنگ کی پھر ابن نجبہ بھی فوت ہو گیا اور اس جنگ میں اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ پھر عبداللہ بن سعد بن نفیل نے جھنڈا پکڑ کر اسی طرح شدید جنگ کی اور اسی وقت ربیعہ بن مخارق نے اہل عراق پر زبردست حملہ کر دیا اور عبداللہ بن سعد بن نفیل

Marfat.com

اور اس نے مبارزت کی پھر دونوں ایک ہو گئے اور ربیعہ کے بھتیجے نے عبداللہ بن سعد پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر اس کا چچا غضب ناک ہو گیا اور عبداللہ بن وال نے جھنڈا پکڑ لیا اور اس نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور کہنے لگا جنت کی طرف روانگی۔ یہ عصر کے بعد کا واقعہ ہے اور اس نے لوگوں کے ساتھ حملہ کیا اور اس کے اردگرد جو آدمی تھے انہیں پراگندہ کر دیا پھر وہ بھی قتل ہو گیا۔ اور وہ مفتی فقہاء میں سے تھا۔ اسے ادھم بن محرز الباہلی نے قتل کیا جو اس وقت شامیوں کا امیر جنگ تھا۔

پھر رفاعہ بن شداد نے جھنڈا پکڑا اور لوگوں کے ساتھ پسپا ہو گیا اور شامی اپنے گھروں کو واپس آ گئے اور رفاعہ اپنے باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ اپنے ممالک کو واپس آنے کے لیے تیار ہو گیا اور جب شامیوں نے صبح کی تو اچانک عراقیوں نے اپنے ملک کو واپس جاتے ہوئے حملہ کر دیا اور نہ انہوں نے ان کے پیچھے کسی کو تعاقب کے لیے اور نہ مقتولین اور مجروحین کو دیکھنے کے لیے بھیجا اور جب وہ ہیت پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سعد بن حذیفہ بن الیمان اپنے مدائنی ساتھیوں کے ساتھ ان کی نصرت کے ارادے سے آ گیا ہے اور جب انہوں نے اسے ان کے حالات اور جو مصیبت ان پر نازل ہوئی اس کے متعلق بتایا اور انہوں نے اسے ان کے اصحاب کی موت کی خبر دی تو انہوں نے ان کے لیے رحم اور بخشش کی دعا کی اور اپنے بھائیوں پر روئے اور اہل مدائن واپس مدائن چلے گئے اور اہل کوفہ میں سے واپس جانے والے کوفہ لوٹ گئے اور ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور مختار ابھی تک قید خانے میں تھا اور اس سے باہر نہیں نکلا تھا' اس نے رفاعہ بن شداد کو ان میں سے قتل ہو جانے والوں کے متعلق تعزیتی خط لکھا اور ان کے لیے رحم کی دعا کی' اور انہیں ان کے حصول شہادت اور اجر جزیل پر رشک دلانے لگا اور کہنے لگا' ان لوگوں کو خوش آمدید ہو جن کے اجر کو اللہ نے بڑھایا ہے اور ان سے راضی ہوا ہے اور قسم بخدا ان میں سے جس شخص نے ایک قدم بھی اٹھایا ہے اسے اللہ کی طرف سے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ثواب ملے گا' سلیمان نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اور اللہ نے اسے موت دے دی ہے اور اس کی روح کو نبیوں' شہیدوں اور صالحین کی ارواح کے ساتھ رکھا ہے' اس کے بعد میں مامون امیر ہوں اور سرکشوں اور مفسدین کو قتل کرنے والا ہوں۔ ان شاء اللہ

پس تیاری کرو اور تیار ہو جاؤ اور خوش ہو جاؤ' میں تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اور اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس نے اس مفہوم کی بہت سی باتیں بیان کیں۔ اور اس نے ان کی آمد سے قبل لوگوں کو اپنے اس آقا سے خبر پا کر جو شیاطین میں سے اس کے پاس آتا تھا' ان کی ہلاکت کی خبر دی اور اس کے پاس شیطان آیا کرتا تھا اور اسے قریباً وحی کیا کرتا تھا جو مسیلمہ کا شیطان اس کی طرف کرتا تھا اور سلیمان بن صرد اور اس کے اصحاب کی فوج کا نام توابین کی فوج تھا اللہ ان پر رحم کرے اور سلیمان بن صرد خزرجی ایک جلیل' نبیل اور عابد و زاہد صحابی تھا اس نے صحیحین وغیرہ میں حضرت نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور وہ حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں شامل ہوا اور وہ ان لوگوں میں سے ایک تھا جس کے گھر میں شیعہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے جمع ہوا کرتے تھے اور اس نے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو عراق آنے کے خطوط لکھے آپ کو خط لکھا اور جب آپ عراق آئے تو انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور اس کے بعد آپ کربلا میں قتل ہو گئے اور ان لوگوں نے دیکھا کہ وہ آپ کی آمد کا سبب بنے ہیں اور انہوں نے آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا ہے حتیٰ کہ آپ اور آپ کے اہل بیت قتل ہو گئے ہیں پس یہ لوگ اس فعل پر جو انہوں نے آپ کے ساتھ کیا تھا' پشیمان ہوئے پھر وہ اس فوج میں اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اپنی فوج کا نام

Marfat.com

''توابین کی فوج'' رکھا اور اپنے امیر سلیمان بن صرد کا نام ''امیر التوابین'' رکھا۔ پس سلیمانؓ عین الوردۃ کے معرکہ میں ۶۵ھ میں قتل ہو گیا اور بعض نے ۶۷ھ میں قتل ہونا بیان کیا ہے' پہلا قول اصح ہے' قتل کے وقت سلیمان کی عمر ۹۳ سال تھی' معرکہ کے بعد اس کا اور المسیب بن نجبہ کا سر مروان بن الحکم کے پاس لایا گیا اور شامی امراء نے مروان کو اس فتح کے متعلق خطوط لکھے جو اللہ نے انہیں ان کے دشمن پر دی اور اس نے لوگوں سے خطاب کر کے فوجوں کے بارے میں اور اہل عراق میں سے جو لوگ قتل ہوئے تھے ان کے متعلق بتایا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے گمراہوں کے سرداروں سلیمان اور اس کے اصحاب کو ہلاک کر دیا ہے اور اس نے دمشق میں سروں کو لٹکا دیا اور مروان بن الحکم نے اپنے بعد اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کے لیے امارت کی وصیت کی تھی اور اس نے اس سال امراء سے اس امر پر بیعت لی' یہ ابن جریر وغیرہ کا قول ہے۔

اور اسی سال میں مروان بن الحکم اور عمرو بن سعید الاشدق دیار مصر میں داخل ہوئے اور ان دونوں نے مصر کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نائب عبدالرحمٰن بن حجدم سے چھین لیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ مروان نے مصر کا قصد کیا اور اس کا نائب ابن حجدم اس کے مقابلہ میں نکلا' پس مروان نے اس سے جنگ کرنے کے لیے اس کا سامنا کیا تو وہ اس کے ساتھ مشغول ہو گیا اور عمرو بن سعید فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ عبدالرحمٰن بن حجدم کے پیچھے سے نکل کر مصر میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور عبدالرحمٰن بھاگ گیا اور مروان نے مصر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور اسی سال میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی مصعب کو شام کو فتح کرنے کے لیے بھیجا اور مروان نے عمرو بن سعید کو اس کے مقابلہ میں بھیجا' پس وہ اسے فلسطین میں ملا اور مصعب بن زبیر اس کے مقابلہ میں بھاگ گیا اور واپس لوٹ آیا اور اسے کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی اور شام اور مصر کی حکومت مروان کے لیے مستحکم ہو گئی۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مروان نے مصر کا محاصرہ کر لیا اور عبدالرحمٰن بن حجدم نے شہر کے اردگرد خندق بنا دی اور اہل مصر کے ساتھ اس کے ساتھ جنگ کرنے کو نکلا اور وہ باری باری جنگ کرتے اور آرام کرتے تھے اور اسے یوم التراویح کا نام دیا گیا ہے۔ اور اہل شہر کے خواص میں مسلسل قتل جاری رہا اور ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور اس روز عبداللہ بن یزید بن معدی کرب الکلاعی بھی مارا گیا جو ایک سردار تھا' پھر عبدالرحمٰن نے مروان سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ مکہ چلا جائے گا تو مروان نے اس کی بات مان لی اور اس نے اپنے ہاتھ سے اہل مصر کو پروانہ امان لکھ کر دیا اور لوگ منتشر ہو گئے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے اور ان پر رونے لگے گئے اور مروان نے ۸۰ آدمیوں کو جنہوں نے اس کی بیعت سے تخلف کیا تھا قتل کر دیا اور اکیدر بن حملۃ اللخمی کو بھی قتل کر دیا وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین میں شامل تھا اور یہ ۱۵/ جمادی الآخرۃ کا واقعہ ہے' جس روز حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے وفات پائی ہے اور وہ آپ کے جنازے کے ساتھ جانے کی سکت نہ پا سکے اور انہوں نے آپ کو آپ کے گھر ہی میں دفن کر دیا اور مروان مصر پر غالب آ گیا اور اس نے ایک ماہ وہاں قیام کیا پھر اس نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو وہاں کا عامل مقرر کر دیا اور اپنے بھائی بشر بن مروان اور موسیٰ بن نصیر کو اس کا وزیر بنا کر چھوڑا اور اسے اکابرؓ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کی اور شام کی طرف واپس آ گیا۔

Marfat.com

اوراس سال میں مروان نے دوفوجیں تیار کیں ان میں سے ایک کو حبیش بن دلجہ القینی کے ساتھ کر دیا تا کہ وہ اس کے لیے مدینہ پر قبضہ کرے اور اس کا واقعہ ہم ابھی بیان کریں گے اور دوسری فوج کو عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ عراق بھیج دیا تا کہ وہ اسے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے نائبین سے چھین لے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ ان کی ملاقات توابین کی فوج کے ساتھ ہوگئی جو سلیمان بن صرد کے ساتھ تھی۔ اور ان کا واقعہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور شامی فوج' مسلسل عراق کی طرف رواں رہی اور جب وہ جزیرہ میں پہنچے تو انہیں مروان بن الحکم کی موت کی اطلاع ملی۔

اس کی وفات اس سال کے ماہ رمضان میں ہوئی اور اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ اس نے یزید بن معاویہ کی بیوی ام خالد سے نکاح کیا تھا اور وہ ام ہاشم بنت ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ تھی اور مروان کے اس کے ساتھ نکاح کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کی نگاہوں میں اس کے بیٹے خالد کو حقیر کر دے' بلاشبہ بہت سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات تھی کہ وہ اسے اس کے بھائی معاویہ کے بعد بادشاہ بنا دیں پس اس نے اس کی ماں سے نکاح کر لیا تا کہ اس کے معاملے کو حقیر کر دے' اسی دوران میں ایک روز وہ مروان کے پاس آیا تو اچانک مروان اپنے ہم نشینوں کے ساتھ اس کے بارے میں گفتگو کرنے لگا اور جب وہ بیٹھ گیا تو اس نے اسے خطاب کرتے ہوئے کہا: اے تر سرین والی کے بیٹے! خالد اپنی ماں کے پاس گیا اور اسے وہ بات بتائی جو اس نے اسے کہی تھی' اس نے کہا اس بات کو پوشیدہ رکھ اور اسے یہ نہ بتانا کہ تو نے مجھے یہ بات بتا دی ہے اور جب مروان اس کے پاس گیا اس نے اس سے پوچھا کیا خالد نے تیرے پاس میرا ذکر برائی سے کیا ہے؟ اس نے اسے کہا ممکن نہیں کہ وہ آپ کو ایسا کہے جب کہ وہ آپ سے محبت رکھتا ہے اور آپ کی تعظیم کرتا ہے؟ پھر مروان اس کے پاس سو گیا اور جب اسے نیند آ گئی تو اس نے ایک تکیہ لے کر اس کے چہرے پر رکھا اور اس نے اور اس کی لونڈیوں نے اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا حتیٰ کہ وہ دم گھٹنے سے مر گیا۔ یہ واقعہ ۳/رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں ہوا' اس وقت اس کی عمر ۶۳ سال تھی اور بعض نے ۸۱ سال بیان کی ہے اور اس کی امارت نو ماہ رہی اور بعض نے تین دن کم دس ماہ بیان کی ہے۔

مروان بن الحکم کے حالات:

مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی' ابو عبد الملک اور اسے ابوالحکم اور ابوالقاسم بھی کہا جاتا ہے اور ایک بڑی جماعت کے نزدیک وہ صحابی ہے اس لیے کہ وہ حضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوا ہے اور صلح حدیبیہ کے واقعہ کے بارے میں اس سے روایت کی گئی ہے۔ اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں عن مروان والمسور بن مخرمہ عن جماعۃ من الصحابہ اس بات کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مروان نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ مروان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کاتب تھا۔ حضرت علیؓ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور بسیرۃ بنت صفوان از دیہ سے روایت کی ہے اور وہ اس کی ساس تھی اور حاکم ابواحمد نے کہا ہے کہ وہ اس کی خالہ تھی اور اس کے ساس اور خالہ ہونے میں کوئی منافات نہیں پائی جاتی' اور اس سے اس کے بیٹے عبد الملک اور سہل بن سعد اور سعید بن المسیبؒ اور عروۃ بن زبیر اور علی بن حسین زین العابدین اور مجاہد وغیرہ نے روایت کی ہے' واقدی اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے اور آپ نے کوئی چیز یاد نہیں کی اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے وفات پائی اس کی عمر آٹھ سال تھی اور ابن سعد نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور مروان' قریش کے سادات اور فضلاء میں سے تھا۔ ابن عساکر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک عورت کی ماں کو اس کے نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگی۔ مشرق کے جوانوں کے سردار جریر بن عبداللہ البجلی اور قریش کے جوانوں کے سردار مروان بن الحکم اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جن کے متعلق تم جانتے ہی ہو نے بھی اسے نکاح کا پیغام دیا ہے اس عورت نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ سنجیدگی سے بات کر رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں' اس نے کہا یا امیر المومنین ہم نے آپ کے ساتھ نکاح کر دیا۔ اور حضرت عثمان بن عفانؓ اس کا اعزاز و اکرام کرتے تھے اور یہ الحکم کا تب تھا اور اسی کے سر کے نیچے الدار کا قضیہ ہوا اور اسی کے سبب سے حضرت عثمانؓ کا اس میں محاصرہ ہوا اور انہوں نے آپ سے اصرار کیا کہ آپ مروان کو ان کے سپرد کر دیں مگر حضرت عثمانؓ نے سختی سے انکار کیا اور یوم الدار کو مروان نے شدید جنگ کی اور بعض خوارج کو قتل کر دیا اور یوم الجمل کو یہ میسرہ کا امیر تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت طلحہؓ کے گھٹنے میں تیر مارا جس سے آپ مر گئے۔ واللہ اعلم

ابوالحکم نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ جب جنگ جمل میں لوگ شکست کھا گئے تو حضرت علیؓ، مروان کے بارے میں بکثرت پوچھتے تھے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے اس پر قریبی رشتہ کی وجہ سے رحم آتا ہے اور وہ قریش کے جوانوں کا سردار ہے اور ابن المبارک نے عن جریر بن حازم عن عبدالملک بن عمیر عن قبیصہ بن جابر بیان کیا ہے کہ اس نے حضرت معاویہؓ سے کہا آپ نے اپنے بعد اس امر کے لیے کسے چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے کہا' کتاب اللہ کے قاری' اللہ کے دین کے فقیہ اور حدود الٰہی میں سخت گیر مروان بن الحکم کو' اور آپ نے متعدد بار اسے مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا' آپ اسے معزول کرتے پھر دوبارہ اس کا امیر بنا دیتے اور اس نے متعدد سالوں میں لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی اور حنبل نے بحوالہ امام احمد بیان کیا ہے کہ کہتے کہ مروان کے پاس قضاء کا محکمہ بھی تھا اور وہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے فیصلوں کو تلاش کیا کرتا تھا اور ابن وہب نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام مالک کو بیان کرتے سنا ہے' ایک روز آپ نے مروان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مروان نے بیان کیا ہے کہ میں نے چالیس سال سے کتاب اللہ کو پڑھا ہے۔ پھر میں خونریزی کرنے اور اس کام میں لگ گیا ہوں۔ اور اسماعیل بن عیاش نے صفوان بن عمرو سے بحوالہ شریح بن عبید وغیرہ بیان کیا ہے کہ مروان جب اسلام کا ذکر کرتا تو کہتا

''نہ میں اپنے ہاتھ کے پیش کردہ امور سے اور نہ اپنے ورثہ سے' بلکہ میں اپنے رب کے فضل سے خطاء کار ہوں''۔

اور لیث نے یزید بن حبیب سے بحوالہ سالم ابوالنضر بیان کیا ہے کہ مروان ایک جنازہ میں شامل ہوا اور جب اس نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو واپس آ گیا تو حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا اس نے ایک قیراط حاصل کیا ہے اور ایک قیراط سے محروم ہو گیا ہے' مروان کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ دوڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ اس کے گھٹنے ننگے ہو گئے اور بیٹھ گیا حتیٰ کہ اسے اجازت دی گئی۔

اور المدائنی نے ابراہیم بن محمد سے بحوالہ حضرت جعفر بن محمد روایت کی ہے کہ مروان نے علی بن حسین کو ان کے باپ کے قتل کے بعد چھ ہزار دینار قرض دیا حتیٰ کہ وہ مدینہ واپس آ گئے اور جب اس کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو وصیت کی کہ وہ حضرت علی بن حسینؓ سے کوئی چیز واپس نہ لے عبدالملک نے آپ کو یہ پیغام بھیجا تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے

Marfat.com

انکار کر دیا اور اس نے آپ سے اصرار کیا تو آپ مان گئے اور حضرت امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ حاتم بن اسماعیل نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے ہمیں بتایا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ مروان کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اور اسے دہراتے نہیں تھے اور اس کے لیے تیاری کرتے تھے اور عبدالرزاق نے عن الثوری عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب روایت کی ہے کہ مروان پہلا شخص ہے جس نے عید کے روز نماز سے پہلے خطبہ پڑھا تو ایک شخص نے اسے کہا تو نے سنت کی مخالفت کی ہے' مروان نے اسے کہا' جو کچھ یہاں ہو رہا ہے اس نے اسے ترک کر دیا ہے' ابوسعید نے بیان کیا ہے کہ اس شخص نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے اس کے متعلق اظہار کرے اور اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل میں اسے برا سمجھے' اور یہ سب سے بڑی ایمانی کمزوری ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مدینہ کا نائب تھا تو جب کوئی مشکل پیش آ جاتی تو اس کے پاس جو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے ان کو جمع کر کے اس بارے میں ان سے مشورہ لیتا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اسی نے صاعوں کو اکٹھا کر کے ان میں سے سب سے درست صاع کو اختیار کیا اور صاع اس کی طرف منسوب ہو گیا اور کہا جانے لگا کہ یہ مروان کا صاع ہے' اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی علی اللہبی نے اسماعیل بن ابی سعید خدریؓ سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ مروان کے ہاں سے باہر نکلے تو انہیں وہ لوگ ملے جو اس کے ہاں سے نکلے تھے اور وہ آپ سے کہنے لگے اے ابوہریرہؓ، اس نے ابھی ہمیں ایک سو گردن پر گواہ بنایا ہے جنہیں اس نے اسی ساعت میں آزاد کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے حضرت ابوہریرہؓ نے میرے ہاتھ کو ٹھوکا دے کر کہا: اے ابوسعید تیری حلال کمائی' ایک سو گردن سے بہتر ہے' زبیر نے بیان کیا تجھے ایک ہی کافی ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے عن الاعمش عن علیہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب فلاں کے بیٹے تیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو ادل بدل کی چیز اور اللہ کے دین کو آمدنی کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے۔ اور ابویعلیٰ نے اسے عن زکریا بن زحمویہ عن صالح بن عمر عن مطرف عن عطیہ عن ابی سعید روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنو الحکم تیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ اللہ کے دین کو آمدنی کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو ادل بدل کی چیز بنالیں گے۔ اور طبرانی نے اسے عن احمد بن عبدالوہاب عن ابی المغیرہ عن ابی بکر بن ابی مریم عن راشد بن سعد عن ابی ذر روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جب بنوامیہ چالیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے اور اس نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور یہ منقطع ہے اور العلاء بن عبدالرحمٰن نے اسے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ آپ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ جب بنوالعاص تیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے۔ اور اس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور بیہقی وغیرہ نے اسے ابن لہیعہ کی حدیث سے عن ابی قبیل عن ابن وہب عن معاویہ اور عبداللہ بن عباس عن رسول اللہ ﷺ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جب بنوالحکم تیس جوانوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو ادل بدل کی چیز اور اللہ کے بندوں کو غلام اور کتاب اللہ کو خیانت کا ذریعہ بنالیں گے اور جب وہ ۲۹۶ تک پہنچ جائیں گے تو ان کی ہلاکت کھجور

Marfat.com

کے چبانے سے بھی پہلے ہو جائے گی اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالملک بن مروان کا ذکر کیا تو فرمایا چار سرکشوں کا باپ یہ سب طرق ضعیف ہیں اور ابو یعلیٰ وغیرہ نے کئی طریق سے عن العلاء عن ابیہ عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنوالحکم آپ کے منبر پر اتر چڑھ رہے ہیں تو آپ نے ناراض آدمی کی طرح فرمایا۔ میں نے بنوالحکم کو اپنے منبر پر بندوں کی طرح کودتے دیکھا ہے اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو موت تک اچھی طرح ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ اور ثوری نے اسے علی بن زید سے بحوالہ سعید بن المسیب مرسل روایت کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ یہ صرف دنیا ہے جو انہیں دی گئی ہے تو آپ خوش ہو گئے اور وہ یہ قول الٰہی تھا کہ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ یعنی لوگوں کے لیے آزمائش بنایا گیا ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور سعید کی طرف اس کی سند ضعیف ہے اور اس مفہوم کی کئی موضوع احادیث بیان ہوئی ہیں اس لیے ہم نے ان کی عدم صحت کے باعث ان کے بیان کرنے سے پہلو تہی کی ہے۔

اور مروان کا باپ الحکم، حضرت نبی کریم ﷺ کے بڑے دشمنوں میں سے تھا اور اس نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور الحکم مدینہ آیا پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہ وہیں مر گیا اور مروان، حضرت عثمانؓ کے محاصرے کا سب سے بڑا سبب تھا کیونکہ اس نے آپ کی زبان سے ایک جعلی خط اس وفد کے لوگوں کے قتل کرنے کے لیے مصر لکھا اور جب یہ مدینہ پر حضرت معاویہؓ کا والی تھا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اسے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے تیرے باپ الحکم پر اس وقت لعنت کی ہے جب تو اس کی صلب میں تھا اور آپ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے الحکم اور اس کی اولاد پر لعنت کی ہے۔ واللہ اعلم

اور پہلے بیان ہو چکا ہے جب مروان، حسان بن مالک کے پاس جابیہ آیا تو اس نے اپنے پاس اس کی آمد کو پسند کیا اور اس کی بیعت کر لی اور اہل اردن نے اس شرط پر بیعت کی کہ جب اس کی امارت منظم ہو جائے گی تو وہ خالد بن یزید کے لیے امارت سے دستبردار ہو جائے گا اور مروان کے لیے حمص کی امارت اور عمرو بن سعد کے لیے دمشق کی نیابت ہو گی اور مروان کی بیعت ۱۵/ ذوالقعدہ ۶۴ھ کو سوموار کے روز ہوئی۔ یہ قول لیث بن سعد وغیرہ کا ہے اور لیث نے بیان کیا ہے کہ مرج راہط کا معرکہ اس سال کے ذوالحجہ میں عید قربان کے دو دن بعد ہوا تھا، مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ضحاک بن قیس نے غالب آ کر مصر و شام کی حکومت کو اس کے لیے مستحکم کر دیا اور جب ان ممالک میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے عبدالملک کے لیے بیعت لی پھر اس کے بعد اپنے بیٹے عبدالعزیز کے لیے بیعت لی۔ جو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے والد تھے۔ اور خالد بن یزید بن معاویہ کی بیعت کو ترک کر دیا اس لیے کہ وہ اس کو خلافت کے اہل نہیں سمجھتا تھا اور مالک بن حسان نے اس معاملے میں اس سے اتفاق کیا حالانکہ وہ خالد بن یزید کا ماموں تھا اور اس نے عبدالملک کی بیعت کا بار اٹھایا تھا پھر ام خالد نے مروان کے بارے میں سازش کی اور اسے زہر دے دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے سونے کی حالت میں اس کے چہرے پر تکیہ رکھ دیا اور وہ گلا گھٹ کر مر گیا پھر اس نے اور اس کی لونڈیوں نے بلند آواز سے چلا کر کہا کہ امیر المومنین اچانک فوت ہو گئے ہیں پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک کھڑا ہوا جیسا

Marfat.com

کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور عبداللہ بن ابی مذعور نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ مروان نے آخری بات یہ کی کہ جو شخص دوزخ سے ڈرا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور اس کی انگوٹھی کا نقش العزۃ للہ تھا' اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ عدی بن ابی عمار نے اپنے باپ سے بحوالہ حرب بن زیاد ہم سے بیان کیا کہ مروان کی انگوٹھی کا نقش آمنت بالعزیز الرحیم تھا۔

اس کی وفات دمشق میں ۶۱ سال کی عمر میں ہوئی اور بعض نے ۶۳ سال کی عمر بیان کی ہے اور ابو معشر نے بیان کیا ہے کہ وفات کے روز اس کی عمر ۸۱ سال تھی اور خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ ولید بن ہشام نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادے کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ مروان نے ۳ رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں وفات پائی اور اس کی عمر ۶۳ سال تھی اور اس کے بیٹے عبدالملک نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی حکومت نو ماہ اٹھارہ دن رہی اور دوسروں نے دس ماہ بیان کیے ہیں اور ابن ابی الدنیا وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ وہ کوتاہ قد' سرخ رو' پتلی کوتاہ گردن والا اور بڑے سر اور داڑھی والا تھا۔ اور اس کا لقب خیط باطل تھا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ سعید بن کثیر بن عفیر نے بیان کیا ہے کہ مروان نے مصر سے واپسی پر صنبرہ مقام پر وفات پائی ہے اور بلد میں وفات پانا بھی بیان کیا جاتا ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے دمشق میں وفات پائی ہے اور اسے باب الجابیہ اور باب الصغیر کے درمیان دفن کیا گیا ہے کہ اس نے دمشق میں وفات پائی ہے اور اسے باب الصغیر کے درمیان دفن کیا گیا ہے۔

اور عبید بن اوس اس کا کاتب' اور اس کا غلام المنہال اس کا حاجب اور ابو ادریس خولانی اس کا قاضی اور اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ یحییٰ بن قیس غسانی تھا اور عبدالملک' عبدالعزیز' معاویہ وغیرہ اس کے بیٹے تھے اور مختلف ماؤں سے اس کی کئی بیٹیاں بھی تھیں۔

Marfat.com

عبدالملک بن مروان کی خلافت

اس کے باپ کی زندگی میں ہی لوگوں نے اس کی خلافت کو تسلیم کر لیا اور جب ۳ ررمضان ۶۵ ھ کو اس کا باپ مر گیا تو دمشق' مصر اور اس کے مضافات میں اس کی تجدید بیعت ہوئی اور اپنے باپ کی طرح حکومت پر اس کا ہاتھ مضبوط ہو گیا اور وفات سے قبل اس کے باپ نے دو فوجیں بھیجی تھیں ایک کو عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ عراق کی طرف تاکہ وہ عراق کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے نائبین سے چھین لے اور راستے میں وہ عین الوردة کے پاس سلیمان بن صرد کے ساتھ توابین کی فوج سے ملا اور ان کا جو واقعہ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے ان پر فتح پائی اور ان کے امیر اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور دوسری فوج کو حبیش بن دلجہ کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ اسے حضرت ابن زبیرؓ کے نائب سے واپس لے لیں وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور جب وہ مدینہ پہنچا تو اس کا نائب جابر بن اسود بن عوف بھاگ گیا' جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بھتیجا تھا' پس حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے بصرہ کے نائب حارث بن عبداللہ بن ربیعہ نے بصرہ سے ابن دلجہ کی طرف مدینہ فوج روانہ کی اور جب حبیش بن دلجہ نے ان کے متعلق سنا تو وہ ان کے مقابلہ میں آیا اور حضرت ابن زبیرؓ نے عباس بن سہل بن سعد کو مدینہ کا نائب بنا کر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ حبیش کی تلاش میں جائے پس وہ ان کی تلاش میں گیا حتیٰ کہ ربذہ میں انہیں جا ملا اور یزید بن سیاہ نے حبیش کو تیر مار کر قتل کر دیا اور اس کے کچھ اصحاب بھی قتل ہو گئے اور باقیوں نے شکست کھائی اور ان میں سے پانچ سو آدمی مدینہ میں قلعہ بند ہو گئے' پھر وہ عباس بن سہل کے فیصلے پر اتر آئے تو اس نے انہیں باندھ کر قتل کر دیا اور ان کی شکست خوردہ فوج شام واپس آ گئی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اور جب یزید بن سیاہ اسواری' حبیش بن دلجہ کا قاتل' عباس بن سہل کے ساتھ مدینہ آیا تو وہ سفید لباس ترکی گھوڑے پر سوار تھا اور جونہی وہ ٹھہرا تو اس کے کپڑے اور اس کی سواری لوگوں کے ہاتھ پھیرنے اور بکثرت اس پر خوشبو اور کستوری گرانے سے سیاہ ہو گئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال بصرہ میں خوارج کی طاقت بڑھ گئی اور اسی سال میں نافع بن ازرق نے جو خوارج اور اہل بصرہ کا سرخیل تھا۔ اہل بصرہ کے شہسوار مسلم بن عبیس کو قتل کیا پھر ربیعہ سلوطی نے اسے قتل کر دیا اور ان دونوں کے درمیان پانچ امراء قتل ہو گئے اور خوارج کے معرکہ میں قرہ بن ایاس مزنی ابو معاویہ قتل ہو گئے جو صحابہؓ میں سے تھے اور جب نافع بن ازرق قتل ہو گیا تو خوارج نے عبیداللہ بن ماجور کو اپنا سردار بنا لیا اور وہ انہیں مدائن لے گیا پس انہوں نے اہل مدائن کو قتل کیا پھر اہواز وغیرہ پر غالب آ گئے اور اموال کو اکٹھا کیا اور یمامہ اور بحرین سے ان کو کمک مل گئی پھر یہ اصفہان کی طرف چلے گئے جس کا امیر عتاب بن ورقاء ریاحی تھا پس اس نے ان سے مڈبھیڑ کی اور انہیں شکست دی اور جب خوارج کا امیر ابن ماجور قتل ہو گیا تو انہوں نے قطری بن الفجاءة کو اپنا امیر بنا لیا۔

پھر ابن جریر نے اہل بصرہ کے ساتھ ان کی جنگ کا واقعہ بیان کیا ہے جو دولاب مقام پر ہوئی اور خوارج کو اہل بصرہ پر غلبہ

Marfat.com

حاصل ہوا اور اہل بصرہ کو خوارج کے بصرہ میں داخل ہو جانے کا خوف پیدا ہو گیا' پس حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے مہلب بن ابی صفرہ ازدی کو خراسان کی عملداری کا امیر بنا کر بھیج دیا اور جب وہ بصرہ پہنچا تو لوگوں نے اسے کہا کہ خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے صرف آپ ہی مناسب ہیں' اس نے کہا مجھے امیر المومنین نے خراسان کی طرف بھیجا ہے اور میں ان کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا پس اہل بصرہ نے اپنے امیر حارث بن عبداللہ بن ربیعہ کے ساتھ اس امر پر اتفاق کیا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی زبان سے ایک خط مہلب کو لکھیں جس میں وہ اسے خوارج کے لیے روانگی کا حکم دیں تا کہ وہ انہیں بصرہ میں داخل ہونے سے روکے' اور جب اسے خط سنایا گیا تو اس نے اہل بصرہ پر شرط عائد کی کہ وہ اپنے بیت المال سے اس کی فوج کو قوت دیں اور یہ کہ خوارج کے جن اموال پر اسے قبضہ حاصل ہو گا وہ اسی کے ہوں گے تو انہوں نے اس کی بات مان لی کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی لکھی تو آپ نے ان کے لیے یہ حکم جاری کر دیا اور اسے جائز قرار دیا' پس مہلب ان کی طرف روانہ ہو گیا اور وہ ایک بہادر اور شجاع سردار تھا اور جب اس نے خوارج سے جنگ کا ارادہ کیا تو وہ ایسی تیاری کے ساتھ اس کی طرف تیزی سے دوڑتے ہوئے آئے کہ اس قسم کی زرہیں' گھوڑے اور ہتھیار نہیں دیکھے گئے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مدت سے ان نواح کو کھا رہے تھے اور انہیں مقابلہ نہ کیا جانے والی شجاعت' اقدام اور قوت کے ساتھ عظیم تحمل بھی حاصل تھا اور اس نے جنگ کے گھمسان کی طرف سبقت کی اور جب لوگ سل وسل ابری مقام پر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے تو انہوں نے شدید جنگ کی اور فریقین نے زبردست ثابت قدمی دکھائی اور وہ تقریباً تیس ہزار تھے پھر خوارج نے سخت حملہ کیا اور مہلب کے اصحاب نے شکست کھائی۔ باپ کو اپنے بیٹے کی خبر نہ تھی اور نہ کوئی کسی کی طرف توجہ دیتا تھا۔ اور ان کی ایک جماعت بصرہ پہنچ گئی اور مہلب شکست خوردوں سے آگے نکل کر ایک بلند مقام پر کھڑا ہو گیا اور آواز دینے لگا اے بندگانِ خدا میری طرف آؤ' پس اس کی فوج کے تین ہزار شجاع سوار اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے ان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور اپنی تقریر میں کہا:

''امابعد! اے لوگو بسا اوقات اللہ تعالیٰ بہت بڑی فوج کو ان کے نفوس کے سپرد کر دیتا ہے اور وہ شکست کھا جاتے ہیں اور چھوٹی فوج پر مدد نازل کرتا ہے اور وہ غالب آ جاتی ہے' میری زندگی کی قسم اب تم تھوڑے نہیں ہو' اور تم ثابت قدم سوار اور فاتح ہو اور جن لوگوں نے اب شکست کھائی ہے میں نہیں چاہتا کہ ان میں سے کوئی شخص تمہارے ساتھ ہو (اور اگر وہ تم میں ہوتے تو وہ خرابی میں تمہیں زیادہ کر دیتے)''۔

پھر اس نے کہا:

''میں تم میں ہر شخص کو قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنے ساتھ دس پتھر لے لے پھر ہمارے ساتھ مل کر ان کی فوج کی طرف چلو بلاشبہ اس وقت وہ امن میں ہیں اور ان کے سوار تمہارے بھائیوں کی تلاش میں نکل چکے ہیں اور قسم بخدا میں چاہتا ہوں کہ ان کے سواروں کی واپسی سے قبل تم ان کی فوج کی بیخ کنی کر دو اور ان کے امیر کو قتل کر دو''۔

اور لوگوں نے ایسے ہی کیا پس مہلب بن ابی صفرہ نے ان کے ساتھ خوارج کے گروہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو جو تقریباً سات ہزار تھے قتل کر دیا اور عبیداللہ بن الماجوز ازارقہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ مارا گیا اور اس نے ان کے

Marfat.com

بہت سے اموال کو اکٹھا کر لیا اور مہلب نے اپنے اور ان لوگوں کے درمیان جو شکست خوردوں کی تلاش سے واپس آ رہے تھے سواروں کو گھات میں بٹھا دیا اور وہ اپنی قوم سے ورے ہی کٹنے لگے اور ان کی جماعت کرمان اور سرزمین اصبہان تک شکست کھا گئی اور مہلب نے اہواز میں قیام کیا حتیٰ کہ مصعب بن زبیر بصرہ آ گیا اور اس نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو وہاں سے معزول کر دیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مروان بن الحکم نے اپنی موت سے قبل اپنے بیٹے محمد کو جزیرہ کی طرف بھیجا اور یہ اس کے مصر جانے سے پہلے کا واقعہ ہے' میں کہتا ہوں یہ محمد بن مروان' مروان الحمار کا باپ ہے اور وہ مروان بن محمد بن مروان ہے اور وہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ ہے اور اسی کے ہاتھ سے عباسیوں نے خلافت چھینی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت ابن زبیرؓ نے اپنے بھائی عبیداللہ کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور اپنے بھائی مصعب کو اس کا امیر بنایا اور اس کا سبب یہ تھا کہ عبیداللہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور اپنی تقریر میں کہا:

''تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ناقہ کے بارے میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم سے کیا سلوک کیا تھا جس کی قیمت پانچ سو درہم تھی''۔

جب اس کے بھائی کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے کہا بلاشبہ یہ ایک تکلیف ہے اور اس نے اسے معزول کر دیا۔ اسی وجہ سے عبیداللہ کو مقوم الناقۃ کہتے ہیں' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے آخر میں حضرت ابن زبیرؓ نے عبیداللہ بن یزید خطمی کو کوفہ سے معزول کر دیا اور عبداللہ بن مطیع کو اس کا امیر مقرر کیا جو حرہ کے معرکہ میں مہاجرین کا امیر تھا جب انہوں نے یزید کو معزول کیا تھا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال بصرہ میں طاعون جارف پڑی اور ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ وہ ۶۴ھ میں پڑی تھی اور بعض نے ۶۹ھ میں اس کا پڑنا بیان کیا ہے' اور ہمارے شیخ ذہبی وغیرہ نے جو بات بیان کی ہے یہی مشہور و معروف ہے اور بصرہ میں اس کا تین دن بہت زور رہا' اور پہلے دن بصرہ کے ستر ہزار آدمی مر گئے اور دوسرے دن اکہتر ہزار مرے اور تیسرے دن تہتر ہزار مرے اور چوتھے دن سوائے چند ایک کے لوگ مردہ ہو گئے حتیٰ کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کے امیر کی ماں مر گئی تو اسے اٹھانے والا کوئی نہیں ملتا تھا یہاں تک کہ چار آدمیوں کو مزدوری پر حاصل کیا گیا۔

اور حافظ ابونعیم اصبہانی نے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عصام نے ہم سے بیان کیا کہ معدی نے ایک شخص کے حوالے سے جس کی کنیت ابوالنفید تھی' مجھ سے بیان کیا اس نے اس طاعون کا زمانہ پایا تھا اس نے بیان کیا کہ ہم قبائل میں گھومتے تھے اور مردوں کو دفن کرتے تھے اور جب مردے زیادہ ہو گئے تو ہم نے دفن کرنے کی سکت نہ پائی ہم ایک گھر میں جس کے رہنے والے مر گئے ہوتے' داخل ہوتے اور اسکے دروازے کو ان پر بند کر دیتے اس نے بیان کیا کہ ہم ایک گھر میں داخل ہوئے اور ہم نے اس کا جائزہ لیا تو ہم نے اس کے دروازے کو بند کر دیا۔ اور جب طاعون زدہ لوگ گذر گئے تو ہم نے چکر لگایا اور جن دروازوں کو ہم نے بند کیا تھا انہیں کھول دیا پس ہم نے اس دروازے کو بھی کھولا جسے ہم نے بند کیا تھا۔ یا اس گھر کو بھی کھولا جسے ہم نے بند کیا تھا۔ اور اس کا جائزہ لیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھر کے وسط میں ایک تروتازہ تیل لگا بچہ بیٹھا ہے گویا اس گھڑی اسے اس کی ماں کی گود

Marfat.com

سے لیا گیا ہے اس نے بیان کیا کہ اسی دوران میں کہ ہم اس بچے کے پاس کھڑے ہو کر حیران ہو رہے تھے کہ اچانک ایک کتیا دیوار کے شگاف سے داخل ہوئی اور بچے کے قریب ہونے لگی اور بچہ بھی اس کے قریب ہونے لگا حتیٰ کہ اس نے اس کا دودھ پیا' معدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس بچے کو بصرہ کی مسجد میں اپنی داڑھی پکڑے ہوئے دیکھا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کو تعمیر کیا یعنی اس کی تعمیر کو مکمل کیا اور حجر کو اس میں شامل کیا اور آنے جانے کے لیے اس کے دو دروازے بنائے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن ابی اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن خالد بن رستم صنعانی ابو محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ زیاد بن جبل نے مجھ سے بیان کیا کہ جن دنوں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ کے امیر تھے وہ مکہ میں تھا اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا کہ میری ماں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر لوٹا دیتا' راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن زبیرؓ کے حکم سے لوگوں نے کھدائی کی تو انہوں نے اونٹوں کی مانند ٹیلے پائے انہوں نے ان میں سے ایک ٹیلے' یا چٹان کو ہلایا تو اس سے چمک پیدا ہوئی تو آپ نے فرمایا اسے اپنی بنیاد پر رہنے دو' پس حضرت ابن زبیرؓ نے اس کی تعمیر کی اور آنے جانے کے لیے اس کے دو دروازے بنائے' میں کہتا ہوں یہ حدیث متعدد طرق سے حضرت عائشہؓ سے صحاح' حسان اور مسانید میں مروی ہے اور ان طرق کے سیاق کا موضوع ان شاء اللہ کتاب الاحکام میں بیان ہوگا۔

اور ابن جریر نے اس سال میں ان جنگوں کا بھی ذکر کیا ہے جو عبداللہ بن حازم اور الحرشی بن ہلال القریعی کے درمیان خراسان میں ہوئیں جن کی تفصیل طویل ہے' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور مدینہ کے امیر مصعب بن زبیر اور کوفہ کے امیر عبداللہ بن مطیع اور بصرہ کے امیر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی تھے۔

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل ابو محمد السہمی بزرگ' علماء اور عبادت گزار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے' آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بہت کچھ لکھا ہے آپ نے اپنے باپ سے قبل اسلام قبول کیا اور آپ اپنے باپ سے بارہ سال چھوٹے تھے بڑے وسیع العلم اور عبادت گزار اور دانش مند تھے اور آپ اپنے باپ کو حضرت معاویہ کا ساتھ دینے کی وجہ سے ملامت کرتے تھے آپ فربہ جسم تھے اور آپ دو کتابیں قرآن کریم اور تورات پڑھا کرتے تھے' کہتے ہیں کہ آپ رو رو کر اندھے ہو گئے تھے آپ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے' حضرت معاویہؓ نے آپ کو کوفہ پر اپنا نائب مقرر کیا پھر آپ کو معزول کر کے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو وہاں کا نائب بنا دیا' آپ نے اس سال مصر میں وفات پائی۔

اور حضرت عبداللہ بن سعدۃ فزاری مکہ میں قتل ہوئے آپ کو صحبت حاصل تھی' آپ دمشق میں اترے کہتے ہیں کہ آپ فزارہ کے قیدیوں میں سے تھے۔

٦٦ھ

اس سال مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب اپنے خیال کے مطابق کوفہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہو گیا اور اس نے اس کے عامل عبداللہ بن مطیع کو وہاں سے نکال دیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب سلیمان بن صرد کے اصحاب مغلوب ہو کر کوفہ واپس آئے تو انہوں نے مختار بن ابی عبید کو قیدی پایا' اس نے انہیں سلیمان بن صرد کے بارے میں تعزیتی خط لکھے اور کہنے لگا میں اس کا بدل ہوں اور میں قاتلین حسین کو قتل کروں گا تو رفاعہ بن شداد نے جو توابین کی فوج کے باقیماندہ لوگوں کے ساتھ واپس آیا تھا اسے لکھا کہ ہم اس بات پر جو تم پسند کرتے ہو تمہارے ساتھ ہیں' پس مختار ان کے ساتھ وعدے کرنے لگا اور انہیں آرزوئیں دلانے لگا اور شیطان ان سے جھوٹا وعدہ ہی کرتا ہے اور اس نے انہیں جو خفیہ خط لکھا اس میں انہیں کہا تمہیں بشارت ہو' اگر میں ان کے پاس گیا تو میں مشرق و مغرب کے درمیان تمہارے دشمنوں پر تلوار سونت لوں گا اور اللہ کے حکم سے انہیں اکا دکا قتل کر کے ان کے ڈھیر لگا دوں گا پس ان میں سے جس شخص نے میانہ روی اختیار کی اور ہدایت پائی اللہ اسے خوش آمدید کہے گا اور انکار اور نافرمانی کرنے والے کو اللہ ہلاک کر دے گا' جب ان کے پاس خط پہنچا تو انہوں نے اسے پوشیدہ طور پر پڑھا اور اسے جواب دیا کہ جو بات تم چاہتے ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب تو چاہے ہم تجھے تیرے قید خانے سے نکال دیں گے پس اس نے پسند نہ کیا کہ وہ کوفہ کے تائبین کو مغلوب کر کے اسے اس کی جگہ سے نکالیں اور اس نے نرم رویہ اختیار کر لیا اور اپنی بہن صفیہ کے خاوند کو خط لکھا' وہ ایک نیک عورت تھی اور اس کے خاوند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے اس نے آپ کو لکھا کہ آپ کوفہ کے نائبین عبداللہ بن یزید خطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ

Marfat.com

کے پاس اس کے خروج کے متعلق سفارش کریں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے بارے میں انہیں سفارشی خط لکھا تو وہ اس کا جواب نہ دے سکے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں لکھا: میرے جو محبتانہ تعلقات پائے جاتے ہیں تم دونوں کو ان کا علم ہے اور میرے اور مختار کے درمیان رشتہ وقرابت کے جو تعلقات پائے جاتے ہیں انہیں بھی تم جانتے ہو اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اسے آزاد کردو۔ والسلام

ان دونوں نے اسے بلایا اور اس کے اصحاب کی جماعت اس کی ضامن ہوئی اور عبداللہ بن یزید نے اسے قسم دی کہ اگر وہ مسلمانوں کے لیے کسی مصیبت کا خواہاں ہوا تو اس پر ایک ہزار اونٹ جرمانہ ہوگا جنہیں وہ کعبہ کے سامنے ذبح کرے گا اور اس کے سب غلام اور لونڈیاں آزاد ہوں گی اس نے ان دونوں کے سامنے اس کی ذمہ داری لی اور اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا اللہ ان دونوں پر لعنت کرے انہوں نے مجھے اللہ کی قسم دی ہے اور جب میں کسی بات کی قسم کھاتا ہوں اور دوسری بات کو اس سے بہتر دیکھتا ہوں تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور جو کام بہتر ہوتا ہے وہ کر لیتا ہوں اور میرا ایک ہزار اونٹ دینا معمولی بات ہے اور میرا اپنے غلاموں کو آزاد کرنا ایسی بات ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام پورا ہو جائے اور میں صرف ایک غلام رکھوں اور شیعوں نے اس پر اتفاق کرلیا اور اس کے اصحاب کی تعداد بڑھ گئی اور انہوں نے پوشیدہ طور پر اس کی بیعت کر لی۔ اور پانچ اشخاص اس کی بیعت لیتے تھے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے تھے' جو یہ تھے: السائب بن مالک اشعری' یزید بن انس' احمد بن شمیط' رفاعہ بن شداد اور عبداللہ بن شداد جشمی' اور اس کا معاملہ مسلسل مضبوط ہوتا رہا اور بڑھتا رہا حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو کوفہ سے معزول کر دیا اور عبداللہ بن مطیع کو اس کا نائب بنا کر بھیج دیا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرہ کا نائب بنا کر بھیجا اور جب عبداللہ بن مطیع مخزومی رمضان ۶۵ھ میں کوفہ گیا تو اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور اپنی تقریر میں کہا امیر المومنین حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری غنیمت کے بارے میں حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کی سیرت کو اختیار کروں' پس السائب بن مالک شیعی نے اس کے پاس جا کر کہا ہم صرف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اس سیرت سے راضی ہوں گے جو آپ نے ہمارے ملک میں اختیار کی تھی اور ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت کو نہیں چاہتے۔ اور اس نے آپ پر اعتراضات کیے۔ اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کو چاہتے ہیں خواہ وہ لوگوں کی بھلائی کے خواہاں تھے' اور بعض امرائے شیعہ نے اس کے قول کی تصدیق کی' تو امیر خاموش ہو گیا اور کہنے لگا میں تم میں وہ سیرت اختیار کروں گا جو تم چاہتے ہو' اور پولیس سپرنٹنڈنٹ ایاس بن مضارب البجلی نے عبداللہ بن مطیع کے پاس آ کر کہا یہ شخص جو آپ کی بات قبول نہیں کر رہا یہ مختار کے سر کردہ اصحاب میں سے ہے اور میں مختار کے بارے میں مطمئن نہیں' اس کے پاس آدمی بھیج کر اسے دوبارہ قید خانے میں بھیج دو میرے جاسوسوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس کا کام اس کی منشاء کے مطابق تکمیل پا چکا ہے' پس عبداللہ بن مطیع نے زائدہ بن قدامہ اور دوسرے امیر کو اس کے پاس بھیجا ان دونوں نے مختار کے پاس جا کر اسے کہا امیر کو جواب دو۔ اس نے اپنے نائب کو بلایا اور اپنی سواری پر زین ڈالنے کا حکم دیا اور ان دونوں کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گیا اور زائدہ بن قدامہ نے یہ آیت پڑھی: (جب کفار تیرے متعلق تدبیر کر رہے تھے کہ تجھے پکڑ لیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے نکال باہر کریں) تو مختار گر پڑا اور اس نے حکم دیا کہ اس پر

Marfat.com

چادر ڈال دی جائے اور اس نے بیمار ہونے کا اظہار کیا اور کہنے لگا امیر کو میرے حال کی اطلاع دے دینا ان دونوں نے ابن مطیع کے پاس واپس آ کر اس کی طرف سے معذرت کی تو اس نے ان دونوں کی تصدیق کی اور اس سے غافل ہو گیا اور جب اس سال کے محرم کا مہینہ آیا تو مختار نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے اپنے خیال کے مطابق خروج کرنے کا عزم کر لیا اور جب اس نے اس بات کی ٹھان لی تو شیعوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے اسے اس وقت خروج کرنے سے روکا کہ کسی اور وقت خروج کیا جائے پھر انہوں نے اپنے میں سے ایک پارٹی کو حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجا کہ وہ آپ سے مختار کے بارے میں اور جس چیز کی طرف اس نے دعوت دی ہے اس کے متعلق دریافت کرے اور جب وہ آپ کے ہاں اکٹھے ہوئے تو آپ نے جو بات انہیں کہی اس کا ملخص یہ ہے کہ ہم اس بات کو ناپسند نہیں کرتے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہے مدد کرے اور مختار کو بھی ان کے حضرت محمد بن حنفیہ کے جانے کی اطلاع مل گئی تو اس نے اس بات کو ناپسند کیا اور اسے خدشہ ہوا کہ جو بات اس نے آپ کے متعلق کہی ہے آپ اس کی تکذیب کر دیں گے۔

بلاشبہ وہ بات حضرت محمد بن حنفیہ کی اجازت سے نہیں کی گئی تھی اور اس نے ان کی واپسی سے قبل ہی خروج کرنے کا ارادہ کر لیا اور وہ اس کے متعلق کاہنوں کی طرح ان سے مسجع کلام کرنے لگا پھر جیسے اس نے مسجع کلام کہا تھا ویسے ہی ہوا' اور جب وہ واپس آئے تو انہوں نے جو کچھ حضرت محمد بن حنفیہ نے کہا تھا اسے بتایا' اس موقع پر مختار بن ابی عبید کے ساتھ شیعوں کے خروج کا معاملہ مضبوط ہو گیا۔

ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ امرائے شیعہ نے مختار سے کہا' اس بات کو سمجھ لو کہ تمام امرائے کوفہ عبداللہ بن مطیع کے ساتھ ہیں اور وہ ہماری عداوت پر متحد ہیں اور اگر ابراہیم بن اشتر نخعی اکیلا ہی آپ کی بیعت کرے تو وہ دوسرے سب امراء سے ہمیں بے نیاز کر دے گا پس مختار نے ایک جماعت کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے دعوت دے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے ان کے ساتھ شامل ہو جائے اور انہوں نے اسے حضرت علیؓ کے ساتھ اس کے باپ کی سابقت بھی یاد دلائی' اس نے کہا' میں تمہارا مطالبہ اس شرط پر مانتا ہوں کہ میں تمہارا اولی الامر ہوں گا انہوں نے کہا یہ بات ممکن نہیں' اس لیے کہ مہدی نے مختار کو ہمارے لیے اپنا وزیر اور داعی بنا کر بھیجا ہے' پس ابراہیم بن اشتر نے ان سے اعراض کیا اور انہوں نے واپس آ کر مختار کو اطلاع دی۔

پس وہ تین دن تک ٹھہرا پھر اپنے سرکردہ اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس گیا تو وہ اس کے پاس آیا اور اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور اس کے پاس بیٹھا تو اس نے اسے اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی اور حضرت ابن حنفیہ کی زبان سے اس کے لیے ایک خط نکالا کہ وہ اسے اس کے شیعہ اصحاب کے ساتھ نصرت آل بیت نبی کے لیے شامل ہونے اور ان کا بدلہ لینے کی دعوت دیتے ہیں' ابن اشتر نے کہا میرے پاس حضرت محمد بن حنفیہ کے کئی خطوط آئے ہیں جو اس طرز کے نہیں' مختار نے کہا' یہ بھی زمانہ ہے اور وہ بھی زمانہ ہے ابن اشتر نے کہا کون گواہی دیتا ہے کہ یہ ان کا خط ہے؟ تو مختار کے اصحاب کی ایک جماعت نے آگے بڑھ کر اس کی گواہی دی' پس ابن اشتر اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے وہاں مختار کو بٹھایا اور اس کی بیعت کی اور ان کے لیے پھل اور شہد کے مشروب منگوائے' شعبی نے بیان کیا ہے کہ میں اور میرا باپ اس مجلس میں ابراہیم بن اشتر کے واقعہ میں موجود تھے'

Marfat.com

جب مختار واپس چلا گیا تو ابراہیم بن اشتر نے کہا اے شعبی ان لوگوں نے جو گواہی دی ہے اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یہ لوگ قراء' امراء اور لوگوں کے سرکردہ ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ اسی بات کی گواہی دیتے ہیں جسے جانتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے میں نے ان کے اتہام کی بات کو دل میں پوشیدہ رکھا لیکن میں چاہتا تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے نکلیں اور میں بھی لوگوں کی رائے کا پابند تھا' پھر ابراہیم اور اس کی قوم کے جن لوگوں نے اس کی اطاعت کی تھی' مختار کے پاس اس کے گھر آنے جانے لگے۔ پھر شیعوں کا اس مشورے پر اتفاق ہو گیا کہ اس سال یعنی ۶۶ھ کو چودہ راتیں گزرنے پر جمعرات کی رات کو ان کا خروج ہو۔

ابن مطیع کو بھی ان لوگوں کے معاملے اور مشورے کی اطلاع ہو گئی تو اس نے کوفہ کی ہر جانب پولیس بھیج دی اور اس نے ہر امیر پر لازم قرار دیا کہ وہ اپنی جانب سے کسی کو باہر نہ نکلنے دے اور جب منگل کی رات آئی تو ابراہیم بن اشتر اپنی قوم کے ایک سو جوانوں کے ساتھ مختار کے گھر جانے کے ارادے سے نکلا اور وہ قباؤں کے نیچے زرہیں پہنے ہوئے تھے' پس ایاس بن مضارب اسے ملا اور اس نے اسے کہا اے ابن اشتر اس وقت تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ تمہارا معاملہ مشتبہ ہے خدا کی قسم میں تجھے امیر کے پاس حاضر کر کے چھوڑوں گا اور وہ تیرے بارے میں اپنی رائے قائم کرے گا' ابن اشتر نے ایک شخص کے ہاتھ سے نیزہ پکڑ کر اس کے سینے کے گڑھے میں دے مارا اور وہ گر پڑا۔ اور اس کے حکم سے ایک شخص نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے لے جا کر مختار کے آگے پھینک دیا' مختار نے اسے کہا اللہ تجھے بھلائی کی بشارت دے۔ یہ نیک شگون ہے پھر ابراہیم نے مختار سے اسی رات کو خروج کرنے کا مطالبہ کیا تو مختار نے آگ بلند کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ اس کے اصحاب کے شعار یا منصور امت یا ثارات الحسین' کا اعلان کر دیا جائے پھر مختار اٹھ کر اپنی زرہ اور ہتھیار پہننے لگا۔

سفید رو' خوبصورت پردوں والی' سفید رخساروں والی اور ٹیلے کی طرح اونچے سرینوں والی کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں جنگ کے روز بہت اقدام کرنے والا بہادر ہوں اور اس کے آگے آگے ابراہیم بن اشتر ان امراء کا قصد کرنے لگا جو شہر کی نواح پر مقرر تھے اور انہیں ایک ایک کر کے ان کی جگہوں سے دھتکارنے لگا اور مختار کے شعار کا اعلان کرنے لگا اور مختار نے ابو عثمان النہدی کو بھیجا اور اس نے مختار کے شعار' یا ثارات الحسین کا اعلان کیا تو اِدھر اُدھر سے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور شبث بن ربعی آیا تو وہ اور مختار اس کے گھر کے پاس باہم لڑے اور اس نے اسے گھیر لیا حتیٰ کہ ابن اشتر نے آ کر اسے دھتکار اپس شبث ابن مطیع کے پاس واپس آیا اور اس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ امراء کو اپنے پاس اکٹھا کرے اور خود بھی اٹھ کھڑا ہو' بلاشبہ مختار کا معاملہ مضبوط ہو گیا ہے اور بڑھ گیا ہے اور شیعہ ہر گھیرے راستے سے مختار کے پاس آئے اور رات کے دوران تقریباً چار ہزار آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے' صبح کو اس نے اپنی فوج کو ترتیب دیا اور انہیں صبح کی نماز پڑھائی اور اس میں پہلی رکعت میں (وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا) اور (عَبَسَ وَتَوَلّٰى) دوسری رکعت میں پڑھی اور ایک سننے والے کا بیان ہے کہ میں نے اس سے زیادہ فصیح لہجے والا آدمی نہیں سنا' اور ابن مطیع نے اپنی فوج تیار کی جو تین ہزار تھی اور اس کا سالار شبث بن ربعی تھا اور چار ہزار فوج اور تھی جو راشد بن ایاس بن مضارب کے ساتھ تھی اور مختار نے ابن اشتر کو چھ سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ساتھ راشد بن ایاس کے مقابلہ میں بھیجا اور نعیم بن ہبیرہ کو تین سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ساتھ شبث بن ربعی کے مقابلہ میں بھیجا ابن اشتر نے تو اپنے مدمقابل راشد بن ایاس کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور مختار کو اس کی

Marfat.com

خوشخبری بھیجی اور نعیم بن ہبیرہ نے شبث بن ربعی سے مڈ بھیڑ کی تو شبث نے اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس نے مختار کا محاصرہ کر لیا اور ابراہیم بن اشتر اس کی طرف آیا تو ابن مطیع کی جانب سے حسان بن فائد بن العبسی نے اسے دو ہزار سواروں کے ساتھ روکا اور انہوں نے ایک ساعت جنگ کی تو ابراہیم نے اسے شکست دی پھر وہ مختار کی طرف آیا تو اس نے دیکھا کہ شبث بن ربعی نے مختار اور اس کی فوج کا محاصرہ کیا ہوا ہے پس وہ مسلسل جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے انہیں دھتکار دیا تو وہ واپس چلے گئے اور ابراہیم مختار کے پاس گیا اور وہ اس جگہ کو چھوڑ کر کوفہ سے باہر کسی اور جگہ چلے گئے۔ ابراہیم بن اشتر نے اسے کہا ہمیں قصر امارت کی طرف لے چلو اس کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں پس انہوں نے اپنے بوجھ اپنے ساتھ رکھے اور وہاں انہوں نے کمزور مشائخ اور آدمیوں کو بٹھا دیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان پر اس نے ابوعثمان النہدی کو نائب مقرر کیا اور اپنے آگے اشتر کو بھیجا اور مختار نے پہلے کی طرح اپنی فوج کو منظم کیا اور محل کی طرف روانہ ہو گیا اور ابن مطیع نے عمرو بن الحجاج کو دو ہزار جوانوں کے ساتھ بھیجا اور مختار نے اس کے مقابلے میں یزید بن انس کو بھیجا اور وہ اور ابن اشتر اس کے آگے آگے چلے حتیٰ کہ وہ باب الکناسہ سے کوفہ میں داخل ہو گیا اور ابن مطیع نے شمر بن ذی الجوشن کو جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا مزید دو ہزار جوانوں کے ساتھ بھیجا اور مختار نے اس کے مقابلہ میں سعد بن منقذ ہمدانی کو بھیجا اور مختار چل کر شبث کے راستے تک پہنچ گیا' کیا دیکھتا ہے کہ نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ پانچ ہزار جوانوں کے ساتھ موجود ہے اور ابن مطیع' محل سے لوگوں کے ساتھ نکلا اور اس نے شبث بن ربعی کو اس کا نائب مقرر کیا اور ابن اشتر اس فوج کی طرف بڑھا جو ابن مساحق کے ساتھ تھی اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں رفاعہ بن شداد جو توابین کی اس فوج کا امیر تھا جسے اس نے آگے بھیجا تھا اور عبداللہ بن سعد اور ان کے علاوہ ایک جماعت تھی قتل ہو گئی۔ پھر ابن اشتر نے ان پر فتح پا کر انہیں شکست دی اور ابن مساحق کی سواری کی لگام پکڑ لی اس نے اسے قرابت یاد دلائی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ بعد میں بھی ابن اشتر کی نیکی کو نہیں بھولا پھر مختار اپنی فوج کے ساتھ کناسہ کی طرف بڑھا اور انہوں نے تین دن تک ابن مطیع کا اس کے محل میں محاصرہ کیے رکھا اور عمرو بن حریث کے سوا' لوگوں کے اشراف اس کے ساتھ تھے کیونکہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور جب ابن مطیع اور اس کے اصحاب کی حالت تنگ ہو گئی تو اس نے ان سے مشورہ لیا تو شبث بن ربعی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے اور ان کے لیے مختار سے امان طلب کرے اس نے کہا میں تو یہ کام نہیں کروں گا جب کہ امیر المومنین حجاز اور بصرہ کے مطاع ہیں' اس نے اسے کہا اگر تیرا یہ خیال ہے تو تو پوشیدہ طور پر جا کر اپنے آقا سے مل کر اسے معاملے کی صورت حال سے آگاہ کر' اور جو کچھ ہم نے اس کی مدد اور اس کی حکومت کے قیام کے لیے کیا ہے اس کی خبر دے' پس جب رات ہوئی تو ابن مطیع خفیہ طور پر باہر نکل کر حضرت ابوموسیٰ اشعری کے گھر میں داخل ہو گیا اور جب صبح ہوئی تو امراء نے ابن اشتر سے ان کے لیے امان لے لی اور اس نے انھیں امان دے دی اور وہ محل سے نکل کر مختار کے پاس آئے اور اس کی بیعت کر لی پھر مختار نے محل میں داخل ہو کر وہیں رات بسر کی اور سر کردہ لوگوں نے مسجد اور محل کے دروازے پر صبح کی اور مختار مسجد کی طرف گیا اور اس نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے بلیغ خطاب کیا پھر لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بند چھت اور زمین کو راستوں والی بنایا ہے کہ تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد اس سے زیادہ رہنما بیعت نہیں کی پھر وہ منبر سے نیچے اتر آیا اور لوگ آ کر کتاب اللہ' سنت رسول اور اہل بیت کا بدلہ لینے پر اس کی

Marfat.com

بیعت کرنے لگے۔ اور ایک شخص نے مختار کو آ کر بتایا کہ ابن مطیع حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ہے اور اس نے اس کے سامنے اظہار کیا کہ وہ اس کی بات کو نہیں سنتا اس نے تین بار یہ بات دہرائی تو وہ شخص خاموش ہو گیا اور جب رات ہوئی تو مختار نے ابن مطیع کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے اور اسے کہا' چلا جا میں نے تیرے مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس سے قبل وہ اس کا دوست تھا۔ پس ابن مطیع بصرہ چلا گیا اور مغلوب ہونے کی حالت میں اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس واپس جانا پسند نہ کیا اور مختار حسن سیرت کے باعث لوگوں کا محبوب بننے لگا اور اس نے بیت المال میں نو کروڑ درہم پائے اور اس نے اس فوج کو جو جنگ میں اس کے ساتھ تھی بہت سے اخراجات دیئے اور عبداللہ بن یشکری کو اپنا پولیس افسر بنایا اور سرکردہ لوگوں کو قریب کیا اور وہ اس کے ہم نشین تھے اور ان موالی کو یہ بات گراں گزری جو اس کی مدد کو کھڑے ہوئے تھے اور انہوں نے کہا اس نے عرینہ کے غلام ابوعمرۃ کیسان وہ اس کا باڈی گارڈ تھا کو مقدم کیا ہے اور ابواسحٰق العرب کی قسم ہمیں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ابوعمرۃ نے یہ بات اس تک پہنچائی تو اس نے کہا' وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں پھر کہنے لگا (ہم مجرموں سے انتقام لیں گے) ابوعمرۃ نے انہیں کہا خوشخبری ہو وہ عنقریب تمہیں مقرب بنائے گا تو اس بات نے انہیں حیرت زدہ کر دیا اور وہ خاموش ہو گئے۔

پھر مختار نے امراء کو عراق اور خراسان کی اطراف اور شہروں کی جانب روانہ کیا اور جھنڈے باندھے اور امارتیں اور ریاستیں قائم کیں اور وہ صبح و شام لوگوں کے لیے بیٹھ کر فیصلے کرنے لگا اور جب یہ کام بڑھ گیا تو اس نے شریح کو قاضی بنا دیا اور شیعوں کی ایک پارٹی نے شریح پر اعتراضات کیے اور کہنے لگے اس نے حجر بن عدی کو دیکھا ہے اور اس نے ہانی بن عروہ کے متعلق بات نہیں پہنچائی جیسا کہ اسے اس کے متعلق بھیجا گیا تھا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے قضاء سے معزول کر دیا تھا' جب شریح کو ان باتوں کی اطلاع ملی تو بتکلف مریض بن کر گھر بیٹھ گیا اور مختار نے اس کی جگہ عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو قاضی بنا دیا پھر اسے معزول کر کے عبداللہ بن مالک طائی کو قاضی بنا دیا۔

Marfat.com

باب

پھر مختار نے حضرت حسینؓ کے شریف و وضیع قاتلین کو قتل کرنے کے لیے تلاش شروع کر دی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ مروان نے دمشق سے عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ میں داخل ہونے کے لیے تیار کیا اور اگر وہ اس پر فتح پالے تو اسے تین دن تک مباح کر دے پس ابن زیاد کوفہ جانے کے لیے چل پڑا اور توابین کی فوج سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی اور ان کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پھر وہ عین الوردۃ سے چل کر جزیرہ پہنچ گیا اس نے وہاں قیس عیلان کو پایا اور وہ حضرت زبیرؓ کے انصار میں سے تھا اور مروان نے مرج راہط کی جنگ میں ان کے بہت سے آدمی مارے اور وہ اس کی عداوت میں متحد تھے اور اس کے بعد اس کے بیٹے عبدالملک کی عداوت میں بھی متحد تھے پس وہ ایک سال تک روانگی سے رُک گیا اور وہ جزیرہ میں قیس عیلان کی جنگ میں مشغول تھا پھر وہ موصل پہنچا اور اس کا نائب اس سے پھر کر تکریت چلا گیا اور اس نے مختار کو خط لکھ کر یہ بات بتائی تو مختار نے یزید بن انس کو اس کے منتخب کردہ تین ہزار جوانوں کے ساتھ برانگیختہ کیا اور اسے کہا میں عنقریب تجھے جوانوں کے بعد جوانوں سے مدد دوں گا' اس نے کہا صرف دعا سے میری مدد کرنا اور مختار اس کے ساتھ کوفہ کے باہر تک گیا اور اسے الوداع کیا اور اس کے لیے دعا کی اور اسے کہا ہر روز مجھے تمہاری خبر ملنی چاہیے جب تو اپنے دشمن سے ملے اور وہ تجھ سے جنگ کرے تو تو اس سے جنگ کر' اور موقع کو مؤخر نہ کر اور جب انہیں ابن زیاد کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے آگے دو فوجوں کو تیار کیا ایک ربیعہ بن مخارق کے ساتھ اور دوسری عبداللہ بن جملہ کے ساتھ یہ دونوں فوجیں تین تین ہزار تھیں اور اس نے کہا تم سے جو سبقت لے جائے وہ امیر ہوگا۔ اور اگر تم دونوں اکٹھے سبقت کرو تو تم دونوں میں سے عمر رسیدہ شخص امیر ہوگا' پس ربیعہ بن مخارق' یزید بن انس کے پاس پہنچنے میں سبقت کر گیا اور وہ دونوں کوفہ کے قریب موصل کے علاقے میں ملے اور دونوں وہاں ٹھہر گئے اور یزید بن انس بیمار اور کمزور تھا اس کے باوجود وہ اپنی قوم کو جہاد کی ترغیب دیتا اور چاروں فوجوں کے گرد چکر لگاتا حالانکہ وہ نحیف و نزار تھا اور اس نے لوگوں سے کہا اگر میں مر جاؤں تو عبداللہ بن ضمرۃ انصاری میمنہ کا سالار امیر ہوگا اور اگر وہ بھی مر جائے تو میسرہ کا سالار مسعر بن ابی مسعر امیر ہوگا اور ورقاء بن خالد اسدی سواروں کا امیر تھا اور یہی تین چاروں فوجوں کے امراء تھے اور ۶۶ھ کے یوم عرفہ کی صبح روشن ہو جانے کے وقت کا واقعہ ہے' پس انہوں نے اور شامیوں نے باہم شدید جنگ کی اور دونوں کے میمنے اور میسرے مضطرب ہوگئے پھر ورقاء نے سواروں پر حملہ کر کے انہیں شکست دی اور شامی فرار ہوگئے اور ان کا امیر مخارق بن ربیعہ قتل ہوگیا اور شامیوں کی فوج میں جو کچھ بھی موجود تھا مختار نے اکٹھا کر لیا اور ان کے مفرورین نے واپس آ کر دوسرے امیر عبداللہ بن جملہ سے ملاقات کی تو انہوں نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے اسے بتایا تو وہ ان کے ساتھ واپس چلا گیا اور ان کو لے کر یزید بن انس کے پاس گیا اور عشاء کو ان کے پاس پہنچا تو لوگوں نے ایک دوسرے کو روکتے رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو وہ اپنی تنظیم کے مطابق ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوگئے اور یہ واقعہ ۶۶ھ کی عید قربان کے دن کا

Marfat.com

ہے پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور مختار کی فوج نے شامیوں کی فوج کو شکست دی اور انہوں نے ان کے امیر عبداللہ بن جملہ کو قتل کر دیا اور جو کچھ ان کی چھاؤنی میں تھا اکٹھا کر لیا اور ان میں تین سو آدمیوں کو قیدی بنا لیا اور انہیں یزید بن انس کے پاس لے آئے اس وقت وہ زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا اس نے انہیں قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

اور یزید بن انس اسی روز فوت ہو گیا اور اس کے نائب ورقاء بن عامر نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کیا اور اس کے اصحاب نادم ہوئے اور چوری چھپے کوفہ کی طرف واپس جانے لگے تو ورقاء نے انہیں کہا اے لوگو! تمہاری کیا رائے ہے؟ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ابن زیاد شام سے ۸۰ ہزار فوج کے ساتھ آیا ہے اور میں ان کے ساتھ لڑنے کی تم میں طاقت نہیں پاتا اور ہمارا امیر بھی ہلاک ہو چکا ہے اور فوج میں سے ہمارے اصحاب کا ایک حصہ الگ ہو چکا ہے پس اگر ہم اپنے ملک کو واپس لوٹ جائیں اور یہ اظہار کریں کہ ہم اپنے امیر کے غم کی وجہ سے واپس آ گئے ہیں تو یہ بات ہمارے لیے اس سے بہتر ہے کہ ہم ان سے جنگ کریں اور وہ ہمیں شکست دیں اور ہم مغلوب ہو کر واپس جائیں' پس امراء نے اس سے اتفاق کیا اور وہ کوفہ کی طرف واپس چلے گئے اور جب اہل کوفہ کو ان کی خبر پہنچی نیز یہ کہ یزید بن انس ہلاک ہو چکا ہے تو اہل کوفہ نے مختار کے متعلق جھوٹی خبر اڑا دی اور کہنے لگے یزید بن انس میدان کارزار میں قتل ہوا ہے اور اس کی فوج نے شکست کھائی ہے اور عنقریب ابن زیاد تمہارے پاس آ کر تمہاری بیخ کنی کرے گا اور تمہارے سبزے سے نفرت کرے گا' پھر انہوں نے مختار کے خلاف خروج کرنے پر ایکا کر لیا اور کہنے لگے وہ کذاب ہے اور انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کرنے اور اسے اپنے درمیان سے نکال باہر کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ کذاب ہے اور کہنے لگے اس نے ہمارے اشراف پر ہمارے موالی کو مقدم کیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ حضرت ابن حنفیہ نے اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اسے کوئی حکم نہیں دیا اور وہ ان پر افتراء کرتا ہے اور اس کے خلاف خروج کا انتظار کرو کہ ابراہیم بن اشتر کوفہ سے خروج کرے بلاشبہ مختار نے اسے سات ہزار فوج کے ساتھ ابن زیاد سے جنگ کرنے کے لیے مقرر کیا ہے پس جب ابن اشتر باہر نکلا تو وہ اشراف جو حضرت حسینؓ کے قاتلین کی فوج میں شامل تھے۔ شبث بن ربعی کے گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے مختار کے ساتھ جنگ کرنے پر اتفاق کیا پھر ہر قبیلہ اپنے امیر کے ساتھ اٹھ کر کوفہ کے نواح میں کسی جانب چلا گیا اور انہوں نے قصر امارت کا قصد کیا اور مختار نے عمرو بن توبہ کو ایلچی بنا کر ابراہیم بن اشتر کے پاس بھیجا کہ وہ جلد اس کے پاس واپس آ جائے اور مختار نے ان کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ انہیں کہے تم کیوں ناراض ہو؟ میں تمہارے سب مطالبات کو مانتا ہوں وہ صرف ابراہیم بن اشتر کے آنے تک انہیں اپنے ساتھ جنگ کرنے سے روکنا چاہتا تھا اور اس نے کہا اگر تم محمد بن حنفیہ کے حکم کے بارے میں میری تصدیق نہیں کرتے تو تم اپنی طرف سے اور میں اپنی طرف سے آدمی بھیجتا ہوں جو ان سے اس کے متعلق دریافت کرے گا اور وہ مسلسل ان سے ٹال مٹول کرتا رہا حتیٰ کہ تین دن بعد ابن اشتر آ گیا پس وہ اور لوگ دو پارٹیوں میں تقسیم ہو گئے' پس مختار اہل یمن کا ضامن ہو گیا اور ابن اشتر مضر کا ضامن ہو گیا اور ان کا امیر شبث بن ربعی تھا اور یہ سب مختار کے مشورے سے ہوا حتیٰ کہ ابن اشتر اپنی یمنی قوم کے جنگ کرنے کا ذمہ دار نہ بنا وہ ان سے شفقت کرتا تھا اور مختار ان پر سختی کرتا تھا۔

پھر لوگوں نے کوفہ کے نواح میں شدید جنگ کی اور فریقین کے مقتول بہت ہو گئے اور ایسے جنگی حالات ہوئے جن کا استقصاء

Marfat.com

طوالت کا باعث ہوگا اور اشراف کی ایک جماعت قتل ہوگئی جس میں عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کندی اور اس کی قوم کے سات سو اسی آدمی شامل تھے اور مضر میں سے چودہ پندرہ آدمی ہوئے اور یہ دن جبانۃ السبیع کے نام سے مشہور ہے اور یہ ۲۴/ذوالحجہ ۶۶ھ بدھ کا دن تھا پھر مختار کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور اس نے ان میں سے پانچ سو آدمی قیدی بنائے انہیں اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا ان میں سے جو شخص حضرت حسینؓ کے قتل میں شامل تھا اسے قتل کر دو تو ان میں سے دو سو چالیس آدمیوں کو قتل کر دیا گیا اور اس کے اصحاب نے ان میں سے ان آدمیوں کو قتل کیا جو مختار کے حکم کے بغیر انہیں ایذا دیتے تھے اور ان سے بدسلوکی کرتے تھے پھر اس کے باقی لوگوں کو آزاد کر دیا اور عمرو بن الحجاج زبیدی بھاگ گیا اور وہ حضرت حسینؓ کے قاتلین میں شامل تھا معلوم نہیں وہ کس علاقے میں چلا گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے دستے کے امیر شمر بن ذی الجوشن کا قتل:

اور کوفہ کے اشراف' مصعب بن زبیر کے پاس بصرہ بھاگ گئے ان بھگوڑوں میں شمر بن ذی الجوشن بھی تھا اللہ اس کا بھلا نہ کرے' مختار نے اس کے پیچھے اپنے غلام زربی کو بھیجا اور جب وہ اس کے نزدیک ہوا تو شمر نے اپنے اصحاب سے کہا تم آگے بڑھو اور مجھے تم اپنے پیچھے اس طرح چھوڑ کر بھاگے ہو کہ اس موٹے عجمی کافر نے میرا لالچ کیا ہے پس وہ چلے گئے اور شمر پیچھے رہ گیا تو زربی نے اسے آلیا تو شمر نے پلٹ کر اس پر حملہ کیا اور اس کی کمر توڑ دی اور اسے قتل کر دیا اور شمر چلتا بنا اور اسے چھوڑ دیا اور اس نے مصعب بن زبیر کو بصرہ میں خط لکھا اور اسے اپنی آمد کے متعلق اطلاع دی اور اس معرکے میں جو لوگ بھی بھاگے وہ مصعب کی طرف بصرہ کو بھاگے اور شمر نے اس بستی کے ایک کافر کے ہاتھ خط بھیجا جس کے پاس وہ اترا ہوا تھا اور جس کا نام کلبانیہ تھا اور وہ بستی اس نہر کے پاس تھی جو وہاں ایک ٹیلے کے پہلو میں تھی وہ کافر گیا تو اسے ایک اور کافر ملا اس نے اس سے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا مصعب کے پاس۔ اس نے پوچھا کس کی طرف سے' اس نے کہا شمر کی طرف سے' اس نے کہا میرے ساتھ میرے آقا کے پاس چلو' کیا دیکھتا ہے کہ اس کا آقا ابو عمرۃ ہے جو مختار کے باڈی گارڈوں کا امیر ہے اور وہ شمر کی تلاش میں ہے' کافر نے اسے اس کی جگہ بتائی تو ابو عمرۃ نے اس کا قصد کیا اور شمر کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اس مکان سے منتقل ہو جائے تو اس نے کہا یہ سب کذاب کے ٹولے ہیں قسم بخدا! میں یہاں سے تین دن تک کوچ نہیں کروں گا تا کہ میں ان کے دلوں کو رعب سے بھر دوں اور جب رات ہوئی تو ابو عمرۃ نے سواروں کے ساتھ ان پر اچانک حملہ کر دیا اور انہیں سوار ہوئے اور ہتھیار پہننے سے جلد جا لیا اور شمر بن ذی الجوشن نے ان پر حملہ کر دیا' اور اس نے برہنہ حالت میں ان سے نیزہ زنی کی پھر اس نے اپنے خیمے میں داخل ہو کر اس سے تلوار نکالی اور وہ کہہ رہا تھا:

> ''تم نے جھاڑی کے بہادر شیر کو جگا دیا ہے جس کا چہرہ ترش ہے اور وہ کندھے کو توڑ دیتا ہے کسی دن نے اسے دشمن سے پیچھے ہٹتے نہیں دیکھا' سوائے اس کے کہ جنگ کرتے ہوئے اس پر حملہ ہو یا وہ جنگ کر رہا ہو وہ انہیں شمشیر زنی سے بے چین کر دیتا ہے اور نیزے کے پھل کو سیراب کر دیتا ہے''۔

پھر وہ مسلسل اپنی حفاظت میں لڑتا رہا حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور جب اس کے اصحاب نے شکست خوردگی کی حالت میں تکبیر کی آواز

Marfat.com

اور مختار کے اصحاب کا قول اللّٰہ اکبر قتل الخبیث (اللہ اکبر خبیث قتل ہو گیا ہے) سنا تو وہ سمجھ گئے کہ وہ قتل ہو گیا ہے' اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔

ابومخنف نے بحوالہ یونس بن ابی اسحٰق بیان کیا ہے کہ جب مختار جبانۃ السبیع سے باہر نکلا اور جنگ سے واپسی پر محل کی طرف آیا تو سراقہ بن مرداس جو قیدیوں میں شامل تھا' نے اسے اپنی بلند آواز سے پکارا۔

''اے معد کے بہترین شخص مجھ پر احسان کر' جو ساحل پر اترنے والے اور فوج سے بہتر ہے اور تلبیہ کہنے والے' روزہ رکھنے والے اور سجدہ کرنے والے سے بہتر ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے جیلر کو پیغام بھیجا کہ اسے رات کو باندھ دو اور کل کو آزاد کر دو' اور وہ مختار کی طرف یہ اشعار پڑھتا ہوا آیا۔

''ابواسحٰق کو اطلاع دو کہ ہم پر جو چھلانگ لگانا واجب تھی ہم نے لگا دی ہے ہم نکلے تو ہم کمزوروں کو کچھ نہ سمجھتے تھے اور ہمارا خروج تکبر اور عیب تھا ہم انہیں اپنے میدان کارزار میں کم خیال کرتے تھے اور جب ہماری مڈبھیڑ ہوئی تو وہ ٹیلوں کی مانند تھے جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم مقابلہ کو نکلے اور ہم نے دشمن کو دیکھا کہ وہ بھی ہمارے مقابلہ میں نکل آیا ہے اور ہم نے ان سے شمشیر زنی' ہلاکت اور صحیح نیزہ زنی دیکھی حتیٰ کہ ہم پلٹ آئے تو نے ہر روز ہر ٹیلے پر اپنے دشمن پر فتح پائی ہے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر دیتا ہے' جیسے حضرت محمد ﷺ کو بدر کے روز فتح ہوئی اور شعب کے روز جب وہ حنین کو گئے' جب تو بادشاہ بنے تو نرمی اختیار کرنا اور اگر ہم بادشاہ بنتے تو ہم فیصلوں میں ظلم و زیادتی کرتے' میری توبہ کو قبول کر اور جب تو عفو کو دین بنائے گا تو میں شکریہ ادا کروں گا''۔

اور سراقہ بن مرداس قسمیں کھانے لگا کہ اس نے زمین و آسمان کے درمیان چتکبرے گھوڑوں پر فرشتوں کو دیکھا ہے اور ان میں سے ایک فرشتے نے اسے قید کر لیا ہے' مختار نے اسے حکم دیا کہ منبر پر چڑھ کر لوگوں کو یہ بات بتائے' اس نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو یہ بات بتائی اور جب وہ منبر سے اترا تو مختار نے اس سے تنہائی میں ملاقات کی اور اسے کہا مجھے معلوم ہے کہ تو نے فرشتوں کو نہیں دیکھا اور تیری اس بات کا مقصد یہ تھا کہ میں تجھے قتل نہ کروں اور میں تجھے قتل نہیں کروں گا تو جہاں چاہے چلا جا تا کہ تو میرے اصحاب کو خراب نہ کرے' پس سراقہ' مصعب بن زبیر کے پاس بصرہ چلا گیا اور کہنے لگا۔

''اے ابواسحٰق کو اطلاع دے دو کہ میں نے چتکبرے سیاہ اور یک رنگ گھوڑوں کو دیکھا ہے' میں نے تمہاری وحی سے انکار کیا ہے اور میں نے نذر مانی ہے کہ موت تک تم سے جنگ کرنا مجھ پر لازم ہے میری دونوں آنکھوں نے وہ کچھ دیکھا ہے جو تم دونوں نے نہیں دیکھا ہم دونوں چھوٹے راستوں کے جاننے والے ہیں' جب وہ کہیں گے تو میں انہیں کہوں گا تم جھوٹ بولتے ہو اور اگر باہر نکلے تو میں ان کے لیے اپنا ہتھیار پہن لوں گا''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ پھر مختار نے اپنے اصحاب سے خطاب کیا اور انہیں اپنے اس خطبہ میں ان قاتلین حسین کے خلاف برانگیختہ کیا جو کوفہ میں مقیم تھے وہ کہنے لگے:

Marfat.com

''ہمارا کیا گناہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو چھوڑ دیں جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے اور وہ دنیا میں امن کے ساتھ چل پھر رہے ہیں آل محمدؐ کے مددگار بہت برے ہیں تب تو میں کذاب ہوں جیسے تم نے میرا نام رکھا ہے' میں ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگتا ہوں اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے انہیں مارنے والی تلوار اور نیزہ بنایا ہے' اور ان کے بدلے کا طالب اور ان کے حق کا قائم کرنے والا بنایا ہے اور اللہ پر واجب ہے کہ وہ آپ کے قاتلین کو قتل کرے اور جو ان کے حق کو ضائع کرے اسے ذلیل کرے' پس ان کے نام لو پھر ان کا پیچھا کرو حتیٰ کہ ان کو قتل کر دو' جب تک میں ان سے زمین کو پاک نہ کرلوں اور انہیں شہر سے جلاوطن نہ کر دوں مجھے کھانا پینا خوش گوار نہیں لگے گا''۔

پھر کوفہ میں جو لوگ تھے وہ ان کی تلاش کرنے لگا۔ وہ انہیں لا کر اس کے سامنے کھڑا کرتے تو وہ ان کے افعال کے مطابق انہیں ہر قسم کے قتل کے طریقوں کے مطابق قتل کرنے کا حکم دیتا ان میں بعض لوگوں کو اس نے آگ سے جلایا اور بعض کے اطراف کو کاٹ کر چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ مر گئے اور بعض کو تیروں سے مارا حتیٰ کہ وہ مر گئے' وہ ملک بن بشر کو اس کے پاس لائے تو مختار نے اسے کہا تو نے حسین رضی اللہ عنہ کی ٹوپی اتاری تھی؟ اس نے کہا ہم بادل نخواستہ نکلے تھے ہم پر احسان کر' اس نے کہا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دو' انہوں نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا پھر انہوں نے اسے تڑپتے چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور اس نے عبداللہ بن اسید الجہنی وغیرہ کو بری طرح قتل کیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹنے والے خولی بن یزید کا قتل:

مختار نے اپنے باڈی گارڈوں کے امیر ابو عمرۃ کو اس کی طرف بھیجا اس نے اس کے گھر پر حملہ کیا تو اس کی بیوی باہر آئی انہوں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگی مجھے معلوم نہیں وہ کہاں ہے اور اپنے ہاتھ سے اس مکان کی طرف اشارہ کیا جس میں وہ روپوش تھا۔ اور وہ اس شب سے اس سے نفرت رکھتی تھی جس میں وہ حضرت حسینؓ کے سر کو اس کے پاس لایا تھا اور وہ اسے اس بات پر ملامت کرتی تھی۔ اس کا نام العبوق بنت مالک بن نہار بن عقرب الحضرمی تھا وہ مکان میں گئے تو انہوں نے اسے دیکھا کہ اس نے اپنے سر پر ٹوکرا رکھا ہوا ہے وہ اسے اٹھا کر مختار کے پاس لے گئے تو اس نے اس کے گھر کے قریب اسے قتل کرنے اور اس کے بعد اسے جلا دینے کا حکم دیا اور مختار نے حکیم بن فضل السنبسی کی طرف آدمی بھیجے۔ اس نے قتل حسینؓ کے روز عباس بن علی بن ابی طالبؓ کے کپڑے اتارے تھے اسے پکڑا گیا تو اس کے اہل عدی بن حاتم کے پاس گئے' وہ مختار کے پاس سفارش کرنے گئے اور جن لوگوں نے اسے پکڑا تھا وہ ڈرے کہ حضرت عدیؓ ان سے پہلے سفارش کرنے کے لیے مختار کے پاس پہنچ جائیں گے تو انہوں نے حکیم کو مختار کے پاس پہنچنے سے قبل ہی قتل کر دیا۔ حضرت عدیؓ نے جا کر اس کی سفارش کی تو اس نے آپ کی سفارش قبول کر لی اور جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اسے قتل کر دیا تھا حضرت عدیؓ نے ان کو برا بھلا کہا اور ان پر ناراض ہو کر کھڑے ہو گئے اور مختار کا احسان ان کے گلے میں تھا اور مختار نے یزید بن مختار کی طرف آدمی بھیجے اس نے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو قتل کیا تھا جب تلاش کرنے والوں نے اس کے گھر کا گھیراؤ کیا تو اس نے باہر نکل کر ان سے جنگ کی اور انہوں نے اسے تیر اور پتھر مارے حتیٰ کہ وہ گر گیا پھر انہوں نے اسے جلا دیا حالانکہ اس میں زندگی کی رمق موجود تھی اور مختار نے سنان بن انس کو تلاش کیا جو حضرت حسینؓ کے قتل کا مدعی تھا تو انہیں معلوم ہوا کہ

Marfat.com

وہ بصرہ یا جزیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے تو انھوں نے اس کا گھر گرا دیا اور محمد بن اشعث بن قیس بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو مصعب کے پاس بھاگ آیا تھا۔ مختار نے اس کے گھر کے گرانے کا حکم دے دیا اور یہ کہ وہاں حجر بن عدی کا گھر تعمیر کیا جائے جسے زیاد نے گرا دیا تھا۔

قاتلین حسینؓ کے امیر عمر بن سعد بن ابی وقاص کا قتل:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا ایک غلام آیا اور اس کا خون اس کی ایڑیوں پر بہہ رہا تھا' حضرت سعدؓ نے اس سے پوچھا تمہارے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ اس نے کہا آپ کے بیٹے عمر نے' حضرت سعدؓ نے فرمایا اسے قتل کر دو اور اس کا خون بہاؤ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے' جب مختار نے کوفہ کے خلاف خروج کیا تو عمر بن سعد نے عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ سے پناہ طلب کی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قرابت کی وجہ سے مختار کا دوست تھا' وہ مختار کے پاس آیا اور اس نے اس سے عمر کے لیے امان لے لی جس کا مضمون یہ تھا کہ وہ جب تک اطاعت کرے گا اور اپنے گھر اور اپنے شہر میں رہے گا وہ اپنے نفس' اہل اور مال کے متعلق مامون ہوگا' جب تک وہ کوئی واقعہ نہ کرے اور مختار کا مقصد یہ تھا کہ جب تک وہ پیشاب' پاخانے کو نہ آئے' جب عمر بن سعد کو اطلاع ملی کہ مختار اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو وہ رات کو اپنے گھر سے نکلا اور وہ مصعب یا عبیداللہ بن زیاد کی طرف سفر کرنا چاہتا تھا مختار کو اس کے ایک غلام نے یہ بات پہنچا دی تو مختار نے کہا اس سے بڑا واقعہ کیا ہو سکتا ہے؟ اور بعض کا قول ہے کہ اس کے غلام نے اسے یہ بات کہی تو اس نے اسے کہا تو اپنے گھر اور قیام گاہ سے باہر نکلتا ہے واپس چلا جا تو وہ واپس چلا گیا اور جب صبح ہوئی تو اس نے مختار کو پیغام بھیجا کہ کیا تو اپنی امان پر قائم ہے؟ اور بعض کا قول ہے کہ وہ مختار کے پاس اس بات کو معلوم کرنے آیا تو مختار نے اسے کہا بیٹھ جا' اور بعض کا قول ہے کہ اس نے عبداللہ بن جعدہ کو مختار کے پاس بھیجا کہ اس سے پوچھے کہ کیا تو اس امان پر قائم ہے جو تو نے اسے دی ہے؟ تو مختار نے اسے کہا بیٹھ جا اور جب وہ بیٹھ گیا تو مختار نے اپنے باڈی گارڈوں کے افسر کو کہا جاؤ اور اس کا سر میرے پاس لاؤ تو اس نے جا کر اسے قتل کر دیا اور اس کے پاس اس کا سر لے آیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ مختار نے ایک رات کہا کہ میں کل بڑے بڑے قدموں والے دھنسی ہوئی آنکھوں والے اور اُبھرے ہوئے ابروؤں والے شخص کو ضرور قتل کروں گا جس کے قتل سے مومنین اور ملائکہ مقربین خوش ہوں گے۔

اور الہیثم بن الاسود بھی موجود تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اس کا مقصد عمر بن سعد ہے اس نے اپنے بیٹے العریان کو اس کے پاس بھیجا اور اس نے اسے چوکنا کر دیا' اس نے کہا' اس نے مجھے جو عہود و مواثیق دیئے ہیں ان کے بعد یہ بات کیسے ہوگی؟ اور مختار جب کوفہ آیا تو شروع شروع میں اس نے وہاں کے باشندوں سے بڑا اچھا سلوک کیا اور عمر بن سعد کو پروانۂ امان دیا سوائے اس کے کہ وہ کوئی واقعہ کرے۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوجعفر الباقر بیان کیا کرتے تھے کہ مختار کا مقصد یہ تھا کہ سوائے اس کے کہ وہ بیت الخلاء میں داخل ہو اور اس میں بے وضو ہو جائے پھر اسی طرح عمر بن سعد بے قرار ہو گیا پھر ایک محلے سے دوسرے محلے میں منتقل ہونے لگا پھر وہ اپنے گھر لوٹ آیا اور مختار کو بھی اس کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی اطلاع مل گئی تو اس نے کہا ہرگز نہیں قسم بخدا اس

Marfat.com

کی گردن میں ایک زنجیر ہے جو اسے منہ کے بل گرادے گی اگر وہ اڑ بھی جائے تب بھی میں اس سے خون حسین کا بدلہ لوں گا اور اس کا پاؤں پکڑلوں گا پھر اس نے ابوعمرۃ کو اس کی طرف بھیجا تو اس نے اس سے فرار کرنا چاہا اور وہ اپنی تیزی میں گر پڑا تو ابوعمرہ نے تلوار مار کر اسے قتل کر دیا اور اپنی قباء کے نچلے حصے میں اس کے سر کو لا کر مختار کے سامنے رکھ دیا تو مختار نے اس کے بیٹے حفص سے کہا۔ جو مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کیا تو اس سر کو پہچانتا ہے؟ تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگا' ہاں' لیکن اس کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں' اس نے کہا تو نے درست کہا ہے پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو اس کے باپ کے ساتھ رکھا گیا پھر مختار نے کہا یہ حضرت حسینؓ کے بدلے میں اور یہ علی اکبر بن حسین کے بدلے میں قتل ہوا ہے اور یہ برابر کا قتل نہیں اور قسم بخدا اگر میں حضرت حسینؓ کے بدلے میں تین چوتھائی قریش کو قتل کر دوں تو وہ آپ کی ایک انگلی کے حق کو بھی پورا نہ کریں پھر مختار نے ان دونوں کے سر حضرت محمد بن حنفیہ کو بھیج دیئے اور اس نے اس بارے میں آپ کو ایک خط بھی لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختار بن ابی عبید کی جانب سے محمد بن علی کی طرف

''اے مہدی آپ پر سلامتی ہو' میں آپ کے ساتھ مل کر اس خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے دشمنوں پر عذاب بنا کر بھیجا ہے ان میں سے کوئی مقتول ہے کوئی اسیر ہے کوئی جلاوطن ہے کوئی بھگوڑا ہے' اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کے قاتل کو قتل کیا ہے اور آپ کے مددگار کی مدد کی ہے میں نے عمر بن سعد اور اس کے بیٹے کا سر آپ کی طرف بھیجا ہے اور ہم نے حضرت حسینؓ اور آپ کے اہل بیت کے خون میں اشتراک کرنے والے ہر اس شخص کو قتل کر دیا ہے جس پر ہم نے قابو پایا ہے اور باقی ماندہ لوگ اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر پائیں گے اور میں بھی ان سے رکنے کا نہیں حتیٰ کہ مجھے اطلاع مل جائے کہ ان میں سے ایک بھی روئے زمین پر باقی نہیں رہا اے مہدی مجھے اپنی رائے لکھیئے کہ میں اس کی پیروی کروں اور اس پر قائم ہو جاؤں' اے مہدی آپ پر سلام ہو اور اس کی رحمت و برکت ہو''۔

ابن جریر نے حضرت محمد بن حنفیہ کے اسے جواب دینے کا ذکر نہیں کیا حالانکہ اس نے اس فعل کو بڑی شرح وبسط سے بیان کیا ہے اور اس کے کلام سے آپ کے بارے میں اس کے غم کی قوت اور اس کا اشتیاق مترشح ہوتا ہے۔

اس لیے اس نے ابومخنف لوط بن یحییٰ کی روایات کے بیان میں بڑی وسعت سے کام لیا ہے اور وہ خود بھی اس سے روایت کرنے والوں میں شامل ہے خصوصاً تشیع کے باب میں' اور یہ مقام شیعہ حضرات کے لیے بڑی دلچسپی کا ہے کیونکہ اس میں حضرت حسینؓ اور آپ کے اہل کے قاتلین سے بدلہ اور انتقام لینے کا ذکر ہے بلاشبہ آپ کے قاتلین کا قتل ضروری تھا اور اس کی طرف پیش رفت کرنا غنیمت تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے مختار کذاب کے ہاتھ پر مقدر کیا تھا جو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بالضرور اس دین کی مدد فاجر شخص سے کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب میں جو کاتبوں کی تحریر کردہ کتابوں سے افضل ہے فرمایا ہے (اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض کے کرتوتوں کی وجہ

Marfat.com

سے ان کے پیچھے لگا دیتے ہیں) اور ایک شاعر نے کہا ہے۔

''اور ہر ہاتھ کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے اور ہر ظالم کو عنقریب ظالم سے پالا پڑے گا''۔

اور عنقریب مختار کے حالات میں ایسی باتیں آئیں گی جو اس کے کذب وافترا پر دلالت کریں گی' اور اس نے اہل بیت کی نصرت کا جو ادعا کیا ہے اصل میں یہ ایک پردہ ہے جس میں وہ اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تھا تا کہ کوفہ میں رہنے والے شیعوں میں سے رذیل لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں تا کہ وہ ان کے لیے حکومت قائم کرے اور اپنے مخالفین پر حملے کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر اس شخص کو مسلط کر دیا جس نے اسے سزا دی اور یہ وہی کذاب ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء بنت الصدیق کی حدیث میں فرمایا ہے کہ بلاشبہ عنقریب ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہوگا۔ اور یہی وہ کذاب ہے جو تشیع کا اظہار کرتا تھا اور بربادی افگن حجاج بن یوسف ثقفی ہے جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے کوفہ کا امیر بنا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور حجاج اس کے الٹ تھا' وہ بہادر' ظالم ناصبی تھا لیکن اس طبقہ میں کوئی دین اسلام اور دعوتِ نبوت پر نہ تھا اور یہ کہ اس کے پاس بلند تر جاننے والے کی طرف سے وحی آتی ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مختار نے المثنیٰ بن مخرمۃ العبدی کو بصرہ بھیجا کہ وہ وہاں کے باشندوں کو مقدور بھر اس کی طرف دعوت دے پس وہ کوفہ میں داخل ہوا اور وہاں اس نے ایک مسجد تعمیر کی جس میں اس کے پاس اس کی قوم کے لوگ اکٹھے تھے پس وہ انہیں مختار کی طرف دعوت دینے لگا پھر الورق شہر میں آیا اور اس کے پاس اس نے پڑاؤ کر لیا تو حارث بن عبداللہ بن ربیعۃ القباع جو مصعب کی معزولی سے قبل بصرہ کا امیر تھا۔ نے پولیس کے امیر عباد بن الحصین کے ساتھ اس کی طرف فوج روانہ کی تو انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کی اور اس سے شہر چھین لیا اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی اور بنو عبدالقیس ان کی نصرت کو اٹھے تو اس نے ان کی طرف بھی فوج روانہ کی اور انہوں نے اس کی طرف فوج بھیجی تو اس نے احنف بن قیس اور عمرو بن عبدالرحمٰن مخزومی کو لوگوں کے درمیان مصالحت کروانے کے لیے بھیجا اور مالک بن مسمع نے ان دونوں کی مدد کی تو لوگ ایک دوسرے سے رُک گئے اور وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ شکست خوردہ اور مغلوب اور مسلوب ہو کر مختار کے پاس واپس آ گیا اور اس نے احنف وغیرہ امراء کے ذریعے ہونے والی مصالحت کے متعلق مختار کو بتایا اور مختار نے ان کے بارے میں لالچ کیا اور ان سے خط و کتابت کی کہ وہ اس کے معاملے میں شامل ہو جائیں اور اس نے احنف بن قیس کو جو خط لکھا وہ یہ تھا:

''مختار کی جانب سے احنف بن قیس اور اس سے پہلے کے امراء کی طرف کیا تم مصالحت میں ہو اما بعد! مضر میں سے بنی ربیعہ کے لیے ہلاکت ہو اور احنف اپنی قوم کو دوزخ میں داخل کر رہا ہے جہاں سے وہ ان کی واپسی کی سکت نہیں پائے گا اور میں تمہارے لیے وہی اختیار رکھتا ہوں جو قضا و قدر میں لکھا گیا ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے میرا نام کذاب رکھا ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کی بھی تکذیب کی گئی ہے اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں''۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابوالسائب بن جنادہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حسن بن حماد نے عن حماد بن علی عن مجالد عن الشعبی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بصرہ میں داخل ہو کر ایک حلقہ میں جا بیٹھا جس میں احنف بن قیس بھی تھا ان لوگوں میں سے ایک

Marfat.com

شخص نے پوچھا تو کن لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا اہل کوفہ میں سے' اس نے کہا تم ہمارے موالی ہو میں نے پوچھا' کیسے؟ اس نے کہا' ہم نے تمہیں تمہارے غلاموں سے جو مختار کے اصحاب تھے بچایا ہے' میں نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمدان کے ایک شیخ نے ہمارے اور تمہارے متعلق کیا کہا ہے؟

احنف نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا' اس نے کہا ہے:

''اگر تم نے غلاموں کو قتل کر دیا ہے اور ایک دفعہ آل عدل کو شکست دی ہے تو کیا تم فخر کرتے ہو؟ پس جب تم ہم سے فخر کرتے ہو تو اس سلوک کو بھی یاد کرو جو جنگِ جمل کے روز ہم نے تم سے کیا تھا' کچھ شیوخ' خون سے رنگین تھے اور کچھ خوبرو جوان کمزور ہو گئے تھے' وہ زرہ میں لڑکھڑاتا ہوا آیا اور ہم نے چاشت کے وقت اسے اونٹ کی طرح ذبح کر دیا اور ہم نے تمہیں معاف کیا اور تم نے ہمارے معاف کرنے کو فراموش کر دیا اور تم نے خدا کی نعمت کی ناشکری کی' اور تم نے حضرت حسینؓ کے بدلے میں اپنی قوم کی بجائے ان میں سے برے آدمیوں کو قتل کیا''۔

راوی بیان کرتا ہے احنف نے غضب ناک ہو کر کہا اے نوجوان کاغذ لاؤ' کاغذ لایا گیا تو اس میں تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختار بن ابی عبید کی جانب سے احنف بن قیس کی طرف

''امابعد! مضر میں سے بنی ربیعہ کے لیے ہلاکت ہو بلاشبہ احنف اپنی قوم کو دوزخ میں داخل کر رہا ہے جہاں سے وہ واپسی کی سکت نہیں رکھتے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم میری تکذیب کرتے ہو' پس اگر میری تکذیب کی گئی ہے تو مجھ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے۔ اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں''۔

پھر احنف نے کہا یہ ہم سے یا تم میں سے ہے۔

Marfat.com

باب

جب مختار کو معلوم ہو گیا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سے غافل نہیں اور عبدالملک کی طرف سے ابن زیاد کے ساتھ بہت بڑی شامی فوج جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا' اس کی طرف آ رہی ہے تو وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے نرمی کرنے لگا اور آپ کو فریب دینے لگا' اور اس نے آپ کی طرف لکھا: میں نے سمع و اطاعت اور آپ کی خیر خواہی کرنے پر آپ کی بیعت کی ہے اور جب میں نے دیکھا کہ آپ نے مجھ سے اعراض کر لیا ہے تو میں آپ سے دور ہو گیا اور اگر آپ اس عہد پر قائم ہیں جو میں نے آپ سے لیا ہے تو میں آپ کی بھی سمع و اطاعت پر قائم ہوں اور مختار شیعوں سے اس بات کو مکمل طور پر چھپاتا تھا اور جب کوئی شخص اس میں سے کسی بات کا ذکر اس سے کرتا تو وہ ان کے سامنے یہ اظہار کرتا کہ وہ اس بات سنے سب لوگوں سے دور تر ہے جب اس کا خط حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ملا تو آپ نے معلوم کرنا چاہا کہ کیا یہ سچا ہے یا جھوٹا سو آپ نے عمر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی کو بلایا اور اسے کہا' کوفہ کی تیاری کرو میں نے تجھے اس کا امیر بنا دیا ہے' اس نے کہا' کیسے جب کہ وہاں مختار موجود ہے؟ آپ نے کہا اس کا خیال ہے کہ وہ ہمارا سامع اور مطیع ہے اور آپ نے تقریباً چالیس ہزار درہم اسے تیاری کے لیے دیئے' پس وہ چلا گیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اسے مختار کی جانب سے زائدہ بن قدامہ پانچ ہزار زرہ پوش سواروں کے ساتھ ملا اور اس کے پاس ستر ہزار روپیہ بھی تھا اور مختار نے اسے حکم دے کر کہا اسے مال دینا اگر وہ واپس چلا جائے تو فبہا' ورنہ جوانوں کی آمد و رفت کرانا اور اس سے جنگ کرنا حتیٰ کہ وہ واپس چلا جائے پس جب عمر بن عبدالرحمٰن نے دولت کو دیکھا تو اس نے مال کو لے لیا اور بصرہ کی طرف چلا گیا اور وہ اور ابن مطیع وہاں کے امیر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور یہ المثنیٰ بن مخرمہ کے کھڑے ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور مصعب بن زبیر کے بصرہ پہنچنے سے قبل کی بات ہے۔

اور عبدالملک بن مروان نے اپنے عم زاد عبدالملک بن حارث بن الحکم کو ایک فوج کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ حضرت ابن زبیرؓ کے نائبین سے شہر کو چھین لیں اور مختار نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو لکھا' اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو فوجی مدد دوں اور وہ آپ کو دھوکا دینا چاہتا تھا' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے لکھا' اگر تو میری اطاعت پر قائم ہے تو میں اس بات کو ناپسند نہیں کرتا' پس وادی القریٰ کی طرف ایک فوج روانہ کر دو تا کہ وہ شامیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ہماری مددگار ہو' سو مختار نے تین ہزار آدمی تیار کیے جن کا امیر شرحبیل بن ورس ہمدانی تھا اور ان میں صرف سات سو عرب تھے اور اس نے شرحبیل سے کہا چلتے جاؤ حتیٰ کہ شہر میں داخل ہو جاؤ اور جب تو داخل ہو جائے تو مجھے خط لکھنا حتیٰ کہ میرا حکم تیرے پاس آ جائے اور وہ حضرت ابن زبیرؓ سے شہر کو چھیننا چاہتا تھا پھر اس کے بعد مکہ جا کر حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کرنا چاہتا تھا اور حضرت ابن زبیر کو خدشہ ہوا کہ مختار نے یہ فوج دھوکا دینے کے لیے بھیجی ہے تو آپ نے عباس بن سہل بن سعد الساعدی کو دو ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اعراب سے

Marfat.com

مدد طلب کرے اور انہیں کہا اگر تم انہیں میرا مطیع دیکھو تو ٹھیک ورنہ ان سے مکروفریب کرو حتیٰ کہ اللہ انہیں ہلاک کر دے' پس عباس بن سہل آیا اور رقیم میں ابن ورس سے ملا اور ابن ورس اپنی فوج میں موجود تھا ان دونوں نے وہاں ایک پانی پر ملاقات کی تو عباس نے اسے کہا' کیا تم ابن زبیر کی اطاعت میں نہیں ہو؟ اس نے کہا بے شک' اس نے کہا آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہم وادی القریٰ کی طرف جائیں اور وہاں جو شامی موجود ہیں ان سے جنگ کریں' ابن ورس نے اسے کہا' مجھے تیری اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا' مجھے مختار نے حکم دیا ہے کہ میں شہر میں داخل ہو جاؤں پھر میں اپنے آقا کو خط لکھوں گا اور وہ مجھے اپنا حکم دے گا' پس عباس اس کا مقصد سمجھ گیا اور اس نے اس کے سامنے یہ اظہار نہ کیا کہ وہ اس کا مقصد سمجھ گیا ہے اور اس نے اسے کہا تمہاری رائے بہتر ہے' تمہیں جو معلوم ہو اس پر عمل کرو' پھر عباس اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ان کی طرف اونٹنیاں' بکریاں اور آٹا بھیجا اور انہیں اس کی شدید ضرورت تھی اور بھوک بھی بہت تھی پس وہ انہیں ذبح کرنے اور پکانے لگے اور وہ روٹیاں پکا کر اسی پانی پر کھانے لگے اور جب رات ہوئی تو عباس بن سہل نے ان پر شب خون مارا' اور اس نے ان کے امیر اور تقریباً ستر آدمیوں کو قتل کر دیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا اور ان کی اکثریت کو قتل کر دیا اور ان میں سے تھوڑے سے آدمی مختار کی طرف اور اپنے شہروں کی طرف ناکام ہو کر واپس آ گئے۔

ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ عباس بن سہل ان کے پاس پہنچا تو وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

''میں پسر سہل ہوں جو بزدل سوار نہیں جب مینڈھے پیچھے ہٹ جاتے ہیں تو میں حیرت میں ڈال دینے والا بہادر اور سبقت کرنے والا ہوں اور میں جنگ کے روز تلوار کے ساتھ مشہور بہادر کے سر پر سوار ہو جاتا ہوں حتیٰ کہ وہ بچھڑ جاتا ہے''۔

جب مختار کو ان کا حال معلوم ہوا تو اس نے اپنے اصحاب میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا:

''شریر فاجروں نے نیک لوگوں کو قتل کر دیا ہے' آگاہ رہو یہ ایک فیصلہ شدہ بات اور ایک آنے والا امر تھا''۔

پھر اس نے صالح بن مسعود خثعمی کے ہاتھ ایک خط حضرت محمد بن حنفیہ کو لکھا جس میں بیان کیا کہ اس نے آپ کی مدد کے لیے مدینہ کی طرف ایک فوج بھیجی تھی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی فوج نے اس فوج کے ساتھ دھوکا کیا ہے اگر آپ کی رائے ہو تو میں دوسری فوج کو مدینہ کی طرف بھیج دوں اور آپ اپنی جانب سے ان کی طرف ایلچی بھیجیں پس ایسا کر دیجیے۔

حضرت ابن حنفیہؒ نے اسے لکھا:

''امابعد! مجھے سب امور سے وہ امر زیادہ محبوب ہے جس میں اللہ کی اطاعت کروں' پس تو پوشیدہ اور اعلانیہ امور میں اللہ کی اطاعت کر اور سمجھ لے کہ اگر میں جنگ کا ارادہ کرتا تو میں لوگوں کو سرعت کے ساتھ اپنے پاس آتا پاتا اور میرے مددگار بہت ہیں لیکن میں ان سے الگ ہوں اور صبر کرتا ہوں حتیٰ کہ وہ میرا فیصلہ کر دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے''۔

اور آپ نے صالح بن مسعود سے فرمایا: مختار سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اور خونریزی سے باز رہے اور جب حضرت محمد بن حنفیہ کا خط اسے ملا تو اس نے کہا میں نے نیکی اور آسائش کے جمع کرنے اور کفر و خیانت کے دور کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

اور ابن جریر نے المدائنی اور ابو مخنف کے طریق سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ نے اہل کوفہ کے سترہ اشراف کے ساتھ

Marfat.com

حضرت ابن حنفیہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور آپ نے انہیں اپنی بیعت کرنے تک قید کر دیا اور انہوں نے امت کے متفق علیہ شخص کے سوا بیعت کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے انہیں ڈرایا دھمکایا اور زمزم میں انہیں باندھ دیا۔ انہوں نے مختار بن ابی عبید کو مدد کا خط لکھا اور اسے کہنے لگے حضرت ابن زبیرؓ نے ہمیں قتل کرنے اور آگ میں جلانے کی دھمکی دی ہے پس تم ہمیں حضرت حسینؓ اور آپ کے اہل بیت کی طرح بے یار و مددگار نہ چھوڑنا' پس مختار نے شیعوں کو جمع کر کے انہیں خط سنایا اور کہنے لگا: یہ اہل بیت کا دادخواہ ہے جو تم سے مدد مانگتا ہے اور وہ اس بات کو لے کر لوگوں میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا' اگر میں ان کی بھرپور مدد نہ کروں اور ان کی طرف سیلاب کی طرح سوار نہ بھیجوں جن کے پیچھے بھی سوار ہوں حتیٰ کہ ابن الکاہلیہ پر ہلاکت نازل ہو جائے تو میں ابو اسحٰق نہیں' پھر اس نے ابوعبداللہ الجدلی کو ستر طاقتور سواروں اور ظبیان بن عمر التیمی کو چار سو جوانوں اور ابوالمعتمر کو ایک سو جوانوں اور ہانی بن قیس کو ایک سو جوانوں اور عمیر بن طارق کو چالیس جوانوں کے ساتھ بھیجا اور طفیل بن عامر کے ہاتھ حضرت محمد بن حنفیہ کو آپ کی طرف فوجیں بھیجنے کا خط لکھا' ابوعبداللہ الجدلی' ذات عرق میں اترا حتیٰ کہ ۵۰ سوار اس کے ساتھ آ ملے پھر وہ ان کو لے کر اعلانیہ طور پر دن کے وقت مسجد حرام میں داخل ہو گیا اور وہ یا ثارات الحسین پکار رہے تھے اور حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت ابن حنفیہؒ اور آپ کے اصحاب کے لیے لکڑیاں تیار کیں تھیں کہ اگر وہ ان کی بیعت نہ کریں تو وہ ان سے انہیں جلا دیں اور مدت مقررہ میں صرف دو دن باقی تھے۔ پس مختار کے اصحاب' حضرت محمد بن حنفیہؒ کے پاس گئے اور انہوں نے آپ کو حضرت ابن زبیرؓ کے قید خانے سے رہا کرا دیا اور کہنے لگے اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ جنگ کریں آپ نے فرمایا میں مسجد حرام میں جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ تو حضرت ابن زبیرؓ نے انہیں کہا نہ ہم ہٹتے ہیں نہ تم ہٹو حتیٰ کہ وہ بیعت کر لیں اور تم بھی ان کے ساتھ بیعت کر لینا تو انہوں نے آپ کی بات نہ مانی پھر ان کے بقیہ اصحاب انہیں آ ملے اور وہ حرم کے اندر یا ثارات الحسین پکارنے لگے جب حضرت ابن زبیرؓ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ ان سے ڈر گئے اور ان سے باز رہے پھر انہوں نے حضرت محمد بن حنفیہ کو پکڑ لیا اور حاجیوں سے بہت سامال لے لیا اور ان کو لے کر شعب علی میں داخل ہو گئے اور چار ہزار آدمی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے ان کے درمیان یہ مال تقسیم کر دیا' ابن جریر نے یہ واقعہ ایسے ہی بیان کیا ہے اور اس کی صحت محل نظر ہے۔ واللہ اعلم

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور مدینہ میں آپ کا بھائی مصعب آپ کا نائب تھا اور بصرہ پر آپ کا نائب حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ تھا اور کوفہ پر مختار اور بلاد خراسان پر عبداللہ بن حازم مستولی تھا' اور اس نے عبداللہ بن حازم کی جنگوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کا بیان طویل ہے۔

Marfat.com

باب

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابراہیم بن اشتر، عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا یہ ۲۲/ ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور ابومخنف نے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے کہ جونہی مختار جبانۃ السبیع اور اہل کناسہ سے فارغ ہوا، اس نے دو روز بعد ابن اشتر کو اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیج دیا، سو وہ ۲۲/ ذوالحجہ ۶۶ ھ کو بروز ہفتہ روانہ ہوا اور مختار بھی اسے اپنے سرکردہ اصحاب کے ساتھ الوداع کرنے گیا اور مختار کے مقربین بھی اس کے ساتھ گئے اور ان کے ساتھ مختار کی کرسی بھی چتکبرے خچر پر لدی ہوئی تھی تاکہ وہ دشمنوں کے خلاف اس سے مدد طلب کریں اور وہ برہنہ پا اس سے دعائیں کر رہے تھے اور مدد مانگ رہے تھے اور عاجزی کر رہے تھے پس مختار اسے تین باتوں کی وصیت کرنے کے بعد واپس آ گیا اس نے کہا اے ابن اشتر اپنی پوشیدہ اور اعلانیہ باتوں میں اللہ سے ڈرنا اور جلدی چلنا اور اپنے دشمن سے جلد جنگ کرنا اور کرسی والے اصحاب مسلسل ابن اشتر کے ساتھ چلتے رہے اور ابن اشتر کہنے لگا اے اللہ ہم میں سے جن بے وقوف لوگوں نے بنی اسرائیل کی سنت کے مطابق کیا ہے اس کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ اپنے بچھڑے کے گرد چکر لگاتے تھے۔ اور جب وہ اور اس کے اصحاب پل پار کر گئے تو کرسی والے اصحاب واپس آ گئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کرسی کے بنانے کا باعث وہ بات تھی جو عبداللہ بن احمد بن شبویہ نے مجھ سے بیان کی ہے میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے بحوالہ اسحٰق بن یحیٰی بن طلحہ ہم سے بیان کیا کہ معبد بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ طفیل بن جعدۃ بن ہبیرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں چاندی کے سکے کا محتاج ہو گیا اسی حالت میں، میں ایک شخص کے دروازے کے پاس سے گزرا جو میرا پڑوسی تھا اس کے پاس ایک کرسی تھی جو بہت میلی کچیلی تھی میرے دل میں خیال آیا کہ میں اس کے متعلق اس سے بات کروں، میں نے واپس آ کر اسے پیغام بھیجا کہ مجھے کرسی بھیج دو اس نے اسے بھیج دیا میں نے مختار کے پاس آ کر اسے کہا میں نے ایک چیز تجھ سے چھپائے رکھی ہے مجھے خیال آیا ہے کہ میں تجھے بتا دوں، اس نے پوچھا وہ کیا چیز ہے؟ میں نے کہا، کرسی ہے جس پر جعدۃ بن ہبیرہ بیٹھا کرتا تھا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس میں کوئی موروثی علم ہے اس نے کہا سبحان اللہ تو نے آج تک کیوں تاخیر کی ہے؟ اسے میرے پاس بھیج دو، راوی بیان کرتا ہے میں اسے لایا اور اسے دھویا تو خوبصورت لکڑی نکل آئی حالانکہ وہ تیل سے چکٹ ہو چکی تھی، اس نے میرے لیے بارہ ہزار دینار کا حکم دیا پھر لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا گیا، راوی بیان کرتا ہے مختار نے لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: گزشتہ امتوں میں جو کام بھی ہوا ہے اس کی مانند اس امت میں بھی ہونے والا ہے بلاشبہ بنی اسرائیل میں ایک تابوت تھا جس سے وہ مدد مانگتے تھے، اور یہ کرسی بھی اس کی مانند ہے پھر اس کے حکم سے اس سے کپڑے ہٹائے گئے اور سبائیہ نے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ بلند کر کے تین بار تکبیر کہی تو شبث بن ربعی نے کھڑے ہو

Marfat.com

کر لوگوں کو ملامت کی اور قریب تھا کہ وہ اس تابوت کی ایسی تعظیم کرنے والے کی تکفیر کرتا اور اس نے اسے توڑنے اور مسجد سے نکال باہر کرنے اور ہرنیوں کی جگہ پر پھینک دینے کا اشارہ کیا تو لوگوں نے شبث بن ربعی کا شکریہ ادا کیا اور جب کہا گیا کہ یہ عبید اللہ بن زیاد آ گیا ہے۔ اور مختار نے ابن اشتر کو بھیجا تو اس کے ساتھ اس نے چتکبرے خچر پر کرسی بھی لاد کر بھیجی جسے ریشمی کپڑوں سے ڈھانپا گیا تھا اس کی دائیں طرف بھی سات کپڑے تھے' اور جب شامیوں کے ساتھ ان کا مقابلہ ہوا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور انھوں نے شامیوں پر غلبہ پایا اور ابن زیاد کو قتل کر دیا تو اس کرسی کی تعظیم میں اضافہ ہو گیا حتیٰ کہ وہ اسے کفر تک لے گئے' طفیل بن جعدۃ نے بیان کیا ہے میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور میں اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور لوگوں نے اس کرسی پر اعتراضات کیے اور وہ بکثرت اس کے عیب بیان کرنے لگے تو اس نے کرسی کو غائب کر دیا حتیٰ کہ اس کے بعد اسے نہیں دیکھا گیا۔

اور ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ مختار نے آل جعدۃ بن ہبیرہ سے وہ کرسی مانگی جس پر جعدہ بیٹھا کرتا تھا انھوں نے کہا ہمارے پاس وہ چیز نہیں جو امیر کہتا ہے اس نے ان سے اصرار کیا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ اگر وہ کوئی کرسی بھی لے آئے وہ اسے ان سے قبول کر لے گا وہ ایک گھر سے کرسی اٹھا کر اس کے پاس لائے اور کہنے لگے یہ وہی کرسی ہے اور شاکر' شیام اور دیگر مختاری سرداروں نے باہر نکل کر اسے حریر و دیباج پہنا دیا اور ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے موسیٰ بن ابی موسیٰ اشعریؓ نے اس کرسی پر پردے لگائے پھر لوگوں نے اس بارے میں اس پر عتاب کیا تو وہ اسے حوشب البرسمی کے پاس لے گیا اور وہ اس کا دوست تھا حتیٰ کہ مختار ہلاک ہو گیا اللہ اس کا بھلا نہ کرے' روایت ہے کہ مختار یہ اظہار کرتا تھا کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے اصحاب اس کرسی کی کس وجہ سے تعظیم کرتے ہیں اور اس کرسی کے بارے میں اعشیٰ ہمدان نے کہا ہے۔

''میں تمہارے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ تم سبائی ہو اور اے شرک کی پولیس میں تمہیں جانتا ہوں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری کرسی سکینت والی نہیں ہے اگرچہ اس پر کپڑے لپیٹے گئے ہیں اور تابوت کی مانند ہم میں کوئی چیز نہیں خواہ شبام' نہد اور عارف اس کے اردگرد سعی کریں اور میں آل محمد سے محبت کرنے والا شخص ہوں اور میں اس وحی کا پیروکار ہوں جو مصاحف کے اندر ہے اور میں نے عبد اللہ کی متابعت کی ہے اس لیے کہ قریش کے سیاہ و سفید بالوں والے اور سخی سردار پے در پے اس کے پاس آئے ہیں''۔

اور متوکل لیثی نے کہا ہے۔

''ابو اسحٰق کو پیغام پہنچا دو کہ میں تمہاری کرسی کا کافر ہوں' شبام اس کی لکڑیوں کے اردگرد ناچتے ہیں اور شاکر اس کی وحی کو اٹھاتا ہے اس کے اردگرد ان کی آنکھیں سرخ ہوئی ہیں گویا وہ موتے چنے ہیں''۔

میں کہتا ہوں یہ اور اس قسم کی باتیں مختار اور اس کے اتباع کی کم عقلی پر دال ہیں اور اس کی کم علمی کمزوری اور جہالت کی زیادتی اور اس کی نادانی اور اپنے اتباع میں باطل کی ترویج اور حق کو باطل کے ساتھ تشبیہ دینے پر بھی دال ہیں تاکہ وہ کمینے لوگوں کو گمراہ کرے اور جاہل عوام اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال مصر میں طاعون پڑی جس میں بہت سے مصری ہلاک ہو گئے اور اسی سال میں عبد العزیز

Marfat.com

بن مروان نے مصر میں دنانیر ڈھالے اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مصر میں دنانیر ڈھالے' مرآت الزمان کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ اسی سال میں عبدالملک بن مروان نے بیت المقدس کے صخرہ پر گنبد بنانے اور مسجد اقصیٰ کی عمارت کی تعمیر کی ابتدا کی اور اس کی عمارت ۷۳ھ میں مکمل ہوئی اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ پر قابض تھے اور وہی منیٰ اور عرفہ کے ایام میں خطبہ دیتے تھے اور لوگوں کا قیام مکہ میں تھا' آپ عبدالملک کو برا بھلا کہتے اور بنی مروان کی برائیوں کا ذکر کرتے اور فرماتے۔ بلاشبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الحکم اور اس کی اولاد پر لعنت کی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دھتکارا ہوا اور آپ کا لعنت کیا ہوا ہے اور آپ اپنی طرف دعوت دیا کرتے تھے اور آپ بڑے فصیح البیان تھے' پس اہل شام کا بڑا حصہ آپ کی طرف مائل ہو گیا' عبدالملک کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے لوگوں کو حج سے روک دیا تو انہوں نے شور مچا دیا تو اس نے صخرہ پر گنبد اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی تا کہ انہیں حج سے غافل کر دے اور ان کے دلوں کو مائل کرے اور وہ صخرہ کے پاس کھڑے ہوتے اور اس کے اردگرد اس طرح طواف کرتے جیسے وہ کعبہ کے گرد طواف کرتے تھے اور عید کے روز قربانی کرتے اور اپنے سروں کو منڈاتے تھے۔ اور اس نے اپنے متعلق یہ اظہار کیا کہ حضرت ابن زبیرؓ نے اسے برا بھلا کہا ہے اور آپ مکہ میں اسے برا بھلا کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس نے اس سے اکاسرہ کے فعل کی مشابہت کی ہے جو وہ ایوان کسریٰ اور خضراء میں کرتے تھے جیسا کہ حضرت معاویہؓ نے کیا تھا۔

اور جب عبدالملک نے بیت المقدس کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس نے اموال اور عمال کو اس کی طرف بھیجا اور کام کو رجاء بن حیوۃ اور اپنے غلام یزید بن سلام کے سپرد کیا اور شہروں کے اطراف سے کاریگروں کو جمع کر کے انہیں بیت المقدس کی طرف بھیجا اور اس کی طرف بہت سے اموال بھیجے اور رجاء بن حیوۃ اور یزید کو حکم دیا کہ اموال کو خوب خرچ کریں اور اس میں توقف نہ کریں' پس انہوں نے اخراجات کو خوب پھیلایا اور گنبد کو شاندار طور پر تعمیر کیا اور رنگین سنگ مرمر سے اس کا فرش بنایا اور گنبد کے لیے دو جھول بنائے ایک سردیوں کے لیے جو سرخ پود کا تھا اور دوسرا گرمیوں کے لیے جو چمڑے کا تھا اور مختلف قسم کے پردوں سے گنبد کا گھیراؤ کیا اور اس کے لیے مختلف قسم کی خوشبوؤں' کستوری' عنبر' گلاب اور زعفران کے لیے خادم مقرر کیے اور وہ اس سے خوشبو بناتے اور رات کو گنبد اور مسجد کو دھونی دیتے اور اس میں سنہری اور نقرئی قندیلیں اور زنجیریں اور بہت سے اشیاء لگائی گئیں اور اس میں عموماً قماری جو کستوری سے ڈھکا ہوتا ہے لگایا گیا اور گنبد اور مسجد میں مختلف قسم کے رنگین قالین بچھائے گئے اور جب وہ بخور چھوڑتے تو اسے بعید مسافت سے سونگھا جاتا اور جب کوئی شخص بیت المقدس سے اپنے شہر کو واپس جاتا تو کئی دنوں تک اس سے کستوری' خوشبو اور بخور کی خوشبو محسوس ہوتی رہتی اور معلوم ہو جاتا کہ وہ بیت المقدس سے آیا ہے' اور یہ کہ وہ صخرہ میں داخل ہوا ہے اور اس میں خدام اور بہت سے لوگ اس کے منتظم تھے اور ان دنوں روئے زمین پر بیت المقدس کے صخرہ کے گنبد سے بڑھ کر خوب صورت عمارت موجود نہ تھی کیونکہ اس کی وجہ سے لوگ کعبہ اور حج سے غافل ہو گئے تھے اس لیے کہ وہ حج وغیرہ کے دنوں میں بیت المقدس کے سوا کسی طرف نہیں جاتے تھے اور اس سے لوگ بڑے فتنہ میں پڑ گئے اور ہر جگہ سے وہاں آنے لگے اور آخر میں انہوں نے اس میں بہت سے جھوٹے اشارات وعلامات بنا دیں اور اس میں انہوں نے پل صراط اور جنت کے دروازے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور وادی جہنم کی تصویر کشی کی اور اسی طرح اس کے دروازوں اور کئی جگہوں میں ایسا کیا جس سے لوگ فریب کھا گئے اور ہمارے زمانے تک فریب کھا رہے ہیں اور جب

Marfat.com

صخرہ بیت المقدس کی تعمیر سے فراغت ہوئی تو روئے زمین پر اس کی خوش منظری کی کوئی نظیر موجود نہ تھی اور اس میں نگینے جواہر اور رنگ برنگ پتھر کے ٹکڑے اور بہت سی چیزیں جڑی ہوئی تھیں اور ان کی بہت سے خوبصورت اقسام تھیں اور جب رجاء بن حیوۃ اور یزید بن سلام مکمل طور پر اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو جو مال انھوں نے اس پر خرچ کیا تھا اس سے چھ لاکھ مثقال اور بعض کہتے ہیں تین لاکھ مثقال بچ گئے انہوں نے لکھ کر عبدالملک کو اس کی اطلاع دی تو اس نے انہیں لکھا میں نے اسے تم دونوں کو بخش دیا ہے ان دونوں نے اسے لکھا اگر ہم استطاعت رکھتے تو ہم اپنی بیویوں کے زیورات سے اس مسجد کی تعمیر میں اضافہ کرتے اس نے انہیں لکھا اگر تم اس کے قبول کرنے سے انکاری ہو تو اسے گنبد اور دروازوں پر خرچ کر دو اور گنبد پر جو نیا اور پرانا سونا لگا تھا اس کی وجہ سے اسے دیکھا نہیں جا سکتا تھا اور جب ابوجعفر منصور ۱۴۰ھ میں اپنے دور خلافت میں بیت المقدس آیا تو اس نے مسجد کو ویران پایا تو اس نے گنبد اور دروازوں پر جو سونا اور پتھر لگے تھے انہیں اکھاڑنے کا حکم دے دیا نیز یہ کہ بعد میں جو ٹوٹ پھوٹ ہو گئی ہے اسے ٹھیک کریں تو انہوں نے ایسے ہی کر دیا اور مسجد طویل تھی تو اس نے حکم دیا کہ اس کے طول کو کم کر کے عرض میں اضافہ کر دیا جائے اور جب عمارت مکمل ہو گئی تو اس نے اس گنبد پر جو سامنے دروازے کے ساتھ ہے' لکھا: امیر المومنین عبدالملک نے ۷۲ھ میں اس کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد اس کی تعمیر کا حکم دیا اور قبلہ سے شمال کی طرف مسجد کا طول ۷۶۵ گز تھا اور عرض ۴۶۰ گز تھا اور بیت المقدس ۱۶ھ میں فتح ہوا تھا۔ واللہ اعلم

۶۷ھ

اس سال ابراہیم بن اشتر نخعی کے ہاتھوں عبیداللہ بن زیاد قتل ہوا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ابراہیم بن اشتر گزشتہ سال کی ۲۲/ ذوالحجہ کو ہفتہ کے روز کوفہ سے نکلا پھر اس سال کا آغاز ہو گیا اور وہ ابن زیاد کے قتل کے ارادے سے موصل جا رہا تھا اور خازر مقام پر دونوں کی ملاقات ہوئی' موصل اور خازر کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے' ابن اشتر نے یہ رات بے خوابی میں گزاری وہ سو نہیں سکتا تھا اور صبح کا وقت نزدیک آیا تو اس نے اٹھ کر اپنی فوج کو مرتب کیا اور اس کے دستے بنائے اور اپنے اصحاب کو اول وقت میں فجر کی نماز پڑھائی پھر سوار ہو کر اس نے ابن زیاد کی فوج سے جنگ کی اور اپنی فوج کے ساتھ دھیرے دھیرے آگے بڑھا اور وہ پیادوں میں پیادہ پا چل رہا تھا حتیٰ کہ اس نے ٹیلے کے اوپر سے ابن زیاد کی فوج کو دیکھا کیا دیکھتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص بھی حرکت نہیں کرتا اور جب انہوں نے انہیں دیکھا تو وہ حیرت زدہ ہو کر ان کے سواروں اور ہتھیاروں کی طرف گئے اور ابن اشتر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور وہ قبائل کے جھنڈوں کے پاس کھڑے ہو کر انہیں ابن زیاد کے ساتھ جنگ کرنے پر اکسانے لگا اور کہنے لگا یہ پسر بنت رسول کا قاتل ہے اللہ نے تمہیں اس پر قابو دے دیا ہے' اس کا مارنا تم پر فرض ہے اس نے پسر بنت رسولؐ کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو فرعون نے بھی بنی اسرائیل کے ساتھ نہیں کیا۔ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ابن زیاد ہے جو آپ کے اور فرات کے پانی کے درمیان رکاوٹ بن گیا تھا کہ آپ اور آپ کی اولاد اور آپ کی بیویاں اس سے پانی نہ پی سکیں اور اس نے آپ کو اپنے شہر کی طرف واپس جانے اور یزید بن معاویہ کے پاس جانے سے روک دیا حتیٰ کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا تم ہلاک ہو جاؤ اپنے سینوں کو اس سے ٹھنڈا کرو اور اس کے خون سے اپنی تلواروں اور اپنے نیزوں کو سیراب کرو اسی نے تمہارے نبی کی آل سے جو کچھ کیا ہے کیا ہے اور اللہ اسے تمہارے پاس لے آیا ہے پھر اس نے بار بار اسی قسم کی باتیں کیں' پھر اپنے جھنڈے تلے آ گیا اور ابن زیاد اپنی بہت

Marfat.com

سی پیادہ اور سوار فوج کے ساتھ آیا اور اس نے اپنے میمنہ پر حصین بن نمیر اور میسرہ پر عمیر بن الحباب السلمی کو امیر مقرر کیا اس نے ابن اشتر کے ساتھ مل کر اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ ہے نیز یہ کہ وہ کل لوگوں کو شکست دے گا اور ابن زیاد کے سواروں کا امیر شرحبیل بن الکلاع تھا اور ابن زیاد پیادوں کے ساتھ چل رہا تھا جونہی فریقین ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے' حصین بن نمیر نے میمنہ کے ساتھ اہل عراق کے میسرہ پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی اور اس کے امیر علی بن مالک جشمی کو قتل کر دیا' اس کے بعد اس کے بیٹے محمد بن علی نے اس کا جھنڈا پکڑ لیا اور وہ بھی اسی طرح قتل ہو گیا اور میسرہ مسلسل بھاگنے لگا۔ اور اشتر انہیں پکارنے لگا اے اللہ کی پولیس کے سپاہیو! میری طرف آؤ میں ابن اشتر ہوں اور اس نے اپنے سر کو ننگا کر دیا تا کہ لوگ اسے پہچان لیں اور مڑ کر اس کے پاس جمع ہو جائیں پھر اہل کوفہ کے میمنہ نے اہل شام کے میسرہ پر حملہ کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل شام کا میسرہ شکست کھا گیا اور ابن اشتر کے پاس سمٹ گیا' پھر ابن اشتر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کیا اور اپنے علمبردار سے کہنے لگا اس جھنڈے کے ساتھ ان میں داخل ہو جا' اور ابن اشتر نے اس روز زبردست جنگ کی اور وہ جسے بھی تلوار مارتا اسے پچھاڑ کر رکھ دیتا اور بہت سے لوگ قتل ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ اہل شام کا میسرہ ثابت قدم رہا اور انھوں نے نیزوں کے ساتھ شدید جنگ کی پھر تلواروں کے ساتھ جنگ کی پھر ابن اشتر نے پیچھے سے حملہ کیا اور شامی فوج اس کے آگے شکست کھا گئی اور وہ انہیں بکری کے بچوں کی طرح قتل کرنے لگا اور اس نے خود اور اس کے بہادر ساتھیوں نے ان کا تعاقب کیا اور عبیداللہ بن زیاد اپنے موقف پر ڈٹا رہا حتیٰ کہ ابن اشتر اس کے پاس سے گزرا اور اس نے اسے قتل کر دیا اور یہ اسے پہچانتا نہ تھا' لیکن اس نے اپنے اصحاب سے کہا' مقتولین میں اس شخص کو تلاش کرو جسے میں نے تلوار ماری تو اس سے مجھے کستوری کی خوشبو کی لپٹ آئی' اس کے ہاتھ مشرق کو اور پاؤں مغرب کو ہیں اور وہ نہر خازر کے کنارے پر ایک الگ جھنڈے کے پاس کھڑا تھا اسے تلاش کرو' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ عبیداللہ ابن زیاد ہے' اور اسے ابن اشتر نے تلوار مار کر دولخت کر دیا ہے پس انہوں نے اہل شام پر فتح کی خوشخبری کے ساتھ اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس کوفہ بھیج دیا اور اہل شام کے سرکردہ لوگوں میں سے حصین بن نمیر اور شرحبیل بن ذی الکلاع قتل ہو گئے اور کوفیوں نے اہل شام کا تعاقب کیا اور ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور ان میں سے جو قتل ہوئے ان سے زیادہ غرق ہو گئے اور ان کے پڑاؤ میں جو اموال اور گھوڑے تھے انہوں نے ان کو اکٹھا کر لیا۔

اور مختار نے اپنے اصحاب کو خبر آنے سے قبل فتح کی بشارت دی تھی ہمیں معلوم نہیں کہ یہ خوش فالی تھی یا اتفاق تھا یا کہانت تھی' اور یہ جو اس کے اصحاب کا خیال ہے کہ اس کے پاس وحی آئی تھی یہ بات نہیں' اور جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے اس کی تکفیر کی جائے گی اور جو اس کا اقرار کرتا ہے اس کی بھی تکفیر کی جائے گی۔ لیکن اس نے یہ بھی کہا تھا کہ معرکہ نصیبین میں ہوگا اس کی جگہ کے بارے میں اس سے غلطی ہوئی ہے یہ معرکہ ارض موصل میں ہوا تھا اور یہ وہ بات ہے جس کی وجہ سے عامر شعبی نے جب اس کے پاس خبر آئی' تو اس نے مختار کے اصحاب پر تنقید کی اور مختار بشارت وصول کرنے کے لیے کوفہ سے باہر نکلا اور مدائن آ کر اس کے منبر پر چڑھ گیا اسی اثناء میں کہ وہ خطاب کر رہا تھا اس کے پاس بشارت آ گئی اور وہ وہیں موجود تھا' شعبی نے بیان کیا ہے کہ اس کے اصحاب میں سے ایک نے مجھے کہا' کیا گزشتہ کل تو نے اسے ہمیں اس کی خبر دیتے نہیں سنا؟ میں نے اسے کہا' اس کا خیال تھا کہ جزیرہ کے علاقے میں نصیبین کے

Marfat.com

مقام پر معرکہ ہوگا' اور بشارت دینے والے نے کہا ہے کہ وہ سرزمین موصل میں خازر مقام پر تھے اس نے کہا قسم بخدا اے شعبی تو عذاب دیکھے بغیر ایمان نہیں لائے گا پھر مختار کوفہ واپس آ گیا۔

اور اس کی غیر حاضری میں ایک جماعت نے جس نے یوم جبانۃ السبیع اور کناسہ کو اس سے جنگ کی تھی' مصعب بن زبیر کی طرف بصرہ جانے کی قوت پائی' ان میں شبث بن ربعی بھی شامل تھا اور ابن اشتر نے خوشخبری اور ابن زیاد کا سر بھجوایا اور اس نے ایک شخص کو نصیبین کی نیابت پر بھیجا اور وہ انہی شہروں میں مسلسل مقیم رہا اور اس نے موصل کی طرف عمال کو بھیجا اور اس نے سنجار اور دارا اور جزیرہ کے اردگرد کے مقامات پر قبضہ کر لیا۔

اور ابو احمد الحاکم نے بیان کیا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد ۱۰ محرم ۶۶ھ کو قتل ہوا تھا اور صحیح ۶۷ھ ہے اور سراقہ بن مرداس البارقی نے ابن زیاد کے قتل کرنے پر ابن اشتر کی مدح کرتے ہوئے کہا ہے۔

''مذحج کے سرداروں میں سے ایک سردار تمہارے پاس آیا جو دشمن پر جری اور پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا' اے ابن زیاد تو بڑے آدمی کے قتل کے بدلہ میں ہلاک ہو اور تیز صیقل شدہ دودھاری تلوار کی دھار کا مزا چکھ' ہم نے تجھے تیز دھار تلوار سے مارا ہے جب تو مقتول کے بدلے میں ہمارے پاس قتل ہو کر آیا' اللہ تعالیٰ' الٰہی سپاہیوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے کل مجھے عبید اللہ کے قتل کی پیاس سے شفا دی''۔

ابن زیاد کے حالات:

عبید اللہ بن زیاد بن عبید' جو ابن زیاد بن ابی سفیان کے نام سے مشہور ہے اور اسے زیاد بن ابیہ اور ابن سمیہ بھی کہا جاتا ہے جو اپنے باپ زیاد کے بعد عراق کا امیر بنا اور ابن معین نے بیان کیا ہے کہ اسے عبید اللہ بن مرجانہ بھی کہا جاتا ہے' مرجانہ اس کی ماں تھی' اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ مجوسیہ تھی اور عبید اللہ کی کنیت ابو حفص تھی اور وہ یزید بن معاویہ کے بعد دمشق میں سکونت پذیر ہو گیا اور اس کا گھر حمام کے پاس تھا جو اس کے بعد ابن عجلان کے گھر کے نام سے مشہور تھا۔ ابن عساکر نے ابو العباس احمد بن یونس ضبی سے جو روایت کی ہے اس کے مطابق اس کی پیدائش ۳۹ھ میں ہوئی' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس نے حضرت معاویہؓ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت معقل بن یسارؓ سے حدیث روایت کی ہے اور حضرت حسن بصریؒ اور ابو الملیح امامہ نے اس سے روایت کی ہے اور ابو نعیم الفضل بن دکین نے بیان کیا ہے کہ ابن زیاد نے جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اس وقت اس کی عمر اٹھارہ سال تھی میں کہتا ہوں اس لحاظ سے اس کی پیدائش ۴۳ھ میں ہوئی ہوگی۔ واللہ اعلم

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے زیاد کو لکھا کہ اپنے بیٹے کو میرے پاس بھیج دو اور جب وہ آپ کے پاس آیا تو حضرت معاویہؓ نے اس سے جس چیز کے متعلق پوچھا وہ اس سے آگے بڑھ گیا حتیٰ کہ آپ نے اس سے شعر کے متعلق پوچھا تو اسے اس کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا آپ نے اس سے پوچھا' تجھے شعر کے سیکھنے سے کس نے منع کیا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین میں نے اپنے سینے میں کلام الرحمٰن کے ساتھ کلام الشیطان کو جمع کرنا پسند نہیں کیا' حضرت معاویہؓ نے کہا خدا کی قسم اس نے عجیب بات کہی ہے اور یوم صفین کے روز مجھے ابن الاطنابہ کے اس شعر نے بھاگنے سے روکا وہ کہتا ہے۔

Marfat.com

''میری عفت اور میری آزمائش نفع مند قیمت پر میرے حمد کو لے لینے نے اور محتاج ہونے پر میرے مال دینے اور خوفناک بہادر کی طرف بڑھنے اور جب بھی خوف ہوا میرے اس قول نے کہ تو اپنی جگہ پر ٹھہر ارہ تیری تعریف ہوگی یا تو راحت حاصل کرے گا' اس بات سے انکار کردیا کہ میں شاندار کارناموں کو دور کردوں اور اس کے بعد درست ناک کی حمایت کروں''۔

پھر آپ نے اس کے باپ کو لکھا کہ اسے شعر کا راویہ بناؤ' اس نے اسے راویہ بنایا تو اس کے بعد اس سے اس کے بارے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی تھی اور اس کے بعد اس نے جو شعر کہے ان میں یہ اشعار بھی ہیں:

''عنقریب جب دونوں سوار مڈبھیڑ کریں گے تو مروان بن نسوۃ کو پتہ چل جائے گا کہ میں انہیں ترچھے نیزے ماروں گا اور جب مہمان آتے ہیں اور میرے پاس سوائے گھوڑے کے کچھ نہیں ہوتا تو میں اسے ذبح کر کے ان کی خوب مہمان نوازی کرتا ہوں''۔

ایک روز حضرت معاویہؓ نے اہل بصرہ سے ابن زیاد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بلاشبہ وہ ذہین ہے لیکن اعرابی غلطی کر جاتا ہے آپ نے فرمایا کیا اعرابی غلطی اس کے لیے اچھی نہیں ابن قتیبہ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے کلام میں غلطی کرتا ہے یعنی غیر واضح کلام کرتا ہے اور وہ اس کی حجت کو غلط کردیتا جیسے شاعر نے اس بارے میں کہا ہے۔

''گفتار خوبصورت ہے اور کبھی کبھی غلطی کرتا ہے اور بہترین بات وہ ہے جو غلط نہ ہو''۔

اور بعض کا قول ہے کہ ان کا مقصد قول میں غلطی کرنے سے یہ تھا کہ وہ اعراب کی ضد ہے اور بعض کا قول ہے کہ صواب کی ضد ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

پس حضرت معاویہؓ نے اس کی سہل کلامی کو اچھا سمجھا نیز یہ کہ وہ اپنی گفتگو میں چرب زبانی سے کام نہیں لیتا اور بلا احتیاط ہر قسم کی گفتگو نہیں کرتا اور بعض کا قول ہے کہ عجم کے کلام سے اس میں لکنت پائی جاتی تھی بلاشبہ اس کی ماں شامی تھی اور کسی عجمی بادشاہ یزدگرد وغیرہ کی بیوی تھی' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کی گفتگو میں کچھ عجم کا کلام بھی پایا جاتا تھا اس نے ایک روز کسی خارجی سے کہا' کیا تو ہروری ہے؟ یعنی کیا تو حروری ہے؟

اور ایک روز اس نے کہا من کاتلنا کاتلناہ یعنی من قاتلنا قاتلناہ' اور حضرت معاویہؓ کا یہ قول کہ اعرابی غلطی اس کے لیے اچھی ہے اس لیے تھا کہ اس کا میلان اپنے ناموؤں کی طرف تھا اور وہ حسن سیاست' جودت رعایت اور اچھی عادات سے متصف تھے۔

پھر جب زیاد ۵۳ھ میں مر گیا تو حضرت معاویہؓ نے سمرہ بن جندب کو ڈیڑھ سال مصر کا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے عبداللہ بن عمرو بن غیلان بن سلمہ کو چھ ماہ تک وہاں کا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے عبداللہ بن عمرو بن غیلان بن سلمہ کو چھ ماہ تک وہاں کا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے ۵۵ھ میں ابن زیاد کو اس کا امیر مقرر کیا اور جب یزید نے خلافت سنبھالی تو اس نے بصرہ اور کوفہ کی امارت اسے دے دی اور اس نے یزید کی امارت میں البیضاء کی تعمیر کی اور کسریٰ کے قصر ابیض کا دروازہ اسے لگایا اور الحمراء کی تعمیر کی جو البربد کے راستے پر ہے اور وہ الحمراء میں موسم سرما اور البیضاء میں موسم گرما گزارتا۔

Marfat.com

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے ابن زیاد کے پاس آ کر کہا اللہ امیر کا بھلا کرے میری بیوی فوت ہوگئی ہے اور میں اس کی ماں سے نکاح کرنا چاہتا ہوں' اس نے اسے کہا دفتر میں تیرا عطیہ کیا ہے؟ اس نے کہا سات سو درہم' اس نے کہا اے غلام اس کے عطیے میں سے چار سو کم کردو' پھر اسے کہنے لگا: اس سمجھ کے ساتھ تجھے یہ تین سو کفایت کرے گا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ام افلح اور اس کا خاوند لڑتے ہوئے اس کے پاس آئے اور عورت نے اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کرنی چاہی تو ابوافلح نے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے' مرد کے دو حصوں میں سے آخری حصہ بہتر ہوتا ہے اور عورت کے دو حصوں میں سے آخری برا ہوتا ہے' اس نے کہا یہ کیسے؟ اس نے کہا' مرد جب عمر رسیدہ ہو جاتا ہے تو اس کی عقل بڑھ جاتی ہے اور اس کی رائے مستحکم ہو جاتی ہے اور اس کی جہالت جاتی رہتی ہے اور جب عورت عمر رسیدہ ہو جاتی ہے تو وہ بداخلاق ہو جاتی ہے اور اس کی عقل کم ہو جاتی ہے اور اس کا رحم بانجھ ہو جاتا ہے اور اس کی زبان تیز ہو جاتی ہے' اس نے کہا تو نے درست کہا ہے اس کا ہاتھ پکڑ۔ اور واپس چلا جا۔

اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ ابن زیاد نے صفوان بن محرز کے لیے دو ہزار درہم کا حکم دیا جو چرا لیے گئے' اس نے کہا ہو سکتا ہے کہ اسی میں بہتری ہو' اس کے اہل نے کہا' یہ کیسے بہتر ہو سکتا ہے؟ ابن زیاد کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اسے مزید دو ہزار درہم دینے کا حکم دیا پھر اسے پہلے دو ہزار بھی مل گئے اور وہ چار ہزار ہو گئے تو وہ بہتر ہو گئے اور ہند بنت اسماء بن خارجہ سے پوچھا گیا۔ اس نے اس کے بعد عراق کے نائبین سے نکاح کیے تیرا سب سے معزز اور مکرم خاوند کون تھا؟ وہ کہنے لگی کسی شخص نے مروان بن بشیر کی طرح عورتوں کی عزت نہیں کی اور نہ حجاج بن یوسف کی ہیبت کی طرح عورتیں کسی سے ڈری ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ قیامت قائم ہو اور میں عبیداللہ بن زیاد کو دیکھوں اور اس کی باتوں سے اور اس کی دید سے ٹھنڈک حاصل کروں۔ اور وہ اس کے ختنہ کے کھانے میں آیا تھا۔ اور اس نے دوسرے مردوں سے بھی نکاح کیے تھے۔

اور عثمان بن شیبہ نے عن جریر عن مغیرہ عن ابراہیم بیان کیا ہے کہ ابن زیاد پہلا شخص ہے جس نے فرض نماز میں معوذتین کو بلند آواز سے پڑھا ہے' میں کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ کوفہ میں اس نے ان کو بلند آواز سے پڑھا۔ واللہ اعلم

بلاشبہ حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کو اپنے مصحف میں نہ لکھتے تھے اور کوفہ کے فقہاء حضرت ابن مسعودؓ کے کبار اصحاب سے علم حاصل کرتے تھے۔ واللہ اعلم

ابن زیاد میں جرأت واقدام اور ان باتوں کی طرف سبقت پائی جاتی تھی جو نہ جائز تھیں اور نہ اسے ان کی حاجت تھی۔ اس لیے کہ اس حدیث سے ثابت ہے جسے ابو یعلیٰ اور مسلم نے روایت کیا ہے' دونوں نے عن شیبان بن فروخ عن جریر عن الحسن روایت کی ہے کہ عائذ بن عمرو عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میرے بیٹے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ سب سے برے راعی بسیار خور ہیں تو ان میں شامل ہونے سے بچ' اس نے اسے کہا بیٹھ جا تو رسول اللہ ﷺ کے مخلص اصحاب میں سے ہے اس نے پوچھا' کیا ان میں مخلص اصحاب تھے اس نے کہا مخلص ان کے بعد ہوں گے اور دوسرے لوگوں میں بھی ہوں گے اور کئی لوگوں نے حسن سے روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے گیا تو آپ نے اسے کہا میں تجھے ایک

Marfat.com

حدیث بتاتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ:

''جب شخص کو اللہ تعالیٰ رعیت کا رکھوالا بنائے اور وہ جس روز مرے ان سے خیانت کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا''۔

اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معقلؓ نے وفات پائی تو عبیداللہ بن زیاد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے دفن میں شامل نہ ہوا اور ایک بے فائدہ عذر کر دیا اور سوار ہو کر اپنے محل کی طرف چلا گیا اور اس کی جرأت و اقدام میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ وہ اس سے قبل ہی قتل ہو گئے' حضرت حسینؓ نے اس سے جو مطالبات کیے تھے کہ وہ یزید کے پاس یا مکہ یا کسی سرحد پر چلے جاتے ہیں ان کا جواب دینا اس پر واجب تھا اور جب شمر بن ذی الجوشن نے اسے مشورہ دیا کہ دانائی یہی ہے کہ وہ تیرے پاس حاضر ہوں اور اس کے بعد تو انہیں جہاں چاہے لے جائے' وغیرہ وغیرہ پس اس نے شمر کے مشورے سے اتفاق کیا کہ آپ کو اس کے سامنے حاضر کیا جائے اور حضرت حسینؓ نے اس کے سامنے حاضر ہونے سے انکار کیا کہ ابن مرجانہ جو فیصلہ ان کے بارے میں کرنا چاہتا ہے' کرے اور وہ ہلاک اور خائب و خاسر ہوا اور پسر بنت رسولؐ کے لیے مناسب ہی نہ تھا کہ وہ ابن مرجانہ خبیث کے سامنے حاضر ہوں' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ الفضل بن دکین اور مالک بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ عبدالسلام بن حرب نے عبدالملک بن کردوس سے بحوالہ دربان عبیداللہ بن زیاد ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو میں اس کے ساتھ محل میں داخل ہوا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے چہرے پر آگ بھڑک اٹھی یا اسی قسم کی اس نے کوئی اور بات کہی اور اس نے اپنی آستین سے بتایا کہ اس طرح اس کے چہرے پر آگ بھڑکی' اور اس نے کہا اسے کسی شخص سے بیان نہ کرنا' اور شریک نے بحوالہ مغیرہ بیان کیا ہے کہ مرجانہ نے اپنے بیٹے عبیداللہ سے کہا اے خبیث تو نے پسر بنت رسول کو قتل کر دیا ہے تو کبھی جنت کو نہیں دیکھے گا اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ فوت ہوا تو دونوں شہروں میں لوگوں نے عبیداللہ کی بیعت کر لی تا آنکہ لوگ ایک امام پر متفق ہو جائیں پھر انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنے درمیان سے اسے نکال باہر کیا اور وہ شام جا کر مروان سے ملا' اور اسے یہ بات اچھی لگی کہ وہ خلافت کو سنبھال لے اور اپنی طرف دعوت دے سو اس نے ایسے ہی کیا اور ضحاک بن قیس کی مخالفت کی پھر عبیداللہ' ضحاک بن قیس کے پاس گیا اور مسلسل اس کے پاس رہا حتیٰ کہ اس نے اسے دمشق سے مرج راہط کی طرف نکال دیا پھر اسے یہ بات اچھی لگی کہ وہ اپنی بیعت اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی معزولی کی دعوت دے سو اس نے ایسے ہی کیا' پس اس کا نظام درہم برہم ہو گیا اور مرج راہط میں ضحاک اور اس کے ساتھ بہت سی مخلوق کے قتل کا جو واقعہ ہوا سو ہوا' اور جب مروان حاکم بن گیا تو اس نے ابن زیاد کو ایک فوج کے ساتھ عراق کی طرف بھیجا' پس ان کی اور سلیمان بن صرد کی فوج کی مڈبھیڑ ہوئی اور اس نے انہیں شکست دی اور وہ اس فوج کے ساتھ مسلسل کوفہ کی جانب رواں رہا اور راستے میں ان دشمنوں نے جو اہل جزیرہ میں تھے اسے رکاوٹ کی' وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف تھے پھر اتفاق سے ابن اشتر سات ہزار فوج کے ساتھ اس کی طرف آیا اور ابن زیاد کے پاس اس سے کئی گنا زیادہ فوج تھی لیکن ابن اشتر نے اس پر فتح پائی اور اسے نہر خازر کے کنارے موصل سے پانچ مراحل کے قریب بری طرح قتل کر دیا۔

Marfat.com

ابواحمد الحاکم نے بیان کیا ہے کہ یہ ۱۰ محرم کا دن تھا' میں کہتا ہوں یہ وہی دن ہے جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تھے' پھر ابن اشتر نے اس کا سر مختار کو بھجوا دیا اور اس کے ساتھ حسین بن نمیر' شرحبیل بن ذی الکلاع اور ان کے سرکردہ اصحاب کی ایک جماعت کے سر بھی تھے اس بات سے مختار خوش ہو گیا۔ یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ یوسف بن موسیٰ بن جریر نے بحوالہ یزید بن ابی زیاد بیان کیا ہے کہ جب ابن مرجانہ اور اس کے اصحاب کے سروں کو لا کر مختار کے سامنے رکھا گیا تو ایک باریک سا سانپ آیا پھر وہ سروں میں داخل ہو گیا حتیٰ کہ ابن مرجانہ کے منہ میں داخل ہو کر اس کے نتھنے سے باہر نکلا' اور اس کے نتھنے میں داخل ہو کر اس کے منہ سے باہر نکلا اور سروں کے درمیان اسی کے سر میں داخل خارج ہونے لگا' اور ترمذی نے اسے ایک اور طریق سے دوسرے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ واصل بن عبدالاعلا بن ابی معاویہ نے' اعمش سے بحوالہ عمارۃ بن عمیر ہم سے بیان کیا کہ جب عبیداللہ اور اس کے اصحاب کے سر کوفہ کی مسجد میں نصب کیے گئے تو میں وہاں گیا اور وہ کہہ رہے تھے وہ آیا وہ آیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ آ کر سروں میں داخل ہو گیا حتیٰ کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا پس وہ تھوڑی دیر ٹھہرا پھر باہر نکلا اور چلا گیا حتیٰ کہ غائب ہو گیا پھر انہوں نے کہا وہ آیا وہ آیا اس نے دو تین بار ایسے کیا' امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابوسلیمان بن زید نے بیان کیا ہے کہ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ۶۶ھ میں ابن زیاد اور حصین بن نمیر قتل ہوئے ان دونوں کو ابن اشتر نے قتل کیا اور ان کے سروں کو مختار کے پاس بھیج دیا اور اس نے انہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا پس انہیں مکہ اور مدینہ میں نصب کیا گیا' ابن عساکر نے ابواحمد الحاکم وغیرہ سے ایسے ہی بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ۶۶ھ میں ہوا' ابواحمد نے ۱۰/محرم کا اضافہ بھی کیا ہے اور ابن عساکر نے اس سے اعراض کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ واقعہ ۶۷ھ کو ہوا جیسا کہ ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے لیکن اس سال میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سروں کا بھیجنا مشکل ہے کیونکہ اس سال مختار اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان عداوت مستحکم ہو چکی تھی اور تھوڑے عرصے میں ہی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی مصعب کو حکم دیا کہ وہ مختار کے محاصرہ کے لیے اور اس سے جنگ کرنے کے لیے بصرہ سے کوفہ چلا جائے۔ واللہ اعلم

مصعب بن زبیرؓ کے ہاتھوں مختار بن ابی عبید کا قتل:

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس سال بصرہ کی نیابت سے عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی المعروف بالقباع کو معزول کر دیا اور اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا تا کہ وہ مختار کے مقابلہ میں مددگار' مد مقابل اور ہمسر ہو اور جب مصعب بصرہ آیا تو ٹھاٹھہ باندھ کر اس میں داخل ہوا اور منبر کا قصد کیا اور جب اس پر چڑھا تو لوگوں نے کہا امیر امیر' اور جب اس نے ٹھاٹھہ اتارا تو لوگوں نے اسے پہچانا اور اس کے پاس آئے اور القباع آ کر ایک سیڑھی سے نیچے بیٹھ گیا اور جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو مصعب نے اٹھ کر خطبہ دیا اور اس نے سورۃ قصص سے آغاز کیا حتیٰ کہ اس آیت ﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا﴾ تک پہنچ گیا اور اپنے ہاتھ سے شام اور کوفہ کی طرف اشارہ کیا پھر اس نے یہ آیت پڑھی ﴿وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ اور حجاز کی طرف اشارہ کیا' اور کہنے لگا اے اہل بصرہ تم

Marfat.com

اپنے امراء کو لقب دیتے ہو اور میں نے اپنا نام قصاب رکھا ہے پس لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس سے خوش ہوا اور جب اہل بصرہ نے مختار کے خلاف بغاوت کی تو اس نے ان کو مغلوب کر لیا اور جس نے ان میں سے قتل ہونا تھا' قتل ہو گیا اور اہل کوفہ میں سے جو بھی شکست کھاتا وہ بصرہ کا قصد کرتا پھر مختار اس شخص کو ملنے کے لیے باہر نکلا جو سروں اور بشارت کو لایا تھا اور کوفہ میں مختار کے جو دشمن باقی رہ گئے تھے انہوں نے اس کی غیر حاضری کو غنیمت جانا اور وہ مختار کے قلتِ دین اور کفر اور اس دعویٰ کی وجہ سے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے اور یہ کہ اس نے موالی کو اشراف پر مقدم کر دیا ہے' اس سے بصرہ بھاگ گئے اور ابن اشتر نے جب ابن زیاد کو قتل کر دیا تو ان نواح میں خود مختار بن گیا' اور اس نے بلاد و اقالیم کو اپنے لیے جمع کر لیا اور مختار کو ہیچ سمجھا' پس مصعب نے اس کا لالچ کیا اور اس نے محمد بن اشعث کو ایلچی بنا کر مہلب بن ابی صفرہ کی طرف بھیجا اور وہ خراسان پر ان کا نائب تھا پس وہ مال و رجال اور تعداد و تیاری اور آراستگی اور بڑی فوج کے ساتھ آیا' جس سے اہل بصرہ خوش ہو گئے اور مصعب اس سے طاقتور ہو گیا' پس وہ اہل بصرہ کے ساتھ اور اہل کوفہ میں سے جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ان کے ساتھ بحر و بر میں سوار ہو کر کوفہ کو گئے۔

اور مصعب نے عباد بن الحصین کو اپنے آگے بھیجا اور اس کے میمنہ پر عمر بن عبیداللہ بن علی اور میسرہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو امیر مقرر کیا' اور امراء کو ان کے جھنڈوں اور قبائل کے مطابق مرتب کیا یعنی مالک بن مسمع' احنف بن قیس' زیاد بن عمرو اور قیس بن الہیثم وغیرہ کو' اور مختار اپنی فوج کے ساتھ باہر نکلا اور المدار میں فروکش ہوا اور اس نے اپنے ہراول پر ابو کامل شاکری اور میمنہ پر عبداللہ بن کامل اور میسرہ پر عبداللہ بن وہب جشمی اور سواروں پر عبداللہ سلولی اور موالی پر اپنے پولیس افسر ابو عمرہ کو امیر مقرر کیا۔

پھر اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں خروج پر آمادہ کیا اور اس نے اپنے آگے الحبش کو بھیجا اور وہ اس کے بہت سے اصحاب انہیں فتح کی خوشخبری دیتے ہوئے گئے' اور جب مصعب' کوفہ کے نزدیک پہنچا تو انہیں مختاری فوجیں ملیں اور زبیری سواروں نے ان پر حملہ کر دیا اور مختاری فوجیں تھوڑی دیر ٹھہریں تا آنکہ وہ ناراض ہو کر بھاگ گئے اور ان میں سے امراء کی ایک جماعت اور بہت سے قراء اور شیعہ اغبیاء کے کثیر لوگ مارے گئے پھر شکست مختار تک پہنچ گئی۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب مختار کی ہراول فوج اس کے پاس پہنچی تو مصعب آ گیا اور اس نے دجلہ کو کوفہ تک بند کر دیا اور مختار نے محل کو مضبوط کیا اور عبداللہ بن شداد کو اس کا امیر مقرر کیا اور مختار اپنے باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ باہر نکلا اور حروراء میں اترا اور جب مصعب کی فوج اس کے نزدیک ہوئی تو اس نے ہر قبیلہ کی طرف ایک گھوڑوں کا دستہ بھیجا اور اس نے بکر بن وائل کی طرف سعید بن منقذ کو' اور عبدالقیس کی طرف مالک بن منذر کو' اور العالیہ کی طرف عبداللہ بن جعدہ کو' اور ازد کی طرف مسافر بن سعید کو' اور بنی تمیم کی طرف سلیم بن یزید کندی کو' محمد بن اشعث کی طرف السائب بن مالک کو بھیجا' اور مختار اپنے بقیہ اصحاب میں کھڑا رہا اور انہوں نے رات تک باہم شدید جنگ کی اور مختار کے اصحاب کے اعیان قتل ہو گئے اور اس شب کو محمد بن اشعث اور عمیر بن علی بھی قتل ہو گئے اور مختار کے باقی اصحاب اسے چھوڑ گئے اور اس سے محل کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا میں اس سے نہیں نکلا اور میں دوبارہ اس کی طرف جانا چاہتا ہوں لیکن یہ حکم الٰہی ہے پھر وہ محل کی طرف چلے گئے اور وہ اس میں داخل ہو گیا اور مصعب اس کے پاس آیا اور اس نے قبائل کو نواح میں پھیلا دیا اور انہوں نے ٹھہرنے کی جگہوں کو باہم تقسیم کر لیا اور وہ محل کی طرف چلے گئے اور انہوں نے مختار کی رسد

Marfat.com

اور پانی کاٹ دیا اور مختار باہر نکل کر ان سے جنگ کرتا پھر محل کی طرف واپس آ جاتا اور جب اس کا محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا محاصرہ ہمارے ضعف میں اضافہ کرتا رہے گا ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم رات تک جنگ کریں اور عزت کی موت مر جائیں تو انہوں نے کمزوری دکھائی' اس نے کہا خدا کی قسم میں اپنا ہاتھ نہیں دوں گا' پھر اس نے غسل کر کے خوشبو لگائی اور وہ اور ان کے ساتھی لڑتے لڑتے قتل ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ اس کے تیراندازوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے دارالامارت محل میں داخل ہو جائے' وہ اس میں قابل ملامت و مذمت حالت میں داخل ہوا اور عنقریب ہی اس کے متعلق قطعی فیصلہ صادر ہونے والا تھا' مصعب نے محل میں اس کا اور اس کے تمام اصحاب کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہیں شدید پیاس کی تکلیف پہنچی جسے اللہ ہی جانتا ہے اور ان کے راستے بند ہو گئے اور حیلوں کے دروازے ان پر بند ہو گئے اور ان میں کوئی رشید و حلیم شخص نہ تھا پھر مختار اس امر کے بارے میں غور و فکر کرنے لگا جو اس پر نازل ہوا تھا اور جو لوگ اس کے پاس تھے اس نے ان سے اس برے سبب کے متعلق مشورہ لیا جس کے باعث اس کا تعلق غلاموں سے ہوا تھا اور قضا و قدر کی زبان اور شرع اسے آواز دے رہی تھی کہ ﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ پھر اس کے عزم نے اس کی قوت شجاعت کو قوی کیا اور اس نے اسے اپنے حلیفوں اور موالیوں کے درمیان باہر نکالا اور اس نے اپنے گھوڑے پر مرنا پسند کیا کہ اس کی آخری سانس اس پر ختم ہو' پس وہ غضب و حمیت اور شجاعت و دیوانگی کے ساتھ اترا حالانکہ اس کی کوئی جائے فرار نہ تھی اور اس کے اصحاب میں سے صرف انیس آدمی اس کے ساتھ تھے اور شاید جب تک وہ زندہ رہا' دوزخ پر مقررہ انیس فرشتے اس سے الگ نہیں ہوئے اور جب وہ محل سے باہر نکلا تو اس نے مطالبہ کیا کہ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے اور وہ خدا کی زمین میں چلا جائے تو انہوں نے اسے کہا تمہیں امیر کا حکم ماننا پڑے گا' حاصل کلام یہ کہ جب وہ محل سے باہر نکلا تو دو سگے بھائی اس کی طرف بڑھے اور وہ بنی حنیفہ کے عبداللہ بن دجاجہ کے بیٹے طرفہ اور طراف تھے ان دونوں نے اسے کوفہ میں تیلیوں کی جگہ پر قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر مصعب بن زبیر کے پاس لے آئے اور مصعب نے قصر امارت میں داخل ہو کر اسے اپنے سامنے رکھا جیسے ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تھا یا جیسے عنقریب مصعب کا سر عبدالملک بن مروان کے سامنے رکھا جانا تھا اور جب مختار کا سر مصعب کے سامنے رکھا گیا تو اس نے ان دونوں بھائیوں کو تیس ہزار درہم انعام دینے کا حکم دیا۔

اور مصعب نے مختاریہ کی ایک جماعت کو بھی قتل کیا اور ان میں سے پانچ سو کو قیدی بنایا اور ایک ہی دن میں ان سب کو قتل کر دیا اور معرکہ میں مصعب کے اصحاب میں سے محمد بن اشعث بن قیس قتل ہو گیا اور مصعب نے مختار کی ہتھیلی کاٹنے کا حکم دیا اور اسے مسجد کی ایک جانب میخ سے گاڑ دیا گیا تھا اور وہ حجاج کی آمد تک مسلسل وہیں گڑی رہی' اس نے اس کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا کہ یہ مختار کی ہتھیلی ہے' پس اس کے حکم سے اٹھا دیا گیا اور وہاں سے اکھاڑ دیا گیا' کیونکہ مختار حجاج کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور مختار کذاب تھا اور حجاج' بربادی افگن تھا' اسی لیے حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اس کا بدلہ لیا اور آپ کو قتل کیا اور کئی ماہ تک صلیب پر لٹکائے رکھا اور مصعب نے مختار کی بیوی ام ثابت بنت سمرۃ بن جندب سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا تم لوگ جو کچھ اس کے بارے میں کہتے ہو میں بھی وہی کچھ کہہ سکتی ہوں' تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے اس کی دوسری بیوی عمرۃ بنت النعمان بن بشیر کو بلایا اور اس

Marfat.com

سے پوچھا تو اس کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا اللہ اس پر رحم کرے وہ اللہ کے صالح بندوں میں سے تھا تو اس نے اسے قید کر دیا اور اس کے بھائی کو لکھا کہ وہ کہتی ہے کہ وہ نبی ہے' اس نے مصعب کو لکھا کہ اسے باہر نکال کر قتل کر دو تو اس نے اسے شہر سے باہر نکال کر اس کو ضربیں لگائیں حتیٰ کہ وہ مرگئی اور اس بارے میں عمر بن ابی ربیعہ مخزومی نے کہا ہے۔

''میرے نزدیک سب سے عجیب بات دراز گردن خوبصورت' شریف عورت کو قتل کرنا ہے اسے بلا جرم قتل کیا گیا ہے اس مقتولہ کے کیا کہنے' قتل وقتال ہم پر فرض ہے اور خوب صورت عورتوں پر دامن گھسیٹنا فرض ہے''۔

ابومخنف نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ مصعب' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور آپ کو سلام کہا' حضرت ابن عمرؓ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں آپ کا بھتیجا مصعب بن زبیر ہوں' حضرت ابن عمرؓ نے اسے کہا تو ہی ایک صبح کو سات ہزار اہل قبلہ کو قتل کرنے والا ہے؟ جس قدر جینے کی سکت رکھتا ہے جی لے' مصعب نے آپ سے کہا وہ کفار اور جادوگر تھے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا خدا کی قسم اگر تو اپنے باپ کی وراثت سے ان کے برابر بکریاں مار دیتا تو یہ چوری ہوتی۔

مختار بن ابی عبید ثقفی کے حالات:

مختار بن ابی عبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عفرۃ بن عمیرۃ بن عوف بن ثقیف ثقفی' اس کے باپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام قبول کیا' لیکن اس نے آپ کو نہیں دیکھا اس لیے اکثر لوگوں نے صحابہؓ میں اس کا ذکر نہیں کیا صرف ابن اثیر نے الغابۃ میں اس کا ذکر کیا ہے اور حضرت عمرؓ نے اسے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ۱۳ھ میں ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا تھا اور اس روز وہ شہید ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ تقریباً چار ہزار مسلمان بھی شہید ہوئے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کے بچوں میں سے صفیہ بنت ابی عبید بھی تھی جو صالحہ اور عابدہ عورتوں میں سے تھی اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی تھی اور حضرت عبداللہؓ اس کی عزت کرتے تھے اور اس سے محبت رکھتے تھے اور وہ آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی اور یہ مختار اس کا بھائی تھا' شروع شروع میں یہ ناصبی تھا اور حضرت علیؓ سے شدید بغض رکھتا تھا اور مدائن میں اپنے چچا کے پاس تھا اور اس کا چچا مدائن کا نائب تھا اور جب حضرت حسن بن علیؓ مدائن آئے تو اہل عراق نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور وہ اپنے باپ کے قتل کے بعد حضرت معاویہؓ سے جنگ کرنے کے لیے شام جا رہے تھے اور جب حضرت حسنؓ نے ان کی خیانت کو محسوس کیا تو آپ ان کو چھوڑ کر ایک چھوٹی سی فوج کے ساتھ مدائن کی طرف بھاگ گئے تو مختار نے اپنے چچا سے کہا اگر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دوں تو ہمیشہ کے لیے اس کے نزدیک میرا یہ ایک کارنامہ ہوگا اس کے چچا نے اسے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھے بہت برا مشورہ دیا ہے' پس شیعہ ہمیشہ اس سے بغض رکھتے رہے حتیٰ کہ حضرت مسلم بن عقیل کا واقعہ ہوا اور مختار امرائے کوفہ میں سے تھا' وہ کہنے لگا میں ضرور حضرت مسلم کی مدد کروں گا' ابن زیاد کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے سو کوڑے مارنے کے بعد اسے قید کر دیا' پس حضرت ابن عمرؓ نے یزید بن معاویہ کو اس کے بارے میں سفارش کرنے کے متعلق خط بھیجا اور یزید نے ابن زیاد کو پیغام تو اس نے اسے رہا کر دیا اور اسے ایک جونہ میں حجاز کی طرف بھجوا دیا پس وہ مکہ میں حضرت ابن زبیرؓ کے پاس آ گیا اور جب اہل شام نے آپ کا محاصرہ کیا تو اس نے آپ کے ساتھ مل کر شامیوں سے شدید جنگ کی' پھر اہل عراق نے اس کے متعلق جو خطیبانہ باتیں کیں اسے

Marfat.com

ان کی اطلاع ملی تو وہ ان کے پاس چلا گیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو چھوڑ گیا کہتے ہیں کہ اس نے حضرت ابن زبیرؓ سے مطالبہ کیا کہ وہ کوفہ کے نائب ابن مطیع کی طرف اس کے لیے خط لکھیں تو انہوں نے خط لکھ دیا تو وہ کوفہ چلا گیا اور وہ ظاہری طور پر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعریف کرتا تھا اور باطن میں آپ کو گالیاں دیتا تھا اور حضرت محمد بن حنفیہ کی تعریف کرتا تھا اور آپ کی طرف دعوت دیتا تھا اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ بطریق تشیع اور حضرت حسینؓ کے بدلہ لینے کے اظہار سے کوفہ پر غالب آ گیا اور شیعوں کی بہت سی جماعتیں اس کے پاس جمع ہو گئیں اور اس نے حضرت ابن زبیرؓ کے عامل کو وہاں سے نکال دیا اور مختار کی حکومت وہاں مستحکم ہو گئی پھر اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف معذرت کرتے ہوئے خط لکھا اور آپ کو بتایا کہ ابن مطیع بنی امیہ سے مداہنت کرتا تھا اور وہ کوفہ سے نکل چکا ہے اور میں اور وہاں کے لوگ آپ کے مطیع ہیں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی تصدیق کی کیونکہ وہ لوگوں کی موجودگی میں جمعہ کے روز منبر پر آپ کی طرف دعوت دیتا تھا اور اپنی اطاعت کا اظہار کرتا تھا پھر اس نے قاتلین حسین اور جو لوگ ابن زیاد کی طرف سے معرکہ کربلا میں شامل ہوئے تھے ان کی تلاش شروع کر دی اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کرنے میں کامیاب ہوا جیسے عمر بن سعد بن ابی وقاص جو اس فوج کا امیر تھا جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا شمر بن ذی الجوشن ان ایک ہزار جوانوں کا امیر تھا جنہوں نے حضرت حسینؓ کے قتل کی ذمہ داری لی تھی' سنان بن انس اور خولی بن یزید اصبحی اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں کو اس نے قتل کیا اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی انتقام کی تلوار ابراہیم بن اشتر کو بیس ہزار فوج کے ساتھ ابن زیاد کی طرف بھیجا اور جب ابن زیاد نے اس سے مڈبھیڑ کی تو وہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ فوج میں تھا' وہ اسی ہزار اور بعض کا قول ہے کہ ساٹھ ہزار میں جو کچھ تھا اسے جمع کر لیا پھر اس نے ابن زیاد اور اس کے اصحاب کے سروں کو فتح کی بشارت کے ساتھ مختار کے پاس بھیجا تو اسے اس سے بڑی خوشی ہوئی پھر مختار نے ابن زیاد اور حصین بن نمیر اور ان کے ساتھیوں کے سروں کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے حکم سے انہیں حجون کی گھاٹی پر نصب کر دیا گیا۔

اور انہوں نے انہیں مدینہ میں بھی نصب کیا اور مختار کا دل حکومت سے خوش ہوا اور اس نے خیال کیا کہ اس کا کوئی دشمن باقی نہیں رہا اور نہ کوئی جھگڑا کرنے والا باقی رہا ہے اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس کے مکر وفریب اور اس کی بدراہی کا علم ہوا تو آپ نے اپنے بھائی مصعب کو عراق کا امیر بنا کر بھیج دیا پس وہ بصرہ کی طرف گیا اور اس نے فوجوں کو اکٹھا کیا اور ابھی مختار کی خوشی پوری نہیں ہوئی تھی کہ مصعب بن زبیر ایک خوفناک فوج کے ساتھ بصرہ سے اس کی طرف گیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور مسجد کے دروازے پر اس کی ہتھیلی کے صلیب دینے کا حکم دے دیا اور مصعب نے مختار کے سر کو پولیس کے ایک جوان کے ہاتھ ڈاک کے ذریعے اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا' وہ عشاء کے بعد مکہ پہنچا تو اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نفل پڑھتے پایا اور آپ مسلسل نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ سحر ہو گئی اور آپ اس ایلچی کی طرف متوجہ نہ ہوئے جو سر لے کر آیا تھا تو آپ نے پوچھا کس کام آئے ہو؟ تو اس نے آپ کو خط دیا اور آپ نے اسے پڑھا تو اس نے کہا امیر المومنین میرے پاس سر ہے آپ نے فرمایا اسے مسجد کے دروازے پر پھینک دو اس نے اسے پھینک دیا پھر آ کر کہنے لگا امیر المومنین میرا انعام؟ آپ نے فرمایا تیرا انعام وہ سر ہے جو تو لایا ہے اسے اپنے ساتھ عراق لے جا۔

Marfat.com

پھر مختار کی حکومت یوں ختم ہوگئی گویا کبھی تھی ہی نہیں اور اسی طرح دیگر حکومتیں بھی ختم ہوگئیں اور مسلمان ان کے زوال سے خوش ہوگئے' اس لیے کہ وہ شخص فی نفسہٖ سچا نہیں تھا بلکہ جھوٹا تھا اور اس کا خیال تھا کہ جبریل علیہ السلام کے ہاتھ اس پر وحی آتی ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ قاری عیسیٰ ابو عمیر بن السدی نے بحوالہ رفاعۃ القبابی ہم سے بیان کیا کہ میں مختار کے پاس گیا تو اس نے مجھے تکیہ دیا اور کہنے لگا اگر میرا بھائی جبرئیل علیہ السلام اس سے نہ اٹھتا تو میں اسے تیرے لیے پھینک دیتا۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے چاہا کہ اسے قتل کر دوں' راوی بیان کرتا ہے میں نے ایک حدیث بیان کی جو میرے بھائی عمر بن الحمق نے مجھ سے بیان کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس مومن نے کسی مومن کو اس کے خون کی امان دی اور اسے قتل کر دیا تو میں قاتل سے بری ہوں۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان نے بحوالہ حماد بن سلمہ ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن عمیر نے بحوالہ رفاعہ بن شداد مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں مختار کے سر پر کھڑا ہوا کرتا تھا اور جب مجھے اس کا جھوٹ معلوم ہوا تو میں نے اپنی تلوار سونت کر اسے قتل کرنا چاہا تو مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو عمر بن الحمق نے ہم سے بیان کی تھی اس نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس شخص نے کسی شخص کو اس کی جان کی امان دی اور اسے قتل کر دیا اسے قیامت کے روز خیانت کا جھنڈا دیا جائے گا' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے کئی طریق سے عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا ہے اور ان دونوں کے الفاظ میں ہے کہ جس نے کسی شخص کو خون کی امان دی اور اسے قتل کر دیا تو میں قاتل سے بری ہوں خواہ مقتول کافر ہی ہو۔ اور اس حدیث کی سند میں اختلاف پایا جاتا ہے اور حضرت ابن عمرؓ سے دریافت کیا گیا کہ مختار کا خیال تھا کہ اس پر وحی آتی ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (بلاشبہ شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں) اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں' میں مختار کے پاس گیا تو اس نے میری عزت کی اور مجھے اپنے ہاں ٹھہرایا اور وہ رات کو میرے شبستان کی دیکھ بھال کرتا تھا اس نے مجھے کہا باہر نکل کر لوگوں سے بات کر' میں باہر نکلا تو ایک شخص نے آ کر کہا تو وحی کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا وحی کی دو قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ﴾ اور دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ راوی بیان کرتا ہے انہوں نے مجھے پکڑنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا' تمہیں اس سے کیا! میں تمہارا مفتی اور مہمان ہوں تو انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور عکرمہ کا مقصد مختار پر تعریض کرنا تھا اور اس نے اس کے اس دعویٰ کی تکذیب کی کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

اور طبرانی نے انیسہ بنت زید بن الارقم کے طریق سے روایت کی ہے کہ اس کا باپ مختار بن ابی عبید کے پاس گیا' تو وہ اسے کہنے لگا اے ابو عامر کاش میں جبریل اور میکائیل کو دیکھتا' تو زید نے اسے کہا تو ناکام و نامراد اور ہلاک ہو تو اللہ کے نزدیک اس سے حقیر ہے اللہ اور اس کے رسول پر افترا کرنے والے! امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن اسحٰق بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عوف الصدیق الناجی نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن یوسف' حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا کے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کرنے کے بعد ان کے پاس گیا اور کہنے لگا آپ کے بیٹے نے اس گھر کی بے حرمتی کی ہے اور اللہ نے اسے دردناک عذاب کا مزا

چکھایا ہے' اور اس سے جو کچھ کرنا تھا کیا ہے' حضرت اسماءؓ نے اسے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے وہ والدین سے حسن سلوک کرنے والا روزے دار اور شب زندہ دار تھا اور قسم بخدا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ عنقریب ثقیف سے دو کذاب نکلیں گے جن میں سے دوسرا پہلے سے برا ہوگا اور وہ بربادی افگن ہوگا' احمدؒ نے اسے اسی طرح اس سند اور الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے اپنی صحیح کے کتاب الفضائل میں عن عقبہ بن مکرم العمی البصری عن یعقوب بن اسحٰق الحضرمی عن الاسود بن شیبان عن ابی نوفل عن ابی عقرب اس کا نام معاویہ بن سلم تھا۔ عن اسماءؓ بنت ابی بکرؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہے۔ اور حدیث میں حجاج کے حضرت اسماءؓ کے بیٹے عبداللہ کو ۷۳ھ میں قتل کرنے کا قصہ طویل ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور بیہقی نے اس حدیث کو دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے اور علماء نے بیان کیا ہے کہ کذاب' مختار بن ابی عبید ہے جو تشیع کا اظہار کرتا تھا اور کہانت کو چھپاتا تھا اور اس نے اپنے خواص کو پوشیدہ طور پر یہ بات کہی کہ اسے وحی ہوتی ہے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ مدعی نبوت تھا یا نہیں؟ اور اس کے لیے ایک کرسی رکھی جاتی تھی جس کی تعظیم کی جاتی تھی اور لوگ اسے گھیرے رہتے تھے اور اسے ریشم سے ڈھکا جاتا تھا اور خچروں پر لادا جاتا تھا اور وہ اسے بنی اسرائیل کے اس تابوت کے مشابہ قرار دیتا تھا جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ گمراہ اور گمراہ کنندہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے ظالموں سے انتقام لے لینے کے بعد اس سے راحت دلائی جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ اور بربادی افگن وہ قتال ہے یعنی حجاج بن یوسف' جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے عراق کا نائب تھا جس نے مصعب بن زبیرؓ کے ہاتھ سے عراق کو چھینا' جس کی تفصیل ابھی بیان ہوگی۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ مختار ہمیشہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے موافقت کا اظہار کرتا رہا حتیٰ کہ مصعب ۶۷ھ کے آغاز میں بصرہ آیا اور اس نے آپ کی مخالفت کا اظہار کیا تو مصعب نے جا کر اس سے جنگ کی اور مختار کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی اور مختار نے ایک بار اس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اسے شکست دی تھی لیکن مختار کی فوج نے ثابت قدمی نہ دکھائی حتیٰ کہ وہ لوٹ کر مصعب کی طرف جانے لگی اور مختار کو چھوڑنے لگی اور اس کے کذب و کہانت کی وجہ سے اس پر عیب لگانے لگی اور جب مختار نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ قصر امارت کی طرف واپس چلا گیا اور مصعب نے اس میں چار ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اسے ۱۴ رمضان ۶۷ھ کو قتل کر دیا' اس کی عمر ۶۷ سال بیان کی جاتی ہے۔

Marfat.com

باب

اور جب مصعب بن زبیر کوفہ میں ٹک گیا تو اس نے ابراہیم بن اشتر کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آئے اور عبدالملک بن مروان نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آئے تو ابن اشتر اپنے معاملے میں حیرت زدہ ہو گیا اور اس نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ وہ ان دونوں میں سے کس کے پاس جائے پھر ان کا اپنے شہر کوفہ جانے پر اتفاق رائے ہو گیا' پس ابن اشتر' مصعب بن زبیر کے پاس آیا تو مصعب نے اس کا بہت اعزاز واکرام کیا اور مصعب نے مہلب بن ابی صفرۃ کو موصل' جزیرہ آذر بائیجان اور آرمینیا کا امیر بنا کر بھیجا اور جب عبیداللہ بن عبداللہ بن معمر بصرہ سے نکلا تو اس نے اسے بصرہ کا نائب مقرر کر دیا اور خود اس نے کوفہ میں قیام کیا پھر اس سال کا کچھ حصہ ہی گزرا تو اس کے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے بصرہ سے معزول کر دیا اور اپنے بیٹے حمزہ بن عبداللہ بن زبیر کو اس کا امیر بنا دیا جو ایسا شجاع' سخی اور میل جول رکھنے والا تھا کہ بسا اوقات دیتا تو کوئی چیز باقی نہ چھوڑتا اور بسا اوقات روکتا تو اس کی مانند کوئی نہ روکتا اور اس کی عقل کی کمزوری اور جلد بازی نمایاں ہو گئی پس احنف نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو پیغام بھیجا تو آپ نے اسے معزول کر دیا اور دوبارہ اپنے بھائی کو کوفہ کی امارت کے ساتھ بصرہ کی امارت بھی دے دی' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بصرہ کے بیت المال کا بہت سا مال لے کر بصرہ سے نکلا تو مالک بن مسمع نے اسے روکا اور کہا ہم تجھے اپنے عطیات کو نہیں لے جانے دیں گے تو عبیداللہ بن معمر نے اسے عطا کی ضمانت دی تو وہ اس سے رُک گیا اور جب حمزہ واپس گیا تو وہ اپنے باپ کے پاس مکہ نہیں گیا بلکہ مدینہ کی طرف واپس چلا گیا اور اس نے آدمیوں کے پاس مال کو امانت رکھ دیا اور اہل کتاب کے ایک شخص کے سوا سب لوگوں نے جن کے پاس اس نے مال امانت رکھا تھا اس سے امانت میں خیانت کی اور انکار کر دیا اس اہل کتاب نے اس کی امانت اسے دے دی اور جب اس کے باپ کو اس کی کارروائی کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے میں نے چاہا کہ میں اس کے ذریعے بنی مروان پر فخر کروں پس وہ رُک گیا اور ابو مخنف نے بیان کیا ہے کہ حمزہ بن عبداللہ بن زبیر پورا ایک سال بصرہ کا امیر رہا۔ واللہ اعلم

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور کوفہ پر آپ کا عامل آپ کا بھائی مصعب اور بصرہ پر آپ کا بیٹا حمزہ تھا' اور بعض کا قول ہے کہ دوبارہ آپ کا بھائی بصرہ آ گیا تھا اور خراسان اور ان بلاد میں ابن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن خازم سلمی امیر تھا۔ واللہ سبحانہ اعلم

اس سال وفات پانے والے اعیان میں ولید بن عقبہ بن ابی معیط اور ابوالجہم چادر والے ہیں جس کا ذکر صحیح حدیث میں ہے اور اس سال میں بہت سے لوگ مارے گئے ہیں جن کا بیان طویل ہے۔

۶۸ھ

اس میں حضرت عبداللہ نے اپنے بھائی مصعب کو دوبارہ بصرہ کی امارت دے دی اور اس نے وہاں آ کر اقامت اختیار کر لی اور کوفہ

Marfat.com

پر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی قباع کو نائب مقرر کیا اور مدینہ پر جابر بن اسود زہری کو امیر بنایا اور عبدالرحمن بن الاشعث کو حضرت سعیدؒ بن المسیب کو ساٹھ کوڑے مارنے کی وجہ سے معزول کر دیا' اس نے چاہا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لیں مگر وہ نہ مانے تو اس نے آپ کو کوڑے مارے اور حضرت ابن زبیرؓ نے اسے معزول کر دیا اور اسی سال میں شاہِ روم قسطنطین بن قسطنطین اپنے ملک میں فوت ہو گیا اور اسی میں ازارقہ کا معرکہ ہوا۔

اور اس کا سبب یہ ہوا کہ مصعب نے مہلب بن ابی صفرۃ کو ایران کی جانب سے معزول کر دیا اور وہ ان پر غالب تھا اور اس نے اسے جزیرہ کا امیر بنا دیا اور مہلب' ازارقہ پر غالب تھا اور اس نے ایران پر عمر بن عبیداللہ بن معمر کو امیر مقرر کیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور عمر بن عبیداللہ نے ان سے جنگ کر کے انہیں مغلوب کر لیا اور انہیں شکست دی اور وہ اپنے امیر زبیر بن ماجور کے ساتھ تھے پس وہ اس کے آگے اصطخر کی طرف بھاگ گئے تو اس نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا پھر اس نے دوبارہ ان پر فتح پائی پھر وہ بلاد اصبہان اور اس کے نواح میں بھاگ گئے اور وہاں انہوں نے قوت پکڑ لی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا پھر وہ بصرہ آنے کے ارادے سے آئے اور وہ ایران کے بعض شہروں کے پاس سے گزرے اور انہوں نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو اپنے پیچھے چھوڑا اور جب مصعب نے ان کی آمد کی خبر سنی تو وہ لوگوں کے ساتھ گیا اور عمر بن عبیداللہ کو انہیں اپنے ملک سے گزرنے کا موقع دینے پر ملامت کرنے لگا اور عمر بن عبیداللہ ان کے پیچھے گیا اور خوارج کو اطلاع ملی کہ مصعب ان کے آگے اور عمر بن عبیداللہ ان کے پیچھے ہے تو وہ مدائن کو لوٹ آئے اور بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے لگے اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑنے لگے اور ایسے افعال کا ارتکاب کرنے لگے جو دوسروں نے نہیں کیے تھے پس کوفہ کے نائب حارث بن ابی ربیعہ نے ان کا قصد کیا اور اس کے ساتھ کوفہ کے باشندے اور اس کے اشراف کی جماعتیں بھی تھیں جن میں اشتر اور شبث بن ربعی بھی شامل تھے اور جب وہ الصراۃ کے پل پر پہنچے تو خوارج نے اپنے اور ان کے درمیان اسے کاٹ دیا پس امیر نے اسے دوبارہ بنانے کا حکم دیا تو خوارج اس کے آگے بھاگ اٹھے اور عبدالرحمن بن مخنف نے چھ ہزار فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور وہ کوفہ سے گزرے پھر اصبہان کے علاقے کی طرف چلے گئے اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس آ گیا اور اس نے ان سے جنگ نہ کی پھر انہوں نے آ کر ایک ماہ تک عتاب بن ورقاء کا' جیا شہر میں محاصرہ کیے رکھا حتیٰ کہ انہوں نے لوگوں کو تنگ کر دیا اور انہوں نے اتر کر ان سے جنگ کی اور ان کو بھگا دیا اور ان کے امیر زبیر بن ماجور کو قتل کر دیا اور جو کچھ ان کے پڑاؤ میں تھا حاصل کر لیا اور خوارج نے قطری بن الفجاءۃ کو امیر بنا لیا پھر بلاد اہواز کی طرف چلے گئے اور مصعب بن زبیر نے موصل کے عامل مہلب بن ابی صفرہ کو لکھا کہ وہ خوارج کے ساتھ جنگ کرنے جائے اور وہ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ ماہر تھا اور مصعب نے اس کی جگہ موصل کی طرف ابراہیم بن اشتر کو بھیج دیا' پس مہلب اہواز کی طرف لوٹ آیا اور اس نے اس میں خوارج سے آٹھ ماہ ایسی جنگ کی جس کی مثال نہیں سنی گئی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال بلادِ شام میں شدید قحط پڑا جس کے باعث وہ اپنی کمزوری اور غلے اور کھانے کی کمی کی وجہ سے جنگ کی قدرت نہ پا سکے۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اسی سال میں عبیداللہ بن الحر قتل ہو گیا اور اس کے حالات یہ ہیں کہ وہ

Marfat.com

ایک شجاع شخص تھا جس سے احوال وایام اور آراء بدلتی رہتی تھیں حتیٰ کہ اس کی یہ پوزیشن ہوگئی کہ وہ بنی امیہ اور آل زبیر میں سے کسی کی اطاعت نہ کرتا تھا اور وہ صوبہ عراق وغیرہ کے عامل کے پاس سے گزرتا تو جو کچھ اس کے بیت المال میں ہوتا وہ اس سے زبردستی لے لیتا تھا اور اسے برأت کا پروانہ لکھ دیتا اور جا کر اسے اپنے اصحاب پر خرچ کر دیتا اور خلفاء اور امراء اس کی طرف فوجیں بھیجتے تو وہ انہیں دھتکار دیتا اور انہیں شکست دیتا خواہ کم ہوتیں یا زیادہ ہوتیں' حتیٰ کہ مصعب بن زبیر اور اس کے عمال نے بلادعراق میں اس کے بارے میں بزدلی دکھائی پھر وہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا اور اس نے اسے دس آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور کہا' کوفہ میں داخل ہوجا اور انہیں بتا کہ فوجیں جلد ان کے پاس پہنچ جائیں گی پس اس نے خفیہ طور پر اپنے بھائیوں کی ایک جماعت کی طرف پیغام بھیجا تو اسے اس کی حقیقت کا علم ہوگیا اور اس نے کوفہ کے امیر حارث بن عبداللہ کو بتایا اور اس نے اس کی طرف فوج بھیجی جس نے اسے اس مکان میں قتل کر دیا جس میں یہ موجود تھا اور اس کے سر کو کوفہ اور پھر بصرہ لایا گیا اور لوگوں نے اس سے راحت پائی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال عرفہ کے موقف نے چار مختلف جھنڈوں کو دیکھا ان میں سے ہر ایک دوسرے کے پیچھے نہ چلتا تھا ان میں سے ایک جھنڈا حضرت محمد بن حنفیہ اور ان کے اصحاب کا تھا اور دوسرا نجدہ حروری اور اس کے اصحاب کا تھا اور تیسرا بنی امیہ کا تھا اور چوتھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا تھا' سب سے پہلے حضرت محمد بن حنفیہؒ نے اپنا جھنڈا دیا' پھر نجدہ پھر بنوامیہ پھر حضرت ابن زبیرؓ نے اپنے اپنے جھنڈے دیئے پھر لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ ہی جھنڈے دے دیئے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں شامل تھے جو ابن زبیرؓ کے جھنڈا دینے کا انتظار کر رہے تھے لیکن انہوں نے پیچھے جھنڈا دیا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا وہ اپنے تاخر میں جاہلیت کے دور کرنے کی مانند ہے پس ابن عمرؓ نے جھنڈا دیا اور ابن زبیرؓ نے بھی دے دیا اور اس سال لوگ ایک دوسرے سے رکے رہے اور ان کے درمیان جنگ نہ ہوئی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے مدینہ کی نیابت پر جابر بن اسود بن عوف زہری اور کوفہ اور بصرہ پر آپ کے بھائی مصعب اور شام اور مصر پر عبدالملک بن مروان مقرر تھے۔ واللہ اعلم

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عبداللہ بن یزید اوسی' آپ حدیبیہ میں شامل ہوئے اور عبدالرحمن بن اسود بن عبد یغوث اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے بھانجے عبدالرحمن بن زید بن خطاب' آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور ستر سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی اور عبدالرحمن بن حسان بن ثابت انصاریؓ اور عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد بن امرؤ القیس آپ جلیل القدر صحابی تھے آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کی پھر قومیسیا میں سکونت پذیر ہو گئے اور حضرت زیدؓ بن ارقم بن زید' آپ جلیل القدر صحابی تھے۔

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات:

عبداللہؓ بن عباسؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ابوالعباس الہاشمی' رسول اللہ ﷺ کے عمزاد اس امت کے عالم' اور کتاب اللہ کے مفسر اور ترجمان' آپ کو عالم اور سمندر کہا جاتا ہے' آپ نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے بہت کچھ روایت کیا ہے اور آپ سے بہت سے صحابہؓ اور تابعینؒ کی جماعتوں نے سیکھا ہے اور آپ کو اپنے وسعت علم وفہم اور کمال عقل اور وسعت فضل اور اپنے اصل کی شرافت کی وجہ سے بعض ایسی یکتا خوبیاں حاصل ہیں جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں' آپ کی والدہ ام الفضل لبابہ بنت الحارث الہلالیہ ہیں جو ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث کی بہن ہیں' آپ عباسی خلفاء کے والد ہیں اور آپ حضرت عباسؓ کے ہاں ام الفضل سے دس بھائیوں کے بھائی ہیں اور پیدائش کے لحاظ سے ان سب سے آخر میں پیدا ہوئے اور ان میں سے ہر ایک ایسے شہر میں فوت ہوا جو دوسرے شہر سے دور تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' مسلم بن خالد زنجی مکی نے عن ابن نجیح عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ شعب میں تھے تو میرے والد' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے اے محمد ﷺ میں نے ام الفضل کو حاملہ پایا ہے آپؐ نے فرمایا شاید اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے' راوی بیان کرتا ہے جب میری ماں نے مجھے جنا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اور میں ایک چیتھڑے میں لپٹا ہوا تھا آپ نے اپنے لعاب دہن سے مجھے گھٹی دی۔

مجاہد نے بیان کیا ہے ہمیں کسی کے متعلق معلوم نہیں کہ آپ کے سوا' رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اپنے لعاب دہن سے گھٹی دی ہو اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' شاید اللہ تعالیٰ اس لڑکے سے ہمارے چہروں کو سفید کر دے' پس ام الفضل نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جنم دیا اور عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت کے سال پیدا ہوئے اور واقدی نے شعبہ کے طریق سے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ میں ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوا اور ہم شعب میں تھے اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو میں تیرہ سال کا تھا پھر واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس بارے میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا اور واقدی نے حجت پکڑی ہے کہ آپ حجۃ الوداع کے سال بلوغت کے قریب پہنچ چکے تھے اور صحیح بخاری میں

Marfat.com

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میں مختون تھا اور وہ بچے کا بالغ ہونے پر ختنہ کرتے تھے۔ اور شعبہ ہشام اور ابن عوانہ نے عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میں دس سال کا مختون تھا' ہشام نے یہ اضافہ کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں الحکم جمع کیا تھا۔ میں نے پوچھا الحکم کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا' المفصل' ابوداؤد طیالسی نے عن شعبہ عن ابی اسحاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میں پندرہ سال کا مختون تھا اور یہی اصح ہے اور اس کی صحت کی تائید صحیحین کی روایت سے ہوتی ہے اور مالک نے اسے عن زہری عن عبید اللہ عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے آپ بیان کرتے ہیں' میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اس وقت میں قریب البلوغ تھا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو منیٰ میں بغیر کسی دیوار کے نماز پڑھا رہے تھے پس میں ایک صف کے آگے سے گزرا تو میں اتر پڑا اور میں نے گدھے کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور صف میں شامل ہو گیا' مجھے کسی نے اس بات پر ملامت نہ کی اور صحیح میں آپ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اور میری ماں مستضعفین میں سے تھے میری ماں عورتوں میں تھی اور میں بچوں میں تھا اور فتح سے قبل آپ نے اپنے باپ کے ساتھ ہجرت کی اور حضرت نبی کریم ﷺ ان دونوں کو جحفہ میں ملے جب کہ آپ فتح مکہ کے لیے جا رہا تھے اور آپ ۸ھ میں فتح مکہ' حنین اور طائف میں شامل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ ۹ھ میں شامل ہوئے اور حجۃ الوداع ۱۰ھ میں ہوا اور آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے ساتھ رہے اور آپ سے سیکھا اور یاد کیا اور اقوال و افعال اور احوال کو ضبط کیا اور فہم ثاقب کے ساتھ صحابہؓ سے علم عظیم اور فصاحت و بلاغت اور جمال و ملاحت اور اصالت و بیان سیکھی اور رسولؐ خدا نے آپ کے لیے دعا کی جیسا کہ ثابت الارکان احادیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے دعا کی کہ وہ آپ کو تاویل سکھائے اور دین کی سمجھ عطا فرمائے اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ ساعدہ بن عبید اللہ مزنی نے عن داؤد بن عطاء عن زید بن اسلم عن ابن عمر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلاتے اور اپنے قریب کرتے اور فرماتے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز آپ کو بلایا اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور آپ کے منہ میں تھوکا اور فرمایا اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا کر اور اسے تاویل سکھا' اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اسے برکت دے اور اس سے دین کو زندہ کر' اور حماد بن سلمہ نے عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں رات بسر کی اور میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے پانی رکھا تو آپ نے فرمایا یہ کس نے رکھا ہے؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عباسؓ نے آپ نے فرمایا اے اللہ اسے تاویل سکھا اور دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے کئی لوگوں نے بحوالہ ابن خثیم ایسے ہی روایت کی ہے۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن بکر بن ابی صفرۃ ابو یونس نے بحوالہ عمرو بن دینار ہم سے بیان کیا کہ کریب نے اسے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں آخر شب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھینچا حتیٰ کہ آپ نے مجھے اپنے مقابل کھڑا کر لیا پس جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کے لیے آئے تو میں پیچھے ہٹ گیا' رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور جب آپ نماز پڑھ کر واپس جانے لگے تو فرمایا میرا کیا حال ہے میں تجھے اپنے مقابل میں کرتا ہوں اور تو پیچھے ہٹتا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی کو مناسب ہے کہ وہ آپ کے مقابل میں نماز پڑھے حالانکہ

Marfat.com

آپ اللہ کے وہ رسول ہیں جنہیں اللہ نے عطا کیا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے آپ کو حیران کر دیا تو آپ نے میرے لیے اللہ سے دعا کی کہ وہ میرے علم وفہم میں اضافہ کرے' راوی بیان کرتا ہے پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سو گئے ہیں حتیٰ کہ میں نے آپ کی سانس کی آواز سنی پھر حضرت بلالؓ نے آپ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ نماز کا وقت ہو گیا ہے آپ نے اٹھ کر نماز پڑھی اور آپ نے دوبارہ وضو نہیں کیا۔

امام احمدؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ہاشم بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ ورقاء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبیداللہ بن ابی زید کو بحوالہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لیے آئے تو میں نے آپ کے لیے پانی رکھا آپ جب باہر نکلے تو آپ نے فرمایا یہ کس نے رکھا ہے آپ کو بتایا گیا کہ ابن عباسؓ نے رکھا ہے آپ نے فرمایا اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا کر اور اسے تاویل سکھا' اور ثوری وغیرہ نے عن لیث عن ابی جہضم موسیٰ بن سالم عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے جبریل کو دیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے حکمت کی دعا کی' اور ایک روایت میں ہے کہ دو دفعہ علم کی دعا کی' اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ حمزہ بن القاسم الہاشمی اور دوسروں نے ہم سے بیان کیا کہ عباس بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مصعب بن ابی مالک نخعی نے عن اسحٰق عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے دو دفعہ جبریل کو دیکھا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دو دفعہ حکمت کی دعا کی ہے پھر دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ یہ ابو اسحٰق السبیعی کی حدیث سے بحوالہ عکرمہ غریب ہے اور ابو مالک نخعی عبدالملک بن حسین سے متفرد ہے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہاشم نے عن خالد عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگایا اور فرمایا اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے' اور اسی طرح احمدؒ نے اسے عن اسماعیل بن علیۃ عن خالد الحذاء عن عکرمہ عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگایا اور فرمایا اے اللہ اسے کتاب سکھا دے' اور بخاری' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے خالد کی حدیث سے جو ابن مہران الحذاء ہے عن عکرمہ بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابو سعید نے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکمت عطا فرما اور اسے تاویل سکھا دے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس حدیث کو کئی لوگوں نے بحوالہ عکرمہ ایسے ہی روایت کیا ہے اور ان میں سے بعض نے اسے بحوالہ عکرمہ مرسل بیان کیا ہے اور متصل ہی صحیح ہے اور اسے کئی تابعین نے بھی بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور امیر المومنین المہدی کے طریق سے عن ابیہ عن ابی جعفر المنصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ' عن ابیہ عن عبداللہ بن عباس بھی روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اسے کتاب سکھا اور دین کی سمجھ عطا فرما۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابو کامل اور عفان المعنی نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن ابی عمار نے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور ایک شخص آپ کے پاس آپ سے سرگوشی کر رہا تھا۔

Marfat.com

عفان نے بیان کیا ہے کہ آپ حضرت عباسؓ سے اعراض کرنے والے کی طرح تھے ہم آپ کے ہاں سے باہر نکلے تو حضرت عباسؓ نے کہا' کیا میں نے تیرے عمزاد کو اپنے سے اعراض کرنے والے کی طرح نہیں دیکھا؟ میں نے کہا آپ کے پاس ایک شخص سرگوشی کررہا تھا عفان نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے کہا کیا آپ کے پاس کوئی شخص تھا؟ میں نے کہاہاں' تو آپ نے واپس جا کر آپ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا ابھی آپ کے پاس کوئی شخص موجود تھا؟ عبداللہ نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کے پاس کوئی شخص آپ سے سرگوشی کررہا تھا آپ نے فرمایا اے عبداللہ کیا تو نے دیکھا ہے؟ میں نے کہاہاں' آپ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے اور آپ نے مہدی کی حدیث سے بحوالہ اس کے آباء کے روایت کی ہے اور اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ بلاشبہ عنقریب تیری نظر کو گزند پہنچے گا۔ اور ایسے ہی ہوا اور اسے ایک اور طریق سے بھی ایسے ہی روایت کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

آپ کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک اور رنگ میں دیکھنے کا بیان:

قتیبہ نے اسے عن الدراوردی عن ثور بن یزید عن موسیٰ بن میسرہ روایت کیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کسی کام کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو اس نے آپ کے ہاں ایک شخص کو دیکھا تو وہ واپس آ گیا اور اس شخص کی موجودگی کی وجہ سے آپ سے بات نہ کی اس کے بعد حضرت عباسؓ، رسول اللہ ﷺ سے ملے تو حضرت عباسؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے پاس اپنا بیٹا بھیجا تھا اور اس نے آپ کے پاس ایک شخص کو دیکھا اور اس نے آپ سے بات نہیں کی اور واپس چلا آیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا آپ کو معلوم ہے وہ کون شخص تھا؟ انھوں نے جواب دیا نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ حضرت جبریلؑ تھے' اور آپ کا بیٹا اندھا ہوئے بغیر ہرگز نہیں مرے گا اور اسے علم دیا جائے گا' اور سلیمان بن بلال نے اسے بحوالہ ثور بن یزید اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ ایک اور طریق سے بھی مروی ہے اور حضرت ابن عباسؓ کے فضائل میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں جن میں سے کچھ منکر ہیں اور بہت سی احادیث کے بیان کرنے سے ہم نے پہلوتہی کی ہے۔ اور جنہیں ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے دوسری احادیث سے بے نیاز کر دیا ہے۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ مرو کے قاضی عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ حارث بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا کہ جریر بن حازم نے عن یعلیٰ بن حکیم عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہمیں بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے ایک انصاری سے کہا آؤ ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے پوچھیں آج وہ بہت تعداد میں ہیں اس نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما تجھ پر تعجب ہے کیا تیرا خیال ہے کہ لوگ تیرے محتاج ہیں حالانکہ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب موجود ہیں؟ راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے ایسا نہ کیا اور میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے پوچھنے لگا اور اگر مجھے کسی شخص سے کوئی حدیث پہنچتی تو میں اس کے دروازے پر جاتا اور وہ قیلولہ کر رہا ہوتا تو میں اس کے دروازے پر اپنی چادر سے ٹیک لگا لیتا اور ہوا مجھ پر مٹی ڈال دیتی' پس وہ شخص باہر نکلتا اور مجھے دیکھ کر کہتا اے رسول اللہ ﷺ کے عمزاد کیسے آنا ہوا؟ آپ نے میری طرف پیغام کیوں نہ بھیجا میں آپ کے پاس آ جاتا؟ میں کہتا نہیں' میں آپ کے پاس آنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں اور میں اس سے حدیث کے بارے میں پوچھتا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ انصاری شخص زندہ رہا حتی کہ اس نے مجھے دیکھا کہ لوگ میرے اردگرد اکٹھے

Marfat.com

ہو کر مجھ سے پوچھ رہے ہیں اور وہ کہتا یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عقلمند ہے اور محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمرو بن علقمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوسلمہ نے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا عام علم انصار کے اس قبیلے کے پاس پایا ہے اگرچہ میں ان کے کسی شخص کے دروازے پر قیلولہ کرتا تھا اور اگر میں چاہتا کہ وہ مجھے اجازت دے تو وہ مجھے اجازت دے دیتا لیکن میں اس کی خوشنودی چاہتا تھا۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمر نے بتایا کہ قدامہ بن موسیٰ نے بحوالہ ابوسلمہ حضرمی مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے اکابر انصار و مہاجرین کے ساتھ ساتھ رہتا تھا اور میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی اور اس بارے میں جو قرآن نازل ہوا تھا اس کے متعلق دریافت کرتا تھا اور میں جس شخص کے پاس بھی جاتا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میری قرابت کی وجہ سے میری آمد سے خوش ہوتا' ایک روز میں حضرت ابی بن کعبؓ سے آپ راسخین فی العلم میں سے تھے۔ اس قرآن کے بارے میں پوچھنے لگا جو مدینہ میں نازل ہوا تھا آپ نے فرمایا ستائیس سورتیں مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور باقی سورتیں مکی ہیں۔

اور احمدؒ نے عبدالرزاق سے بحوالہ معمر بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عام علم تین اشخاص سے حاصل کردہ ہے حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے' اور طاؤس نے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ میں ایک بات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے تیس اصحاب سے پوچھا کرتا تھا اور مغیرہ نے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا ہے آپ نے فرمایا بہت سوال کرنے والی زبان اور عقل مند دل سے' اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے ثابت ہے کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مشائخ صحابہؓ کے پاس بٹھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کیا ہی اچھا ترجمان القرآن ہے' اور آپ جب آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ادھیڑ عمر نوجوان اور زبان سے بہت سوال کرنے والا اور عقلمند دل والا آ گیا ہے اور صحیح میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ کی تفسیر پوچھی تو بعض نے سکوت اختیار کر لیا اور بعض نے ایسا جواب دیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پسند نہ آیا پھر آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں رسول اللہ ﷺ کی موت کی خبر دی گئی ہے' حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اس کے متعلق وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں' اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد ان کے ہاں آپ کی جلالت قدر اور علم و فہم میں آپ کا عظیم مقام ثابت کرنا تھا اور آپ نے ایک بار ان سے لیلۃ القدر کے متعلق پوچھا تو آپ نے اجتہاد سے بتایا کہ وہ آخری عشرہ کی ستائیس کو ہوتی ہے تو حضرت عمرؓ نے آپ کی تحسین کی جیسا کہ ہم نے تفسیر میں بیان کیا ہے۔

اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن الیمان نے عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن سعید بن جبیر عن عمر ہم سے بیان کیا کہ آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا آپ وہ علم جانتے ہیں جو ہم نہیں جانتے اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا بلاشبہ آپ ہمارے جوانوں کے سردار اور ان سے اچھے عقلمند اور کتاب اللہ کے زیادہ سمجھنے والے بن گئے ہیں اور مجاہد نے شعبی سے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کیا ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تجھ کو قریب کرتے ہیں

Marfat.com

اور اکابر صحابہؓ کے ساتھ بٹھاتے ہیں میری تین باتیں یاد رکھنا' آپ کا راز افشاء نہ کرنا اور نہ آپ کے پاس کسی کی غیبت کرنا اور اپنے پر جھوٹ کا تجربہ نہ کرنا' شعبی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہا ہر بات ہزار سے بہتر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہر بات دس ہزار سے بہتر ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن الفضل بن ابی عبداللہ عن ابیہ عن عطاء بن یسار نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلاتے اور وہ اہل بدر کے ساتھ چلتے اور وہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اپنی وفات کے دن تک فتویٰ دیا کرتے تھے' میں کہتا ہوں آپ نے ابن ابی سرح کے ساتھ ۲۷ھ میں افریقہ کی فتح میں شمولیت کی اور زہری نے علی بن حسینؓ سے ان کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے جنگ جمل کے روز' ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دونوں صفوں کے درمیان چلتے دیکھا تو فرمایا اللہ اس شخص کی آنکھ کو ٹھنڈا کرے جس کا اس جیسا عم زاد ہو۔ اور آپ نے حضرت علیؓ کے ساتھ جمل و صفین میں شرکت کی اور آپ میسرہ کے امیر تھے اور خوارج کی جنگ میں بھی آپ کے ساتھ شامل ہوئے اور آپ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا نائب مقرر کر دیں اور آغاز کار میں انہیں شام سے معزول نہ کریں' حتیٰ کہ آپ نے یہ بات بھی کہی اگر آپ انہیں معزول کرنا چاہتے ہیں تو ایک ماہ تک انہیں مقرر کر دیں اور ہمیشہ کے لیے انہیں معزول کر دیں' مگر حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کرنے کے سوا' ہر بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور جو کچھ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب فریقین نے حکمین کی تحکیم پر جھگڑا کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے مطالبہ کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کریں گے مگر مذحج اور اہل یمن نے انکار کیا اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے صرف حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہوں گے اور حکمین کا معاملہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت علیؓ نے آپ کو بصرہ پر نائب مقرر کیا اور بعض سالوں میں آپ نے لوگوں کے لیے حج کی تکبیر بھی کہی اور عرفات میں ان سے خطاب بھی کیا اور اس میں سورہ بقرہ کی تفسیر بھی کی اور ایک روایت میں سورۂ نور کا نام آیا ہے' ایک سننے والے کا بیان ہے کہ آپ نے ایسی تفسیر کی کہ اگر رومی' ترک اور دیلم اسے سنتے تو مسلمان ہو جاتے۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ میں لوگوں کا تعارف کروایا' آپ عرفہ کی شب کو منبر پر چڑھتے اور اہل بصرہ آپ کے اردگرد جمع ہو جاتے اور آپ قرآن کی کسی آیت کی تفسیر کرتے اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک لوگوں کو نصائح کرتے پھر منبر سے اتر کر انہیں مغرب کی نماز پڑھاتے اور آپ کے بعد علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے اور بعض نے اسے ناپسند کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بدعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل نہیں کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا آپ کے کسی صحابی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا اور بعض نے اسے ذکر الٰہی اور حجاج کی ملاقات کے باعث مستحب کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض احکام پر تنقید کیا کرتے تھے اور حضرت علیؓ اس بارے میں آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے جیسا کہ امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے بحوالہ عکرمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے اسلام سے مرتد ہو جانے والے کچھ لوگوں کو جلا دیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا' اگر میں ہوتا تو میں انہیں آگ سے نہ جلاتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے' اللہ کا عذاب نہ دو' بلکہ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول جو

Marfat.com

اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو کے مطابق قتل کرتا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا ابن عباسؓ پر ہلاکت ہو اور ایک روایت میں ہے ابن عباسؓ پر ہلاکت ہو بلاشبہ وہ مشکلات کی تہ تک جاتے ہیں اور حضرت علیؓ نے آپ کو بدلہ دیا۔ بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ متعہ کی اباحت کے قائل تھے اور یہ کہ وہ قیامت باقی ہے اور گھریلو گدھوں کی تحلیل کے بھی قائل تھے' حضرت علیؓ نے فرمایا تو ایک متکبر آدمی ہے بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز متعہ کے نکاح سے اور گھریلو گدھوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں مروی ہے اور اس کے یہ الفاظ سب سے اچھے ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حافظ ابوعبداللہ نے بتایا کہ میں نے ابوبکر بن المومل کو بیان کرتے سنا کہ میں نے ابونصر بن ابی ربیعہ کو بیان کرتے سنا کہ صعصعہ بن صوحان' بصرہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا اور آپ وہاں ان کے پیچھے بیٹھے تھے۔ صعصعہ نے کہا یا امیر المومنین وہ تین باتوں کو پکڑنے والا اور تین باتوں کو چھوڑنے والا ہے۔ جب بات کرتا ہے تو لوگوں کے دلوں کو پکڑ لیتا ہے اور جب اس سے بات بیان کی جائے تو اسے بہت اچھی طرح سنتا ہے اور جب اس کی مخالفت کی جائے تو دو باتوں میں سے زیادہ آسان بات کو اختیار کر لیتا ہے اور کمینے سے جھگڑا اور مقابلہ کرنا چھوڑ دیتا ہے اور اس سے معذرت کرتا ہے واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن ابی سبرہ نے عن موسیٰ بن سعید عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ حاضر جواب زیادہ عقلمند' زیادہ صاحب علم اور زیادہ حلم والا شخص نہیں دیکھا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ پیچیدہ مسائل کے لیے انہیں بلاتے پھر فرماتے تیرے پاس پیچیدہ مسئلہ آیا ہے پھر ان کے قول سے سبقت نہ کرتے اور آپ کے اردگرد انصار و مہاجرین میں سے اہل بدر بھی موجود ہوتے' اور اعمش نے ابوالضحیٰ سے بحوالہ مسروق بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہماری عمر کو پاتا تو ہم سے کوئی بھی اس کا دسواں حصہ نہ لیتا اور آپ فرمایا کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما کیا ہی اچھا ترجمان القرآن ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہے۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن العلاء نے یعقوب بن زید سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور میں نے آپ کو کہتے سنا آج وہ شخص فوت ہو گیا ہے مشرق و مغرب کے درمیان رہنے والے لوگ جس کے علم کے محتاج تھے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے عمرو بن عمرو سے بحوالہ عکرمہ بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے معاویہ کو بیان کرتے سنا کہ قسم بخدا وہ شخص فوت ہو گیا ہے جو زندوں اور مردوں سے زیادہ سمجھدار تھا' اور ابن عساکر نے بحوالہ ابن عباسؓ روایت کی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ جب صلح ہوئی تو میں حضرت معاویہؓ کے پاس گیا اور میں اور وہ ملاقات کرنے والے پہلے شخص ہیں کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے کہا ابن عباسؓ خوش آمدید' میرے اور کسی شخص کے درمیان جو دوری کے باعث مجھے عزیز ہو اور نہ قرب کے باعث مجھے محبوب ہو' فتنہ اس قدر مضبوط نہیں ہوا اس خدا کا شکر ہے جس نے

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ کو موت دی ہے تو میں نے انہیں کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو اس کے فیصلہ کے بارے میں ملامت نہیں کی جا سکتی اور اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیث اس سے اچھی ہے پھر میں نے انہیں کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے عمزاد کے بارے میں مجھے معاف کر دیں اور میں آپ کے عمزاد کے بارے میں آپ کو معاف کر دوں' آپ نے کہا آپ کی یہ بات ہو گئی' جب حضرت ابن عباسؓ نے لوگوں کو حج کروایا تو حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کہنے لگیں آپ مناسک کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور ابن المبارک نے داؤد بن ابی ہند سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ سوار ہوئے تو حضرت ابن عباسؓ نے آپ کی رکاب پکڑ لی' آپ نے فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد ایسا نہ کرو' حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہمیں اپنے علماء کے ساتھ ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت زیدؓ نے کہا آپ کے ہاتھ کہاں ہیں؟ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو انہوں نے ان کو بوسہ دیا اور فرمایا ہمیں اپنے نبی کے اہل بیت کے ساتھ ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ داؤد بن ہند نے بحوالہ سعید بن جبیر مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابن المسیب کو بیان کرتے سنا کہ ابن عباسؓ سب لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اور عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے باپ سے بحوالہ عبیداللہ بن عتبہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ چند باتوں میں لوگوں سے آگے نکل گئے تھے' ایسے علم سے جس کی طرف کسی نے سبقت نہیں کی تھی اور فقہ سے جس کی وجہ سے ہمیں آپ کی رائے کی ضرورت ہوتی تھی اور حلم' نسب اور سخاوت کی وجہ سے' میں نے کسی شخص کو آپ سے بڑھ کر حدیث النبی اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے فیصلوں اور عربی اشعار اور تفسیر قرآن اور حساب اور فرائض اور گذشتہ واقعات کو جاننے والا اور جس بات میں آپ کی رائے کی ضرورت ہو اس میں آپ سے بڑھ کر بات کی تہہ تک پہنچنے والی رائے والا شخص نہیں دیکھا آپ ایک روز بیٹھتے تو اس میں فقہ کا ذکر کرتے' دوسرے روز بیٹھتے تو اس میں تاویل کا ذکر کرتے اور تیسرے روز بیٹھتے تو اس میں مغازی کا ذکر کرتے اور چوتھے روز بیٹھتے تو اس میں شعر کا ذکر کرتے اور پانچویں روز بیٹھتے تو اس میں عربوں کی جنگوں کا ذکر کرتے اور میں نے کبھی کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ جو بھی اس کے پاس بیٹھا ہو وہ اس کا مطیع ہو گیا ہو اور میں نے آپ سے کسی سائل کو سوال کرتے نہیں دیکھا مگر اس نے آپ کے پاس علم پایا۔ راوی بیان کرتا ہے بسا اوقات میں نے وہ قصیدہ یاد کر لیا جس میں تیس اشعار ہوتے اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا اور عطاء نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس سے شاندار مجلس کوئی نہیں دیکھی اور نہ ان سے زیادہ فقیہ دیکھا ہے اور نہ ان سے زیادہ رعب وداب والا شخص دیکھا ہے اصحاب القرآن' اصحاب العربیہ اور اصحاب الشعر آپ سے دریافت کرتے تھے اور وہ سب کے سب وسیع تر وادی میں واپس جاتے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ بشر بن ابی سلیم نے ابن طاؤس سے اس کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما علم میں لوگوں سے اس طرح آگے بڑھے ہوئے تھے جیسے بلند کھجور' چھوٹی کھجوروں سے اونچی نکل جاتی ہے۔ اور لیث بن ابی سلیم نے بیان کیا ہے کہ میں نے طاؤس سے کہا تم اکابر صحابہ کو چھوڑ کر اس نوجوان یعنی ابن عباسؓ کے ساتھ کیوں رہتے ہو؟ اس نے کہا میں نے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ جب وہ کسی چیز کے بارے میں جھگڑتے تو آپ کے قول کو اختیار کر لیتے اور اسی طرح

Marfat.com

طاؤس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا' نیز کہا اور جس بات کی کبھی کسی نے مخالفت نہیں کی آپ اسے چھوڑ دیتے حتیٰ کہ اسے ثابت کر دیتے اور علی بن المدینی' یحییٰ بن معین اور ابو نعیم وغیرہ نے عن ابی نجیح عن مجاہد بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کی مثل کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اور جس روز آپ نے وفات پائی تو آپ نے کہا بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ اس امت کے عالم تھے اور ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے عن ابی اسامہ عن الاعمش عن مجاہد بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ان سے لمبے قدم والے اور بڑے پیالے والے اور وسیع علم والے تھے اور عمرو بن دینار نے بیان کیا ہے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس سے بڑھ کر ہر خیر کی جامع مجلس نہیں دیکھی' یعنی اس میں حلال وحرام' تفسیر قرآن' عربی زبان' اشعار اور کھانوں وغیرہ کے مسائل بیان ہوتے تھے۔ اور مجاہدؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے بڑھ کر فصیح اللسان شخص نہیں دیکھا اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ عفان بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیم بن اخضر نے بحوالہ سلیمان التیمی جسے الحکم بن ادیب نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ یوم عرفہ کو اس مسجد میں سب سے پہلے کس نے جمعہ پڑھایا ہے ہم سے بیان کیا کہ اس مسجد میں سب سے پہلے حضرت ابن عباسؓ نے جمعہ پڑھایا ہے اور وہ خوش بیان آدمی تھا۔ میرا خیال ہے اسے حدیث کا بہت علم تھا اور وہ منبر پر چڑھ کر سورہ بقرہ پڑھا کرتا تھا اور ایک ایک آیت کی تفسیر بیان کیا کرتا تھا اور حضرت حسن بصریؒ سے ایک اور طریق سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ کا تعارف کرایا' آپ نے منبر پر چڑھ کر سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی اور ان دونوں کے ایک ایک حرف کی تفسیر کی' اور یونس بن بکیر نے بیان کیا ہے کہ ابوحمزہ الثمالی نے بحوالہ ابو صالح ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس دیکھی ہے اگر تمام قریش آپ پر فخر کریں تو انہیں آپ پر فخر کرنے کا حق حاصل ہے اور میں نے آپ کے دروازے پر لوگوں کو جمع ہوتے دیکھا ہے کہ ان سے راستہ تنگ ہو جاتا تھا اور کوئی شخص آمد ورفت کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اندر جا کر لوگوں کی موجودگی کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا میرے لیے وضو کا پانی رکھو' راوی بیان کرتا ہے آپ نے وضو کیا اور بیٹھ گئے اور فرمایا باہر نکل کر ان سے کہو جو شخص قرآن اور اس کے حروف کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے اور یہی میں اس سے چاہتا ہوں وہ اندر آ جائے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے باہر نکل کر انہیں بتایا تو وہ اندر آ گئے حتیٰ کہ انہوں نے گھر اور حجرہ کو بھر دیا اور جس چیز کے متعلق بھی انہوں نے پوچھا آپ نے انہیں اس کے متعلق بتایا بلکہ جتنا انہوں نے پوچھا تھا اس سے زائد انہیں بتایا پھر فرمایا تمہارے اور بھائی بھی پوچھنے والے ہیں تو وہ باہر چلے گئے' پھر فرمایا باہر نکل کر کہو جو شخص حلال وحرام اور فقہ کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے' راوی بیان کرتا ہے میں نے باہر نکل کر انہیں بتایا تو وہ اندر آ گئے حتیٰ کہ انہوں نے گھر اور حجرہ کو بھر دیا اور جس بات کے متعلق بھی انہوں نے آپ سے پوچھا آپ نے انہیں اس کے متعلق بتایا بلکہ اس سے زائد بتایا پھر فرمایا تمہارے اور بھائی بھی پوچھنے والے ہیں تو وہ باہر چلے گئے پھر فرمایا باہر نکل کر کہو جو شخص فرائض وغیرہ کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے میں نے باہر نکل کر انہیں بتایا تو وہ اندر آ گئے حتیٰ کہ انہوں نے گھر اور حجرہ کو بھر دیا اور جس بات کے متعلق بھی انہوں نے آپ سے پوچھا آپ نے انہیں اس کے متعلق بتایا بلکہ اس سے زائد بھی بتایا' پھر فرمایا تمہارے اور بھائی بھی پوچھنے والے ہیں تو وہ باہر چلے گئے پھر فرمایا باہر نکل کر کہو جو شخص عربی زبان' شعر اور دور از فہم کلام کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے میں نے باہر نکل کر

Marfat.com

انہیں بتایا تو وہ اندر آ گئے اور انہوں نے گھر اور حجرہ کو بھر دیا اور جس بات کے بارے میں بھی انہوں نے پوچھا آپ نے اس کے متعلق انہیں بتایا اور اس سے زائد بھی بتایا پھر فرمایا تمہارے اور بھائی بھی پوچھنے والے ہیں تو وہ باہر چلے گئے' ابو صالح نے بیان کیا ہے کہ اگر تمام قریش اس پر فخر کرتے تو ان کے لیے فخر کی بات ہوتی' میں نے آپ کی مانند لوگوں میں کوئی شخص نہیں دیکھا۔

اور طاؤس اور میمون بن مہران نے بیان کیا ہے کہ ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ متقی اور حضرت ابن عباسؓ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا' میمون نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ دونوں سے زیادہ فقیہ تھے اور قاضی شریک نے عن الاعمش عن ابی الضحیٰ عن مسروق بیان کیا ہے کہ جب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتا تو میں کہتا یہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہیں اور جب وہ بولتے تو میں کہتا سب لوگوں سے زیادہ فصیح ہیں اور جب بات بیان کرتے تو میں کہتا سب لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابو النعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے زبیر بن حارث سے بحوالہ عکرمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان دونوں سے زیادہ قرآن جانتے تھے اور ان دونوں سے مبہمات کو زیادہ جانتے تھے اور اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا ہے کہ یہ بات ایسے ہی ہے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے پاس جو تفسیر تھی وہ حاصل کر لی تھی اور اس کے ساتھ انہوں نے وہ علم بھی ملا لیا تھا جو آپ نے حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم وغیرہ کبار صحابہؓ سے حاصل کیا تھا' اس کے ساتھ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی حاصل تھی کہ اللہ آپ کو کتاب کا علم سکھائے اور ابو معاویہ نے اعمش سے بحوالہ ابو وائل شقیق بن سلمہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حج کے اجتماع میں خطبہ دیا اور سورہ بقرہ سے آغاز کیا آپ اسے پڑھنے لگے اور اس کی تفسیر کرنے لگے اور میں کہنے لگا کہ میں نے اس کی مانند نہ کسی شخص کا کلام دیکھا ہے نہ سنا ہے اگر اسے رومی اور ایرانی سنتے تو مسلمان ہو جاتے اور ابوبکر بن عیاش نے عاصم بن ابی النجود سے بحوالہ ابو وائل روایت کی ہے کہ جس سال حضرت عثمان قتل ہوئے حضرت ابن عباسؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور سورہ نور پڑھی اور جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اس کی طرح اس نے بیان کیا' شاید پہلا واقعہ حضرت علیؓ کے زمانے کا ہے کہ آپ نے اس میں سورہ بقرہ پڑھی اور حضرت عثمانؓ کے فتنہ میں سورہ نور پڑھی۔ واللہ اعلم۔ اور ہم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ان راسخین فی العلم میں سے ہوں جو اس کی تاویل کو جانتے ہیں۔

اور مجاہد نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے دو دفعہ قرآن پیش کیا اور ہر آیت کے پاس کھڑے ہو کر اس کے متعلق پوچھا۔ آپ سے روایت کی گئی ہے کہ قرآن میں چار الفاظ ایسے ہیں جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس لیے آئے ہیں۔ الأواہ' الحنان' الرقیم اور الغسلین۔ میں ان چار الفاظ کے سوا سب قرآن کو جانتا ہوں۔ اور ابن وہب وغیرہ نے سفیان بن عیینہ سے بحوالہ عبید اللہ بن ابی یزید بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اگر وہ کتاب اللہ میں ہوتا تو اسے بیان کرتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا تو وہ سنت میں ہوتا تو اسے بیان کرتے اور اگر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہ کیا ہوتا تو آپ اسے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بیان شدہ پاتے تو اسے بیان کرتے' بصورت دیگر اپنی رائے سے اجتہاد کرتے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ابو عاصم اور عبد الرحمٰن بن الشعبی نے کہمس بن الحسن سے بحوالہ عبید اللہ بن بریدہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دشنام دی تو آپ نے اسے کہا تو مجھے دشنام دیتا ہے اور مجھ میں تین اچھی عادتیں پائی جاتی ہیں' میں

Marfat.com

کتاب اللہ کی کسی آیت پر پہنچتا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ جس طرح مجھے اس آیت کے بارے میں علم ہے لوگوں کو بھی اس کے متعلق ویسا ہی علم ہو جائے اور جب میں مسلمانوں کے کسی حکمران کے متعلق سنتا ہوں کہ وہ عدل وانصاف سے فیصلے کرتا ہے تو میں اس سے خوش ہوتا ہوں اور اس کی طرف دعوت دیتا ہوں اور شاید میں کبھی اس کے پاس فیصلہ نہ لے جاؤں اور جب میں سنتا ہوں کہ مسلمانوں کے کسی علاقے میں بارش ہوئی ہے تو میں اس سے خوش ہوتا ہوں حالانکہ وہاں کبھی میرے چرنے والے جانور نہیں ہوئے۔ اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن الحسن بن مکرم عن یزید بن ہارون عن کہمس روایت کیا ہے اور ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے مدینہ سے مکہ تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مصاحبت کی آپ دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور جب آپ اترتے تو نصف شب قیام کرتے اور حرف حرف قرآن کو ترتیل سے پڑھتے اور اس میں بکثرت روتے اور پڑھتے ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ﴾ اور اصمعی نے المعتمر بن سلیمان سے بحوالہ شعیب بن درہم بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے رخساروں پر آنسو بہنے کی جگہ پر رونے کی وجہ سے پرانے تسموں کی طرح دھاری پڑ گئی تھی اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزہ دار ہونے کی حالت میں مرتفع ہو اور ہاشم وغیرہ نے عن علی بن زید عن یوسف بن مہران عن ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ شاہ روم نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھا جس میں آپ سے پوچھا کہ اللہ کو کون سا کلام زیادہ محبوب ہے اور کون سا بندہ اللہ کے ہاں زیادہ معزز ہے اور کون سی لونڈی اللہ کے ہاں زیادہ معزز ہے اور ان چار چیزوں کے متعلق دریافت کیا جن میں روح تو تھی مگر انھوں نے رحم میں حرکت نہیں کی' اور اس قبر کے متعلق دریافت کیا جو صاحب قبر کو چلا کر لے گئی اور زمین کی اس جگہ کے متعلق پوچھا جس میں صرف ایک بار ہی سورج طلوع ہوا ہے اور قوس قزح کے متعلق پوچھا کہ وہ کیا ہے اور کہکشاں کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت معاویہؓ نے پیغام بھیج کر حضرت ابن عباسؓ سے ان باتوں کے متعلق دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے انہیں لکھا: اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کلام:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔

اور خدا کے نزدیک سب سے معزز بندہ حضرت آدمؑ ہیں جنہیں اس نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی اور اپنے ملائکہ سے سجدہ کروایا اور انہیں سب چیزوں کے نام سکھائے اور اللہ کے نزدیک سب سے معزز لونڈی حضرت مریم بنت عمران ہیں اور وہ چار چیزیں جنہوں نے رحم میں حرکت نہیں کی وہ حضرت آدمؑ حضرت حواؑ حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مینڈھا ہے جو حضرت اسماعیلؑ کے فدیہ میں دیا گیا تھا اور ایک روایت میں ہے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کا ذکر آتا ہے' اور وہ قبر جو اپنے صاحب قبر کو چلا کر لے گئی حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ہے اور وہ جگہ جہاں سورج ایک بار ہی طلوع ہوا ہے وہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے پھٹنے والا سمندر ہے حتیٰ کہ بنی اسرائیل اس میں سے گزر گئے اور قوس قزح' اہل ارض کے لیے غرق کی امان ہے اور کہکشاں آسمان میں ایک دروازہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کہکشاں آسمان میں ایک دروازہ ہے جو اسی سے منشق ہے جب شاہ روم نے اسے پڑھا تو حیران رہ گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم یہ حضرت معاویہؓ کے جوابات نہیں اور نہ ہی ان کا قول ہے یہ جوابات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کے کسی آدمی کے ہیں اور ان سوالات کے بارے میں بہت سی روایات بیان ہوئی ہیں جن میں سے بعض محل نظر ہیں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب

حضرت ابن عباسؓ نے ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ کے حکم سے جب کہ وہ محصور تھے' حج کی امامت سنبھالی اور آپ کی غیر حاضری میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور حضرت ابن عباس' حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنگِ جمل میں شامل ہوئے اور جنگِ صفین میں آپ حضرت علیؓ کے میسرہ کے امیر تھے اور آپ نے خوارج کے ساتھ جنگ میں بھی شمولیت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بصرہ کے امیر بنے اور آپ جب بصرہ سے باہر جاتے تو ابوالاسود الدؤلی کو نماز پر اور زیاد بن ابی سفیان کو خراج پر نائب مقرر کرتے اور اہل بصرہ آپ پر رشک کرتے تھے آپ انہیں سمجھاتے اور ان کے جاہل کو تعلیم دیتے اور ان کے مجرم کو نصیحت کرتے اور ان کے فقیر کو عطا کرتے اور آپ مسلسل بصرہ کے امیر رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ وفات پا گئے' کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی وفات سے قبل آپ کو بصرہ سے معزول کر دیا تھا پھر آپ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کا اعزاز واکرام کیا اور آپ کو مقرب بنایا اور وہ آپ کو پیچیدہ مسائل لکھواتے اور آپ سرعت کے ساتھ ان کا جواب دیتے اور حضرت معاویہؓ کہا کرتے تھے میں نے کسی کو آپ سے زیادہ حاضر جواب نہیں دیکھا اور جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وفات کا خط آیا تو اتفاق سے حضرت ابن عباس' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے پاس موجود تھے پس انہوں نے آپ سے بہت اچھی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی اور ابن عباسؓ نے اس کا بہت اچھا جواب دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کو بھیجا تو اس نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے بیٹھ کر آپ سے مختصر اور فصیح عبارت میں تعزیت کی' جس پر حضرت ابن عباسؓ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور جب حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے اور حضرت حسینؓ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے آپ کو سختی سے منع کیا اور حضرت ابن عباسؓ نے حضرت حسینؓ کے کپڑوں سے چمٹ جانا چاہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ مگر حضرت حسینؓ نے آپ کی بات نہ مانی' اور جب آپ کو ان کی موت کی خبر ملی تو آپ کو شدید غم ہوا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور آپ فرمایا کرتے تھے' اے زبان اچھی بات کہہ تجھے فائدہ ہوگا اور بری بات سے اعراض کر تو محفوظ رہے گی' اگر تو نے ایسا نہ کیا تو پشیمان ہوگی' آپ کے پاس جندب نامی ایک شخص آیا تو اس نے آپ سے کہا مجھے وصیت کیجئے' آپ نے فرمایا میں تجھے اللہ کی توحید اختیار کرنے اور اس کے لیے عمل کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وصیت کرتا ہوں بلاشبہ اس کے بعد تو جو نیکی کرے گا وہ مقبول ہوگی اور اللہ کی طرف مرفوع ہوگی۔ اے جندب تو موت کے قریب ہوتا جا رہا ہے پس تو آخری نماز کی طرح نماز پڑھ اور دنیا میں مسافر کی مانند رہ' بلاشبہ تو اہل قبور میں سے ہے اپنے گناہ پر رو اور اپنی خطاؤں سے توبہ کر اور دنیا تیرے نزدیک تیری جوتی سے بھی حقیر ہونی چاہیے تو اسے چھوڑ کر اللہ کے عدل کی طرف جائے گا اور جو تو باقی چھوڑے گا وہ تجھے ہرگز فائدہ نہیں دے گا اور صرف تیرا عمل ہی تجھے فائدہ دے گا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے جن باتوں کی وصیت کی ہے وہ مشکی گھوڑوں سے بہتر ہیں' آپ نے فرمایا

Marfat.com

جس چیز سے تجھے کچھ مطلب نہیں اس کے بارے میں بات نہ کر حتیٰ کہ تو بات کرنے کی جگہ دیکھ لے اور بے وقوف اور حلیم سے جھگڑا نہ کر بلاشبہ حلیم تجھے مغلوب کر لے گا اور بے وقوف تجھے ذلیل کر دے گا اور جب تیرا بھائی تجھ سے غائب ہو تو اس کے بارے میں اسی قسم کی بات کر جیسے تو چاہتا ہے کہ وہ تیری غیر حاضری میں تیرے بارے میں بات کرے اور اس شخص کا سا عمل کر جسے معلوم ہے کہ اسے احسان کرنے پر جزا ملے گی اور جرم کرنے پر گرفت ہوگی' آپ کے پاس ایک شخص نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ باتیں دس ہزار سے بہتر ہیں' آپ نے فرمایا ان میں سے ایک ایک بات دس ہزار سے بہتر ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ نیکی کا کمال اسے جلد کرنا اور چھوٹا قرار دینا اور چھپانا ہے۔ یعنی جسے عطیہ دینا ہے اسے جلد عطیہ دو اور جسے عطیہ دیا گیا ہے اس کی نگاہوں میں چھوٹے بنو اور اسے لوگوں سے چھپاؤ اور اس کا اظہار نہ کرو بلاشبہ اس کے اظہار سے ریاکاری کا دروازہ کھلتا ہے اور جسے عطیہ دیا گیا ہے اس کی دل شکستگی ہوتی ہے اور وہ لوگوں سے شرمندگی محسوس کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے' مجھے سب لوگوں سے وہ ہم نشین عزیز ہے کہ اگر میں سکت رکھتا کہ اس کے چہرے پر میں مکھی نہ گرنے دوں تو میں ایسا کرتا۔ نیز آپ نے فرمایا جو شخص میرے پاس طلب حاجت کے لیے آئے اور وہ مجھے اس کے لیے ایک مقام پر دیکھے اسے اللہ کے سوا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا اور اسی طرح جو شخص پہلے مجھے سلام کرے اور مجلس میں میرے لیے جگہ بنا دے یا میری خاطر اپنی جگہ سے اٹھ جائے اسے بھی خدا کے سوا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا' یا وہ شخص جو پیاس میں مجھے پانی پلائے اور وہ شخص جو پس پشت میری حفاظت کرے اسے بھی خدا کے سوا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا' اس قسم کی بہت سی باتیں آپ سے منقول ہیں اور جن باتوں کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ ان باتوں کی طرف اشارہ ہیں جن کا ہم نے ذکر نہیں کیا۔

اور الہیثم بن عدی نے آپ کو اندھے اشراف میں شمار کیا ہے اور آپ کے بارے میں جو بعض احادیث بیان ہوئی ہیں ان میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے' آپ کی ایک آنکھ اندھی ہوگئی تھی جس سے آپ کا جسم کمزور ہوگیا تھا اور جب آپ کی دوسری آنکھ اندھی ہوئی تو دوبارہ آپ پر گوشت چڑھ گیا آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا' پہلی آنکھ کے جانے پر دوسری کے خوف سے جو دکھ مجھے پہنچا ہے وہ آپ نے دیکھا ہے اور جب وہ دونوں اندھی ہوگئیں تو میرا دل مطمئن ہوگیا اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ علی بن الجعد نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن سماک عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ کی آنکھوں میں بیان کیا کہ شریک نے عن سماک عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ آپ کی آنکھوں میں پانی پڑ گیا تو طبیب نے آپ سے کہا ہم آپ کی آنکھوں سے پانی کھینچ لیں گے' بشرطیکہ آپ سات دن نماز نہ پڑھیں آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہوگا جس نے نماز کی مقدرت ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھی وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ ہم آپ کی اپنی آنکھوں سے اس پانی کو دور کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ پانچ روز پڑے رہیں اور صرف لکڑی پر نماز پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ لیٹ کر نماز پڑھیں آپ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم میں تو ایک رکعت بھی لیٹ کر نہیں پڑھوں گا بلاشبہ جس نے عمداً ایک نماز بھی ترک کی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا اور جب حضرت ابن عباسؓ اندھے ہوگئے تو المدائنی نے آپ کے یہ اشعار سنائے ہیں:

Marfat.com

"اگر اللہ نے میری آنکھوں کا نور لے لیا ہے تو میری زبان اور میرے کانوں میں ان کا نور ہے' میرا دل تیز فہم ہے اور میری عقل میں کوئی خلل نہیں اور میرے منہ میں تلوار کی طرح جو ہر دار شمشیر براں ہے"۔

اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور عبدالملک بن مروان کے درمیان اختلاف ہو گیا تو حضرت ابن عباسؓ اور حضرت محمد بن حنفیہ لوگوں سے الگ ہو گئے' حضرت ابن زبیرؓ نے دونوں کو اپنی بیعت کے لیے بلایا تو انہوں نے انکار کر دیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ ہم نہ تمہاری بیعت کریں گے اور نہ تمہاری مخالفت کریں گے پس ابن زبیرؓ نے ان دونوں کا ارادہ کیا اور ان دونوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو بھیجا اور اس نے ان دونوں کے لیے ان کے عراقی پیروکاروں سے مدد مانگی تو چار ہزار آدمی آ گئے اور انہوں نے مکہ میں یکبارگی تکبیر کہی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا ارادہ کیا تو وہ بھاگ کر کعبہ کے پردوں سے چمٹ گئے اور کہنے لگے میں اللہ کی پناہ میں ہوں' اور وہ اس سے انہیں کافی ہو گئے پھر وہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن حنفیہ کے پاس گئے اور حضرت ابن زبیرؓ نے ان کے گھروں کے اردگرد ان کو جلانے کے لیے لکڑیاں اکٹھی کی تھیں پس وہ ان دونوں کو لے گئے حتیٰ کہ طائف میں جا اترے اور حضرت ابن عباسؓ نے دو سال قیام کیا اور کسی کی بیعت نہ کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ نے ۶۸ھ میں طائف میں وفات پائی اور حضرت محمد بن حنفیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جب انہوں نے آپ کو آپ کی قبر میں داخل کرنے کے لیے رکھا تو ایک سفید پرندہ آیا جس جیسا پرندہ کبھی دیکھا نہیں گیا اور وہ آپ کے کفن میں داخل ہو گیا اور آپ سے لپٹ گیا حتیٰ کہ اسے بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا گیا' عفان نے بیان کیا ہے کہ وہ آپ کے علم وعمل کو دیکھتے تھے اور جب آپ کو لحد میں رکھا گیا تو ایک تلاوت کرنے والے نے تلاوت کی معلوم نہیں وہ کون تھا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ کی قبر سے آواز سنی ﴿یٰٓاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ﴾ یہ قول آپ کی وفات کے بارے میں ہے جسے کئی ائمہ نے صحیح قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبل واقدی اور ابن عساکر نے اس کی صراحت کی ہے اور یہ قول حفاظ کے نزدیک مشہور ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۶۳ھ میں وفات پائی ہے اور بعض نے ۷۳ھ میں اور بعض نے ۶۹ھ اور بعض نے ۷۰ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول اصح ہے اور یہ سب اقوال غریب' شاذ اور مردود ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم' وفات کے روز آپ کی عمر ۷۲ سال تھی اور بعض نے ۷۱ سال اور بعض نے ۷۴ سال بیان کی ہے اور پہلا قول اصح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حلیہ:

آپ بڑے جسیم تھے جب بیٹھتے تو دو آدمیوں کی جگہ لے لیتے خوبصورت تھے اور آپ کے بال کانوں تک لمبے تھے اور آپ کے سر کا اگلا حصہ سفید ہو چکا تھا اور آپ کے بال بھی سفید تھے اور آپ مہندی لگایا کرتے تھے اور بعض نے سیاہ خضاب بیان کیا ہے آپ خوبرو تھے اور خوبصورت لباس پہنتے تھے اور بکثرت اس طرح خوشبو لگاتے تھے کہ جب آپ کسی راستے سے گزرتے تو عورتیں کہتیں یہ ابن عباسؓ ہے یا کوئی شخص ہے جس کے پاس کستوری ہے' آپ خوبصورت چہرہ سفید' طویل' جسیم اور فصیح تھے اور جب آپ اندھے ہو گئے تو آپ کے رنگ میں تھوڑی سی زردی آ گئی اور حضرت عباسؓ کے دس لڑکے تھے' فضل' عبداللہ' عبیداللہ' معبد' قثم'

Marfat.com

عبدالرحمٰن' کثیر' حارث' عون اور تمام' سب سے چھوٹا تمام تھا اسی لیے آپ اسے اٹھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔

''تمام کے ذریعے وہ پورے دس ہو گئے ہیں اے اللہ ان کو شریف اور نیک بنا' اور انہیں ذکر کرنے والے بنا اور ان کے پھل کو بڑھا''۔

حضرت فضل' اجنادین میں شہید ہو کر مرے اور عبیداللہ یمن میں' اور معبد اور عبدالرحمٰن افریقہ میں' اور قثم اور کثیر ینبع میں فوت ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ قثم' سمرقند میں فوت ہوئے ہیں اور بنی مخزوم کے غلام مسلم بن حماد مکی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک ماں کے اشراف بیٹوں کی مانند جو ایک گھر میں پیدا ہوئے ہوں ام الفضل کے بیٹوں کی طرح دور تر قبروں والا نہیں دیکھا پھر اس نے ان کی قبور کی جگہوں کو بیان کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ہاں اس نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت فضلؓ مدینہ میں اور عبیداللہ شام میں فوت ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک ہزار درہم کا حلہ پہنا کرتے تھے اور آپ کے بیٹے علی اور عباس تھے اور علی کو بکثرت نماز پڑھنے کی وجہ سے سجاد کہا جاتا تھا اور وہ روئے زمین پر سب سے خوبصورت قرشی تھا' کہتے ہیں کہ وہ ہر روز ایک ہزار رکعت پڑھا کرتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ دن رات میں پوری خوبصورتی کے ساتھ پڑھتا تھا' اس لحاظ سے وہ عباسی خلفاء کا باپ تھا اور خلافت عباسیہ اسی کے بیٹوں میں تھی' اسی طرح محمد' فضل اور عبداللہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے اور ان کی ماں زرعہ بنت مسرح بن معدی کرب بھی اور اسماء بھی آپ کی بیوی تھی جو ام ولد سے تھی اور آپ کے غلام عکرمہ' کریب' ابومعبد' شعبہ' دقیق' ابوعمرۃ اور ابوعبید تھے اور ایک ہزار چھ سو ستر احادیث آپ کی طرف منسوب ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

اور اسی سال میں ابوشریح خزاعی عدوی کعبی نے وفات پائی ہے اور آپ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے سب سے صحیح قول کے مطابق آپ کا نام خویلد بن عمرو ہے آپ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا اور بنی کعب کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا آپ کے پاس تھا' محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے اور آپ کی احادیث بھی ہیں۔

اور اسی سال میں جلیل القدر صحابی حضرت ابوواقد اللیثی نے بھی وفات پائی ہے آپ کے نام اور بدر میں شامل ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۶۸ھ میں ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور یہی بات کئی مؤرخین نے آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں بیان کی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ ۷۰ سال زندہ رہے اور ۷۱ سال کے ہو کر مکہ میں فوت ہوئے اور مہاجرین کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۶۹ھ

اس میں عمرو بن سعید الاشدق الاموی کو قتل کیا گیا جسے عبدالملک بن مروان نے قتل کیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس سال کے شروع میں عبدالملک اپنی فوجوں کے ساتھ قرقیسیا گیا تاکہ زفر بن حارث کلابی کا محاصرہ کرے جس نے مروان کی فوج کے خلاف سلیمان بن صرد کو اس وقت مدد دی جب اس نے عین الوردۃ میں اس سے جنگ کی تھی اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ اس کام سے فارغ ہو کر اس کے بعد مصعب بن زبیر کا قصد کرے گا اور جب وہ قرقیسیا کی طرف گیا تو اس نے دمشق پر عمرو بن سعید الاشدق کو نائب مقرر کیا تو وہ وہاں قلعہ بند ہو گیا اور اس نے بیت المال کے اموال قبضہ میں کر لیے اور بعض کا قول ہے کہ وہ عبدالملک کے ساتھ تھا لیکن وہ

Marfat.com

فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ اس سے الگ ہو گیا اور رات کو دمشق کی طرف واپس آ گیا اور اس کے ساتھ حمید بن حریث بن بحدل کلبی اور زہیر بن الابرد کلبی بھی تھے وہ دمشق پہنچے تو عبدالملک کی طرف سے عبدالرحمٰن بن ام الحکم وہاں کا نائب تھا جب اس نے انہیں دیکھا تو وہ بھاگ گیا اور اس نے شہر کو چھوڑ دیا اور عمرو بن سعید الاشدق نے اس میں داخل ہو کر اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیا اور لوگوں سے خطاب کیا اور ان سے عدل وانصاف کرنے اور بہت زیادہ عطیات اپنے اور اونٹوں اور بکریوں کے دینے کا وعدہ کیا' جب عبدالملک کو اشدق کے کرتوت کی اطلاع ملی تو وہ فوراً واپس آیا اور اس نے اشدق کو دیکھا کہ اس نے دمشق کو مضبوط بنا دیا ہے اور اس پر پردے اور ٹاٹ لٹکائے ہوئے ہیں اور اشدق اس مضبوط رومی قلعے میں جو دمشق میں تھا' جا کر اتر گیا اور عبدالملک نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اشدق نے سولہ دن تک اس سے جنگ کی پھر دونوں نے جنگ چھوڑنے اور یہ کہ اشدق' عبدالملک کے بعد ولی عہد ہو گا اور عبدالملک کا ہر عامل' اس کا عامل ہو گا وغیرہ شروط پر مصالحت کر لی اور دونوں نے باہم پروانہ امان لکھا' یہ جمعرات کی شام کا واقعہ ہے اور عبدالملک حسب عادت دمشق کے دارالامارت میں آیا اور اس نے عمرو بن سعید الاشدق کو پیغام بھیجا کہ بیت المال سے لوگوں کے جو عطیات تم نے لیے ہیں انہیں واپس کر دو' اشدق نے اسے پیغام بھیجا' یہ تمہارا کام نہیں اور نہ یہ شہر تیرا ہے اس سے باہر نکل جا' جب سوموار کا دن آیا تو عبدالملک نے اشدق کو یہ حکم نامہ بھیجا کہ وہ اس کے گھر دارالامارت الخضراء میں آئے' جب ایلچی اس کے پاس پہنچا تو اس نے عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو اس کے پاس دیکھا جو اس کی بیٹی ام موسیٰ بنت الاشدق کا خاوند تھا' عمرو نے اس سے اس کے پاس جانے کے بارے میں مشورہ پوچھا تو اس نے اسے کہا اے ابوسعید قسم بخدا تو مجھے اپنی سمع وبصر سے بھی زیادہ محبوب ہے میری رائے یہ ہے کہ تم اس کے پاس نہ جاؤ بلاشبہ کعب الاحبار کی بیوی کے بیٹے تبیع الحمیری نے کہا ہے کہ بنی اسماعیل کے عظماء میں سے ایک عظیم شخص دمشق کے دروازے بند کر دے گا اور جلد قتل کر دے گا' عمرو نے کہا خدا کی قسم اگر میں سویا ہوا ہوں تو مجھے یہ خوف نہیں کہ ابن الزرقاء مجھے جگائے گا اور اسے مجھ سے ایسا کرنے کی جرأت نہیں ہو گی لیکن کل شام حضرت عثمان بن عفانؓ خواب میں میرے پاس آئے ہیں اور آپ نے خواب میں مجھے اپنی قمیص پہنائی ہے' عمرو بن سعید نے کہا اسے میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ میں ان شاء اللہ شام کو تمہارے پاس آ جاؤں گا' پھر ظہر کے بعد عمرو نے اپنے کپڑوں کے درمیان زرہ پہنی اور اپنی تلوار گلے میں ڈالی اور اٹھا تو قالین پر پھسل گیا تو اس کی بیوی اور جو لوگ اس کے پاس موجود تھے انہوں نے کہا ہماری رائے یہ ہے کہ تو اس کے پاس نہ جائے مگر اس نے اس بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اپنے ایک سو غلاموں کے ساتھ چلا گیا اور عبدالملک نے بنو مروان کو حکم دیا اور وہ سب اس کے پاس جمع ہو گئے اور جب عمرو دروازے کے پاس پہنچا تو عبدالملک نے اسے اندر آنے اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے انہیں باہر دروازے پر روکنے کا حکم دے دیا' وہ اندر داخل ہو کر مکان کے اس صحن تک پہنچ گیا جہاں عبدالملک موجود تھا اور اس کے غلاموں میں سے ایک خدمت گار لڑکے کے سوا کوئی اس کے ساتھ نہ تھا اس نے نظر دوڑائی تو دیکھا کہ سب مروانی عبدالملک کے پاس جمع ہیں' پس اس نے شر کو محسوس کر لیا اور اس نے اس خدمت گار لڑکے کی طرف متوجہ ہو کر اسے آہستگی سے کہا تو ہلاک ہو جائے میرے بھائی یحییٰ کے پاس جا اور اسے کہہ کہ وہ میرے پاس آئے مگر اس نے اس کی بات کو نہ سمجھا اور اسے کہنے لگا میں حاضر ہوں اس نے اسے دوبارہ یہی بات کہی تو اس نے دوبارہ اسے نہ سمجھا اور کہنے لگا میں حاضر ہوں' اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے مجھ سے دور ہو کر اللہ کے

Marfat.com

دوزخ میں جا' اور حسان بن مالک ابن بحدل اور قبیصہ بن ذؤیب بھی عبدالملک کے پاس موجود تھے' عبدالملک نے ان دونوں کو واپس جانے کی اجازت دے دی اور جب وہ دونوں باہر نکلے تو دروازے بند کر دیئے گئے اور عمرو' عبدالملک کے نزدیک آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا پھر اس سے لمبی چوڑی باتیں کرنے لگا۔ پھر عبدالملک نے کہا اے غلام اس سے تلوار لے لے' عمرو نے کہا یا امیر المومنین اناللہ' عبدالملک نے کہا' کیا تو اپنی تلوار گلے میں لٹکا کر مجھ سے بات کرنے کی خواہش رکھتا ہے؟ غلام نے اس سے تلوار لے لی' پھر دونوں نے کچھ دیر باتیں کیں پھر عبدالملک نے اسے کہا اے ابوامیہ! اس نے کہا یا امیر المومنین میں حاضر ہوں اس نے کہا جب سے تو نے مجھے معزول کیا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے تجھے دیکھا اور میں تیرا مالک ہوا تو میں تجھے طوق ڈالوں گا' بنو مروان نے کہا یا امیر المومنین پھر آپ اسے چھوڑ دیں گے اس نے کہا پھر میں اسے چھوڑ دوں گا اور ابوامیہ کے ساتھ ایسا سلوک کرنا میرے لیے ممکن نہیں' بنو مروان نے کہا امیر المومنین کی قسم کو پورا کریں' عمرو نے بھی کہا یا امیر المومنین اپنی قسم کو پورا کریں سو عبدالملک نے اپنے بستر کے نیچے سے طوق نکال کر اس کی طرف پھینک دیا پھر کہنے لگا اے غلام اٹھ کر اسے طوق ڈال دو' غلام نے اٹھ کر اسے طوق ڈال دیا' عمرو نے کہا یا امیر المومنین میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے لوگوں کی موجودگی میں اس سے نکال دیں' عبدالملک نے کہا اے ابوامیہ کیا موت کے وقت فریب کرتے ہو؟ نہیں قسم بخدا ہم تجھے لوگوں کی موجودگی میں طوق سے نکالنے کے نہیں اور ہم اسے تمہارے اوپر سے ہی نکالیں گے پھر اس نے اسے جھٹکا دیا تو اس کا منہ تخت پر لگا اور اس کے اگلے دانت ٹوٹ گئے' عمرو نے کہا میں آپ کو اپنی ہڈیوں کے توڑنے سے جو اس سے بڑی بات ہے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں' عبدالملک نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جب تو زندہ رہے گا تو مجھ سے وفاداری کرے گا اور قریش سے صلح کرے گا تو میں تجھے چھوڑ دیتا لیکن جس پوزیشن میں ہم ہیں اس میں کبھی بھی دو شخص ایک شہر میں اکٹھے نہیں ہوئے اور ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اسے کہا اے عمیر کیا تجھے معلوم نہیں کہ ایک جال میں دو سانڈ اکٹھے نہیں ہو سکتے؟ اور جب عمرو کو یقین ہو گیا کہ وہ اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو اس نے اسے کہا اے ابن زرقاء کیا غدر سے قتل کرتے ہو؟ اور اس نے اسے بیہودہ باتیں سنائیں اسی دوران میں مؤذن نے عصر کی اذان دی تو عبدالملک نماز کے لیے جانے کے لیے اٹھا اور اس نے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا عبدالملک باہر نکلا تو عبدالعزیز تلوار لے کر اس کے پاس آیا تو عمرو نے اسے کہا میں تجھے اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم میرے ساتھ یہ کام نہ کرنا' یہ کام کسی اور کے سپرد کر دے تو عبدالعزیز اس سے رُک گیا اور جب لوگوں نے دیکھا کہ عبدالملک باہر چلا گیا ہے اور عمرو اس کے ساتھ نہیں ہے تو لوگوں نے عمرو کے متعلق افواہ اڑا دی تو اس کا بھائی یحییٰ بن سعید' عمرو بن سعید کے ایک ہزار غلاموں اور بہت سے لوگوں کے ساتھ اندر آ گیا اور عبدالملک جلدی سے دارالامارت کے دروازے کھٹکھٹانے لگے اور کہنے لگے اے ابوامیہ ہمیں اپنی آواز سناؤ اور ان میں سے ایک شخص نے ولید بن عبدالملک کے سر پر تلوار مار کر اسے زخمی کر دیا پس دفتر کے سپرنٹنڈنٹ ابراہیم بن عدی نے اسے گھر میں داخل کر لیا اور اس میں اسے محفوظ کر دیا اور مسجد میں عظیم شور پڑا اور آوازیں بلند ہوئیں اور جب عبدالملک واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے بھائی نے اسے قتل نہیں کیا تو اس نے اسے گالیاں دیں اور اس کی ماں کو بھی گالیاں دیں۔ اور عبدالعزیز کی ماں' عبدالملک کی ماں نہیں تھی۔ اس نے

Marfat.com

اسے کہا اس نے مجھے اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیا ہے اور وہ عبدالملک بن مروان کا عمزاد تھا پھر عبدالملک نے کہا اے غلام میرے پاس نیزہ لاؤ وہ اس کے پاس نیزہ لایا تو اس نے اسے ہلایا اور اسے اس کے ساتھ ضرب لگائی مگر اس نے کچھ نہ کیا پھر اس نے دوبارہ ضرب لگائی تو اس نے کچھ نہ کیا تو اس نے اپنا ہاتھ عمرو کے بازو پر مارا تو وہ زرہ کو لگا تو اس نے ہنس کر کہا کیا تو زرہ پہنے ہوئے ہے؟ تو نے تیاری کی ہوئی ہے اے غلام نہ مڑنے والی تلوار مجھے دو وہ اس کے پاس اس کی تلوار لایا پھر اس نے عمرو کے متعلق حکم دیا تو اسے لٹا دیا گیا پھر اس نے اس کے سینے پر بیٹھ کر اسے ذبح کر دیا اور وہ کہہ رہا تھا۔

''اے عمرو! اگر تو نے مجھے گالیاں دینا اور میری عیب گیری کرنا نہ چھوڑا تو میں تجھے ماروں گا حتیٰ کہ الو کہے گا کہ مجھے بلاؤ''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کے ذبح کرنے کے بعد عبدالملک کو شدید کپکپی ہوگئی جیسے سر کنڈہ لرزتا ہے اور انہوں نے اسے اس کے سینے سے اٹھا کر اس کے تخت پر رکھ دیا اور وہ کہہ رہا تھا میں نے اس سے پہلے کبھی اس جیسا صاحب الدنیا والآخرۃ نہیں دیکھا اور اس نے سر کو عبدالرحمٰن بن ام الحکم کے پاس بھیج دیا اور اس نے لوگوں کے پاس آ کر اسے ان کے سامنے پھینک دیا اور عبدالعزیز بن مروان باہر نکلا اور اس کے ساتھ مال کی تھیلیاں لدی ہوئی تھیں انہیں لوگوں کے درمیان پھینک دیا گیا اور انہیں اٹھانے لگے' کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ لوگوں سے بیت المال کے لیے واپس لے لی گئیں اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب عبدالملک نماز کے لیے چلا گیا تو عمرو بن سعید کے قتل کی ذمہ داری عبدالملک کے غلام ابوالزعیزعۃ نے سنبھال لی تھی۔ واللہ اعلم

اور اپنے بھائی کے قتل کے بعد یحییٰ بن سعید عمرو بن سعید کا بھائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ دارالامارت میں داخل ہوا تو بنو مروان نے ان کے مقابلہ میں گئے اور انہوں نے باہم جنگ کی اور دونوں پارٹیوں کی کئی جماعتیں زخمی ہوگئیں اور یحییٰ بن سعید کے سر پر ایک پتھر لگا جس نے اسے اپنے آپ سے اور جنگ سے غافل کر دیا پھر عبدالملک جامع مسجد کی طرف گیا اور منبر پر چڑھ کر کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ' ولید کہاں ہے؟ اور ان کے باپ کی زندگی کی قسم اگر انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے تو انہوں نے اپنا بدلہ لے لیا ہے تو ابراہیم بن عدی کنانی نے اس کے پاس آ کر کہا ولید میرے پاس ہے اسے زخم آیا تھا اور اس سے اسے کوئی خدشہ نہیں پھر عبدالملک نے یحییٰ بن سعید کے قتل کرنے کا حکم دیا تو اس کے متعلق اس کے بھائی عبدالعزیز بن مروان نے سفارش کی اور اس کے ساتھ جو دیگر لوگ تھے عبدالملک نے ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیا پس اس نے ان کی بھی سفارش کی اور اس نے یحییٰ کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ پس اسے ایک ماہ قید رکھا گیا۔ پھر اس نے اسے اور بنی عمرو بن سعید اور ان کے اہل کو عراق کی طرف بھجوا دیا اور وہ مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے تو اس نے ان کی عزت کی اور ان سے حسن سلوک کیا اور جب حضرت ابن زبیرؓ کے قتل کے بعد عبدالملک کی بیعت ہوئی تو وہ اس کے پاس آئے اور قریب تھا کہ وہ انہیں قتل کر دیتا' سو بعض نے بیان میں نرم رویہ اختیار کیا حتیٰ کہ اسے ان پر بہت رحم آ گیا اور عبدالملک نے انہیں کہا تمہارے باپ نے مجھے اختیار دیا تھا کہ وہ مجھے قتل کر دے یا میں اسے قتل کر دوں' پس میں نے اس کے قتل کو اپنے قتل پر ترجیح دی ہے اب رہے تم' تو اس نے مجھے تمہارے بارے میں رغبت نہیں دلائی اور تمہاری قرابت کی وجہ نے مجھ سے صلہ رحمی کی ہے اور تمہارے حق کی وجہ سے میرا لحاظ کیا ہے پس اس نے ان کو خوب انعامات وعطیات دیئے اور انہیں مقرب بنا لیا اور عبدالملک نے عمرو بن سعید کی بیوی کو پیغام بھیجا کہ وہ مجھے وہ پروانہ امان بھیج دو جو میں نے عمرو کے لیے لکھا تھا' اس

Marfat.com

نے کہا میں نے اسے اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا ہے تا کہ وہ قیامت کے روز اللہ کے ہاں تجھ سے جھگڑا کرے اور مروان بن الحکم نے اس عمرو بن سعید کے ساتھ زبانی وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے بیٹے عبدالملک کے بعد ولی عہد ہوگا' پس اس نے اس کا لالچ کیا اور اس وجہ سے اس کا دل مضبوط ہو گیا اور عبدالملک چھٹپنے سے ہی اس سے شدید بغض رکھتا تھا پھر بڑھاپے میں اس نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز خالد بن یزید بن معاویہ نے عبدالملک سے کہا تجھ پر عمرو بن سعید کے بارے میں حیرت ہے کہ تو نے کس طرح اس کی پیشانی پکڑی حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا؟ اس نے کہا۔

''میں نے اسے اپنے نزدیک کیا تا کہ اس کا ڈر دور ہو جائے اور میں اپنی دینی غیرت اور غصے کی وجہ سے اس پر حملہ کر دوں بلاشبہ بدکار کا رستہ اچھے کام کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا''۔

خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ یہ اشعار صنی بن ابی رافع کے ہیں جنہیں عبدالملک نے مثال کے طور پر پڑھا ہے اور ابن درید نے ابوحاتم سے بحوالہ شعبی روایت کی ہے کہ عبدالملک نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن سعید مجھے آنکھوں کے خون سے بھی زیادہ محبوب ہے لیکن قسم بخدا اونٹوں میں دو سانڈ اکٹھے نہیں ہو سکتے اور ایک دوسرے کو باہر نکال دیتا ہے اور ہم تمہارے لیے بنی یربوع کے شاعر کے قول کی طرح ہیں۔

''جو مجھے اچھا بدلہ دے میں اسے اچھا بدلہ دیتا ہوں اور اچھا بدلہ دینے والا بخشش کے ساتھ بدلہ دیتا ہے اور جو مجھے برا بدلہ دے میں اسے برا بدلہ دیتا ہوں جیسے جوتے جوتوں کے مشابہ ہوتے ہیں''۔

اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ ابوالیقظان نے عبدالملک کے لیے عمرو بن سعید کے قتل کرنے پر یہ اشعار کہے۔

''وہ قسم صحیح ہو گئی اور بیکار نہیں ہوئی اور اس نے اپنے دشمن کو نقصان پہنچایا اور اس نے ابن سعید کا خون بہایا' ابن مروان کے پاس کوئی شرافت نہیں' میں نے اسے لوگوں کو بہت نقصان دینے والا' ناتجربہ کار اور کند ذہن پایا ہے وہ مروان کے مقابلہ میں پسر ابوالعاص ہے جو اس خاندان تک پہنچتا ہے جو اچھا اور صاحب نصیب ہے''۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک نے عمرو بن سعید کا محاصرہ ۶۹ھ میں کیا اور اس نے بطنان سے واپس آ کر دمشق میں اس کا محاصرہ کیا پھر اس کے قتل کا واقعہ ۷۰ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم

اشدق کے حالات:

عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبدشمس' ابوامیہ قرشی اموی' المعروف بالاشدق' کہتے ہیں کہ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ سے روایت بھی کی ہے کہ کسی باپ نے بیٹے کو حسن ادب سے بڑھ کر کوئی اچھی چیز نہیں دی۔ اور ایک اور حدیث آزادی کے بارے میں بھی ہے اور اس نے حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی روایت کی ہے اور اس سے اس کے بیٹوں امیہ اور سعید اور موسیٰ وغیرہ نے بھی روایت بیان کی ہے اور حضرت معاویہؓ نے اسے مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اسی طرح یزید بن معاویہؓ نے بھی اپنے باپ کے بعد اسے نائب مقرر کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہ سادات المسلمین اور مشہور اسخیاء میں سے تھا اور بہت زیادہ دیتا تھا اور بڑے بڑے کاموں کا بوجھ اٹھاتا تھا اور اس کے باپ نے اپنے بیٹوں

Marfat.com

میں سے اسے وصیت کی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کا باپ مشہور اسخیاء اور نجیب سادات میں سے تھا' عمرو نے بیان کیا ہے کہ جب سے میں جوان ہوا ہوں میں نے کسی شخص کو گالی نہیں دی اور جو شخص میرے پاس سوال کرنے آیا ہے میں نے اسے سوال کرنے کا مکلف نہیں کیا اور جس قدر میں اس پر احسان کرتا تھا وہ مجھ پر اس سے زیادہ احسان کرتا تھا اور سعید بن المسیب نے بیان کیا ہے کہ جاہلیت میں لوگوں کے خطیب اسود بن عبدالمطلب' اور سہیل بن عمرو تھے اور اسلام میں لوگوں کے خطیب حضرت معاویہؓ اور ان کا بیٹا اور سعید بن العاص اور ان کا بیٹا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابوہریرہؓ سے سننے والے ایک شخص نے بتایا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ

''میرے منبر پر بنی امیہ کے جبابرہ میں سے ایک جابر کی نکسیر پھوٹے گی حتیٰ کہ اس کی نکسیر بہہ پڑے گی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے عمرو بن سعید بن العاص کے دیکھنے والوں میں سے ایک شخص نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر اس کی نکسیر پھوٹی حتیٰ کہ اس کی نکسیر بہہ پڑی اور یہ وہی شخص ہے جو حرہ کے معرکہ کے بعد یزید بن معاویہ کے زمانے میں حضرت ابن زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لیے مکہ کو فوجیں بھیجا کرتا تھا پس ابوشریح خزاعی نے اسے منع کیا اور اسے وہ حدیث بتائی جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے مکہ کی حرمت کے بارے میں سنی تھی' اس نے کہا اے ابوشریح ہم یہ بات تجھ سے بہتر سمجھتے ہیں' بیت الحرام نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ خون کر کے بھاگنے والے کو اور نہ جزیہ کو لے کر بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے' پوری حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے جو صحیحین میں ہے' پھر مروان اپنی طرف دعوت دینے کے بعد مصر آیا اور شام اس کے قرار وسکون کا مقام بن گیا اور عمرو بن سعید بھی اس کے ساتھ آیا اور اس نے مصر کو فتح کیا اور اس نے عمرو سے وعدہ کیا کہ وہ عبدالملک کے بعد ولی عہد ہوگا اور اس سے قبل وہ دمشق میں نائب تھا اور جب مروان کی طاقت بڑھ گئی تو وہ اس بات سے پھر گیا اور اس کے بعد امارت اپنے بیٹے عبدالعزیز کے لیے مقرر کر دی اور عمرو کو معزول کر دیا اور یہ بات ہمیشہ اس کے دل میں رہی حتیٰ کہ اس کے ساتھ وہ معاملہ ہوا جو پہلے بیان ہو چکا ہے پس عمرو دمشق میں داخل ہو کر وہاں قلعہ بند ہو گیا اور اس کے باشندوں نے اسے قبول کر لیا اور عبدالملک نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر اسے خیالی امان پر قلعے سے اتار لیا پھر اسے قتل کر دیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

مشہور قول کے مطابق اکثر مؤرخین کے نزدیک یہ واقعہ اسی سال میں ہوا ہے اور واقدی اور ابوسعید بن یونس نے اسے ۷۰ھ میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور سب سے عجیب بات وہ ہے جسے ہشام بن محمد کلبی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے عمرو کے کلیتہً نکل جانے اور اس کے قتل ہو جانے سے ایک مدت پہلے' خواب میں ایک شخص کو دمشق کی دیوار پر یہ اشعار پڑھتے سنا۔

''اے لوگو! جو بے وقوف' کمزور اور ذلیل فاجر اور مضطرب رائے والے کی طرف دار ہو گئے ہو' اور ابن سعید ان کے درمیان اپنے قدموں پر کھڑا تھا وہ چہرے اور پیٹ کے بل گر پڑا ہے' اس نے قلعے کو موت سے نجات پانے کی جگہ سمجھا

Marfat.com

اور اس نے اس کی پناہ لے لی اور موت نے قلعہ میں اس سے ملاقات کی''۔

راوی بیان کرتا ہے اس شخص نے عبدالملک کے پاس آ کر اسے بتایا تو اس نے کہا کسی نے ان اشعار کو تجھ سے سنا ہے اس نے کہا نہیں' اس نے کہا انہیں اپنے پاؤں کے نیچے رکھ دو' راوی بیان کرتا ہے پھر اس کے بعد عمرو نے اطاعت ترک کر دی اور عبدالملک نے اسے قتل کر دیا' کہتے ہیں کہ جب عبدالملک نے اس کا محاصرہ کیا تو اس سے مراسلت کی اور کہا میں تجھے اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر کے معاملے کو چھوڑ دے اور جس اتفاق کی حالت میں وہ ہیں انہیں اسی طرح رہنے دے بلاشبہ تو نے جو کام کیا ہے اس سے ابن زبیر کو ہم پر قوت حاصل ہو گی' اپنی بیعت اور اپنے عہد و میثاق کی طرف واپس آ جا اور اس نے اسے مؤکد قسم اٹھا کر کہا کہ تو میرے بعد میرا ولی عہد ہو گا اور دونوں نے اپنے درمیان پروانہ امان لکھا پس عمرو اس سے دھوکہ کھا گیا اور اس نے اس کے لیے دمشق کے دروازے کھول دیئے اور عبدالملک دمشق میں داخل ہو گیا اور جوان دونوں کا معاملہ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوالاسود الدؤلی:

اسے الدیلی بھی کہا جاتا ہے' کوفہ کا قاضی اور جلیل القدر تابعی ہے اور اس کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان بن جندل بن یعمر ابن حلبس بن شبانۃ بن عدی بن الدؤل بن بکر ہے' ابوالاسود وہ شخص ہے جس کی طرف علم نحو منسوب ہے کہتے ہیں کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے علم نحو کے بارے میں گفتگو کی ہے' اس نے اسے امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب سے حاصل کیا ہے اور اس کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس بارے میں کئی اقوال ہیں جن میں سے سب سے مشہور قول یہ ہے کہ اس کا نام ظالم بن عمرو ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے الٹ ہے یعنی عمرو بن ظالم ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس کا نام عویمر بن ظویلم ہے اس نے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہوا تھا مگر اس نے آپ کو دیکھا نہیں' اور اس نے معرکہ جمل میں شمولیت کی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت میں فوت ہو گیا۔ یحییٰ بن معین اور احمد بن عبداللہ العجلی نے بیان کیا ہے کہ یہ ثقہ آدمی تھا اور اسی نے سب سے پہلے علم نحو کے بارے میں گفتگو کی ہے اور ابن معین وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۶۹ھ میں طاعون جارف سے وفات پائی ہے اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت میں وفات پائی ہے' جس کی ابتداء ۹۹ھ میں ہوئی تھی' میں کہتا ہوں یہ نہایت غریب قول ہے' ابن خلکان وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یہ پہلا شخص ہے جسے حضرت علیؓ بن ابی طالب نے علم نحو پہنچایا اور اسے بتایا کہ کلام' اسم' فعل اور حرف ہوتا ہے پھر ابوالاسود نے اس کی پیروی کی اور آپ کے قول سے فروعی مسائل نکالے اور آپ کے طریق پر چلا' اس وجہ سے اس کا نام علم نحو رکھا گیا۔ اور ابوالاسود اس پر لوگوں کی زبان کی تبدیلی اور عراق پر زیاد کی حکومت کے زمانے میں بعض لوگوں کے کلام میں اعرابی غلطی کے داخل ہو جانے نے آمادہ کیا اور ابوالاسود اور اس کے بیٹوں کا مؤدب تھا ایک روز ایک شخص زیاد کے پاس آیا اور کہنے لگا (توفی ابانا وترک بنون) تو زیاد نے اسے حکم دیا کہ وہ لوگوں کے لیے کچھ ایسے قواعد وضع

Marfat.com

کرے جس سے وہ کلام عرب کی معرفت حاصل کریں" کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس نے اس علم کا باب التعجب وضع کیا اس لیے کہ ایک شب اس کی بیٹی نے اسے کہا اے میرے باپ آسمان کی سب سے خوبصورت چیز کون سی ہے اس نے کہا اس کے ستارے' وہ کہنے لگی میں نے اس کی سب سے خوبصورت چیز کے متعلق نہیں پوچھا میں تو صرف اس کے حسن سے متعجب ہوئی ہوں تو اس نے کہا' تو کہہ آسمان کس قدر خوب صورت ہے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابوالاسود بخل کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا ہم نے مساکین کو اپنے اموال میں خوشی سے شامل کیا ہے تا کہ ہم بھی ان کی طرح ہو جائیں اور اس نے ایک شب ایک مسکین کو شام کھانا کھلایا پھر اسے باندھ دیا اور اس کے پاس رات گزاری اور اسے اس شب باہر جانے سے روک دیا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے سوال سے اذیت نہ دے' مسکین نے اسے کہا مجھے چھوڑ دو' کہنے لگا ایسا نہیں ہوگا میں نے تجھے اس لیے شام کا کھانا کھلایا ہے تا کہ میں اس شب مسلمانوں کو تجھ سے راحت پہنچاؤں اور جب صبح ہوئی تو اسے آزاد کر دیا اور اس کے اشعار بہت اچھے ہیں۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کروایا اور ایک خارجی نے منیٰ میں تحکیم کا اظہار کیا تو اسے جمرہ کے نزدیک قتل کر دیا گیا اور اس سال بھی وہی نائب تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے۔

اور اس سال میں حضرت جابر بن سمرہؓ ابن جنادہ نے وفات پائی آپ کو صحبت و روایت حاصل تھی اور اسی طرح آپ کے باپ کو بھی صحبت و روایت حاصل تھی اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۶۶ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت اسماءؓ بنت یزید:

بن السکن الانصاریہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور آپ نے معرکہ یرموک میں اپنی شب عروسی کو اپنے خیمے کی لکڑی سے نو رومیوں کو قتل کر دیا' آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور باب الصغیر میں دفن ہوئیں۔

حسان بن مالک:

ابو سلیمان البجدلی' جب مروان نے خلافت سنبھالی تو اس نے مروان کی بیعت کی ذمہ داری لی اور اس سال میں وفات پائی۔ واللہ سبحانہ اعلم

۷۰ھ

اس سال میں رومیوں نے حملہ کیا اور شامیوں کے خلاف فوج جمع کی اور بنی مروان اور حضرت ابن زبیرؓ کے درمیان اختلاف دیکھ کر انہیں کمزور سمجھ لیا' پس عبدالملک نے شاہ روم سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ عبدالملک ہر جمعہ کو اسے اس خوف سے کہ وہ شام پر حملہ نہ کر دے ایک ہزار دینار دے گا اور اسی سال میں مصر میں وبا پڑی اور عبدالعزیز بن مروان اس کے خوف سے مشرقی مصر کی طرف بھاگ آیا اور حلوان میں اترا جو قاہرہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے اور اس نے اسے اپنی فرودگاہ بنا لیا اور اسے قبیلوں سے دس ہزار دینار میں خرید لیا اور وہاں دارالامارت اور جامع مسجد تعمیر کی اور افواج کو وہاں اتارا اور اسی سال میں مصعب بن زبیر بصرہ سے مکہ گیا اور اس کے پاس بہت سے اموال تھے پس اس نے وہ مال تقسیم کیے اور حجاز کے سرداروں کی ایک جماعت کو بہت سارے اموال دیے

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قرشی عدوی‘ آپ کی ماں جمیلہ بنت ثابت ابن ابی الافلح تھی آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئے اور آپ نے اپنے باپ سے صرف ایک حدیث ’’جب رات اس طرف سے آجائے‘‘ روایت کی ہے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں حفص اور عبداللہ اور عروہ بن زبیر نے روایت کی ہے اور آپ کے باپ نے آپ کی ماں کو طلاق دے دی تو آپ کی دادی الشموس بنت ابی عامر نے آپ کو لے لیا اور آپ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لائی تو آپ نے فرمایا اسے دیکھ اور اس سے مہربانی کر پھر جب آپ کے باپ نے اپنے ایام امارت میں آپ کا نکاح کیا تو بیت المال سے ایک ماہ تک آپ پر خرچ کیا پھر آپ پر خرچ کرنا بند کر دیا اور آپ کو آپ کے مال کی قیمت دے دی اور آپ کو تجارت کرنے اور اپنے عیال پر خرچ کرنے کا حکم دیا‘ کئی مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے درمیان کسی زمین کا جھگڑا تھا اور جب حضرت عاصمؓ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کو دیکھا تو کہنے لگے یہ زمین آپ کی ہوئی۔ اور حضرت حسنؓ نے آپ سے کہا بلکہ آپ کی ہوئی پس دونوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے درپے نہ ہوئے اور نہ آپ دونوں کی اولاد میں سے کوئی اس کے درپے ہوا حتیٰ کہ ہر جانب سے لوگوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور حضرت عاصمؓ باوقار‘ شریف اور فاضل رئیس تھے واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۷۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی ہے۔

حضرت قبیصہؒ بن ذویب الخزاعی الکلبی:

ابو العلاء‘ آپ کبار تابعینؒ میں سے ہیں اور حضرت معاویہؓ کے رضاعی بھائی ہیں آپ اہل مدینہ کے فقہا اور صالحین میں سے تھے‘ آپ شام منتقل ہو گئے اور آپ کتاب کے معلم تھے۔

حضرت قیس بن ذریح:

مشہور یہ ہے کہ آپ صحرائے حجاز کے رہنے والے تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ حضرت حسینؓ کے رضاعی بھائی تھے اور آپ نے لبنیٰ بنت الحباب سے شادی کی پھر اسے طلاق دے دی اور جب آپ نے اسے طلاق دی تو محبت کی وجہ سے دیوانے ہو گئے اور صحرا میں سکونت اختیار کر لی اور اس کے بارے میں اشعار کہنے لگے اور آپ کا جسم کمزور ہو گیا اور جب دیوانگی عشق میں اضافہ ہو گیا تو ابن ابی عتیق آپ کے پاس آیا اور آپ کو پکڑ کر حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس لے گیا اور اس نے آپ سے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرے ساتھ سوار ہو جائیے ایک کام ہے‘ آپ سوار ہو گئے تو سرداران قریش سے چار آدمی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور وہ آپ کے ساتھ چل پڑے اور انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ اس کا مقصد کیا ہے حتیٰ کہ وہ انہیں لبنیٰ کے خاوند کے دروازے پر لے آیا وہ باہر نکلا تو اس نے قریش کے سرداروں کو دیکھا اور کہنے لگا اللہ مجھے تم پر فدا کرے کس کام آئے ہو؟ انہوں نے

Marfat.com

کہا ابن ابی العتیق کے کام آئے ہیں اس شخص نے کہا گواہ رہو اس کی حاجت پوری ہوگی اور اس کا فیصلہ جائز ہوگا' انہوں نے کہا اسے اپنی حاجت بتاؤ' ابن ابی عتیق نے کہا' گواہ رہو اس کی بیوی لبنیٰ کو طلاق ہوئی ہے' حضرت عبداللہ بن جعفر نے اسے کہا اللہ تیرا بھلا نہ کرے کیا تو ہمیں اس لیے لایا ہے؟ اس نے کہا میں تم پر قربان جاؤں' اس شخص کا اپنی بیوی کو طلاق دینا اور کسی دوسری عورت سے شادی کرنا اس سے بہتر ہے کہ ایک مسلمان مرد اس کے عشق میں مر جائے خدا کی قسم میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک اس کا سامان قیس کے گھر میں منتقل نہ ہو' سو اس نے ایسے ہی کیا اور انہوں نے مدت تک آسودہ زندگی گزاری۔

یزید بن زیاد بن ربیعہ حمیری:

یہ شاعر تھا اور بہت شعر کہتا اور ہجو کرتا تھا' عبیداللہ بن زیاد نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس نے اس کے باپ زیاد کی ہجو کی تھی تو حضرت معاویہؓ نے اسے اس کے قتل سے روک دیا اور اسے کہا اسے ادب سکھاؤ' اس نے اسے ایک مسہل پلا کر گدھے پر سوار کرا دیا اور اسے بازاروں میں پھرایا اور وہ گدھے پر پاخانہ کرتا تھا اور اس نے اس بارے میں کہا۔

''تو نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اسے پانی دھو دیتا ہے اور تیرے بارے میں میرے جو اشعار ہیں وہ بوسیدہ ہڈیوں میں رچ گئے ہیں''۔

قاضی مصر بشیر بن النضر:

آپ کی ایک سال کی رسد ایک ہزار دینار تھی آپ نے مصر میں وفات پائی اور آپ کے بعد عبدالرحمٰن بن حمزہ خولانی نے قضاء سنبھالی۔ واللہ سبحانہ اعلم

مالک بن یخامر السکسکی الہانی الحمصی:

آپ جلیل القدر تابعی ہیں' کہتے ہیں کہ آپ کو صحبت حاصل تھی۔ واللہ اعلم

امام بخاریؒ نے حضرت معاویہؓ کے طریق سے آپ سے بحوالہ حضرت معاذ بن جبلؓ' حق پر غالب طائفہ کی حدیث کے بارے میں روایت کی ہے کہ وہ لوگ شام میں ہوں گے' یہ حدیث اصاغر شے اکابر کی روایت کے باب میں ہے' سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ آپ کو صحبت حاصل تھی' اور صحیح بات یہی ہے کہ آپ تابعی ہیں' صحابی نہیں اور آپ حضرت معاذ بن جبل کے خاص اصحاب میں سے تھے کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے اور بعض نے ۷۲ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

۷۱ھ

اس سال میں مصعب بن زبیر قتل ہوئے اور یہ واقعہ یوں ہے کہ عبدالملک بن مروان شام سے خوف ناک افواج کے ساتھ مصعب بن زبیر کی طرف گیا اور اسی سال میں دونوں کی جنگ ہوئی اور اس سے قبل دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے ملنے کے لیے سوار ہوتا تھا اور دونوں کے درمیان گرمی' سردی اور کیچڑ حائل ہو جاتا تھا اور ہر ایک اپنے شہر کو واپس آ جاتا تھا' اس سال عبدالملک مصعب کی طرف گیا اور اس نے اپنے آگے دستے بھیجے اور جن دستوں کو اس نے بھیجا ان میں سے ایک دستہ بصرہ میں داخل ہو گیا اور

Marfat.com

اس نے وہاں کے باشندوں کو خفیہ طور پر عبدالملک کی طرف دعوت دی اور بعض لوگوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور مصعب حجاز کی طرف چلا گیا تھا وہ آیا تو اس کے بعد وہ بصرہ میں داخل ہوا اور اس نے بڑے بڑے لوگوں کو ڈانٹا اور ان کو گالیاں دیں اور انہیں ان لوگوں کے ان کے پاس آ جانے اور انہیں اس حالت میں ٹھہرانے پر ملامت کی اور اس نے بعض کے گھروں کو گرا دیا پھر وہ کوفہ کی طرف گیا پھر اسے اطلاع ملی کہ عبدالملک شام کے جنوب میں اس کا قصد کیے ہوئے ہے تو وہ اس کے مقابلہ میں نکلا اور عبدالملک مسکن تک پہنچ گیا اور اس نے ان مردانیوں کو خط لکھا جنہوں نے ان لوگوں کی بات کو قبول کر لیا تھا جنہیں اس نے ان کے پاس بھیجا تھا پس انہوں نے اس کی بات کا جواب دیا اور اس پر یہ شرط عائد کی کہ وہ انہیں اصبہان کا حکمران بنا دے اس نے کہا بہت اچھا' اور وہ امراء کی بہت بڑی جماعت تھی اور عبدالملک نے اپنے ہراول پر اپنے بھائی محمد بن مروان اور میمنہ پر عبداللہ بن یزید بن معاویہ اور میسرہ پر خالد بن یزید بن معاویہ کو امیر مقرر کیا اور مصعب مقابلہ میں آیا تو اہل عراق نے اس کے متعلق اختلاف کیا اور انہوں نے اس کی مدد چھوڑ دی اور وہ اپنے ساتھیوں کے بارے میں سوچ بچار کرنے لگا تو اس نے انہیں اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرتے نہ پایا تو اس نے مردانہ وار اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا اور اپنے دل کو مطمئن کیا اور کہنے لگا' بیعت کے لیے ہاتھ نہ دیئے اور عبیداللہ بن زیاد کی ذلت سے بچنے کے لیے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما میرے لیے نمونہ ہیں اور وہ اپنے دل کو تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا:

''بلاشبہ آل ہاشم کے پہلے طبقہ نے صبر کیا ہے اور شرفاء کے لیے نمونہ قائم کر دیا ہے''۔

اور عبدالملک کو اس کے بعض اصحاب نے مشورہ دیا کہ وہ شام میں قیام کرے اور مصعب کی طرف فوج بھیجے' اس نے انکار کیا اور کہا' شاید میں اس شخص کو بھیج دوں جس کی کوئی رائے نہ ہو اور جس کی کوئی رائے نہ ہو' اس میں شجاعت نہ ہو اور میں اپنے آپ کو جنگ و شجاعت کا ماہر پاتا ہوں اور مصعب شجاع گھرانے کا ہے' اس کا باپ سب سے بڑا شجاع قرشی ہے اور اس کے بھائی کی شجاعت سے ناواقفیت کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ شجاع ہے اور اس کے ساتھ جو اس کا مخالف ہے اسے جنگ کا کوئی علم نہیں اور وہ آرام اور درگزر کو پسند کرتا ہے اور میرے ساتھ میرے خیر خواہ اور میرے مقصد سے اتفاق کرنے والے ہیں' پس وہ خود روانہ ہوا اور جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے نزدیک ہوئیں تو عبدالملک نے مصعب کے امراء کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ انہیں اس کی طرف دعوت دے اور ان سے امارتوں کا وعدہ کرے۔ پس ابراہیم بن اشتر نے مصعب کے پاس آ کر اسے ایک مہر شدہ خط دیا اور کہا یہ خط عبدالملک کی طرف سے میرے پاس آیا ہے' اس نے اسے کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس نے اسے اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے اور یہ کہ عراق کی امارت اس کے لیے ہوگی اور اس نے مصعب سے کہا اے امیر بلاشبہ آپ کے تمام امراء کے پاس اس قسم کا خط آیا ہے پس اگر تو میری مانے تو ان کو قتل کر دے' مصعب نے اسے کہا اگر میں نے ایسے کیا تو ان کے بعد ان کے قبائل ہماری خیر خواہی نہیں کریں گے اس نے کہا انہیں کسریٰ کے ابیض کی طرف بھیج کر اس میں قید کر دو اگر آپ کو فتح ہوئی تو انہیں قتل کر دیا جائے گا اور اگر تجھے شکست ہوئی تو وہ اس کے بعد باہر چلے جائیں گے اس نے اسے کہا اے ابوالنعمان مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں پھر مصعب نے کہا اللہ تعالیٰ ابو بحر یعنی احنف پر رحم فرمائے وہ مجھے اہل عراق کی خیانت سے ڈرایا کرتا تھا گویا وہ ہماری موجودہ پوزیشن کو دیکھ رہا تھا پھر مسکن کے دیر الجاثلیق میں دونوں فوجوں کا سامنا ہوا تو ابراہیم بن اشتر نے جو مصعب کی عراقی فوج کے ہراول کا امیر تھا۔ محمد بن مروان پر

حملہ کر دیا۔ جو شامی ہراول کا امیر تھا۔ اور اس نے انہیں اس کی جگہ سے ہٹا دیا تو عبدالملک نے عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو اس کے پیچھے لگایا اور انہوں نے ابن اشتر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے انہیں کچل دیا اور ابن اشتر رحمہ اللہ قتل ہو گیا اور اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی قتل ہو گئی اور عتاب بن ورقاء مصعب کے سواروں کا امیر تھا وہ بھی بھاگ گیا اور عبدالملک کی پناہ لے لی اور مصعب بن زبیر قلب میں کھڑے ہو کر علمبرداروں کو کھڑا کرنے لگا اور بہادروں اور شجاعوں کو دشمنوں کی طرف بڑھنے کی ترغیب دینے لگا تو کسی نے حرکت نہ کی اور وہ کہنے لگا اے ابراہیم اور آج میرے لیے کوئی ابراہیم نہیں اور حالات بگڑ گئے اور جنگ شدید ہو گئی اور جوانوں نے ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دی اور حالات خراب ہو گئے اور جنگ زیادہ ہو گئی۔ المدائنی نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک نے اپنے بھائی کو مصعب کی طرف امان دے کر بھیجا تو اس نے امان لینے سے انکار کر دیا اور کہا میرے جیسا شخص اس جگہ سے غالب اور مغلوب ہونے کے سوا واپس نہیں جائے گا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ محمد بن مروان نے عیسیٰ بن مصعب کو آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر' تیرے لیے امان ہے' مصعب نے اسے کہا تیرے چچا نے تجھے امان دی ہے اس کے پاس چلے جاؤ' اس نے کہا قریش کی عورتیں باہم باتیں نہ کریں کہ میں نے تجھے قتل کے لیے چھوڑ دیا ہے اس نے اسے کہا اے میرے بیٹے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے چچا کے پاس جا اور جو کچھ اہل عراق نے کیا ہے اسے بتا میں یہیں قتل ہوں گا' اس نے کہا خدا کی قسم میں تیرے بارے میں کبھی کسی کو اطلاع نہیں دوں گا اور نہ میں قریش کی عورتوں کو تیرے قتل کی اطلاع دوں گا اور میں تیرے ساتھ قتل ہوں گا لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہوں اور ہم بصرہ کی طرف چلتے ہیں بلاشبہ وہ ایک جماعت ہیں اس نے کہا خدا کی قسم قریش کی عورتیں باہم یہ باتیں نہ کریں کہ میں جنگ سے بھاگ گیا ہوں اور اس نے اپنے بیٹے سے کہا میرے آگے بڑھو تا کہ میں تیرا ثواب حاصل کروں' پس اس کا بیٹا آگے بڑھ کر لڑا حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور مصعب نے خوب تیراندازی کی تو زائدہ بن قدامہ نے اسے اس حالت میں دیکھا تو اس نے اس پر حملہ کر کے اسے نیزہ مارا اور وہ کہہ رہا تھا' یا ثارات المختار' اور عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان تیمی نام ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس نے اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عبدالملک بن مروان کے پاس لے آیا' پس عبدالملک نے سجدہ کیا اور اسے ایک ہزار دینار دیا اور اس نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے اسے تمہاری اطاعت میں قتل نہیں کیا بلکہ میں نے اسے اپنے ایک بدلے میں قتل کیا ہے اور اس نے اس سے پہلے اسے ایک عملداری کا امیر بنایا تھا اور اس سے معزول کر کے اس کی اہانت کی تھی۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے رکھا گیا تو عبدالملک نے کہا' میرے اور مصعب کے درمیان قدیم صحبت تھی اور یہ مجھے بہت محبوب تھا لیکن یہ بادشاہت بے برکت ہے نیز کہا جب مصعب کی افواج نے اسے چھوڑ دیا تو اس کے بیٹے عیسیٰ نے اسے کہا اگر آپ کسی قلعے میں پناہ لیتے اور ازاں بعد میں آپ کی طرف سے مہلب بن ابی صفرۃ وغیرہ کی طرح خط و کتابت کرتا تو وہ آپ کے پاس آ جاتے اور جب آپ کی مرضی کے مطابق لوگ جمع ہو جاتے تو آپ دشمن سے جنگ کرتے بلاشبہ آپ بہت کمزور ہو گئے ہیں مگر اس نے اسے کوئی جواب نہ دیا پھر اس نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا کہ وہ کیسے عزت کی موت مرے ہیں اور انہوں نے ہاتھ نہیں ڈالے اور انہوں نے اہل عراق میں وفا نہیں پائی اور اسی طرح ان کے باپ اور بھائی نے

Marfat.com

بھی ان میں وفا نہیں پائی تھی اور ہم نے بھی انہیں وفادار نہیں پایا پھر اس کے اصحاب نے شکست کھائی اور اس کے تھوڑے سے خواص باقی رہ گئے اور سب کے سب عبدالملک کے پاس چلے گئے اور عبدالملک' مصعبؒ سے شدید محبت رکھتا تھا اور خلافت سے قبل وہ اس کا دوست تھا' اس نے اپنے بھائی محمد سے کہا اس کے پاس جا کر اسے امان دو' اس نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اے مصعب تیرے عمزاد نے تجھے' تیرے بچوں' تیرے مال اور اہل کو امان دی ہے' جس شہر میں چاہو چلے جاؤ اور اگر اس نے اس کے سوا کوئی ارادہ کیا ہوتا تو وہ بھی ہو جاتا' مصعبؒ نے کہا فیصلہ ہو چکا ہے میرے جیسا شخص اس قسم کے موقف سے غالب یا مغلوب ہوئے بغیر واپس نہیں لوٹتا' پس اس کے بیٹے عیسیٰ نے آگے بڑھ کر جنگ کی اور محمد بن مروان نے کہا اے میرے بھتیجے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر پھر اس نے اس کی وہ بات بیان کی ہے جو پہلے گزر چکی ہے پھر اس نے جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گیا' پھر اس نے اس کے بعد ان میں سے قتل ہونے والوں کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' راوی بیان کرتا ہے جب مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے رکھا گیا تو وہ رو پڑا اور کہنے لگا خدا کی قسم مجھے اس سے جو محبت تھی اس کی وجہ سے میں ایک پل بھی اس کے متعلق صبر نہ کر سکتا تھا حتیٰ کہ تلوار ہمارے درمیان داخل ہو گئی لیکن حکومت بے برکت ہوتی ہے اور ہمارے درمیان پرانی محبت اور حرمت تھی' مصعب جیسا جوان عورتیں کب جن سکتی ہیں پھر اس نے اسے اور اس کے بیٹے اور ابراہیم بن اشتر کو کوفہ کے قریب مسکن کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ المدائنی نے بیان کیا ہے کہ جمہور کے قول کے مطابق مصعب بن زبیر ۱۳ر جمادی الاولیٰ یا جمادی الآخری اےھ کو منگل کے روز قتل ہوا۔ اور المدائنی نے ۷۳ھ بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک نے مصعب کو قتل کیا تو وہ کوفہ کی طرف چلا گیا اور نخیلہ میں اترا تو قبائل کے رؤسا اور سادات العرب کے وفود اس کے پاس آئے اور وہ انہیں فصاحت و بلاغت اور اچھے اچھے اشعار سے خطاب کرنے لگا اور اہل عراق نے اس کی بیعت کی اور اس نے لوگوں میں عملداریوں کو تقسیم کیا اور قطن بن عبداللہ الحری کو چالیس روز تک کوفہ کا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر دیا اور اپنے بھائی بشر بن مروان کو اس کا امیر مقرر کیا اور ایک روز عبدالملک نے کوفہ میں خطاب کیا اور اپنی تقریر میں کہا اگر عبداللہ بن زبیر خلیفہ ہوتا جیسا کہ اس کا خیال ہے تو وہ باہر نکلتا اور کسی کو اپنے برابر سمجھتا اور حرم میں اپنی دم نہ گاڑتا۔ پھر اس نے انہیں کہا میں نے تم پر اپنے بھائی بشر بن مروان کو نائب مقرر کیا ہے اور میں نے اسے اطاعت کنندوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور نافرمانوں کے ساتھ سختی کرنے کا حکم دیا ہے پس اس کی سمع و اطاعت کرو۔

اور اہل بصرہ کو جب مصعب کے قتل کی اطلاع ملی تو اس کی امارت کے متعلق ابان بن عثمان بن عفانؓ اور عبیداللہ بن ابی بکرہ نے جھگڑا کیا اور ابان بصرہ کی امارت پر غالب آ گیا اور وہاں کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اور وہ بہت معزز آدمی تھا' ایک بدو نے بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک روز ابان کی چادر اس کے کندھے سے کھسک گئی تو مروان اور سعید بن العاص نے دوڑ کر اس کے کندھے پر اسے درست کر دیا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ابان نے اپنی ٹانگ پھیلائی تو معاویہ اور عبداللہ بن عامر نے جلدی سے اسے دابنا چاہا' راوی بیان کرتا ہے' عبدالملک نے خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو بصرہ کا والی بنا کر بھیجا تو اس نے بصرہ کو ابان سے چھین لیا اور اس میں عبیداللہ بن ابی بکر کو نائب مقرر کر دیا اور ابان کو اس سے معزول کر دیا' مؤرخین نے بیان کیا

Marfat.com

ہے کہ عبدالملک نے بہت سے کھانے کا حکم دیا جسے اہل کوفہ کے لیے تیار کیا گیا تو انہوں نے اس کے دستر خوان پر کھانا کھایا اور اس روز تخت پر اس کے ساتھ عمرو بن حریث بھی تھا' عبدالملک نے اسے کہا ہماری زندگی کس قدر پر لطف ہے کاش کوئی چیز ہمیشہ رہتی لیکن جیسے کہ ادل نے کہا ہے۔

''اے امیمہ ہر چیز کہنگی کی طرف رواں ہے اور ہر شخص' ایک روز تھا' کی طرف جائے گا''۔

اور جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو وہ اٹھ کر محل میں گھوما اور عمرو بن حریث محل کے اور اس نے اپنے جو گھر بنائے تھے اور ان کے حالات پوچھنے لگا پھر وہ اپنی نشست پر آ کر لیٹ گیا اور کہنے لگا۔

''آہستگی سے کام کر بلاشبہ تو مرنے والا ہے' اے انسان اپنے لیے محنت کر لے جو کچھ ہو چکا ہوتا ہے جب وہ ہو چکتا ہے تو وہ کچھ بھی نہیں ہوتا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ بھی ہو چکا ہے''۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ واقدی کے خیال کے مطابق اس سال عبدالملک شام کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال میں حضرت ابن زبیرؓ نے جابر بن اسود کو مدینہ سے معزول کر کے طلحہ بن عبداللہ بن عوف کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور یہ آپ کا آخری امیر تھا جسے آپ نے مدینہ پر مقرر کیا حتیٰ کہ عبدالملک کی طرف سے عثمان کا غلام طارق بن عمرو امیر بن کر مدینہ آ گیا اور اس سال حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور عراق پر آپ کی حکومت نہ رہی' واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال عبدالعزیز بن مروان نائب مصر نے حسان الغانی کو افریقہ کی جنگ پر مقرر کیا اور وہ بہت سی فوج کے ساتھ افریقہ روانہ ہو گیا اور اس نے قرطاجنہ کو فتح کیا اور اس کے رومی باشندے بت پرست تھے اور اسی میں یمامہ پر متغلب ہونے والا نجدہ حروری قتل ہوا اور اسی میں عبداللہ بن ثور نے یمامہ میں خروج کیا۔

مصعبؓ بن زبیرؓ کے حالات:

مصعب بن زبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب' ابوعبداللہ قرشی' آپ کو ابوعیسیٰ اسدی بھی کہا جاتا ہے' آپ کی ماں کرمان بنت انیف کلبیہ ہے' آپ بڑے خوبرو' دلیر اور سخی تھے' آپ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب' اپنے باپ حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے اور آپ سے الحکم بن عیینہ' عمرو بن دینارؒ الجعفی اور اسماعیل بن ابی خالد نے روایت کی ہے' آپ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور آپ حضرت ابوہریرہؓ کے ہم نشینوں میں شامل تھے اور بڑے خوبرو تھے' زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ جمیل نے آپ کو عرفہ میں کھڑے دیکھا تو کہا بلاشبہ یہاں ایک نوجوان ہے میں پسند نہیں کرتا کہ شیثیہ اسے دیکھے اور شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے منبر پر کبھی آپ سے خوبصورت تر شخص نہیں دیکھا اور یہی بات اسماعیل بن خالد نے بیان کی ہے اور حسن نے بیان کیا ہے کہ وہ سب اہل بصرہ سے خوبصورت تھے اور خطیب بغدادیؒ نے بیان کیا ہے آپ کے بھائی عبداللہؓ نے آپ کو عراقین کی امارت دی تھی کہ عبدالملک نے مسکن مقام پر آپ کو قتل کر دیا' یہ جگہ نہر دجیل پر دیر جاثلیق کے پاس اوانا کے قریب ہے اور آپ کی قبر اب تک وہاں مشہور ہے اور ہم نے بیان کیا ہے کہ آپ نے مختار کو کیسے قتل کیا نیز آپ نے ایک صبح کو مختار کے سات ہزار اصحاب کو قتل کر دیا' واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب مصعبؓ نے مختار کو قتل کیا تو مختار کے محل والے اصحاب نے مصعب سے امان

Marfat.com

طلب کی تو آپ نے انہیں امان دے دی پھر آپ نے عباد بن الحصین کو ان کے پاس بھیجا تو وہ انہیں اکٹھا کر کے نکالنے لگا تو ایک شخص نے اسے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں ہم پر فتح دی ہے اور ہمیں قید سے آزمایا ہے اے ابن زبیر جو معاف کرے اللہ اسے معاف کرتا ہے اور جو سزا دے وہ قصاص سے بے خوف نہیں ہوتا ہم اہل قبلہ ہیں اور آپ کی ملت پر ہیں آپ نے قابو پایا ہے آپ درگزر کریں اور ہمیں معاف کریں۔ راوی بیان کرتا ہے مصعب کو ان پر ترس آ گیا اور انہیں آزاد کرنے کا ارادہ کر لیا تو عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث اور دیگر تمام قبیلوں میں سے لوگ اٹھ کر کہنے لگے انہوں نے ہمارے بچوں اور قبیلوں کو قتل کیا ہے اور ہمارے بہت سے لوگوں کو زخمی کیا ہے ہمیں پسند کر دیا انہیں پسند کر لو پس اس نے اسی وقت ان کے قتل کا حکم دے دیا اور ان سب نے مل کر پکارا ہمیں قتل نہ کرنا اور ہمیں عبدالملک کے ساتھ جنگ میں اپنا ہراول بنا لینا اگر ہم کامیاب ہوئے تو تمہاری فتح ہوگی اور اگر ہم قتل ہو گئے تو جب تک ہم ان میں سے ایک جماعت کو قتل نہ کر لیں ہم قتل نہ ہوں گے اور یہی تمہارا منشاء ہے مگر مصعب نے یہ بات قبول نہ کی تو مسافر نے اسے کہا:

''اے مصعب اللہ سے ڈر بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو کسی مسلمان جان کو کسی جان کے بغیر قتل نہ کر اور (جو کسی مومن کو عمداً قتل کرتا ہے اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس سے ناراض ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے)''۔

مگر اس نے اس کی بات نہ سنی بلکہ سب کے سب قتل کرنے کا حکم دے دیا اور وہ سات ہزار نفوس تھے پھر مصعبؓ نے ابن اشتر کو لکھا مجھے جواب دو تمہارے لیے شام اور گھوڑوں کی لگامیں ہیں پس ابن اشتر مصعب کے پاس گیا اور بعض کا قول ہے کہ جب مصعب مکہ آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے تو اس نے کہا اے چچا میں آپ سے ان لوگوں کے متعلق پوچھتا ہوں جنہوں نے اطاعت چھوڑ دی ہے اور جنگ کی ہے حتیٰ کہ مغلوب ہو گئے ہیں اور قلعہ بند ہو گئے ہیں اور ان کے امان طلب کرنے پر انہیں امان دی گئی ہے پھر اس کے بعد انہوں نے لوگوں کو قتل کیا ہے آپ نے پوچھا وہ کتنے ہیں؟ مصعب نے کہا پانچ ہزار تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سبحان اللہ کہا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اگر کوئی شخص حضرت زبیرؓ کے مویشیوں کے پاس آئے اور ایک صبح کو ان میں سے پانچ ہزار مویشیوں کو قتل کر دے کیا تو اسے حد سے زیادہ تجاوز کرنے والا شمار نہیں کرے گا؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کیا تو اسے بہائم کے بارے میں حد سے تجاوز سمجھتا ہے اور ان لوگوں کے بارے میں حد سے تجاوز نہیں سمجھتا جن کی توبہ کی تو امید رکھتا ہے؟ اے میرے بھتیجے اپنی دنیا میں جس قدر ٹھنڈا پانی لے سکتا ہے لے لے پھر مصعبؓ نے مختار کے سر کو اپنے بھائی کے پاس مکہ بھیج دیا اور مصعب کو عراق میں بڑی قوت حاصل ہوگئی اور وہاں حکومتیں اور عمال مقرر کیے اور ابن اشتر کو اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل ہو گیا اور اس نے اسے وفادت پر مقرر کر دیا پھر مصعبؓ اپنے بھائی کے پاس مکہ آیا اور جو کچھ اس نے کیا تھا اسے بتایا تو اس نے اس کی کارروائی کو تسلیم کیا مگر ابن اشتر نے وہ کام نہ کیا جس پر اس نے اسے مقرر کیا تھا اور اس نے اسے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ میں اشتر سے محبت کرتا ہوں اور اسی نے مجھے یہ زخم لگایا ہے پھر اس نے مصعب کے ساتھ آنے والے عراقیوں کو بلایا اور انہیں کہا خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ تمہارے دو آدمیوں کے مقابلہ میں میرے لیے شام کا ایک آدمی ہوتا تو ابو حاجز اسدی جو بصرہ میں جماعت کا قاضی تھا نے

Marfat.com

اسے کہا اے امیر المومنین ہمارے اور تمہارے لیے مثال گزر چکی ہے اور وہ اعشی کا قول ہے۔

''میں نے اسے عزت کی گالی دی اور اس نے میرے سوا کسی اور شخص کو گالی دی اور دوسری نے کسی اور شخص کو گالی دے دی''۔

میں نے کہا جیسے یہ قول ہے۔

''ہمیں لیلیٰ کا جنون ہوا اور اسے ہمارے سوا کسی اور کا جنون ہو گیا اور دوسری ہماری وجہ سے مجنون ہو گئی جسے ہم چاہتے نہ تھے''۔

اے امیر المومنین ہم نے آپ سے محبت کی اور آپ نے اہل شام سے محبت کی اور اہل شام نے مروان سے محبت کر لی ہم کیا کریں؟ شعبیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے بہتر جواب نہیں سنا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ مصعب عورتوں سے شدید محبت کرتا تھا اور اس میں سے بہت سی باتیں بیان کی جا چکی ہیں' روایت ہے کہ حجر اسود کے پاس ایک جماعت اکٹھی ہوئی جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور مصعب بن زبیرؓ بھی شامل تھے انہوں نے کہا تم میں سے ہر ایک اٹھ کر اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے' حضرت ابن عمرؓ نے مغفرت مانگی اور مصعب نے دعا مانگی کہ اللہ سکینہ بنتِ حسین اور عائشہ بنت طلحہ کے ساتھ اس کا نکاح کر دے۔ اس زمانے میں یہ دونوں سب سے حسین عورتیں تھیں اور یہ کہ اللہ اسے عراقین کی امارت دے دے۔ پس اللہ نے اسے یہ چیزیں دے دیں' آپ نے عائشہ بنت طلحہ سے نکاح کیا اور اس کا مہر ایک لاکھ دینار تھا اور وہ نہایت ہی خوبصورت تھی اور اسی طرح مصعب بھی بڑے خوبصورت تھے اور اسی طرح آپ کی بقیہ بیویاں بھی تھیں' اصمعی نے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ مصعب' عروہ' ابن زبیر اور ابن عمر حجر کے پاس اکٹھے ہوئے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا میں خلافت کا متمنی ہوں کہ مجھ سے علم حاصل کیا جائے مصعب نے کہا میں عراق کی امارت اور عائشہ بنت طلحہ اور سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کو اکٹھا کرنے کا متمنی ہوں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں مغفرت کا متمنی ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ سب نے اپنی تمنا کو حاصل کیا اور شاید حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ نے بخش دیا ہے اور عامر الشعبی نے بیان کیا ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک امیر مصعب بن زبیرؓ نے مجھے بلایا اور مجھے دارالامارت میں داخل کیا پھر اس نے پردہ اٹھایا تو اس کے پیچھے عائشہ بنت طلحہ تھی اور میں نے اس سے خوبصورت منظر نہیں دیکھا' آپ نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا' نہیں' آپ نے کہا یہ عائشہ بنت طلحہ ہے پھر عائشہ باہر نکل کر کہنے لگی یہ کون شخص ہے جس کے سامنے آپ نے مجھے کیا ہے؟ آپ نے کہا یہ عامر الشعبی ہے وہ کہنے لگی اسے کچھ دو' تو آپ نے مجھے دس ہزار درہم دیئے۔ شعبیؒ نے بیان کیا ہے یہ میرا پہلا ملکیتی مال ہے اور حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ عائشہ بنت طلحہ مصعب سے ناراض ہو گئی تو اس نے اسے چار لاکھ درہم سے راضی کیا اور اس نے وہ درہم اس عورت کو دے دیئے جس نے ان دونوں کے درمیان صلح کروائی تھی اور بعض کا قول ہے اس نے اسے سونے کی کھجور تحفہ دی جس کے پھلوں میں مختلف قسم کے قیمتی جواہر تھے پس اس کی قیمت دو لاکھ دینار ڈالی گئی اور وہ ایرانیوں کے متاع میں سے تھی اور اس نے اسے عائشہ بنت طلحہ کو دے دیا۔

Marfat.com

مصعب بڑے سخی تھے اور جو کچھ دیتے تھے اسے زیادہ نہیں سمجھتے تھے اور اگر ان کی امید کے مطابق ہو جاتا تو آپ کے عطایا قوی ضعیف شریف اور کمینے کو جلد جلد ملتے اور آپ کا بھائی عبداللہ بخیل تھا اور خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ مصعب ایک دفعہ ایک شخص پر ناراض ہوئے تو اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا' تو اس شخص نے آپ سے کہا اللہ امیر کو عزت دے میرے جیسے آدمی کے لیے یہ بات کتنی بری ہے کہ وہ قیامت کے روز کھڑے ہو کر آپ کے دامن سے اس نیکی کی وجہ سے لپٹ جائے حالانکہ آپ کے اس چہرے سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور میں کہوں گا اے میرے رب مصعب سے پوچھ کہ اس نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا ہے تو اس نے اسے معاف کر دیا اس شخص نے کہا اللہ امیر کو عزت دے آپ نے مجھے جو زندگی بخشی ہے میں اسے آسودہ دیکھنا چاہتا ہوں تو آپ نے اسے ایک لاکھ درہم دے دیا' اس شخص نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں ان دراہم کا نصف ابن قیس الرقیات کے لیے ہو گا وہ کہتا ہے۔

''مصعب اللہ کا ایک ستارہ ہے جس سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اس کی حکومت رحمت کی حکومت ہے جس میں ان کی طرف سے نہ عظمت ہے نہ بڑائی ہے وہ امور کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہے اور جس کا ارادہ تقویٰ کا ہو وہ کامیاب ہو جاتا ہے''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ سے کہا اے امیر آپ نے مجھے زندگی بخشی ہے' اگر آپ سے ہو سکے تو آپ نے مجھے جو زندگی بخشی ہے اسے آسودہ کر دیں تو اس نے اس کے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ مصعب کو ایک انصاری نمبردار کے متعلق کوئی اطلاع ملی تو اس نے اس کا ارادہ کر لیا' حضرت انس بن مالکؓ نے ان کے پاس آ کر اسے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ انصار کے متعلق بھلائی کی وصیت کرو۔ یا فرمایا نیکی کی اور ان کے محسن کی بات کو قبول کرو اور ان کے خطا کار سے درگزر کرو' تو مصعب نے اپنے آپ کو تخت سے گرا دیا اور اپنا رخسار بچھونے سے لگا دیا اور کہنے لگا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر'' اور اس نے اسے چھوڑ دیا اور تواضع کے بارے میں مصعب کے کلام میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے کہا۔

''ابن آدم پر تعجب ہے وہ کیسے تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ پیشاب کی نالی میں دو دفعہ چلا ہے''۔

اور محمد بن یزید المبرد نے بیان کیا ہے کہ قاسم بن محمد سے مصعب کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس نے کہا وہ شریف' رئیس' متقی اور انس کرنے والا تھا اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب وہ مختار پر غالب آیا تو اس نے ایک صبح کو اس کے اصحاب میں سے پانچ ہزار آدمی قتل کر دیئے اور بعض نے سات ہزار بیان کیے ہیں اور جب وہ اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور آپ کو سلام کہا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے نہ پہچانا کیونکہ اس کی آنکھوں میں سبزی آ گئی تھی اس نے آپ کو تعارف کروایا تو آپ نے اسے پہچان لیا اور فرمایا تو ہی وہ شخص ہے جس نے ایک صبح کو پانچ ہزار موحدین کو قتل کیا ہے تو اس نے آپ کے سامنے یہ عذر پیش کیا کہ انہوں نے مختار کی بیعت کر لی تھی' آپ نے فرمایا کیا ان میں ایسے اشخاص نہ تھے جو مجبور یا ناواقف تھے جو غور و فکر کر کے توبہ کر لیتے؟ خیال تو کرو اگر کوئی شخص زبیر کی بکریوں کے پاس آ کر ان میں سے پانچ ہزار بکریاں ایک صبح کو ذبح کر دیتا تو کیا وہ حد سے تجاوز

Marfat.com

کرنے والا نہ ہوتا؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا وہ بکریاں نہ اللہ کی عبادت کرتی تھیں اور نہ اسے جانتی تھیں جیسے آدمی اسے جانتا ہے پس موحد کو قتل کرنا کیسا ہے؟ پھر آپ نے اسے فرمایا اے میرے بیٹے جس حد تک تو سکت رکھتا ہے ٹھنڈے پانی سے فائدہ اٹھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے کہا جب تک ہو سکتا ہے تو جیتا رہ۔

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الحسن نے زفر بن قتیبہ سے بحوالہ کلبی مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز عبدالملک نے اپنے ہم نشینوں سے کہا' عربوں اور رومیوں میں سے سب سے بڑا شجاع کون ہے؟ لوگوں نے کہا شبیب' دوسرے شخص نے کہا۔ قطری بن الفجاءۃ اور فلاں فلاں' عبدالملک نے کہا بلاشبہ سب سے شجاع وہ شخص ہے جس نے سکینہ بنت حسینؓ اور عائشہ بنت طلحہ کو جمع کیا ہے' اور اس کی ماں الحمید بنت عبداللہ بن عامر بن کریز تھی اور اس کا بیٹا ریان بن انیف کلبی' عرب کے سورج کے سامنے رہنے والے علاقے کا سردار تھا اس نے عراقین پر پانچ سال امارت کی اور تین کروڑ درہم حاصل کیا اور اس کے ساتھ اپنے لیے اموال بھی حاصل کیے اور اس کے علاوہ سامان' چوپائے اور بے شمار اموال بھی حاصل کیے اور اس کے ساتھ اسے امان بھی دی گئی اور یہ کہ اسے زندگی کے ساتھ یہ سب سامان بھی دیا جائے گا' اس نے ان سب چیزوں سے بے رغبتی کی اور انکار کیا اور ذلت کے مقام پر قتل ہونے کو ترجیح دی اور ان سب چیزوں کو چھوڑ دیا اور اپنی تلوار لے کر چلا اور جنگ کی حتیٰ کہ مر گیا اور یہ واقعہ آپ کے اصحاب کے مدد چھوڑ دینے کے بعد ہوا' یہ مصعب بن زبیرؓ تھے اللہ ان پر رحم فرمائے۔ اور آپ اس شخص کی طرح نہیں تھے جو ایک دفعہ پلوں کو یہاں سے پار کرتا ہے اور دوسری دفعہ وہاں سے' آپ ایک مرد تھے اور یہ آپ کا زہد تھا۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۲۷ھ کو جمعرات کے روز قتل ہوئے تھے۔

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ فلیح بن اسماعیل اور جعفر بن ابی بشیر نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جب مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا۔

''جنگ عبس میں ایک نوجوان نے جو سامان سے روکنے والا نہیں تھا' سواروں کو ہلاک کر دیا اگر کوئی بھلائی اس کے پاس آتی تو وہ اس سے خوش نہ ہوتا اور نہ وہ مصیبتوں سے ڈرنے اور گھبرانے والا تھا اور گھوڑوں کے دوڑنے کے وقت وہ مالک کی غیر موجودگی میں سامان کی نگرانی کرنے والا نوکر نہ تھا اور نہ چرواہے کی بانسری کی طرح خالی تھا''۔

جو شخص آپ کے سر کو لایا اس نے کہا یا امیر المومنین کاش آپ اسے دیکھتے' کبھی اس کے ہاتھ میں نیزہ ہوتا اور کبھی تلوار ہوتی کبھی یہ اس کے ساتھ چیرتا اور کبھی یہ اس کے ساتھ چوٹ لگاتا تو آپ اسے ایک ایسا جوان پاتے جو دل و نگاہ کو شجاعت سے بھر دیتا ہے لیکن جب اس کے جوانوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا قصد کرنے والے زیادہ ہو گئے اور یہ اکیلا ہی رہ گیا تو یہ مسلسل اشعار پڑھتا رہا:

''میں ناپسندیدہ بات کے پیش آ جانے پر اپنے نفس کی تکذیب کرتا ہوں اور آنکھیں بند نہیں ہوتیں اور یہ بات کسی ذلت کی وجہ سے نہیں بلکہ عزت کی وجہ سے ہوتی ہے میں اس سے کارناموں کے وقت اپنی عزت کا دفاع کرتا ہوں اور میں

Marfat.com

جنگ بازوں کے واسطے جنگ کی گھات لگاتا ہوں اور میں مصالحت کرنے والے کے لیے زمین سے بھی عاجز ہوتا ہوں''۔

عبدالملک نے کہا خدا کی قسم جیسے اس نے اپنی تعریف کی ہے وہ ویسا ہی تھا اور وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور مجھے اس سے سخت محبت تھی لیکن حکومت بے برکت ہوتی ہے۔ اور یعقوب بن سفیان نے عن سلیمان بن خرب عن غسان بن مضر عن سعید بن یزید روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے مصعب کو ارض مسکن میں نہر دجیل کے کنارے دیر جاثلیق کے پاس قتل کیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عبدالملک کے پاس لے گیا تو اس نے اللہ کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا اور ابن ظبیان ایک نادان بہادر تھا اور وہ کہا کرتا تھا کاش میں عبدالملک کو اس وقت قتل کر دیتا جب اس نے سجدہ کیا تھا اور میں دو عرب بادشاہوں کا قاتل بن جاتا' یعقوب نے بیان کیا ہے یہ ۷۲ھ کا واقعہ ہے۔ واللہ اعلم

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ جس روز مصعب قتل ہوئے ان کی عمر کے بارے میں تین اقوال پائے جاتے ہیں ایک یہ کہ ان کی عمر ۳۵ سال تھی دوسرا یہ کہ ان کی عمر چالیس سال تھی تیسرا یہ کہ ان کی عمر ۴۵ سال تھی۔ واللہ اعلم

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ اس معرکہ میں آپ کی بیوی سکینہ بنت حسینؓ آپ کے ساتھ تھی اور جب آپ قتل ہو گئے تو سکینہ نے آپ کو مقتولین میں تلاش کیا حتیٰ کہ آپ کو اس تل کی وجہ سے پہچان لیا جو آپ کے رخسار پر تھا اور کہنے لگیں مسلمان عورت کا یہ کیا ہی اچھا خاوند تھا میں تجھے تلاش کروں گی قسم بخدا عنترہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

''اور خوبصورت عورت کے دوست کو میں نے چٹیل میدان میں پچھڑے ہوئے چھوڑا جس نے نہ حفاظت کی اور نہ خلل ڈالا اور میں نے طویل نیزے کے ساتھ اس کی کھال کو پھاڑ دیا اور شریف سردار نیزے پر حرام نہیں ہوتا''۔

زبیر نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن قیس الرقیات نے مصعب بن زبیر کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

''دیر جاثلیق میں قتل ہو کر مقیم ہونے والے مقتول نے دونوں شہروں کو غم اور ذلت دی ہے' جنگ کے روز نہ بکر بن وائل نے اللہ خیر خواہی کی اور نہ تمیم نے سچ بولا' اور اگر بکری شخص فوجوں کو اپنے اردگرد موڑتا تو ان کی آزادی ہمیشہ باقی رہتی لیکن اس نے عہد کو ضائع کر دیا ہے اور اس روز وہاں کوئی شریف مضری موجود نہ تھا اور اللہ وہاں کے کوفیوں اور بصریوں کو ملامت کی جزا دے بلاشبہ بخیل' بخیل ہی ہوتا ہے اور سوکنوں کے بیٹوں نے ہماری پشتوں کو خالی کر دیا اور ہم ان کے درمیان خالص لوگ تھے اگر ہم فنا ہو گئے تو وہ ہمارے بعد مسلمانوں میں کسی حرمت والے کی حرمت باقی نہیں رہنے دیں گے''۔

اور ابو حاتم رازی نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن مصعب کلبی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے بحوالہ عبدالملک بن عمیر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں کوفہ کے محل میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر ایک ڈھال پر عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پڑا ہے اور عبیداللہ تخت پر بیٹھا ہے پھر کچھ عرصے کے بعد میں محل میں داخل ہوا تو میں نے عبیداللہ بن زیاد کے سر کو ایک ڈھال پر مختار کے سامنے پڑے دیکھا اور مختار تخت پر بیٹھا ہے پھر کچھ عرصے کے بعد میں محل میں داخل ہوا تو میں نے مختار

Marfat.com

کے سر کو ایک ڈھال پر مصعب بن زبیرؓ کے سامنے پڑے دیکھا اور مصعب تخت پر بیٹھا ہے پھر کچھ عرصے کے بعد میں محل میں داخل ہوا تو میں نے مصعب بن زبیر کے سر کو ایک ڈھال پر عبدالملک کے سامنے پڑے دیکھا اور عبدالملک تخت پر بیٹھا ہے اس بات کو امام احمدؒ اور کئی لوگوں نے بحوالہ عبدالملک بن عمیر بیان کیا ہے۔

اور عبداللہ بن قیس الرقیات نے مصعب کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا ہے۔

''تمام بادلوں نے ایک جسم کی موت کی خبر دی ہے جو مسکن پر برہنہ جوڑوں کے ساتھ پڑا ہے اس کے ساتوں ستارے شام کرتے ہیں اور اس کا گھر ایسی منازل میں ہے جن کے کھنڈرات بوسیدہ ہو چکے ہیں' ساتھی کوچ کر گئے ہیں اور انہوں نے اسے صبا اور بادشمال کے درمیان پڑے چھوڑ دیا ہے''۔

Marfat.com

باب

عکاشہ اور عیسیٰ مصعبؒ کے لڑکے تھے اور عیسیٰ وہ ہے جو آپ کے ساتھ قتل ہوا اور سکینہ آپ کی لڑکی ہے اور ان کی ماں فاطمہ بنت عبداللہ بن السائب تھی اور عبداللہ اور محمد بھی آپ کے لڑکے تھے ان دونوں کی ماں عائشہ بنت طلحہ تھی اور اس کی ماں ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھی۔ اور جعفر مصعب سعید اور عیسیٰ اصغر اور المنذر مختلف ماؤں سے آپ کے بیٹے تھے اور الرباب کی ماں سکینہ بنتِ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھی۔

ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوزید نے بحوالہ ابوغسان محمد بن یحییٰ بیان کیا ہے کہ مصعب بن عثمان نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنے بھائی مصعبؒ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا:

''سب تعریف اس خدا کے لیے ہے جس کے لیے امر اور خلق ہے وہ جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے آگاہ رہو جس کے ساتھ حق ہو اللہ نے اُسے کبھی ذلیل نہیں کیا خواہ وہ فرد واحد ہی ہو اور وہ شخص کبھی کامیاب نہیں ہوا جس کا دوست شیطان اور اس کی پارٹی ہو خواہ اس کے ساتھ سارے لوگ ہوں' آگاہ رہو ہمارے پاس عراق سے خبر آئی ہے جس نے ہمیں غمگین اور شادمان کیا ہے' ہمارے پاس مصعب کے قتل کی خبر آئی تو اس نے ہمیں غمگین کر دیا اور جس بات نے ہمیں خوش کیا ہے وہ یہ کہ ہمیں معلوم کہ اس کا قتل ہونا شہادت ہے' اور جس بات نے ہمیں غمگین کیا ہے وہ یہ کہ بلاشبہ قریبی عزیز کو مصیبت کے وقت غم کی جلن محسوس ہوتی ہے پھر وہ بعدازاں اس سے باز آ جاتا ہے اور صاحب الرائے اچھی طرح صبر کرنے والا ہوتا ہے۔ مجھے مصعب کی تکلیف پہنچی ہے اور اس سے قبل مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تکلیف بھی پہنچ چکی ہے اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مصیبت سے بھی خالی نہیں اور مصعب اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار تھا آگاہ رہو عراقی غداروں اور منافقوں نے اس کی مدد چھوڑ دی تھی اور اسے کم تر قیمت پر فروخت کر دیا تھا اگر وہ قتل ہو گیا ہے تو قسم بخدا ہم اپنے بستروں پر نہیں مریں گے جیسا کہ بنوابی العاص مرا کرتے ہیں' خدا کی قسم جاہلیت اور اسلام میں ان میں سے کوئی شخص کسی لشکر میں قتل نہیں ہوا اور ہم نیزوں کی نوکوں اور تلواروں کے سائے میں مرتے ہیں بلاشبہ بنوابی العاص لوگوں کو رغبت دلانے والی اور ڈرانے والی چیزوں سے اکٹھا کرتے ہیں پھر ان کے ساتھ لوگوں سے جنگ کرتے ہیں جو ان سے بہتر اور معزز ہوتے ہیں اور ان کے پیروکاروں سے فوج کی صورت میں جنگ نہیں کرتے آگاہ رہو دنیا اس بلند و برتر بادشاہ سے عاریۃً ہے جس کی بادشاہت کو زوال نہیں اور نہ اس کی حکومت تباہ ہو گی' اگر دنیا آئے تو میں اسے ایک متکبر اور ناپسند کرنے والے کی طرح پکڑوں گا اور اگر وہ پشت پھیر جائے تو میں اس پر غمگین افسردہ اور حقیر آدمی کی طرح نہیں روؤں گا' میں یہ بات کہتا ہوں اور اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں''۔

Marfat.com

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابراہیم ابن الاشتر:

اس کا باپ ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت عثمانؓ کے نگران اور قاتلین تھے اور یہ ابراہیم مشہور بہادروں میں سے تھا اور اسے شرف حاصل تھا' اسی نے عبید اللہ بن زیاد کو قتل کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن غسیلہ:

ابو عبداللہ المرادی الصنابحی' یہ صالح شخص تھا اور عبدالملک اسے تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا کرتا تھا اور عالم اور فاضل تھا' اس نے دمشق میں وفات پائی ہے۔

عمرو بن سلمہ:

مخزومی مدنی' حضرت نبی کریم ﷺ کے ربیب تھے اور ارض حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہؓ:

ابو عبدالرحمٰن' آپ حضرت ام سلمہؓ کے غلام تھے آپ نے انہیں آزاد کر دیا اور شرط عائد کی کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کریں' آپ بیان کرتے ہیں اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھے آزاد نہ کرتیں تب بھی میں جب تک زندہ رہتا ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا رہتا اور حضرت سفینہؓ رسول اللہ ﷺ کی آل کے دوست اور ان سے میل جول رکھنے والے تھے۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت سفینہؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کا نام سفینہ کیوں رکھا گیا ہے؟ تو آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا ہے' ایک دفعہ آپ باہر گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی تھے اور ان کا سامان ان پر بوجھل ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے اسے پھیلایا تو آپ نے ان کا سامان اس میں رکھ دیا پھر مجھے فرمایا اسے اٹھالو تم تو سفینہ ہو آپ فرماتے ہیں اگر میں اس روز ایک یا دو' پانچ یا سات اونٹوں کا بھی بوجھ اٹھاتا تو مجھے بوجھل معلوم نہ ہوتا' اور محمد بن المنکدر نے بحوالہ حضرت سفینہؓ روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں سمندر میں کشتی پر سوار ہوا تو وہ شکستہ ہو گئی اور میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا اور مجھے سمندر نے ایک جنگل میں پھینک دیا جس میں شیر رہتا تھا وہ میرے پاس آیا تو میں نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ ہوں تو اس نے اپنا سر جھکا لیا اور وہ مجھے اپنے پہلو یا اپنی ہتھیلی سے مجھے دھکیلنے لگا یہاں تک کہ اس نے مجھے راستے پر ڈال دیا پھر اس نے ایک دھاڑ ماری تو میں نے خیال کیا وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے اور حماد بن سلمہ نے بیان کیا ہے کہ سعید بن جمہان نے بحوالہ حضرت سفینہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے گھر کے کونے میں ایک منقش کپڑا دیکھا آپ واپس آ گئے اور گھر میں داخل نہ ہوئے' حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیجئے آپ کیوں واپس ہوئے ہیں' حضرت علیؓ نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا میرے لیے اور کسی نبی کے لیے نقش و

Marfat.com

نگار سے آراستہ گھر میں داخل ہونا مناسب نہیں۔

حضرت عمر بن اخطبؓ:

ابوزید الانصاری الاعرج' آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر تیرہ جنگیں لڑیں۔

حضرت یزید بن الاسود الجرشی السکونی:

آپ عابد وزاہد اور صالح آدمی تھے آپ نے شام کی بستی زیدین میں سکونت اختیار کی اور بعض نے جرین بستی کا نام لیا ہے اور مشرقی دروازے کے اندر آپ کا گھر تھا آپ کی صحبت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے آپ نے صحابہؓ سے روایات کی ہیں اور جب قحط پڑتا تو اہل شام آپ کے توسل سے بارش طلب کرتے اور حضرت معاویہؓ اور ضحاک بن قیس نے بھی آپ کے توسل سے بارش طلب کی ہے اور حضرت معاویہؓ آپ کو منبر پر اپنے ساتھ بٹھاتے تھے حضرت معاویہؓ نے کہا اے یزید کھڑے ہو جاؤ اے اللہ ہم اپنے نیک اور صالح آدمیوں کے ذریعے تجھ سے توسل کرتے ہیں۔ پس وہ اللہ سے بارش طلب کرتے اور انہیں سیراب کر دیا جاتا اور جامع دمشق میں نمازیں پڑھایا کرتے تھے اور جب آپ بستی سے تاریک رات میں جامع مسجد میں نماز پڑھانے کے ارادے سے نکلتے تو آپ کے پاؤں کا انگوٹھا آپ کے لیے روشنی کر دیتا' اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے دونوں پاؤں کی سب انگلیاں روشنی کر دیتی تھیں حتیٰ کہ آپ جامع مسجد میں داخل ہو جاتے اور جب آپ واپس آتے تو وہ آپ کے لیے روشنی کر دیتیں حتیٰ کہ آپ بستی میں داخل ہو جاتے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے زیدین بستی کے ہر درخت کے پاس دو رکعت نماز پڑھی ہے اور آپ تاریک رات میں' دمشق میں نماز عشاء کے لیے جاتے ہوئے اور اپنی بستی میں آتے ہوئے اپنے انگوٹھے کی روشنی میں پیدل چلتے تھے اور دمشق کی جامع مسجد میں نمازوں میں حاضر ہوا کرتے تھے اور آپ کی کوئی نماز فوت نہیں ہوتی تھی آپ نے غوطہ دمشق کی زیدین یا جرین بستی میں وفات پائی۔

۷۲ھ

اس سال مہلب بن ابی صفرۃ اور خوارج کے ازارقہ فرقے کے درمیان سولاف مقام پر زبردست معرکہ ہوا اور وہ تقریباً آٹھ ماہ تک ایک دوسرے کے سامنے کھڑے رہے اور ان کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں جن کی تفصیل طویل ہے اور ابن جریر نے ان کا استقصاء کیا' ہے اس مدت کے دوران مصعب بن زبیر قتل ہو گئے پھر عبدالملک نے مہلب بن ابی صفرۃ کو اہواز اور اس کے ارد گرد کے شہروں کی امارت پر قائم رکھا اور اس کی مساعی کا شکریہ ادا کیا اور اس کی بہت تعریف کی پھر لوگوں نے عبدالملک کی حکومت میں اہواز میں ایک دوسرے پر حملے کیے اور لوگوں نے خوارج کو بری طرح شکست دی اور وہ کسی کی طرف توجہ دیے بغیر شہروں کی طرف بھاگ گئے' اور لوگوں کے امیر خالد بن عبداللہ اور داؤد بن مخذوم نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں بھگا دیا اور عبدالملک نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو پیغام بھیجا کہ وہ چار ہزار فوج سے ان کی مدد کرے اور اس نے عتاب بن ورقاء کی سرکردگی میں چار ہزار فوج اس کے پاس بھیج دی اور اس نے خوارج کو مکمل طور پر بھگا دیا لیکن فوج کو بڑی تکلیف سے دوچار ہونا پڑا اور ان کے گھوڑے مر گئے اور اکثر لوگ پا پیادہ ہی اپنے گھروں کو واپس آئے۔

Marfat.com

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابوفدیک حارثی نے خروج کیا جو قیس بن ثعلبہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے بحرین پر غلبہ پالیا اور نجدہ بن عامر حارثی کو قتل کر دیا پس امیر بصرہ خالد بن عبداللہ نے اپنے بھائی امیہ بن عبداللہ کو بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کے پاس روانہ کیا پس ابوفدیک نے انہیں شکست دی اور اس نے امیہ کی لونڈی کو پکڑ لیا اور اپنے لیے منتخب کر لیا اور بصرہ کے امیر خالد نے عبدالملک کو خط لکھ کر حقیقتِ حال سے آگاہ کیا اور اس خالد پر ابوفدیک سے جنگ کرنے اور ازارقہ سے جنگ کرنے پر اتفاق ہو گیا جو اہواز میں قطری بن الفجاءۃ کے اصحاب تھے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف ثقفی کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف بھیجا تاکہ وہ مکہ میں آپ کا محاصرہ کرے' راوی بیان کرتا ہے کہ دوسروں کو چھوڑ کر حجاج کو بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ جب عبدالملک نے مصعب کے قتل کرنے اور اس سے عراق کر لے لینے کے بعد شام کی طرف واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے لوگوں کو مکہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے کے لیے اکسایا تو کسی نے اسے جواب نہ دیا' پس حجاج اٹھا اور کہنے لگا یا امیر المومنین میں اس سے جنگ کروں گا اور حجاج نے عبدالملک کو ایک خواب بھی بتایا جو اس کے خیال میں اس نے دیکھا تھا' اس نے کہا یا امیر المومنین میں نے دیکھا کہ گویا میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پکڑ لیا ہے اور میں نے اس کی کھال اتاری ہے' مجھے اس کے مقابلہ میں بھیجئے میں اس سے جنگ کروں گا' پس عبدالملک نے اسے ایک بہت بڑی شامی فوج کے ساتھ بھیج دیا اور اس نے اہل مکہ کے لیے اس کی اطاعت کرنے کی صورت میں اسے امان بھی لکھ دی' مورخین نے بیان کیا ہے کہ حجاج اس سال کے جمادی میں دو ہزار شامی سواروں کے ساتھ نکلا اور عراق کے راستے پر چلا اور مدینہ نہ آیا حتیٰ کہ طائف میں اتر گیا اور عرفہ کی طرف فوجیں بھیجنے لگا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما بھی سواروں کو بھیجنے لگے پس دونوں کی جنگیں ہوتیں تو حضرت ابن زبیرؓ کے سواروں کو شکست ہو جاتی اور حجاج کے سواروں کو فتح حاصل ہوتی' پھر حجاج نے عبدالملک کو خط لکھا کہ وہ اسے حرم میں داخل ہونے اور ابن زبیرؓ کے محاصرہ کرنے کی اجازت دے بلاشبہ آپ کی قوت کمزور ہو چکی تھی اور آپ کی جماعت اکتا چکی تھی اور آپ کے عام اصحاب آپ کو چھوڑ چکے تھے اور اس نے عبدالملک سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے جوانوں کی مدد دے تو عبدالملک نے طارق بن عمرو کو خط لکھ کر حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت حجاج سے جا ملے اور حجاج طائف سے کوچ کر کے بیرِ معونہ پر اترا اور مسجد میں ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا اور جب ذوالحجہ کا مہینہ آیا تو اس سال حجاج نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ اور اس کے اصحاب ہتھیار لگا کر عرفات میں کھڑے تھے اور اسی طرح بعد کے مشاعر میں بھی ہوا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما محصور تھے آپ نے اس سال حج کرنے کی سکت نہیں پائی بلکہ آپ نے قربانی کے دن ایک اونٹ ذبح کر دیا اور اسی طرح آپ کے بہت سے ساتھیوں نے بھی حج کی سکت نہیں پائی اور اسی طرح حجاج کے بہت سے ساتھیوں اور طارق بن عمرو نے بھی بیت اللہ کے طواف کی سکت نہیں پائی' پس وہ احرام باندھے رہے اور انہیں تحلیل ثانی حاصل نہیں ہوا اور حجاج اور اس کے ساتھی حجون اور بیرِ معونہ کے درمیان فروکش تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال عبدالملک نے امیر خراسان عبداللہ بن خازم کو خط لکھ کر اپنی بیعت کی دعوت دی اور سات سال کے لیے اسے خراسان دینے کا وعدہ کیا' جب اس کے پاس خط پہنچا تو اس نے ایلچی سے کہا تجھے ابوالذبان نے بھیجا ہے؟

Marfat.com

اگر ایلچیوں کے قتل کرنے کا دستور نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا لیکن تو اس کے خط کو کھا جا' سو اس نے اسے کھا لیا اور عبدالملک نے ابن خازم کے مرو کے نائب بکیر بن دشاح کو پیغام بھیجا اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ عبداللہ بن خازم کو معزول کر دے تو وہ اسے خراسان کی امارت دے دے گا پس اس نے اسے معزول کر دیا اور ابن خازم نے آ کر اس سے جنگ کی اور امیر خراسان عبداللہ بن خازم میدانِ کارزار میں قتل ہو گیا' اسے وکیع بن عمیرہ نامی شخص نے قتل کیا لیکن ایک دوسرے شخص نے بھی اس کی مدد کی تھی پس وکیع اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور اس کے کچھ سانس باقی تھے وہ اٹھنے لگا مگر اٹھ نہ سکا اور وکیع کہنے لگا یا ثارات دویلہ۔ دویلہ اس کا بھائی تھا۔ جسے ابن خازم نے قتل کر دیا تھا پھر ابن خازم نے وکیع کے چہرے پر بلغم تھوک دی' وکیع کا بیان ہے کہ میں نے اس حال میں اس سے زیادہ تھوک والا شخص نہیں دیکھا اور حضرت ابو ہریرہؓ جب اس کا ذکر کرتے تو وہ فرماتے خدا کی قسم یہی بسالت ہے اور ابن خازم نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تو مجھے اپنے بھائی کے بدلے میں قتل کرے گا؟ اللہ تجھ پر لعنت کرے کیا تو مصر کے سردار کو اپنے عجمی کافر بھائی کے بدلے میں قتل کرے گا وہ تو مٹھی بھر مٹی کے برابر بھی نہ تھا۔ یا یہ کہا کہ وہ مٹھی بھر گٹھلیوں کے برابر بھی نہ تھا۔ راوی بیان کرتا ہے اس نے اس کا سر کاٹ لیا اور بکیر بن دشاح نے آ کر سر لینا چاہا تو بحیر بن ورقاء نے اسے اس سے ایک لکڑی کے ذریعے روک دیا اور اسے بیڑی ڈال دی پھر اس نے سر لے لیا اور اسے عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا اور اسے فتح و ظفر کا خط لکھا جس سے وہ بہت خوش ہوا اور اس نے بکیر بن دشاح کو خراسان کی نیابت پر قائم کرنے کا خط لکھا اور اس سال حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مدینہ کو چھین لیا گیا اور عبدالملک نے طارق بن عمرو کو جسے اس نے حجاج کی مدد کے لیے بھیجا تھا مدینہ میں نائب مقرر کر دیا۔

عبداللہ بن خازم کے حالات:

عبداللہ بن خازم بن اسماء السلمی ابو صالح بصری امیر خراسان مشہور بہادروں اور قابل تعریف شہسواروں میں سے تھا۔ ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی نے اپنی کتاب تہذیب میں بیان کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ اسے صحبت حاصل تھی اور اس نے سیاہ عمامہ کے بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے' ابوداؤد' ترمذی اور نسائی کے نزدیک بھی یہ روایت ہے لیکن انہوں نے اس کا نام نہیں لیا اور اس سے سعد بن عثمان رازی اور سعید بن الازرق نے روایت کی ہے ابو بشیر دولابی نے روایت کی ہے کہ وہ ۷۱ھ میں قتل ہوا تھا اور بعض کا قول ہے کہ ۷۸ھ میں قتل ہوا تھا لیکن اس قول کی کچھ اہمیت نہیں ہمارے شیخ کا بیان ختم ہوا اور ابوالحسن بن الاثیر نے الغابۃ فی اسماء الصحابہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن خازم بن اسماء بن الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن سماک بن عوف بن امری القیس بن تہیۃ بن سلیم بن منصور' ابو صالح السلمی' امیر خراسان مشہور بہادر اور قابل تعریف شہسوار ہے۔ اور سعید بن الازرق اور سعد بن عثمان نے اس سے روایت کی ہے' کہتے ہیں کہ اسے صحبت بھی حاصل تھی' اس نے سرخس کو فتح کیا اور حضرت ابن زبیرؓ کے فتنہ میں وہ خراسان کا امیر تھا' یزید بن معاویہ اور اس کے بیٹے معاویہ کی موت کے بعد سب سے پہلے یہ ۶۴ھ میں خراسان کا امیر بنا اور اس نے خراسان میں بہت جنگیں کیں پھر وہاں اس کی امارت مکمل ہو گئی اور ہم نے کتاب الکامل فی التاریخ میں اس کے حالات کا استقصاء کیا ہے اور اسی طرح ہمارے شیخ نے بحوالہ الدولابی بیان کیا ہے اور اسی طرح میں نے اپنے شیخ ذہبی کی تاریخ میں دیکھا ہے' ابن جریر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ وہ ۷۲ھ میں قتل ہوا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ

Marfat.com

وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد قتل ہوا تھا اور عبدالملک نے حضرت ابن زبیرؓ کے سر کو ابن خازم کے پاس خراسان بھجوایا اور اسے اپنی اطاعت کرنے کا بھی پیغام بھیجا اور وہ دس سال خراسان کا امیر رہے گا اور ابن خازم نے جب حضرت ابن زبیرؓ کے سر کو دیکھا تو اس نے حلف اٹھایا کہ وہ کبھی عبدالملک کی اطاعت نہیں کرے گا اور اس نے ایک طشت منگا کر حضرت ابن زبیرؓ کے سر کو دھویا اور اسے کفنایا اور خوشبو لگائی اور اسے آپ کے اہل کے پاس مدینہ بھجوا دیا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اسے اپنے ہاں خراسان میں دفن کر دیا۔ واللہ اعلم

اور جو ایلچی خط لے کر آیا تھا اسے کہا اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور اسے قتل کر دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احنف بن قیس:

ابو معاویہ بن حصین التیمی السعدی ابو بحر البصری صعصعہ بن معاویہ کا بھتیجا ہے اور احنف اس کا لقب ہے اور اس کا نام ضحاک ہے اور بعض نے صخر بیان کیا ہے' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلمان ہوا لیکن اس نے آپ کو دیکھا نہیں' اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا کی ہے اور یہ صاحب مرتبہ' مطاع اور مومن سردار تھا اور زبان دان تھا اور اس کے حلم کی مثال بیان کی جاتی تھی اور اس کے حلم کے واقعات مشہور ہیں' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ زبان دان مومن ہے اور حضرت حسن بصریؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے کسی قوم کے سردار کو اس سے بہتر نہیں پایا اور احمد بن عبداللہ العجلی نے بیان کیا ہے کہ وہ بصرہ کا ثقہ تابعی ہے اور وہ اپنی قوم کا سردار تھا اور یک چشم' پتلی ٹانگوں والا' اور کوتاہ قامت تھا اس کی ٹھوڑی پر بال تھے اور رخساروں پر بال نہیں تھے اور اس کا ایک ہی خصیہ تھا' حضرت عمرؓ نے اس کے امتحان کے لیے اسے ایک سال تک اس کی قوم سے روکے رکھا پھر فرمایا قسم بخدا یہ سردار ہے۔ یا فرمایا یہ سرداری ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت عمرؓ کے پاس تقریر کی تو اس کی گفتار نے آپ کو حیران کر دیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ چیچک کی وجہ سے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی اور بعض کا قول ہے کہ سمرقند کی فتح میں جاتی رہی تھی اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ احنف' سخی' حلیم اور صالح شخص تھا' اس نے جاہلیت کا زمانہ پایا پھر مسلمان ہو گیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اس کے لیے دعا کی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ثقہ مامون اور قلیل الحدیث تھا اور رات کو بہت نماز پڑھتا تھا اور وہ خوبصورت چراغ جلاتا تھا اور صبح تک روتا اور نماز پڑھتا تھا' اور وہ چراغ پر اپنی انگلی رکھتا اور کہتا اے احنف دیکھ لے تجھے کون سی بات اس پر آمادہ کرتی ہے؟ تجھے کون سی بات اس پر آمادہ کرتی ہے اور وہ اپنے آپ سے کہتا جب تو چراغ پر صبر نہیں کر سکتا تو بڑی آگ پر کیسے صبر کرے گا؟ اس سے دریافت کیا گیا تیری قوم نے تجھے کیسے سردار بنا لیا ہے حالانکہ تو ان سب سے بدصورت ہے؟ اس نے کہا اگر میری قوم پانی پر عیب لگائے تو میں اسے نہ پیوں' جنگ صفین میں احنف حضرت علیؓ کے امراء میں سے تھا اور اسی نے اہل بلخ کے ساتھ ہر سال چار لاکھ دینار پر مصالحت کی تھی اور اس کی جنگیں

Marfat.com

مشہور و معروف ہیں۔ اور اس نے جنگ میں اہل خراسان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان پر غالب آ گیا' اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ اسی نے مرو الروز کو فتح کیا تھا' اور حسنؒ اور ابن سیرین اس کی فوج میں شامل تھے اور اسی نے سمرقند وغیرہ کو فتح کیا' اور بعض نے اس کی وفات ۶۷ھ میں بیان کی ہے اور اس سے زیادہ اقوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔

اور اس کے کلام میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ حلم کیا ہے؟ اس نے کہا صبر کے ساتھ ذلت' اور جب لوگ اس کے حلم سے تعجب کرتے تو وہ کہتا خدا کی قسم جو تم محسوس کرتے ہو' میں بھی محسوس کرتا ہوں لیکن میں بہت صبر کرنے والا ہوں نیز کہا میں نے حلم کو' مردوں سے زیادہ مددگار پایا ہے اور حلم اور سرداری اس کی طرف منتہی ہوتی ہے اور اس نے بیان کیا کہ اپنی نیکی کو اس کا ذکر نہ کرنے سے زندہ کر' نیز کہا' مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو دو دفعہ پیشاب کی نالی میں چلتا ہے وہ کیسے تکبر کرتا ہے؟ نیز کہا میں بلائے بغیر ان لوگوں میں سے کسی کے دروازے پر نہیں جاتا اور نہ میں دو آدمیوں کے درمیان دخل دیتا ہوں سوائے اس کے کہ وہ خود مجھے اپنے درمیان داخل کریں' اس سے پوچھا گیا تم کس بات کی وجہ سے اپنی قوم کے سردار بنے ہو؟ اس نے کہا' اس کام کے ترک کرنے سے جس کا مجھ سے کچھ واسطہ نہیں ہوتا جیسا کہ میرا معاملہ تجھ سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ ایک شخص نے گفتگو میں اس سے سختی کی اور کہنے لگا اے احنف خدا کی قسم اگر تو نے مجھے ایک بات کہی تو تو اس کے عوض دس باتیں سنے گا' اس نے اسے کہا اگر تو مجھے دس باتیں کہے گا تو تو مجھ سے ایک بات بھی نہ سنے گا' اور وہ اپنی دعا میں کہا کرتا تھا: اے اللہ اگر تو مجھے عذاب دے تو میں اس کا اہل ہوں اور اگر تو مجھے بخش دے تو تو اس کا اہل ہے اور زیاد بن ابیہ اسے اپنے نزدیک و قریب کیا کرتا تھا اور جب زیاد مر گیا اور اس کا بیٹا عبید اللہ امیر بنا تو اس نے اسے بالکل سربلند نہ کیا اور اس کے ہاں اس کی منزلت گھٹ گئی اور جب یہ عراقی رؤسا کے وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس گیا تو آپ کے ہاں ان کی جو منزلت تھی اس کے مطابق انہیں اپنے ہاں داخل کیا اور احنف آخری شخص تھا جسے اس نے اپنے ہاں داخل کیا اور جب حضرت معاویہؓ نے اسے دیکھا تو اس کی تعظیم و توقیر کی اور اسے قریب کیا اور اس کی عزت کی اور اسے اپنے ساتھ بچھونے پر بٹھایا پھر وہ انہیں چھوڑ کر اس سے گفتگو کرنے لگا' پھر حاضرین ابن زیاد کی تعریف کرنے لگے' اور احنف خاموش رہا' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تم بات کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا اگر میں نے بات کی تو میں ان کی مخالفت کروں گا' حضرت معاویہؓ نے کہا میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے عراق سے معزول کر دیا ہے پھر آپ نے ان سے کہا' اپنے لیے نائب تلاش کرو اور ان کو تین دن کی مہلت دی اور انہوں نے آپس میں بہت اختلاف کیا اور اس کے بعد ان میں سے کسی ایک نے بھی عبید اللہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ اس کا مطالبہ کیا اور اس بارے میں احنف نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی بات نہ کی اور جب وہ تین دن کے بعد جمع ہوئے تو انہوں نے اس بارے میں بہت باتیں کیں اور شور زیادہ ہو گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں اور احنف خاموش رہا' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا' بات کرو' اس نے اسے کہا اگر آپ اپنے اہل بیت میں سے کسی کو وہاں امیر بنانا چاہتے ہیں تو ان میں کوئی ایسا شخص نہیں جو عبید اللہ کی مانند نہیں بلاشبہ وہ دانش مند شخص ہے اور ان میں سے کوئی شخص اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور اگر آپ کسی اور شخص کو امیر بنانا چاہتے ہیں تو آپ اپنے قرابت داروں کو بہتر جانتے ہیں پس حضرت معاویہؓ نے اسے امارت کی طرف لوٹا دیا پھر ان سے اس سے کہا یہ تیرا اور اس کا معاملہ ہے تو احنف جیسے شخص سے کیسے ناواقف رہا ہے حالانکہ اسی نے تجھے معزول کیا ہے اور امیر بنایا ہے حالانکہ وہ

Marfat.com

خاموش رہا ہے پس اس کے بعد احنف کی منزلت ابن زیاد کے ہاں بڑھ گئی۔

احنف نے کوفہ میں وفات پائی اور مصعب بن زبیر نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے جنازہ میں بھی گیا اور اس کا یہ واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے، واقدی نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو اپنے بیٹے یزید پر ناراض ہوتے پایا اور اس نے ان دونوں کے درمیان صلح کروادی، راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ نے یزید کی طرف بہت سامال اور اسباب وغیرہ بھیجا اور یزید نے اس کا نصف احنف کو بھیج دیا۔ واللہ سبحانہ اعلم

حضرت البراء بن عازبؓ:

بن الحارث بن عدی بن مجدعۃ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو ابن مالک بن اوس الانصاری الحارثی الاوسی، آپ جلیل القدر صحابی ہیں اور اسی طرح آپ کے باپ بھی صحابی تھے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور آپ نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی روایت کی ہے اور آپ سے تابعینؒ کی ایک جماعت اور بعض صحابہؓ نے روایت کی ہے، کہتے ہیں کہ آپ نے کوفہ میں اس وقت وفات پائی۔ جب عراق پر مصعب بن زبیر کی حکومت تھی۔

قاضی عبیدۃ السلمانی:

عبیدہ بن عمرو اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن قیس بن عمرو السلمانی المرادی ابوعمرو الکوفی، اور سلمان، مراد کے بطن سے ہے، عبیدہ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا اور آپ نے حضرت ابن مسعود، حضرت علی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے روایت کی ہے اور شعبیؒ نے بیان کیا ہے آپ قضاء میں شریح کی برابری کرتے تھے، ابن نمیر نے بیان کیا ہے کہ شریح کو جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو وہ اس کے بارے میں عبیدہ کو لکھتے، اور آپ کے قول تک پہنچتے اور کئی لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے اور آپ کی وفات اسی سال میں ہوئی ہے اور بعض نے ۷۳ھ اور ۷۴ھ کے سال میں بیان کی ہے۔

واللہ اعلم، اور بعض کا قول ہے کہ مصعب بن زبیر بھی اسی سال میں قتل ہوا ہے۔ واللہ اعلم

عبداللہ بن السائب:

اس سال میں وفات پانے والوں میں عبداللہ بن السائب صیفی مخزومی شامل ہیں آپ کو صحبت اور روایت حاصل ہے اور آپ نے حضرت ابی بن کعب کو سنایا اور مجاہد وغیرہ نے آپ کو سنایا ہے۔

عطیہ بن بسر:

المازنی آپ کو صحبت و روایت حاصل ہے۔

عبیدہ بن نضیلہ:

ابو معاویہ خزاعی کوفی، اہل کوفہ کا میزبان اور خیر و صلاح میں مشہور و معروف، اس نے اس سال کوفہ میں وفات پائی۔

Marfat.com

عبداللہ بن قیس الرقیات:

القرشی العامری' یہ ایک شاعر تھا جس نے مصعب اور ابن جعفر کی مدح کی ہے۔

عبداللہ بن حمام:

ابوعبدالرحمٰن الشاعر السلولی' اس نے بنی امیہ کی ہجو کی ہے۔

''ہم نے تھوڑا پیا ہے اور اگر ہم بنی امیہ کا خون پیتے تو سیراب نہ ہوتے اور اگر وہ رملہ اور ہند کو لاتے تو ہم امیر المومنین کی بیعت کر لیتے''۔

اور عبیدۃ السلمانی یک چشم تھا اور وہ حضرت ابن مسعودؓ کے ان اصحاب میں سے تھا جو لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں' اس نے کوفہ میں وفات پائی ہے۔

۷۳ھ

اس میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' بربادی افگن حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں قتل ہوئے اللہ اس کا بھلا نہ کرے اور اسے ذلیل کرے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مصعب بن ثابت نے بنی اسد کے غلام نافع جو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے فتنہ کا عالم تھا۔ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ ذوالحجہ ۷۲ھ کے چاند کی شب کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ ہوا اور ۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کی شب کو آپ قتل ہو گئے اور حجاج نے پانچ ماہ سترہ راتوں تک آپ کا محاصرہ کیے رکھا اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس سال خارجہ نے لوگوں کو حج کروایا اور حج میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے اور عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ وہ مناسک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرے جیسا کہ صحیحین سے ثابت ہے اور جب اس سال کا آغاز ہوا تو اہل شام اہل مکہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور حجاج نے مکہ پر منجنیق نصب کر دی تھی تاکہ وہ اہل مکہ کو تنگ کرے تاکہ وہ عبدالملک کے پاس امان اور اطاعت کے لیے آئیں اور حجاج کے ساتھ حبشی بھی تھے' وہ منجنیق سے پتھر پھینکنے لگے اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور حجاج کے پاس پانچ منجنیقیں تھیں پس اس نے مکہ پر ہر جگہ سے سنگباری کرنے کا حکم دے دیا اور ان سے غلہ اور پانی روک دیا اور وہ زمزم کا پانی پیتے تھے اور پتھر کعبہ میں پڑنے لگے اور حجاج اپنے اصحاب کو آوازیں دینے لگا' اے اہل شام اطاعت کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اور وہ حضرت ابن زبیرؓ پر حملے کرنے لگے تھے حتیٰ کہ کہا گیا کہ وہ اس حملے میں آپ کو پکڑنے والے ہیں اور حضرت ابن زبیرؓ ان پر حملے کرتے اور آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا حتیٰ کہ آپ ان کو باب بنی شیبہ سے باہر نکل دیتے پھر وہ پلٹ کر آپ پر حملہ کرتے تو آپ ان پر حملہ کرتے' یہ صورت حال کئی بار ہوئی اور اس روز آپ نے ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور آپ کہہ رہے تھے' یہ اور میں ابن حواری ہوں اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ آپ ان سے مصالحت کی بات نہیں کریں گے آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر وہ لوگ تم کو کعبہ کے اندر پائیں تو تمہیں قتل کر دیں خدا کی قسم میں کبھی ان سے صلح کا مطالبہ نہیں کروں گا۔

کئی مورخین نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے منجنیق سے سنگ باری کی اور گرج' چمک اور کڑک کی آوازیں آنے لگیں حتیٰ کہ یہ آوازیں منجنیق کی آواز سے بلند ہونے لگیں اور ایک کڑک نے بارہ شامیوں کو مار دیا' جس سے ان کے دل محاصرہ سے کمزور پڑ گئے اور

Marfat.com

حجاج مسلسل ان کی حوصلہ افزائی کرتا رہا اور کہتا رہا' میں ان علاقوں سے واقف ہوں یہ تہامہ کی گرج' چمک اور کڑک ہے بلاشبہ انہیں اسی طرح ماریں گے جیسے وہ تمہیں ماریں گے اور صبح کو ایک کڑک آئی اور اس نے حضرت ابن زبیرؓ کے اصحاب کی ایک بہت بڑی جماعت کو مار دیا اور حجاج کہنے لگا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا کہ وہ بھی تمہاری طرح مارے جائیں گے حالانکہ تم اطاعت کرنے والے ہو اور وہ مخالفت کرنے والے ہیں اور اہل شام منجنیق سے سنگ باری کرتے ہوئے رجز پڑھتے تھے اور کہتے تھے' جھاگ مارنے والے نر اونٹ کی طرح ہم منجنیق سے اس مسجد کی لکڑیوں پر سنگباری کریں گے' پس منجنیق پر ایک بجلی گری اور اس نے اسے جلا کر رکھ دیا' اور اہل شام سنگباری اور محاصرہ کرنے سے رُک گئے تو حجاج نے ان سے خطاب کیا اور کہا تم ہلاک ہو جاؤ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آگ ہم سے پہلے لوگوں پر بھی نازل ہوتی تھی اور جب ان کی قربانی قبول ہوتی تھی تو اسے کھا جاتی تھی سو اگر تمہارا عمل قبول نہ ہوتا تو آگ اتر کر اسے نہ کھاتی' تو انہوں نے دوبارہ محاصرہ کر لیا۔

اور اہل مکہ مسلسل' حجاج کے پاس امان کے لیے جاتے رہے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو چھوڑتے رہے حتیٰ کہ تقریباً دس ہزار آدمی آپ کے پاس سے چلے گئے اور اس نے انہیں امان دے دی اور حضرت ابن زبیرؓ کے اصحاب بہت کم ہو گئے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حمزہ اور خبیب بھی حجاج کے پاس چلے گئے اور ان دونوں نے حجاج سے اپنے لیے امان مانگی تو اس نے ان دونوں کو امان دے دی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی ماں کے پاس جا کر شکایت کی کہ لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور وہ حجاج کے پاس چلے گئے ہیں حتیٰ کہ ان کی اولاد اور اہل بھی چلے گئے ہیں اور ان کے ساتھ صرف تھوڑے سے لوگ رہ گئے ہیں اور وہ بھی ایک ساعت صبر نہیں کر سکتے اور دنیا ہے میں جو چاہوں دشمن مجھے دیتا ہے آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ کہنے لگیں اے میرے بیٹے اپنے متعلق تم بہتر جانتے ہو اگر تو اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے اور حق کی طرف دعوت دیتا ہے تو صبر کر اور تیرے اصحاب اس پر قتل ہو چکے ہیں اور اپنی گردن پر قابو نہ دینا کہ بنی امیہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے پھریں اور تو جانتا ہے کہ تیرا مقصد دنیا ہے تو تو بہت برا بندہ ہے تو نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا ہے اور انہیں بھی ہلاک کیا ہے جو تیرے ساتھ مل کر لڑے ہیں اور اگر تو حق پر ہے تو دین کمزور نہیں ہے اور تم کب تک دنیا میں رہو گے' قتل ہو جانا بہتر ہے' آپ نے والدہ کے نزدیک ہو کر والدہ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا خدا کی قسم میری بھی یہی رائے ہے پھر کہنے لگے خدا کی قسم میں دنیا کی طرف مائل نہیں ہوا اور نہ میں نے اس میں زندگی کو پسند کیا ہے اور مجھے خروج کی طرف صرف اللہ کے لیے ناراض ہونے نے دعوت دی ہے کہ اس کی حرمت کو جائز سمجھ لیا گیا ہے لیکن میں نے آپ کی رائے کو معلوم کرنا پسند کیا ہے اور آپ نے بصیرت کے ساتھ مجھے میری بصیرت میں اضافہ کر دیا ہے اے میری ماں دیکھنا میں آج قتل ہو جاؤں گا آپ کا غم نہ بڑھے اور مجھے اللہ کے سپرد کرنا بلاشبہ آپ کے بیٹے نے عمداً رضائے الٰہی کے خلاف کام کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ کبھی برا کام کیا ہے اور نہ حکم الٰہی میں زیادتی کی ہے اور نہ امان میں خیانت کی ہے اور نہ مسلم اور معاہد سے عمداً ظلم کیا ہے اور نہ مجھے کسی عامل کے ظلم کی اطلاع ملی ہے کہ میں نے اسے پسند کیا ہو بلکہ میں نے اسے ناپسند کیا ہے اور نہ میرے پاس اپنے رب کی رضا کا کوئی نشان ہے اے میرے اللہ میں یہ بات اپنے نفس کو پاک قرار دینے کے لیے نہیں کہتا تو مجھے' مجھ سے اور میرے غیر سے بڑھ کر جانتا ہے لیکن میں یہ بات اپنی ماں کو تسلی دینے کے لیے کہتا ہوں تاکہ وہ مجھے بھول جائے' آپ کی ماں نے کہا مجھے اللہ سے امید ہے کہ میرا صبر

Marfat.com

تیرے بارے میں اچھا ہوگا خواہ تو مجھ سے مقدم ہوا یا میں تجھ سے مقدم ہوئی' اور اے میرے بیٹے میرے دل میں ہے کہ تو باہر نکل تاکہ میں دیکھوں کہ تمہارا معاملہ کس طرف جاتا ہے' آپ نے کہا اے میری ماں اللہ آپ کو جزائے خیر دے' اس سے پہلے اور بعد دعا کو ترک نہ کرنا وہ کہنے لگیں میں تو اسے کبھی باطل پر قتل ہونے والوں کے لیے نہیں چھوڑوں گی اور تو تو حق پر قتل ہو رہا ہے' پھر کہنے لگیں اے اللہ اس طویل قیام اور رونے اور مکہ اور مدینہ کی دوپہروں کی پیاس اور اپنے باپ اور میرے ساتھ اس کے حسن سلوک کی وجہ سے رحم فرما' اے اللہ میں نے اسے تیرے فیصلے کے سپرد کیا ہے اور تو نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس سے راضی ہوں' پس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مجھے صابرین شاکرین کا ثواب دے' پھر آپ کی والدہ نے آپ کو اپنے ساتھ لگا لیا اور آپ کو الوداع کرنے کے لیے گود میں لے لیا اور آپ نے والدہ کو الوداع کرنے کے لیے گلے لگا لیا۔ اور آپ آخری عمر میں نابینا ہو گئی تھیں' آپ کی والدہ نے آپ کو آہنی زرہ پہنے دیکھا تو فرمایا اے میرے بیٹے شہادت کے طلب گار کا لباس یہ نہیں ہوتا آپ نے عرض کیا اے میری ماں میں نے آپ کے دل کو خوش کرنے اور مطمئن کرنے کے لیے اسے پہنا ہے' وہ کہنے لگیں اے میرے بیٹے اسے اتار دے' تو آپ نے اسے اتار دیا اور اپنے بقیہ کپڑوں کو پہننے لگے اور کسنے لگے' اور آپ کہنے لگیں اپنے کپڑوں کو اڑس لو اور آپ اپنے کپڑوں کے نچلے حصے کا تحفظ کرنے لگے تاکہ جب آپ قتل ہو جائیں تو آپ کے قابل شرم مقام نمایاں نہ ہوں اور آپ کی والدہ آپ سے آپ کے باپ حضرت زبیرؓ اور دادا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور دادی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب اور خالہ حضرت عائشہؓ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرنے لگی اور آپ کو امید دلانے لگیں کہ شہید ہو کر تم ان دونوں کے پاس جاؤ گے پھر آپ اپنی والدہ کے ہاں سے باہر نکل گئے اور یہ آپ کی اپنی والدہ سے آخری ملاقات تھی۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ مسجد الحرام کے دروازے سے نکلتے تھے اور وہاں پر پانچ سو سوار اور پیادے تھے آپ ان پر حملہ کرتے تو وہ دائیں بائیں پراگندہ ہو جاتے اور کوئی شخص آپ کے سامنے ٹھہر نہ سکتا اور آپ کہتے۔

"میں جب اپنے دن کو پہچان لیتا ہوں تو صبر کرتا ہوں جب کہ بعض پہچان کر ناواقف بن جاتے ہیں"۔

حضرت ابن زبیرؓ کے اصحاب میں سے حرم کے دروازوں کے محافظ کم ہو گئے' باب کعبہ کے سامنے جو دروازہ ہے اس کا محاصرہ اہل حمص کے سپرد تھا اور باب بنی شیبہ کا محاصرہ اہل دمشق کے سپرد تھا اور باب الصفا کا محاصرہ اہل اردن کے سپرد تھا اور باب بنی جمح کا محاصرہ اہل فلسطین کے سپرد تھا اور باب بنی سہم کا محاصرہ اہل قنسرین کے سپرد تھا اور ہر دروازے پر ایک سالار تھا اور اس کے ساتھ اس شہر کے باشندے تھے اور حجاج اور طارق بن عمرو ابطح کی جانب تھے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما جس دروازے کے لوگوں کے ساتھ لڑنے کو جاتے انہیں پراگندہ اور منتشر کر دیتے حالانکہ وہ بے زرہ تھے حتیٰ کہ انہیں ابطح تک لے جاتے پھر آواز دیتے اگر میرا مدمقابل ایک ہوتا تو میں اسے کافی ہوتا اور ابن صفوان اور اہل شام بھی اسی طرح کہتے کہ قسم بخدا ایک ہزار آدمی بھی ہوتا اور منجنیق کا پتھر آپ کے کپڑے کے کنارے پر لگتا تو آپ اس سے بے چین نہ ہوتے پھر آپ ان کے مقابلہ میں نکل کر پھاڑنے والے شیر کی طرح ان سے جنگ کرتے حتیٰ کہ لوگ آپ کے اقدام اور آپ کی شجاعت سے تعجب کرنے لگے اور جب اس سال کے ۱۷ جمادی الاولیٰ کے منگل کی رات آئی تو حضرت ابن زبیرؓ نے تمام رات نماز پڑھتے گزار دی پھر بیٹھ گئے اور اپنی تلوار کے پرتلے سے گوٹھ ماری

Marfat.com

اور آپ کو اونگھ آ گئی پھر آپ حسب عادت فجر کے ساتھ بیدار ہو گئے' پھر فرمایا اے سعد اذان دو! اس نے مقام ابراہیم کے پاس اذان دی اور حضرت ابن زبیرؓ نے وضو کیا پھر فجر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر نماز کھڑی ہوگئی اور آپ نے فجر کی نماز پڑھائی پھر آپ نے سورہ ن حرف حرف پڑھی پھر سلام پھیرا اور اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اپنے چہروں کو ننگا کروتا کہ میں تمہیں دیکھ لوں' انہوں نے اپنے چہروں کو ننگا کر دیا وہ خود پہنے ہوئے تھے اور آپ نے انہیں جنگ اور صبر کی ترغیب دی پھر آپ نے اٹھ کر حملہ کیا اور انہوں نے بھی حملہ کیا حتیٰ کہ وہ انہیں حجون تک بھگا لے گئے اور ایک اینٹ آ کر آپ کے چہرے پر لگی جس سے آپ لرز گئے اور جب آپ نے خون کی دھار کو اپنے چہرے پر بہتے پایا تو آپ نے تمثل کے طور پر کسی کا شعر پڑھا۔

''ہمارے زخم ہماری ایڑیوں پر خون نہیں بہاتے بلکہ ہمارے پاؤں پر خون ٹپکتا ہے''۔

پھر آپ زمین پر گر پڑے تو انہوں نے دوڑ کر آپ کو قتل کر دیا' اور حجاج کو جا کر خبر دی تو وہ سجدہ میں گر پڑا' اللہ اس کا بھلا نہ کرے پھر وہ اور طارق بن عمرو اٹھے اور آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپ مقتول پڑے تھے' طارق نے کہا' عورتوں نے اس سے بڑا جوان نہیں جنا' حجاج نے کہا تو امیر المومنین کی اطاعت کی مخالفت کرنے والے کی تعریف کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں' وہ تعریف کا مستحق ہے اس لیے کہ ہم محاصرہ کیے ہوئے تھے اور وہ نہ قلعے میں تھا اور نہ خندق میں تھا اور نہ محفوظ مقام میں تھا کہ ہم سے انتقام لیتا بلکہ وہ ہر موقف میں ہم پر غالب آتا رہا' اور جب عبدالملک کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے طارق کو مارا اور ابن عساکر نے حجاج کے حالات میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قتل ہوئے تو مکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر رونے سے لرز گیا تو حجاج نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا اے لوگو! بلاشبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نیک لوگوں میں سے تھے حتیٰ کہ انہوں نے خلافت میں دلچسپی لی اور اس کے اہل سے جھگڑا کیا اور حرم کی بے حرمتی کی تو اللہ نے انہیں دردناک عذاب کا مزا چکھایا بلاشبہ حضرت آدم علیہ السلام' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اللہ کے ہاں زیادہ معزز تھے اور جنت میں تھے جو مکہ سے بلند شان ہے مگر جب انہوں نے امر الٰہی کی مخالفت کی اور اس درخت کا پھل کھا لیا جس سے اللہ نے انہیں روکا تھا تو اللہ نے انہیں جنت سے باہر نکال دیا' اپنی نماز کی طرف جاؤ اللہ تم پر رحم کرے گا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے کہا اے اہل مکہ تمہارے عظیم کمینے نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دیا ہے بلاشبہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس امت کے نیک لوگوں میں سے تھے حتیٰ کہ انہوں نے دنیا میں دلچسپی لی اور اہل خلافت سے جھگڑا کیا اور اللہ کی اطاعت کو چھوڑ دیا اور حرم کی بے حرمتی کی اور اگر مکہ قضا وقدر کے کسی فیصلہ کو روک سکتا تو وہ آدم سے جنت کی حرمت کو روک لیتا حالانکہ اللہ نے اسے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا اور اس میں اپنی روح پھونکی تھی اور اپنے فرشتوں سے اسے سجدہ کروایا تھا اور اسے ہر چیز کے نام سکھائے تھے اور جب اس نے اس کی نافرمانی کی تو اس نے اسے جنت سے باہر نکال دیا اور اسے زمین کی طرف منتقل کر دیا اور حضرت آدم حضرت زبیرؓ کے مقابلہ میں اللہ کے ہاں زیادہ معزز تھے اور بلاشبہ ابن زبیرؓ نے کتاب اللہ کو بدل دیا ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا اگر میں تجھے جھوٹا کہنا چاہتا تو میں کہتا قسم بخدا حضرت ابن زبیرؓ نے کتاب اللہ کو نہیں بدلا بلکہ وہ اس کے ساتھ بہت قیام کرنے والا اور روزے رکھنے والا اور حق پر عمل کرنے والا تھا۔

پھر حجاج نے عبدالملک کو تمام واقعہ لکھ بھیجا اور حضرت ابن زبیرؓ کے سر کو عبداللہ بن صفوان اور عمارۃ بن حزم کے سروں کے

Marfat.com

ساتھ عبدالملک کے پاس بھجوا دیا پھر اس نے انہیں حکم دیا کہ جب وہ مدینہ کے پاس سے گزریں تو وہ سروں کو وہاں نصب کر دیں پھر انہیں شام لے جائیں تو انہوں نے اس کے حکم کے مطابق عمل کیا اور اس نے سروں کو ایک ازدی شخص کے ہاتھ بھیجا اور عبدالملک نے اسے پانچ سو دینار دیے پھر اس نے قینچی منگوائی اور حضرت ابن زبیرؓ کے قتل کی خوشی میں اپنی اور اپنے بیٹوں کی پیشانیوں سے بال کاٹے' اللہ کی طرف سے ان پر وہی سزا ہو جس کے وہ مستحق ہیں پھر حجاج کے حکم سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے جسم کو حجون کے پاس کدا کی گھاٹی پر صلیب دیا گیا جسے منکسہ کہا جاتا ہے پس وہ جسم مسلسل مصلوب رہا حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے ابوخبیب تم پر اللہ کی رحمت ہو' قسم بخدا تو قوام اور صوام تھا پھر فرمایا کیا اس سوار کے لیے اترنے کا وقت نہیں آیا؟ پس حجاج نے پیغام بھیجا تو آپ کو کھجور کے تنے سے اتار کر دفن کر دیا گیا اور حجاج نے مکہ آ کر وہاں کے لوگوں سے عبدالملک کی بیعت لی' اور حجاج مسلسل مکہ میں ہی رہا حتیٰ کہ اس نے اس سال لوگوں کے لیے تکبیر کہی اور وہ اسی طرح مکہ' یمامہ اور یمن کا بھی امیر تھا۔

امیر المومنین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حالات:

عبداللہؓ بن زبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب' ابوبکر اور آپ کو ابوخبیب قرشی اسدی بھی کہا جاتا ہے' ہجرت کے بعد مدینہ میں آپ مہاجرین کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے بچے ہیں' آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا' ذات النطاقین ہیں جنہوں نے آپ کو حمل میں لیے ہوئے ہجرت کی پھر آپ کو ان کے مدینہ آنے کے آغاز میں قبا میں جنم دیا' اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے انہیں شوال ۲ھ کو جنم دیا' یہ قول واقدی' مصعب زبیری اور دیگر لوگوں کا ہے اور پہلا قول اصح ہے کیونکہ اسے احمد نے عن ابی اسامہ عن ہشام عن ابیہ عن اسماء روایت کیا ہے کہ انہوں نے عبداللہ کو مکہ میں حمل میں لیا وہ بیان کرتی ہیں میں اسے لے کر نکلی اور میں حمل کی مدت کو پورا کرنے والی تھی پس میں مدینہ آئی اور قباء میں اتری اور میں نے اسے جنم دیا پھر میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی تو آپ نے اسے اپنی گود میں رکھا پھر ایک کھجور منگوائی اور اسے چبایا پھر آپ نے اس کے منہ میں تھوکا اور سب سے پہلے جو چیز اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب تھا' آپ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گھٹی دی پھر اس کے لیے دعا کی اور برکت دی' یہ اسلام میں پیدا ہونے والا پہلا بچہ ہے اور آپ جلیل القدر صحابی تھے آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں نیز آپ نے اپنے باپ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہ سے بھی روایت کی ہے اور آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ آپ اپنے والد کے ساتھ چھوٹی عمر میں معرکہ جمل میں شامل ہوئے اور حضرت عمرؓ نے جابیہ میں جو خطبہ دیا اس میں بھی حاضر ہوئے اور آپ نے اس خطبہ کو آپ سے پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے' یہ بات کئی طریق سے ثابت ہے اور آپ قسطنطنیہ کی جنگ کے لیے دمشق آئے پھر آپ دوبارہ بھی یہاں آئے اور جب معاویہ بن یزید فوت ہو گیا تو یزید بن معاویہ کے زمانے میں لوگوں نے آپ کی بیعت خلافت کی اور آپ حجاز' یمن' عراقین' مصر' خراسان اور دمشق کے سوا' دیگر بلاد شام کے امیر تھے اور ۶۴ھ میں آپ کی بیعت مکمل ہو گئی اور لوگ آپ کے زمانے میں بھلائی میں تھے اور کئی طریق سے عن ہشام عن ابیہ عن اسماء ثابت ہے کہ جب آپ مکہ سے مہاجر بن کر نکلیں تو آپ کو عبداللہ کا حمل تھا اور آپ نے ان کے مدینہ آنے کے آغاز میں قبا میں اسے جنم دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئیں تو آپ نے اسے گھٹی دی اور اس کا نام

Marfat.com

عبداللہ رکھا اور اس کے لیے دعا کی اور مسلمانوں کو اس سے بہت خوشی ہوئی کیونکہ یہود کا خیال تھا کہ انہوں نے مہاجرین کو جادو کر دیا ہے اور مدینہ میں ان کے ہاں اولاد نہیں ہوگی' پس جب ابن زبیرؓ پیدا ہوئے تو مسلمانوں نے تکبیر کہی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شامی فوج کو آپ کے قتل کے وقت تکبیر کہتے سنا تو آپ نے فرمایا قسم بخدا جن لوگوں نے آپ کی پیدائش کے وقت تکبیر کہی تھی وہ ان لوگوں سے بہتر تھے جنہوں نے آپ کے قتل ہونے پر تکبیر کہی ہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پیدائش کے وقت آپ کے کان میں اذان دی اور جس شخص کا یہ قول ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو لے کر کعبہ کے گرد طواف کیا وہ ایک حماقت اور وہم ہے۔ واللہ اعلم

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو لے کر مدینہ میں طواف کیا تاکہ یہود کے خیال کے خلاف آپ کی پیدائش کا معاملہ مشہور ہو جائے' اور مصعب زبیری نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہؓ کے رخساروں پر تھوڑی تھوڑی داڑھی تھی اور آپ کی داڑھی ساٹھ سال کی عمر تک برابر نہیں ہوئی اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ علی بن صالح نے عن عامر بن صالح عن سالم بن عبداللہ بن عروہ عن ابیہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوخیز جوانوں کے بارے میں بات کی جن میں عبداللہ بن جعفر' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور عمر بن ابی سلمہ بھی شامل تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا اگر آپ ان کی بیعت لے لیتے تو انہیں آپ کی برکت حاصل ہوتی اور ان کی شہرت ہوتی۔ پس انہیں آپ کے پاس لایا گیا گویا وہ رُکتے ہیں اور عبداللہ بن زبیرؓ داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا یہ اپنے باپ کا بیٹا ہے اور اس کی بیعت لے لی اور کئی طریق سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا ہے' آپ نے ایک طشت میں پچھنے لگوائے اور اسے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیا کہ وہ اسے گرا دے تو وہ اسے پی گئے تو آپ نے اسے فرمایا تجھے صرف قسم کو جائز کرنے کے لیے آگ چھوئے گی اور لوگوں نے تیری برائی چاہی ہے اور لوگوں کو تجھ سے برائی پہنچے گی' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے فرمایا' اے عبداللہؓ اس خون کو لے جا کر وہاں گرا دو جہاں تجھے کوئی شخص نہ دیکھتا ہو اور جب وہ دور ہو گئے تو انہوں نے اس خون کو ارادتاً پی لیا اور جب وہ واپس آئے تو آپ نے فرمایا تو نے خون کے ساتھ کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے اسے پی لیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میرے علم وایمان میں اضافہ ہو اور یہ کہ میرے جسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا کوئی حصہ ہو اور میرا جسم' زمین کے مقابلہ میں اس کا زیادہ حق دار ہے' آپ نے فرمایا تجھے بشارت ہو کہ آگ تجھے بھی نہیں چھوئے گی اور لوگ تیری برائی چاہیں گے اور لوگوں کو تجھ سے برائی پہنچے گی۔

محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن ابراہیم نے خبر دی کہ حارث بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعمران الجونی نے ہم سے بیان کیا کہ نوف کہا کرتا تھا کہ میں خدا کی نازل کردہ کتاب میں پاتا ہوں کہ ابن زبیرؓ خلفاء کا شہسوار ہے اور حماد بن زید نے بحوالہ ثابت البنانی بیان کیا ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرتا تو آپ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے اور آپ گری ہوئی لکڑی کی طرح بے حرکت معلوم ہوتے اور اعمش نے بحوالہ یحییٰ بن وثاب بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ جب سجدہ کرتے تو چڑیاں آپ کی پشت پر بیٹھ جاتیں جو اوپر نیچے آتی جاتیں اور وہ آپ کو دیوار کا ٹکڑا خیال کرتیں اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ رات کو قیام کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور ایک رات رکوع کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور ایک رات سجدہ کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت ابن زبیرؓ نے رکوع کیا تو سورہ بقرہ' سورہ آل عمران' سورہ نساء

Marfat.com

اور سورۂ مائدہ پڑھ دیں اور اپنا سر نہ اٹھایا' اور عبدالرزاق نے ابن جریج سے بحوالہ عطاء بیان کیا ہے کہ میں جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھتے دیکھتا تو یوں معلوم ہوتا گویا وہ بلند گڑی ہوئی چیز ہے اور ثابت کی روایت میں ہے کہ احمدؒ نے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ابن جریج سے نماز سیکھی' اور ابن جریج نے عطاءؒ سے اور عطاءؒ نے ابن زبیرؓ سے' اور ابن زبیرؓ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز سیکھی' اور الحمیدی نے عن سفیان بن عیینہ عن ہشام بن عروہ عن ابن المنکدر بیان کیا ہے کاش تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھتے دیکھتا وہ درخت کی شاخ کی مانند تھے' جسے ہوا ہلاتی ہے اور منجنیق کے پتھر یہاں اور وہاں پڑ رہے ہوتے' سفیان نے بیان کیا ہے کہ گویا وہ اس کی پرواہ ہی نہ کرتے تھے اور نہ اسے کوئی اہمیت دیتے تھے اور ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بیان کیا کہ منجنیق کا ایک پتھر مسجد کی برجی پر پڑا تو اس کا ایک ٹکڑا اڑ کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی داڑھی اور حلق کے درمیان سے گزرا تو آپ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور نہ آپ کے چہرے پر اس کا کوئی اثر معلوم ہوا' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا لا الہ الا اللہ تو نے جو بیان کیا ہے وہ آ گیا ہے اور ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابن ابی ملیکہ سے کہا عبداللہ بن زبیرؓ کے اوصاف ہم سے بیان کرو تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نے کبھی ایسا بہادر گوشت پر سوار نہیں دیکھا اور نہ گوشت پٹھوں پر اور نہ پٹھے ہڈیوں پر سوار دیکھے ہیں اور نہ میں نے کسی جان کو آپ کی جان کی مانند دونوں پہلوؤں کے درمیان سوار دیکھا ہے اور منجنیق کی سنگباری سے ایک اینٹ آپ کی داڑھی اور سینے کے درمیان سے گزری تو خدا کی قسم نہ آپ کی آواز پست ہوئی اور نہ آپ نے اپنی قرأت کو قطع کیا اور نہ اس سے کم قرأت پر جس پر آپ رکوع کیا کرتے تھے' آپ نے رکوع کیا اور جب آپ نماز میں داخل ہوتے تو ہر بات سے باہر نکل کر اس کی طرف آتے اور آپ رکوع کیا کرتے تو قریب تھا کہ گدھ آپ کی پشت پر بیٹھ جاتا اور سجدہ کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ گرا ہوا کپڑا ہے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے عن علی بن الجعد عن شعبہ عن منصور بن زاذان بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھنے والے ایک شخص نے بتایا ہے کہ وہ نماز کو جاتا تو حضرت ابن زبیرؓ نمازیوں میں شامل ہوتے' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' حضرت ابن زبیرؓ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا' آپ کتاب اللہ کے قاری اور سنتِ رسولؐ کے متبع' اللہ کے فرمانبردار خوفِ الٰہی کے باعث دوپہر دن کو روزے رکھنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کے بیٹے تھے اور آپ کی ماں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور آپ کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی تھیں' آپ کے حق سے وہی شخص ناواقف ہو سکتا ہے جسے اللہ نے اندھا کر دیا ہو۔

روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نماز پڑھ رہے تھے تو چھت سے ایک سانپ گر پڑا اور اس نے آپ کے بیٹے ہاشم کے پیٹ کے اردگرد کنڈل مار لیا تو عورتیں چلا اٹھیں اور گھر والے گھبرا گئے اور انہوں نے اتفاق کر کے اس سانپ کو مار دیا اور بچہ بچ گیا انہوں نے یہ سب کچھ کیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نماز میں مصروف رہے اور جو ماجرا ہوا آپ نے ان کی طرف نہ توجہ کی اور نہ آپ کو پتہ چلا کہ کیا ہوا ہے حتیٰ کہ آپ نے سلام پھیر دیا' اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ضحاک خزامی اور عبدالملک بن عبدالعزیز اور ہمارے بے شمار اصحاب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ سات روز مسلسل روزہ رکھتے تھے' آپ جمعہ کے روز روزہ رکھتے اور دوسرے جمعہ کی شام کو افطار کرتے اور مدینہ میں روزہ رکھتے اور مکہ میں افطار کرتے اور مکہ میں روزہ رکھتے اور

Marfat.com

مدینہ میں افطار کرتے اور جب آپ افطار کرتے تو سب سے پہلے اونٹنی کے دودھ' گھی اور ایلوے پر افطار کرتے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ دودھ آپ کو محفوظ رکھتا اور گھی آپ سے پیاس کو روکتا اور ایلوا آپ کی آنتوں کو کھولتا تھا' اور ابن معین نے عن روح عن حبیب بن الشہید عن ابن ابی ملیکہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مسلسل سات روز روزہ رکھتے تھے اور آٹھویں دن کی صبح کو ہم سے شجاع ہوتے اور اس قسم کی باتیں کئی طریق سے بیان کی گئی ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ ماہ رمضان میں صرف ایک دفعہ اس کے وسط میں کھانا کھاتے تھے اور خالد بن ابی عمران نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ایک ماہ میں صرف تین دن افطار کیا کرتے تھے اور آپ چالیس روز ٹھہرے اور اپنی پشت سے اپنا کپڑا نہیں اتارا اور لیث نے بحوالہ مجاہد بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما عبادت کی جو طاقت رکھتے تھے کوئی شخص وہ طاقت نہیں رکھتا تھا' ایک دفعہ سیلاب آیا اور اس نے بیت اللہ کو ڈھک دیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما تیر کر طواف کرنے لگے' اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے تین باتوں عبادت' شجاعت اور فصاحت میں جھگڑا نہیں کیا جا سکتا تھا اور لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان لوگوں میں شامل کیا ہے جنہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کے ساتھ مصاحف لکھے تھے اور حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے آپ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کے ساتھ خطبائے اسلام میں بیان کیا ہے اور عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر ایک یمانی عدنی چادر دیکھی آپ اس میں نماز پڑھ رہے تھے آپ بڑے بلند آواز تھے آپ جب خطبہ دیتے تو دو پہاڑ ابوقبیس اور زوراء آپ کو جواب دیتے' آپ گندم گوں' نحیف تھے اور لمبے نہیں تھے اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجود کا نشان تھا' آپ بہت عبادت گزار' مجتہد' بہادر' فصیح' صوام' قوام' سخت جنگجو' خوددار' شریف النفس اور عالی ہمت تھے' آپ کی داڑھی کے بال کم تھے اور آپ کے چہرے پر تھوڑے سے بال تھے اور آپ کے سر کے بال کانوں کی لو سے نیچے تک تھے اور آپ کی داڑھی زرد رنگ سیاہ تھی۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آپ نے حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ بربر کی جنگ میں شمولیت کی اور وہ ایک لاکھ بیس ہزار تھے اور مسلمان بیس ہزار تھے پس انہوں نے ہر جانب سے انہیں گھیر لیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مسلسل تدبیر کرتے رہے حتیٰ کہ آپ تیس سواروں کے ساتھ سوار ہو کر شاہِ بربر کی طرف چل پڑے اور وہ فوج کے پیچھے تنہا کھڑا تھا اور اس کی لونڈیاں اسے شتر مرغ کے پروں سے سایہ کیے ہوئے تھیں' پس آپ چلتے چلتے اس کے پاس پہنچ گئے اور لوگ یہ خیال کرتے رہے کہ آپ بادشاہ کے پاس خط لے کر جا رہے ہیں اور جب بادشاہ کو آپ کی سمجھ آئی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے پیچھے سے مل کر قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اسے نیزے کی نوک پر رکھ کر تکبیر کہی تو مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور انہوں نے بربر پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ فتح کی بشارت بھیجی اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ کہ وہ کیسے ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا اگر آپ یہ بات منبر پر لوگوں کو بتا سکتے ہوں تو انہیں بتا دیں آپ نے کہا بہت اچھا' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا اور واقعہ کی کیفیت بیان کی کہ وہ کیسے ہوا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے' میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے باپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حاضرین میں

Marfat.com

موجود ہیں اور جب میں نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ ان کی اس ہیبت کی وجہ سے جو میرے دل میں پائی جاتی ہے میری تقریر بند ہو جاتی' پس آپ نے مجھے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا نیز مجھے اپنے سے بچنے کا اشارہ کیا تو میں تقریر میں رواں ہو گیا جیسے کہ میں پہلے رواں تھا اور جب میں منبر سے اترا تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے جب میں نے تیری تقریر سنی تو خدا کی قسم مجھے یوں معلوم ہوا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقریر سن رہا ہوں' اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان الدارانی کو بیان کرتے سنا کہ ایک چاندنی رات کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی سواری پر سوار ہو کر باہر نکلے اور تبوک میں اترے' میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید سر اور سفید ریش شیخ اونٹنی پر سوار ہے' پس حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس پر حملہ کر دیا تو وہ اونٹنی چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس کی اونٹنی پر سوار ہو کر چلتے بنے' راوی بیان کرتا ہے اس نے آپ کو آواز دی اے ابن زبیر قسم بخدا اگر اس شب تیرے دل میں میرے بارے میں تکبر داخل ہو جاتا تو میں تجھے پاگل بنا دیتا آپ نے فرمایا اے لعین کیا تجھ سے میرے دل میں کوئی چیز داخل ہو سکتی ہے اور دوسرے طریقوں سے اس واقعہ کے شواہد بیان کیے گئے ہیں اور عبداللہ بن المبارک نے اسحٰق یحییٰ سے بحوالہ عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قریش کے ایک قافلہ میں عمرہ سے آئے اور جب وہ الیناصب مقام پر پہنچے تو انہوں نے درخت کے پاس ایک شخص کو دیکھا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سے آگے بڑھے اور جب اس کے پاس پہنچے تو آپ نے اسے سلام کہا اور اس نے اس کی پرواہ نہ کی اور ایک کمزور سا جواب دیا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اترے تو اس شخص نے آپ کے لیے کوئی حرکت نہ کی' حضرت ابن زبیرؓ نے اسے کہا' سائے سے ہٹ جا تو وہ بادل نخواستہ ہٹ گیا' حضرت ابن زبیرؓ نے بیان کیا کہ میں نے بیٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک جن ہوں' جونہی اس نے یہ بات کہی تو میرے جسم کا ہر بال کھڑا ہو گیا اور میں نے اسے کھینچا اور کہا تو جن ہو کر اس طرح میرے سامنے آتا ہے؟ اچانک اس کا نچلا حصہ ٹوٹ گیا اور میں نے اسے ڈانٹ کر کہا تو کب تک صحرا کی طرف جائے گا حالانکہ تو اہل ارض میں سے ہے تو وہ بھاگ کر چلا گیا اور میرے اصحاب آ گئے اور انہوں نے پوچھا وہ آدمی جو آپ کے پاس تھا کہاں ہے؟ میں نے کہا وہ جن تھا جو بھاگ گیا ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ ان میں سے ہر شخص اپنی سواری سے زمین پر گر پڑا اور میں نے ان میں سے ہر شخص کو پکڑ کر اس کی سواری پر باندھ دیا حتیٰ کہ میں انہیں حج پر لے آیا' اور وہ ہوش میں نہیں تھے' سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شب میں مسجد میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عورتیں بیت اللہ کا طواف کر رہی ہیں' انہوں نے مجھے حیرت میں ڈال دیا اور جب وہ اپنا طواف ادا کر چکیں تو وہ باہر نکل گئیں اور میں بھی ان کے پیچھے باہر نکل گیا تاکہ معلوم کروں کہ ان کا گھر کہاں ہے' وہ مکہ سے نکل کر عقبہ آ گئیں پھر نیچے اتر گئیں حتیٰ کہ ایک راستے پر آ گئیں اور ایک ویرانے میں داخل ہو گئیں میں بھی ان کے پیچھے داخل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ مشائخ بیٹھے ہیں انہوں نے پوچھا' ابن زبیر رضی اللہ عنہما کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا میں تازہ کھجوریں چاہتا ہوں اور ان دنوں مکہ میں تازہ کھجوریں نہ تھیں وہ میرے پاس تازہ کھجوریں لائے اور میں نے کھائیں پھر کہنے لگے جو کھجوریں تمہارے پاس باقی رہ گئی ہیں انہیں اٹھا لو میں انہیں گھر لے آیا اور انہیں ٹوکری میں رکھ دیا اور ٹوکری کو میں نے صندوق میں رکھ دیا پھر میں سونے کے لیے لیٹ گیا اور ابھی میں سونے جاگنے کے درمیان ہی تھا کہ میں نے گھر میں ایک شور سنا اور ایک دوسرے سے کہنے لگا

Marfat.com

اس نے انہیں کہاں رکھا ہے؟ انہوں نے کہا صندوق میں' انہوں نے اسے کھولا تو ٹوکری اس کے اندر پڑی تھی' انہوں نے اسے کھولنے کا ارادہ کیا تو ایک نے کہا اس نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے پس وہ ٹوکری کو اٹھا کر کھجوروں سمیت لے گئے۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ میں اس بات پر کیوں افسوس نہ کروں میں نے ان پر حملہ کیوں نہیں کیا جب کہ وہ گھر میں موجود تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے یوم الدار کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقابلہ کیا تھا اور اس روز آپ کو دس پندرہ زخم آئے تھے اور جنگ جمل کے روز آپ پیادہ فوج کے امیر تھے اس روز آپ کو انیس زخم آئے اس روز آپ نے مالک بن حارث بن اشتر سے مبارزت کی اور دونوں ایک ہو گئے اور اشتر نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو پچھاڑ دیا اور ابھی وہ آپ کے اوپر سے اٹھ بھی نہ پایا تھا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے گود میں لے لیا۔ اور پکارنے لگے مجھے اور مالک کو قتل کر دو اور مالک کو میرے ساتھ قتل کر دو پس آپ نے اسے ایک مثل بنا چھوڑا پھر دونوں الگ ہو گئے اور اشتر آپ پر قابو نہ پا سکا' کہتے ہیں کہ اس دن آپ کو چالیس پینتالیس زخم آئے اور آپ مقتولین کے درمیان پائے گئے اور آپ کے کچھ سانس باقی تھے اور جس شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی کہ آپ قتل نہیں ہوئے آپ نے اسے دس ہزار درہم دیئے اور اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا آپ ان سے بہت پیار کرتی تھیں کیونکہ یہ آپ کے بھانجے تھے اور آپ کو بہت پیارے تھے اور عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد کسی سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی مانند محبت نہیں کرتی تھیں' راوی بیان کرتا ہے میں نے اپنے باپ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخلوق میں سے کسی کے لیے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی مانند دعا کرتے نہیں دیکھا۔

اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ میرے بھائی ہارون بن ابی بکر نے عن یحییٰ بن ابراہیم عن سلیمان بن محمد عن یحییٰ بن عروہ عن عمہ عبداللہ بن عروہ مجھ سے بیان کیا کہ نابغہ بنی جعدہ نے زبانیں بند کر دی ہیں پس وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس مسجد الحرام میں آیا اور اس نے یہ اشعار سنائے۔

"جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو تو نے ہمیں آپ کی باتیں بتائیں اور حضرت عثمان اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کی باتیں بھی بتائیں اور محتاج کو راحت حاصل ہوئی اور حق کے بارے میں تو نے لوگوں میں برابری کی تو وہ برابر ہو گئے پھر صبح دوبارہ تاریک وتار ہو گئی اور ابو لیلیٰ تیرے پاس تاریکی شب کو یوں طے کرتے آیا جیسے بہادر شخص ویرانے کو طے کرتا ہے تا کہ تو آنے والے کو پناہ دے جس سے گردش روزگار اور کاٹنے والے زمانے نے خیانت کی ہے"۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا اے ابو لیلیٰ اپنے سے نرمی کرو بلاشبہ ہمارے نزدیک تیرا سب سے معمولی پیغام شعر ہے اب رہی بات اس کی عمدگی کی تو ہمارے پاس زبیر کی جماعت نہیں' اور اس کے درگزر کی بات یہ ہے کہ بنی اسد تجھ سے اسے اور تیم کو روک دیں گے' لیکن اللہ کے مال میں تیرے دو حق ہیں' ایک تیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا حق ہے اور دوسرا اہل اسلام کے ساتھ غنیمت میں شریک ہونے کا حق ہے پھر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے نعمت خانے میں داخل کیا اور اسے سات اونٹنیاں گھوڑے اور اونٹ دیئے اور اس کی سواریوں کو گندم' کھجوروں اور کپڑوں سے بوجھل کر دیا اور نابغہ جلدی کرنے لگا اور دانوں کو بدل کر کھانے لگا' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا ابو لیلیٰ تو ہلاک ہو جائے لوگوں کو بہت تکلیف پہنچتی ہے نابغہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قریش امیر ہوں گے اور عدل کریں گے اور رحم طلب کرنے پر رحم کریں گے اور گفتگو کریں گے تو سچ بولیں گے اور اچھے وعدے کو پورا کریں گے پس میں اور انبیاء بربادی کرنے والوں کے فرط ہیں۔

محمد بن مروان مؤلف کتاب المجالستہ نے بیان کیا ہے کہ خبیب بن نصیر ازدی نے مجھے بتایا ہے کہ محمد بن دینار الضبی نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن سلیمان مخزومی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو اجازت دی تو وہ آپ کے پاس آ گئے اور مجلس بھر گئی اور آپ اپنے تخت پر بیٹھے تھے آپ نے ان میں اپنی نگاہ دوڑائی تو فرمایا مجھے قدمائے عرب کے تین جامع اشعار سناؤ پھر فرمایا اے خبیب' اس نے کہا' ہاں' آپ نے فرمایا وہ اشعار سناؤ' اس نے کہا بہت اچھا یا امیر المومنین تین لاکھ درہم کے عوض سناؤں گا ہر شعر کا ایک لاکھ درہم ہوگا آپ نے کہا ہاں اگر وہ اس کے برابر ہوئے تو اس نے کہا آپ کو اختیار ہے اور آپ وافی کافی ہیں' پس اس نے انوہ اسدی کے اشعار سنائے۔

''میں نے لوگوں کو صدیوں آزمایا ہے اور میں نے دھوکہ باز اور دشمنی رکھنے والے کے سوا کچھ نہیں دیکھی''۔

حضرت معاویہؓ نے کہا تو نے درست کہا ہے:

''اور میں نے مصائب میں مردوں کی عداوتوں سے زیادہ حملہ کرنے اور تدبیر کرنے والی کوئی چیز نہیں دیکھ''۔

حضرت معاویہؓ نے کہا تو نے درست کہا ہے:

''اور میں نے سب چیزوں کی تلخی کو چکھا ہے اور کوئی چیز سوال سے زیادہ تلخ نہیں ہے''۔

آپ نے فرمایا' درست کہا ہے۔

پھر حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے خبیب آؤ' اس نے کہا میں یہیں تک پہنچتا ہوں راوی بیان کرتا ہے حضرت معاویہؓ نے تین غلام بلائے اور ان میں ہر ایک کی گردن پر ایک تھیلی تھی اور وہ دس ہزار درہم تھے' پس وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے سامنے سے گزرے حتیٰ کہ اس کے گھر پہنچ گئے۔

اور ابن ابی الدنیا نے عن ابی یزید النمیری عن ابی عاصم النبیل عن جویریہ بن اسماء روایت کی ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے حج کیا تو لوگ آپ سے ملے اور حضرت ابن زبیرؓ پیچھے رہ گئے پھر وہ اپنا سر منڈا کر آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین آپکے سر کا حجرہ کتنا بڑا ہے' آپ نے انہیں کہا ڈر جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہاں سے سانپ نکل کر آپ کو مار دے اور جب حضرت معاویہؓ واپس لوٹے تو حضرت ابن زبیرؓ نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا اور وہ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پھر آپ نے قعیقعان میں انہیں اپنے گھر میں بلایا اور وہ آپ کے ساتھ وہاں گئے اور جب دونوں باہر نکلے تو آپ نے کہا یا امیر المومنین لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین اس کے ساتھ اس کے گھر میں آئے ہیں اور انہوں نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے خدا کی قسم جب تک آپ مجھے ایک لاکھ درہم نہ دیں میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا تو آپ نے انہیں ایک لاکھ درہم دے دیئے اور مروان آ کر کہنے لگا یا امیر المومنین میں نے آپ کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے بیت المال اور بیت الخلافت اور فلاں فلاں بیت کا نام لیا اور آپ نے اسے ایک لاکھ درہم دے دیا آپ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے میں ابن زبیرؓ سے کیا سلوک کروں؟ ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عمر

Marfat.com

بن بکیر نے بحوالہ علی بن مجاہد بن عروہ مجھے بتایا کہ حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت معاویہؓ سے کوئی چیز مانگی اور آپ نے انہیں منع کر دیا تو آپ نے کہا خدا کی قسم میں اس عمارت کے ساتھ لازم رہنے سے ناواقف نہیں، میں آپ کو عزت کی گالی نہیں دوں گا اور نہ آپ کے حسب کو توڑوں گا لیکن اپنے عمامے کو ایک گز اپنے آگے اور ایک گز اپنے پیچھے اہل شام کے راستے میں لٹکا دوں گا اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کو یاد کروں گا اور لوگ پوچھیں گے یہ کون ہے؟ تو وہ کہیں گے رسول اللہ ﷺ کے حواری کا بیٹا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا بیٹا حضرت معاویہؓ نے کہا آپ کے لیے یہی شرف کافی ہے پھر آپ نے کہا اپنی ضروریات بیان کرو۔ اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ غسان بن نصر نے بحوالہ سعید بن یزید ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن زبیرؓ، حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو حکم دیا تو اس نے آپ کو تھپڑ مارا جس سے آپ کا سر چکرا گیا اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ہوش آیا تو آپ نے بچے سے کہا میرے قریب ہو جاؤ' وہ آپ کے قریب ہوا تو آپ نے اسے کہا معاویہؓ کو تھپڑ مارو تو اس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا آپ نے پوچھا' کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ وہ میرے باپ ہیں' سو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ہاتھ اٹھا کر بچے کے تھپڑ مارا جس سے وہ لٹو کی طرح گھومنے لگا' حضرت معاویہؓ نے کہا آپ نے یہ فعل ایسے بچے سے کیا ہے جس پر احکام جائز نہیں ہوئے' آپ نے فرمایا قسم بخدا یہ نفع اور نقصان پہنچانے والی چیزوں کو جانتا ہے میں نے چاہا کہ اسے حسن ادب سکھا دوں اور ابوالحسن علی بن محمد المدائنی نے بحوالہ عبداللہ بن ابوبکر بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ شام جا رہے تھے کہ حضرت ابن زبیرؓ ان سے جا ملے اور دیکھا کہ وہ اپنی سواری پر اونگھ رہے ہیں آپ نے انہیں کہا آپ میرے ساتھ ہوتے ہوئے بھی اونگھتے ہیں؟ کیا آپ کو مجھ سے خدشہ نہیں کہ میں آپ کو قتل کر دوں گا؟ آپ نے فرمایا' آپ بادشاہوں کے قاتلین میں سے نہیں ہیں' ہر پرندہ اپنے مطابق شکار کرتا ہے آپ نے فرمایا میں اپنے باپ کے جھنڈے تلے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس گیا اور آپ انہیں جانتے ہی ہیں آپ نے کہا بے شک خدا کی قسم انہوں نے تم کو اپنے بائیں ہاتھ سے قتل کیا ہے' آپ نے کہا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نصرت میں ہوئی تھی پھر یہ بات جائز نہیں ہوئی آپ نے کہا یہ بات بغض علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہوئی تھی' نصرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی' حضرت ابن زبیرؓ نے آپ سے کہا ہم نے آپ کو عہد دیا ہے اور جب تک آپ زندہ ہیں ہم اسے آپ کے ساتھ پورا کریں گے اور آپ کے بعد آنے والا معلوم کر لے گا آپ نے کہا خدا کی قسم مجھے صرف تمہاری جان کا خوف ہے اور میں گویا تمہارے ذریعے جال میں پھنس گیا ہوں اور گرہیں تجھ پر مضبوط ہو گئی ہیں اور تو نے اس میں ہوتے ہوئے مجھے یاد کیا ہے' میں نے کہا کاش ابوعبدالرحمٰن اس کے لیے ہوتا اور قسم بخدا کاش میں اس کے لیے ہوتا اور قسم بخدا میں آہستہ آہستہ تجھے کھولوں گا اور تجھے جلدی آزاد کر دوں گا اور اس گھڑی میں تو بہت برا ساتھی ہے اور ابوعبداللہ نے اسی قسم کی روایت کی ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ فوت ہو گئے اور یزید بن معاویہ کی بیعت مدینہ کی طرف آئی تو حضرت ابن زبیرؓ اور حضرت حسین بن علیؓ اس سے ہوشیار ہو گئے اور مکہ جا کر وہاں اقامت گزیں ہو گئے۔ پھر حضرت حسینؓ عراق کی طرف گئے اور جو واقعہ ان کے ساتھ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں یکتا سردار بن گئے اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے۔

"اے خوشحال جگہ کی چنڈول تیرے لیے فضا خالی ہو گئی ہے تو انڈے دے اور گیت گا اور جسے چاہے ٹھونگیں مار"۔

Marfat.com

آپ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر تعریض کرتے تھے کہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں نے آپ کی طرف چاندی کی زنجیر اور سونے کی بیڑی اور چاندی کا طوق بھیجا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ ان چیزوں میں میرے پاس آئیں گے پس اپنی قسم کو پورا کرو اور افتراق نہ کرو پس جب آپ نے اس کے خط کو پڑھا تو اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور کہنے لگے:

''مجھ سے جو ناحق سوال ہوگا میں اس کے لیے نرم نہیں ہوں گا حتیٰ کہ چبانے والے کی داڑھ کے لیے پتھر نرم ہو جائے''۔

اور جب یزید بن معاویہ اور اس کے بعد جلد ہی اس کا بیٹا معاویہ بن یزید فوت ہو گیا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت مضبوط ہو گئی اور تمام بلاد اسلامیہ میں لوگوں نے آپ کی بیعت خلافت کی اور ضحاک بن قیس نے دمشق اور اس کے مضافات میں آپ کے لیے بیعت لی لیکن مروان بن الحکم نے اس معاملے میں آپ کا مقابلہ کیا اور حضرت ابن زبیرؓ کے نائبین سے شام اور مصر کو چھین لیا پھر اس نے عراق کی طرف فوجیں بھیجیں اور مر گیا اور اس کے بعد عبدالملک بن مروان امیر بن گیا اور اس نے مصعب بن زبیر کو عراق میں قتل کیا اور عراق پر قبضہ کر لیا پھر اس نے حجاج کو پیغام بھیجا تو اس نے قریباً سات ماہ تک مکہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیے رکھا حتیٰ کہ اس نے ۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کو منگل کے روز آپ پر فتح پالی۔

اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی امارت ۶۴ھ تک تھی اور آپ نے ان تمام سالوں میں لوگوں کو حج کروایا اور اپنی حکومت کے زمانے میں کعبہ کو تعمیر کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اسے ریشم پہنایا اور اس سے قبل اس کا غلاف چمڑے اور ٹاٹ کا تھا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما عالم' عابد' ہیبت ناک' باوقار' صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند' شدید خشوع کرنے والے اور جید سیاست دان تھے۔ ابونعیم اصبہانی نے بیان کیا ہے کہ ابوحامد بن جبلہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحٰق ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن سعید داری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے بحوالہ عمر بن قیس ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن زبیرؓ کے پاس ایک سو غلام تھے اور ان میں سے ہر غلام ایسی زبان میں گفتگو کرتا تھا جو دوسرے کی زبان سے مختلف تھی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کی زبان میں گفتگو کرتے تھے اور میں جب آپ کو آپ کے دنیاوی معاملہ میں دیکھتا تو کہتا کہ اس شخص نے اللہ اور آخرت کو ایک لحظہ کے لیے بھی نہیں چاہا اور جب میں آپ کو آپ کے آخرت کے معاملہ میں دیکھتا تو کہتا کہ اس شخص نے ایک لحظہ کے لیے بھی دنیا کو نہیں چاہا اور ثوری نے اعمش سے بحوالہ ابوالضحیٰ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے سر پر کستوری دیکھی کاش وہ میرے پاس ہوتی تو وہ راس المال ہوتا اور آپ کعبہ کو خوشبو لگایا کرتے تھے حتیٰ کہ اس کی مہک بعید مسافت سے محسوس ہوتی تھی اور ابن المبارک نے عن معمر عن طاؤس عن ابیہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی بیوی بنت الحسن کے پاس آئے تو آپ نے تین بستر دیکھے آپ نے فرمایا یہ میرے لیے ہے اور یہ بنت الحسن کے لیے ہے اور یہ شیطان کے لیے ہے تو انہوں نے اسے نکال دیا اور ثوری نے عبداللہ بن ابی بشیر سے بحوالہ عبداللہ بن مساور بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بخل پر ملامت کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جو خود تو شکم سیر ہو کر رات بسر کرے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہو اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن ابان الوراق نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب نے عن جعفر بن ابی المغیرہ عن ابن ابزیٰ عن عثمان بن عفانؓ ہم سے بیان کیا کہ جب وہ محصور ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں کہا

Marfat.com

میرے پاس عمدہ اونٹنیاں ہیں جنہیں میں نے آپ کے لیے تیار کیا ہے آپ مکہ منتقل ہو سکتے ہیں اور جو شخص آپ کے پاس آنا چاہتا ہے آ جائے؟ آپ نے فرمایا نہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے' قریش کا ایک سردار جس کا نام عبداللہ ہے' ملحد ہو جائے گا اور اس پر لوگوں کے بوجھ کی مانند بوجھ ہوگا' یہ حدیث بہت منکر ہے اور اس کے اسناد میں ضعف ہے اور یہ یعقوب' القمی ہے جس میں تشیع پایا جاتا ہے اور اس قسم کے شخص کا اس حدیث میں متفرد ہونا قبول نہیں ہوتا اور اگر بالفرض اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا جائے تو وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نہیں ہوں گے بلاشبہ وہ صفات حمیدہ پر قائم تھے اور آپ کا امارت کے لیے کھڑا ہونا صرف اللہ عزوجل کے لیے تھا پھر وہ لامحالہ معاویہ بن یزید کی وفات کے بعد امام تھے اور وہ مروان بن الحکم سے زیادہ راست رو تھے اور آپ نے اپنے پر اتفاق ہو جانے کے بعد اس سے جھگڑا کیا اور آفاق میں آپ کی بیعت ہوگئی اور امارت کا کام آپ کے لیے درست ہوگیا۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوالنضر ہاشم بن قاسم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحٰق بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور وہ حجر میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا اے ابن زبیر رضی اللہ عنہما' حرم میں الحاد سے بچو' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اسے قریش کا ایک شخص حلال کرے گا اور اگر اس کے گناہوں کا ثقلین کے گناہوں سے وزن کیا جائے تو وہ ان کے برابر ہوں گے' دیکھنا کہ تو وہ نہ ہو' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ سے کہا اے ابن عمر رضی اللہ عنہما آپ نے کتابوں کو پڑھا ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شام کی طرف میرے مجاہد بن کر جانے کے موقع کی حدیث ہے اور اس کا مرفوع ہونا غلط ہوگا یہ صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کلام ہے اور جنگ یرموک میں آپ کو اہل کتاب کے سبزہ سے دولدو جانوروں سے تکلیف نہیں پہنچی۔ واللہ اعلم

اور وکیع نے عن الشوریٰ عن سلمہ بن کہیل عن ابی صادق عن حبشی الکنانی عن علیم الکندی عن سلمان الفارسی بیان کیا ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ یہ گھر آل زبیرؓ کے ایک شخص کے ہاتھوں جلایا جائے گا۔ اور ابوبکر بن خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے بحوالہ ابوفضیل بیان کیا ہے کہ سالم بن ابی حفصہ نے بحوالہ منذر الشوری ہم سے بیان کیا کہ ابن حنفیہ نے فرمایا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں تیرے دیئے ہوئے علم سے جانتا ہوں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے مقتول ہو کر نکلے گا اور اس کے سر کو بازاروں میں پھرایا جائے گا' اور زبیر بن بکار نے بحوالہ ہشام بن عروہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب کہ وہ چھوٹی عمر کے تھے' تلوار تلوار بولا اور وہ اسے اپنے منہ سے کہنا نہیں چھوڑتے تھے اور جب حضرت زبیرؓ نے آپ سے یہ بات سنی تو آپ سے کہنے لگے قسم بخدا تو کسی دن ضرور جبڑا ر نکے گا۔ اور آپ کے قتل کی کیفیت پہلے بیان ہو چکی ہے اور یہ کہ حجاج نے آپ کو ثنیہ کے اوپر ایک تنے پر صلیب دیا تھا اور آپ کی والدہ آئیں اور انہوں نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر آپ کے لیے لمبی دعا کی اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی نہ گرا پھر وہ واپس چلی گئیں' اور اسی طرح حضرت ابن عمرؓ نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر آپ کے لیے دعا کی اور آپ کی بہت تعریف کی اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ نافع بن ثابت نے حضرت اسماءؓ کے غلام عبداللہ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو آپ کی والدہ آپ کے پاس گئیں حتیٰ کہ آپ کے پاس کھڑی ہو گئیں اور آپ ایک چوپائے پر سوار تھیں اور حجاج بھی اپنے اصحاب کے ساتھ آیا اور اس نے حضرت اسماءؓ کے متعلق دریافت کیا تو اسے آپ کے متعلق بتایا گیا تو وہ

Marfat.com

آ کر آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آپ نے دیکھا کہ اللہ نے حق کو کیسے فتح دی ہے اور اسے غالب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بسا اوقات باطل کو حق اور اہل حق پر غلبہ ہو جاتا ہے اور تو جنت اور اس کے درمیان ہے اس نے کہا آپ کے بیٹے نے اس گھر میں الحاد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اور جو از راہ ظلم اس میں الحاد کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے) اور اللہ نے اسے اس عذاب الیم کا مزا چکھا دیا ہے' آپ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے وہ پہلا اسلامی بچہ تھا جو مدینہ میں پیدا ہوا اور رسول اللہ ﷺ اس کی پیدائش سے خوش ہوئے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے گھٹی دی اور اس روز مسلمانوں نے تکبیر کہی حتیٰ کہ مدینہ اس کی خوشی سے لرز گیا اور تم اور تمہارے ساتھی اس کے قتل سے خوش ہوئے ہیں اور جو لوگ اس روز اس کی پیدائش پر خوش ہوئے تھے وہ تجھ سے اور تیرے اصحاب سے بہتر تھے اس کے علاوہ وہ والدین سے حسن سلوک کرنے والا' روزے دار' کتاب اللہ کو قائم کرنے والا اور حرم الٰہی کی تعظیم کرنے والا تھا جو اللہ کے نافرمان سے بغض رکھتا تھا میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ثقیف سے ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ظاہر ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عنقریب ثقیف سے دو کذاب ظاہر ہوں گے ان میں سے دوسرا پہلے سے بدتر ہوگا اور وہ بربادی افگن ہوگا' پس حجاج شکست کھا کر واپس چلا گیا' عبدالملک کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اسے حضرت اسماءؓ سے مخاطبت کرنے کے بارے میں ملامت کرتے ہوئے خط لکھا اور کہا' تجھے صالح شخص کی بیٹی سے کیا واسطہ؟ مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ عقبہ بن مکرم نے ہم سے بیان کیا کہ اسود بن شیبان نے بحوالہ ابونوفل خبر دی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو ثنیۃ الحجون پر مصلوب دیکھا اور قریش اور لوگ آپ کے پاس سے گزرنے لگے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے پاس سے گزرے اور آپ کے پاس ٹھہر کر کہنے لگے اے ابوخبیب السلام علیک' اے ابوخبیب السلام علیک' اے ابوخبیب السلام علیک' قسم بخدا میں نے تجھے اس بات سے روکا تھا' قسم بخدا میں نے تجھے اس بات سے روکا تھا' قسم بخدا میں نے تجھے اس بات سے روکا تھا' خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ تو صوام' قوام' بہت صلہ رحمی کرنے والا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دور چلے گئے حجاج کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ان کے پاس کھڑے ہونے اور آپ نے جو بات کہی تھی اس کی اطلاع ملی تو اس نے حجاج کو پیغام بھیجا اور اس نے آپ کو تنے سے اتار دیا اور یہود کی قبور میں پھینک دیا پھر اس نے آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا تو آپ نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا تو اس نے دوبارہ ایلچی کو آپ کے پاس بھیجا کہ آپ کو میرے پاس آنا پڑے گا ورنہ میں آپ کی طرف اس شخص کو بھیجوں گا جو آپ کی زلفوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لے آئے گا' آپ نے انکار کیا اور کہنے لگیں خدا کی قسم میں اس کے پاس نہیں جاؤں گی حتیٰ کہ وہ میرے پاس اس شخص کو بھیجے جو مجھے میری زلفوں سے پکڑ کر گھسیٹے' حجاج نے کہا مجھے میری جوتیاں دو' پس اس نے اپنی دونوں جوتیاں لیں اور تکبر سے چلتا ہوا آپ کے پاس آ کر کہنے لگا' آپ کے خیال میں' میں نے اس سے کیسا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کی دنیا خراب کی ہے اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی ہے' مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کہتی ہیں کہ اے ذات النطاقین کے بیٹے! قسم بخدا میں ذات النطاقین ہوں' میں ایک سے رسول اللہ ﷺ کا کھانا اور حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کا کھانا پہنچاتی تھی اور دوسرا' عورت کی وہ پیٹی ہے جس سے وہ بے نیاز نہیں ہو سکتی نیز رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہوگا' کذاب کو تو ہم نے دیکھا ہے اور بربادی

Marfat.com

لیکن میرے خیال میں تو ہی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آپ کے پاس سے اٹھ گیا اور پھر اس نے آپ سے بات نہیں کی' مسلم اس کی روایت میں منفرد ہیں' اور واقدی نے روایت کی ہے کہ جب حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ثنیۃ الحجون پر صلیب دیا تو حضرت اسماءؓ نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس پر بددعا کریں گی اور آپ نے اس سے آپ کے دفن کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے آپ کی بات کو تسلیم نہ کیا حتیٰ کہ اس نے اس بارے میں عبدالملک کو خط لکھا تو اس نے اُسے دفن کرنے کے متعلق لکھا تو آپ کو حجون میں دفن کر دیا گیا اور مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کی قبر کے پاس سے کستوری کی خوشبو سونگھی جاتی ہے۔

اور حجاج' شام سے دو ہزار سواروں کے ساتھ آیا اور طارق بن عمرو بھی پانچ ہزار کے ساتھ اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور محمد بن سعد وغیرہ نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیا اور اس کے پاس چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے اور اس نے مسجد الحرام پر سنگباری کرنے کے لیے کوہ ابوقبیس پر منجنیق نصب کر دی نیز اس نے اہل مکہ میں اعلان کیا کہ جو شخص اہل مکہ میں سے نکل کر اس کے پاس چلا جائے گا وہ امن میں ہو گا اور کہنے لگا ہم ابن زبیرؓ کے سوا اور کسی شخص سے لڑنے کے لیے نہیں آئے اور اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو تین باتوں کے درمیان اختیار دیا کہ وہ زمین میں جہاں چاہیں چلے جائیں یا وہ آپ کو بیڑیوں میں جکڑ کر شام کو بھیج دیتا ہے یا یہاں جنگ کر کے قتل ہو جائیں' پس آپ نے اپنی ماں سے مشورہ کیا تو اس نے فقط تیسری بات کا مشورہ دیا' روایت ہے کہ آپ کی ماں نے آپ کا کفن منگایا اور آپ کو خوشبو لگائی اور قتل ہونے پر آپ کی حوصلہ افزائی کی' پس آپ اس ارادے سے باہر نکلے اور ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کو منگل کے روز شدید جنگ کی اور ایک اینٹ آ کر آپ کو لگی جس نے آپ کا سر پھوڑ دیا اور آپ منہ کے بل زمین پر گر پڑے پھر آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا مگر اٹھ نہ سکے' پس آپ نے اپنی بائیں کہنی پر ٹیک لگائی اور جو شخص آپ کے پاس آتا اسے تلوار مارنے لگے اور ایک شامی شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس کو تلوار مار کر اس کی ٹانگ کاٹ دی پھر انہوں نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا اور آپ کا سر کاٹ لیا اور آپ کا قتل حجون کے قریب ہوا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے کہ آپ کو قتل کر دیا گیا۔ واللہ اعلم

پھر حجاج نے حجون کے پاس ثنیہ کدا پر الٹا کر کے آپ کو صلیب دے دی پھر جب اس نے آپ کو اتارا تو آپ کو یہود کے قبرستان میں دفن کر دیا جیسا کہ مسلم نے روایت کی ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو حجون میں اس مقام پر دفن کیا گیا جہاں آپ کو صلیب دیا گیا۔ واللہ اعلم

اور عبدالرزاق نے عن معمر عن ایوب عن ابن سیرین بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب مختار کا سر لایا گیا تو جو بات حضرت کعب الاحبار ہم سے بیان کرتے تھے ہم اسے اسی طرح پاتے سوائے آپ کے اس قول کے کہ ثقیف کا ایک جوان مجھے قتل کرے گا اور یہ میرے سامنے اس کا سر پڑا ہے ابن سیرینؒ نے بیان کیا ہے کہ آپ کو معلوم نہ ہوا کہ آپ کے لیے حجاج کو چھپایا ہوا ہے اور اسے ایک اور طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے میں کہتا ہوں مشہور یہ ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کو منگل کے روز قتل ہوئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ جمادی الآخرۃ کو قتل ہوئے تھے' اور مالک وغیرہ سے روایت ہے کہ آپ کا قتل ۷۲ھ کے سر پر ہوا تھا اور مشہور اور صحیح قول پہلا ہی ہے اور آپ کی بیعت ۷ر رجب ۶۴ھ کو ہوئی تھی اور آپ کی پیدائش ہجرت کے پہلے

Marfat.com

سال ہوئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ شوال ۷۲ھ کو ہوئی تھی اور وفات کے وقت آپ قطعی طور پر ستر سال سے متجاوز تھے۔ واللہ اعلم

اور آپ کی والدہ آپ کے بعد صرف ایک سو دن زندہ رہیں اور بعض دس یوم اور بعض پانچ یوم بیان کرتے ہیں اور پہلا قول مشہور ہے اور عنقریب آپ کی والدہ کے حالات بیان ہوں گے اور حضرت ابن زبیرؓ اور آپ کے بھائی مصعب کے بہت سے بلیغ مرثیے کہے گئے ہیں جن میں سے معمر بن ابی معمر الذہلی کا مرثیہ بھی ہے جس میں وہ دونوں بھائیوں کا مرثیہ کہتا ہے۔

''تیری زندگی کی قسم تو نے لوگوں کی کوئی حاجت نہیں چھوڑی اور نہ تو نے ہدایت کا لباس متذبذب ہو کر پہنا' اس صبح کو مصعب نے مجھے آواز دی تو میں نے اسے جواب دیا اور میں نے اسے خوش آمدید کہا' تیرا باپ رسول اللہ ﷺ کا حواری ہے اور اس کی تلوار بھی' اور تو ہم میں سے بحمد اللہ باپ کے لحاظ سے بہتر ہے اور وہ تیرا بھائی ہے جو مکہ میں اپنی روشنی سے راہ پاتا ہے اور ہمیں بلند آواز سے بلاتا ہے اور میں دو چہروں والا نہیں کہ ایک مصعب کے لیے مریض چہرہ ہو اور دوسرا مروان کے لیے جب وہ مشتاق ہو اور میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے ابن مروان کی خیر خواہی کی جو مؤثر نہ ہوئی اور نہ وہ قریب ہوا' اس نے وہ بات کی جس سے مصعب کی آنکھ میں تنکا پڑے لیکن میں نے مصعب کی اللہ خیر خواہی کی' یہاں تک کہ حادثات نے اسے اپنا تیر مارا' ہائے اس تیر کے کیا کہنے جو سیدھا اور ٹھیک تھا اگرچہ اس زمانے نے مصعب کو ہلاک کر دیا ہے اور عبداللہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور ہر شخص موت کا جرعہ پینے والا ہے خواہ اس کی کوشش اس سے ہٹی ہوئی ہو اور وہ ڈر جائے''۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو آپ کے اعضاء کے قطع ہو جانے کے بعد آپ کی ماں نے غسل دیا اور خوشبو لگائی اور کفن دیا اور نماز پڑھی اور آپ کو مدینہ لے گئی اور صفیہ بنت حیی کے گھر میں دفن کیا پھر اس گھر کو مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا اور وہ مسجد میں حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدفون ہیں اور یہ بات کئی مؤرخین نے بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

اور طبرانی نے بحوالہ عامر بن عبداللہ بن زبیر روایت کی ہے کہ اس کے باپ نے اس سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے پچھنوں کا خون گرانے کے لیے دیا تو وہ اسے پی گیا اور جب وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے عبداللہ تو نے خون کے ساتھ کیا کیا ہے؟ میں نے کہا' میں نے اسے ایک جگہ رکھ دیا ہے میرا خیال ہے کہ وہ لوگوں سے ڈر گیا آپ نے فرمایا شاید تو اسے پی گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا تجھے خون پینے کا کس نے حکم دیا ہے؟ لوگوں کی طرف سے تجھ پر ہلاکت ہو گی اور لوگ تیری وجہ سے ہلاک ہوں گے' اور ایک دفعہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دہلیز پر کھڑے ہیں اور ان کے پاس ایک طشت ہے جس سے آپ پی رہے ہیں اور حضرت سلمان اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت عبداللہؓ سے کہا تم فارغ ہو گئے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں' حضرت سلمانؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا میں نے اسے اپنے پچھنوں کا دھون گرانے کو دیا' حضرت سلمانؓ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' یہ اسے پی گیا ہے آپ نے پوچھا تو اسے پی گیا ہے؟ حضرت عبداللہ نے کہا ہاں' آپؐ نے فرمایا کیوں؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا میں نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کا خون میرے پیٹ میں ہو اور آپ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا' لوگوں کی طرف سے تجھ پر ہلاکت ہو گی اور لوگ

Marfat.com

تیری وجہ سے ہلاک ہوں گے اور آگ تجھے صرف قسم کے حلال کرنے کے لیے چھوئے گی اور جب یزید بن معاویہؒ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سونے کی یہ بیڑی اور زنجیر اور چاندی کا طوق بھیجا اور قسم دی کہ آپ اس میں میرے پاس آئیں تو لوگوں نے آپ سے کہا امیر المومنین کی قسم کو پورا کریں تو آپ نے فرمایا:

اور مجھ سے جو ناحق مطالبہ کیا جاتا ہے میں اس کے لیے نرم نہیں ہوں گا حتیٰ کہ چبانے والے کی داڑھ کے لیے پتھر نرم ہو جائے پھر کہنے لگے خدا کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کی ضرب مجھے ذلت کے کوڑے سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ نے اپنی طرف دعوت دی اور یزید بن معاویہ سے اختلاف ظاہر کیا اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی ماں کے پاس گئے اور کہنے لگے بلاشبہ موت میں راحت ہے اور آپ کی ماں سو سال کی ہو چکی تھی اور اس کا ایک دانت نہیں گرا تھا اور نہ اس کی آنکھ خراب ہوئی تھی وہ کہنے لگی میں اس وقت تک مرنا نہیں چاہتی جب تک دو باتوں میں سے مجھے ایک کی خبر نہ آئے یا تو تو آپ بادشاہ بن جائے اور میری آنکھ ٹھنڈی ہو اور یا تو قتل ہو جائے اور مجھے تیرا ثواب ملے پھر آپ ماں کو چھوڑ کر یہ کہتے ہوئے چلے گئے۔

''میں عار کے بدلے زندگی خریدنے والا نہیں اور نہ موت کے خوف سے سیڑھی مانگنے والا ہوں''۔

پھر آپ آل زبیرؓ کے پاس آ کر انہیں نصیحت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم میں سے ہر ایک کی تلوار اس کے چہرے کی طرح ہو اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنا دفاع کرے خدا کی قسم میں جس فوج میں بھی شامل ہوا ہوں اس کے ہراول دستے میں رہا ہوں اور مجھے جو زخم پہنچا ہے اس کی دوا بھی پہنچی ہے پھر آپ نے ان پر حملہ کر دیا اور سفیان بھی آپ کے ساتھ تھا سب سے پہلے اسود آپ کو ملا اور آپ نے اس پر تلوار کا وار کر کے اس کی پنڈلی کاٹ دی تو اسود نے آپ سے کہا زانیہ کے بیٹے! حضرت زبیرؓ نے اسے کہا اے سانڈ کے بیٹے تو ذلیل ہو حضرت اسماء زانیہ تھیں؟ پھر آپ نے انہیں مسجد سے نکال باہر کیا اور مسجد کی چھت پر اس کے مددگاروں کی ایک جماعت تھی جو اس کے دشمنوں کو اینٹیں مارتی تھی پس بلا ارادہ اس کے ایک مددگار کی اینٹ آپ کے سر کی مانگ میں لگی جس نے آپ کا سر پھوڑ دیا اور آپ کھڑے ہو کر کہنے لگے اگر میرا مدمقابل ایک ہوتا تو میں اسے کافی ہوتا اور کہنے لگے۔

''اور ہم ایسے لوگ نہیں کہ ہمارے زخموں کا خون ہماری ایڑیوں پر بہتا ہو لیکن خون ہمارے قدموں پر ٹپکتا ہے''۔

پھر آپ گر پڑے اور آپ کے دو غلام آپ پر جھک گئے اور وہ کہہ رہے تھے: ...م اپنے آقا کی حفاظت کرتا ہے اور محفوظ ہوتا ہے پھر انہوں نے آپ کی طرف آدمی بھیجے اور انہوں نے آپ کا سر کاٹ لیا اور ا... رح طبرانی نے بحوالہ اسحٰق بن ابی اسحٰق روایت کی ہے کہ جس روز حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قتل ہوئے میں مسجد الحرام میں موجود تھا اور فوجیں مسجد کے دروازوں سے داخل ہونے لگیں اور جب بھی لوگ مسجد کے دروازے سے داخل ہوتے آپ ان پر حملہ کر کے انہیں باہر نکال دیتے اسی دوران میں مسجد کی ایک برجی آپ کے سر پر آ گری اور اس نے آپ کو گرا دیا اور آپ یہ اشعار بطور مثال پڑھ رہے تھے۔

''اے اسماء اے اسماء مجھ پر نہ رو میرا دین اور حسب باقی رہے گا اور تلوار میرا دایاں بازو ہے''۔

روایت ہے کہ آپ کی ماں نے حجاج سے کہا کیا اس سوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا؟ حجاج نے کہا تیرا بیٹا منافق ہے وہ کہنے لگیں خدا کی قسم وہ منافق نہ تھا وہ روزے دار، شب زندہ دار اور صلہ رحمی کرنے والا تھا اس نے کہا اے بڑھیا واپس چلی جا تو پاگل ہو گئی ہے وہ کہنے لگیں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ثقیف سے ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ظاہر ہوگا۔

Marfat.com

میرا دماغ خراب نہیں ہوا اور کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور بربادی افگن تو ہے اور مجاہد نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھا کہ آپ حضرت ابن زبیرؓ کے پاس سے گزرے اور کھڑے ہو کر آپ کے لیے رحم کی دعا کی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی برائی کرے گا اسے جزا ملے گی۔ اور سفیان نے ابن جریج سے بحوالہ ابوملیکہ روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کے پاس حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ اسلام میں عفیف' قرآن کے قاری' روزے دار اور شب زندہ دار تھے ان کا باپ زبیر رضی اللہ عنہ اور ماں اسماءؓ اور نانا ابوبکرؓ اور پھوپھی خدیجہؓ اور دادی صفیہؓ اور خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھی خدا کی قسم میں اپنے نفس کا ان سے ایسا محاسبہ کروں گا کہ میں نے اس کا حضرت ابوبکرؓ سے ایسا محاسبہ نہیں کیا اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ زکریا الناجی نے ہم سے بیان کیا کہ حوثرہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن المرزبان ابوسعید العبسی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ میں حج کے اجتماع میں حضرت ابن زبیرؓ کے خطبہ میں شامل ہوا' آپ یوم الترویہ سے ایک روز قبل ہمارے پاس آئے اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے آپ نے شاندار تلبیہ کہی جسے میں نے بھی سنا' پھر آپ نے اللہ کی حمد وثناء کی' پھر فرمایا' امابعد! تم مختلف اطراف سے اللہ کے پاس آئے ہو اور اللہ پر اپنے وفد کی عزت کرنا واجب ہے پس تم میں سے جو شخص اس چیز کا طالب ہے جو اللہ کے پاس ہے وہ ناکام نہ ہوگا' اپنے قول کی اپنے فعل سے تصدیق کرو' بلاشبہ قول کا دارومدار فعل ہے اور نیت کا نیت اور دل کا دل' ان ایام میں اللہ سے ڈرو بلاشبہ ان ایام میں گناہ بخشے جاتے ہیں اور تم مختلف اطراف سے تجارت' طلب مال اور دنیا کی طلب کے لیے یہاں نہیں آئے پھر آپ نے تلبیہ کہا اور لوگوں نے بھی تلبیہ کہا' میں نے اس روز سے زیادہ آپ کو روتے نہیں دیکھا اور حسن بن سفیان نے روایت کی ہے کہ حیان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس نے بحوالہ وہب بن کیسان ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مجھے نصیحت کی باتیں کیں' امابعد! بلاشبہ اہل تقویٰ کی علامات ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں اور وہ علامتیں ان سے پہچانی جاتی ہیں یعنی سچ بات کرنا' امانت کا ادا کرنا' غصے کا پینا' مصیبتوں پر صبر کرنا' راضی بالقضاء ہونا' نعماء کا شکر ادا کرنا اور قرآن کے حکم کے آگے جھک جانا وغیرہ' زمانہ بازار کی مانند ہے اس میں جو مال چالو ہوتا ہے اسے اس کی طرف لایا جاتا ہے اگر اس میں حق کی گرم بازاری ہو تو اسے اس کی طرف لایا جاتا ہے اور وہاں اہل حق آجاتے ہیں اور اگر اس میں باطل کی گرم بازاری ہو تو اسے اس کی طرف لایا جاتا ہے اور وہاں اہل باطل آجاتے ہیں۔

ابومعاویہ نے بیان کیا ہے کہ ہشام بن عروہ نے بحوالہ وہب بن کیسان ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو کبھی کسی بادشاہ وغیرہ کی محبت وخوف کی وجہ سے صلح کرتے نہیں دیکھا اور انہی اسنادات کی وجہ سے اہل شام حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو عار دلا کر کہتے تھے کہ اے ذات النطاقین کے بیٹے' حضرت اسماءؓ نے اسے کہا اے میرے بیٹے وہ تجھے نطاقین کی عار دلاتے ہیں اور میری ایک ہی پیٹی تھی میں نے اسے پھاڑ کر دو کر دیں اور ان میں سے ایک میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا رکھا اور دوسرے کے ساتھ میں نے آپ کا اس وقت مشکیزہ باندھا جب آپ اور حضرت ابوبکرؓ مدینہ کی طرف ہجرت کرنا چاہتے تھے اور اس کے بعد جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو لوگ نطاقین کی عار دلاتے تو آپ فرماتے' قسم بخدا یہ ایک عیب ہے' جس کی عار تجھ سے دور ہونے والی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

Marfat.com

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ۷۳ھ میں مکہ میں قتل ہونے والے اعیان

حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن خلف الجمحی ابوصفوان مکی‘ آپ اپنے باپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا زمانہ پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت کی ہے اور آپ سے بہت سے تابعین نے روایت کی ہے‘ آپ صاحبِ شرف سردار‘ مطاع اور حلیم تھے اور تکلیف کو برداشت کرتے تھے اگر آپ کو سیاہ غلام گالی دیتا تو آپ اس سے ناک بھوں نہ چڑھاتے اور جس نے بھی آپ کا قصد کیا آپ نے اسے ناکام واپس نہیں کیا اور جس جنگل کے متعلق بھی آپ نے سنا اس میں کنواں کھود دیا یا اس میں کوئی برکت کا کام کر دیا اور جس رکاوٹ کے متعلق سنا اسے آسان کر دیا‘ کہتے ہیں کہ مہلب بن ابی صفرۃ عراق سے حضرت ابن زبیرؓ کے پاس آیا اور آپ خلوت میں دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے تو ابن صفوان نے آ کر کہا یہ کون شخص ہے جس نے آپ کو آج مصروف کر دیا ہے؟ آپ نے کہا عراقی عربوں کا سردار ہے‘ ابن صفوان نے کہا اسے مہلب ہونا چاہیے‘ سو مہلب نے حضرت ابن زبیرؓ سے کہا یا امیر المومنین میرے بارے میں پوچھنے والا کون ہے آپ نے فرمایا قریش مکہ کا سردار ہے اس نے کہا اسے عبداللہ بن صفوان ہونا چاہیے اور ابن صفوان بہت سخی تھے۔

اور ابن زبیر بن بکار نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ حج کرنے آئے تو لوگ آپ سے ملے اور ابن صفوان بھی ملنے والوں میں شامل تھے وہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ چلنے لگے اور اہل شام کہنے لگے امیر المومنین کے ساتھ چلنے والا یہ شخص کون ہے؟ اور جب وہ مکہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بکریوں کا ایک سفید پہاڑ ہے‘ اس نے کہا‘ یا امیر المومنین یہ بکریاں میں نے آپ کو دیں اور وہ ایک ہزار بکریاں تھیں اہل شام کہنے لگے ہم نے امیر المومنین کے عم زاد سے بڑا سخی نہیں دیکھا‘ حضرت ابن صفوانؓ ان لوگوں میں شامل تھے جو حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ اس وقت ثابت قدم رہے تھے جس وقت حجاج نے آپ کا محاصرہ کیا تھا حضرت ابن زبیرؓ نے آپ سے کہا میں نے آپ کی بیعت فسخ کی آپ جہاں چاہیں چلے جائیں انہوں نے کہا میں نے صرف اپنے دین کے دفاع میں جنگ کی ہے پھر آپ ڈٹ گئے حتیٰ کہ اس سال کعبہ کے پردوں سے لٹکے ہونے کی حالت میں قتل ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مطیع:

ابن الاسود بن حارثہ قرشی عدوی مدنی‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئے اور آپ نے انہیں گھٹی دی اور آپ کے لیے برکت کی دعا کی‘ آپ نے اپنے باپ سے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا آج کے بعد کسی قریشی کو قیامت کے دن تک باندھ کر قتل نہ کیا جائے گا۔ اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں ابراہیم اور محمد اور شعبی اور عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ اور محمد بن ابی موسیٰ نے روایت کی ہے‘ زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مطیع‘ شجاعت و بہادری کے لحاظ سے قریش کے

Marfat.com

بڑے آدمیوں میں سے تھے اور مجھے میرے چچا مصعب نے بتایا کہ وہ حرہ کی جنگ میں قریش کا امیر تھا پھر وہ مکہ میں حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ قتل ہو گیا اور اس نے یہ شعر کہا ہے کہ:۔

''میں نے ہی حرہ کے روز فرار کیا تھا اور شیخ ایک بار ہی فرار کرتا ہے اور فرار کی پلٹ کر حملہ کرنے سے اصلاح نہیں کی جا سکتی''۔

حضرت عوف بن مالکؓ:

عوف بن مالک بن عوف اشجعی غطفانی' آپ جلیل القدر صحابی تھے' حضرت خالد بن ولید اور آپ سے پہلے امراء کے ساتھ موتہ میں شامل ہوئے اور فتح مکہ میں بھی شامل ہوئے اس روز آپ کی قوم کا جھنڈا آپ کے پاس تھا اور شام کی فتح میں بھی شامل ہوئے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے تابعین کی ایک جماعت اور ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے اور وہ آپ سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور واقدی' خلیفہ بن خیاط' ابو عبید اور کئی مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۷۳ھ میں شام میں وفات پائی ہے۔

حضرت اسماء بنت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ جنہیں ذات النطاقین کہا جاتا ہے' آپ کو یہ نام ہجرت کے سال دیا گیا جب آپ نے اپنی پیٹی کو پھاڑا اور اس سے حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے کھانے کو باندھا جب وہ مدینہ جانے کے ارادے سے نکلے تھے' آپ کی والدہ کا نام قیلہ ہے اور بعض نے قبیلہ بنت عبدالعزیٰ بیان کیا ہے جو بنی عامر بن لوی سے تھی حضرت اسماءؓ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور وہ اسلام کے آغاز میں مکہ میں تھیں اور آپ نے اور آپ کے خاوند حضرت زبیرؓ نے ہجرت کی اور آپ حاملہ تھیں اور اپنے بچے عبداللہ کے دن پورے کیے ہوئے تھیں' مدینہ آنے کے آغاز میں ہی آپ نے عبداللہ کو جنم دیا اس کے بعد آپ نے حضرت زبیرؓ سے عروۃ اور المنذر کو جنم دیا اور آپ مہاجرین اور مہاجرات میں سے آخری مرنے والی تھیں اور آپ اور آپ کی بہن حضرت عائشہؓ اور آپ کے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے دادا ابو عتیق اور آپ کے بیٹے عبداللہ اور آپ کے خاوند حضرت زبیرؓ سب صحابی تھے اور آپ معرکہ یرموک میں اپنے بیٹے اور خاوند کے ساتھ شامل ہوئیں اور آپ اپنی بہن حضرت عائشہؓ سے دس سال بڑی تھیں' کہتے ہیں کہ حجاج آپ کے بیٹے کو قتل کرنے کے بعد آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ماں! امیر المومنین نے مجھے آپ کے متعلق وصیت کی ہے کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ آپ نے جواب دیا میں تیری ماں نہیں' میں ثنیہ پر مصلوب ہونے والے کی ماں ہوں اور مجھے کوئی حاجت نہیں لیکن میں تجھ سے ایک حدیث بیان کروں گی' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ثقیف سے ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ظاہر ہو گا' کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور بربادی افگن میرے خیال میں تو ہی ہے' اس نے کہا میں منافقین کو برباد کرنے والا ہوں' کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس گئے اور آپ کا بیٹا مصلوب تھا آپ نے حضرت اسماءؓ سے کہا یہ جسم کچھ چیز نہیں' ارواح تو اللہ کے پاس ہیں پس اللہ کا تقویٰ اختیار اور صبر کر' حضرت اسماءؓ نے کہا صبر سے مجھے کون مانع ہے جب کہ حضرت زکریا بن یحییٰ علیہ السلام کا سر بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کو ہدیۃً دیا گیا ہے' کہتے ہیں کہ آپ نے اسے دھویا اور

Marfat.com

خوشبو لگائی اور کفن دیا اور اس پر نماز پڑھی اور اسے دفن کر دیا پھر آپ کچھ دن بعد جمادی الآخرۃ میں فوت ہو گئیں' بعض نے بیان کیا ہے کہ جب آپ بڑی عمر کی ہو گئیں تو حضرت زبیرؓ نے آپ کو طلاق دے دی اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کے بیٹے عبداللہ نے آپ سے کہا میرے جیسے شخص کی ماں سے وطی نہیں کی جا سکتی تو حضرت زبیرؓ نے اسے طلاق دے دی اور بعض کا قول ہے کہ آپ میں اور حضرت زبیرؓ میں جھگڑا ہو گیا تو عبداللہ ان دونوں کے درمیان صلح کرانے آئے تو حضرت زبیرؓ نے کہا اگر وہ آئی تو اسے طلاق ہو گی پس وہ آئی اور جدا ہو گئی۔ واللہ اعلم

اور حضرت اسماءؓ نے بڑی اچھی عمر پائی اور اپنی آخری عمر میں اندھی ہو گئیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی نظر صحیح تھی اور آپ کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور آپ نے اس سال اپنے بیٹے کے قتل کو دیکھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر اس کے پانچ دن بعد آپ فوت ہو گئیں اور بعض نے دس دن اور بعض نے بیس دن اور بعض نے بیس پچیس دن بیان کیے ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے بیٹے کے قتل کے بعد ایک سو دن زندہ رہیں اور یہ سب سے مشہور قول ہے آپ کی عمر سو سال تھی اور آپ کا کوئی دانت نہیں گرا تھا اور نہ عقل میں فتور ہوا تھا' آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے متعدد احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال یعنی ۷۳ھ میں عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو بصرہ سے معزول کر دیا اور اپنے بھائی بشر بن مروان کو کوفہ کے ساتھ بصرہ کا بھی امیر بنا دیا پس وہ بصرہ گیا اور اس نے کوفہ پر عمرو بن حریث کو نائب مقرر کر دیا اور اس میں محمد بن مروان نے موسم گرما میں جنگ کر کے رومیوں کو شکست دی' کہتے ہیں کہ اس سال میں عثمان بن ولید کی آرمینیا کی جانب سے رومیوں سے جنگ ہوئی اور وہ چار ہزار تھے اور رومی ساٹھ ہزار تھے اور اس نے انہیں شکست دی اور ان میں خوب قتلام کیا اور اس سال حجاج نے لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی اور وہ مکہ' یمن اور یمامہ کا امیر تھا اور کوفہ اور بصرہ کا امیر بشر بن مروان تھا اور کوفہ کی قضا پر شریح بن حارث اور بصرہ کی قضا پر ہشام بن ہبیرہ مقرر تھا اور خراسان کی امارت پر بکیر بن دشاح امیر تھا یعنی وہ عبداللہ بن خازم کا نائب تھا۔ واللہ اعلم

اس سال میں حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ مزید وفات پانے والے اعیان کا ذکر

عبداللہ بن حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ:

ابو محمد آپ کو مدینہ میں صحبت اور روایت حاصل تھی۔

عبداللہ سعد بن خثیم انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ کو صحبت حاصل تھی آپ نے یرموک میں شمولیت کی' آپ بہت عبادت گزار اور جنگجو تھے۔

مالک بن مسمع بن غسان بصری:

آپ عبادت و زہادت میں بڑی کوشش کرنے والے تھے۔

Marfat.com

ثابت بن الضحاک انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ کو صحبت و روایت حاصل تھی آپ نے مدینہ میں وفات پائی' آپ کو ابو زید الاشالی کہا جاتا ہے' آپ درخت تلے بیعت کرنے والوں میں شامل تھے' یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا ہے کہ ابو قلابہ نے مجھے بتایا ہے کہ ثابت بن الضحاک نے اسے بتایا کہ اس نے درخت تلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی وہ اس کا ضامن ہوگا''۔

زینب بنت ابی سلمیٰ مخزومی:

آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ تھیں آپ کی ماں نے حبشہ میں آپ کو جنم دیا۔ آپ کو صحبت و روایت حاصل تھی۔

توبۃ بن الصمۃ:

آپ ہی کو لیلیٰ کا مجنون کہا جاتا ہے' اور توبہ' بنی حارث بن کعب پر غارت گری کرتا تھا۔ اس نے لیلیٰ کو دیکھا تو اس کا گرویدہ اور عاشق بن گیا اور اس کے بارے میں بہت سے شاندار اشعار کہے جن جیسے اشعار ان سے پہلے نہیں کہے گئے اور نہ ان بکثرت معانی اور حکمتوں کی وجہ سے جو ان میں موجود تھیں ان سے ملایا جا سکتا ہے ایک مرتبہ اس سے دریافت کیا گیا' کیا تمہارے اور لیلیٰ کے درمیان کبھی شک پیدا ہوا ہے؟ اس نے کہا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں نے کبھی کسی محرم پر اپنی شلوار کھولی ہو' اور لیلیٰ' عبدالملک کے پاس بے انصافی کی شکایت کرتے ہوئے آئی تو اس نے اسے کہا' توبہ نے تیرا کیا دیکھا ہے کہ وہ تجھ پر عاشق ہو گیا ہے؟ وہ کہنے لگی: یا امیر المومنین خدا کی قسم میرے اور اس کے درمیان کبھی شک اور فحش کلامی نہیں ہوئی' عرب صرف عشق کرتے ہیں اور پاک دامن ہوتے ہیں اور جس سے محبت کرتے ہیں اس کے بارے میں کمینے اور ذلیل کاموں سے دور رہ کر اشعار کہتے ہیں' پس اس نے اس سے جو بے انصافی ہوئی تھی اسے دور کر دیا اور اسے انعام دیا۔ توبہ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض نے بیان کیا ہے کہ لیلیٰ اس کی قبر پر آئی اور روئی' حتیٰ کہ مر گئی۔ واللہ اعلم

Marfat.com

ہماری دیگر مطبوعات

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی